# No. 9.

THE

# HISTORY OF INDIA:

THE

Hindu and Mahomedan Periods

BY THE

HON. MOUNTSTUART ELPHINSTONE

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

## THE SCIENTIFIC SOCIETY.

# تاریخ ہندوستان

ہندوؤں اور مسلمانوں کے عہد کی ابتدا سے

سنہ ۱۷۶۱ء مطابق سنہ ۱۱۷۵ ہجری تک

مؤلفہ

آنریبل مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن صاحب بہادر

سابق گورنر بمبئی

مع

نقشوں اور حواشی اور نقشہ ہندوستان کے

جس کو

سائنٹفک سوسائٹی علیگڈھ نے ترجمہ کر کے

مشتہر کیا

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS

186[illegible]

# No. 9.

THE

# HISTORY OF INDIA.

THE

Hindu and Mahomedan Periods.

BY THE

HON. MOUNTSTUART ELPHINSTONE.

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

## THE SCIENTIFIC SOCIETY.

# تاریخ ہندوستان

ہندوؤں اور مسلمانوں کی عہد کی ابتدا سے

سنہ ١٧٦١ع مطابق سنہ ١١٧٥ ہجري تک

مولفہ

انریبل مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن صاحب بہادر

سابق گورنر بمبئی

معہ

تتموں اور حواشي اور نقشہ ہندوستان کے

جسکو

سین ٹیفک سوسئیٹي علیگڈہ نے ترجمہ کرکر

مشتہر کیا

ALLYGURH:

PRINTED AT THE SECRETARY SYUD AHMUD'S PRIVATE PRESS,

1866.

DEDICATED

TO

HIS GRACE THE DUKE OF ARGYLE

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

اس کتاب کو

بنام نامی

جناب هز گریس ڈیوک آف آرگائل

کے

سیٔنٹفک سوسائٹی نے معنون کیا





# فهرست

## مضامین جلد اول تاریخ هندوستان جسمیں صرف هندوؤں کا بیان هے

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| خدمتگار یعني شودر فرقہ کا بیان ... ... | ۲۹ |
| مخلوط ہوجانا فرقوں کا ... ... ... | ۳۱ |

## دوسرا باب

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| گورنمنٹ یعني حکومت کے بیان میں ... ... | ۳۳ |
| راجہ ... ... ... ... | ایضا |
| انتظام حکومت ... ... ... | ۳۵ |
| محاصل کا بیان ... ... ... | ۳۷ |
| دربار کا بیان ... ... ... ... | ۳۹ |
| لڑائي کا بیان ... ... ... ... | ۴۲ |

## تیسرا باب

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| عدل و انصاف کے بیان میں ... ... ... | ۴۵ |
| عام قاعدے ... ... ... ... | ایضا |
| قانون سیاست ... ... ... ... | ۴۷ |
| قانون دیواني یعني قانون انفصال خصومات ... ... | ۵۳ |
| قاعدہ مقدمات کي سماعت کا ... ... ... | ۵۳ |
| گواہي کا قانون ... ... ... | ۵۳ |
| مقدمات کي سماعت کا دوبارہ بیان ... ... | ۵۵ |
| قرضہ کا بیان ... ... ... | ۵۷ |
| سود کا بیان ... ... ... ... | ایضا |
| معاہدوں کا بیان ... ... ... | ایضا |
| بیع بلا مالک ہونے کے ... ... ... | ۵۸ |
| بیان تنازع مالک اور ملازم کا ... ... ... | ایضا |
| تنازع سرحد کا بیان ... ... ... | ایضا |
| زن و شوہر کے تعلقوں کا بیان ... ... ... | ۵۹ |
| وراثت کا بیان ... ... ... ... | ۶۲ |

## چوتھا باب

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| مذہب کا بیان ... ... ... ... | ۶۷ |
| بیدوں کا بیان ... ... ... ... | ایضا |

## تیسرا باب

| صفحہ | مضمون |
|---|---|

## چوتھا باب



## پانچواں باب

## تیسرا حصه



### پهلا باب

مضمون — صفحه



## دوسرا باب



## تیسرا باب



## چوتها باب



## پانچواں باب

| مضمون | صفحه |
|---|---|

## چھٹا باب



## ساتواں باب



## آٹھواں باب



## نواں باب



## دسواں باب

مضمون — صفحہ



## گیارهواں باب

مضمون — صفحه



# چوتھا حصه



## پہلا باب



## دوسرا باب

# چاروں حصوں مرقوم الصدر کے تتمے ۳۲۳

## پہلا تتمہ منو اور بیدوں کے زمانہ کے باب میں



## دوسرا تتمہ



## تیسرا تتمہ

صفحه　　مضمون



## چوتها تتمه



## پانچواں تتمه




# تاریخ هندوستان

## دیباچه

## هندوستان کي حدیں اور أسکي لنبائي چوڑائي

هندوستان کا ملک کوہ همالیه اور دریاے اٹک ( جسکو انڈس اور اباسین بهي کهتے هیں ) اور سمندر سے گهرا † هوا هی أسکي لنبائي کشمیر سے راس ‡ کماري تک ۱۹۰۰ میل هی اور أسکي چوڑائي دریاے انڈس کے دهانه * سے أن پهاڑوں تک جو برهمپتر دریا کے مشرق میں هیں ۱۵۰۰ میل سے زیادہ زیادہ هی *

## || قدرتي تقسیم هندوستان کي

بندهیاچل پهاڑ کا § سلسله تیئسویں اور پچیسویں درجه کے خط

---

† یعني أسکي شمال اور مشرق میں کوہ همالیه اور مغرب میں دریاے انڈس اور جنوب میں سمندر هی

‡ راس کماري کرناٹک کے ملک میں سمندر کے کنارہ پر جو زمین کا سرا نکلا هوا هی أسکا یهه نام هی اور انگریزي میں أسکو کیپ کامرن کهتے هیں *

* انڈس کے دهانے کرانچي بندر کے قریب سمندر میں گرتے هیں پس هندوستان کي چوڑائي کرانچي سے گني چاهیئے اور برهم پتر دریا کے مشرق میں جو پهاڑ هیں أنکے کنارے پر سیدیا شهر هی اسلیئے وهاں تک هندوستان کے چوڑائي کي انتها سمجهني چاهیئے اور یوں کهنا چاهیئے کہ هندوستان کي چوڑائي کرانچي سے سیدیا تک ۱۵۰۰ میل هی

|| کسي ملک کي زمین کے حصے جو بسبب دریاؤں یا پهاڑوں کے از خود جدا جدا هو جاتے هیں أسکو قدرتي تقسیم کهتے هیں

§ بندهیاچل کا پهاڑ مغرب سے مشرق کو چلا گیا هی اور اسکي جڑ میں دریاے نربدا بهتا هی

سیدھی سیدھ میں واقع ھی اور اُسکے سبب هندوستان کے دو حصے شرقاً وغرباً گجرات کے شمالي مغربي جنگل سے گنگا کے کنارہ تک از خود ھوگئے ھیں اُنمیں سے جو حصہ شمال کو ھی اُسی هندوستان کہتے ھیں اور جو حصہ جنوب کو ھی اُسی دکھن †† بولتے ھیں *

## شمالي هندوستان کے حصے

هندوستان اُن ضلعوں سے جنمیں گنگا بہتي ھی اور جنمیں دریا انڈس گذرتا ھی اور اُسکے قریب کے ریگستان سے اور اُس بلند حصہ سے جسکو وسط هند کہتے ھیں مرکب ھی دریاے انڈس کے قریب کا حصہ جسکو پنجاب کہتے ھیں دریاے جہلم کے مشرق تک نہایت زر خیز اور دلکشا ھی اور جہلم کے مغرب میں ناھموار ھی اور جہاں پانچوں دریا پنجاب کے ملتے ھیں وہاں سے ریتلا ھی اور ان پانچوں دریاؤں کی ایک دھار ھوکر پہاڑوں میں اور بیابان کے بیچ کے میدان میں بہتي ھی اور اُسکے پاني سے جسقدر زمین سیراب ھوتي ھی اُسقدر حصہ اُس میدان کا بار آور ھی اور جب یہہ دھار جو دریاے سندھ کہلاتي ھی بحر سمندر کے پاس پہنچتي ھی تو اُسکي کئي دھاریں ھوجاتي ھیں اور اُن دھاروں سے ایک وسیع قطعہ زمین کا مثلث کی صورت بن جاتا ھی

†† اس تقسیم کے بموجب دریاے نربدا دکھن میں واقع ھوتا ھی مگر مغلیہ خاندان کے بادشاھوں نے ان دونوں بڑے حصوں کی حد فاصل بجاے بندھیاچل کے دریاے نربدا کو ٹھہرایا تھا مگر حقیقت یہہ ھی کہ بندھیاچل پہاڑ سے قوموں کا تفاوت شروع ھوتا ھی سو جونز صاحب اور میجر رینل صاحب نے بہت ٹھیک بات کہي ھی کہ ایشیا کے دریاؤں کے دونوں کناروں پر ایک ھي قوم کے لوگ اباد ھوتے ھیں یورپ میں بھي ایسا ھي حال ھی چنانچہ دریاے رائن اور دریاے پو کے دونوں کناروں پر ایک ھي ایک قوم کے لوگ اسطرح آباد ھیں جسطرح گنگا اور دریاے نیل کے کناروں پر آباد ھیں ملک کي مصنوعي تقسیم یعني جسکو کوئي شخص قایم کرے تو اُس تقسیم کے لیئے تو دریاؤں کا حد فاصل ٹھہرانا بہت ٹھیک اور نہایت ارامدہ ھوتا ھی اور امد و رفت کا بھي حارج نہیں ھوتا لیکن قوموں کی پیدایشي فرق اور تفاوت کا باعث پہاڑوں کا سلسلہ ھوتا ھی

جو نہایت زر خیز هی مگر اُسپر جیسے که چاهیئے کاشت نہیں کیجاتي یه
تمام ضلعے جنمیں گنگا بہتی هی باوجود اِس بات کے که جن ندیوں سے وہ
ضلعے سیراب هوتے هیں اُن ندیوں کا مخرج پہاڑي ضلعوں میں هی اور اُنکے
درمیاني ضلعوں کي زمین نیچي پہلي هوئي هی از بس وسیع اور نہایت
زر خیز اور بار آور هیں یہي خطه اُن لوگوں کی بودوباش کا مقام تھا جو
هندوستان کي تاریخ میں اول درجه رکھتے هیں اور هندوستان کے اَور حصوں
کے باشندوں سے اِسي حصه کے لوگ تربیت میں اب بھی سبقت رکھتے هیں
اربلي پربت نامي ایک سلسله پہاڑ کا جو بندهیا چل کے مغربي سرے
بذریعه اپني چھوٹي چھوٹي پہاڑیوں کے گجرات کے حد پر ملتا هی اور
اجمیر سے آگے تک دهلي کیطرف کو پھیلا هوا هی مغربي ریگستان اور وسط
هند کے بیچ میں حد فاصل هی اور اِس مغربي ریگستان کو ایک نشیب
کي زمین کہنا زیادہ صحیح هی کیونکه اُسمیں سے جنوب و مشرق کیطرف
کو چودهویں زر خیز ملک هی اور بجز اِس ملک کے باقي تمام خطه جو
اربلي پربت اور دریاے سندھ کے بیچ میں ستلج سے جو اُسکي شمالي حد هی
سمندر تک جو جنوبي حد هی ریگستان هی مگر کہیں کہیں کچھه چھوٹے
بڑے قطعے اچھي زمین کے بھي هیں جنمیں سب سے بڑا قطعه زمین کا
جیسلمیر کا ملک هی اور ایک چھوٹا سا ملک کچھ ریگستان اور سمندر کے
درمیان میں هی جو ملک سندھ اور گُجرات کے لیئے ایک قسم کا پل یعني
رهگذر هی *

وسط هند اِن چاروں قدرتي تقسیم کے حصوں میں سب سے چھوٹا هی
اور زمین اُسکي بلند اور ناهموار هی جسکي بلندي کسي مقام پر سمندر
کے سطحه سے ۱۵۰۰ فیٹ اور کسي جگهه سے ۲۵۰۰ فیٹ هی جسکے
مغرب میں اربلي پربت اور جنوب میں بندهیاچل اور مشرق میں
بندیلکھنڈ کي پہاڑیوں کا سلسله هی شمال و مشرق کیطرف اِس حصه کي
زمین ڈھلوان هوکر اُن ضلعوں کي زمین سے ملجاتي هی جنمیں گنگا بہتي

هی اِس حصه کي زمین هرچند مختلف قسموں کي هی لیکن زرخیز هی ٭

## دکهن کي تقسیم

بندهیاچل شمالي هندوستان کي جنوبي حد هی لیکن اُسکے سامنے دریاے نربدا کے نشیب کے بعد ایک سلسله پہاڑ کا جسکو انجادري یا ست پڑي کہتے هیں واقع هی دریاے تپتي کے میدان کی قدرتي تقسیم میں اِسي پہاڑ پر سے گذر کر پہنچتي هیں یہي ایک چھوٹا حصه نشیب میں هي باقي تمام دکهن کي زمین بلند اور مثلث کي صورت پر هی بلندي اُسکي وسط هند کي برابر هی اور سب طرف سے پہاڑوں سے گهرا هوا هی نہایت بڑے لنبے دو سلسلے پہاڑوں کے جو جنوب کیطرف کو جاتے هیں جزیره نما کي صورت بناتے هیں اور سمندر کے اور اِن دونوں سلسلوں کے بیچ میں پٹکے کي طرح ایک تنگ ملم کناره کناره واقع هی اِن دونوں سلسلوں کو گهاٹي کہتے هیں مغربي گهاٹي نہایت بڑي اور بلند هی اور اُسکے دامن میں سمندر کیطرف کو جو خطه زمین کا هی وه نہایت تنگ اور ازبس ناهموار هی بلند زمین دکهن کي همواري اور بار آوري میں حد سے زیاده مختلف هی اِس ملک کے دو حصے هیں جنکي کهلي هوئي اور مستحکم حد فاصل دریاے وَارْدا هی اپنے مخرج سے لیکر جو ستپوڑي میں ناگپور کے شمال و مغرب میں هی اُس مقام تک جہاں وه دریاے گوداوري میں گرتا هی اور وهاں سے لیکر اُس مقام تک جہاں گوداوري سمیت سمندر میں گرتا هی اِن دریاؤں کے شمال و مشرق میں ایک بڑا وسیع جنگل هی جسمیں کہیں کہیں کچهه کچهه آبادي هی اور بعض جگهه کسي کسي بڑے قطعه زمین پر کاشت بهي هوتي هی اور اِن دریاؤں کے جنوب و مغرب میں جو ملک هی اُسمیں اگرچه مختلف قسموں کي زمین هی مگر کثرت سے آباد اور زیرکاشت اور دلکشا هی ٭

اهل هند گجرات اور بنگاله کو نه هندوستان شمالي میں شمار کرتے هیں نه دکهن میں داخل سمجهتے هیں یه دونوں ملک باهم بہت

مختلف هیں مگر هندوستان شمالي کے اُس حصه سے ملتي جلتي هی جو اُسکے قریب هی *

اگرچه مناسب طور سے اُس تمام ملک کو جو بندهیاچل کے جنوب میں واقع هی دکهن سمجهنا چاهیئے مگر زمانه حال کے رواج کے بموجب صرف اُسیقدر حصه جو بندهیاچل سے دریاے کشنا تک هی دکهن سمجها جاتا هی *

## هندوستان کي سطح اور آبادي کا بیان

† هندوستان کے سطح پیمایش تخمیناً بارہ لاکه ستاسي هزار چار سو تراسي مربع میل هی اور زمانه حال میں تخمیناً چودہ کروڑ

---

† ان تخمینوں کو بالکل صحیح نهیں کهه سکتے هملٹن صاحب نے اپني کتاب بیان هندوستان کي جلد اول صفحه ۳۷ میں سطح پیمایش کے ۱۲۸۰۰۰۰ مربع میل قایم کیئے هیں اور آبادي تخمیناً ۱۳۲۰۰۰۰۰۰ لکهي هی

مگر ضابطه کي رپورٹ کے بموجب جو اموراتِ هندوستان کے باب میں پارلیمنٹ کے هوس آف کامنز میں پیش هوئي اگر اُس رپورٹ کے خالي مقاموں کو پورا کیا جاوے تو کل سطح ۱۲۸۷۴۸۳ میل مربع هوجاوے اور آبادي ۱۳۲۲۰۰۷۰۰ هوتي هی جسکي تفصیل یهه هی

| | میل مربع | | آبادي |
|---|---|---|---|
| بنگاله کے نیچے کے ضلع | ۱۵۳۸۰۲ | | ۳۷۵۰۰۰۰۰ |
| بنگاله کے اوپر کے ضلع | ۶۶۵۱۰ | | ۳۲۱۰۰۰۰۰ |
| برار کے ضلع جو اب بنگاله میں شامل هیں | ۸۵۷۰۰ | ( ۱ ) | ۳۴۰۰۰۰۰ |
| میزان کل بنگاله کي | ۳۰۶۰۱۲ | | ۷۲۹۰۰۰۰۰ |
| مندراس | ۱۳۱۹۲۳ | | ۱۳۵۰۰۰۰۰ |
| بمبئي | ۶۳۹۳۸ | ( ۲ ) | ۶۸۰۰۰۰۰ |
| میزان کل ممالک مقبوضه سرکار انگریزي | ۵۱۱۸۷۳ | | ۹۳۲۰۰۰۰۰ |
| هندوستاني ریاستیں جو سرکار انگریزي کے رفیق هیں | ۶۱۳۶۱۰ | (۳) | ۳۳۰۲۲۷۰۰ |
| رنجیت سنگهکي عملداري پنجاب | (۴) ۶۰۰۰۰ | | ۳۵۰۰۰۰۰ |
| سندهه | ۱۰۰۰۰۰ | | ۱۰۰۰۰۰۰ |
| میزانکل هندوستان کي | ۱۲۸۷۴۸۳ | | ۱۳۰۷۲۲۷۰۰ |

آدمیوں کي آبادي هی هندوؤں کے زمانه کي ابتدا میں غالباً اس سے
بهت کم تهي اور اُس زمانه کے آخر میں اس سے بهت زیاده تهي ٭

---

سرکار انگریزي کی ممالک مقبوضه کي سطح پیمایش سے اور هندوستاني ریاستوں کي زمین کي سطح کچهه از روے پیمایش اور کچهه تخمیناً لکهي هی اور انگریزي ممالک کي آبادي کي تعداد رپورت میں سے جو از روے حساب سرکاري مشتهر کے هی بجز چند مفصله ذیل مقاموں کے لي گئي هی جنکا میں نے خود تخمینه کیا هی

( ۱ ) برار کے اضلاع جو بنگال میں داخل هیں اُنکي سطح ۹٦۰۰۰ مربعه میل هی انمیں سے ۳۰۰۰۰ دریاے نربدا کے قریب کے خوب آباد هیں جنمیں میں بحساب في میل مربع ٦۰ آدمیوں کي آبادي تخمینه کي هی اور باقي ٦٦۰۰۰ میں اسقدر جنگل اور بیابان هیں که اُنمیں میں بحساب في میل مربع ۲۵ آدمیوں کي آبادي فرض کي هی

( ۲ ) بمبئي کے ایک ضلع یعني شمالي کانکن کي سطح پیمایش سے لکهي هی مگر اُسکي آبادي کا حساب نهیں کیا گیا بلکه اُسکے قریب کے ضلع یعني جنوبي کانکن کي آبادي پر قیاس کرلیا هی جو بحساب في مربع میل سو آدمیوں کي آبادي هوتي هی غالباً یهه اندازه بهت زیاده هی مگر کل تعداد آبادي کي اسقدر تهوڑي هی که اسمیں اگرچه غلطي بهي هوگي تو وه نهایت خفیف هوگي

( ۳ ) هندوستاني ریاستوں کي آبادي کا تخمینه اُس رپورت میں نهیں هی جنکے بعضے حصے ایسے آباد هیں که اُنمیں في میل مربع ۲۰۰ سے لیکر ۳۰۰ آدمیوں تک بستے هیں اور بعضے حصے ایسے هیں که بالکل ویران سمجهے جاتے هیں بعد غور و تامل کے مینے عموماً في میل مربع ۷۰ آدمیوں کي آبادي اُن ریاستوں میں قائم کي هی جس سے ۳۳۰۲۲۷۰۰ کل تعداد آبادي کي هوئي

( ۴ ) سنده کي سطح اور آبادي اور پنجاب کي صرف آبادي برنس صاحب کي سیاحي کي کتاب کي دوسري جلد کے صفحه ۲۱٦ اور تیسري جلد کے صفحه ۲۲۷ سے لي گئي هی اور پنجاب کي سطح بالکل قیاسي هی صرف اِس وجهه سے مینے اُسکو لکها هی که نقشه کا ناقص رکهنا نامناسب تها

سنه ۱۸۲۹ ع کي جنتري میں جو باکي ناثر صاحب اور باني صاحب نے بنائي هی یورپ کي وسعت ۲۷۹۳۰۰۰ مربعه میل اور آبادي ۲۲۷۷۰۰۰۰۰ هی اب انمیں سے اگر روس اور سوئیڈن اور ناروي کي وسعت کے ۱۷۵۸۷۰۰ مربع میل منها کرلیں اور پهر یورپ کا میجر رینل صاحب کے راے کي بموجب هندوستان سے مقابله کریں تو همکو معلوم هوتا هی که باقي یورپ میں ۱۰۳۵۳۰۰ مربع میل رقبے هیں اور هندوستان میں ۱۲۹۳٦۰۲ مربع میل هیں اس حساب سے هندوستان یورپ سے

هندوستان کی آبادی غیر مساوی طور سے پهیلی هوئی هی چنانچه بنگاله کے ایک خاص بڑے ضلع بردوان میں بحساب فی میل مربع ‡ چهه سو آدمیوں کی آبادی اور بعضے ویران ضلعوں میں اگر بحساب فی میل مربع کے دس آدمی بهی حساب میں لگاویں تو مبالغه هوتا هی •

اگرچه هندوستان اسباب میں بہت مشہور هی که اُسمیں بڑے بڑے قصبے اور شہر هیں مگر اُنمیں سے کوئی خوب آباد نہیں هی اُنکے تنزل کی حالت کی آبادی جو اسوقت میں هی یورپ کے دوم درجه کے شہروں سے زیاده نہیں چنانچه خاص کلکته میں بغیر اُس آبادی کے جو اُسکے آس پاس هی صرف ۲۲۵۰۰۰ لوگوں کی آبادی اور کوئی دو یا تین اور بڑے شہر ایسے هونگے جنکی آبادی ۲۰۰۰۰۰ سے زیاده هو § •

## هندوستان کی آب و هوا اور موسموں کا بیان

اس بات پر خود عقل گواهی دیتی هی که ایسے بڑے خطه زمین میں جسکی وسعت آٹهویں درجه کے خط عرض شمالی سے پینتسویں خط عرض تک اور بلندی ایسی مختلف جیسے که سمندر کی سطح سے لیکر همالیه کی چوٹی تک هی غایت درجه کی گرمی اور سردی هو لیکن

---

قریب ایک ثلث کے بڑا هی لیکن سبکه یورپ میں سے اُسکے شمالی ویرانوں کو علیحده کرلیا جاوے تو یورپ هندوستان سے باعتبار آبادی کے سبقت رکهتا هی کیونکه روس اور سوئیڈن اور ناروے کے چهه کروڑ پانچ لاکهه اٹهاره هزار آدمی منها کرنے کے بعد یورپ میں سوله کروڑ اٹهتر لاکهه بیاسی هزار آدمی باقی رهتے هیں اور هندوستان کی آبادی صرف چوده کروڑ هی

‡ بیلی صاحب کی تحقیقات ایشیا کے بارهویں جلد کے صفحه ۵۳۱ کو ملاحظه کرو

§ کلکته کی نسبت پارلیمنٹ کے هوس آف کامنز کی رپورٹ مورخه ۱۱ اکتوبر سنه ۱۸۳۱ ع کو دیکهو اور بنارس کی نسبت تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۷ صفحه ۴۷۳ اور ۴۷۹ کو ملاحظه کرو جنمیں یه بیان هی که بنارس اور اُسکے آس پاس کی آبادی دو لاکهه هی اور بڑے کوچه کے مکانوں میں ایک لاکهه آدمی اُسمیں اور سما سکتے هیں

ملک کے اُس ہموار حصہ کي آب و ہوا میں جو ہمالیہ پہاڑ کے بڑے سلسلہ کے قریب ہی اور حصوں کے آب و ہوا کي بہ نسبت بہت کم اختلاف ہی ہندوستان اور انگلستان کي آب و ہوا میں گرمي سے تمیز ہوتي ہی چنانچہ اس ملک کا ایک بڑا حصہ گرم آفتاب † سے تین مہینے تک خوب تپتا رہتا ہی ہوا بھي گرم ہوجاتي ہی اور زمین خشک ہوکر بھوري پڑجاتي ہی بگولے اُٹھتے ہیں شدت سے خاک اڑتي ہی ندیاں خشک ہو جاتي ہیں چھوٹی دریاؤں کي دھاریں بھي بند ہوجاتي ہیں اور بڑے دریا اسقدر خشک ہوجاتے ہیں کہ اُنکي دھار سمٹکر بھندار کے بیچا بیچ میں اجاتي ہی باقي ایدھر اودھر ریتا رہ جاتا ہی *

موسم سرما میں سورج کے نکلنے سے پہلے کبھي کبھي اُن ملکوں میں جو بالکل شمال میں واقع یا سمندر کے سطح سے بہت بلند ہیں ایک دو گھنٹہ کچھہ کچھہ پالا پڑتا ہی اور جنوبي پست مقاموں میں معتدل گرمي بمنزلہ یورپي سردي کے ہوتي ہی اور تمام ہندوستان کي سردي اگر بحساب اوسط دیکھي جاوے تو انگریزي تھرماميٹر یعني مقیاس الموسم کے اعتدال کے درجہ سے بہت زیادہ نہیں ہوتي اور جاڑوں کے دنوں میں جو نہایت گرم دن ہوتا ہی وہ انگلستان کي گرمیوں کے نہایت گرم دن سے زیادہ گرم ہوتا ہی اور جسقدر سردي کہ تھرماميٹر یعني مقیاس الموسم سے دریافت ہوسکتے ہی طبیعت کو اُس سے بہت هي زیادہ معلوم ہوتي ہی جن مہینوں میں نہ بہت گرمي ہوتي ہی نہ بہت سردي یعني بہار کے موسم میں اسقدر حرارت ہوتي ہی کہ انگلي میں عین گرمي کے موسم میں اُتني نہیں ہوتي *

ہندوستان کي آب ہوا کي دوسري خاص صفت اوقات معین پر بارش کا ہونا ہی جنوب ومغرب سے آنیوالي ہوا جو جون سے اکتوبر تک چلتي

---

† گرمي کے عین شباب میں بعضے دن کسي وقت میں مقیاس الموسم کا پارا سو درجہ پر چڑھ جاتا ہی بلکہ ایک سو بیس درجہ تک بھي پہونچ جاتا ہی *

ہی بحر ہند سے مونھہ لاتی ہی سمندر کے قریب خاص کر پست ملکوں
میں بشرطیکہ پہاڑوں کے آڑ میں نہوں بارش شدت سے ہوتی ہی مثلاً
کارومنڈل کا کنارہ گھاٹوں اور بلند زمین کے سبب سے جنوب و مغرب کی
برساتی ہوا سے محفوظ رہتا ہی اور جبکہ اکتوبر اور نومبر میں ہوا شمال
و مشرق سے خلیج بنگال پر ہوتی ہوئی آتی ہی تب اُس ملک میں
مینہ برستا ہی جس شدت سے بارش ہوتی ہی وہ یورپ والوں کے خیال
میں نہیں آسکتی باوجود اِسبات کے کہ ہندوستان میں صرف چار مہینے
بارش ہوتی ہی اور اُنمیں بہی ہر ایک مہینے کے بہت سے دن اور دن کے
بہت سے گھنٹے خالی جاتے ہیں یورپ کے بارہ مہینے کی بارش کی نسبت
دوچند سے زیادہ ہوتی ہی اِن اختلافوں کے سبب سے سال تین موسموں میں
تقسیم ہوتا ہی گرمی برسات اور جاڑے یا معتدل موسم گو یہ موسم
گرمی اور برسات کی نسبت زیادہ طول طویل ہوتا ہی *

## پیداوار کا بیان

### ہندوستان کی زرخیز زمین اور عمدہ پیداوار مدت سے
### اظہرمن‌الشمس ہی

### درخت

ہندوستان کے جنگلوں میں بڑے بڑے شہتیروں کے قابل بہت سے درخت
ہوتے ہیں جنمیں سے ٹیک یعنی ساگون کی لکڑی جہاز وغیرہ بنانے کے
کاموں میں کم سے کم بلوط کی برابری کرتی ہی اور سال ایک نہایت کارآمدنی
شہتیر کا بلند درخت ہوتا ہی اور صندل اور آبنوس اور بہت سی کمیاب
اور خوبصورت لکڑیاں مختلف مقداروں میں کثرت سے ہوتی ہیں گولر
سیمل شیشم آم املی اور اور خوشنما کارآمدنی درخت ایسی زمین پر
اکثر ہوتے ہیں جسمیں کھیتی ہوتی ہی ببول کا درخت جسکے زرد پہول
ہوتے ہیں اور اُنمیں میٹہی میٹہی خوشبو آتی ہی اور دونوں قسم کے کیکر

اور اور درخت جنگلوں اور میدانوں میں بہت سے ہوتے ہیں اور شہتوت کے
درخت کثرت سے لگائے جاتے ہیں جنکے ذریعہ سے بہت ریشم پیدا ہوتا ہی
ناریل کے درخت اور کہجور اور تاڑ وغیرہ جابجا ہوتے ہیں ناریل کے درخت
میں جو ناریل لگتے ہیں اُنکے اوپر ایک سخت کہپرہ ہوتا ہی جسکے اوپر
جہولسرے ہوتے ہیں اِس کہپرے کے پیالے وغیرہ برتن بنتے ہیں اور
جہولسیوں کی رسیاں اور جہازوں کے لنگر وغیرہ بہت عمدہ بٹے جاتے ہیں
اُس کہپرہ کے اندر ایک گری نکلتی ہی جسکے اندر پکنے سے پہلے دودہ
نکلتا ہی اِس گری کو کہاتے ہیں اور اُسکا تیل بہی کثرت سے نکالا جاتا ہی
ناریل کی لکڑی بڑہئی کے کام میں آنے کے قابل تو نہیں ہوتی مگر پانی
پہنچانے کے نلوں کے لیئے اور ہلکے اور چوڑے پاوں پر باندہنے کے واسطے اور
اور ہر ایک ایسے کام میں جسمیں مضبوطی اور موٹائی کی نسبت لمبائی
زیادہ درکار ہوتی ہی بہت مناسب ہوتی ہی بانس ہلکا اور لچکدار اور
مضبوط ہونے کی وجہہ سے اکثر کاموں میں لگتا ہی اور جب وہ ثابت
ہوتا ہی تو مختلف قد و قامت کا ہونیکے سبب سے سپاہی اُسکی برچہے اور
برچہیاں اور اپنی راوٹی کی چوبیں بناتے ہیں اور فوجوں کے نشان بہی
اُسیکے بنتے ہیں اور گنوار اپنی لاٹہیاں بناتے ہیں اور جہونپڑے چہاتے ہیں
هندوستان میں مکانوں کی تعمیر میں لکڑی کے پنجروں سے پاڑ بنانے کی بجاے
بانسوں کی پاڑ رسیوں سے باندہتے ہیں اور بانسوں کو چیر کر اُسکی لنبی
لچکدار ریشہ کی ٹوکریاں پٹارے بوریا وغیرہ بناتے ہیں اور اُسکی پوریاں کاٹکر
نال بناتے ہیں جسکو تیل شراب دودہ وغیرہ رکہنے کے کام میں لاتے ہیں *

تاڑ کی لکڑی بہی ویسے ہی کاموں میں آتی ہی جنمیں ناریل کی
لکڑی کام آتی ہی اور اُسکے پتوں سے چہپر چہاتے ہیں اور جہونپڑوں میں
اُنکی ٹٹیاں بہی لگاتے ہیں اور اُسکا مد جسکو تاڑی کہتے ہیں نشہ کرتا ہے
اور درخت کو گود کر اُسے نکالتے ہیں اور شراب کیطرح پیتے ہیں اسیطرح کا
مد کہجور میں سے بہی نکلتا ہی اور مہوے کا درخت تمام جنگلوں میں
کثرت سے قد و قامت میں بلوط کے درخت کی مانند ہوتا ہی اُسمیں گردیدار

پهول آتا هی جسکی شراب بہت کهینچی جاتی هی اور پهاڑی قوموں میں ایک عمده کهانا سمجها جاتا هی تاڑ کی هی قسم کا ایک اور درخت چهالیا کا هوتا هی اسمیں جو پهل آتا هی اسکو چهالیا کهتے هیں اور اسکو ایک خوشبودار سبز پتے کے ساتهه جسکا نام پان هی کتهه وغیره ملا کر تمام اهل هند چابتے هیں اور ساگودانه ایک اور قسم کے تاڑ میں سے پیدا هوتا هی همالیه پهاڑ کے سلسله میں بالکل مختلف درخت هوتے هیں چنانچه صنوبر اور بلوط اور یورپ اور ایشیا کے جنگل کے درخت اور سدا گلاب اور خوشنما پودے کوسوں تک هوتے هیں*

## مصالحوں وغیره کا بیان

سیاه مرچ اور چهوٹی بڑی الایچی هندوستان کے مغربی کناره پر اور دار چینی جزیره لنکا میں کثرت سے پیدا هوتی هی اور لال مرچ اور ادرک اور زیره دهنیا اور هلدی اور اور بہت مصالحے جو چکهه کهیتوں میں پیدا هوتے هیں بہت سے مشهور خوشبوؤں کے لئے اهل یورپ هندوستان کے مرهون منت هیں اور اکثر پهاڑوں پر خوشبودار سبزه کوسوں تک لهلهاتا هی اگلے وقتوں کے لوگ جو بالچهڑ کا تیل بناتے تهے اسکو اسی گهانس کا تیل سمجهتے هیں اور بہت سے درختوں میں سے صندل کافور اور بنسلوچن اور ایلوا اور تیج وغیره دوائیاں پیدا هوتی هیں اور بعضے درختوں سے رال بروزه وغیره اور قسم قسم کے گوند اور طرح طرحکے روغن حاصل هوتے هیں اور رنگ برنگے خوشبودار پهولوں کے بیل بوٹوں سے جنگل کے جنگل هرے بهرے رهتے هیں اور سیوتی اور اور بہت سے خوبصورت خودرو بیل بوٹوں سے صحرا کے صحرا معمور هیں اور جهیلوں اور تالابوں کے پانی کے سطح پر کنول اور نیلوفر کے پهول هوتے هیں اور اور بہت سے عمده سرخ خوشبودار پهول هوتے هیں جنکی خوشبو اگرچه فی نفسه نهایت نفیس هوتی هی مگر اسقدر تیز اور قوی هوتی هی که اهل یورپ کا دماغ اسکی برداشت نهیں کرسکتا*

## کاشتکاري کي پیداوار کا بیان

روئي تماکو اور خشخاش کے درختوں سے میدان کے میدان سرسبز هوتے هیں بلکه گلاب کے بهي بعضے مقاموں میں عطر اور عرق کهینچنے کے لیئے کهیت کے کهیت بوئے جاتے هیں نیشکر اگرچه اس سے بهت زیاده پیدا هوتا هی مگر اُسکے لیئے نهایت عمده زرخیز مرطوب زمین درکار هوتي هی اس سبب سے هر جگهه نهیں هوتا اور زمین کے بڑے بڑے قطعوں میں نیل بویا جاتا هی اور اکثر شوخ رنگ بهي کهیتوں هي کے پیداوار هوتي هیں اور السي رائي اور تل اور ارنڈ وغیره سے کهانے اور اور کاموں میں لانے کے واسطے بهت‌سا تیل حاصل هوتا هی *

شمالي هندوستاني کے لوگوں کي مقدم خوراک گیهوں هی اور دکن والے جوار باجره کثرت سے کهاتے هیں اور تمام بنگاله میں اور بهار کے ایک حصه سے لیکر شرقي غربي گهاٹوں کے دامن میں سمندر کے کناره کناره سب لوگ عموماً چانول کهاتے هیں اور باقي تمام هندوستان میں † چانول بطور عیاشي کي چیزوں کے کام میں آتا هی *

دکن کے جنوبي حصے میں اکثر آدمي ایک سستے بیقدر اناج پر اوقات بسري کرتے هیں جسکو راگي کہتے هیں اگرچه یهه اناج ملک کے خاص خاص حصوں میں پیدا هوتے هیں مگر اُنهیں مقاموں میں محدود نهیں رهتے چنانچه باجره اور جوار کا شمالي هندوستان میں اُسي قدر خرچ هی جتنا که گیهوں کا خرچ هی اور چانول کے ملکوں میں بهي جوار باجره اگرچه کثرت سے نهیں هوتا مگر کچهه نه کچهه پیدا هوتا هی اور دکهن میں گیهوں کهانے کا اکثر رواج هی اور چانول کے ملکوں میں بهي بویا جاتا هی اور چانول تمام هندوستان میں دامن کوه اور ایسے ایسے مقاموں میں

---

† انگریزوں میں جو یهه بات مشهور هوگئي هی که تمام اهل هند چانول‌هي کهاتے هیں اِسکا سبب یهه معلوم هوتا هی که انگریز پہلے پہل جو هندوستان میں آئے تو بنگاله اور کارمنڈل کے کناره پر آئے تهے اور اُنهوں نے لوگوں کو چانول هي کهاتے دیکها

جہاں کھیتی کو پانی کثرت سے ملسکتا هی کم و بیش پیدا هوتا هی اهل
هند جو بہت کم کھاتے هیں اور تھوڑے دن گذرے که جنکی کا نام بھی نجانتے
تھے اور نئے اناج کی بہتسی قسمیں کنکنی کودوں وغیرہ کے جنکا انگریزی
زبان میں نام نہیں هی هوتے هیں اور موٹھه اکثر مویشی کے واسطے بوئی
جاتی هی اور جب تک اُسکے دانه نرم رهتے هیں گاؤں والے بھون بھون کر
ایک لطیف غذا کی مانند کھاتے هیں یهه تحقیق نہیں که اُسکی روٹی بھی
پکاتے هیں یا نہیں ٭

قسم قسم کی پھلیاں هوتی هیں جو هر ادنی اعلی کے کام آتی هیں
اور طرح طرح کی ترکاریاں مثل اروی آلو گاجر مولی وغیرہ اور انواع انواع
کے ساگ پالک وغیرہ هوتے هیں جنکو غریب لوگ بہت سے مصالح ملاکر
پکاتے هیں اور روٹی اُنکے مزہ کے ساتھه کھاتے هیں اکثر پھل خصوص آم اور
خربوزے اور تربوز غریبوں کو میسر آتے هیں تربوز اور خربوزے گرمی کے
موسم میں دریاؤں کی ریت میں هوتے هیں کھیرے اور لکڑی اور گول کدو
اور پیٹھے اس کثرت سے هوتے هیں که بیلیں اُنکی غریبوں کے جھونپڑوں پر
پھیلی هوئی هوتی هیں اور تمام گھر اُنکے هرے هرے پتوں اور زرد زرد پھولوں
سے چھپا هوا رهتا هی هندوستان کے میوؤں میں سے نہایت عمده میوہ آم
هی اور وہ تمام ملک میں عام هی اُسکا درخت باغیچوں میں اور تنہا
بھی هر جگهه بویا جاتا هی اُسمیں ایک خوبی یهه هی که ابتدا میں
صرف پھل آنے تک اُسکی پرورش اور احتیاط کیجاتی هی بعد کو بلا غور
و پرداخت سالہا سال پھلتا پھولتا رهتا هی کیلے امرود اور شریفے اور الوچے
اور اور میوے † گرم ولایتوں کے کثرت سے پیدا هوتے هیں اور انگور صرف باغیچه
کے پھلوں کے درختوں میں اکثر لگایا جاتا هی مگر شراب کیواسطے نہیں

---

† نہایت مشہور اور اکثر مقاموں میں نہایت عام میوہ کٹھل نہایت پر مغز وزن
میں تیس پینتیس سیر تک هوتا هی جو درخت کے کاٹ یعنی تھنه اور گردهوں میں
سے پھوٹتا هی

لگاتے لیمو نارنگی اور چکوترے عموماً پائے جاتے ہیں اور بعض قسمیں اُنکی عمدہ بڑی ہوتی ہیں انجیر ہر جگھہ تو نہیں ہوتے مگر بعض مقاموں میں بہت ہوتے ہیں چنانچہ پٹنہ اور دکھن میں ایسے عمدہ انجیر ہوتے ہیں جو تمام دنیا کے انجیروں سے شاید بہتر ہوں انناس ہر جگھہ ہوتے ہیں اور مقام ‡ پیگو کے جنگلوں میں خود رو بہت سے ہوتے ہیں *

اونٹ گھوڑے اور اور مویشی ایک قسم کے پھلوں یعنی چنوں سے پرورش پاتے ہیں اکثر کا چارہ گیہوں کا بھوسہ ہوتا ہی اور جوار باجرہ کا چارہ بہت طیاری لاتا ہی گھوڑوں کو تازہ گھانس دھوپ میں خشک کی ہوئی کھلائی جاتی ہی مگر گھانس کے کھلیان کہیں کہیں شاذ و نادر لگائے جاتے ہیں بعض مقاموں میں هندوستان کے سہ فصلی اور اکثر میں دو فصلی پیداوار ہوتی ہی باجرہ جوار اور چانول وغیرہ برسات کے شروع میں بوئے جاتے ہیں اور آخر برسات میں کاٹے جاتے ہیں اور گیہوں اور وغیرہ اور پھلیاں جاڑوں میں پکتے ہیں اور بہار کے موسم میں کٹتے ہیں *

## حیوانوں کا بیان

هاتھی اور گینڈے اور ریچھہ اور جنگلی بھینسے هندوستان کے جنگلوں میں رہتے ہیں شیر ببر اور بگھیرے اور چیتے وغیرہ چھوٹے چھوٹے جنگلوں میں تو ہوتے ہی ہیں مگر اونچے اونچے اناج کے کھیتوں میں بھی رہتے ہیں اور سور اور چرغ اور بھیڑیئے وغیرہ جنکا لوگ شکار کرتے ہیں چھوٹے جنگلوں اور بڑے کھیتوں میں کثرت سے ہوتے ہیں اور شیر ببر خاص خاص مقاموں میں ہوتا ہی اور ہر ضلع میں بہت سے ہرن اور چکارے ہوتے ہیں اور جنگلوں اور آباد ضلعوں بلکہ بستیوں میں بندر کثرت سے ہوتے ہیں سیئے اور ایکینومن گرگٹ اور اور قسم کی چھپکلیاں اکثر ہوتی ہیں

‡ چین اور یورپ کے اکثر میوں کو هندوستان میں رواج دیا گیا اُنمیں سے آڑو اور سنترے ایسے ہوتے ہیں گویا خاص اُسی زمین کی پیدایش ہیں لیکن سیب بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور ناسپاتی اور بیر بالکل خراب ہوتے ہیں *

اور سانپ وغیرہ موذي کیڑے اور دوسرے ایسے کیڑے جنسے کچھہ ضرر
نہیں پہنچتا ہر جگہہ بہت سے پائے جاتے ہیں گھوڑے بافراط تمام ہوتے
ہیں مگر اُنسے صرف سواري ہوتي ہی بار برداري وغیرہ ہل جوتنے اور
سوداگري کا مال گاڑیوں میں لاد کر ادھر اُدھر لیجانے کا اور ایسے ہر قسم کے
کاموں کا مدار بیل پر ہوتا ہی اور جو کہ اکثر ضلعوں میں راستے ناہموار ہیں
اور برسات کے سبب سے سڑکیں ٹوٹ جاتي ہیں تو بوجہہ کھینچنے والے
چوپایوں کي بہ نسبت لادنیوالے چوپایوں سے بہت کام نکالتے ہیں سڑکوں
پر بوجہہ لدے لدائے جانور اِسقدر کثرت سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو
جاتے ہیں کہ مسافر کو رستہ چلنا مشکل ہوتا ہی ٭

اور ہندوستان کے امیر ایسے اونٹ اکثر پالتے ہیں جو تیز رفتاري سے بہت
بڑا سفر جلد طے کرلیتے ہیں بہت بوجھہ لیجاتے ہیں اور فوجوں میں
باربرداري کے لیئے اونٹ کثرت سے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے خیمہ ڈیرے اور
فرش و فروش وغیرہ غرضکہ ایسے اسباب کے لادنے کے لیئے جو ٹکڑے ٹکڑے
نہیں ہوسکتا ہاتھي بھي کام میں آتے ہیں اور بھینسیں کثرت سے ہوتے ہیں
اُنکو دودہ کے لیئے پالتے ہیں دودہ کي بہت سي چیزیں بنتي ہیں جنمیں
سے کثرت سے گھي اور دہي ہوتا ہی پنیر بہت کم بناتے ہیں اور مکھن
نہیں کھاتے ہیں اور بھینسا باربرداري کے چھکڑوں اور کھرے اور تر زمینوں
کي کاشت میں ہل میں جوتا جاتا ہی سواري کي گاڑیوں میں بہت کم کام
میں آتا ہی بھیڑیں ایسے ہي کثرت سے ہوتي ہیں جیسے کہ یورپ میں اور
بکریئیں یہانسے بھي زیادہ اور سور نہایت ادنی قومیں پالتي ہیں اور
پالتو جانور اور مرغیاں وغیرہ خاص کر چھوٹے گانوں میں بہت کم ہوتے ہیں
وجہہ اسکي یہہ ہی کہ ہندوؤں کو اُنسے نفرت ہوتي ہی لیکن چڑیاں
بغیر پلي ہوئي کثرت سے گھروں میں رہتي ہیں اور بغیر پلے ہوئے سور بھي
بہت ہوتے ہیں اور سارس اور بڑے نہایت کثرت سے ہمیشہ ہوتے ہیں
اور قاز کلنگ اور چہي وغیرہ اور ملاونسے اپنے اپنے موسم میں بہت

کثرت سے آتے ہیں اور عقاب بھی بعض مقاموں میں ہوتا ہی اور مختلف
قسموں کے شکاری پرند باز جرے وغیرہ کثرت سے ہوتے ہیں اور گد اور
چیلیں عموماً ہر جگہہ بے نہایت ہوتے ہیں اور علاوہ طوطوں کے بہت سے
خوشرنگ پروں والے پرند جنکے انگریزی میں نام نہیں اور اکثر یورپ کے
بھی طایر سوا خوش آواز پرندوں کے ہوتے ہیں *

مچھلیاں کثرت سے ہوتے ہیں بنگالہ اور اور بعضے ضلعوں میں کثرت سے
کھائی جاتی ہیں اور کچھوے اکثر بڑے تالابوں اور دریاؤں میں ہوتی ہیں *

## معدنیات کا بیان

ہندوستان کی کانی چیزوں میں سے بجز ہیرے اور لوہے کے اور کوئی شی
مشہور نہیں اگلے وقتوں کے لوگ ہندوستان کی فولاد کے از بس خواستگار
ہوتے تھے چنانچہ فارسی اشعاروں میں اُسکی بہت سی تعریف پائی گئی
ہی اور اب بھی خراسان اور دمشق میں اُسکی تلواریں بنتی ہیں کمتر قسم
کے جواہرات مثل دودھیا پتھر اور یاقوت اور عقیق اور فیروزہ اور یشب
وغیرہ بہت سے ہوتے ہیں تمام دنیا میں جسقدر موتی ہیں اُنمیں اکثر اور
سب کے سب قسم اول کے موتی لنکا کے پاس کے سمندر کی تہ میں سے
نکلے ہیں پنجاب کے پہاڑوں کے سلسلہ میں نمک کی پہاڑیاں پائی جاتی
ہیں اور بہت سا نمک سانبہر کی جھیل کے پانی سے جو اجمیر میں ہی
اور سمندر کے پانی سے بنتا ہی اور شورہ اس کثرت سے ہوتا ہی کہ کئی
اور ملکوں کو جاتا ہی *

ہندوستانی ملکوں کی صورت اور آب و ہوا کی خصوصیات لڑائی کے
کار و بار پر بڑا اثر رکھتی ہی جو پہاڑ کے سلسلے اکثر ملکوں کو جدا کرتے
ہیں اُنکی گھاٹیوں سے سڑکیں اور اکثر میدان جنگ قائم ہوتے ہیں برسات
کے موسم میں لشکر کشی نہیں ہوتی اور اُس موسم کے آخر میں جب
غلہ اور چارہ کثرت سے ہوتا ہی تب چڑھائیاں ہوتی ہیں اور لشکر ایسے موقع

پر پڑتا هی جهاں بہت سا پاني هو اور آساني سے دستیاب هوتا هو جو
تمام بار برداري کے مویشیوں کے کام آوے اور هر ایک صاحب فوج اپنے دشمن
کو لڑنے پر اسطرح سے مجبور کرسکتا هی که جس پاني کے سہارے پر اسکا
لشکر پڑا هو اسپر قبضه کرلے برسات میں بارش نهونے سے قحط کي تمام
آفتیں ظہور میں آتي هیں *

# هندوؤں کي تاریخ

## پہلا حصه

هندوؤں کے اُس زمانه کي حالت کا بیان جبکه منو کے قوانین کا مجموعه بنا

### بیان تمهیدي

جب یهه خیال کیا جاتا هی که کوئي کیسي هي جاهل اور اکهڑ قوم کیوں نهو اکثر اپني آبا و اجداد کے حالات کي کوئي نکوئي کتاب رکهتي هی تو کمال تعجب اِس بات سے هوتا هی که هندوؤں کے پاس باوجودیکه وہ نهایت عمده شایستگي اور تربیت کے درجه پر پہونچ گئي تهي کوئي کتاب † تاریخ سے ملتي جلتي هوئي بهي نهیں هندوؤں کے حالات کي تحریروں میں سے جو کچهه اب باقي هی وہ جهوٹهي کهانیوں اور مبالغه آمیز جهوٹهي تاریخي واقعات سے ایسي خلط ملط هیں که اُنمیں سے کوئي سچي مسلسل تاریخ نکلنے کي توقع نهیں هوسکتي اور نه کسي عام واقعه کي تاریخ سکندر کے یورش کرنے سے پہلے قائم هوسکتي هی اور نکوئي مسلسل بیان هندوؤں کے حالات کا هندوستان پر مسلمانوں کے تسلط کرنے تک لکها جا سکتا هی اور اگرچه قدیم هندوؤں کي کوئي تاریخ نهیں هی مگر اسمر بهي اُنکے قوانین اور اطوار اور مذهب سے بخوبي آگاهي حاصل هونے میں کسي طرح

† کشمیر کي تاریخ هماري اِسبات کو نهیں بگاڑتي کیونکه وہ تاریخ مسلمانوں کے کشمیر پر مسلط هونے سے سو برس بعد کي لکهي هوئي هی اگرچه اُس میں بهت قدیم تاریخوں کا حواله هی اگر وہ قدیم بهي هوتي تو کسي شمار میں نه آتي کیونکه ایک چهوٹے سے خطه کي تاریخ هی جو هندوستان کي ایک سرحد پر واقع هی جس میں اُسي تاریخ کي بموجب معلوم هوتا هی که کبهي کبهي کچهه غیر ملک والوں کے عجیب طریقے برتاؤ میں آتے رهے جنکي بابت تمام هندوؤں نے کبهي [illegible]

كي كمي نهين جيسا سكهاا أنكے حالات كي تاريخ كا اگر وه هوتي تو نهايت
مفيد منشاء هوتا پس جبكه هم أنكي أس حالت كو جو نهايت قديم زمانه
مين تهي اور أن تبديليون كو جو اب تك أسمين هوئين دريافت كرسكتے
هين تو همارے هاتهه سے أنكي تاريخ كي ضروري حصه مين سے بهت تهوڑا سا
حصه ره جاويگا ‡ چنانچه أنكے بيد شاستر سے جو قديم بهجنون اور دعاؤن كا
ايك مجموعه هي جسكو خيال كيا جاتا هي كه وه اسي صورت سے جيسے
كه اب موجود هے چوده سو برس پيشتر حضرت عيسى عليه السلام كے مرتب
كيا گيا تها أنكے مذهب كي كيفيت اور دقيق علمون اور علم حكمت مين
أنكے دسترس كي كچهه روشني نظر آتي هي اور لوگون كي حالت كا كامل
نقشه قوانين كے أس مجموعه سے ظاهر هوتا هي جو منو كے نام سے مشهور
هي غالباً يهه مجموعه حضرت عيسى سے نو سو برس پيشتر لكها گيا تها
پس إسي مجموعه كو هندوؤن كي تاريخ كا منبع سمجهنا چاهئے ٭

مفروضه منو كے همعصر هندوؤن كے حالات كا صحيح خيال كرلينے مين
همكو يهه بهي ياد ركهنا چاهئے كه كوئي مجموعه ايك هي زمانه مين
مرتب نهين هوتا بلكه هر ايك مجموعه مين اكثر اگلے زمانه كي بيهوده
اور نامعقول باتين نهايت ترقي يافته زمانه كي عمده اور روشن باتون كے ساتهه
مخلوط هوتي هين ايك مشهور مثال إسبات كي يهه هي كه بليكستون
صاحب كي تشريحون مين بهت سے ايسے قوانين مندرج هين جنسے قوم كي
نهايت اعلى درجه كي شايستگي ظاهر هوتي هي مگر جو قانون أسمين جادو
اور ٹونكے لڑائي كي شرطون كے مندرج هين أنسے يهه ثابت نهين هوسكتا
كه إن تشريحون كے لكهے جانے كے زمانه تك جهالت باقي رهي تهي اگر
فرض كيا جاے كه منو كے مجموعه سے ايك هي زمانه پايا جاتا هے تب بهي
لوگون كے اطوار كا اصلي حال معلوم نهوسكتا كيونكه إس مجموعه مين جو
اوامر هين أنكي بنا لوگون كي حالت كے أس غايت درجه كي بهلائي پر
پهونچنے كي هي جو مجموعه كا مقصود هي اور جو منا هي أس

‡ ديكهو تتمه اول كو جو منو كے زمانه كي تحقيق مين هي

مجموعه میں هیں وہ اُس بڑے درجه کے گناہ اور برائیوں پر مبني
هیں جو خیال میں آسکتي تهیں پس همکو مجموعه کے مضمون کے
عام منشاء سے اُس زمانه کي طبیعت معلوم کرلیني چاهیئے اور اُسپر بهي
جب تک که همکو لوگوں کي اصلي حالت معلوم هو مجموعه کے مضامین
پر سختي سے ندیکهنا چاهیئے بلکه رعایت سے نظر ڈالني چاهیئے میں نے اِس
مجموعه کے ذکر میں معمولي طرز بیان اختیار کیا هی هرچند که اُسکو
هندوؤں کے قانون کي ناقابل اعتراض سند شروع هي سے تسلیم کیا گیا هی
مگر میري یهه جرات نهیں هوتي که میں اُسکو ایک ایسا مجموعه قرار دوں
جو کسي گورنمنٹ کي منظوري سے کسي خاص ملک کے اِنتظام کیواسطے بنا
هو بلکه وہ ایک عالم کي کتاب معلوم هوتي هی جیسکا یهه اِرادہ سمجهه
میں آتا هی که اُسکے ذهن میں یهه بات تهي که جسطرح پر ایک کامل
جمهوري سلطنت هندوؤں کے قوانین کي بموجب هوسکتي تهي اُسکا نقشه قائم
کرے اِس قیاس پر اِس مجموعه سے لوگوں کي حالت ایسي هي دریافت
هوسکتي هی جیسیکه کسي گورنمنٹ کے منظور شدہ قانون سے معلوم هوتي هے
کیونکه یهه ظاهر هی که اِس مجموعه میں وہ سب قانون شامل هیں جو
اُس زمانه میں رائج تهے اور جو کچهه تبدیلیاں اِس خیال سے اُسمیں هوئي
هونگي که مصنف نے بهلائي میں جس اعلی درجه پر لوگوں کو پہونچانا سوچا
تها اِن تبدیلیوں کے ذریعه سے لوگ اُسپر پہنچیں تو وہ تبدیلیاں بهي اُنهیں
خیالات سے هوئي هونگي جو مصنف کے زمانه میں پهیلی هوئي تهي ان
سب باتوں کو اِسي مقام کے مناسب سمجهکر لکها گیا اب میں اُن مضمونوں
کو بطریق اختصار کے لکهتا هوں جو منو کے مجموعه میں هیں اور اِسکے بعد
هندوؤں کي یهه حالت جیسے که اِس زمانه میں هی بیان کرونگا اور جو
تبدیلیاں اُس زمانه سے اِس زمانه تک وقوع میں آئي هیں اِن دونوں
حالتوں کے مقابله کرنے سے ظاهر هونگي اور ایک خاص زمانه میں اُنکي
حالت کے پلٹنے کي کیفیت اُن بیانوں سے معلوم هوگي جو یونانیوں سے
همکو پہونچے هیں *

# باب اول

## انسانوں کے برنوں یا فرقوں میں تقسیم اور اُنکے کار و بار

ان لوگوں کے حال میں وہ حیرت انگیز پہلي بات جو منو نے لکھي ہی لوگوں کا چار برنوں (فرقوں) میں تقسیم کرنا ہی اول منبرک دوم سپاهي سوم محنتي چہارم خدمتي حیرت کي وجهه یہہ ہی کہ برهمنوں کو جو اول فرقه ہی غایت درجه کي عظمت اور بزرگي اور ادنی فرقه کو نہایت درجه کي ذلت اور خوارِي سونپ دي ہی هرچند که اوپر کے تینوں فرقونمیں باہم برابري نہیں ہی پھر بھي ہر ایک کو عزت حاصل ہی کیونکه بعضي مذهبي رسموں میں تینوں فرقے شریک ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہی که ان هي تینوں فرقوں کے انتظام کیواسطے یہه قانون بنایا گیا چوتھے فرقه اور اور نیچ ذات والوں سے یہه قانون صرف اُسیقدر متعلق ہی جسقدر که اُنکو تینوں برتر فرقوں کي خدمت سے علاقه ہی ٭

### برهمنونکا بیان

برهمن تمام خلقت میں اعلیٰ اور برتر قرار دیا گیا ہی اور تمام دنیا اور جو کچھه که اُس میں ہی سب اُسکا مال ہی اور اُسیکا وجود اِس تمام کائنات کي هستي کا باعث ہی † اور برهمن اپنے منتروں کے زور سے راجه کو معه اُسکي فوج هاتھي گھوڑے اور گاڑیوں کے برباد کرسکتا ہی ‡ اور برهمن دنیا کي مثل بہت سے عالم اور نائب‌السلطنت اور نئے دیوتا اور نئے آدمي اور اور فاني چیزیں پیدا کرسکتا ہی ‡ راجه کي به نسبت برهمن زیاده ادب کا مستحق ہی || اور اُسکے جسم و جان کے محفوظ رہنے کے لیئے

---

† مجموعۂ منو باب ۱ اشلوک ۹۴ و ۱۰۰ و ۱۰۱

‡ مجموعۂ منو باب ۹ اِشلوک ۳۱۳

‡ باب ۹ اِشلوک ۳۱۵

|| باب ۲ اِشلوک ۱۳۹

اِس عالم میں سخت قانون اور اُس عالم § کے نہایت مہیب اور خوفناک وعیدیں مقرر هیں نہایت سخت جرموں میں بهي سخت || سزا پانے سے برهمن آزاد هی * اور فرقوں پر جو کچهه جبر و تعدي وغیرہ برهمن سے ظهور میں آوے اُسکے پاداش میں کچهه تهوڑسي تنبیهه مقرر هی † لیکن اور فرقوں کے لوگوں سے جو کچهه جرم اُسکي نسبت واقع هو اُسکي دس گني ‡‡ سخت سزا معین کي گئي هی *

باوجود اِن سب باتوں کے بادي النظر میں یہہ معلوم هوتا هی کہ برهمن اپني روحاني عظمت پر قانع هوکر کسي طرح دنیوي قوت و دولت سے فائدہ اُٹهانے کي خواهش نرکهتے هونگے چنانچہ جو طریق حیات کا برهمنوں کے لیئے مقرر کیا گیا هی وہ یہہ هی کہ نہایت سخت محنت سے علم کي تحصیل کریں اور ریاضت اور گوشہ نشیني میں عمر کاٹیں *

حکم هی کہ برهمن اپني زندگي کا اول درجہ یعني آغاز جواني تک علم تحصیل کرے †† اور اِس زمانہ میں اُسکو پرهیزگاري اور انکساري کے ساتهہ زیست بسر کرني پڑتي هی لازم یہہ هی کہ وہ بالکل بید شاستر پر متوجهہ رهے دنیوي معاملات پر دل نہ لگاوے اور اپنے گرو کا حد سے زیادہ لحاظ اور ادب کرے اور نہایت اطاعت و فرمانبرداري سے پیش آوے کسي طرح سے اُسکا دامن نچهوڑے اور بهي معاملات اپنے گرو کے سارے کنبہ کے ساتهہ برتے حتی کہ تمام کام خدمتگاري کے انجام دے اور اپني ذات اور اپنے پوجا پات کے لیئے پاني اور هوم یا جگ کے سارے سامان لکڑیاں وغیرہ

§ باب ۹ اِشلوک ۲۰۵ سے لغایت ۲۰۹ اور باب ۳ اِشلوک ۱۹۵ سے لغایت ۱۹۹

|| باب ۹ اِشلوک ۲۳۲ اور باب ۸ اِشلوک ۲۸۱ سے لغایت ۲۸۳

* باب ۸ اِشلوک ۳۸۰

† باب ۸ اِشلوک ۲۷۶ و ۳۷۸ و ۳۷۹

‡‡ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲ و ۲۸۳ و ۳۲۵ و ۳۷۷ اور باب ۱۱ اِشلوک ۲۰۵ و ۲۰۶

†† باب ۲ اِشلوک ۱۷۵ سے لغایت ۲۱۰

اپنے هي هاتهه سے لاوے اور در بدر بهیک مانگ کر اوقات بسر کرے † *

اور دوسرا درجه اپني زندگي کا یعني عین شباب کا اپني زوجه وغیره کنبه قبیله کے ساتهه بسر کرے اور اور معمولي کام جو برهمن پر فرض هیں بجا لاے جنکي تفصیل مختصر یهه هی پرهنا اور پرهانا بید شاستر کا اور خیرات دینا اور نذر بهیت لینا هوم یا جگ کرانا اور خود کرنا ان کاموں میں سے بید کا پرهانا نهایت معزز کام هی ‡ یهه عجیب بات هی که اور سب مذهبوں کے بموجب جو لوگ معابدوں کي خدمتیں کرتے هیں یا لوگوں سے عبادت کراتے هیں وهي پوجاري یا کاهن یا مجاور کهلاتے هیں مگر برهمن بطور پیشه کے پوجا کے کام کرنے اور هوم یا جگ کرانے سے ذلیل سمجها جاتا هی § اور برهمنوں کو بتاکید تمام نیچ ذات اور بدچلن لوگوں سے نذر بهیت لینے کي ممانعت هی ‖ اور ایسے لوگوں سے بهي جنسے لینا درست هی بهت سي نذر بهیت لینا منع هی اور اگر یهه خواهش جي میں هو تو نهایت احتیاط اور کوشش سے اُسکو دل سے دور کریں * اگر کوئي کسیطرح کي آمدني نرهے تو برهمن کو چاهیئے که صرف بقدر حاجت سله ( یعني کهیت میں گرا اناج ) چنے یا بهیک مانگے یا کهیتي کرے یہاں تک که تجارت بهي کرلے لیکن کسي حالت میں خدمت نه اختیار کرے اور بازاري لوگوں سے بات چیت نکرے اور گانے بجانے راگ رنگ اور شکار وغیره سے جو دلکو پریشان کریں اور هوش و حواس کو خراب کریں بالکل اجتناب کریں ⊥ *

---

† اب اِن باتوں پر بهت کم عمل هوتا هی اگر کچهه کرتے هیں تو صرف وهي طالب علم کرتے هیں جو بید شاستر کے اچهي طرح پابند هیں

‡ باب ۲ اشلوک ۷۵ و ۷۶ و ۸۵

§ باب ۳ اشلوک ۱۸۰ و باب ۳ اشلوک ۲۰۵

‖ باب ۳ اشلوک ۸۳ و باب ۱۰ اشلوک ۱۰۹ سے لغایت ۱۱۱ اور باب ۱۱ اشلوک ۱۹۴ سے لغایت ۱۹۷

* باب ۳ اشلوک ۱۸۶

⊥ باب ۳ اشلوک ۲۳ و ۹۳

اور تمام لذات نفساني سے برهمن کو بچنا چاهیئے اور هر طرح کي ایسي دولت سے جو بید کے پڑهنے میں مخل هو پرهیز کرے ‡ اور تمام دنیوي فخر و عزت سے اِس طرح اجتناب کرے جیسے زهر سے کرتے هیں § مگر برتنی رهنے یا اور غیر ضروري سختي کا پابند هونے کي برهمن کو حاجت نہیں || پورا کام جو اُسکو کرنا چاهیئے وہ یہہ هی کہ تحصیل علوم اور رسموں کے بجا لانیکا اچھي طرح پابند رهے اور چال چلن شایستہ رکھے برهمن کي پوشاک بهي ذرا ذرا مقرر کردي گئي هی برهمن کو چاهیئے کہ ایسي صورت بنائے رکھے کہ کرگو شرمیلا اور پاک و صاف سر کے بال اور ڈهاڑي منڈي هوئي هو اور نفساني خواهشوں کو دبائے اور سفید جامہ پہنے رهے جسم پر میل کچیل نہو ایک هاتهہ میں بید اور دوسرے هاتهہ میں چهڑي رکھے چنانچہ آج کل بهي جو بڑے مهذب پنڈت هوتے هیں اُنکي ایسي هي صورت هوتي هی اور کانوں میں چمکتی هوئی سونے کے بالی ڈالے رهے * اور جب اُسکے یہہ تینوں قرض ادا هوجاویں یعني بید پڑه چکے اور اُسکے اولاد هوجاوے اور مذهبي معمولي رسمیں ادا هوچکیں تو وہ اپني زندگي کے دوسرے هي درجہ میں اپنا تمام گهر و باهر اور مال متاع اپنے بیٹے کو حوالہ کرکے آپ بطور ایک پنچ یا نیک صلاح کار کے رهوے † *

برهمن کا فرض یہہ هی کہ اپني زندگي کے تیسرے درجہ یعني اخیر عمر کو جنگلوں میں تارک الدنیا هوکر بسر کرے اور لباس اُسکا درختوں کي چهال هو یا کالی هرن کي کهال زمین پر سوئی کوئي بستر نہ بچهاوے ناخن اور بال بڑهاوے کسیطرح کا مسکن نہ بناوے پهل پهلاري کهائے جب

‡ باب ۴ اشلوک ۱۶ و ۱۷

§ باب ۲ اشلوک ۱۶۲

|| باب ۴ اشلوک ۳۴

* باب ۴ اشلوک ۳۵ و ۳۶

† باب ۴ اشلوک ۲۵۷

چاپ رها کرے اور اور بہت سي سختیاں بهي اُٹهاے یعنے برسات میں کیساهي مینهه برسے ننگا پڑا رہے جهوبري نچواٹے اور جاڑوں میں نمناک لباس پہنے رہے اور گرمیوں میں یہه مصیبت سہی کہ تیز دهوپ میں اپنے چاروں طرف پانچ جگهه آگ سلگا کر تهرا رها کرے † اور باحتیاط تمام پوجاپات اور هوم وغیرہ انجام دیتا رہے اور تمام مذهبي رسموں کو ادا کرتے رهنا اپنا فرض سمجهے *

اور اپني زندگي کے آخر درجه یعنے بوڑهاپے میں بهي اسیطرح تنہا اور علیحده رہے جسطرح که تیسرے درجه میں رهتا تها مگر اب اُسپر ظاهري رسموں کا بجالانا ضرور نہیں صرف دهیان گیان سے لگا رہے اور پوشاک بهي اور برهمنوں کي مانند پہنا کرے اور پرهیز گاري اگرچه اب بهي بہتسي چاهیئے مگر پہلے سي نہیں چاهیئے اور جاں بوجهکر سختیاں نه اُٹهاوے مگر بالکل نیکي اور صلاحیت کماوے اور اُسکے دلکو صرف خدا کي معرفت سے تسلي رہے یہاں تک که اُسکي روح اس جسم سے اسطرح الگ هو جاے جیسے کسي درخت کي شاخ پر سے کوئي پرند جب جي چاهے اڑ جاے ‡ *

پس صاف ظاهر هی که برهمن اپني عمر کے تین حصوں میں بالکل دنیا سے خارج رکها گیا هی اور باقي چوتهے حصه میں بهي علاوه بجالانے رهنے رسموں اور بید کے پڑهنے کے دنیا کي فخر و عزت اور هر طرح کي دولت کي خواهشوں سے محروم کیا گیا هی ایس منو کے مجموعه سے کچهه تهوڑا سا اور واقف هونے سے معلوم هوجاتا هی که یہه قواعد اُس سے بهي اگلے زمانه کے برهمنوں کي حالت کي بنیاد پر بناٸے گٸے تهي اگرچه اب بهي اُنہیں کے بموجب عمل کرنے کي هدایت تهي مگر دولت و حشمت کي ترغیبوں نے اُنکي بعمل میں دخل پایا *

راجه کو لازم هی که اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بناٸے

---

† باب ۴ اشلوک ۱ سے لغایت ۲۹

‡ باب ۶ اشلوک ۳۳ سے [illegible]

وہ برهمن † هو اور برهمن هي راجه کو تدبیر مملکت اور انصاف اور تمام علمي باتیں تعلیم کیا کریں ‡ بجز اس خاص اختیار کے جو راجه اپني ذات پر موقوف رکھے تمام جھگڑہ چکانا برهمنوں کا کام هی § اور اگرچه مذهبي اور پاک کتابوں کے پڑهنے کي چھتري اور برهمن دونوں فرقوں || کو اجازت هی مگر اُنکي تشریح یعني انفصال خصومات میں بدوسته لکھنا وغیره صرف برهمن هي پر منحصر هی †† *

قوانین کا مطلب بیان کرنا برهمنوں پر موقوف رکھا گیا تھا اور همکو خود منو کے مجموعه هي سے یهه بات ثابت هوتي هی که قانون بنانے کے کام میں سے بهت کچهه برهمنوں کے اختیار میں تها اور برهمن کے مال کي حفاظت بھي از روے قانون کے ایسي هي اچھي طرح سے کي گئي هی جیسے که اُسکے اختیار کي کي گئي هی چنانچه هر نیک آدمي * پر یهه بات واجب اور راجه ⁑ پر فرض هی که برهمنوں کے ساتھه بڑے سلوک سے پیش آوے یهي وجهه هی که هوم اور جگ اور پوجاپات اور اور تمام مذهبي رسوم کے ساتھه بڑم بھوج کرنا یعني برهمنوں کو کھانا کھلانا اور اُنکو دچھنا دیني یعني نذر بھیٹ میں کچھه دینا لگا هوا هی ‡‡ اور جو کچهه برهمنوں کو دیا جاوے اُسکي مقدار همیشه زیاده هوني چاهیئے اور ایسے هوم سے جسکے ساتھه بهت قلیل دچھنا هو هاتهه پاؤں آنکھه ناک کان وغیره بلکه تمام جسم و جان اور اولاد اور مویشي اور اس عالم کي نیک نامي اور اُس عالم کي خوشي برباد جاتي هی ‡‡ *

---

† باب ۷ اشلوک ۵۸

‡ باب ۷ اشلوک ۴۳

§ باب ۸ اشلوک ۱ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۶۰

|| باب ۱۰ اشلوک ۱

†† باب ۱۲ اشلوک ۱۰۸ سے لغایت ۱۱۳

* باب ۱۱ اشلوک ۱ لغایت ۲ و باب ۳ اشلوک ۲۲۹ سے لغایت ۲۳۵

⁑ باب ۷ اشلوک ۸۲ سے لغایت ۸۶

‡‡ باب ۳ اشلوک ۱۲۳ سے لغایت ۱۳۹

‡‡ باب ۱۱ اشلوک ۳۹ و ۴۰

هر ایک سخت عبادت جاترا اور تیرتهه وغیره کا کفاره هوسکتا یهه اِسی
بزرگ فرقه کو دینے سے هوجاتا هی † اگر برهمن کهیں دفینه پاے تو سب
کا مالک هو اور اگر کسی اور کو کچهه ملجاے تو وه راجه لیلوے پانے والے
کا کچهه حق نهیں البته برهمنوں کو ادها دیوے ‡ اگر کوئی لاوارث مرجاے
تو اُسکا مال راجه کے بیت‌المال میں جاتا هی مگر لاوارث برهمن کے مرنے
پر اُسکا مال برهمنوں هی میں تقسیم هوتا هی § هر ایک ذی علم برهمن
هر طرح کے محصول سے بری هوتا هی بلکه اگر وه محتاج هو تو اُسکی
پرورش راجه پر لازم هی || اور اگر کوئی شخص برهمن کا سونا چراتا هی
تو راجه اپنے هاتهه سے اُسکو ایک نهایت سخت سزا دیتا هی * اور برهمنوں
کے مال کی حفاظت کے لیئے بڑی بڑی حکمتیں مقرر تهیں اور اُنکے مویشی
کے ستانے والے کا تخته سے نیچے آدها پاوں کاٹ ڈالا جاتا هی ‡ ۔

## چهتریوں کا بیان

اگرچه منو کے مجموعه میں سپاهیوں یعنی چهتریوں کو برهمنوں کے
برابر تو نهیں سمجها گیا مگر پهر بهی بهت بڑی عزت بخشی گئی هی
یهه بات مسلم سمجهی گئی هی که متبرک فرقه یعنی برهمن بغیر سپاهی
فرقه یعنی چهتریونکے اور چهتری بدون برهمنوں کے اقبال مند نهیں هوسکتے
اور یهه کامیابی اِس جهان اور اُس جهان میں دونوں کے دلی اتفاق پر
منحصر هی ‡‡ جیسا که تمام احکام سیاست میں برهمن اور سب فرقوں
پر برتری رکهتا هی اُسیطرح چهتری محتشم فرقه یعنی بیش پر فوق رکهتے

† باب ۱۱ اِشلوک ۱۱۷ و ۱۲۱ سے لغایت ۱۳۹
‡ باب ۸ اِشلوک ۳۷ و ۳۸
§ باب ۹ اِشلوک ۱۸۸ و ۱۸۹
|| باب ۷ اِشلوک ۱۳۳ و ۱۳۴
* باب ۸ اِشلوک ۳۱۴ سے لغایت ۳۱۶ و باب ۱۱ اِشلوک ۱۰۱
‡ باب ۸ اِشلوک ۳۲۵
‡‡ باب ۹ اِشلوک ۳۲۲

هیں † راجه اِسي فرقه میں سے هوتا هی اور غالباً اکثر معمولي وزیر بهي اِسي فرقه میں سے هوتے هیں ‡ اور تمام جنگي کار و بار اور بالکل لشکري عهدے اور سپه سالاري وغیره القصه ساري حکومت کے کاموںکے اختیار اِسي فرقه کا ذاتي حق سمجها گیا هی یهه بات جاننے کے قابل هی که برهمنوں نے باوجود اِسبات کے که مجموعه قوانین کا بنایا بجز اُسکي تشریح بیان کرنے اور اِنفصال خصومات میں پیوسته لگنے کے اِنتظام حکومت اپنے اختیار میں نهیں رکها چهتریوں کے فرض یهه بیان کیئے گئے هیں کهلوگوں کو اپني پناه میں رکهکر هر طرح کي حفاظت کرنا هوم کرنا خیرات دینا بید پڑهنا اور نفساني خواهشوں کو دبائے رکهنا § *

## محنتي فرقه بیش کا بیان

بیش فرقه کي کچهه بڑي عزت نهیں کیونکه برهمن کو مهمانداري کرنے کے بیان میں هدایت کي گئي هی که بیش کے ساتهه بهي مروت سے پیش آوے اُسکو بهي اُسوقت کهانا دے جبکه اپني اور متوسلوں کو دیتا هو || علاوه داد دهش کے اور هوم کرنے اور بید پڑهنے کے بیش کا کام مویشي پالنا تجارت کرنا روپیه سود پر قرض دینا اور کهیتي کرنا هیں * جو کار اُسدني علم بیش کو تحصیل کرنا لازم هی وه اور فرقوں کے علم سے بهت زیاده هی کیونکه اُسکو علاوه مویشیوں سے بچے لینے کے طریق اور اپنے ملک کي جنسوں اور اقسام اراضي سے بخوبي واقف هونے کے غیر ملک کي حاجتوں اور جنسوں کا علم رکهنا اور اور ملکوں کي مختلف زبانوں کا سمجهنا اور هر ایسي شی سے واقف هونا جو خرید و فروخت سے متعلق هو اور مزدوروں کي اُجرتوں کا جاننا بهي ضروري هی ⫲ *

---

† باب ۸ اِشلوک ۲۹۷ و ۲۶۸

‡ باب ۷ اِشلوک ۵۴

§ باب ۱ اِشلوک ۸۹

|| باب ۳ اِشلوک ۱۱۲

* باب ۱ اِشلوک ۹۰

⫲ باب ۹ اِشلوک ۳۲۹ سے لغایه ۳۳۲

## خدمتگار یعني شودر فرقه کا بیان

شودر فرقہ کے آدمیوں کا فرض مختصر یہہ بیان کیا گیا هی کہ اور فرقوں کي وہ خدمت کیا کریں † لیکن اور مقاموں میں یہہ بات مفصل بیان کي گئي هی کہ اُسکا بڑا فرض برهمنوں کي خدمت کرنا هی ‡ اور اُسکو اسبات کي خاص اجازت هی کہ اگر وہ نان و نفقہ کا محتاج هو اور برهمنوں کي خدمت حاصل نہوسکے تو چھتریوں کي خدمت اختیار کرے اور اگر چھتري کي خدمت بھي نہ میسر آسکے تو کسي مالدار بیش کیخدمت کرے § اور یہہ عام قاعدہ ٹھہرایا گیا هی کہ مصیبت کے زمانہ میں هر فرقہ اپنے سے ادنی فرقہ کے کام کرنے لگے مگر کسي حالت میں اپ سے اعلی فرقہ کے کاموں میں هاتھہ نڈالے شودر فرقہ سے نیچے اور کوئي فرقہ نہیں هی اگر اِس فرقہ کے لوگوں کو اُنکا معمولي کام نمل سکے تو وہ دستکاري کے کام مثل معماري اور نجاري اور مصوري اور محرري کے اختیار کرلے || شودر کو بید شاستر اور مذهبي کتابیں پڑھنے کي اجازت نہیں البتہ هوم کرنے کي اجازت هی * لیکن برهمن کا اُس سے هوم وغیرہ کروانا ایسا سخت گناہ هے کہ کفارہ دینا پڑتا هی ‡ اور برهمن کو شودر کے روبرو بھي بید کا پڑھنا درست نہیں ‡‡ شودر کو دهرم شاستر کے مسئلہ سکھانا یا اُسکے گناہ کے کفارہ کا طریق بتانا برهمن کو اُس دوزخ میں ڈالتا هی جسکو اسم ورتا کہتے هیں

---

† باب ۱ اِشلوک ۹۱

‡ باب ۹ اِشلوک ۳۳۴

§ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۱

|| باب ۱۰ اِشلوک ۹۹ و ۱۰۰ مگر کے مجموعہ میں شودر کو کاشتکاري کرنے کي اجازت میں کہیں نہیں دیکھتا جسکو لوگ کہتے هیں نہ اِس کتاب میں کسي موقع پر علانیہ هی مگر اِس زمانہ میں یہہ لوگ اِسقدر کثرت سے کاشتکاري کرتے هیں کہ گویا یہہ کام خاص اُنہیں کي ذات کا خیال کیا جاتا هی

* باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۷ و ۱۲۸

‡ باب ۱۰ اِشلوک ۱۰۹ سے لغایت ۱۱۱ و باب ۱۱ اِشلوک ۴۲ و ۴۳

‡‡ باب ۴ اِشلوک ۹۹

اُسکو دنیا کے کاموں میں بھی نصیحت کرنا ممنوع هی † برهمن کو ایسی سخت اور مکرر سکرر تنبیهه اور تاکید کسی اور جرم پر نهیں کی گئی هی جیسی شودر سے نذر بهینٹ لینے کے اِمتناع میں کی گئی هی اور اِس جرم کا کفارہ جب تک که وہ اُس دچهنا کو واپس نکردے تپوتهه جانوہ سے بهی نهیں هوسکتا ‡ اگر کسی برهمن کی فاقه سے جان لب پر آجاوے تو شودر سے خشک اناج لیلینا روا هی مگر اُسکے هاتهه کا پکا هوا نکهاوے شودر اپنے آقا کے پس خوردہ سے پالا جاوے اور اوترے هوئے پرانے کپڑے پہنے § دو شودر کواگر کچهه مقدور بهی هو تو دولت جمع کرنے کی اِجازت نهیں وجهه اِسکی یهه هی که وہ دولتمند هوکر شاید کسی برهمن کو رنج پهونچاوے || اگر کوئی شودر کسی اعلی فرقه میں کے آدمی کو گالی دے تو اُسکی زبان کاٹ لیجاوے * اگر کوئی شودر برهمن کے پاس ایک هی فرش پر بیٹهه جاوے تو اُسکے چوتڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے ‡ اگر شودر برهمن کو دهرم کی باتیں بتائے تو اُسکے منهه اور کانوں میں کهولتا هوا تیل ڈالیں ‡‡ *

اِسی طرح کے اور بهی ایسے قانون هیں جنہو خواہ مخواہ هنسی آوے اور نهایت بیرحمی اُنسے ظاهر هو جنمیں اور اعلی فرقوں کی رعایت سے شودر فرقه پر نهایت سختی مقرر کی گئی هی شودر ذلیل کو کهتے هیں ‡‡ اور اُسکے قتل کا کفارہ بهی مذهب کی روسے وهی هی جو بلی کتے اور چهپکلی مینڈک اور اور بهت سی قسم کے جانوروں کے مار ڈالنے کا کفارہ هی §§ *

† باب ۴ اِشلوک ۸۰ و ۸۱
‡ باب ۱۱ اِشلوک ۱۹۳ سے لغایت ۱۹۷ و باب ۱۰ اشلوک ۱۱۱
§ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۵
|| باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۹
* باب ۸ اِشلوک ۲۷۰
‡ باب ۸ اِشلوک ۲۸۱
‡‡ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲
‡‡ باب ۲ اِشلوک ۳۱
§§ باب ۸ اِشلوک ۳۱۳

اگرچہ شودر کی ذات کیسے ہی کچھہ کیوں نہ ظاہر ہو مگر اُسکی اصل وقعت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ شودر کو عموماً خدمت کرنیوالا بیان کیا گیا ہی مگر اکثر مقاموں میں یہہ صاف لکھا ہی کہ اگر شودر کو اُسکا مالک آزاد بھی کردے تب بھی وہ خادم کا خادم ہی رہتا ہی مخدوم نہیں بنجاتا کیونکہ جو حالت اُسکو خالق نے بخشی ہی اُس میں سے کون اُسے نکال سکتا ہی † باوجود اِسکے یہہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کسیکا غلام ہوتا ہی کیونکہ اُسکو اختیار حاصل ہی کہ جسکی جی چاہے خدمت کرے اور اپنے لیئے تجارت کرنیکا بھی مختار ہی اور نقل مکان کرنے کے اِمتناع میں جو قانون ہیں اُنسے شودر لوگوں کے آزاد ہونے سے ‡ اِسبات کے بھی یقین کرنے کی کوئی وجہہ نہیں کہ وہ لوگ ملک کے غلام ہیں حقوق مالکانہ جنسے غلام محروم تھے § بہت مقامونمیں انکی نسبت ثابت ہوتے ہیں || اور اُنکو مار پیٹ سے بھی قانوناً محفوظ رکھا گیا ہی یہاں تک کہ اُنکے مالک بھی اُنکو قانون کے بموجب تنبیہہ تادیب کرسکتے ہیں اور یہی حال اُنکی جورو بچوں وغیرہ کا ہی * بہر کیف شودر فرقہ کے لوگوں کی حالت قدیم زمانہ کی جمہوری سلطنتوں کی غلاموں یا متوسط زمانہ کے راجپوں اور اور ہر خادم فرقوں کی حالت سے جنکو ہم جانتے ہیں بہتر تھی *

## مخلوط ہو جانا فرقوں کا

اگرچہ ان مختلف فرقوں کا امتیاز نہایت مضبوطی سے قایم کیا گیا تھا مگر اُنکے مخلوط ہونے کے لیئے جو تدبیریں مقرر کی گئی تھیں اُنپر ایسی توجہہ نہوتی تھی جیسی کہ پچھلے دنوں میں ہونے لگی اس آمیزش

† باب ۸ اشلوک ۴۱۳
‡ باب ۲ اشلوک ۲۳
§ باب ۸ اشلوک ۴۱۶
|| باب ۹ اشلوک ۱۵۷
* باب ۸ اشلوک ۲۹۹ و ۳۰۰

کی امتناع میں جو قانون بنے تھے اُنکی بنا زیادہ تر برتر فرقوں کی عورتوں کے تنفر کے تعصب پر تھی کچھہ نسل کی حفاظت کے لیئے نہ تھی تینوں اعلی فرقوں کے مردوں کو آپ سے کم درجہ کی † عورت سے شادی کرنیکی اجازت دی گئی ہی لیکن شرط یہہ ہی کہ اپنے خاندان میں اُسکو برتر مرتبہ ندیویں ‡ لیکن آپ سے برتر درجہ کی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت نہیں ہی چنانچہ برتر درجہ کی عورتوں کے پاس ناجایز اسد و رفت کرنے کی نسبت نہایت سخت سزائیں قانون میں مندرج ہیں § ایسی شادی کرنے والوں کی اولاد جو آپ سے کم درجہ کی عورت کے ساتھہ شادی کریں اُنسے بہت کم مرتبہ رکھتی ہی || مثلاً ایک برهمن کی اولاد جسنے آپ سے ایک درجہ کم عورت سے شادی کی ہو ان دونوں میں متوسط مرتبہ والی ہوتی ہی * اور اگر ان متوسط مرتبہ والوں کی بیٹیوں کی سات پشت تک متواتر برهمنوں کے ساتھہ شادی ہووے تو وہ نسل پھر متبرک ہو جاتی ہی ‡ لیکن شودر کی ایسی اولاد جو برهمنی سے ہو چنڈال ہوتی ہی ‡‡ اور یہہ چنڈال اگر اعلی فرقوں کی عورتوں سے صحبت کریں اور اُنسے اولاد پیدا ہو تو ہو مرتبہ اپنے جنانے والے سے زیادہ ناپاک ہوتی جاویگی ‡‡ *

معلوم ایسا ہوتا ہی کہ یہہ سب فرقہ منو کے وقت میں بھی کھانا ایک دوسرے کے ساتھہ باہم بیٹھکر نہ کھاتے تھے اور برهمن جو اور برهمنوں کی اپنی رغبت سے دعوت کرے اُسمیں اور اُس کھانا کھلانے میں ایک

† باب ۲ اشلوک ۲۳۸ سے لغایت ۲۴۰ و باب ۳ اشلوک ۱۳
‡ باب ۳ اشلوک ۱۴ سے لغایت ۱۹
§ باب ۸ اشلوک ۳۶۶ و ۳۷۴ لغایت ۳۷۷
|| باب ۱۰ اشلوک ۱۱ سے لغایت ۱۹
* باب ۱۰ اشلوک ۶
‡ باب ۱۰ اشلوک ۶۴
‡‡ باب ۱۰ اشلوک ۱۲
‡‡ باب ۱۰ اشلوک ۲۹ و ۳۰ اب نیچی کے فرقہ کی عورت سے شادی کرنا منع ہے

عجیب فرق هی جو کسي مسلمان چهتري کو قانون کي رو سے خود اپنے هاتهه سے برهمن کو پکاکر کهلانا پڑتا هی † اسکي منو کے مجموعه میں سوائے شودر کے اور فرقوں کے آدمیوں کو آپسمیں ساتهه کهانے یا ایک دوسرے کے هاتهه کا پکا هوا کهانے کي جس سے اس زمانه میں ذات جاتي رهتي هی کهیں ممانعت معلوم نهیں هوتي اور شودر کے ساتهه یا اسکے هاتهه کا پکا هوا بهي کهالینے کے گناه کا کفاره صرف سات روز کا هی جو برت سے هو جاتا هی ‡ معلوم ایسا هوتا هی که گناه کرنے یا گناه کرکے اسکا کفاره نه ادا کرنے سے ذات جاتي رهتي تهي *

یهه بات غور کرنے کے قابل هی که ان چاروں فرقوں میں کاریگر کسي فرقه میں شامل نهیں البته شودر کو یهه اجازت هی که جب اسکي معمولي خدمت نه ملے تو وه کاریگري کے کام کرے مگر یهه نهیں بیان کیا گیا که صنعت کن لوگوںکا معمولي کام هی دسویں باب کے چند مقاموں سے مفهوم هوتا هی که ان معمولي فرقوں کي آمیزش سے جو گروه پیدا هوئي کاریگري اُنکا پیشه ٹهرا جیسا که اب بهي هوتا هی اور یهه ایسي بات هی جسکي بنیاد سے هم یهه نتیجه نکال سکتے هیں که ذاتوں کي تقسیم ایسے زمانه میں کي گئي جس میں کاریگري اور فن نهایت اختصار کے ساتهه پہلے هي پہلے شروع هوئے هونگے جسکے سبب سے هر فن کے لیئے علحده کاریگروں کي ضرورت نهوگي اور هم یهه بهي سمجهه سکتے هیں که قوموں کے تقسیم هونے سے اس مجموعه کے مرتب هونے تک بہت سي نسلیں گذري هونگي اور اس زمانه میں جو اکثر فرقے اصلي تقسیم کے بعد قایم هوئے صدها پیشے اُنسے متعلق هوگئے هونگے *

---

† باب ۳ اشلوک ۱۱۰ سے ۱۱۳ تک

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۵۳

# دوسرا باب

## گورنمنٹ یعني حکومت کے بیان میں

### راجه

اسطرح کي ترتیب دیا هوا گروه خلقت کا ایک خود مختار راجه کے اختیار میں رهتا تها منو کے مجموعه نے اُس باب کے شروع هي میں جو انتظام ملک کے بیان میں هی راجه کي عظمت اور اختیار ظاهر کرنے میں جسکو کوئي روک نہیں سکتا ایسا شاعرانه مبالغه کیا گیا هی که راجه کو خدا کي برابر ٹهرادیا هی † راجه کسي قانوني بندش کا جو کسي انسان نے تجویز کي هو تابع نہیں هوتا تها اگرچه اُسکو ایک موقع پر ‡ سزا کا خوف دلایا گیا هی اور دوسرے موقع پر § جرمانه سے ڈرایا گیا هی مگر اس سزا یا جرمانه کے عمل میں آنے کا کوئي طریقه نہیں معلوم هوتا اور راجه کے اهلکاروں اور فوج کے افسروں وغیره کو بجز اسبات کے که جو کچهه راجه کا حکم اور مرضي هو وه کریں کوئي باقاعده قانوني اختیار حاصل نه هوتا تها مگر یهه یقین هی که راجه اُن قاعدوں اور قانون کا ضرور پابند هوتا هوگا جو خدا کیطرف سے قرار پائے هوئے سمجهے جاتے تهے اور جو دبدبه که برهمنوں کو راجه اور اُسکي رعایا پر حاصل تها اُس سے منو کے مجموعه کے احکام کو بڑي مدد پهونچتي تهي اور ضرور هی که راجه اَور ظالم حاکموں کي طرح رعایا کي بغاوت کے ڈر سے بهي حد سے باهر قدم نه دهرتے هونگے || *

---

† باب ۷ اشلوک ۱ سے لغایت ۱۳

‡ باب ۷ اشلوک ۲۷ سے لغایت ۲۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۳۶

|| ناٹک ناٹ میں جو ایک سانگ سنه عیسوي کے شروع کا لکها هوا هی اُسمیں راجه کو ظلم کے سبب کائیوں کے ریوڑ نے تخت سے اُتارا هی اور دوسرے سانگ میں جسکا نام اُتّارا راماچرتا هی بڑے راجه رام نے لوگونکي فریاد سے اپني محبوب راني کو بمجبوري جلا وطن کیا اسکو ولسن صاحب کي هندو تهیاٹر نام کتاب میں دیکهو

راجه کے سنگهاسن پر بٹهلانے جانے سے یہه غرض بیان کی گئی هی که وه ظلم اور تعدي کي روک تهام کرے اور بد اعمالوں کو سزا دے" سزا جاگتي رهتي هی جب که پهره والے سو جاتے هیں" اگر راجه سیاست نکرے تو زبردست کمزور کو اِسطرح بهون کر کها جاے جیسے مچهلي کو سیخ پر" اور کوئي شی کسیکي ملکیت نرهے اور هر ادنی هر اعلی کو تباه و برباد کر دے" † ‌*

راجه کے فرض عموما یہه بیان کئے گئے هیں که وه اپني قلمرو میں عدل و اِنصاف کرے اور غیر ملکي دشمنوں کے ساتهه سخت سزا اور سیاست سے پیش آوے اور دوستوں کے ساتهه نفاق نه برتے اور برهمنوں پر شفقت رکهے ‡ اور برهمنوں کے ساتهه ادب سے پیش آوے اور حیا اور دلجمعي کي باتیں اُنهیں سے سیکهے اور اِنصاف اور تدبیر سلطنت اور علم معرفت اور علم‌الهیات بهي اُنهیں سے سیکهے اور رعایا سے فن کاشتکاري اور تجارت اور اور عمده فنون یاد کرے § اور حفظ نفس اور غضا و غضب اور کاهلي سے آپ کو بچائے رکهے *

## اِنتظام حکومت

راجه سات شخص وزیر یا مشیر رکهے ( معلوم هوتا هی که یہه چهتریوں میں سے هوتے هونگے ) اور اُن سب پر ایک عالم برهمن کو ممتاز رکهے جسپر کامل اعتماد اور بهروسه راجه کا هو اور اور افسروں کو بهي مقرر کرے جنمیں سب سے معزز وه هوتا تها جسکو ایلچي کها گیا هی عربي دانست میں اِس شخص کو غیر ملکي معاملات کا وزیر سمجهنا چاهئے یہه شخص اور افسروں کیطرح عالي خاندان اور دانا اور تیز فهم اور بڑا لئیق اور دیانتدار اور هر دل عزیز اور چست و چالاک اور ملکوں اور زمانه سے واقف اور

† باب ۷ اِشلوک ۱۳ سے لغایت ۲۶

‡ باب ۷ اِشلوک ۳۲

§ باب ۷ اِشلوک ۴۳

خوبصورت اور فصیح هو اور فوج کا بندوبست والئی سپه سالار کے اختیار
میں هو اور سیاست اور سزا دهي حکام عدالت کے اختیار میں هو اور
خزانه اور ملک کا اِنتظام خود راجه کي ذات پر منحصر رهے اور جنگ
اور صلح غیر ملکي معاملات کے وزیر کے قبضه میں رهے † اس میں کچهه
شک نهیں که اِن سب محکموں کي نگراني راجه خود کرتا تها لیکن جب
وه کثرت کام سے تهک جاتا تو کسي اپنے وزیر اعظم سے جو کام لینے کا اختیار
رکهتا تها ‡ اور اپني قلمرو کا اِنتظام بهت سے افسروں کے ذریعه سے اِسطرح
پر کرے که ایک ایک قصبه اور گانوں پر حاکم مقرر کرے اور اُنپر دس دس
قصبوں کا حاکم اور اُنپر سو سو گانوں اور قصبوں کا حاکم اور اُنپر هزار هزار
گانوں اور قصبوں پر حاکم مقرر کرے اِن تمام حاکموں کو راجه مقرر کرے اور
وه سب جرموں اور سزاؤں کي اِطلاع اپنے حاکم بالا دست کو کیا کریں اور
هر گانوں یا ایک قصبه کے حاکم کو اُسکي خدمت کے عوض میں وه غله
وغیره اور چیزیں ملا کریں جنکي پانیکا اُس گانوں یا قصبه سے راجه
مستحق هو اور دس گانوں یا قصبوں کے حاکم کو دو هل کي زمین اور
سو گانوں یا قصبوں کے حاکم کو ایک چهوٹے گانوں کي آمدني اور هزار گانوں
کے حاکم کو ایک بڑے گانوں کي زمین ملے § ●

اور یهه سب حاکم بڑے ذي رتبه اور صاحب اختیار گرداوروں کي
نگراني میں رهیں اور هر بڑے قصبه یا شهر میں ایک گرداور رهے اور وه اُن
تمام خرابیوں اور بد اِنتظامیوں کا اِنسداد کیا کرے جنپر ضلع کے حاکم
بالطبع مائل هوتے هیں || اور ملک کے تقسیم بلحاظا فوج کے بهي هووے یعنے

† باب ۷ اشلوک ۵۴ سے لغایت ۶۱

‡ باب ۷ اشلوک ۱۴۱

§ یهاں صورت یعني ایک گانوں کي معلومه کا معاوضه وه تهوڑا تهوڑا سا حصه هوتا تها جو اب بهي پٹهانوں کو ملتا هے اور باقي تین صورتوں میں جو گانوں اُنکو ملتا تها اُسمیں سے زمین کي پیداوار کے اُس حصه کے وه مستحق هوتے تهے جو راجه کا پانتي هوتا تها

|| باب ۷ اشلوک ۱۱۹ سے لغایت ۱۲۳

ایک ایک گروہ فوج کا ایک ایک حصہ ملک میں رهے جسکا افسر نہایت عمدہ شخص هو یہہ ضرور نہیں کہ اُسکے ضلع کی حدیں ملکی حاکم کے ضلع کی حدوں کی مطابق هوں *

## محاصل کا بیان

هر قسم کی کاشتکاری کی پیداوار کا وہ حصہ جو راجہ کا حق هو اور تجارت کے محصول اور خوردہ فروشوں اور اور دکانداروں پر تھوڑا تھوڑا سالانہ محصول اور پیشہوروں سے ایک مہینے میں ایک دن کی بیگار ملک کا محاصل هوتا هی † سوداگروں کے مال پر اُسکی اصل قیمت اور راہ خرچ اور خالص منافع کے لحاظ سے محصول لگانا چاهیئے محصول کی شرح یہہ هی کہ مویشیوں اور جواهرات اور سونے چاندی پر جو سال بھر میں سرمایہ پر بڑھے اُسکا پچاسواں حصہ محصول هو اور لڑائی کے وقت میں بیسویں حصہ تک زیادہ کرنے کا مضایقہ نہیں اور غلہ میں بارھواں یا آٹھواں یا چھٹا حصہ ( بموجب زمین اور اُسکی کاشت کی محنت کے ) مقرر هو ‡ اور ضرورت میں اسکی بھی چوتھائی تک بڑھالینے میں قباحت نہیں تمام سرکاری محاصل میں بھی ایک ایسی رقم معلوم هوتی هی جو سب سے بڑہ کر هو اور درختوں اور شہد اور خوشبوؤں اور گوشت اور اور بہت سی قدرتی پیداواریں اور مصنوعی چیزیں جو سال بھر میں ترقی پکڑیں اُنکی خالص ترقی کا چھٹا حصہ محصول قرار دیا جاوے § *

اور هر ایک بیع و شرا کے منافع پر بحساب فیصدی پانچ روپیہ سرکار کا حق هی ‖ لاوارث مال و متاع کا بھی راجہ هی مالک هوتا هی اور تمام وہ مال بھی جسکا مالک موجود نہو تین بار اشتہار دینے کے بعد اگر نہو

---

† باب ۷ اشلوک ۱۳۷ و ۱۳۸

‡ بریکٹ میں جو لفظ هیں انکو مسمی کلوکا مفسر نے اصل متن پر زیادہ کر دیا هی *

§ باب ۷ اشلوک ۱۲۷ لغایت ۱۳۲

‖ باب ۸ اشلوک ۳۹۸

برس کي اندر اندر وہ نہ آجاوے راجہ کا ہو جاتا ہی † اور راجہ علاوہ اُن
کانوں کے جو اُسکے خاص قبضہ میں ہوں اور تمام معدنیات کے نصف کا
حقدار ہوتا ہی ‡ اور معلوم ہوتا ہی کہ بعض قسم کے اسباوں میں یہہ
حق بھي راجہ کا ہوتا تھا کہ جب تک اُسکو خرید کرنے سے وہ انکار نکرے
کوئي خرید نکرسکے § •

کہا گیا ہی کہ منو کے مجموعہ میں علاوہ اُن حقوق کے جو بیان ہوئے
راجہ کو کل ملک کي زمین کا مالک بھي ٹھہرایا گیا ہی اور اسبات کا
ثبوت باب ۸ اشلوک ۳۹ سے جس میں راجہ کو زمین کا اعلی درجہ
کا مالک قرار دیا ہی اور باب ۸ اشلوک ۲۴۳ سے بھي جس سے پایا جاتا
ہی کہ زمین کا مالک اگر کاشت نکرے تو راجہ اُس سے بازپرس کرتا
ہوتا ہی اِسکا جواب یوں دیا گیا ہی کہ پہلے حوالہ کي تردید باب ۷
کے ساتویں اِشلوک سے جسمیں راجہ کو دریاؤں اور آسمانوں کا مالک
بیان کیا گیا ہی ہوتي ہی اور دوسرے حوالہ کو صحیح نہیں مانا جاتا
ہی اگر وہ صحیح بھي ہو تو اُسمیں صرف یہہ مصلحت ہوگي کہ
راجہ زمین کے مالک کي غفلت کے سبب سے اپنے حصہ سے محروم رہے
علاوہ اِسکے ایک اور مقام پر باب ۹ اِشلوک ۴۴ سے راجہ کا دعوی رد کیا
گیا ہی یعني اُسمیں لکھا ہی کہ زمین کا مالک وہ ہی جسنے جنگل کاٹا
اور مفسر اِسکي اِسطرح تشریح کرتا ہی کہ جسنے زمین کو صاف کیا اور
اُسپر کاشت کي لیکن تصفیہ اِسبات پر ہی کہ جب راجہ کا حصہ ایک
چوتھائي یا ایک چھٹا قرار پاچکا تو باقي تین چوتھائي یا پانچ چھٹے
حصوں کا مالک کوئي اور ہوگا جسکي زیادہ تر اُس زمین سے غرض متعلق
ہوگي || مگر یہہ عجیب بات ہی کہ اِس مجموعہ میں رعایا کے زمین

† باب ۸ اشلوک ۳۰ ‡ باب ۸ اشلوک ۳۹۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۱

|| رعایا کے زمین کے مالک ہونے پر جو دلائل ہیں وہ ولکس صاحب کي تاریخ میسور کے حصہ اول کے پانچویں باب میں مندرج ہیں اور تتمہ میں بھي ہیں اور مل صاحب کي تاریخ ہندوستان عہد انگریزي کي جلد اول کے صفحہ ۱۹۰ میں وہ دلائل جو راجہ کے زمین کے مالک ہونے پر ہیں لکھے ہیں

کے مالک ہونیکی نسبت بہت کم اِشارہ کیا گیا ہی حالانکہ بہت موقعوں پر اسکا ذکر ضرور ہونا چاہئیے تھا البتہ صاف صاف یہاں اِسبات کا آٹھویں باب میں اِشلوک ۲۴۲ سے ۲۴۵ تک جو زمین کی حدود کے بیان میں ہی کیا گیا ہی اور باب ۹ اِشلوک ۴۹ و ۵۲ سے لغایت ۵۴ میں یہہ بات سمجھہ اپنے سے ثابت کی گئی ہی کہ ایک شخص کا بیج دوسرے شخص کی زمین میں بویا گیا ہی اور باب ۳ اِشلوک ۲۳۰ و ۲۳۳ میں زمین کے ہبہ اور وقف کرنے کا ذکر اِسطرح پر کیا گیا ہی کہ لوگوں کو زمین کے بخشنے کا حق تھا مگر اِن دونوں آخر کے فقروں کے یہہ بھی معنی سمجھے جاسکتے ہیں کہ زمین کی ملکیت کا حق صرف راجہ یا کل گانوں کو حاصل تھا اِس مجموعہ میں ورثہ کے تقسیم اور رہن کے قواعد اور چلا وطنوں کی ملکیت کے احکام اور لوگوں کی دولت کے بیان میں ہر قسم کی ملکیتوں کا ذکر ہی مگر زمین کا مطلق ذکر نہیں اگر باب ۸ کے اِشلوک ۲۶۲ سے ۲۶۵ تک کی سند نہوتی جسکا اوپر ذکر ہوا تو ہم ضرور یہہ سمجھتے کہ زمین گانوں والوں کے آپس میں منقسم تھی جیسا کہ اب بھی هندوستان کے بہت سے مقاموں میں ہی اور یہی قاعدہ شاید عام ہوگا اور لوگوں کو گانوں میں کی وقف زمینوں میں سے یا راجہ کے حصہ پیداوار میں سے اِنعام و اکرام ملتا تھا *

## دربار کا بیان

راجہ کو هدایت کی گئی ہی کہ اپنی راجدهانی اپنے ملک میں سے ایسے مقام پر قرار دے جو نہایت زرخیز اور سر سبز و شاداب ہو اور اُس تک مخالفوں کی رسائی مشکل ہو اور حملہ کرنیوالوں کو رسد نہ ملے اور اپنی گڈھی کو سپاہیوں اور ذخیروں سے همیشہ معمور رکھے اور اُسکے بیچا بیچ میں اپنا محل نہایت شاندار اور ایسا مستحکم بناوے کہ اُسمیں بھی دشمنوں کے حملہ سے پناہ مل سکے اور درختوں اور چشموں

سے سر سبز و شاداب رکھے اور ایک ایسی رانی پسند کرے جو عالی
خاندانی اور حسن میں شہرۂ آفاق ہو اور گھر کا پروہت مقرر کرے † •

راجہ رات کے پچھلے پہرے اوٹھکر بلدان اور پوجا پات کرکے ایک عمدہ
اور نفیس دیوان خانہ میں دربار کرے اور اپنی رعایا پر مہربانی اور شفقت
کی نظر رکھے اور بعد اسکے کہیں جنگل میں درختوں کے جھرمٹ میں
یا پہاڑ وغیرہ کی کسی بلندی پر جہاں کسی غیر کا گذر نہو اپنے مشیروں
کو جمع کرے اور بولنیوالے جانوروں اور عورتوں کی بھی احتیاط رکھے پھر
ورزش اور اشنان کرکے اپنے خاص کمرہ میں کھانا کھاوے اب اسوقت اور
ادھی رات کو اپنے گھر کے انتظام اور اپنے کام کے نوکروں کی موقوفی بحالی
اور اپنے ذاتی کاموں کو انجام دے ‡ اسکے بعد کچھہ تفریح طبع بھی کرے
بعدہ فوج کا ملاحظہ کرے اور دن چھپے مذہبی فرض جسکو سندھیا کہتے
ہیں ادا کرکے قاصدوں کے کاغذات سنے اور اس کام سے فارغ ہوکر اپنے خاص
خلوتخانہ میں رات کا کھانا کھاکر اور کچھہ دیر رقص و سماع سے دل بہلاکر
آرام کرے § •

مگر یہہ معقول اور خوشنما سلسلہ بسر اوقات کا ان بہت سی احتیاطوں
سے توڑا گیا ہی جنکے سبب سے ایشیا کے بادشاہوں کے تمام حظ زندگی میں
خلل پڑتا ہے چنانچہ یہہ ہدایتیں کی گئی ہیں کہ راجہ کی رسوئی نہایت
معتمد آدمی پروسا کریں اور کھانے کے ساتھہ ہی زہر کی دفع کرنیوالی دوا
بھی موجود رہا کرے اور جبکہ وہ ایلچیوں کو دربار میں بلاوے یا کسی اور
موقع پر ملاقات کرے تو مسلح ہو خالی ہاتھہ نرہے اور اپنے محل کی
خادمہ اور چھوکریوں کی اس اندیشہ سے تلاشی لیا کرے کہ انکے پاس
کچھہ ہتھیار پوشیدہ نرکھے ہوں غرض کہ اندر باہر اسکو ہمیشہ اپنے دشمنوں
کی سازشوں سے ہوشیار رہنا چاہئیے اس مجموعہ کے اس باب حکومت میں

† باب ۷ اشلوک ۲۹ لغایت ۷۸
‡ باب ۷ اشلوک ۱۴۵ لغایت ۱۵۱
§ باب ۷ اشلوک [illegible] لغایت ۲۲۶

میں بہت سے قواعد امور ملکی معاملات کے ہیں کہ کسطرح غیر ملکوں کے ساتھہ پیش انا اور کسطرح جنگ اور صلح کرنا چاهئیے اور یہہ سب باتیں اُن بہت سی دلیلوں کے ثبوت سے جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ ہندوستان نہایت قدیم زمانہ میں بہت مختلف چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں منقسم تھا اور نیز اُن آثار کے سبب سے جنسے معلوم ہوتا ہی کہ لوگ تربیت یافتہ ہی اور بس دلچسپ ہیں مثلاً لکھا ہی کہ راجہ اپنی حفاظت نہایت ہوشیار اور چوکنا رہنے اور ساز و سامان درست رکھنے سے کرے کبھی دغا اور فریب کام میں نہ لاوے کوئی کام دغا کا نکرے † دشمن کے ٹالنے کی چار تدبیریں ہیں اول تو کچھہ نذر و نیاز دیدینا دوسرے اُسکے رعیتوں میں پھوٹ ڈلوا دینا تیسرے خط کتابت سے صلح کرلینا چوتھے بدرجہ مجبوری لڑنا کہتے ہیں کہ عقلا پچھلے دونوں طریقوں کو ترجیح دیتے ہیں ‡ راجہ اپنے نہایت قریب ہمسایوں اور اُن راجاؤں کو جنسے صلح ہو دشمن سمجھے اور اُسسے بعید کے رہنیوالوں کو دوست اور اُنسے بھی بعید کے راجاؤں کو نہ دوست نہ دشمن § یہہ بات قابل اطلاع کے ہی کہ مشکلوں کے دفعیہ کی جو تدبیریں بتائی گئی ہیں اُنمیں اپنے اپ سے قوی سلطنت کی پناہ چاہنا عمدہ تدبیر ہی || مگر معلوم ہوتا ہی کہ اس پناہ لینے میں اُس سلطنت کا بالکل مطیع اور فرمانبردار ہوجانا ہوتا تھا اور جس موقع پر آخر میں اِس پناہ کا ذکر کیا گیا ہی وہاں راجہ کو یہہ ہدایت کی گئی ہی کہ اگر وہ اِس پناہ کو اپنی نسبت کوئی برائی سمجھے تو باوجود سخت مصیبت کے اور ضعیف ہونے کے دشمن کے مقابلہ پر بلا خوف و خطر سخت لڑائی میں مشغول رہے * سلطنت کے غیر ملکی امور اور لڑائی کے

† باب ٧ اشلوک ١٠٣ و ١٠٣

‡ باب ٧ اشلوک ١٠٩

§ باب ٧ اشلوک ١٩١

|| باب ٧ اشلوک ١٧٠

* باب ٨ اشلوک ١٧٥ و ١٧٦

کار و بار میں جاسوسوں کی اشد ضرورت ظاهر کی گئی هی جو لوگ اِس
کام پر طرح طرح کے مامور هوں اُنکے ذرا ذرا اوصاف لکھے گئے هیں چنانچه
اُن هي میں سے بعضے قسم کے اب بهي هندوستان میں هوتے هیں اُنمیں سے
کچهه تو متقني چالاک دهوکا دینے کے لیئے بڑے بزرگوں کی صورت
بنائے رهتے هیں اور کچهه مصیبت زده کاشتکار کی حالت میں رهتے هیں
اور کچهه خراب خسته سوداگر کے لباس میں هوتے هیں † ۞

## لڑائي کا بیان

لڑائي کے قواعد بہت سیدهے سادے هیں اور یه مشهور هے جو اُنکو لکھا هی
اِسلیئے اُنمیں وه خوبي نهیں پائي جاتي جو آجکل هندوستانیوں کے طور
میں آئي هی اور اُسکے سبب سے هندوستاني ستار هیں لشکر کشي کا
قاعده یوناني جمهوري سلطنتوں یا روم کے ابتدائي قاعده لشکر کشي سے
مشابه هی اور یهه قاعده به نسبت اُن بڑے بڑے ملکوں کے جو آجکل
هندوستان میں موجود هیں بہت چهوٹے چهوٹے ملکوں کے لائق اور
مناسب معلوم هوتا هی ۞

لکھا هی که جب فصل ربیع کٹ چکے جب راجه چڑهائي کرکے سیدها
دشمن کي دارالخلافت پر جاوے اور ایک اور مقام پر لکھا هی که ایک قلعه
کے اندر سو آدمي محافظ دس هزار دشمنوں کے مقابله کے واسطے کافي
هیں اِس سے ظاهر هوتا هی که محاصره کا تو ذکر کیا هی حمله کی تدبیر
و فن میں بهي پناه لینے کے فن سے نہایت کمي تهي اور اگر دشمن مقابله
نکرے تو راجه اُسکے ملک میں اُس وقت تک لوٹ کهسوٹ کرتا رهے اور
اُسکے سرداروں سے سازش کرے که دشمن مجبور هوکر اُس سے ایسي لڑائي
لڑے جو اُسکے حق میں مفید هو ‡ اور بہتر یه هی که اُسکو ایسا لاچار
کرے که اطاعت کے عهد و پیمان کرلے اور فوج میں سوار اور پیادے دونوں

† باب ۷ اِشلوک ۱۸۲

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۹۱ لغایت ۲۰۰

قسم کے سپاهی هوتے تھے اور سوار اور پیادے دونوں تیر و کمان اور ڈھال تلوار
باندھتے تھے اور لڑائی میں هاتھی بہت کام دیتے تھے اور صوبے وقت ملک
بھی هاتھی اور رتھه فوج کا بڑا حصہ هوتے تھے ٭

فوج کے کوچ کرنے اور لڑنے کے مختلف قاعدے اسی مجموعہ میں
کچھه کچھه بیان کئے گئے هیں راجہ کو هدایت کی گئی هی کہ اپنی فوج
میں مغربی هندوستان کے آدمیوں کو نوکر رکھیں وهاں کے بھی جوانمرد
هوتے هیں اپنی فوج کو راجہ اپنی سپاهگری دکھا کر دلیر کرے اور صف
آرائی کے وقت مختصر اور بڑھاوے کی گفتگو سے اُنکے دل بڑھاوے غنیمت
کا مال جو لوٹے وهی اُسکا مالک هو اور اگر بحیثیت مجموعی هاتھه آوے تو
فوج پر تقسیم کردیا جاوے † لڑائی کے قانونوں سے تمیز اور انسانیت پائی
جاتی هی چنانچہ زهر کے بجھے هوئے اور آتشین تیروں سے لڑنے کی ممانعت
هی اور بہت حالتوں میں دشمن کو برباد کرنا هرگز جائز نہیں مثلاً جبو
لوگ مسلح نہوں یا زخمی هوں یا جنکے هتیار بیکار هوگئے هوں اور وہ اپنے
آپ کو حوالہ کردیں اُن سب کو امن دینی چاهئے اور معاملوں میں اِس
سے بھی زیادہ جوانمردی پائی جاتی هی چنانچہ گھوڑے یا رتھه کے سوار
کو جائز نہیں کہ پیادہ پر حربہ کرے یا جو شخص تھک کر بیٹھه گیا هو
یا دوسرے سے لڑ رها هو یا بھاگتا هو اُسکو بھی مارنا درست نہیں ‡ ٭

ملک مفتوحہ کا بندوبست بھی ایسی هی عمدہ دانشی کے اصولوں
پر مبنی هی چنانچہ اشتہار کے ذریعہ سے فوراً سلامتی اور حفاظت کا
رعایا کو یقین دلانا چاهئے اور اُس ملک کے جو قوانین اور مذهب هوں
اُنکی رعایت اور پاس و لحاظ کیا جاوے اور جسوقت یہہ یقین هو جاوے
کہ مفتوحہ قوم اعتماد کے قابل هی اُسکے قدیم خاندان شاهی میں سے
ایک شخص کو راج گدی پر بٹھاکر اپنی مطیع حکومتوں میں شمار کرلیا

† باب ۷ اشلوک ۹۶ و ۹۷

‡ باب ۷ اشلوک ۲۰۱ لغایت ۱۰۲

جاوے † یهه بات قابل اطلاع کے هی که راجه کے ذاتي نوکروں کي تنخواه
تو ذرا ذرا تفصیلوار بیان کي گئي هی مگر فوج کي تنخواه کي نسبت
یا اُسکي پرورش کے کسي ذریعه کي نسبت ایک حرف بهي نهیں کها گیا
اس زمانه کي هندو قوم کے طرق کے دیکهنے سے یهه قیاس هوسکتا هی که فوج
کي پرورش سرداروں کو جاگیروں میں اراضیات مقرر کرنے سے هوتي هوگي
اگر یهه طریق اُسوقت میں جب که منو کا مجموعه بنا مروج هوتا تو گو
کوئي قاعده ان سرداروں کي حاضر باشي اور اُنکي جاگیروں پر راجه کے
اختیار کي مقدار باقي رهنے رکهنے کے لیئے مقرر هوتا مگر یهه ممکن نه تها
که ملک کے اندروني بندوبست میں ان سرداروں کے ایک بڑے گروه کا
کچهه تذکره نهوتا یهه هوسکتا هی که هر ایک سپاهي کو علحده علحده
زمین دیدینے سے جیسے که جنوبي هندوستان میں ( جهاں مسلمانوں کا
بهت کم گذر هوا ) اب بهي رواج هی تنخواه دیجاتي هو اِس راے کي اس
بات سے بهي کچهه استعانت هوتي هی که ملکي کاروبار کے افسروں کو
بهي جاگیروں کے ذریعه سے تنخواه دیجاتي تهي ‡ اور ایک مقام سے معلوم
هوتا هی که سلطنت تقسیم نهیں هوتي تهي مانه راجه کے ایک بیٹے کو
غالباً بموجب هندو قانون کے اُس بیٹے کو جسکو اُسکا باپ نهایت لائق
سمجهتا تها پهونچتي تهي *

---

† باب ۷ اشلوک ۱۲۰ لغایت ۱۲۳

‡ دیکهو باب ۷ اشلوک ۱۱۹ اور جسکا هم حواله دیچکے هیں

# تیسرا باب

## عدل و انصاف کے بیان میں

### عام قاعدے

حکم هے که راجه خود برهمنوں اور اور مشیروں کی استعانت سے دادرسی کرے † یا اس کام کو ایک ایسے برهمن کی سپرد کیا جاوے جسکے تین اور همقوم مددگار سرکاری بهم هوویں ‡ اور مقدمات سیاست یعنی فوجداری کے لیئے کوئی علحده انتظام نهیں کیا گیا لیکن قوانین کے عام منشاء سے مفهوم هوتا هی که به نسبت معاملات دیوانی کے راجه زیاده تر فوجداری پر متوجهه رها کرے *

منو کے مجموعه میں اُن مقاموں کا جنمیں دادرسی کی جاوے کچهه ذکر نهیں هوا هی اسلیئے یهه قیاس هو سکتا هی که اُن آبادیوں میں جو راج دهانی سے فاصله پر هوتے هونگی راجه کیطرف سے نیابتاً کوئی حاکم عدالت کا کام کرتا هوگا § راجه ایسے قرضه کی نالشوں میں جسکی

† باب ۸ اشلوک ۱ و ۲

‡ باب ۸ اشلوک ۹ و ۱۱

§ یهه بات جسکا ذکر هوا هندوؤں کے قدیم طریقه کی رو سے جو اور کتابوں میں مندرج هی نیم محقق هی کیونکه اُن کتابوں سے معلوم هوتا هی که راجه ملک کے خاص خاص مقاموں میں منصف حاکم مقرر کرتے تهے اور تین قسم کے پنچایتوں کا بهی قانون تها جو اُن منصف حاکموں کی تجویز سے بنتے تهے اول برادری کے لوگوں کی پنچایت دوسرے هم پیشه لوگوں کی تیسرے هموطنوں کی پنچایت هوتی تهی اول پنچایت کا اپیل دوسری کے روبرو اور دوسری کا اپیل تیسری کے روبرو هوتا تها اور ان سب کا اپیل ضلع کی عدالت میں هوتا تها اور ضلع کی عدالت کا راجدهانی کی اعلی عدالت میں اور اعلی عدالت کا اپیل خود راجه کے دربار میں هوتا تها جسمیں راجهکے وزیر اور منصف اور راجه کے گرو هوتے تهے اگرچه یهه سب مشیر راجه کے راج کو صلاح دے سکتے تهے مگر تصفیه صرف راجه هی کی راے پر منحصر هوتا تها لیکن اس سررشته کے کمال کا زمانه صحیح بیان نهیں کیا گیا — کولبروک صاحب کی تحقیقات هندو راجاؤں کی عدالت کے باب میں جو رائل ایشیاٹک سوسیٹی کی جلد دو صفحه ۱۶۶ میں مندرج هی

تحقیقات کے بعد خود مدعاعلیہ قبول کرلے فیصدی پانچ روپیہ پانیکا مستحق
ہوتا تھا اور اور سب ایسے مقدموں میں جنمیں مدعاعلیہ انکار پر مستقل
رہے اور عدالت میں دعوی مدعی کا صحیح ثابت ہو فیصدی دس روپیہ
راجہ کا حق ہی † غالباً یہہ فیس حکام مجوز لیتے ہونگے جسکے سبب
سے اُس قانون میں کچھہ خلل نہیں آسکتا جسکا یہہ منشاء ہی کہ برہمن
کسی خدمت کی عوض میں کچھہ اجرت یا تنخواہ نہ لیوے حکام
مجوز تحقیقات کے وقت فریقین اور گواہوں کے چہرے اور اشارے اور طرز کلام
کی طرف اچھی طرح دھیان لگائے رہیں اور ملکوں کے رسم و رواج اور
قوموں کے خاص قانون اور کنبوں کے خاص قاعدوں اور سوداگروں کے دستوروں
کا پاس و لحاظ رکھیں اور جو اصول کہ پہلے حاکموں نے قایم کیئے ہوں
بشرطیکہ رسم و رواج وغیرہ کے خلاف نہ ہوں اُنکے ہی بموجب انفصال
خصومات کریں راجہ اور اُسکے ماتحت حاکموں کو چاہیئے کہ ایسی
حرکات و سکنات نکریں جنسے لوگوں میں جھگڑے قضیے بڑھیں اور جو
مقدمہ حسب ضابطہ دایر ہوا ہو اُسکے فیصل کرنے میں سستی نکریں ‡
جو راجہ رعایا سے اُنکی نگہبانی اور حفاظت بخوبی نکر کے محاصل
وصول کرتا ہی وہ ایک نہایت بڑے سخت مجرموں میں شمار کیا جاتا
ہی § راجہ کو ہدایت کی گئی ہی کہ جو لوگ ایسے نالشی ہوں جو
غصے سے بھرے ہوں اُنکی اور بیمار اور بوڑھے آدمیوں کی سخت کلامی
اور درشتی کی برداشت کرے || اور یہہ بھی اُسکو تاکید کی گئی ہی کہ
کوئی مقدمہ بدون مشورہ قانون دان لوگوں کے اپنی ہی راے سے فیصل
نکردے * اور اسبات کی بھی بہت ممانعت راجہ کو کی گئی ہی کہ جس

---

† باب ۸ اشلوک ۱۳۹
‡ باب ۸ اشلوک ۳۱ لغایت ۳۶
§ باب ۸ اشلوک ۳۰۷
|| باب ۸ اشلوک ۳۱۲
* باب ۸ اشلوک ۳۹۰

امر کا ایکمرتبہ قانون کی رو سے تصفیہ ہوچکا ہو اُسمیں پھر دست اندازی نکرے † اور مقدموں کی تحقیقات میں ضابطہ کا پابند رہے ‡ *

## قانون سیاست

قانون سیاست سخت اور ایسا جاہلانہ ہی کہ منو کے مجموعہ کے اُس حصہ کے دیکھنے سے جسمیں اسکا بیان ہی اور مذہبی کتابے معلوم ہونے سے طبیعت پر ایسی بری تاثیر ہوتی ہی جو اُن قواعد کے دریافت کرنے سے قدیم ہندوؤں کی لیاقت کی نسبت ہرگز نہوتی مگر وہ قانون بجز اُن حالتوں کے جنمیں خیالات باطل یا ذات کے تعصبوں کا دخل ہی غایت درجہ کا سخت نہیں اگر کسی موقع پر سزائیں نہایت سخت ہیں تو کسی دوسرے موقع پر نہایت نرم بھی ہیں جسم کے اعضا کا کاٹنا خصوص ہاتھہ کا جیسا کہ تمام ایشیا کے قوانین میں داخل ہوتا ہی اِس قانون میں مندرج ہی جو مجرم برہمنوں کی نسبت جرم کرتے ہیں اُنکی سزاؤں میں سے ایک سزا زندہ جلا دینا ہی لیکن اکثر اور تمام قدیم قوموں کے قوانین کی نسبت ہندوؤں کے قوانین کو اِس بات کی عزت ہی کہ گواہوں اور اُن لوگوں سے جنپر جرم لگایا گیا ہو بجبر اور جسمانی ایذا دیکر جرم کا اقرار نہیں لیا جاتا ہی اِس قانون میں جو ایک بدنظمی اور بے ترتیبی پائی جاتی ہے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قانون قدیم زمانہ کے طریق سے اخذ کیا گیا ہی اِس مجموعہ کی تالیف کے وقت اُسمیں اِس قانون کا داخل ہونا اِسبات کا ثبوت ہی کہ لوگوں کی حالت بخوبی ترقی پر نہ پہنچی تھی اگرچہ یہہ غالب ہے کہ اُسکے بعضے حصوں کو اِبتدا ہی میں بہت سے معقول قاعدوں سے بلا سند ترمیم کیا گیا ہی جیسا کہ اب بھی ہندوؤں کے ملکوں میں ہوتا ہی کہ قدیم قاعدوں کے بجاے بعض معقول قاعدے اختیار کیلئے جاتے ہیں اور اِسمیں کچھہ شبہہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ خونریز سخت

---

† باب ۲ اِشلوک ۲۳۳

‡ باب ۸ اِشلوک ۳۵

قانون جو مذهب اور پوجاريوں کي طرفداري سے اُس برهمن مصنف نے اپنے خيال ميں قانون کي تکميل سمجهه کر داخل کيا هى اُسکو کوئي چهتري راجه کاربند نهوتے هونگے †*

اُس قانون ميں سزائيں اگرچه في نفسه کچهه بهت سخت نهيں مگر هميشه کے جرم کے مناسب نهيں معلوم هوتي هيں اور اکثر اُنکو ايسا گول گول يا کبهي کچهه اور کبهي کچهه بيان کيا هى که مجرم کي بد قسمتي سے فتووں بالکل مشتبهه رهجاتا هى اور يهه دونوں نقصان مفصله ذيل مثالوں سے ثابت هيں پوجاري کا قتل اور شراب پينا اور پوجاري کا سونا چورانا اور عورت کا اپنے حقيقي باپ يا دهرم کے باپ سے زنا کرانا يهه سب جرم ايک قسم ميں داخل هيں اور ايک هي سزا ان سب کے لئے مقرر هى ‡ اور وه سزا اول تو يهه بيان کي گئي هى که پيشاني پر داغ دينا اور جلا وطن کرنا اور انسانوں کي صحبت سے بالکل خارج کرنا بشرطيکه اُس جرم کا کفاره § نديا جاوے جو پيشاني پر داغ دينے کي عوض ميں ايک بهت بڑا جرمانه دينا پڑتا هى اور يهه سزا هر درجه کے ساتهه متعلق هى مگر اسکے بعد هي يهه هدايت کي گئي هى که اگر پوجاري مجرم هو اور کفاره ادا هونا قرار پاوے تو وه اوسط جرمانه ادا کريگا اور اپنے مال و متاع اور کنبه سے محروم نکيا جاويگا چنانچه حکم يهه هى که اور درجه کا آدمي بالاراده جرم کرنے کي صورت ميں بعد دينے کفاره کے بهي سزاے موت کا سزاوار هوتا هى ||*

† کتاب ڈائيکارث ميں جو ايک نهايت قديم سانگ سنه عيسوي کے شروع کا لکها هوا هى يهه امر عزت برهمنوں کي اُسوقت بالکل ثابت نهيں هوتي چنانچه راجه ايک برهمن کي نسبت جسپر قتل کا جرم ثابت هوا سولي دينے کا حکم ديتا هى اور اگرچه بعد اُسکے رعايا نے بغاوت ميں کامياب هوکر راجه کو تخت پر سے اُتار ديا اور برهمن کي بے گناهي ثابت هوئي مگر راجه کے ذمه کوئي الزام اسبات کا نهيں لگايا گيا که اُسنے منو کے قانون کے خلاف عمل کيا

‡ باب ۹ اشلوک ۲۳۵

§ باب ۹ اشلوک ۲۳۷

|| باب ۹ اشلوک ۲۴۰ ، ۲۴۱

اِس سے بهي زیادہ تر زنا اور مقدمات زنا کي سزاؤں میں اختلاف هی کسي تیرت کے مقام پر یا جنگل میں یا ایسے مقام پر جہاں دو دریا ملتے هوں کسي غیر عورت سے باتیں کرنا یا پهول وغیرہ تحفه میں بهیجنا اُسکے لباس اور زیور کو چهونا ایک پلنگ پر بیٹهنا مقدمات زنا میں داخل هیں † مگر سزا اِن سب جرموں کي جسم میں ایسي کچهه علامتیں قائم کرکے جلا وطن کر دینا هی جنسے عنني اور حقارت هو ‡ مگر پهر ایک مقام پر یهه صاف صاف بیان کیا هی که زنا کي سزا میں عورت کو کتوں سے نُچوایا جاوے اور مرد کو گرم لوہے سے جلایا جاوے § اور ایک اور مقام سے معلوم هوتا هی که زنا کي بلا پر رعایت پانسو سے هزار پنوں تک جرمانه کي سزا هی || البته سزا اُس شخص کي حیثیت اور قدر و منزلت کے مناسبت سے کم و بیش هوتي هی جسکے ساتهه جرم کیا گیا هو یہاں تک که اگر کوئي سپاهي بهي کسي برهمني کے ساتهه جو نہایت پاکدامن مشہور هو اور اُسکي نگراني بهي اچهي طرح کي گئي هو زنا کرے تو اُسکو خشک گهاس یا سرکنڈوں کي آگ میں زندہ جلانے کا حکم هی * اِن اختلافوں کا صرف یهه عذر هوسکتا هی که مولف مجموعه نے مختلف زمانه کے قوانین کو لکهدیا یا مختلف سندوں کے قوانین کو بلا لحاظ اِس بات کے مندرج کردیا هی که اُنکے آپسمیں کیا تعلق ظاهر هوگا *

قتل کي کوئي علاحدہ سزا نہیں پائي جاتي ایک مقام ‡ سے یهه معلوم هوتا هی که قتل اور آتش زني اور غارت گري بہت بڑے جرم هیں اور جو خفیف سزائیں اور منادیں هر اِن کے واسطے بیان کي گئي هیں

† باب ۹ اِشلوک ۳۵۶ و ۳۵۷

‡ باب ۸ اِشلوک ۳۵۲

§ باب ۸ اِشلوک ۳۷۱ و ۳۷۲

|| باب ۸ اِشلوک ۳۷۶ و ۳۸۲ لغایت ۳۸۵

* باب ۸ اِشلوک ۳۷۷

‡ باب ۸ اِشلوک ۳۴۴ لغایت [illegible]

وہ ایسي صورتوں سے متعلق هیں جنمیں عمداً اِن جرموں کا اِرتکاب نهوا
هو لیکن اِسکے بعد جو خاص خاص آدمیوں کا قتل نهایت سنگین † جرم
قرار دیا هی تو یهه بات مشتبهه هی که عموماً اِن جرموں کي کیا سزا هی
چوري کي سزا اگر شی مسروقه نهایت تهوڑي هو تو جرمانه هی اور جو
بهت هو تو هاتهه کاٹا جاتا هی اور اگر چور مع مال مسروقه گرفتار هو تو
وہ نهایت سنگین جرم کا مرتکب قرار پاتا هی ‡ جو لوگ چوري کا مال
خریدیں یا چور کو پناہ دیں اُنکے لیئے بهي چور کے برابر سزا معین هی §
یهه بات لحاظ کے قابل هی که خفیف چوري میں اگر برهمن مجرم هو تو
شودر کي نسبت آٹهه گنا اُسپر زیادہ جرمانه هوتا هی اور اِسطرح هر فرقه
کي قدر ومنزلت کي مناسبت سے سزا کم و بیش هوتي تهي || اور اگر
راجه مرتکب کسي جرم کا هو تو اُسکو هزار گنا جرمانه زیادہ دینا پڑتا هے *
قزاقي میں اُس هاتهه یا پاوں کے کاٹے جانے کي سزا هوتي تهي جس سے
قزاق مرتکب اُس جرم کا هوا هو اور اگر اُس قزاق کا جسماني ایذا پهنچانا
بهي ثابت هوتا تها تو اور بهي زیادہ سخت سزا دیجاتي تهي اور جو
لوگ قزاقوں کو پناہ دیتے یا کهانا کهلاتے یا هتیاروں سے مدد کرتے تهے اُنکو
پهانسي کي سزا ملتي تهي بادشاهي فرمانوں میں جعلسازي کرنا بڑے بڑے
وزیروں میں نزاع پیدا کرانا اور بادشاہ کے دشمنوں سے سازش کرنا اور عورتوں
یا بچوں یا پوجاریوں کو قتل کرنا یهه سب ایک هي قسم کے جرم قرار
پائے هیں ‡ جو لوگ راجه کي علانیه نافرماني کریں یا اُسکے خزانه کو
لوٹیں یا گهوڑے رتهه وغیرہ سواریوں کو چوراویں وہ سب سنگین سزا پاتے
هیں اور مندر میں نقب لگانے والے کو بهي ویسے هي سزا دیجاتي هی ††

† باب ۹ اشلوک ۲۳۲
‡ باب ۹ اشلوک ۲۷۰
§ باب ۸ اشلوک ۳۳۷ و ۳۳۸
|| باب ۹ اشلوک ۲۷۸
* باب ۸ اشلوک ۳۳۶
‡ باب ۹ اشلوک ۲۳۲
†† باب ۹ اشلوک ۲۹۰

گٹھکٹوں کي سزا اول تو اُنکي اونگلیوں کا کاٹنا اور دوسرے ھاتھہ کاٹنا تیسرے اور بھي سخت سزا ہی *

جھوٹي گواہي کي عام سزا جلا وطن کرنا معہ کسیقدر جرمانہ کے ہی مگر برھمن اِس جرم کا مرتکب ہووے تو صرف جلا وطن ہي کیا جاتا ہی † اور جو لوگ کسي بستي ‡ کو لٹتے دیکھیں اور غارتگروں سے اُسکو نہ بچائیں یا کوئي پشتہ دیوار وغیرہ بچاو کي چیز کو توڑنے والوں کے ھاتھہ سے بچانے میں مدد نکریں اور شاہ راہ عام کے قزاقوں کے دفع کرنے میں کوشش نکریں اُنکو بھي جلا وطني کي سزا دیجاوے جو سرکاري چوکیدار چوروں کو گرفتار یا اُنکا مقابلہ نکریں اُنکو بھي چوروں ہي کیطرح سزا ملے § قمار باز اور جوئے کا ہر رکھنیوالے جسماني سزا پاتے ہیں || اکثر جرموں کي سزا جرمانہ ہي ہی اگرچہ بعض وقت اور قسم کي بھي سزا دیجاتي ہی اور کسي جرمانہ کي تعداد ہزار پنہ سے زیادہ اور ڈھائي سو سے کم نہو * ہتک عزت کي سزا اور سب کے لیئے اِسي قسم کي ہی مگر شودر کے اِس جرم میں کوڑے مارے جاتے ہیں مگر یہہ غور کرنیکے قابل ہی کہ شودر کي عزت بھي جرمانہ کي سزا دینے سے محفوظ رکھي گئي ہی گو برھمن ہي کیوں نہ اُسکا ہتک کرے اُسکو بھي جرمانہ کي سزا دیجاویگي ⸸ *

قوموں کي سزاؤں میں سے بد زباني یعني دشنام وغیرہ کي سزا میں بہت سا اختلاف ظاہر ہوتا ہی مگر اِس سے بھي تربیت یافتہ طبیعت

---

† باب ۸ اِشلوک ۱۲۰ لغایت ۱۲۳

‡ باب ۹ اشلوک ۲۳۷ اگر اِس قانون سے غیر ملکي دشمن مراد نہیں ہی تو اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ قزاقي جو ڈاکا مشہور ہی اُسوقت میں بھي ہوتي تھي جبکہ یہہ مجموعہ تالیف ہوا تھا

§ باب ۹ اِشلوک ۲۷۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۲۳

* باب ۸ اِشلوک ۱۳۸

⸸ باب ۸ اِشلوک ۲۶۷ لغایت ۲۷۷

کي علامتیں پائي جاتي هیں اُن لوگوں کو بهي کچهه تهوڑے سے جرمانه کي سزا معین هی جو کسیکو بسبب کسي قدرتي عیب مثل لنگڑے لولے پن کے چهیڑیں اور چڑاویں گو وہ سچ هي کیوں نه کہتے هوں † مار پیٹ میں اگر صرف خون نکل آوے تو مارنیوالے پر سو پن کا جرمانه هی اور زخم آجاوے تو اور زیادہ تعداد کا جرمانه اور جو هدي ٹوٹ جاوے تو جلا وطني کي سزا هی ‡ فرقوں کي سزاؤں میں جو کچهه بڑا اختلاف هی وہ اوپر بیان هوچکا هی § *

جو لوگ اپني جان و مال کي حفاظت کے لیئے اُن حالتوں میں که وہ اپنے کام سے جبراً روکے جاویں یا ناحق اُنپر کوئي حمله کرے کسیکو ایذا پہنچاویں تو اُنکے لیئے مناسب قانون بنائے گئے هیں || اندها دهوندي سے تیزي کے ساتهه سواري دوڑانے کي سزا بقدر نقصان اِنسان کي جان جانے سے لیکر ایک ناچیز جانور کے مرنے تک جرمانه هی * جو لوگ شاہ راہ عام کو نجس اور خراب کریں اُنکے لیئے سواے اُس نجاست کے صاف کرنے کے کسیقدر جرمانه کي بهي سزا هی ⊥ جو وزیر معاملات ذاتي میں رشوت لیں اُنکي سزا اُنکے مال و متاع کا ضبط کرنا هی †† اینٹوں وغیرہ کے مینڈ باڑ اور مٹي کے بت توڑنے اور کهري جنسوں کو کهوٹا کرنے اور خرید فروخت میں دهوکا اور فریب دینے اور جراحوں یا طبیبوں کي بے هنري سے مریضوں کو ضرر پہنچنے کي سزا ڈهائي سو پن سے لیکر پانسو پن تک جرمانه هی ‡‡ لیکن خراب غله کو اچهے غله میں بیچنے کے لیئے جسماني

† باب ۸ اِشلوک ۲۷۴

‡ باب ۸ اِشلوک ۲۸۴

§ باب اول جو درباب مقرر کرنے فرقوں اور اُنکے کار و بار میں بیان هوا هی

|| باب ۸ اِشلوک ۳۴۸ وغیرہ

* باب ۸ اِشلوک ۲۹۰ لغایت ۲۹۸

⊥ باب ۹ اِشلوک ۲۸۹ و ۲۸۳

†† باب ۹ اِشلوک ۲۳۱

‡‡ باب ۹ اِشلوک ۲۸۳ لغایت ۲۸۷

سخت سزا هی † اور اِس سے بهی زیاده سخت اور ناانصافی کی سزا یهه هی که اگر سنار کا کوئی فریب سونے چاندی میں ثابت هو تو اُستروں سے اُسکا جسم قیمه کرکے قتل کیا جاوے ‡ جن جرموں کی سزا قوانین کے اور مجموعوں میں نهیں لکهی گئی هی اُنکی سزا بالحاظ مناسبت جرم کی اِس مجموعه میں مندرج هی چنانچه ما باپ یا زوجه کے چهوڑنے پر چهه سو پنه جرمانه هی اور اپنے همسائیوں کو کسی اپنے جلسه اور تقریب میں نه طلب کرنے پر ایک ماشه چاندی جرمانه هی § *

پولیس کے قاعدے بے ڈهنگے اور نهایت سخت هیں علاوه گشت اور مستقل چوکیاں علانیه مقرر کرنے کے راجه کو چاهیئے که خفیه جاسوس مقرر کرے جو چوروں سے سازش رکهیں اور اُنکو ایسے موقع پر لیجاویں جهاں وه پهنس جاویں جب ظاهری ماخوذی کا کوئی موقع نملے تو راجه بلا وجهه اُنکو گرفتار کرکے معه کنبه قتل کر ڈالے اِس مجموعه کے قدیم شارح کلوکا نے اِس مسئله پر اتنا اور زیاده کیا هی که بشرطیکه اُنپر جرم ثابت هو اور اُنکے کنبه کی شراکت اور سازش پائی جاوے اگر یهه لفظ متن میں هوتے تو بیشک وه بهت منظور جاتا مگر اُنکے متن میں داخل هونے کی کوئی وجهه اور دلیل نهیں || *

## قانون دیوانی یعنی قانون اِنفصال خصومات

مجموعه تعزیرات یعنی قوانین سیاست کی نسبت دیوانی یعنی اِنفصال خصومات کے قوانین بهت معقول اور عمده هیں جیسی کچهه که اِسقدر قدیم زمانه سے توقع هوسکتی هی اُسکے اعتبار سے بهت شایسته اور بهتر هیں *

---

† باب ۹ اِشلوک ۲۹۱

‡ باب ۹ اِشلوک ۲۹۲

§ باب ۷ اِشلوک ۳۸۹ و ۳۹۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۵۲ لغایت ۲۶۹

## قاعدہ مقدمات کي سماعت کا

اول اِس مجموعہ میں ایسے مقدموں کا بیان هی جنمیں مدعي کا دعوي قابل سماعت کے نہو یا مدعاعلیہ پر بوجہہ عدم پیروي کے † ڈگري هو *
گواهوں کے اظہار اُنکو عین عدالت میں فریقین مقدمہ کے روبرو کھڑا کرکے لیئے جاویں حاکم مجوز کو چاهیئے کہ اظہار سے پہلے گواہ کو اچھي طرح سمجھاوے اور تنبیهاً آگاہ کرے کہ جھوٹي گواهي کیسا سخت گناہ هی اور اُسکے لیئے عاقبت میں کیا کچھہ عذاب هی ‡ اگر گواہ نہوں تو حاکم فریقین کے حلف پر حصر کرے § *

## گواهي کا قانون

یہہ قانون بہت سي صورتوں میں انگلستان کے قانون گواهي سے مشابہ هی اول تو اُن لوگوں کي جو اهل مقدمہ سے کچھہ روپیہ پیسے کا لالچ رکھتے هوں اور خدمتگاروں اور دوست اشنا اور بدنام آدمیوں اور اور بھي ایسے هي شخصوں کي گواهي معتبر نہیں لیکن اگر اور کوئي معتبر گواہ نہو تو هر قسم کے آدمي کا اظہار لینا جایز هی مگر حاکم مجوز تجویز کے وقت اُسکا بغور و تامل مناسب لحاظ کرے ‖ یہہ سب قوانین جو هر ایک طرح تعریف کے قابل هیں اور اُنکا نتیجہ بہت بہتر هی خاص دو باتوں کے سبب سے داغي اور عیبدار هیں اور اُن هي دونوں باتوں نے یورپ کي توجهہ کو اپني طرف کھینچا هی ایک تو یہہ هی کہ اگر کوئي شخص کسي ایسے مجرم کي جان بچانے کے لیئے جسنے بڑا سنگین جرم کیا * هو جھوٹي گواهي دے تو وہ بہشت میں سے اپنے جگہہ نهوویگا

† باب ۸ اشلوک ۵۲ لغایت ۵۷
‡ باب ۸ اشلوک ۷۹ لغایت ۱۰۱
§ باب ۸ اشلوک ۱۰۱
‖ باب ۸ اشلوک ۶۱ لغایت ۷۲
* قدیم شارح کلوکابي جرم سنگین کے لفظ کے بعد لفظ بسبب غفلت یا غلطي کے زیادہ کئي هیں جس سے ثابت هوتا هی کہ کلوکا کے عہد میں یہہ مسئلہ لوگوں کي جبلي اخلاق کے برخلاف تھا

ہرچند کہ اس جھوٹی گواہی کا کسیقدر کفارہ اسکو ادا کرنا پڑیگا مگر بہر حال وہ کام اسکا نیک اور اچھا ہی † *

دوسری بات بھی اسی قسم کی ہی گو وہ گواہی سے متعلق نہیں ایک تو بی‌بی کے خوش کرنے کے واسطے اور کسی کے پھل یا گھاس کو کاٹنے کے کھالینے پر یا کسی برھمن کی جان بچانے کے واسطے وعدہ کرنے میں کوئی ہلکی سی قسم ‡ کھا لینے کا مضایقہ نہیں *

ان مقولوں سے یہہ سمجھا گیا ہی کہ ہندوؤں کا قانون حلف دروغی کی صریح اجازت دیتا ہی اور ہندوستان میں جو تمام مذہب کے لوگوں میں حلف دروغی عام پائی جاتی ہی اسکا سبب یہہ ہی قیاس کیا گیا ہی مگر باوجود اسکے اس مجموعہ میں حلف دروغی پر بہ نسبت کسی اور جرم کی زیادہ تر تاکید کی گئی ہی اور جیسے یورپ کی کسی مذہبی یا قانونی کتاب میں حلف دروغی کو تنبیہہ اور سختی کے ساتھہ ممنوع ٹھہرایا گیا ہی اسیطرح اس قانون میں بھی برا کہا گیا ہی § *

## مقدمات کی سماعت کا دوبارہ بیان

جو شخص دانستہ جھوٹا عذر یا جوابدہی کریگا اسپر بڑا بھاری جرمانہ ہوگا یہہ قاعدہ معقول ہی مگر اسبات کے قایم کرنے سے کہ اگر مدعی

---

† باب ۸ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴

‡ باب ۸ اشلوک ۱۱۲

§ حلف دروغی کے جرم میں جو کچھہ بڑے بڑے نقصان اور اذیتیں اوروں کو پہونچتی ہیں انکو خوب جانچکر تو ٹھیک ٹھیک سچ کہہ — باب ۸ اشلوک ۱۰۱ جو کچھہ عذاب اور سزائیں کسی برہمن کے قتل کرنے والے کے واسطے مقرر ہیں جھوٹی گواہی دینے والے کے حق میں انہیں عذابوں کا حکم دیا جاتا ہی — باب ۸ اشلوک ۸۹ جھوٹی گواہی دینے والے کا یہہ حال ہوگا کہ بدن سے ننگا اور سر منڈا اور بھوک پیاس سے مرتا ہوا اور آنکھوں سے اندھا ہاتھہ میں ٹھیکرا لیکر اپنے دشمن کے دروازہ پر بھیک مانگنے جاویگا — عدالت میں وقت اظہار کے جو شخص ایک سوال کا جھوٹا جواب دیگا وہ ناخداترس بد بخت عین تاریکی میں سیدھا سرکے بل دوزخ میں جاویگا — باب ۸ اشلوک ۹۳ و ۹۴

اپنے دعوے کی پیروی مدت تک ملتوی رکھیگا تو وہ سزاے جسمانی کا مستحق ہوگا بیہودہ ہوگیا ہی † تنازعہ کے تصفیہ کے واسطے یا کلام کی صداقت کے ثبوت کے واسطے بطریق امتحان کے آگ میں کسی عضو کا جلانا یا پانی میں کود پڑنا وغیرہ اس مجموعہ میں جایز ہیں جنکی بیہودہ بخیال اور باطل مذہب رکھنے والے قوم سے توقع ہوسکتی ہی ‡ •

جن بڑے بڑے قانونوں کے نام ذیل میں بیان کئے گئے ہیں اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ قوم بہت شایستگی اور تربیت کو پہونچی تھی اور اگر دیوانی اور فوجداری کے مقدموں کو مخلوط نکیا جاتا تو بیان مفصلہ ذیل بہت صاف اور سمجھنے کے لایق ہوتا •

اول قانون قرضہ بابت ایسی چیزوں کے جو واسطے استعمال کے مستعار لیجاویں دوسرے قانون بابت اُن امانتوں اور مستعار چیزوں کے جو واسطے استعمال کے ہوں تیسرے قانون بیع بلا مالک ہونے کے چوتھے قانون بابت کار و بار شرکا کے پانچویں قانون وصولی بخششات کی [illegible] کا چھٹے قانون بابت نہ ادا ہونے اُجرت یا تنخواہ کے ساتویں قانون بابت پورا نکرنے معاہدوں کے آٹھویں قانون منسوخی بیع و شرا نویں قانون بابت تنازع آقا و ملازم دسواں قانون تنازع سرحد گیارھواں و بارھواں قانون بابت مارپیٹ اور بدگوئی تیرھواں قانون بابت دزدی چودھواں بابت قزاقی اور ظلم و جبر کے پندرھواں بابت زناکاری سولھواں بابت تنازع زن و شوہر کے اور نیز اُنکے فرضوں کے سترھواں قانون وراثت اٹھارھواں قانون بابت قماربازی بذریعہ پاسہ اور جانوروں کے § ان قانونوں میں سے بعض کو نہایت مفصل اور خوبی سے بیان کیا ہی مگر بعض قانونوں میں بہت تھوڑے قواعد پائے جاتے ہیں اور وہ ایسے قاعدے ہیں جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ جن معاملات سے وہ متعلق

† باب ۸ اشلوک ۵۸ , ۵۹

‡ باب ۸ اشلوک ۱۱۳ لغایت ۱۱۶

§ باب ۸ اشلوک ۳ لغایت ۷

ہیں وہ معاملات ابھی ترقی پر نہ پہونچی تھی ہم ہر قانون کے چند مشہور مطالب بیان کرینگے *

## بیان قرضہ کا

عدالت میں نالش کرنے سے پہلے قرضخواہ مجاز ہی کہ جسطرح سے اُس سے ہو سکے یہانتک کہ ایک حد کے اندر جبر بھی روا رکھہ کر قرضدار سے اپنا قرضہ وصول کرلے † *

یہہ قانون بعض ہندو ریاستوں میں اب بھی ایسے زور و شور سے جاری ہی کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کو اکثر اپنے گھر میں قید کرتا ہی بلکہ ایک عرصہ تک اُسی بھوکا مارتا ہی اور دھوپ میں کھڑا کرتا ہی تا کہ وہ مجبور ہوکر اُسکا روپیہ دیدے *

## بیان سود کا

دو روپیہ ماہواری کے سود سے لیکر جو برھمن کو بابت قرضہ کے دینا ازروے قانون کے ٹھہرا ہی شودر کے واسطے پانچ روپیہ سیکڑہ تک کا سود مقرر ہی اور جب کوئی چیز گرو رکھی جاوے تو یہہ شرح سود کی نصف ہوجاتی ہی اور اگر مرتہن اُس مرہونہ شی کو اپنے استعمال میں لاتا ہی اور اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہی تو سود بالکل موقوف ہوجاتا ہی ‡ *

ایسے جہازوں کے رہن رکھنے پر جو سفر کرتے رہتے ہیں اور نیز ایسی زمینوں کے زر رہن پر جنمیں جوکھوں ہو سود لینے کے لیئے قواعد مندرج ہیں اور ایسے قواعد بھی مندرج ہیں جو اسبات کے مانع ہیں کہ اصل سے سود بڑھتے بڑھتے زیادہ ہو جاوے § *

## بیان معاہدوں کا

اصالتاً حاضر ہونے اور روپیہ پیسہ کے ادا کرنے اور معاہدوں کے پورا

---

† باب ۸ اشلوک ۴۸ لغایت ۵۰

‡ باب ۸ اشلوک ۱۴۰ لغایت ۱۴۳

§ باب ۸ اشلوک ۱۵۱ و ۱۵۶ و ۱۵۷

کرنے کے باب میں بہت سے قاعدے معاہدوں کے قانون میں بیان کیئے گئے ہیں *

ایسے معاہدے جو فریب اور دغابازي کے ساتھہ کیئے جاویں اور نیز وہ معاہدے جو ناجایز مطلبوں کے واسطے ہوویں ممنوع اور ناجایز ہیں جو معاہدہ ایک غلام نے بھي اپنے غیر حاضر مالک کے کنبی کی پرورش کے واسطے کیا ہو اُسکا پورا کرنا مالک پر لازم ہوتا ہی *

## بیع بلا مالک ہونے کے

جو شخص مالک نہو اور وہ کسي شی کو بیع کردے اگر علانیہ بازار میں وہ بیع نہوئي ہو تو ناجایز ہی اور اُس صورت میں جائز ہی کہ خریدنے والا بیچنے والے کو حاضر کرسکے ورنہ جو اُس شے کا اصلي مالک ہی وہ اُسکو نصف قیمت دیکر واپس لی سکتا ہی † *

جو تاجر اپنے وعدہ کو توڑے وہ سزاوار جرمانہ کا ہی اور اگر وہ وعدہ قسم کے ساتھہ کیا گیا ہو تو وہ جلا وطن کیا جاوے ‡ *

بایع اور مشتري دس روز کے اندر بیع کو منسوخ کرسکتے ہیں مگر بعد اس عرصہ کے نہیں § *

## بیان تنازع مالک اور ملازم کا

مالک اور ملازم کے آپسمیں جو تنازع بیان کیئے گئے ہیں وہ تنازع صرف وہ ہیں جو گلہ بانوں سے متعلق ہیں || *

## بیان تنازع سرحد

گانوں کے حدود کے نشان ایسی ایسی قدرتي چیزوں کے ذریعہ سے جیسے ندیاں یا درخت لگانا اور تالاب کھودنے اور اُنکے پاس مندر بنانے اور زمین کے اوپر اور علانیہ نشان اور زمین کے اندر خفیہ نشانوں کے ذریعہ

---

† باب ۸ اشلوک ۱۹۷ لغایت ۲۰۲

‡ باب ۸ اشلوک ۲۱۹ وغیرہ

§ باب ۸ اشلوک ۲۲۲

|| باب ۸ اشلوک ۲۲۹ لغایت ۲۴۳

سے قائم ہوتے ہیں اور سرحد کا تنازع ہونے پر گواہوں کا اظہار فریقین مقدمہ کے روبرو اُنکے سر پر مٹي ڈالکر اور گلے میں سرخ پھولوں کا ہار اور بدن میں سرخ کپڑا پہناکر لیا جاوے اگر معاملہ گواهي کے ذریعہ سے تصفیہ نہوسکے تو راجہ کو چاهیئے کہ تحقیقات ختم کرے اور حکومت کے زور سے سرحد کو قائم کردے *

جو کھیت سرکاري نہوں اور خاص خاص لوگوں کے ہوں اُنکے سرحد کے فیصلہ میں بھي یہہ هی طریق اختیار کیا جاے † *

## بیان زن و شوهر کے تعلقوں کا

قواعد متعلقہ تعلق زن و شوهر لغویات سے بھرے ہوئے هیں اُنمیں سے جو بڑے بڑے اُمور سے علاقہ رکھتے هیں اُنکو شادي کے قواعد کے تذکرہ کے بعد بیان کیا جاویگا *

شادي کے چھہ طریق جائز سمجھے جاتے هیں منجملہ اُن کے چار طریقہ برهمنوں کے واسطے جائز هیں اُن طریقوں میں گو ایک طرحکا تفاوت هی مگر وہ سب اسبات میں متحد هیں کہ باپ بیٹي کو بلا کسي عیوض لینے کے حوالہ کردے اور باقي دو طریق صرف کھتریوں کیواسطے هیں اور گو شمار میں وہ دو هیں مگر بہت اچھے هیں ایک طریق وہ هی جسمیں کوئي سپاهي لڑائي کے ختم ہونے پر کسي عورت کو لے بھاگے اور اُسکي مرضي کے خلاف اُس سے نکاح کرلے اور دوسرا وہ هی جسمیں نکاح باهمي مرضي سے ہو اگرچہ اُسمیں رسمیات کسي طرحاي نہ عمل میں لائي جاویں اور دو قسم کے نکاح ممنوع هیں ایک وہ جسمیں باپ نکاح کرنے کا نذرانہ لیوے ‡ اور دوسرے جب کہ عورت نشہ کے باعث یا اور

---

† باب ۸ اشارت ۲۲۵ لغایت ۲۶۵

‡ مگر اِس مسئلہ میں بہت سا اختلاف اِس مجموعہ کے اندر پایا جاتا هی چنانچہ جب عموماً نذرانہ کا قبول کرنا بہت نفرت سے بیٹي کا بیچنا سمجھا گیا هی تو بعض مقاموں میں یہہ بھي مندرج هی کہ جو نذرانہ نکاح کے بدلے حاصل هو اُسکو کسطرح پر خرچ کیا جاے اور اُس نذرانہ سے جو جو دعوی پیدا ہوتے هیں اُسپر بطور قانوني مطالب کے بحث کي گئي هی

کسي سبب سے اپني اصل مرضي ظاهر کرنے کے لائق نہو † *

ایک لڑکي کي شادي آٹهه برس کي عمر میں یا اُس سے بهي پہلے هوسکتي هی اور اگر اُسکا باپ تین برس بعد بالغ هونے کے اُسکي شادي نکرے تو وہ اپنے واسطے ایک خاوند تلاش کرنیکي مجاز هی ‡ *

مردوں کو اپنے سے کم ذات کي عورت کے ساتهه شادي کرنیکي اجازت هی مگر اپنے سے اعلی ذات کي عورت کے ساتهه شادي کرنیکي هرگز اجازت نہیں § ما باپ کیجانب کي چهه معلوم پشتوں کے رشتداروں سے اور نیز ایسي عورت سے جسکے ایک گوت هو اور جس سے یہہ معلوم هو که اُسکي اور اُسکے متجوزہ شوهر کي نسل ایک هي هی شادي کرنے کي ممانعت هی || *

ایک ذات کے لوگوں کي شادي هاتهه ملانے سے هوجاتي هی مگر جو عورت فرقہ چهتري کي برهمن سے شادي کرے تو اُسکا نکاح تیر هاتهه میں لینے سے هوتا هی اور بیش عورت کا کوڑا هاتهه میں لینے سے اور شودر عورت کا جامہ کا دامن هاتهه میں لینے سے * اور بیان کیا گیا هی که برابر کي ذاتوں میں نکاح کا هونا خصوصاً پہلي شادي بہت مناسب هی اور برهمن اور شودر میں شادي هوني ممنوع هی اور پہلي شادي تو بالکل هي ممنوع هی ¶ *

نکاح هوجانے کے بعد کسیطرح ٹوٹ نہیں سکتا اور فریقین کو لازم هی که هر ایک دوسرے سے بے وفائي نکریں ‡‡ *

---

† باب ۳ اشلوک ۲۰ لغایت ۳۴

‡ باب ۹ اشلوک ۸۹ لغایت ۹۳

§ باب ۳ اشلوک ۱۲ لغایت ۱۹

|| باب ۳ اشلوک ۵

* باب ۳ اشلوک ۴۳

¶ باب ۹ اشلوک ۳۱ و ۴۷ و ۱۰۱ و ۱۰۲

‡‡ ایضاً ایضاً

بجز اُن چند صورتوں کے جنکا بیان آگے کیا جائیگا جنمیں ایک مرد دوسرا نکاح بھي کرسکتا ھی مرد کو ایک ھي زوجہ رکھني چاھیئے ایک مرد بعد انتقال اپني زوجہ کے دوسري شادي کرسکتا ھی مگر ھندو عورتوں کي شادي کرنے کو بجز شودر کے اگر بالکل ممنوع نہیں تو بہت برا کہا گیا ھی *

جس شخص کي زوجہ کے آٹھہ برس تک اولاد نہو یا جسکے گیارہ برس کے اندر اندر لڑکا پیدا نہو تو مرد دوسري شادي کرسکتا ھی † *

مگر باوجود اِس اجازت کے اُس پہلي زوجہ کي خاندان میں سب سے زیادہ عزت ھوتي ھی ‡ *

کسي شخص کي زوجہ اگر شرابي اور بدچلن یا ایسي ھو جو اپنے خاوند سے عداوت اور کینہ رکھتي ھو یا حد سے زیادہ فضول خرچ ھو تو اُس شخص کا دوسرا نکاح ھوسکتا ھی § *

جو زوجہ اپنے خاوند کے گھر سے بلا سبب بارہ مہینے تک باھر رھے اور اُسکي جانب سے غافل رھے اُسکو بالکل طلاق دیدي جاتي ھی ‖ *

جو مرد باھر جاوے اُسکو لازم ھی کہ اپني زوجہ کے کھانے پینے کا سامان کردے ¶ *

زوجہ کو لازم ھی کہ اگر اُسکا خاوند جاترہ کو گیا ھو تو آٹھہ برس تک اُسکا اِنتظار کرے اور اگر علم یا نیکنامي کي تحصیل کے واسطے گیا ھو تو چھہ برس تک اور اگر صرف سیر کیواسطے گیا ھو تو تین

† باب ۹ اِشلوک ۸۱

‡ باب ۹ اشلوک ۱۲۲

§ باب ۹ اشلوک ۸۰

‖ باب ۹ اشلوک ۷۷ لغایت ۷۹

¶ باب ۹ اِشلوک ۷۴

برس تک † *

ایسے بھائي کي زوجه سے اولاد پیدا کرانے کا طریقه جو اولاد مرا ھو یا زندہ بھي ھو مگر اولاد کي امید نهو بجز شودر اور ایسي بیوہ کے ناجائز ھی جسکا خاوند پیشتر نکاح سے یعني بعد منگني کے مرگیا ھو ‡ *

## بیان وراثت

ایک شخص کا حقیقي وارث اُسکا خاص بیٹا اور اُسکا پوتا اور اُس صورت میں نواسه ھوتا ھی جبکه نسل قائم رھنے کے لیئے کوئي وارث مذکر نرھا ھو § *

ایک شخص کي زوجه کا ایسا بیٹا بھي جو بموجب طریقه مذکورہ بالا کے || کسي قریب رشتهدار کے نطفه سے ایسے وقت میں پیدا ھوا ھو جبکه اُس شخص کي زندگي کي ناامیدي سے اولاد کي امید نرھي ھو اُس شخص کا وارث بطور بیٹے کے ھوتا ھی * اگرچه یهه طریقه خلاف مذھب

---

† باب ۹ اشلوک ۷۶ کلوکا اپني تفسیر میں منو پر یهه لفظ زیادہ لکھتا ھی که ان میعادوں کے گذرنے پر زوجه اپني خاوند کي تلاش کرے لیکن منو کے مجموعه میں زیادہ تر اُس میعاد سے غرض ھی جسکے گذرنے پر زوجه دوسري شادي کرسکتي ھی مجموعه میں پلٹانا شادي بیوہ عورتوں کی اُسیطرح سے اختلاف پائے جاتے ھیں جسطرح اور بعض مسائل میں پائے ھیں اُنسے یهه نتیجه نکل سکتا ھی که مختلف مقاموں اور مختلف اوقات میں قانون جدا جدا تھا یا شاید لکھنے والے کی رائے اور اُسکے عمل میں اختلاف تھا اس زمانه میں بھي لوگ بیوہ عورتوں کی شادي کے مخالف ھیں اور پس کلوکا کے زمانه میں بھي یهه ھي حال ھوگا

‡ باب ۹ اشلوک ۵۹ لغایت ۷۰

§ باب ۹ اشلوک ۱۰۳ و ۱۳۳

|| باب ۹ اشلوک ۵۹ وغیرہ

* باب ۹ اشلوک ۱۳۵ شاید یهه اجازت شودر زوجه کے بیٹے سے مخصوص کي گئي ھی کیونکه شودروں کے ھي واسطے ایسا کام جائز ھوتا ھی لیکن متن میں اس خصوصیت کا کچھه بیان نهیں پایا جاتا ھی اور منو کے مجموعه کي تقریر عبارت اس تمام مضمون کے کبھي کچھه اور کبھي کچھه پائي جاتي ھی مگر آج کل یهه طریقه تمام فرقوں کے واسطے بالکل ممنوع ھی

کے برا اور ناجایز سمجھا جاتا ہی لیکن جب وہ حقیقت میں عمل میں اُٹھاتا ہی تو جایز تصور کیا جاتا ہی *

جبکہ مذکورہ بالا قسم کی اولاد نہیں ہوتی تو متبنیٰ بیٹا وارث ہوتا ہی اس بیٹے کا تمام حق اپنے حقیقی باپ کی ملکیت سے جاتا رہتا ہی اور اگر متبنیٰ کرنے والے باپ کے بعد متبنیٰ کرنے کے اولاد حقیقی پیدا ہو تو بھی وہ اپنے اس باپ کی ملکیت کے چھٹے حصہ کا مالک رہتا ہی † *

جبکہ ورثاے مذکورہ بالا نہوں تو دس قسموں کے ایسے بیٹے وارث سمجھے جاتے ہیں جنکا خیال بجز ہندوؤں کے اور کسی قوم کو نہیں ہوسکتا کیونکہ ہندو کریا کرم کرنے کیواسطے اولاد کا ہونا اور باتوں سے بہت زیادہ ضروری اور بہتر سمجھتے ہیں منجملہ ان بیٹوں کے ایک بیٹا ایسا ہوتا ہی جو شوہر کے مدت تک گھر سے باہر رہنے کی حالت میں کسی نامحقیق باپ کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو اور دوسرے ایک شخص کا وہ بیٹا جو اُسکی بی بی کے پیٹ میں شادی کے زمانہ میں تھا اور اُس شخص کو خبر نہ تھی اور انہیں قسموں میں وہ بیٹا داخل ہوتا ہی جو کسی شخص کی بیٹی کا حرامی بیٹا ایسے شخص کے نطفہ سے ہو جس سے وہ آخر کار شادی کرلے یا ایسی منکوحہ عورت کا بیٹا جسنے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا ہو یا ایسا بیٹا جو کسی بیوہ سے پیدا ہوا ہو اور وہ بیٹا جو کسی شودر قوم کی زوجہ سے پیدا ہوا ہو ‡ ایسے ایسے بیٹے اور اور قسموں کے بیٹے کل دس ہیں جو قانونی اختراع سے جائز سمجھے جاتے ہیں کیونکہ خود مجموعہ کا مولف ایسے بیٹوں کو گنتی میں ملا لینے کے طریق کو بہت برا بھلا کہتا ہی گو وہ اچھی کریا کرم کرنیکا ذریعہ کیوں نہوں § *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۹۸ و ۱۹۹

‡ باب ۹ اشلوک ۱۵۹ لغایت ۱۶۱ و ۱۶۷ لغایت ۱۸۰ آج کل جو قانون هندوؤں کا ہی اُسکی رو سے بجز حقیقی اور متبنیٰ بیٹوں کے اور ان سب اقسام کے بیٹے جائز نہیں سمجھے جاتے ہیں

§ باب ۹ اشلوک ۱۶۱

٥ بیٹوں کے نہونے کي حالت میں بهتیجے وارث هوتے هیں جو بجاے بیٹوں کے سمجهے جاتے هیں اور اگر اُنکو منظور هوتا هی تو یه ترجیح تمام اور شخصوں کے اونهیں کو متبنی کیا جاتا هی † جب بیٹے یا پوتے یا متبنی بیٹے اور بهتیجے نہوں تو وراثت کا حق ما باپ کو هوتا هی اور بعد اُنکے بهائیوں اور دادا اور نانا اور دادي اور نانی کا هوتا هی ‡ اور بعد اُنکے ایسے رشتہ داروں کا حق هوتا هی جو بالاشتراک بزرگوں کے کریا کرم کرنیکا حق رکهتے هیں اور جب یهه بهي نہوں تو عموما گرو اور هم مکتب یا شاگرد وارث هوتا هی اور یهه بهي نہوں تو برهمن عموماً وارث هوتا هی اور اگر شخص متوفی دوسري قوم یعني هندو نہو تو راجه مالک هوتا هی § *

باپ اپنے جیتے جي اپنا مال و متاع اولاد پر تقسیم کر سکتا هی اور یهه بیان نہیں کیا گیا که جسطرح چاهئیے اُسیطرح اُسکو تقسیم کرے یا کسي مناسبت کے ساتهه اور اسکا بهي ذکر کهیں نہیں پایا جاتا که اُسکو وصیتنامه لکهنے کا اختیار هی یا نہیں || *

---

† باب ۹ اِشلوک ۱۸۲

‡ باب ۹ اِشلوک ۱۸۵ و ۲۱۷

§ کریا کرم پر وراثت کے موقوف هونے سے چند قواعد اِنتظام کے قابل قائم هوتے هیں اول قسم کي کریا کرم صرف باپ دادا اور پردادا کیواسطے کیجاتي هی جو لوگ ان تینوں کے کریا کرم کرتے هیں اُنکو وراثت میں ترجیح هوجاتي هی اور بعد اُنکے اُنکو جنهوں نے دو کي کریا کرم کی اور بعد اُنکے اُنهوں کو جنهوں نے ایک کي کریا کرم کي هو اور جو اِنمیں سے کسیکي کریا کرم نکریں وه خارج کردیئے جاتے هیں پس اِس قاعدہ کي روسے پوتے کے پوتے کي اولاد خارج کیجاتي هی اور وراثت کسي ایسے شخص کي اولاد کو ملتي هی جو پردادا کے تین پشتوں کي اندر هو اُن لوگوں کے بعد جو اول قسم کي کریا کرم کرتے هیں اُن بهت سے لوگونکا حق هوتا هی جو دوسري قسم کي کرتے هیں ـــ اوري اینٹل میگزین جلد سویم صفحه ۱۷۹ و خلاصه کالبروک صاحب جلد ۳ صفحه ۶۲۳

|| باب ۹ اشلوک ۱۰۴ بلکه مال و متاع کے تقسیم کرنے کا اختیار بهي صرف کلوکا مفسر کي سند پر همنے بیان کیا هی

چونکہ ايک شخص مرجاتا ھی تو اُسکي بيٹوں کو اختيار ھی کہ خواہ وہ ملکيت کو اکٹھا رکھہکر باھم اوقات بسر کريں يا بموجب بعض قواعد کی تقسيم کرليں اگر وہ شامل رھيں تو بڑا بھائي ملکيت پر قابض ھوتا ھی اور باقي جسطرح کہ باپ کي اطاعت ميں رہتے تھے اُسيطرح اُسکي اطاعت ميں رھتے ھيں اسصورت ميں تمام ايسے بيٹوں کي کمائي سے جو قانوناً علٰحدہ نہوئے ھوں مشترک سرمايہ کو ترقي ھوتي جاتي ھی † *

اور اگر وہ جدے ھوجاتے تھی تو بيسواں حصہ بڑے بيٹے کے ليئے اور کل کے اسي حصے کرکے اُنميں سے ايک حصہ سب سے چھوٹے بيٹے کيواسطے اور منجھلے اور سنجھلے وغيرہ بيٹوں کيواسطے چاليسواں حصہ علٰحدہ کرکے باقي ملکيت کو پھر آپسميں برابر تقسيم کرليتے ھيں *

کواري بيٹوں کي پرورش اُنکے بھائيونپر لازم ھوتي ھی اور اُنکو باپ کي ملکيت کا کوئي حصہ نہيں ملتا ‡ ليکن اپني ما کي جائداد ميں اُنکو بھائيوں کے ساتھہ برابر حصہ ملتا ھی § *

باپ کے ورثہ کا بيٹوں ميں اِسطرح پر برابر تقسيم ھونا اُس صورتميں جائز ھی جب سب بھائي ايکسي اصل نسل کے ھوں ورنہ جو بيٹا برھمني سے ھو اُسکو چار حصہ اور جو کھتراني سے ھو تو تين حصہ اور بيش سے ھو تو دو حصہ اور شودر سے ھو تو ايک حصہ ملتا ھی *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۰۳ لغايت ۱۰۵ — اس قاعدہ کے خلاف مسئلہ بھي ھيں ليکن اب بھي يہہ قاعدہ ايسا مستحکم اور موثر ھی کہ زمانہ حال ميں ايسے شخص کے قريب رشتہداروں کو جسنے آپ کو پيشوا کے وزير اعظم کے رتبہ پر پہونچايا تھا اُسکي بڑي ملکيت کے حصہ کا جسکے حاصل کرنے ميں اُنہوں نے کچھہ بھي کوشش نکي تھي مستحق گردانا گيا

‡ باب ۹ اشلوک ۱۱۲ لغايت ۱۱۸

§ باب ۹ اشلوک ۱۹۲

اگر اور بیٹے نہوں تو بھی شودر بیٹے کو ایک حصہ یا ایک دسواں حصہ ملکیت کا ملنا بہت بوا سمجھا جاتا ہی † خوجوں یا خارج الذات یا جنم کے بہرے یا گونگے یا اندھے یا اپاھج یا دیوانہ یا جنم کے مورکھہ کو جانشینی سے خارج کیا ہی لیکن جو لوگ وارث ہوں اور انکی پرورش لازم ہی مگر خارج الذات شخصوں کے بیٹے ورثہ پانے کے مستحق ہوتے ہیں ‡ ٭

---

† باب ۹ اشلوک ۱۵۱ لغایت ۱۵۵ — مجموعہ کے اندراں قواعد میں اس سبب سے بہت ابتری پائی جاتی ہی کہ پڑھے لکھے اور نیک چلن بیٹوں کو اور بیٹوں پر حق وراثت میں ترجیح دی گئی ہی لیکن کوئی ایسا شخص مقرر نہیں کیا گیا جو اس بات کے تصفیہ کا مجاز ہو کہ وہ اوصاف کون کون سے بیٹوں میں ہیں

‡ باب ۹ اشلوک ۲۰۱ لغایت ۲۰۳

# باب چوتها

## مذهب کا بیان

مذهبی کتابوں میں جو اُصول مذهب کے سکهلائے جاتے هیں وه بید سے لیئے گئے هیں چنانچه اُن کتابوں کے هر ایک صفحه میں بید کا حواله پایا جاتا هی *

## بیدوں کا ذکر

بید چار هیں لیکن بهت سے عالم فاضل هندو چوتهے بید کو نهیں مانتے پس حقیقت میں تین بید سمجهنے چاهئیں هر ایک بید دو حصوں یا شاید تین حصوں میں منقسم هی اول حصه میں بهجن اور مناجات † اور دوسرے حصه میں ‡ مذهبی فرائض کی هدایتیں اور علم الهیات کی تقریریں هیں § بعض تقریروں کے علحده علحده رساله هوتے هیں اور یهه رساله کبهی تو دوسرے حصه میں اور کبهی علحده هونے سے تیسرا حصه قائم هوتا هی || *

هر بید کے ساتهه ایک جنتری بهی اِس غرض سے هوتی هی که جن فرضوں کی اُسمیں هدایت اور تاکید کی گئی هی اُنکی بجا آوری کے واسطے وقت مناسب مقرر هوسکے *

بید بهی کسی ایک شخص کی تصنیف نهیں هیں بلکه هر ایک بید کئی شخصوں کی تصنیف هی جنکی تصنیفات میں اُنکے نام اکثر سب

---

† اِس حصه کا نام منترا هی

‡ اِس حصه کا نام برهمنا هی

§ کالبروک صاحب کی تحریرات جو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه وشن پران کے دیباچه ۲۱۷ میں مندرج هی

|| اِس حصه کو اپانی شاد کهتے هیں

میں نہیں تو بہجنوں اور مناجات میں ضرور ہیں اور ہندو کہتے ہیں کہ
اِنہیں لوگوںپر علحدہ علحدہ یہہ سب مسئلہ اور مناجات خدا کیطرف
سے ظاہر ہوئے تھے غالباً بید مختلف زمانوں میں لکھے گئے ہیں لیکن جو
صورت اُنکي اِس زمانہ موجود ہی اُس صورت میں وہ چودھویں صدی
میں قبل حضرت مسیح سے جمع کیئے گئے ہیں † *

بید پرانی سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں جو اُس سنسکرت سے
جسکا آجکل رواج ہی اِسقدر مختلف ہی کہ بجز بڑے بڑے قابل اور
عالم برہمنوں کے اُسکو کوئی نہیں سمجھہ سکتا ہی اُنکے صرف تہوڑے سے
حصہ کا ترجمہ یورپ کے زبانوں میں ہوا ہی اور اگرچہ ہمارے پاس بید
کا خلاصہ انگریزی زبان میں موجود ہی جسکو ایسے شخص نے لکھا ہی
کہ اُسکي راے اور صداقت پر بالکل بہروسہ ہوسکتا ہی ‡ اور اُس خلاصہ
سے ہم بیدوں کے مسئلوں کے عام منشاد کو بخوبی تمام دریافت کرسکتے
ہیں مگر تو بہی ہم اُسکي تفصیلوں پر باطمینان تمام گفتگو نہیں کرسکتے
ہیں یعنی یہہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں قصوں یا مسئلوں کا ذکر جنسے آج
کل کے ہندوؤں کا مذہب مرکب ہی بید کے کسي حصہ میں ہی یا نہیں *

## بیان مسئلہ وحدانیت کا

بیدوں کا مقدم مسئلہ یہہ ہی کہ خدا واحد ہی چنانچہ اکثر
مقامات پر بید میں مندرج ہی کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد
ہی جو سب سے اعلی اور برتر روح تمام عالموں کا مالک ہی اور اُسي نے
سب عالم پیدا کیئے ہیں § *

---

† تتمہ اول کتاب کو ملاحظہ کرو

‡ یعني کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۹

§ پروفیسر ولسن صاحب نے جو لکچر مقام اکسفورد میں دیا تھا اور اُسکو مشتہر
کیا تھا اُسکے صفحہ ۱۱ میں مندرج ہی کہ ایک عالم برہمن نے خدا کے اوصاف کا بیان
جیسے کہ بید سے ظاہر ہوتے ہیں مفصلہ ذیل طور سے کیا ہی جسکو سر ولیم جونز

اُس قادر مطلق نے اپني مخلوقات میں سے بعض کو اِنسان سے برتر پیدا کیا هی اُنکي پرستش کرني چاهیئے اور اُن سے سلامتي بذریعه مناجات کے حاصل هوسکتي هی منجمله اِن برتر مخلوقات کے جنکا اکثر بید میں ذکر پایا جاتا هی هوا پاني آگ اور خاک کے دیوتا اور ستارے اور سیارے هیں لیکن اور قوتوں اور اوصاف کا ذکر بهي پایا جاتا هی جنکو مجسم سمجها گیا هی خدا واحد کے تین بڑے ظهور هیں یعني برهما بشن اور شیو اور اور مجسم اوصاف اور قوتیں اور هندوؤں کے مقرر کیئے هوئے دیوتاؤں میں سے اکثر کا البته بید میں اِشاره پایا جاتا هی لیکن ایسے شخصوں کي پرستش جو اپني دلاوري اور شجاعت کے باعث سے دیوتا گردانے جاویں مذهب کا کوئي جزو نهیں قائم کي گئي هی † *

برهما بشن اور شیو کا بهت کم ذکر پایا جاتا هی اور اُنکو کچهه فوقیت نهیں دي گئي هی اور نه وه پرستش کے قابل سمجهے گئے هیں ‡ اور کالبروک صاحب کو بید میں کوئي ایسا مقام نهیں ملسکا جس سے اُنکا اوتار هونا ثابت هو *

---

صاحب نے اپني کتاب میں نقل کیا هی وه بیان یهه هی که خدا کیا هی وه کامل سچ هی اور کامل خوشي هی اور اُسکي ذات لاثاني هی اور اُسکو فنا نهیں هی اور وه واحد مطلق هی اُسکي ذات کو نه تو زبان بیان کرسکتي هی اور نه عقل سمجهه سکتي هی اور سب میں موجود هی اور سب پر غالب هی اور اپنے بیحد علم اور دانائي سے بشاش هی یعني بے پروا هی اور هر جگهه اور هر وقت میں حاضر و ناظر هی اور اُسکے پیر نهیں هیں لیکن پهر بهي بهت تیزي سے چلتا هی اور اُسکے هاتهه نهیں هیں مگر تمام دنیا کو پکڑے هوئے هی اور بے آنکهوں کے سب چیز کو دیکهتا هی اور بغیر کانوں کے سب چیزوں کو سنتا هی اور بغیر کسي سمجهانے والے کے هرایک چیز سمجهتا هی اور بلا کسي سبب کے تمام سببوں کا سبب اول هی اور سب پر حاکم هی اور سب پر قوي هی اور پیدا کننده اور بچانے والا اور تمام چیزوں کي صورت بدلنیوالا هی — کتاب ولیم جونس صاحب جلد ٦ صفحه ٤١٨

† کالبروک صاحب کا بیان بید کا کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ٨ صفحه ٤٩٣

‡ پروفیسر ولسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا تها صفحه ١٢

بید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کا ظاهري نشان اور علامت کا بنانا ثابت نهیں هوتا هی † *

## منو کے مذهب کا بیان

مذهبي کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئلہ پایا جاتا هی اور اُسکے آخر میں یهه بیان کیا گیا هی کہ سب برتوں میں سے بڑا برت یهه هی کہ اپاني شاد یعني رسالہ علم الهي سے خدا واحد اور قادر کي معرفت حاصل کریں ‡ *

لیکن اگرچه منو نے خدا کی وحدت پر اپني راے کو اپنے تمام کتاب میں قایم رکھا هی مگر خدا تعالی کي ذات و صفات پر اُسکي راے جیسي شروع میں عمده اور خالص تهي ویسي هر جگهه نهیں پائي جاتي هی *

## بیان پیدایش

یهه بات خصوصاً پیدایش کے بیان سے جو منو نے لکھا هی ثابت هوتي هی چنانچه بید میں اکثر مقامات میں لکھا هی کہ خدا وہ مادہ هی جس سے دنیا پیدا هوئي هی اور جسنے دنیا کو پیدا کیا هی اور وهي کمهار هی جسنے برتن بنایا هی اور وهي مٹي هی جس سے وہ برتن بنا هی مگر جو لوگ بید کے ترجمه کرنے کي بڑي لیاقت رکھتے هیں وہ یهه خیال کرتے هیں کہ ان فقروں کے لفظي معنی پر لحاظ نهیں کرنا چاهیئے اور بجز اس بات کے ظاهر کرنے کی اُنسے اور کچهه مطلب نهیں هی کہ ایک هي علت اولی سے تمام چیزیں نکلي هیں بیدوں کا علم منتہ اسبات کا ثبوت کرنا هی کہ تمام مخلوقات کا مادہ اور صورت ایک خود موجود

† پروفیسر واسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا گیا صفحه ١٢ بشن پران کے دیباچه کے صفحه ٢ پر دیکھو

‡ باب ١٢ اشلوک ٨٥

علت کي مرضي سے پیدا ہوا ہی † *

برخلاف اسکے مذہبي قواعد کي کتابوں سے یہہ بات پیدا ہوتي ہی گو صاف صاف نہیں پائي جاتي ہی کہ دنیا خالق کے مادہ سے بني اور بطریق جزو مادہ الہي کے مادہ کا وجود ہمیشہ سے ہی اور یہہ خیال بیہودہ ہی اُن ہي کتابوں کے بموجب یہہ بھي ثابت ہی کہ بسبب پانچ عناصر یعني خاک باد آب آتش اور خلا اور اصلوں کي خود موجود قوت یعني خدا نے جو آپ تو نظر نہیں آتا مگر دنیا کي چیزوں کو قابل محسوس ہونے کي کرتا ہی بڑے جلوہ اور شان سے ظہور کیا اور تاریکي کو دور کیا *

اُسنے چاہا کہ اپني مادہ الوہیت سے مختلف موجودات کو پیدا کرے پس اول ایک بات کي بات میں پاني پیدا کیا اور پاني کے اندر ایک بار اور تخم رکھا ‡ *

اس تخم سے انڈا پیدا ہوا اور اس انڈے میں قادر مطلق خود برہما کي صورت میں ظاہر ہوئے *

اور اسي قسم کي ترکیبوں سے جو ہندوؤں کے بنائے ہوئے جھگڑے معلوم ہوتے ہیں بھگوان نے برہما کي صورت میں آسمان اور زمین اور انسان کي روح کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات کے علاحدہ علاحدہ نام رکھے اور اُنکو جداگانہ کام سپرد کیا *

اسیطرح سے پاک صاف روح والے دیوتاؤں کو جنمیں بہت سي بھگوان کي صفتیں ہیں اور اُنسے کمتر جنوں کو جو بہت نازک اور لطیف ہیں پیدا کیا § *

یہہ تمام پیدایش صرف تھوڑے عرصہ تک قایم رہتي ہی اور بعد اُسکے معدوم ہوجاتي ہی اور وہ موجود قوت جسکے سبب سے

† ولسن صاحب کے لیکچروں کا صفحہ ۳۱ جو بمقام اکسفورڈ دئیے گئے تھے

‡ کتاب اول اشلوک ۵ و ۷

§ باب ۱ اشلوک ۸ لغایت ۱۱

تمام مخلوق پیدا ہوئی واپس بلائی جاتی ہی اور برھما ذات مطلق
میں مجذوب ہو جاتا ہی اور تمام کارخانہ کو زوال ہو جاتا ہی † *

اور پیدایش کا اسطرحسر معدوم ہو جانا اور پھر پیدا ہونا وقتاً فوقتاً
بڑی بڑی مدتوں کے بعد واقع ہوتا رہتا ہی ‡ *

## کمتر درجہ کے دیوتاؤں کا بیان

کمتر دیوتا عنصروں کے قایم مقام ہیں یعنی عنصروں کو اُن دیوتاؤں
کی علامت سمجھا جاتا ہی مثلاً اندر یعنی ہوا اگنی یعنی آگ
وورن یعنی پانی پرتوی یعنی زمین اجرام فلکی کو اُن دیوتاؤں کی
علامت سمجھا جاتا ہی مثلاً سوریا یعنی سورج چندر یعنی چاند برسپتی
اور اور سیارے یا مختلف صفتوں کو علامت اُن دیوتاؤں کے سمجھتے ہیں
مثلاً دھرما یعنی دیوتا انصاف کا اور دھن‌ونترا یعنی دیوتا دوا کا § اُن
شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جنکا بید میں تو ذکر نہیں مگر آج کل
ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ اور درجہ حاصل ہی مثلاً راما اور کرشنا
وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا بیان نہیں کیا گیا *

بلکہ اُن دیوتاؤں کا بھی جنکے یہہ اوتار ہیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا
ہی برھما کا کئی مرتبہ نام آیا ہی لیکن بشن اور شیو کا کبھی نہیں آیا
خدا کی یہہ تین صورتیں اُن دیوتاؤں میں جنکا ذکر بید میں ہی بہت
رتبہ نہیں رکھتی ہیں اور ان تینوں کے باہم ایک جسم میں شامل ہونے
کے معمہ پر منو کے قانون میں یا غالباً بید میں اشارہ تک نہیں کیا گیا جن
تین صورتوں یعنی جسموں میں سے بعض جسموں میں تمام اور دیوتاؤں
کو داخل اور شامل سمجھا جاتا ہی وہ آگ اور ہوا اور سورج ہیں || *

---

† باب ۱ اشلوک ۵۱ لغایت ۵۷

‡ باب ۱ اشلوک ۳ لغایت ۷۳

§ باب ۹ صفحہ ۳۰۳ لغایت ۳۱۱ اور اور مقامات

|| کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵ لغایت ۳۹۷

## ذکر ارواح

دیوتاؤں سے بالکل علحدہ نیک و بد جن بیان کئے گئے ہیں اور پیدایش کے بیان میں بہ نسبت دیوتاؤں کے اِنکو زیادہ تر حیوانات سمجھا گیا ہی چنانچہ یہہ بیان کیا گیا ہی کہ خداوند تعالی نے جوانمرد جن اور غضبناک بھوت اور خونخوار وحشي اور حور بہشتي اور پریاں اور دیو اور بڑے بڑے اژدھے اور بڑے بڑے بازؤں کے پرند اور مختلف قسمیں اِنسان کي پیدا کي ہیں † *

## آدمي کا بیان

خدا تعالی نے آدمي کو دو روحیں بخشي ہیں ایک تو روح حیواني جسکے سبب سے بدن حرکت کرتا ہی اور دوسري روح انساني جو جذبوں اور اچھے اور برے وصفوں کا مخرج ہی اور اگرچہ یہہ دونوں روحیں ایک دوسري سے تعلق نہیں رکھتي ہیں اور علحدہ علحدہ وجود رکھتي ہیں مگر اُس ذات باري کے ذریعہ سے شامل ہیں جو تمام موجودات میں پھیلي ہوئي ہی ‡ *

روح حیواني کے ہي ذریعہ سے اِنسان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہی یہہ روح اپنے جرموں کي مناسبت سے عرصہ معین تک عذاب سہتي ہی اور بعد اُسکے اُسکو حکم ہوتا ہی کہ آدمیوں حیوانوں بلکہ درختوں میں جاکر نفوذ کرے جس قدر زیادہ اِس روح کا گناہ ہوتا ہی اُسیقدر ذلیل وہ جسم ہوتا ہی جسمیں وہ پھر بھیجي جاتي ہی تا وقتیکہ وہ اذیت اور ذلتیں اوٹھا کر اخر کار صاف پاک ہوجاتي ہی اور پھر وہ اپنے زیادہ پاک صاف رتبیوں کے جسم میں جاتي ہی § اور پھر اُسکا وہ دور شروع ہوتا ہی جو اُسکو ابدي نعمتوں یعني بہشت میں پہونچاتا ہی *

---

† باب ۱ اشلوک ۳۷

‡ باب ۱ اشلوک ۱۴ و ۱۵ و باب ۱۲ اشلوک ۱۲ لغایتہ ۱۴ و ۲۴

§ باب ۱۲ اشلوک ۱۶ لغایتہ ۲۲

خدا نے آدمي کو پیدایش هي سے برے بهلے کي تمیز بخشي جسکو اندروني ناصح کے † نام سے تعبیر کیا هی اور جائز اور ناجائز اور آرام اور تکلیف اور اور مخالف باتوں میں بالکل فرق رکها هی یعني اُنمیں ناموافقت رکهي هی ‡ *

بعد اِسکے خدا تعالی نے اُس قرباني کے اچهي طرح سے پورا هونے کے واسطے جسکو اُسنے شروع هي سے مقرر کیا تها بید پیدا کیئے مگر منو کي کتاب کے اُس حصه کے زیادہ حالات بیان کرنے ضرور نہیں معلوم هوتے هیں جو علم‌الهیات سے متعلق هی *

## رسموں کا بیان

هندوؤں کے مجموعه کا بہت سا حصه رسموں سے بهرا هوا هی مگر اخلاق سے بهي غفلت نہیں کي گئي هے عورت کے حامله رهنے کے زمانه اور لڑکے کي پیدایش کے وقت اور بہت سے بچهلے موقعوں پر جنمیں سے مقدم موقع وہ هی جب اول سال لڑکے کي عمر میں بجز چوٹي کے اُسکا سر مونڈا جاتا هی بے انتہا رسمیں عمل میں آتي هیں § لیکن سب سے مقدم رسم جنیؤ کي هوتي هی جسکے بجالانے میں برهمن کو سولہ برس اور بیش کو چوبیس برس سے زیادہ دیر نہیں کرني چاهیئے ‖ اِس معزز رسم کو دوسرا جنم بیان کیا گیا هی اور تدین فرقوں ( یعني برهمن چهتري اور بیش ) کو جنکو اِسکي اجازت هی اُسکے بجالانے سے دوبارہ جنمي کا خطاب ملتا هی اور اسي خطاب سے کل مجموعه میں اُنکا ذکر کیا گیا هی اور اسي موقع پر جن شخصوں کو جنیؤ پہنایا جاتا هی اُوم اور گایتري کا منتر سکهایا جاتا هی اور بید میں یہه عبارت نہایت مقدس

† باب ۱ اِشلوک ۱۴
‡ باب ۱ اِشلوک ۲۶
§ باب ۲ اِشلوک ۲۶ لغایته ۳۵
‖ باب ۲ اِشلوک ۳۶ لغایته ۳۰

هی اور اس مجموعہ میں جا بجا تاکید کی گئی هی کہ واسطے عبادت اور کفارہ کے اسکو جپنا چاهیئے اور اس منتر کا ورد کیا جاوے اور همیشہ مزاولت رکھی جاوے تو آدمی بغیر کسی اور مذهبی عبادت کے بہشت کو پہنچ سکتا هی † اگرچہ یہہ مخفی عبادت نی زمانتا صرف برهمنوں کو معلوم هی اور سیکھنا اسکا آسان نہیں رها مگر یورپ والوں نے بھی اسکو خوب هی تحقیق کیا هی اور کالبروک صاحب نے اُسکا یہہ ترجمہ کیا هی ‡ ذات باری یعنی خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو اور یہہ دعا مانگو کہ وہ هماری عقل کو هدایت کرتی رهے *

اُس پورے اشلوک پر لحاظ کرنے سے جسکا یہہ ایک جملہ هی ظاهر هوتا هی کہ تجلی سے وهی قادر مطلق مراد هی اگرچہ افتاب کی روشنی بھی مراد هوسکتی هی *

اُسوقت تک اسبات کا دریافت کرنا آسان نہیں هی کہ اس منتر کے مقدس هونیکی کیا وجہہ هی جب تک یہہ ثابت نہو کہ ایک زمانہ میں باوجود اس منتر کے الفاظ کے ذو معنی هونے کے نو آموز آدمی پر ایسے زمانہ میں جبکہ آفتاب کی پرستش رائج تھی خدا تعالی کی ذات و صفات کا راز ظاهر هو جاتا تھا § *

هر ایک برهمن بلکہ هر دوبارہ جنمی یا جنیؤ پہننے والے کو هر روز اشنان کرنا چاهیئے اور تاروں کی چھانونمیں کسی تنہائی کے مقام میں

---

† باب ۲ اشلوک ۷۳ لغایت ۸۷

‡ کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰

§ اِس عبارت کی بہت سی تفسیریں کی گئی هیں اور بلحاظ اُسکے معنی کے کسیقدر اختلاف رائے هی پروفیسر ولسن صاحب نے اُس کتاب کی جلد اول صفحہ ۱۸۳ میں جو هندوؤں کے تماشہ گاہ کے بیان میں هی ایک حاشیہ لکھا هی جسمیں وہ یہہ ترجمہ کرتے هیں کہ اُس آفتاب الهی کی تجلی اعلی کا دھیان کرو جس سے هماری فہم اور عقل کو روشنی پہنچ سکتی هی اور بید کے انگریزی ترجمہ کے صفحہ ۱۹۳ میں رام موهن رائے نے لفظی ترجمہ یہہ کیا هی کہ هم اُس شان و شوکت والے آفتاب کی روح اعلی کا دھیان کرتے هیں جو هماری عقل اور فہم کو هدایت کرتا هی

دونو وقت صبح اور شام پاني کے چشمہ کے نزدیک عبادت کرني چاهیئے †
اور هر روز پانچ فرائض ادا کرنے چاهیں یعني بید کا پڑهنا اور دیوتاؤں
کي عزت میں مردوں کي ارواح اور آگ کو بهوگ لگانا اور پاني دینا اور
زندہ مخلوق کو چانول کهلانا اور مهمانوں کي باعزاز تمام خاطرداري کرنا ‡ *

دیوتوں کي پرستش گهي کو آگ پر جلانے سے اور ایک قسم کا رس
چڑهانے سے هوتي هی اور اُسکے ساتهہ دیوتا کا نام لیکر دعا مانگی جاتي
هی اگرچہ بتوں کا بهي بیان کیا گیا هی اور ایک مقام پر یہہ بهي لکها
هی کہ اُنکي عزت کرني چاهیئے § مگر باوجود اِسکے اُنکي پرستش کا کبهي
کهیں ذکر نهیں هوا هی اور اگر کچهہ ذکر اُسکا هوا بهي هی تو حقارت
سے خالي نهیں هی اور آجکل جو طریقہ خوشبو او پهولوں کے چڑهانے کا
هی اُسکا تو ذکر تک بهي نهیں هوا اور هوم وغیرہ کي نسبت یہہ حکم هی
کہ لوگ اُنکو برهمنوں کے گهر خاص اُنهیں کے گهر کي آگ سے کرائیں || *

اور فرضوں کے ساتهہ نہ اِسقدر زیادہ قیدیں لگائي گئي هیں اور نہ
اُنکي نسبت اِسقدر تاکید کي گئي هی جسقدر کہ بید کے پڑهنے پر
تاکید اور قیدیں هیں چنانچہ بیدوں کو صاف صاف اور باواز بلند پڑهنا
چاهیئے اور اُنکے پڑهنے کے وقت اُدهر سے دهیان لگا رکهنا اور اُسي جا پر
ادب سے بیٹهنا چاهیئے اور بہت سے شگون یعني علامتوں کے سبب سے
پڑهنے میں خلل آجاتا هی اور اکثر ایسے امر اتفاقیہ کے واقع هونے پر جو
طبیعت کو پریشان کردے اور اُس کام کے قابل نرهنے دے پڑهنے سے باز
رهنا چاهیئے مثلاً هوا اور گرج اور مینهہ اور زلزلہ اور شہاب ثاقب اور گرهن
اور گیدڑ کا بولنا اور بہت سے اور واقعات اول درجہ کے خلل انداز هوں اور

---

† باب ۲ اِشلوک ۱۰۱ لغایت ۱۰۳
‡ باب ۳ اِشلوک ۶۹ و ۷۰
§ باب ۴ اِشلوک ۱۳۰
|| باب ۳ اِشلوک ۸۲ وغیرہ

ایسے مقام میں بید کے پڑھنے کی ممانعت هی جهان بانسری بجتی هو اور تیو سنسناتے هوں اور تضاتوں نے کسی شهر کو گهیر لیا هو یا جهله عجیب واقعات کے سبب سے تمام لوگوں پر حیرت طاری هو بظاهر دوسرے درجه کے خللوں سے تعلق رکهتی هی †

اخیر مذهبی فرض یعنی مهمان نوازی کا بیان بڑی تفصیل سے کیا گیا هی اور اُسمیں بهت سی نصیحتیں خوش اخلاقی اور خاکساری کی مندرج هیں اگر ان نصیحتوں میں یهه قید نهوتی که برهمن صرف اپنی قوم کے لوگوں کی خاطر تواضع اس طریق پر کریں تو وه بهت اچهی هوتیں ‡ *

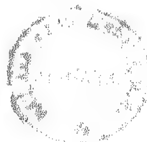
علاوه روز مره بهوگ لگانے اور بهینٹ دینے سے هر شخص کے بزرگوں کی ارواح کے واسطه ماهواری نذر نیاز کرنی چاهیئے اور یهه نذر نیاز پاک صاف خالی میدانوں میں یا دریاؤں کے کناره یا تنهائی کے مقاموں میں کرنی چاهیئے بلدان کرنیوالے کو بعض چیزوں کو جلانا اور بهت سی رسمیں بجالانا اور چانول کے پنڈ بهرنا اور اگیاری کرنا اور ارواح کو انس لینے کے لیئے بلانا چاهیئے *

بعده چند ایسے برهمنوں کو جو اُسکے معمولی دوست اشنا یا مهمان نهوں بهوجن کرانا اور اُنکے ساتهه تعظیم و تکریم سے پیش آنا چاهیئے اور برهمنوں کو لازم هے که چپ چاپ بهوجن کریں *

بیان کیا گیا هی که اسمیں کچهه شک نهیں هی که جو برهمن نیوتے جاتے هیں اُنکے آس پاس متوفی بزرگوں کی روحیں پاک صاف روحوں کی طرح پهرتی رهتی هیں اور جب وه بیٹهتے هیں تو وه بهی اُنکے پاس بیٹهه جاتے هیں § *

---

† باب ۴ اشلوک ۹۹ لغایت ۱۲۶



‡ باب ۳ اشلوک ۹۹ لغایت ۱۱۸

§ باب ۳ اشلوک ۱۸۹

مگر جو لوگ بدنام یا گنہگار مرجاتے ہیں یا جو خلاف قانون اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں † اُنکے واسطہ کوئی نذر نیاز نہیں کی جاتی ہی بلکہ برخلاف اسکے ایک عجیب رسم ہی جسے ایک بڑے گنہگار شخص کو اُسکا کنبا چھوڑ دیتا ہی اور اُسکی جیون حالت ہی میں رسومات اُسکے مرنے کی نہایت درستی سے کیجاتی ہیں لیکن اگر وہ شخص توبہ یا کفارہ کرے تو پھر اُسکو ایک اور رسم سے خاندان میں لیلتے ہیں اور صحبت میں ملا لیتے ہیں ‡ *

جو چیزوں سے ایک دوبارہ جنمی یا زناردار شخص کو پرہیز کرنا چاہئے اُنکی کچھہ انتہا نہیں ہی جنمیں سے بعض کا کھانا ظاہری اسباب کے واسطہ منع ہی مثلاً گوشت خور پرند اور پالتو سور اور اور جانور جنکی صورت یا رہنے کے طریقہ سے دل کو نفرت آتی ہی لیکن اور چیزوں کو اس طرح اپنی طبیعت سے مقرر کر لیا ہی کہ مرغ اور سانپ کی چھتری اور گندنا یا پیاز سے فوراً ذات جاتی رہتی ہی § اور خاردار حنظلی جرھا اور خار پشت اور چھپکلی اور کیچووں کو علاوہ واسطہ خوراک کے جائز قرار دیا گیا ہی سخت سزاؤں کی عورت سے برہمن کو شکاری یا بے ایمان آدمی اور سنار یا بید کے کام بنانے والے یا دھوبی یا رنگریز کے کھانا کھانیکی ممانعت کی گئی ہی شکاری کے کام کی بیرحمی کے سبب سے برہمن کی نظروں میں شکاری بے ایمان کی برابر سمجھا جاسکتا ہی لیکن علاوہ اور بے اصل حکموں کے اس حکم کے دریافت کرنے سے ہر شخص کو بڑا تعجب آتا ہی کہ طبیب || جسکا پیشہ بڑی دانش اور فیض رسانی کا ہی ہمیشہ نہایت ناپاک پیشہ والوں کے فرقہ میں شمار کیا گیا ہی *

† باب ۵ اشلوک ۸۹

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۸۲ لغایت ۱۸۷

§ باب ۵ اشلوک ۱۸ و ۱۹

|| باب ۳ اشلوک ۲۱۲

علی‌الخصوص جس بات سے هندو تعجب هوتا هی وہ یہہ هی که اکثر اقسام کے گوشت کھانیکي برهمنوں کو اجازت دیگئي هی † اور خصوصاً بیل کے گوشت کي بڑے بڑے تیوهاروں میں تاکید کي گئي هی ‡ لیکن برهمنوں کو بجز جگ کے گوشت کھانا نہیں چاهیئے مگر جیسا که هم بیان کرچکے هیں قربانیاں روز مرہ کے فرایض میں سے هیں اور اندرسه کي گولیاں اور اندرسه اور بہت‌سي اور چیزیں اسي قسم کي ممانعت میں داخل هیں § *

یہہ سچ هی که حیوانوں کے ساتهہ انسانیت برتنے کي هر جگهہ بہت هدایت اور تاکید کي گئي هی اور اس خیال سے که اُنکو زیادہ ایذا نہو غذاے حیواني سے پرهیز کرنا قابل تعریف بیان کیا گیا هی اسي طرح کي اور بهي وجوهات سے اُسکے استعمال سے احتیاط کرنیکي فہمایش کي گئي هی || مگر کسي مقام میں کبهي ممانعت نہیں کي گئي اور اُسکو ناپاک نہیں بیان کیا گیا بلکہ اکثر مقاموں میں بہت استحکام کے ساتهہ جایز کہا گیا هی * بیل کے گوشت کھانیکي اجازت زیادہ تر قابل غور کے هی کیونکه گاے اُن دنوں میں ایسي هي مقدس سمجهي جاتي تهي جیسے اب سمجهي جاتي هی گاے کی جان کا بچانا برهمن کے قتل کا معاوضه سمجها جاتا تها ‡ اور برهمن کے سوا اور کسیکے قتل کا عوض تین مهینے تک بڑي بڑي سختیاں سہني اور گاے کي تین مهینے تک خوب خدمت کرنے سے هوتا تها †† *

---

† باب ٥ اشلوک ١٢ لغایت ٣٦

‡ باب ٥ اشلوک ٣١ و ٣٢

§ باب ٥ اشلوک ٧

|| باب ٥ اشلوک ٣٣ لغایت ٥٦

* جو شخص قانون کے بموجب کھاوے وہ گناہ نہیں کرتا گو وہ شرعي جانوروں کا گوشت کھاوے کیونکه اُن حیوانات کو جو کھائے جاویں اور اُنکے کھانیوالوں کو برهماجي نے پیدا کیا — باب ٥ اشلوک ٣٠

‡ باب ١١ اشلوک ٨٠

†† باب ١١ اشلوک ١٠٩ لغایت ١١٧

کھانے پر یہہ سب قیدیں ہونیکے علاوہ برھمن پر بہت سے ایسے قواعد کی اطاعت لازم کی گئی ہی جو زندگی کے معمولی کاموں سے متعلق ہیں اُن قواعد میں سے ہر ایک سے منحرف ہونا گناہ سمجھا گیا ہی *

اس مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بھرا ہوا ہی جو پاک صاف رہنے سے متعلق ہیں *

ناپاک ہو جانیکا نہایت عام سبب کسی رشتہدار کا مرجانا ہی اور اگر وہ قریب کا رشتہدار ہو تو برھمن کو دس روز اور شودرا کو ایک مہینہ سوتک رہتا ہی *

اور بہت قسم کے چھوٹے چاٹے اور اور سببوں سے بھی آدمی ناپاک ہو جاتا ہی اور صرف نہانے اور اور ایسی رسموں سے جنکا بیان کرنا دقت سے خالی نہیں پاک ہوتا ہی † *

بعض ایسے مستثنی قاعدوں سے جو اُنکے برخلاف ہیں اچھی دانشمندی ظاہر ہوتی ہی جسکی توقع اس مقنن سے نہ تھی چنانچہ لکھا ہی کہ راجہ کبھی ناپاک نہیں ہوسکتا ہی اور نہ وہ لوگ ناپاک ہوسکتے ہیں جنکا ناپاک ہونا راجہ کار و بار کے سبب سے نہ چاہیے اور کاریگر کا ہاتھہ جو کار و بار میں مصروف رہتا ہی ہمیشہ پاک رہتا ہی اور سپاہی کے وہ رشتہ دار جو لڑائی میں مارے جاویں اسقدر نہیں ہوتے اور جو سپاہی خود اپنے فرض کے ادا کرنے میں مارا جاوے وہ گویا نہایت بڑا جگ کرتا ہی اور ہر طرح کی ناپاکی سے فوراً پاک صاف ہوجاتا ہی ‡ اور تمام پاک صاف چیزوں میں سے کسی شی میں ایسی عمدہ صفائی اور پاکیزگی نہیں سمجھی گئی ہی جیسی کہ وہ صفائی دل کی ہوتی ہی جو دولت کے حاصل کرنے اور قصوروں کے معاف کرنے اور فیاضی کرنے اور عبادت کرنے میں ہوتی ہی § *

---

† حصہ پانچواں اشلوک ۵۷ تا آخر
‡ باب ۵ اشلوک ۹۳ لغایت ۹۹
§ باب ۵ اشلوک ۱۰۷

ہندوؤں میں کفارہ ادا کرنے کی رسموں کا اور اخلاقی امور میں متوسط درجہ ہی گناہوں سے بچانے میں اُنسے مدد ہوتی ہی اور طریق مذہبی سے انحراف کرنے سے باز رکھنے میں کام آتے ہیں اور استعمال اُنکا ہمیشہ ایسا بے قاعدے اور بے اصل طور سے کیا جاتا ہی کہ اُسکے باعث سے وہ ایسے موثر نہیں ہوتے جیسا اُنکو لوگوں کی بھلائی کے قائم کرنے میں ہونا چاہیئے تھا *

شراب کا پینا اول درجہ کے گناہ میں شمار کیا گیا ہی اور بیگناہ آدمی کے تباہ کرنے کیواسطے بلدان کرنا تیسرے درجہ میں شامل ہی *

برہمن کو تکلیف پہنچانی اور جو چیزیں قابل سونگھنے کے نہیں اُنکے سونگھنے اور اور ایسے ہی جرموں کا جو حقیقت میں مضر ہیں ایک ہی کفارہ ہی † *

اگر جبر سے اُنکی تعمیل کرائی جاوے تو بعض کفارے نہایت سخت بیرحمی کی سزا سمجھی جاوینگی اور جب اُن کفاروں کا استعمال اِس دنیا میں صحبت سے خارج ہونے اور عاقبت میں انتقام سے بچ جانیکے واسطے کرایا جاوے تو وہ بہت ہی لغو اور بیجا ہیں *

حقیقی یا دھرمی ما یا بہن کے ساتھہ زنا کرنے اور کسی نابالغ سے مجامعت کرنے اور نہایت ذلیل ذات کی عورت کے ساتھہ زنا کرنیکا کفارہ لوھے کے گرم بستر پر جل کر مرنا ہی یا خوب تپتے ہوئے لوھے کی مورت سے بغل گیر ہونا ہی ‡ اور شراب پینے کا کفارہ گاے کا گرم گرم پیشاب پینا ہی § *

اور اور کفارے اکثر بذریعہ جرمانہ یا ریاضت کے ادا کیئے جاتے ہیں اور اکثر جرمانہ میں مویشی لیئے جاتے ہیں جنکے دیئے جانیکا برہمن کو حکم ہی اور بعض جرمانہ ایسے بڑے ہیں کہ ایک بچار اور ہزار گاے دینی پڑتی ہیں *

---

† باب ۱۱ اشلوک ۵۵ لغایت ۶۸

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۵ و ۱۷۱

§ باب ۱۱ اشلوک ۹۱

اور جرمانوں کي مناسبت بھي جرموں سے بہت بري طرح قايم کي گئي هی سانپ مارنے کي عوض میں برهمن پر لازم هی که ایک پھاوڑہ اور خوجه کے مارنے کي عوض میں پوال کا ایک بوجهه دے *

اپنے آپ سے کسي برتر آدمي سے دور هو یا هتک کرنے اور برهمن پر تقریر میں غالب آنے کا کفارہ هوتا هی اور کیڑوں کے مارنے اور پودے اور گهاس کو ناحق کاٹنے کا بهي کفارہ لازم آتا هی اسلیئے که درختوں کو بهي دکهه درد معلوم کرنیکے قابل سمجھتے هیں † *

کفارہ بہت هي مشہور اور قابل غور کے هی یعني جو برهمچاري تمام رگ بید کو حفظ یاد کرلے وہ هر طرح کے گناہ سے پاک صاف هوجاتا هے اور مجرم نہیں هوتا یہانتک که اگر وہ تینوں ترلوک کے باشندوں کو بهي قتل کر ڈالے اور نہایت ناپاک هاتوں سے کهانا کهالے ‡ تو بهي پاک صاف رهتا هی *

بعض کفارے اور بعض سزائیں ایسي ناپاک کاموںکے واسطه قرار دي جاتي هیں جنسے یہه ظاهر هوتا هی که لوگوں کے اطوار بہت خراب تهے یا مقنن کے دماغ میں فتور تها § لیکن غالب یہه هی که جسطرح بعضے یورپ کے کج فہم مذهبي مسائل کو اپنے دلسے گهڑکر بنا دیتے هیں اسیطرح ان کفاروں کي بنیاد پڑي هی * *

اور بعض کفارے بہت هي اچهے هیں جو اُن بیہودہ خیالات اور مذهب باطل کے خیال کو جسکا شدت سے برهمنوں میں رواج هی کسیقدر همارے دلسے کم کرتے هیں چنانچه بیان کیا گیا هی که جو آدمي سخاوت اختیار کرے گو وہ سخاوت اُسکي روحاني فائدہ پہونچانے کے واسطه کیوں نکیجاوے اگر وہ اپنے کنبے کو محتاج چهوڑ جاویگا اُسپر عاقبت میں عذاب اور سختي ضرور هوویگي ‖ *

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۲۵ لغایت آخر
‡ باب ۱۱ اشلوک ۲۶۲
§ باب ۱۱ اشلوک ۱۷۱ لغایت ۱۷۹
‖ باب ۱۱ اشلوک ۹ و ۱۰

هر شخص جو کفارہ ادا کرلیتا هی وہ شرعي طور پر برادري میں پھر لے لیا جاتا هی لیکن سب کو ایسے لوگوں کي صحبت سے بچنا لازم هی جنکے جرم حقیقت میں بہت سنگین هوں اُن جرموں میں اپنے ممنون آدمي کو مارنا اور اپنے مربي کو ضرر پہونچانا داخل هی † *

## اُس اثر کا بیان جو مذهب سے اخلاق پر هوتا هی

البته منو کے مذهب کا اثر اخلاق پر عموماً اچھا هی جائز اور ناجائز کا ضروري فرق شروع میں بہت اچھي طرح بیان کیا گیا هی جیسا که پہلے ذکر هو چکا هی اور وہ فرق عموماً جابجا خوب قائم رکھا گیا هی اور جو تھوڑي سي باتیں اس راے سے مستثنی هیں وہ مشہور مقام هیں جو جھوٹي شہادت سے متعلق اور ایک دو وہ مقام هیں جہاں یہہ حکم هی که بلدان یا جگ ‡ کے لیئے دوسرے کے مال پر تصرف کر لیا جاوے اور راجا چوروں کے گرفتار کرنے میں زیادتي کرے § *

برخلاف اسکے بہت سے احکام اور تاکیدیں عدل و انصاف اور راستي اور نیکي کي بابت پائي جاتي هیں اور برے چال چلن کے بہت برے برے نتیجه اس دنیا اور عاقبت میں بیان کیئے گئے هیں چنانچه لکھا هی که نیک آدمي کو بسبب تنگدست هونیکے دل شکسته اور پژمردہ نہونا چاهیئے اور ظالم اور بدکار کو اور اُس شخص کو خوشي کبھي حاصل نہیں هوتي هی جو جھوٹي شہادت کے ذریعه سے دولت حاصل کرتا هی || *

ایک مقام میں صاف یہہ کہا گیا هی که رسموں کے فرضوں سے اخلاقي فرض بہتر هیں * اور یہہ بھي کہا گیا هی که ایسے گناهوں پر جو لوگوں

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۹۰ و ۱۹۱

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۱ لغایت ۱۹

§ باب ۱۱ اشلوک ۲۵۶ لغایت ۲۶۹

|| باب ۴ اشلوک ۱۷۰ لغایت ۱۷۹

* باب ۴ اشلوک ۲۰۴

کي آسایش میں خلل انداز هوں عاقبت میں ایسي هي سزا ملیگي جیسے مذهبي معصیت پر ملیگي *

مگر اُس معامله میں ایک مسئله کا اثر کم قابل تعریف کے هی کیونکه اُسمیں یهه بیان کیا گیا هی که جو لوگ اپنے جرموں کي سزا گورنمنت کے هاتهه سے پاوینگے اُنکو عاقبت میں سزا نه ملیگي وه نیک کرداروں کي برابر هوجاتے هیں پاک صاف هوکر بهشت میں جاوینگے † *

اخیر میں یهه کہا جاسکتا هی که قانون کے ذریعه سے جس اخلاق کي تاکید کي گئي هی اُسکو جهوٹے دیوتاؤں کے برے چال چلن کے بیان سے یا اُس عیاشي کے شامل کرنے سے جسکي اجازت اب بعض فرقوں کي رسومات میں دیکھي هی ناکاره اور بے اثر نهیں کیا گیا تها جیسا که آج کل مذهبي کتابوں میں بهت سے مسئلوں سے جنکو مختلف مقاموں میں نقل کیا گیا هی یهه ثابت هوتا هی که منو کے مجموعه میں عمده مسئلوں یا عالي خیالات کي کسیطرح قلت نهیں هے لیکن برهمنوں کے اُس اخلاق کا عام میلان جو برهمنوں نے قایم کیا هی ایسا تو هی که گناه سے بچیے اور پاک صاف رهنے کے قابل کرسکتا هی مگر ایسا نهیں که اُسکو بهلائي اور فیضرساني پر آماده اور سرگرم کرے اور اُس اخلاق کا مقصد خاص یهه هی که آدمي اپنے امن و امان کا مزه اُٹهاوے اور کسي جاندار کو تکلیف نه پهونچاوے

† باب ۸ اشلوک ۳۱۸

# پانچواں باب

## طور طریقہ اور تربیت اور شایستگي کے بیان میں

## عورتوں کي حالتونکا بیان

جب ہم ایک قوم کے اطوار کي تحقیقات کرتے ہیں تو اول ہماري توجہہ عورتوں کے حالات سے آگاهي کرنے پر مایل ہوتي هی هندوؤں کي عورتونکي حالت اُن قواعد سے جو شادیکے معاملہ میں بیان کیئے گئے ہیں اور ایسے اتفاقي قاعدوں یا بیانوں سے جمع کیجا سکتي هی جن سے از خود وہ راے ظاہر ہوتي ہے جو اُس زمانہ میں لوگ عورتونکي نسبت رکھتے تھے *

اگرچہ بعض بعض قوانین متعلقہ شادي میں جاہل اور ناشایستہ زمانہ کي بڑي نشانیاں پائي جاتي ہیں مگر بہر حال وہ شادیکے قوانین ناتواں فرقہ یعني عورت کے حق میں بري نہیں ہیں اور اور باتوں میں عورتوں کي حالت ایسي هي هی جسکي قانون سے توقع کیجاتي هی *

ایک زوجہ کو اپنے شوہر کا بالکل فرمانبردار اور جاں نثار ہونا چاهیئے اور شوہر کو لازم هی کہ اُسکو پابند قانوني قیدوں کا رکھے اور بے قباحت اور جائز شغلوں کي اجازت دے کہ جسطرح اُسکا جي چاہے اُسیطرح اُن میں مشغول ہو † اور جس زمانہ میں اُسکا شوہر موجود نہو تو جسطرح وہ اُسکي مرضي کے تابع رہتي هی اُسیطرح اپنے رشتہدار مردوں کي مرضي کے تابع رہے ‡ لیکن برخلاف اسکے شوہر کے رشتہدار مردوں کو عورت کي عزت کرنیکي بہت تاکید کي گئي هی چنانچہ لکھا هی کہ جس جگہہ عورت کي بیقدري ہوتي هی وہاں جو اچھے اچھے کام مذہبي کیئے جاتے ہیں وہ سب اکارت جاتے ہیں اور جس جگہہ عورتوں کو ذلیل اور مصیبت

† باب ۹ اشلوک ۲ وغیرہ

‡ باب ۵ اشلوک ۱۴۷ وغیرہ

میں رکھا جاتا هی اُس خاندان کے تمام لوگ تباہ هوجاتے هیں لیکن جس خاندان میں شوهر زوجه سے اور زوجه شوهر سے راضی اور خوش هووے وہ گهر یقیناً همیشه خوش اور آباد رهیگا ایسی باتوں میں جنہیں مجموعه قوانین میں گفتگو کرنا عجیب معلوم هوتا هی زوجه پر شوهر کی نوازش کے واسطے قانون مقرر کیا گیا هی چنانچه تاکید کی گئی هی که تیوهاروں اور خوشی کے دنوں پر خاوند کو چاهیئے که اپنی زوجه کیواسطے عمدہ عمدہ زیور اور پوشاک اور کهانا مہیا کرے † *

بیوہ عورتیں بهی قانون کی خاص حفاظت میں هیں چنانچه اُنکے رشتهدار مردوں کو سخت تاکید هی که اُنکے مال و متاع سے مزاحمت نکریں ( باب ۳ اِشلوک ۵۲ ) راجه کو بیوہ عورتوں اور تنہا عورتوں کا محافظ قرار دیا گیا هی اور اُسکو هدایت کی گئی هی که وہ عورتوں کے ایسے رشتهداروں کو چوروں کی مانند سزا دیوے جو اُنکے مال و دولت کے هضم کرنیکا ارادہ کریں ( باب ۸ اِشلوک ۲۸ و ۲۹ ) *

بجز اُن باتوں کے جو برهمنوں سے متعلق هیں خانگی برتاو کا کم بیان پایا جاتا هی اور حسب معمول برهمنوں کی چال چلن پر بہت سخت اور لغو قیدیں لگائی گئی هیں چنانچه برهمن کو اپنی جورو کے ساتهه کهانا نهیں کهانا چاهیئے اور جب وہ کهانا کهاتی هو یا انگڑائی لیتی هو یا ننگی کهلی بیٹهی هو یا اپنی آنکهوں میں سرمه لگا رهی هو اور علیٰهذا اور موقعوں پر اُسکی جانب دیکهنا نهیں چاهیئے ‡ *

هرایک فرقه یا ذات میں عورتوں کا کام یه هی که وہ دولت کے جمع کرنے اور اُسکے صرف کرنے اور صفائی اور اور اُن فرضوں میں جو عورتونکو کرنے چاهیئیں یعنی روزمرہ کا کهانا پکانے میں اور گهر کے برتنوں کی حفاظت کرنے میں مصروف رهیں *

---

† باب ۳ اشلوک ۵۵ لغایت ۶۱

‡ باب ۴ اشلوک ۴۳ وغیرہ

گھر میں خبردار اور شفیق محافظوں کی حفاظت میں عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتی ہیں لیکن وہ ہی عورتیں پاکدامن رہ سکتی ہیں جنکا دل خود اُنکا محافظ ہی † *

ستی ہونے کی رسم کا ذرا سا بھی بیان نہیں پایا جاتا ہی برھمن کی بیوہ کو جس ریاضت اور نیک طریقہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت دی گئی ہی ‡ اُس سے بھی ظاہر ہی کہ شوہر کے ساتھہ اُنکا جلنا کچھہ بھی ضروری نہیں سمجھا گیا ہی *

صرف جس خود کشی کی اجازت دی گئی ہی وہ ایسے عابد برھمن کیواسطے ہی جو کسی لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو چنانچہ اُسکو اجازت ہی کہ وہ ذاں طرف جاوے اور بجز پانی کے اور کچھہ اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اور تاوقتیکہ بسبب بھوک پیاس اور ماندگی کے نہ مر جاوے برابر چلا جاوے § اور راجہ کو بھی خود کشی کی اجازت دی گئی ہی چنانچہ لکھا ہی کہ جب راجہ اپنی زندگی کو قریب خاتمہ کے پاوے تو وہ اپنی اُس دولت کو برھمنوں کو دیدے جو اُسنے ڈنڈ تاوان وغیرہ سے حاصل کی ہو اور سلطنت کو اپنے بیٹے کے حوالہ کرے اور لڑائی میں مر جاوے اگر بالفرض لڑائی نہو تو خود فاقہ کشی کرکے مر جاوے || *

## چال چلن کا بیان

چال چلن کی نسبت چند باتیں اور انتخاب ہوسکتی ہیں مثلاً جوان برھمنوں کیواسطے جو سخت تنہائی میں رہنے کا حکم ہی اُس سے

---

† باب ۹ اشلوک ۱۱ و ۱۲

‡ باب ۵ اشلوک ۱۵٦ لغایت ۱۵۸

§ باب ٦ اشلوک ۳۱

|| باب ۹ اشلوک ۳۲۳ — یہہ عجیب بات ہی کہ رسم ستی کا ذکر نہیں کیا گیا جسکی نسبت کالبروک صاحب نے بیان کیا ہی کہ از روے بید کے اُسکی اجازت ہی ( کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۲۵۸ ) اور متقدمین نے بیان کیا ہی کہ ذکر اِس ستی ہونی اُسکا ذکر اِس مجموعہ کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا ہی

معلوم هوتا هی که اُنکي پرهیزگاري کا اعتبار نتها چنانچه جب طالبعلم کو اپنے گرو کي ذاتي خدمتیں کرني اور اُسکے اور اُسکے قریب رشته داروں کے قدم چومنے کي اجازت دي گئي هی تو گرو کي جوان بي بي کے قدم چومنے کي ممانعت کي گئي هی اور یهه چاها گیا هی که جب وہ عورتوں کي صحبت میں هو تو اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور اس بات کي احتیاط رکھے که جو عورتیں اُسکي نظروں میں نهایت لحاظ اور آداب کے قابل هوں اُنکے ساتهه بهي تنها نرهے † *

جو عیش و آرام اُس زمانه کے لوگ کرتے تھے اُنکا حال کسیقدر علاوہ اُس عیش و آرام سے معلوم هوسکتا هی جسکي بادشاہ کو ممانعت کي گئي هی ( باب ۷ اشلوک ۳۷ ) جیسے شکار کهیلنا اور لهو و لعب اور دنمیں سونا اور عورتوں سے زیادہ صحبت رکهنا اور نشه بازي اور گانا اور ناچنا اور بلا ضرورت سفر کرنا هی چال چلن کا کچهه حال اُن مقاموں کے بیان سے بهي واضح هوتا هی جہاں لوگ اکثر جایا کرتے تھے اور جوئے اور نمرطلبب اور جوتشي یعني پیشین گوئي کرنیوالے اور اور فریبي لوگ آتے جاتے رهتے تھے وہ مقام حوض اور تنور اور فاحشه عورتوں کے چکلے اور شراب کي بهٹي اور حلوائیوں کي دکانیں اور چوراهے اور بڑے بڑے درخت اور مجلسیں اور عام تماشه گاهیں هیں *

تمام فرقوں اور هرشغته کے لوگوں کے ساتهه آداب اور اخلاق برتنے کے طریق بهت تفصیل سے بیان کیئے گئے هیں *

ما باپ اور بڑے بوڑهوں ‡ اور عالموں اور خلیق اور دولتمند اور اعلی مرتبه سے نهایت تعظیم کے ساتهه پیش آنیکي نصیحت کي گئي هی چنانچه حکم هی که ضرورت کے وقت گاڑي میں ایسے آدمي کو جسکي

---

† باب ۲ اشلوک ۲۱۱ لغایت ۲۱۵

‡ باب ۲ اشلوک ۲۲۵ لغایت ۲۳۷

ر نوے برس سے زیادہ هو اور کسی بیماری میں مبتلا هو اور بوجهه بهي هوتا
اور عورت اور پوجاری اور راج کنور اور نوشہ کو جگہہ دینی چاهیئے †*
میں نہیں جانتا که قدیم رسموں کي تعظیم کا جسقدر اِس مجموعه
ں حکم هی اُسکے بخوبي ادا کرنے کیواسطے کس مقام پر ذکر کرنا چاهیئے
کو بہت معزز قانون اور تمام خدا پرستي کي بنیاد بیان کیا گیا هی ‡ یهي
میں آجتک هندوؤں کے مذهب کي جان هیں اور هندوؤں کے قوانین
همیشه قائم رهنے کي بهي یهي رسمیں باعث هیں اِس مجموعه میں
کو نہایت ممتاز بیان کیا هی اور هدایت کي گئي هی که تمام فرقے
لو تحصیل کریں یهه سچ هی که بید اور اُسکي تفسیروں اور صرف اور
ند کتابوں کے پڑهنے کي طالبعلم کو هدایت کي گئي هی لیکن اُنهیں
بوں سے علم الهیات اور علم منطق اور علم طبعیات حاصل هوتا هی یهه بات
ب کو معلوم هی که اول رسالوں میں جو بید کے ساتهه شامل هیں اِنهیں
مونوں پر بحث کي گئي هی اور برهمن جو اُن سب علموں سے اِبتداد
انه میں اچهي واقفیت رکهتے تهے اِسوجهه سے یقین هی که اُنهوں نے
علموں میں اُسي زمانه میں جسوقت مجموعه بنایا گیا تها بہت سي
تعداد حاصل کي هوگي *

## فنون کا ذکر

اگرچه اُسوقت میں فن صاف اور سیدهے سادہ تهے مگر ایسے بے رونق
تهے جیسکه جاهل اور اکهڑ قوموں میں هوتے هیں چنانچه موتي اور
اهرات اور ریشمین کپڑے اور زیور کا موجود هونا تمام خاندانوں میں
ن کیا گیا هی § هاتهي اور گهوڑے اور رتهه کا بیان جابجا پایا جاتا هی
آدمي اُنپر سوار هوتے تهے اور مویشي اور اونٹ اور گاڑیوں پر اسباب

† باب ۱۱ اشلوک ۱۳۰ لغایت ۱۳۸
‡ باب ۱ اشلوک ۱۰۸ لغایت ۱۱۰
§ باب ۵ اشلوک ۱۱۱ و ۱۱۲

لادا جاتا تھا باغ اور کنج اور چبوتروں کا ذکر پایا جاتا ہی اور امیر لوگ
فلاح عام کیواسطے جو تالاب اور باغیچہ آجکل بھی بناتے ہیں اُنکے
بنانے کی شاید اِسی مجموعہ میں اول اول ہدایت کی گئی ہی † شہروں
کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہی اور علاوہ اِن قاعدوں یا افسروں کے جو گانوں
کے اِنتظام کیواسطے درکار ہوتے ہیں یا کسی بستی اور اُسکے افسروں کا ذکر
نہیں معلوم ہوتا غالباً جو بڑے شہر تھے وہ صرف دارالخلافت کے شہر تھے ‡ *

جن پیشونکا بیان ہوا ہی اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ جو چیزیں نوبست
پانیوالوں کی اوقات بسری کے واسطے ضرور تہیں وہ سب تہیں مگر جو
نہایت شایستہ اور لئیق لوگوں کی حاجات کیواسطے درکار ہوتی ہیں وہ سب
موجود نہ تہیں مثلاً اگرچہ جواہرات اور زیور طلائی عام تھا مگر زردوز اور
اور اِسی قسم کے کاریگر جو اُن مصالحوں سے نہایت لطیف کام بناتے ہیں
شاید نہ تھے کیونکہ اُنکی طرف کہیں اِشارہ نہیں پایا جاتا اور مصوری اور
تحریر کو وہ ترقی حاصل نہیں ہوئی تھی جو بعد کو اُس زمانہ میں
ہوئی جبکہ شودر لوگوں کو مصیبت کے وقت میں جن پیشوں کی اجازت
ملی اُنہیں میں اِنکے کرنیکی بھی اجازت ہوئی *

روپیہ کا ذکر اکثر پایا جاتا ہی لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسکی
مالیت کو بذریعہ وزن کے یا بذریعہ سکہ کے قائم کیا تھا اُسوقت والی سند
میں بجائے روپیہ کے پنونکا چلن تھا اِسی نام سے بعض مقاموں میں کسی
قدر کوڑیوں کو پکارتے ہیں جو پیسہ کی عوض میں آتی ہیں *

اناج اور مصالحوں اور خوشبوؤں اور اور پیداوار کے اقسام کی کثرت
ایک بڑی تربیت یافتہ ملک کا ثبوت ہی اور مجموعہ سے عموماً ایسی
آبادیوں کے آثار معلوم ہوتے ہیں جو امن و امان میں ہوتی ہو نہیں
بعضے ایسے حالات جنسے اُس زمانہ کی بدعملی ظاہر ہوتی ہی اب بھی

† باب ٣ اِشلوک ٢٢٦
‡ باب ٧ اِشلوک ١٣٠

موجود ہیں لیکن لوگونپر اُتنا اثر اِسقدر نہیں ہوتا جتنا کہ غیر ملک والے سمجھتے ہیں برخلاف اِسکے مصیبت کے وقتونکا حال کنایۃ معلوم ہونے سے یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ قدیم زمانوں میں بھي قحط کي سختي اکثر ہوتي تھي جو اب بھي ہندوستان میں ہوا کرتي ہی *

اِس مجموعہ میں اُن قوموں کا کہیں کچھہ بیان نہیں ہی جو صرف مویشي کا دودہ پیکر زندگي بسر کرتے تھے جیسا کہ اب بھي ایشیا کے اکثر ملکوں میں موجود ہیں *

## عام حالات

تمام قدیم قوموں میں سے صرف مصر والے ہندوؤں سے نہایت مشابہ معلوم ہوتے ہیں لیکن اُس قوم کے حالات سے اِسقدر کم آگاہي ہی کہ اُسکو دوسري قوم سے مطابق نہیں کرسکتے † *

ہندوؤں کي اُن یونانیوں سے مطابقت کرنا جنکا مفصل حال ہومر شاعر نے جو قریب اُسي زمانہ کے گذرا ہی جب کہ یہہ منو کا مجموعہ تالیف ہوا زیادہ تر آسان ہی اگرچہ اُس دلاور قوم یعني یونانیوں سے ہندو ہمت اور دلاوري اور لطافت طبع میں کیسے ہي کمتر کیوں نہوں مگر جبکہ ان دونوں قوموں کے قوانین اور انتظام کے طریقے اور ہنر و فن کي کیفیت اور عام تہذیب اور شایستگي اور قانون کي پابندي کا مقابلہ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہی کہ ہندو یونانیوں سے شایستگي اور تربیت میں بہت بڑھی ہوئے تھے ہندوؤں کے ملکي چلنے بہ نسبت یونانیوں کے بہت کم ناشایستہ تھے اور وہ دشمنوں سے بہت ترحم کے ساتھہ سلوک کرتے تھے اور ہر قسم کے علوم میں اُنکو بہت زیادہ دسترس تھی اور خدا تعالی کي ذات اور صفات کی علم کي روشني اُسي زمانہ میں ایسي اُنکو حاصل ہوگئي تھي جس میں سے ایتھنس کے اعلی ترقي کے زمانہ میں وہاں کے نہایت

---

† اِن دونوں قوموں میں جو خاص خاص باتیں مشابہت کي پائي جاتي ہیں اُنکو ہیرنصاحب نے ایشیا کي قوموں کي تاریخ کي جلد ۳ صفحہ ۳۱۱ سے آخر تک لکہا ہی

بڑے عقیل اور دانا آدمیوں کے دلونپر بہت تھوڑي سي جمتي مگر یوناني
غیر قوموں کے ساتھہ بلا رکاوٹ میل جول رکھنے سے اراسته هوگئي اور هر
ایک قوم سے جو عمده باتیں اُنکو ابتدا میں حاصل هوئیں اُن سب کو
اُنهوں نے قلمبند کیا هی برخلاف اسکے هندوؤں نے اپني تربیت آپ هي
آپ بڑھائي اسیوجهه سے اُنکي تربیت کي ایک خاص خاصیت هوگئي
جسکے باعث سے اُس اعلی درجه کي شایستگي کي جهان بین کرنے میں
ایک شوق پیدا هوتا هی جو آخر کار خود بخود اُس تربیت نے حاصل
کي مگر یهه سوال هوسکتا هی که هندوؤں کو ایسي جلد اور بلا ذریعه کے
ترقي تربیت حاصل هونے سے کیا اُنکي بدبختي نهیں سمجهي جاتي هی
کیونکه اُنهوں نے اپنے آپکو اور قوموں سے جنکو وه جانتے تھے برتر دیکھکر
اپنے جلسونکي توقیر اور اور قوموں کے جلسوں سے نفرت کي جس کے سبب
سے وه غیر قوموںکي ترقي کي باتوں سے متنفر اور خود اپنے آپ بھي کسي
نئي بات کے ایجاد کرنے کے قابل نرهے *

## هندوؤں کي اصلیت اور اُنکي معاشرت کا بیان

منو کے مجموعه سے جو آگاهي حاصل هوتي هی اُسپر غور کرنے
سے معلوم هوتا هی که دوباره جنم لینے والے یعني جنیئو پهننے والے تین
فرقے ازروے قانون کے هندوؤں کا مجمع سمجھے جاتے هیں اور شودروں کا
فرقه ذلت و خواري کي حالت میں اُنکا خدمتگار باوجود اسکے یهه بھي
معلوم هوتا هی که شودر راجه شهروں میں راج کرتے تھے اور اُن شهروں
میں برهمنوں کو ریاست نکرنے کي هدایت کي گئي هی † اور ضلع کے
ضلع ایسے بیان کیئے گئے هیں جہاں شودر هي آباد تھے اور برهم یعني
نارایں کے دشمنونکا زور شور تھا اور برهمنونکا وهاں رهنا بھي نهیں تھا ‡ *

† باب ۴ اشلوک ۶۱
‡ باب ۸ اشلوک ۲۲

زناردار قوموں کو مکرر سہ‌کرر ہدایت کی گئی ہی کہ بحر مشرقی سے بحر مغربی تک ہمارت † اور بندھیا ‡ پہاڑوں کے درمیان میں جو حصہ ملک کا ہی اُسمیں آباد ہوں صرف ان تین بڑی قوموں ہی کو اس بڑے خطہ میں محدود کیا گیا ہی شودر کو بشرطیکہ وہ سامان معیشت کا محتاج ہو ہر جگہہ جانے اور بسنے کی اجازت ہی § ان سب باتوں سے خواہ مخواہ یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ زناردار تینوں قومیں فتحیاب قومیں تھیں اور شودر مفتوحہ قوم اصلی باشندے اس ملک کے تھے اور جو خود مختار آبادیاں شودروںکی تھیں وہ اُنھیں چھوٹے خطوںمیں جنمیں ہندوستان منقسم تھا واقع تھیں جو ابھی تک مفتوح نہوئی تھی اور بندھیاچل سے آگے بڑھ کر وہ حملہ آور نہوئی تھی اور نہ اُنکے مذھب کی وہاں تک رسائی ہوئی تھی *

مگر یہہ شبہہ پیدا ہوتا ہی کہ یہہ فتحیاب کوئی غیر ملکی قوم تھی یا یونان کے دورس والوں کیطرح خاص ہندوستانی ہی تھی یا ہندوستان کے کسی خاص صوبہ کے لوگوںمیں کا ایک حصہ تھی مثلاً کوئی مذھبی فرقہ جسنے تمام علم و ہنر میں سب سے فوقیت حاصل کرلی ہو اور اجماع کے تمام قائدونکا اپنے ہی ذات میں انحصار کر لیا ہو *

ان برتر فرقوں کی صورت شکل کا شودروں سے تفاوت جو ابتک پایا جاتا ہی اُس سے سمجھا جاتا ہی کہ غیر ملک کے لوگ تھے لیکن برھمن اور چھتریوں کی نسبت اس تقریر کو تسلیم کرکے ہمکو اُن باتوں کیطرف توجہہ کرنی چاھیئے جنسے اس گفتگو کی قوت گھٹتی ہی *

---

† ہمارت کوہ ہمالیہ کو کہتے تھے

‡ یہہ اب بھی اسی نام سے مشہور ہی اور خاص ہندوستان کی ایسی ہی جنوبی حد ہی جیسے شمالی حد ہمالیہ ہی معلوم ایسا ہوتا ہی کہ اس مجموعہ کے مولف کو یہہ اچھی طرح معلوم نتھا کہ بندھیاچل کا سلسلہ مشرق کی جانب کہاں ختم ہوا ہی

§ باب ۲ اشلوک ۲۱ لغایت ۲۴

جو فرقہ برہمنوں سے نہایت غیر اور بے میل ہی وہ چنڈالوں کا فرقہ ہی باوجود اِسکے کہ اُنکی پیدایش ایک برہمنی سے ہی بس اِس خیال سے کہ اُنکو اپنے مربی سے کچھہ مشابہت باقی رہنیکی ذات میں کوئے ہونیکے سبب سے اُنکو سواے اپنے ہمقوموں کے اوروںسے ربط ضبط کی اجازت نہیں دی گئی ہی اور عادتوں اور پیشونکا اختلاف ہی اُس بڑی نامشابہت کے پیدا کرنیکو کافی وافی ہی جو برہمنوں اور شودروں میں موجود ہی ہندوستان میں جو مختلف پیشے موروثی چلے آئے ہیں یہہ امر اُس نامشابہت کے قائم رکھنے اور ترقی دینے میں مدد کرتا ہی † اور یہہ بات بھی اُنکے غیر ملکی قوم ہونیکے مخالف ہی کہ نہ تو اِس مجموعہ میں اور نہ بید میں اور نہ اور کتابوں میں جو اِس مجموعہ سے پرانی ہیں کوئی اشارہ اِسبات پر پایا جاتا ہی کہ اُنسے پہلے کوئی اور قوم ہندوستان میں بستی تھی یا کسی ملک سے جو ہندوستان سے باہر تھا اُنکو بجز اسکے نام کے اور کچھہ واقفیت تھی دیوتوں کا ذکر بھی ہمالیہ کے سلسلہ سے آگے نہیں پایا جاتا چنانچہ اُس سلسلہ میں اُنکی بود و باش قائم کی گئی ہی *

زبان شنسکرت اور مغربی زبانوں کی اصلیت کے ایک ہی ہونے سے اِس باب میں کوئی شبہہ نہیں رہا ہی کہ جو قومیں ابتک اُن زبانوں کا استعمال کرتی ہیں اُنکے آپسمیں کسی زمانہ میں رشتہ ہوگا لیکن اُس سے وہ مقام ثابت نہیں ہوتا جس مقام میں یہہ تعلق قائم تھا اور نہ اِس تعلق کا زمانہ معلوم ہوتا ہی وہ زمانہ اُن قوموں کے میل جول کے ایسے شروع درجہ کا زمانہ ہوگا جسکے سبب سے ہمکو مختلف قوموں

---

† اُس اختلاف پر غور کرو جو صرف چند برس میں ایسے دو شخصوں میں پیدا ہوسکتا ہی جو اپنا اپنا پیشہ کرنیکی شروع میں یکساں ہوں مثلاً ایک اچھی قواعد دان پلٹن کے سپاہی اور کسی کارخانہ کے ایسے آدمی کے فرق کو دیکھو جو بہت کم چست چالاک اور تندرست ہو

کے دریافت کرنے میں کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی یہہ صرف ایک فرضی بات ہی کہ اُنکا تعلق ایک مرکز سے نکلکر چاروں طرف پہیلا کچھہ واقعی امر نہیں ہی کیونکہ نقل مکان اور تربیت مرکز سے منحبط کیطرف نہیں پہیلی ہی بلکہ مشرق سے مغرب کی طرف پہیلی ہی پہر وہ مرکزکوں اور کسطرف کو ہوسکتا ہی جہاں سے ایک زبان هندوستان اور یونان اور اٹلی میں تو پہیل سکے اور کالڈیا اور شام اور عرب کو چہوتی ہوئی نہ جاے *

اِسلیئے یہہ سوال ابہی تصفیہ طلب ہی کہ کوئی وجہہ اِس بات کے خیال کرنے کی نہیں کہ هندو بجز اپنے موجودہ ملک کے کسی اور ملک میں بہی بستے تھے اور اِس بات کو تسلیم نکرنیکی بہی کوئی وجہہ نہیں کہ جو کچھہ نہایت قدیم تاریخیں اور روایتیں اُنکی اب موجود ہیں اُنسے پہلے بہی کبہی بستے ہونگے *

فرض کیا کہ وہ ایک قسم کرنیوالی قوم خواہ غیر ملک کی یا اُسی ملک کی تہی ذات کا قائم ہونا اور هندوؤں کی اور مخصوص باتیں اُنکی حالت کا مقتضی ہوگا یعنی بغیر دور اندیشی یا اِرادہ کے پیدا ہوگئی ہونگی اور ایک نئے خطہ پر قبضہ حاصل ہونے پر جو لوگ زیادہ دولتمند اور جنگآور ہونگے وہ سپاہ گری کے پیشہ ہی میں مصروف رہے ہونگے اور اُنمیں جو لوگ معزز اور مشہور کم ہونگے اُنہوں نے کاشتکاری اور اور پیشہ اور تجارت اختیار کی ہوگی اور جیسے کہ باقی پرانی دنیا میں تمام جاہل قوموں کا طریق ہوتا ہی سو اِس قوم میں بہی پوجاری اور جوتشی ہونگے جو اپنے آپکو خدا تعالی کے اِرادوں اور اُن تدبیروں سے واقف بتاتے ہونگے جنسے خدا تعالی کی مہربانی پائی جارے لیکن یہہ لوگ اول میں اپنے ہمسایوں سے زیادہ دانا ہونگے اور اگرچہ وہ اپنا فن اپنی اولاد کی ذات میں چہوڑ گئے ہوں لیکن اِس سے پہلے کچھہ عرصہ گذرا ہوگا جسمیں اُنکی تعداد اور قوت اِسقدر زیادہ ہوگی کہ وہ تندمس کو خاص خاص خاندانوں پر مخصوص

اور محدود کرسکے ہونگے اور سپاہی شیخی اور فخر کے سبب سے مفتوحوں
یعنی تاجروں میں شادی کرنے سے اِس خیال سے باز رہے ہونگے کہ اِس
فعل سے اُنکی نسل بگڑ جاویگی اور یہہ ایک ایسا خیال ہی جو بہتسی
یورپ کی قوموں کے دل میں ایسے جوش خروش سے سما رہا ہی جیسے
کہ ذات کے قاعدہ کا اثر ہندوؤں کے جی میں بیٹھہ رہا ہی اور پوجاریوں
نے بھی نسل کے فخر میں اوروں سے گھٹ کر رہنا نچاہا ہوگا اور ایسی
نسل کا خالص قائم رہنا ضروری سمجھا ہوگا جو مذہبی خدمتوں سے
مخصوص تھی مفتوحہ قوم جیسا کہ ایسی حالتوں میں اکثر ہوا کرتا ہی ایک
علیحدہ گروہ کی مانند رہی ہوگی اول تو وہ فتحیابوں ہی کے لیئے کھیتی
کرتے ہونگے بعدہ اُنکے فتحیابوں نے اپنی کسی غرض یا آرام یا فائدہ کے لیئے
اُنکو آزاد باج گزار کاشتکار کردیا ہوگا یہانتک تو بجز پوجاریوں کے علیحدہ
فرقہ ہونے کے اور سب ترقی ہندوؤں کی جمعیت کی ویسے ہی ہوئی جیسے
قدیم اور متوسط زمانوں میں اکثر قوموں کو پہلے پہل ہوئی ہی اور قوموں
سے ہندوؤں کی قوم کا مقدم فرق یہہ ہی کہ انکے قانون اور قاعدے جیسے ایک
خاص حد پر قائم ہوئے ہمیشہ ویسے ہی رہے اور کسی زمانہ آیندہ میں اُسمیں
کسیطرح کی ترقی یا تبدیلی جائز نہیں رکھی گئی اور اُسکے اِس قیام کی
وجہہ پوجاریوں کا اِتفاق اور اُس اِتفاق سے جو قوت اُنکو حاصل ہوئی وہ
اور اُنکے ظاہری حاکموں یعنی راجاؤں سے موافقت معلوم ہوتی ہی راجہ
کے احکام خدا کے حکموں کیسی قدر و منزلت رکھتے تھے اور جو کچھہ
راجہ کی زبان سے نکلتا تھا وہ سب اِلہام سے سمجھا جاتا تھا اِسلیئے اُسمیں
کوئی کچھہ چون و چرا نہیں کرسکتا تھا اُن احکاموں میں جو مذہبی اور
اخلاقی اور ملکی معاملے ہوتے تھے اِسلیئے لوگوں کے چال چلن اور دلوں
پر کامل بندش رکھتے تھے اور تمام رعایا کے طریقہ کو ایسے سانچے میں
ڈھالتے تھے کہ پھر اُنکی دوسری صورت پلٹنی ممکن نہوتی تھی پروہت
ذاتوں کے نسب نامے اور اور ایسی کہانیاں جنسے مروجہ قوانین کو

إستحکام حاصل هو یا جو تبدیلیاں أنکو کوئي منظور هوں وہ اچھي طرح هوسکیں بناتے تھے اور جبتک وہ راجه کو نہایت اعلی درجه کي قوت پر پهنچا لیتے تو وہ اپنے فرقه کي ایسي شان و شوکت حاصل کرتے تھے جس سے کسیکو رشک و حسد نهووے یا زهد و تقوی سے جو عظمت أنکو حاصل هی أسمیں خلل نه پڑے برهمنوں کے فرقه کا یهه نہایت مضبوط اور قوي إتفاق اور أسکے سبب اور ذریعے هماري قوت إدراک کے قابو میں آنیکي چیز نہیں هیں لیکن اگر هم إس بات پر غور کریں که جس زمانه میں چارلي مین شہنشاہ فرانس کے سوا روم کے کیتھلک فرقه کے پادریوں کا کوئي سردار یا حاکم نه تها اور أنکو علاوہ اور بہت سي باتوں کے ایک إس بات کي ممانعت نه تهي که شادیاں کرکے اولاد حاصل کریں اور اپني اولاد کو اپنا هي کام سیکھاویں تو یهه حال باساني خیال میں آتا هی جو هم هندوؤں میں دیکھتے هیں جو رسمیں آجکل مروج هیں أنکے اور راجاؤں کے احکامات کے بطور قانون قلمبند هونے سے پہلے کچھه عرصه گذرا هوگا اور بعد أسکے مجموعه کے اندر إس غرض سے أنمیں چپ چپاتي تبدیلیاں کي گئي هونگي که جو شایستگي لوگوں کي حالت اور حاکموں کي تدبیروں میں واقع هوئي هو یهه مجموعه أسکے مناسب هوجاوے اور پرانے قانونوں میں بهي نئے قانون ملاکر ایک ایسا قدیمي مجموعه ٹهرا لیا هوگا جسپر کسیکو یهه شک نهو که سارا مجموعه خدا کا دیا هوا قانون نہیں هی لیکن آخرکار اب مجموعه کا اصل متن قائم هوگیا هوگا اور أسکے بعد پچھلي تبدیلیوں کو بطور شرح کے أسپر زیادہ کیا هوگا یا بطور ایک علیحدہ قانون کے جو کسي ذي اختیار حاکم نے جاري کیا هو داخل کي گئي هونگي *

غرضکه هر طرح سے ظاهر هوتا هی که یهه مجموعه أس زمانه سے مدت کے بعد مرتب هوا هوگا جبکه لوگ تربیت کے إبتدائي درجوں سے گذر کر کمال کو پہنچ گئے هونگے *

## برهمنوں کي حیرت انگیز باتوں کا بیان

اِس مجموعه پر بحیثیت مجموعي نظر ڈالنے سے همکو برهمنوں کے متعلق دو عجیب باتیں دیکھنے سے جنهوں نے اِس مجموعه کو بنایا نهایت حیرت هوتي هی اُنمیں سے ایک تو حیراني کي بات یهه هی که اُنهوں نے هر قسم کي عام پرستش اور مذهبي رسومات میں پیشوا هونے کے کام کو کچهه بهي قدر و منزلت کا کام نه سمجها اُس عزت اور توقیر پر لحاظ کرنے سے جو دین کے خادموں کو اهل دنیا اور خدا تعالی کے درمیان میں وسیله هونے سے حاصل هوتي هی اور اُس قدرت اور اختیار پر خیال کرنے سے جو دیوتاوں کي آواز سنانے اور اور فریب کي باتوں کے کرنے سے حاصل هوتا هی معلوم هوتا هی که برهمنوں کو جو حکومت ظاهري پر مدت سے قبضه رکهنے کي وجهه سے اِطمینان حاصل تها اُسکے سبب سے رعب داب کے ایسے بڑے ذریعوں سے غفلت هوگئي هوگي مگر یهه کسطرح خیال میں نهیں آسکتا که قدیم مجموعه میں جسکا اصلي مقصود برهمنوں کے اختیار و قوت کو مستحکم اور پائدار کرنا هی ایسا برخلاف حکم هو ٭

اس غفلت کے اثر بهي غور کرنے کے قابل هیں اس غفلت سے یهه بات ظهور میں آئي لازم تهي که پرستش کي مقتضي سے جو بے پرواٸي اب کثرت سے مروج هی رواج پاوے مگر یهه اور بهي حیرت کي بات هی که باوجود ایسي حالت کے قوموں میں وه پرستش کچهه نهچهه برابر جاري هی اور بعض موقعوں میں مثل تیوهار اور تهوار کے وه ایسي هی که اُس سے ایک عام ولوله لوگوں کے دلوںمیں نهایت جوش و خروش سے پیدا هوتا هی ٭

دوسري عجیب بات یهه هی که تمام ایسي سخت اور دشوار افعال کو جنکا پورا ادا هونا کسي مندر یا عبادت خانه میں ممکن هی زندگي بهر ایک ایسي بڑي قوم کے لوگ جیسي که برهمنوں کي هی باقاعده کرتے رهیں جو بڑے وسیع ملک میں پهیلے هوئے اور اپنے کنبوں سمیت اور باشندوں کیطرح

بستے ہیں اور کسی مذہبی حکومت یا کونسل یا عام سردار کے مطیع اور ماتحت نہیں ہیں اِس پابندی کے قیام کی صورت جسکو اِبتدا میں حسن اِتفاق پر چھوڑا گیا تھا مختلف سببوں سے ہوئی اول اُسکو خدا کا قانون سمجھکر ہلکا پکا کر دینیوالی رسمی تعظیم کا ہونا ہی جو غالباً بعد کو اُس فرقہ کے دل میں بھی بیٹھی ہوگی جسکے بزرگوں نے اُسکو ایجاد کیا تھا دوسرے اِبتداے تعلیم کی سختی اور وہ کفارے جو مذہبی حکم سے ادا کرنے ضرور ہوں اور غالب یہہ ہی کہ اُنکی تعمیل راجہ کے حکم سے شاید کرائی جاتی ہوگی تیسرے افعال کی پابندی کی قدامت نے بعد لوگوں کا عادی ہوجانا اور عام راے کا غلبہ چوتھے قطع نظر اِن سب سببوں کے اپنی قوت کے نگاہ رکھنے اور اپنے قوم کے فائدے کو ملحوظ رکھنے کے لیئے جسکا خیال جیسا کہ برہمن کے دامیں گھر کیئے ہوئے تھا کسی اور کے نہوکا خود برہمن کا اُن دشوار کاموں کی پابندی میں چوکس رہنا مگر برخلاف اِن قوی سببوں کے برہمنوں کے قواعد مذہبی کی پابندی بتدریج زوال پذیر ہوتی چلی آئی ہی چنانچہ جن معاملوں میں ترغیب بہت بڑی ہی یا جہاں کہیں اُنکے رعب داب میں کچھہ خلل آنیکا کوئی اندیشہ نہیں اُن موقعوں میں برہمنوں نے اپنے مذہبی قواعد کی پابندی سے غفلت کی ہی یہانتک کہ اُنکی خصلت کے تقدس میں کمی ہوتے ہوتے اُنکا اختیار بھی کم ہوگیا اور اِسی باعث سے اُنکے اختیار کا بڑا حصہ بہت سے اور فرقوں کے ہاتھہ میں جا پڑا جنمیں سے بہت بڑے بڑے فرقے سادھوں اور سنتوں کے بنے ہوئے ہیں *

---*---

# دوسرا حصہ

## ہندوؤں کي پچھلے زمانوں کي حالت اور اُن تبدیلیوں کے بیان میں جو منو کے بعد ہوئیں

اگرچہ ہندوؤں نے بہ نسبت اور کسي قوم کے جسکے حال سے ہم واقف ہیں اور ایسي بڑي مدت تک جو کسي اور قوم کي تاریخ میں نہیں پائي جاتي ہی اپني رسموں کو قایم اور ثابت رکھا ھی مگر باوجود اسکے یہہ نسمجھنا چاہیئے کہ دو ہزار پانسو برس کے عرصہ میں جو اُسوقت سے اب تک گذرا ھی کوئي تبدیلي واقع نہیں ہوئي ھی *

اگرچہ اُن تبدیلیوں کا امتیاز کرنا جو مسلمانوں کے سبب سے ہوئي ہیں ہمیشہ ممکن نہیں ھی مگر میں حتی‌المقدور اُنہیں باتونکا ذکر کرونگا جو اب بھي ہندوؤں میں پائي جاتي ہیں خواہ وہ مذہب سے متعلق ہوں یا حکومت سے یا چال چلن سے *

میں اُسي ترتیب سے بیان کرونگا جو منو کے مجموعہ میں ھی چنانچہ قوموںکي تبدیلیوں سے شروع کرتا ہوں *

# پہلا باب

## ذات کي تبدیلیوں کا بیان

شاید فرقوں کي تقسیم اور کار و بار هي میں بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے وقت سے واقع هوئي هیں *

## چاروں فرقوں کي تبدیلیاں

چھتري اور بیش بلکه شودر بھي بقول برهمنوں کے معدوم هو گئے یهه ایک ایسي بات هی که جو لوگ اس سے بهت سي غرض رکھتے هیں وہ کسیطرح قبول نهیں کرتے راجپوت اب بھي علانیه دعوی کرتے هیں که هم خالص چھتریوں کي نسل میں سے هیں اور بعضے مختلف فرقے بھي بیشونسے اسیطرح کے تعلق کا دعوی کرتے هیں مگر برهمن عموماً اسقدر کامیاب هوئے هیں که اُنهوں نے اور فرقوں کو بعد تک رسائي حاصل کرنے سے محروم کیا هی اور تمام علوم دیني اور دنیوي کو اپنے هي فرقه پر منحصر کرلیا هی *

اگرچه برهمنوں نے اپني نسل کو اپنے آپ بلا اعتراض قایم رکھا هی مگر وہ اپنے بزرگوں کے طریقه سے بهت کچھه کناره کر گئے هیں بعض باتوں میں به نسبت سابق کے وہ بهت زیادہ سخت اور متعصب هیں جیسے حیوانوں کے گوشت کي خوراک † کا استعمال اُنکو ممنوع اور کمتر فرقوں سے شادیاں کرنیکي ممانعت هی لیکن اکثر باتوں میں اُنکے طریق میں بهت سستي آگئي هی اور زندگي کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کا قاعده اور تمام قیدیں جو طالب علموں اور عابدوں اور تارک الدنیا لوگوں پر تھیں اب

---

† خاص هندوستان میں بعضي ذات کے برهمن بعض قسم کا وہ گوشت جو [illegible]گ میں چڑهایا گیا هو کھاتے هیں اور بعض حالتوں میں گوشت جایز خوراک هی لیکن اس قسم کي قرباني دکھن میں ایسي نایاب هی که غالباً بعضے برهمنوں نے شک دیکھا بھي نهوگا

برهمنوں میں سے جاتی رهیں اگرچه اب بهي بعض آدمي اپني دلي رغبت سے اُن سب طریقوں میں سے جو سب کو برتنے پڑتے تھے کسي طریقه کو اختیار کرتے هوں *

برهمن اب نوکري کرتے هیں اور تمام پیشوں اور تجارتوں میں بهي مصروف پائی جاتی هیں جسقدر برهمنوں کی پرورش بموجب اصلي قاعده کے خیرات سے هوتي هی وه نهایت کم هیں یهه بات عام هی که اُنکو پیشه کاشتکاري اور اس سے بهي زیاده سپاهگري میں دیکها جاتا هی اور جن نهایت ذلیل پیشوں کي اُنکو سخت سزاؤں کے ساتهه ممانعت هی اُنمیں سے گهٹ سے گهٹ کر پیشه سے کچهه تهوڑا سا وسوسه سا کرتے هیں اور بعض مقاموں میں اُنکو بهي کرتے هیں † مگر هندوستان کے جنوبي حصه میں برهمنوں کي معیشت کے پیشے لکهنا پڑهنا اور سرکاري نوکریاں هیں عهده وزارت سے لیکر کانو کي پٹوار گري تک بهت سے عهدے اُن هي کے هاتهه میں هیں اور هندوؤں کے قانون کے معنے بتانا اور اور پوجا پاٹ کرانا اور اور بهت سے کام جنمیں لکهنے پڑهنے اور کار و بار کا علم درکار هی ان هي کے حواله هیں *

جن ضلعوں میں مغلوں کا انتظام بخوبي رواج پا گیا تها اُن میں فارسي زبان کی رواج سے سرکاري کام مسلمانوں اور کایتوں کے هاتهه پڑگئی هیں ‡ حیدرآباد دکهن کے نواب کي عملداري کے ضلعوں میں بهي اسي سبب سے برهمنوں کا روزگار کم رہ گیا هی مگر باوجود اس کے یهه تسلیم کرنا چاهیئے که منو کے مجموعه کے عمل در آمد کے وقت صرف ایک صلاحکار برهمن اور کئي جنجوں اور منصفوں کو حکومت میں دخل هوتا تها اور اب به نسبت اُس زمانه کے دکهن میں هر جگهه برهمن بهت کچهه اختیار رکهتے هیں *

---

† دیکهو وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد اول صفحه ۸۷ کو

‡ کایتهه شودروں میں سے ایک فرقه هی جنکا ذکر آگے آتا هی

یهه صاف ظاهر هی که برهمنوں نے جو امور دنیوی کی پیروی کی تو ضرور هی که اُنکا مذهبی رعب داب کسیقدر جاتا رهی پس ایک بڑے مستند مورخ † نے بیان کیا هی که کم سے کم گنگا کے قرب و جوار کے ضلعوں میں برهمنوں کے مذهبی اختیار جاتے رهی هیں اُنمیں پندت بهی کوئی شاذ و نادر هی اور اُنکی معظم و تواضع او بزرگت بہت کم رهگئی هی کنبوں اور لوگوں کو ایمان دهرم کی باتیں سکهلانے میں بهی گوشائیں اور اور قسم کے فقیروں کے فرقه اُنکے قائم مقام هوگئے هیں ‡

مگر بنگاله میں اب بهی دنیا داروں کے نزدیک وه بڑے واجب التعظیم اور خدمت اور رعایت کے مستحق هیں § اکثر مندروں کی خدمت اور پوجا پات کرانا اب بهی اُنهی کے اختیار میں هی اور هندوستان کے بعضے حصوں میں اُنکی مذهبی عظمت اور حکومت میں کچهه بهی خلل نهیں معلوم هوتا یهه حال مرهٹوں کے ملک میں تو بیشک هی اور مغربی هندوستان میں بهی معلوم هوتا هی || اُنکی تعداد اور آسودگی اور مرتبه کے سبب سے دنیوی دبدبه اُنکا تمام ضلعوں میں حاصل هی لیکن جہاں کہیں برهمنوں کا دینی اختیار باقی بهی هی وهاں بهی لوگوں کی دلی رغبت اُنکی آزبکت کیطرف سے خصوصاً راجپوتوں میں بہت کم هوگئی هی اور اس سے بهی زیاده مرهٹوں میں یهی بڑی بات هی جو ابهی تک یهه بات نهیں بهولی هیں که هماری بجائے هماری حکومت میں وه لوگ دخیل هوگئے هیں جو ذات سپه گری میں کچهه رتبه نهیں رکهتے اور اوصاف سپه گری مرهٹوں کے نزدیک ایسی شے هیں که اُن هی کے باعث انسان مستحق حکومت کا هوتا هی *

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کی جلد ١٧ صفحه ٢١٣ و ٢١١ میں پروفیسر ولسن صاحب نے جو تحریر کیا هی اُسکو دیکهو

‡ ایضاً جلد ١٧ صفحه ٢١١

§ وارڈ صاحب کی هندوؤں کے حالات کی کتاب کی جلد اوّل صفحه ٦٩ لغایت ٧١ کو دیکهو

|| تاڈ صاحب کی کتاب راجستان کی جلد اوّل صفحه ١١٥ و ١١٢

## اُن فرقوں کا بیان جو آمیزش سے پیدا ہوگئے

دو نہایت کمتر فرقہ جو منو کے زمانہ میں موجود تھی اب اُنکی جگہہ پر بہت سی ایسی قومیں قایم ہوگئی ہیں کہ اُنکی گو نسل نامعلوم ہی لیکن باوجود اِسکے یہہ فرقی بہ نسبت قدیم فرقوں کے اپنے تفرقہ کو زیادہ اہتمام سے قایم رکھتے ہیں چنانچہ آپسمیں نہ وہ کھاتے ہیں اور نہ شادی کرتے ہیں اور نہ عام رسموں میں شریک ہوتے ہیں پونا کے قرب و جوار میں جہاں وہ بہت کثرت سے نہیں ہیں اُنکی ذاتیں مختلف قریب ایکسو پچاس کے ہیں † اکثر صورتوں میں ذاتیں پیشونکی مطابق ہوتی ہیں مثلاً ایک ذات سنہاروں کی ہی دوسری لوہاروں کی و علی ہذالقیاس یہہ قاعدہ منو کے طریقہ کے مطابق ہے کیونکہ اُسنے ہر دوغلہ فرقہ کے واسطے موروثی پیشہ مقرر کیا ہی *

ذات کے قواعد کی تعمیل بہت ہی زیادہ سخت ہے مگر بنیاد اُنکی صرف وہم و خیال پر ہی مثلاً اگر کوئی کمتر ذات کا آدمی کسی برتر ذات والے کے چوکے میں قدم بھی رکھدے تو وہ رسوئی والا کھانے کو فی الفور بلا تامل پھینک دیتا ہے گو اُسکو مقدور اور غذا حاصل کرنے کا نہو *

ذات کے جاتے رہنے کی کسیقدر تعبیر اسطرح پر کی گئی ہے کہ گویا وہ جیتے جی کی موت ہے چنانچہ جب آدمی ذات سے خارج ہوتا ہے تو وہ صرف وراثت اور معاہدہ اور گواہی دینے کے حقوق سے ہی محروم نہیں ہو جاتا بلکہ لوگوں کی ہرطرح کی آمدورفت سے اور شہری ہونے کے حقوق سے بھی خارج ہو جاتا ہے وہ اپنے باپ کے گھر میں بھی نہیں جانے پاتا اور اُسکے قریب کے رشتہ دار اور کنبہ والے اُس سے ربط و ضبط نہیں رکھتے اور اِس زندگی میں اور عاقبت میں بھی جو مذہب کے ذریعہ سے راحت و تسکین حاصل ہوتی ہے اُن سب کی توقع سے محروم

---

† سیڈل صاحب کی کتاب کے دیباچہ کا صفحہ ۱۱ جو مشتمل ہے اوپر بیان قوانین اور رسوم مختلف ہونے ہندوؤنکی ذاتوں کے

کیا جاتا هے مگر جب تک که ذات کسي بڑے جرم یا مدت تک مسائل مذهبي سے انحراف کرنے کے سبب سے نجاوے همیشه کفاره ادا کرنے سے پہر حاصل هو جایا کرتي هے اور اُسکے دوباره حاصل هونے کے طریقه بہت آسان هونگے کیونکه ذات کے جاتے رهنے کے اثر اب لوگوں میں بہت کم ظاهر هوتے هیں بے شک ذات کا جاتا رهنا وقوع میں آتا هے اور انگریزي عدالتوں میں بطریق ناجایز ذات میں سے خارج کرنے کي نالشیں بهي دایر هوتي هیں مگر میں مدت تک هندوستان میں رها مجهکو یاد نهیں آتا که میںنے کبهي ایسا واقعه دیکها یا سنا هو جیسا که میںنے ذات کے باب میں بیان کیا *

سب سے بڑي تبدیلي یهه هوئي هی که اب کوئي خاص فرقه خادموں کا نهیں رها مگر اب بهي هندوستان کے جنوب اور اور ضلعوں کے بعض پهاڑي حصوں اور جنگل کے ضلعوں میں ایک قسم کے غلام جنکو هالي کمیرے کہتے هیں هوتے هیں یهه ممکن هی که یهه لوگ قدیم شودروں کا بقیه هوں لیکن اور سب ضلعوں میں تمام رعیے آزاد هیں اِنمیں سے لونڈي غلام مستثنی نهیں کیونکه وه هر فرقه کے ایسے لوگوں میں سے جو بسبب کسي خاص حالت کے غلامي کي حالت میں آجاتے هیں هوتے هیں *

اگرچه خیالي نسب نامه بنانیوالے یهه کہتیں که خالص نسل کے شودر اب باقي نهیں رهے لیکن پهر بهي بہت سي قسم کے لوگ شودر مانے جاتے هیں بلکه برهمن بهي اُنکو شودر تسلیم کرتے هیں مثلاً مرهٹے سب شودروں میں سمجھے جاتے هیں شودر کا مناسب پیشه اجتک کاشتکاري خیال کیا جاتا هی مگر شودر اُسي پیشه پر اکتفا نهیں کرتے کیونکه بہت سے سپاهي بهي هیں اور کایتهه جنکو نوشت و خواند اور اور کاروبار میں برهمنوں کا همسر بیان کیا گیا هی کم سے کم بنگال میں خالص شودر هیں جنکا پیشه لکهنے پڑهنے کا اُنمیں قدیم سے چلا آتا هی † *

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۵ صفحه ۵۹ میں کالبروک صاحب کا قول ملاحظه کرو

ذاتوں کا اثر قوم کی ترقی کے لیئے اگر چہ بہت سا مضر ہی لیکن لوگوں کے کار و بار میں ایسا بڑا مخل نہیں ہی جیسا کہ یورپ کے مورخ خیال کیا کرتے ہیں دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں جسمیں حالات کی تبدیلیاں ایسی یکایک اور حیرت انگیز ہوں جیسے کہ ہندوستان میں ہوتی ہیں چنانچہ پچھلے پیشوا ( یعنی مرہٹوں کے راجہ ) کے مختلف زمانوں میں دو ایسے وزیر اعظم تھے جنمیں سے ایک تو مندر کے پوجاری کا خادم یا گویا تھا اور یہہ دونوں ذلیل پیشہ ہیں اور دوسرا وزیر اصل میں ہرکارہ تھا اور جیپور کے راجہ کا وزیر نائی تھا اور ہلکر کے راج کرنیوالے خاندان کی سلطنت کا بانی گڈریا تھا اور سندھیا کے راج کا بانی خدمتگار اور یہہ سب شودر ہی تھے مرہٹوں کے ملک میں جو بڑا خاندان راستیا کا ہی اُسنے اول تو وہ پیشہ اختیار کیا جسپر برہمن بالطبع راغب ہوتے ہیں اور بعد اُسکے بڑے ساہوکار ہوئے آخر کار بڑے سپاہی اور سپہ سالار ہوگئے اور اور بھی بہت سی ایسی ہی مثالیں عزت اور امتیاز حاصل ہونیکی دی جاسکتی ہیں خاص پیشہ وروں کی حالت میں بہت کم تبدیلی ظہور میں آتی ہی لیکن جس شخص نے نہایت وضاحت سے سارے خط و خال درست کرکے ہندو کی تصویر اہل یورپ کے طور پر بنائی وہ لوہار تھا *

## فقیروں کے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے قائم ہونے سے یہہ کہا جاسکتا ہی کہ ایک نئی ذات نے رواج پایا ہی *

منو کے مجموعہ کے قاعدوں کے بموجب ایک برہمن ترک دنیا کی مصیبتوں سے گذرکر اپنی زندگی کے چوتھے درجہ میں رسومات کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہی اور اپنی باقی عمر دھیان گیان میں صرف کرنیکا مجاز ہوتا ہی غالباً ایسی حالتوں کے آدمی مذہبی مسائل پر بحث و گفتگو کرنیکی غرض سے جمع ہوگئے ہونگے اور اُنمیں سے جو بڑے فہم و فراست والے ہونگے اُنہوں نے ایسے معتقد اکٹھے کر لیئے ہونگے جو بلا پابندی

کسي خاص طریقه کے اُنکے پاس جمع رهتے هوں چنانچه قدیم عیسائیوں میں جو تنها درویشوں کے بڑے بڑے ایسے فرقے بنگئے جو خانقاهوں میں رهتے هیں اُنکي بنیاد اِسیطرح پر پڑي تهي *

ان مذهبي مباحثه کرنے والوں کے گروه کے رفته رفته چیلے هونے لگے هونگے اور وه برهمن تو نهونگے مگر ایسي قوموں کے لوگ هونگے جنکو علوم دینکي تحصیل کرنے کي اجازت هوگي اور هر شخص جسکا پیرو هوتا هوگا اُسکے طریق کا پابند رهتا هوگا معلوم ایسا هوتا هی که ان جلسوں کي یهه نوبت سکندر اعظم کے زمانه تک پهونچ چکي تهي چنانچه یوناني قدیم مورخوں کي تحریروں سے ثابت هوتا هی که اُنمیں سلسله تنبري کے جیسے که اب موجود هیں بهت کچهه قایم هوگئي تهے † اگر یوناني مورخوں کي شهادت کو هم کافي نسمجهیں تو اسبات کے دریافت کرنے کا کوئي اور طریقه نهیں که کس زمانه میں وه مجمع ایسے مذهبي فرقه هوگئے که اپنے اپنے طریق جداگانه پر قایم هوئے کسي فرقه کي بنیاد کي نهایت قدیم تاریخ جو هندوں کي کتابوں میں ملسکتي هی سنه عیسوي کي آتهویں صدي هی جو فرقه اب موجود هیں اُنمیں سے تهوڑے هي سے فرقه ایسے هیں جو چودهویں صدي سے پہلے کے هیں ‡ بعضے فرقوں میں اب بهي صرف برهمن هي هیں اور ان فرقوں میں سے بعضوں کو اب بهي اُن اصلي برهمنوں کا نمونه سمجها جاسکتا هی جنکا بیان هم ابهي کرچکے هیں مگر بهت سے فرقوں کي مقدم پهچان یهه هی که جب کوئي اُنمیں داخل هوتا هی تو کسي

---

† اس کتاب کے تیسرے تتمه کا ملاحظه کرو اُسي موقع سے معلوم هوتا هی که ان مجمعوں میں ایسے لوگ شامل تهے جو وه نقارے ادا کیا کرتے تهے جنکا ادا کرنا برهمنوں کي زندگي کے تیسرے درجه میں برهمنوں پر لازم تها برعکس تیسرے درجه میں تنهائي اور خاموشي کے پابند هوتے هیں

‡ منو کے مجموعه کے باب ۵ اشلوک ۸۹ میں جو یهه حکم مندرج هی که اُن بیدینوں کي کریا کرم نهوگي جو بید کے خلاف پوشاک پهنینگے اس سے یهه مراد لي جاسکتي هی که منو کے زمانه میں بهي ایسے فرقه موجود تهے

طرح کا فرق اور امتیاز ذات کا باقي نہیں رهتا چنانچہ برهمن اپني مقدس ڈورے یعني جنیؤ کو توڑ ڈالتے هیں اور چهتري اور بیش اور شودر بهي فقیروں کے کسي فرقه میں داخل هونے کے بعد ذات سے انکار کر دیتے هیں اور اُس فقیري کے نئے فرقه کے سب کے سب برابر اور یکساں رکن هوجاتے هیں پرافسر ولسن صاحب یهه خیال کرتے هیں که اس نئي انوکهي قسم کے بیباک اجتماع کا ایجاد چودهویں صدي کے آخر میں هوا هی *

اس قسم کے گروہ جو یورپ میں هیں اور وہ جن قاعدوں اور دستور سے اوقات بسر کرتے هیں هندوستان کے یهه گروہ ویسے نهیں رهتے اور انمیں صریح اور آسان علامتیں ایک دوسرے اور عام انسانوں سے امتیاز هونے کي نهیں هیں بلکه ان کا کوئي عام نام بهي نهیں هوتا اگرچه سارے فرقے گسائیں کے نام سے پکارے جاتے هیں لیکن یهه ایک خاص فرقه سے منسوب هونا چاهیئے البته وہ اپنے لباس کے فرق سے پهچانے جاتے هیں کیونکه وہ کپڑونمیں سے کوئي کپڑہ مثل پگڑي اور انگوچهے کے میلے رنگترے کے رنگ کا ( یعنے گیروا ) باستثناء چند کے جو بالکل برهنه هوتے هیں رکهتے هیں سب کے سب بچنوں کے پابند هوتے هیں اور سب خیرات لیتے هیں اگرچه سب مانگتے نهیں *

جستدر حالات اُن سب فرقوں کے بیان کیئے گئے شاید اِس سے زیادہ اور نهوں لیکن اکثر اِنمیں سے ایسے بهي هونگے جنکے اور بهي کچهه حالات هونگے هر فرقه اپنے گرو یعني روحاني تعلیم کرنیوالے کي خو بو حاصل کرتا هی اور اُسیکے مسائل کا پابند رهتا هی اِن هي فرقوں کے بانیوں میں بڑے بڑے فرقوں کے باني هوئے هیں اور چیلوں کي کثرت کي وجهه سے مسائل تمام گسائیوں کے اپنے اصلي حقیقت پر قائم نهیں رهے تعداد اُن فرقوں کي بهت مختلف هی چنانچه بعضے فرقه میں بهت تهوڑے ایسے آدمي

ہوتے ہیں اور ملک کے کسی گوشہ میں پڑے رہتے ہیں اور بعض فرقہ کے
اِسقدر آدمی ہوتے ہیں کہ کل ہندوستان میں پھیلے رہتے ہیں *

اکثر فرقوں کے پاس دھرم شالے وغیرہ سکونت کے واسطے موجود ہیں
اور بعض صورتوں میں دھرم شالوں کے خرچ کے واسطے جاگیریں بھی
مقرر ہوتی ہیں اور دیندار لوگوں کی امداد سے اور اُس روپیہ سے جو
بھیک مانگ کر جمع ہوتا ہے اور اکثر صورتوں میں تجارت سے جو کبھی
کبھی علانیہ اور اکثر پوشیدہ کیجاتی ہی اُنکو اور زیادہ امدنی کا ذریعہ
ہوتا ہی سب دھرم شالے ایک مہنت کے تحت میں ہوتے ہیں اُس مہنت
کو اُسکے گروہ کے لوگ یا اور مہنت مقرر کرتے ہیں اکثر یہہ مہنت موروثی
ہوتا ہی اور اُسکو پہلا مہنت اپنا جانشین مقرر کر جاتا ہی جب تک
ایک دو برس تک امتحان نہیں لیا جاتا کسی کو کسی فرقہ میں داخل
نہیں کیا جاتا جو شخص چیلا ہونا چاہتا ہی اُسکو کوئی خاص گرو اپنا
چیلا کرلیتا ہی جسکے اکثر بہت سے ایسے ہی اور بھی چیلے ہوتے ہیں
اور سب چیلے گرو سمیت مہنت کے مطیع ہوتے ہیں بنگال کے ایک
فرقہ میں مرد عورت کو ایک دھرم شالہ میں ایک جگہہ رہنے کی اجازت
ہی مگر بہت سے قول قسم پاک دامنی کے لے لیئے جاتے ہیں *

بہت سے گسائیں جو دھرم شالوں سے متعلق ہوتے ہیں وہ اپنی
بہت سی زندگی آوارہ گردی اور بھیک مانگنے میں بسر کرتے ہیں اور
بعضے گسائیں بالکل زندگی آوارہ گردی ہی میں بسر کرتے ہیں اور کہیں
ٹھور ٹھکانا نہیں ہوتا بعضے اس حالت میں بھی مہنت کے تابع ہوتے
ہیں اور بعضے بجز ایسے قاعدوں کے جو خود اپنے ذمہ لگالیے ہیں بالکل
آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں لیکن اِسمیں سے بعضے نہایت جفاکش
ہوتے ہیں خصوصاً وہ جو بیابان جنگلوں میں چلے جاتے اور بالکل انسانوں
سے جدا ہوکر بیٹھہ رہتے ہیں اگر کوئی مخبر اُنکی خبر نہ لے تو قحط کا

خطرة اپنے اوپر گوارا كرتے هيں اور اس سے بهي زيادة بڑا انديشه جنگلي اور شكاري جانوروں كا اپنے اوپر گوارا كرتے هيں † *

بهت كم فرقے سخت قول قسم كے پابند هوتے هيں اور عبادت خانوں اور عام رت جگوں يا اور رسومات ميں بهي شريک نهيں هوتے بهت سي حالت تجرد ميں اوقات بسر كرنے كے پابند هوتے هيں اور بهت سے فرقے اپنے چيلوں كو شادي كرنے اور دنيا داروں كي طرح رهنے سهنے كي اجازت ديتے هيں اور ايک فرقہ جو كنهياجي كے بالے پن پر نثار هوتا هي وه اپنا فرض سمجهتا هي كه عمدة عمدة كهانے كهاوے اور اچهے اچهے لباس پهنے اور هر ايک قسم كي ايسي كيفيت اور حظ اوٹهاوے جو گناه سے خالي هو اس خصلت سے اُسكا معتقدوں پر رعب داب كچهه كم نهيں هوجاتا بلكه اور زيادة هوتا هي اس فرقه كے لوگوں كو اسطريق پر اوقات بسر كرنے كے واسطے سارے سامان افراط سے ميسر آتے هيں مگر بعضے فرقے مذكورة بالا فرقوں سے بهت مختلف هوتے هيں اور وه وه فقير هوتے هيں جو اپنا ايک هاتهه يا دونو هاتهوں كو جب تک خشک هوكر قايم اور بيحس و حركت نهوجاوے اور ناخن نه بڑه جاويں اوپر كو اوٹهائے ركهتے هيں اور ايک وه فقير هوتے هيں جو كانٹوں پر سوتے هيں اور دوسرے وه هوتے هيں جو هميشه چپ چاپ رهتے هيں اور ايسے بهي هوتے هيں جو خوا مخواه اپنے اوپر طرح طرح كي تكليفيں گوارا كرتے هيں اور تهوڑے ايسے بهي هوتے هيں جو هر طرح كي غلاظت اور پليدي اختيار كرتے هيں اور اپني صورت كي وحشت اور حقارت سے يا اعضا ميں چهرياں مارنے سے لوگوں كو خيرات دينے پر مجبور كرتے هيں *

بعضے بالكل برهنه اور بعضے بهت كچهه برهنه پهرتے هيں اِنكو ناگے كهتے هيں يه گروه كے گروه هزاروں هوتے هيں اور اپنے اپنے سردار ركهتے هيں

---

† وارڈ صاحب اپني كتاب كي تيسري جلد صفحه ۳۲۲ ميں جو هندوؤں كے حالات ميں لكهي هي لكهتے هيں كه جزيرة ساگر كے ايک مقام ميں مجهكو خبر ملي هي كه ايسے چهه عابدوں كو تين مهينے كي مدت ميں شير ليگئے

ان کي صفت خاص يهه هی که يهه لوگ اپنے مذهب کي ترقي کيواسطے
هتيار نهيں اوٹهاتے بلکه اُجرت پر ملک کے سرداروں کي خدمت کرتے هيں
اور عموماً ستمگار اور عياش مگر بڑے بهادر هوتے هيں اُنکے بازوؤں پر بهبوت
ملا هوتا هے اور لنبي لنبي داڑهيوں اور لنبی لنبی اور گندهی هوئے بالوں سے
جنکو بڑي حکمت سے بڑها اور موڑکر سرپر بکري کيطرح لپيٹ ليتے هيں
ان جنگ جو فقيروں کي عجيب صورت بنجاتي هے جب اُنکو کوئي مزدوري
پر نهيں رکهتا تو آنکی بڑے بڑے غول ملک کو لوٹ کهسوٹ کر سامان
معيشت مهيا کرتے پهرتے هيں پہلے وقتوں ميں انگريزوں کے ملک پر ان
قزاقوں نے کئي بار يورش کي اورخوب لوٹا ليکن يهه مسلم امر بجائے اسکے
که تهوڑے تهوڑے جمع هوکر يا کسي ملک کي لڑائي ميں کام آنے کيواسطے
جمع هوويں کبهي کبهي بهت کثرت سے جمع هوجاتے هيں اور جب که اُن
ميں کے دو مخالف فرقوں کا کهيں مقابله هوجاتا هی تو الٹوري خونريزي
هوتي هی چنانچه سنه ۱۷۶۰ ع ميں هردوار کے بڑے ميله ميں ايک بڑا
تنازعه بلکه ايک بڑي جنگ شب اور بشن کے معتقدوں ميں واقع هوئي جس
ميں اُس مقام پر اٹهاره هزار آدميوں کا کهيت هوا † بلاشبهه يهه تعداد بهت
مبالغه سے بيان کي گئي هی ليکن بهر حال اس بيان سے اُس کثرت کا خيال
دل ميں بنده جاتا هی جس کثرت سے شوقين کے ناگے لڑتے هونگے *

ايک جماعت گسائيوں کي جو شب کے معتقد هيں جوگي کهلاتے
هيں ( ملاحظه کرو باب پانچ کو ) اور دهيان گيان اور حبس نفس اور اور
پکهنڈونسي جوگي خدا کے ساتهه وصل هوجانے کا اراده رکهتے هيں اور اُن
ميں جو نهايت ذليل هوتے هيں وه خرق عادات دکهانے کے حيله کرتے
هيں اور بعضے اُن ميں سے قلندر پيشه هيں بندر نچاتے اور ڈگڈگي بجاتے
اور اور تماشے دکهاتے اور شعبده بازي اور اور مسخرپن سے لوگوں کے دل
بهلاتے هيں اور ايک اور قسم گسائيوں کي ان سے بهي زياده مشهور هے وه اپ کو

† کپتان ريپر صاحب کا قول ديکهو در باب تحقيق ايشيا کے انکي جلد دوسري صفحه ۴۵۵

نہایت مرتاض اور عابد بنلاتے ہیں اور کچھ کسي کے لالچ سے نہیں بلکہ صرف اپني بزرگي کي شہرت دینے کیواسطے دشوار دکھ اور فریب کام میں لاتے ہیں بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسي حکمت سے جسکا حال ابھي تک معلوم نہیں ہوا کئي کئي مدت تک زمین سے چار فٹ بلند معلق رہتے ہیں اور ظاہر میں بجز اسکے اور کوئي سہارا نہیں ہوتا کہ وہ ایک ترسول کي نوک پر ایک ہتیلیکا ہلکا سہارا لگائی رہتی ہیں اور اُسی ہاتھ کي اُنگلیوں سے مالا پھراتے جاتے ہیں † *

گسائیوں میں بعضے آدمي عالم بھي ہوئی ہیں اور ہوتے ہیں جنمیں سے اکثر نہایت شایستہ اور نیک مذہب کے پابند ہوتے ہیں اور بہت سے بڑے رتبہ والے سوداگر ہوتے ہیں اور بہت سے بیمحیا بے باک بھکاري اور بہت سے نا لایق اور آوارہ اور ہر قسم کے عیب دار ہوتے ہیں اِن لوگوں کو اِس لالچ سے اِس پنتھہ کے اختیار کرنے پر رغبت ہوتي ہی کہ اُس کاھلي اور سستي سے زندگي بسر کرنے کا موقع حاصل ہو جو فقیري میں ہوتا ہی بشن کے ماننے والے فقیر نہایت عمدہ ادب اور لحاظ کرنے کے قابل اور شیو کے ماننے والے بڑے عیب دار اور بد ہوتے ہیں هندوؤں کي فہم و فراست اِس معاملہ میں بہت اچھي ہی کہ جو فقیر جسقدر بیہودہ اور لغو مجنونانہ حرکتیں کرتے ہیں اُسیقدر اُنکي قدر و منزلت اُنکے دل سے جاتي رهتي هی *

بشن کے ماننے والے فقیر اپنے گرو کي ایسي بڑي تعظیم کرتے ہیں کہ قیاس میں نہیں آسکتي چنانچہ بنگالہ میں اُن میں سے بعضی اپنے گرو کو نہایت اعلی درجہ والا بلکہ خداے تعالے سے بڑھ کر تعظیم اور ادب کا

† حالات ایشیا کي تحقیقات کي کتاب کي جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۹ میں پرانسرولسن صاحب نے اس قسم کے ایک فقیر کا نہایت صحیح حال لکھا ہی جسکو ایک معتبر شخص نے بچشم خود دیدہ ایشیا ٹک سوسٸیٹي کے مارچ سنہ ۱۸۲۹ ع کی جنرل میں مشتہر کرایا ہی *

مستحق سمجھتی ہیں † *

ہندو فقیروں کے بہت سے فرقوں میں قاعدوں کی پابندی سے سستی ہونے اور جوگیوں اور بیراگیوں میں بالکل کسی قاعدہ کے نہونے کا سبب یہہ ہی کہ ہندوؤں میں کوئی ایسا مذہبی سرگروہ نہیں ہی جسکی سب اطاعت کرتے ہوں اور یہی سبب ہی کہ بہت سے شہر اور خانہ جنگوں سے ناگوں کے گروہ بن جاتے ہیں ‡ *

اسی وجہہ سے یہہ فرقے فقیروں کے آزاد رہے ہیں اور یورپ کی طرح مذہبی حکومت کے تحت میں نہیں آئے ان فرقوں اور یورپ کے فرقوں میں اتفاق

---

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۱۱۱ اور دیکھو یہہ بیان پرافسر ولسن صاحب کے جواب مضمون میں ہے جو کتاب مذکور کی جلد ۱۶ اور ۱۷ میں مندرج ہی اور کچھہ وارڈ کی کتاب اور کچھہ اسٹیل صاحب کی کتاب کے تتمہ میں جو ہندوؤں کی ذاتوں کی تبدیلیوں کے بیان میں ہی لیا گیا ہی

‡ اسی قسم کی سستی یعنی قواعد کی پابندی میں کمی مختلف زمانوں میں عیسائی فرقوں میں بھی تھی جسکے سبب سے پوپ اور مذہبی کونسلوں نے اس معاملہ میں دست اندازی کرنے کی ضرورت ہوئی *

گرجوں کے انتظام کے شروع زمانہ میں سارا بیشتر فرقہ فقیروں کا کسی عبادتخانہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا نہ کسی کی اطاعت میں تھا بلکہ ملک میں ادھر ادھر کی بدمعاشی کرتا ہوا خیرات سے بسر اوقات کرتا پھرتا تھا اور یہہ آزادی آٹھویں صدی کے اندر تک شامل رہی کیونکہ آسرقت تمام فقیروں کا حکم [illegible] والوں کو خاص خاص عبادتخانوں کا پابند ہونے پر مجبور کیا گیا بلکہ عبادت خانوں سے علحدہ رہنے والے بھی جب تک نہ انکی روک ٹوک حکومت سے نہیں کی گئی ایسی ہی آزادی میں زندگی بسر کرتے تھے عیسائیوں میں بھی جب تک سنہ ۱۲۱۵ع میں پوپ انوسینٹ تیسرے نے بندش نہیں کی تھی ہندوؤں کی طرح اس معاملہ کا کوئی بندوبست نہونے کے سبب سے بہت سے فرقہ فقیروں کے ہوگئے تھے *

اور جیسوئیٹس فرقہ اب تک بہت سی تجارت کرتا تھا اس فرقہ کا فقیروں کا دعوے مٹانے میں یہہ تجارت ایک بڑی قوی مجبت ٹھہرائی گئی اور تیرہویں صدی کے آخر تک اُن میں سے بعضی فرقے ایسے تھے کہ وہ اُن لوگوں کو بھی اپنے گروہ میں شامل کرلیتی تھے جو عہد و اقرار تو کرلیتے اور لباس فقیری کا پہنلیتے تھے مگر دنیا داروں میں رہتے اور پیشہ بھی کرتے تھے یہانتک کہ وہ لوگ بھی شامل ہو جاتے تھے جو جورو بچہ رکھتے تھے *

ٹھہر نے کي وجہہ خود کامي اور فعل مختاري ٹھہرائي جاسکتي ہی ان
دو نوں میں ہمسري اور رقابت ہوئي اِسکے بہت بڑے اثر ظاہر ہوتے
لیکن جو رعب داب برہمنوں کو علم اور قانون پر اُنکي قوم کا قبضہ ہونے سے
حاصل ہی اُسکا اثر ان فقیروں پر بھي مثل اور ہندوؤں کے ہوا اور جبکہ
ان فقیروں نے منو کے مجموعہ کو اور اپنے ملکي رسومات کو تسلیم کیا
تو وہ برہمنوں کے رتبہ سے انکار نہیں کرسکے جس پر برہمنوں نے اپنے آپ کو
اپني تحریروں کے حوالہ سے پہونچایا *

---*---

# باب دوسرا

## حکومت کي تبدیلیوں کا بیان

منو نے جو طریق حکومت کا بیان کیا ہی اُس سے زمانہ حال کے
ہندوؤں کي حکومت میں کچھہ اس سبب سے کوئي فرق نہیں ہوا کہ
از راہ دانائي اور دور اندیشي کسي قسم کي معقول تبدیلیاں اُس میں
کي گئي ہوں بلکہ منو کے طرز حکومت کے قواعد کے پورا پورا برتنے میں
غفلت اور چشم پوشي کیجاتي ہی اور یقین ہے کہ اُن قاعدوں پر کبھي
پہلے بھي کوئي حاکم بالکل کاربند نہوا ہوگا *

## انتظام

اِس زمانہ میں راجہ تعداد معینہ کے بموجب وزیر اور حسب قاعدہ
کونسل نہیں رکھتا صرف محکموں کے چند افسر رکھتا ہی اُنسے اور اپنے
وزیر سے ہر سردار کے معاملوں میں استفسار اور مشورہ کیا کرتا ہی *

## محاصل کے وصول کرنے کي آساني کے ليئے ملک کي تقسيم

منونے محاصل کے بآساني وصول کرنے کے لئے جو ملک کي تقسيم اسطرح پر کي تهي که دس دس گانوں اور سو سو اور هزار هزار گانوں کے حاکم هوا کریں منو † کي ان قسمتوں کي علامتیں اب بهي خصوصاً ملک دکهن میں پائي جاتي هیں لیکن جو قسمت که ایک بڑي بدستور پائي جاتي هی اور جسکو هم سو گانو کي حکومت خیال کریں وہ اجکل پرگنه هی بلکه پرانی سرشته کے حاکم بهي ایک موجود هیں جو اراضي اور نذرانه سے اپنا حق حاصل کرتے هیں لیکن اب وہ گورنمنٹ کے ذي اختیار نوکر نهیں هیں بلکه صرف معاملات متعلقه زمین کے کاغذ درست رکهنے پر متعین هیں ( ۱ ) *

یهه بات بالعموم خیال کي جاتي هی که یهه افسر مسلمانوں کے تسلط کے بعد بالکل بیکار هوگئے لیکن یهه افسر جو هندوؤں کي عمر اور شے کیطرح موروثي ٹهرگئی اور انکے عهدوں میں وراثت جاري هوگئي تو هندو راجه اور مسلمان بادشاه دونوں نے انکو اس کام کے پورا کرنے کے لائق نه سمجهه کر یهه بات مناسب دیکهي هوگي که اپنی کام کے انتظام کے لئے اور نئی افسر اپنی پسند کے موافق مقرر کریں *

بالفعل هندو راجاؤں کے ملک بهي بڑے بڑے ضلعوں میں دقت کے دور کرنے کے لحاظ سے تقسیم هیں اور انکي بهي پهر تقسیم در تقسیم کي گئي هی راجه بڑے بڑے ضلعوں میں حاکم مقرر کرتا هے اور وہ حاکم اپنے ماتحت چهوٹے حصوں میں اپنے نائب مقرر کرتے هیں *

---

† محاصل کے اس بیان پر اکثر طول طویل شرحیں ایسي هیں که عموماً مطالب کے سمجهنے میں کچهه اثر حصر نهیں هی اسلئے همنے انکو ضمیمه میں ایک جگهه لکهه دیا هی اور هر ایک پر نشاني حروف ابجد کي لکهي هی جس سے معلوم هو که فلاں فقرہ فلاں مقام کي شرح هی *

اُن حاکموں هي کي ذات پر جملہ کار و بار انتظام کے منحصر هوتي هیں اور منو کے زمانہ کے موافق اب جنگي قسمتیں نہیں رهیں اور عدالتیں بھي اگر هوتي هیں تو دارالسلطنت میں هوتي هیں اور کہیں نہیں هوتیں *

لیکن اِن تمام تبدیلیوں میں گانوں کا انتظام اب بھي بدستور سابق موجود هی صرف یہي ایک شی هی جسمیں کچھہ خلل نہیں اور اِن کے هي اجتماع سے بڑي بڑي سلطنتیں هندوستان کي بني هوئي هیں *

## گانوں کے انتظام کا بیان

گانوں ایک هموار خطہ زمین کا هوتاهی اور اُسکي وسعت مختلف هوتي هی جس میں ایک متفق گروہ بستا هی حدیں اُسکي نہایت صحیح اور درست معین هوتي هیں اور اُنکي حفاظت اور نگہباني نہایت تعصب اور احتیاط سے کیجاتي هی اور اس میں زمین هرقسم کي جیسي کہ آراضي مزروعہ اور غیر مزروعہ اور قابل زراعت اُفتادہ اور ایسي کہ اُس میں زراعت نہو سکی هوتي هی اور یہہ سب آراضي بہت سے حصوں (کھیتوں) میں تقسیم هوتي هی جنکي حدیں اُسي درستي اور احتیاط سے قایم هوتي هیں جیسے کہ گانوں کي حدود هوتي هیں اور اُن حصوں کے نام اور اوصاف اور وسعت اُس گروہ کے حساب کتاب کي دفتروں میں بتفصیل مندرج هوتي هی اور وہ سب کا سب گروہ گانوں کي حدود کے اندر بستا هی اور وہ بستي هندوستان کے اکثر حصوں میں خندق یا چار دیواري یا ایک مستحکم گڑهي سے گهري هوئي هوتي هی *

## گانوں کے باشندوں کے حق حقوق

هر ایک گانوں کے باشندے اپنے گانوں کے کار و بار کو آپ هي انتظام دیتے هیں چنانچہ اپنے آپس میں لوگوں پر اُس محاصل کو پہیلا کر جو سرکار اُنپر مقرر کرتي هی جمع کرتے هیں اور کل یکمشت رقم کے سرکار میں داخل کرنے کے ذمہ دار هوتے هیں اور پولس کا انتظام بھي رکھي

کرتے ہیں اور جو کسي کا مال و اسباب اُس گانوں کے حدود میں لٹ
جاوے اُسکے جوابدہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے آپس میں ہي جرایم خفیفہ
اور مقدمات ابتدائي کا تصفیہ بھي کرلیتے ہیں اور اپنے حدود کے اندروني
اخراجات مثل مندروں اور احاطہ کي مرمت اور عام بادانوں اور
خیراتوں اور تیوہاروں اور جلسوں کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لئے آپس
میں چندہ کرتے ہیں *

اِن تمام کاموں کے انجام دینے کے واسطے جو افسر درکار ہوتے ہیں اور
اور مختلف افسر لوگوں کي ضرورتوں کے مُوافق موجود ہوتے ہیں اگرچہ
یہہ بستي حقیقت میں بالکل عام گورنمنٹ کي مطیع ہوتي ہے لیکن بلحاظ
بہت سي باتوں کے نہایت ترتیب یافتہ اور کامل انتظام والي ہوتي
جمہوري سلطنت کا نمونہ ہوتي ہی اُنکي اس خود مختاري اور
حقوق کو اگرچہ بعض اوقات گورنمنٹ توڑ دیتي ہی لیکن کبھي اُسسی
انکار نہیں کرتي یہي خود مختاري اور حقوق ایک ظالم حاکم کے ظلم
سے کسي قدر بچاتے ہیں اور اگر اعلی گورنمنٹ ٹوٹ جاوے تو اُسکي
وجھہ سے گانوں کے حدود میں بد انتظامي نہیں ہونے پاتي *

سرچارلس مٹکاف صاحب نے جو ایک مفت (یعني حسب ضابطہ
راے) اسي معاملہ میں لکھي ہی اُسکا خلاصہ بسبب اُنکي فصاحت
اور معتبر سند ہونے کے ہم اس مقام پر لکھتے ہیں

وہ فرماتے ہیں کہ گانوں کے گروہ ہر ایک جمہوري سلطنت ہوتي
ہیں چنانچہ اُنمیں ہر شے جسکي اُنکو حاجت ہوتي ہی موجود ہوتي
ہی اور کسي قسم کا غیروں پر توکل اور بھروسہ نہیں رکھتے اور کساطرح کچھہ
انقلاب کیوں نہ ہووے ان گروہوں میں خلل نہیں پڑتا بستیوں کي بستیں
گذر جاتي ہیں اور انقلاب پر انقلاب ہوتے ہیں چنانچہ ہندو اور پٹھان
اور مغل مرھٹے سکھہ اور انگریز باري باري سب ملک کے مالک ہوئے
مگر گانوں کے گروہ جیسے تھے ویسے ہي رہے شورش اور فساد کے دنوں

میں گانوں والی مسلح هوکر اپني اپني بستیوں کي خندقیں اور احاطه درست کرلیتے هیں اور جب فوج مخالف ملک میں سے گذرتي هی تو گانوں والی اپني مویشي کو احاطه کے اندر جمع کرلیتے هیں اور بلا تعرض گذر جانے دیتے هیں اور اگر اُنکے لوٹنے اور تباه کرنے کا اراده کیا جاوے تو وہ اپنے رفیقوں کے کسي دوسرے گانوں میں چلے جاتے هیں مگر جب فتنه و فساد دب جاتا هی تو پهر اپنے گانوں میں آکر اپنے معمولي کارو بار میں مصروف هوتے هیں اگر ملک کے کسي حصه میں غارتگري قتل اور فساد ایسا برسوں تک قایم رهی جس کے سبب سے گانوں آباد نره سکے تو وہ گانوں کے آدمي ملک میں ایدهر اودهر متفرق پهیلے رهتے هیں مگر جسدم امن هوتا هی اُسیوقت پهر آکر آباد هوجاتے هیں اگرچه اُس پریشاني میں ایک پشت اُنکي گذر گئي هو لیکن فتنه اور فساد کے فرو هوتے هي اُن پریشان شده گانوں والوں کي اولاد آکر اُسي موقع اور آبادي اور زمین میں بستے هیں اور بیٹا اپنے باپ کي جگهه لیتا هی اور اُن هي زمینوں میں دوباره کهیتي کرتے هیں جنمیں سے اُنکے باپ نکل جانے کو مجبور هوئی تهے مگر اُنکو گانوؤں میں سے نکال دینا کچهه سهل اور آسان نهیں هی کیونکه فتنه اور فساد کے دنوں میں وہ بهي قتل و غارت کرنے والوں کا مقابله کرنے کي اکثر کافي قوت بهم پهونچا لیتے هیں اور اپنے مقام پر جمے رهتے هیں گانوں والوں میں جو ایسا اتفاق هی اور هر گانوں بجاے خود ایک جمهوري سلطنت هی اسیکي وجهه سے میري راے میں هندوستان کے لوگ اُن بڑے بڑے انقلابوں میں جو اُنکو سهني پڑے اپنے ملک میں قایم اور بر قرار رهی هیں اور اُنکو جو فارغبالي اور آزادي حاصل هی اُسکي بهي بڑي بات معاون رهي هی † *

ایک بستي نهایت سیدهي سادي حالت میں ایک سردار ( مقدم یا پدهان ) کی تحت میں ( ب ) هوتي هی جسکو منو نے راجه کا

---

† یهه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنس سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ تتمه ۸۴ کے صفحه ۳۳۱ میں سر سي ٹي مٹکاف صاحب کا منقوله هی *

نائب قرار دیا ہی اور لکہا ہی کہ اُسکو جب چاہی راجہ اُسکے کام پر سے برخاست کرسکتا ہی اب اُسکا عہدہ موروثی ہوگیا ہی اور وہ اب بہی حاکم وقت کا نائب سمجہا جاتا ہی مگر زیادہ تر وہ لوگوں کا سرپرست اور وکیل ہوتا ہی اس عہدہ کے واسطے بعضے وقت کسی شخص کا مناسب خاندان میں سے منتخب ہونا گانوں والوں کی راے پر اور زیادہ تر گورنمنٹ کی مرضی پر منحصر ہوتا ہی لیکن دونوں کے حق میں مفید ہونیکے واسطے یہہ ضرور ہی کہ اُسپر دونوں کا اعتماد ہو وہ زمین کے ایک خطہ پر قابض ہوتا ہی اور سالانہ وظیفہ گورنمنٹ سے اُسکو ملتا ہے لیکن اُسکی آمدنی کا بہت سا حصہ گانوں والوں کی طرف سے ہوتی ہی وہ گانوں سے ایسا یکرنگ ہوجاتا ہی کہ اُسکی ذات کو بمنزلہ تمام گانوں کے سمجہا جاتا ہی اور ہر معاملہ میں محاصل وغیرہ کے وصول نہونے پر اُسی سے مواخذہ کیا جاتا ہی *

## گانوں کے اُس سردار کے ذمہ جو کارو بار ضروری ہیں اُنکا بیان

یہہ سردار یعنی پٹیل گورنمنٹ سے اُس رقم کی قرار داد کرلیتا ہی جو سال بہر میں گورنمنٹ کو ملنی چاہئے اور بموجب وسعت اور زمین کے پانوں کے گانوں کے لوگوں پر اُس رقم کا بٹوارہ ڈالکر اُسے وصول کرتا ہی اور جس زمین کا کوئی کاشتکار معین نہیں ہوتا ہی اُسکو بہی جوتنے والوں کو دیتا ہی اور کہیتوں میں پانی تقسیم کرتا ہی اور جہگڑوں اور تنازعوں کا فیصلہ کرتا ہی اور مجرموں کو گرفتار کرکے ضلع کی عدالت میں بہیجدیتا ہی غرضکہ سیو سیل گورنمنٹ کے تمام کاموں کو انجام دیتا ہی یہہ سب کام ایک مقام میں ( جسکو چوپال کہتے ہیں ) جو اسی مطلب کے واسطے معین ہوتا ہی کہلے خزانہ کرتا ہی اور اُن تمام معاملوں کو جو عام فائدوں سے متعلق ہوتے ہیں گانوں والوں کی صلاح اور مشورہ سے کرتا ہی انفصال خصومات میں اُسکو ایسے پنچوں سے استعانت ملتی

ھی جنکو فریقین پسند کرلیتے ھیں یا اسیسروں سے جنکو وہ خود منتخب کرتا ھی اُس سردار کو اُسکی اُس عہدہ کے سبب سے اپنے گانوں میں تو رعب داب اور پاس پڑوس میں بہت سی عزت حاصل ھوتی ھی یہہ عہدہ فروخت بھي ھو جاتا ھی لیکن اُسکا مالک اُس سے بالکل دست بردار بہت کم ھوتا ھی یعنے جب کہ وہ اور سب اصلي فائدوں سے کنارہ کرنے پر مجبور ھوتا ھی تو بعضي خاص رسموں میں افسري کا حق اور اور معزز حقوق اپنے ھي ذات پر منحصر رکھتا ھی *

## گانوں کے عملہ یعنے چوکیدار اور محاسب (یعنے پٹواري) وغیرہ کا بیان

اس سردار کے معاون مختلف عہدہدار ھوتے ھیں جنمیں سے محاسب اور چوکیدار بڑا درجہ رکھتے ھیں محاسب ( ج ) گانوں کا سارا حساب کتاب رکھتا ھی جسمیں زمین کي قسمیں اور اگلے پچھلے قابضوں کے نام اور لگان کي شرح اور اور سب شرطیں قبضہ کي مندرج ھوتي ھیں سب گانو کا حساب کتاب گورنمنٹ سے اور گانوں والوں کا باھمي حساب بھي وھي رکھتا ھی اور اُنکي دستاویزوں اور ذاتي خط کتابت کے لکھنے پڑھنے کا کام بھي کرتا ھی تنخواہ اُسکي گانوں والوں پر فیس مقرر کرنے سے اور کبھي کبھي گورنمنٹ کیطرف سے قطعہ اراضي یا وظیفہ کے طور سے ملتي ھی *

چوکیدار ( د ) عام اور خاص حدوں کا محافظ ھوتا ھی اور وہ فصلوں کي نگہباني اور قاصدي اور رھنمائي کا کام بھي کرتا ھی اور پولس کے کام میں اُس سردار کے بعد دوسرا درجہ رکھتا ھی اسبوجھہ سے وہ رات کو پہرہ دیتا ھی اور آئے گئے کي خبر لیتا ھی اور اپنے گانوں کے ھر شخص کي چال چلن سے آگاھي حاصل کرتا ھی اور اُسکا فرض یہہ ھی کہ اپني بستي میں اگر کسي کا کچھہ مال چوري جائے تو اُسکے چورانے والے کو گرفتار کرے یا اُس چوري کا اپني سرحد تک کھوج لگائے اور اُسکي حد

سے باهر اُسکے همسایه چوکیدار پر اُسنا کهوج لگانا واجب هی ان سب
کاموں کا اِنجام پانا ایک آدمي کي قوت سے غیر ممکن هی لیکن حقیقت
یهه هی که یهه عهده ایک خاص خاندان کا موروثي هوتا هی اُس خاندان
کے سب آدمي اسکام کے انجام دینے میں کوشش کرتے هیں † اور همیشه
یهه خاندان نیچ ذات میں سے هوتا هی *

پرکهیئے کو بهي سردار کا ایک مددگار سمجهنا چاهیئے کیونکه وه تمام
گانوں کا روپیه پرکهتا هی اور سارے گانوں کا سنار بهي وهي هوتا هی علاوه
انکے گانوں میں اور بهي سردار هوتے هیں جنکي تعداد سب کے اتفاق سے
باره قرار پائي هی مگر یهه تعداد سب گانوں میں یکساں نہیں هوئي کسي
میں کم کسي میں پوري هوتي هی اور همیشه ایک هي سے اسر بهي
نهیں هوتے *

گانوں میں پروهت اور جوتشي جنمیں سے ایک پڑهانے والا معلم هوتا
هی اور اکثر لوهار بڑهئي کمہار حجام اور چمار ضرور هوا کرتے هیں اور درزي
اور دهوبي اور بید اور مطرب اور بهاٹ اور بعضے اور هر ایک گانوں میں
هونے کچهه بهت ضروري نهیں اور جنوبي هندوستان کے گانوں میں کنچني
بهي هوتي هی بهاٹ کا کام کبت بنانا اور لوگوں کو سنانا اور نسب‌نامه ‡
رکهنا هی اور بعض مقاموں میں یهي خاص کام اُسکا نهایت ضروري هی
ان سب گانوں کے افسروں اور کارکروں کا حق بطور رسم کے مقرر هوتا هی

† یهه عهده اُس کهیتي کے حق میں جو وه لوگ مل ملاکر کرتے هیں مفید هی
پاتي اکثر کاموں کو سب شرکاء باري باري سے پورا کرتے هیں اینته حساب کتاب کا
کام باري باري سے کرنے میں نقصان عظیم هی کیونکه نئي شخصوں کے هاتهه بدلنے
سے حساب ابتر هوتا هی اور کاغذات کم هو جاتے هیں اور کوئي شخص اتنے روزوں
تک لگاتار کام نهیں کرتا جو اُس کام میں پخته کار هو جاوے *

‡ هندوستان میں هر طرح کي ملکیتوں کے معاملات کے پیچیده هونے اور
شادیوں کے تعلقات میں بهت پیچیدگي هونے کے سبب سے به نسبت انگلستان کے
نسب‌نامه رکهنے کا کام بهت ضروري اور بڑا هی

جو بعض وقت نقد ملتا هی اور اکثر اوقات پیداوار میں سے بطور چنگي کے ملتا هی *

## گانو والوں کي حکومت

جبکہ گانو راجہ کے تحت تصرف میں بلا واسطہ هوتا هی تو اُسکا انتظام بطریق مذکورہ هوتا هی لیکن نصف هندوستان میں خصوصاً شمالاً اور جنوب میں هر گانوں میں ایک ایسا فریق هوتا هی جو اُس گانوں کا ذمہ دار هوتا هی اور سب باشندے اُسکے کاشتکار هوتے هیں ( * ) اُن لوگوں کو گانوں کي کل زمین کا مالک سمجھا جاتا هی " اور زمین پر اُنکا حق موروثي اور قابل انتقال تسلیم کیا جاتا هی لیکن اُنکا حق ملکیت جو مشتبہ هی اِسلیئے اُنکو اُسے ذو معني اور مشتبہ لقب سے پکارنا مناسب هی یعني زمیندار کے لقب سے جسکے ساتھہ وہ اب بھي مشہور هیں ( و ) *

جہاں کہیں ایسا فرقہ هوتا هی وهاں بعضے وقت تو ایک هي سردار حکومت کرتا هی اور اگر وہ فرقہ بہت سے اسي قسم کے خاندانوں سے مرکب هوتا هی تو هر ایک خاندان میں سے ایک شخص سردار تمام گانوں کا کاروبار کرنے والا هوتا هی جو اپني هي طرح کے اور سب سرداروں سے مل جل کر سب کام انجام دیتا هی یہہ کونسل جو اسطرح کے سرداروں سے مرکب هوتي هی وهي عہدہ رکھتي هی جو ایک سردار رکھتا هی اور جو کچھہ رعایا یا سرکار سے اُس کونسل کو اُس کار گذاري کا عوض حاصل هوتا هی وہ سب آپسمیں تقسیم کرلیتي هی' اُس کونسل کے شریکوں کي تعداد اگرچہ خاندانوں کي تعداد پر منحصر هی مگر آتھہ دس سے زیادہ بہت کم هوتي هی هر ایک سردار خاندان کي نہایت پُوراني شاخ میں سے انتخاب کیا جاتا هی لیکن باقي اور زمینداروں کي نسبت نہ تو وہ زیادہ دولتمند هوتا هی اور نہ اور کوئي وجہہ مختاري کي رکھتا هی *

## گانوں کے رہنے والوں کے فرقے

جہاں کہیں زمیندار ہوتے ہیں وہ گانوں کے باشندوں سے اول درجہ کا فرقہ ہوتے ہیں لیکن انسے کمتر درجہ کے چار فرقے اور ہوتے ہیں اُن میں سے ایک تو کاشتکار موروثي اور دوسرے غیر موروثي کاشتکار تیسرے هالي کمیرے چوتھے دوکاندار جو بازار کے کاروبار کے واسطے سکونت رکہتے ہیں *

## گانوں کے اصل زمینداروں کي حقیقت

اِس بات میں سبکو اتفاق هی که زمینداروں کي اصل اور بنیاد اُن لوگوں سے قایم اور شروع هوئي هی جو اول هي اول میں گانوں میں جاکر آباد هوئی اور اِنکے علاوہ اور جو زمیندار بن گئے هیں وہ وہ لوگ هیں جنهوں نے اصلي خاندان کے زمینداروں سے اُنکا حق و ملکیت بذریعہ بیع یا اور کسي طریقہ کے حاصل کرلیا هی یہہ حقیقت اس بات سے زیادہ مستحکم هوتي هی که چهوٹی چهوٹی گانوں میں صرف ایک هي خاندان زمینداروں کا پایا جاتا هی اور بڑے بڑے گانوں میں بهي بہت سے نہیں هیں ( ز ) لیکن هر خاندان کے آدمي اُس خاندان کي شاخیں چهوڑ کر اسقدر کثرت سے هوگئے هیں که اکثر تمام کاشتکاري کا کام بلا استعانت کسي کاشتکار یا هالي کمیرے کے آپ هي کرلیتے هیں *

زمینداروں کے حقوق ہیئت مجموعي هوتے هیں اور اگرچہ وہ اُن حقوق سے تهوڑي بہت کامل علاحدگي اختیار کرلیتے هیں مگر هر ایک کو جداگانہ بالکل کنارہ کرلینے کا اختیار نہیں هوتا اگر کوئي زمیندار اپنا حق زمینداري بیع کرنا چاهی تو اُسکو تمام اور شریکوں یا زمینداروں کي رضامندي حاصل کرني لازم هوتي هی اور بعد بیع کے خریدار اُن سب حق حقوق کا مالک هو جاتا هی جو بایع کو حاصل تهے اور اگر کوئي خاندان اِن زمینداروں میں سے معدوم هو جاتا هی تو اُسکا حصہ لوٹ کر پهر مجموعہ میں شامل هو جاتا هی *

اور بعض گانوں میں اصل زمینداروں کے حقوق مشترک ہوتے ہیں وہ سب ملکر کاروبار کرتے ہیں اور سرکاری لگان ادا کرنے کے بعد خالص پیداوار کو آپسمیں تقسیم کرلیتے ہیں اور بعضے گانوں میں وہ اراضی مزروعہ کو باہم بانٹ لیتے ہیں مگر سرکاری لگان کے سب کے سب اکھٹی ذمہ دار ہوتے ہیں اور کبھی کبھی وہ اپنی زمینونکا آپسمیں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے واسطے مبادلہ بھی کرلیتے ہیں اور بعض گانوں میں وہ مزروعہ زمین کو تو تقسیم کرلیتے ہیں اور اراضی افتادہ اور اور حقوق کو نہیں بانٹی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ افتادہ اراضی کو بھی تقسیم کرلیتے ہیں اور زمین کی تقسیم میں وہ ہر حصہ دار کو ایک ہی تمامہ ہموار زمین کا اسکے حصہ میں نہیں دیتے بلکہ باعتبار اقسام اراضی کے جو اُس گانوں میں ہوتی ہی کسی ایک مقام پر عمدہ زمین کا ٹکڑا اور کسی دوسرے مقام پر سخت کلر زمین کا ٹکڑا اور کسی اور مقام پر گاہ چرائی کی زمین کا ٹکڑا وغیرہ اُسکو دیتے ہیں ( ح ) *

اُنکے حقوق ملک کے مختلف حصوں میں مختلف ہوتے ہیں جہاں اُنکا قبضہ کامل ہوتا ہی وہاں زمین کی پیداوار میں سے ایک معین مقدار سرکار کو دیتے ہیں یا کچھہ نہیں دیتی ہیں اور جہاں اُنکا قبضہ کامل نہیں ہوتا وہاں بھی بہ نسبت اور گانوں والوں کے انکے حق میں بہت سی رعایتیں ہوتی ہیں ( ط ) *

یہہ زمیندار جو اراضی پر جی دیتے ہیں اسلیئے گورنمنٹ نے اراضی سے اُنکا تمشق دریافت کرکے اپنے فائدہ کے لیئے اکثر اُس مقدار سے بہت زیادہ لگان لگالیا ہی جو کاشتکاروں سے وصول ہونا ممکن تھا مگر پھر بھی یقینی یا ایسا فائدہ جسکی آیندہ توقع ہو ضرور ہوتا ہی کیونکہ کوئی ایسا ضلع نہیں جسمیں گانوں کے زمیندار اپنے حقوق کو بیع یا رہن نکرتے ہوں علاوہ اسکے ایک بڑا فائدہ جو ہمیشہ اُنکو حاصل رہتا ہی وہ متصل میں زمیندار کے خاندان کی عزت ہی چنانچہ ایک خاندان اپنے بیٹی کی

شادي کسي ایسے بڑے امیر خاندان میں کرنے کي بہ نسبت جو ذات میں تو ہیٹا نہو مگر لوگ اُسکي تعظیم اور عزت نکرتے ہوں ایسے غریب زمیندار خاندان میں خوشي سے کردیتا هی جو اپنے هاتهہ سے محنت کرتا هو *

گانوں کے اصل زمیندار کے جي میں زمین کي ملکیت کا شوق ایسا گهر کیئے هوئے هوتا هی کہ اگر کوئي زمین جسمیں مطالبہ سرکاري سے بهي کم پیدا هونے کے سبب اُسکو بمجبوري چهوڑني پڑي تب بهي وهي مالک سمجها جاتا هی اور سرکاري دفتر میں اُسکا نام خانہ مالک میں مندرج رهتا هی اور تین پشتوں یا سو برس تک اگر حالات کے بدلنے سے وہ پهر اُس اراضي کا خواهاں هو تو اُسکو مل سکتي هی *

ملک تامول اور خاص هندوستان میں ایک ایسا کاشتکار بهي جسکو گورنمنٹ نے اپني طرف سے زمین کاشت کرنے کو دي هو اُس زمیندار کو جو بسبب نہ ادا کرنے مالگذاري کے خارج هو گیا هو اپني خوشي سے کسیقدر ملکیت کا نذرانہ دیتا هی † *

## موروثي کاشتکاروں کا بیان

تمام گانوں میں دو قسم کے کاشتکار هوتے هیں جو اصل زمینداروں سے جہاں کہیں زمیندار هوتے هیں اراضي کاشت کرنے کے واسطے لیتے هیں اور جہاں زمیندار نہیں هوتے وهاں بلا واسطہ سرکار سے حاصل کرتے هیں اُن کاشتکاروں کو عموماً رعیت ( ي ) کہتے هیں جنکي دونوں قسموں میں سے ایک موروثي اور دوسرے غیر موروثي هوتے هیں *

موروثي وہ کہلاتے هیں جو اُسي گانوں کي زمین جوتتے هیں جسمیں سکونت رکهتے هیں اور بعد اُنکے اُنکي اولاد اُسي زمین پر کهیتي کرتي هی ( ک ) *

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنہ ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ میں ایلس صاحب کا بیان دیکهو اور منتخبات کي جلد ۳ صفحہ ۳۰۵ میں فلرٹس ایر صاحب کے قول کو ملاحظہ کرو *

اکثر ان کاشتکاروں کو اصل زمینداروں میں مخلوط کردیا گیا هی لیکن پهر بهي جهاں کهیں زمینداروں کا ذرائعہ موجود هی وهاں امتیاز بیٹهی هی اور اُسمیں کاشتکار کو کبهي شریک نہیں کیا جاسکتا هی † *

بہت سے آدمیوں کي یہه راے هی کہ یہي کاشتکار زمین کے اصل مالک هیں اور بعضے یہه کہتے هیں کہ نہیں یہه زمیندار کي مرضي کے تابع هیں لیکن سب کے سب بعض بعض باتوں میں متفق هیں چنانچہ سب یہه کہتے هیں کہ بسبب قبضہ قدیمي کے اُنکا اراضي میں کچهہ حق هی لیکن زمین کي بیع اور رهن کا حق نہیں هی *

هرچند کہ قبضہ کے حق پر سبکو اِتفاق هی مگر بعضے کہتے هیں کہ زمیندار کو لگان بڑهانیکا اختیار حاصل هونے سے وہ حق کسي کام کا نرها اور بعضے یہه کہتے هیں کہ لگان بخوبي بڑها هوا هی وہ اُس شرح سے زیادہ نہونا چاهیئے جو گانوں کے قرب و جوار میں هو *

غالباً سچ یہه هی کہ کاشتکار کا حق ظاهر اور صاف جب هي تک رہ سکتا هی جب تک کہ سرکاري مطالبہ ایک قاعدہ پر رهے لیکن جب سرکاري جمعبندي باقاعدہ نرهوے بلکہ سرکار کي مرضي کے موافق کبهي کچهہ اور کبهي کچهہ هو تو یہه حق کسي کام کا نہیں رهتا آجکل زمیندار کے فائدہ سے اِس کاشتکار کا قبضہ قائم رہ سکتا هی چنانچہ اُن زمینوں کے لیئے جو مدت سے اُسکے کنبہ کے قبضہ میں چلي آتي هیں اور اُسي گانوں میں واقع هیں جهاں وہ رهتا هی جو کچهہ کوئي اور غیر شخص دینے پر آمادہ هو وہ اُس سے زیادہ دیتا هي اور جبکہ اُسکو نہایت تنگ اور مجبور کردیا جاتا هی تو وہ اُس اراضي کو چهوڑکر کسي دوسرے گانوں میں بہت سستي کهیوٹ پر غیر اِستمراري زمین آساني سے لے لیتا هی ( ل ) *

بعضے یہه خیال کرتے هیں کہ موروثي کاشتکار ایسے زمینداروںکا بقیہ هیں جو جبر و تعدي کے سبب سے اِس حالت کو پہنچ گئے هیں اور بعضے

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنہ ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحہ ۳۸۵ میں ایلس صاحب کا مقولہ دیکهو *

یہہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے ہي عام کاشتکار ہیں صرف مدت گذرنے کے سبب سے موروثي ہوگئے ہیں غالباً یہہ دونوں قیاس کچھہ کچھہ صحیح ہیں اور ایسے ہي یہہ تیسرا بھي معلوم ہوتا ہی کہ اکثر صورتوں میں زمینداروں نے اُن کاشتکاروں کو جو اول ہي گانوں میں آباد ہوئے زمینوں پر قبضہ عنایت کر دیا ہی *

## غیر موروثي کاشتکار

( م ) غیر موروثي کاشتکار ایسے گانوں کي اراضیات کو کاشت کرتا هی جس سے وہ کسیطرح کا تعلق نہیں رکھتا اور سالانہ تحریري یا مفہوم پتہ کے ذریعہ سے اُن پر قابض ہوتا ہی اول قسم کي اراضي خاص پر گانوںنا رہنیوالا کاشتکار قابض ہوتا ہی اور غیر موروثي کاشتکار کے حصہ میں کمتر قسم کي زمینیں آتي ہیں جسکي خواهش لوگوں کو بہت کم ہوتي ہی اِسوجھہ سے اور اور نقصانوں کے سبب سے وہ اپني زمین بہ نسبت موروثي کاشتکار کے کم لگان پر حاصل کرتا ہی *

( ن ) ایک اور قسم کے کاشتکار ہوتے ہیں جنکا بیان ضرور ہی گو وہ کاشتکار دونو قسم مذکورہ بالا سے قدر و منزلت میں کمتر ہوتے ہیں یہہ کاشتکار ایسے لوگ ہوتے ہیں جنکي ذات یا حالت اِس بات کي مانع ہی کہ وہ محنت یا مشقت کریں یا کسي کام میں جسمیں علانیہ مردوں کے روبرو اُنکي ضرورت ہو اُنکي عورتیں شریک ہوسکیں بس اِن نقصانوں کے لحاظ سے اُنکو اراضي کا قبضہ نرخ مناسب پر دیا جاتا ہی تاکہ وہ بمدد ( س ) مزدوروں کے اپنے فن یا سرمایہ سے فائدہ اُٹھاسکیں *

## بیان مزدوروں کا

اُجرت پر کام کرنیوالے لوگوں کي خدمتیں اور اُنکے معاوضے خود بخود مختلف ہوتے ہیں لیکن اور ملکوں کے محنتیوں کي خدمت اور اُجرت سے بہت تھوڑا اختلاف رکھتے ہیں اِسلیئے اُنکا شرح بیان ضرور نہیں *

یہہ بیان کرنا بہي کچہہ ضرور نہیں کہ ہر گانوں میں ان سب فرقوں کا هونا لازم هی کیونکہ ایک گانوں کي ہر قسم کي زمین کي کاشت انمیں سے صرف کوئي ایک فرقہ یا سب کے سب باهمي مناسبت سے کرسکتے هیں *

## دکانداروںکا بیان

دکانداروں وغیرہ کو زمین کا کرایہ جسپر جگہہ وہ رکہتے هیں اُسکے مالک کو اور کبہي کبہي اور بہي کچہہ محصول دینا پڑتا هی دکاندار گانوں کے سردار کا جو بمنزلہ مجسٹریٹ گانوں کے هوتا هی عموماً محکوم رهتا هی لیکن دکانداروں کو گانوں کے لوگونسے اور کسیطرح کا تعلق بہت تہوڑا هوتا هی *

## گانوں کے لوگوں کي غالب اصلیت اور اُنکا تنزل

غالباً ایسا معلوم هوتا هی کہ جو دیہات هندوؤں نے اول اول آباد کئي وہ سب گانو کے گروهوں کے قبضہ میں هونگے کیونکہ جب اس ملک پر تسلط پایا هوگا تو اُسکي شروع شروع میں یہہ بات غیر ممکن هوگي کہ جداگانہ آدمي جنگل کاٹ کر کہیتوں کو صاف کریں اور اصلي باشندوں یا جنگلي حیوانوں کے حملوں سے اُنکو محفوظ رکہیں اور اوروںکي خدمتیں حاصل کرنے کے واسطے اُنکے پاس کچہہ سرمایہ نہوگا اور جبتک سربراہ کار کے بہت سے رشتہدار بہي ساتہہ نہونگے تو وہ ایسے رفیقوں کے بلانے پر مجبور هوا هوگا جو گانوں کي آبادي کے فائدونمیں شریک هوں اور گانوں کے گروهوں کے قایم هونے اور زمینوں کے گانوں میں تقسیم هونیکا باعث غالباً یہي امر هوا *

نوآباد ویران زمین بلا شبہہ سلطنت سے اسیطرح سے متعلق رهي هوگي جیسے تمام اُن صورتوں میں هوتي هی جب کہ لوگوں کي جماعت ایک صورت با قاعدہ پکڑتي هی لیکن راجہ نے بجاے اس بات کے کہ یہہ

ملکیت متجوزہ کاشتکارونکو اُنسے یکمشت قیمت یا ایک معین سالانہ لگان جیسا اور ملکون میں دستور هی لیکر حوالہ کردے کسقدر پیداوار اپنا حق رکھی هوگی جو اُس زمین کے وسعت اور قسم کی مناسبت سے جسپر کاشت کی گئی بڑهتی گھٹتی هوگی اور باقی پیداوار گانوں کے اباد کرنے والے لوگوں کی هوتی هوگی لیکن اگر وہ لوگ اُس سے زیادہ اچھی زمین اپنے پاس رکھتے هونگے جسقدر وہ جوت سکتے هوں تو وہ اوروں کی محنت کے ذریعہ سے اُس زمین سے فائدہ اُٹھانے پر کوشش کرتے هونگے اور ایک شخص کو ایسا قرار دینے سے کہ علاوہ لوگوں کے حصوں کے پیداوار میں کے شرکائی حصہ کے بھگتانے کا ذمہ کوئی اور طریق سہل تو نهیں معلوم هوا لیکن جب زمین کثرت سے تهی اور بہت سے گانوں آباد هونے کو تھے تو کسی آدمی نے کوئی قطعہ اراضی کا پاک صاف کرنا اُسوقت تک قبول نکیا هوگا کہ اُس قطعہ کی کاشت کا اُسکو همیشہ کیواسطے اختیار نملا هو اور اسی سبب سے کاشتکار موروثی قائم هوئے هونگے اور لوگوں کے کار و بار کے ترقی پانے پر کاشتکار غیر موروثی اور اجرت پر محنت کرنیوالے پیدا هوئے هونگے بسبب وراثت کی ملکیت کی تقسیم در تقسیم هونے سے یہہ انتظام معدوم هوگیا هونا اور سب لوگ مزدور هوگئے هونے لیکن جب تک کہ ویران زمین کثرت سے باقی رهی یہہ قاعدہ بخوبی ظہور پذیر نہوا هوگا اس صورت میں گانوں کے گروہ کی حالت اُسوقت تک غیر متبدل رهی هوگی جب تک کہ پیداوار میں راجہ کا حصہ غیر متبدل رها هوگا یعنی جب راجہ اپنے مطالبہ کو زیادہ کرتا هوگا تو زمینداروں یا موروثی کاشتکاروں کے منافع کم هوجاتے هونگے اور جب کہ وہ راجہ کا حصہ ایک مقدار معروض سے زیادہ هو جاتا هوگا تو گانوں کے دونوں فریق مذکورہ بالا اپنی اراضی کی کاشت نقصان سے کرتے هونگے اور اگر یہہ صورت جاری رهی هوگی تو وہ مجبور هوکر اپنی اراضی کو چھوڑ بیٹھے هونگے اور اور ذریعہ اوقات بسری کا تلاش کرتے هونگے *

جو که بڑے سے بڑا حصه راجه کا پیداوار میں منو کے زمانه میں کل کا چھٹا تھا اور اب وہ نصف هی تو بهت سے گانوں کے گروہ جو نیست و نابود هوگئے اور بہت سونکی حالت اب بھی تباہ هی اُسکی وجه اسی سے ظاهر هی پس جو اراضی زمیندار اسطرحپر چھوڑ بیٹھے هونگے وہ سرکار کے قبضه میں آجاتی هوگی *

اگرچه یهه صورت اکثر واقع هوئی هوگی مگر اُسکا عام هونا ضرور نه تھا اسلیئے که ایسی مقبوضه زمینیں جو پہلے سے مزروعه هونگی راجه کی ملکیت میں داخل هوتی هونگی اور اُن زمینوں کے پرانے مالکوں نے تباہ هونے کے بعد مطیع کاشتکار هوکر اُن اراضیوں کی کاشت سرکار کیطرف سے کی هوگی آج تک بھی سرکار برابر گانوں بسانے کے واسطے اُن لوگوں کو جو اس کام پر آمادہ هیں بغیر زمیندار تسلیم کرنے کے اراضی عطا کرتی هی اور ان بخششونکی شرطیں مختلف هوتی هیں مگر عام شرطیں یهه هوتی هیں که اتنے برسوں تک وہ گانوں کل یا جزو جمع سرکاری سے آزاد رهیگا اور بعد اُس عرصه کے وهی محاصل سرکار اُس سے وصول کریگی جو پاس پڑوسکے گانوں میں ملتا هی *

سواء اسکے اور صورتیں بھی پیش آئی هونگی جیسا که همکو اُنکے نتیجوں سے معلوم هوتا هی گو هم اُنکی ابتدا اور ترقی کا حال دریافت نهیں کرسکتے ضلع کنارہ اور مالابار اور ترارنکور میں اراضی کے خاص خاص شخص مطلق مالک پائے جاتے هیں اس ملکیت پر صرف اتنی قید هی که سرکار کو ایک معین محصول ادا کرتے هیں *

## سرکاری

### عام اراضی کا محاصل

بادشاہ کا پورا حصه اب نصف پیداوار سمجھی جاتی هی اور جہاں کہیں بادشاہ پیداوار کی تہائی لیتا هی اُس ملک کی جمعبندی کو معتدل سمجھتے هیں *

یہہ زیادتی محاصل سرکاری کی اسوجہہ سے نہیں ہوئی ہی کہ
جسقدر حصہ پیداوار میں راجہ کا ہوتا تہا اُسکو علاوہ زیادہ کیا گیا بلکہ
اُسکی وجہہ زیادہ تر وہ مختلف محصول ہیں جو مرسوم زمین پر لگائے
جاتے ہیں اور بعضے محصول ایسے ہیں کہ وہ پہر پہراکر کاشتکار کے ذمہ
عاید ہوتے ہیں اول قسم کے محصول وہ ہیں جو گاوں اور مویشیوں اور
اِسی قسم کی اور چیزوں پر لگتے ہیں اور دوسری قسم کے محصول وہ
ہیں جو بعضی رسموں میں باجوں کے استعمال پر اور بیوہ عورتوں کی
شادیوں پر لگتے ہیں اور اور نئے نئے محصول جو اور اصراف پر لگائے
جاتے ہیں علاوہ انکے دونوں قسم کے ایسے محصول آمدنی جو بطور
لیئے جاتے ہیں اور علانیہ چند روزہ مطلبوں واسطے لگائے گئے تہے مگر
برابر جاری رہی اور موقوف نہیں کیئے گئے اسی قسم کا محصول آمدنی
تمام کاشتکاروں پر بمناسبت اُنکے پہلے محصول کے اور گاؤں اور شہر کی
کاروباری آدمیوں کی تنخواہوں اور وظیفوں پر لگایا جاتا ہی ٭

جو کہ اِن مطالبوں کی کوئی حد نہیں بلکہ حد اُنکی اُن لوگوں کی
اِستعداد ہی جنپر یہہ محصول لگائے جاتے ہیں بس گاؤں والے اُس سے
بچنے کا جو کچھہ علاج کرسکتے ہیں وہ صرف یہہ ہوتا ہی کہ اپنی آمدنی
کے چھپانے میں کوشش کرتے ہیں اِس غرض سے وہ اپنی پیداوار کی مقدار
کم بیان کرتے ہیں اور کسیقدر اُسمیں سے بلا علم حاکم اور تحصیلدار کے
محکمت سے الگ کرلیتے ہیں مگر اکثر یہہ کرتے ہیں کہ گاؤں کے کاغذات
حساب کو اِسطرحپر جہوٹا بنا کر کہ جبتک بہت سی دقت اور خرچ
سے تحقیقات اور زمین کی پیمایش نہوجاوے جعلسازی اُنکی دریافت
ہونی ممکن نہیں ہوتی مزروعہ زمین کی مقدار کو چھپاتے ہیں زمینداروں
کو جنکی وسعت گورنمنٹ بہت کم دریافت کرسکتی ہی چھپالے گئیں وہ ہوتے
ہیں فائدے حاصل ہوتے ہیں چنانچہ کسیقدر چشم پوشی حاکم کیواسطے
سے بذریعہ رشوتوں کے حاصل کیجاتی ہی اور یہہ رشوتیں گاؤں خرچہ کے
ایک جزو بطور گاؤں میں سے جمع کیجاتی ہیں اور حساب میں

مختفي مجرا ليجاتي هيں اور يهه ايک رقم ايسي هى كه اسكي تحقيق نكرنا گانوں والے اور وه تحصيلدار جو زمانه آينده ميں مقرر هوتے هيں اور مناسب اپني عزت سمجهتے هيں *

اِنهيں خرابيوں كے باعث سے جو گورنمنٹ كي برائيوں كے علاج و تدارک كيواسطے عمل ميں لائي جاتي هيں يهه حال پيش آتا هى كه زمين جسپر اِسقدر جمع لگائي جاتي هى جو اُسكي پيداوار كے غايت درجه كي برابر هو تو وه باوجود لگان ادا كرنيكي قابليت كے بكني پهرتي هى † *

اِن بد اِنتظاميونسے ايسي پريشاني طرفين يعني كاشتكار اور گورنمنٹ كي طبيعت ميں پيدا هوتي هى كه پيداوار كي مناسبت كے اُصول سے بالكل غفلت كيجاتي هى اور هندوستان كے اكثر حصونميں محاصل كا تصفيه هر سال اُس محاصل كي سند پر هوتا هى جو پهلے برسوں ميں ادا كيا گيا هوتا هى صرف اِسقدر تفاوت اور تبديلي البته هوتي هى جسقدر كه موسم كي خصوصيت سے يا كسي چندروزه فائده يا نقصان كے واقع هونے كرني مناسب معلوم هو *

جبكه طرفين اِس قسم كے تصفيه سے اِتفاق نهيں كرتے تو وه سال متنازعه كي بابت گانوں كي كل پيداوار كي خاص تحقيقات كرنے پر آماده هوتے هيں غرضكه بار آوري كي اور اُن آسانيوں كي بموجب جو كاشت كيواسطے موجود هوں زمين كي قسميں اُسيطور سے جيسا كه پهلے بيان هوا علحده كرتے هيں پهر پيداوار كا خرچ وضع كرنے تک جو فاضل يا باقي رهتا هى اُسكو سمجهه ليا جاتا هى اور اُسميں سے كاشتكار كي پرورش كيواسطے مقدار

---

† مثلاً جس گانوں كا بيان رائيل اشياٹک سوسيٹي كے معاملات كي جلد دو صفحه ۷۷ ميں هاڈسن صاحب نے كيا اُسميں زميندار اپني پيداوار ميں سے فيصدي ساڑهے ستاون حصے گورنمنٹ كو ديتے هيں اور جو اِنتخاب كه ايسٹ انڈيا كمپني نے مشتهر كيا هى اُس ميں چپپان صاحب اور دكهن كے كلكٹروں اور دربار گجرات كي الفنسٹون صاحب كي رپوٹوں كو بهي ملاحظه كيا جاے اور هملٹن بكانن صاحب كي علحده علحده رپوٹوں كو دربابِ بنگال بهار اور اور ضلعوں كے ديكها جاوے

کافي علحدہ کیجاتي هی اور گانوں خرچه وضع هونیکے بعد جو کچھه رهتا هی وہ سرکار لیلیتي هی اور جبکه تمام اور ذریعے راضي خوشي سے تصفیه کرنیکے باقي نهیں رهتے تو خاص پیداوار کي تقسیم آپسمیں کیجاتي هی لیکن اِسطریق میں ایسے مکر و فریب بهرے هوئے هیں که دونوں فریق عموماً اِس سے باز رهتے هیں البته وہ مقام مستثنی هیں جہاں سرکار کے کارندہ اور لوگوں کے درمیان میں مدت سے تعلق رهنے کے باعث اعتماد باهمي قائم هوجاتا هی چنانچه اِس صورت میں پیداوار کي تقسیم تمام تصفیوں میں سے نهایت عام پسند تصفیه سمجهي جاتي هی *

* گورنمنت کے اهلکاروں سے جو تنازعه هوتا هی اگر اُسکا نتیجه یهه هوا که کاشتکاروں کے صبر و طاقت سے زیادہ کوئي محصول لگایا گیا تو تمام کاشتکار عام اِتفاق کرکے اپني اراضي اور اپنا گانوں هي چهوڑ دیتے هیں اور گورنمنت سے هر قسم کا معاهدہ کرنے سے اِنکار کرتے هیں تب سرکاري افسر اُنکي تسلي اور تسکین کرتے هیں اور ڈراتے دهاتے هیں اور بشرط ضرورت کے رعایت کرتے هیں جبر همیشه ناگوار گذرا کرتا هی اگر کسي پر کیا بهي جاوے تو اُس سے کوئي بهتر نتیجه حاصل نهیں هوتا اُسکا بڑے سے بڑا اثر یهه هوتا هی که گانوں والے منتشر هوکر اور علاقوں میں بهاگ کر چلے جاویں *

یهه بات بآساني خیال میں آسکتي هی که اِس قسم کے تصفیے بدون اِس بات کے نهیں هوسکتے که گانوں کے اصلي اور حقیقي حالات میں دست اندازي کیجاوے سرکاري افسر هر قسم کا مطالبه پٹیل کي معرفت کرتا رهتا هی اور اگر ضرورت هوتي هی تو اور خاص خاص گانوں والوں کے مقابله میں سرکاري افسر پٹیل کي حمایت کیا کرتا هی لیکن بعضے وقت وہ اُسکو معطل کرکے جمع بندي اور تحصیل اپنے آپ سے کرتا هی نالشیں اور استغاثے بهي اِس غرض سے کرائے جاتے هیں که عدل اور اِنصاف اور پولس کے متعلق معاملات میں اُنکو مجبور کرکے کچھه حاصل کرلیا جاوے

هاتهه أنكے بس بدعملي كے سبب سے گانوں والوں كے حقوق بالكل بے حقیقت هوجاتے هیں *

اكثر حصوں میں هندوستان كے تمام ایسي برائیاں محاصل سركاریكا ٹهیكه دینے كے قاعده سے بهت بڑه جاتي هیں چنانچه اسصورت میں ضلعوں كي حكومت أس شخص كو عطا هوجاتي هی جو سركار كو سب سے زیاده سالانه روپیه دینیكا ذمه اور ضمانت كرتا هی اور یهه ٹهیكهدار أس ضلع كے حصوں كو سبهه سے زیاده بولي بولنے والے كو إسیطرح ٹهیكه پر دے دیتا هی اور پهر یهه لوگ گانوں كے سردار یعني پدهان كو معین رقموں پر ٹهیكه دیدیتے هیں یهه سبكے سب ٹهیكهدار أس منافع كے حاصل كرنيكے مجاز و مختار هوتے هیں جو أنسے حاصل هوسكے ان وجوهات سے وهي شخص یعني گانونكا پدهان جو كاشتكاروں كا اصلي محافظ اور حامي هوتا هی أنكے حق میں بڑا جابر هوجاتا هی اور جو شرائط كه پدهان سے ٹهیكهدار ٹهراني چاهیں اگر وه أنكو منظور نكرے تو ٹهیكهدار أس كام كو كسي غیر شخص كو جو ٹهیكه لینا قبول كرے حواله كرتے هیں تب تو حال اور بهي بدتر هوجاتا هی *

ایسے هي ایسے جبروں اور سخت مطالبوں كي وجهه سے اكثر گانونكے زمیندار جو گانوں كے مالك تهے صرف كاشتكار سركاري ره گئے هیں اور بعض زمیندار إس غرض سے اپني اراضي كو چهوڑ كر بهاگ جاتے هیں كه ایسي شرطوں پر أنكو كاشت كرني نه پڑے جنكو وه گوارا نهیں كرسكتے *

ابتك گانوں میں هر حصهدار ایسا سمجها گیا هی كه وه اپنے حقوق كي بموجب عمل كرتا هی راجه اور زمیندار دونو كو إس بات كا إستحقاق هی كه أنكا جو حصه گانوں كي آمدني میں هوتا هی جب چاهیں منتقل كردیں إسیطرح اگر گانوں كے اور كارندے نهیں تو سردار یعني پدهان اور محاسب یعني پٹواري بهي اپنے عهدوں اور أنكي آمدني كو فروخت كرسكتے هیں غرض كه إس طریق سے نئے آدمي گانوں میں دخیل هوسكتے

ہیں لیکن اُنکو وہی درجہ اور منزلت حاصل ہوتا ہی جو اُنکے بزرگوں کو تھا چنانچہ راجہ کے حصہ کا مالک راجہ کے حصہ پیداوار کے لینیکا تو مستحق ہوتا ہی مگر پدھان سے جو کار و بار متعلق ہوتا ہی اُسمیں اُسکو کچھہ دخل نہیں ہوتا بلکہ عام کاشتکاروں کے کام میں بھی مزاحمت نہیں کرسکتا غرضکہ نیا زمیندار پورانے زمیندار کے سب تعلقات کو اختیار کرتا ہی اور پدھان اور پٹواری وغیرہ آیندہ سے نئے خاندان میں سے لئے جاتے ہیں لیکن اُنکے کار و بار میں کوئی تبدیلی نہیں آتی *

راجہ جس غرض سے اپنے حصہ کو اِنتقال کرتا ہی اُسکا بیان تھوڑا آگے آویگا *

## ملکیت زمین کے اِستحقاق کا بیان

زمین کے مختلف کاشتکاروں یا اِستحقاق قبض و دخل رکھنیوالوں کا بیان کرنے سے خود بخود طبیعت زمین کی ملکیت کے معاملہ پر جسپر بہت سی بحث ہوچکی ہی مائل ہوتی ہی چنانچہ بعضے یہہ خیال کرتے ہیں کہ زمین کی ملکیت کا اِستحقاق سرکار کو حاصل ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ بڑے بڑے زمینداروں کو ہوتا ہی † بعضے کہتے ہیں کہ گاؤں کے اصلی زمینداروں کو ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ کاشتکاروں کو ہوتا ہی *

بڑے زمینداروں کے دعوئی نسبت مناسب موقع پر یہہ بات ثابت کی جاویگی کہ اُنکا حق باقی تین لوگوں میں سے کسیکے حق سے نکلا ہی پس اس امر میں گفتگو کرنے کا انحصار اِن ہی تین لوگوں پر کیا جاتا ہی *

معلوم ایسا ہوتا ہی کہ زمین کو ہمیشہ کے واسطے بالکل اپنے استعمال میں رکھنا اور اُسکے انتقال اور فروخت کا اِرادہ اختیار ہونا اور اگر سرکار کو

† بڑے زمینداروں کا فرق [illegible] گاؤں کے اصلی زمینداروں سے (گاؤں کے زمینداروں کی ملکیت کا ذکر) سو آگے ہوگا اور یہ بیان دیکھنے سے کہ (اصل میں زمیندار کون ہیں) سو آگے آتا ہی معلوم ہوگا

تو خود زمین کو تبدیل یا غارت کردینا غرضکه یه سب حقوق یوشته مجموعي حق ملکیت کہلاتے هیں اور ان سب باتوں میں سے کسي ایک بات کو حق ملکیت نہیں کہه سکتے جہاں کہیں یه سب باتیں مجتمع هوں وهیں حق ملکیت هوگا اور کہیں نہوگا راجه پیداوار کے صرف ایک حصه کا حق مطلق دایمي رکھتا هی اور جب چاهے اُسکو فروخت کرسکتا هی لیکن علاوه اپنے حصه کے گانوں کي باقي زمین میں یا پیداوار میں مزاحمت نہیں کرسکتا اور اگر اُسکو زمین واسطے عمارت یا سڑکیں یا اور تمام فلاح کے کام بنانے کیواسطے درکار هو تو بطور حاکم کے زمین کو لیتا هی مگر اُسپر اور حصهداروں کو اُسکا معاوضه دینا لازم هوتا هی یه زمین اسي طرحپر راجه لیتا هی جسطرح پر وه ضرورت کے وقت گاڑیاں اور کشتیاں وغیره پکڑ سکتا هی اور مقصور شہروں میں مکانات گروا سکتا هی گو ان صورتوں میں اُسکا کوئي حق ملکیت نہیں هوتا *

بعد ادا هو جانے راجه کے حصه کے جو کچھه پیداوار باقي رهتي هی زمیندار کے هاتهه لگتي هی اور اُس پیداوار کے حق کے بیچنے کا اُسکو آینده همیشه کیواسطه اختیار رهتا هی اور کوئي مزاحم نہیں هوتا اور راجه کا حصه اور زمیندار کا لگان ادا هو جانے کے بعد جو کچھه باقي رهتا هی وه کاشتکار کو ملتا هی اور وه اس پیداوار کو همیشه اپنے کام میں لانیکا مختار هی لیکن اُس پیداوار کا حق اُسپر اور اُسکے وارثوں پر منحصر هوتا هی اور کسي اور طرحپر خرچ کرنیکا مجاز نہیں هی زمین کي بارآوري کي قوت کو نه زمیندار کام میں آنے سے خارج کرسکتا هی نه کاشتکار بلکه انمیں سے کوئي اُسکو معطل بهي نہیں رکهه سکتا چنانچه جب کاشتکار فصل طیار کرنے سے قاصر رهتا هی جس سے باقي حصهداروں کو یعني زمیندار اور راجه کو اُنکے حصے ملسکیں تو بیدخل کردیا جاتا هی اور جو زمیندار ایسے قصور کا ملزم هوتا هی تو چند روز گانوں کي بستي کا کوئي کاشتکار

یا راجه کا کاشتکار اُسکی جگهه پر قایم کیا جاتا هی اور بعد ایک مدت کے وه اپنے حق سے بالکل محروم ٹهرتا هی *

ان تمام باتوں سے ظاهر هی که جہاں کہیں گانوں کے گروه اور موروثی کاشتکار موجود هیں وهاں کسی حصهدار کو زمین میں حق ملکیت کامل نهیں حاصل هوتا اور جہاں کہیں نه گانوں کے گروه اور نه موروثی کاشتکار هوتے هیں وهاں بالشبهه راجه مالک مطلق هوتا هی اور تمام حقوق جو بعد اُسکے قایم هوں وه راجه کی فرمان یا پٹه دینے سے حاصل هوتے هیں اور وسعت ان فرمانوں کی حالات کے بموجب مختلف هوتی هی لیکن جبکه بلا کسی شرط اور همیشه کیواسطے وه فرمان عطا کیئے جاتے هیں تو اُنسے کامل حقیت لوگونکو البته حاصل هوتی هی *

زمین کی حقیت کے بابت جو تنازع واقع هوتے هیں اُنمیں سے اکثر کا سبب یهه هی که ایسے واقعات کو جو صرف خاص خاص ضلعوں پر صادق آتے هیں تمام ملک کے حصوں سے منسوب کیا جاتا هی اور ایسے نتیجوں میں جو ایک قسم خاص کے اجاره یا پٹه سے حاصل هوں اور اجاروں کے ساتهه جو اُس قسم سے بالکل مختلف اور غیر مشابهه هوتے هیں شامل کر دیا جاتا هی اور اکثر تنازع کا سبب یهه هی که یهه مان لیا جاتا هی که جہاں کہیں گورنمنٹ حقوق پر توجهه نهیں کرتی وهاں اب کوئی حق باقی نهیں یعنی کوئی حق دار نهیں مگر باوجود اِسکے جو لوگ محروم هوتے هیں وه اپنے حقوق کا دعوی کیئے جاتے هیں اور اُنکے محروم کرنیوالے بهی اُن حقوق سے منکر نهیں هوتے اور اکثر حالات موافق یعنی مفید مطالب کے پیش آنے پر محروم لوگ اُن حقوق کو مثل سابق کے پهر بخوبی حاصل کرتے هیں اصل میں گفتگو اِسبات پر نهیں هونی چاهیئے که حق ملکیت اِس شخص کو حاصل هوتا هی بلکه اِسبات پر هو که پیداوار کا کس کس قدر حصه هر فریق کو واجب هوتا هی اور اِس بات کا تصفیه صرف ایسی تحقیقاتوں سے هو جائے اُس مقام پر اجاروں

جہاں تنازعہ حقیت کا واقع ہو اور کسی ایسے عام قاعدہ سے جسکی بنیاد کسی قیاسی حقیت پر نہ ہو ہوسکتا ہی اُن قوانین قدیم کی روسے نہیں ہوسکتا جو مدت سے فراموش ہوگئے ہیں *

## راجہ کے محاصل کے اور ذریعوں کا بیان

راجہ کا جو حصہ تمام زمینوں کی پیداواروں میں ہوتا ہی وہ اور اور تمام سرکاری زمینوں کا لگان سرکاری محاصل کا بڑا جز ہوتا ہی اور باقی محاصل مختلف ذریعوں سے حاصل ہوتا ہی منجملہ اُنکے چند ذریعہ زمین سے متعلق ہیں مثلاً وہ فیصدی محصول اور دیگر محاصل جنکا بیان اوپر ہوچکا ہی اور علاوہ اِنکے وہ محصول جو کاشتکاری سے متعلق نہیں اور دوکانوں اور پیشوں اور شہر کے مکانات یا اشیاء مصارف کا محصول اور بازار کا محصول اور بڑی بڑی سڑکوں پر راستوں کا محصول اور سمندر کا محصول اور چند اور اِنمیں سے اکثر راستوں کا محصول خاص کر ظالم اور ایذا رسانی کا بڑا ذریعہ ہی اور باوجود بہت سی برائی کے اُس محصول سے بہت تھوڑی خالص آمدنی حاصل ہوتی ہی اِن سب محصولوں کو گانوں اور خاص خاص مقاموں کے حاکم تحصیل کیا کرتے ہیں لیکن اُن میں سے چند خاص محصول مثل راستہ کے محصول اور پرمٹ کے محصول کا ٹھیکہ‌داروں کو ٹھیکہ دیدیا جاتا ہی *

## انتقال حقیت

یہہ بیان کیا گیا ہی کہ راجہ اپنے حصہ کو جو گانوں میں ہوتا ہی منتقل کرسکتا ہی اور اسی طرح سے راجہ اکثر بڑے بڑے حصہ ضلعوں کے جنمیں بہت سے گانوں اور بہت سی ویران زمین غیر مقبوضہ شامل ہوتی ہی منتقل کرتا ہی لیکن اِن تمام صورتوں میں صرف اپنے ہی حقوق کا اِنتقال کرتا ہی اور گانوں کے زمینداروں اور موروثی کاشتکاروں اور ضلع اور گانوں کے افسروں اور ایسے شخصوں کے حقوق جنہوں نے پہلے راجاؤں سے اُنکو حاصل کیا راجہ کے اِنتقال حقیت سے غیر متبدل اور محفوظ رہتے

میں | یہہ اِنتقال حقیتِ راجہ کےطرف سے فوج اورملکی اهلکاروں کی تنخواہ اور وظیفوں کے ادا کرنے یا معبدوں کے قائم رکھنے اور فقیروں کی پرورش کرنے یا سرکاری خدمت کے صلہ میں اِنعام و اکرام دینے کیواسطے کیا جاتا هی جو زمینیں کہ پہلے دو مطلبوں کیواسطے دیجاتی هیں وہ جاگیریں کہلاتی هیں اِسیطرحپر بعض افسروں کی خدمتوں کا معاوضہ دینے اور بزرگ آدمیوں کی پرورش کے سرانجام کرنیکا یہہ قاعدہ اسقدر پرانا هی کہ منو کے وقت میں بھی تھا یہہ بات تحقیق نہیں هوئی کہ کب یہہ قاعدہ فوج کے ساتھہ برتا گیا چونکہ مسلمانوں نے بیجانگر اور جنوبی هندوستانی ریاستوں کو تہہ و بالا کیا اُس زمانہ میں اُن اضلاع میں فوج کی نسبت اِسی قاعدہ پر عمل هوتا تھا لیکن جس کامل صورت میں یہہ قاعدہ اجتال مرهٹوں میں پایا جاتا هی غالباً وہ تھوڑے هی دنوں سے جاری هوا هی اِس طرح پر زمینوں کے منتقل یا مرحمت کرنیکی وجہہ یہہ معلوم هوتی هی کہ خزانہ عام پر حکم دینے کی جگہہ اُس مقام کے پاس جہاں فوج مقیم هی کسی ضلع میں کوئی زمین اُسکی پرورش کیواسطے مقرر کرنے میں آسایش هی اور اِنتقال کا یہہ طریق خصوصاً ایسے ملک سے بہت مناسب هوتا هی جہاں محاصل سرکاری بجاے نقد کے جنس کے ذریعہ سے ادا کیا جاتا هی *

فوج کی پرورش کے لیئے پہلے پہلے تو زمینوں کا مقرر هونا خاص اُن رقموں کے لیئے جو فوج کی تنخواہ واجب کی برابر هوتی تھیں عمل میں آیا لیکن چونکہ وہ مدت تک جاری رها اور اسقدر بڑہ گیا کہ کل ضلع کا محاصل اُس میں صرف هونے لگا تو کل محاصل کو فوج کے سردار کے نام پر منتقل کرنے سے اِنتظام کا سہل کرنا مناسب سمجھا گیا اور

---

† اِسی بات سے غفلت کرنے کے سبب زمین کی حقیقت کی نسبت غلطیاں واقع هوتی هیں هندوستانی زبان میں راجہ کے اِنتقال حقیت کو گانوں یا قطعہ کا عطا کرنا بولتے هیں پس اِس سے لوگ یہہ نتیجہ نکالتے هیں کہ اُس بخشش سے تمام گانوں یا قطع مفہوم هوتا هی اور اور ملکیتداروں کا حق خارج هوجاتا هی

ایسي هوشیاري اور احتیاط برتي گئي جس سے سواے تنخواہ فوج کے اور کچھہ زیادہ فوج کا سردار اپنے تصرف میں نہ لاسکے اور اور تحصیلداروں کے معمولي اختیاروں سے زیادہ کوئي اختیار بھي نہ برتے جو قاعدہ کہ مرہٹوں نے رائج کیا اُس سے وہ ذریعے جو اس مطلب سے اختیار کیئے گئے بخوبي دریافت ہوتے ہیں *

مرہٹوں کے قاعدہ کي بموجب فوج کي تعداد اور قسم جسکي پرورش هر سردار کرنا تھا مقرر کیجاتي تھي اور فوج کي تنخواہ کے حصے نہایت درستي سے کرلیئے جاتے تھے اور افسروں کو بہت کچھہ اختیار دیئے جاتے تھے یہانتک کہ بعض اوقات لوگوں کے مقرر کرنے کا بھي اختیار رکھتے تھے اور خود سردار کے ذاتي خرچوں کے واسطے ایک رقم مقرر کیجاتي تھي اور میعاد خدمت اور طریق جمع ہونے وغیرہ کے قاعدہ مقرر کیئے جاتے تھے بعد اُسکے ضلع کا کوئي ایسا حصہ منتخب کیا جاتا تھا جسکي سرکاري آمدني بعد وضع خرچ تحصیل اور دیگر اخراجات کے اُس قدر روپیہ بہم پہونچا لیکے واسطے جو فوج کو واجب ہوتا تھا کافي ہوتي تھي اور وہ کل ضلع جس سے اس قدر آمدني حاصل ہو سردار کے حوالہ کردیا جاتا تھا بعد انتقال ضلع کے سردار ایسی ضلع کا حاکم ٹہرتا تھا جس سے محاصل سرکار حاصل ہو اور اور تمام کام جو ایسے عہدہ دار کے ذمہ ہوتے ہیں وہ انجام دیتا تھا *

مگر اس سردار کے ماتحت لوگوں کے حقوق کي حفاظت کے واسطے مداخلت کرنے کا اختیار اور اُس محاصل کا دعوے بھي جو ضلع مقررہ کي اُسقدر آمدني سے زیادہ حاصل ہو جسقدر کے واسطے وہ ضلع عطا ہوتا تھا گورنمنٹ اپنے ہاتھہ میں رکھتي تھي اور اُن شرطوں کي تعمیل دوبارہ وہ ملکي افسروں کے ذریعہ سے کیجاتي تھي جنکو گورنمنٹ اُس سردار کے تمام کار روائي متعلقہ انتظام فوج و اراضي کي نگراني کرنے کے واسطے مقرر کیا کرتے تھے *

باوجود اِن تمام دور اندیشیوں کے اِن بخششوں کے معمولی نتیجہ ظاہر ہونے سے باز نہیں رہتے چنانچہ اراضیات شروع ہی سے موروثی ملکیت کی صورت پکڑتی جاتی تہیں اور بمناسبت اُس عرصہ کے جو اول تقرر یا اِنتقال اراضی کے وقت سے گذرتا جاتا تہا گورنمنٹ کی بندش روز بروز کم زور ہوتی جاتی تہی مگر بخشش کی اصلی مقصد کبہی فراموش نہوتے تہے اور اُسکے شرائط پر توجہہ رکہنے سے کبہی اِنکار نہوتا تہا *

اِن بخششوں میں سرکاری ضلعوں کا بہی ایک تہوڑا سا حصہ شامل ہوتا تہا اور باقی حصہ کا اِنتظام خاص خاص مقاموں کے افسر خاص راجہ کی ہدایت سے اُس قاعدہ کی بموجب جو منو نے قرار دیا ہی کیا کرتے تہے اراضیات کو فوج میں تقسیم کردینا فوج کی تنخواہ ادا کرنے کا ذریعہ ٹہہرایا گیا تہا کچہہ ملک کی حکومت کرنیکا قاعدہ نہ تہا اِس سے ظاہر ہی کہ اگرچہ ایسے زمیندار موجود تہے جو بعوض لگان کے سرکار کی جنگی خدمتوں میں کام آتے ہہ مگر جنگی خدمتوں کے لینے کا کوئی عام قاعدہ یا بندوبست نہ تہا *

اگرچہ اُن ضلعوں میں جنپر سرکار کو قبض و تصرف حاصل تہا اراضی کی تقسیم فوج میں اِضطرارًا کی گئی تہی مگر غیر ملکوں میں جو قبضہ ہوتا تہا وہاں اُورطریق اختیار کیا جاتا تہا چنانچہ حملہ کرنیوالی فوج کبہی کبہی ایک سردار کو اِس کام پر مقرر کرتی تہی کہ ملک کے کلاں دور و دراز حصہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں لاوے اور اپنی فوج کی پرورش اُس ملک کی آمدنی سے کرے اور اُس سردار کو بہ خیال وہاں پر رہنے کی اُسوقت تک اِجازت دیجاتی تہی ( یعنی اُس سے کچہہ مطالبہ یا امداد نہیں چاہی جاتی تہی ) کہ اُسکا خاندان وہاں جڑ پکڑ جاوے یعنی وہ اپنا تسلط بخوبی کرلے اور فوج میں سے کچہہ لوگ صرف بجاے ایسے عہدہدار سرکاری ہونے کے جو خاص کام پر مقرر کیئے گئے ہوں سرکاری خدمتوں کے کرتے رہنے کی شرط پر کاشتکار سرکاری مقرر ہوجاویں اِس قسم

کي مثالیں هندوستان کے جنوب میں جو هندوستاني راج تھے اُنمیں پائي جاسکتي هیں اور آخر زمانوں میں مرهتوں میں یهه قاعده نهایت تکمیل کے ساتھه رائج تها *

مگر مقبوضه غیر ملکوں میں بهي سواے سرکار کے غیر شخص کے وسیله سے اراضي کا کاشتکاروں کے پاس هونا ایک خاص امر تها کوئي عام قاعده نه تها کیونکه ضلع کا بهت بڑا حصه خاص راجه کے انتظام میں رهتا تها *

لیکن کار روائي کا ایک طریقه اور بهي پائي هی جو سرکار کي جانب سے عمل میں آتا تها جسمیں انتقال اراضي کے قاعده کا بهت زیاده برتاو کیا جاتا هی اور اُس سے ایسا انتظام پیدا هوتا هی جسکو بجز ایسے انتظام کے کسي اور نام سے بیان کرنا ممکن نهیں که اراضي سرکاري چند سرداروں کو اس شرط پر مرحمت کیجاوے که وه ضرورت کے وقت جنگي خدمت کا کام انجام دیں *

## جنگي خدمتیں بجالانے کي شرط پر راجپوتوں میں اراضي کي تقسیم هونے کا بیان

طریق مذکوره بالا راجپوتوں میں رائج تها چنانچه اُن میں جو شخص کسي سلطنت کي بنیاد ڈالتا تها وه اپني سیر کے واسطے زمین رکهه لینے کے بعد باقي ملک کو اپنے رشتهداروں میں تقسیم کے اُن قاعدوں کے بموجب جو هندوؤں میں مُروج تهے تقسیم کردیتا تها اور هر سردار جسکو زمین دیجاتي تهي راجه کي جنگي خدمت اور عام اطاعت کرنے کا پابند هوتا تها لیکن اپني اراضي میں بیحد اختیار رکهتا تها اور یهه سردار بهي اپني اراضي کو اپنے متعلقین میں اُن هي شرطوں پر تقسیم کرتا تها غرض که اسطرح سے مطیع اور فرمانبردار سرداروں کا ایک سلسله قایم هو جاتا تها اور ملک کي حکومت کا انتظام اور فوج کا مهیا کرنا اُن پر منحصر هوتا تها ( ع ) *

جنگی خدمتوں کے حاصل کرنے کا طریقہ اُس طریقہ سے جو یورپ میں رایج تھا مختلف هی اسلیئے کہ بنیاد اسکی اس اصول پر هی کہ اراضی مُلک کو ایک خاندان آپسمیں تقسیم کرلیتا هی اُس اصول پر نہیں هی کہ بڑے بڑے جنگی سرداروں کی خدمت جو سوای بادشاهی خاندان کے غیر خاندانوں میں سے هوں حاصل کیجاوے لیکن اس طریقہ کی بنیاد نئے ملکونکی فتح پر همیشہ موقوف رهی هوگی اور جب کبھی رهی هوگی تو نسلی تعلق جو راجپوتوں کی قوم کے لوگوں میں موجود هی اُس سے یہہ بات غالب معلوم هوتی هی کہ فتح کرنے والوں میں ملک کی حکومت کا حصہ نسل هی پر رهتا هوگا اور جو رشتہدار کہ سردار اعظم یا راجہ کی فتوحات میں شریک هوتے هوں وہ اُس فتح سے پہلے هی قوم کے سردار هی هونگے *

راجپوتوں کی ریاستیں جو اب بهی موجود هیں اُنکی نسبت راجپوت سردار یہہ جیسیں جانتے هیں کہ اصل میں ان ریاستوں پر قبضہ هونے میں تمام خاندان شریک هی چنانچہ یہہ سردار راجہ کو ایک راہ سے تو اپنا شریک جانتے هیں اور دوسرے راہ سے راجہ سمجھتے هیں راجپوتوں کا یہہ تعلق باهمی عبارت مفصلہ ذیل سے بخوبی دریافت هوتا هی جو اُس شکایت میں مندرج تهی کہ بعض مارواڑی سرداروں نے اپنے راجہ کی کی هی چنانچہ وہ اُسمیں لکھتے هیں کہ جب هماری خدمتیں مقبول هوتی هیں تو وہ همارا راجہ هی اور جب نہیں هوتیں تو اُسکے بهائی برادر اور ملک کے دعویدار هیں † *

ملک کی تقسیم کا قاعدہ بعد فتح کرنے ملک کے یوں عمل میں آتا تها هر ایک راجہ پر جبکہ وہ بجاے اپنے باپ کے راج کرنا شروع کرتا تها اپنے باپ کے کنبہ کے صغیر سنوں کو کوئی جاگیر دینی لازم تهی اور جب کبھی ان دعویداروں میں سے کسیکو کُچھ مال و متاع نہ پہونچتا تها تو

---

† کرنل تڈ صاحب کی کتاب راجستان صفحہ ۱۹۹

وہ راجہ جنگی مہموں کی طیاری کرکے روانہ کرنے اور اور ملکوںمیں نئی سلطنتوں کی بنا ڈالنے میں اُنکی مدد کرتا تھا ( ف ) *

راجہ کے خاندان میں جو جاگیریں تقسیم ہونیکا طریق رایج ہوا اُس طریقہ کی وسعت رفتہ رفتہ غیر لوگوں تک ہوگئی یعنی غیروں کو بھی جاگیریں ملنے لگیں چنانچہ بہت سی جاگیریں اب بالکل مختلف قوموںکی راجپوتوں کے قبضہ میں ہیں † اور معلوم ہوتا ہی کہ پچھلے زمانوں میں اول درجہ کی جاگیر ایک مسلمان ‡ کو بھی ملی *

سنہ ۷۱۱ ع میں جبکہ مسلمانوں نے ملک سندہ پر پہلی پہل یورش کی اور وہاں کے حالات قلمبند کیئے اُنسے غالب یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ میں عماید کو بشرط جان نثاری جاگیریں دینے کا طریقہ جو زمانہ حال کے راجپوتوں میں باقی ہی کثرت سے مروج تھا § *

## عطا ہونا جاگیروں کا غیر جنگی خدمتوں کی عوض میں

غیر جنگی خدمتوں کے عوض میں علاوہ خاص خاص مقاموں کے افسروں کے جنکا بیان ہوچکا جاگیریں وزیروں اور ملکی انتظام کے بڑے بڑے افسروں اور محلسرا کے بندوبست کرنے والوں اور قدیم مصاحبوں کو عطا کیجاتی ہیں *

## عطا ہونا زمینوں کا بلا عوض خدمتوں کے

علاوہ مذکورہ بالا جاگیریں عطا ہونے کے معبدوں اور درویشوں اور کامل ہنر و فن رکھنے والے نوکروں اور معشوقوں کو بھی معافی کی زمینیں مرحمت ہوتی تھیں اگرچہ یہہ معافیاں کثرت سے دیجاتی تھیں مگر عموماً نہایت خفیف ہوتی تھیں چنانچہ کبھی صرف ایک گانوں اور

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب جلد پہلی صفحہ ۱۰۵

‡ سنہ ۱۷۷۰ ع میں یہہ جاگیر ملی کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب راجستان جلد ایک صفحہ ۲۰۰

§ اسکی تفصیل اسی تاریخ کے پانچویں حصہ کے پہلے باب میں بیان ہوگی *

کبھي چھوٹي جاگیرین کبھي بہت ہوتي تھي لیکن بعض موقع پر خصوص مذہبي معاملہ میں یہہ زمین بہت بڑے خطہ بھي ہوتے ہیں ہمیشہ مذہبي- وقف ہمیشہ کے واسطے دیئے جاتے ہیں اور بہت کم پھر اُنمیں دست اندازي کیجاتي ہی اور لوگوں کو بھي جو معافي دیجاتي ہی اُسمیں سے اکثر معافي علیالدوام ہوتي ہی اور اُن کي اور تمام جایدادوں میں وہ نہایت محفوظ اور عمدہ سمجھي جاتي ہی لیکن اس فیاضي کي کثرت اور معافي کے اکثر جعلي فرمانوں کے بنے سے بعض وقت راجہ اپنے بزرگوں کے عطا کي ہوئي معافي کے چھین لینے پر راغب ہوتا ہی اور اکثر اُنپر ایک سخت نذرانہ تو ضرور ہي مقرر کردیتا ہی بلکہ اُس حالت میں جبکہ وہ معافي کسي شخص کے پاس بذریعہ بیع اور ہبہ کے یا بطور ورثہ کے پہونچي ہو تو اُسپر نذرانہ نا واجب نہیں سمجھا جاتا لیکن بالکل ضبط کرلینا یا ہمیشہ کے واسطے اُسپر ایک معین جمع باندھنا ظلم سمجھا جاتا ہی معلوم ایسا ہوتا ہی کہ یہہ نذرانہ لگانے یا ضبط کرنے کا طریقہ مدتوں سے چلا آتا ہی کیونکہ ہم اکثر قدیم کتبوں میں دیکھتے ہیں کہ معافي دینے والے کي اولاد کو اُسکے چھین لینے سے بد دعاؤں سے ڈرایا ہوتا ہی *

## خراج گذار اور اور متعلق ضلعوں کا بیان

یہہ بات غالب ہی کہ تمام وقتوں میں پہاڑي اور جنگلي قوموں کے بعض سردار ایسے ہوئے ہیں جو هندوؤں کے فرمان بردار نہیں ہوئے کیونکہ مغلوں اور انگریزوں کي زیادہ قوي حکومتیں بھي اُنکو ہمیشہ مطیع نہ رکھہ سکیں بیشک ایسے سردار بھي تھے جو راجہ کو مانتے تھے اور کسیقدر براے نام خراج بھي دیتے تھے اور کبھي کبھي فوج سے مدد بھي کرتے یا عام اعانت کرتے تھے مگر اپنے ملک کا بالکل انتظام اپنے ہي اختیار میں رکھتے تھے غرض کہ حسب اقتضاے وقت اور موقع کے بادشاہ کي اطاعت کرتے تھے *

ان ادهورے مطیع سرداروں کی تعداد اس صورتمیں بڑهتی چلی گئی که هندوؤں کی مختلف سلطنتوں کے مفتوح هونے پر اُنکے بعضے ضلعوں کے حاکم یا سردار فتحیابوں کا مقابله کرسکے اور مختلف درجوں کی خود مختاری قایم رکهه سکے اسی قسم کے اور لوگ اور انسے بهی زیاده اُن لوگوں نے جو اپنے حسن خدمت سے ازراه ذهانت و چالاکی همیشه حاکم وقت کو رضامند رکهتے تهے اپنے مقاموں کو اپنے قبضه میں رکها اُن لوگوں کو جب تک که وه اپنے ضلعوں کا انتظام حسب دلخواه کرتے رهتے اور محاصل سرکاری ادا کرتے تهے بلا کسیطرح کی خود مختاری کا شبهه بهی کرنے کے موروثی ذیحق سمجها جاتا تها *

## اصل میں زمیندار کون هیں

ان هی تین قسم کے لوگوں سے معه اُنکے جنهوں نے مسلمانوں کے عهد میں رونق اور ترقی پکڑی هے وه بڑا گروه بنا هے جسکو انگریز زمینداروں کی تحقیقات میں زمیندار کے † نام سے پکارتے هیں اور اُنکے حقوق پر بڑی سرگرمی اور پریشانی کے ساتهه گفتگو هوئی هے جنکا پهر مناسب موقعوں پر ذکر هوگا *

---

† زمیندار لفظ فارسی کا هے جسکے معنے زمین رکهنے والے کے هیں لیکن اس لفظ سے خواه مخواه ملکیت زمین کی نهیں پائی جاتی هے لفظ دار امر داشتن کا هے جو هر ایک اسم کے ساتهه ملکر اسم فاعل سماعی بن جاتا هے جس سے اعلی سے اعلی قسم کے اسم سے لیکر ادنی سے ادنی قسم کے اسم کے ساتهه ملانے سے ایک هی طرح کے معنے حاصل هوتے هیں جیسے قلعهدار اور چوبدار ابدار فوجدار سٹرلنگ صاحب اشیاٹک سوسئیٹی کی تحقیقاتوں کی جلد ۱۵ صفحه ۲۳۹ میں لکهتے هیں که اورنگ زیب عالمگیر کے عهد تک یهه لفظ زمیندار کا ایسے سرداروں سے منسوب هوتا تها جو کسی قدر ذی اختیار هوتے تهے اور اب زمانه حال میں اُنپر محدود نهیں رها کیونکه دکهن میں ضلع کے افسروں کو عموماً زمیندار کهتے هیں اور خاص هندوستان میں گاؤں کی زمینوں پر دخل رکهنے والوں کو زمیندار کهتے هیں

## جنگ و جدال کا بیان

لڑائی کا فن بہت بدل گیا ہی پہلے جبکہ غزنوں سے مسلمانوں نے حملے کیئے ہیں اُسوقت میں ہندو لشکر کشی کے برسوں کے سامانوں کی مسلسل تدبیریں سوچنے کے قابل نہ کچھہ ہفتہ دو ہفتہ کی لڑائی کی تدبیریں نہیں کرتے تھے بعدہ توپ کے رواج سے ایک اور بڑی تبدیلی ہوگئی اور با قاعدہ پلٹنوں کے قائم ہونے سے میدان جنگ کی صورت بالکل ہی بدل گئی یورپ کی اس ترقی سے قطع نظر کرکے دیکھو تو اُنکے کوچ و مقام اور لڑائی کا انتظام اُس سے بہت بہتر ہیٗ جو منو نے بیان کیا ہی لیکن لڑائی کا موقع پسند کرنے اور سبک فوج کے لڑانے اور اپنی رسد کے سامان کو بچانے اور دشمن کی رسد بند کرنے میں ایسا ہنرٗ ظاہر کرتے ہیں جسکا منو کی طول طویل ہدایتوں میں نشان بھی نہیں ہی *

لڑائی کے پرانے قانونوں میں جو رحم اور جوانمردی کے برتاؤ کا ذکر جا بجا پایا جاتا ہی اُسکا استعمال لڑائی میں آج کل نہیں ہوتا لیکن بہ نسبت اور ایشیا کے ملکوں کے ہندوستان میں اب بھی لڑائی میں زیادہ انسانیت برتی جاتی ہی اور بہ نسبت مسلمانوں کے ہندو زیادہ نرمی برتتے ہیں *

بہ نسبت زمانہ سابق کے اب جو وہ مدت تک لشکر کشی میں رہتے ہیں اس سبب سے اُنکی زندگی کے جنگی کاروبار بہ نسبت سابق کے زیادہ ممتاز ہیں خصوصاً بعضے مرہٹے سردار میدان میں زندگی بسر کرتے رہے بجز کنبہ کے کوئی دارالسلطنت اُنکو نصیب نہوئی اس سبب سے لوگوں کا گروہ جو اُنکے ساتھہ جمع ہو جاتا ہے سپاہیوں سے کچھہ مناسبت نہیں رکھتا جبکہ یہہ سب مجتمع اُٹھا چلتا ہی تو ایک بڑا پریشان انبوہ معلوم ہوتا ہی جو طول میں بارہ بارہ میل اور عرض میں دو دو میل پھیل جاتا ہی اور وہ لوگ ایسے ہوشیار ہوتے ہیں جو اوس مار کے ارادہ سے اُنکے ساتھہ الگ اٹھے ہیں *

بیچ کا گروہ بعض مقاموں میں گھنا اور بعض مقاموں میں چھدرا ہوتا هی اُس میں هاتھی گھوڑے پالکیاں عورتیں بچے اونٹ پیادے گاڑیاں چھکڑے لدے ہوے بیل مزدور اور مویشی اور گدھی اور بکریاں بھیڑوں کے ریوڑ یہہ سب بھیڑ بھکاڑ نہایت پریشانی اور بد انتظامی سے گڈ مڈ ہوتے ہیں اور سب پر ایک بڑا بلند آسمان گرد و غبار کا چھایا ہوتا هی جو کوسوں سے معلوم ہوتا هی *

جس لشکر میں باقاعدہ پیادونکی پلٹنیں ہوتی ہیں وہ سب ملکر کوچ کرتی ہیں یا ایک ایک پلٹن کوچ کرتی هی اور توپوں کی ایک لمبی قطار بن جاتی هی جس سے سڑکوں کی خرابی یا گاڑیوں کے ٹوٹ جانے سے هرج ہوتا هی اور باقی فوج اسباب کے ساتھہ تتر بتر چلتی هی اور جن اونچی اونچی هاتھیوں پر بڑے بڑے نشان اور نقارہ ہوتے ہیں اُنکے پیچھی بجاے چار پانچ هزار سواروں اور سپاهیوں کے چلنے کے صرف پانچ سے لیکر پچاس تک رهتے ہیں باقی سوار متفرق اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں ایدھر اودھر چلتے ہیں اور هر ایک سوار اپنا نیزہ اپنے کندہ پر اسطرح رکھے ہوے ہوتا هی جس سے اُسکے پیچھی آنے والے کو بڑا خطرہ رهتا هی خصوصاً جبکہ وہ نیزہ بردار اوروں سے هنسی چوهل کرتا ہوا چلتا هی *

یہہ سب انبوہ ایسا تین تیرہ ہوکر چلتا هی کہ اگر کوئی سوار اُسکے اول سرے سے انتہا تک بجز چند ایسے تنگ مقاموں کے جہاں سب کے سب کشمکش کا صدمہ سہتے ہیں گھوڑا دوڑاکر جاے تو برابر راستہ ملتا چلا جاے *

اِس لشکر کا اگلا سرا کبھی کبھی کچھہ دیر تک کسی مقام پر اُس صورت میں قیام کرتا هی جبکہ لشکر کا سردار اُس مقام کے مالک سے اِس باب میں خط و کتابت کرتا هی کہ اگر تمهاری زمین پر کوچ ڈالا جاوے تو کسقدر روپیہ نذر کروگے اور اِسیطرح سے لشکر کا پچھلا سرا بھی جبتک ارکسا حقہ پانی پینے کو رکتے ہیں تھوڑا جاتا هی *

کبهي کبهي اگر کوئي هرن يا جنگلي سور لشکر کي کسي صف کے روبرو آتا هي يا جاتا هي تو ايک عجيب غل اور شور مچ جاتا هي کوئي لاٹهي مارتا هي کوئي گولي لگاتا هي سوار گهوڑے جهپٹاتے هيں اور برچها لگاتے هيں اپنے يا کسي دوسرے کے هاتهه پاؤں ٹوٹنے يا جان جوکهوں کا کچهه انديشه نهيں کرتے *

باوجود اِس تمام پريشاني اور بے ترتيبي کے هندوستاني فوج بسبب اپني هوشياري اور مستعدي اور بهت سي سبک هونے فوج کے کبهي سفر ميں دشمن کا چهاپه نهيں کهاتي *

انگريزوں نے جستدر لڑائياں لڑي هيں اُنميں ايک مثال بهي ايسي نهيں مليگي که کسي هندوستاني فوج کا اسباب اُسکي غفلت کے سبب سے بجز متواتر سخت کوچ کرنيکي ماندگي سے مغلوب هوجانے کے چهين يا کاٹ ليا هو ان بڑے بڑے بوجهل گروهوں نے اپني چالاکي اور اپني جنبش و حرکت کے پوشيده رکهنے سے بهت بڑے فائدے حاصل کيئے هيں چنانچه سلطان حيدر اور سلطان ٹيپو اور مرهٹوں نے انگريزي فوج کے چهوٹے چهوٹے ٹکڑوں پر ايسي حالت ميں که اُنکے بهت دور هونے کا اِطمينان رها هي حمله کرکے اکثر مغلوب کيا هي اور اکثر ايسي حالتوں ميں جبکه انگريزي جنرل اِس خيال ميں هوا هي که ميں اُنکو اُنکے ملک کي طرف بهگا رها هوں نهايت سخت گهاٹيوں اور دشوار گذار رستوں سے نکلکر اُنهوں نے اُس جنرل کي پشت پر ملک کو لوٹ ليا هي *

فرودگاه پر پهونچنے کے بعد اِس منتشر انبوه کا ايسا اچها انتظام اور بندوبست هوجاتا هي جسکي اُس پريشاني اور ابتري سے کسيطرح توقع نهيں هوتي هي چنانچه بڑے بڑے نشان گاڑ ديئے جاتے هيں جنسے هر سردار اور افسر کا مقام قيام معلوم هوتا هي اور هر شخص اپنے اپنے گروه اور صف کو پهنچان ليتا هي *

جب کمپو ٹهرتا هي تو اُسميں کچهه انتظام اور کچهه بے انتظامي دونوں هوتي هيں بازار لگتے هيں اور بهٹهياري [illegible] هيں [illegible]

اور قواعد دان لوگ تو صف باندھ کر پھرتے ہیں اور جو قواعد نہیں جانتے وہ تتر بتر پھر جاتے ہیں خیمے اکثر سفید ہوتے ہیں مگر اُن میں سرخ اور نیلی دھاریاں ہوتی ہیں اور بعضے بالکل سرخ یا سیاہ بھی ہوتے ہیں *

غریبوں کے پاس صرف کالی پیلی راوٹیاں ہوتی ہیں اور بعض وقت کمبل ہی تین نیزوں پر تان لیتے ہیں اگرچہ صاحب نیزہ سپاہی بہت کم ایسے رکھتے ہیں سرداروں کے خیمہ ایسے ہوتے ہیں جنمیں کئی کئی درجہ روغن‌دار ٹاٹ کے پردے پڑے ہونے سے بن جاتے ہیں بعضے خیمے کچہری کے اونچے اور وسیع ہوتے ہیں اور بعضے نیچے اور متوسط بعضوں میں اکہری اور بعض میں دوہری توری قناتیں ہوتی ہیں جنسے آڑ پردہ ہوتا ہی اور خاک دھول سے حفاظت ہوتی ہی *

اِن سب خیموں کے آپسمیں ایک سے دوسرے تک سائےدار راستہ قناتوں سے گھرا ہوا ہوتا ہی اور اُن خیمونمیں ہر قسم کے ساز و سامان جو امیروں کے محلوں میں ہونے چاہیئیں مہیا ہوتے ہیں البتہ مرہٹوں کا دربار بہ نسبت شہروں کے کنبوں میں بڑی خوبی کے ساتھہ ہوتا ہی مگر باوجود اِس شان و شوکت کے وہ اپنی عادت کے موافق کسی شی کی تکمیل پر توجہہ اور التفات نہیں کرتے چنانچہ یہہ ٹاٹ کے محل ایسے بری طرحسے ایستادہ کیئے جاتے ہیں کہ بعض موسموں کی آندھی اور مینہہ کی برداشت کرنیکے قابل نہیں ہوتے دریافت ہوا ہی کہ ایک مرتبہ سیندھیا کے تمام خاص خیمے آدھی رات کے وقت آندھی اور مینہہ کی شدت سے گر گئے اور اُنکی رانیوں وغیرہ نے کسی سپاہی کی راوٹی میں جو اُس مصیبت میں قائم رہی تھی رات بھر مصیبت بھگتی آجکے بزاز پر دوسرے دن کے کوچ و مقام کا حال فقیر یا گسائیں تمام کنبہ میں پکارتے پھرتے ہیں اور اِن سب باتوں سے سب کو مطلع کرتے ہیں کہ فلاں وقت اور فلاں سمت اور فلاں مقام کو کوچ ہوگا اور کوچ ہوجانے پر یہہ فقیر سب سے پہلے اُس مقام پر پہونچ کر بہیک مانگنے کو کھڑے ہوجاتے ہیں جہاں

سپاہي مبارک نشانوں کو دیکھکر منزل طي کرچکنے سے خوش ہوتے اور
بخشش کرتے ہیں *

لشکروں کي پرورش یعنے اُن کے کہانے خوراک کا سامان بڑے بڑے
بنجارے کرتے ہیں جو ایک ایسي قوم ہے کہ غلہ وغیرہ دور دور سے خرید
کرکے بیلوں پر لاد کر لاتي ہے اور تہوک بیوپاریوں کے ہاتھ بیچ
ڈالتي ہے *

تہوڑي پونجي والے بیوپاري اُس مقام کے پاس پڑوس کے دیہات
میں سے جہاں کمپو پڑا ہے خرید لاتے ہیں اور لشکر میں بیچتے ہیں
اس قسم کے کار و بار میں حاکم بہت کم دستاندازي کرتے ہیں اور
ہندوستاني فوج کي رسد رساني کا انتظام بخوبي ہوتا رہتا ہے *

کمپو کے آس پاس کے دیہات کے گردا گرد اگر متعاقبا پورے دائم نکلتے
جاویں تو وہ لٹ جاتے ہیں اور اُنکے باشندے جو کچھہ اُنسے چل سکتا
ہے اپنا مال متاع لیکر بہاگتے ہیں باقي لوٹ لیا جاتا ہے اور اُنکے گہروں
کے کیواڑ اور چوکہٹیں اور کڑیاں اوتار کر ایندہن کي جگہہ جلائي جاتي
ہیں اگر کچھہ بڑي بستي ہوتي ہے تو خزانہ کي تلاش میں کہدائي
بہي کیجاتي ہے اور چہوٹے گانوں میں بہي لوگ زمین کو ٹہوک ٹہوک
کر دیکہتے ہیں کہ کہیں غلہ کا کوئي کہتہ خانہ لگ جاوے یا اسي لوہے
کي نوکدار چہڑیاں جیسے آجکل بندوبست کے سروے کام میں لاتے ہیں زمین
میں گاڑتے اور اُسکو نکال کر سونگہتے ہیں کہ آیا غلہ میں گڑہی ہے یا نہیں
ایسي ہي باتوں سے ملک بہت جلد ویران ہوتا ہے اور جن قطعوں میں
فوج گذرتي ہے اُنمیں کے دیہات بالکل برباد اور مسمار اور خاک سیاہ ہو
جاتے ہیں اور مختلف زمانوں کے حوادثوں سے جو ہندوستان میں منتشر پائي
جاتي ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے قطعے جنمیں کسي زمانہ
میں کہیتي ہوتي تہي جنگل ہوگئے ہیں بڑے بڑے شہروں میں قلع
کے بہاگے ہوئے لوگ آکر بہر جاتے ہیں اور اُن شہروں کے گرد نواح کي کہیتي

بهت سر سبز اور شاداب اسوجهه سے هوتي هى كه اهل شهر گذرنے والي فوج كے افسروں سے عهد و پيمان كر ليتے هيں *

هندوؤں كي لڑائي كا نهايت بڑا جز جو بيان كرنے كے قابل هى وه توپ † كي لڑائي هى اس فن ميں هندو انگريزوں سے بهت زياده سبقت ركهتے هيں اُن تمام لڑائيوں ميں جو انگريزوں اور هندوؤں ميں هوئيں بهت سا نقصان انگريزوں كو اُنهوں نے پهونچايا هى علاوه توپ خانه كي لڑائي كے جو اُنكو زياده تر پسند هى نهايت مشهور طريقه اُنكي لڑائي كا سواروںكا عام حمله كرنا هى جس سے لڑائي كا بهت جلد خاتمه هو جاتا هى *

---

† توپ كے ايجاد ميں بهت اختلاف هى اِسكا حال كسي فارسي هندي كي قديم تاريخ ميں پايا نهيں جاتا بادشاهان غوري اور غزنين نے جب هندوستان فتح كيا هى اُنكي لڑائيوں ميں بهي توپ كا پتا نتها يهاں تك كه مغلوں كے ابتدائے عهد سلطنت ميں بهي اِسكا رواج نهيں تها اهل يورپ بهي اِسكے ايجاد ميں اختلاف ركهتے هيں لينى صاحب كا قول هى كه يهه جي اُن كي ايجاد هى انگلستان كے ملك ميں اِسكا رواج سنه ١٥٣٥ع ميں هوا اور پهر صاحب موصوف اپنے اِس قول كو ضعيف ٹهرا كر لكهتے هيں كه شهر كرسي كے محاربه ميں چار پانچ توپيں انگريزي لشكر ميں تهيں اهل فرانس نے اُسي لڑائي ميں پهلے پهل توپ كي آواز سني تهي اور مسٹر مزيرے صاحب نے لكها هى كه بادشاه اڈورڈ نے پانچ چار ضرب توپ سے فرانس كي فوج ميں تهلكه ڈالديا تها كيونكه اهل فرانس اِس سے ناواقف تهے محققوں كي رائے يهه هى كه اُس زمانه ميں اهل فرانس بهي واقف تهے ليكن بسبب بهاري هونے كے همراه نهيں لاتے تهے اور اهل جرمن كي رائے يهه هى كه توپ كي ايجاد بهت مدتوں پهلے اِس سے هوئي هى جسكا ذكر هوا ايلبرٹس اعظم نے سنه ١٢٥٠ ع ميں توپ ايجاد كي مسٹر ڈوشس صاحب سب سے عليحده هوكر يهه بيان كرتے هيں كه ستره سو برس هوئے كه چين ميں توپ ايجاد هوئي هى شاه كيٹي نے سنه ٥٥ ع ميں اسكو ايجاد كيا هى الحاصل توپ كي ايجاد كبهي هوئي هو مگر بهاري هونے كے سبب سے فوج كے همراه نهوتي تهي اور لوگ اُس سے لڑنا نهيں جانتے تهے اگرچه همايون اور اكبر كے وقت ميں رواج اسكا هوا ليكن اُسقدر نهيں هوا جسقدر كه دانايان يورپ نے اُسكو درجه غايت پر پهونچايا هى كه سوائے توپ كے كسي اور هتيار كي لڑائي نهيں رهي پس هم يقين كرتے هيں كه جب سلاطين مغليه نے هندوستان ميں توپ كا رواج ديا جب هي سے هندوؤں كے هاں بهي توپ كا استعمال شروع هوا مترجم

کوئي شی اس حمله سے زیاده شان‌دار نہیں هوسکتي سواروں کے سیلاب کے آهسته آهسته بهي امنڈ کر آنے کا ایک ایسا اثر دلونپر هوتا هی جو اور کسیطرح اُس قدر نہیں هوسکتا اور جبکه وه تیزي سے دوڑکر آتے هیں تو زمین کي دهمک اور هتیاروں کي چمک دمک اور بهالوں کي گردش اور هوا میں اُنکے پهریروں کا اوڑنا اور ایک جم غفیر کا سرعت کے ساتهه قریب انا ایسي شان و شوکت اور دبدبه کا اثر پیدا کرتا هی جس سے زیاده خیال میں نہیں اسکتا *

حمله کرنے کا طریقه یهه هی که وه یکبارگي مخالف کي فوج کے قلب اور بازوؤں پر ٹوٹ کر گرتے هیں اور جسطرح سے وه اس کام کو انجام دیتے هیں اُس سے اُنکے مخالف اهل یورپ بهي بعض اوقات حیران و ششدر رهے هیں في الحقیقت ایک قواعد نجانے والي فوج میں اس کمال کا هونا حیرت کي بات هی تمام فوج بگٹٹ گهوڑے دوڑاے هوئے دشمن کے لشکر پر سامنے سے آتي هی اور حمله کرتے وقت کچهه لوگ منتخب هو جاتے هیں که وه آتے آتے جب قریب آجاتے هیں تو بیچ میں سے مڑکر یکایک سپاه دشمن کے بازو پر اُس سے پہلے که اُسکے دلمیں اُنکے آجانے کا خیال آوے برچها هلاتے آجاتے هیں اگرچه یهه حملے بڑے شاندار هوتے هیں مگر با قاعده فوج پر جب تک که وه منتشر اور بکهري هوئي نہو یا توپ کي آتش باري سے چهدري اور تهوڑي نره گئي هو اُنکا کچهه اثر نہیں هوسکتا جیسا که هم پہلے بیان کرچکے هیں سواروں کي پرورش لگان کا سرکاري حصه ملک کے خاص حصوں میں مقرر کردینے سے هوتي هی اور اکثر سواروں کي پرورش سرکاري خزانه میں سے نقد روپیه‌ملنے سے هوتي هی کبهي فوج کے اعلی افسر کو علاوه اُسکي ذاتي تنخواه اور اُسکے ماتحت سرداروں کے تمام سواروں کي تنخواه خزانه سے ملجاتي هی اور وه تقسیم کرتا هی یا هر ایک سوار کو فرداً فرداً خزانه سے بلا واسطے ملجاتي هی یهه سوار جنکو خزانه سے بلا واسطه تنخواه

ملتي هی بہت اچھی شایستہ اور چست و چالاک ہوتے ہیں اور
اُنکو معمول سے زیادہ ترقي تنخواہ کي توقع ہوتي هی بعض گروہ اِن
سواروں کے ایسے ہوتے ہیں جنکي سواري میں سرکاري گہوڑے ہوتے ہیں
اگرچہ یہہ لوگ درجہ کم رکہتے ہیں مگر سرکار کے بڑے فرمانبردار اور
کارگذار ہوتے ہیں *

آج کل پیادوں کي بہت اچھي فوج وہ ہوتي هی جسمیں ایسے
غریب آدمي گنگا اور جمنا کے ضلعوں میں کے ہوتے ہیں جو صرف زر کے ہي
طالب ہیں اور اسیطرح سے وہ فوج جسمیں سندہ اور عرب کے لوگ ہوتے ہیں
جنمیں سے خاص کر عرب اکثر ایشیا کي اور قوموں میں دلاوري و تواعد
اور وفاداري میں بہتر ہوتے ہیں *

جس خاص طریق سے ہندوستاني محاصرہ کرتے ہیں اُسمیں منو کے
وقت سے ابتک کسي قسم کي ترقي نہیں ہوئي لوگ چھاتي کے بل زمین سے
چمٹ کر سمٹتے سمٹتے قلعہ کي فصیل تک جاتے ہیں اور زمین کہود کر اِس
ارادہ سے لیٹ رہتے ہیں کہ قلعہ داروں میں سے جو ہاتھہ آئی گرفتار کرلائیں
اور دمدمہ باندہ کر توپخانہ کو بتدریج اونچا کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اُس سے
ایسا گولہ لگاتے ہیں جس سے قلعہ کي فصیل کو کچھہ ضرر نہیں پہونچتا
بالکل چاروں طرف سے گہیر نے یا شبخون مارنے یا محصوروں کے ناکام
حملہ کرنے سے بہ نسبت باقاعدہ حملہ کرنے کے محاصرہ کا نتیجہ
حاصل ہوتا هی *

## ذکر تدبیر مملکت

زمانہ حال میں جو طریقہ حکومت اور تدبیر سلطنت کا هی اُسکا
بیان بہت سي مختلف صورتوں میں آیندہ کیا جائیگا اس مقام پر اُسکے
لکھنے کي کچھہ ضرورت نہیں *

# تیسرا باب

## اُن تبدیلیوں کا بیان جو قانونوں میں هوئي هیں

### تحریري قانون کي تبدیلیاں

هندوؤں کے قوانین کي بنیاد اب بهي منو کا مجموعه هی اُس کي مقدم باتیں آجتک غیر متبدل چلي آئي هیں *

باوجود اُن مقدم باتوں کے غیر متبدل رهنے کے الهامي لکهنے والوں کي مختلف کتابوں اور کم سند والے لوگوں کي بهت سي تفسیروں اور اُن زیادتیوں کے سبب سے جو ایک عرصه دراز کے گذرنے پر هوني لازم هوتي هیں قانون تحریري میں بهت سي تبدیلیاں واقع هوئي هیں اور بهت سے فرقه قانوني قایم هوگئے هیں اور اُنکي مختلف رایوں کي پیروي هندوستان کے مختلف حصوں میں جابجا هوتي هے یعني هر فرقه کي راے هرجگهه تسلیم نهیں کي جاتي بلکه کہیں تسلیم کیجاتي هی اور کہیں نهیں *

ان تمام فرقوں میں منو کي کتاب بجاے متن کے هی لیکن عمده عمده مفسروں نے جیسي کچهه اس کتاب کي تفسیر اور تغیر و تبدیل کي هی اُسکي بموجب تسلیم کیجاتي هی یهي سبب هی که بهت سي کتابیں قانوني مرتب هوگئي هیں اور ان کتابوں کے خلاصه بهي کئي گئي هیں اور هر خلاصه اس وجهه سے مستند سمجها جاتا هی که اُسکا مولف کسي نه کسي فریق قانوني سے متعلق هوتا هی *

بنگال میں بنگال کا قانوني فرقه علحده هی اور اگرچه هندوستان کے اور حصوں کے فریق اس فرقه کي عام رایوں سے اتفاق کرتے هیں لیکن پهر بهي وه چار علحده فرقه هیں ایک فرقه متهلا یعني شمال و بہار کا فرقه دوسرا بنارس تیسرا مهاراشترا یعني مرهٹوں کے ملک کا فرقه چوتها دراودا یعني دکن کا فرقه *

اعلی اور ادنے ذات کے لوگوں میں شادیوں کے ناجایز کرنے میں یہہ سب فرقہ اتفاق رکھتے ہیں اور متوفی بہائیوں کے واسطے اولاد پیدا کرنے کے طریقے اور اُن تمام قسموں کی بیٹوں کے پیدا کرنے کی رواج کو جسکا تذکرہ منو کے مجموعہ میں ہی یہہ سب فرقے جایز نہیں رکھتے صرف حقیقی اور متبنی بیٹے کو روا رکھتے ہیں لیکن اکثر فرقے ایسی قسم کا متبنی بیٹا بھی روا رکھتے ہیں جسکا کچھہ ذکر منو کے مجموعہ میں نہیں ہی اور یہہ وہ بیٹا ہی جسکو بیوہ عورت اپنے متوفی خاوند کیطرف سے بوجہہ اصلی یا فرضی ہدایتوں کے جو اُسکا خاوند ایام حیات میں کرگیا ہو متبنی کرتی ہی اور بعضی فریق بیوہ عورت کو متبنی کرنے کا اختیار بلا لحاظ اُسکے متوفی خاوند کے ہدایتوں کے دیتے ہیں *

بخلاف منو کے تمام فرقے یہہ بات بھی قرار دیتے ہیں کہ تمام بیٹوں پر ورثہ بحصہ مساوے تقسیم ہو اور اکثر فرقے کسی کو بلا رضامندی اپنے بیٹوں اور بغیر اسبات کے کہ وہ ہر ایک بیٹے کی پرورش کا سامان درست کردے اپنی جائداد موروثی کے منتقل کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ سب فرقے جائز نہیں رکھتے کہ جایداد موروثی کی تقسیم تقسیم کنندہ کی مرضی یا اختیار مطلق سے ہو حتی کہ اپنی پیدا کی ہوئی جایداد کی تقسیم کرنے کی بھی ممانعت کرتے ہیں دروڈا فرقہ بیٹوں کو اپنے باپ کی تمام جایداد کی نسبت بیع و رہن وغیرہ کے وہی اختیار دیتا ہی جو باپ کو حاصل ہیں صرف اسقدر اختیار باپ کا اُسکے حین حیات بیٹوں سے زیادہ رکھا ہی کہ وہ اُس سے حظ زندگی کا جس طرح چاہی حاصل کرے † یعنی انتظام آمدنی و خرچ اُسکے اختیار سے ہووے *

سواے بنگالہ کے اور تمام فرقے اب بھی بعض صورتوں میں مورث کو وصیت نامہ لکھنے کا اختیار نہیں دیتے *

---

† ایلس صاحب کا قول مدراس کی لٹریری سوسئیٹی کے حالات کی کتاب صفحہ ۱۴

به نسبت منو کے زمانہ کے آجکل جو قانون رائج هی وہ تمام معاملوں میں بہت منصل هی چنانچه زمین کي اکثر کئي قسمیں بیان کي گئیں هیں اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان میں جو تعلقات هیں اُنمیں سے بعضے تعلق قرار دیئے گئے هوں *

مختار یا وکیل کرنے کي اجازت دي گئي هی اور عذر داري کے قواعد قائم کیئے گئے هیں جنکي سر ولیم جونز صاحب نے بہت تعریف کي هی † *

پنچایت کے مختلف طریقے ٹهرائے گئے هیں هرچند پرانے قوانین کي بہت سي بیڈهنگي جاهلانہ باتیں اب بهي موجود هیں لیکن قانون رائج الوقت میں زمانہ حال کي صاف علامتیں پائي جاتي هیں کیونکه منو کے مجموعه کے قدیم زمانہ کي نسبت مقدموں کے دائر اور تجویز کرنے کے طریقوں میں زیادہ تر تجربه اور لوگوں کے باهمي کارو بار اور معاشرت کي زیادہ پیچیدہ حالت پائي جاتي هی *

لیکن اور ترقیاں جو قانون تحریري میں واقع هوئي هیں وہ اصلي متن کي خوبي اور عمدگي سے کچهه مناسبت نہیں رکهتیں اِس لیئے هندوؤں کا رائج الوقت قانوني مجموعه ایشیا کے اور قانونوں پر وہ فوق اور بزرگي اب نہیں رکهتا جو قدیم زمانہ میں وہ اپنے همعصر مجموعوں پر رکهتا تها *

## قانون کے عمل درآمد کي تبدیلیاں

قانون کي عبارت میں بغیر کوئي تبدیلي کیئے بہت سي بڑي تبدیلیاں کي گئي هیں مثلاً شادي کے آٹهوں طریق اب بهي جائز هیں لیکن صرف ایک طریق همیشه عمل میں آتا هی اور یہه وہ طریق هی جسکو عقل پسند کرتي هی اور اور قوموں کے طریقه کے مطابق هی *

## قانون فوجداري

قانون فوجداري بهي اپني اصلي حالت پر رهنے کے سبب سے جو نہایت بري هي استعمال سے خارج هوگیا هی اور غالباً اسکے استعمال اوٹهه جانے

† خلاصه قوانین هنود مراده کالبروک صاحب کے دیباچه کا صفحه ۱۹

کي وجهه وهي معلوم هوتي هی جس سے اکثر باتیں قانون دیواني کي خارج هوگئي هیں اور بجاے اُسکے ایک طرحکا رسمي قانون قائم هوگیا هی بلکه حاکم اپني مرضي کے موافق عمل درآمد کرتا هی *

هندوؤں کي کوئي گورنمنٹ مستقل عدالتوں کے ذریعه سے ایک معین قاعده پر داد رساني کرنے کیطرف جسکي هدایت منو کے مجموعه میں کي گئي هی اور جن عدالتوں کا ذکر معه اُنکے اختیارات مختلفه کے منو سے پچھلے † مورخوں نے لکھا هی متوجهه نهیں هوتي اُن عدالتوں کي جگهه کچهه تو وه کمیشن یعني کمیٹیاں قائم هوگئي هیں جنکو راجه سرسري طور سے مقرر کرتا هی اور اکثر ایسا هوتا هی که اهل دربار میں سے کسي کي خاطر سے راجه کمیٹي مقرر کرنیکي اجازت دیدیتا هی اِن کمیٹیوں میں ایسے لوگ هوتے هیں جو دربار کے موافق مطلب کے هوتے هیں اور کسیقدر اُن عدالتوں کي جگهه پنچایتیں قائم کیجاتي هیں یهه پنچایتیں کبهي تو راجه کي اجازت سے اور کبهي صرف فریقین کي مرضي سے مقدمونکا فیصله کرتي هیں باوجود گورنمنٹ کي غفلت کے اِن پنچایتوں کا اثر اُس اختیار کے سبب سے جو منو نے قرضخواه کو قرضدار پر دیا هی کسیقدر اب بهي هوتاهی جو اختیار قرضخواه کو اب بهي حاصل هی اُسیکے سبب سے قرضدار جو قرض ادا کرنے سے اِنکار کرتا هی اس بات کے قبول کرنے پر مائل هوتا هی که قرضخواه کے دعوي کي تحقیق و ثبوت بذریعه پنچوں کے کرا وے *

بهر حال اِسبات میں کچهه شک نهیں هوسکتا که هندوؤں کي سلطنتوں میں اِس زمانه میں به نسبت قدیم زمانه کے جسقدر همکو کچهه علم هی وه داد رساني بهت بري طرح هوتي هی جو عدالتدیواني کے ذریعه سے هوني چاهیئے *

---

† ملاحظه کرو کالبروک صاحب کي تحریر جو درباب عدالت هاے هنود کے اُنهوں نےشاهي ایشیا تک سوسئیٹي کے حالات کي جلد ۲ صفحه ۱۶۶ میں مشتهر کي هی

## ذکر قوانین خاص کا

علاوہ منو کے اُن قواعد کے جو پچھلے زمانہ میں تبدیل ہوگئے بہت سی خاص خاص رسمیں اب دیکھنے میں آتی ہیں جنکا منو کی قواعد میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا ان رسموں میں سے اکثر رسمیں بے حقیقت سمجھی جاتی ہیں لیکن بعضی رسمیں بڑے بڑے معاملوں سے علاقہ رکھتی ہیں غالباً وہ اُن قانونوں کا بقیہ ہیں جو منو کے مجموعہ یا برہمنوں کے اختیار سے پہلے اُنہی قوموں میں جاری تھے جنمیں وہ رسمیں اب موجود ہیں بڑا ثبوت اسبات کا ملک ملیبار کے نیر قوم کے لوگوں میں پایا جاتا ہی اُنمیں ہر ایک بیاہی ہوئی عورت کو بلا کسی قسم کی بندش اور رکاوٹ کے اپنی ذات کے آدمیوں کے ساتھہ یا آپ سے برابر درجہ کے لوگوں کے ساتھہ ہمصحبت ہونے کا اختیار ہی اور اس کھلی چھوٹ میں اولاد پیدا ہونے کے سبب سے یہہ قاعدہ معین ہی کہ کسی شخص کی اولاد اُسکی وارث نہیں ہوتی بلکہ اُس شخص کی بہن کی اولاد کو ورثہ پہونچتا ہی † *

# چوتھا باب

## مذہب کی موجودہ حالت

### منو کے زمانہ سے ابتک جو تبدیلیاں ہوئی ہیں اُنکا بیان

جو بڑی بڑی تبدیلیاں منو کے زمانہ سے مذہب میں ہوئی ہیں وہ یہہ ہیں

توحید کی اصول سے غافل ہو جانا *

بعضے دیوتوں سے غفلت کرکے نئے دیوتے ٹہرا لینا *

ایسے اشخاص ذاتی کی پرستش کا رواج جنمیں صفات باری فرض کرلیں ہیں *

---

† الفنسٹن صاحب کی تاریخ کی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲

فرقوں کی کثرت اور ترقی هو جانا اور بعض دیوتوں سے انحراف کرکے
بعض کی بہت سی تعظیم و تکریم کرنا *

بیدوں کے بجاے نئے نئے مسئلوں کے مجموعہ کا رواج دینا اور درویشوں
کے فرقوں کو ایک مذهبی عظمت حاصل هونا *

هندوؤں کے مذهب کی تبدیلیوں کی خاصیت اُنکے مذهب کی
موجودہ حالت سے جسکا بیان کرنا لوگوں کے معمولی کار و بار اور معاملات
کے سمجھنے کے لیئے ضرور هی معلوم هو جاویگی *

بجز هندوستان کے کوئی ملک ایسا نہیں معلوم هوتا هی جسمیں
مذهب هر دم لوگوں کے پیش نظر رهتا هو چنانچه هر شہر میں هر قسم
کے معبد گردوارہ سے لیکر جسمیں بت هوتے هیں بڑی عالیشان برج اور
ستون اور صحن والے مندروں تک هوتے هیں ان مندروں میں پرستش
کرنے والے بلا ناغا آتے جاتے اور پھل پھول اور هار بتوں پر چڑهاتے رهتے هیں
دریا اور مصنوعی تالابوں کے کناروں پر ( کیونکہ کوئی شہر ایسا نہیں هی
جسمیں دریا یا تالاب نہو ) پختہ سیڑهیاں پانی میں اُتری هوئی هوتی
هیں اُنپر صبح سے کچھہ دن چڑھے تک لوگ کلی دتون اور اشنان اور
پوجا پات کرتے رهتے هیں دنمیں مندروں کے اندر گانا بجانا اور حسین و
جمیل لعبتان هند کا جھرمٹ جو اچھے اچھے لباس فاخرہ پہنے بناو سنگار
کیئے هوئے دنڈوت کرتی پھرتی هیں دل لبھاتا هی اسی قسم کے موقعوں پر
برهمن اور اور لوگ گذرتے هیں اور اکثر سواریاں کسی خاص رسم کی
تقریب میں باجے گاجے اور دهوم دهام کے ساتھہ نکلتی هیں ان سواریوں
میں سنگهاسنوں پر مندر اور رتهہ وغیرہ کے نہایت خوبصورت اور خوشنما
شکلوں کے اندر جو نہایت ارزاں اور کمزور چمک دمک رکھنے والے مصالحوں
کی بنی هوئی هوتی هیں مورتیں رکھی هوتی هیں *

شہروں سے کچھہ فاصلہ پر بھی آباد مقاموں میں همیشہ مندر بنے
هوئے هوتے هیں اور اکثر دریاؤں کے کناروں پر اور گنجان درختوں کے بیچ

میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھي مندر هوتے هیں اور نہایت وحشت
ناک جنگلوں میں بھي ایک درخت کے نیچے پتھر کي پندي اُسور سندور
لگا هوا اور درخت میں هار لٹکتا یا ایک چھوٹي سي جھنڈي درخت
کي چوٹي پر کھڑي هوئي مسافر کو آگاہ کرتي هی که یہہ پرستش کا پاکیزہ
مقام هی *

سڑکوں پر جاتریوں اور کانورتھیوں اور فقیروں کے گروہ کے گروہ ملتے هیں
فقیروں اور جاتریوں میں فرق اور تفاوت فقیروں کے لباس اور جاتریوں کے اُس
دیوتا کي کچھہ نشاني پاس رکھنے سے جسکے تیرتھہ کو وہ جاتے هیں اور
ایک دوسرے کو دیکھکر اُس دیوتا کے نام کي جی بولنے سے هوتا هی سال
بھر کے اندر جو بہت سے تیوهار آتے هیں اُنکو رئیس اور امیر هندوستان کے
بڑي دھوم دھام سے رچاتے هیں اور طرح طرح کي اپني نمود اور شان دیکھاتے
هیں اور غریبوں میں بھي کچھہ نمایش اور دعوتیں وغیرہ هوتي هیں *

برت نیم کے دن اور اور بڑے بڑے میلے خاص کر غریبوں کے واسطے مقرر
کیئے گئے هیں کیونکه ایسے موقعوں پر وہ کوسوں سے آکر جمع هوتے هیں اور
آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے هیں *

جو جو کچھہ هوتا هوا هم دیکھتے هیں وہ سب اگرچه مذهب کي
رو سے قایم هوتا هی لیکن اُسمیں مذهب کي پابندي بہت کم هوتي هی
اس حالت میں بھي اگر حقیقت پر نظر ڈالي جاوے تو شروع زمانه سے
ابتک مذهب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا هی *

لیکن هندوؤں کے معبود اب وهي نہیں رهے هیں جو پہلے تھے بجاے
توحید کے جسکو بید نے بطور ایسے سچے مذهب کي تعلیم کیا هی که
جنمیں تمام اوتار شامل هیں بہت بڑے بڑے دیوتوں کي پرستش اور
بتپرستي کا طریقه قایم هوگیا هی اگرچه توحید کو لوگ هر جگهه بالکل
نہیں بھول گئے لیکن بجز حکما اور علماے الہیات کے کوئي شخص توحید
کي بطور خود مستقل پیروي نہیں کرتا *

اگرچہ بید کے پیرووں نے عناصر کی پرستش اور قدرت کی قوتوں کی عبادت پر جو شروع شروع میں رائج تھی در گذر کی اور خداے تعالی کی اصلی حقیقت کے علم سے آگاہ ہوئے اور ہر چند کہ اُنکو اپنے مسائل کے شایع کرنے کی خواہش ہوئی لیکن وہ عام عقیدوں میں خلل انداز نہوئے بلکہ اُنہوں نے قدیم رسموں کی تعظیم و تکریم سے یا پوجاریوں کے فائدوں کے لحاظ سے جن سے نہایت روشنضمیر برہمن بھی کبھی بیغرض اور آزاد نہیں معلوم ہوتا آمادہ ہوکر اُنہیں دیوتوں کی پرستش کو جو رائج تھی جاری رکھا اور اُن دیوتوں کو خداے حقیقی کے ظہور اور اوتار سمجھہ لیا لیکن اُنہوں نے کوئی مندر نہیں بنایا اورخداے حقیقی کی پرستش کا کوئی خاص طریقہ نہیں ٹھہرایا پس نتیجہ اسبات کا وہ ہوا جو انسان کی ناقص خلقت سے متصور ہی یعنے بید کے پیرووں کے مذہب کے جو اجزاء ظاہری تھے وہ اُن اجزا باطنی پر غالب آئے جو زیادہ دقیق اور سنجیدہ تھے حاصل یہہ ہی کہ جو طریق دیوتوں کی پرستش کا زمانہ سابق میں مروج تھا وہ جڑ پکڑ گیا اور دلاوروں کی پرستش کی رواج سے جنمیں دیوتاؤں کی سی صفتیں تھیں اور بھی زیادہ خراب ہوگیا اور جب ان دلاور دیوتوں کی نوبت آئی تو یہہ اُن اصل دیوتوں سے جنکی ذات سے انکو صفت دیوتائی کی حاصل ہوئی تھی سبقت لیگئے *

## بیان پوران کا

اس نئے مذہب کی مقدس کتابیں اٹھارہ پوران ہیں جنکے پیرو کہتے ہیں کہ یہہ کتابیں بیاس جی کی تالیف ہیں جو بید کے مصنف تھے لیکن حقیقت میں اُنکو آٹھویں اور سولھویں صدی کے درمیان میں متفرق مقاموں میں مختلف مصنفوں نے تصنیف کیا گو بعض بعض مقاموں میں زیادہ پرانی باتیں اور قدیمی کیفیتیں پائی جاتی ہیں ان کتابوں میں دیوتاؤں کے نسب نامہ اور دنیا کی پیدایش کے حالات اور حکمت کی باتیں اور مذہبی مسائل اور عام نسب نامہ اور تاریخوں کے ٹکڑے اور بیشمار

انسانے جو دیوتاؤں اور داناؤں اور بہادروں کے کاموںسے متعلق هیں مندرج اور
مذکور هیں منجملہ ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل
کے اثبات اور استدلال کے لیئے لکھي گئي هیں اور تمام کتابوں میں جو هر ایک
فرقہ کے انسانے بھرے هوئے هیں اس سبب سے وہ سب کے سب ایک
ایسا مجموعہ نہیں هیں کہ اُسمیں ایک کتاب کو دوسري کتاب سے کچھہ
تعلق اور مناسبت هو وہ هرگز اس ارادہ سے تالیف نہیں کي گئیں تہیں کہ
اُنسے کوئي عام طریقہ مذهب کا قایم هووے لیکن باوجود اسکے وہ سب
بہت بڑي سند مذهبي سمجھي جاتي هیں اور جو کہ انہیں کتابوں سے
هندوؤں کا حال کا مذهب قایم هوا هی اسلیئے کچھہ جاے تعجب نہیں
هی کہ هم اُسمیں ایسي ایسي باتیں پاتے هیں جو باهم مخالف هیں *

## اِسوقت کے معبودوں کا بیان

جیسا کہ هم لکھہ چکے هیں اب بھی هندو ایک وجود مطلق کے قایل
هیں جس سے تمام مخلوق پیدا هوئي یا جسکے مادہ سے ساري کائنات
وجود میں آئي کیونکہ اُنکے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک هي
هی لیکن مختلف دیوتوں اور دیبیونکي پرستش کرتے هیں جنکي تعداد
معین کرني غیر ممکن هی مگر بعض حسابوں کے بموجب جنسے هندوؤں
کا معمولي مبالغہ ظاهر هی اُنکي تعداد تینتیس کرور هی اُن میں سے اکثر
مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواحیں هیں جنکي شمار لاکھوں سے هوتي
هی اور وہ کوئي خاص نام یا خصلت نہیں رکھتے *

منصلہ ذیل سترہ بڑے بڑے دیوتے هیں شاید یہہ وہ دیوتے هیں جنکو
لوگ عموماً ایسا تسلیم کرتے هیں کہ اُنکے نام علحدہ علحدہ هیں اور وہ
صفات الهیہ رکہتے هیں اسي سبب سے پرستش کے مستحق هیں † *

اول برهمہ یعني خالق

دوسرے بشن یعني حافظ *

---

† کینیڈي صاحب کي کتاب تحقیقات هندوؤںکے دیوتوں کي صفحہ ۳۵۷

تیسرے شب یعني نیست و نابود کرنے والا *

اور اُنکي علحدہ علحدہ دیبیاں بهي هیں اُنکو دیوتوں کے حالات کے بیان کے بموجب اُنکي بي بیاں مانتے هیں اور هندوؤں کے علم الهیات کے مسائل کے موافق اُنکو ایسے قوائے فاعلیہ سمجهتے هیں جیسے تریود یعني تینوں دیوتوں کے افعال صادر هوتے هیں اور یہہ اُنکے نام هیں *

چوتهے سرستي پانچویں لچهمي چهٹے پاربتي جسکو دیبي بهواني درگا بهي کهتے هیں *

ساتویں اندر یعني بلند اور نهایت هلکي هوا اور آسمانونکا دیوتا

آٹهویں ورن یعني پانیوں کا دیوتا *

نویں پون یعني نیچے کي هوا کا دیوتا *

دسویں اگني یعني آگ کا دیوتا *

گیارهویں یاما یعني دوزخ کے طبقوں کا دیوتا اور مردوں کے حساب کتاب عذاب ثواب کا نباو کرنے والا *

بارهویں کویرا یعني دولت کا دیوتا *

تیرهویں کارتکي یعني لڑائي کا دیوتا *

چودهویں کام دیو یعني عشق کا دیوتا *

پندرهویں سورج دیوتا *

سولهویں سوم یعني چاند دیوتا *

سترهویں گنیش یعني مشکلونکا رفع کرنے والا دیوتا اس دیوتا کے اس صفت کے سبب سے تمام مکانوں کے دروازوں پر اُنکي تصویر بنائي جاتي هی اور سب کاموںکے شروع میں تبرکاً اُنکا نام لیا جاتا هی *

اول کے تین دیوتوں یعني برهما بشن شب سے تریود یعني تثلیث قایم هوتي هی جسکے هر رکن کي خصلت جداگانه تو بخوبي ظاهر هی مگر اُنکے مفروضه یکتائي کا منشا پکے اعتقاد والے هندوں کے اس عام مقوله

یہی سمجھا جاسکتا ہی کہ تمام دیوتے ایک وجود مطلق کے مختلف اوتار ہیں † *

اگرچہ ایک زمانہ میں برهما کو کسیقدر وقعت اور فوقیت کا حاصل ہونا معلوم ہوتا ہی تریوری میں سے بھی ایک دیوتا ہی جسکا منو نے ‡ بیان کیا ہی لیکن اُسکی کبھی بہت پرستش نہیں ہوئی اب ہندوستان § میں اُسکا صرف ایک ہی مندر ہی اگرچہ روزانہ عبادت میں اُسکا نام جپا جاتا ہی مگر اُسکی جداگانہ پوجا بالکل معدوم ہوگئی ہی || *

برهما کی زوجہ سرستی سے جو کہ علم و فصاحت کی دیبی ہی لوگ اسقدر غافل نہیں ہیں جسقدر برهما کو بھولے ہوئے ہیں *

بشن اور شب کی پرستش کا حال اس سے بہت مختلف ہی چنانچہ ان دونوں دیوتوں اور اوتاروںکی پرستش اور مذہبی تعظیم آج کل ہندوستان میں بہت پھیلی ہوئی ہی اور ان دونوں کے انگنت معتقد ہیں اور ہر ایک کی قدر و منزلت نہایت گرمجوشی سے کرتے ہیں اور بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں جن میں سے بعضے تو شب کی مطلق الوہیت قایم کرتے ہیں اور بعضے برهما کی *

## شب یا مہادیو جی کا بیان

پورانوں میں شیو کا حال اسطرحپر لکھا ہی کہ وہ متوالے بالکل برہنہ سر منڈا ہوا لکڑی کی راکھہ کی بھبوت بدن پر ملے ہوئے انسانوں کی کھوپڑیوں اور ہڈیونکا زیور پہنے ہوئے بھوت پریت ساتھہ لیئے جنگلوں بنوں میں آوارہ اور سرگرداں کبھی روتے کبھی ہنستے پھرتے ہیں اور جو تصویریں

---

† کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات مذہب ہنود کی صفحہ ۲۱۱ اور کالبرک صاحب کی کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۷ صفحہ ۲۷۱

‡ کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات صفحہ ۲۷۰

§ ٹاڈ صاحب کی کتاب راجستان جلد ۱ صفحہ ۷۷۳

|| وارڈ صاحب کی کتاب در باب حالات ہنود جلد ۲ صفحہ ۲۱

اُنکي بنائي جاتي هیں وہ بهي انهیں خراب حالتوں کے مطابق هوتي هیں بلکه یهه اور زیادتي کرتے هیں که اُنکي تین آنکهیں بناتے هیں اور ایک هاتهه میں ترسول دیتے هیں اور اُنکي لٹیں سادهوؤں کي طرح پیچیده رکهتے هیں اور ایسي شکل بناکر بٹهاتے هیں جیسے کوئي نهایت اعلی درجه کے دهیان گیان میں مستغرق بیٹها هوتا هی یهه شبیه اُنکي اُن کهانیوں کے مطابق هی جو اُنسے منسوب هیں کیونکه اُنمیں بیان کیا گیا هی که مهادیوجي هر وقت دهیان گیان میں ڈوبے رهتے هیں اور جو کوئي شخص اُنکي اس کیفیت میں خلل‌انداز هونے کي مبادرت کرتا هی اُسکو اپني آنکهه کي حدت سے بهسم کر دیتے هیں اگرچه یهه حالات شب کے غارت اور معدوم کرنے کي خاص صفت سے مطابق هیں لیکن جس نشان کے ذریعه سے اُنکي پوجا هوتي هی اُس سے ظاهر هوتا هی که معدوم کرنے کي صفت کو نیا جنم دینے کي علامت سے تعبیر کیا هی *

اس زمانه میں اُس نشان کي جو صورت هی اُس سے وهي نشان پیدایش کي اصل کا مراد هی جسکا رواج اگلے وقتوں کے هندوؤں میں تها اب وہ ایک چهوٹا سا پتهر کا استوانه هوتا هی جو شب کے مندروں میں بجاے بت کے هوتا هی اُس سے جو اصلي مراد هی اُسمیں کچهه شبهه نهیں آتا شب کے نام کي بڑي بیرحمي کي یادداں هوتے هیں اگرچه شب کے ماننے والے پنڈت لوگوں کو دبا دهمکا کر اُنسے باز رکهنے میں کوشش کرتے رهتے هیں شب اور اُنکي زوجه پاربتي کي عظمت میں لوگ هرسال کے بعض بعض دنوں میں اپني دلي رغبت سے سخت ایذا اور تکلیفیں گوارا کرتے هیں یعنے بعضی اپنے اعضا کو مجروح کرتے اور بعضے اپني زبان میں چاقو چهید لیتے هیں اور بعضے شب کي سواریمیں اپنے جسم کو زخمي کرکے اُن زخموں‌میں تیر اور تلواریں گهسیڑ کر اور زنده سانپ چپٹاکر چلتے هیں اور بعضے ایک چکر کهانے والي ڈنڈي میں ایک ایسي رسي باندھ کر جس میں لوهے کا کانٹا هوتا هی اور اُس کانٹے کو پشت کي کهال

میں چھوڑکر اسقدر بلند معلق لٹکتے ہیں کہ اگر اُنکی کھال پھٹ جاوے
تو بیشک گر کر مر جاویں اور تسپر لوگ اُس ڈنڈی کے ذریعہ سے اُنکو
چکر دیتے ہیں † *

شب جو اپنے ہی مشغلوں میں مصروف رہتے ہیں اُس سے ظاہر ہوتا
ہی کہ وہ انسان کے کار و بار کی طرف بہت توجہہ نہیں کرتے ہیں اس
زمانہ کے ہندوؤں کے دیوتاؤں کے حالات سے پایا جاتا ہی کہ دنیا کی
حکومت کسی خاص دیوتا کے سپرد نہیں ہی اُس وجود مطلق کو بھی
جسکے مادہ سے دنیا پیدا ہوتی ہی اُس سے کچھہ غرض نہیں ہی لیکن
عوام کی راے بہ نسبت اُنکی تعلیم کرنے والوں کے زیادہ معقول معلوم
ہوتی ہی کیونکہ وہ اُس وجود مطلق اور اپنے معبود میں کوئی فرق
نہیں رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ انسان کے افعال کی نگرانی کرتا ہی
اور اس جہان اور اُس جہان میں نیک کو ثواب اور بد کو عذاب دیتا
ہی شب کا بیکنتھ ہمالیہ کے نہایت بلند چوٹیوں میں سے کیلاس پربت
پر جہاں ہمیشہ برف کا انبار جما رہتا ہی اور نہایت بلند اور گنجان
درختوں کا جھرمٹ ہی سمجھا جاتا ہی *

## ذکر دیبی یا بھوانی کا

شب کی زوجہ دیبی یا بھوانی کی پوجا اگرچہ کچھہ زیادہ نہیں تو
اُسقدر تو ضرور ہوتی ہی جسقدر شب کی پرستش ہوتی ہی اور اُسکی شکل
شب سے بھی زیادہ مہیب صورتوں میں ظاہر کیجاتی ہی اُسکی نہایت
نرم اور نازک صورت سے بھی جو اکثر جنوبی ہندوستان میں دیکھی جاتی
ہی ایک خوف اور ہیبت پیدا ہوتی ہی یعنی وہ ایک خوبصورت
عورت تو معلوم ہوتی ہی مگر شیر پر سوار ایسی ناک بھوں چڑھائے ڈراونی
صورت بنائے معلوم ہوتی ہی کہ گویا وہ کسی دیو یا راچھس کے قتل کرنے

† وارڈ صاحب کی ہندوؤں کے حالات [illegible] کی جلد تیسری صفحہ ۱۵ اور بشپ
هیبر صاحب کا جرنل روزنامچہ کی جلد [illegible] صفحہ ۷۷

کر جاتي هی جسکي زیارت کرنے کے لیئے اُسنے اوتار لیا هی لیکن دوسري صورت جو اپنے اپنے موقع پر بنائي جاتي هی جسکو بنگالي زیاده مانتے هیں ایسي هوتي هی که ایک مهیب شکل سیاه رنگ کي خون سے مونه لتهڑا کچهه لہو ادهر کچهه اودهر پڑا اِنسان کي کهوپڑیوں اور سروں کي مالا گلے میں ڈالے دانت نکالے سانپ بدن کو لپٹے هوئے غرض که هر قسم کا هیبتناک ایسا سنگار کیئے هوئے جو به نسبت کسي دیوتا یا دیبي کے زیاده تر غیظ و غضب سے نسبت رکهتا هی بنائي جاتي هی جن مقاموں میں ایسي صورت بنائي جاتي هی وهاں اُسکي پوجا کي رسمیں بهي اُس صورت کے مناسب ادا کیجاتي هیں سابق میں اُسپر اِنسان کي قرباني چڑهائي جاتي تهي † اور اب سمجها جاتا هی که حیوانوں کي قربانیاں جو اُسکے قربانگاه میں هوتي هیں اُن سے اب بهي وه خوش هوتي هی اُسکے اُس مندر میں جو کلکته کے قریب هی ایک مهینے میں ایک هزار بکریاں علاوه اور جانوروں کے گردن ماري جاتي هیں ‡ مقام بندا باشي کے مندر کے پوجاري جو اُس موقع پر واقع هی جهاں بندهیا چل کا سلسله دریاے گنگ کے کناره پر پهنچا هی فخریه کها کرتے تهے که دیبي پر اس کثرت سے جاندار چڑهائے جاتے هیں که کبهي خون خشک نهیں هونے پاتا هی *

اور سب پرستش کي باتوں میں دیبي کي پوجا دیوتوں کي پوجا سے مختلف نهیں هوتي مگر بعض اوقات ایسے انداز سے کیجاتي هی جس سے هندوؤں کے مذهب پر ایک بڑا احتمال بلکه اُسکي نهایت حقارت ظاهر هوتي هی اِس قسم کي پرستش سے وه مخفي دعوتیں همارا مقصود هیں جنکا پادریوں نے اپني تحریر میں اکثر حواله دیا هی اور کسي نے آجتک اُسسے اِنکار نهیں کیا یعني اِن دعوتوں میں دیبي کے پوجنیوالوں کا ایک فرقه مخصوص برهمن ( مگر برهمنوں هي پر کچهه حصر نهیں هی کیونکه پوجنیوالوں کے اُس فرقے میں هرایک ذات کے آدمي

† بابکر ٹیلر صاحب کي تحقیقات ایشیا کي جلد ٥ صفحه ٣٧١
‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد تیسري صفحه ١٢٦

شامل هوتے هیں ) عورتیں اور مرد جمع هوکر شراب و کباب کی مجلس کرتے هیں اور بدکاری کا حظ اوٹھاتے هیں اُنکی یهه حرکت زیادہ تو نفرت اور نفرین کے قابل اِس سبب سے اور بهی هوتی هی که وہ اُسکو مذهب کی آڑ میں کرتے هیں لیکن یهه جلسه نہایت کم شاذ و نادر وقوع میں آتا هی اور جهاں کهیں کبهی هوتا هی تو نہایت پوشیدہ اور پردہ میں هوتا هی مگر اچهے پکے هندو بهی اس برے رسم سے آگاہ هوکر اُس فرقه سے کچهه نفرت نہیں کرتے دیبی کے اِن معتقدوں کے سوا دیبی کی پرستش نکرنیوالے بعض تسم کے سادهوؤں میں سے ایسے سادہ بهی هوتے هیں جو اپنے آپ کو مذهبی اُمور سے غیر مکلف سمجهتے هیں اور جانتے هیں که هم جو جی چاهے سو کریں همسے کسی طرح کا مواخذہ نهوگا ان هی لوگوں سے هندوؤں کے مذهب کو بٹه لگتا هی اور اس سے بهی اِنکار نہیں هوسکتا که اُنکے دیوتوں کے حالات میں کہیں کہیں عیاشی اور نفسانیت کا رنگ ڈهنگ پایا جاتا هی جو خاص خاص میلوں اور دعوتوں اور مندروں اور کتابوں سے خصوصیت رکهتا هی هر شخص کو علی‌العموم معلوم نہیں هوتا چنانچه ایک غیر شخص برسوں تک هندوؤں میں رهکر اُنکے جلسوں اور مذهبی رسموں میں امد و شد رکهنے پر بهی کسیطرح کی کسافت اور نجاست اُنمیں هرگز ندیکهے گا مردوں اور عورتوں کے ملنے جلنے بیٹهنے اوٹهنے میں جو کچهه ادب اور قاعدے کی پابندی هندوؤں میں هی وہ عقل میں نہیں آسکتی اور اهل یورپ کے قیاس سے باهر هی *

## بشن اور اُنکے اوتاروں کا بیان

بشن کی شبیهه ایک خوبصورت سلیم اور حلیم طبع جوان آدمی کی سی جسکے تمام جسم کا رنگ نیلا اور اگلے زمانه کے راجاؤں کا سا لباس هوتا هی بناتے هیں علاوہ اِسکے بشن کی تصویر اُنکے دس اوتاروں کی مورتوں میں بهی بناتے هیں جنکا بیان هم اِس نظر سے کرتے هیں که هندوؤں کے قصه بنانے کی ذهانت معلوم هو جاوے *

پہلا اوتار مچھلي کا ھے جس سے بیدوں کا دوبارہ لوگوں تک پہونچانا
مقصود تھا کیونکہ اُنکو ایک دیو پاني کے طوفان میں بہا کر لیگیا تھا اور
دوسرا سؤر کا اوتار جسنے تمام دنیا کو جبکہ وہ سمندر کي تہہ میں بیٹھہ
گئي تهي اپنے دانتوں پر اوبھار لیا تیسرا کچھوہ کا اوتار جسنے ایک بڑے
پہاڑ کو سہارا دیا جسکي کہاني نہایت مشہور ھی چوتھا اوتار زیادہتر
انسان کي بھلائي سے تعلق رکھتا ھی چنانچہ ایک ظالم کافر ( ھرناکش )
اپنے بیٹے ( پرھلاد ) کو بشن کا معتقد ھونے کے سبب سے قتل کرنا چاھتا تھا
آخري وقت پر اُس ظالم نے اپنے بیٹے سے اُسکے اُس عزیز معبود کي تحقیر
کرکے جو ھر جگہہ ھردم موجود رھتا ھی مکان کے ایک ستون کي طرف
اشارہ کیا اور کہا کہ آیا وہ اس ستون میں بهي ھی جسکے جواب میں
اُسنے کہا کہ ھاں اس میں بهي ھی یہہ سنکر ھرناکش پیچ تاب کھاکر
اُسکے قتل کا حکم دینے ھي کو تھا کہ یک بیک وہ ستون شق ھوگیا اور
بشن ایک ایسي مہیب صورت بنائے باھر آئي کہ سارا جسم تو آدمي کاسا
اور سر اور پنجے شیر کے سے تھے نکلتے ھي اُس ظالم کو چیر پھاڑ کر پارچہ
پارچہ کرڈالا پانچواں اوتار یہہ ھی کہ ایک راجہ نے بہت سے جگ
اور بلدان اور ریاضتیں کرنے سے تمام دیوتوں کو مجبور کرکے زمین اور
سمندر پر قبضہ کرلیا تھا اور تمام دیوتوں کو فکر و اندیشہ تھا کہ ایکي بار
آخر جگ یا بلدان ادا کرنے کے بعد آسمان بهي اُسکے قبضہ میں آجاویگا
آخرکار بشن نے ایک برھمن کے لڑکے کي صورت میں اوتار لیا اور اُس
راجہ سے اپنے تین قدم بھر زمین مانگي راجہ نے اُسکے چھوٹے قد کو دیکھہکر
اور اس سوال پر مسکرا کر اجازت دیدي بشن نے پہلے قدم میں تو تمام
زمین اور دوسرے قدم میں سارا سمندر گھیر لیا اب تیسرا قدم بھرنا باقي
رھا اور راجہ بچن ھار چکا تھا اِسلیئے اُسکو نرک میں رھنے پر راضي کرکے
تیسرے قدم کا بچن معاف کیا چھٹا پرسرام اوتار ھی جو ایک نہایت
جري اور بہادر برھمن کا روپ تھا اِسنے تمام چھتریوں کي نسل کو نیست

و نابود کردیا ساتواں رام اوتار هی آٹهواں بالارام اوتار یهه بهی
ایک ازبس صاحب جرأت اور شجاع اور بهادر تها اسنے راچهسوں سے
دهرتی کو چهڑایا هی نواں بده اوتار یهه ایک جهوٹے مذهب کا تعلیم
کرنے والا تها جسکے روپ میں بشن نے دیوتوں کے دشمنوں کو فریب دینے
کے لیئے اوتار لیا تها یهه جو کها گیا هی که یهه اوتار جهوٹے مذهب کی
تعلیم کرنے والا اور دیوتوں کے دشمنوں کو بهکانے والا تها اس جهوٹے مذهب
سے بده کا مذهب سمجها جاتا هی کیونکه بده مذهب والے برهمنوں کے
دشمن اور صریح مخالف هیں دسواں اوتار ابهی نهیں هوا یهه آینده
هونے والا هی بشن کے اوتاروں میں رام اور کرشن اوتار (یهه کرشن اوتار
اُن دس اوتاروں میں شامل نهیں هیں) نے ایسی عظمت اور شهرت
حاصل کی هی که باقی اور سب اوتاروں کی گرم بازاری جاتی رهی کم سے
کم شمالی هندوستان میں اِن دونوں اوتاروں نے کچهه صرف اپنی اصل
یعنی بشن پر هی پرده نهیں ڈالا بلکه سواے شب اور سورج اور گنیش کے
تمام اُن اور دیوتوں کی پرستش پر جو اُصول دین میں داخل هیں اُنکی
پوجا بڑهکئی هی † *

## رام کا بیان

رام چندر اُنکی مدح کرنے والوں نے اپنی خام خیالی سے بشن
تصور کیا اودهه کے راجه تهے صرف دیوی ایک ایسے شخص هیں جنکے افعال
هندوؤں کی روایتوں میں کچهه کچهه تاریخانه پائی جاتی هیں مشهور
هی که اُنهوں نے اول اپنے باپ (راجه جسرت) کی سلطنت میں سے خارج
هوکر کئی برس تک ایک جنگل میں بنو باس کیا اور اُنکی رانی سیتا
کو راون راچهس اوٹها لیگیا رام نے اپنی رانی کے لیئے فوج فراهم کرکے اوس کی
راه لی اور جزیره لنکا میں گهس گئے جسکا راجه وهی راون راچهس تها

† ڈاکٹر ولسن صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا کی جلد ۷ صفحه ۲۸۰ اور
اسی کتاب کی جلد ۱۱ صفحه ۳۰ و ۲۰ میں [illegible] صاحب کا قول ملاحظه هو *

اور اُس سیتا کے ستانے والے پر کامل فتح حاصل کرنے کے بعد سیتا کو دوبارہ پایا اُس مہم میں رام کے معاون بندروں کی فوج ہنومان جی کے زیر حکومت تھی جنکی صورت اکثر مندروں میں بنی ہوئی ہوتی ہی اور دکھن میں اُسکی پوجا اُسیقدر کثرت سے ہوتی ہی جسقدر رام یا کسی اور نامی دیوتے کی ہونی چاہیئے مگر رام کا انجام اچھا نہوا کیونکہ اُنکی غفلت سے اُنکے بھائی لچھمن کی جنہوں نے ہرایک خطرہ میں رام کے ساتھہ جان لڑائی تھی جان گئی اور رام نے اپنی غفلت کی حرکت پر مطلع ہوکر بھائی کے فراق کے رنج میں آپکو دریا میں غرق کیا اور بقول ہندوؤں کے ذات باری میں پھر شامل ہوگئے لیکن اُنکی علحدہ پرستش ہونے سے ثابت ہوتا ہی کہ اب بھی اُنکا وجود علحدہ قایم ہے رام کی اصلی صورت کی شبیہہ بناتے ہیں جسکی علی‌العموم پرستش ہوتی ہی *

## کرشن کا بیان

رام کی پرستش سے بہت زیادہ اِن دوسرے فانی شخص کی جنہیں دیوتاونکی صفتیں مانی ہیں پوجا ہوتی ہی جو نہ بشن کے دس اوتاروں میں شامل ہیں نہ اُنکا راجہ یا فتحیاب ہونے کا کوئی دعوے قایم ہوسکتا ہے شہر متھرا کے راج بنس میں کرشن پیدا ہوئے لیکن ایک گوالیئے نے جو اُسی شہر کے نواح میں رہتا تھا ایک ظالم (راجہ کنس) کے پنجہ ظلم سے بچاکر اُنکی پرورش کی † کرشن کے اس زمانہ یعنی بچپن کے وقت کا ہندوؤں کی طبیعتوں پر غایت درجہ کا اثر ہوا ہی وہ کرشن کے بالے پن کی حرکات و سکنات مثل دودہ چرانے اور سانپوں کے مارنے کی تہوار رچانے سے کبھی سیر نہیں ہوتے اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کو خالق مطلق سمجھہ کر بالے پن کی صورت میں اُنکی پرستش کرتا ہی اسیطرح کرشن کی جوانی کا عالم جو اُنہوں نے گوپیوں کے ساتھہ ناچ رنگ کھیل کود بانسری بجانے میں بسر کیا اُنکی پرستش کرنے والی عورتوں میں ایک جوش خروش پیدا کرتا ہی کرشن پر کچھہ گوالنیں

---

† ٹاڈ صاحب کی کتاب راجستان کی جلد ایک صفحہ ٥٢٣

هي فریفته نه تهیں بلکه تمام هندوستان کي امیر زادیاں اور رانیاں جو اُنکا حسن و جمال دیکهتي تهیں مایل اور شیفته هرجاتي تهیں † *

جوں جوں کرشن کي عمر زیادہ هوتي گئي ویسے هي کار نمایاں اُنسے ظہور میں آتے گئے علاوہ اور کاموں کے کرشن نے ایک ظالم مذکور یعني کنس کو مغلوب کیا اور اُسکي سلطنت پر قبضه کرلیا لیکن غیر ملک کے دشمنوں سے تنگ هوکر اپني دارالسلطنت گجرات ‡ میں مقرر کي اور بعد اُسکے اُنهوں نے پانڈوں کے خاندان کي اُس لڑائي میں جو پانڈوں اور کورروں میں هستناپور کي سلطنت پر هوئي تهي اعانت کي § لوگ خیال کرتے هیں که هستنا پور دهلي کے شمال و مشرق میں اُس مقام سے چالیس میل کے فاصله پر واقع تها جہاں گنگا هندوستان خاص میں داخل هوئي هی *

اِس لڑائي کا بیان مہابهارت نام هندوؤں کي ایک نہایت عمدہ نظم کتاب میں جو بطور جنگ نامه کے هی لکها هی اور اُسمیں سب سے زیادہ بڑہ کر شجاعت اور دلاوري کرشن جي کي بیان کي هی اِس لڑائي میں پانڈوں کي فتح هوئي اور کرشن جي اپني راجدهاني کو گجرات میں واپس آئے اُنکا انجام بهي اچها نهوا کیوں که تهوڑے هي دنوں بعد وہ اپنے ملکي جهگڑوں میں پهنس گئے اور اتفاق سے ایک شکاري کے تیر سے جو ایک جهاڑي پر نشانه لگاتا تها مارے گئے || *

---

† دیکهو سرجونس صاحب کي تحریر کو جو ایشیا کے حالات کي کتاب کي جلد ایک صفحه ۲۵۹ اور جي دیرا کے راگ کے ترجمه کو که وہ هندوؤں کي دیهاتي نظم کا ایک عمدہ نمونه هی جلد ۳ صفحه ۱۸۵ کتاب مذکور بهي ملاحظه کرو

‡ دیکهو خلاصه مہابهارت وارڈ صاحب کي هندوؤنکي کتاب جلد ۳ صفحه ۱۲۸ اور پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱ میں اور کرنل رانورڈ صاحب کي تحریر کتاب مذکورۂ بالا کي جلد ۶ صفحه ۵۰۸ میں

§ دیکهو وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحه ۱۲۸ *

|| ٹاڈ صاحب نے اپني کتاب راجستان کے جلد ایک صفحه ۵۰ میں بحواله کسي هندوستاني تاریخ کے لکها هی *

هندو اپنے تمام دیوتوں میں سے کرشن جي کي نہایت تعظیم و تکریم قدر منزلت کرتے هیں اُن فرقوں میں سے جو اور سب دیوتوں کو چھوڑ کر بشن کو هي مانتے هیں ایک فرقہ صرف رام کي هي پوجا کرتا هی اگرچہ اس فرقہ میں بڑي قدر و منزلت کے لوگ جنمیں سے اکثر مذهبي محقق اور تپشیا کرنے والے هیں مگر اُنکي تعداد اور شهرت بشن کے اُس فرقہ کي بہ نسبت بہت هي تھوڑي هي جو صرف کرشن جي کي هي پرستش کرتا هی اس فرقہ میں تمام دولتمند اور عیاش اور قریب سب کے سب عورتوں کے اور هر درجہ کے بہت سے آدمي شامل هیں † کرشن جي کے بہت سے معتقد اس بات کي پچ کرتے هیں کہ کرشن جي بشن کا اوتار هي نہیں بلکہ خود بشن هیں اور وهي تمام مخلوق کے ایسے خالق هیں جو ابد سے هے اور ازل تک رهیگا ‡ بشن کے بڑے مشہور اور نامي اوتار تو صرف دس هي هیں مگر اِنکے علاوہ اور بہت سے اوتار ہوے جنکا کتابوں میں بھي ذکر هی هوئے هیں اور اور اوتاروں کے سبب سے جو خاص خاص مقاموں کے سدھ سنتھہ اور سورما هوئے هیں اور اُنکے معتقدوں نے اُنکو دیوتا مانا هی بشن کے اوتاروں کي تعداد اور بھي بڑھجاتي هی *

اِس قسم کي بیقیدي اور دیوتوں کے ساتھہ بھي برتي گئي هی یعني هندوؤں نے اور دیوتوں کي تعداد کي بھي کوئي حد نہیں رهنے دي چنانچہ کن دوبا جو مرهٹوں کا بہت بڑا دیوتا هی جسکي صورت ایک مسلح سوار کي سي بناتے هیں شب جي کا اوتار هی § مقام چینچور جو قریب شہر پونہ کے ایک بستي هی اسمیں برهمنوں کے خاندان کو گنیش جي کے ایک اوتار سے لقب حاصل هوا هی جنمیں سے ایک شخص کي ذات میں الوهیت موروثي سمجھي جاتي هی || *

---

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحہ ۸۵ و ۸۶

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحہ ۸۶ وغیرہ

§ کوٹ صاحب کي کتاب حالات بمبئي کے جلد ۳ صفحہ ۱۹۸

|| کالبروک صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ اور کپتان مور صاحب کي تحریر اِسي کتاب کي جلد ۷ صفحہ ۳۸۱

گانوں میں بھی خاص خاص دیوتے مانے جاتے ہیں جو اکثر اوتار بشن یا شب جی یا اُنکی دیبیوں کے ہوتی ہیں لیکن یہہ سب اوتار بشن کے بڑے بڑے اوتاروں خصوصاً رام اور کرشن جی کے مقابلہ میں محض بے حقیقت سمجھی جاتے ہیں *

بشن کی زوجہ لچھمی ہیں لچھمی کے مندر نہیں ہوتے مگر اُنکی بہت سی تعظیم و تکریم دھن دولت مال و متاع کے ہونے کے سبب سے کیجاتی ہی غالب یہہ ہی کہ ہندو اُنسے کبھی غافل نہوونگے *

## باقی اور دیوتون کا بیان

اور دیوتوں میں سے سورج اور گنیش جی کی نہایت عام پوجا ہوتی ہی اُنکے معتقد اور تمام دیوتوں پر اِنکو فرق دیتے ہیں اور اُنکی پوجا باقاعدہ ہوتی ہی غالباً گنیش جی کے مندر سواے شب جی کے اور دیوتوں کی بہ نسبت دکھن میں بہت زیادہ ہیں سورج کی تصویر رتھہ میں بناتے ہیں وہ ایک ایسا چہرہ ہوتا ہی جسکے گرد خطوط شعاعی کھچے ہوتے ہیں اور گنیش جی یا گنپتی جی کی صورت ایسی ہوتی ہی کہ سارا جسم تو ایک موٹے اِنسان کا اور سر ہاتی کا سا ہوتا ہی *

منجملہ سترہ دیوتوں کے جنکو ہمنے پہلے شمار کیا ہی اور اب اُن میں سے آتھہ کا بیان کرچکے نو دیوتا جو باقی رہی اُنکا مندر نہیں ہوتا البتہ اگلی وقتوں میں اُنمیں سے بھی اکثر کے مندر ہوتے تھے † اِنمیں سے بعضوں کے نام کے سالانہ تہوار ہوتے ہیں جنمیں اُنکی مورت بناکر پوجتے ہیں اور پوجا کرنے کے بعد دوسرے روز اُس مورت کو دریا میں بہادیتی ہیں اور بعضوں کا صرف نام ہی جپاجاتاہی ‡ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ اگلی وقتوں میں اب کی بہ نسبت اندر دیوتا کو بہت مانتی تھی جنکو بیکنٹھ کا حاکم اور دیوتوں کا راجہ سمجھا جاتا ہی اور حالات ایشیا کے ایک

---

† پرو فسر ولسن صاحب کی تحریر کتاب حالات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحہ ۲۰

‡ وارڈ صاحب کی ہندوؤں کے حالات کی کتاب کی جلد ۳ صفحہ ۲۹ وغیرہ

مشہور تحقیق کرنے والی یعنے جونس صاحب نے راجہ اندر کو هندوؤں کا جو پٹر قرار دیا هی مگر اس زمانہ میں اُنکی بہت کم پرستش هوتی هی *

کام دیو کا بهی ایسا هی حال هی کچهه اُسکی بهی گرم بازاری نہیں هی هندوؤں کے تمام دیوتوں میں سے یہہ دیوتا نہایت مرغوب اور پسندیدہ هی اس دیوتے کی اصلیت جیسیکہ اهل یورپ تجویز کرسکتے تهی بالکل ویسی هی هی یہہ دیوتا اپنی دایمی جوانی اور بیزوال کامل درجہ کے حسن و جمال کے سبب انسانوں اور دیوتوں پر غرض کہ دونوں پر تسلط رکهتا هی برهما بشن بلکہ تکر مند دیوتا شب جی بهی کام دیو کی پهولوں دار کمان کے اُن تیروں کے گهایل هیں جنکی بوریاں کلیوں کی هیں اُسکے مندروں اور کنجوں کا تذکرہ قدیم زمانہ کی کہانیوں اور نظموں اور سانگوں میں بڑی شان و شوکت سے هوا هی † اس سے بهی لوگ ویسی هی غافل هوگئی هیں جیسیکہ باقی نودیوتوں میں سے یاما دیوتا کی سوا اورونسی غفلت کرتے هیں یاما دیوتا کو سمجهتے هیں کہ آدمی کا مرنے کے بعد حساب کتاب اور نیاز یہی دیوتا کرتا هی اور اسی سبب سے اُس سے بہت سا خوف کهاتے هیں *

اِن سب دیوتوں کے علحدہ علحدہ بیکنتهہ جمیع نعمتوں سے معمور سونے چاندی اور جواهرات سے جگمگاتی هوئی اور هر ایک دیوتا کے خادم اور کار پرداز جدا جدا موجود هیں *

اندر دیوتا کی بیکنتهہ کا حال بہ نسبت اور دیوتوں کے بیکنتهہ کے مفصل بیان هی یعنے علاوہ سونے چاندی کے محلوں کے جنمیں بہت قیمتی جواهرات جڑی هوئے هیں بہت سی نہریں اور طرح طرح کے درخت اور چمن اور انواع انواع کے پهول کهلی هوئے هیں اور اُس بیکنتهہ کے بیچا بیچ میں ایک ایسا خوشبو دار درخت هی جسکی خوشبو تمام بیکنتهہ

† پرو فسر ولسن صاحب کی کتاب حالات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحہ ۲۰

میں پھیل رهي هی اور آفتاب سے بهي زیادہ چمکدار روشني سے منور هی
اور حور غلمان اُس میں انبوہ کے انبوہ هیں اور کئي قسم کے فرشته اُن
بیکنتهه باشیوں کي خدمت میں حاضر رهتے هیں جو هروقت رقص و سرود
نالے و نوش عیش و عشرت میں سرشار رهتے هیں *

## اچهي بري ارواحوں کا بیان

علاوہ فرشتوں اور نیک خو جنوں کے جو مختلف بیکنتهوں میں
رهتے هیں بہت سي اور قسم کي روحیں بهي هیں جو مخلوقات میں
پهیلي هوئیں هیں *

( سور بیر ) اُن دیوتوں کي قسم هی جو اپني ورثه یعني بیکهنته سے
محروم کئي گئي هیں اور تاریکي میں اُنکو ڈالدیا گیا هی مگر مخالفوں سے
مدت سے ورثه کي بابت لڑ جهگڑ رهی هیں اور یونانیوں کے دیوتوں
ٹائیٹنز سے † بہت مشابہت رکھتے هیں *

( دیت ) دیوؤں کي قسم هیں اور تعداد اُنکي اسقدر هی که اُنہوں نے
دیوتوں سے لڑنے کے لیئے لشکر فراهم کیئے اور لڑے *

( راچهس ) بهي بڑے بڑے قد والے اور بڑے موذي هوتے هیں اور
( پسیچ ) بهي اسي قسم میں سے هیں اگرچه قوت میں شاید اُن سے کمتر هیں
اور ( بهوت ) سب سے ذلیل اور بري ارواح هوتے هیں اور بهوت وہ روحیں
هیں جنسے انگریز بچوں کو ڈراتے هیں لیکن هندوستان میں هر فرقه کے
لوگ هر زمانه میں اُنکو ایک قسم کي مخلوق سمجهتے رهی هیں *

بیشمار دیوتوں کا بیان اب بهي باقي هی اگرچه وہ دیوتے عام طور پر نہیں
مانے جاتے مگر جداگانه خاص خاص فرقوں میں مانے جاتے هیں اور اُن
کي پرستش کے جواز سے کبهي کبهي برهمن انکار کرتے هیں یهه دیوتے

---

† یوناني بہشت اور زمین کي اولاد خیال میں قایم کرکے اُنکو ٹائیٹنز دیوتے
کہتے تهے اور بیبل کے یوراني اپنے ترجمه میں ٹائیٹنز سے دیو مراد هیں *

گانوؤں کے دیوتے هیں اور هرگانوں دو یا تین دیوتوں کو بطور † اپنے خاص محافظ کے پوجتا هی لیکن بعض اوقات اُن دیوتاؤں سے ایسے ڈرتے هیں که گویا وہ دیوتا گانوں کے دشمن اور اُسکے ستانے والی هوتے هیں اور یهه دیوتا رومیوں کے گهریلو دیوتوں سے مشابهت رکهتے هیں اور مثل رومیوں کے دیوتوں کے تمام قوم اُنکو خواہ ایسا دیوتا هونے کے سبب سے جو عموماً تسلیم کیا جاتا هی یا کسي خاص مقام کے اوتار هونے کے سبب سے دیوتا مانتي هے لیکن اکثر یهه دیوتے ایسے مردوں کي روحیں هوتي هیں جو پاس پروس کے رهنے والوں کے خیال میں بس جاتي هیں ان دیوتوں کے مندر یا مورتیں بهت کم هوتي هیں بلکه متي کا ایک تودہ بناکر اُنکي پوجا کیجاتي هی ‡ *

یهه بات ممکن هی که ادنے دیوتوں میں بعضے شودروں کے قدیم دیوتوں میں سے هوں جو برهمنوں کے مذهب قایم هونے پر بهي باقي رهی هوں § *

---

† یهه آفت هندوستان کے مسلمانوں میں بهي پهیلي هی اکثر پرانے قصبوں میں کسي فقیر کو جسکي قبر اُس قصبه کے نواح میں هوتي هی صاحب ولایت ٹهراکر اسکي قبر کي در حقیقت پرستش کرتے هیں صاحب ولایت سے یهه مطلب لیتے هیں که یهه صاحب گویا اس قصبه کے آباد رکهنے والی اور اُسکے اور وهاں کے باشندوں کے محافظ هیں ( مترجم ) *

‡ دیهات کے مسلمان بهي اسیطرح کرتے هیں اور کبهي کبهي ایک طاق بناکر اُسکو نذر نیاز چڑهاتے هیں ( مترجم ) *

§ ڈاکٹر هملٹن بکانن صاحب نے جبکه بنگال اور بهار کے بعضے ضلعوں کي پیمایش کي تو اِس مضمون پر بهت سي توجهه خرچ کي چنانچه اُنکو دریافت هوا که گانوؤں کے دیوتے عموماً وهاں کے ایسے آدمیوں کي روحیں هیں جو مظلوم مرے اکثر برهمنوں کي روحیں هیں جنهوں نے کسي ظلم کو باز رکهنے یا اُسکا انتقام لینے کے واسطے آپکو هلاک کیا یهه عبارت ایک قلمي نسخه میں سے جو لندن میں دفتر هندوستان میں موجود هی اور جسمیں سے کسیندر محمد مانٹگمري مارٹن صاحب نے مشتهر کیا نقل کیا گیا هی ( گانوں کے مسلمان بهي اکثر اُس ٹهرائے هوئے صاحب ولایت کو شهید مرد کے نام سے پکارتے هیں ) مترجم *

## بيان هندوؤں کے مذهب کي عام خاصيت کا

هندوؤں کے مذهب کا يهه احوال بطور ايک نمونه اور خاکے کے بيان هوا هي اور جو مفصل حالات اُس مذهب کے هيں پڑهنے والی کے دل ميں اُنکا ايک خيال پيدا کرنے کے ليئے اُنکے بيشمار ديوتوں کے افسانوں ميں سے بعض روايتوں کا بيان کرنا ضرور هی مثلاً ديوتوں اور ديووں کا سمندر کو امرت نکالنے کے واسطے باونا اور پهر ديوتوں کا اپنے شريکوں سے اُس هاتهه آئے هوئے امرت کے چهين لينے ميں شرارت کرنا اور ايک سدهه يعني خدا رسيده کي دعا سے گنگا کا بهشت سے نازل هونا اور شِب جي کے سر پر زور سے گرنا اور اُنکے پيچيده لٹوں ميں برسوں تک اُسکا چکر کهانا اور پهر آخر کار ايک بڑي ندي بنکر معه تمام مچهليوں اور سانپوں اور کچهوؤں اور مگر مچهوں کے جو اُسميں موجود هيں زمين پر گر کر بهنا اور گنيش جي کا بغير باپ کے ديبي پاربتي کي خواهش سے پيدا هونا اور گنيش جي کا شِب جي کے هاتهه سے تهوڑي دير کر اِسطرح پر قتل هونا که پهلے تو اُنهوں نے انکا سر کاٹ ڈالا اور پهر گهبراهٹ اور جلدي ميں جو پهلي هي دفعه هاتهي کا سر ملا وه اصلي سر کي جگهه لگا ديا ايسے ايسے قصه اور ديوتوں کے جهگڑے اور عشق و محبت اور رشک و حسد اور آدميوں اور ديوتوں سے اُنکا لڑنا اور شکست کهانا اور بهاگنا اور قيد هونا اور اپني خواهشوں کے پورا هونے کے ليئے کفاروں اور رياضتوں کا کرنا اور اُنکے هتهياروں کا بولنا ور اُنکا بهت سے رنگ روپ ميں هوجانا اور ايسے فريب اور دهوکے دينا جنسے اُنهوں نے اُن لوگوں کي عقل کو کهو ديا جنکو وه ديونا ضرر پهنچانا چاهتے تهے غرض که اِن سب باتوں کا بيان اُن باتوں کے بخوبي ظاهر کرنے کے ليئے جو مذهب کي نسبت هندو رکهتے هيں ضرور هي ليکن وه باتيں ايسي بيهوده هيں که وه اُس کاغذ کي قيمت بهي نهيں رکهتيں جو اُنکے بيان ميں صرف هو *

اِسبات کا بیان کرنا کافي هی که اِن دیوتاؤں کے گروہ کي عام صفت یہہ هی که اُنمیں نہایت بعید از قیاس اور ایسي باتیں بهري هوئي هیں جنکے آپسمیں کچهہ تعلق اور ربط نہیں هی یونانیوں کے دیوتے اِنسانوں کیصورت پر بنائے گئے تهے اور اُنکو بڑي بڑي قوت اور اختیار اور سامرتهہ یعني هر کام کي طاقت رکهنیوالا سمجها گیا تها اور اُنکے کام ایسے هوتے تهے جیسے که اِنسانوں کے کام اُس صورت میں هوتے اگر اُنکے بهي ایسي هي حالت هوتي مگر وہ دیوتا ایک ایسي قدرت و مرتبہ کے ساتهہ کرتے تهے جیسے که کمالیت کے درجہ کے قریب پہنچنے کے قابل هی بر خلاف اِسکے هندوؤں کے دیوتومیں بهي گو جذبات اِنساني پائے جاتے هیں مگر اُنکي صورت میں همیشه کچهہ نکچهہ هیبت ناک اور خلاف قدرت کي بات هوتي هی اور اُنکے چال چلن میں وحشت اور تلون مزاجي ظاهر هوتي هی اور رنگ اُنکے مختلف هیں کوئي سرخ هوتا هی اور کوئي زرد اور کوئي نیلا اور بعضوں کے بارہ سر اور اکثروں کے چار هاتهہ هیں اور وہ اکثر بلا سبب ناراض هوجاتے هیں اور بلا سبب راضي هوجاتے هیں بعض اوقات تو ایک دیوتا کو اِسقدر قوت هوتي هی که وہ صرف نگاہ هي پهیر کر اپنے دشمنوں کو تباہ کردیتے هیں اور جب چاهتے هیں اُنکو مغلوب کرتے هیں اور کبهي کبهي وہ هي دیوتا اپني مراد بر لانے کو بڑي بڑي فوجیں جمع کرنے پر مجبور هوتے هیں اور اُسپر بهي کامیاب نہیں هوتے † *

تینوں بڑے دیوتوں یعني برهما بشن اور شب کي قوتیں اگرچہ برابر اور غیر محدود هیں لیکن اُن قوتوں کا ایسي نا اِتفاقي سے عمل درآمد هوا هی که ایک تنازعہ میں شب نے برهما کا ایک سر کاٹ ڈالا ‡ اور نه اور دیوتا اُن تینوں دیوتوں کے اور نه وہ تینوں دیوتا آپسمیں ایک دوسریکے کسي

---

† شب اور جلندرا کا حال کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب کے صفحہ ۲۵۴ میں دیکهو

‡ کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب صفحہ ۲۹۵ اور واسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۲ کي شرح دیکهو

ترتیب کي بموجب تابع هیں چنانچه اِندر جسکو راجه بیکنتهه کا کهتے هیں اور یونانیوں کے دیوتا جوپٹر † کا همسر بتلاتے هیں کسي اور دیوتے پر کچهه اُختیار نهیں رکهتا ایسي ایسي باتوں کا اور اور بیڈهنگي باتوں کا سبب کسیقدر یهه معلوم هوتا هی که مختلف فرقے علحده علحده دیوتوں کي تعریف و ثنا اور عظمت کرني چاهتے هیں جو اُنکو جداگانه عزیز هیں لیکن چو که سب پران مستند هیں تو اُن روایتوں کو جنکي بنیاد پران پر هی هر فرقے کے عام اعتقاد سے علحده کرنا ممکن نهیں باایںهمه هندوؤں کے دیوتوں کي بڑي قداوري اور هیبتناکي اور عالیشاني اور اُن دیوتوں کے خیالات اور افعال کي اصلي خاصیت اور اُنکے لباس کے خاص طریقوں اور اُس آب و تاب اور زیب و زینت میں جو اُن دیوتوں کے هر چار طرف پائي جاتي هی کچهه ایسي شی موجود هی جسکا اثر طبیعت پر ضرور هوتا هی *

هندوؤں کے مذهب میں نهایت عجیب بیڈهنگي بات وه قوت هی جو بلدان اور مذهبي ریاضتوں میں سمجهي گئي چنانچه بذریعه ریاضت مذکور کے ایک تپیشوي یعني عابد چاهی جسپر بلکه دیوتے پر بهي بد دعا سے نهایت سخت عذاب پهونچا سکتا هی اور نهایت بد ذات اور ناخدا شناس آدمي اُنپر ایسا غلبه حاصل کرسکتا هی که جو جي میں آوے اُن سے کام لیوے بلکه اُن کے بیکنتهوں اور خود اُن کو اپنا مطیع کرلی چنانچه اندر ایک برهمن کي بد دعا سے اپنے بیکنتهه سے نکالدیا گیا اور ایک بلي

† جوپٹر کے لفظي معني بهشتي باپ کے هیں اور جو که جوپٹر کو بهشت کا مالک سمجها جاتا تها اِس لیئے تمام آسماني واقعات جیسے بارش اور آندهي اور بجلي اور گرج اُسیکے اختیار میں سمجهي جاتي تهي رومیوں کے اعتقاد کے بموجب جوپٹر کل مخلوقات کا منتظم اور واقعات آینده کا غیب دان تها اِسي سبب سے هر کام کے شروع میں اُسکي اِستعانت چاهي جاتي تهي یهه معلوم هوتا هی که جوپٹر اصل میں رومیوں کا دیوتا تها اور اِن هي اوصاف کے ساتهه یونانیوں کے هاں بهي اسي دیوتا مانا جاتا تها انجام کو یهه دونوں ایک سمجهے گئے

کے جسم میں حلول کرنے پر مجبور ہوا † بلکہ یاما دیوتا کی نسبت بھی جو مردوں کا سخت حساب کتاب اور نیاز کرنیوالا ہی ایک روایت میں بیان کیا گیا ہی کہ اُسکو ایک فعل کی وجہہ سے جو اُسنے بحیثیت اپنے عہدہ کے کیا برہمن کی بد دعا سے غلام کی جون میں آنا پڑا ‡ *

ظاہر ہی کہ ایک راجہ کے جگ اور بلدانوں سے تمام دیوتوں کو جو خطرہ اور ضرر پہونچنے کو تھا اُسکے دفعہ کرنے کے واسطے بشن جی نے پانچواں اوتار لیا اور ایک اور راجہ نے تینوں عالم کو حقیقت میں فتح کرلیا اور تمام دیوتوں کو بجز تین اعلی دیوتوں کے بھاگنے اور مختلف جانوروں کی صورت میں اپنے آپ کو چھپانے پر مجبور کیا § اور ایک تیسرا راجہ انسے بھی بڑھ کر رہا کہ اُسنے اِن دیوتوں کو اپنی پرستش کرانے پر مجبور کیا ‖ اِس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں اِنمیں سے ہمنے صرف چند بیان کیں بلاشبہہ یہہ سب باتیں اس غرض سے ایجاد ہوئیں کہ رسومات کی بجاآوری کی خوبیاں ظاہر ہوں اور اُس سے برہمنوں کی قدر اور اُنکو فائدہ زیادہ ہو لیکن یہہ سب پہلے زمانہ کی روایتیں ہیں اور جن خیالات سے کہ لوگ آج کل خداتعالی کی پرستش پر رجوع کرتے ہیں وہ خیالات نہیں ہیں اگلے زمانہ میں بلدانوں اور ریاضتوں سے جو مقصد حاصل کیئے جاتے تھے وہ اب اعتقاد سے حاصل کیئے جاتے ہیں اِس نئے قاعدہ کے پیرو بید پر اور تمام عبادت کے طریقوں پر جنکی اُس میں ہدایت اور تاکید ہی کچھہ مخفی طور پر حقارت سے نظر نہیں کرتے جو کہ کوئی مذہب اخلاق سے بالکل خالی نہیں ہوتااسلیئے اِس نئے قاعدے کی پیروی کرنے والے پاک صاف طور سے زندگی بسر کرنے

---

† وارڈ صاحب کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۳۱

‡ وارڈ صاحب کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۵۸

§ کینیڈی صاحب کی تحقیقات کی کتاب صفحہ ۳۶۸

‖ وارڈ صاحب کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۷۵

یعني گناہ نکرنے کي تعلیم کرتے ھیں اگرچہ نیک کاموں کي ھدایت نہیں کرتے لیکن جزو اعظم اس نئے مذھب کا یہہ ھی کہ فرقہ کے گرو کے خاص دیوتا پر تمام توکل اور بھروسہ رکھا جاوے اُس دیوتا پر بڑا اعتقاد اور بھروسہ رکھنے سے اور تمام نقص اور قصور دور ھوجاتے ھیں اور بغیر اس توکل اور اعتقاد کے جسپر تمام باتوں کا حصر سمجھا گیا ھی کسي رسوم مذھبي یا قواعد اخلاق پر توجہہ کرنے سے کچھہ حاصل نہیں ھوتا یہہ مذھب بھاگوت گیتا میں بیان اور تعلیم ھوا ھی اور اس کتاب کو کالبروک صاحب اِس مذھب کے فرقہ کي اصول کي کتاب سمجھتے ھیں *

ھندوؤں کے مذھب میں یہہ ایک غیر مترتب بات ھی گو اسي مذھب پر بالکل موقوف نہیں کہ دیوتوں کا زمانۂ حیات معین ھی چنانچہہ مدت دراز کے جگ کے اختتام پر دنیا معدوم ھوجاتي ھی اور تریوت یعني برما بشن مہیش اور تمام اور دیوتے عدم کي راہ لیتے ھیں اور صرف تمام سببوں کا سبب اول یعني خدا تعالے بے انتہا خلا میں باقي رھتا ھی اور بعد مدتوں کے گذر جانے کے خدا تعالی کي قوت پھر حرکت میں آتي اور تمام مخلوق انسان اور دیوتے سب پھر پیدا ھو جاتے *

کوئي شخص اسبات کو بمشکل یقین کریگا کہ اسقدر جاھلانہ اور طفلانہ کھانیاں جنمیں سے اکثر کا اوپر بیان ھوا نہایت قدیم اور نہایت نصف وحشي زمانوں کي باقیات نہیں ھیں لیکن باوجود اسکے کہ مذھب عیسائي کي اصلیت بہت مقدس اور عمدہ تھي مگر علم کے زوال پکڑنے پر اس مذھب میں بھي ایسے ھي ذلیل اور معیوب باطل خیالات کا داغ لگنے سے باز نہیں رھا اور اسلیئے ھم بھي یقین کرلیں جیسا کہ نہایت آگاہ دل مشرق کے لوگ یقین رکھتے ھیں کہ مذھب ھنود کسي زمانہ میں بہت زیادہ خالص تھا اور تمام اور علموں کے زوال پکڑنے سے یہہ بھي اپني موجودہ حالت میں تنزل کرگیا *

اوپر کے بیانونمیں همنے اور ملکوں کے مذهب کا حواله دینے سے اجتناب کیا هي یهه بات ممکن هی که قدیم حالات کي تحقیق کرنیوالے لوگ اب بهي هندوؤں اور یونانیوں یا مصریوں کے دیوتوں کے درمیان میں کوئي تعلق اصول یا اصلیت کا دریافت کرنے میں کامیاب هوویں لیکن بیروني حالات اُن قوموں کے دیوتوں کے اِسقدر مختلف هیں که اگر یونانیوں یا مصریوں کے دیوتون پر حواله کرنے سے کسیطرح اِنمیں اور اُنمیں تعلق ثابت کرنیکا قصد کیا جاوے تو طبیعت بالکل گمراه هوجاویگي *

## معاد کا بیان

اب همکو هندوؤں کے اُس عقیدہ کا کچهه تهوڑا سا بیان کرنا باقي رها جو وہ معاد کي نسبت رکهتے هیں اُنکا خاص اور مشهور مسئله اواگون هی لیکن وہ یهه اعتقاد بهي رکهتے هیں که حیات کے مختلف درجوں میں سے ایک درجه یهه بهي هی که هر شخص اپنے اپنے اعمال کے موافق بیکنٹهوں میں ( جنکا بیان هوچکا ) هزارها برس تک عیش و عشرت میں رهیگا یا نرکوں یعني دوزخوں میں ( جو هندوؤں کے نزدیک بهشتوں سے بهت زیادہ هیں ) هزارها برس تک تکلیف اور عذاب سهیگا مگر کوئي شخص گو کیسا هي بد اعمال کیوں نہو انجام بخیر هونیسے مایوس نهیں هوتا چنانچه بد سے بدکردار آدمي اواگون کے سبب سے لوٹ پهیر اور عذاب اور تکلیفیں بهگت کر آخر کار ایک بهتر زندگي اور بیکنٹهه میں وہ اعلی درجه پاسکتا هی جس سے بڑه کر ممکن نهیں یعني بهگوان کي ذات میں وصل هوجاتا هی *

هندوؤں کے هاں معاد کے عیش و آرام اور نعمتوں یا رنج و عذاب کا بیان نهایت مبالغه سے شاعرانه کیا گیا هی وہ کهتے هیں که جب نیک اور صالح آدمي کي روح جسم سے جدا هوتي هی تووہ نهایت خوشنما راستوں میں خوشبودار اور سایهدار درختوں کے سایه میں ایسي نهروں پر گذرتي هوئي جنمیں کثرت سے کنول کے پهول کهلے هوتے هیں اِس شان و شوکت سے پاما

دیوتا کے حضور میں جاتی هی که راه میں چاروں طرف سے پھولوں کی بکھیر هوتی هی هوا نیکوں کے گن گانے سے گونج جاتی هی اور فرشتوں کی سریلی آواز کیفیت دیکھاتی هوتی هی اور بد کرداروں کی روح کا گذر نهایت تنگ و تاریک اور خوفناک راستوں سے هوتا هی اور کبھی جلتے هوئے ریت اور سخت خاردار پتھروں پر جنسے هر قدم پر پاؤں زخمی اور لهولهان هوتے جاتے هیں هوتا هی غرضکه وه برهنه خاک و خون میں آلوده بھوکا پیاسا خشکی سے زبان پر کانٹے پڑے هوئے گریه و زاری چیخ پکار کرتا هوا ایسی حالت میں که چاروں طرف سے بھوبل اور انگارے برستے بھوت پریت ڈراتے دھمکاتے هیں چلتا بھنتا جاتا هی † جن نرکوں میں ان بدکرداروں کو جانے کا آخرکار حکم هوتا هی اُنکی نسبت بھی ایسے هی کچھه خیالات هیں اور اُنکا حال اس سنجیدگی اور شان و شوکت کے ساتھه بیان کیا هی که اُسکے سنے سے دوزخ نظر میں پھر جاتی هی *

## اس وعده اور وعید کا اثر اخلاق پر

یهه وعده وعید همیشه شخص متوفی کے اچھے برے اعمال سے متعلق هی مگر زندوں پر اُسکا بهت کچھه اثر هوتا هی اس اعتقاد کا بهت اچھا اثر جو اخلاق کی استعانت کرنے کی قابل هی اُسکو عبادت کے طریقوں پر توجهه کرنا اور اعتقاد کو موثر جاننا اور کفاره ادا کرنے سے گناهوں سے پاک صاف هوجانے کا یقین کرلینا نهایت ضعیف اور کم زور کرتا هی *

اور اس مذهب کا اندرونی اثر اُسکے معتقدوں کے حق میں به نسبت مذکوره بالا عیبوں کے اور بھی زیاده مضر هی کیونکه نهایت برے اور باطل توهمات جو اس مذهب میں هیں اُنکے باعث سے طبیعت عمده اور نهایت عالی خیالات کے قابل نهیں رهتی اس مذهب کا قطعی مقصود اس عالم کا عیش و آرام اور انجام کو بھگوان کی ذات میں جذب هو جانا هی جس سے بڑے بڑے کاموں کے کرنے اور اُنکے باعث اس عالم سے

† وارڈ صاحب کی کتاب هندوؤں کے حالات کی جلد ۳ صفحه ۳۷۲ *

گذر جانے کے بعد اپني شهرت چهوڑ جانے کا شوق بالکل جاتا رهتا هی اور علم اور قوانین کے بجاے بهي مذهب سے کام لیئے جانے کے سبب سے علم اُسي درجه تک ترقي پاکر رهگیا جس درجه پر اُس زمانه میں پهونچا تها جس زمانه میں هندو الهام اور مکاشفه هونے کا ادعا کرتے هیں اور لوگوں کے چال چلن طور و طریقه میں اس مذهب کي مزاحمت سے یهه خرابي پیش آئي که آزاد منش لوگوں کے عالي حوصلگي اور وسیع خیالات نیست و نابود هوگئے اور انسان بمنزله ایک ایسي کل کے هوگئے جو برابر معمولي کام کیئے جاتي هی عام قاعده هی که جب کسي قوم کے آدمیوں کو ازاد طبع چهوڑ رکها جاتا هی تو جن ترقیوں کي ضرورت پیش آتي جاتي هی وه خود بخود هوتي چلي جاتي هیں اور تهوڑي هي پشتیں گذرنے کے بعد بغیر معلوم هونے کسي ایک شخص کي کوشش کے سب کي سب قوم کے حالات اور عادتیں بدل جاتي هیں لیکن جبکه مذهب کي پابندي هوتي هی تو ایک ذرا سي نئي بات کرنے کے لیئے ایسي جرات اور محنت درکار هوتي هے جیسے که ایک صدي کي نئي ایجادوں کے تهوڑي سي دیر میں کرلینے کے لیئے چاهیئے هندوؤں میں یهه آفت هی که اگر کوئي شخص اپني غذا میں بهي ذراسي تبدیلي کرے یا ایسے مذهبي یا ملکي انتظام کے مسئلوں میں سے کسي مسله کو مان لے جو اُن مسئلوں کے برخلاف هو جسکو اُسکے همجنسوں نے قایم اور مقرر کیا هی تو اُسکو اپنے مذهب اور دوست آشناؤں سے هاتهه دهونا پڑے *

جس موقع پر مذهب نو ایجاد باتوں کے مزاحمت میں بهت کم کامیاب هوا هی وه صرف اُسکي اپني هي ذات هی اس میں کچهه شک نهیں که علی العموم مذهب کي اصل کو وحي سے مانا جاتا هی مگر اُسکي هر ایک شعبه کي قدر و منزلت متفاوت هوتي هی اور یکساں مقاموں کے جداگانه معني سمجهے جاتے هیں ان متنازعه مسئلوں کے تصفیه کےلیئے اور مذهبي طریقه کے یکساں برتاؤ کرانے کے لیئے جو حاکموں کي

کوئی مذہبی کونسل یا کوئی اکیلا بڑا سردار نہیں ہی اسلیئے بہت سے ایسے فرقے ہوگئے ہیں جنکے طریق اور مسائل میں اختلاف ہی *

## فرقوں کا بیان

ان فرقوں میں سے تین بڑے فرقے ہیں ایک شیوائے یعنی شیو کا معتقد فرقہ دوسرا وشنوئی یعنی بشن کا معتقد فرقہ تیسرا سکتائی یعنی وہ فرقہ جو برھما بشن مہیش کے تریود میں سے کسی ایک کی سکتی یعنی قوت فاعلیہ یا زوجہ کا معتقد ہوتا ہی *

ان فرقوں میں سے بہت شاخیں پھوٹ کر بہت سے فرقے ہوگئے ہیں جو اصل فرقہ کے دیوتا کی مختلف صورتوں کے جدا جدا معتقد ہوتے ہیں اور اُنہوں نے اصل فرقہ کے عقاید کے اصول پر اپنے عقیدے اور مسائل قایم کرلیئے ہیں مگر سکتائی فرقہ کے صرف تین شعبہ ہوئی ہیں جو باہم کچھہ زیادہ اختلاف نہیں رکھتے اور وہ دیبیوں ہی کے معتقد ہوتے ہیں دیبی پاربتی کا معتقد فرقہ اسقدر کثرت سے ہی کہ باقی دو نوں بڑے دیوتوں کے سکتیوں یا دیبیوں کے معتقد دونوں سکتائی فرقوں کے جمع کرنے سے بھی زیادہ رھتا ہی *

ان بڑے تین اصل فرقوں کے علاوہ اور چھوٹے چھوٹے فرقے بھی ہیں جو سورج اور گنیش کی پرستش کرتے ہیں اور اور بھی چھوٹے فرقے ایسے ہیں جو بظاہر ہندو معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں سواے ایک خدا کی ذات کے ماننے کے کسی دیبی دیوتا وحی و الہام کو قبول نہیں کرتے سکھوںکا جنکا بیان آگے آویگا ایک ایسا فرقہ قایم ہوا ہی جس میں ایسی عجیب نئی نئی باتیں ہیں کہ اُنکے سبب سے اُس فرقہ کے طریقہ کو ایک نیا مذہب کہنا چاہیئے *

یہہ خیال نکرنا چاہیئے کہ ہر ایک ہندو کسی نہ کسی مذکورہ بالا فرقہ سے تعلق رکھتا ہی بلکہ وہ لوگ جو ایک وسیع طریقہ مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور خاص خاص دیوتوں کی پرستش کرنے کے مخالف

هیں اور بید اور پوران وغیرہ هي سے اپنے مسائل کا استنباط کرتے هیں اُن
رسموں کے پابند نہیں هوتے جو بید اور پوران کے علاوہ اور کسي طرح سے
قایم هو جاتي هیں اور بڑے پکے هندو هوتے هیں ظاهر هی که بہت بڑا فرقه
برهمنوں کا جو آج کل موجود هی وہ اس طریقه کا پابند هی † لیکن
غالباً ایسا معلوم هوتا هی که اِن میں سے بهي سواے حکیمانه مذهب
رکهنے والوں کے سب لوگ خاص خاص دیوتوں کے طرفدار هوتے هیں اور
برهمنوں سے کم درجه کي ذاتوں کے اُن لوگوں کي نسبت بهي زیادہ
تحقیق اور یقین کے ساتهه بهي بات کهي جاسکتي جو صرف ضروري
فرضوں هي کو دریافت کرنے پر بس نکرکے اور تحقیقاتیں کرتے هیں اهل
تحقیق کي راے یهه هے که هندوؤں کے معبودوں میں سے ایسے معبود جنکي
پوجا پر عام توجهه هندوؤں کي هوتي هی وہ بشن کے اوتار هیں اور تمام
بنگاله اور هندوستان خاص میں بهي اوتار لوگوں کے خیال میں سماے
رهتے هیں هرچند که شب کے مندر اور نشان جابجا علےالعموم پاے جاتے
هیں مگر شب کے پوجنے والی بہت هي کم هیں اور اُن کے دلوں میں
شب کي عظمت کچهه تهوڑي سي هوتي هی یهه معلوم هوتا هی که
شب جي همیشه برهمنوں کے فرقه کے مربي دیوتا رهی هیں عموماً لوگوں
کے دلوں میں اُنکي پوجا پتري کا جوش خروش کبهي نہیں هوا ‡ اور اگر
کہیں شب کي پرستش کرنے والا فرقه کچهه سر برآوردہ بهي هے تب بهي وهاں
کے بہت سے لوگ رام اور کرشن جي کی انسانیت کي باتوں اور دلچسپ
کاموں کي طرف زیادہتر راغب هوتے هیں رام کي پوجا جمنا کے دو نوں
کناروں پر اور گنگا کے شمال و مغرب کي طرف بڑے زور و شور سے هوتي هے
لیکن کرشن جي کي پرستش کي گنگا کے مشرقي کنارہ § اور وسط هند اور

---

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۲
‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۱۶۹
§ ایضاً صفحه ٥٢

اور مغرب † میں بڑی دھوم دھام ہی لیکن رام کي تعظیم و تکریم ہرجگھہ علی‌العموم ہوتي ہی یہانتک کہ عام ملاقات کے وقت تمام ہندو بجاے سلام کے رام کا دو بار نام لیتے ہیں سب جگھہ اصلي تین فرقوں میں سے شیوائی فرقہ کے لوگ یعني شب کے ماننے والی بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ہرقسم کے لوگوں میں شب کے مان نے والے میسور اور مرہٹوں کے ملک میں کثرت سے ہوتے ہیں اور باقي جنوب میں بشن کے ماننے پہلے ہوئے ہیں لیکن وہاں بشن کي پوجا کچھہ انساني صورت میں بحیثیت رام اور کرشن کے اوتار کے نہیں ہوتي بلکہ خاص بشن کي پرستش باعتبار حافظ اور حاکم ہونے کل عالموں کے ہوتي ہی ‡ اور سکتائي یعني دیبیوں کے معتقد اوروں میں ملے جلے ہوتے ہیں البتہ کہیں کہیں خاص خاص مقاموںمیں کثرت سے بھي ہوتے ہیں بنگالے کے تین چوتھائي آدمي دیبیوں کے ماننے والے ہیں جنمیں سے بہت سے درگا یعني پاربتي کي پرستش کرتے ہیں § *

اِن مختلف فرقوں میں اگرچہ کسیقدر باہم تعصب ہی مگر ایسا قوي اور سخت نہیں ہی جو بظاہر کچھہ معلوم ہو چنانچہ اہل یورپ اُنکے باہمي اختلاف سے جب تک کہ پروفیسر ولسن صاحب اور کالبروک صاحب اور بکانن صاحب کي تالیفیں ملاحظہ نکریں بہت کم واقف ہوتے ہیں ہندوؤں میں ہر فرقے کے آدمي اگرچہ پیشاني پر طرح طرح کے ٹیکے اِسلیئے لگاتے ہیں کہ اُنسے ہر فرقہ کا تفاوت ظاہر ہو لیکن اب اُن ٹیکوں سے یہہ مراد حاصل نہیں ہوتي کیونکہ وہ ٹیکے جو خاص

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان

‡ بکانن صاحب کا قلمي نسخہ جو لندن کے دفتر ہندوستان‌میں ہی یہہ بشن کے معتقد لوگ یا تو پکے ہندو ہونگے یا رام نوج کے پیرو ہونگے

§ پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحہ ۲۱۰ و ۲۲۱

وضع هندوؤں کي هيں قوم کي علامت سمجهے جاتے هيں کسي خاص فرقه کي نشاني نهيں معلوم هوتے *

جو لوگ کسي فرقه ميں شامل هونا چاهتے هيں تو اُنکو اُس فرقه کا گرو کچهه منتر کان ميں پهونک کر اپنے فرقه ميں ملا ليتا هی جسکے لفظ اکثر گايتري سے ملتے جلتے هوتے هيں جو برهمن ابتدا ميں اپنے شاگردوں کو سکهايا کرتے هيں *

فرقوں کي قدامت ميں فرق اور اختلاف هی کوئي بهت زياده قديم هی کوئي اُس سے کم اور کوئي اُس سے بهي کم تين ديوتوں اور اُنکي ديبيوں کي پرستش غالباً قديم سے هوتي چلي آئي هی † ليکن يهه بات بخوبي تحقيق نهيں هی که اِن ديوتون ميں سے ايک پر ايک کو فوق اور بزرگي دينے کي ابتدا لوگوں ميں کب سے شروع هوئي هی جس سے آجکل کے فرقے ممتاز هيں غالب يهه هی که يهه بات به نسبت اُنکي علحده علحده پرستش هونے کے بهت بعد کو ظهور ميں آئي هی *

يهه قريب تحقيق کے هی که اِن مختلف فرقوں کي بنيادين رام کرشن مختلف اوتاروں کي پرستش کے سبب سنه ۸۰۰ ع کے بعد قائم هوئے هيں ‡ بيد کا رواج اوٹهه جانے سے جس سے هندوؤں کا خالص مذهب نکلا هی بيشک بهت سے فرقے هوگئے بيد کي بموجب عمل کرنا صرف تين

† پروفسر ولسن صاحب نے اپني تحرير کتاب تحقيقات ايشيا کے جلد ۱۷ صفحه ۲۱۸ ميں ايک کامل يقين دلانيوالي دليل اِثبات کي لکهي هی که پاربتي کي پوجا قديم سے هوتي چلي آئي هی چنانچه ايک مندر اِس ديبي کا کماري ديبي کے نام سے مشهور هی جس سے ثابت هوتا هی که هندوستان کے جنوبي راس کا نام راس کماري اِس مندر کي وجهه سے مشهور هوا جسکا بيان کتاب پرپلس ميں جو ايريئن نامي يوناني کي تصنيفات سے سمجهي جاتي هی مندرج هی اور يهه کتاب سنه ۲۰۰ ع ميں تصنيف هوئي تهي

‡ ايک کتاب ميں جسميں شنکراچار جي کے وقت کے مختلف فرقوں کے مسائل مندرج هيں اِن فرقوں کا کچهه ذکر نهيں هی اور شنکرا چار جي گيارهويں صدي ميں گذرا هی

فرقوں پر منحصر کیا گیا تھا جنمیں سے دو بالکل معدوم سمجھے جاتے ہیں اور ایک فرقہ جو باقي هی وہ اپنے اصلي فرضوں کے ادا کرنے میں حد سے زیادہ قاصر هوگیا هی اِن هي سببوں سے اُس اصلي مسائل کي کتاب کا رواج بالکل جاتا رها هی اور مذهبي خیالوں میں جو تبدیلیاں هوئیں اُنکے مناسبت سے ایک نیا مجموعہ مروج هوگیا هی *

اِس حال کے رواج پائے هوئے مجموعہ میں بھجن اور منتر اور پوجا کے طریقے اور کہیں کہیں بید کے فقرے بھرے هوئے هیں جسپر آجکل پوجا پاٹھ وغیرہ کا دار مدار هی † اور اِس مجموعہ کي کیفیت کالبروک صاحب نے اپنے تین جواب مضمونوں میں جو پانچویں اور ساتویں جلد کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں چھپي هیں بخوبي بیان کي هی اُس مجموعہ میں جسکے کچھہ فقرے منو کے مجموعہ میں هم پاتے هیں یعني بید میں اور اِس حال کے رواج پائے هوئے مجموعہ میں بہ نسبت اُسکے بہت کم اختلاف هی جو همارے قیاس کي بموجب هونا چاهیئے تھا طہارت اور گایتري کے دھیان گیان کے طول طویل طریقے جو اِس حال کے مجموعہ میں مندرج هیں وہ اصل بید کے مطابق هیں اور اگرچہ منو کو اُنکے بیان کرنے کا کوئي موقع نہیں ملا مگر منو کے زمانہ میں بھي اُنکا هونا ممکن هی اِس حال کے مجموعہ میں دیوتا اور هندوؤں کے معبود وهي هیں جو پہلے سے چلے آتے هیں یعني پاني هوا آگ وغیرہ اور اور قدرتي قوتیں البتہ کرشن کا چرچا ایک نئي بات هی سو اُنکا تذکرہ کہیں کہیں هی *

علاوہ اور نئے طریقوں کے اِس حال کے مجموعہ میں برهما بشن اور شیو کا دھیان گیان اِنساني صورت تصور کرکے کرنے کي هدایت هوئي هی اور اکثر مقاموں میں جہاں بشن کا ذکر کیا هی وهاں یہہ جملہ نقل کیا هی کہ بشن نے تین قدم بھرے اور یہہ ایک فقرہ بید کا هی جس سے پانچویں

† وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۱۲

اوتار کیطرف اِشارہ هوتا هی اِسلیے بار بار اِس مجموعه میں لکهنے سے یهه غرض معلوم هوتي هی که بید میں بشن کے اوتاروں کي سندیں بهت هي کم هیں کالبروک صاحب نے اپنے جواب مضمونوں میں صرف اُنهیں پانچهه رسموں پر جو بطور مذهبي فرض هندوؤں کے منو کے زمانه میں پائي جاتي تهیں بحث کي هی لیکن ایک نئي قسم کي پرستش جسکا منو کے قواعد میں کچهه مذکور نهیں هی آجکل هندوؤں کا ایک بڑا مقدم فرض ٹهري هی یعني یهه بتوں کي پوجا هی جنکے روبرو هر روز بلا ناغه سجده هوتا هی پهول پهل چڑهائے جاتے هیں اور اوز پوجا پتري کي باتیں هوتي هیں اور خوشبوئیں سلگائي جاتي هیں اچهے اچهے پکے هوئے کهانوں کا بهوگ لگایا جاتا هی بهت سے بتوں کو اُنکے معتقد نفیس نفیس پوشاک پهناتے هیں عمده عمده جواهرات زر و زیور سے آراسته کرتے هیں غرضکه تمام آرایشیں جو اِنسان کیا کرتے هیں بتوں کي کرتے هیں *

هندوؤں کي رسمیں بهت سي هیں مگر ایسي نهیں هیں جو دلمیں جگهه کرسکیں اور اُنکي عبادت اور دعا کے قاعدے جنکا نمونه کالبروک صاحب کے بیان میں هی باوجودیکه عمده مضمون بهي دعا کے هیں بهت هي بیمزه اور پهیکے اور دقت طلب هیں هر شخص هر روز اکیلا اپنے گهر میں خواه کسي مندر میں یا کسي دریا یا تالاب کے کناره پر جهاں اُسکا جي لگے پوجا کرتا هی جسکي تنهائي کے سبب سے اُسکي پوجا پاٹ کا اثر اگر دیکهنیوالوں کے دلوں پر کچهه نهو تو اُسکا کسیطرح وه تدارک نهیں هوسکتا جو اوروں کے شریک هوکر پوجا کرنے سے ممکن هی اگرچه پرستش کا طریقه بدل گیا هی مگر اوقات اور موقعے اُسکے وهي هیں جنکا منو کے مجموعه میں همنے بیان کیا هی حمل رهنے کے زمانه سے اِنسان کے مرنے کے بعد تک وهي رسمیں هوتي هیں جو هوتي چلي آئي هیں اور همیشه هر روز ایک هي طرحکي دعائیں اور بلدان اور چڑهاوے هوا کرتے هیں لیکن اُنکے مختصر کرنے میں به نسبت منو کے مجموعه کے گو اُسپر اُسکے زمانه میں

کچھہ ھي کیوں نہ عمل ھوتا ھو بہت زیادہ آزادي اختیار کي گئي ھی *

بڑا پڑھا برھمن اِس زمانہ میں بھي ایک دن میں چار گھنٹے سے کم پوجا پاٹھ میں مصروف نہیں رھتا لیکن اگر دنیادار برھمن ھو تو سارے مذھبي فرائض کو آدھہ گھنٹہ میں بھي ادا کرسکتا ھی اور اُس سے کم درجہ کے ذات کا آدمي صرف اشنان کرتے وقت اپنے مربي دیوتا کا نام جپنے پر قناعت کرتا ھی † *

## سادھ سنتوں کے فرقوں کي عظمت کا بیان

سادھ سنتوں کے گروھوں کو فرقوں کے زیادہ ھونے سے زیادہ عظمت حاصل ھوئي اور اُس عظمت کے باعث سے فرقے زیادہ ھوئی غرض کہ یہہ دونوں باتیں باھم ایک دوسرے کے معاون ھیں ھر گروہ سادھوں کا کسي خاص دیوتا کي عبادت کرتا ھی اور اُس فرقہ کي فخر و عزت اُسي دیوتا کي تعظیم و تکریم پر موقوف ھوتي ھے اسلیئے اُس فرقہ کے سادہ لوگونکو اسبات کي تعلیم کرتے ھیں کہ ھمارے دیوتا پر اعتقاد لانا تمہاري خواھشوں کے پورا ھونے اور تمہارے گناھوں کے بخشے جانے کا ذریعہ ھوگا اور علاوہ اِسکے سادہ لوگ اپنے چیلوں سے زندگي بھر ایسي بے عذر اطاعت کے خواستگار ھوتے ھیں جیسے کہ بموجب منو کے مجموعہ کے برھمن گُرو اپنے چیلے سے صرف امتحان ریاضت کے زمانہ میں چاھتا تھا غرض کہ یہہ سب دست اندازیاں سادہ سنتوں نے برھمنوں کے اختیارات مذھبي پر کي ھیں اور انھي کے باعث سے رقابت اور دشمني دونوں گروھوں یعني برھمنوں اور سادہ سنتوں میں ھوگئي ھی لیکن جو طریقہ گوشائیوں نے اختیار کیا ھے اُس سے اپنا مطلب نکالنے میں برھمن بھي اپني طرف سے نہیں چوکے چنانچہ جس طرح سے گسائیوں نے لوگوں کي ھدایت اور تربیت کا طریقہ اختیار کیا ھی اُسیطرح اُنہوں نے بھي اختیار کیا ھی چنانچہ فرقہ رام

† وارڈ صاحب کي کتاب حالات ھنود

قوج کے چوراسي گرو یعني پیشواؤں میں سے اوناسي گرو دنیادار برهمن هیں * †

لوگوں کے اِن گرو یعني پیشواؤں کي قوت هندوؤں کے مذهب کي نهایت عجیب اور طرفه ایجاد هي چنانچه ان گرو یعني پیشواؤں میں سے بهت سے دکهن میں بڑے بڑے کارخانے رکهتے هیں جنکي امداد أنکے معتقدوں کي طرف سے بذریعه وقف جاگیروں اور روپیه پیسه کے هوتي هي یهه ساده لوگ اپني آمدني خاصکر خیرات کے کاموں میں صرف کرتے هیں لیکن بهت سي شان اور بزرگ اپنے دوره کے زمانه میں رکهتے هیں چنانچه اُس زمانه میں أنکے همراه هاتهي گهوڑے اور نشان وغیره مثل دنیوي سرداروں کے هوتے هیں اور غول کے غول أنکے چیلوں کے أنکے ساتهه هوتے هیں اور جن ملکوں میں وه گذرتے هیں وهاں کے تمام راجه باشي أنکي عزت کرتے هیں اور ان سادهوں کا کام بهت بڑا هي یعني لوگوں کے اخلاق اور ذات کي حالت کي نگراني کرنے کو دوره کرتے هیں اور یهه ایک محتسب کا کام اور اختیار أنکو حاصل هي ‡ *

## بده اور جین مذهب والوں کا بیان

هندوستان میں دو مذهب اور بهي هیں جو هندؤوں کے مذهب سے غیر اور جدا تو معلوم هوتے هیں مگر أنکا تعلق بهي أسي مخرج سے معلوم هوتا هي جس سے هندوؤنکا مذهب نکلا هي اور معلوم هوتاؤ هي که قبل رواج ایک بالکل غیر مذهب کے جو مسلمانوں نے جاري کیا هندوستان کے لوگ اِن دونوں مذهبوں کا بهي لحاظا پاس کرتے تهے یهه مذهب بده اور جین فرقوں کے مذهب هیں *

یهه دونوں مذهب برهمنوں کے مسایل سے سلیم اور حلیم هوتے اور جان پر رحم کهانے اور آواگون اور بدذاتوں کي روحوں کے پاک صاف

---

† بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۱۴۴ و جلد ۲ صفحه ۷۴ و ۷۵

‡ بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۲۱ و دیگر مقامات

ہونے کے لیئے مختلف دوزخوں اور نیک آدمی کی روحوں کی آسایش اور آرام کے بیکنٹوں پر اعتقاد رکھنے میں مشابہہ ہیں اور دونوں مذہبوں کا بڑا مقصد روح کو ایک کامل سکون اور قرار کی حالت کا آخرکار حاصل ہونا ہی اور ہمارے نزدیک روح کی اس حالت میں اور معدوم ہو جانے میں بہت کم فرق ہی اور اس کے حاصل کرنے کے لیئے جو ذریعے عمل میں لائے گئے ہیں وہ ان سب مذہبوں میں رنجوں اور سختیوں کا اُٹھانا اور دنیا کے فکروں اور حاجتوں سے اور انسانیت کی باتوں سے جدا ہو جانا ہی ہندوؤں کے مذہب اور ان دونوں مذہبوں میں جستدر حیرت انگیز مشابہہ باتیں پائی جاتی ہیں اُستدر ایسے اختلاف بھی علی الخصوص بدھ مذہب میں حیرت افزا ہیں *

## بدھ مذہب والوں کا بیان

بدھ مذہب کے فرقوں میں نہایت قدیم فرقہ خداتعالی کے وجود کا منکر ہی اور جو فرقے اس مذہب کے خدا تعالی کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں وہ اسکو عالموں کا خالق یا حاکم نہیں کہتے *

اُس قدیم فرقہ کے اعتقاد کے بموجب جو خدا کے وجود سے منکر ہے بجز مادہ کے جو ازل سے ابد تک رہیگا اور کوئی شی وجود نہیں رکھتی اور مادہ میں ترتیب اور انتظام کی قوت ذاتی ہی اور اگرچہ دنیا وقتاً فوقتاً معدوم ہو جاتی ہی مگر مادہ کی یہہ قوت اُسکو تھوڑی مدت میں بحال کرلیتی ہی اور یہ عدالت کسی دوسرے فاعل کے زوال اور پیدایش مکرر کی طرف ہمیشہ جاری اور مایل رہتی ہی

اور موجودات میں سب سے اعلی درجہ چند موجودات کو جو بدھ کہلاتے ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اپنے کاموں اور ریاضتوں سے جو حال کی دنیا اور پہلی دنیاؤں میں مدتوں تک ایاگوں میں رہکر بالکل غیر متحرک اور قرار پذیر رہنے کی حالت کو پہونچایا ہی جو بڑی خواہش اور آرزو کی بات سمجھی جاتی ہی حاصل ہی *

بده مذهب کا وه فرقه جو خدا کے وجود سے منکر هے ان صفتوں میں جو ماده کے هر جزو میں موجود هیں عقل اور آگاهي اور اراده کو بهي شامل کرتا هی اور دوسرا فرقه اُن صفتوں کي تشریح جو زیاده فهم میں آنے کي قابل † هی اسطرحپر کرتا هی که اُن سب صفتوں کو مجتمع کرکے ایک خاص مجموعه شاید اُسکو علم یا قوت مدرکه سمجها جاوے اسطرحپر قایم کرتا هی جس سے وه سب صفتیں ایک تن واحد بن جاویں لیکن یهه مجموعه همیشه حالت سکون و قرار میں رهتا هی یعني اُسکي بلا تحریک اور مرضي کے اُسکي صفتیں یا قوتیں ماده کے باقي حصوں پر عمل کرتي هیں *

قریب قریب اُس اعتقاد کے جسمیں خدا کا وجود مانا گیا هی بعضے بده مذهب والی فرقوں کي یهه راے هی که ایک ایسا وجود ‡ مطلق هی جو ازل سے ابد تک رهیگا اور وه غیر مادي اور علیم اور مختار هی اور اور صفات حمیده بهي رکهتا هی لیکن جیسا که مذکوره بالا فرقه کے اعتقاد میں بیان هوا همیشه قرار اور سکون کي حالت میں رهتا هی اُن لوگوں میں سے جو ایسے خدا کے معتقد هیں ایک گروه تو اسبات کا قایل هی که وه ازل سے ابد تک رهیگا اور وه بذات خود موجود هی لیکن دوسرا گروه ماده کو دوسرا خدا سمجهه کر اُسکا رفیق ٹهراتا هی اور دنیا کا اصلي خالق ایسے وجود کو سمجهتا هی جو دونو کے اتفاق اور اجتماع سے قایم هی *

لیکن کسي فرقه کے قیاس یا اعتقاد کي روسے خداتعالی بجز اسبات کے اور کوئي فعل نهیں کرتا که اپني مرضي سے وه اپني ذات خاص میں سے پانچ بده اور بقول بعضوں کے سات بده پیدا کرتا هی اور اسیطرحپر اُن بدهوں میں سے پانچ یا سات اور وجود که وه بدهس ساتوا کهلاتے هیں

---

† اس فرقه کا نام پراج نیکا هی *

‡ اسکا نام ادهي بدهاٹے جسکے معنے کمال عقل یا علم کے هیں *

پیدا هوتے هیں اور هر بدهس ساتوا کو باری باری سے ایک ایک دنیا پیدا
کرنے کا کام سپرد کیا جاتا هی *

لیکن بموجب بدهوں کی راے کے آرام اور خوشی اور کمال حاصل
هونے کے واسطے سکون و قرار اسقدر ضروری هی که جهانتک ممکن هونا
هی بدهس ساتوا کو بهی اپنی مخلوق کی پرورش اور قیام کے کام سے بے
تعلق رکها گیا هی بعض خیال باندهنے والے یه خیال کرتے هیں که هر
بدهس ساتوا دنیا کو ایسے قوانین کے بموجب بناتا هی که اُنکے سبب
سے اُسکے کام خود بخود جاری رهتے هیں اور بعضوں کا یه قیاس هی که
اُسکو قایم رکهنے کیواسطے کمتر درجه کے نائب مقرر کئے هیں اور بموجب
ایک مسئله کے موجوده دنیا کے بدهس ساتوا نے مشهور هندوؤں کے
ترمورت کو پیدا کیا اور اُن پر پیدا کرنے اور قایم رکهنے اور غارت کرنے کے کاموں
کو چهوڑ رکها هی *

بدهوں کی نسبت جو بذریعه بہت سے اواگون کے بده کے درجه کو
پهونچے هیں مختلف رائیں هیں بعضوں کی مثل دهریه فرقه کے جو
خدا کا منکر هی یه راے هی که بده مثل اور انسانوں کے جداگانه تدریجی
مخلوق هیں اور اُس حالت قرار اور سکون میں اکر جسکی اُنکو بہت آرزو
هوتی هی اُنکا وجود بے تعلق هوجاتا هے یعنی اُنکے خالق کو اُن پر کچهه
قابو باقی نهیں رهتا اور دوسرے فرقے یه کهتے هیں که بده هستی مطلق کی ذات
میں سے کسی دوسرے بده یا بدهس ساتوا کے ذریعه سے پیدا هوتے هیں
اور آخر کار اُنکو یه بڑا نصیب هوتی هی که وه ذات الهی میں جذب
هوجاتے هیں *

اس دنیا میں اور اس سے پہلے دنیاؤں میں بہت سے انسانی بده
اس قسم کے † هوئے هیں لیکن سات آخر بدهوں کا خاص حال بیان

† هاگسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحه ۴۴۴ میں درجه
اول کے ایکسو تیس بدهوں کی فهرست بیان کی هی *

کیا گیا هی اور تمام نتاز سب سے پچھلے کا حال بہت مشہور معروف هی اسکا نام گوتاما یا سکیا تہا اُسینے مذهب موجوده کو لوگوں پر ظاهر کیا اور پرستش اور اخلاق کے قاعده قایم کیئے اور اگرچه مدت هوئي که اُسکو برتر وجود حاصل هوگیا مگر اب بهي اُسکو اس دنیا کا مذهبي سردار سمجهتے هیں اور جب تک که وه اپنا پانچهزار برس کا دوره پورا نکریگا جو اُسکے لیئے مقرر هی اُسکو رهنماے مذهب سمجهتے رهینگے *

اس قسم کے بدهوں سے کمتر بیحد مختلف درجوں کے بده هیں ظاهرا ان میں ایسے آدمي داخل هیں جنهوں نے اپني زندگي کو نیم دهرم سے بسر کرکے کمال کے برتر درجوں تک رسائي حاصل کي هی *

علاوه بدهوں کے سلسله کے اور بیشمار آسماني اور زمیني موجودات هیں اُنمیں سے بعضے تو اصل هیں اور بعضے هندوؤں کے دیوتوں میں سے بلا کسي تبدیلے کے لیلي گئي هیں † اور مختلف ملکوں کے بده مذهب کے لوگ بهت سي باتوں کا آپسمیں اختلاف رکهتے هیں مثلاً نیپال کے بده هندوؤں کے خیالات باطل میں نهایت مبتلا هیں گو ملک چین میں مذهب کي عام خاصیت صاف صاف هندوؤں کے مذهبا کي سي هی

---

† هاکسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ١٦ صفحه ٣٣٥ لغایت ٣٣٥ میں جو کامل اور بہت صاف بیان بده مذهب کا کیا هی اُسي بیان میں سے هم‌نے مسائل مذکوره بالا نقل کیئے هیں لیکن صاحب موصوف کے دلائل اور اور کاغذ جو لنڈن کي شاهي ایشیا تک سوسیئٹي کے حالات کي کتاب اور ایشیا تک سوسیئٹي کلکته کے روز نامچه میں مندرج هیں اور نیز ایبل رموست صاحب کے کاغذات مشموله روز نامچه سرانز سنه ١٨٣١ ع اور روز نامچه ایشیاٹک سنه مذکور اور کاغذات کاسمادي کورس صاحب مندرجه روز نامچه ایشیاٹک سوسئیٹي کلکته اور کاغذات جاثین ولی اور میجر مهوني صاحب مطبوعه تحقیقات ایشیا کي کتاب جلد ٧ اور پروفسر ولسن صاحب کي رائیوںکو جو اُنکي تاریخ کشمیر مشموله کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ١٦ میں هیں اور صاحب موصوف نے جو حالات فرقه جین کے کتاب مذکور کي جلد ١٧ میں اور نیز بدهوں کے پوجاریوں کے جوابوں کو جو مقام یوتام کي مقدس اور تاریخانه کتب لنکا کے جلد ٣ میں مندرج [illegible] مطالعه کیا هی

بدھوں کا خدا اور وحي کو ماننے والا فرقہ نیپال میں پھیلا ہوا ہی † اور دہریہ فرقہ لنکا میں کمال پکڑے ہوئي ہی ‡ *

ایبل ریموسٹ صاحب خیال کرتے ہیں کہ ملک چین میں خدا اور وحي کو نہ ماننے والے لوگ عوام‌الناس ہیں اور خدا اور وحي کو ماننے والے خاص خاص لوگ ہیں § *

بدھ لوگ برھمنوں سے بہت سي اور باتوں میں بھي اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ بید اور پوران کي سند سے وہ انکار کرتے ہیں اور کوئي ذات نہیں رکھتے ان کے پوجاري لوگ ہر درجہ کے لوگوں میں سے ہوتے ہیں اور ہندوؤں کے پوجاریوں کي نسبت یورپ کے درویشوں سے زیادہ تر مشابہت رکھتے ہیں چنانچہ وہ دھرم شالوں میں رہتے ہیں اور ہمیشہ زرد پوشاک پہنتے اور برہنہ پا اور سر اور داڑھي منڈائے رہتے ہیں اور اپنے مندر میں جمع ہو کر با قاعدہ پرستش کرتے ہیں اور سواریاں نکالنے اور بھجن گانے اور خوشبوئیں جلانے اور شمع روشن کرنے میں رومن کیتھلک کے گرجوں کے پیروں سے بہت مناسبت رکھتے ہیں || *

جیسي کچھہ کہ خود مختاري اور بیقیدي ہندوؤں کے سادہ سنتوں کو ہوتي ہی ویسي ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتي وہ مجرد رہنے کو از بس پسند کرتے اور نفساني لذتوں سے اجتناب کرتے ہیں ¶ اور وہ سب ایک مکان میں ایک ساتھ بالاتفاق کھانا کھاتے ہیں اور ایک خاص

---

† بقول ہاٹسن صاحب

‡ جو سوالات مقام پرانام کے کتب خانہ کي جلد ۳ میں مندرج ہیں انکے جوابوں کو ملاحظہ کرو کہ اس کتاب میں قدیمانہ تحریروں کي بابت پوچھہ ہی اور تیز مذہبوں والے میں وہ جواب مندرج ہیں

§ روز نامچہ سائنس وابستہ نومبر سنہ ۱۸۳۱ ع

|| تحریر ... صاحب کي کتاب حالات ایشیا شاہي ایشیاٹک سوسائٹي کي جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ اور ٹرنر صاحب کي تاریخ تبت

¶ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسائٹي جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ *

وضع پر سوتے ہیں اور اُنمیں سے کسیکو سواے آٹھویں دن کے جسمیں وہ اشنان
کو جاتے ہیں † دھرم شالہ سے باہر نکلنے کي اجازت نہیں ہوتي مگر
کچھہ تھوڑي دیر کے واسطے بعض بعض اُنمیں سے سب کے واسطے خوراک
بہم پہونچانے کے لیئے ہر روز دھرم شالہ سے باہر بھیک مانگنے کو نہیں
بلکہ خیرات لینے کو جاتے ہیں کیونکہ اُنکو خود سوال کرنے کي اجازت
نہیں ہی ‡ اور یہہ بدہ مذہب والوں کے پوجاري بجز اُن مندروں کے
جو اُنکے دھرم شالوں سے متعلق ہوتے ہیں اور کہیں پوجا پاٹ نہیں کرتے
اور نہ اُنمیں دنیاداروں کو آنے کي اجازت ہوتي ہی دنیاداروں کے مندر
اُنکے دھرم شالوں کي حد سے باہر ہوتے ہیں *

معلوم ہوتا ہی کہ ایک زمانہ میں عورتوں کے دھرم شالے بھي
علی‌العموم ہوتے تھے *

بدہ مذہب والے ہر ایک ذي روح کي جان کي برہمنوں سے بڑي
زیادہ تر احتیاط کرتے ہیں چنانچہ اُنکے پوجاري اس خیال سے کہ کوئي
چھوٹا سا کیڑہ نکل نجاویں دو پہر کے بعد سے کوئي چیز نہیں کھاتے اور
آفتاب کے غروب ہوجانے سے پاني تک نہیں پیتے اور ہمیشہ ایک جھاڑن
پاس رکھتے ہیں جس سے جہاں کہیں بیٹھنے کا ارادہ کریں اول زمین کو
جھاڑ بوہار کر صاف کرلیں تاکہ کوئي جاندار لاعلمي کي حالت میں
اُنکے نیچے کچل نجاوے بعضے یہانتک محتاط ہوتے ہیں کہ اپنے منہہ پر
باریک کپڑہ اس خیال سے باندھی رکھتے ہیں کہ کہیں چھوٹے چھوٹے
کیڑے اُنکے سانس سے کھنچ کر مر نجاویں § اور برہمنوں سے ایک ظاہري

---

† ڈیوس صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد
۲ صفحہ ۲۹۵ اور نوکس صاحب کي تحریر اسي روز نامچہ کے جلد ۳ صفحہ ۲۷۷

‡ کپتان مہوني صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۳۲
اور نوکس صاحب کي تحریر روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۳ صفحہ ۲۷۷

§ اس مذہب والے دنیادار لوگ تو حیوانکا گوشت بیدھڑک کھاتے ہیں اور
پوجاري اُس صورت میں گوشت کھانے سے دریغ نہیں کرتے کہ کسي حیوان کو خاص
اُنکے واسطے قتل نکیا ہو *

اختلاف اُنکا یہہ ہی کہ وہ اگنی کی تعظیم مطلق نہیں کرتے اور اپنے بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں یہہ ایک ایسی بات ہی جس کا ہندوؤں کے دلمیں گذر نہیں ان تبرکات پر جو چند بال یا کوئی ہڈی یا دانت ہوتا ہی بدھ مذہب والی بڑے بڑے ٹیوپس گنبد گول اور کلس دار بناتے ہیں یہہ عمارت اُنکے مذہب کی خاص علامت ہی *

بدھوں کی مورت سیدھی کھڑی ہوئی اور اکثر چار زانو بیٹھی ہوئی ایسی بناتے ہیں جس سے دھیان گیان میں مستغرق ہونا اور نہایت استقلال چہرہ پر ثابت ہو اور بالوں کی لٹیں بل کھائی ہوئی ہوتی ہیں علاوہ بہت سے اُن ملکوں کے مندروں اور یادگاروں کے جنہیں بدھ مذہب والی اب بھی موجود ہیں ہندوستان میں بھی اکثر بڑی بڑی عالیشان باقیات اُنکی مندروں اور یادگاروں کی پائی جاتی ہیں *

چنانچہ اُن میں سے نہایت عجیب مندر دکھن میں غار والی مندر ہیں جو مقام ایلورا میں پہاڑ کاٹ کر بناتے ہیں لیکن نہایت عمدہ مندر مقام کارلا میں جو شہر پونہ اور بمبئی کے درمیان میں واقع ہی موجود ہی یہہ مندر ایسا بلند اور لمبا چوڑا ہی اور اُسکی چھت ایسی محرابی اور اُسکے ہر پہلو میں بہت سے ستون ایسے ہیں کہ اُسکو دیکھنے سے ترم کاتھہ † کے گرجا یاد آتے ہیں ‡ بدھ مذہب والے بڑے بڑے کتب خانہ رکھتے ہیں جنمیں کتابیں برہمنوں کے ڈھنگ پر ہیں اور اُنکے اصول ہندوستان سے ہی قایم کیئے گئے ہیں § اور یہہ کتابیں مختلف ملکوں کی زبانوں

† ترم کاتھہ ایک قدیم نصف وحشی قوم کی جسنے قدیم سلطنت روم کو تباہ کیا ہی اور کاتھہ کے گرجا کا ایک طرز عمارت بھی مشہور ہی جسمیں نہایت تنگ محرابیں اور تنگ تنگ لمبے ستون ہوتے ہیں ( مترجم )

‡ ہندوؤں اور بدھ مذہب والوں کے فرق اور امتیاز کے حالات اُس جواب مضمون میں سے لیئے گئے ہیں جو اوس ٹکن صاحب کی کتاب حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۵۰۳ میں لکھا ہی *

§ ہاگسن صاحب کی تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحہ ۳۳۳ اور ڈاکٹر بکانن صاحب کی تحریر کتاب مندر کی جلد ۳ صفحہ ۱۹۳ و ۲۲۵ اور اور مقامات میں ملاحظہ کرو

میں موجود اور اُن میں سے اکثر زبانوں میں چھاپہ کے فن کے سبب جو اُن میں مدت سے رایج تھا بہت سی مشہور ہو گئی ہیں *

ہرچند ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور وہ زبانیں جو شنسکرت سے نکلی ہیں اُنکی مقدس زبانیں تھیں مگر معلوم ایسا ہوتا ہی کہ مگادھا کی پالی زبان میں جہاں سکیا یا گوتاما نمود ہوا بدھ مذھب والوں کی مذھبی کتابیں علےالعموم لکھی پڑھی جاتی تھیں اور مگادھا ایک قدیم سلطنت گنگا کے کنارہ پر تھی مگر ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور اُس سے جو زبانیں نکلیں ہیں وہ اُنکی مقدس زبان تھی *

## جین مذھب والوں کا بیان

جینی مذھب والے بدھ اور برھمنوں کے مذھب کے بیچ بیچ میں متوسط درجہ رکھتے ہیں † بدھ مذھب والوں سے جینوں کو خدا کے وجود سے انکار اور کم سے کم اُسکے بے حس و حرکت اور بیقدرت ہونے کا اقرار اور مادہ کو قدیم ماننے اور ایسے شخصوں کے پوجنے میں جنمیں خدا کی سی صفتیں ٹھہرالی ہوں اور ہر ذیحیات کی جان کا بہت سا لحاظ کرنے اور اُنکی حفاظت کے لیئے بہت احتیاطیں کرنے اور موروثی خاص پوجاری نرکھنے اور بیدوں کو کتاب آسمانی نہ سمجھنے اور بلدان اور آگ کی تعظیم نکرنے میں اتفاق ہی *

اور تمام تعلقات سے علحدہ ہوکر سکون و قرار کی حالت کو نہایت اعلی درجہ کی راحت سمجھنی اور اُن تمام مسئلوں میں جنمیں بدھ مذھب والے هندوؤں سے متفق ہیں اتفاق رکھتے ہیں *

اور وہ هندوؤں سے اور باتوں میں بھی اتفاق رکھتے ہیں مثلاً ذاتوں کا علحدہ علحدہ ہونا دکھن اور مغربی هندوستان کے جینوں میں بڑے زور و

---

† جینوں کا امتیاز بدھ اور برھمنوں سے معلوم کرنے کے لیئے جو علامتیں لیکئی ہیں وہ اُس جواب مضمون میں سے لیکئی ہیں جو ارسکائن صاحب نے کتاب حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۵۰۶ میں لکھا ہی

شور سے رایج ہی اور شمال و مغرب میں جینوں کی کوئي ذات نہیں ہی البتہ جب کوئي جین مذہب والا آدمي ہندو ہوجاتا ہی تو وہ ہندوؤں کے چاروں ذاتوں میں سے کسي ایک میں شامل ہوجاتا ہی اور اُسي سے اُسکے خاندان کا سلسلہ اُس ذات میں قائم ہوتا ہی اور جینوں ہي میں بہت سے فرقے ہوتے ہیں وہ غیر ذات والوں میں شادي نکرنے اور میل جول نرکھنے کی ایسے ہي سخت پابند ہوتے ہیں جیسے کہ ہندوؤں کے چاروں ذاتوں کے لوگ† ہوتے ہیں ۱ *

اگرچہ جین مذہب والے بیدوں کو کتاب آسماني نہیں مانتے لیکن اُن سب باتوں میں جو اُنکے مذہب کے مخالف نہیں ہیں اُنکو بہت بڑا مستند سمجھتے ہیں جین مذہب والے بیدوں پر بہت بڑا اعتراض یہہ کرتے ہیں کہ بیدوں میں بلدانوں کي تاکید ہی اور خوشبوئیں وغیرہ جلانے کي ہدایت ہی جسکے سبب سے اکثر کیڑے پتنگوں کي جانیں اِسطرح سے جاتي ہونگي کہ جلانے والوں کو خبر بھي نہوتي ہوگي ‡ ہندوؤں کے تمام دیوتوں کو مانتے اور اُنمیں سے بعض کي پوجا بھي کرتے ہیں لیکن اپنے بزرگان دین سے جنکو وہ اپنا مناسب معبود جانتے ہیں اُن دیوتوں کو کم‌رتبہ سمجھتے ہیں *

علاوہ اِن تمام باتوں کے جو جین مذہب والوں میں بدھ مذہب والوں یا برہمنوں کي سي ہیں اُنکي خاص رائیں اور خیالات سب سے علحدہ ہي ہیں اُنکے نزدیک اُنکے خاص معبود تیرتھنکر اُنکے ایسے سدھ ہیں جنہوں نے اپني ریاضتوں کے باعث سے دیوتوں پر سبقت حاصل کي ہی اور وہ بدھ مذہب والوں کے سدھوں سے صورت اور خصلت میں بہت

---

† کیلامین صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسائیٹي جلد ایک صفحہ ۴۱۳ اور کالبروک صاحب کي تحریر اُسي روز نامچہ کے اُسي جلد کے صفحہ ۵۴۹ میں اور بکانن صاحب کي تحریر روز نامچہ مدارس کے اُسي جلد کا صفحہ ۵۳۱ و ۵۳۲ اور ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۶

‡ ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۹

کچھہ مشابہہ ہیں لیکن حالات اور ناموں میں اُنسے علحدہ ہیں اِن سدہوں کو ترتنکر کہتے ہیں جو تینوں زمانوں یعنی ماضی اور حال اور اِستقبال کے چوبیس چوبیس مقرر ہیں *

اِن ترتنکروں میں سے جنکی بعض مقاموں میں نہایت پرستش ہوتی ہی ایک رشوبا ہی † جو زمانہ حال کے ترتنکروں میں سے اول درجہ رکھتا ہی لیکن ہر ایک مقام میں علی‌العموم پارس ناتھہ اور مہابیر کی پوجا ہوتی ہی اور یہہ زمانہ حال کے ترتنکروں میں سے تیئیسویں اور چوبیسویں ہیں ‡ بجز تمام اور باقی ترتنکروں کے صرف پارس ناتھہ اور مہابیر کے قد و قامت اور زمانہ حیات کو جو اسقدر مبالغہ سے بیان کیا ہی کہ اُسپر جھوٹ کا اِطلاق ہوتا ہی اِس لیئے یہہ خیال بہت درست ہی کہ پارس ناتھہ اور مہابیر ہی اِس مذہب کے اصلی بانی ہیں یہہ سب ترتنکر قرار و سکون کی معمولی حالت کی خوشی میں برابر سرشار ہیں اور دنیا کی حکومت سے کچھہ سروکار نہیں رکھتے § *

جین مذہب والوں نے ہندوؤں کے دیوتوں کے مرتبوں اور حالات کو کسیقدر تبدیل کرلیا ہی چنانچہ وہ ہندوؤں کے بڑے دیوتوں کو چھوٹے دیوتوں پر ترجیح نہیں دیتے سوا اِسکے دیوتوں کی تعداد کو بڑھا بھی دیا ہی جس سے مذہب میں اور بھی لغویات داخل کر دیئے ہیں مثلاً اُنکے نزدیک چونسٹھہ اندر اور بائیس دیبیاں ہیں || *

جین مذہب والے بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم نہیں کرتے اور اُنکے یہاں سادہ سنتوں کے دھرم شالے بھی نہیں ہوتے اُنکے پوجاری جاتی کہلاتے

---

† میجر ڈی لامین صاحب کی تحریر روز نامچہ رایل ایشیا ٹک سوسٹیٹی کی جلد ایک صفحہ ۴۲۳

‡ پروفسر ولسن صاحب کی تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۸

§ پروفسر ولسن صاحب کی تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۷۰

|| میجر ڈی لامین صاحب کی تحریر روز نامچہ رایل ایشیا ٹک سوسٹیٹی کے جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

هیں اور سب ذاتوں میں سے هوتے هیں جنکے لباس میں برهمنوں کے لباس سے کچهه فرق هوتا هی چنانچه وه بهت بڑے بڑے ڈهیلے سفید جامهٔ پهنتے هیں اور سر ننگا سر کے بال اور داڑهي سلیجهي هوئي اور صاف رکهتے هیں اور ایک کالي چهڑي اور ایک جهاڑن زمین پر سے کیڑے مکوڑے جهاڑنے بوهارنے کو اپنے پاس رکهتے هیں اور خیرات پر اوقات بسري کرتے هیں اور کبهي نهیں نہاتے شاید یهه عمل برهمنوں کی ضد پر جو بلا ناغه نہاتے دهوتے رهتے هیں کرتے هیں *

جین مذهب والوں کے مندر عموماً بہت بڑے اور خوبصورت هوتے هیں أنکي چهت اکثر رهنے کے مکانوں کي سي هوتي هی أنمیں سحن اور صحن بهي هوتا هی کبهي کبهي هندوؤں کے مندروں سے بهي مشابهه هوتے هیں اور کبهي کبهي گول هوتے هیں اور چاروں طرف أنکے ترنکاروں کي بڑي بڑي مورتیں بني هوئي هوتي هیں † اور أنکي دیواروں پر طرح طرح کي تصویریں کهنچي هوتي هیں جنمیں جین مذهب کي روایتیں ظاهر هوتي هیں اور أنمیں هندوؤں کے مذهب کي روایتیں بهي مخلوط هوتي هیں علاوه مورتوں کے أن مندروں میں سنگ مرمر کے چوکے خوشبوؤں کے جلانے کیواسطے اور ان چوکوں پر سده لوگوں کي اونچي هوئي مورتیں تراشي هوئي هوتي هیں ساده مندروں کے قدموں کے نشان بنے هوئے هوتے هیں اور یهه ایسي یادگاري هی که بده مذهب والوں میں پائي هوتي هی *

هندوؤں کے مندروں کي مانند جو نمونه جین مذهب والوں کے مندروں کے موجود هیں وه سفید سنگ مرمر کے مندر هیں جنمیں سے باقي رهے هوئے نهایت عالیشان ابو پہاڑ پر گجرات کے شمال میں پائے جاتے هیں *

† اِس قسم کا ایک عالیشان مندر احمدآباد کے پاس زمین کے نیچے بنا هوا هی اور کهتے هیں که جس زمانه میں مندر دروں ایذا رساني جینوں پهلي سرائیوں نه هوئے تهے یهه مندر واسطے خفیه پرستش کے سراؤگیوں کے بنا!

جزیرہ ایلورا اور ناسک اور اور مقاموں میں جین مذہب والوں کے بھی بڑے بڑے مندر غاروں میں واقع ہیں اور مقام چنتراپاٹن کے قریب جو میسور میں واقع ہی ایک ترتنکر کی مورت ہی جسکو پہاڑ میں سے تراشا ہی لوگ اُسکو چون فٹ سے لیکر ستر فٹ تک بلند خیال کرتے ہیں *

جین مذہب کے لوگ بھی بہت سا علم رکھتے ہیں اور وہ برہمنوں کے علم سے مشابہہ ہی لیکن علم واقعات کی تاریخ اور جغرافیہ کا برہمنوں کے علم سے بھی زیادہ تر لغو ہی چنانچہ اُن تاریخوں کو کروڑوں سے بڑھا دیا ہی جو لاکھوں ہی میں لغو اور بیہودہ تہیں اور جس زبان میں اُنکی مذہبی کتابیں لکھی ہوئی ہیں وہ مگادی یا پالی ہی *

## بیان اِس بات کا کہ برہمن اور بدہ اور جین مذہبوں میں کونسا مذہب بہ نسبت ایک دوسرے کے زیادہ تر قدیم ہی

اِس بات پر بحث ہی کہ اِن تینوں مذہبوں میں سے ہندوستان میں کونسا مذہب اول رائج ہوا *

تصفیہ اِس امر کا بدہ اور برہمنوں کے مذہب کے اُن حالات کی بحث سے متعلق ہی جنسے اُن مذہبوں کی قدامت جداگانہ ثابت ہوتی ہی † *

اگر یہہ بات تسلیم کیجاوے کہ اِن دونوں مذہبوں کی عام بنیاد اُنکے مسائل اصولی کی تطبیق سے دریافت ہوسکتی ہی تو غالب دلیلیں اِس جانب پر معلوم ہوتی ہیں کہ برہمنوں کا مذہب قدیم ہی اور ایک اور ثبوت زائد یہہ بھی ہی کہ بدہ مذہب کا قدیم اور اصلی ہونا خلاف قیاس ہی *

---

† مارنین کے دلائل کو آرس کاٹن صاحب نے حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۴۹۵ لغایتہ ۵۰۳ میں بہت صفائی سے اور بہ طرفداری جمع کیا ہی اِس مقام میں اگر اُنکا خلاصہ بھی داخل کیا جاوے تو تقریر بہت طول طویل ہوجاوے

ایک شخص ایسا فرض کرو کہ وہ خیالات مذہب سے مطلق ناواقف ہو اب اگر وہ شخص خدا کو پہچانیگا تو اُن قوتوں کو دیکھکر جانیگا جو اُسکی قوت سے اعلی اور برتر ہیں اور اگر اُسکے دلمیں ایک سکون و قرار رکھنے والے یعنی بیحس حرکت دیوتا کا خیال بھی گذریگا تو وہ بجاے اُسکی پوجا کرنیکے سورج کو جس سے اُسکو گرمی حاصل ہوتی ہی یا آسمان کو جسکے بادل کی گرج وغیرہ سے ڈرتا ہوگا پوجیگا اور سدھوں کی پرستش تو اور بھی نہیں کرنیگا کیونکہ سدھ بھی صرف پہلے سے مقرر کئے ہوئے مسائل مذہبی کی پابندی کو سمجھنا چاہئیے ایک قوم کی طبیعت پر پہلے اس سے کہ وہ ایسے لوگوں کو جو نہایت پابند مذہب کے ہوں خاص کر ایسی حالت میں کہ وہ اُن لوگوں کو دنیا کا حاکم یا دنیا کے مالک تک رسائی کرانیکا ذریعہ بھی سمجھتی ہو سدھ اور سمنت مانے مذہب کا غایت درجہ کا اثر ہو جانا ضرور ہی *

برخلاف اسکے ہندوؤں کا مذہب انسان کی خلقت اور طبیعت کے مقتضاء کے موافق ہی کیونکہ پہلے پہلے وہ قدرتی قوتوں ( یعنے آگ پانی ہوا وغیرہ ) کو مانتے تھے اور بہ اتفاق قوتوں کی کہ اُنکے ذریعہ سے بھگوان کو پہچان گئے اور اب آخر میں اسقدر زوال پڑا کہ ذی علم آدمی خدا کی ذات اور وحی میں شک کرنے لگے اور عوام انسانوں کو پوجنے لگے *

سنکھیا نامی حکیموں کے مسائل کے اصول پر بدھ مذہب والوں میں سے خدا کی نمانیے والے فرقہ کے مسئلہ بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور عام ہندوؤں کا بہادر آدمیوں کو پوجنا اور بہتوں کا تعظیم و تکریم تپسیا کرنے والوں وغیرہ کی کرنا بدھ مذہب والوں کے سدھوں کی پوجا کرنے کے مطابق سمجھا جاتا ہی اب ہماری راے میں برہمنوں کا مذہب قدیم ہی اور بدھ مذہب اُسمیں سے اُسوقت نکالا گیا ہی جبکہ برہمنوں کے مذہب کے اعلی مسائل غایت درجہ کی ترقی پر پہونچ چکے تھے *

ازروے تاریخ کے جو ان مذہبوں کے باب میں نتیجہ نکل سکتا ہی وہ ذیل ہی جو شخص بدھ کا خیال کیا گیا ہی وہ بدھ جسمیں اب موجود

هیں ایسے هي حضرت عیسی علیه‌السلام سے چودہ سو برس پیشتر مرتب
هوئے هونگے اور جس مذهب کي اُنسے تعلیم هوتي هی اُسنے اُسوقت
بهت بڑي ترقي پکڑي هوگي لیکن بدہ مذهب والوں میں سے کوئي بڑا
راسخ‌الاعتقاد بهي بدہ مذهب کے ابتدا کا دعوی حضرت عیسی علیه‌السلام
سے ایکهزار یا گیارہ سو برس پہلے سے زیادہ میں نہیں کرتا اور نہایت
صحیح اور سچے حالات کي رو سے وہ چهه سو برس پیشتر حضرت عیسی
علیه‌السلام کے قایم هوا معلوم هوتا هی ٭

تمام قومیں جو بدہ مذهب رکهتي هیں اُس مذهب کا مخرج
هندوستان کو بتانے میں متفق هیں † اور اس بیان میں بهي متفق هیں
که اُس مذهب کا باني سکیامني یا گوتاما هی جو کپیلا واقعہ شمال گورکهپور
کا باشندہ تها از روے ایک روایت کے وہ چهتري تها اور بقول بعض کے
ایک راجه کا بیٹا هندو بهي اس بیان کي تصدیق کرتے هیں که وہ
چهتري تها اور سورج بنسي نسل کے ایک راجه کا بیٹا تها مگر یهه مختلف
قومیں اُس مني کے ظهور کي تاریخ کے باب میں متفق نہیں چنانچه
هندو اور اوا اور سیام اور لنکا کے لوگ اُس تاریخ کو قریب ساڑهے پانسو
برس قبل مسیح کے قرار دیتے هیں ‡ اور اس تاریخ پر مگادا کے راجاؤں

---

† بلحاظ چینیوں کے دیکهو کلنس صاحب کي کتاب حالات کنیوں کي جلد ۴۰ صفحه
۱۸۷ وغیرہ اور ایله رموست صاحب کي تحریر جو روزنامچه ساوان بابت نوامبر
سنه ۱۸۳۱ع میں مندرج هی اور خلاصه اخبار مندرجه روز نامچه ایشیاٹک کي جلد
۷ و صفحه ۲۳۶ و ۲۴۰ اور جواب مضمون مندرجه روز نامچه مذکور بابت ماہ
آیندہ کے صفحه ۲۴۱ کو ملاحظه کرو اور بابت قوم منگول کے لاپررٹ صاحب کي
تحریر مندرجه روز نامچه ایشیاٹک کي جلد ۷ کے صفحه ۱۸۲ اور اگلے صفحوں کا
ملاحظه کرو اور بابت لنکا کے بدہ مذهب والوں کے ٹرنور صاحب کے ترجمه مهاوانسو
کو دیکهو

‡ ٹرنور صاحب کے ترجمه کتاب مهاوانسو اور نقشه تاریخات حالات نوشته
کرافورڈ صاحب ایلچي دربار اوا جنکو پرنسپ صاحب نے اپنے مفید تتمات کے
صفحه ۱۳۲ میں داخل کیا هی اور پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحه ۷۷ و ۷۸
کو بهي ملاحظه کرو

کي فهرست کے مختلف حالات سے گواهي هوتي هی *

برخلاف اسکے کشمیري لوگ سکیا کے ظهور کے زمانه کو تیرہ سو بتیس برس قبل مسیح علیه‌السلام اور چیني اور منگول اور جاپان والے قریب ایکهزار برس قبل مسیح کے قرار دیتے هیں اور تبت کے اُن تیرہ مورخوں میں سے جنکا مشرقي حالات کے میگزین یعنے خزانه میں حواله دیا گیا هی چار مورخ دو هزار نو سو اُنسٹهه اور نو مورخ اٹهه سو پینتیس برس بطریق اوسط قبل مسیح علیه‌السلام کے بیان کرتے هیں † اور تبت کي بڑي مذهبي کتاب میں اس کلام کے مندرج هونے سے که وہ مجلس عام جو اسوکا نے منعقد کي ایک سو دس برس بعد وفات بدہ ‡ کی جمع هوئي تهي § تاریخ مذکور بالا چار سو برس قبل مسیح علیه‌السلام کے بابت قایم هوتي هی کیونکه ایسے ثبوت سے جسمیں کوئي حجت نهو یه بات ظاهر هوگي که اسوکا کا زمانه حیات تین سو برس قبل مسیح علیه‌السلام سے کم تها ||*

ایک چیني مورخ اور مورخوں سے اختلاف کرکے گوتاما کے زمانه کو چهه سو اٹهاسي برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار دیتا هی * اور چیني اور جاپان والوں کي تواریخ واقعات کے نقشوں سے جنکے بموجب سکیا کي شهرت کا زمانه نو سو ننانوے برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار پاتا هی معلوم هوتا هی که وہ واقعه یعني سکیا کا دنیا میں آنا اجاتاسترو کي سلطنت میں جسکا زمانه مگادا کے راجاؤں کي فهرست میں چهه سو برس قبل مسیح علیه‌السلام مندرج هی ظهور پذیر هوا *

---

† مختلف تاریخوں مورخوں کي قرار دي هوئي مشرقي حالات کے میگزین کي جلد ۲ صفحه ۱۰۶ و ۱۰۷ اور راسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۹۲ میں ملاحظه کرو

‡ بدہ سے مراد سکیا یا گوتاما سے هی اور اسوکا کا حال آینده معلوم هوگا مترجم

§ روز نامچه ایشیاٹک سوسٔیٹي کلکته جلد ۱ صفحه ۲

|| حصه ۳ باب ۳ تاریخ هذا کا ملاحظه کرو

* ڈي گگنیز صاحب کي حالات کتبوں کے مدرسه کي جلد ۳۰ صفحه ۱۹۵

یہہ اختلاف اس کثرت سے ہیں کہ اس قیاس سے اُنکا رفع کرنا ممکن نہیں کہ وہ ایک پہلے اور دوسرے پچھلے بدہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور جن شخصوں سے یہہ مختلف تاریخیں منسوب کی گئی ہیں اُنکے نام اور اُنکی زندگی کے حالات کے یکساں ہونے کی وجہہ سے بھی یہہ قیاس درست نہیں ٹھہرتا اسلیئے ہمکو خواہ تو ہندوستان کے بدہ مذہب والوں کو ایسے مذہب کی تاریخ سے جو اُنمیں قایم ہوا ناواقف اور ہندوؤں کی تواریخ واقعات کا وہ حصہ جو نہایت مستحکم اور صحیح ہی غلط ٹھہرانا چاہیئے یا یہہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ کشمیر یا تبت میں جہاں بدہ کا مذہب اُسکے بانی کی وفات سے کئی سو برس بعد رایج ہوا کوئی غلطی واقع ہوئی ہوگی اور اُن ملکوں میں سے وہ غلطی مشرقی ملکوں میں پھیل گئی ہوگی پس جو کہ پچھلا بیان نہایت غالب معلوم ہوتا ہی اسلیئے ہم بدہ یعنی ساکیا کی وفات کا زمانہ قریب پانسو پچاس برس قبل مسیح علیہ‌السلام بصحت تمام قرار دیسکتے ہیں *

علاوہ صریح دلیلوں کے بدہ مذہب والوں کی اصلیت کا ہندوستان میں ہونا اِن باتوں سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ بدہ مذہب والوں کا علم‌الہیات اور دیوتاؤں کا علم اور حکمت اور جغرافیہ اور علم تواریخ واقعات وغیرہ بالکل ہندوؤں کے علموں سے مطابق ہیں اور اُن علموں میں جو اِصطلاحیں اُنہوں نے برتی ہیں وہ سب شنسکرت کی اصطلاحیں ہیں یہاں تک کہ بدہ جسکے معنی علم و فہم کے ہیں اور آدبدہ بمعنی علم مطلق مشہور الفاظ شنسکرت کے ہیں *

اِس مذہب کی اِبتداء ترقی کی نسبت ہم کوئی ٹھیک اطلاع نہیں رکھتے ہیں ہندوستان میں اِس مذہب کی دھوم دھام اسوکا کی سلطنت میں قریب ڈھائی سو برس قبل مسیح علیہ‌السلام کے ہوئی † اور

† ٹرنور صاحب کے ترجمہ کتاب مہاوانسو اور دیگر ہم عصر کتبوں کے ترجموں کو جو روزنامچہ ایشیاٹک سوسئیٹی بابت فبروری سنہ ١٨٣٨ ع میں مندرج ہیں ملاحظہ کرو

اسوکا کے واعظوں نے اس مذهب کو اسي صدي کے اخیر میں لنکا میں رائج کیا † *

غالباً تاتار اور تبت میں وہ اس زمانہ سے پیشتر مروج هوا لیکن چین میں سنه ٦٥ ع تک جبکه وہ هندوستان سے وهاں بهیجا گیا رائج نهیں هوا اور سنه ٣١٠ ع تک بخوبي قائم نہیں هوا ‡ *

اور اس مذهب کے زوال کا حال اُسکي اصلیت کے مقام یعني هندوستان میں ایک چیني سیاح نے لکہا هی جو بعد مسیح کے پانچویں صدي کي ابتداء میں تیرتهه کرنے آیا تها § اس سیاح نے بدہ کے مذهب کو اُس ملک میں جو چین اور هندوستان کے درمیان میں هی ترقي پر پایا لیکن پنجاب میں کچهه زوال پر اور گنگا جمنا کے کنارہ کے ملکوں میں نہایت زوال کي حالت میں دیکها چنانچه کپلا جو بدہ کا مولد تها ویران اور برباد اور ایسا بیابان هوگیا تها که اُسمیں کوئي شخص کاشت بهي نکرتا تها اور مذهب بدہ کا لنکا میں عین شباب پر تها لیکن هنوز جزیرہ جاوا میں مروج نہیں هوا تها جس میں سے یہ جاتري گذر کر براہ تري چین کو واپس گیا *

بعد اسکے بدہ کے مذهب نے هندوستان کے بعض حصوں میں پهر عظمت حاصل کي آخر اُس مذهب کے معتقدوں کو تکلیف دینے اور خارج کرنے میں کمریلا تو کامیاب نہوا مگر اُنهوں یا نویں صدي میں بعد مسیح کے شنکرا اچارجا نے اُنکو نایل کیا اور ایذا دي اور غالباً دکهن میں سے مار کر نکال دیا لیکن معلوم هوتا هی که اُسکے معتقد سنه ٨٠٠ ع میں

---

† ٢٠٧ برس قبل مسیح علیه‌السلام سے ــ ترنور صاحب کے ترجمه تتبه مهاوانسو کے دیباچه کے صفحه ٢٩ و مقامات دیگر کو دیکهو

‡ ڈي گگنیز صاحب کے مقالات تاریخ کے مدرسه کي جلد ٣٣ صفحه ١٥١ و ١٥٢ اور تاریخات قوم هنز کي جلد ١ صفحه ٢ و ٢٢٥ و ٢٢٩

§ روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسٹیٹي نمبر ١ صفحه ١٠٦ وغیرہ خصوصاً صفحه ١٣٩

هندوستان خاص کي سلطنت پر قابض تهے اور سنه ۱۱۰۰ ع † تک بفارس میں اُنکا فرقه بڑا غالب اور ممتاز تها اور گجرات کے شمال میں سنه ۱۲۰۰ ع تک رائج رها ‡ *

معتقد اِس مذهب کے اب هندوستان میں جا بجا موجود نهیں لیکن لنکا میں اُنکا مذهب قایم اور برقرار هی اور گنگا کے کناره کے صوبجات کے شمال و مشرق کے بعض پهاڑي اضلاع میں اب بهي رائج هی بده مذهب برهما اور تبت اور سیام اور اُن تمام ملکوں میں بهي جو مابین هندوستان اور چین کے واقع هیں رائج هی مگر ملک چین میں بهت غلبه رکهتا هی اور چیني اور روسي تاتار کے بڑے حصه میں پهیلا هوا هی پس یهه کلام صحیح اور بجا هی که به نسبت کسي اور مذهب کے معتقدوں کے اِس مذهب کے معتقد بهت زیاده هیں *

جین مذهب کي اِبتدا سنه ۶۰۰ یا سنه ۷۰۰ ع میں معلوم هوتي هی اور سنه ۸۰۰ یا سنه ۹۰۰ ع میں اُسکو شهرت حاصل هوئي اور سنه ۱۱۰۰ ع میں نهایت اعلی درجه پر پهونچ گیا اور سنه ۱۲۰۰ ع کے بعد اُسکو زوال هوا § اِس مذهب کے معتقد جن مقاموں میں کثرت سے تهے وه مقام دکهن کے جنوبي حصه اور گجرات اور هندوستان خاص کے مغرب میں معلوم هوتے هیں اور معلوم هوتا هی که گنگا کے صوبوں میں اُنکو کبهي بهت سي کامیابي حاصل نهیں هوئي *

معلوم هوتا هی که برهمنوں نے اُنکو هر ایک مقام پر خصوصاً دکهن میں کئي مرتبه ستایا اور مغلوب کیا || جین مذهب والے اب بهي بهت

† پروفیسر واسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۸۲

‡ آرسکائین صاحب کي تحریر مندرجه کتاب حالات بمبئي جلد ۳ صفحه ۵۲۳ معه کینیڈي صاحب کي شرح کے

§ پروفیسر واسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۸۳

|| ٹاڈ صاحب کي کتاب کي جلد ۱ صفحه ۸۱

کثرت سے خاص کر راجپوتانہ اور گجرات اور کنارہ میں ہیں اور وہ لوگ
عموماً دولتمند اور تاجر ہیں اور اکثر اُنمیں سے ساہوکار ہیں اور ہندوستان
کي تجارت کي دولت یعني سرمایہ کا بڑا حصہ اُنکے قبضہ میں هی † *

# پانچواں باب

## حکمت کے موجودہ حالت کا بیان

حکمت پر منو نے کچھہ لکھنے کا ارادہ نہیں کیا البتہ کہیں کہیں
اُسکے مجموعہ کے پہلے باب میں اِتفاقاً بیان اِس مضمون کا آیا هی لیکن
منو سے پچھلے زمانہ کے هندوؤں نے اِس مضمون پر بڑي توجہہ کي هی
اِس لیئے هندوؤں کي ذهانت اور خصلت کے بیان میں آنکے حکمت کے
ذکر کرنے سے هم باز نہیں رہ سکتے *

یہہ بات ظاهر هی کہ منو کے مجموعہ قوانین کے پہلے باب سے
منو کا اِعتقاد مذهبي ظاهر هوتا هی اور اُسکے مجموعہ کے قوانین کے
برخلاف جو مختلف زمانوں کے بنے هوئے معلوم هوتے هیں اِس باب سے
غالباً لوگوں کي وہ هي رائیں ظاهر هوتي هیں جو اُسي کے زمانہ میں
موجود تھیں *

اِس پہلے باب میں خدا تعالی اور روح کي خاصیت اور پیدایش اور
علم طبیعات اور الهیات کے سوا اور باتوں کا تذکرہ اِسقدر کم هی کہ اُس سے یہہ
ظاهر نہیں هوتا کہ آیا حکیموں کے فرقے اُس زمانہ میں ایسے هي تھے جیسے
کہ اب هیں لیکن دقیق مضمونوں پر اِسطرح سے اشارہ کرنے سے کہ گویا لوگ
اُنسے پہلے هي سے واقف تھے اور ایسي اصطلاحوں کو جنکو حکما اب بھي
استعمال کرتے هیں استعارۃً پر کام میں لانے سے کہ گویا لوگ اُنکو بخوبي
سمجھتے تھے ثابت هوتا هی کہ مباحثوں کے اُن اصولوں سے جنپر هندوؤں

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ۱ صفحہ ۵۱۸ اور پروفیسر ولسن صاحب
کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۳ اور بکانن صاحب کا
سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۱۹ و ۷۶ لغایت ۹۰ و ۱۲۱ و ۲۱۰

کي مختلف قسموں کي حکمت قائم ہوئے ہندو پہلے سے بخوبي واقف تھے *

## حکیموں کے چھہ بڑے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے مسائل کي تحقیق کرنے سے حکمت کي حالت موجودہ بخوبي معلوم ہوجاویگي *

ہندوؤں میں حکیموں کے چھہ قدیم فرقے ہیں جنکے مسئلوں کو لوگ تسلیم کرتے ہیں اِنمیں سے بعض فرقے برہمنوں کے مذہبي مسائل سے اختلاف کرتے ہیں اور بعض فرقے اگرچہ مذہب مقبولہ کے عام پابند ہیں مگر اُنکي ایسي ایسي رائیں ہیں کہ وہ بید میں نہیں پائي جاتي ہیں *

کالبروک صاحب نے اُن فرقوں کي ترتیب منصلہ ذیل طریق پر قرار دي ہی *

اول پہلا فرقہ میماں‌سا جسکي بنیاد جیمني نے ڈالي *

دوسرا پچھلا فرقہ میماں‌سا یا بیدانتا جسکا باني بیاس کو بتاتے ہیں

تیسرا نیائي یعني گوتاما کا منطقي فرقہ *

چوتھا کناد کا وہ فرقہ جو یہہ اعتقاد رکھتا ہی کہ دنیا کي چیزیں ایسے ذروں سے بني ہوئي ہیں جنمیں از خود حرکت کرنے اور جمع ہو جانے کي قوت موجود ہی *

پانچواں کپیلا کا دہریہ فرقہ *

چھٹا پتنجالي کا خدا پرست فرقہ *

پچھلے دو فرقہ بہت سي باتوں میں متفق ہیں اور سنکیا کے عام نام سے مشہور ہیں *

اس تقسیم سے حکمت کا موجودہ حال بخوبي نہیں معلوم ہوتا ہی چنانچہ پہلا فرقہ میماں‌سا کا تقریر کرنے کے فن کي تعلیم علانیہ اس نظر سے کرتا ہی کہ بیدوں کے مطلب سمجھنے اور شرح کرنے میں اُس سے مدد

ملے اور اس لحاظ سے یہہ فرقہ فقط نکتہ‌چینوں کا هی اور اس فرقہ کا جو
یہہ مقصد هی کہ جو فرایض بیدوں میں مقرر هیں اُنکی تحقیقات کرے
اس واسطے اُسکا کام خالص مذهبي کام هی اور حکمت کے فرقوں میں شمار
هونے کا مستحق نہیں برخلاف اسکے باقیماندہ فرقوں کی مختلف شاخیں
هوگئي هیں کہ هر ایک اُنمیں سے علحدہ فرقے سمجھے جاتے اور تعداد
اصلي پر زیادہ کیئے جانے کي مستحق هی ان انواع انواع کے فرقوں کي
حکمتوں کے تمام اختلافوں کا بیان کرنا همارے مطلب کے برخلاف هی
اسلیئے چهہ بڑے فرقے مذکورالصدر میں سے دو نہایت مفق فرقوں کا
مختصر حال اور باقي فرقوں کي مجمل کیفیت لکهنا ناظرین کے دل پر
اُس ترقي کا خیال نقش پذیر کرنے کے واسطے کافي هوگا جو هندوؤں نے
حکمت میں کي تهي *

یہہ دو فرقے جنکا هم مختصر حال دریافت کرنا چاهتے هیں سنکیا
اور بیدانتا هیں پہلا فرقہ کہتا هی کہ مادہ همیشہ سے هی اور همیشہ رهیگا
اور اس فرقہ کي اعلی شاخ خدا کے وجود سے منکر هی اور دوسرا فرقہ
تمام چیزوں کا مخرج یا پیدا کرنے والا خدا کو مانتا هی اور اس فرقہ کي
ایک شاخ مادہ کے وجود سے منکر هی *

تمام هندوستان کے دهریہ اور خدا پرست حکیموں کے فرقوں کا منشا
ایک هي هی یعني اعلی درجہ کي خوشي یا اراگوں اور تمام جسماني
بار اور تکلیفوں سے آزادی حاصل کرنے کے طریقوں کا سکهانا هی *

## بیان حکیموں کے دهریہ اور خدا پرست فرقوں کا جو
## سنکیا کے مشترک نام سے مشهور هیں

### علم کا مقصد

یہہ فرقہ جیسا کہ هم سابق میں بیان کرچکے هیں دو شاخوں میں
منقسم هی ایک تو پہلا والے شاخ جو خدا سے منکر هی اور دوسرے

پتنجالي كي شاخ جو خدا كے وجود كے مقر هيں ليكن إن دونوں فرقوں كا مفصله ذيل رايوں ميں إتفاق هى † *

إن فرقوں كي راے ميں صرف اصلي اور كامل علم سے نجات حاصل هوسكتي هى ‡ إس كامل علم كا موضوع مادي دنيا كي قابل محسوس اور غير محسوس اصول سے أس فهم و إدراك كي اصل يعني غير مادي روح كا امتياز كرنا هى § *

## إس علم كي تحصيل كے ذريعوں كا بيان

اصلي علم حاصل كرنے كے تين اسباب هيں ايك تو قوت مدركه دوسرے نتيجه تيسرے اعتراف || *

## اصول مذكوره كا بيان

جن اصول كا علم تين سببوں مذكور سے حاصل هوتا هى وه پچيس هيں ꜛ *

اول قدرت جو تمام اشياء كي اصل اصول اور تمام كائنات كا مادي سبب هى اور يهه ايك ايسا ماده هى جسكي كوئي إبتدا اور انتها نهيں اور عقل و كياست بهي نهيں ركهتا أسكو جزلايتجزا مانا گيا هى وه خالق هى ليكن خود كسي سے پيدا نهيں *

دوسرے علم و إدراك جو قدرت كي اول پيدايش اور غير مخلوق * خالق اور اصولوں كا هى *

---

† كالبروك صاحب كي تحرير مندرجه كتاب حالات رايل ايشياٹك سوسئيٹي جلد ١ صفحه ٣١

| | | |
|---|---|---|
| ‡ ايضاً | ايضاً | صفحه ٢٦ |
| § ايضاً | ايضاً | صفحه ٢٧ |
| ‖ ايضاً | ايضاً | صفحه ٢٨ |
| ꜛ ايضاً | ايضاً | صفحه ٢٩ لغايت ٣١ |

* علم كو قدرت كي پيدايش اور غير مخلوق جو كها گيا هى إس تناقض كا باعث يهه هى كه أسكا وجود قدرت پر منحصر هى ليكن وه قدرت كے ساتهه هميشه سے هى ( إس تشريح سے بهي اصل تناقض رفع نهيں هوتا بلكه يهه ثابت هوتا هى كه علم قدرت كا عين هى غير نهيں هى ) مترجم

تیسرے معرفت جسکا مبدہ علم و ادراک هی اور اُسکا کام اپنا جان لینا یعنی یقین کرنا هی که میں هوں *

چار سے آٹھ تک معرفت پانچ اصلوں یا جزوں یعنی حواس کا مخرج هی جو پانچوں عناصر کے خالق هیں † *

نو سے اونیس تک معرفت گیارہ آلات حس و حرکت کا بھی مخرج هی ‡ جنمیں سے دس محسوس هیں پانچ تو آلہ حواس خمسہ کے یعنی ناک کان آنکھیں وغیرہ اور پانچ آلہ حرکت کے یعنی هاتھ پاؤں زبان وغیرہ هیں اور گیارهواں آلہ غیر محسوس یعنی ارادہ هی جو حس و حرکت دونو کا ذریعہ هی *

بیس سے چوبیس تک اُن پانچ اصلوں سے جو چار سے آٹھ تک بیان هوئیں پانچ عنصر نکلے هیں ( یعنی معلوم هوتے هیں ) خلا هوا آگ پانی مٹی *

پچیسواں اصل روح هی جو نہ خود مخلوق هی اور نہ خالق اور وہ ایسی شی هی جسپر کثرت اور وحدت دونوں کا اطلاق هوتا هی اور صاحب ادراک اور همیشہ ایک هی حالت پر اور غیر مادی هی *

## اجسام ذی روح کی بناوٹ

قدرت کا دھیان اور تصور کرنے اور پھر قدرت کے تعلق سے آزادی حاصل کرنے کے لئے روح اور قدرت کا اجتماع هوتا هی اس اجتماع سے پیدایش جو حقیقت میں علم و ادراک اور اور اصلوں کا ظہور هی وقوع میں آتی هی روح کی خواهش لطف و لذت اوٹھانا یا آزاد هوجانا هی

† لفظ خالق سے عناصر کا پیدا کنندہ نہ سمجھنا چاهئے بلکہ اُنکو ایسی اصلیں جاننا چاهئے جنسے هم پانچوں عناصر کو دریافت کرسکتے هیں مثلاً آواز اصلی هے نهایت لطیف اور نازک هوا کی ( یعنی آواز باعث دریافت هونے اُس هوا کی هی ) اور بو اصلی خاک کی ( یعنی بو سبب معلوم هونے خاک کی هی ) پروفسر ولسن صاحب کی تفسیر سانکھیا کریکا پر

‡ معرفت آلات حس و حرکت کا مخرج کسی طرح نهیں هوسکتی شاید مطلب هونے سے یہ مراد هی که معرفت سے هی یہ آلات بھی دریافت هوتے هیں مترجم

اِس هرايک مطلب کے پورا هونے کے ليئے اُسکو ايک لطيف جسم جو علم و اِدراک اور معرفت اور اِرادہ اور آلات حس و حرکت اور اصول عناصر يعني حواس خمسه سے مرکب هی عطا هوا هی يهه لطيف جسم غير محدود اور غير مقيد اور خيالات سے اثر پذير هوتا هی ليکن لطف اوٹهانے کي قابليت اُسوقت تک اُسميں نهيں هوتي هی که ايک کثيف جسم جو عناصر سے ترکيب پايا هوا هو اُسکے ساتهه متعلق نهوجاوے اور وہ بهي اِنسان کا بدن هی جو قابل فنا هی *

يهه لطيف جسم بہ نسبت اِس کثيف جسم کے زيادہ دير پا هی اور اواگون کے اوت پهير ميں روح کے ساتهه رهتا هی † *

ايسي جسماني پيدايش کي جسميں روحيں کثيف جسموں سے تعلق رکهتي هيں چودہ درجه هيں جنميں سے آٹهه تو اِنسان سے اعلی اور برتر هيں اور پانچ ادنی اور کمتر هيں *

برتر درجه ميں ديوتا اور اور روحيں جنکو هندو مانتے هيں شامل هيں اور کمتر درجه ميں حيوانات مطلق اور نباتات اور جمادات داخل هيں ‡ *

## علمي پيدايش کا بيان

علاوہ کثيف اور لطيف جسماني پيدايش کے جو مادي کائنات سے متعلق هی سنکيا ايک علمي مخلوق بهي قائم کرتا هی جو علم کے عشق اور خيالات اور قوا سے مرکب هی *

اِس مخلوق کي چار قسميں هيں ايک تو ادراک کي روکنيوالي دوسري اُسکي ناقص کرنيوالي تيسري رضامند کرنيوالي چوتهي قسم کامل

† کالبروک صاحب کي تحرير مندرجه حالات رايل ايشياٹک سوسئيٹي جلد ۲ صفحه ۳۲

‡ ايضاً ايضاً صفحه ۳۳

کرنیوالی ادراک کی هی † *

سانکهیا فرقه کے حکیم مثل اور هندوستانی حکیموں کے قدرت کی تین صفتوں یا صورتوں پر زیاده توجهه کرتے هیں اور وه نور اور جذبه اور ظلمت هیں وه کهتے هیں که تمام موجودات کی روح اور غور کی روح پر انکا اثر معلوم هوتا هی مثلاً نور کی وجهه سے آگ کا شعله بلند هوتا هی اور انسان کے جسمیں نیکی اور خوشی پیدا هوتی هی اور جذبه سے هوا میں زور شور اور آدمیوں میں بدی ظهور میں آتی هی اور ظلمت سے پانی اور مٹی پستی کیطرف مائل هوتی هیں اور انسان کے دل میں رنج و افسردگی پیدا هوتی هی قدرت کی ان صفتوں سے ایسی آٹهه باتیں نکلی هیں جو ادراک سے متعلق هیں اور آپسمیں ایک دوسرے کی ضد هیں یعنی ایک جانب میں تو نیکی علم اعتدال اختیار اور انکے مقابله میں بدی جهل بے اعتدالی مجبوری هیں انمیں سے هر ایک کی تفصیل کی گئی هی چنانچه اختیار کی آٹهه قسمیں هیں سانکهیا حکیموں کے فرقے کی رائیں جو انکے مسائل کے طور پر هیں اوپر بیان کی هیں وه انکی کتابوں میں نهایت مدلل اور مشرح

---

† ان چار قسموں کی فهرست بهت وسیع هی کیونکه بڑی بڑی پچاس فصلیں اسکی ایسی هیں جنکی اور بهت سی تقسیم در تقسیم کی گئی هی هم اسکو نمونه میں مفصله ذیل ایک نمونه کلبروک صاحب کی تحریر میں سے نقل کرتے هیں جو نهایت اجمال کے ساتهه اُنهوں نے لکها هی

اول موانع ادراک کے غلطی وهم جذبه عداوت خوف ان سب کا بیان جداگانه باسٹهه فصلوں میں کیا گیا هی

دوسری قسم ناقص کرنے والی ادراک کی اٹهائیس قسمیں قایم کی هیں جنکا باعث حواس کے آلات میں کسی قسم کا خلل اجانا هوتا هی

تیسری رضامند کرنے والی قسم کے نو حصے هیں اور یهه سب کار و بار سے انسان کے بالکل معطل هوجانے یا کچهه تهوڑا سا مشغول رهنے سے متعلق هیں جس سے تهوڑی یا کامل درجه کی آسایش حاصل هوتی هی

چوتهی ادراک کی کامل کرنیوالی قسم کی اٹهه قسمیں هیں جنمیں سے تین برائی کی روکنے والی اور باقی پانچ یهه هیں یعنی تقریر اور زبانی نصیحت اور تحصیل اور تعلق انس اور صحبت سے اور صفائی ظاهر و باطن کی

مندرج هیں کالبروک صاحب نے چلند دلیلیں اور تقریریں اُن حکیموں کي بطور نمونه کے لکهي هیں اُنمیں نقص جیسا که ایسي حالتوں میں هوا کرتا هی یهه معلوم هوتا هی که وه حکیم نهایت نازک خیالي اور تدقیق کے درپے تهے † *

## عام راے سنکیا حکیموں کے مسئلوں پر

سنکیا حکیموں کے قاعدوں کا منشاء معلوم کرنے سے جنکو اُنکے موجدوں نے ایسي عجیب صنعت اور بناوٹ سے ایجاد کیا هی جسکے سبب سے کسیقدر تاریک هوگئے هیں اول همکو یهه خیال آتا هی که اگرچه یهه فرقه خدا کا منکر اور ماده کو ماننے والا هی لیکن اُس فرقه کے عقائد سے بهت ملتا جلتا هی جو کل اشیا کا مخرج روح کو قرار دیتا هی مثلاً سنکیا فرقه کے عقاید یهه هیں که قدرت سے علم اور علم سے معرفت اور معرفت سے حواس اور لطیف اصول عنصروں کے هوئے اور اِن عنصروں سے خود کثیف عنصر نکلے هیں پس اِس سلسله سے یهه ظاهر هی که اگرچه ماده کو قدیم مانا گیا مگر اُسکي صورتیں روح سے مشتق هوئیں اور کوئي وجود اُنکا احاطه ادراک سے خارج نهیں هی *

لیکن اِس فرقه کا اصل عقیده جو ان مذکوره لفظوں سے بادي‌النظر میں سمجهه میں آتا هي نهیں هی حقیقت میں اونکا اعتقاد یهه هی که قدرت کي صفت ذاتي یهه هی که وه جمله اصولوں کو بترتیب ظهور میں لاوے اور روح کا ذاتي وصف یهه هی که وه اُن کو قدرت کا علم حاصل کرنے کے ذریعوں کیطرح کام میں لاوے اگرچه اِن دونوں باتوں کا منشاء واحد هی مگر اصلیت میں جداگانه هیں قدرت اور روحیں قدیم هیں اگرچه هرایک روح ادراک اور اور تمام اُن چیزوں کے ساتهه تعلق رکهتي هی جو قدرت سے پیدا هوئیں هیں لیکن اُنکے ظهور میں کچهه دخل نهیں رکهتي روح اصل ادراک سے جو خاص قدرت کي پیدایش هی کچهه علاقه نهیں

† کالبروک صاحب کي تصویر کتاب حالات رایل ایشیا تک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۳ لغایت ۳۷

رکھتی بلکہ وہ اُس ادراک کے ساتھہ واسطہ رکھتی ہی جو اصل ادراک سے پیدا ہوا ہی *

پیدایش کے وقت روح کو ایک لطیف جسم † ملتا ہی اور اُسکے اوپر ایک کثیف جسم اور زیادہ کیا جاتا ہی جبکہ روح اور مادہ کے آپسمیں اِسطرح رشتہ مستحکم ہوجاتا ہی تو بیرونی محسوسات کو آلات جسمانی روح تک پہونچاتی ہیں قوت مدرکہ محسوسات کی اِطلاع کو جمع کرکے معرفت تک پہونچاتی ہی اور معرفت اونسے اِنسان کو آگاہ کرتی ہی اور ادراک اُس سے نتیجے نکال کر ایسا علم حاصل کرتا ہی جس تک حواس کو رسائی نہیں ہوتی ‡ غرضکہ روح بازیگر کی مانند نہیں بلکہ ایک تماشائی کیطرح سب کچھہ دیکھتی ہی *

روح کی مثال آئینہ کی سی ہی کہ اُسمیں ہر قسم کی شی کا عکس پڑتا ہی مگر کوئی تبدیلی نہیں آتی اِسیطرح روح سب کچھہ معلوم کرتی ہی مگر اُسمیں اثر کسی شی کا نہیں ہوتا § جبکہ روح قدرت کو بالکل دیکھہ اور سمجھہ چکتی ہی تو کام اُسکا پورا ہوجاتا ہی اور اُسکو نجات حاصل ہوجاتی ہی اور قدرت اور اِس مفرد روح کے آپس میں جو تعلق ہوتا ہی وہ بالکل فنا ہوجاتا ہی بقول ان حکماء کے قدرت ایک بازی گر کی طرح اپنے آپ کو بخوبی ظاہر کرتی ہی اور جب اُسکو اچھی طرح دیکھہ لیا جاتا ہی تب ساتھہ چھوڑتی ہی اور روح کو نجات کا درجہ حاصل ہوجاتا ہی *

اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ قدرت کے کار و بار میں روح کو کچھہ مداخلت نہیں اور اُسکے کسی کام میں روح کے ہونے کی کچھہ ضرورت نہیں ہی چنانچہ محسوس ہونا اور معرفت اور مباحثہ اور تجویز روح کے ہونے

---

† کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۳۰

‡ ایضا | ایضا | صفحہ ۳۱ و ۳۸

§ ایضا | ایضا | صفحہ ۴۲

کي حالت میں بهي بدستور جاري رهینگے علاوه اسکے یهه سب کام روح کي نجات کے واسطے انجام پاتے هیں حالانکه روح ابتدا میں بهي ایسي هي آزاد تهي جیسے که بعد نجات کے هوگي غرض که هر حالت میں روح ایک حد فضول میں داخل رهتي هی اس سے یهه خیال اتا هی که کپلا نے اپني روح کے وجود اور نجات کا اقرار اُن هي لفظوں میں کیا هی جنمیں اپیکیورس حکیم اس خیال سے اپنے هممصروں کے دیوتوں کو تسلیم کرتا تها که صریح انکار سے لوگوں کے مذهبي تعصبوں کو اشتعالک نهو *

## سنکیا فرقه کي دونوں شاخوں دهریه اور خدا پرست کے مسائل مختلفه کا بیان

اب تک جو مسئلے بیان هوئے وه دونوں فرقوں کے مشترک مسائل تهے لیکن جیسا که بیان هوچکا هی کپلا روحوں کو جداگانه تسلیم کرنے اور ادراک کو باعث ظهور ماده یعنے پیدایش کا سبب قبول کرنے کے علاوه کسي ایسے مادے یا روحاني وجود مطلق کا اقرار نهیں کرتا جسکي مرضي سے تمام کائنات عدم سے وجود میں آئي هی † *

برخلاف اسکے پتنجالي کا عقیده هی که اور سب روحوں سے علیحده ایک روح هی جسپر اُن برائیوں کا کچهه اثر نهیں هوتا جنکي تاثیر سے اور روحیں مبرا نهیں هیں اور وه روح بري بهلے کاموں اور اُنکي نتیجوں اور وهم و خیال سے پاک هی اور وه ایسي روح عالم‌الغیب هی جسپر محدودیت مکاني اور زماني کا کسیطرح اطلاق نهیں آتا هی یهي روح ذات باریتعالے هی جو احکم‌الحاکمین هی ‡ *

ان دونوں گروهوں کا طریق اُنکے ان خاص عقیدوں سے قایم هوتا هی دونوں کے نزدیک تمام علم کا مقصود روح کا تعلقات ماده سے نجات پانا هی جو دهیان کے ذریعه سے حاصل هوتي هی *

---

† حالات رایل ایشیاٹک سوسٔیٹي جلد ۱ صفحه ۳۷

‡ حالات رایل ایشیاٹک سوسٔیٹي جلد ۱ صفحه ۳۷

علاوه اسکے خداپرست عبادت اوپي قايم کرتے هيں اور اس عبادت سے أنکے دهيان کے مضمون تجويز هوتے هيں دهريه فرقه اراده اور ماده کے دقيق اور مشکل مضمون پر بحث و مباحثه کرتا هی اور خدا پرست فرقه اپنا تمام وقت رياضت ميں صرف کرتا هی يا وه بالکل محو اور مستغرق هوکر تعلقات دنيا سے متنفر هو جاتا هی اس سے أسکي طبيعت ميں صاحب اسرار هونے کا خبط اور جنون پيدا هو جاتا هی جو مختلف صورتوں ميں ظاهر هوتا هی سنکيا کے اس فرقه پر اس خصلت نے ايسا غلبه کيا هی که وه اسکے سبب سے سب کي نظروں سے گر گيا هی *

پتنجالي کي کتاب ميں جو اس خدا پرست فرقه کے مذهبي عقايد کي اصل متن هی جسماني اور روحاني رياضتوں کي کامل هدايتيں مندرج هيں چنانچه أسميں لکها هی که فلاں فلاں صورتوں کے دهيان ميں بالکل ڈوب جاؤ اور حبس نفس کرو اور حواسوں کو معطل کرکے معينه طريقوں پر باستقلال تمام قايم رهو ايسي رياضتوں سے مرتاض کو زمانه گذشته اور استقبال اور مخفي يا دور دراز کي شی کا علم هو جاتا هی چنانچه اوروں کے خيال أسکو معلوم هو جاتے هيں اور هاتهي کي سي طاقت اور شير کي سي جرأت اور هوا کي سي سرعت حاصل هو جاتي هی هوا پر أڑتا اور پاني پر چلتا اور پاتال ميں اتر جاتا هی اور پلک مارنے ميں تمام کائنات کا حال جان ليتا هی ان خرق عادات کے حاصل کرنے کے واسطے بعض شخص وه رياضتيں کرتے هيں جو نهايت اعلی درجه کي خوشي يعني حصول بهشت کے ليئے کرني چاهيئيں اور بعضے بجاے اصل خرق عادت کے فريب اس نيت سے کرتے هيں که ديکهنے والوں کو ايسي عجائبات ديکها کر متحير کريں جنکے دکهانے کا أنکے پاس بجز فريب کے اور کوئي ذريعه نهيں هوتا هی *

## جوگيونکا کا بيان

انسان کے قبضه قدرت سے جو باتيں باهر هيں أن تک رسائي حاصل کرنے کے اراده کرنے والوں کي اعلی قسم اچهے ساده سنتوں ميں اور قديم

درجه کي قسم نہایت ذلیل فقیروں میں اب بهي موجود هی ان دونوں قسموں کے لوگ جوگي کہلاتے هیں اور جوگي ایک اصل فرقه کا نام تہا یہه نام ایسے لفظ سے لیا گیا هی جسکے معني ترک دنیا کرکے دهیان میں لگے رهنا هیں † *

## پیچهلے مانسا یا بیدانتي فرقه کا بیان

اس فرقه کي بنیاد بیاس جي سے جو بید کے معروفه مولف قریب چوده سو برس قبل مسیح کے هوئے هیں منسوب کرتے هیں غالباً ایسا معلوم هوتا هی که اس مولف نے گو وه کوئي کیوں نهو اُن تالیفوں کے منشاء اور ضروري مسئلوں پر ایک رساله لکها هی لیکن کالبروک صاحب کي یہه راے هی که باقي پانچ فرقے اس سے پهلے کے هیں بلکه جین اور بده مذهب کے فرقوں سے بهي یہه فرقه نیا هی اسلیئے جس کتاب میں اس فرقه کے مسائل اور عقاید کا بیان مندرج هی چهه سو برس بیشتر حضرت عیسی علیه السلام سے نه لکهي گئي هوگي ‡ *

اگرچه اس فرقه کے عقیدوں اور مسئلوں کي امداد عقلي دلیلوں سے کي گئي هی لیکن یہه فرقه دعوی کرتا هی که همارے مسئلوں کي بنیاد بیدوں پر هی اور اُنکے ثبوت میں بیدونکا حواله دیتا هی اس فرقه کي وجهه سے بہت سے رساله معه اُنکی تفسیروں اور تفسیروں کي تفسیروں کے

---

† سنکیا فرقه کا مذکوره بالا بیان زیاده تر کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۱۹ لغایت ۴۳ میں سے لیا گیا هی دهریه فرقه کپیلا کے اصلي متن کا ترجمه جسکو کالبروک صاحب نے اول مرتب کیا وه اب چهپا هی اور اُسکے ساتهه ایک اُس متن کي تفسیر کا ترجمه جو سنسکرت میں تهي اور پروفیسر ولسن صاحب کي ایک بہت عمده تفسیر اُس متن کي چهپي هی اور اکسفورڈ کي یونیورسٹي کے لکچروں میں سے سب سے آخر مصنف کے لکچروں کے صفحه ۲۹ و ۵۴ میں بهي سنکیا کے مسائل پر مشرح راے چهپی هی اُن کتابوں سے میں نے اپنے اُس بیان کے درست اور صحیح کرنے میں کوشش کي هی جو سنکیا فرقه کا کیا هے

‡ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحه ۳ و ۴

گذشته تر سو برس میں تحقیقات هوئي هیں ان مضمونوں کے انتخاب سے
کالبروک صاحب نے اس فرقه کے حالات لیکر لکھے هیں لیکن اس باعث
سے که اُس میں قابل بحث اور ایسے مضمون لاپ لکھے هیں جنکا
عقلي ثبوت دینے کے بجاے اصل متن پر حواله کیا گیا هی به نسبت
اور فرقوں کے حالات کے زیادہ تر تاریک هیں *

## هستي مطلق صرف خدا کي ذات هی

اس فرقه کے اول درجه کے مسئله یهه هیں که خدا عالم‌الغیب اور
قادر مطلق کائنات کي فنا اور بقا اور هستي کا باعث هی اور خلقت اُسکي
مرضي کا ایک کام هی اور دنیا کا خالق اور مادي باعث اُسیکي ذات هی
بقول شاعر * خود کوزۂ و خود کوزه گر و خود گل کوزه * اور بعد تکمیل
کے هر شی اُسیکي ذات میں فنا هو جاتي هی اور وهي وجود مطلق
موجود اور کل عالموں کي روح هی † *

مفرد روحیں اُسیکي ذات کے اجزا هیں جو اسطرح اُس سے علیحده
هوکر پهر اُس میں شامل هو جاتي هیں جسطرح آگ کے شعله میں سے
شراره نکل کر پهر اُسمیں ملجاویں *

روح خدا کي ذات کا ایک جز هونے کے سبب غیر فاني اور غیر
مقدور اور صادق اور عالم اور صاحب امتیاز هی *

اگرچه سکون و قرار اُسکي قدرتي حالت هی مگر سرعت اور حرکت
کي قابلیت بهي اُسمیں هی اعلی هستي نے جیسا که پہلے سے اراده کرلیا
تها اُسکو قابل حرکت بنایا اور اپنے ارادوں کو ایسے بے انتها سنین کے
سلسله کے ساتهه جسکي ابتداء نہیں ظاهر کر رها هی ‡ روح جسم میں
اسطرح بند هی جیسے کوئي شی ایک غلاف یا کئي غلافوں میں هوتي
هی اول غلاف اُسکا علم و ادراک معه حواس خمسه کے هی اور دوسرا

† حالات رائل ایشیاٹک سوسیٹي جلد ۲ صفحه ۳۳

‡ ایضاً ایضاً ایضاً

غلاف ارادہ تیسرا حس و حرکت کے آلات هیں ان تینوں کا ایک لطیف جسم بنتا هی جو روح کے ساتھہ اواگون میں رهتا هی *

چوتھا غلاف یہہ کثیف جسم هی † باعتبار جسم کے روح کی حالتیں یہہ هیں کہ جب انسان بیدار هوتا هی تو وہ متحرک اور ایک اصلی اور حقیقی خلقت سے تعلق رکھتی هی اور خواب خیال کے حالت میں ایک وهمی اور مجازی خلقت سے سروکار رکھتی هی اور خوب غافل سونے کی حالت میں خدا کی ذات سے لپٹی هوتی هی مگر اسمیں وصل نہیں هو جاتی هی بعد وفات کے وہ اپنی جسمانی ڈھانچ سے کنارہ کر لیتی هی ‡ بعد اسکے وہ جرم قمر میں جاتی هی اور وهاں اسکو ایک ایسی رقیق جسم ملتا هی اور مینھہ کی صورت میں برستی هی جسکو کوئی نباتات جذب کر لیتی هی پس بذریعہ غذا کے کسی حیوان کے بچہ کے قالب میں پڑ جاتی هی § اور اپنے اواگون کے پورا کرنے کے بعد جسکی مدت روح کے اعمال پر منحصر هوتی هی نجات حاصل کرتی هی *

نجات کی تین قسمیں هیں ایک تو کامل یعنی تعلقات جسمانی سے مبرا هوکر روح کو تجرد حاصل هوجاوے جسکے بعد وہ برهما کی ذات میں جذب هوجاتی هی دوسرے نجات ناقص جسمیں روح صرف برهما کے مسکن تک پہونچ سکتی هی تیسرے اس سے بهی کم یعنی یہہ کہ روح انسان کی حالت زندگی هی میں بعض صفتیں برهما کی حاصل کرلیتی هی اور روح میں استعداد حظ اوٹھانے پر مائل اور راغب هونیکی هی اعمال اور حرکات کرنے پر امادہ هونیکی نہیں پہچهلی دو قسم کی نجات بلدان اور معینہ طریقوں پر نہایت استغراق کے ساتھہ دهیان کرنے سے حاصل هوجاتی هی *

---

† حالات ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۲ صفحہ ۳۵

‡ ایضا ایضا صفحہ ۳۷

§ ایضا ایضا صفحہ ۲۵

یہہ فرقہ برھما کی قدرت کے غیر محدود ہونے اور اُسکے غرور ہونے اور دھرم کرم کی تاثیر ( یعنی کامل اور ناقص دھرم اور اچھے برے کرم کے موافق جزا و سزا ہونی لابدی ہی یا نہیں ) اور اور بہت سی مختلف باتوں پر بحث و مباحثہ کیا کرتا ہی دھرم کرم کی تاثیر کا ذکر اِس فرقہ کی قدیم کتابوں میں نہیں ہی البتہ ویدانتیوں کے اس طریق کا مسئلہ ہی جو بھاگوت گیتا کی پیروی کرتے ہیں مگر ویدانتیوں کے فرقہ میں سے جو نہایت پابند قاعدہ کے ہیں وہ مخلوقات کا ہونا برھما کی کرپا سے مانتے ہیں اور برھما کی قدرت کو ایسے مسلسل اسباب کے ذریعہ سے جنکا ابھی ذکر ہوچکا ہی کہ اُنکی اِبتدا نہیں معلوم محدود جانتے ہیں *

یہہ بات ظاہر ہی کہ یہہ فرقہ مذکورہ بالا فرقہ سے مادہ کے قدیم ہونے اور کائنات کو خداتعالی کی مرضی اور قدرت سے منسوب کرنے میں بالکل اختلاف رکھتا ہی ویدانتیوں کی اصل تعلیم کرنے والے بلکہ اہل یورپ میں سے وہ لوگ بھی جنہوں نے انکی تصنیفات کا ترجمہ کیا ہی مادہ کے وجود میں آنے کے طریق پر اتفاق نہیں کرتے چنانچہ اُنمیں سے ایک فرقہ کا اعتقاد ہی کہ ذات باری تعالی نے اپنے وجود میں سے مادہ کو نکالا ہی اور وہ اُسکے ارادوں کی تکمیل کے بعد پھر اُسیکی ذات میں شامل ہوجاویگا اس مادہ سے جو اسطرح سے پیدا ہوا تمام کائنات کو ظہور میں لایا اور اُسکو انسان کی روح پر طرح طرح کی تاثیر پیدا کرنے کے لیئے چھوڑا ہی اور دوسرے فرقہ کا عقیدہ یہہ ہی کہ خدا تعالی نے مادہ کو پیدا نہیں کیا اور نہ وہ موجود ہی بلکہ بلا واسطے انسان کی روح پر سلسلہ وار تاثیریں پہنچاتا ہی جنکا پیدا ہونا پہلا فرقہ مادی دنیا کے ذریعہ سے سمجھتا ہی پہلا فریق کہتا ہی کہ ہر شی خدا کے وجود سے موجود ہی اور دوسرا کہتا ہی کہ بجز خدا کے کوئی شی موجود نہیں معلوم ایسا ہوتا ہی کہ آخر مسئلہ آجکل کے ویدانتیوں میں پہیلا ہوا ہی اگرچہ غالباً اِس فرقہ کے بانیوں یا مقلدوں کی اِبتدا نہیں ہی *

دونوں فرقے اِس بات پر متفق هیں کہ جو اثر طبیعت پر پیدا هوتا هی وہ باقاعدہ اور بترتیب هوتا هی پس دنیا کو بے اصل سمجھنے والا فرقہ سبب اور اثر پر ٹهیک اُسیطرح بحث کرتا هی جسطرح دنیا کو اصل ماننے والا فرقہ گفتگو کرتا هی *

دونوں ارادہ الهي کے قائل هیں اور یہہ نہیں خیال کرتے کہ مادہ کي خاصیت میں یا خدا تعالی کي صفات میں کوئي بات ایسي هی جسکے سبب سے اُسکا ارادہ محدود هوجاوے *

دونوں اِس مقولہ میں متفق هیں کہ روح خدا کي ذات کا ایک جز هی اور پهر اُسیکي ذات میں شامل هوجاویگي مگر کوئي انمیں سے یہہ نہیں کہتا کہ وہ خدا کي ذات میں سے کسطرح سے جدا هوئي خاصکر دنیا کے بے اصل سمجھنے والے یہہ بیان کرنے میں قاصر هیں کہ جسبہ روح خدا تعالی کے وجود کا ایک ذاتي جزو یعني عین هی تو پهر اُسکو خدا تعالی نے اِس بات کا یقین کرانیکا کیوں دهوکا دیا هی کہ وہ ایک علیحدہ اور غیر شی هی جسپر عالم کون و فساد کي تاثیریں هوتي هیں † *

## منطقي فرقوں کا بیان

علم منطق کو برهمن دل سے عزیز رکھتے هیں اور بیحد و حساب تصنیفیں اِس علم میں کي هیں بعض اُنمیں سے بڑے بڑے مشهور مصنفوں نے بهي لکهي هیں اِسي سبب سے مختلف فرقے قائم هوگئے هیں مگر تمام اور فرقوں کا ماخذ گوتاما اور کناد کے فرقے هیں انمیں سے پهلے نے منطقي الهیات پر اور دوسرے نے طبیعاتیعني محسوسات پر توجہہ کي هی اگرچہ

† علاوہ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ حالات رائل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۳۸ و ۳۹ کے کرنل کیلیڈي صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب مذکور کي جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ اور سر گریوز هاٹن صاحب کي رایوں کو جو دنیا کے بے اصل هونے یا مادي وجود رکهنے کے استفسار میں هیں ملاحظہ کرو

یہہ دونوں فرقے بعضی باتوں میں اختلاف رکہتے ہیں مگر ایسی باتونمیں جنپر دونوں نے بحث کی ہی عموماً اتفاق پایا جاتا ہی اسلیئے انکو ایکہی مجموعہ کے ایسے دو جز سمجہنے چاہیئیں جو ایک دوسرے کے نقصانوں کی تکمیل کرتے ہیں *

## گوتاما اورکناد کی اُن باتونکا بیان جو ارسطو کی رایوں سے ملتی جلتی ہیں

اب جو فرقہ ان دونوں کے اجتماع سے قایم ہوا اُسکا مقابلہ ارسطو کے گروہ سے کیا گیا ہی † یہہ فرقہ تجنیس اور ترکیب اور ترتیب پر توجہہ کرنے اور ایک بد اسلوب قضیہ پانچ مراتب کا جسمیں سے دو مراتب محض فضول ہیں قایم کرنے میں ارسطو سے موافقت رکہتا ہی ‡ *

اور کناد کے فرقہ کی منطق میں حالتوں کی شمار بہی کی گئی ہی اور وہ چہہ ہیں یعنی شی اور صفت اور حرکت اور اجتماع اور خصوصیت اور انتحاد بعضے ساتویں اور زیادہ کرتے ہیں یعنی معدومیت ارسطو کے نزدیک ان میں سے اول کی تین ہیں باقی نہیں ہیں اور ارسطو نے جو اور سات حالتیں تجویز کی ہیں اُن میں سے کوئی نہیں لی گئی ہی § *

ہندوؤں کے دونوں گروہوں نے جن مضمونوں پر بحث کی ہی اکثر اُنہیں سے وہی مضامین ہیں جنپر ارسطو نے گفتگو کی ہی یعنی حواس

---

† کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ مقالات رایل ایشیاٹک سوسیٹی جلد ۱ صفحہ ۱۹ اور ایدنبرا ریویو بابت جولائی سنہ ۱۸۳۳ ع صفحہ ۳۱۳

‡ مثلاً اول یہہ پہاڑ آتشین ہی دوسرے کیونکہ اُسمیں سے دہوان نکلتا ہی تیسرے جس شی میں سے دہوان نکلتا ہی وہ آتشین ہوتی ہی جیسے کہ مطبخ کا تنور چوتہے پس پہاڑ دہوالدھار ہی پانچویں اسلیئے یہہ پہاڑ آتشین ہی ہندوؤں کے ہاں باقاعدہ قضیہ بہی مستعمل تہا جسکا قائم ہونا مذکورہ بالا قضیہ کے بعد ایک امر لازمی ہی لیکن جو کہ یہہ باقاعدہ قضیہ مذکورہ قضیہ کے بعد ظہور میں آیا اسلیئے معلوم ہوتا ہی کہ ہندوؤں نے ترقی کے زمانہ میں یونانیوں سے لی لیا ہوتا

§ یعنی جذبہ اور تعلق اور مقدار اور زمانہ اور مکان اور حالت اور مادہ

اور عنصر اور روح اور اُسکی مختلف قوتیں اور زمانہ اور خلاء وغیرہ لیکن بہت سے مضمون جو ارسطو کے نزدیک اول درجہ رکھتے ہیں ہندوؤں سے فروگذاشت ہوئے اور اسیطرح ارسطو کا حال ہی مضمونوں کی تعریف اکثر مختلف ہی اور عام ترتیب اُنکی بالکل مشابہ نہیں ہی *

نہایت مشہور مطابقت ہندوؤں اور یونانیوں میں یہہ ہی کہ تمام ہندو فرقے حواس خمسہ پر چھٹا ارادہ زیادہ کرتے ہیں جو باقی پانچوں کے کاموں پر قبضہ رکھتا ہی یہہ ارسطو کی تسلیم کی ہوئی اُس حس سے جسکو وہ عام حس یا اندرونی حس کہتا ہی بالکل مطابق ہی *

## عام تجنیس گوتاما کے فرقہ کی راے کے بموجب

گوتاما کے فرقہ کی تجنیس بہ نسبت کناد کے فرقہ کے زیادہ کامل اور وسیع ہی اور اُسکا بطور تھوڑے سے نمونوں کے بیان کرنے سے وہ تفصیل اچھی طرح سمجھہ میں آسکتی ہی جو وہ فرقہ اپنی تجنیس کی کرنا چاھتا ہی *

## تقریر کے مراتب کی فصلوں کا بیان

تقریر کے مرتبوں کی اول تقسیم سولہ فصلوں میں کی گئی ہی اور جس اصل پر یہہ تقسیم ہوئی ہی اُسکو بجز سیات کے کہ مباحثہ کے طریقے اور ذریعہ اور چند درجے اُسمیں پائے جاتے ہیں اور کچھہ میں نہیں سمجھتا اور وہ فصلیں یہہ ہیں *

( ۱ ) دلیل ( ۲ ) وہ شی جو معلوم اور ثابت کیجاوے ( ۳ ) شک ( ۴ ) علت ( ۵ ) مثال ( ۶ ) ثابت شدہ حقیقت ( ۷ ) ایک باقاعدہ تقریر یا قضیہ کا جملہ ( ۸ ) وہ تقریر جس سے بیہودگی ثابت کی جاوے ( ۹ ) تعین یا تحقیق ( ۱۰ ) مقدمہ ( ۱۱ ) مناظرہ ( ۱۲ ) اعتراض ( ۱۳ ) دلیل فاسد ( ۱۴ ) انحراف ( ۱۵ ) تذلیل ( ۱۶ ) تردید *

اس تقسیم کي جز اور بهي تقسیم کي گئي هی وه زیاده تر معقول اور ترتیبوار هی *

## فصل اول یعني دلیل

دلیل کي چار قسمیں هیں بدیهه نتیجه تمثیل منقوله یا شهادت

دلیل کي چاروں قسموں میں سے نتیجه تین قسم کا هوتا هی ایک صغری جسمیں علت سے معلول معلوم هوتا هی دوسرا کبری جسمیں معلول سے علت دریافت هوتي هی تیسرا مماثل *

## فصل دوسري یعني وه اشیا جو معلوم اور ثابت کیجاویں اور اُنکي تقسیم در تقسیم

ثابت هونے والي چیزیں باره هیں روح جسم آلات حس محسوسات قوت مدرکه اراده سرعت خطا اواگون کرموںکا پهل تکلیف مکت یعني نجات *

### اول روح

( ۱ ) ثابت هونے والي پهلے شی روح هی اور اُسکي خاصیت اور قوتوں اور اُسکے وجود کي دلیلوں کا کامل بیان کیا گیا هی روح کي چوده صفتیں هیں یعني تعداد اور مقدار اور کثرت اور وصل اور فصل اور علم و ادراک اور رنج اور راحت اور خواهش اور نفرت اور اراده اور لیاقت اور نالیاقتي اور قوت متخیله *

### دوسرا جسم

( ۲ ) ثابت هونے والي شی جسم هی اور اسکي بحث اور تشریح اور بهي زیاده مفصل کي گئي هی مگر بعضي باتیں جو اوروں سے مناسبت کے علم طبیعات میں شامل هیں اسمیں مخلوط کردي گئي هیں *

### تیسرے آلات حس

( ۳ ) اسکے بعد آلات حس کا بیان هی جنکا مقدور معرفت کو سنکیا فرقه کے مانند نهیں هوتا هی بلکه اُسي فرقه کي طرح اُنکو جوهر اندروني

جس کے ساتھہ شامل کردیا گیا هی مگر پانچ آلات حرکت کا امتیاز علىحدہ نہیں کیا گیا هی جنکے شمار سے سانکیا فرقہ نے گیارہ آلات حس کے قایم کیئے هیں *

## چوتھے محسوسات

( ۴ ) دوسري فصل کي دوسري تقسیم میں محسوسات داخل هیں اور اُنکو اُن لفظوں میں کہا گیا هی جنمیں کناد فرقہ نے حالتوں کو گنا هی *

اِنمیں سے اول شی هی اور شی کي نو قسمیں هیں مٹي اور پاني اور روشني اور هوا اور آکاس کي نہایت لطیف هوا زمان و مکان و روح اور اِرادہ اِنمیں سے هر ایک کي صفتوں کو بخوبي تحقیق کیا گیا هی بعد اِسکے مصنف دوسري حالت یعني صفت کا بیان کرتا هی اور صفتیں چوبیس هیں سولہ † جسماني یعني رنگ مزہ بو احساس تعداد مقدار تجرد وصل فصل تقدم تاخر ثقل رقت چیکاوٹ آواز اور آٹھہ صفتیں روحاني هیں یعني تکلیف راحت خواهش اور نفرت ارادہ نیکي و بدي اور استعداد اِنمیں سے هر ایک کي تحقیق بہت تفصیل سے کي گئي هی اور بعض موقعوں پر ایسي خوبي سے جیسے کہ یونانیوں نے کي هی تحقیقات کي هی ‡ *

بعد اِسکے باقي پانچ حالتوں کي تشریح کي گئي هی جس میں محسوسات کي بحث پوري هوچکي هی اور اسکے بعد باقي چھہ § ثابت

---

† سولہ کے بجاے مصنف نے صرف پندرہ کو شمار کیا هی معلوم نہیں کہ یہہ غلطي چھاپہ کي هی یا کیا وجہہ هی ( مترجم )

‡ مثلاً هندوؤں کي صرف یہہ تعریف کي گئي هی کہ وہ ثقل کا نہونا هی حالانکہ ارسطو نے اُسکو ایک علىحدہ اصل قایم کرکے کہا هی کہ جوں جوں ثقل کھٹتي جاتي هی وہ بڑھتي جاتي هی اور آواز کو بیان کیا گیا هی کہ وہ لہرانے سے پھیلتي هی چنانچہ ایک مرکز سے موج پر موج نکلتي هی

§ بجاے اِن چھہ کے آٹھہ هوني چاهیئیں کیونکہ ثابت هونیوالي چیزوں کي تعداد پہلے بارہ لکھي هی اور اُنمیں سے صرف چار کا بیان کیا هی معلوم ایسا هوتا هی کہ چھپنے میں غلطي هوگئي هی ( مترجم )

ہونے والی اشیاء میں سے ہر ایک کی تحقیق بھی اسیطرح سے کرکے
دوسری فصل ختم کردی گئی ہی *

## فصل تیسری یعنی شک کا بیان

تیسری فصل یا مضمون یعنی شک کا بیان اور اسیطرح سے سولہویں
فصل تک بخوبی مفصل بیان ہوا ہی ابھی مباحثہ کا طریق ظاہر کرنے
کے لیئے ہم بہت کچھہ بیان کرچکے اس سے زیادہ مفصل اور مشرح لکھنے
میں بہت سا طول ہوگا *

## الہیات کے مسائل

مذکورہ بالا مضمونوں کی بحث میں الہیات اور طبیعات کے بہت سے
مسائل شامل ہیں مثلاً روح کا غیر مادی ہونا اور قدیم ہونا اور علاحدہ
وجود رکھنا بیان کیا گیا ہی اور خدا تعالی کو اعلی روح اور علم ابدی کا
مرکز اور کل اشیاء کا خالق کہا گیا ہی *

## جزوں یا ذروں کا بیان

کناد کا فرقہ جسکو جز لایتجزا کا ماننے والا گروہ کہتے ہیں خیال کرتا
ہی کہ یہہ چند روزہ دنیا ابدی اجزا یعنی ایسے ذروں کے مجموعوں سے
جو ہمیشہ سے ہیں بنی ہوئی ہی لیکن یہہ قول فیصل نہیں معلوم ہوتا
ہی کہ اونکی یہہ ترتیب عارضی آنکا ذاتی وصف ہی یا خدا تعالی کی
قدرت پر منحصر ہی † *

---

† کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ مقالات رائل ایشا ٹک سوسئیٹی جلد ۱
صفحہ ۱۰۵ اور منطقی فرقہ کی مفصل کیفیت دریافت کرنے کے واسطے مقالات رائل
ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۹۲ اور گلیڈون صاحب کی آئین اکبری کی جلد ۲
صفحہ ۳۸۵ اور نیز وارڈ صاحب کی کتاب ہندوؤں کے حالات کی جلد ۲ صفحہ ۲۴۴
کو ملاحظہ کرو

## ہندو حکیموں کے فرقوں کا چند یوناني حکیموں کے فرقوں خصوصاً فیساغورس کے فرقہ سے مشابہ ہونا

جن مضمونوں پر ہندو حکیموں نے بحث کي هی اور قدیم یوناني حکیموں نے جن مضمونوں پر توجهه کي هی اُن دونوں کے یکساں ہونے اور ایسے فرقوں کے مسئلوں میں جو دنیا کے بہت دور دراز ملکوں میں آباد تھے مشابہت پائے جانے سے متعجب نہونا غیر ممکن هی چنانچه مسبب الاسباب اور ارادہ کا مادہ سے تعلق اور پیدایش اور تقدیر اور اسي قسم کے بہت سے مضمونوں میں هندوؤں نے ایسے سوال شامل کیئے هیں جو زمانه حال کے علم الہیات میں پیش آئے هیں اور اُنسے متقدمین ( اهل یورپ ) آگاہ نه تھے مادہ کا قدیم ہونا یا اُسکا خدا تعالی کي ذات میں سے نکالنا اور خدا تعالی کا وجود جداگانه یا اُس وجود کا قدرت کے انتظام میں سے ظاہر کرنا اور تمام روحوں کا مخرج خدا کي ذات کو ٹھہرانا اور پھر اُسیکي ذات میں سمانا اور اجزا یعني ذروں کا مسئله اور دنیا کے مسلسل انقلابوں کے مسئلے غرضکه یہه سب باتیں یوناني حکیموں میں اسطرح سے که کوئي کسي فرقه میں اور کوئي کسي فرقه میں پائي جاتي هیں † لیکن میري راے میں یہه مسئلے غور و خوض کرنیوالے لوگوں کے دهیان میں خود بخود علحدہ علحدہ ملاحظه میں گذرے ہونگے اور حسن اتفاق سے اُنمیں سے کسي ایک مسئله کي مطابقت دوسرے کے ساتھه ہوگئي هو لیکن جبکه هم کسي کل ترتیب کو هندو حکیموں کے قاعدوں کي ترتیب سے ایسا مطابق پاویں جیسا که فیساغورس کے قاعدوں کي ترتیب هی اور ان دونوں کے مسئلے ایسے خلاف قیاس ہوں که عقل انساني کا مقتضی نه معلوم ہوں تو فیساغورس کي مشرقي سفر کي روایتیں جو مشہور هیں اُنسے اسبات کا یقین اچھانا بعید نہیں هی که ان دونوں کي حکمت کا ماخذ

---

† وارڈ صاحب کي کتاب حالات هندوؤں کي جلد ۲ صفحه ۱۱۴ کو دیکھو

ایک ہی ہوگا بقول فیثا غورس کے تمام حکمت کا منشاء طبیعت کو ایسے
گراں باروں سے آزاد کرنا ہے جو اُسکو کمال حاصل کرنے کے مانع ہوتے ہیں
† اور اُسکو جذبوں اور نفسانی خواہشوں کے غلبہ سے بچاکر اسطرح اعلی
درجہ پر پہونچاوے کہ صفات باری حاصل ہوجاویں اور دیوتوں میں شمار
کیئے جانے کے قابل ہوجاوے ‡ روح خدا کی ذات کا جز ہے § اور بہت
سے اواگون اور مرنے جینے کے دورے میں ‖ مبتلا رہنے اور پاک صاف
ہو جانے کے بعد روح اپنے اُسی منبع میں سما جاتی ہے جسمیں سے
نکلی تھی طبیعت روح سے علیحدہ ایک شی ہے * خدا ایسی عام روح
ہے کہ ہر شی میں پھیلی ہوئی ہے اور تمام کائنات کی اصل اصول اور
منتہی ہے اور انحطاط اور زوال کے قابل نہیں ہے اُسکو صرف طبیعت ہی
سمجھہ سکتی ہے ¶ خدا اور انسانوں کے درمیان میں ہوائی موجودات
( یعنی ایسے مخلوق جو ہوا میں رہتی ہیں ) بہت سے گروہوں میں
منقسم ہیں جو دنیا کے کار و بار پر مختلف تسلط رکھتے ہیں ** ۔

یہہ سب کے سب ٹھیک ٹھیک ہندوستان کے علم الٰہیات کے مسئلہ
ہیں جب ہم اسپر فیثاغورس کی اُس نفرت کو جو حیوانات کے
ذبح سے اُسکو تھی اور اُس وقت تک بھی حیوان کے کھانے کی اجازت
نہ دینے کو جب تک کہ وہ قربانی نہ کیا جاوے †† اور اپنے شاگردوں

---

† الفنسٹن صاحب کی تاریخ حکمت جلد ۱ صفحہ ۳۶۲

‡ ایضا ایضا صفحہ ۳۶۹

§ ایضا ایضا صفحہ ۳۹۳

‖ اس مقام پر قیاس چاہتا ہے کہ تمام قرآنی لفظ ہونے مگر مصنف نے ان
ہی لفظوں میں بیان کیا ہے سو لکھے گئے — مترجم

* الفنسٹن صاحب کی تاریخ حکمت جلد ۱ صفحہ ۳۹۱

¶ ایضا ایضا صفحہ ۳۹۳

†† ایضا صفحہ ۳۹۵ اور ... صاحب کی تاریخ حکمت کو بھی دیکھو

‡‡ الفنسٹن صاحب کی تاریخ حکمت جلد ۱ صفحہ ۳۷۷ اور ... صاحب
کی تاریخ حکمت صفحہ ۵۲۰

کو درختوں کی شاخ و برگ توڑنے مروڑنے سے امتناع کرنے کو † اور
شاگردوں کو مدت تک معرض امتحان میں رکھنے اور مخفی تعلیم کرنے
کو زیادہ کریں تو خیال میں نہیں آتا کہ اسقدر مطابقت اور موافقت
بغیر اسباب کے کہ صریح نقل هندوؤں کی کیجاوے هوسکے *

اور بھی مشابہتیں بیان هوسکتی هیں گو انسے جنکا بیان هوچکا کم
رتبہ هیں مگر متحیر اور متعجب کرنے میں کچھہ کم نہیں هیں مثلاً
خداینعالی اور روشنی کی مشابہت اور جاند کو خواه مخواه اس خیال
سے رتبہ بخشنا کہ وہ زمین کی تبدیلیوں کی حد هی اور ان سب مسئلوں
کو زیادہ نظر اور امتیاز اس سبب سے حاصل هوا هی کہ وہ فیساغورس
کے اور تمام همعصر یونانی حکیموں کے مسائل سے مختلف هیں ‡ *

مشہور هی کہ دونوں فرقوں کے بعض مسائل قدیم مصریوں میں موجود
تھے اور خیال کیا جاتا هی کہ فیساغورس اور برهمنوں نے اُنہیں سے حاصل
کیئے لیکن مصر میں ان مسئلوں کے رایج هونے کے حالات صرف ایسی
کتابوں میں پائی جاتی هیں جو اُنکے یونان میں پهونچنے پر مدت کے

---

† سٹینلی صاحب کی تاریخ حکمت صفحہ ۵۲۰

‡ هندوؤں کے جو خیال اور قیاس روشنی کی نسبت هیں اُنکے معلوم هونے کے
لیئے گایتری کے مختلف ترجموں اور تفسیروں کو خصوصاً سر جونس صاحب کی کتاب
کی جلد ٦ صفحہ ۴۱۷ و ۴۲۱ اور کالبروک صاحب کی تحقیقات ایشیا کی جلد ۸
صفحہ ۴۰۰ اور حاشیہ اور رام موهن رائے کے ترجمہ بید کے صفحہ ۱۱۴ اور کالبروک
کی تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹی کی جلد ۲ صفحہ ۲٦ وغیرہ کو
دیکھو — اور فیساغورس کی رائے دریافت کرنے کے واسطے انفیلڈ صاحب کی کتاب کے
جلد ۱ صفحہ ۳۹۴ اور سٹینلی صاحب کی کتاب کے صفحہ ۵۴۷ کو دیکھو اُنہوں نے
لکھا هی کہ فیساغورس نے روشنی کا مسئلہ مشرقی حکیموں سے سیکھا هی اور جاند
اور هوائی ملکوں کے باب میں هندوؤں اور فیساغورس کی رایوں کو کالبروک صاحب
نے حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۵۷۸ میں بیان کیا هی اور صرف
فیساغورس کی رایوں کے معلوم کرنے کے واسطے سٹینلی صاحب کی کتاب کے صفحہ ۵۵۱
کو ملاحظہ کرو

بعد لکهي گئي هیں چنانچه سب سے اول سند اسبات کي هیرودوٹس مورخ هی جو فیثاغورس کي حکمت کے علی العموم شایع هونے سے مدت کے بعد هوا هی اور بالفرض اگر یهه مسئلے مصریوں میں موجود بهي تهے تو وه ایک علحده ترتیب حکمت میں بطور متفرق رایوں اور خیالوں کے هونگے اور یونان میں اُن مسئلوں کو سواے فیثاغورس کے اور یوناني حکیم مد فاضل سمجهتے تهے اور جزو کل کو صحیح اور درست نهیں جانتے تهے برخلاف اسکے هندوستان میں اُنکو ایسے اصول سمجها گیا هی که اُنپر لوگوں کے مذهب کي بنیاد هی اور تمام حکیموں کے فرقے اُنکو اپني سند گردانتے هیں اور انهیں پر طبیعات کا هر ایک مسئله اور اخلاق کا هر ایک مقوله منحصر هی *

کالبروک صاحب نے کیا اچها کہا هی که هندوؤں کي حکمت پہلے یونانیوں سے به نسبت پچهلے یونانیوں کے زیاده تر مشابهت رکهتي هی اور اگر هندو کسي غیر قوم سے ابتدا میں حکمت کے اصول سیکهه سکے تو کیا وجهه هی [که وه پچهلي قوموں کا علم حاصل نکرسکے اور اس سے یهه نتیجة نکالتے هیں که هندوؤں نے حکمت کسي سے سیکهي نهیں هی بلکه اوروں کو سکهائي هی † *

---

† مقالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۵۷۹ یهه کہا جاسکتا هی که فیثاغورس کے مسائل منو کے زمانه کے بعد کے هیں اُسکي تحریروں میں ایسے لوگوں کا ذکر پایا جاتے هے جو باهم رهکر اوقات بسر کرتے تهے اور ایک هي سي تعلیم پاتے تهے اور مردوں کو جلانے کے بجاے دفناتے تهے ساده سنتوں کے گروه سمجهے جاتے هیں اور سیوائوں کا گوشت کهانے کي جو اُسکي سخت ممانعت کي هی اُس سے بهي پچهلا هی زمانه پایا جاتا هی

# تیسرا حصہ

## هندوؤں کے پچھلے زمانہ کا حال چلا جاتا هی

جو مضمون اب بیان کیئے جاوینگے اُنمیں سے بہت تهوڑے منو نے بیان کیئے هیں اِس لیئے هم اُن تبدیلیوں کی تحقیق کا اُسکے ذریعہ سے زیادہ اِرادہ نہیں کرسکتے جو منو کے زمانہ کے بعد هوئیں بلکہ هندوؤں میں هر علم و هنر کی ترقی کی غایت درجہ کی تحقیقات اور اُسکی اُس حالت کا بیان جو اب موجود هی همکو اور ذریعوں سے کرنا چاهیئے *

## پہلا باب

### علم هیئت اور ریاضی کا بیان

#### هندوؤں کے علم هیئت کی قدامت

هندوستان کے علم هیئت کی قدامت اور اصلیت نہایت دلچسپ مضمون هیں † اِنمیں سے قدامت پر یورپ کے نہایت بڑے درجہ والے هیئت دانوں نے گفتگو کی هی تسپر بهی ابتک اُسکا کچهہ تصفیہ نہیں هوا *

کاسینی صاحب اور بیلی صاحب اور پلیفیئر صاحب کا قول هی کہ هندوؤں کی کتابوں میں ایسی ایسی تحقیقیں جو حضرت مسیح علیہ السلام سے تین هزار برس پہلے هوئی تهیں اب بهی موجود هیں اور اُنسے بہت بڑی ترقی جو اُس زمانہ سے پہلے هوچکی تهی ثابت هوتی هی *

† هیومرے صاحب کی هندوستان کی انگریزوں کے وقت کی تاریخ میں جو بڑی عمدہ اور معقول کتاب هی لوگوں نے جو ثبوت مضمون کے داخل کیئے هیں اُنسے یہہ مضمون بہت اچهی طرح معلوم هوتے هیں مگر اُنمیں ایسی رائیں هیں جو هندوؤں کے حق میں مفید نہیں

بہت سے آدمی جو علوم دقیق میں مشہور اور نامی هیں جیسے کہ لاپلیس صاحب اور ڈیلمبر صاحب اُن تحقیقوں کے مستند اور مقدیم هونے سے انکار کرکے اُنکے نتیجوں کو ناجایز ٹہراتے هیں *

اسباب میں گفتگو بالکل اصول هیئت پر کیجاتی هی اور اُسکا تصفیہ صرف علم هیئت کے عالم کرسکتے هیں جو اتنا کہ اُسکو ایسا شخص جو علم ریاضی سے بالکل ناواقف هو سمجھہ سکتا هی اُس سے هندوؤں کو اُسقدر ناموری حاصل نہیں هوسکتی جتنی کہ اُنکو دیجاتی هی *

مگر تمام هیئت دان هندوؤں کی تحقیقوں کے نہایت قدیم هونے کو تسلیم کرتے هیں اور اس باب میں کچھہ حجت نہیں معلوم هوتی هی کہ اُنہوں نے جو نہایت ٹھیک اور مقدم حرکات وسطی سورج اور چاند کی قرار دی هی وہ اُنکو قدیم زمانہ کی تحقیقوں سے ان تحقیقوں کے مقابلہ کرنے سے حاصل هوتی هوگی جو اس زمانہ کے لوگوں نے کی هیں † بیلی صاحب جو هندوؤں کے دعوی کے بالکل برخلاف هیں وہ بھی اپنی آخر چھاپی هوئی کتاب میں لکھتے هیں کہ هندوؤں نے جو طریق الشمس کو ستائیس منازل قمر ( یعنی نچھتر ) میں تقسیم کیا هی جس سے وہ اُس زمانہ میں بہت بڑے عالم اس علم کے معلوم هوتے هیں وہ تقسیم حضرت مسیح علیہ السلام سے چودہ سو پچاس برس پہلے هوئی تھی اور اس باب میں بیلی صاحب کی سند هی پر بس کرکے همکو یقین کرنا چاهیئے کہ هندوؤں کی تحقیقیں حضرت مسیح علیہ السلام سے پندرہ سو برس پہلے سے شروع هوئی هونگی اور یہہ زمانہ مهم ارگوناٹکس ‡ اور

† بیلی صاحب کی لاپلیس صاحب والی کتاب انتظام دنیا

‡ یونانیوں میں روایت هی کہ یونانی دلاوروں نے مقام کالکس واقع ساحل بحر اسود پر ایک مهم مشہور اُس ملک کے فتح کرنے کے واسطے کی تھی اُسکا نام آرگوناٹ هی وجہہ تسمیہ اس مهم کی یہہ هی کہ اُن لوگوں نے جس جہاز پر اس مهم کا سفر کیا تھا اُسکا نام آرگو اس سبب سے تھا کہ اُسکو آرگس نے اُن سب دلاوروں کے سردار جیسن کے حکم سے بنایا تھا اس مهم کو مشہور لڑائی ٹراے سے قریب ایک پشت یعنی سو برس پیشتر قایم کرتے هیں ( مترجم )

یونان میں پہلے پہل ہیئت کا چرچا شروع ہونے سے سو دو سو برس پہلے قایم ہوگا *

اور جس قاعدہ پر پترا بنا ہی جسکا ذکر بید میں موجود ہی اُسکے لکھے جانیکا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے چودہ سو برس پہلے قرار دیا گیا ہی † اور پارس راے کو جو قدیم زمانہ کا اول ہیئت داں ہی اور اُسکی تصنیفوں میں سے اب بہی کچھہ کچھہ باقی ہی اُسی زمانہ میں فروغ ہوا ‡ *

## ھندوؤں کو علم ھیئت کسقدر حاصل تھا

ھندوؤں کے ہیئت کی جو تحقیقاتیں ہمارے زمانہ میں ہوئیں اُنمیں ہمکو اُنکے قدیم مصنفوں سے کوئی مدد نہیں ملتی پوجاریوں کے فریب و

† پہلے تتمہ اور تحقیقات حالات ایشیا کی جلد ۸ صفحہ ۴۸۹ اور جلد ۷ صفحہ ۲۸۴ کو ملاحظہ کرو

‡ اس مصنف کا زمانہ اُسکی اُس تحقیق سے جو اُسنے رنگوں کے مقام کی کی ہی جسکا ذکر ڈیوز صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ میں کیا ہی قایم ہوتا ہی سر جونس صاحب ایک اور اطلاع کی رو سے جو اُنکو ڈیوز صاحب سے حاصل ہوئی پارس راے کے زمانہ کو سنہ ۱۱۸۱ قبل مسیح علیہ السلام قرار دیا ہی لیکن خود ڈیوز صاحب نے بعدہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۵ صفحہ ۲۸۸ میں بیان کیا ہی کہ اس معاملہ میں کامل غور کرنے سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ یہہ تحقیق سنہ ۱۳۹۱ قبل مسیح علیہ السلام میں ہوئی ہوگی ایک اور مقام سے جو پارس راے کی کتاب سے نقل کیا گیا ہی ثابت ہوتا ہی کہ اُسکے زمانہ میں زحل کا آفتاب کے طلوع کے بعد تک چھپتا رہنا ایسے زمانہ میں واقع ہوا جو اُس زمانہ سے مطابق ہی جسکو اُس مصنف کی نسبت اور وجوہات سے قرار دیا گیا ہی — کالبروک صاحب کی تحریر کتاب حالات ایشیا کی جلد ۹ صفحہ ۳۵۶ اور اسی کتاب کی جلد ۵ صفحہ ۲۸۸ میں ڈیوز صاحب کی راے بہی دیکہو مگر بنٹلی صاحب کو ایک زمانہ میں پارس راے کی تصنیفوں پر یہہ شبہہ تھا کہ یہہ کسی کی زمانہ حال کی کارسازی ہی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۶ صفحہ ۵۸۱) اور جبکہ اُنہوں نے اپنی دوسری چھاپی ہوئی کتاب میں اُنکو تسلیم کیا تو زحل کے بیان کے معنی اور ٹہرائے اور اس وجہہ اور اور وجوہات سے اُس مصنف کے زمانہ کو سنہ ۵۷۶ قبل مسیح علیہ السلام قرار دیا (خلاصہ تاریخ بنٹلی صاحب مندرجہ اوریئنٹل میگزین جلد ۵ صفحہ ۲۲۵) جو ارادہ کہ سر جونس صاحب نے دیوتاؤں کی تاریخ کے ذریعہ سے جنمیں پارس راے کا نام آیا ہی اُسکی تاریخ قایم کرنیکا کیا وہ پورا نہوا (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

فطرت کے اُسي دستور سے جسکا هندوؤں کي اور باتوں پر بهت بڑا اثر هوا هی اُنکے علم پر بهي پردہ پڑگیا ( یعنے علم کا حال بهي بخوبي ظاهر نهیں هوتا ) چنانچه لغو زمانے واقعات کے جو اُن پوجاریوں نے قرار دیئے هیں اُنمیں علم هیئت سے کام لیا هی اسلیئے جو سنه اور زمانه علم هیئت کے ذریعه سے مقرر هونے چاهیئیں وہ ابتر اور پریشان هوگئے اور کهیں کسي کتاب میں علی‌العموم کوئي بیان هندوؤنکے علم هیئت کے سلسله کا معلوم نهیں هوتا اور علم کي صرف اسیقدر باتیں جو روز مرہ کے کاروبار سے متعلق هیں لوگوں پر ظاهر کي گئي هیں لیکن اُنکي بهي اصل ماخذ مخفي رکهکر صرف نتیجے اِس ادعا سے ظاهر کیئے هیں که خدا تعالی کیطرف سے یهه وحي آئي هی † *

---

† مثلاً سوریا سدهانتا جو پانچویں یا چوتهي صدي کے ایک بڑے هیئت‌داں کي کتاب هی اُسکو هندو ایسي وحي کي کتاب سمجهتے هیں جسکو نازل هوئے اکیس لاکهه چهتیسهه هزار نو سو برس هوئے جو اونچها هوا اور خراب طریقه علم کے ظاهر کرنے کا علم هیئت میں اُنکا تها ریاضي اور علموں میں بهي تها چنانچه پروفسر پلیفیئر صاحب اُنکے علم مثلث کي نسبت فرماتے هیں که اور بهت سي باتوں کیطرح جو مشرقي علوم سے متعلق هیں اِس کتاب کي صورت سے ظاهر هوتا هی که اُسکے مصنف نے اپنے علم کے مراتق اُسمیں بیان کرنا مناسب نهیں سمجها یعني اُسکا مصنف مضمون سے بہ نسبت اُسکے بهت زیادہ واقف تها جتنا که اُسنے بیان کیا هی غالباً یهه ایک مختصر رساله هی جسکو کسي علم هندسه کے کاملانے مبتدیوں کے سیکهنے کے واسطے لکها هی اور اُنکے علم حساب کي نسبت اڈن براوریو کي جلد ۲۹ صفحه ۱۳۷ میں یهه بیان هی که اس علم کو هندوؤں نے نظم میں لکها هی همیشه سوالوں کو نهایت درستي کے ساتهه مجمل بیان کیا هی اور حل کرنیکا قاعدہ کچهکم اجمال کے ساتهه بیان کیا هی لیکن مثال پر پهنچنے سے جو تیسرے درجه پر هوتي هی سوال بالکل سمجهه میں آجاتا هی اور کوئي ثبوت یا دلیل مفصل یا مجمل اُسکے ساتهه بیان نهیں کي گئي هی مگر امتحان کرنے پر قاعدے اُسکے صرف صحیح اور درست هي ثابت نهیں هوتے بلکه ایسے سیدهے اور صاف معلوم هوتے هیں جو اِس زمانه حال میں قایم هونے ممکن هیں جسمیں تحقیق اور تشریح کو کمال حاصل هی اور اُنکے جبر و مقابله پر بهي اڈن براوریو کے صفحه ۱۵۱ میں یهي راے دي گئي هی

اِس وجهه سے جن قاعدون پر هندوؤں نے اپنے زائچه کهینچے هیں اُنکو کبهي بیان نهیں کیا اور اُنکي کوئي ایسي کتاب جسمیں اُنکي تحقیقون کا سلسله باقاعده مندرج هو پائي نهیں جاتي هی *

اگر یهه طریقه اُنکا اُنکے حالات کي تحقیقاتوں کا جو هم کرني چاهتے هیں مانع هو تو اِسمیں کچهه شبهه نهیں که اُنکے علم کا بهت بڑا مانع هوا هوگا غالباً تحقیقات علمي کرنے کا فن بهت تهوڑے اور خاص آدمیوں کو سکهایا جاتا هوگا اور اِس سے بهي کم لوگ ایسے ذریعه سے کام لینے پر مائل هونگے جس سے اُس مذهب کو جسکي بنیاد احکام الهي پر ٹهرا رکهي تهي اِستحکام حاصل هونا ممکن نه تها بلکه نقصان هوسکتا تها اُنکے متقدمین جو کچهه سعي و کوشش کرکے تحقیقیں چهوڑ گئے تهے اُس سے جو فن وه سیکهتے تهے نه وه اُنهوں نے حاصل کیا تها اور نه علمي فخر حاصل کرنے کا شوق اور غبطه اُنمیں تها جو اُن تحقیقوں کو دیکهکر هونا چاهیئے تها جب که اُن زایچوں میں جنکو وحي ٹهرا رکها تها روز بروز غلطیاں زیاده هوئیں اور نئي تحقیقوں سے اُنکے تصحیح کرنے پر مجبور هوئے تو جو ترقیاں اُنهوں نے اُنمیں کیں اُنسے بجاے شهرت اور ناموري حاصل کرنے کے اُنکو اِس امر میں کوشش کرني پڑي که سب کو یهه یقین رهے که اِن زایچوں میں کسیطرح کي تبدیلي نهیں هوئي هی † *

† سورجا سدهانتا کا مفسر (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۲۳۹) اُس پریشاني کو اچهي طرح ثابت کرتا هی جو اُن لوگوں کي طبیعتوں کو حاصل هوئي تهي جنهوں نے اُن غلطیوں کي تصحیح کا اِراده کیا تها جو مذهبي سند سے تسلیم هوتي چلي آتي تهیں اِسي جلد کے صفحه ۲۵۷ سے معلوم هوتا هی که اگرچهه علم معقول اُنکے هاں مدتهاے دراز سے جسکا زمانه معلوم نهیں قایم تها تسپر بهي وه اس بات کو بیدیني سمجهتے تهے که اُنکے علم منقول اور معقول میں اختلاف ظاهر هووے البته صرف ایک هي مصنف کا قول هی که زمین غیر محدود خلا میں خود بخود تلي هوئي هی چند حیوان نیچے اوپر جمع هوکر اُسکو اُٹها نهیں سکتے لیکن اور مصنف ایسے مباحثه کي راے ظاهر نهیں کرتے بلکه اُنکي طبیعت اسطرف

باوجود ان نقصانوں کے معلوم ہوتا هی که اُنہوں نے علم هیئت میں بہت سی ترقیاں کی هیں هندوؤں نے جو کوئی کامل سلسله اپنی تحقیقوں کا نہیں چھوڑا هی جسکو ایک عام پسند طریقه کی طرح پیش اور اور قوموں کی تحقیقوں سے مقابل کیا جاوے اس لیئے ریاضی داں لوگوں کو اُنکی علمیت پر اُس هنر کے ذریعه سے رائے دینی چاهیئے جو اُن سے اُن باتوں کی بحث میں ظاهر هوا هی جنپر اُنہوں نے گفتگو کی هی اور اس معامله میں جو رائیں دی گئی هیں وہ متفق نہیں هیں مگر اسبات کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا هی که اُنکے علم هیئت کی تصنیفات میں بڑے درجه کے نقص کے ساتھه اعلی مرتبه کا کمال بھی پایا جاتا هی *

علم ریاضی کی اور شاخوں میں جو ترقی هندوؤں نے کی هی وہ علم هیئت کی به نسبت اور بھی زیادہ بیان کرنے کے قابل هی چنانچه سورجا سدهانتا میں جو بموجب قول بنٹلی صاحب کے سنه ۱۰۹۱ع میں لکھی گئی هی اور عموماً پانچویں چھٹی صدی † کی تصنیف کے هوئی تسلیم کی جاتی هی علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا هی که اُس سے انکا یهه علم به نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ هی ثابت نہیں هوتا بلکه اُسمیں ایسے ایسے سوالات پائے جاتے هیں که اُنکا علم اهل یورپ کو سولہویں

مانع معلوم هوتی هی که جو کہانیاں قدیم سے چلی آتی هیں اُنسے اختلاف نہونے پاوے اور اِڈنبرا رویو میں ( جلد ۱۰ صفحه ۴۵۱ ) مذهبی نظرت اور ترتیب کے طریقه کے اُس اثر کا بڑا کامل ثبوت هی جو علم کی ترقی کا مانع هوا اور اِس سے ایک بہت عمدہ دلیل اِس بات کی نکالی گئی هی که زمانه قدیم هی میں بہت عمدہ عمدہ تحقیقیں هوچکی هونگی

† اُس زمانه کے اعتدال ربیعی کا موقع دریافت کرنے کے واسطے جسمیں سورجا سدهانتا لکھی گئی کالبروک صاحب کی تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۲ صفحه ۳۲۹ کا حاشیه اور اُس زمانه کے دریافت کرنے کے واسطے جبکه وہ اعتدال ربیعی واقع هوا سر جونس صاحب کی تحریر اُسی کتاب کی جلد ۲ صفحه ۹۲ کو دیکھو اور کالبروک صاحب اُسکا واقع هونا برهماگپتا کے زمانه میں خیال کرتے هیں اور برهماگپتا کی تاریخ چھٹی صدی کے اخر میں قرار دیتے هیں

صدي تک نهيں هوا تها † *

## هندوؤں کے علم هندسه کا بيان

علاوه اور باتوں کے اُنکا علم هندسه کا هنر مثلثوں کے مختلف ثبوتوں سے خصوصاً اُس ثبوت سے جسمیں مثلث کے تینوں ضلعوں سے سطح دریافت هوتي هی جس سے یورپ کے لوگ اُس وقت تک واقف نه تهي که کالویس صاحب نے سولهویں صدي میں اُسکو مشتهر کیا ‡ اور اُس علم سے جو اُنکو نصف قطر کي مناسبت کا محیط دایره سے تها جسکو وه ایک ایسے طریق سے جو اُنهیں پر مخصوص هی ظاهر کرتے هیں یعني ایک مقدار مفروضه اور ایک اکائي دونوں کے واسطے مقرر کر رکهي هی ثابت هوتا هی اس مناسبت کا حال جسکو یورپ کے بڑے بڑے عالموں نے کوشش کرکے استحکام بخشا هی هندوستان کے سوا زمانه حال تک کسي اور ملک کے لوگوں کو معلوم نه تها § *

† اس قسم کا سوال رایتا کا هی جسکا ذکر پروفیسر پلیفیئر صاحب نے اُس سوال کے ذیل میں کیا هی جسکو اُنهوں نے ایشیاتک سوسئیٹي کے پاس بهیجا تها [ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحه ۱۵۲ ] پروفیسر پلیفیئر صاحب نے رایل سوسئیٹي اڈنبرا کے حالات جلد ۴ میں هندوؤں کے علم مثلث پر ایک گفتگو چهاپي هی اور اُسپر پروفیسر واٹسن صاحب نے نهایت عمده مفصله ذیل اپني راے دي هی ــ که کیسي هي قدیم کوئي کتاب کیوں نهو جسمیں بیان هم علم مثلث کا پاویں همکو یقین رهے که وه کتاب اس علم کي آغاز میں نهیں لکهي گئي اسلیئے هم یهه نتیجه نکال سکتے هیں که سورجا سدهانتا کے لکهے جانے کے ایک مدت پهلے سے علم هندسه سے لوگ ماهر هونگے اُسمیں وتروں کي مقدار معلوم کرنے کا ایسا عمده قاعده موجود هی جسکا استعمال پهلے پهل برگز صاحب نے سترهویں صدي میں کیا [ برٹش انڈیا جلد ۳ صفحه ۳۰۲ جو اڈنبراکیونیٹی لائبریري میں موجود هی ]

‡ اڈن براررپو جلد ۲۹ صفحه ۱۵۸

§ محیط اور قطر کي مناسبت کا بیان سورجا سدهانتا میں هی جو غالباً پانچویں صدي میں [ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۲۵۹ ] اور بینٹلي صاحب کے بیان کے بموجب بهي گیارهویں صدي میں لکهي گئي هی اور مثالونکے ثبوت عموماً برهماگپتا نے چوتهي صدي میں لکهے هیں

## علم حساب کا بیان

علم حساب میں هندو کسور عشاریه کي ایجاد کے سبب سے جسکا موجد سب اُنهیں کو تسلیم کرتے هیں معزز اور ممتاز هیں اور معلوم هوتا هی که اسي تحقیق کے موجد هونے کے سبب سے علم حساب میں هندو یونانیوں پر بهت بڑا فخر اور فوق رکهتے تهے † *

## جبر مقابله کا بیان

برهمن جبر و مقابله میں بهي اپنے همعصروں سے نهایت سبقت لیگئے هیں اُنکے اس علم کي تحقیقوں کے حالات همکو برهماگپتا کي کتابوں سے جو چهٹي صدي میں هوا اور بهاسکرا اچارجیا کي کتاب سے جو بارهویں صدي ‡ میں هوا دریافت هوتے هیں لیکن ان دونوں نے جو کچهه اپنے مضمون لکهے هیں آرجا بهاٹا کي تصنیف سے لیئے هیں جسکے زمانه میں معلوم هوتا هی که علم کمال کے درجه کو پهونچا هوا تها اگرچه اس مصنف کي تاریخ کا صحیح پتا پانچویں صدي سے پہلے نهیں ملتا مگر کالبروک صاحب

---

† ایشیاٹک ریسرچز کي جلد ۱۸ صفحه ۲۱۱ میں ایک مصنف کي راے جو اس باب میں هندوؤں کي نسبت مخالفانه گفتگو کرتا هی نهایت توجهه کے قابل هی اُسکا قول هی که کسورعشاریه بهت پرانی ایجاد نهیں هی کیونکه اگر فیثاغورس کے زمانه میں هندوستان میں اس قاعده کا رواج هوتا تو اُسپر اُسکو اطلاع نهونی غیر ممکن تهي

‡ بنٹلي صاحب اپنی اس کتاب میں اپنے معمولي حساب کے طریقه سے یهه ثابت کرنا چاهتے هیں که بهاسکرا نے اکبر کي سلطنت میں سنه ۱۵۵۶ع میں لکها هی لیکن اس مصنف کي ایک کتاب کي اصلي متن کے لکهے جانے کي تاریخ ایک مشهور شخص فیضي نے اپنے فارسي ترجمه میں جو اُسنے مرتب کرکے اکبر کے حضور میں پیش کیا تها بیان کردي هی اور یهه سب کو معلوم هی که هندوؤں کے دقیق علموں کي جو کچهه فیضي نے تصنیفاتوں کي هیں اُس زمانه میں نهایت مشهور تهیں [ اسي تاریخ کے ترین حصه کے تیسرے باب کو دیکهو ] اسیطرح سے اور بهت سے مصنفوں نے جو اکبر سے پہلے گذرے هیں بهاسکرا کا حواله اپني تصنیفوں میں دیا هی جنکي صداقت کا بنٹلي صاحب کو انکار کرنا پڑا هی

کي راے میں وہ اُسي زمانه میں ہوا ہی جبکه ڈائي فانٹس نامي پہلا مصنف جبر و مقاله کا یونان میں ہوا تھا یعني سنه ۳٦۰ ع میں *

لیکن اِن دونوں میں گو کوئي زیادہ قدیم ہو اِس بات میں کسي طرح کي حجت نہیں که ہندو علم کو غایت درجه پر پہنچانے کے کمال کے باعث سے برتري رکھتے ہیں چنانچه آرجا بھاٹا ڈائي فانٹس سے صرف اُس کمال کے باعث سے فوقیت نہیں رکھتا جو جبر مقابله کي ایسي مساواتوں کے حل کرنے میں جنمیں کئي کئي مجہول مقداریں شامل ہوں یا کم سے کم اول درجه کے عام سوالوں کے حل کرنے میں † اُسکو حاصل تھا بلکه وہ اُن تحقیقوں کے سبب سے بھي جو اُسنے اور اُسکے متاخرین نے جبر و مقابله میں ایسي کیں جنکے کاوش کرنے اور بہم پہنچانے کا ہمارے قریب کے زمانه کے محقق فخر کرتے ہیں ممتاز ہی ہندوؤں میں آرجا بھاٹا جبر و مقابله کا موجد نہیں ہی کیونکه یہه ہر طرح یقین ہوسکتا ہی که اُسکے زمانه میں علم ایسي حالت پر مدتوں کي محنتوں اور ایجادوں کے بعد پہنچا ہوگا ‡ معلوم ہوتا ہی که اِسي کے زمانه میں یا کم سے کم پانچویں صدي میں ہندوؤں کا علم بیشک کمال درجه پر پہنچا ہوگا § *

---

† آڈن برا رویو جلد ۲۹ صفحه ۱۴۲

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۱۴۳

§ آڈن برا رویو جلد ۲۱ صفحه ۳۷۲ میں اِس سوال کا که ( ک ) کي وہ مقدار معلوم کرو که ( ا ) اور ( ک ) کا مربعه مثبت ( ب ) برابر ایک مربعه کے ہووے عجیب حال لکھا ہی چنانچه اِس سوال کے حل کرنے کا اِرادہ اول ڈائي فانٹس نے کیا اور فرمات صاحب نے ڈائي فانٹس سے کچھه زیادہ مساوات میں رکھکر انگریزي جبر و مقابله جاننے والوں کے پاس اِمتحاناً حل کرنے کو بھیجا لیکن صرف برلر صاحب نے اُسکي مساواتیں پوري کرکے ٹھیک وہي نتیجه حاصل کیا جو بھاسکرا سنه ۱۱۵۰ ع میں حاصل کرچکا تھا اُسي رویو کي جلد ۲۹ صفحه ۱۵۳ میں ایک اور سوال لکھا ہی اور کالبروک صاحب کے قول کے بموجب اُسکي نسبت لکھا ہی که سنه ۱۱۵۰ ع میں بھاسکرا نے جو اُسکا حل کیا تھا بالکل وہي ہی جسکے قریب قریب لارڈ برون کر صاحب سنه ۱٦۵۷ ع میں پہنچے اور اِسي سوال کے کامل حل کرنے میں

## هندوؤں کے علم کي اصليت

هندوؤں کے علم کي اصليت کے باب ميں مذکوره بالا بيانوں کے ذريعه سے راے قايم هوسکيگي هندوؤں کے علم هيئت ميں کسي کليه قاعده کا نهونا اور جو مختلف حصے علم کے هنکو معلوم هوئے هيں اُنکي شايستگي کا مساوي نهونا اور ثبوتوں اور لکهي هوئي تحقيقوں کا نهايا جانا اور اُن آلات کا بيڈهنگاپن جنکو برهمن کام ميں لاتے تهے اور اُنکي تحقيقوں کا کامل نهونا اور ايک درجه خاص پر پهنچکر ترقي کا تهم جانا اِس بات کي مستحکم دليليں هيں که اُنهوں نے اپنا علم کسي غير ماخذ سے ليا هوگا ليکن برخلاف اِسکے اُنکي ترقي کے زمانه کي اِبتدا ميں تمام اور قوميں اِنسے بهي زياده جاهل تهيں اور زياده ترقي کا زمانه ميں جب که غالباً يهه بات ممکن تهي که وه کسي غير قوم سے کچهه حاصل کرتے تو اُسکا حال يهه هے که اُس زمانه ميں جو طريق علمي تحقيقاتوں وغيره ميں

---

يولر صاحب ناکام رهے صرف ڈي لاگرانج صاحب نے سنه ۱۷۶۷ ع ميں پورا حل کرديا اگرچه برهما گپتا نے چهٹي صدي ميں ايسے هي کمال کے ساتهه حل کرديا تها ليکن يوناني جبر مقابله دانوں پر هندوؤں کي فضيلت اُنکي تحقيقوں کے سبب ايسي مشهور نهيں هے جيسے که وه اپنے قاعده کي مددگي سے جو ذاتي نانتس کے قاعده سے کچهه مشابهت نهيں رکهتا ( اسٹريچي صاحب کي پيجا گنت جسکا حواله آئين برارديز کے جلد ۲۱ صفحه ۲۷۴ و ۲۷۵ ميں هے ) اور اپني امثال سته يعني تضعيف و تنصيف جمع و تفريق اور ضرب و تقسيم کے کمال کے باعث سے حاصل هے ( کالبروک صاحب کا جبر و مقابله هندوستاني جسکا حواله آئين برارديز جلد ۲۹ صفحه ۱۶۲ ميں هے ) هندوؤں کا ايک نهايت عمده عمل جسکو کٹا کا کهتے هيں يورپ ميں جسوقت تک که باکٹ ڈي ميزيرياک صاحب نے سنه ۱۶۲۴ ع ميں چهاپا کسيکو معلوم نه تها اور وه حقيقت ميں وهي هے جسکو يولر صاحب نے بيان کيا هے ( آئين برارديز جلد ۲۹ صفحه ۱۵۱ ) هيئت کي تحقيقوں اور علم هندسه کے ثبوتوں ميں جبر و مقابله کا استعمال جو اُنهوں نے کيا هے وه بهي اُنکي هي ايجاد هے اور جس طريق سے که وه يهه کام کرتے هيں اب بهي تعريف کے قابل هے ( کالبروک صاحب کي تحرير جسکا حواله پروفسر والس صاحب نے ديرفي سيرا کے صفحه ۳۰۸ و ۳۰۹ اور آئين برارديز جلد ۲۹ صفحه ۱۵۸ ميں ديا هے )

هندوؤں کا تھا وہ صرف اُنکي ذات پر مخصوص و منحصر هي نہیں تھا بلکه وہ ایسے اصولوں پر مبني هی جنسے کوئي اور قدیم قوم مطلق واقف نه تھي اور اُس سے ایسي تحقیقوں کا علم ظاهر هوتا هی جنسے اب سے دو سو برس پہلے تک اهل یورپ بھي واقف نه تھے الغرض اُنکي هیئت کے نتیجے جسقدر مذکورہ تحقیقوں پر حصر رکھتے هیں اُسقدر اُنکي نسبت صاف صاف عیاں هی که اُنکا کسي غیر قوم سے حاصل کرنا ممکن نه تھا اور اُن نتیجوں کي نسبت بھي جو ایسي تحقیقوں پر منحصر نہیں هیں انصاف سے یہه نہیں کہا جاسکتا که جن لوگوں میں ایسا کچھه ذخیرہ استعداد اور فہم فراست کا هو اُنکو اور غیر قوموں سے سہارا تکنے کي حاجت پڑي هو *

غالباً ایسا معلوم هوتا هی که اگر هندوؤں نے غیروں سے کچھه لیا بھي هوگا تو ایسے زمانه میں لیا هوگا که اُنکا علم هیئت بڑي ترقی پر پہنچ چکا هوگا اُنکے اور غیر قوموں کے علم هیئت کے قاعدوں کے جن حصوں میں نہایت قربت هی اُنمیں بالکل مشابہت نہونے سے یہه معلوم هوتا هی که گویا اُنہوں نے اپنے تعلیم کرنیوالوں کے مسئلوں کي صریح نقل کرنے کے بجاے کچھه کچھه خلاصه لے لیا *

یہه بات خلاف قیاس نہیں هی که اُنہوں نے بطرز مذکورہ سکندریه کے یونانیوں سے کچھه کچھه لیا هو اِسکا ثبوت کالبروک صاحب کے کلام سے بہتر نہیں معلوم هوتا جنہوں نے اپنے معمولي علم اور ذهانت سے بلا طرفداري اِس معامله‌میں گفتگو کي هی چنانچه کالبروک صاحب یہه بات ثابت‌کرکے که پانچویں صدي کے هندو مصنف یاونا لوگوں کي هیئت کا ذکر تعظیم سے کرتے هیں اور اِسمیں کچھه شک نہیں که یاونا سے اِس موقع پر اُنکے نزدیک یوناني مراد هیں اور ایک هندو مصنف کے ایک رساله کا نام روماکا سیدهانتا هی جس سے غالباً مغربي یعني رومیوں کے علم هیئت پر اشارہ پایا جاتا هی یہه فرماتے هیں که اگر اِن وجوهات اور هندوؤں اور

یونانیوں کے ہیئت اور اُنکے ایکسنٹرک † اور ایپسائکل ‡ کے آلات کی مشابہت سے جسکو مشکل سے اتفاقی خیال کیا جاسکتا ہی یہہ یقین کرنا بیجا نہووے کہ ہندوؤں نے یونانیوں سے وہ علم حاصل کیا جس سے وہ اپنے ناقص علم ہیئت کی اصلاح اور ترقی کرسکے تو میں بھی اِس رائے کو ناپسند نہیں کرونگا اور قیاس لزانہ کی بہ نسبت اور بھی زیادہ وجہہ اِس بات کے سمجھنے کی کہ جس زمانہ میں اہل عرب نے علم ہیئت کی تحصیل شروع کی ہندو اُس سے پہلے یونانیوں کی ہیئت سے واقف ہوچکے تھے معلوم ہوتی ہی *

ایک اور مقام میں § کالبروک صاحب یہہ رائے دیتے ہیں کہ غالباً ہندوؤں نے منطقۃالبروج کا پتا یونانیوں سے پایا ہوگا اور طریق الشمس کی تقسیم جو قدیم سے ستائیس حصوں میں اُنکے ہاں تھی اُسکو اُس سے مطابق کرلیا ہوگا اور وہ یہہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ہندوؤں نے علم نجوم بالکل مغرب سے حاصل کیا ہوگا || *

---

† دو ایسے مشترک دائروں میں سے ایک کو کہتے ہیں جنکا مرکز متحد نہو ( مترجم )

‡ ایک ایسے چھوٹے دائرہ کو کہتے ہیں جسکا مرکز کسی دوسرے بڑے دائرہ کے محیط کے ساتھہ گردش کرتا ہو ( مترجم )

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۳۲۷

|| علاوہ اُن باتوں کے جو اوپر بیان ہوئیں اور اُنھیں ہندو اور قدیم قوموں سے متعلق لیکئے کالبروک صاحب دو باتیں علم ہیئت کی اور لکھتے ہیں ایک تو مقامات اعتدال کا مشرق سے مغرب کیجانب کو نہایت آہستہ بڑھنا جسمیں ہندوؤں کی رائے بطلیموس کی نسبت اُسیقدر زیادہ صحیح ہی جیسی کہ اہل عرب کی رائے ہی جنکو ہندوؤں کے بعد کمال ترقی حاصل ہوئی تھی اور دوسری بات زمین کی روزانہ گردش اپنے محور پر ہی جس پر پانچویں صدی میں بحث و مباحثہ کیا ہی اِسی کی طرف اِس سے پہلے ہوبکلس نے اشارہ کیا مگر یونانیوں نے مدت تک اُسپر توجہہ نہیں کی اور یورپ میں کوپرنیکس کے زمانہ تک اِس مسئلہ کو رونق اور سرسبزی حاصل نہوئی تھی

جو کچھہ کہ هم بیان کرچکے هیں اس سے غالباً یہہ بات معلوم نہیں هوتي که هندوؤں نے علم هندسه اور حساب یونانیوں سے لیا هوگا اور اور کوئي قوم ایسي نہیں هی جو اُن علموں میں هندوؤں پر تقدم کا دعوی کرسکے اور جبر و مقابله میں جس طور و طریقه سے اُنہوں نے تحقیقیں کي هیں وہ ایسا اُنکے ساتھہ مخصوص هی جس سے ثابت هوتا هی که وہ تحقیقیں بھي اُنہیں کي ذاتي هیں *

جبر مقابله میں اهل عرب کے دعوی هندوؤں کے مقابله میں پیش کیئے گئے هیں لیکن کالبروک صاحب نے بخوبي اسبات کو ثابت کیا هی که اهل عرب کو جبر و مقابله کا علم حاصل هونے اور اُنمیں دقیق علموں کي ابتدا سے پہلے هندوستان میں کمال کو پہنچ چکا تھا † *

جو کچھہ اهل عرب اور هندو مشترک علم رکھتے تھے اُسکو یہہ سمجھنا معقول هی که عربوں کو هندوؤں سے حاصل هوا هوگا اور گو اُنکي پچھلي تحصیلیں اور تحقیقیں کیسي هي کچھہ کیوں نه بڑي هوں یہہ یاد رکھنا چاهیئے که اُنہوں نے آٹھویں صدي تک جسمیں اول هي اول یونانیوں کے علمي خزانوں تک دسترس پائي اپني تحصیل شروع نہیں کي تھي *

مگر ان معاملوں میں اُسیطرح جسطرح اور تمام اُن معاملوں میں جو برهمنوں کے علم و هنر سے متعلق هیں تمام بڑے عالموں کي تصنیفوں کو صرف ایسي رائیں سمجھنا چاهیئے جو موجود حالتوں پر دي گئي هیں اور اُنکو اُسوقت تک که هم شنسکرت سے بخوبي آگاہ هوکر قطعي راے دے سکیں ایسا سمجھنا چاهیئے که اُنپر اعتراض اور حجت عاید هوسکتي هی *

بہر حال علم کي تاریخ خاص کر اس وجہه سے زیادہ دلچسپ هوتي هی که همکو اُس قوم کي خصلت پر جسکو وہ علم حاصل هو راے دینے کا ذریعه حاصل هوتا هی اسي اعتبار سے هم برهمنوں کو محنت اور ذهانت

---

† کالبروک صاحب کا جبر و مقابله و حساب وغیرہ

میں ایسا هي مشہور اور نامور پائے هیں جیسے که وہ همیشه سے چلے آئے هیں لیکن باایںهمه اُنمیں بز دلي اور اپني بات پر نه جمنا اور هر بات کو کہاني اور قصه کي ملاوٹ سے خراب کر دینا اور بوجا پاٹ کرانے والوں کے مفروضه فائدوں کي طمع سے صدق اور راستي کو ضایع کرنا موجود هی *

## دوسرا باب

### هندوؤں کے علم جغرافیه کا بیان

هندوؤں نے به نسبت کسي اور علم کے جغرافیه میں بہت کم ترقي کي هی

اُنکے جغرافیه کے بموجب میرو پہاڑ † دنیا کا مرکز هی یہه ایک بلند پہاڑ گاو دم شکل کا هی اور اُسکے پہلو جواهرات کے اور اُسکي چوٹي پر زمین کي بیکنٹهه هی اس پہاڑ کا خیال اُنکو هندوستان کے شمالي بلند پہاڑوں سے هوا هوگا مگر یہه پہاڑ اُس سلسله کا یا کسي اور ایسے سلسله کا جو دیوتوں کي کہانیاں لکہنے والوں کے عالم خیال میں موجود هی کوئي جز نہیں معلوم هوتا *

اور اُس پہاڑ کے گرد ساتهه دایرہ زمین کے اور ساتهه دایرہ سمندر کے ایک دوسرے کے بعد واقع هیں *

ان دایروں میں سے سب سے پہلا دایرہ زمین کا جمبو دیپ جو اُس پہاڑ کے قریب هی نمکین سمندر کے دایرہ سے گہرا هوا هی اور اسي دایرہ میں هندوستان واقع هی ‡ *

باقي چهه دایرے دودهه اور شراب اور گنے کے رس وغیرہ کے سمندروں سے ایک دوسرے سے علحدہ هیں یہه بات بالکل لغو معلوم هوتي هی *

† یعنے میرو پہاڑ سے قطب شمالي سمجهوتی هیں یہه کچهه هی هو مگر هندوؤں کے جغرافیه میں یہه ایک ایسا نقطه هی جسکي جانب هر شی مایل هی

‡ کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحه ۲۹۱ و ۳۶۸ وغیرہ

جمبودیپ کا نام کبهي تو هندوستان کے ساتهه منسوب کیا گیا هی اور بعض اوقات اُسکو بهارتا کہا هی *

معلوم هوتا هی کہ وہ ملک اور اُسکے آس پاس هي کے ملک کل زمین کے وہ حصے تهے جو هندوؤں کو معلوم تهے *

هندوؤں کي قدیم کتابوں سے هندوستان کي قسمتیں جو از روے جغرافیہ کے کي گئي تهیں معلوم هوتي هیں اور هر قسمت کے شہروں اور پہاڑوں اور دریاؤں کي فہرستیں موجود هیں گو وہ بہت کچهہ تاریک اور بے ترتیب هیں مگر باوجود اسکے اُنمیں سے زمانہ حال کي قسمتیں اور شہر اور پہاڑ وغیرہ پہچانے جا سکتے هیں *

لیکن هندوستان کے سوا اور جو کچهہ اُنکے جغرافیہ میں هی وہ ایسا اندهیر کهاتہ هی کہ زمانہ حال کے جغرافیہ‌دانوں نے جسقدر کوششیں اُسکے صاف اور اُجلا کرنے میں کیں وہ سب رایگان گئیں † *

یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی کہ دریاے اٹک سے اگے کسي مقام کا شاستري نام اُن ناموں سے جو سکندر کے همراهي مورخوں نے لکهے هیں بہت کم مطابق هوتا هی حالانکہ جسقدر نام هندوستان کے اندر کے هیں وہ سب مطابق هیں اسلیئے یہہ معلوم هوتا هی کہ قدیم زمانہ کے هندو بهي سیاحت سے ایسے هي متنفر تهے جیسے کہ زمانہ حال کے نفرت کرتے هیں اور اگر اور تمام انسانوں کو هندوؤں کیطرح تفتیش اور تلاش کا شوق

---

† اسبات کے قایم کرنے میں جو نا کامیابي هوئي اُسکا حال کرنل وافورڈ صاحب کے پہلے حصہ کو دیکهنے سے جسمیں هندوستان کے مغربي مقدس جزیروں پر گفتگو هی معلوم هوتي هی ( کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۲۶۷ ) اُسي قسم کي تحقیقات هندوستان میں کرنے کے واسطے بہتر سامانوں کا موجود هونا اُسي مصنف کے جواب مضمون متعلق اُس حصہ هندوستان سے جسمیں گنگا بہتي هی ( کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۳ ) اور اورینٹل میگزین جلد ۲ کے ایک جواب مضمون سے ثابت هوتا هی وشنوپران کي دوسري کتاب کے پہلے چاروابوں کو بهي دیکهو صفحہ ۱۶۱

نہوتا اور خانہ نشینی مرغوب ہوتی تو وہ باقی تمام دنیا سے علیحدہ اور بے تعلق رہتے *

دریائے انڈس سے آگے دو مقاموں میں ہندوؤں کا موجود ہونا ہماری اس راے کو جو اوپر مذکور ہوئی ضرور نہیں پہنچاتا جو ہندو سمندر کے ساحل پر آباد ہیں غالباً وہ ملکی جھگڑوں کے سبب سے اپنے ملک سے نکلکر ایسے مقاموں میں جو نہایت قریب اُن کے ملے آباد ہوگئے ہونگے ( تیسرے تتمہ کو دیکھو ) اِن میں سے جو ہندو شمالی پہاڑوں میں جاکر آباد ہوئے اُن کا حال ہمکو کسیطرح معلوم نہیں ہوسکتا مگر یہہ معلوم ہوتاہی کہ سکندر کے زمانہ میں اِن دونو کو ( یعنے پہاڑوں کے رہنے والے اور ساحل دریای شور کے رہنے والی ہندؤں کو ) ہندوستان سے کچھہ تعلق نہیں رہا تھا اور اکثر باتوں میں اہل ہند سے وہ مختلف ہوگئی تھے مگر پھر بھی کسی غیر قوم کے حال سے وہ آگاہ نہیں ہوئے اور اگر کچھہ ہوئی بھی تو اپنے ہی وطن میں اور غیر قوموں کے لوگوں کے آنے جانے سے ہوئی *

آج کل علاوہ سادہ سنت فقیروں کے جو بحر کاسپئین پر باکو اگ کو مقدس سمجھہ کر اور استرخان اور ماسکو قدیم دارالسلطنت روس تک چلتی پھرتے چلے جایا کرتے ہیں شکار پور کے رہنی والی ہندو جو دریای اٹک پر ایک شہر ہی بطور ساہوکار اور سوداگر کے ایران اور ترکستان اور روس کے شہروں میں رہتی ہیں مگر اپنے اصل ہموطنوں کو کسی قسم کی عام واقفیت اور آگاہی کا فایدہ پہونچا نے میں کوشش نہیں کرتے *

ہندوؤں کے پاس پروس کی قوموں میں سے بھی چند ہی قوموں کا حال ہندوؤں کی قدیم کتابوں میں پایا جاتا ہی وہ یونانیوں سے واقف تھے اور اُنکو یونا کہتی تھے بعدہ اُن سب قوموں کو جو شمال و مغرب سے فتح کرنے والی آئیں وہ یونا کہنی لگی اور یہہ خیال کرنے کی معقول وجہہ ہی کہ ستھیا والوں کو ساکا کہتے تھے † لیکن ہندو اِن دونوں قوموں

† حسب قول یونانیوں کے قدیم ایرانی اُن کو ساکی کہتی تھے

سے هندوستان هي میں واقف هوئی أن ملکوں کے حال سے بالکل ناواقف رهے جهاں سے وہ أن کے ملنے والی آئی تهی نہایت صاف اور روشن سراغ جو هم نے رومیوں کے ساتهہ أن کی واقفیت کا لگا یا هی وہ یہہ هی کہ کالبروک صاحب فرماتے هیں † کہ ساتویں آٹهویں صدي کا ایک هندو مورخ اپنی کتاب میں بیان کرتا هے کہ وحشیوں کی زبانوں کا نام فارسیکا اور یاونا اور روماکا اور بار برا هیں ان میں سے اول کی تین زبانوں سے فارسي اور یوناني اور رومي معلوم هوتي هیں *

وہ مغربي ملک جس کو روماکا کہا هے اور أس کي نسبت بیان کیا هی کہ جب لنکا میں صبح هوتي هی تو أس ملک میں آدهي رات هوتي هی شاید روم هي هو چنانچہ اس ملک کا ذکر سیدها نتا سریمني ‡ کے ترجمہ میں مندرج هی اس سے معلوم هوتا هی کہ برهمن مسلمانوں کے هندوستان میں آنے سے بہت پہلے أس ملک سے واقف هوگئی هوں گی ملک چین کا حال بیشک وہ جانتی تهے همارے پاس ایک چیني سیاح کا جو هندوستان میں آیا سیاحت نامہ موجود هے اور چیني مصنفوں کي تحریروں سے ثابت هوتاهي کہ مگادا کے راجاؤں نے دوسري اور اور پچهلي صدیوں میں چین کو ایلچي بهیجی منو کے بیان میں ایک قوم کا ذکر چین کے نام سے موجود هی مگر أس کو شمال

† حالات رائل ایشیا تک سوسئیٹي جلد ۸ صفحہ ۳۶۷

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ اور روماکا کا بیان روم کو روما کا سمجهہ کر کرنل ولفورڈ صاحب نے بهي کیا هی ( کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۷ اور اور مقام بهي ) لیکن اسبات پر غور کرني چاهیئی کہ روم اور اٹلي کے حال سے اهل مشرق ابتک بالکل ناواقف هیں ایران میں بهي روم سے مراد ایشیا مائینر یعنی ایشیا کوچک هوتي هی اور قیصر روم کا خطاب اس سے پہلے بهي کہ وہ مسلمان شاهنشاهوں قسطنطنیہ پر أن کے نزدیک منتقل هوگیا هی قسطنطنیہ هي کے شاهنشاهوں کا جانتی هیں اصل روم کے شاهنشاهوں کا جو اٹلي میں واقع هی نہیں جانتی

و مغربي قوموں میں اُسکی قرار دیا هی علاوہ اسکی ملک چین کا نام ملو کے زمانہ سے مدتوں کے بعد چین مشہور ہوا *

اگر کرنل ولفورڈ صاحب کے نہایت عالمانہ اور تیز فہمي کے نتیجوںکا اعتبار نکیا جاوے تو جو' جوابا مضمون جغرافیہ کے اُن مضمونوں پر لکھے گئے جنکا ماخذ سنسکرت هی اُنسے اسبات کا دریافت کرنا نہایت دشوار هی کہ هندو مصر سے کسطرح کي واقفیت رکہتے تھے حالانکہ اُن یوناني اور رومي جہاز رانوں کي آمد و شد سے جو مصر سے آکر هندوستان کے ساتھہ سیکڑوں برس تک تجارت کرتے رہے یہہ توقع ہوسکتي هی کہ هندو مصر کے حال سے واقف هوگئے ہونگے *

# تیسرا باب

## تاریخ واقعات کا بیان

### خیالي یا مصنوعي زمانے

زمانہ کے حساب میں جو هندوؤں نے اور قوموں کي نسبت حد سے زیادہ مدتیں قایم کي هیں اُن پر کچھہ گفتگو کرني فضول معلوم ہوتي هی اگرچہ وہ مدتیں هیئت کے اصول پر قایم کي ہوئي هیں مگر علانیہ لغو اور خیالي هیں اور اُس توجھہ کے قابل نہیں هیں جو یورپ کے عالموں نے اُن پر کي هی *

نوڈز † اور ایپسائیڈز ‡ کي کامل گردش جو اُنکے خیال میں چار ارب بتیس کرور برسوں میں پوري ہوتي هی اُسکو وہ ایک کلپا یا برھما کا

† نوڈز مدارالشمس کے دایرہ کے اُن نقطوں یا مقاموں کو کہتے هیں جہاں کسي سیارہ کي گردش کا منحنیا تقاطع کرتا هی یعني راس و ذنب ( مترجم )

‡ ایپسائیڈز سیارہ کے اُن دونوں مقاموں کو کہتے هیں جو قدیم زمانہ میں زمین سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھی جاتے تھی اور اب آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھی جاتے هیں یعني اوج و حضیض ( مترجم )

ایک دن ٹھراتے ہیں اِس دن میں چودہ مان ونترا یا زمانے شامل ہیں جنمیں سے ہر ایک میں دنیا ایک منو کے تحت و تصرف میں ہوتی ہی اور ہر مان‌ونترا اِکہتر مہا جگ یعني بڑے طول و طویل زمانوں سے بنا ہوا ہی اور ہر مہا جگ میں چار جگ غیر مساوي مدت کے ہوتے ہیں یہہ چاروں جگ یونانیوں کے سونے چاندي پیتل اور لوہی کے چاروں زمانوں سے کچھہ مشابہت رکھتے ہیں *

صرف یہہ پچھلي ہي تقسیم انسانوں کے کارو بار سے متعلق ہو سکتي ہی † اول جگ یعني ست جگ سترہ لاکہہ اٹھائیس ہزار برس کا ہی اور دوسرا یعني تریتا جگ بارہ لاکہہ چھیانوہ ہزار برسوں کا ہی اور تیسرا جگ یعني دواپر آٹھہ لاکہہ چونسٹھہ ہزار برس کا اور اخیر یعني کلجگ چار لاکہہ بتیس ہزار برس کا ہی اس موجودہ مان‌ونترا کی اخیر یعني کلجگ میں سے چار ہزار نو سو اکتالیس برس گذر چکے ہیں جنمیں بہت سے تاریخانہ واقعات گذرے ہیں مگر اُنمیں سے بعضی اس سے پہلے کے زمانوں میں قرار دیئے گئے ہیں اوراگر اُنکو زیادہ قابل یقین زمانہ میں نسمجھا جاوے تو وہ تاریخی واقعات میں کسیطرح شمار نہیں ہوسکتي ‡ *

---

† ڈیوڈ صاحب کي تحریر کتاب تحقیات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ لغایت ۲۳۱

‡ منو کے قوانین کي تاریخ کو جو اصل میں نوسو برس قبل مسیح علیہ‌السلام سے کچھہ کم میں لکھي گئي ہی تاریخ واقعات کے لکھنے والے ہندو اِن چاروں جگوں سے گذرنا کیسا قریب سات مان‌ونترا کے پہلے قرار دیتے ہیں جو ایک ایسي مدت ہی کہ تینتالیس لاکھہ بیس ہزار کو اکہتر چھہ گنی سے ضرب دینے سے حاصل ہوتي ہی (کتاب حالات تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) اور سورجا سیدھانتا جو سنہ ۵۰۰ ع میں لکھي گئي ہی وہ منو کے قوانین سے کم قدیم ماني گئي ہی اور اُسکو ست جگ کي وہي قرار دیکر صرف بیس لاکھہ سے تیس لاکھہ برس کي مدت قایم کي ہی اور رام چندر جي کي تاریخ کو جو حقیقات میں ایک ایسے شخص ہیں جو اصلي تاریخ سے متعلق ہوتی چاہیئیں دوسرے جگ میں قرار دیتے ہیں جسکو اُنکے حساب سے دس لاکھہ برس ہوے

## هندوؤں کي قديم تاريخوں يعني زمانوں کا قايم کرنا غير ممکن هی

پس حالات مذکوره کے لحاظ سے همکو جگوں اور کلپوں اور منونتروں سے در گذر کرکے هندوؤں کے واقعات کي تاريخ ايسي اور ماخذوں سے جو خود هندوؤں سے همکو حاصل هوئي هيں دريافت کرني چاهيئے *

يهه بات هم بيان کرچکے هيں که بيد غالباً چوده سو برس پهلے حضرت مسيح عليه‌السلام سے لکهي گئے هيں ليکن اس تاريخ کے ساتهه کوئي تاريخانه واقعه حسب اطمينان خاطر متعلق نهيں هوسکتا شايد هيٹمت دان پارسراے چودهويں صدي قبل مسيح عليه‌السلام ميں هوئے اُنسے اور اُنکے بيٹے بياس سے جو بيد کے مولف هيں بهت سے ايسے شخص جنکا بيان تاريخانه واقعات يا ديوتوں کے حالات ميں شامل هی متعلق هيں ليکن دونوں صورتوں ميں بهت سے ايسے شخص جو اُنکے همعصر ٹهرائے گئے هيں ايسے زمانوں ميں گذرے معلوم هوتے هيں جنميں بهت بڑا تفاوت پايا جاتا هی اور تمام بزرگ آدميوں کے ايام حيات کو جو لغو زمانوں سے منسوب کرديا گيا هی اسوجهه سے اُنکے حالات سے کسي معامله کے تصفيه کرنے ميں کچهه مدد نهيں ملسکتي *

## سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کی نسلونکي تاريخ

جس دوسري وجهه سے همکو هندوؤں کے واقعات کي تاريخ قايم کرنيکي توقع کرني چاهيئے تهي وه اُن فهرستوں سے ممکن تهي جو پورانوں ميں راجاؤں کے دو همسر خاندانوں يعني سورج بنسي اور چندر بنسي کي لکهي هيں جنهوں نے گنگا جمنا کے دوابه اور اجودهيا کي سلطنتوں کي بنا قايم کي اُن ميں سے کسي نه کسي سے قديم هندوستان کے تمام راجاؤں کے خاندان برآمد هوئے هيں سرجونس صاحب کے حساب کے مطابق هم تين هزار پانسو

برس قبل مسیح علیہ‌السلام تک زمانہ کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستوں کے بیان میں ایسا تناقض ہی کہ اُسکے سبب سے کسی پر اعتبار نہیں ہوسکتا دونوں فہرستوں کے شروع ہی پر جو نام ہیں وہ دونوں ہمزمانہ اور بہن بھائی ہیں مگر پھر بھی چندر بنسی خاندان میں اُسی زمانہ میں صرف اڑتالیس نام ہیں جس میں سورج بنسی خاندان میں پچھانوہ نام ہیں اور سری‌کرشن جی جنکو خود پوران‌میں رام چندرجی کے بعد کے زمانہ میں مانا گیا چندر بنسی میں پچاسویں درجہ پر ہیں حالانکہ رام‌چندر جی سورج بنسی میں تریسٹھویں درجہ پر ہیں † ان فہرستوں کے مطابق کرنے میں جو لوگوں نے قصد کیئے ہیں اُنسے اُنمیں اختلاف اور زیادہ تو ہوگیا مگر کم نہوا بقول شاعر رشک زلف یار ہیں عقدے میرے دلکے سررر اور اولجھہ اوتھتے ہیں‌بیٹھے جبکہ سلجھانے کو ہم اُنکے ساتھہ جو قصہ پوران میں مندرج ہی وہ اُنکو طفلانہ اور لغو باتوں کے سبب سے اور بھی زیادہ بے اعتبار ٹھہراتا ہی اگرچہ بہت سے ایسے راجاؤں نے حکومت کی ہوگی جنکے نام اُس فہرست میں داخل ہیں اور اُس قصہ میں بھی اصلی واقعات کچھہ کچھہ شامل ہونگے مگر کرشن جی اور مہابھارت کے معرکہ تک اُن سے کوئی بنا ہمکو ایسی نہیں نظر آتی جسپر سلسلہ‌وار ہندوؤں کے واقعات کی تاریخ قایم کیجاوے *

مہابھارت کے زمانہ سے ہندوستان کے مختلف حصوں کے راجاؤں کی بہت سے فہرستیں ہمکو ملتی ہیں اور وہ علحدہ علحدہ کسیقدر

---

† ان فہرستوں‌کے نہایت عمدہ نسخوں کے واسطے تو پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحہ ۹۴ وغیرہ کو دیکھو اور اُس سے پہلے مباحثوں کے واسطے جونس صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ اور کرنل ولفورڈ صاحب کی تحریر اُسی کتاب کی جلد ۵ صفحہ ۲۴۱ و ۲۸۷ اور وارڈ صاحب کی کتاب کی جلد ۱ صفحہ ۱۴ اور ڈاکٹر ہملٹن بکانن صاحب کے نسبنامہ ہندوؤں کو دیکھو اور پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچہ بشن پوران کے صفحہ ۶۴ وغیرہ اور خود پوران کے حصہ ۴ باب ۱ ۲ صفحہ ۳۴۷ کو بھی ملاحظہ کرو

اعتبار کے قابل معلوم ہوتي ہیں اور اکثر باتیں اُنکي خارجي دلیلوں سے ثابت ہوتي ہیں *

ان فہرستوں کي تصدیق اکثر مذہبي کتبوں اور وقفي جاگیروں سے ہوتي ہی یہہ وقف کي سندیں اکثر پتھروں اور تانبے کے پتروں پر جو بالکل صحیح و سالم بہم پہونچتي ہیں پائي جاتي ہیں اُنمیں صرف وقف کي تاریخ وغیرہ ہي کندہ نہیں ہوتي بلکہ اُس راجہ کے ابا واجداد کے نام بھي ہمیشہ ہوتے ہیں جسنے وہ وقف کیا ہوتا ہی اگر یہہ پترے بقدر کافي بہم پہونچ جاویں تو تمام راجاؤں کي تاریخ سلسلہوار قایم ہوسکتي ہی لیکن بالفعل جو ملے ہیں وہ مسلسل نہیں خاص خاص مقاموں کي تاریخوں کے کام کے ہیں لیکن عام واقعات کي تاریخ میں کچھہ مدد اُنسے نہیں حاصل ہوتي *

## مگادا کے راجاؤں کے زمانہ کا بیان

صرف مگادا کے راجاؤں کے خاندان کا سلسلہ مختلف قسم کے استحکام اور ثبوت کے ساتھہ مہابھارت کي لڑائي سے سنہ ۵۰۰ع تک ہمکو حاصل ہوتا ہی یعني وہ اُس زمانہ کے قریب کے کل مقدم واقعوں تک بخوبي پہونچتا ہی *

سہادیوا مہابھارت کي لڑائي کے آخر میں مگادا کا راجہ تہا اور اُس سے پینتیسواں راجہ اجیتا سترو جسکے عہد میں سکیا یا گوتاما بدہ مذہب کا باني ظہور میں آیا اور اس بات میں کچھہ شک نہیں کہ سکیا حضرت عیسی علیہ‌السلام سے قریب پانسو پچاس برس کے پہلے ہوا ہی اسکے ثبوت کے لیئے ہمارے پاس برہما اور لنکا اور سیام اور اور ہندوستان کے باہر کے بدہ مذہب والی مورخوں کي شہادتیں موجود ہیں جنسے اجیتا سترو کا زمانہ قایم کرسکتے ہیں *

اور اجیتا سترو سے چھٹا نندا راجہ تہا جسکي تاریخ پر اور واقعات کي بہت سي تاریخیں منحصر ہیں نندا سے نواں چندراگپتا اور چندراگپتا

سے تیسرا اسوکا تها جو تمام ملکوں کے بدهہ مذهب والوں میں اس وجهہ سے مشہور هی کہ وہ اس مذهب کا نهایت ترقی دینے والا اور نهایت سرگرم و مستعد پیرو تها *

ان دونوں پچهلے راجاؤں کے ذریعہ سے هندوستان اور یورپ کے واقعات کی تاریخوں کے ملانے کا سلسلہ همارے هاتهہ لگتا هی اور هندوؤں کے تاریخی حالات کے زمانہ کی حدیں گو وہ کامل یقین کے قابل نہیں قایم کرسکتے هیں *

هندو مصنفوں نے کسی غرض سے جو غالباً کرشن جی کی شان و شوکت اور عظمت بڑهانا معلوم هوتی هی مهابهارت کی لڑائی کے اخیر اور کرشن جی کے وفات سے کلجگ کی ابتدا قایم کی هی اگرچہ زمانہ مذکور سے کلجگ کے شروع هونے کی نسبت خود ایک هندو مصنف نے اعتراض کیا هی اور اور مورخوں کے بیان سے بهی اُسکی غیر معتبری معلوم هوتی هی مگر اب بهی اُسکو بلا عذر و حجت مانا جاتا هی *

## چندراگپتا سلیوکس کا همعصر تها

### اور اسوکا اینٹیئوکس کا همعصر هوا

راجاؤں کی اُس فہرست سے جو پوران میں سے لی گئی هی چندراگپتا اور † سلیوکس کے همعصر هونے کی تحقیق کرنے میں سرجونس صاحب چندراگپتا اور سندرکٹس یا سندرا کپٹس کے نام کے مشابهہ هونے سے جسکی نسبت یونانی مورخوں نے لکها هی کہ اُسنے سلیوکس کے ساتهہ عہدنامہ کیا بہت حیران هوئے *

---

† سلیوکس ایک بڑا سردار سکندر اعظم کے سواروں کی فوج کا افسر هندوستان کے مہم میں سکندر کے همراہ تها اور اُسوقت عمر اُسکی چوبیس برس کی تهی اور بڑا قوی هیکل جوان تها اسکا باپ اینٹیوکس فلپ ثانی یعنی دوسرے فیلقوس سکندر اعظم کے باپ کے هاں بڑے پایہ پر تها اور مقدونیہ کا رهنے والا تها بعد وفات سکندر کے ملک شام وغیرہ کا سلیوکس بادشاہ هوگیا تها ( مترجم )

اور اچھي طرح جانچنے میں اُنکی حالات مشابهه دیکھکر اور بھي زیادہ متحیر هوئي اور چندراگپتا اور سلیوکس کا ایک زمانه تسلیم کرکے باقي اور اُنسے پہلے واقعات کے تاریخ کو زیادہ تر قرین قیاس قایم کرسکے † جن دلیلوں سے اس قیاس کے استعانت کي جاسکتي هی اُنکو پروفیسر ولسن صاحب نے نہایت تکمیل اور صفائي کے ساتھه بیان کیا هی ‡ وہ دلایل یہه هیں مشابهت اُن ناموں کي جو ابھي بیان هوئے اور مشابهت زندرامس کي جسکو ڈائیوڈورس سندراکٹس کہتا هی چندرا مس کے ساتھه ( یعني چندراگپتا کے ساتھه ) جسکو بعضا اوقات هندو مصنفوں نے بھي چندرامس نام سے یاد کیا هی اور اُسکا کم اصل هونا اور سلطنت کا غصب کرنا جسکا بیان یونانیوں اور هندوؤں غرضکه دونوں کي کتابوں میں پایا جاتا هي اور یہه بات که اُسکي سلطنت کہاں واقع تھي میگاستھینز نے جو یونانیوں کیطرف سے اُسکے دربار میں بطور سفیر کے حاضر رهتا تھا لکھي هی اور اُسکي رعایا کو یوناني پراسي کہتے تھے اور پراسي پراچي کے مطابق هی اور پراچي وہ اصطلاح هی جس سے هندو جغرافیه دانوں نے اُس ملک کو جہاں مگادا واقع هی لکھا هی اور نام اُسکی راج دھاني کا یوناني پالي بتھرا کہتے هیں اور هندو پتالي پتھرا لیتے هیں اِسکی بعد جو تحقیقیں برهمنوں کي تحریروں وغیرہ کے ذریعه سے کي گئیں اُن سے چندراگپتا کي تاریخ کسیقدر زیادہ درستي کے ساتھه قایم هوگئي چنانچه ولفورڈ صاحب کي راے کے موافق وہ تین سو پچاس برس اور پروفسر ولسن صاحب کي راے کے بموجب تین سو پندرہ برس قبل مسیح علیه‌السلام کے هوا اور اِن دونوں رایوں کو ایسا استحکام جس کا کچھه سان گمان بھي نه تھاپدہ مذهب والوں کے واقعات کي ایسي تاریخوں کے نقشوں سے جو دور دور کے ملکوں مثل آوا اور لنکا سے بہم پہونچے اچھي

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ کے دیباچه کا صفحه ۲۷

‡ کتاب تماشه‌گاہ هندوان جلد ۳ صفحه ۳

خارج هوگیا اِن میں سے اول نقشه کي رو سے جو کرافورڈ صاحب کے رساله
اول † میں شامل هی چندرا گپتا کي سلطنت کا زمانه تین سو بانوه اور تین
سو چهتر برس قبل مسیح کے اندر قایم هوتا هی اور دوسرے نقشه کے
بموجب جوٹرنور صاحب کے ترجمه مهاونسو ‡ میں داخل هی تین سو
اکیاسي اور تین سو سینتالیس برس قبل مسیح کے بیچ میں ثابت
هوتا هی اور یونانیوں کے بیان سے اُس کا زمانه سلیوکس کي تخت نشیني
کے وقت سے جو تین سو باره برس قبل مسیح کے هوئی اُس کي وفات تک
جو دوسو اسي برس قبل مسیح میں هوئی ثابت هوتا هے § بده مذهب
والوں اور یونانیوں کی قائم کي هوئي تاریخوں میں جو اختلاف تیس
چالیس برس || کا هی اُسکو ٹرنور صاحب بده مذهب والوں کے پوجاریوں
کے بالا راده فریب و شرارت سے منسوب کرتے هیں یهه پوجاري اگرچه برهمنوں
کے اُن لغویات سے جو وه واقعات کي تاریخ میں بهرتے هیں بالکل پاک و
صاف هیں مگر اُنهوں نے تاریخي واقعات کواپني مذهبي روایتوں سے جو
تسلیم هوتي چلي آتي تهیں مطابق کرنے کے واسطے یهه کارستاني کي هے اگر
کوئي اور دلیل بهي هاتهه نه لگتي تب بهي همارے اس مضبوط یقین کے
مٹانے کے لیئے که چندرا گپتا اور سندر اکتس ایک هي هی یهه اختلاف
کچهه اثر نکرتا مگر اور سب رها سها شک و شبهه ایک ایسي تحقیق کے
ذریعه سے جاتا رهتا هے جس سے یهه توقع هوتي هی که هندوستان کي تاریخ

---

† پرنسپ صاحب کے مفید نقشوں کے صفحه ۱۳۲ کو دیکهو

‡ مهاونسو کے دیباچه کا صفحه ۴۷

§ کلنٹن صاحب کي کتاب

|| سلیوکس کي هندوستان کي مهم بعد فتح هونے بابل کے ( جو تین سو باره برس
قبل مسیح میں هوئي ) هماري راے میں تین سو دس برس قبل مسیح کے هوئي
هوگي اور چندراگپتا نے بموجب مهاونسو کے تین سو سینتالیس برس قبل مسیح
میں وفات پائي تو سینتیس برس کا اختلاف اُس حالت میں بهي رهتا هی که
چندرا گپتا کا عهد نامه پر دستخط کرنا دم واپسیں میں سمجها جاوے

کے باقي اور حصے بهي روشن هو جاوینگے یعنے بهت سے غاروں اور پهاڑوں اور ستونوں پر هندوستان کے مختلف حصوں میں ایسے حرفوں میں کتبه پائے جاتے هیں جنکا مضمون نه کوئي اهل یورپ سمجهه سکتا تها اور نه کسي هندوستاني کي سمجهه میں آتا تها

غرض که لوگ اُسوقت تک اُسیطرح متحیر و ششدر تهے جیسے که مصر کے کتبوں کي تصویروں کو دیکهه کر حیران رهتے تهے که پرنسپ صاحب نے جو اُن قدیم حرفوں کے علم کي تحصیل کے درپے تهے اُنکي سمجهه میں آنے کي راه نپاکر یهه بات تهرائي که وه تمام کتبے جو ایک خاص مندر سے اُنکے پاس بهیجے گئے تهے بالاجمال هیں اور ان میں کنائے اشارے کنده هیں الحاصل یهي بات قایم کرکے اور بده مذهب والوں کے زمانه حال کے ایک طریقه سے ملاکر یهه نتیجه نکالا که غالباً اِن میں سے هر ایک میں کسي وقف کا حال مندرج هی اور ذهانت کے ساتهه یهه قیاس اڑاکر پهر وه اسبات سے حیران هوئی که هر ایک کتبه کا کنده دو همشکل حرفوں پر ختم هوتا هی اور اپنے اُسي قیاس پر جمی ره کر اُنهوں نے یهه سمجها که آخر کے یهه دو نوں حرف وه اصل بنجوں شاستر کے هیں جو اُس لفظ کے شروع میں هوتے هیں جسکے معنے انگریزي میں ترنیشن هیں اِسلیئے یهه دو نوں حرف بجاے دي اور اِن ترنیشن کے قایم هوئی اور ایک اور حرف کے مکرر سه کرر آنی سے اُسکو اس سمجها جسکے بجاے شنسکرت میں جو حرف آتا هی وه مالک کي علامت سمجها جاتا هی پس اُنهوں نے اسطور پر کهوج لگا کر ایک الف بے قایم کرلي اور معلوم کیا که یهه کتبے شنسکرت میں تحریر نهیں هوے هیں بلکه یهه پالي زبان میں هیں جس میں مقدس تحریریں بده مذهب والوں کي لکهي گئي هیں وه اِن تحقیقوں کے ذریعه سے اُن کتبوں کو جو ابتک سمجهه میں نهیں آتے تهے پڑهنے اور بهت سے هندوستاني راجاؤں کے سلسله وار سکوں کو بهي دریافت کرنے لگے اور اُنکا قیاس اُس حقیقت سے اور بهي

زیادہ پسندیدہ طرز سے مستحکم ہوا جو اُنھوں نے اور پروفیسر لاسن صاحب
بون والے نے ایک ہي وقت میں دریافت کي کہ اکاتھوکلیز اور پانٹیلیاؤن
نام جو ایک طغمہ کے ایک جانب یوناني زبان میں تھی وہ دوسري
جانب اُس طغمہ کي ٹھیک اُسي الف بے کے حرفوں میں لکھے تھے جو
اُنھوں نے قایم کي تھي پھر تو کل جو پرنسپ صاحب کے ھاتھہ لگے
گئے اُسکا اُنھوں نے فیروز شاہ کي لاٹ کے کتبہ پر استعمال کیا جسکی
دریافت کرنے پر مشرقي حالات کے تحقیق کرنے والوں کي بڑي توجھہ
مائل تھي اور ھندوستان کے اُس حصہ میں کے تین مناروں کے کتبوں پر
بھي اُسکا استعمال کیا جنمیں کندا ہوتي ھی اور اُن سب کا مضمون بلا
دقت معلوم ھوگیا چنانچہ اُن سب میں اسوکا کے چلد فرمان مندرج
معلوم ھوئي اور اور کتبوں کے دیکھنے پر دوکتابوں میں اُسي مضمون کے
دو فرمان اُسي راجہ کے اُنھوں نے پائی ان میں سے ایک کتبہ تو پادري
ستیون صاحب پریسیڈنٹ لٹریري سوسئیتي نے پایا جو بدھوں کے مقدس
پہاڑ گرنار کے ایک پتھر پر جو گجرات کے جزیرہ نما میں واقع ھی کندہ تھا اور
دوسرا کتبہ لفٹننٹ کٹو صاحب نے مقام دھالي واقع کٹک کے پہاڑ کے
ایک ٹکڑہ پر کندہ پایا تھا ان میں سے ایک کتبہ میں گیارہ فرمان اور
دوسرے میں چودہ فرمان تھے اور اِن کتبوں میں وہ سب کتبی شامل تھے
جو ایدھر اودھر ستونوں پر کندہ تھے اور ان دونوں پہاڑوں کے کتبوں میں
ھر طرح پر دس فرمان مطابق تھے پہاڑ کے کتبوں میں سے ایک فرمان
شفاخانوں اور اور خیرات خانوں کے بنانے سے متعلق تھا جنکي نسبت لکھا
تھا کہ وہ اسوکا کے قلمرو اور اُن صوبوں میں جنمیں بدہ مذھب والے
بستے ھیں بنائے جاویں اُن صوبوں میں سے چار کا نام بھي مذکور ھی
بلکہ تنباپاني یا تاپروبین یعني لنکا اور اس سے بھي بڑہ کر اینٹیکوریونا
یعني اینٹیوکس یوناني کي سلطنت کے صوبوں میں جھاں اُسکے سردار
حکومت کرتے ھیں بنائي جاویں *

اِسکے بعد جو ایک کتبه ایک پہاڑ پر ملا وہ ٹوٹا پھوٹا خراب خسته هی بخوبي نهیں پڑها گیا اور اُسکا مطلب اچھي طرح سمجهه میں نهیں آیا لیکن معلوم هوتا هی که اسوکا کے مذهبي مسائل خصوصاً جانوروں کے ذبح سے پرهیز کرنے کے † مسئلوں کا غیر ملکوں میں بهي رواج هوجانے سے اسوکا اپني خوشنودي ظاهر کرتا هی اس فرمان میں سے مفصله ذیل حصه باقي رها هی یعني علاوہ اسکے اور یوناني بادشاہ جسنے چپتا ( چپتا تحقیق نهیں هوا ) بادشاہ تو رامایو اور گونگ کا کینه اور ماکا ‡ *

ان ناموں میں سے دو ناموں کو مسٹر پرنسپ صاحب تولیمي آس اور ماگس خیال کرتے هیں اور اُنکو اسبات کي دلیل گردانتے هیں که اسوکا مصر سے ناواقف نه تها اور خط کتابت رکهتا تها یهه ایک ایسا نتیجه هی جسکو بلا عذر و حجت قبول کرسکتے هیں کیونکه مصر کے اول تولیمي ناموں کے بادشاهوں کے عهد میں هندوستان کے سانهه تجارت کا هونا ایک مشهور واقعه تاریخ کا هی پرنسپ صاحب کي یهه راے هی که جس تولیمي کیطرف اشارہ هی وہ تولیمي فلوقلاس تها جسکا ایک بهائي ماگس نامي تها اور اُسکي شادي اینتیوکس اول کي بیٹي سے هوئي تهي نهایت غالب معلوم هوتي هی اور اُس سے یهه بات قرار پاتي هی که جس اینتیوکس کا دوسرے فرمان میں ذکر هی وہ اینتیوکس اول هی خواہ ثاني هی یعني سلیوکس کا بیٹا یا پوتا هی *

چندرا گپتا کے پوتے اور سلیوکس کے پہلے جانشینوں میں سے کسي ایکسے کے همزمانه هونے سے اُنکے بزرگوں کے همعصر هونے میں کوئي شک باقي نهیں رهتا اور اُس سے هندوؤں کے واقعات کي تاریخ کا ایسا سنه قایم هوتا هی جسپر پہلے واقعات کي تاریخوں کو باطمینان تمام حواله کرسکتے هیں *

---

† ایشیاٹک سوسئیٹي کلکته کا جرنل جلد ۷ صفحه ۲۶۱

‡ ایضاً صفحه ۲۲۳

## نندا کي سلطنت کا زمانہ

سب سے اول جس راجہ کا زمانہ همکو قرار دینا چاهیئے وہ نندا هی اگرچہ نندا اور چندراگپتا کے درمیان میں آٹھہ راجا گذرے مگر یہہ معلوم نهیں کہ وہ سب نندا کے بیٹے پوتے تھے یا اور عزیز و اقارب تھے ایک بیان سے وہ سب آپسمیں چھوٹے بڑے بھائي معلوم هوتے هیں لیکن چار پورانوں سے ان نو راجاؤں کے سلطنت کا جنمیں نندا بھي شامل هی سو برس کا زمانہ قرار پاتا هی اس لیئے هم خیال کرسکتے هیں کہ نندا سندراکٹس سے سو برس پہلے یا چار سو برس قبل مسیح علیہ السلام کے تخت نشین هوا *

## بدہ کي وفات کا زمانہ

نندا کے بعد چھٹا راجہ اجیتا ستروهي جس کے عهد میں سکیا نے وفات پائي ایسي سندوں سے جو هندوؤں سے کچھہ تعلق نهیں رکھتیں سکیا کي وفات پان سو پچاس برس قبل مسیح علیہ السلام قرار پاتي هے اور جو پانچ سلطنتیں سنہ ۵۵۰ قبل مسیح اور سنہ ۴۰۰ قبل مسیح کے درمیان میں هوئي هیں اُن میں سے هر ایک کا زمانہ تیس تیس برس کا ٹھہرے کا پس اُن کے زمانوں میں کوئي ایسا اختلاف نهیں رہ سکتا جس کا کچھہ علاج نہوسکے *

## مہابھارت کي لڑائي کا قرین قیاس زمانہ

نندا اور مہابھارت کي لڑائي کے بیچ میں تین خاندان شاهي هوئے اور هرایک خاندان کي سلطنت کا جس جس قدر زمانہ گذرا وہ چار پورانوں میں مذکور هی جس کے کل برسوں کي میزان پندرہ سو برس هی لیکن اس عرصہ میں جو راجہ هوئے وہ بڑي سے بڑي فہرست میں صرف سینتالیس هیں اور اِن هي پورانوں میں ایک اور مقام پر اسي اعتماد کے ساتھہ اِن برسوں سے بالکل مختلف مدت کي تعداد لکھي هی

ایک پوران میں تو مہابہارت کي لڑائي سے نندا کے وقت تک ایکہزار پندرہ برس کا عرصه لکھا هے اور دو پورانوں میں ایک هزار پچاس چوتھے میں ایک هزار ایک سو پندرہ برس لکھی هیں اِن میں سے جو سب سے کم مدت هي اُس کو اگر سینتالیس راجاؤں پر تقسیم کیا جاوے تو هر ایک کي سلطنت کا زمانه اکیس برس سے کچھه زیادہ نکلی گا اور اگر اِن هي سینتالیس پر پندرہ سو برس کا زمانه تقسیم کریں تو هر ایک سلطنت کا زمانه اکتیس برس سے کچھه زیادہ هوگا سلسله وار سینتالیس سلطنتوں کے واسطے اسقدر عرصه جو پورانوں میں لکھا هی خلاف قیاس هی مگر هم بمجبوري تینوں عرصوں میں کے اوسط عرصه کو بلا تامل قبول کرکے یہه قرار دیسکتے هیں که از روے پورانوں کي سند کے مہابہارت کي لڑائي نندا سے ایکہزار پچاس برس پہلے یا حضرت مسیح علیهالسلام سے چودہ سو پچاس برس پہلے ختم هوئي تهي اگر هم هندوؤں کے اس یقین کو تسلیم کرلیں که بید مہابہارت کي لڑائي کے زمانه میں تالیف هوئي تو همکو اُس لڑائي کا زمانه چودہ سو برس قبل مسیح یعنے پانسو برس سے کچھه کم اُس مدت سے جو پورانوں میں ( زیادہ سے زیادہ ) هی قرار دینا چاهیئے اسکي تائید اس بات سے بهي هوتي هی که سینتالیس سلطنتوں کا زمانه جو نہایت طول طویل هی مختصر هوجاتا هی پس اس صورتمیں مہابہارت کي لڑائي تراے کے محاصرہ سے قریب دو سو برس کے پیشتر قرار پائیگي لیکن پندرہ سو برس کا طویل عرصه جو مہابہارت سے نندا کے عہد تک بیان کیا گیا هی تسلیم کر لیا جاوے تب بهي کلجگ کے شروع یا طوفان نوح سے اُن چند واقعات کے لیئے جو هندوؤں کي تاریخ میں مہابہارت سے پہلے هوئي هیں مہابہارت تک بہت سا عرصه باقي رهتا هی یعني اگر طوفان اور کلجگ کا شروع ایک هي زمانه میں سمجھا جاوے جیسا که بہت سے لوگ خیال کرتے هیں تو اُس سے چودہ سو برس کي مدت مہابہارت تک رهتي هی *

## چندرا گپتا کے بعد کے زمانے

دو پرانوں میں نندا کے بعد کا زمانہ اُس سے پانچویں شاهي نسل تک یا
مندراکتس سے چوتھي شاهي نسل تک آٹھہ سو چھتیس یا آٹھہ سو چوون برس
کا هے یعني پانچویں شاهي نسل سنه ۴۵۴ ع میں هوئي هی اِن پانچوں
خاندانوں میں اخیر اندرا لقب والی خاندان نے قریب شروع هونے سنه
مسیح کے رونق اور قوت حاصل کي تھي یهه خاندان اُسي نام کے بڑے
خاندان کے مطابق هی جسکو پلیني صاحب ( یهه ایک یوناني مورخ
هیں ) سنه ۲۰۰ ع میں هندوستان میں هوا بتاتے هیں اور اگرچه یهه
بیان اُنکا اُس دوسرے اندرا خاندان کي نسبت سمجھا جاوے جو دکھن
میں هوا تو اندراندي نام ایک خاندان کا جو اُس ملک میں هوا جسمیں
گنگا بهتي هی پیٹونگر جیریٹن نقشوں میں آنے سے یهه بات بهي ایسي
هي غالب معلوم هوتي هی که یهه وهي خاندان هی جسپر هم گفتگو
کررهی هیں *

## چین کے مورخوں کے بیانوں سے بھي مگادا کے راجاؤں کے زمانه کي تصدیق هوتي هی

ڈیگگنیز صاحب نے چین کي جن تاریخونکا ترجمه کیا هی اُنسے
معلوم هوتا هی که سنه ۴۰۸ ع میں مقام کپاپیلي کے هندوستاني راجه
یوگنی کي طرف سے چین میں ایلچي آئی کپاپیلي بجز کپلي کے جو
بدھ کا مقام ولادت اور مگادا کي دارالسلطنت تھا جسکے نام سے چینیوں
نے مگادا کي کل سلطنت کا ذکر کیا هی اور کوئي مقام نهیں هوسکتا اور
یوگنی یجنسري یا یجنا سے جو زمانه مذکور میں اندرا خاندان کے تخت
پر بیٹھا کسیقدر مشابهت رکھتا هی اور خاندان اندرا کا خاتمه مقام
پولیمات یا پولو مارکش میں سنه ۴۳۶ ع کے اندر هوا هی اور اس سے آگے
مگادا کے راجاؤں کا حال ایساهي پریشان اور اولجھا هوا هی جیسا که
مهابهارت کي لڑائي سے پہلی کا هی *

البته چین کے مصنفوں کي کتابوں میں ایک ایلچي کا یهه ذکر پایا جاتا هی که وه سنه ۶۴۱ع میں هندوستان کے ایک بڑے راجه هوتومیں کي طرف سے جو خاندان کانیلي‌ثاني میں سے تها چین میں آیا ایم ڈي گگنیز صاحب اس راجه کي سلطنت کو مگادا کا ملک خیال کرتے هیں مگر پوران کے کسي نام سے اس راجه یا اُسکے خاندان کا نام ذرا بهي مشابهت نهیں رکهتا † *

سنه ۳۳۹ ع کے بعد تاریخ کا کچهه حال نهیں کهلتا

بشن پوران میں جو بیاس جي کي کتاب تسلیم کیجاتي هی بیاس جي کے وفات کے بعد کے واقعات بطور پیشین گوئي لکهے هیں که فلاں فلاں راجه هونگے یعني اندرا خاندان کے بعد سلطنت کرینگے *

۷ ابهیر

۱۰ گردهوب

۱۶ ساکا

۸ یاونا

۱۴ تورشارا

۱۳ منڈي

۱۱ مانا

---

† جس حاشیه میں ڈي گگنیز صاحب اپني راے لکهتے هیں وه عجیب هی یعنے اُسمیں وه چین کي ایک کتاب سے ثابت کرتے هیں که اهل چین مگادا کو موکیاتو کهتے تهے اور اُسکي دارالسلطنت کے دونوں ناموں سے واقف تهے چنانچه کسوما پورا کے بدلے کیا سومو پولو کهتے هیں اور پٹالي پترا سے پٹالي ٹس اسطرح سے بنایا که بجاے لفظ پترا کے جسکے معني شاستر میں بیٹے کے هیں اپني زبان کا اُنهیں معنوں کا لفظ ٹس لگادیا لیکن سنه ۶۴۱ ع پٹالي پترا سے ایلچي چین کو نهیں گئے هونگے کیونکه اس سے مدت پهلے دارالسلطنت راج گریهي یعني بهار میں منتقل هوگئي تهي کیونکه جب چیني سیاح پانچویں صدي کے اغاز میں هندوستان میں آیا تو اُسنے دارالسلطنت بهار میں هي دیکهي تهي ( روز نامچه رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۵ صفحه ۱۳۲) اور ایک اور چیني جسنے سنه ۶۳۰ ع میں لکها هی بیان کرتا هی که جس وقت میںنے هندوستان میں سیر کي اُسمیں پٹالي پترا بالکل برباد اور مسمار پایا

غرضكه يهه سب تمام پرتهي كے راجه تيرہ سو نوہ برس كے واسطے هونگے اور گيارہ پارسے أنكے بعد تين سو برس تك سلطنت كرينگے اور أنكے بعد كيلاكا ياونا يك سو چهه برس ملك پر مسلط رهينگے إن سب كے جمع كرنے سے إس حال كے زمانه سنه ١٨٤٠ ع سے قريب پانسو برس كے زيادہ هوجاوينگے اور اگر يهه مانا جاوے كه پہلے خاندانوں كے زمانه كي ميزان غلط هى يهه سب حقيقت ميں ( كوئي كهيں كوئي كہيں ) ايك هي زمانه ميں هوئے تو جو نتيجه إس سے حاصل هوتا هى وہ يهه هى كه اندرا خاندان كے بعد ايسا پريشاني كا زمانه هوا جسميں هندوستان كے مختلف حصے مختلف خاندانوں كے قبضه ميں رهے جنكا كچهه حال معلوم نهيں اگر ياونا سے يوناني مراد هيں تو يهه معلوم هوتا كه سنه ٢٣٦ ع كے بعد أنميں سے آٹهه بادشاه هندوستان ميں هوئے بڑي حيرت كي بات هى اور كيلاكا ياونا كا حال اور بهي زيادہ متحير كرنيوالا هى غالباً اسيے مسلمان مراد هوسكتے هيں † *

اور إس پريشاني كے بعد بهي هندوستان كے مختلف حصوں پر سلطنت كرنيوالے شاهي خاندانوں كي فهرست مندرج هى اور أن ميں كچهه تهوڑا سا بيان مگادا كے گپتا خاندان كا هى جو گنگا كے كنارونپر پرياگ ( يعني الهآباد ) تك مسلط تها اب سكوں اور كتبوں كے سبب سے إس بات ميں كچهه شبهه اور حجت نهيں رهي كه أنميں جو بعض ناموں كے سلسله كا خاتمه گپتا كے نام پر هوتا تها أنهوں نے گنگا كے كناروں پر حضرت عيسى كي چوتهي پانچويں صدي سے ساتويں آٹهويں صدي تك سلطنت كي *

---

† پروفيسر واسن صاحب كے بشن پوران كا صفحه ٤٨١ اور ڈاكٹر مل صاحب كا ترجمه الهآباد كے منارہ مندرجه روز نامچه ايشيا ٹك سوسئيٹي كلكته جلد ٣ صفحه ٢٥٧ اور اور كاغذات مندرجه روز نامچه مذكور جنكو پروفيسر واسن صاحب نے داخل كيا هى

پس معلوم ہوتا ہی کہ اِن پریشان حالات میں کچھہ کچھہ سچ بھی ملا ہوا ہی مگر وہ بدون کسی قسم کی خارجی مدد کی اُسمیں سے نکل نہیں سکتا اور جو کہ ایسی قسم کا بیان اور پورانوں میں بھی کیا گیا ہی اِس لیئے بجز اس بات کے کہ ہم مگادا کے راجاؤں کے حالات کی تحقیقات سے دست بردار ہوں اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے *

## بکرماجیت اور سلیواھن کے سنہ

مالوہ کے راجہ بکرماجیت کا سنہ جسکا آغاز ستاون برس پہلے حضرت مسیح سے ہوا ہی اور تمام خاص ہندوستان میں اُسکا رواج آج تک برابر رہا ہی اور اِسیطرح راجہ سلیواھن کا سنہ جو سنہ ۷۸ ع سے شروع ہوا ہی تمام دکھن میں مروج ہی دونوں ایسے سنہ ہیں کہ اُنکے شروع ہونے پر تمام واقعات کے زمانہ کا حوالہ اُنپر دیا جاسکتا ہی اور اُن جاگیروں کے وقفوں کی تاریخیں قایم کرنے میں اُنسے بہت بڑا کام نکلتا ہی جنسے بہت سے تاریخی حالات بہم پہونچتی ہیں اور پورانوں کے سنہ صحیح نہونے سے اُن کتابوں میں اِس سنہ کا استعمال نہیں ہوسکتا لیکن بجز اُن واقعات کے جو اُن کتابوں میں مذکور ہیں اور کوئی واقعہ کسی اور کتاب میں ملتا ہی نہیں جسمیں اُن سنوں سے کام لیا جاوے بہر حال ہمکو اِس بات کا اقرار کرنا چاھیئے کہ ہندوؤں کے واقعات کا زمانہ کسیطرح پورا اور کافی نہیں اور باستثناد چند واقعوں کے اُسوقت تک کہ مسلمان ہندوستان میں آئے اور اُنسے مسلسل تاریخ ھاتھہ لگتی ہی باقی کل واقعات پر ہمکو کسیقدر قیاس لگانا پڑتا ہی *

# چوتھا باب

## علم طب کا بیان

علم طب کے نہایت قدیم مصنف جنکی تصنیفیں ابتک موجود ہیں چرا کا اور سسروتا ہیں اِنمیں سے کسی کے زمانہ حیات کی تاریخ ہمکو

معلوم نهین لیکن سسروتا کي تصنیف پر جو پچهلا مصنف هی ایک شرح موجود هی جو کشمیر مین بارهوین یا تیرهوین صدي عیسوي مین لکهي گئي یهه شرح اول هي شرح نهین معلوم هوتي † *

اِن مصنفون کي کتابون کا ترجمه عربي زبان مین هوا اور غالباً اُنکا ترجمه هوتے هي اهل عرب علم کي تحصیل پر متوجهه هوئے عربي زبان کے مصنف علانیه اقرار کرتے هین که همنے هندوستان کے طبیبون سے فائده حاصل کیا هی اور هندو طبیبون کو یوناني طبیبون کے مساوي المرتبه سمجهتے هین یهه بات معلوم کرنے سے که دو هندو مسمی منکا اور سالي حضرت عیسی کي آٹهوین صدي مین هارون رشید کے دربار مین طبیب تهے همکو اُس زمانه کي تاریخ قایم کرنے مین مدد ملتي هی جس مین اهل عرب هندوؤن سے واقف هوئے ‡ *

دواؤن کا علم هندوؤن کا نهایت وسیع معلوم هوتا هی اُنکے مفردات دواؤن کے علم سے جسکي ابتداء مین اهل یورپ نے اُنسے تعلیم پائي اور حال مین بهي دمه کے مرض مین دهتورے کو حقه مین پینے کا فائده اور اور کیڑون کا علاج کینچ کي پهلي سے کرنا اُنسے سیکها کچهه تعجب نهین هوتا بلکه اُنکے علم کیمیا سے کمال حیرت هوتي هی کیونکه جسقدر وه اُن مین پایا جاتا هی اُسقدر کا هونا قیاس نهین چاهتا تها *

اُنکو شوره اور گندک اور نمک کا تیز آب بنانا آتا تها اور وه تانبے اور لوهے اور سیسے اور تین اور جست کا کشته خصوصاً سیسه کا دونون طرح

---

† اِس چوتهے باب کا بهت سا مضمون ایک جواب مضمون مین سے جو هندوستان کے علم طب کي قدامت پر ڈاکٹر رائل صاحب پروفیسر کنگ کالج لندن نے لکها هی لیا گیا هی اور علاوه اُنکے وارڈ صاحب کے حالات هندوؤن کے جلد ۲ صفحه ۳۳۷ وغیره اور کرٹس صاحب کي تحریر مندرجه حالات لٹریري سوسئیٹي بمبئي کي جلد ۳ صفحه ۲۳۲ مین سے بهي لیا گیا هی

‡ پروفیسر ڈیز صاحب جنکا حواله ڈاکٹر رائل صاحب نے اپنے جواب مضمون کے صفحه ۶۴ مین دیا هی

کا کشته یعني کهپل اور پیسک کرنا جانتے تھے اور تانبے اور لوهے اور پارہ
اور سرمه اور سنکهیا میں سے هر ایک کے ساتهه گندک ملاکر ایک مرکب
دوا بنالیتے تھے اور تانبے اور لوهے اور جست کا گندک کے تیزآب کے ساتهه
کهار بناتے تھے اور لوهے اور سیسه کا کهار کاربون † کے تیزآب کے ساتهه بناتے
تھے اگر بالکل نهیں تو بعض صورتوں میں اِن دواؤں کے طیار کرنے کا اُنکا
طریق ایسا هی که اُنهیں کے ساتهه خصوصیت رکهتا هی ‡ *

اِن دواؤں کے استعمال میں بهي وہ بڑے دلیر معلوم هوتے هیں
چنانچه هندوؤں هي نے سب سے پهلے معدنیات کا دوماً کهانے میں استعمال
کرایا وہ صرف پارہ هي نهیں کهلاتے تھے بلکه زهر کا تیزاب بهي باري کي
تپ میں دیتے تھے اور مدت سے شنجرف کا بهپارہ اُنکے استعمال میں هی
جس سے بهت جلد منهه آجاتا هی اور صحت حاصل هوتي هی *

اُنکا فن جراحي بهي خاصکر ایسي حالت میں که وہ علم تشریح
سے بالکل ناواقف تھے ایسا هي قابل تعریف کے هی جیسا که اُنکا علم

---

† حیوانات کے سانس لینے اور بتیوں اور لکڑیوں کے جلنے سے ایک لطیف
لچکدار جسم یعني گاس پیدا هوتي هی اور جب وہ ایک حصه اور اکسیجن جو ایک
اور گاس هی دو حصه ملجاویں تو کاربون کا تیزآب بنجاتا هي کیسے کچهه افسوس
و حسرت کا مقام هی که هندوستانیوں کے علم کو اسقدر زوال هوا هی که آجکل هندي
نام تک همکو نهیں ملتا حالانکه هندوستان کے متقدمین نے هي اُنکو دریافت کیا تها
جو اِس زمانه کي تحقیقیں سمجهي جاتي هیں معلوم ایسا هوتا هی که یهه اور اور
بهت سي اصطلاحیں اور مفردات اور مرکبات علم کیمیا کے متقدمین هندوؤں کو معلوم
تهي جو بسبب هندوستانیوں کي غفلت کے بالکل ایسي نسیا اور منسیا هوگئي که اهل
یورپ کو از سر نو اُنکي تحقیقیں کرکے اُنکے نام رکهنے پڑے هیں جنکو هم سنکر
حیران و ششدر رہ جاتے هیں ( مترجم )

‡ ڈاکٹر رایل صاحب کے جواب مضمون کے صفحه ۴۴ کو دیکهو جسمیں خاصکر
ان ترکیبوں کا بیان هی جنسے هندو بید پارہ کے دو مرکب طیار کرتے تھے جنمیں سے
ایک میں دو جز پارہ اور ایک جز کلوراین ( یهه ایک گاس نمک کا مقدم جز هی )
هوتا تها اور دوسرا ایسا مرکب جو زهر هلاهل کا کام دیتا تها

کیمیا هی چنانچه سنگ مثانه نکالتے تھے اور آنکھوں کے امراض جالے پھولي وغیرہ میں وہ آنکھیں بناتے تھے اور رحم میں سے بچہ نکالتے تھے اُنکي قدیم کتابوں میں اُنکے فن جراحي کے آلات ایکسو ستائیس سے کم نہیں معلوم ہوتے † لیکن آلات اُنکے همیشه بیڈهنگے رهے اب بهي موجود هیں اُنمیں سے آنکھہ بنانے کے آلات سے تو اچھا کام نکل آتا هی مگر سنگ مثانه کے نکالنے کے آله سے اکثر جان کا ضرر هوتا هی *

وہ چیچک کے علاج میں مدت سے ٹیکه لگاتے هیں ‡ لیکن تسپر بهي اِس گوتھن سیتلا کے علاج جاري هونے تک بہت سي جانیں چیچک کے مرض سے تلف هوتي تهیں *

هندو حکیم نبض و قارورہ دیکھنے اور جلد اور زبان اور آنکھوں کی حالت معلوم کرنے سے مرض کي تشخیص کرتے هیں یعني اِن علامتوں کے ذریعه سے وہ صحیح صحیح مرض کو دریافت کرلیتے هیں مگر هندو بیدوں کے علم کي بنیاد بالکل تجربه کاري پر هی اور قیاس اُنکا اُنکو صرف گمراہ کرنے پر مایل هی *

اور علاج کرنے میں کچھہ هوشیاري نہیں کرتے کیونکه بیمار کو تپ کي حالت میں ایک ایسي کوٹھڑي میں جسکو آگ وغیرہ جلاکر گرم کرتے هیں بند کرتے اور کھانے پینے سے بالکل محروم کردیتے هیں ( اسکو لنگن کرانا کہتے هیں ) *

علم نجوم اور منتر سے اپنے علاج میں مدد لیتے هیں چنانچه سیاروں کے خاص خاص مقاموں پر هونے کي حالت میں بیمار کو دوا دیتے هیں اور دوا دینے کے وقت کچھہ جھاڑ پھونک جنتر منتر بهي کرتے جاتے هیں *

---

† ڈاکٹر رائل صاحب کا صفحه ۴۹

‡ هندو جو ٹیکه لگاتے تھے اُسمیں اور انگریزوں کے ٹیکه لگانے میں فرق یهه هی که جلد پر خراش کرکے وہ اصل چیچک کے دانه کا چھلکا لگاتے تھے جس سے تمام جسم پر چیچک نکل آتي تهي اور انگریز گائے کے تھن پر کے دانه کا چھلکا لگاتے هیں جس سے صرف ایک آبله نکلتا هی ( مترجم )

غالبا ان کے اس علم کي عمدہ ترقي کے زمانہ میں بهي عیبوں مذکور
میں سے کچهہ نہ کچهہ ضرور هونگے لیکن اب بہ نسبت پہلے کے اُنکے اس
علم میں بہت زوال آگیا هی چنانچہ آج کل کے ادویات کو ترکیبهہ دینے
والے یا بنانے والے بنا تو لیتے هیں مگر اُسکے اصول سے بالکل واقف نہیں
هوتے اور طبیب اپنے اُستادوں کي راہ پر بلا تحقیق اور بے دیکهے بهالے چلے
جاتے هیں اور فن جراحي سے اسقدر نفرت هوگئي هی کہ فصد حجام پر اور
هڈي جوڑنے کا علاج گنڈرئي پر منحصر کیا گیا هی اور پهوڑے پهنسي
کا علاج عموماً هر شخص کرنے کو آمادہ هو جاتا هی وہ یا تو خربوں لگاتا
هی یا لوهے کي سیخ آگ میں سرخ کرکے جلاتا یعني داغ دیتا هی *

# پانچواں باب

## هندوؤں کي زبان کا بیان

هندوؤں کي شنسکرت زبان کو ایک ایسے صاحب جنکي راے اس
سبب سے کہ بہت سے قدیم زمانہ کي قوموں اور حال کے زمانہ کي قوموں
کي زبانوں سے اچهي پوري واقفیت رکهتے تهے قدر و منزلت کرنے کے قابل
هی فرماتے هیں کہ شنسکرت زبان یوناني زبان سے زیادہ کامل اور رومي
سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ هی † *

جس زبان کي اسقدر تعریف کي گئي هی معلوم هوتا هی کہ اُسپر
لوگوں کي کافي توجهہ همیشہ رهي هی چنانچہ صرف نحو کے اُن قدیم
مصنفوں میں سے جنکي تصنیفیں اب موجود هیں پانیني اسقدر قدیم
مصنف هی کہ اُسکے زمانہ کو لغو زمانوں میں شامل کردیا گیا هی اُسکے
اور اُسکے بعد کے مصنفوں کي تصنیفوں کے باعث سے اس زبان کي صرف

---

† سر والیم جونس صاحب کي تقریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱
صفحہ ۴۲۲

و نحو ایسی کامل هوگئي هی که انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قایم بهي هوئے هیں تو اُنسے زیادہ نهیں هوئے *

مجهکو اس مقام میں گو میں اُسپر کچهه کهه بهي سکوں گفتگو کرنے نهیں چاهیئے اُسکا کسیقدر حال کالبروک صاحب کے جواب مضمون میں موجود هی † *

علاوہ بے شمار کتابوں صرف نحو اور کتب لغت کی زبان شنسکرت میں علم فصاحت بلاغت اور علم انشا پردازي کي کتابیں بهي بقدر اُس علم و استعداد کے جو هندو اُن علموں میں رکهتے تهے موجود هیں ‡ زبان شنسکرت کي اب بهي لوگ تحصیل کرتے هیں اگرچه مدت سے اُسکا رواج بالکل معدوم هوگیا مگر عالم لوگ اب بهي اُسمیں ایسے هي آساني کے ساتهه گفتگو کرسکتے هیں جیسیکه یورپ کے عالم حال کي زبانوں کے علم کے شایع هونے سے پهلے کرسکتے تهے اسبات کي تحقیق که لوگوں میں سے زبان شنسکرت کا رواج کب سے جاتا رها هی اور جسوقت میں که وه کمال رونق پر تهي تو اُسکا رواج لوگوں میں کس درجه پر تها ایک عجیب غریب هوگي *

تهوڑي مدت سے جبکه یهه بات تحقیق هوئي که زبان شنسکرت اور یوناني اور رومي میں بهت سي موافقت هی بلکه اکثر صورتوں میں وه سب یکساں هیں همکو اُسکي تحقیق تدقیق کا زیادہ تر شوق پیدا هوا هی اگرچه اسي موافقت کا حال یورپ کے شنسکرت کے عالموں کو جنهوں نے مفرد لفظوں میں وه موافقت بتائي مدت سے معلوم تها لیکن اُنکي

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۱۹۹ اس زبان کي بڑي شایستگي کي بهت سي علامتوں میں سے ایک اور علامت هی جس سے علم عروض کي بحروں میں بڑي فصاحت اور ترقي هوئي هوگي کالبروک صاحب کے قول کے موافق وه تقطیع کرنے کا قاعدہ هی جس سے اجزاکو صرف اسطرح موزوں نهیں کرتے که خاص خاص لفظوں میں سے نکالی جاتي رهے بلکه بڑے بڑے رکنوں کے اجزا کو اسطرح سے موزوں کرتے هیں که اُنسے تمام ارکان کي موزونیت کو مدد ملتي هی غرض که اور زبانوں میں جو تصرف خاص خاص لفظوں میں کیا جاتا هی وه اس زبان میں بحر کي مناسبت سے رکنوں میں هوتا هی

‡ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۰۵ وغیرہ

تصریف کا مقابلہ ہونے سے جسکو جرملي کے مورخوں اور بخصوص باپ صاحب نے کیا اُسکا توافق اُن زبانوں کے ساتھہ تحقیق ہوگیا † *

کالبروک صاحب فرماتے ہیں کہ بید کے ایک خاص بھجن کي زبان اور وزن اور طریق تصنیف سے اسبات کي دلیل ہاتھہ لگتي ہی کہ بید کے نظموں کي وہ تالیف جو اب موجود ہی اُس زمانہ کے بعد ہوئي ہوگي جبکہ شنسکرت زبان اُس دھقاني اور بیقاعدہ بولي سے جسمیں بید کے بہت سے بھجن اور مناجاتیں تصنیف ہوئیں ترقي پاکر اُس شایستہ اور فصیح زبان کو پہونچي جسمیں دیوتون وغیرہ کے حالات کے بھجن لکھے گئے *

سرجونس صاحب خیال کرتے ہیں کہ بید سے منو کے زمانہ تک اور منو سے پرانوں کے ظہور کے زمانہ تک تبدیلي اور ترقي زبان شنسکرت کي ٹھیک اُسي موافقت سے ہوئي ہوگي کہ جس مناسبت سے قدیم زبان رومي میں بادشاہ نیوما کے زمانہ کے پرچوں سے ‡ بارہ تختیوں تک اور بارہ تختیوں سے سسرو فصیح کي تصنیفات تک ترقي ہوئي *

سکندر کے ہمراہیوں نے جو ہندوستاني نام ہندوستان کے حالات میں بیان کئي ہیں اکثر اُن میں سے مروجہ حال کي شنسکرت کے نام پائے جاتے ہیں اُن مورخوں نے کسي مقدس زبان کے موجود ہونے پر جو لوگوں کي عام زبان سے علاحدہ تھي کوئي اشارہ نہیں کیا لیکن اُن سوانگوں میں جو ہندوؤں کے قدیم تصنیف ہیں عورتوں اور ناتعلیم یافتہ لوگوں کي بولي میں ایک کم شایستہ زبان بیان کي ہی اور بڑے لوگوں کے استعمال کے واسطے شنسکرت قرار دي ہی *

---

† باپ صاحب نے جو مقابلہ کیا اُسکا بہت مسلسل بیان اڈن برارِیویو جلد ۳۳ صفحہ ۲۳۱ اور اُسي بھي زیادہ وسیع بیان علم ایشیا کي تاریخ کے نامي اخبار میں ملاحظہ کرو

‡ ان بارہ تختیوں سے رومیوں کے قانون مراد ہیں اور وجہہ تسمیہ اُسکي یہہ ہی کہ شاید بارہ تختیوں پر یہہ قانون تحریر ہوئي تھي ( مترجم )

## ہندوستان کي اور زبانوں کا بیان

جسقدر که زبان شنسکرت ہندوستان کي حال کي زبانوں میں مخلوط هی اُس سے زبان شنسکرت کي تاریخ کا حال کسیقدر ذهن نشین هو سکتا هی *

پانچ شمالي زبانیں یعني پنجاب اور قنوج اور متهلا یعني شمالي حصه بہار اور بنگال اور گجرات کي زبانیں کالبروک صاحب کي تحقیق کے بموجب زبان شسکرت کي ایسي شاخیں هیں جنکو خاص خاص مقاموں اور غیر ملکوں کے الفاظ اور نئي تصریفوں کي امیزش سے اُسیطرح پر بدل کر قایم کرلیا هی جسطرح که زبان رومي سے اٹلي کي زبان قایم هوئي † لیکن دکهن کي پانچ زبانوں میں سے تامول اور تلگو اور کارنتا زبانوں کا مخرج شنسکرت زبان سے مختلف هی اور اُس زبان میں شنسکرت کی لفظ اُسیطرح پر لیئي جاتے هیں جسطرح که زبان رومي کے الفاظ زبان انگریزي میں یا زبان عربي کي زبان اُردو میں ان تینوں میں سے زبان تامول اسقدر خالص هی که بعض اوقات اُسي زبان کو دونوں زبانوں کا مخرج خیال کیا جاتا هی اور اگرچه تلگو زبان کي بناوٹ اُسي پر مخصوص هی مگر شنسکرت کے لفظوں کي اُسمیں بہت سی امیزش هی *

باقي دو زبانوں میں سے اوڑیسه کي زبان اگرچه تامول کے سلسله میں سے هی مگر شنسکرت کي اُسمیں اِسقدر آمیزش هی که اُسکي نسبت پروفیسر ولسن صاحب فرماتے هیں که اگر شنسکرت کے الفاظ اُسمیں سے نکال لیئے جاویں تو وہ زبان نہیں رہ سکتي اکثر اِس زبان کو شمال کي پانچ زبانوں میں بجاے گجراتي کے گنتے هیں *

مہارشترا یعني مرهٹهي زبان کو باوجودیکه وہ همیشه دکهن کي زبانوں میں گني جاتي هی ولسن صاحب نے شمالي زبانوں میں قرار دیا

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۱۹ اور ولسن صاحب کے دیباچه مجموعات میکنزي کو بهي ملاحظه کرو

هی اِس وجهه سے مرهتّے بندهیاچل کے اِسطرف کے باشندون کے اولاد میں سے هونگے لیکن اُنکے وهاں جا بسنے کے زمانه کا قیاس نهیں هوسکتا †*

# چهتّا باب

## هندوؤں کا علم اِنشا وغیره

### نظم کا بیان

جو شخص زبان سنسکرت سے واقِف نهیں هی وه کسیطرح سے اُسکي نظم پر راے نهیں دے سکتا *

سنسکرت کي نظم میں موزونیت پر کمال توجهه کي گئي هوگي مگر وه اُسکے ترجمه میں باقي نهیں ره سکتي هی سنسکرت میں ارکان کے بنانے میں جو آساني هی اُس سے زبان کي فصاحت و بلاغت بهت

---

† جنوب کي زبانون کي نسبت جو کچهه میں نے لکها هی بجز چند باتوں کے ولسن صاحب کے دیباچه کاغذات مکنزي اور ایلس صاحب کي تحریرون اور بیبنگٹن صاحب کي تحریر میں سے جسمیں سے کسیقدر اُن تحریروں میں نقل هی لیا هی

بعض علماء علم‌السنه نے خیال کیا هی که هندوستان کي سب زبانیں سنسکرت زبان سے نکلي هیں چنانچه ایک کتاب میں جسکا نام ( ببیل هر زمیں ) کي هی چوالیس زبانوں کو جو اب مروج هیں سنسکرت زبان سے نکلا هوا لکها هی چنانچه اِس مقام پر اُن زبانوں کي تفصیل مندرج کي جاتي هی ۱ پالي ۲ اُردو ۳ هندوي ۴ برج بهاشا ۵ قنوجي ۶ کسولي ۷ بهوجپوري ۸ هریاني ۹ بندیل کهنڈي ۱۰ بگهیل کهنڈي ۱۱ اوجیني ۱۲ هراتي ۱۳ اُردے پوري ۱۴ مارواڑي ۱۵ جیپوري ۱۶ شیخاواتي ۱۷ بیکانیري ۱۸ پتانیري ۱۹ بنگالي ۲۰ مگادها ۲۱ ترهتي یا میتهیلي ۲۲ اسامي ۲۳ اوریا یا اوڑیسه ۲۴ کچهي ۲۵ سندهي ۲۶ ملتاني ۲۷ پنجابي ۲۸ جنبو ۲۹ کشمیري ۳۰ نیپالي ۳۱ پلپا ۳۲ کماؤن ۳۳ گڈهوالي یا سري‌نگري ۳۴ گجراتي ۳۵ مرهٹي ۳۶ کانکني ۳۷ رومیني یا کپسي ۳۸ تامول ۳۹ تلنگا یا تلگو ۴۰ کرناٹا ۴۱ تلو ۴۲ ملایا ۴۳ سنگالي ۴۴ مالدیوي ( مترجم )

کچهه زیاده هوجاتي هی لیکن دوسري زبان میں جو اُس سے نباٗن کلي هوتا هی رکنوں میں ثقالت اور بد اسلوبي هوجانا لابدي هی *

هندوؤں کي نظم کے مضمون هي یورپ کے خیالات سے ایسے غیر هیں که اُنسے همکو پورا لطف حاصل نهیں هوتا کیونکه همارے نظم کے لوازمات ( یعني استعاره و تشبیهه وغیره ) سے اُسکے سمجهنے میں کچهه مدد نهیں ملتي هندوؤں کے خیالات اور فکر کي خصوصیت سے همکو اُنکے نظم کي مراد سمجهني دشوار هی اور تمام قدرتي مظهروں اور اشیاء کے مختلف هونے سے جو همارے اور اُنکے استعاروں اور تشبیهوں میں اختلاف هی اُس سے همارے پاس اُنکي نازک خیالیوں کي رنگیني آدهي رهجاتي هی اور اهل مشرق کے لیئے جس بات سے کلام کو زیب و زینت هوتي هی همارے حق میں وه تاریکی اور اوانجهارت کا باعث ٹهرتي هی مثلاً اگر یهه کها جاوے که ایک معشوقه کے لب بندهو جیوا پهول هیں اور اُسکے رخساروں پر مدهوکا کي چمک دمک هی یا اُسکے رخسارے چنپا کے پتي کي مانند هیں تو همارے دلمیں کیا خیال پیدا هوسکتے هیں مگر یهه تشبیهیں اُن لوگوں کے واسطے جو اِن کا مذاق رکهتے هیں ایسے هي عمده اور پر کیفیت هیں جیسے که هماري یهه تشبیهیں هیں که ایک جوان حسین معشوق گلاب کا کهلا هوا پهول هی اور عاشق مغموم مثل پرم روز کے هی † *

باوجود اِن تمام دقتوں کے شنسکرت کي کئي نظمیں جنسے هم واقف هیں بهت خوبي اور رنگیني رکهتي هیں *

## وه نظم جس میں نقلیں اور سوانگ هوتے هیں

هندوؤں کي یهه خاص نظم جس کے حال سے هم بخوبي واقف هیں نهایت عمده اور کامل درجه پر پهونچي هوئي هی سرجونس صاحب نے جو هندو شاعروں کي بهت سي تصنیفوں کے ترجمے کیئے هیں اُنکے سبب

† پرم روز ایک قسم کا پهول مثل گلاب کے سرخ زرد اور سفید هوتا هی معلوم هوتا هی که یهاں زرد قسم سے تشبیهه هوگي ( مترجم )

سے سکنتلا کیپشر کي تصنیف سے بہت مدت سے واقف هیں اور ولسن صاحب کے عمدہ ترجموں کے باعث سے سوانگ اور نقلیں لکھنے والے بڑے بڑے هندو شاعروں سے هم واقف هو گئے هیں *

اگرچہ همارے پاس ایسے سوانگ موجود هیں جو کم سے کم سنہ عیسوي کے شروع میں تصنیف هوئی اور ایک اُن میں سے ابهي پچاس برس هوئی بنگالہ میں لکها گیا هی لیکن وہ کل سوانگ ساتهہ سے زیادہ نہیں هیں اِس کمي کا باعث شاید وہ طریقہ هو جسپر" اول هي اول اُنکو تصنیف کیا گیا هے یعني کسي خاص تہوار میں کسي محل کے اندر سال بهر میں ایک آدہ بار هوا کرتے هونگے † اسي سبب سے اُنکا ایسا چرچا نہیں هوا جیسا کہ اب همارے زمانہ کے سوانگوں کا مختلف شہروں اور عام تماشہ گاهوں میں مکرر سہ کرر هونے سے هی اور بہت سے سوانگ غالباً مصنفوں کي غفلت سے جاتے رهے هونگے کیونکہ معلوم هوتا هی کہ برهمنوں میں اگر اُسکا شوق بالکل معدوم نہیں هوا هی تو قریب جاتے رهنے کے تو هو گیا هی' اور اگرچہ اب بهي کچهہ کچهہ سوانگ لوگوں میں هوتے هیں مگر هرگز توجهہ کے قابل نہیں هیں پروفسر ولسن صاحب فرماتے هیں کہ تمام هندوستان میں همکو صرف ایک برهمن ایسا ملا جسکو اپنے ملک کے سوانگ تماشہ کے علم سے واقف کہہ سکتے هیں ‡ اِن سوانگوں میں سے آتهہ کے تو ترجمے همارے پاس هیں اور چوبیس کے خلاصے موجود هیں *

اگرچہ اِن سوانگوں میں سے کوئي سوانگ بالکل حسرت و افسوس هي پیدا کرنے والا ایسا نہیں هے جسکا انجام ناکامي پر هوا هو مگر ایسے رنگ برنگی هیں کہ وہ اپني گونا گوني میں تمام قوموں کے تماشا گاهوں پر فوق رکهتے هیں علاوہ مختلف قسموں سوانگ کے اُن کے مضمون ایسے نئے نئے

† ولسن صاحب کا دیباچہ کتاب تماشہ گاہ هندوان

‡ تتمہ تماشاگاہ هندوان جلد ۳ صفحہ ۹۷

جداگانہ ہیں کہ اُنکی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی چنانچہ جس سوانگ کا ترجمہ بمبئی والی ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے کیا ہی جس میں حکیموں کے مختلف فرقوں کے مسئلوں کا بیان ہی اُسکا بیان ایسا ہی کہ کسی مقام سے تو ایک طرح کی فرحت اور طبیعت کو ترو تازگی حاصل ہوتی ہی اور کسی مقام سے تمسخر اور چہل کا مزا آتا ہی § اور ترتیب وار سوانگوں میں سے بعضوں میں دلاوروں کا کارنامہ اور بعضوں میں راجاؤں کا عشق اور لڑائی اور بعضوں میں وزیروں کی سازشوں کا اور بعضوں میں خاص خاص سوانح زندگی کا مضمون ہے *

جس قدر کہ اُن سوانگوں کے مضامین مختلف ہیں اُسیقدر وہ لوگ بھی مختلف اوصاف والی ہیں جن کا اُن میں ذکر ہی چنانچہ بعضوں میں تو فرشتوں وغیرہ یا مذہبی امور پر کچھہ اشارہ تک نہیں ہی اور بعضوں میں آدمیوں کا حوران بہشتی سے تعشق مذکور ہی اور بعضوں میں دیوتوں اور راچھسوں کا بیان ہی اور بعضوں میں ایسی سحر طلسم کا تذکرہ ہی جو مذہب سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتی اور ایک سوانگ میں سوربہونی کی بیگناہی ثابت کرنے کو تمام دیو تے جمع ہوئے ہیں مگر عموماً ایسی حالتوں میں بھی جنمیں دیوتوں کی بھی شرکت ہوتی ہی سوانگ کا نتیجہ اور منشاء ایسی قدرتی حالات سے متعلق ہوتا ہی جو انسان ہی کی ذات سے متعلق ہوتے ہیں انسان سے اعلےٰ درجہ کی قدرت اور اختیار رکھنی والی مخلوق سے علاقہ نہیں رکھتے *

نقلوں کی کچھہ تعداد معین نہیں مگر جس قدر سوانگ میں ہوتی ہیں وہ ایک سے لیکر دس تک ہوتی ہیں اور سوانگ کے حصے ایک نقال کے نقل کرکے علحدہ ہوجانے اور دوسرے کے آنے سے یا جبکہ ایک نقل کے دو حصوں میں کچھہ توقف ہووے تب معلوم ہوتے ہیں

§ اِس کے دیکھنے سے ایرسٹوفینیز کے بادل سوانگ کا خیال آتا ہی اور زیادہ تر متوسط زمانہ کے اُس قسم کے سوانگوں سے مشابہہ ہی جو ادب و اخلاق سے علاقہ رکھتی ہیں *

ایک خاص سوانگ کي دونقلوں کے درمیان میں بارہ برس کا وقفہ هوتاهی لیکن علی‌العموم اور سوانگوں میں ایک هي وقت میں کیجاتي هیں البتہ مکان کي تبدیلي کا مضایقہ نهیں سمجها جاتا لیکن اِن دونوں باتوں سے زیادہ احتیاط کا امر یهہ هی کہ حرکات و سکنات میں جیسا کہ آجکل کے سوانگوں میں لحاظ کیا جاتا هی فرق نهیں آتا *

چهل بل فن و فطرت دلچسپ هوتے هیں اور سوال و جواب بهي اگرچہ طول طویل هوتے هیں مگر فرحت انگیز هوتے هیں اور سوانگ کي کتابوں میں کبهي کبهي اشخاص منقول کي اُن حالتوں کا اظهار کرنے سے پهلے جو اُونپر گذرنے والے هیں بطور پرداز کے بهت کچهہ ایسا بیان هوتا هی جس سے پڑهنے والے کي طبیعت ان کے معلوم کرنے پر مایل اور آمادہ هو *

نقل کرنے والوں کي کیفیت اب بهي اُن نقل کرنے والوں سے جو دیکهنے میں آتے هیں قیاس میں آسکتي هی ترتیب کے ساتهہ بهت کم سوانگ هوتے هیں اور اگر هوتے هیں تو آواز سنجیدہ اور تمسخر آمیز دونوں طرح کي هوتي هی اور لباس اس قسم کے هوتے هیں جیسیکہ کہ هم قدیم زمانہ کي پتهر کي بني هوئي مورتوں میں دیکهتے هیں اور اُونچي اُونچي ٹوپیوں اور مکٹ سے جنپر لاجوردي اور سنهري کام هوتا هی جو قدیم مورتوں سے مخصوص هیں حال کي پگڑیوں کي بہ نسبت زیادہ شاندار انداز وادا حاصل هوجاتي هی بهانڈ بهگتوے اور مسخرے جو بلا مدد کتاب کے نقلیں کرتے هیں اب بهي کثرت سے هیں لیکن بد سلیقہ اور بد تمیز ایسے هوتے هیں کہ اگر اول هي سے اُنکو متنبہ نکر دیا جاوے تو بهت گستاخانہ خلاف ادب کے باتیں کرتے هیں لیکن نقل اور تمسخرمیں حرکات و سکنات مناسب کرنے کي بڑي قابلیت اور استعداد رکهتے هیں *

سوانگوں کي نظم کے کالي داس جو پانچویں صدي عیسوي میں اور بهاوا بهوتي جو آٹهویں صدي میں گذرے نهایت عمدہ مصنف هیں

ان دونوں شاعروں نے سوانگ کي نظم میں تین تین کتابیں لکھي هیں جنمیں سے هرایک کي دو دو کتابوں کا ترجمه انگریزي میں هوگیا هی کالیداس کے کلام میں نزاکت اور فصاحت بدرجه غایت هے اور اُسکي تصنیف عمده عمده نازک خیالیوں سے معمور هی کالیداس کي دهقاني نظم سکنتلا کي خوبیوں کي تعریف مدت سے لوگوں میں هوتي هی اور حق یهه هی که وه حقیقت میں مستحق ایسي هي تعریف کي هی اور ولسن صاحب کے مجموعه میں اسي شاعر کي سورما اور یري کي ایک مثنوي مندرج هی وه اس سے بهي زیاده عجیب و غریب هی اور اگر اُسکا کل مضمون نهیں تو نتیجه ایسا وحشت انگیز هی که هم اُسکو اپنے هاں کي مثنوي باد صرصر اور مثنوي گرمیوں کے شباب کي رات کي خواب سے مشابهه کهه سکتے هیں † اور بهاوابهوتي جو بهت بڑا شاعر هی اُسکے کلام میں علاوه ان سب خوبیوں کے متانت اور زور غایت درجه کا هی وه مضامین رزمیه اور بزمیه دونوں میں یدطولي رکهتا هے جسقدر هندو شاعروں کو میں جانتا هوں انمیں یهه شخص بے نظیر هی *

البته هندوؤں کي تمام تصنیفات کي نسبت کها جاسکتا هی که اُنمیں قومي اخلاقي نقص پائی جاتے هیں اور اُنسے ظاهر هوتا هی که وه لوگ

† مل صاحب نے جو رائے سکنتلا پر لکهي هی وه عموماً اچهي نهیں لیکن ایک مقام کو ایسي خوبي اور انصاف سے اُنهوں نے لکها هے که اُسکے نقل کرنے سے هم احتراز نهیں کرسکتے — البته اس مثنوي میں بعض بعض مقام بهت عمده هیں چنانچه سکنتلا اور دش مانتو ( دش مانتو راجه کا نام هی ) کے آپس میں جو ربط و اتحاد تها وه نهایت پسندیده اور دلچسپ هی اور جو اُن دونوں کي هر دل عزیز طبیعتوں پر عشق نے اثر دکهائے اُنکو اس خوبي سے بیان کیا گیا هی که هرا هوا تصویر کهینچ‌گئی هی اور تین دوشیزه لڑکیوں کے آپس میں جو الفت تهي اُسکا بهي نقشه کمال خوبي سے کهینچا هی اور وه کیفیت جو اُسوقت کا حال دیکهنے سے حاصل هوتي هی جب که سکنتلا اپني منڈهي سے جهاں اُسنے اپني جواني بسرکي تهي اور اپنے عزیزوں اور هواخواهوں اور اپنے پالتو جانوروں بلکه اپنے لگائے هوئے پهول بوٹوں سے وداع هوتي هی دهقاني لذت اور لطف سے بهت زیاده مناسبت رکهتي هی

آرام طلبي کی حالت میں یعني گهر میں بیٹهي لفظوں کي بال کي کهال
نکالتے تهے کسي تجربه یا معقول باتوں پر متوجهه نهیں هوتے تهے اس
سبب سے اگرچه اُنکي معمولي نظم نهایت صاف اور لطیف اور رنگین
هوتي هی مگر اکثر اُس سے وه کیفیت ظاهر نهیں هوتي جس سے پڑهنے
والی کي طبیعت عیاشي سے احتراز کرے اور اُس سے پڑهنے والی کے
دماغ میں کوئي معقول قوي خیال اور دلمیں نهایت عمده راے بهت
کم پیدا هوتي هی *

جن ولولوں کے برانگیخته کرنے میں وه تصنیفیں کامیاب هوتي هیں
وه عشق و شفقت هیں چنانچه اُنمیں باهمي ارتباط اور وصل کے عیش و
عشرت اور فراق کے رنج و مصیبت اور وصل سے مایوسي کي حسرت کا
نهایت موثر بیان هوتا هی اور ان نهایت جانثاري کے ساتهه وفاداري اور
جوانمردي سے بلا غرض ملاقات اور محبت میں ثابت قدم رهنا جو نهایت
عمده صفتیں هیں انکا بهي اُن میں بیان هی لیکن اُن تصنیفوں میں
جودت طبع اور فخر اور آزادي کا تلاش کرنا فضول هی اُنکے جنگناموں
میں کوئي ایسا مضمون بهت کم نظر آتا هی جس سے لڑنے والوں کي
طبیعت کا جوش و خروش اور باهمي همدردي پر جان دینے کا ولوله
ظاهر هوتا هو یهه شاعر بجاے اُس دلسوزي اور جوش و خروش کے جو
ایک یوناني شاعر اسوجهه سے که اُسکے دلمیں تصنیف کے وقت بهرا هوا
هوتا هی اپنے ایک بهادر کے حال میں بهردیتا هی فضول گوئي اور مبالغه
کو کام فرماتے هیں † *

سنسکرت کے شاعروں کا زور طبیعت اور دلي رغبت صرف طلاقت اور
بیان کي طرف معلوم هوتي هی جسمیں اکثر مضمون اس قسم کے هوتے

---

† مگو بهارا بهوتي کے ایک سوانگ میں ایک لڑکے کے مفصله ذیل کلام سے همکو
لڑائي کي وه خوشیاں یاد آتي هیں جنسے شمالي جنگجو خوش هوا — اے لڑکو
سپاهیو اپني کمانیں چڑهاکر تمکو نشانه ٹهراتے هیں اور منڈهي ابهي بهت دور هی
چلو بهاگو وغیره — لاوا بولا تیر برسنے در آها کیا اچهے معلوم هوتے هیں

هیں که کوئي تنها مقام سبزہ زار یا مرغزار یا دریا کے کنارہ پر پهلوار هو اور
عطرآگیں هوا چلتي هو ٹهنڈا پاني خوشگوار هو اُسمیں بیٹهه کر دهیان
گیان کیا جاوے سواے اسکے خوشنما اور فرحت بخش مضمونوں کے بیان
سے بهي وہ عاري نهیں هیں اس قسم کا بیان اُس خطه کا هی جو اوجین کے
آس پاس واقع هی اور وہ مالیتي اور مادهاوا کي نویں نقل میں مندرج
هی یعني کهسار اور ٹیکریوں اور دریا اور گاؤں کا مجموعه ملاکے ایک وسیع
فزا قایم کي هی جسکے مرکز میں شهر بستا هی جسکے برج اور مندر
کنگورہ اور دروازوں کا عکس آئینه‌آب دریا میں جو مثل گوهر نایاب مصفا
هی جلوہ دکهاتا هی گویا پاني میں ایک اور شهر آباد نظر آتا هی اور
لب دریا کے پیڑ بوٹي اور صحرا کے سبزہ زار نے ابر بهار سے تر و تازہ هوکر
دو دهاري دودہ دینے والي بکریوں کي غذا اور عیش و سرور کا سامان بهم
پهونچایا هی اور کبهي کبهي اپني خیال بندي میں ایسي بلندي پر
جاتے هیں که پهاڑ کو چین بر جبیں اور رنجیدہ ٹهراتے هیں اور
کبهي گوهر مضمون تازہ کے لیئے دریائي تفکر میں ایسا غوطه لگاتے
هیں که طوفان کو املڈ آنے کي تحریک کرتے هیں بلاتے هیں اس
قسم کے نازک خیالیوں میں بهاوا بهوتي سب سے سبقت لیگیا هی اُسنے
مختلف مقاموں کے پهاڑوں کي اوز اُن بڑے بڑے جنگلوں اور
پهاڑوں اور پهاڑیوں کي جو دریائي گوداوري کے مخرج کے قریب واقع هیں
عجیب و غریب فزا کي کیفیت بڑي شاندار اور متین لکهي هی اُسکی
نهایت موثر بیانوں میں سے ایک وہ بیان هی جسمیں اُسنے اپنے بهادر
موصوف کي نسبت لکها هی که وہ ادهي رات ادهر اور آدهي رات اودهر
مرگهٹ میں جهاں کهیں کهیں کسي کسي چتا میں کچهه کچهه آگ
چمکتي هي جاتا هی اور وهاں کے بهوت پریتوں کو جگاتا هی جس سے
عجیب عجیب مهیب شکلیں جو کبهي زمین‌پر نظر نهیں آتیں دیکهتا هی
اور شور و غل لیجیو پکڑیو ماریو جانے نپاویگا سنتا هی اور اُن مهیب صورتوں

کا بیان ایسي خوبي سے ادا کیا هی جس کے سننے سے رواں کھڑا هوتا هی اور جب وہ بھوت پریت غایب هوجاتے هیں اور شور و غل جاتا رهتا هی تب اُس مرگھٹ کے میدان کا سنسان هونا اور درختوں کے پتوں وغیرہ کي کھڑ کھڑاهت دریا کے پاني کا شور الو کي هوک گیدڑوں کا رونا ایسا ڈراتا هی که اُن هیبت‌ناک صورتوں اور شور و غل کا خوف یاد بھي نهیں آتا هی † *

یهه لطف بیان هندوؤں کا بمقابله اُنکے بعضے همسایوں کے زیادہ اثر رکھتا هی *

مثلاً فارسي شاعروں کي کتابوں میں غیر ذي روح اشیا کا طول طویل بیان شاذ و نادر پایا جاتا هی وہ جن مضمونوں پر طبیعت لڑاتے هیں وہ نهایت پر تاثیر یا متین خیالات هوتے هیں وہ اپنے بیان میں جسکو نهایت مجمل اور مغلق طور پر ادا کرنا چاهتے هیں اُس اثر کا ذکر کرتے هیں جو موجودات میں سے کسي شی کا طبیعت پر هوتا هی اور اُس تاثیر سے اغماض کر جاتے هیں جو اُس سے حواس پر هوتے هیں *

برخلاف اِسکے شنسکرت کا شاعر اُس ولوله کا بھي لحاظ رکھه کر جو طبیعت میں هوتا هی اُن عنصروں کا جنسے وہ ولوله پیدا هوتا هی کمال وضاحت سے بیان کرتا هی اور فزا کے سارے خط و خال کي ایسي تصویر اپنے بیان سے بناتا هی که ایک ناواقف شخص بھي باوجودیکه درختوں اور جانوروں کے نام نجانتا هو هندوستان کي فزا کي کیفیت بآساني دریافت کرسکتا هی *

مثلاً فارسي شاعر کے باغ کے بیان میں غنچے مسکراتے هیں گل غنج و دلال سے بلبل شیدا کا دل لبھاتے هیں نسیم سحري سے پیر نود ساله کو جواني کي لهر آتي هی بهار بزم عشرت میں دوشیزگان ماہ طلعت کو

---

† مالتي اور مادهتا کي پهلي نقل سوانگ پهلا مندرجه تماشه گاہ هندوان مولفه ولسن صاحب

بلاتے ہیں مگر اس عیش و نشاط کے کارخانہ میں اور تو سب کا هجوم هی صرف عاشق خجستہ خاطر هي محروم هی آب رواں کو دیکھکر یہہ خیال آتا هی کہ اِسیطرح وقت هاتھہ سے جاتا هی بلبل بے ٹھاتي گل یاد کرکے روتي چیختي چلاتي هی کہ خزاں دریں خرابی جلو ریز چلي آتی هی ای فلک جیسے میں اشکبار هوں تو بهي گریہ زار کر اور ای صبا میري آہ و زاري سے میرے تغافل شعار کو خبردار کر *

برعکس اِسکے هندو شاعر مرغزار کے گھنے سایہ کا بیان کرتا هی جس میں کالا تامل اپنے ٹھنیوں کو نیم کے پیلے پتوں سے ملاتا هی آم کا درخت اپنے پورانے گدھوں کو پیپل کے نوکدار پتوں میں پھنچاتا هی عشق پیچا جامن کے درخت کو لپٹا جاتا هی اوپر تک چڑہ کر اپنے بیل کے سرے کو نیچے لٹکاتا هی اسوک کے شوخ رنگ پھولوں کے گچھے کے گچھے لٹکتے نظر آتے ہیں مادھو برتا کے سفید پھول عجیب کیفیت دیکھاتے ہیں اِسیطرح کے اور بیل بوٹوں کي هري بهري ٹھنیوں میں سے اگر کوئي هلتي هي پھولوں اور کلیوں کا مینھہ برستا هی دھیمي دھیمي هوا اُنکے بو باس سے بسي هوئي اٹھکھیلیوں کي چال چلتي هی ایسے سنسان مکان میں شہد کي مکھیوں کا بھنبھنانا اور پرواز نرمل جل کا لہراتے هوئے چلنا اور بھیني بھیني آواز کوئل کي کوک کبھي کبھي کان میں آتي هی فاختہ سریلي هوک سناتي هی پیت کا بروگي تنہا ایسے پر فزا مقام میں سرگردان پھرتا دل بہلاتا هی برہ کے دکھہ کا لطف اوٹھاتا هی اوتر کي سرد هوا سے اُسکا جي ٹھنڈا هوتا هی آم کا مور بھیني بھیني باس سے اُسکے دل و دماغ کي کدورت کھوتا هی یہانتک کہ جب چنبیلي کے درختوں کے جھرمٹ میں آتا هی خوشبو سے مست هوکر اپنے من موهن کي یاد میں متحو هوجاتا هی *

دونوں قومیں جن اِستعاروں اور تشبیہوں کا استعمال کرتي ہیں اُنمیں فرق یہہ هی کہ اهل فارس تو اکثر اپنے بیان میں کہیں کہیں ایسے استعارے

اور تشبیہیں لاتے ہیں جس سے ایسا شخص جو اُنکی سی طبیعت نہیں رکھتا سمجھہ نہیں سکتا چنانچہ ایک خوبصورت معشوقہ کا قد سرو اور زلفیں اُسکی مشک اور آنکھیں اُسکی نرگس بیمار اور تھوڑی کا گڑھا کنواں ٹھہراتے ہیں مگر شنسکرت کی تشبیہیں جنکا هندو شاعر بہ نسبت استعاروں کے زیادہ استعمال کرتے ہیں علی العموم نئے اور مناسب ایسے نام ہوتے ہیں کہ گو پہلے سے اُنکا علم نہو سکتے ہی ہر شخص بخوبی سمجھہ لیتا ہی *

اگرچہ شنسکرت کے شاعر بھی بیشکسا مشہور و معروف تشبیہوں وغیرہ کا برتاو کرتے ہیں اور بعضے اُنمیں سے ایسے ہی نازک خیال ہیں جیسے کہ اهل فارس مگر جن تشبیہوں وغیرہ کو کوئی هندو شاعر باندھتا ہی وہ صرف اُسکے ذهن اور خیال کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہیں اُنمیں سے نہیں ہوتیں جنکو عموماً پہلے شاعر کام میں لاے تھے هندوؤں کے سوانگ کی نظم کا حال اِسقدر بیان کرکے اور شنسکرت کی اور قسموں کی نظم کی حقیقت پر کچھہ اشارہ کرکے اب جو کچھہ باقی رہا ہی اُسکو ہم نہایت اختصار کے ساتھہ بیان کرتے ہیں *

## مذهبی نظم کا بیان

هندوؤں کی ایسی نظم جسکی بڑی بڑی کتابیں کثرت سے ہیں اور نہایت قدیم اور بڑی قدر و منزلت والی ہی وہ مذهبی اور رزمیہ نظم ہی مذهبی نظم کی نسبت کالبروک صاحب فرماتے ہیں † کہ اِس نظم کا طرز بیان نہایت پھیکا اور بیمزہ اور طوالت کے ساتھہ ہی جسقدر کثرت سے مضمون مکرر سکرر اُسمیں آئے ہیں اُسیقدر اُسکی خوبی اور زیبایش میں نقصان ہی اور جو نمونے اُس نظم کے ترجمہ کیئے گئے ہیں اُنسے کوئی نتیجہ اِس راے پر قایم نہیں ہوسکتی *

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵

بید کا صرف پہلا حصہ جسمیں بھجن وغیرہ ہیں نظم میں سمجھا جاسکتا هی اور مسئلے اُنکے گو کیسے هي سنجیدہ اور پسندیدہ هوں مگر اُنکي سي تعریف اُس نظم کي نہیں هوسکتي جسمیں وہ لکھے هوئے هیں *

جن خلاصوں کا رام موهن راے اور کالبروک صاحب اور سر جونس صاحب نے ترجمہ کیا اور جو بڑا نمونہ دسمبر سنہ ۱۸۲۵ ع کے اوریئنٹل میگزین میں چھپا اُنسے کوئي نشان نازک خیالي کا اور زور طبیعت اور پسندیدہ طرز بیان کي مثال ظاهر نہیں هوتي *

بجز چند مستثنی مقاموں کے یہي راے اُن بھجنوں اور مناجاتوں سے علاقہ رکھتي هی جنکو کالبروک صاحب نے اپنے رسالہ رسومات مذهبی هنود میں بیان کیا هی † *

## رزمیہ نظم کا بیان

### رامائن

بیدوں کے بعد رامائن کي بڑي عمدہ رزمیہ نظم کا درجہ هی جسمیں لنکا کي فتح کا حال هی اُسکے مصنف بالمیک کو اُس واقعہ کا همعصر بتاتے هیں مگر شاعر باوجود هر طرح کے مبالغوں کے ایسے سچائي سے جو اُسکے زمانہ میں موجود هو الہیہ قوتیں هرگز منسوب نہیں کرتیکا اور نہ یہہ کرے کہ بجاے رفیقوں کے بندروں کي فوج اُسکے ساتھہ بنائے ایسے

---

† رگ بید کے اُس حصہ پر سرسري نظر ڈالنے سے جسکا ترجمہ روزن صاحب نے حال میں چھاپا هی بید کي نظم کي نسبت جو کچھہ کہ هماري راے هی اُسمیں کسي طرح کي کمي بیشي نہیں هوتي وہ ایسے چھوٹے چھوٹے بھجنوں کا مجموعہ معلوم هوتا هی جنمیں عنصروں اور آسماني دیوتوں سے خطاب کیا گیا هی اور اُن میں ایسي تعریفیں اور درخواستیں هیں جنمیں بہت کم فرق و تفاوت اور نیرنگي معلوم هوتي هی اور شاعري کا جو حق هی اُسکي کوئي علامت اُن میں پائي نہیں جاتي اور تعریفي مضمون هر دیوتے کي اُس قوت و اختیار کي نسبت جو اُسکو دنیا پر حاصل هی مخصوص اور محدود هی اور دعائیں اُن میں سے اِس سے بھي کم روحاني هیں کیونکہ اکثر حصول دولت کے لیئے کي گئي هیں

بڑے بڑے مبالغے اور مصنوعي نمایشوں سے ظاهر هوتا هی که اُس واقع کو گذرے هوئے اُس مصنف سے پہلے اِسقدر عرصه دراز گذرا هوگا که لوگ بالکل بھول گئے هونگے مگر اِس تقریر سے جس حالت میں بالمیک کے ممدوح کي قدامت بخوبي ثابت هوتي هی یهه نه سمجهنا چاهیئے که اُس کتاب کي قدامت میں کچهه نقصان آتا هی اُسکي قدامت میں کچهه حجت نهیں هوسکتي کیونکه اِس کتاب کي شنسکرت زبان کي نظم به نسبت اور کسي قدیم کتاب کے بید کی نظم سے بهت ملتي جلتي هی اور اُسمیں سے کسیقدر بطور خلاصه کے مهابهارت میں جو نهایت پوراني کتاب هی نقل کیا گیا هی *

## مهابهارت کي نظم

اِس کتاب کو بیاس جي سے منسوب کرتے هیں جنکو بید کا مولف کہا گیا هی اور مهابهارت کے تمام واقعات اُنهوں نے اپني آنکهوں دیکهي لکهي هیں لیکن مهابهارت میں هي یهه لکها هوا هی که جیسي کچهه صورت مهابهارت کي اب موجود هی اُسمیں ساتي نے اُسکو مرتب کیا هی جسنے ایک اور شخص کي وساطت سے وه بیاس جي سے حاصل کي تهي اور اُسي مقام میں یهه ذکر هی که کل ایک لاکهه شعروں میں سے صرف چوبیس هزار اصل مصنف کے تصنیف هیں † اِس کتاب کے بهت قدیم هونے کا دعوی زبان کي بهت سي شایستگي سے بهي باطل هوتا هی اور لفظ یاونا ‡ کے اُسمیں آنے سے بشرطیکه اُس سے یوناني مراد هوں یهه ظاهر هوتا هی که اُسکا کچهه حصه چوتهي صدي قبل مسیح علیه‌السلام سے بهي بعد کا هی لیکن اُس شخص کي راے پر کچهه شبهه کرنے کي

---

† اوریئینٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۳

‡ پروفیسر واسن صاحب کا قول مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱

کوئي وجهه نهین هي جو أس راے دینے کي اچهي قابلیت رکهتا هي
که اِس لفظ سے هندو حضرت مسیح علیه‌السلام سے دو تین صدي پہلے سے
واقف هوئے تهے † اِن دونوں کتابوں کي تاریخ اِس راے سے ثابت هوتي
هی که اگرچه جن دو شجاعوں کا بیان اِن میں کیا گیا هی وہ بشن جي
کے اوتار هیں مگر رام چندر جي کا بیان علی‌العموم أنکي اِنساني صورت
میں هوا هی اور کرشن جي کو بعض موقعوں پر گو اِنسان کي صورت
میں بهگوان یعني قادر علی‌الاطلاق کها گیا هی مگر أنکے کار و بار سے قادر
مطلق هونا أنکا کسیطرح ثابت نهیں هوتا اور جن مقاموں میں صاف
صاف علانیه مالک جمله کائنات کا بیان کیا گیا هی أن مقاموں پر
به نسبت باقي اور تصنیف کے یهه شک هوسکتا هی که وہ زمانه حال
کے تحریف کیئے هوئے هیں ‡ *

بجز کالبروک صاحب کے جو مذهبي نظام کي مذمت میں اِن
پشتکوں کو بهي داخل کرتے هیں اور سب لوگ جنهوں نے أنکو اصل
زبان شنسکرت میں پڑها هی أنکي رزمیه نظم میں بهت سي تعریف
کرتے هیں اور وہ لوگ بهي اِس کي خوبیوں کے قایل هیں جنکي تصنیفات
سے أن کي راے عالي اور روشن معلوم هوتي هی یهه تعریف صرف أنهیں
لوگوں پر منحصر نهیں هی جنهوں نے ایشیا کے علم انشا کي چهان بین
کي هی بلکه ملمین صاحب اور سکلیگل صاحب تعریف کرنے میں ولسن
صاحب اور جونس صاحب کي همسري کا دم بهرتے هیں اور اِن مصنفوں
میں سے هم کو کسي نه کسي سے اِن پشتکوں کي حقیقت اور سادگي اور
خاص خاص مقاموں کي متانت اور لطف اور پاکیزگي اور دلاوروں کي
اصلي شان و شوکت اور چال چلن کي عمده شایستگي اور مصنفوں کي
فکر اور ذهن کي رسائي دریافت هوتي هی همکو ایسي شهادتوں سے اصل

† اوریئنٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۳
‡ دیباچه ترجمه بشن پران صفحه ۹

پشتکوں پر راے قایم کرني چاهیئی اُن ترجموں سے جونثر میں کیئی گئے هیں کچهه مدد لیني مناسب نهیں اور اگر هم اُن لفظي ترجموں کے ذریعه سے جو انگریزي میں اکثر رامائن کے هیں راے قایم کرنے کے لیئی مجبور هوں تو بجز سادگي کے اُن خوبیوں میں سے جنکو لوگوں نے بهت کچهه بیان کیا هی معلوم نکرسکینگی اور اُس نظم کا پهیکاپن اور طوالت هي خیال میں آویگي بعضیے نظم ترجمونکیے بعضیے مقام اوس سے بهت زیاده تعریف کے مستحق هیں جو اُنکي تعریف کیجاتي هی مهابهارت کے جو نمونه اوریئینٹل میگزین † میں چهپی هیں وه بهت سي تعریف کے قابل هیں یهه سچ هی که انتخاب اور اختصار سے شایسته هوجانے پر بهي تطویل اُن میں پائي جاتي هی مگر باوجود اس نقصان کے بهت مقام اُن میں ایسے هیں جنسے بڑي جودت طبیعت اور شاعري ظاهر هوتي هے علے الخصوص تشبیهیں اُن میں کي مختصر اور سیدهي سادي اور پر کیف هیں بهر حال مهابهارت کے مصنف کو هومر ‡ کا همسر ماننا چاهیئے گوکیساهي کچهه فرق اُنمیں کیوں نهو *

مهابهارت میں جوقصه نالا اور دمیانتي کا مندرج هی وه بهنسبت لڑائي کے بیان کے هندوؤں کي فکر و طبیعت سے زیاده مناسبت رکهتاهی اور عمده سادگي کا نمونه هے اور مهابهارت کے اور قصوں میں سے ایک قصه بهاگوت گیتا هی جو بهت آخر زمانه کا تصنیف کیا هوا معلوم هوتاهی § کتاب بهاگوت گیتا علم الهیات کے پنڈتوں کے مسایل کي شاعرانه تفسیر هی سلاست بیان اور زبان اور مثالوں کي خوبي کے سبب سے اُس کي تعریف هوتي هی بوجهه سلاست کے اُس میں گو کیسي هي کچهه خوبي

---

† اوریئینٹل میگزین بابت دسمبر سنه ۱۸۲۴ ع اور بابت مارچ و ستمبر سنه ۱۸۲۵ ع

‡ یهه ایک قدیم یوناني شاعر اپنے زمانه کا یکتا مشهور ومعروف شخص هی ( مترجم )

§ بهاگوت گیتا کا ترجمه ماسین صاحب نے کیا هی

هو مگر اُس عمده صنعت کے سبب سے جس سے اُس کو رزمیه نظم میں داخل کیا هی اور مضمون کی اُس عمدگی اور شایستگی کی وجهه سے جس کے ذریعه سے وه مهابهارت میں شامل هونے کے قابل هوئی هی زیاده تعریف کے لایق هی *

پورانوں میں جو کهانیاں هیں اُنکی نظم بهی ایسی هی سمجهنی چاهیئے تهوڑے سی خلاصی جنکو کرنل کیلیڈی صاحب نے هندوؤں کے حالات کی تحقیقات میں داخل کیا هی اُنمیں بهت سا فن شاعری اور طبیعت کی جودت اور فکر کی رسائی پائی جاتی هی *

بودهیانه کی رامائن کا وه حصه جسکا ترجمه ایلس صاحب نے کرکے ستمبر سنه ۱۸۲۶ ع کی اوریئینٹل میگزین میں چهپوایا وه ترجمه به نسبت اور ترجموں کے زیاده تر اهل یورپ کے مذاق سے مناسبت رکهتا هی لیکن اُسکے صفحه ۸ پر جو حاشیه هی اُس سے اسبات میں اشتباه هی که آیا وه ترجمه لفظی هی یا نهیں اسی سبب سے اُسکو هندوؤں کی نظم کا ٹهیک نمونه نهیں سمجها جاتا *

## بزمیه نظم کا بیان

بزمیه نظم کا خالص اور عمده نمونه مگها دوتا † هی جسمیں بیان هی که ایک روح جو آسمان سے خارج کردی گئی هی بادل کے هاتهه اپنے دوست کو پیام بهیجتی هی اور اُن ملکوں کا حال بادل کے روبرو بیان کرتی هی جنمیں هوکر اُسکو جانا پڑیگا *

اس بیان میں شاعر نے وه مضمون باندها هی جو هندوؤں کو حد سے زیاده خوش آتا هی یعنی وه اس خوبی سے برکها کی آمد کا نقشه جماتا هی که چاروں اُور کاری گهٹا گهنگور چهائی هی دامنی دمکتی هی بادل

---

† جسکا حاصل المعنی ترجمه پرو فیسر واسن صاحب نے سنه ۱۸۱۳ ع میں چهاپا هی

کي گرج نے دهوم مچائي هی مرجهائي هوئی روکهـ اور جڑي بوٹيی نے جان تازہ پائي هی تمام چرند پرند نے فرحت و سرور سے شورش اُٹهائي هی کالي گهٹا میں بگلوں اور سارسون کي قطار اور اور قسم قسم کے پرند هزار در هزار بلند پرواز نظر آتے هیں هر ایک تماشائي کا دل لبهاتے هیں سوا اسکے اُس شاعر نے اور رنگ برنگي فزا کا سما باندها هی اور اُن شهروں کا حال جنمیں پیام لیجانے والی بادل کا گذر هوگا ایسے هي لطف و کیفیت کے ساتهہ بیان کیا هی اور اُسمیں اس قسم کے قصہ اور کهانیوں کا حوالہ دیا هی جو مختلف کیفیتیں رکهتے هیں *

اور اسیکے ساتهہ یہہ اور صنعت دیکها ئي هی کہ روح کے اُس رنج و مصیبت کي کیفیت جو وہ فراق وطن میں اشک حسرت روتي هی اور اپنے وطن کي لطف و لذت کو یاد کرکے جان کهوتي هی ملاتي هی *

اس شاعر کے کلام میں بہ نسبت اور شاعروں کے بہت کم لغو مبالغہ هی لیکن وہ بهي اُس پهیکے پن سے جو شانسکرت زبان کي نظم کے ساتهہ مخصوص هوگیا هی جسپر هم اوپر کچهہ لکهہ آئی هیں خالي نہیں هی *

## دهقاني نظم

گوبندا یا جیدیوا † کے گیت دهقاني نظم کا وہ خالص نمونہ هیں جن سے میں واقف هوں اِن گیتوں میں اعلی درجہ کي کیفیت اور نزاکت پائي جاتي هیں مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں هوتا جو هندو شاعروں کے عیب و هنر سمجهی جاتے هیں *

اِن گیتوں میں چٹکلی اور لطیفہ بهي هیں اُن کا مصنف چودهویں صدي عیسوي میں گذرا هی اسلیئی معلوم ایسا هوتا هی کہ لطیفہ آمیز کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا هوگا *

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحہ ۱۸۵

## ھجو کي نظم

ھندوؤں کي ایسي نظم کا جس میں ھجو کسي کي کي گئي ھو میںنے کوئي خاص نمونہ نہیں پایا البتہ اُنکے سوانگوں کي نظم میں اس قسم کي نظم بھي کہیں کہیں پائي جاتي ھی † ترتیب وار سوانگوں میں جو کہیں کہیں ھجو آمیز کلام پائی جاتے ھیں اُنکي درشتي سے ھمکو یہہ یقین کرنا چاھیئی کہ وہ اس فن سے بہرہ وافي نرکھتے تھے *

## سرگذشتوں اور کہانیوں کا بیان

اگرچہ شنسکرت کي بہت سي اور نظم کي کتابیں بھي انگریزي میں ترجمہ ھو گئي ھیں مگر اِس باعث سے کہ ترجموں کے لحاظ سے جو راے قایم کیجاتي ھی وہ کچھہ قدر و منزلت نہیں رکھتي ھم اُن سب کي نسبت کچھہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتي بلکہ اُسیقدر کافي ھوگا جو ابتک بیان کردیا گیا لیکن ھندوؤں کے علم انشا کا ایک اور بھي بڑا جز بیان کرنے کے قابل ھی یعني سرگذشتیں اور کہانیاں اِن دو نوں قسم کي تصنیفوں میں ھندو کل انسانوں کے تعلیم کرنے والے معلوم ھوتےھیں چنانچہ قدیم مشہور کہانیاں ( یعني بدپائی کي کہانیاں ) شنسکرت زبان کے پیرایہ میں بجنسہ پائي گئیں اور اکثر اور ملکوں کے قصہ کہانیوں کا بھي اُنھیں سے کھوج ملتا ھے ‡ داستان گوئي کا وہ مسلسل طرز جسمیں قصے کے اندر قصہ کا پیوند لگتا چلاجاتا ھی جیسا کہ الف لیلے کا قصہ ھی اُنہیں کا ایجاد کیا ھوا معلوم ھوتا ھی اور یوروپ اور ایشیا دو نوں کي بہت مشہور کہانیاں اور افسانوں کے بھي ھندو ھي موجد ھیں یہہ کہانیاں اپني اصلي صورت میں ( یعني شنسکرت میں ) نہایت سیدھی سادہ طرز پر لکھي گئي ھیں

---

† واسن صاحب کي ھندوؤں کے سوانگ کے تتمہ کي جلد ۳ کے صفحہ ۹۷ کو دیکھو

‡ کالبروک صاحب اور ہیرنڈي سي کی صاحب اور پروفیسر واسن صاحب کي تحقیقات

جنمیں کچھہ زور طبیعت اور فکر کی جولانی نہیں هی مگر یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی که بیان کے مذاق کا اونٹ پہیر هو گیا یعنی هندوؤں کی کہانیوں میں وہ سحر بیانی اور لطافت نہیں هوتی جو اهل عرب اور اهل فارس کی کہانیوں میں دلفریبی اور رنگینی هوتی هی * †

# ساتواں باب

## عمدہ عمدہ هنر اور فنون کا بیان

### علمِ موسیقی

سر ولیم جونس ‡ اور پیٹرسن § صاحب کے بیان سے دریافت هوتا هی که هندوؤں کا علم موسیقی ترتیب دار اور شایسته هی اُنکے هاں چوراسی راگنیاں هیں جنمیں سے چھتیس عام استعمال میں هیں اور هرایک کے تال سر علحدہ هیں اور طبیعت کے خاص خاص جذبوں کے برانگیخته کرنے میں هر ایک جداگانه تاثیر رکھتی هی * ||

اِن راگنیوں کے نام سال کے موسموں اور دنرات کے گھنٹوں کے بموجب رکھے هیں اور هر راگنی میں ایک ایسی صفت سمجھی جاتی هی جسکے باعث سے وہ ایک خاص وقت سے مناسبت رکھتی هی *

---

† اِسبات کی اور تحقیقات کے واسطے که یورپ کے قصے کہانیوں کا مخرج هندو هیں حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹی کی جلد ۱ صفحه ۱۵۶ کو دیکھو

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحه ۵۵

§ ایضاً جلد ۹ صفحه ۴۳۵

|| سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے هیں که ان راگنیوں کو اهل یورپ کے زمانۂ حال کی اُن راگنیوں سے جنکا مخرج اُن سروں کی ترتیب هی جو اب یورپ میں قرار پاتی هی هندوستان کی راگنیاں یورپ کے بارہ سروں میں سے ایک کو بڑھا هوا رکھهکر باقیوں میں سات طرح اوتار چڑھاؤ کرنے سے بنتی هیں غرض که اسی طرح سے چوراسی راگنیاں قایم هو جاتی هیں مگر بہت سی اصل راگنیوں سے کنارہ کیا گیا هی یہہ تعداد حقیقت میں خیالات کا مجموعه هی اور سروں کے گھٹاؤ بڑھاؤ سے قایم هوتی هی

مشہور هی که علم موسیقي میں بھي اور علوم کي طرح زوال هو گیا بلا شبهه جن سروں میں آج کل لوگ گاتے هیں اُنمیں ایسے شخص کو جو راگ سے ناواقف هو کچھه اوتار چڑهاؤ فرق و تفاوت معلوم نہیں هوتا وه سب آپسمیں بہت ملتي جلتي قریباً یکسان اور قوموں کے سروں سے متفاوت صاف اور شیریں هوتي هیں مگر انصاف کرنے کے واسطے خالي گانا بلا کسي ساز کے یا صرف بین و بربط کے ساتھه سننا چاهیئے *

هندوستان میں گانے کا طریق یہه هی که ایک طایفه ملکر گانا بجاتا هی اکثر سارنگي اور طبله پر گاتے هیں جسکو اونگلیوں سے بجاتے هیں یہه باجا ایسے زور و شور سے بجتا هی که گویا اگر استدر نه چلاوے جس سے اُسکے گانے کي خوبي اور نزاکت جاتي رهتي هی تو اُسکي آواز بالکل دب جاوے * †

## مصوري کا بیان

مصوري کا اتنک بہت برا حال هی مکانوں کي دیواروں پر اکثر آبي رنگ اور کبھي کبھي تیل سے تصویریں کھینچي جاتي هیں جو اکثر دیوتوں اور جنگ کے میدانوں اور پہلوانوں اور عورت مرد اور جانوروں کي هوتي هیں اور کسي قسم کي فزا نہیں هوتي اگر کچھه هوئي بھي تو صرف ایک دو درخت وه بھي ایسے جنکے سایه وغیره کا کچھه امتیاز نہیں هوتا یا کوئي عمارت جو بالکل بلا اندازه اور پیمانه کے هوتي هی اور قوموں کي تصویروں کي بہنسبت هندوؤں کے هاں کي تصویریں مصریوں کي قبروں پر کي تصویروں سے بہت مشابه هوتي هیں اور وه چھوٹي چھوٹي قد و قامت کي تصویریں ایسے رنگوں سے کھینچتے هیں جنکو تیل پاني کے علاوه کسي اور چیز سے

---

† مفصله ذیل ایسے شخص کي رائے جو رائے دینے کي کامل لیاقت رکھتا هی اِس موقع پر ظاهر کرني واجب هی ( اوریئنٹل کوارٹرلي میگزین بابت دسمبر سنه ۱۸۲۵ صفحه ۱۹۷ ) یعني جن هندوستاني گویوں اور نقالوں کا اهل یورپ هندوستان کے مختلف حصوں میں گانا وغیره سنتے هیں اُنکے گانے کو وه هندوستاني جو علم موسیقي سے بخوبي واقف هوتے هیں ایسا هي سمجھتے هیں جیسے که اٹلي کے علم موسیقي کے کامل ایک بازاري گنوار کے گانے کو خیال کرتے هیں

ملاتے ہیں اور علاوہ مذکورہ بالا چہروں کے انسانوں کی فرداً فرداً بھی تصویر کھینچتی ہیں *

ہندوؤں نے قلمی پشتکوں کو نہایت خوب صورتی سے رونق اور زیب و زینت بخشی ہی مگر تصویروں کے سوا اور نقاشی وہ بہت بہتر کرتے ہیں اگر اُنکی سوانگ کے پشتکوں میں تصویروں کا عموماً ذکر نہوتا تو مجھکو یہہ شبہہ ہوتا کہ اُنہوں نے مصوری مسلمانوں سے سیکھی ہی جنکو برخلاف اُس مذہبی امتناع کے جو تصویر کھینچنے کی نسبت مذہب اسلام میں ہی ہندوؤں سے بہت سبقت حاصل ہی *

## ہندوؤں کی سنگ تراشی کا بیان

ہر شخص کو یہہ توقع ہوگی کہ ایک ایسی قوم نے جو بہت سے معبودوں کی پرستش کرتےہی سنگتراشی کے فن کو کمال پر پہونچایا ہوگا اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ یہہ فن کچھہ کام کے کم ہونے کے سبب سے کمال پر پہونچنے سے قاصر نہیں رہا کیونکہ علاوہ بیشمار معمولی بتوں اور مورتوں کے ہزار ہا غار اور مندر ایسے بتوں سے معمور ہیں جو پتھروں پر اوبھرے ہوے کھدے ہیں یہہ اوبھری ہوئی مورتیں اکثر عمدہ ہوتی ہیں جنکے بڑے بڑے جھمیلی کے مرقع ایسے ہوتے ہیں کہ اُنسے مختلف جذبے اور کیفیتیں سمجھہ میں آتی ہیں کہیں کہیں اُنسے سنگتراش کا بڑا زور طبیعت ظاہر ہوتا ہی ہندو سنگ تراشی اور مصوری کے کام میں ایسی نمونہ بنانے میں جنسے وضع اور صورت کی خوبی ظاہر ہو قاصر نہیں ہیں لیکن نقصان یہہ ہی کہ علم تشریح سے بالکل ناواقف ہیں یہاں تک کہ اعضا اور رگ اور پٹھوں کی ظاہری صورت کا بھی لحاظ نہیں کرتے اور نہ مختلف صورتوں کے آپسمیں مناسب ہونے کا کچھہ خیال کرتے ہیں اور نہ کامل ہنر مرقع بنانے کا رکھتے ہیں انہیں سببوں سے ہندوؤں کی مصوری اور سنگ تراشی غرض کہ دو نوں کا کوئی نمونہ اہل یورپ کے ان کاموں کے نمونہ سے ذرابھی مناسبت نہیں رکھتا *

## فن تعمیر کا بیان

بہت سي عمارتیں جو هندوؤں نے بنائي هیں اُنسے ظاهر هوتا هی کہ وہ فن تعمیر کا عملي علم رکھتے تھے اگر اُن کتابوں کا جنکي کچھہ کچھہ اجزا اب بھي موجود هیں اعتبار کیا جاوے تو معلوم هوتا هی کہ هندو قدیم زمانہ هي سے فن عمارت میں مہارت رکھتے تھے عمارت کے فن کي جو کتابیں هندوؤں کي موجود هیں اُنپر ایک عقلمند هندوستاني نے از روے اِنصاف کے نظر ڈالکر ایک حال کے چھپے هوئے جواب مضمون میں اُنکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھہ بڑي قابلیت سے بیان کیا هی † اِس جواب مضمون سے معلوم هوتا هی کہ اِس فن کے اصول کو هندو بخوبي سمجھتے تھے اور بہت سے قاعدہ اِسکے اُنہوں نے ایجاد کیئے هندوؤں کے هاں مختلف سانچے مٹي کے خوشنما چیزیں بنانے کے بارہ هوتے هیں جنمیں سے بعضے تو ایسے هي هیں جیسے انگریزوں کے هاں اور بعضے اُنہیں سے مخصوص هیں ستونوں کي بنیاد اور قاعدہ اور جسم اور تاج اور تاج کے اوپر کے حصہ کي مناسبتیں بیان کي گئي هیں اور یہہ بات کہ وہ ستون کے جوڑ بندوں سے کیسے اچھے واقف تھے اِس سے ظاهر هوتي هی کہ اُنکے هاں چونسٹھہ وضع کے قاعدے ستونوں کے هیں اگرچہ کوئي کلیہ قاعدہ نہیں هی لیکن ستونوں کي بلندي اُنکے قطر سے چھہ گنے سے لیکر دس گنے تک هوتي هی ستونوں کي ساخت کي مناسبت اُنکے تاجوں کي مناسبت اور اُس فاصلہ کي مناسبت پر هوتي هی جو اُنکے بیچ میں هوتا هی اِس مقام پر فن تعمیر کے قاعدوں کا کوئي خاص بیان نہیں هوسکتا او نہ اُن هندوستاني عمارتوں کے مختصر بیان سے زیادہ جو اب هندوستان میں موجود هیں اور کچھہ هوسکتا هی اُنکا طرز عمارت مصریوں کے طرز عمارت سے مشابہہ سمجھا گیا هی لیکن اُنمیں مشابہت صرف اِس بات میں هی کہ

---

† رام راز کا جواب مضمون هندوؤں کے فن تعمیر پر جو اوریئینٹل تریناسلیشن فنڈ سے چھپا

مصالحہ بھی بہت موٹا اور بھاری اور عمارت بھی بھاری بھرکم نہایت مستحکم ہوتی ہی اور بعض قسم کی عمارتوں کی سنگتراشی میں ہندوؤں اور مصریوں کے کام کی مشابہت ہوتی ہی بڑے دروازوں پر بڑے برج بنانے کا طریقہ بھی ملتا جلتا ہی لیکن مصر میں دروازہ کے ہر جانب میں ایک ایک برج ہوتا ہی اور ہندوستان میں بیچ میں صرف ایک برج ہوتا ہی *

مصریوں کے بعضے ستون بھی مذکورہ بالا امور میں ہندوؤں کے غار والے مندروں کے ستونوں سے مشابہت رکھتے ہیں مصریوں کی عمارت میں دو مشہور باتیں یہہ ہیں کہ اُنمیں ایک تو مناروں کا رواج ہی اور دوسرے دیواروں کا آثار نیچے سے بتدریج چھت تک گھٹاتے چلے جانے کا دستور ہی جنکے چوٹی پر ایک بہت چوڑی کانس نکال کر سیدھی چھت پاٹتے ہیں اِنمیں سے کوئی علامت ہندوستان میں نہیں پائی جاتی البتہ مندروں کے آگے جو مکان ہوتے ہیں اُنکی چھتیں گنبدنما ہوتی ہیں لیکن وہ خالی ہوتی ہیں اور دیواروں یا ستونوں پر قائم ہوتی ہیں اہل ہند ٹھوس مناروں سے بالکل واقف نہیں ہیں اور چھتوں کے منڈیر پر مکان کے باہر کیطرف بھی کنگورے اور کلسیاں وغیرہ آرایش کی چیزیں بناتے ہیں جاسے مصریوں کے ساتھہ کچھہ مشابہت نہیں رہتی دیواریں ہمیشہ سیدھی نیچے سے اوپر تک یکساں ہوتی ہیں اور اگرچہ مندروں کے برج بتدریج نیچے سے اوپر کو گھتتے جاتے ہیں لیکن اُنکی وضع ہندوؤں کے ساتھہ مخصوص ہی اور وہ جسقدر کہ انگریزوں کے پتلے برجوں سے مشابہت رکھتے ہیں اُسی قدر مصریوں کے موٹے برجوں سے مشابہ ہوتے ہیں یعنی وہ مصریوں اور انگریزوں کے مناروں یا برجوں میں متوسط درجہ رکھتے ہیں غرض کہ کچھہ اِنسے کچھہ اُنسے دونوں سے ملتے جلتے ہوتے ہیں *

دکھن میں مندر کئی کئی منزلے ہوتے ہیں اول منزل سے دوسری منزل آخر تک تنگ ہوتی چلی جاتی ہی اور دریاے گوداوری کے

شمال میں مندر اوپر کو پتلے ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن نوک دار نہیں ہوتے چوٹی اُنکی چپٹی یا کسی اور خوشنما طرز پر ہوتی ہی اور اُسپر کسی دھات کا سنہری کلس یا ترسول یا کوئی اور نشان جو کسی دیوتے سے مخصوص ہو نصب کردیتی ہیں مگر بنیاد سے اوپر کچھہ تھوڑا چڑھ کر ایک خمدار جھکاؤ ایسا رکھتے ہیں جس سے بیچ کا حصہ بہ نسبت کرسی اور چوٹی کی پھول جاتا ہی سب مندر کے بہ نسبت یہہ برج صاف اور سادہ ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی اُنپر بھی کنگورے اور اور ہر قسم کی آرایش کے کام بنائی جاتے ہیں *

معبد ہمیشہ چھوٹا گاؤ دم سا ہوتا ہی اور اُس میں بہت کم روشنی بذریعہ ایک چھوٹی سے دروازہ کے جاتی‌ہی اور معبد میں پوجا کرنے والا اپنا چڑھاوا چڑھاتا ہی اور پوجا کرتا اور دعا مانگتا ہی چھوٹے چھوٹے مندروں میں تو صرف اسیقدر عمارت ہوتی ہی لیکن بڑے مندروں پر برج ہوتاہے اور اُس کے آس پاس وسیع دالان اور اُن کی گردو پیش چھل ستون اور صحن ایسی ہوتے ہیں جن میں اور مندر اور مذہبی عمارتیں ہوتی ہیں اور مقام سرنگم میں علحدہ علحدہ ساتھہ احاطہ ہیں جن میں سے سب سے باہر کے احاطہ کا محیط قریب چار میل کے ہی † جو چھل ستون صحنوں کے اندرونی حد پر واقع ہیں جنکو مندروں کے متصل کہنا چاہیئے وہ ایسی لنبی چوڑے ہیں کہ اُن کی وسعت میں اور بھی بہت سے ستون لگانے پڑے ہیں اور یہہ ستون بہت اونچی اور پتلے اور نازک لیکن گنجان بنی ہوئی ہیں جیساکہ قوم گاتھہ کے گرجوں کے بغلی جانب کو باوط کے کھکوڑلوں سے تشبیہہ دی گئی ہی ہندوؤں کے اِن ستونوں کو کھجوروں کے جھومٹ سے مشابہ کہہ سکتی ہیں *

اکثر چھل ستون پست بھی ہوتے ہیں جن میں بہت سے نہایت عمدہ گول یا چوپہل یا ہشت پہلو یا سب طرح کے ملے جلے ہوتے ہیں

† آرم صاحب کی تاریخ ہندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸

اور کبھی گلدان کی صورت کے بنا کر اُن کی کنگنی میں زنجیریں یا طرہ لٹکاتے ہیں اور بعض اوقات جانوروں کی صورتیں اُن پر بناتے ہیں اور کبھی انسانوں کی تصویروں کے مرقع تراشتی ہیں *

عمارت کے زیادہ مضبوط حصوں میں کئی کئی گول اور چوپہل ستون کے مجموعے ہوتے ہیں اُن ستونوں کے کگروں اور تاج اور غلطہ کے ڈھلاؤ سے جو ایک دوسرے کے قریب اور مناسب ہوتے ہیں زیادہ حسن و خوبی ظاہر ہوتی ہی اور چوکھٹ کیواڑوں میں عمدہ عمدہ نقش و نگار کھرے کھودے ہوتے ہیں اور پھول پھل بیل بوٹتی چرند پرند انسان اور اور خیالی موجودات کی صورتیں بھی اہل عرب کی طرح بنی ہوتی ہیں الحاصل ہر قسم کی زیب و زینت جو انسان کے خیال میں آسکتے ہی ہوتی ہی انمیں سے بیل بوٹے خاص کر ایسے خوبصورت ہوتے ہیں کہ اُنکے مثل تمام دنیا میں مشکل سے نکلیں گی *

اکثر دیواروں پر اُبھری ہوئی تصویریں دیوتوں کے معرکوں وغیرہ کی حیرت انگریز نہایت صنعت سے بناتے ہیں اسیطرح سے دو محرابوں کے بیچ کا وہ حصہ جو ستون کے تاج پر سے چھت کے نیچے کی کانس تک ہوتا ہی وہ دیوتوں کی تصویروں وغیرہ سے بہت آراستہ و پیراستہ ہوتا ہی † *

جن مندروں کا اوپر ذکر ہوا کہیں کہیں وہ بہت سے ایک ہی جگہہ اکھٹی ہوتے ہیں چنانچہ بہوانیسواڑہ کے کھنڈروں میں جو اوڑیسہ میں واقع ہی بڑے برج پر سے ہر طرف دیکھنے میں چالیس چالیس اور پچاس پچاس سنگین برج مندروں کے جنکی بلندی کم سے کم پچاس

† ٹاڈ صاحب نے جو تاریخ راجستان کی لکھی ہی اُسمیں مندروں کی نہایت خوبصورت عمارت کے نقشہ چھاپے ہیں رام راز کی تحریر سے اُن مصالحوں اور سامانوں کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہی جو دکھن کی عمارتوں میں کام میں لائی گئی ہیں اور اُن عمارتوں کی کیفیت بھی معلوم ہوتی ہی لیکن ڈینیل صاحبوں نے جو عمدہ کتابیں لکھی ہیں اُنسے ہندوستان کے غاروں میں کے سب مندروں کی حقیقت واضح ہوتی ہی *

ساٹھہ فٹ زیادہ سے زیادہ ایک سو پچاس فٹ سے ایکسو اسي فٹ تک هی نظر آتے هیں † *

اور بیجانگر کے مندر جو دریاے تمبادرا کے بائیں کنارہ پر واقع هیں وہ اُنسے بهي زیادہ قدر قامت اور شان و شوکت میں بر تر هیں باوجودیکہ هندوؤں کے مندر بہت عالیشان هوتے هیں مگر یونانیوں کے سیدهی سادے مندروں کي خوبي کو نہیں پهونچتی اور نہ وہ شان اُنمیں ظاهر هوتي هی جو مسجد کے پهولی پهولی گنبدوں اور اونچي اونچي محرابوں سے ظاهر هوتي هی هندوؤں کي عمارتوں میں وسیع مکان تو بلند نہیں هوتے اور بلند مکان وسیع نہیں هوتے هیں اور مختلف حصوں میں عمارت کے ایک سے دوسرے کو کچهہ مناسبت نہیں هوتي جسکے دیکهنے سے معلوم هوتا هی کہ هندوؤں کي اور باتوں کي طرح اس فن میں بهي کل عمارت کي هیئت مجموعي سے وہ فکر و دانائي معلوم نہیں هوتي جو اُسکے جزوں کے حسن و خوبي سے ظاهر هوتي هی صرف اُن مندروں سے جو غاروں میں بنائے هیں اُنکي همت و جرأت پائي جاتي هی *

اچهے اچهے مندروں کے نمونہ سے دیکهنے والے پر جو کچهہ اثر هوتا هی وہ اُنکو قدیم اور مقدس سمجهتا هی اور اس سمجهہ کے ساتهہ ایک عجیب قسم کا راز شامل هوتا هی جو نہ مذهب کي خاصیت ہے اور نہ اُس واقفیت سے جو روز مرہ کي مذهبي رسومات کے دیکهنے سے حاصل هوتي هی دلمیں پیدا هوتا هی *

اگرچہ حال کي تعمیر کیئی هوئی مندروں میں کچهہ کچهہ مسلمانوں کي طرز عمارت شامل کردي جاتي هی مگر اُن عمارتونکي عام صورت قدیم قاعدہ پر رهتي هی اور اور قوموں کي عمارتوں سے مشابہت نہیں رکهتي اس سے هم یہہ نتیجہ نکال سکتے هیں کہ اس فن کے عام اصول قدیم زمانہ هي میں قایم هوگئے هیں لیکن جو بڑي بڑي عمارتیں تعریف کرنے کے

† مسٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۷

قابل ہم دیکھتے ہیں اُنکے قدیم ہونے کی کوئی دلیل ہاتھہ نہیں لگتی غاروں میں کے معبد بھی بہت قدیم نہیں معلوم ہوتے کتبوں سے جنکے حرفونکا رواج کم سے کم تین سو برس قبل مسیح علیہ‌السلام کے تھا اور اب مدت سے بالکل جاتا رہا ہی یہہ گمان ہوتا ہی کہ بدھ مذہب والوں کے غارولمیں کے مندر عیسوی سنہ سے پہلے کے ہیں † لیکن ہندوؤں کے مندروں کی دیواروں پر جو دیوتوں کی تصویریں ہیں اُنسے یہہ بات بلا حجت ثابت ہوگئی ہی کہ وہ اِسندر زمانہ حال کے ہیں کہ صرف نویں یا آٹھویں صدی میں تعمیر ہوئے ہونگے ‡ مہابالی پورام میں جو مندراس کے جنوب میں ہی کھدے ہوئے سنگین کاموں کی تاریخ نہایت قدیم سمجھی گئی ہی لیکن وہاں کے لوگوں کے بیانوں سے اُنکی بنیاد بارھویں یا تیرھویں صدی عیسوی میں معلوم ہوتی ہی اور دیواروں پر جو صورتیں بنی ہوئی ہیں اُنسے اِن روایتوں کی بالکل تائید ہوتی ہی § *

نہایت مشہور تعمیر کے مندروں میں سے بعض مندر تھوڑے ہی دنوں کے بنے ہوئے ہیں چنانچہ جگناتھہ کا مندر جو بہت مشہور ہی اور دوسرا کالا مندر جو اُسی ضلع میں ہی ہندوؤں کے نہایت قدیم مندروں میں سے شمار کیا جاتا ہی لیکن یہہ بات اچھی طرح مشہور ہی کہ جگناتھہ کا مندر سنہ ۱۱۹۸ ع میں اور کالا مندر سنہ ۱۲۴۱ ع میں بنچکے ہیں || بیشک اور بڑے بڑے مندر انسے بہت پورانے ہیں لیکن اِنمیں سے

---

† چینی سیاح پانچویں صدی کے شروع میں ایک بڑے غار میں کے مندر کا ذکر کرتا ہی وہ مندر کم سے کم چوتھی صدی میں بنایا گیا ہوگا روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسٗیٹی جلد ۵ صفحہ ۱۰۳

‡ آرس کائن صاحب کی تحریر مندرجہ حالات لٹریری سوسٗیٹی بمبئی اور پروفیسر ولسن صاحب کی تحقیق کاغذات مکنزی کے دیباچہ کے صفحہ ۷۰ میں

§ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۷۱

|| سٹرلنگ صاحب کی تحقیق اوڑیسہ مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۵ و ۳۲۷

کسی کے نہایت قدیم ہونے کی دلیل موجود نہیں بلکہ برخلاف اسکے قیاس کرلینے کے قرینے پائے جاتے ہیں *

مندروں کی نسبت محل اور مکانوں میں یہہ بات غالب تھی کہ زیادہ زیب و زینت پائی جاوے مگر باوجود اِس امر کے کہ وہ مندروں سے بہت پیچھے کے بنے ہوئے ہیں مگر اُنسے بھی وہی ہندوپن پایا جاتا ہی *

نہایت پرانے محلوں سے کوئی اصلی نقشہ معلوم نہیں ہوتا یا بتدریج اِسقدر مکان اُنمیں زیادہ ہوتے چلے گئے کہ اُنکے اصلی نقشہ کی اصلیت ہی جاتی رہی جو کہ تعمیر اُنکی نہایت مضبوط اور مستحکم اور چھتیں بہت گتہ چونہ سے لدی ہوئی موٹی موٹی دلدار ہوتی ہیں اِسلیئے ایک مکان کی چھت پر دوسرا مکان بنانے میں نہایت آسانی ہوتی ہی بس محلوں میں علاوہ اُن مکانوں کے جو ایک مکان کے بغلوں میں ہوتے ہیں اُسپر نیچے اوپر دور تک بہت اونچے بیٹھنگے مکان بناتے چلے جاتے ہیں *

محلوں میں چھوٹے چھوٹے چوک چاروںطرف سے اونچی عمارتوں سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں اور کہیں تو اِن چوک یعنی صحنوں میں سایہ دار درخت لگے ہوتے ہیں اور کہیں بالکل کھلے ہوئے اور صاف ہوتے ہیں ہمیشہ ہر چوک ستونوں کی چھدری قطار سے چاروں طرف سے گھرا ہوا ہوتا ہی *

سرکاری یا دربار کے مکانات بالا خانوں پر مثل انگریزی سرکاری مکانوں کے ہر طرف سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اسقدر بلند نہیں ہوتے کہ اُنپر ہی عمارت کی بلندی ختم ہوجاوے اور مسلمانوں کے دیوان خانوں کی مانند ایک جانب سے کھلے ہوئے ہوتے ہیں سیڑھیاں تنگ اور اونچی دیوار کے آثار میں سے کٹی ہوئی ہوتی ہیں *

یہی حال عام لوگوں کے مکانوں کا بھی ہوتا ہی جنکو مشکل سے عمارت میں سمجھا جاسکتا ہی *

امیروں کے مکانوں میں ایک یا دو چھوٹے چھوٹے چوک ہوتے ہیں جنکے چاروں طرف پٹے ہوئے مکان ہوتے ہیں جنپر کہیں تو گھٹی ہوئی استرکاری اور کہیں سرمئی رنگ ہوتا ہی اور کہیں دیواروں کی روکار پر بیل بوٹے اور تصویریں طرح طرح کے نقش و نگار ہوتے ہیں تمام مکان گٹ مٹ اور بے ترتیب ہوتے ہیں *

شاید هندوؤں کے تمام کاموں میں سے بڑے کام تالاب اور بند ہیں جن میں پانی جمع رہتا ہی تالاب تو وہ ہوتے ہیں جو زمین میں کھودے جاتے ہیں اور بند وہ ہوتے ہیں جو کسی گھاٹی کے دہانہ بند کرنے سے بنتے ہیں تالابوں میں پتھر یا کسی اور مصالحہ کی چاروں طرف پانی میں اُتری ہوئی ہر کنارہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیڑھیاں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور اکثر مندر کناروں پر اور چھوٹے چھوٹے معبد سیڑھیوں پر بنی ہوتی ہیں اور بند میں یہہ سب چیزیں بند کے پشتہ پر ہوتی ہیں تالاب اکثر شہروں کے قریب نہانے دھونے کے واسطے ہوتے ہیں اور ابپاشی کے کام میں بھی آتے ہیں لیکن بند ہمیشہ ابپاشی هی کے واسطے ہوتے ہیں اکثر بند بہت بڑے اور اُنکی پشتے بلندی اور استحکام میں بڑے بڑے عالیشان ہیں اُنمیں سے چند کی جھیلیں بن گئی ہیں جنکا محیط کئی کئی میل کا ہی اور بڑے بڑے خطوں کو ملک کے اُنسے پانی ملتا ہی *

هندوؤں کا ایک قسم کا کنواں ( یعنے باوری ) بھی بیان کرنے کے قابل ہی اکثر وہ بہت عمیق اور وسیع ہوتا ہی حال کے بنے ہوئے تو اکثر مدور ہیں لیکن قدیم کے بنے ہوئے مربعہ ہیں زمین کی سطحہ سے پانی تک جسقدر وہ گہرے ہوتے ہیں اُس تمام گہرائی میں چاروں طرف نہایت مضبوط اور پائیدار مکان جیسا کہ هندوؤں کا معمول ہی بناتے ہیں اور اُنکی سیڑھیاں اکثر بہت چوڑی ہوتی ہیں جو کنوئے سے کسی قدر فاصلہ

سے شروع ہوکر کنوئیں میں کے مکانوں کے کسي حصه میں سے گذرتي ہوئي پاني تک پہونچتے ہیں ہندوؤں کے جو نہایت مشہور پل ہیں وہ پتھر کے ستونوں کے ہیں جنکا ہر ایک ستون پتھر کے کئي کئي لٹھوں کو ملاکر بنایا ہی اور پتھر کے ہي شہتیروں سے اُنکو ملایا یعني پاٹا ہی اس قسم کے پل دکھن میں عموماً ہوتے ہیں اور اور پل چونہ اور اینٹ کے موٹے موٹے پایوں کے ہیں جنکي محرابیں گانٹھہ طرز کي بنی ہوئي ہیں لیکن اُنکي قدامت پر شبہہ ہی اور نہ یہہ معلوم ہوتا ہی کہ قدیم زمانہ میں ہندو محراب بنانا جانتے تھے یا گنبد پتھر کي تہہ پر تہہ اسطرح پر چڑھا کر کہ اُوپر کي تہہ نیچے کي تہہ سے بڑھي ہوئي رہے جیسا کہ مائیسین والے بادشاہ ایٹریئس کے خزانہ کي عمارت میں تھا بنا سکتے تھے *

عمارت کي اور قسموں میں گول مناروں اور بڑي بڑي محرابوں کا جسکو بڑے بڑے دروازہ کہنا چاہیئے اور ہندو اُن کو فتح کے یادگاروں کے لیئے بناتے تھے بیان کرنا ضرور ہی چنانچہ بہت اچھا تراشا ہوا نمونہ ایکسو بیس بلند فٹ چتور میں موجود ہی اور اُسکا نقشہ ٹاڈ صاحب نے اپني کتاب تاریخ راجستان میں چھاپا ہی † فتوحات کي یادگاري کي محرابوں میں سے جو حقیقت میں مربعہ ہوتي ہیں اگر ہم اُنکو محراب کہہ سکیں تو اُنمیں سے ایک بار نگر میں جو گجرات کے شمال میں ہی نہایت عمدہ موجود ہی وہ ہندوؤں کے فن کے نہایت عمدہ اور برتر نمونوں میں سے ہی *

# باب آٹھواں

## ذکر اور فنوں کا

### کپڑہ بنی کے فن کا بیان

ہندوستان کے مصنوعات میں سے نہایت مشہور روئي کا کپڑہ ہی جسکي خوب صورتي اور نزاکت کي تعریف مدت تک رہي اور بناوٹ

† جلد ایک صفحہ ۳۲۸ و ۷۶۱

كي عمدگي ميں ابهي تک كسي اور ملک کے آدمي برابري نہيں كرسکے هيں *

اور أنكي ريشميں مصنوعات بهي بہت عمده هوتي هيں ريشمیں کیڑه بنی اور ريشم حاصل کرنے کا فن غالباً وه قديم سے جانتے هيں * †

سنہري اور روپہلي كمخواب زربفت وغيره کا بهي هندوؤں کو بہت شوق هی اور شايد أنہيں كي ايجاد بهي هيں *

## رنگت کا بيان

أنكي بہت سي رنگتوں كي چمک دمک اور پختگي ميں ابهي تک اهل يورپ همسري نہيں کرسکتی هيں *

## زرگري کا فن

هندوؤں کو هميشه سے نہايت باريک کام کے زيور کا شوق رها هی إسليئے زرگري کے فن ميں سبقت ليگئے هيں *

جواهرات کے اعتبار سے إنكي شہرت قدرت كي فياضي سے هی کچهه أنکی هنر و فن کے باعث سے نہيں کيونکه وهايسے بدتميزهيں که زرد موتيوں اور چهوٹی هيره کو پسند کرتے هيں اور اگرچه جواهرات کو بڑے عمده عمده زيوروں ميں جڑتے هيں ليکن مرصع کاري کا کام أنکا بهدا هوتا هی *

تمام کاموں کے کرنے کا طريقه أنکا بہت سيدها ساده هی اور اوزار بہت تهوڑے سے نہايت سبک ايسے هوتے هيں که جہاں چاهيں ليئے پهريں چنانچه سنار اپني چهوٹي سي اهرن اور أن دهونكنيوں کو جو أسكي ذات سے مخصوص هيں جہاں ضرورت هوتي هی آساني سے ليجا تا هی اور بڑهئي اس سے بهي زياده آساني سے اپنے اوزار ليئی پهرتا هی اور زمين پر بيٹهه کر کام کرتا هی اور هر شی کو اپنے پاؤں كي انگليوں سے ايسي هي تهام ليتا هی جيسے که هاتهوں سے *

---

† کالبروک صاحب كي تحرير مندرجه کتاب تحقيقات ايشيا جلد ٥ صفحه ٦١

# نواں باب

## فن زراعت کا بیان

زمین اور آب و ہوا کی خاصیت کے سبب سے زراعت کا فن بہت سیدھا سادہ ہی ایک ایسے ہلکی ہل سے جسکو کاشتکار ہر روز اپنے کندھے پر رکھہ کر کھیت میں لیجاتا ہی اور دو چھوٹی بیلوں کی مدد سے زمین میں تخم ریزی کرنے کے واسطے تھوڑی گہری باھیں دی سکتا ہی دانہ ایک ایسے آلہ کے ذریعہ سے جو پانچ یا چھہ نلکیوں میں سے گراتا ہی † جسکو ہم مشکل سے کوئی ایسی شی خیال کرسکتے ہیں جو ہل سے علحدہ ہو زمین میں بکھیر تے ہیں اور ایک تختہ سے جسپر ایک آدمی کھڑا ہو جاتا ہی سہاگا یا پتیلا پھیر تے ہیں ایک پھاوڑہ اور کدال اور دو چار اور چیزیں کاشتکاری کے آلات میں کافی ہوتی ہیں اور درانتی سے کھیت کاٹ کر مویشی سے روند واتے ہیں اور گاڑیوں میں ناج بھر کر گھر کو لاتے ہیں اور بڑے بڑے خشک کھتوں میں بھر دیتی ہیں اگرچہ کھیتوں کی حدیں نہایت احتیاط سے محفوظ رہتی ہیں مگر کسی احاطہ وغیرہ سے گھری ہوئی نہیں ہوتیں بجز فصلوں کے کبھی کبھی مختلف ہوجانے کے سب کھیتوں کے ایک میدان معلوم ہونے کی صورت کو کوئی شی تبدیل نہیں کرتی ٭

اگرچہ ہندوستان کی کاشتکاری کی حالت ایسی سیدھی سادی ہی لیکن اُسمیں چند خصوصیتیں ایسی جنمیں اُس ہنر و محنت کی

---

† ممالک مغربی و شمالی میں صرف ایک نلکی ہلکی اُس لکڑی میں جسکو کاشتکار ہل جوتنے کے وقت پکڑکر چلاتا ہی باندہ دیتے ہیں اور اُسکے اوپر کے سرے پر ایک کاٹھہ یا مٹی کا برتن جسکی تلی میں سوراخ ہوتا ہی لگاتے ہیں اور پانچ پانچ یا چھہ چھہ دانے ہاتھہ سے اُس برتن کی راہ سے نلکی میں ڈالتے جاتے ہیں معلوم نہیں کہ مورخ نے یہہ طرز تخم ریزی کا جو لکھا ہی کونسے حصہ میں ہندوستان کے دیکھا ہی ( مترجم )

ضرورت هوتي هی جسکي اور ملکونمین حاجت نهین پڑتي اور بعض قسمیں کاشت کرنے کي ایسي هیں که اُنسے بیان مذکورہ کنچهه بهي علاقه نهیں رکهتا *

گرمیوں کي فصل یعني خریف کو بارش سے کافي پاني ملتا هی لیکن جاڑوں کي فصل یعني ربیع کے بڑے حصه کو آبپاشي سے پاني دینےکي بڑي ضرورت هوتي هی اور وہ آبپاشي ندیوں اور دریاؤں اور تالابوں میں سے اور زیادہ تر کنوؤں کے ذریعه سے هوتي هی ملک کے نهایت عمدہ حصوں میں هر کهیت میں ایک کنواں هوتا هی جسکا پاني نالیوں میں بهه کر چهوٹي چهوٹي کیاریوں میں جمع هوتا هی جو مٹي کي نیچي میڈهوں سے منقسم هوتي هیں پاني بیلوں کے ذریعه سے ایک بڑے ڈول میں جسکو چمڑہ کا ایک بڑا تهیله کهنا چاهیئے (یعني چرس) کنوی میں سے کهینچا جاتا هی اور ایک دانائي کے تدبیر سے اُس میں سے خود بخود باهر نکل جاتا هی *

بعض اراضي میں تیسرے چوتهے سال گهرا هل جوتنے سے گهاس کوڑے کي بیخ و بنیاد دور کرني ضرور هوتي هی اور یهه کام ایک بهاري هل سے جسکو ایسے موسم میں جبکه زمین نمناک هوتي هی بهینسے کهینچتے هیں هوتا هی عام زراعت میں کهات کا استعمال کم کیا جاتاهے مگر نیشکر اور اور اکثر قسموں کي پیدا وار کے واسطے کهات بهت سا درکار هوتا هی اور اکثر قسم کي پیداوار کي حفاظت کے واسطے احاطه بنانے کي بهي حاجت هوتي هی کبهي کبهي مٹي کي دیواریں بنادیتی هیں مگر زیادہ تر کهیتوں کے چاروں طرف جهانکڑ اور کانٹے ایسے لگادیتی هیں جنمیں سے کوئي نکل نهیں سکتا بڑي محنت پرندوں کے اوڑانے میں هوتي هی جو باوجود هوشیاري اور حفاظت کے بهت سا حصه پیداوار کا کها جاتے هیں کهٹکا کهٹکا نے کا بهي کنچهه کنچهه اثر هوتا هی مگر بڑا بهروسه اُس شخص پر هوتا جو کهیت میں ایک اونچي ٹانڈ پر کهڑا هوا چاروں

طرف کھیت پر نظر ڈالتا رهتا هی اور گوپھن سے ڈھیلے مارتا اور رسی کے پٹاخه کو پٹخاتا هی *

اگرچه هندوستان کی زمین ایسی عمده هی که اُس میں فصلوں کے دور کی حاجت نهیں هوتی لیکن اهل هند فصلوں کے دور سے واقف هیں وه زمین کی قسمیں بهت غور و باریکی سے معلوم کرتے هیں اور جس قسم کی زمین سے جو پیداوار زیادهتر مناسبت رکھتی هی اور جو طریقه کاشت کا اُسکے لیئے درکار هوتا هی اُس سے بخوبی واقف هوتے هیں مگر یهه طریق اُنکا ناپسندیده هی که ایک هی کهیت میں مختلف چیزیں کبهی ایک ساتهه پیدا هونے کے لیئے اور کبهی آگے پیچهے پیدا هونے کے واسطے بو دیتے هیں *

یهه جو حالات بیان کیئے گئے انکا مسافروں اور فوجوں سے بهی کنچهه کنچهه دهرا مینڈها ملا جلا رهتا هی یعنی خاص خاص موسموں میں تمام روے زمین پر بجز دیهات اور ندیوں کے قرب کے جهاں احاطوں اور دیواروں کے سبب سے تنگ کونچه هو جاتے هیں جنسے مسافروں کو دقت هوتی هی ایسی صفائی اور کشادگی رهتی هی جیسے که سڑک میں اور بڑے بڑے بروں یعنی نالوں اور نالیوں سے بهی جنکے ذریعه سے کهیتوں میں پانی پهونچتا هی راه گیروں کا بڑا هرج هوتا هی *

هندوستان کے مختلف حصوں کی زمین کے مختلف هونے سے جو اختلاف طریقه زراعت میں هوتے هیں اُنکو یهه بیان مذکوره بالا حاوی نهیں هی اور اُن ملکوں سے جنمیں چانول پیدا هوتا هی مثل بنگاله اور کارو منڈل کے کناره کے تو یهه بیان کنچهه مناسبت هی نهیں رکهتا اُن ملکوں میں اول تو دهانوں کو ایک مدت معین تک پانی میں ڈوبا رکهنا ضرور هوتا هی اور جب وه پهوٹ کر ایک خاص حالت پر پهونچ جاتے هیں تو اُنکو وهانسے اُٹهاکر دوسری جگهه لگانا پڑتا هی دهانوں کی کهیتی ایک بڑی دقت اور محنت کا کام هی *

# دسواں باب

## تجارت کا بیان

### بیرونی یعنی غیر ملکی تجارت

منو کے مجموعہ میں اگرچہ عیاشی کی اکثر چیزوں کا بیان ہی لیکن یہہ نہیں ظاهر هوتا کہ اُنمیں سے کوئی شی غیر ملکی پیداوار تھی اُن چیزوں کی کثرت سے معلوم هوتا هی کہ هندوستان کے سب حصوں کے آپس میں تجارت جاری تھی *

منو کے مجموعہ کے ایک مقام † میں صرف یہہ بیان پایا جاتا هی کہ سود اُس روپیہ کا جو جوکھوں کے کاموں کے لیئے قرض دیا جاوے ایسے لوگوں کے مشورہ سے قایم هونا چاهیئے جو خشکی اور سمندر کے سفر کے حالات سے بخوبی واقف هیں منو کے مجموعہ میں جو سمندر کا لفظ کسی اندرونی چشمہ یا دریا سے متعلق نہیں پایا جاتا اسلیئے یہہ سمجھا جاتا هی کہ مجموعہ کی تالیف کے زمانہ میں هندو سمندر میں جہازرانی کرتے تھے مگر غالب یہہ هی کہ بحری تجارت اُنکی ساحلوں سے مخصوص تھی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اس سے بھی زیادہ قدیم زمانہ میں بحر قلزم میں اُنکی آمد و شد هوئی لیکن یہہ بات تحقیق نہیں کہ اُنکی بحر قلزم کی طرف کی تجارت خشکی کی راہ سے هوتی تھی یا کچھہ سمندر کی راہ سے بھی هوتی تھی اور نہ یہہ تحقیق هی کہ ان دونوں صورتوں میں سے گو کوئی سی صورت هو هندوستان کے لوگ اپنی حدود سے باهر غیر ملکی تجارت کرتے تھے غالب ایسا معلوم هوتا هی کہ وہ تجارت اهل عرب کے هاتھہ میں تھی جسمیں سے تھوڑی سی اُس تنگ سمندر کی راہ سے جو ملک سندھ کے مغربی کنارہ سے مسقط تک هی عرب میں هوکر مصر

---

† باب ۸ اشارک ۱۵۶ و ۱۵۷

و شام میں بھي ہوتي ہوگي اور دوسرا سلسله اُسکا خشکي یا ساحل سمندر کي راه سے بابل اور ایران تک پہونچتا ہوگا † ہندوستان کے مغربي سمندر کے صاف صاف حالات جو ہمکو معلوم ہیں اُنسے ہندوستانیوں کي اُسطرف کي تجارت کا کوئي نشان نہیں پایا جاتا چنانچه نیٔرکس کو جو سکندر کے جہازوں کے بیڑوں کا افسر تھا ( سنه ۳۲۶ قبل مسیح ) دریاے اٹک سے فرات تک سمندر کے کناره کناره جانے میں کوئي جہاز ہندوؤنکا نہیں ملا جو کشتیاں ملیں وه مچھلي پکڑنے والوں کي تھیں اور وه بھي بہت کم کہیں کہیں نظر آئیں اٹک میں بیشک کشتیاں تھیں مگر بہت تھوڑي اور چھوٹي چھوٹي تھیں کیونکه ایریٔن مورخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہی که سکندر کو اپنے بیڑے کي اکثر بڑي کشتیاں خود بنوانی پڑیں اور اُنکے چلانے وغیره کا انتظام کرنے کے واسطے ملاح بحر قلزم سے بولانے پڑے ‡ یہي مورخ ہندوستان کي قوموں کے شمار کرنے میں ہندوؤں کے چوتھے فرقے یعني تاجر اور پیشه وروں کي نسبت لکھتا ہی که اُسي گروه میں سے جو لوگ دریاؤں میں جہاز راني کرتے ہیں وہي جہاز بناتے ہیں § اس سے ہم کو یہه نتیجه نکالنا چاهیٔے که جسقدر ایریٔن کو ہندوؤں کے حالات سے واقفیت حاصل ہوئي اُس سے معلوم ہوتا ہی که ہندو سمندر میں جہاز راني نہیں کرتے تھے *

## مغربي ساحل سے جو تجارت ہوتي تھي

ایریٔن کے علاوه اور بیانوں سے جو ہمکو مغربي ساحل کي تجارت کا حال معلوم ہوتا ہی وه اُس مورخ کے بیان ہیں جو دوسو برس قبل

† ونسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت اور جہاز راني کي جلد ۲ صفحه ۳۵۷ لغایت ۳۷۰ *

‡ کتاب مہم سکندر کا حصه چوتھا صفحه ۲۳۵ و ۲۳۶ مطبوعه سنه ۱۷۰۴ ع اور اسي کتاب کے حصه ہندوستان کا باب ۱۸ صفحه ۳۳۲ *

§ کتاب مہم سکندر کے حصه ہندوستان کا باب ۱۲ صفحه ۳۲۵ *

مسیح علیه‌السلام کے گذرا هی † جسکو صرف مصر اور عرب کے جنوب میں آمدو شد هونے کا علم تها وہ بیان کرتا هی کہ دارچینی اور تیج ان میں آیا کرتي تهي بلکہ صاف بیان کرتا هی کہ هندوستان سے جهاز سیهه یعني یمن کے بندر گاہ میں جایا کرتے تهے غرض کہ اس مورخ کے بیان سے همکو یهہ سمجهنا چاهیئے کہ تجارت بالکل اهل عرب کے هاتهہ میں تهي *

سنہ ۵۰۰ ع کے بعد کا حال اِس تجارت کے راستہ کا اور اُن جنسوں کي پوري تفصیل جنکي تجارت هوتي تهي همکو بحر ارتهلي والے پریپلس کي کتاب سے جو ایک تجربہ کار جهاز ران هی معلوم هوتي هی یهہ شخص بحر احمر اور عرب کے جنوب و مشرق کے کل ساحل اور هندوستان کے تمام کنارہ کے برابر برابر راس کماري سے کاروملڈل تک سفر کیا کرتا تها اِن حدود کے اندر جو تجارت جاري تهے اُسکا اور انکے باهر کي تجارت کا بهي وہ حال بیان کرتا هی جس سے ظاهر هوتا هی کہ اُسکے زمانہ تک هندوستان کے جهاز خلیج ایران میں سے گذر کر عرب کے کنارہ کنارہ بحر احمر تک جاتے تهے لیکن اُسکے بعد اگر سب کے سب جهاز ران نهیں تو مصر کے یوناني بحر احمر میں سے نکلتے هي ساحل کو چهوڑ کر بحر هند کے بیچ میں گذرتے هوئے ملیبار کو جایا کرتے تهے *

پس اِس طرح سے تجارت دور دور تک جاري تهي مگر تجارت کرنے والے یوناني اور اهل عرب معلوم هوتے هیں عرب کو ایسا ملک بیان کیا گیا هی جسمیں ناخدا اور جهاز ران اور ایسے شخص جو تجارت کا بهت سا شوق رکهتے تهے کثرت سے آباد تهے لیکن هندوؤں میں اِس قسم کے لوگوں کے موجود هونے کا ذکر نهیں هوا اور هندوؤں کي طرف اپنے ملک سے باهر جانے میں بجز اِس بات کے کہ اُنکا اُن اهل عرب اور

---

† اس مورخ کا نام اگاتهر کاتیڈز جسکا حوالہ ڈیوڈورس اور فوٹیئس نے یا هی و نسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت و جهاز راني کي جلد ۲ صفحہ ۲۵ *

یونانیوں کے ذکر میں ذکر کیا گیا ہی جو ملے جلے تھوڑے سے اُس جزیرہ میں آباد تھے جو بحر احمر میں تھا جسکو اب جزیرہ سکاترہ سمجھتے ہیں کوئی اشارہ نہیں کیا گیا اهل عرب کے قابو میں ہندوستان کی تجارت اِس قدر تھی کہ پلینی صاحب یونانی مورخ کے زمانہ میں لنکا کا مغربی کنارہ اُنکی بستیوں سے معمور ہوگیا تھا اور ملیبار کے کنارہ پر بھی مقیم تھے † لیکن کتاب پریپلس میں کنارہ کنارہ کی تجارت میں ہندوؤں کو نہایت مستعدی سے مصروف بیان کیا گیا ہے اور اِسی کتاب کی بموجب جہازوں کے بوجھہ اوتارنے کے لیئے جو دریاے اٹک کے دہانہ پر کے مانع کے سبب سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے اُنکی کشتیاں لگی رہتی تھیں اور مچھلی پکڑنے والوں کی کشتیاں خلیج کیمبی کے دہانہ کے پاس اِس لیئے نوکر رکھکر موجود رکھی گئی تھیں کہ جو کشتیاں بحری گزا یعنی بروچ میں آویں اُنکی رہنمائی کریں کیونکہ اِس مقام میں جیسا کہ اب بھی ہی کنارہ پر بہت دور تک کیچڑ رہنے اور جوار بھاٹہ کے جلد چڑھ آنے سے کشتیوں کو خطرہ تھا *

## مشرقی کنارہ کی تجارت

بروچ سے جنوب کیطرف کنارہ پر بندرگاہ تھے جہاں ہم یہہ قیاس کریں کہ جو کشتیاں کنارہ پر کی تجارت کے لیئے آیا کرتی ہونگی وہ ٹھہرا کرتی ہونگی مگر یہہ مصنف راس کماری کے مشرقی کنارہ کا حال بیان کرتا ہی اُن بڑی بڑی کشتیوں کا ذکر کرتا ہی جو خلیج بنگالہ میں سے گذر کر گنگا میں اور کرائیسی کو جس سے غالباً جزیرہ سماترہ یا ملایا مراد ہی جاتی تھیں یہہ بات بالکل اُن حالات کے مطابق ہی جو ہندوستان کے مشرقی کنارہ کی تجارت کے ہمکو معلوم ہوئی ہیں اور اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ کارومنڈل کے کنارہ کے باشندے اپنے اُن ہم وطنوں سے جو ہندوستان کے مغربی کنارے پر رہتے تھے بحری کار و بار میں پہلے سے ممتاز ہیں جن ملکوں میں گنگا

---

† ونسنٹ صاحب کی کتاب متقدمین کی تجارت اور جہاز رانی کی جلد ۲ صفحہ ۴۸۳

بھتي ہی اُنکي خاص حالتوں کے سبب سے یہہ غالب ہی کہ جس زمانہ میں نیئرکس نے دریاے اٹک میں تجارت کا بہت کم نشان پایا گنگا تجارت کي کشتیوں سے جیسیکہ اب ہی معمور ہوویگي اور اُسکے کناروں پر جو کتني ہي ترتیب یافتہ سلطنتیں آباد ہوچکي ہیں اُنسے بھي یہي بات قیاس میں آتي ہی پس جن جنسوں کي رسد ایسے زر خیز اور وسیع ملکوں میں سے باہر کو جاتي تھي اُنکي خواہش اور حاجت کم ترقي یافتہ ملک دکھن کو ضرور رہتي ہوگي اور ملک دکھن اور خاص ہندوستان کے آپس میں بسبب جنگلوں اور قزاق قوموں کے جو بہ نسبت آجکل کے اُس زمانہ میں غالباً زیادہ وحشي تھیں امد و شد و میل جول ہونے میں خلل تھا تو مشرقي کنارہ کے جہاز رانوں کو یہہ بڑي ترغیب ہوئي ہوگي کہ خلیج بنگالہ کے صاف اور سیدھے رستہ کے کم خطرہ کو گوارا کریں جہاں زمین سے کچھہ تھوڑے ہي فرق سے کنارہ کے قزاقوں کے پنجۂ ظلم سے محفوظ رہا کرتے ہونگے *

## جزیرہ جاوا اور اور جزیروں میں ہندوؤں کي بستیوں کے بسنے کا بیان

جبکہ یہہ طریق ایک دفعہ قایم ہوگیا ہوگا تو خلیج بنگالہ کے اوپر کے حصہ کو طے کرنا اور کچھہ بہت مدت نگذري ہوگي کہ اُس خلیج کے اُس بہت چوڑے حصہ کو بھي طے کرنا جو جزیرہ سماترہ اور جزیرہ ملایا سے محدود ہی آسان ہوگیا ہوگا کارومنڈل کے کنارہ کے باشندوں کو کچھہ ہي تحریک ہوئي ہو لیکن جس خطہ کے ہندوؤں نے جرأت و ہمت کرکے عین سمندر میں پہلي پہل جہاز راني کي وہ ضلع کارومنڈل کے شمالي حصہ کے باشندے تھے جاوا کي کتب تواریخ سے ظاہر ہوتا ہی کہ ضلع کلنگا کی بہت سے ہندو گروہ کے گروہ جہازوں پر چڑہ کر جاوا میں گئے اور وہاں کے باشندوں کو تعلیم و تربیت کي اور اپنے وہاں پہونچنے کي تاریخ اُس سنہ کے قایم کرنے سے جو اب بھي موجود ہی جسکا

شروع سال پچھتروان برس قبل مسیح علیہ‌السلام کا تھا قرار دي اس بیان کي صداقت هندوؤں کے اُن بہت سے عالیشان کھنڈروں سے جو اب بهي جاوا میں موجود هیں اور اس حقیقت سے بخوبي هوتي هی که اگرچه لوگوں کي عام زبان ملایا هی لیکن مقدس زبان جسمیں تاریخانه اور شاعرانه تصنیفیں اور اکثر کتبی هیں وه شاستر میں سے نکلي هوئي ایک زبان هی اس قدیم تاریخ کا ثبوت چوتهي صدي کے چیني جاترے کے روز نامچه سے ایسے هي خوبي کے ساتهه ثابت هوتا هی اُسنے جزیره جاوا کو بالکل هندوؤں سے آباد پایا اور اُسنے ایسے جہازوں میں جنکے کار پرداز برهمن تهے گنگا سے لنکا اور لنکا سے جاوا اور جاوا سے چین کا سفر کیا † بعد اس زمانه کے جاوا میں جو هندو مذهب رایج تها وه غالباً بده مذهب سے مغلوب هوگیا مگر هندوؤں کي حکومت جاوا میں چودهویں صدي تک رهي اور اُسکے بعد اُن نو مسلموں نے جنکو عرب کے واعظوں نے تیرهویں صدي میں مسلمان کرلیا تها جاوا کي حکومت کو تهه و بالا کر ڈالا اور جزیره بالي جو جزیره جاوا کے مشرق میں هی اب بهي هندوؤں سے آباد هی شکل و شمایل اُنکي تاتاریوں کي سي هی مگر وه اپنے آپ کو هندوستان کے هندوؤں کي چاروں قوموں میں سے بتاتے هیں یهه ممکن هی که وه هندوؤں کي نسل میں سے هوں لیکن غالب یهه هی که اُنکا صحیح‌النسب هونا جهوٹ هو چنانچه اس سے زیاده فریب اور جهوٹي ادعا کي مثال جاوا کے اُن شاعروں کا بیان هی جنہوں نے مهابهارت کے تمام حالات کو گنگا جمنا پر سے تمام شهروں اور شجاعوں اور راجاؤں سمیت اپنے جزیره جاوا میں منتقل کرلیا هے *

## یونانیوں کے زمانه کے بعد کے هندوؤں کي تجارت

پریپلس کے عهد کے بحري سفر کرنے والوں اور سیاحوں کے بیان سے ظاهر هوتا هی که هندوستان کے ساتهه بڑي تجارت هوتي تهي مگر اسباب

† روز نامچه رائل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۹ صفحه ۱۳۶ لغایت ۱۳۸

کي اُن سے کوئي اطلاع نہیں ہوتي کہ ہندوؤں کیطرف سے اُسمیں کسقدر کوشش ہوتي تھي ( یعنے ہندو بھي کچھہ اسباب تجارت اُن ملکوں کو جہاں سے اُنکے ہاں اسباب آتا تھا لیجاتے تھے یا نہیں ) کیونکہ اہل عرب اور چینیوں کے جہازوں کي نسبت تو یہہ بیان ہی کہ اُن کے جہاز ہندوستان کے بندرگاہوں میں آتے جاتے تھے مگر اسبات کي طرف کوئي اشارہ نہیں کہ ہندوؤں کا بھي کوئي جہاز اُن ملکوں کو جاتا تھا † *

البتہ مار کوپالو صاحب ملیبار کے کنارہ کے ایسے قزاقوں کا ذکر کرتے ہیں جو گرمیوں بھر سمندر میں لوٹ مار کرتے پھرا کرتے تھے علاوہ اسکے طریقہ اُنکا یہہ بھي معلوم ہوتا ہی کہ وہ کنارہ کے قریب لنگر کیئے کھڑے رہا کرتے تھے اور کسي مسافر جہاز کے قریب آنے پر لنگر اُٹھا کر اُسکو لوٹنے کھسوٹتے تھے جبکہ مشہور جہازران واسکوڈیگاما صاحب ملیبار کے کنارہ پر پہونچے تو اُنہوں نے تمام تجارت مسلمانوں کے ہاتھہ میں پائي اور اُنہیں کي رقابت اور حسد کے باعث واسکو ڈیگا ما صاحب اور اُنکے بعد کے آنے والے اہل یورپ نے بڑي بڑي دقتیں سہیں *

## اُن چیزوں کا بیان جو قدیم زمانہ میں ہندوستان سے باہر کو جاتي تھیں

ہندوستان سے مغرب کو جو چیزیں پریپلس کے زمانہ میں جاتي تھیں وہ اُن چیزوں سے بہت مختلف نہ تھیں جو اب جاتي ہیں یعني سوتي کپڑہ ململ وغیرہ اور مختلف قسموں کي چھینٹ اور ریشم اور نیل وغیرہ رنگ اور دارچیني اور اور مصالحہ شکر اور ہیرہ موتي زمرد اور بہت سے انسے کم درجہ کے جواہر اور فولاد اور دوائیاں اور عطریات اور کبھي کبھي چھوکریاں *

## جو چیزیں ہندوستان میں باہر سے آیا کرتي تھیں

موٹا جھوٹا اور بہت باریک کپڑا ( اس سے غالباً اُوني کپڑا مراد ہے )

† مارسڈن صاحب والي مارکو پالو کي کتاب کے صفحہ ٦٨٧ کو دیکھو ·

پنسل ٹین سیسه مونگا شیشه سرمه اور چند عطریات جو هندوستان میں نهیں هوتی تهیں اور کئی قسم کی شراب جس میں سے اٹلی کی شراب کو ترجیح هوتی تهی بهت سا سونا چاندی اور سونے چاندی وغیره کے سکه *

## اُس تجارت کا بیان جو هندوستان کے اندر هوتی تهی

مال و اسباب کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پهونچانے میں گنگا اور اُسکی بهت سی شاخوں سے جو بڑی آسانی حاصل تهی اُسکا حال معلوم هواهی مگر چونکه تهوڑے هی دریا اور ایسے تهے جنمیں سمندر سے دور تک جهاز رانی هوسکی تو یهه ضرور هی که بهت سی تجارت خشکی کے راستوں کے ذریعه سے هوتی هوگی بار برداری کا بڑا ذریعه بیل هوں گے لیکن چونکه نهایت قدیم هندوؤں کے زمانه سے لیکر سلطنت مغلیه تک بڑی سڑکوں پر گورنمنٹ کی بهت توجهه رهی هی اِس سے ثابت هوتاهے که پچهلے زمانه کی نسبت سابق میں گاڑیوں کا بهت زیاده رواج هوگا *

# گیارهواں باب

## هندوؤں کے اطوار اور خصلت کا بیان

### هندوستان کی قوموں کے اختلاف کا بیان

کهتی هیں که هندوستان خاص اور دکهن باستثناے ملک روس اور بالٹک کے شمالی ملک کے تمام یورپ کے برابر هی اس تمام وسعت میں دس تربیت یافته قومیں پائی جاتی هیں یهه سب قومیں ایک دوسرے سے زبان اور چال چلن میں قریب اُسیقدر کے اختلاف اور تفاوت رکهتی هیں جسقدر که یورپ کے اُس حصه میں رهنے والی قومیں رکهتی هیں جسکا ابهی مقابله کیا گیا هی *

اور اُسیقدر عموماً مشابهت اُن قوموں میں پائی جاتی هی جو عیسائی ملکوں میں پائی جاتی هی چنانچه عیسائی ملکوں میں ایسی بڑی

مشابہت هی که اگر کوئي هندوستاني اجنبي یورپ میں جاتا هی تو وہ اتلي والوں اور انگلستان والوں میں کچھہ فرق نہیں کرسکتا اسیطرح اهل یورپ هندوستان کي بہت مشابہہ قوموں کا یکایک امتیاز نہیں کرسکتے هیں *

بہت بڑا فرق و تفاوت هندوستان خاص اور دکہن کے باشندوں میں هی اِن دونوں بڑي قسمتوں کے وہ حصے جو قریب قریب واقع هیں آپس میں مشابہہ هیں لیکن شمال اور جنوب کي حدوں پر زبانوں میں بجز اِسکے اور کوئي مشابہت نہیں که اُن میں شنسکرت شامل هی اور فرقوں کا مذهب اور طرز عمارت جسکا کچھہ بیان بهي هو چکا هی مختلف هی اور پوشاک میں اکثر باتوں کا اختلاف هی اور صورت بهي مختلف هی چنانچہ شمال کے باشندے کشیدہ قامت اور خوب صورت اور جنوب کے پست قد اور سیاہ فام هوتے هیں اور شمال والے گیہوں کھاتے هیں اور جنوب والے راگي یہہ ایک ایسا اناج هی جس سے هندوستان خاص کے لوگ ایسے هي ناواقف هیں جیسے که انگلستان کے اُن دونوں بڑي قسمتوں میں بہت سي باتوں کے اختلاف کا سبب یہہ هی که جسقدر ملک برهمنوں کے پیرووں نے فتح کرکے آباد کیا اور بعد اُسکے جسقدر مسلمانوں نے فتح کیا اور آباد کیا اُس میں فرق و تفاوت هوا لیکن زیادہ تر اختلاف کا هونا مکان اور آب و هوا کي خصوصیتوں اور نسلوں کے متفاوت هونے کے باعث سے هی مثلاً بنگالہ اور وہ حصہ هندوستان کا جس میں گنگ بہتي هی ملحق هیں اور همیشہ هر ایک حکومت کے تحت میں ساتھہ هي ساتھہ آیا کئی هیں لیکن بنگالہ مرطوب ملک هی اور اُسمیں پاني کے سیلاب اور اهلے آتے رهتے هیں اور هرطرح کي علامتیں زمین کے مرطوب هونے کي اُسمیں موجود اور هندوستان خاص اگرچہ زرخیز ملک هی مگر بنگالہ کي نسبت اُسکي زمین اور آب و هوا میں یبوست هی یہہ اختلاف عادتوں میں فرق و تفاوت پیدا کرنے کے سبب سے قوموں کے غیر مشابہہ هونے کا

بڑا باعث ہوا ہوگا اور دونوں قوموں کی زبانوں کے ماخذ کے مشترک ہونے سے اُن کی نسلوں کے مختلف ہونے کا احتمال نہیں ہوسکتا *

اِس اختلاف کا باعث کچھہ ہی کیوں نہو لیکن وہ بہت بڑا اختلاف ہی چنانچہ ہندوستان خاص کے گنگا کے قریب کے رہنی والی ہندو کشیدہ قامت اور خوب صورت جواں مرد اور بہادر ہوتے ہیں اور مسکن اُنکے کہلے میدانوں کے گنجان بسی ہوئی گانوں میں کہپریل سے چھائی ہوئے ہوتے ہیں اور خوراک اُنکی گیہوں کے ایسے آٹی کی روٹی جسکا خمیر نہیں اُٹھاتے ہوتی ہی *

برخلاف اِسکے بنگالیوں کے چہروں کا نقشہ تو درست اور اچھا ہوتا ہی مگر رنگ کالا اور صورت زنانہ پست قد ہوتے ہیں اور بز دلی اور باطل اعتقاد رکھنے اور فن و فریب میں شہرہ آفاق ہیں اور دیہات اُنکے پھونس کے جھونپڑوں کے بانسی اور کھجور وغیرہ کے درختوں میں بسے ہوتے ہیں اور لباس اُنکا ہندوؤنکا قدیمی لباس ہی یعنی ایک چادر کمر میں ڈالکر اُسکے دونوں پلہ دونوں کندھوں پر ڈال لیتے ہیں اُنکا ایک طریقہ یہہ ہی جس سے ہندوستان خاص کے آدمی نا آشنا ہیں کہ نہاتے وقت بدن پر تیل ملتے ہیں جس سے اُنکا جسم چمکدار اور چکنا ہوجاتا ہی اور اُنکی ملک کی مرطوب آب و ہوا کا اثر نہیں ہونے پاتا ہی اور اصل غذا اُنکی چاول ہیں اور اگرچہ اُنکی اور ہندوستانیوں کی زبان کے محاورے اس سے زیادہ ملتی جلتی ہیں جیسے کہ انگریزی اور جرمن کے ہیں مگر ہندوستان خاص کا باشندہ اُن کی زبان بالکل نہیں سمجھتا *

باوجود اِسکے یہہ دونوں قومیں اپنے مذہب اور اُن عادتوں اور رسموں وغیرہ میں جو از روے مذہب کے ہونی چاہئیں اور علم اور تدبیر مملکت اور عام مطلبوں اور بسر اوقات اور چال چلن میں ایسے مشابہ ہیں کہ ایسا اہل یورپ جسکو اُنکے فرق سے پہلے سے آگاہ نہ کیا جاوے ضرور

سے چلکر غالباً اُنکے حد فاصل سے بلا اِطلاع اِس بات کے گذر جاویگا کہ ان دونوں قوموں میں فرق و تفاوت کس مقام سے شروع ہوا *

مختلف قوموں کا فرق اُن مقاموں پر ظاہر ہوگا جہاں اِس تاریخ کے سلسلہ میں علحدہ علحدہ بیان کیا جاویگا ابتک جو کچھہ کہا گیا اور باقي جو کچھہ کہنا منظور هی وہ سب هندو قوم سے متعلق هی *

## گانوں کا بیان

باوجودیکہ هندوستان میں بہت بڑے بڑے شہروں کي کثرت هی بہت سے آدمي کاشتکار هیں دهقان جمع هوکر گانوں میں رهتے هیں هر روز صبح کو اپنے گانوں میں کهیتوں پر محنت کرنے کو جاتے هیں اور شام کے وقت اپني اپني مویشي لیکر پهر گانوں میں واپس آتے هیں ملک کے مختلف حصوں میں دیہات مختلف وضع کے هوتے هیں چنانچہ اکثر حصوں میں اُنکے آس پاس چار دیواري هوتي هی اور وہ اس قابل هوتي هی کہ تهوڑے عرصہ تک دشمن کی ملکي فوج کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں اور بعض سرکش ضلعوں میں اِس قابل هوتي هی کہ اپنے همسایوں اور سرکاري افسروں کے مقابلہ میں بهي اُس سے کچهہ پناہ ملسکے اور بعضوں میں پست احاطہ اور اُسمیں بڑا کوڑک صرف اِسواسطے لگا هوا هوتا هی کہ مویشي مجتمع اور محفوظ رهے *

بنگالہ اور خاص هندوستان کے دیہات کے گهروں کا مقابلہ کیا جاتا هی تو بنگالہ کے گانوں میں جهونپڑا دو چهپرا جهالردار چهانے اور بید اور بانس کي خوشنما ٹٹیوں کي دیواریں بنانے کے سبب سے نہایت خوبصورت جهونپڑا هوتا هی *

اور خاص هندوستان کے گانوں کے گهر چکني مٹي یا کچي اینٹوں کے بنے هوئے کهپریل سے چهئے هوئے هوتے هیں اگرچہ آسایش دینے میں برابر هوتے هیں مگر صورت اُنکي ایسي اچهي نہیں هوتي جیسي کہ بنگالہ کے دیہات کے جهونپڑوں کي هوتي هی اور دکهن کے گانوں میں گارے یا پتهر

کي دیواروں کے کوتھے جنپر سیدھي چھت پٹي هوتي هی ایسي معلوم هوتي هیں که بدون چھت کے کھنڈر کھڑے هیں جو نہایت بد صورت هوتے هیں اور اُس سے تھوڑا اور جنوب کو اگرچه سب سامان اُنکي تعمیر کا وهي هوتا هی مگر بنانے کي صنعت بہت بہتر هوتي هی چنانچه دیواروں پر سرخ اور سفید چوڑي چوڑي دهاریاں هونے سے بہت خوبصورت معلوم هوتي هیں *

هر گانوں میں بازار هوتا هی جسمیں اناج تماکو مٹھائي اور موٹا جھوٹا کپڑه اور گانوں کے خرچ کي اور چیزیں بکتي هیں اور بازار کا دن (یعني پینٹھ) اور سالانه میلے اور تہوار هوتے هیں اور اکثر حصوں میں هندوستان کے هر گانوں میں کم سے کم ایک مندر یا احاطه مسافروں کے ٹھہرنے کے واسطے هوتا هی اور تمام گانوں مذهبي ساده سنتوں کے کھانے پہننے کي بطور خیرات کی خبرگیري کرتے هیں اور تہوار اور میلوں اور خیرات کے واسطے چنده جمع کر رکھا کرتے هیں مسافر خانه میں کهیں کهیں کسي دیوتا کا کوئی چھوٹا سا مندر بھي هوتا هی اور یهه مسافرخانه کا مکان بطور ایک عام دیوانخانه کے هوتا هی (یعنے اسمیں شادي بیاه کي مجلس اور پنچایتیں وغیره هوتي هیں) اگرچه هر گانوں میں چند درخت بھي سایهدار ایسے هوتے هیں که اُنکے نیچے جمع هوکر گانوں والے صلاح مشوره کرلیتے هیں کسي موقع پر نه تپائیاں درکار هوتي هی نه میزوں کي حاجت پڑتي هی *

## گانوں والوں کي عادتیں

گھروںمیں بھي بجز ایک بوریه کے جسپر بیٹھتے اُٹھتے هیں اور کچھه مٹي اور پیتل کے برتن هنڈیا اور رکابي وغیره اور روٹي پکانے کے لیئے توا تغاري اور چکي چوله اوکھلي موسل کے سوا اور کچھه ساز و سامان نهیں هوتا پلنگ کو جسپر نه بستر هوتا هی نه چتهري اور پردوں کي گنجایش

هوتي هى ديوار سے لگاکر کهڑا کرديتے هيں اور کهانا گهر سے باهر صحن ميں يا ايک هلکي سي جهونپڑي ميں پکتا هى جهونپڑي اگرچه کچهه پر تکلف نهيں هوتي مگر ليپي پتي صاف اور پاکيزه هوتي هى *

گانوں کے رهنے والے اميروں ميں بهي کچهه بهت بڑا فرق نهيں هوتا صرف اُنکے مکان دو منزلے هوتے هيں اور اُنميں صحن هوتا هى ديهات کے آدميوں کي حالت عموماً اچهي نهين هوتي هميشه لگان ادا کرنے کے واسطے وه روپيه قرض ليتے هيں جسکے باعث سے ايسے حساب کے جهميله اور قرضه کے بکهيڑه ميں پهنس جاتے هيں که اُنسے پله پاک هونا نهايت مشکل هوتا هى اور ايسے کوته انديش نا عاقبت بين بهي هوتے هيں که اگر قرض سے چهٹکارا بهي پاتے هيں تو ضروري اخراجات کے واسطے روپيه جمع نهيں کرتے اور پهر قرض ميں مبتلا هو جاتے هيں بعضے هوشيار اور دور انديش بهي ايسے هوتے هيں که جائدادين پيدا کر ليتے هيں اُنکے گانوں کے امن و امان ميں اُن سازشوں کے باعث سے جو پدهان کے مقابله ميں هوتي هيں يا پدهان کي ظلم زيادتي يا سرکار کي سخت گيري سے خلل آتا هى اور اُنکے آپسميں به نسبت انگلستان کے ديهاتيوں کے جهگڑے اور تنازعه بهت زياده هوتے رهتے هيں جنکي اکثر عدالت تک نوبت پهونچتي هى ليکن هر قسم کے جبر و تعدي اور نشه سے بدمستي اُن ميں بالکل معلوم نهيں هوتي بهر حال گانوں کے باشندے دنگه فساد مار پيٹ سے مجتنب اور نيک چلن اور اپنے حال ميں خوش هوتے هيں *

کسان علي الصباح اٹهکر دعاے خير مانگتا هى اور هاتهه مونهه دهوکر اپني مويشي ليکر کهيت پر چلا جاتا هى ايک دو گهنٹے کے بعد کچهه رات کا بچا باسي کهانے کا ناشته کرتا هى اور اُسوقت تک برابر محنت کهنچاتا هى که دوپهر هو جاتا هى اور اُسکي بي بي گرم کهانا اُسکے واسطے لاتي هى وه اُسکو کسي ندي کے کناره يا درخت کے نيچے بيٹهکر کهاتا هى اور پهر دو بجے تک باتيں کرتا اور سوتا هى اسوقت ميں اُسکے مويشي بهي

چر چگ کر سیر هو جاتي هی اور آرام پاتے هی دو بجے کے بعد سے شام تک محنت کرکے اپنے مویشیوں کو گھر میں لاتا هی اور اُنکو کھلا پلا کر اور خود نہا دهو کر کھانا کھاتا حقا پیتا هی پورباقي شام اپنے بي‌بي بچوں اور همسایوں میں هنس بول کر تمام کرتا هی گانوں کي عورتیں چرخه کاتنے کے سوا کنوئے سے پاني بهرکر لاتي اور پیستي پکاتي هیں اور اور گهرکا کام دهندها کرتي هیں *

## شہروں کا بیان

هندوؤں کے شہروں میں اینٹ یا پتھر کے بہت اُونچے اُونچے مکان هوتے هیں جن میں تهوڑیسی اوپر کے درجه میں کھڑکیاں هوتي هیں اور نهایت تنگ گلي کونچے هوتے هیں جن میں اول تو کسیطرح کي کچھه وغیره کچھه نہیں هوتي اور اگر کچھه هوتا هی تو وه یهه هوتاهی که پتهر کے ٹکڑے ناهموار اونچے نیچے لگے هوتے هیں اور گلي کونچوں اور بازاروں میں ایسے لوگوں کا هجوم اور کشمکش هوتي هی جو اس طرحسے پهرتے هیں که جس طرف سے ایک آتاهی اُسي طرف کو دوسرا جاتا هے اور طرح طرح کي سواریوں پالکیوں اور بہلیوں اور ایسے پیادوں کا جو پرتلےمیں تلوار ڈالے پهرتے هیں اور ساده‌سنتوں اور بیکار سپاهیوں کا جو ایدهر اُدهر حقه اوڑاتے پهرتے هیں اور موٹي تازه سانڈونکا جنکو بازار کے غله یا راه گیر کے راسته پر سے بهزار دقت مارپیٹ کر هٹایا جاتا هی هجوم رهتا هی *

نهایت مشهور دوکانیں" حلوائیوں اور میوه فروشوں اور غله فروشوں اور کسیروں اور پنساریوں اور تماکو والوں کي هوتي هیں بزاز اور شال فروش اور اور سودا بیچنے والے اپنے اسباب کو کٹهریوں میں باندهے رکھتے هیں اور اِن چیزوں سے بهي زیاده بیش قیمت اشیاء یعنے جواهرات کو جوهري کهلاهوا نہیں رکھتے دوکانیں بازار کي طرف کهلي‌هوئي هوتي هیں جنکو دو مقابل کے مکانوں کا برانده کهنا زیبا هی خریدار بازار میں کهڑے هوئے سودا خرید کرتے هیں *

اکثر شہروں کے فصیل هوتي جس سے دشمن سے پناہ میں رهنے کے قابل هوتے هیں *

شہروں میں کوئي موروثي پدهان یا اور افسر گانوں کي طرح نہیں هوتا بلکہ اُن میں اکثر وہ سرکاري عہدہ دار مقیم رهتا هی جس کے تحت میں وہ ضلع هوتا هی اور وہ سرکاري افسر اُن کا انتظام فوجداري اور تحصیلي محکموں کي مدد سے کرتاهی شہروں کو انتظام متعلقہ فوجداري کي نظر سے محلوں میں تقسیم کیاجاتا هی اور هر ذات کے لوگوں کا ایک چودهري هوتا هی جو سرکار اور اپنے گروہ کے درمیان میں هرایک کام کے سرانجام کا واسطہ اور وسیلہ هوتا هی اُن ذاتوں کے کهلے کے اچهے برے نتیجے بهي جسمیں اصل ذات کے ساتهہ وہ ذاتیں شامل هوتي هیں جو باعتبار پیشوں کے قایم هوتي هیں اُن کے ساتهہ لازم اور ملزوم هوتے هیں *

شہروں کے اعلی درجہ کے باشندے ساهوکار اور سوداگر اور سرکاري اهلکار هوتے هیں علی‌العموم ساهوکار اور سوداگر ساهوکاري اور سوداگري غرضکہ دونوپیشوں کو ملاجلاکر کرتے هیں اور سرکاري محاصل کا ٹهیکہ بهي لیتی هیں اور بہت بڑے بڑے منافع اُنکو بغیر کسیطرح کي جوکهوں کے حاصل هوتے هیں سرکار سے معاملہ کرنے میں یہہ لوگ اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیئی کسي قدر محاصل رهن کرلیتی هیں یا کسي معتبر شخص کي ذمہ‌داریکرا لیتی هیں اور وہ اپنا روپیہ سواے سود کے بہت سے نذرانہ اور دوچند سود پر دیتی هیں جو اس قدر جلد بڑهتا هی کہ حساب کرتے وقت جبکہ همیشہ نیا اقرار لکها جاتا هی قرض خواہ بہت سا اپنے مطالبہ میں سے چهوڑ دیتا هی تس پر بهي بہت کچهہ منافع اس کا رهتاهی یہہ لوگ بہت سیدها سادها چلن رکهتی هیں اور کفایت شعاري کے ساتهہ اوقات بسر کرتے هیں لیکن بہت ساروپیہ خوشي کي رسموں اور رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرتے هیں *

سرکاری بڑے بڑے عہدہ داروں کا بیان تو پہنچہہ کیا جاوے گا مگر
بیشمار محرروں اور اور کم درجہ کے ملازموں کا کچھہ حال لکھدیتی ہیں
ہر کارخانہ میں اس قسم کے آدمی کثرت سے ہوا کرتے ہیں یہاں تک کہ
کیساہی چھوٹا سا کارخانہ کیوں نہو اُن میں سے ایک آدہ کا اُسمیں ہونا ضرور
ہی سپاہیوں کی کمپنی بغیر ایک محرر کے پوری نہیں ہوتی اور ہرایکہ
امیر آدمی علاوہ اُن متصدیوں کے جو تحصیل وغیرہ کے کام پر متعین
ہوتے ہیں باورچیخانہ اور طویلہ اور بازدار خانہ وغیرہ کے لیئے علحدہ
علحدہ محرر ضرور نوکر رکھتا ہی *

سودا سلف لین دین سب انہیں لوگوں کی معرفت ہوتا ہی اور
پرچہ نویس بھی یہی ہوتے ہیں باوجود اِن باتوں کے بہت سے بیکار پہرتے
اور ہر طرح کی سازش وغیرہ میں کام آنے کے واسطی مستعد اور آمادہ
رہتی ہیں *

## تمام فرقوں کی غذا اور اُن کے کھانے کا طریق

شہروں اور گانوں کے عام لوگوں کی غذا بغیر خمیر کیئے ہوئی آٹی کی
روٹی اور ترکاری اور گھی یا تیل اور مصالحہ ہوتا ہی صرف تماکو پینا
ایک عیاشی کی بات ہی اور حقہ میں بعضی نشہ کرنے والی اور چیزیں
بھی پیتے ہیں اور صرف ادنے ذات کے لوگ اور وہ بھی بہت کم شراب پیکر
بدمست ہوتے ہیں یہہ بدمستی بعضی مرطوب ملکوں سے مثل بنگالہ
اور کانکن اور جنوبی ہندوستان کے بعضی حصوں کے مخصوص ہی
ہندوستان کے جن ملکوں میں انگریزی عملداری ہی وہاں اِسکی زیادتی
ہی اُن ملکوں میں شراب پر محصول لگایا جاتا ہی لیکن شراب خواری
ہندوستانیوں کی کچھہ جبلی عادت نہیں ہی کیونکہ بعض اُن ضلعوں
میں جنمیں ہندوستانی عملداری ہی صرف ممانعت ہی سے لوگ باز
رہتےہیں افیون جسکا استعمال مغربی ہندوستان میں ہی کثرت سے ہوتا ہے

راجپوتوں سے مخصوص ہے چھوٹی قوموں سے متعلق نہیں نہایت مفلس آدمیوں کے سوا سب لوگ پان کھاتے ہیں جو ایک قسم کا خوشبودار پتہ ہوتا ہی اور اُسکی ساتھہ چھالیہ اور سیپی کا چونہ اور اور مصالحہ حسب حیثیت کھانے والی کے ملاتے ہیں اور بعض قسموں کے میوے عام اور سستے ہوتے ہیں*

اعلی درجہ کے لوگوں میں کم سے کم برھمنوں کے کھانے پینے میں اورونکی نسبت کچھہ فرق ہوتا ہی یعنی بہت سی قسم کی ترکاریاں اور مصالحے اُنکے واسطے پروسے جاتے ہیں اور اُنکی دال ترکاری میں ہینگ ضرور لگائی جاتی ہی شاید اِس سے کسی قدر گوشت کا سا مزا ہو جاتا ہوگا اُن تالیوں پر یا ایسی رکابیوں میں کھانے سے جو پرہیز کیا جاتا ہی جنکو اور ذات کے لوگوں نے برتا ہو تو اُس سے عجیب عجیب رسمیں ایجاد ہوئی ہیں چنانچہ بڑے بزم بروج میں بیس یا تیس مختلف قسم کے کھانے اچار و مربا وغیرہ جو ہر ایک آدمی کے روبرو چنے جاتے ہیں وہ پتوں کے برتنوں یعنی پتلوں میں پروسے جاتے ہیں اور یہہ سب کھانوں کی پتلیں زمین پر رکھی جاتی ہیں اور بجاے کسی قسم کے دسترخوان کے زمین پر گلکاریاں نہایت خوب صورت اور خوشنما اسطرح سے بنائی جاتی ہیں کہ کاغذ کے وار پار وہ سب کھدی ہوئی ہوتی ہیں اُسکو زمین پر رکھہ کر طرح طرح کے خشک رنگ پسے ہوے چھڑکنے سے بنجاتی ہیں اور بعد کھانے کے وہ جھاڑو سے صاف ہو جاتی ہیں کم درجہ کی ذات کے هندو گوشت کھاتے ہیں اور برتنوں کے استعمال میں بھی سخت احتیاط نہیں کرتے دھات کی قسموں کے برتن مانجھنے سے پاک صاف ہو جاتے ہیں مگر تمام فرقوں میں ذات کے اختلاف کے باعث سے باهمی صحبت کا اتفاق نہیں ہوتا چنانچہ ایک سپاهی یا جو شخص اپنے خاندان سے دور سفر میں ہو وہ اکیلا پکاتا کھاتا ہے اور بدون اُس خوشی کے جو دسترخوان پر بیٹھہ کر کھانا کھانے سے ہوتی ہی اور بغیر کسی هم پیالہ اور هم نوالہ

درست کے اپنا پیٹ بہر لیتا هی سب فرقے انگلیوں سے کہاتے هیں اور بعد
کہا چکنے کے خوب ململکر دهوتے هیں *

## ایسے شغل جو گہروں میں دل بہلانے کے لیئے کیئے جاتے هیں

شطرنج اور وہ گنجفہ جسکے ورق گول هوتے هیں اور بادشاهوں وغیرہ
کی تصویروں کی جگہہ دیوتوں کی صورتیں بنی هوتی هیں کہیلتے هیں
اور ایک اور کہیل پاسوں اور نرد سے مثل تختہ نرد کی ( یعنی چوسر ) کہیلا
کرتے هیں اور سب سے بڑہ کر شغل گانا سننا هی جس کے ساتہہ کچھہ نرم
اور نازک حرکات و سکنات بہی هوتی هیں جنکو هم مشکل سے ناچنا †
کہہ سکتے هیں مگر بہر حال اس شغل سے طبیعت پژمردہ هوتی هی اسمیں
کچھہ گونا گونی نہیں هوتی مگر بڑی حیرت اسبات سے هوتی هی کہ ایسے
بے لطف شغل سے هر ادنی و اعلی محظوظ هوتا هی یہانتک کہ عوام‌الناس
کو ایسا کچھہ اُسمیں مزا آتا هی کہ رات رات بہر کہڑے کہڑے تماشا
دیکہا کرتے هیں *

یہہ جلسہ جب کسی کمرہ میں هوتا هی تو اُسمیں انگریزی جہاز
فانوس روشن کرتے هیں مگر قدیمی طریق هندوؤں کا اُس مجلس میں
مشعلیں روشن کرنے کا هی جسکی لپٹ ایک کپی سے تیل ڈالتے رهنے سے
قایم رهتی هی گہروں میں معمولی روشنی مٹی یا کسی دهات کے چراغوں
سے کرتے هیں *

## مکانوں کی آرایش اور اعلی درجہ کے لوگوں کی گفتگو

امیروں کے مکانوں میں درونبر گلکاری کے ریشمیں پردے پڑے هوتے هیں اور
چوکہٹ کیواڑوں اور اور لکڑی کی چیزوں پر جو مکان میں لگی هوتی هیں
بہت عمدہ صنعت کا کام هوتا هی اور مکان کے اندر سواسر شطرنجی بچہاکر

---

† نرم و نازک حرکات سکنات هندوستان کا رقص اور ناچنے سے اهل یورپ کا
اپنا مراد هی جسکی مثال هندوستان میں دکہلائی دیا کرتا هی *

اُسپر بیتهنے کے لیئے صاف اور سفید چاندني بچهاتے هیں لیکن اور کسي قسم کا اسباب، نہیں هوتا همسر آدمي مقابله میں قطاروں میں بیتهتے هیں اور راج کاور یا رئیس قطاروں کے وسط میں ایسي جگهه پر بیتهتی هیں جہاں اُس عام فرش پر ایک اور مختصر فرش بچها هوتا هی جسپر زردوزي کے کام کا ایک اور کپڑا هوتا هی اور ایک بڑا تکیه پیچهے لگا رهتا هی هندوستاني اُسکو مسند کهتے هیں یهه مسند فرش سے کسیقدر اونچي بهي هوتي هی راجاؤں کے بیتهنے پر وہ بجاے تخت کے سمجهي جاتي هی *

تکلف بہت کچهه هوتا هی چنانچه ایک ذي عزت آدمي کا استقبال شہر سے ایک دومیل باهر سے کیا جاتا هی اور دوست آشناؤں کي تعظیم اور استقبال اُنکے رتبه کے موافق صدر دروازہ تک جانے یا کمرہ سے باهر نکل آنے یا صرف فرش هي پر کهڑے هوجانے سے هوتا هی اگر کچهه عرصه کے بعد دوستوں میں ملاقات هوتي هی تو معانقه کرتے هیں اور برهمنوں کو دونوں هاتهه جوڑکر دوتین بار پیشاني پر لگانے سے سلام کیا جاتا هی اور اوروں کو ایک هي هاتهه سے سلام کرتے هیں اور برهمن اپنے آپسمیں خاص لفظونکا استعمال کرتے هیں اور باقي هندو رام چندر دیوتا کا دو بار نام لیتے هیں دوست آشناؤں کو اُنکے مرتبه کے موافق بتهایا جاتا هی اور سرکاري جلسوں یعني درباروں میں اُنکي نشست کا تصفیه خط و کتابت کے ذریعه سے پہلے هوجاتا هی ذیمرتبه هندو اپنے آپ سے کم درجه والوں کے ساتهه خوش اخلاقي کے ساتهه پیش آنے میں مشہور هیں اور بڑے اچهے لفظوں سے اُنکے ساتهه خطاب کرتے هیں اور کسي درشت کلامي اور بد زباني سے بہت طیش کہاتے هیں *

عوام‌الناس باهم خوش خلق اور ملنسار هوتے هیں لیکن جب اُن کو غصه آتا هی تو اپني گفتگو میں کچهه بهي کسي بات کا پاس لحاظ نہیں رکهتے *

تمام ملاقاتوں کا اختتام اسطرح پر ہوتا ہی کہ صاحب مکان اُن لوگوں کو جو ملاقات کو آئے ہوتے ہیں پان کھلاتا کپڑوں پر عطر لگاتا گلاب چھڑکتا ہی گویا رخصت کا یہہ سب سامان ہوتا ہی *

اعلی مرتبہ کے لوگوں کي ملاقاتوں اور جلسوں میں شال دوشالہ اور اور پوشاکوں کي کشتیاں موتیوں کي مالا اور جوشن اور سرپیچ مرصع پیشکش کیئے جاتے ہیں اور جبکہ دونوں شخص ہم پلہ ہوتے ہیں تو تلوار اور گھوڑا اور ہاتھي زیادہ کیا جاتا ہی میں یہہ نہیں جانتا کہ یہہ رسم کسقدر قدیم ہی مگر ہندوؤں کے نہایت پورانے سوانگوں میں جوشن وغیرہ کے پیشکشوں کا اکثر ذکر پایا جاتا ہی *

ایسے ہي عمدہ مشہور انعام جنمیں یہہ سب چیزیں ہوتي ہیں نہایت معزز ملازموں اور اُن سپاہیوں کو جنہوں نے بڑے بڑے کارنمایاں کیئے ہوں اور شاعروں اور عالموں کو بھي ملتے ہیں اور نہایت عزیز گویوں کنچنیوں پر تو اس قسم کي بخششوں کي مارا مار ہوتي ہی *

با ادب جلسونمیں بجز اعلی مرتبہ کے لوگوں کے کوئي چون و چرا نہیں کرسکتا لیکن اور مجلسوں میں بہت سي بلا رکاوٹ گفتگو ہوتي ہی ہندوؤں کے چال چلن سے نہایت خلیق ہونا اور گفتگو سے عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہی وہ اپنے ہمسروں کے ساتھہ بھي بہت تعظیم و تکریم اور مسکیني کے ساتھہ بالغرض بھي پیش آتے ہیں علم کا شوق یا اپنے معمولي عادتوں کے سوا اپنے خیالات کو وسعت دینے پر توجہہ بہت کم رکھتے ہیں مگر اسمیں جو کچھہ اُنکو آتا ہی اُسمیں اُنکي گفتگو عمدہ اور معقول اور رمز و کنایوں کے ساتھہ ہوتي ہی *

امیر بھي صبح کو اُسیوقت یا شاید کچھہ ذرا دیر پیچھے اُٹھتے ہیں جسوقت کہ عوام‌الناس خواب سے بیدار ہوتے ہیں اور اپني پوجا کے مکانوں میں پوجا پات کرتے اور اپنے اہلکاروں اور متوسلوں کے ذریعہ سے اپنے نبح کا کام انجام دیتے ہیں پھر نہاتے اور کھانا کھاتے اور سوتے ہیں اور

سہ پہر کو پوشاک پہنکر عام نشست کے مکانوں میں آکر بیٹھتے ہیں جہاں لوگ آکر اُنسے ملاقاتیں کرتے ہیں اور بہت سي رات گئے تک کار و بار کا اهتمام کرتے ہیں بعضے آدمي گانے بجانے کے مشغلہ میں رہتے ہیں مگر اکثر امیر هي ایسے شغل رکھتے ہیں اور علی‌العموم ہندوؤں کے شہر تھوڑي سي رات جانے پر سنسان ہو جاتے ہیں*

## امیروں کي مجلسیں اور تزک و شان

علاوہ ایسے شاذ و نادر موقعوں کے جیسے کہ شادیاں وغیرہ ہیں خاص خاص تہواروں میں اور بعض دوست آشناؤں کي خاطر سے مجلسیں ہوتي ہیں امیروں کے آپس میں تو اُس جلسہ کا آغاز کھانے سے ہوتا هی لیکن اُسکا ضروري جز رقص و سرود ہوتا هی جسمیں نقالوں وغیرہ کے بولانے سے اور رونق تازہ بخشي جاتي هی اور اس وقت میں خوشبوئیں سلگائي جاتي ہیں اور مہمانوں کو بھیني بھیني خوشبو کے ہار پہنائے جاتے ہیں اور تحفہ تحایف بھي جیسا کہ بیان ہوچکا کچھہ کم ضروري نہیں *

درباروں میں تمام امیروں اور بڑے بڑے عہدہداروں کے راجہ کے سلام کے لیئے حاضر ہونے کے واسطے خاص خاص دن مقرر ہوتے ہیں اور اُن موقعوں پر اس کثرت سے اژدہام ہوتا هی جیسا کہ یورپ میں شہزادوں کے پیدا ہونے کي خوشي کے دربار میں ہوتا هی *

دربار میں جو لوگ حاضر ہوتے ہیں وہ باري باري سے راجہ کو ایک رومال پر کچھہ روپیہ رکھکر نذر گذرانتے ہیں اپنے آپ سے اعلی مرتبہ والیکو نذر دینا سرکاري جلسوں کا عام دستور هی اِس نذر کي مقدار نذر گذرانیوالے کي حیثیت پر منحصر هی ادنی سے ادنی نذر ایک روپیہ ہوتا هی اور غریب لوگ بعض وقت صرف پھول هي پیش کرتے ہیں اور کاریگر کوئي اپني صنعت کي چیز هي نذر کرتے ہیں اکثر موقعوں پر اسکي عوض میں خلعت ملتا هی جسکي قیمت کئي نذروں کے برابر ہوجاتي هی بڑي سے بڑي نذر سو اشرفیاں جو ایکسو پچاس یا ایکسو ستر انگریزي

اشرفیوں کي برابر هوتي هیں هوا کرتي هی مگر لوگ بڑے بڑے بیش بہا جواهرات بهي نذر کرتے هیں اور یهه بات بهي کچهه عجیب نهیں هی که جب راجه اپنے کسي امیر سے ملاقات کرنے اُسکے گهر جاتا هی تو وہ اُسکو ایک لاکهه روپیه کے چبوترہ پر مسند بچهاکر بٹهاتا هی اور یهه سب روپیه نذر میں هي سمجها جاتا هی یهه رسم ایسي بڑهي هوئي هی که جب نواب نظام الملک حیدر آباد میں ریذیدنت سے ملاقات کرنیکو آیا تو اسکا عمل در آمد هوا اگرچه یهه نواب سرکار انگریزي کے متوسلوں سے مرتبه میں کچهه هي زیادہ هی اُس رسم کا بیان میں اِس لحاظ سے کرتا هوں که اِسکا آجکل رواج هو رها هی مجهکو یهه یقین نهیں هی که یهه هندوؤں کي کوئي قدیم رسم هی *

مذهبي تهواروں کا یهه حال نهیں هی اُنکا قدیم هونا کسیقدر قریب یقین کے هی اُنمیں مکان کے صدر کمروں کو دیوتا کي عزت میں سجاتے هیں اُس دیوتا کي صورت جو بهت زیب و زینت سے آراستہ هوتي هی سنهري کتهرہ کي آڑہ میں جسپر کلس وغیرہ چڑهے هوتے هیں اُس کمرہ کے بیچا بیچ میں هوتي هی اور راجه اور اُسکے اهلکار بڑے پر تکلف لباس اور جواهرات پهنے هوئے دیوتا کي خدمت میں صف باندهے هوئے کهڑے هوتے هیں باقي ساز و سامان رسم کا عام جلسوں کیطرح پر هوتا هی راگ شاید اِس تهیوار کے مناسب کچهه خاص هوتے هونگے مگر خوشبوئیں سلگانا اور پهولوں کا زیور اور اور نذریں معمولي جلسوں کي سي هوتي هیں البته پان و عطر دیوتا کي مورت کے آگے سے لاکر بطور پرشاد کے تقسیم کیئے جاتے هیں *

مذهبي تهواروں میں سے نهایت مشهور مذهبي تهوار یا میله لنکا کي فتح کا هی جو رام چندر جي کي عزت میں گهروں سے باهر خواہ مخواہ میدانوں میں کیا جاتا هی *

لنکا لڑائي کے ایک بڑے قلعہ کي صورت کي بنائي جاتي هی جس میں برج اور کنگورہ اور فصیلیں هوتي هیں اور اُسپر ایک ایسي فوج بناکر جسکو رام چندر جي اور اُنکے همراهیوں کا سا لباس پهناتے هیں معه بندروں کي فوج وغیرہ کي نقلیں بناکر حملہ کرتے هیں لڑائي کا خاتمہ لنکا کي بربادي یعني جلا دینے پر هوتا هی اور آتشبازیاں چهوٹتي هیں جو تمام دنیا کے لوگوں کے خوش هونے کي چیز هیں اور لنکا کے برباد هونے پر رام چندر جي کي فتح مندي کي سواري ایسي شان و شوکت سے نکالي جاتي هی جو بہ نسبت تماشۂ کے کسي اور موقع پر نکلنے کے لائق هوتي هی *

اِس تهوار کو اس سے بهي زیادہ شان و شوکت کے ساتهہ دوسري طرح پر مرهٹهے رچاتے هیں اور اسي دن سے وہ اپنے جنگي کار و بار کي اِبتدا کیا کرتے هیں جس خاص واقع کے یاد گار میں وہ تهوار رچاتے هیں وہ یہہ هی کہ رام چندر جي نے اپنے مہم کرنے سے پہلے کچهہ عبادت کي تهي اور ایک درخت کي شاخ توڑي تهي *

اُسي قسم کا ایک درخت شہر یا کمپو کے پاس کهلے میدان میں لگایا جاتا هی اور اُن تمام سوار و پیادوں اور توپوں کي جو راجہ کي اردلي میں نہیں هوتي هیں اُس میدان میں حلقہ کرکے اور ایک جانب میں دورویہ صفیں قایم کرتے هیں اور باقي میدان تماشائیوں سے بهر جاتا هی راجہ کي سواري اگرچہ مسلمان بادشاهوں کي سواري سے کسیقدر گهٹي هوئي هوتي هی مگر هندوستان میں جسقدر سواریاں نکلتي هیں اُن سب سے زیادہ بڑي کر و فر جاہ وحشمت کے ساتهہ هوتي هی راجہ هاتهي پر سوار هوتا هی اُسکے آگے نشان اور سنهري روپهلي بلم هوتے هیں اور کچهہ پیادے پندرہ پندرہ سولہ سولہ فت کے لنبي بانس آنکڑے لگے هوئے هاتهوں میں لیئے هوئے چلتے هیں اور ادهر اودهر امیر و امرا اور جنگي سردار نہایت بیش بہا پوشاکیں پہنے هوئے گهوڑوں پر سوار جنکے ساز بهي

نہایت بیش قیمت اور عمدہ هوتے هیں ساتھہ ساتھہ چلتے هیں اور هر امیر
کے همراہ اُسکے چند مصاحب یا خواص جنکا امتیاز اُنکي سپاهیانہ صورت
سے هوتا هی هوتے هیں اُنکے پیچھے دور تک هاتھیوں کي قطاریں جنپر
بڑے بڑے نشان طلائي جنکے پھریروں پر زردوزي کام چمکتی هوئی بعضوں پر
هودج عماري کھلی هوئے یا سائبان والی نقرئي صاف یا ملمع کے ایسے جو
اُسي ملک سے مخصوص هیں کسی هوئی ادھر اودھر اور پیچھے سواروں
کے پرے جنکي عمدہ وردي دھوپ سے جھلکتي اور شالي رومالوں کے زردوزي
کے پلو هوا میں اُڑتے هوے جنپر برچھیاں کندھوں پر اور عالیشان نشان
کھلے هوے دھنے بائیں جو سوار چلتے هیں ان میں سے تھوڑے تھوڑے
نکلکر سواري کے کرتب دیکھاتے هیں اور پھر اپنے پرے میں ملجاتے هیں اور
جوں جوں آگے کو بڑھتے جاتے هیں اپني ترتیب بدلتے جاتے هیں کبھي
علحدہ هوتے هیں کبھي ملجاتے هیں یہہ ایک ایسي عمدہ کیفیت هی
جس سے بڑہ کر اُس وحشي ملک یعني هندوستان میں دیکھنے میں
نہیں آتي جب راجہ اُس درخت کے قریب آنیکو هوتا هی توپوں کي
سلامي چھوٹتي هی اور پیادے بندوقیں چھوڑتے هیں اور سواري ایسي تیز
چلتي هی جس سے ایسا سما بندہ جاتا هے جیسے کوئي بڑا لشکر سوارونکا
کسي ایسي فوج پر پیادوں کي حملہ کرتا هی جو اُسکے حملہ کے روکنے پر
طیار کھڑي هوتي هی جبکہ راجہ پرستش کرچکتا هی اور درخت کي
شاخ توڑ لیتا هی تو اُسکے همراهي بھي اُسکي تقلید کرتے هیں اور تمام
توپوں کي سلامي هوتي هی اور فوج بے ترتیب اور منتشر هو جاتي هی
اور جو کے کھیت میں سے جو صرف اسي غرض سے بویا جاتا هی
هر شخص پتی توڑتا هی اور اپني اپني پگڑي میں رکھتا هی اور آپس
میں بغلگیر هو کر ملتے هیں اور مبارک سلامت کي دھوم هوتي هی
الحاصل اِس تہوار کا خاتمہ اُسي دن دربار هوکر جسمیں جنگي افسر
اور اهل دربار سب حاضر هوتے هیں هو جاتا هی *

## پینٹھوں کے بازار جو معین وقتوں پر کھلتے ھیں اور تیرت جاترہ کے میلے

به نسبت مذھبي میلوں کے عام پینٹھوں یعني سالانہ بازاروں میں دھوم دھام شان و شوکت کم ھوتي ھی لیکن شوق اُنکا بھي لوگوں کو ویسا ھي ھوتا ھی جیسا که مذھبي میلوں کا ھوتا ھی *

یہہ معین وقتوں کے بازار اُسیطرح کے ھوتے ھیں جیسے که انکلستان میں ھوتے ھیں اور اُن میں ویسے ھي شغل و اشغال اور کار و بار ھوا کرتے ھیں جو انکلستان کے اسي قسم کے بازاروں میں ھوتے ھیں لیکن انکلستان میں کسي میلے یا مجمع میں وہ کیفیت اور خوبي نہیں معلوم ھوتي ھی جو ھندوستانیوں کے سفید سفید لباس پر شوخ رنگ کي پگڑیوں یا دوپٹوں سے ظاھر ھوتي ھی کیونکه اھل یورپ اکثر سیاہ اور خاکي پوشاک پہنا کرتے ھیں ھندوؤں کو اکثر بھڑک دیکھانے اور نمود بنانے کا سواریوں وغیرہ میں شوق ھوتا ھی اور اُس میں جب فوج کي آمیزش ھو جاتي ھے توکچھہ اورھي طرح کي کیفیت نظر آتي ھے جو یورپ میں دیکھنے میں نہیں آتي ھے اِن مجمعوں میں جو دل لگي اور مشغلے ھوتے ھیں اُنمیں ھندو نہایت شوق ذوق کے ساتھہ شریک ھوتے ھیں جس سے اُنکي طبیعت میں اِس چین کے لطف اُٹھا نے کي رغبت پائي جاتي ھی اِن تمام ھنگاموں میں گو اُنکو کوئي مذھبي رسم بھي ادا کرني پڑتي ھو مگر اُسمیں ایک لحظه بھي نہیں لگتا نہ اُسکا کچھہ کھٹکا اُن کے جیمیں رھتا ھے *

مذھبي میلوں میں ایک مدت پہلے سے اُس پرستش کے خیال سے جسکے ادا کرنے کا ارادہ ھوتا ھی اور جاتریوں کے اُس دیوتا کا نام پکار نے یعني اُسکي جے بولنے سے جسکي تیرتھہ کو جاتے ھیں اور اُس مقام کي عظمت سے جہاں تیرتھہ کو جاتے ھیں ایک بہت بڑا اثر پرستش کا دلوں میں ھوتا ھی اور بہت سي رسمیں بھي کرني پڑتي ھیں جنمیں سے بعضي رسم میں سب کے سب میلے والی بالاتفاق شریک ھوتے ھیں

تسے هزارها آنکھونکے ایک هي طرف لگے هونے اور هزارها آوازوں میں ایک هي نام کے پکارے جانے سے جو کیفیت پیدا هوتي هی وہ ایسے شخص کے دلوںپر بھي اثر کرتي هے جسکو اُس هنگامه سے کچھه غرض نہیں هوتي هی *

لیکن ان میلوں میں بھي دل لگي کا خیال به نسبت مذهبي ولوله کے بہت زیادہ هوتا هے اور ان میں سے بعضے میلے اکثر سوداگري کي چیزوں کے فروخت هونے کے لیئے بھي نہایت مشہور منڈیاں هیں *

## باغ اور قدرتي فزا

اعلی درجه کے لوگوں کے حظ اوٹھانے کي چیزوں میں سے اُنکے باغوں کا ذکر چھوڑنا مجھکو مناسب نہیں معلوم هوتا اُنکے باغ اگرچه بناوٹ اور تکلف سے جس سے سادگي کي خوبي جاتي رهتي هی بھرے هوتے هیں لیکن اکثر خوشنما هوتے هیں چنانچه اُنمیں چوڑي چوڑي روشیں اور روشوں کے ایدھر اودھر پتھر یا اینٹ کي نہریں باغ کے مرکز تک بني هوئي اور اُنکے آس پاس لاله وغیرہ کے پھولوں کي کیاریاں بعضي ایک هي رنگ کے پھولوں سے هري بھري بعضي میں رنگ برنگ کے پھول ملے جلے هوتي هیں اور گرمیوں میں آرام کرنے کے مکان باغوں میں بنے هوئی هوتے هیں استرکاري اور سفیدي سے جھک معمولي عمارتوں سے کسیقدر سبک لیکن خوبصورتي میں کم ایسے هوتے هیں که باغ کي رونق اور خوبي میں اُنسے بہت سي استعانت نہیں هوتي مگر رنگترون اور نیبو چکوتره کے درختوں کے هجوم اور سرو کے درختوں کے ساتھه پھول کے درختوں کے ملے جلے هونے اور بلند درختوں کھجور وغیرہ اور زرد زرد پھلوں اور خوشبو دار پھولوں کے مخلوط هونے سے ایک ایسي کیفیت نظر آتي هی جو مشرقي ملکوں هي سے مخصوص هی گرمیوں کي شدت میں سایه دار روشوں کے سبب سے جنپر ٹٹیوں پر انگوروں کي بیلیں چھائي هوئي هیں اور اور گھنے سایه دار درختوں کے سبب سے جنمیں ذرہ بھر دھوپ نہیں چھنتي آفتاب کي تیز شعاعوں سے امن و آسایش ملتي هی اور تسور اُن

چهوتي ناليوں میں پاني بهنے سے جنکے ذریعه سے درختوں کو پاني پهونچتا هی اور بهي طراوت حاصل هوتي هی *

مجهکو اس بات کا شبهه هوتا هے که یهه موجوده باغ کهیں مسلمانوں کے ایجاد نهیں کیونکه اس قسم کے باغوں کا تذکره هندو شاعروں کي اُن کتابوں میں جنکا ترجمه هوچکا هی پایا نهیں جاتا *

هندوستان کے باغوں کے پودوں اور درختوں کے جمع کرنے میں وه محنت اور احتیاط نهیں هوتي جو یورپ میں اُنکے جمع کرنے اور ترقي دینے میں کیجاتي هی لیکن قدرتي فزا میں یهه دونوں باتیں بغیر کسي کے کیئے هندوستان میں خود بخود کمال ترقي پر هوتي هیں چنانچه تمام ملک میں آم اور پیپل اور املي کے پورانے بڑے بڑے درخت پهلے هوئے هیں خصوصاً گجرات میں یهه درخت بڑے بڑے لهریلے خطونمیں ( یعني ایسي زمینوں میں جنپر ریت کي لهریں هوا سے کثرت سے بنتي بگڑتي رهتي هیں ) اوگی هوئی هوتے هیں جنسے انگلستان کے چراگاهوں کي سي کیفیت نظرآتي هے اور ملک کے اور حصوں میں علی الخصوص روهیلکهنڈ میں هموار خطوں میں آم کے باغ سرسبز اورشاداب فرحت بخش کوسوں تک اس کثرت سے هیں که جهانتک نظرجاتي هی باغ هي باغ نظرآتے هیں اور بنگاله کےبعضے حصوں میں مسافر اسي طرح کے هموار میدان میں گذرتا هی جسمیں سراسر دهانوں کے سوا اور کوئي درخت کسي قسم کا نظر نهیں آتا اور اُس میدان کي حدونپر بانسي ایسي گنجان معلوم هوتي هی جسمیں صحرائي جانوروں کے رهنے کا احتمال هوتا هی مگر جب اُسکے قریب پهونچکر دیکها جاتا هی تو وه اُس میدان کے گرد میں ایک وسیع احاطه بانس کے درختوں اور دیهات کا هوتا هی جنمیں جابجا آبادي هوتي هی اُس سے باهرنکلکر پهر ویسا هي ایک اور بڑا وسیع خطه سرسبز اور آبادي سے گهرا هوا ملتا هی *

دکهن کے درمیاني حصه کي زمین ڈهلواں اور لهریلي هی جو بالکل ایسي کهیتي سے سرسبز رهتي هی جس میں گهوڑے کا سوار تک چهپ

جاے † لیکن گرم موسم میں وہ چٹیل میدان پورا رهجاتا هی جسمیں کوئی درخت یا جهاڑی تک کا پتا نہیں هوتا اور بہت سے مقام مغرب کیطرف کے پورانے درختوں کے جنگلوں اور خوشبودار اور خوش رنگ پہولوں کی بیلوں سے معمور هیں یهه بیلیں یا تو درختوں کی شاخوں سے لپٹی هوئی یا ایک درخت سے دوسرے درخت تک پهیلی هوئی بہیئت مجموعی جسامت میں آدمی کی ران کے برابر هوتی هیں هندوستان کے مشرق ‡ اور وسط § کے جنگل اور مغربی گهاٹ کے قریب کا ایک جنگل نہایت بلند اور اونچے اونچے ایسے درختوں سے بهرے هوئے هیں جنکے نیچے آبادیاں بهی هیں اور اُنمیں راستے نہایت تنگ هیں یهه جنگل امریکه کے جنگلی حصوں کے مانند هیں *

اچهے آباد ملک میں بهی جہاں بخوبی تردد هوتا هی کئی کئی منزل تک لگا تار میدانوں میں ڈهاکه کهڑا هوتا هی بہار کے موسم میں اُنکی پتے تو گر جاتی هیں اور سرخ سرخ پهول هر درخت پر سر سے پاؤں تک لدے هوئے عجیب کیفیت دیکهاتے هیں که تمام جنگل میں آگ سی لگی هوئی نظر آتی هی *

هندوستان میں همالیه کے دامن کی نہایت عمده فزا هی جہاں سے پہاڑ کی کگریں اونچی نیچی جنکے جا بجا قطار کے ٹوٹنے سے بڑے بڑے عالیشان پتهر خوشنما معلوم هوتے هیں نظر آتی هیں اور اُن کگروں پر سبزه لہلہاتا اور اُنکی چڑهائی کے ڈهلواں سطح پر صنوبر کے بڑے بڑے بلند درختوں کا هجوم کیفیت دیکهاتا هی اور جابجا اُن پهل اور پهولوں کی بیل بوٹوں کی کثرت سے جو یورپ سے مخصوص هیں قدرتی چمن پهولا

---

† یهه کهیتی جوار باجره کی هوتی هی

‡ دامن کوه کے سال کے درختوں کے جنگل

§ وه جنگل جو ناگپور ھے بنگاله اور بندیلکهنڈ سے شمالی سرکار تک پهیلا
ہوا هی *

پہلا نظر آتا ہی اور تمام چوتیاں اِس پہاڑ کے سلسلہ کي ہمیشہ برف سے ڈھکي رہتي ہیں جو ایسي خوشنما معلوم ہوتي ہیں کہ کیسا ہي پژمردہ خاطر اور تھتري ہوئي طبیعت والا اُنکو دیکھے جي پھڑک جاے اور وہ کیفیت حاصل ہو کہ تا زیست دل سے نہ بھولاے مغربي گھاٹ بھي ہمالیہ سے کسیقدر وسعت میں کم دلفریب کوہستاني فزا دیکھاتا ہی اگر اُنکو نیڈا اور لیڈن نامي جنگلوں سے جنکي خوبي سے ہمیشہ آرکیڈیا اور یورپ اپلي نمود اور فخر جتاتے رہے ہیں مشابہہ کہا جاوے تو کنچھہ اُنکي تعریف میں مبالغہ نہوگا *

مگر گھاٹوں کي سیر کي کیفیت موسم پر منحصر ہوتي ہی چنانچہ جب گرمیوں کے موسم میں بادلوں کا شامیانہ اُنپر سے کھلجاتا ہی اور سبزہ کا فرش مخملي نہ ہوجاتا ہی اور آبشار خشک ہوجاتے ہیں تو صرف پہاڑ کي بلندي کي عظمت و شان اُس کیفیت کا تدارک نہیں کرسکتي جو برسات کے موسم میں اُس سب سامان کے ہونے سے معلوم ہوتي ہی البتہ بڑے بڑے درختوں کے جھرمٹوں میں جو گرمیوں میں بھي سرسبز رہتے ہیں کسیقدر وھي خوبي باقي رہتي ہی *

## شہروں کے باشندوں کے بسر اوقات کا طریقہ اور تمام قوموں کے تہواروں کا بیان

شہروں میں غریب لوگوں کا دن اُسي طرح بسر ہوتا ہی جسطرح گانوں کے رہنیوالوں کا صرف اتنا فرق ہوتا ہی کہ وہ کھیت پر جانیکے بدلے دوکانوں پر جاتے ہیں یا کنچھہ چل پھر کر بازار میں جي بہلاتے ہیں گانوں والوں کے مشغلہ ایسے ہوتے ہیں جنمیں جسم پر کنچھہ محنت پڑتي ہی اور شہر کے باشندوں کے گھر سے باہر کے شغل صرف میلوں یا تہواروں میں چل پھر لینا ہوتا ہی اور بعض آدمي اپني داؤں پیچ والے طریق کي ورزش کرتے ہیں اور کشتیاں لڑتے ہیں لیکن بعض موسموں میں اُنکي

مناسبت سے کھیل اور تماشے ہوتے ہیں جنمیں ہر قسم کے لوگ بہت شوق سے شریک ہوتے ہیں *

اسی قسم کے کھیل تماشوں میں ایک ہولی ہی جو موسم بہار کی آمد کی خوشی میں کرتے ہیں اُسمیں عوام اور علی الخصوص لڑکے آگ کے گرد ناچتے ہیں اور فحش اور ہجو کے گیت گاتے ہیں اور ہر قسم کی گالیاں اور برا بھلا اپنے آپ سے برتر لوگوں کو سناتے ہیں اور وہ آزردہ نہیں ہوتے بلکہ نہایت خوشی سے سہجاتے ہیں اور بڑا کھیل اسمیں یہہ ہوتا ہی کہ لوگ ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور آپسمیں عبیر وگلال اڑاتے ہیں کہیں کہیں رنگ کی پچکاریاں اور گلال کے قمقمی بھی چلتے ہیں ہر درجہ کے آدمی اس کھیل میں نہایت ذوق شوق سے شریک ہوتے ہیں اور استقدر ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور اُسپر گلال لگاتے ہیں کہ مشکل سے پہچانے جاتے ہیں *

راجہ کا دیوان یعنے وزیر اعظم غیر ملکی سفیر کو اپنے مکان پر ہولی کھیلنے کو بلاتا ہی اور بلا تکلف مدرسہ کے طالب علموں کی طرح کھیل کود شوخی و شرارت میں مشغول ہوجاتا ہی بہت سے اور کھیل بھی اس سے کم ممتاز ہوتے ہیں جنمیں سے بعضے خاص ہیں اور بعضی عام خاص تہواروں میں سے ایک وہ تہوار ہی جو مرہٹے باجرہ کی کھیتی پکنے پر اُسکے دانے بھونکر آپسمیں ایک دوسرے کو بلانے میں رچاتے ہیں باجرہ بھونکر کھانا گانوں والوں کی تو جبلی عادت ہی مگر اس کا رواج اعلی درجہ کے لوگوں تک بھی پہونچا چنانچہ صوبہ برار کا راجہ اپنے معزز اہل دربار کو بلاتا ہی اور اُنکی دعوت کرتا ہی جسمیں پہلے اُنکے روبرو بھونا ہوا باجرہ پیش ہوتا ہی اور پھر عمدہ عمدہ کھانے چنے جاتے ہیں *

دیوالی عام تہوار ہی اسمیں ہر مکان اور مندر چھوٹے چھوٹے چراغوں کی قطاروں سے روشن کیا جاتا ہے جو ہر جگہہ چھتوں کی منڈیروں اور دیواروں کی کانسوں اور طاقوں اور بانسوں کے ٹھاٹروں پر روشن کیئے جاتے ہیں *

بنارس کي ديوالي کي روشني گنگا ميں دکھائي دينے سے نہايت خوبي اور کيفيت معلوم هوتي هی جس مهينے ميں ديوالي هوتي هی اُس تمام مهينے ميں اکثر ديهات اور خاص خاص لوگونکے مکانوں ميں چراغ بڑے بلند بلند بانسوں وغيره کے ذريعه سے ( جسکو اکاس ديه کهتے هيں ) اسقدر اُنچے لٹکائے جاتے هيں که ناواقف آدمي کو دور سے ديکهکر ستاروں کا اُنپردهوکا هوتا هی *

جنم اشٹميں ايک تهوار هی جسميں لڑکوں کو کنهيا جي اور اُنکے گوپيوں کي نقل بناتے هيں اور وه سب حلقه مار کر ناچتي گاتے هيں ( يعني راس کرتے هيں ) *

## هندوؤں کي ورزشيں

سپاهي وضع لوگ ( يعني وه اعلی فرقه جو مذهب اور تجارت کے کاموں ميں مصروف نهيں رهتا ) بهيڑيوں اور هرنوں اور خرگوشوں وغيره کا شکار کهيلنے اور اُنکے پيچهے گهوڑا دوڑانے کا شوق رکهتے هيں اور کتونسے جنگلي سور بهي پکڑواتے هيں ليکن زياده تر بهروسه اپني تلوار يا برچهي پر رکهتے هيں اور هاتهيوں پر سوار هوکر بندوق سے شير کا شکار کهيلتي هيں اور بعضے وقت گهوڑے پر سوارهوکر اور کبهي پياده پا بهي شير پر حمله کرتے هيں گانوں والی بهي ايسے شير پر جو اُنکے قرب و جوار ميں اجاتا هی اکهٹے هوکر بڑي جوانمردي سے حمله کرتے هيں مگر جب تک که شير آدميوں پر چوٹ کرنے کا عادي نهيں هوتا تب تک اُسکو نهيں چهيڑتے *

سپاهي پيشه آدمي باوجود اپني معهود کاهلي کے سبب کے سب چست و چالاک هوتے هيں خصوصاً مرهٹے اپنے گهوڑے اور نيزه کے کرتب ميں مشهور هيں نهايت هلکے پهلکے سوار هوتے هيں اور زيربند تنگ لگاتے هيں اور لگام بهي کڑي مگر بهت سبک چڑهاتے هيں اُنکي گهوڑے پيش سے اُتري هوئے ليکن پٹهوں کے بهاري هوتے هيں اور وه اُنکو نهايت تنگ اور تهوڑي سي جگهه ميں کاوا اٹهرن سکهاتے هيں اور کود پهاند جست کرنے کي بهي

اچھي مشق کراتے هيں که وہ اپنے سوار کو اوڑا کر دفعتاً دشمن کے داهنے يا بائيں پهونچاتے هيں جس سے دشمن کو سنبهالنے کي فرصت نهيں ملتي *

دوسوار هندوستاني دو بدو لڑنے والے جب ايک دوسرے پر حمله کرتے هيں تو وہ اس قسم کے داؤں گهات کرتے هيں که اهل يورپ ميں سے جو کوئي ديکهے وہ کهيل اور تماشه سمجهے چنانچه وہ ايک دوسرے کے هاتهه کے داؤں هوتے هيں مگر هميشه دير تک دهوکه اور حيله سے گهات لگاتے کبهي پاس آتے کبهي بهت عليحده هٹ جاتے هيں جس سے ظاهر هوتا هي که اُن کا اراده آويزش کا نهيں هي اور حقيقت ميں وہ اپني هورک و اِس سے اپنا اپنا مطلب حاصل کرنے ميں کوشش کرتے هيں ليکن اپني چالاکي اور فطرت سے ايک کے حربه سے دوسرا محفوظ رهتا هي يهاں تک که انجام کار ايک نه ايک زخمي هوکر گهوڑے پر سے گرجاتا هي تب ديکهنے والے کو يقين آتا هي که حقيقت ميں يهه ايک دوسرے کي جان کے درپے تهے *

هندو توڑے دار بندوق سے نشانه بهي صحيح لگاتے هيں ليکن اس کام ميں مسلمان اُن سے بهت سبقت ليگئے هيں *

کرتبوں ميں سے يهه بهي ايک کرتب هي که فيل نشين آدمي اپنے آپ هاتهي کو هانکتے هيں اور اس ذليل کام کے کرنے کي وجهه يهه بتاتے هيں که لڑائي ميں اگر فيلبان مارا جاوے تو مالک بے بس نرهجاوے اس کام کي مشق اُس وقت کام آوے قديم زمانه ميں يهه فن بهادروں کا نهايت عمده هنر سمجها جاتا تها *

## هندوؤں کا لباس

هندوؤں کا باقاعده لباس غالباً وهي هي جس کا ذکر بنگاله کے بيان ميں هوچکا هي اور تمام پکے برهمن وهي لباس پهنا کرتے هيں جس ميں دوچادريں سوتي کپڑے کي هوتي هيں جن ميں سے ايک (يعنے

دھوتي ) کمر میں لپیٹ کر ایک سرا ٹانگوں میں سے پیچھی کو نکال کر اورس لیتی ھیں اور کچھہ حصہ اُس کا چن کر گھٹنوں سے نیچی تک آگی لٹکتا رکھتی ھیں اور دوسري چادر کھندھوں پر ڈال لیتی ھیں اور کبھي کبھي سر سے بھي اوڑہ لیتی ھیں کیونکہ سر ڈھکنی کي کوئي علحدہ شی نہیں ھوتي † داڑھي اور سرکے بال منڈاتے ھیں مگر ایک لنبا گچھا بالوں کا ( یعنی چوٹي ) سر پر باقي رکھتی ھیں اور سوائی سخت برھمنوں کی موچھیں اکثر رکھتی ھیں اور بجز بنگالہ کے ھندوؤں کے اور سب ھندو جو نہایت محتاط نہیں ھوتے ایک چھوٹي سي دھوتي بہت چست باندہ کر اوپر سے ریشمیں یا کسي چھینٹ کا پایجامہ پہنتی ھیں اور ایک رنگیں ململ کي کمري پہنکر کندھوں پر اُسي ململ کا ایک دوپٹہ اور سر پر پگڑي رکھتی ھیں اور بعضی مسلمانوں کي طرح ڈھیلی پائنچوں کا پایجامہ پہنتی ھیں *

نہایت کامل لباس ایک سفید اور لنبا جامہ باریک اور صاف ململ کا ھوتا ھی اور کمر سے نیچی اُس میں بہت سا کپڑہ چنا ھوا ھوتا ھی جامہ اور کمري اور پگڑي اور بازو بند اور مالا اور جواھرات سے پوشاک کامل ھوجاتي ھی *

چونکہ یہہ پوشاک کسیقدر مسلمانوں سے لي ھوئي ھی اس لیئی بہت قدیم نہیں لیکن اس کا صحیح نقشہ مصر کے شہر تھیبس کے قبرستان میں بعض بادشاھوں کي تصویروں میں پائی جانے سے بڑي حیرت ھوتي ھی ‡ اِن صورتوں میں انداز وضع اور اور ھرشی بالکل وھي معلوم ھوتي ھی جو آج کل کے ھندو راجاؤں کي ھی *

---

† یہہ ٹھیک ٹھیک وھي لباس ھندوؤں کا ھی جسکا ایریئن مورخ نے سکندر کي تاریخ کے اُس حصہ میں ذکر کیا ھی جس میں ھندوؤں کا حال لکھا ھی

‡ خصوصاً مشہور غاربازوني کے ایک دروازہ کے پہلوؤں پر جو صورتیں بني ھوئي ھیں

## عورتوں کا بیان

عورتوں کا لباس بھي قریب قریب اسیکے هی جو مردوں کا بیان کیا
گیا هی مگر اُنکي دھوتي اور چادر لنبي اور نہایت شوخ رنگوں سے رنگي
هوئي هوتي هی مرد اور عورت دونوں بہت قسم کے زیور پہنتے هیں
ادنی درجه کے مرد بھي بالیاں اور بازوبند اور مالا وغیرہ پہنا کرتے هیں
بعضے وقت زیور اِس خیال سے پہنتے هیں که جسقدر روپیه موجود هوتا
هی اُسکے رکھنے کا یہه نہایت آسان طریقه هی لیکن کبھی کبھي مالا ایک
خاص قسم کے بیر کے جو ایک کھردرا خوشنما سیاهي مائل بھورا دانه
خشک هوکر بنجاتا هی یا لکڑي کے خراد پر اوترے هوئے دانوں کي هوتي
هی جسمیں ترتیب وار سونے یا مونگے کے دانه هوتے هیں گردن کھلي
هوئي اور پاؤں ننگے رهتے هیں مگر گھر سے باهر جانے پر تانت بافي لنبي
نوک کي جوتیاں پہني جاتي هیں جو پالکي یا کمرہ کے پاس پہنچکر
پھر اوتار کر رکھه دیجاتي هیں بچوں کو سونے کے زیور سے لادے رکھتي هیں
جس سے اکثر بچه کشي کي ترغیب هوتي هی *

قدیم زمانه میں هندوؤں کي عورتیں انگریزوں کي عورتوں سے کسیقدر
کم بے حجاب اور بے تکلف تھیں بالکل پردہ نشیني کي رسم مسلمانوں کے
عہد سے شروع هوئي اور اب بھي یہه رسم سپاهي وضع فرقه سے مخصوص
هی اور قومیں کچھه پردہ لحاظ کا خیال نہیں کرتیں چنانچه برهمنوں
کو اسپر ذرا بھي توجهه نہیں پیشوا کي بي بي کھلے خزانه مندروں میں
پیادہ پا جایا کرتي تھي اور بے پردہ سواري پر سوار هوکر اپنے رتبه کے موافق
جاہ و حشم همراہ لیکر بازاروں کي سیر کیا کرتي تھي *

مگر عورتیں مردوں کے جلسوں میں شریک نہیں هوتیں اور اُنکو مرتبه
میں مردوں کي برابر نہیں سمجھا جاتا ادنی درجه کے لوگوں میں عورت
کھانا پکاکر خسم کے آگے پروستي هی اور اُسکے کھا چکنے تک آپ نہیں
کھاتي جسب مرد و عورت دونوں کہیں جاتے هیں تو عورت باوجود نہونے

کسي ایسي دقت کے جس سے برابر چلنا ممکن نہو مرد کے پیچھے پیچھے
چلتي هی عورت کو مارنا پیٹنا عوام میں ایسي بیعزتي نہیں سمجھا جاتا
جیسا که انگریزوں میں عوام‌الناس سمجھتے هیں عورتوں کے کم رتبه ٹھہراے
جانے کے برخلاف قدرتي محبت اور عقل کے باعث سے وہ اپنے حق کو
پہنچ جاتي هیں چنانچه شوهر اپني زوجه پر اعتماد رکھتا هی اور اُس
سے صلاح و مشورہ کرتا هی اور اُسکي خوشي کو اپني مرضي پر غلبه دیتا
هی جیسا که اور ملکوں میں دستور هی *

## غلامي کا بیان

هندوؤں کي تربیت اور شایستگي میں دوسرے عیب اور نقصان کے
معلوم هونے سے جو به نسبت اس برائي کے جسکا ابھي ذکر هوا زیادہ
اصلي اور حقیقي هی بادي‌النظر میں جو خیال اُسکي برائي کا دل میں
آتا هی حقیقت میں اُس سے بہت کم برائي اُسمیں هی گھروں میں جو
غلام علی‌العموم هوتے هیں وہ کچھه نہایت سخت غلامي کي حالت میں
نہیں هوتے غلام اکثر خانه زاد یا ایسے بچه هوتے هیں جنکے ماں باپ
قحط میں افلاس کے باعث بیچ ڈالتے هیں یا ایسے بچه هوتے هیں جنکو
بنجارے جو گروہ اُن گله بانوں کا هوتا هی جنکي معیشت جنسوں کے ایک
ملک سے دوسرے میں ملک لیجاکر فروخت کرنے پر منحصر هوتي هی
ایک ملک میں سے پکڑ کر دوسرے ملک میں لیجاکر بیچڈالتے هیں البته
جرم قابل سزا کے هی لیکن انگریزوں کی غلاموں کي تجارت کي نسبت
اُسکي گرفت هوني دشوار هی کیونکه وہ شاذ و نادر هوا کرتا هی خانه‌زاد
غلاموں کے ساتھه نوکروں کیطرح پیش آتے هیں نوکروں سے اُن میں اتنا فرق
هوتا هی که اُنکو خاندان کا متوسل سمجھا جاتا هی اُنکے فروخت کیئے
جانے کي نسبت مجھکو شبهه هی اُنکي صورت سے غلام هونا سمجھه میں
نہیں آتا کیونکه آزاد آدمیوں سے اُنمیں کوئي فرق اور امتیاز نہیں رکھا جاتا هی
مگر غلامي کسي موقع پر برائي سے خالي نہیں هوتي چنانچه جو لڑکیاں پکڑي

اني هيں اُن كو چكله والي بازار ميں بيتها كر خرچي كمانے كي غرض سے پرورش كرتے هيں اور اور صورتوں ميں اُنكے مالك اپنے خرچ ميں لاتے هيں يعني حرم بناتے هيں جسكي جلن سے اصل بي بي اُن پر جور و ستم كرتي هي *

هندوستان كے بعض حصوں ميں غلام كچهه اميروں كے هاں نهيں هوتے بلكه غريب كاشتكاروں كے پاس بهي هوتے هيں جنكے ساتهه وه اُسيطرح پيش آتے هيں جيسے اور اپنے خاندان والوں كے ساتهه منو كے مجموعه كي رو سے معلوم هوتا هي كه ايسے غلام جو كاشتكاروں سے متعلق هوں نه تهے مگر يهه دريافت هوتا هي كه جب هندو جنوب كي طرف پهيلے تو اُنهوں نے اُس طرف اس قسم كي غلامي يا خود قايم كردي يا وهاں پهلے هي سے هوتي هوئي پائي بعض ايسے ضلعوں ميں جو جنگلوں ميں واقع هيں كاشتكاروں كے پاس ايسے غلام پائي جاتے هيں جنكي نهايت كم بندش اور روك ٹوك هي بلكه كسيقدر مزدوري كي اجرت كا بهي مستحق اُنكو سمجها جاتا هي هندوستان كے جنوب ميں جو غلام زمين سے متعلق هوتے هيں زمين كے بكنے پر وه بهي اُسكے ساتهه فروخت شده سمجهے جاتے هيں اور مليبار ميں جهاں اُن كي نهايت بري حالت هي زمين سے علحده بهي بك جاتے هيں مليبار ميں اور غايت جنوب ميں جو تعداد اِن غلاموں كي لوگوں نے قياس كي هي وه ايك لاكهه سے چار لاكهه تك هي بنگاله اور بهار ميں اور گجرات كے شمال و مشرقي كوهستاني حصه كي طرح اور پهاڑي حصوں ميں بهي اس قسم كے غلام موجود هيں مگر هندوستان كے كل باشندوں سے غلاموں كي نسبت نهايت خفيف هي اور اُسكے بهت سے حصوں ميں زمين سے تعلق ركهنے والي غلاموں سے تو لوگ واقف بهي نهيں هيں *

## شادي كي رسميں

شاديوں ميں بهت سي رسميں جنميں سے تهوڑي سي دلچسپ بهي هيں هوتي هيں اُنميں سے دولهه دلهن كے هاتهه ملاكر ايك ايسي گهاس

سے جسکو مقدس سمجھا جاتا هی باندهتا هی لیکن شادي کا ضروري جز
یهه هی که دلهن سات قدم چلتي هی اور هر قدم پر خاص اشلوک پڑها
جاتا هی ساتواں قدم رکهنے کے بعد شادي مستحکم هو جاتي هی † یهي
ایک طریق شادي کا مروج اور جایز هی باقي سات طریق منسوخ اور
متروک هوگئی هیں ‡ *

منو کے مجموعه میں جو ممانعت اسبات کي هی که دلهن کا باپ
دولہ سے کوئي شے ایسي نلیوے جس سے معاوضه مفهوم هووے اُسکي آج کل
زیاده پابندي هوتي هی اِس معامله میں اِسقدر هتک عزت کا خیال رهتا
هی که شادي هو جانے کے بعد بهي داماد سے امور متعلق زندگي میں کسي
قسم کي مدد لینا بے عزتي سمجها جاتا هی یهه بات لابدي هی که دولہ
دلهن کے باپ کے گهر پر بیاهنے کو آئی اور وهیں سے شادي کرکے لیجائی *

دولہ جب بیاهنے آتا هی تو مهمانداري کے وهي سب طریقے جو قدیم
سے چلے آتے هیں برتے جاتے هیں اب بهي قدیم رسمیں مهمان نوازي کي
اِس طرح پر ادا کیجاتي هیں که دعوت کي نظر سے گائی دولہ کے روبرو
پیش کرتے هیں لیکن دولہ اُسکي جان بخشي کراتا هی اور اُسکے کهنے سے
اُسکي جان چهوڑ دي جاتي هی § *

راجاؤں کي شادیوں میں جنکي دلهن غیر ملک سے آتي هی ایک
علحده مکان دولهن اور اُسکے باپ کے واسطے زر خطیر لگاکر بیدریغ تعمیر
کرایا جاتا هی اور عام شادیوں میں جس سواري میں دولہ دولهن کو
لیجاتا هے وه نهایت شان و شوکت والي اُنکے مقدور کے موافق هوتي هے *

---

† کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۳۰۳ و ۳۰۹

‡ ایضاً صفحه ۳۱۱

§ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۸ و ۲۸۹ مهمان کي دعوت میں گائی کا ذبح هونا ایسا معمولي طریقه ٹهرا هوا تها که سنسکرت میں مهمان کا لقب گؤ گهنا ( یعني گائی کا هلاک کرنے والا ) مقرر هوگیا تها

بنگالہ میں ان سواریوں پر بہت سا مال و دولت خرچ ہو جاتا ہی اور شادیوں میں کئی کئی لاکھہ روپیہ لگتا ہی † دولہ دلہن عموماً بچے ہوتے ہیں جنکی عمر دس برس سے کم ہوا کرتی ہی اور دولہن کا نابالغ ہونا ایک ضروری امر ہی ان بیوقتی شادیوں سے ربط و اتحاد باہمی پیدا ہونے کے بجاے اُنمیں اکثر آغاز عمر سے ہی ایسی نا اتفاقی پیدا ہوتی ہی جو عمر بھر نہیں جاتی *

## اولاد کی تعلیم کا طریقہ

ہندو اپنی اولاد کے ساتھہ اُنکے بچپن میں بہت محبت کرتے ہیں لیکن جوان بیٹوں کے ساتھہ اُنکا لڑائی جھگڑا رہتا ہی جسکا سبب غالباً باپ کے اختیاروں کا اپنے مال و متاع کی نسبت از روے قانون کے محدود ہونا معلوم ہوتا ہی *

لڑکوں کو جوانوں کیطرح لباس پہناکر اور چھوتی چھوتی ہتیار بندھوا کر مجلسوں میں اپنے ساتھہ لیجاتے ہیں اور وہ لڑکے بھی بڑے بوڑھوں کے ادب اور قاعدہ سے بیٹھتے اُٹھتے ہیں بلکہ اُنسے اکثر تکلف کی باتیں بھی وقوع میں آتی ہیں *

عوام‌الناس کے بال بچے گلی کوچوں میں خاک اوڑاتے آپس میں دنگا فساد مچاتے پھرتے ہیں اور انگلستان کے عام لوگوں کے لڑکے بالوں سے بڑھکر بیلید ہوتے ہیں اس عمر میں وہ سب علی‌العموم بہت خوبصورت ہوتے ہیں *

عام لوگوں کی تعلیم لکھنے اور حساب کے اصول سیکھنے سے زیادہ نہیں بڑھتی تمام شہروں اور بعض دیہات میں بھی مدرسہ ہیں جہاں تھوڑی سی فیس دینی پڑتی ہی اور ہر لڑکے کی تعلیم کے خرچ کا ہندوستان کے جنوب میں ساڑھے سات سے آٹھہ روپیہ تک سالانہ تخمینہ کیا گیا ہی ‡

---

† وارڈ صاحب کی کتاب جلد ۱ صفحہ ۱۷۰

‡ کپتان هارکنس صاحب کا قول مندرجہ رائل ایشیا ٹک سوسیٹٹی نمبر ۱ صفحہ ۱۹

لیکن اور مقاموں میں وہ بہت کم ہوگا بنگالہ اور بہار میں فیس اکثر تھوڑا سا غلہ یا کچھی ترکاری ہوتی ہی † گرو یعنی معلم اُنکو اپنے نائب یعنی گر چھوٹوں کی مدد سے اُس طریق پر تعلیم کراتے ہیں جو طریقہ مندراس سے حاصل کرکے اِنگلستان میں رائج کیا گیا *

جس قدر لڑکے مندراس احاطہ میں عام مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں اُنکی تعداد کی نسبت ملرو صاحب کے تخمینہ کی بموجب تین میں ایک سے کم ہی اگرچہ یہہ تعداد گھٹتی ہوئی ہی لیکن اُنکی یہہ راے بہت ٹھیک ہی کہ یہہ نسبت اُس سے بہت زیادہ ہی جو اب سے تھوڑے ہی عرصہ پہلے یورپ کے اکثر ملکوں میں تھی غالب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اور احاطوں میں بھی طالب علموں کی نسبت مندراس سے کچھہ زیادہ نہوگی مجھکو یہہ شبہہ البتہ ہی کہ کہیں اوسط نسبت اِس سے بہت زیادہ نہو عورتیں ہر جگہہ بالکل نا تربیت یافتہ ہیں *

آسودہ حال آدمی اپنے بچوں کو عام مدرسوں میں نہیں بھیجتے بلکہ پنڈت نوکر رکھکر اپنے اپنے گھر پر تعلیم کراتے ہیں بڑے بڑے علم اکثر مفت سیکھائے جاتے ہیں چنانچہ بڑے بڑے ذی علم پنڈتوں کی جو اُن علموں کی تعلیم کرتے ہیں اور اکثر اُنکے طالب علموں کی بسر اوقات اُن بخششوں سے ہوتی ہی جو راجہ اور امیر لوگ بطور نذرانہ کے اُنکو دیتے ہیں *

برھمنوں کے سوا اب کسی اور قوم میں علم باقی نہیں رہا اور اُنمیں بھی زوال پر ہی *

قدیم علم کی باقیات جو اب موجود ہیں اُنسے وہ بڑا درجہ جس تک قدیم زمانہ میں علم پہونچا تھا بخوبی ظاہر ہوتا ہی لیکن اُس زمانہ میں علم کی کثرت سے شایع ہونے پر اِسطرحکی کوئی دلیل پائی نہیں جاتی اور اگلے وقتوں میں چار قوموں میں سے تین قوموں کو بید پڑھنے

† آدم صاحب کی رپورٹ تعلیم مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۸ ع

پر راغب کیئے جانے سے یہہ بات ظاہر ہی کہ تینوں فرقے اس زمانہ کي نسبت بہت زیادہ علم و آگاہي رکھتے تھے *

## هندوؤں کے لقب اور نام

مختلف تاریخوں میں جو هندوؤں کے خطاب اور نام وغیرہ آتے هیں اُنکے باساني سمجھہ میں آنے کے لیئے اُنکا بیان اُس سے زیادہ ھمکو کرنا مناسب هی جسقدر کہ معمولي طور پر ہونا چاهیئے تھا *

هندوؤں کي چند هي قوموں میں خانداني نام هوتے هیں چنانچہ مرهٹوں کے خانداني نام ایسے هي هوتے هیں جیسے کہ اهل یورپ کے راجپوتوں میں خانداني ناموں کے بجاے قومي نام هوتے هیں اور یهي حال هندوستان کے شمالي حصہ کے برهمنوں کا هی *

هندوستان کے جنوب میں معمول یہہ هی کہ هر شخص کے نام پر شروع میں اُس مقام یا بستي کا نام لگا دیتے هیں جہاں کا وہ رهنے والا هوتا هی مثلاً کارپا کاندي راؤ یعني کار پا کا رهنے والا کاندي راؤ † نہایت عام طریقہ بڑے موقعوں پر نام لینے کا جو ایشیا کے اکثر حصوں میں رایج هی ابنیت کا هی یعني آدمي کا نام بتید ولدیت کے لینا مگر یہہ طریقہ شاید مسلمانوں سے لیا گیا هی *

تاریخ کا پڑھنے والا اهل یورپ کسي شخص کے ناموں میں سے کوئي سا نام اختیار کرلے یعني اختصار کي نظر سے خواہ پہلا خواہ پچھلا نام لیوے لیکن پہلا نام شہر کا هوگا اور پچھلا مسمی کے باپ کا یا اُسکے قوم کا هوگا اُسکا نہوگا *

ایک اور مشکل خصوصاً مسلمانوں میں خطاب کے تبدیل هونے سے پیش آتي هی جیسا کہ انگریزي امیروں میں بھي دستور هی *

## کریا کرم

هندو اپنے مردوں کو عموماً دفن نہیں کرتے البتہ سادہ سنت وغیرہ

† عہدوں سے بڑے آدمیوں کا اکثر لقب مشہور هوجاتا هی

اپنے مردہ کو چار زانو بیٹھا ہوا دفن کرتے ہیں مریض قریب‌المرگ کو ایک قسم کی گھاس سے بنے ہوئے پلنگ پر جسکو مقدس جانتے ہیں لٹاکر گھر سے باہر اگر گنگا قریب ہوتی ہی تو اُسکے کنارہ پر لیجاتے ہیں اور اُسپر کالی تلسی کی پتی جسکو ہندو متبرک سمجھتے ہیں ڈالتے ہیں اور بیمار سے بھجن اور دعائیں کہلاتے ہیں اگر وہ اِس حالت کے بعد موت کے پنجہ سے بچ رہتا ہی تو اپنے خاندان میں شامل نہیں ہوسکتا لوگ گنگا کے کنارہ پر ایسے لوگوں کے گانوں کے گانوں آباد بتاتے ہیں جنکے جورو بچے گھر باہر وہاں دوسرا ہوگیا ہی مگر جو لوگ اچھی واقفیت رکھتے ہیں وہ اس رسم سے اِنکار کرتے ہیں اور اُسکا وجود نہیں بتاتے غالباً یہہ کہانی کسی غلط فہمی سے بنگئی ہی بعد وفات کے مردہ کو نہلاکر خوشبو لگا ہار سجا ارتھی پر لٹا کر لیجاتے ہیں اور مذہبی تاکید ہی کہ ارتھی کے آگے آگے باجا بجتا جاوے جسپر ہندوستان کے جنوب میں اب بھی بڑی توجہہ ہوتی ہی اور وہاں یہہ بھی دستور ہی کہ مردہ کا چہرہ کھلا ہوا رکھتے ہیں جسکو سندور سے نہایت سرخ کر دیتے ہیں برخلاف اِسکے اور حصوں میں مردہ کا جسم نہایت احتیاط سے کپڑہ سے ڈھکتے ہیں کہ ذرا کسیطرف سے کھلا ہوا نہیں ہوتا سوائے دکھن کے مردہ کو بغیر باجے کے لیجاتے ہیں اور جتنے آدمی ارتھی کے ساتھہ ہوتے ہیں کچھہ کچھہ ماتم کرتے جاتے ہیں *

عوام‌الناس میں سے ہر ایک مردہ کی چتا چار پانچ فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہوتی اور اُسکو پھولوں سے آراستہ کیا جاتا ہی جلتے وقت گھی اور خوشبو دار تیل آگ کے شعلوں پر چھڑکتے جاتے ہیں جسوقت چتا بناکر معمولی رسمیں کرچکتے ہیں تب اُسمیں ایک رشتہ دار آگ لگاتا ہی اور بعدہ بہت سی رسمیں کرکے سب عزیز و اقربا نہاتے ہیں اور ساری چتا میں آگ پھیلجانے تک بیٹھے رہتے ہیں اُنکے کپڑے پانی میں بھیگے ہوئے اور چتا کیطرف بچشم افسوس و حسرت دیکھتے ہوئے دیکھکر تماشائی

کا دل پور آتا هی مگر یهه اُنکا لباس بگاڑنا اور رنج و الم کرنا مذهب کے خلاف هی بلکه ازروے مذهب کے یهه هدایت هی که اشلوک پڑهکر اپنے رنج کو ٹالیں اور گریه و زاري سے باز رهیں † *

هندو قبریں صرف اُن لوگوں کي بناتے هیں جو لڑائي میں مارے جاتے هیں یا ایسي عورتوں کي خاکستر کو دفناتے هیں جو اپنے شوهروں کے ساتهه ستي هوتي هیں اور اُنکي قبریں چهوٹے چهوٹے مربعه چبوترے هوتے هیں *

کریا کرم کي اور رسمیں جو کبهي کبهي معین وقتوں میں مردوں کے واسطے کیجاتي هیں اُنکا مفصل بیان اِس کتاب کے پهلے حصه میں کیا گیا اِس موقع پر میں صرف اُس بڑے خرچ کو بیان کرتا هوں جو بعض اوقات اِس کام میں کیا جاتا هی چنانچه جون سنه ۱۸۲۴ ع کے کلکته کے اخبار میں چهپا تها که وهاں کے ایک مشهور خاندان نے اِس موقع پر علاوه بهت سي بخششوں کے جو برهمنوں کو دیں پانچ لاکهه روپیه محتاجوں پر خیرات کیا اِس رقم میں میري راے میں وه بیس هزار روپیه بهي شامل هی جو وه خاندان نادار قرضداروں کي عوض ادا کرتا هی ‡ *

## ستي کا بیان

یهه بات مشهور هی که هندوستان کي عورتیں اپنے شوهروں کي چتا

---

† اُن اشلوکوں میں سے یهه اشلوک بهي هیں — بیوقوف هی وه شخص جو اِنسان کي ایسي زندگي کي همیشگي چاهتا هی جو کیلے کي شاخ کي مانند کمزور اور سمندر کے ببلے کیطرح ناپائدار هی — تمام ادنی سے ادنی چیزیں فنا هونگي اور آخرکار اعلی سے اعلی چیزیں بهي نیست و نابود هونگي — روحیں اُن آنسوؤں میں جو اُنکے عزیز و اقربا بهاتے هیں نارضامندي سے شریک هوتے هیں روح واویلا نهیں کرتي بلکه اپنے مردہ جسم کي کریا کرم میں منت کے ساتهه مصروف هوتي هی — کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۴۴

‡ کوارٹرلي اورینٹل میگزین بابت ستمبر سنه ۱۸۲۴ ع صفحه ۲۳

پر اپني جان کہوتي هیں اُسکو ستي هونا کہتے هیں جس زمانه میں اس وحشیانه رسم نے رواج پایا هی وہ تحقیق نہیں هی منو نے اس پر کچھہ اشارہ نہیں کیا هی اُسکے اُس بیان سے جس میں اُسنے بیوہ عورتوں کي وفاداري کے چلن کا ذکر کیا هی اسبات میں کوئي شبہہ نہیں رهتا که شوهروں کي وفات کے بعد بیوہ عورتیں اُس زمانه میں زندہ رهتي تهیں بعضی خیال کرتے هیں که قدیم سندوں خصوصاً رگ بید کي رو سے یہہ رسم جایز هی لیکن بعضے اُسکے معني اور طرح پر لیتے هیں † بیشک یہہ رسم بہت قدیم هی چنانچه ڈائیوڈورس مورخ نے اسکي ایک مثال اپني اُس تاریخ میں جو قبل ظہور حضرت مسیح علیهالسلام اُسنے لکهي هی بیان کي هی اور لکها هی که یہہ ستي کي رسم یومینز کي فوج میں تین هزار برس قبل مسیح علیهالسلام کے هوئي ‡ *

شخص متوفی کي بي‌بیوں میں سے اُسکے دعوي کو ترجیح دیني جو عمر میں زیادہ هو اور حامله عورت کے جلانے کي ممانعت کے هندوستاني قانون اور اور اسي قسم کي باتیں جنکو ڈائیوڈورس نے بیان کیا هی وہ فی‌الواقع هندوؤں کي قوانین سے اسقدر مطابق هیں اور اور رسمونکا حال بهي جو اُسنے لکها هی ایسا صحیح هی که ڈایوڈورس کا بیان بالکل درست اور سچ معلوم هوتا هی پس یہہ رسم یومینز کے زمانه میں اگرچه ایسي پهیلي هوئي نه تهي مگر ایسي هي اچهي طرح سے تسلیم کي هوئي تهي جیسے که آج کل هی *

---

† راجه رام موهن نے جو اِس مقام کے معني لیئے هیں اُنکو دیکهو صفحه ۲۰۰ سے لغایت ۲۶۶ اور کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحه ۲۵۵ اور پروفیسر واسن صاحب کي تحریر مندرجه لکچرهاے مقام اکسفرڈ صفحه ۱۹

‡ ڈائیوڈورس سائیکولس حصه ۱۹ باب ۲ اِس رسم کا بیان اسٹریبو نے بهي بسند ایرسٹوبولس اور ارني سیکریٹس کے کیا هی مگر ڈائیوڈورس کیطرح صفائي سے نہیں کیا

ڈائیوڈورس نے اس رسم کا باعث انگریزوں کے پادریوں کي طرح اُس ذلیل حالت کو قرار دیا هی جسمیں عورت اپنے شوهر کي وفات کے بعد مبتلا هوتي هی لیکن اگر یهه خیال عام هوتا تو ستي کا طریقه بهت کم نهوتا زیاده تر غالب یهه معلوم هوتا هی که فی‌الفور بهشت کے عیش و عشرت کے مزے اوڑانے کا شوق اور اپنے شوهر کو بهي اُن لذتوں کے مستحق کرنے کي امیدیں اور وه فخر جو جان بوجهه کر جان دینے یعني ستي هونے کا هوتا هوگا اُن چند عورتوں کي طبیعت میں جوش اور ولوله پیدا کرنے کے لیئے کافي وافي هوگا جو ایسے هیبت ناک امتحان میں اپنے آپکو مبتلا کرتي هیں *

کهتے هیں که خود رشته‌دار بیوه عورت کو اس غرض سے خودکشي پر اماده کرتے هیں که اُسکا مال و متاع اُن کے هاتهه لگ جاوے مگر اُن واقعات کي تعداد کي مناسبت سے بهي جنمیں بیوه عورتوں کے پاس مال و متاع چهوڑ جانے کے واسطے هوا هی یهه خیال کرنا که ایسي حرکتیں اکثر هوتي هیں انسان کي جبلي عادت پر نهایت سخت راے قایم کرنا هی حقیقت میں اسبات پر باطمینان بهروسه کرنا چاهیئے که رشته‌دار اگر تمام موقعوں پر نهیں تو اکثر میں بیوه کو جان کهونے سے باز رکهنے پر دلسے راغب هوتے هیں چنانچه اُسکو باز رکهنے کے واسطے اپني فهمایش اور اگر چهوٹے بچے هوتے هیں تو اُنکي خوشامد کے علاوه اپني نهایت دوست خاندانوں اور اور عالي مرتبه رکهنے والوں سے اُسکو فهمایش کراتے هیں اگر یهه واقعه کسي عالي خاندان میں هونے کو هوتا هی تو خود راجه بیوه کے سمجهانے اور اُسکو تسلي دلاسا دینے کو جاتا هی بهت سے ستیوں کا هونا راجه کي حکومت کے حق میں برا شگون سمجها جاتا هی عام تدبیر بیوه کو اس جان جوکهوں سے باز رکهنے کي یهه هوتي هی که اُسکو اس قسم کي ملاقاتوں میں مشغول رکهه کر مرده کو اُسکي آنکهه بچا اور لیجاکر پهونک دیتے هیں *

بيوه کے ستي کرنے کا طريق مختلف هی بنگاله ميں مرده اور اُسکي زوجه کو چتا پر لٹاکر رسيوں اور بانسوں سے جکڑکر باندهديتی هيں که اُٹهه نه سکے اور اوڑيسه ميں گڑها کهودکر اُسميں مرده کو جلاتے هيں جسميں اوپر سے عورت کود پڑتي هی اور دکهن ميں چتا پر عورت اپنے شوهر مرده کا سر زانو پر ليکر بيٹهتي هے اور چتا کے ايدهر اودهر بلياں کهڑي کرکے اُنميں لکڑيوں کي چهت رسي سے باندهه کر اُسکی سر پر لٹکاتے هيں اور اُس مردے اور عورت کے آس پاس برابر لکڑياں چنتے چلے جاتے هيں جنميں يا تو اُس کا دم گهٹ جاتا هی يا وه چهت اُوپر سے گر پڑتي هی اور سر کچل جاتا هی *

ايک بيوه کو ستي هوتے هوئے ديکهنا روح پر صدمه پهونچنی کي بات هی مگر يهه بات کهني مشکل هی که اُس کے ديکهنی سے تماشائي کے دل ميں ترس اور رنج زياده پيدا هوتا هی يا حيرت اور عظمت ستي هونے والي عورت کا استقلال اور تحمل جو انسان کے مقدور سے باهر هی اپنے مملوکه اشيا کو اُسيوقت تقسيم کرنے اور آس پاس والوں سے وداعي سلام و دعا کهنی سنی اور لوگوں کي طرف سے اُسکي تعظيم اور آداب پيش هونے سے دو بالا هوجاتا هی اور سخت موت جو اُس کي منتظر هوتي هی اُس کا اُسکي باتوں سے ظاهر ميں کچهه خوف نه معلوم هونے سے دونا اثر طبيعت پر هوتا هی اِسکی بعد جو کچهه خيال آتے هيں وه اس سے مختلف هيں يعنے طبيعت يهه سوچنے سے منفعل هوتي هی که وه ايک ضعيف هستي صرف خيالات باطل کے سبب سے جان نثاري کا وه کمال ظاهر کرتي هی جس سے بڑے بڑے محب وطن والوں اور شهيدوں کے کام سبقت نهيں ليجاسکتی *

ميں‌نی سنا هے که گجرات ميں عورتيں ستي هونے کو طيار هوتي هيں تو اُن کو افيون کهلاکر بيهوش کرديتی هيں اور ملک کے اکثر اور حصوں ميں يهه حال نهيں هوتا چنانچه عورت ستي هونے کي تمام رسموں کو

بکمال استقلال ادا کرتی ہی اور کچھہ بھی ہراس اُسکی طبیعت پر ظاہر نہیں ہوتا اکثر عورتوں کو لوگوں نے ستی ہوتے ہوئی دیکھا کہ آگ کی لپٹوں میں اپنی دونوں ہاتھہ جوڑ کر سرکو لگاے اُسیطرح دعا میں مشغول بے کھٹکی بیٹھی ہوئی ہیں جیسیکہ عام عبادت میں دعا مانگا کرتے ہیں برخلاف اِسکے ڈرپوک عورتوں کی مثالیں بھی ایسی دیکھنے میں آئی ہیں کہ جان کے ڈرسے جلتی آگ میں سے نکل نکل کر بھاگیں ہیں اور لوگوں نے گھیر چھیپ کر زبردستی آگ میں ڈالا ہی اس قسم کی ایک واردات بنگالہ میں ہوئی جس میں تماشا دیکھنے والوں میں ایک انگریز بھی شریک تھا ( یعنے ایک عورت آگ میں سے بھاگی اور لوگ اُسکو جبراً آگ میں ڈالنی لگی ) وہ انگریز اُسکی جان بچانے میں کامیاب ہوا ( یعنی اُسکو جلنی سے بچا دیا ) لیکن دوسرے دن اُس انگریز کو اسبات سے از بس تعجب ہوا کہ اُس عورت نے آکر سخت لعنت ملامت کی اور اُلٹی سیدھی سنائیں کہ تونے مجھکو ذلیل اور بے عزت کیا اگر جلجانے دیتا تو آج میں اپنے شوہر کے ساتھہ بیکنٹھہ میں عیش اُڑاتی ہوتی اور پس ماندہ میرے مجھکو بدعاے خیر یاد رتے ہوتے *

ستی ہونے کا طریقہ تمام ہندوستان میں ہرگز عام نہیں ہی کیونکہ دریاے کشنا کے جنوب میں کبھی کوئی ستی نہیں ہوتی اور بمبئی احاطہ میں جسمیں پیشواؤں کہ پہلی سلطنت بھی شامل ہے ستیوں کی تعداد سالانہ بتیس ہے اور باقی دکھن میں اس سے بھی بہت کم ہوتی ہیں مگر ہندوستان خاص اور بنگالہ میں ایسی عام ہی کہ صرف اُن حصوں میں سے جنمیں انگریزی عملداری ہی سیکڑوں عورتوں کے جلنی کی سرکاری رپورٹ ہوتی ہی *

مردوں کی خود کشی بھی ہوا کرتی ہی مگر علی العموم ایسے لوگ اپنی جان کھوتے ہیں جو کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہوتے ہیں یہہ

خود کشي آگ میں کود پڑنے یا کسي اور ڈھب سے جلجانے یا دریا میں ڈوب مرنے یا جگناتھہ کي بیواں کے پہیہ کے نیچے قصداً دب کر مرجانے سے هوتي هی *

اسٹرلنگ صاحب جو جگناتھہ کے مندر کے انتظام پر چار برس معمور رهے اُنکے روبرو تین وارداتیں اس قسم کي ظہور میں آئیں جنمیں سے ایک شخص تو اتفاقیہ دبکر مرگیا اور دو شخص مدت سے سخت بیماریوں میں مبتلا تھے وہ قصداً اُسکے نیچے دب کر مرے † *

## موروثي چور

بعضي خاص باتیں هندوؤں کي ایسي هیں کہ انکي قسمیں نہیں قایم هوسکتیں هندوؤں میں جو تمام پیشوں کے واسطے قومیں معین هیں تو چوروں کي بھي ذاتیں خاص هیں اور وہ اپني اولاد کي پرورش اسي نظر سے کرتے هیں کہ اپنا موروثي پیشہ چوریکا اختیار کرینگے بہت سي پہاڑي قومیں جو اکثر تردد یافتہ ملکوں کے حدوں پر بستي هیں اسي قسم کي هوتي هیں اور میدانوں میں بھي ایسي قومیں آباد هیں جو یورپ کے خانہبدوش چوروں سے زیادہ تر چوري اور قزاقي میں مشہور هیں پیشہ کے موروثي هونے سے اگر هنر کو ترقي هوتي هی تو وہ چوري کے هي پیشہ میں هوئي معلوم هوتي هی کیونکہ کسي اور مقام میں ایسے چالاک اور طرار چور نہیں هیں جیسے کہ هندوستان میں مسافروں سے بہت سے قصہ کہانیاں ایسي سنے میں آتي هیں جنسے چوروںکا استقلال اور پختہ کاري اور طراري اور مکاري اس قسم کي معلوم هوتي هی جسکے ذریعہ سے وہ پاسبانوں میں سے چوري کرنے آتے هیں اور کمال خطرہ کي حالت میں تمام مال مسروقہ بحفاظت لیجاتے هیں بعضے زمین میں سرنگ لگاکر نہایت مستحکم اور محفوظ مکان کے اندر نکل آتے هیں اور بعضے گو کسي طریقہ سے اندر گھسیں مگر کوئي نکوئي راستہ اپنے بھاگنے کے واسطے رکھتے

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۴

ہیں ننگے منگے تمام جسم پر تیل ملے ہوئے تلوار لیکر چوری کو جاتے ہیں پس اول تو اُنکی گرفتاری کرنے میں خطرہ ہوتا ہی اور اگر پکڑا بھی تو پکڑنے والوں کے ہاتہوں میں چکنائی کے سبب سے اُنکا روکنا مشکل ہوتا ہی *

ایک بڑا گروہ چوروںکا جو ٹھگ کہلاتے ہیں طرح طرح کے روپ میں دیس بدیس پھرتے اور ہمیشہ بھیس بدلتے رہتے ہیں اور اس فن میں وہ اُستاد کامل ہوتے ہیں اُنکا طریقہ یہہ ہی کہ وہ ایسے مسافروں کے ساتھہ لگ لیتے ہیں جنکے پاس کچھہ مال و متاع سمجھتے ہیں اور اُنکو یار بنا کر اُسوقت تک ہمراہ رہتے ہیں کہ کوئی بیہوش کرنے والی بوٹی کہلادینے یا پھانسی ڈالکر مار ڈالنے کا موقع ہاتھہ لگتا ہی حاصل کلام یہہ کہ وہ مسافر کو ایسے ہنر سے مارتے ہیں کہ قطرہ بھر خون نہیں بہتا اور اس تدبیر سے کہیں دابتے ہیں کہ اُسپر کوئی مصیبت گذرنے کا شبہہ ایک مدت دراز کے بعد ہوتا ہی ٹھگ بھوانی سے مدد مانگا کرتے ہیں اور اُسکی منت مانتے ہیں کہ جو کچھہ ہمارے ہاتھہ لگیگا اُسکا اسقدر حصہ تیری نذر کرینگے مذہب اور معصیت کی آمیزش ایک خاص بات ہی لیکن اُسکی مثل وہ قول و قسم ہوتے ہیں جو بحری قزاق مدونا کے ساتھہ کیا کرتے ہیں اور مسلمان ٹھگ جو کثرت سے ہوتے ہیں شیطان کے ساتھہ معاہدے کرتے ہیں جنپر ایام جہالت میں اعتقاد کیا جاتا تھا *

اسباب کا بیان کرنا کچھہ ضرور نہیں کہ چور قوموں کی نسل جو ایک مدت سے چلی آتی ہی اُنکی قدامت کے سبب سے باقی اور لوگ ہندوستان کے اُنکو اسباب کا مستحق نہیں سمجھتے کہ اُنکے ساتھہ ہمدردی کیجاوے اور دنیا و آخرت میں اُنکو سزا کا سزاوار جانتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ان باقی اہل ہند کے ابا و اجداد نہایت نیک قوموں میں سے تھی *

اجورہدار چوکیدار یا نگہبان یا جو ہمراہ لیلیئے جاتے ہیں وہ علی العموم

انہیں چوروں میں سے ہوتے ہیں مگر نہایت وفادار اور کام کے ہوتے ہیں صرف اُنکے ساتھہ میں رہنے سے اُنکی ہمقوم چوروں سے اور اُنکے ہنر و چالاکي سے غیر قوم کے چوروں سے امن ملتي ہی گجرات میں اِس قسم کي ایک قوم مشہور ہی جو پاؤں کے نشان سے چوروں کا کھوج لگاتي ہی ایک خشک ملک میں ہر دیکھنے والي کو پاؤں کا نشان بہت کم نظر آویگا مگر اُس قوم کا آدمي اُسي سے تمام علامتیں پاؤں کي اُس نشان سے ایسي معلوم کرلیتا ہی کہ اُس کے ذریعہ سے فوراً اُس شخص کو پہچان لیتا ہی اور پاؤں کے کھوج پر استدر دوري تک چور کا تعاقب کرتا ہی کہ قیاس سے باہر ہی † *

## بھاٹوں اور چرنوں کا بیان

دوسري خصوصیت یہہ ہی کہ ایک قوم ایسي معلوم ہوتي ہی کہ مال کي حفاظت کرنا بالکل اُسي کا ذمہ ہی یہہ لوگ مغربي ہندوستان کے بھاٹ اور چرن ہیں جنکي آؤ بھگت راجپوتوں کي قوم میں بطور محافظوں اور قاصدوں کے ہوتي ہی راجپوتانہ میں وہ قافلوں کو پہونچاتے ہیں جنکي حفاظت کچھہ لوٹ مار سے ہي نہیں کرتے بلکہ اُنکے سبب سے وہ محصولوں سے بھي محفوظ رہتے ہیں گجرات کے ملک میں وہ بہت سا سونا چاندي ایسي خطرناک موقعوں میں ہوکر ایک جگھہ سے دوسري جگھہ پہونچاتے ہیں کہ نہایت مستحکم پہرہ والي سپاہیوں کے

---

† اس قوم کے ایک آدمي کو ایک چور کے کھوج لگانے پر مقرر کیا گیا جو مقام کیرا کي پلٹن کے مسکوت کي رکابیاں چورا کر لیگیا تھا اُسنے اُسکے قدم کے نشان سے احمدآباد کے دروازہ تک جو بارہ میل کے فاصلہ پر تھا کھوج لگایا مگر شہر کے اندر لوگوں کي کثرت سے آمد و رفت کے باعث سے وہ نشان گم گیا آخر کار دوسرے دروازہ پر پہونچکر پھر اُسکے پاؤں کا نشان اُسنے پہچان لیا اور بہت دور تک جانے کے بعد چور کے ایک دریا کے پار ہونے کے سبب سے پھر دوبارہ اُسکو دقت ہوئي مگر بہت سي تلاش سے پھر اُسنے پاؤں کے نشان کا پتا لگایا اور بیس یا تیس میل کے دوڑ دھوپ کے بعد چور کو اُسنے پکڑا اور مال مسروقہ حاصل کیا

ساتهه بهي اسقدر زر خطير کا پهونچنا دشوار هی اور سردار لوگ جو آپسمیں بلکه گورنمنت کے ساتهه بهي جو کچهه معاهدے کرتے هیں اُن سب کے وهي ذمهدار هوتے هیں *

اُنکو یهه قوت اور اعتبار جو حاصل هی وه اُنکي نهایت ثابت قدم اور پخته کار اور نیک نیت صالح اور پرهیزگار بهگت هونے کے سبب سے هی چنانچه جو شخص اُنمیں سے کچهه خزانه لیجاتا هو اور اُسکے پاس کوئي چور بدمعاش بدنیتي سے آوے تو وه اُس سے کہتا هی که میں تراگا کرڈالونگا ( یعني اپني جان کهودونگا ) اور اگر کسي معاهده کے پورا کرنے میں کوئي کچهه تساهل کرتا هی تو وه یهي دهمکي دیکر پورا کراتا هی اور اگر اُسکي دهمکي پر التفات نهیں کیا جاتا تو وه تلوار لیکر اپنے جسم کو جابجا سے زخمي کرنے لگتا هی اور اسپر بهي اگر کوئي کچهه خیال نهیں کرتا تو وه اپنے دل میں سے تلوار وارپار کر لیتا هی یا پهلے اپنے بچه کا سرکات ڈالتا هی یا جب کسي معامله میں کئي ذمهدار هوتے هیں تو اُنمیں سے اسلیئے که سب سے پهلے کسکو مرنا چاهیئے قرعه ڈال لیتی هیں ان باتوں کي بدنامي اور بهاٹ کا خون اپنے سرپر لینی کے خوف سے نهایت بد ذات اور سرکش لوگ بهي سیدهے هوجاتے هیں بهاٹوں کي وفاداري ضربالمثل هی وه اُس فخر کے قایم رکهنے کے لیئے جو بهاٹوں کي قوم کو حاصل هی اپني جان کهودینے میں هرگز دریغ نهیں کرتے † *

اس قسم کي وه رسم بهي هی جسمیں برهمن ایک تلوار یا زهر لیکر کسي کے دروازه پر دهنا دیتے هیں اور دهمکاتے هیں که اگر مالک مکان همارے مطلبوں کے پورا کرنے سے پهلے ان کهائیگا هم اپني جان گنوائینگی قرض خواه بهي اسي طرح سے دهنا دیتی هیں مگر خودکشي سے نهیں دهمکاتے وه اپنے قرضدار کو قرض ادا کرنے تک کهانا نکهانے کے لیئے عزت

† ٹاڈ صاحب کي کتاب تاریخ راجستان اور مالکوم صاحب کي تاریخ وسط هند جلد ۲ صفحه ۱۳۰

کی قسم دیتی ہیں اور آب و دانہ باہر سے گھر میں نہیں جانے دیتے اور جبتک اُسکو نہیں کھانے دیتے اپ بھی نہیں کھاتے اس قسم کا جبر راجاؤں پر بھی ہوتا ہی اور اُسکا تدارک زور اور زبردستی سے نہیں کیا جاتا یہہ وہ طریقہ ہی جو عموماً فوج اپنی تنخواہ وصول کرنے کے لیئے بخشی یا وزیر یا خود راجہ کے ساتھہ برتا کرتی ہی *

دوستی نبھانے اور وقت پر ایک دوسرے کے کام انے کی قسم عہد کرنے کے لیئے کچھہ رسمیں ٹھہری ہوئی ہیں اگرچہ اس قسم کی دوستی کچھہ ہندوؤں ہی کے ساتھہ مخصوص نہیں اور ایسے لوگوں میں بھی جو کچھہ بڑے ایماندار نہیں ہوتی قسم کا توڑنا بدنامی سمجھا جاتا ہی † *

## پہاڑیوں اور جنگلی قوموں کا بیان

وسط ہند کے پہاڑ اور جنگل ایسی قوموں سے آباد ہیں جو دیس کے بسنے والی قوموں سے مختلف ہیں وہ پست‌قد اور سیاہ فام دبلے پتلے مگر چالاک ہوتے ہیں اور خط و خال میں تفاوت ہوتا ہی اُنکی آنکھہ بصارت میں زیادہ اور شوخ ہوتی ہی کئی کئی کوڑے پہنتے اور تیر و کمان سے مسلح رہتے اور کھلے خزانہ لوٹ مار کرتے ہیں اور اگر ملک میں حکومت قوی نہووے تو ہمیشہ ہمسایوں سے لڑائی جھگڑا رکھتے ہیں جب اُنپر حملہ ہوتا ہی تو اپنی حفاظت کی تدبیر نہایت چالاکی سے کرکے پہاڑیوں اور جھاڑیوں میں سے ایسے ڈھب سے کھڑے ہوکر تیر مارتے ہیں کہ اگر اُن مرکزوں پر اُنپر حملہ کیا جاوے تو چپکے ہی سے ایسے سٹک جاویں کہ کسی کو نظر تک نہ آویں *

وہ جھونپڑوں میں ایدھر اودھر پھیلی ہوئے رہتے ہیں اور بعضے وقت ایسے جھونپڑوں میں رہا کرتے ہیں کہ جہاں چاہیں اُنکو لیئے پھریں اور اپنے سرداروں کو بہت بڑا اختیار دیتے ہیں وہ اپنی ناقص کاشت کی

† کسیقدر حصہ اس رسم کا یہہ ہی کہ ایک بیل یا سیب کے دو حصے کرکے معاہدہ کرنے والی آپسمیں تقسیم کرلیتی ہیں اور اس رسم کا نام بیل بھندر ہی

پیداوار اور اُس آمدني پر جو اُنکو مبادلوں سے یا لوٹ کھسوٹ سے حاصل هوتي هی اوقات بسر کرتے هیں کبهي کبهي شکار بهي کهیلتی هیں مگر اُسکو اپني وجهه معاش نهیں ٹهراتے ملک کے بهت سے حصوں میں مہوے کے پهول اُنکي غذا هوتے هیں *

علاوہ هندوؤں کے ایک دو دیوتوں کے اُنکے نزدیک اور بهت سے خاص خاص دیوتے هوتے هیں جو عذاب اور نعمتیں بخشتے هیں اور ایک دیوتا جو چیچک کا مختار سمجها جاتا هی اکثر مقاموں میں اُسکا حد سے زیادہ خوف کیا جاتا هی *

وہ پرندوں کي قرباني کرتے هیں اور شراب وغیرہ دیوتوں کو چڑهاتے هیں اُنکے رهنما جادوگر هوتے هیں پوجاري نهیں هوتے مردوں کو جلاتے نهیں دفناتے هیں شادیوں اور بچوں کے پیدا هونے اور تجهیز و تکفین میں کچهه کچهه رسمیں کرتے هیں شراب کے نشه سے بهت سي رغبت رکهتے هیں اور اکثر بیل مار کر کهاتے هیں یهه لوگ کثرت سے بندهیاچل کے سلسله میں جو شرقا غربا گنگا سے گجرات تک پهیلا هوا هی اور جنگل کے اُس بڑے خطه میں جو جنوباً شمالاً الهآباد کے قرب و جوار سے مسلے پاتم کے خط عرض تک چلا گیا هی اور کهیں کهیں سے اُسکا شعبه نکلکر راس کماري تک پهونچا هی آباد هیں بعض مقاموں میں اِس جنگل کا سلسله زراعت کے سبب سے ٹوٹ گیا هی اور اُن میدانوں میں جو لوگ رهتے هیں وہ گانوں کے چوکیدار اور شکاري اور سوداگر اور اور پیشهور جو وهاں کے قابل هیں هوتے هیں چند مقاموں میں اچها صاف اور هموار ملک اُنکے ظلم اور غارتگري سے جنگل بن گیا هی اور آبادیوں کے کهنڈر اور کهیڑے صحرائي نجانوروں کي جولانگاہ هوگئي هیں *

جو باتیں اِن جنگلي قوموں کے مشابهت کي بیان هوئیں اُنسے هماري سمجهه میں یهه بات آتي هی که یهه سب کي سب قومیں ایک بڑي قوم هی لیکن خاص خاص باتوں میں وہ مختلف هیں اور علحدہ علحدہ

نام اُن قوموں کے ہیں اِس لیئے جو قومیں اپنی اپنی زبان جدا جدا رکھتی ہیں اُنکی زبانوں کے مقابلہ کرنے سے اُنکے ایک ہونے کا تصفیہ ہوسکتا ہی *

یہہ لوگ بھاگل پور میں پہاڑی کہلاتے ہیں اور بنگالہ اور بہار کے مغربی ملک کے بہت بڑے جنگلی خطہ میں جو کثرت سے آباد ہیں وہ کول کہلاتے ہیں اور بندھیاچل کے سلسلہ میں مرزا پور کے قریب تک پھیلتے چلے جاتے ہیں اور بندھیاچل کے سلسلہ میں سے اُس حصہ کے جو اِس جنگل کے قریب ہی اور بڑے جنگل کے بیچ میں کے گونڈ کہلاتے ہیں اور اِس سے بھی آگے مغرب کیطرف بندھیاچل کے سلسلہ میں وہ بھیل مشہور ہیں اور تمام مغربی پہاڑوں میں وہ کلی کہلاتے ہیں یہہ نام غالباً کسیقدر ملک بہار کے کول سے تعلق رکھتا ہی اور کولاری سے بھی کسیقدر متعلق ہونا ممکن ہی جو ہندوستان کے خاص جنوب میں اِسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں کلی گجرات کے پہاڑوں اور جنگلوں میں مغرب کیطرف کو ریگستان تک پھیلے ہوئے ہیں اور جنوب میں وہ کسیقدر مغربی گھاٹ کے سلسلہ میں بھی موجود ہیں *

ملک کے اور حصوں میں یہہ مختلف ناموں سے مشہور ہیں لیکن مذکورہ بالا قومیں نہایت کثرت سے پائی جاتی ہیں *

قدیم زمانہ کی اُنکی تاریخ تحقیق نہیں ہی جب دکھن پر ہندوؤں نے حملہ کیا تھا تو وہ اُس زمانہ میں بھی دکھن میں ایسے ہی تھے جیسے کہ اب موجود ہیں غالباً اُنہیں سے چند قوموں نے رامچندر جی کا بھی ساتھہ دیا ہوگا جو لغو اور قصہ کہانیوں کی آمیزش سے بندروں کی فوج مشہور ہوگئے ہیں *

دکھن اُس زمانہ میں بالکل جنگل تھا اور یہہ جنگلی قومیں اُسکے اُن حصوں میں باقی ہیں جو ابھی تک زیر کاشت نہیں آئے وہ بڑا خطہ جنگل کا جسکو گونڈوانہ کہتے ہیں جو برار اور کٹک کے درمیان میں ہی اور

اُسمیں کہیں کہیں مزروعہ زمینوں کے ٹکڑے پائے جاتے هیں اُس سے دکھن کي اِبتدائي حالت اور اُسکے بتدریج آباد هونے کا حال صاف ظاهر هوجاتا هی *

هندوستان میں شاید یہہ قومیں اُس قوم کا غیر مطیع حصہ هوں جسمیں سے خادم قوم قایم هوئي یا اگر یہہ بات سچ هی کہ هندوستان میں بهي اُنکي زبان میں تامول زبان کي آمیزش هی تو یہہ بات ممکن هی کہ وہ ایسي کسي قوم کي باقیات میں سے هوں جو اُس قوم سے پہلے هندوستان میں آباد هوگي جسکو هندوؤں نے فتح کیا هی *

شمال و مشرقي پہاڑوں اور همالیہ کے نیچے کے شعبوں میں اور قومیں هیں لیکن یہہ مذکورہ بالا قوموں سے بہت مختلف هیں اور اُنکے خط و خال اور صورت اُن قوموں سے ملتي جلتي هی جو اُنکے اور چین کے درمیان میں بستي هیں *

یونانیوں نے پہاڑي قوموں کا کوئي علحدہ بیان نہیں کیا مگر پلیني مورخ نے کئي جگہہ اُنکا ذکر کیا هی *

## هندوؤں کي خصلت کا بیان

هندوؤں کي خصلت پر راے دینے کیواسطے جسقدر موقع درکار هی اُس سے اُن انگریزوں کو کم هاتھہ لگتا هی جو هندوستان میں آکر رهتے هیں اِنگلستان میں بهي تهوڑے هي سے آدمي ایسے هیں جو اپني قوم کے علاوہ اور قوموں کا بہت سا حال جانتے هیں اور وہ اُنکو ایسے اخباروں وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم هوتا هی جنکي مثل هندوستان میں مشتہر نہیں هوتے اور خود هندوستان کے اندر بهي مذهب و اطوار کے باعث سے هندوستانیوں سے انگریز بخوبي واقف نہیں هوسکتے کیونکہ اُنکے آپسمیں مذهب وغیرہ کے سبب سے چند هي معاملے پڑتے هیں اور رایوں کو آزادي نہیں هوتي ملک کے اندروني حصوں کے خاندانوں کا حال بجز رپورٹ کے وسیلہ کے اور کسیطرح همکو معلوم نہیں هوسکتا اور زندگي کي اور بیشمار

واقعوں میں جنسے اچھی خصلت کے بہت سے آثار ظاهر هوتے هیں شرکت نصیب نہیں هوتی *

مختلف مذهب کے پادري اور جج اور پولس کے مجسٹریٹ محاصل یا پرمت کے افسر بلکه ایلچي بهي ایک قوم کے نہایت نیک آدمیوں بلکه کسي قسم کے آدمیوں سے أسوقت تک واقف نہیں هوتے جب تک که شوق یا کسي ذاتي غرض سے أنکي طرف مائل نہوں جو کچهه هم اور قوم کے لوگوں کا حال دیکهتے هیں أسپر اپنے اندازه سے راے لگاتے هیں اور یهه نتیجه نکال لیتے هیں که جو آدمي بچوں کیطرح ذرا ذرا سي بات میں روئے دیتا هی وه بڑے موقعوں پر جرأت و همت سے کام کرنے یا تکلیف اوٹهانے کے قابل نہوگا اور یهه که جو شخص اپنے آپ کو جهوٹا کہواتا هی أسکو کسي ذلیل کام سے شرم نہوگي همارے مورخ زمانه اور مکان کے تفاوت کو بهي گڈ مڈ کر دیتے هیں چنانچه وه بنگالي اور مرهٹوں کي خصلت ایک هي بتاتے هیں اور آجکل کے لوگوں کو مہابهارت کے دلاوروں کي خطاؤں کا ملزم ٹهراتے هیں بہت سي مخالف دلیلوں کے جواب میں یهه کہا جاسکتا هی که جو لوگ هندوستانیوں کے حالات کي تحقیقات میں مدتوں تک رهے هیں أنکي راے أنکے معامله میں همیشه مناسب هوتي هی لیکن یهه بات کچهه هندوؤں هي سے مخصوص نہیں بلکه تمام إنسانوں پر صادق آتي هی کیونکه هر قوم کا ایسا هي حال هوتا هی أنکي نسبت یهه کہنا زیاده تر مناسب هی که جتنے انگریز هندوستان سے کناره کرکے انگلستان میں گئے وه أن لوگوں کو جنسے جدا هوکر گئے هیں أن قوموں کے ساتهه مقابله کرنے کے بعد جنکي غایت درجه کي تعریف هوتي هی أنهیں کو بہتر سمجهتے هیں *

إن باتوں سے یهه لازم آتا چاهیئے که جب کبهي أنکي نسبت همارے دل میں کچهه برے خیال پیدا هوں هم أنکي طرف توجهه نکریں لیکن إس حقیقت سے هم غافل نہیں هوسکتے که هندوؤں کي خصلت میں

في الحقیقت چند نقصان بڑے بڑے ھیں اور اُن نقصانوں کا اصل باعث اخلاقي اسباب ھیں لیکن کسیقدر سبب اُنکا اُنکے جسم کي ترکیب اور زمین اور آب و ھوا ھی *

بلاشبہہ چند نسلیں بہ نسبت بعض نسلوں کے زور و قوت میں کم ھیں اور اگر وہ ضعیف کرنے والي آب و ھوا میں اُنکو رکھا جاوے تو سب کي سب کمزور ھوسکتي ھیں *

صرف حرارت ھي کمزور نہیں کرسکتي اگر حرارت ایسي ھو جس سے بچنا ممکن نہو تو طبیعت میں اُسکي برداشت کرنے کي قوت اُسیطرح کي پیدا ھو جاتي ھی جیسے کہ شمالي قطبوں کي سردي گوارا کرنے کي عادت ھو جاتي ھی اور اگر ضروریت کو زیادہ کردیا جاوے اور متفرق قوموں میں سخت محنت کے نتیجوں کے حاصل کرنے پر کوشش کیجاوے تو اھل عرب کي سي عقل رسا اور قوي طبیعت حاصل ھو جاوے *

مگر ھندوستان میں گرم آب و ھوا کے ساتھہ میں بار اور زمین موجود ھی جسکے سبب سے لوگوں کو سخت محنت نہیں اوٹھاني پڑتي اور کثرت سے زمین بڑي ھونے سے اگر باشندوں کي تعداد حد سے تجاوز کرجاوے تب بھي اُنکي پرورش ھوسکتي ھی اور گرمي کثرت سے سایہ دار درختوں اور ھرے بھرے جنگلوں کے ھونے اور مینھہ برسنے کے سبب سے معتدل ھو جاتي ھی غرض کہ ھر شی سے وہ افسردہ دلي اور سستي پیدا ھوتي ھی جس سے غیر ملکوں کے لوگ مشکل سے محفوظ رھتے ھیں یہہ قیاس ھمارا اُن مختلف خصلتوں سے جو ھندوستان کے مختلف حصوں میں پائي جاتي ھیں مستحکم ھوتا ھے چنانچہ شمال میں خشک ملکونکے رھنے والے جہاں موسم سرما میں سردي ھوتي ھی تر ملکوں کے باشندوں کي نسبت جوانمرد اور چست چالاک ھوتے ھیں اور مرھٹے اور جو لوگ کوھستان اور غیر بارآور ملک میں بستے ھیں سخت محنتي ھوتے ھیں برخلاف اسکے بنگالي اپنے ملک کي مرطوب آب و ھوا اور سال میں دو بار دھانوں کي

فصل حاصل هونے اور ناریل کے درختوں اور بانسوں سے بغیر گھڑنے اور ولانے کے تعمیر کا سامان بہم پہونچ جانے کے سبب سے هندوستان کی تمام قوموں کی نسبت حد سے زیادہ آرام طلب اور کمزور هوتے هیں اگرچہ آرام طلبی محنت کی عادت یا کبھی کبھی سخت محنت گوارا کرلینے کو بالکل معدوم نہیں کردیتے مگر اسکو تمام قوم کی صفت سمجھنا چاهیئے اور اُنکی کاهلی کے ساتھہ لگی هوئی اُنکی بزدلی هی جو بسبب نہونے جرات کے نہیں بلکہ مصیبت اور مشکلوں میں پڑجانے کے اندیشہ سے هی انہی دو اصلی برایوں سے اور برائیاں بھی پیدا هوتی هیں اور خود کاهلی اور بزدلی کا مخرج بے نہایت خود مختاری اور جہالت بغیر کسی قدرتی وجہہ کے سمجھنی ممکن هی لیکن یہی سبب اگر کافی وافی هوتے تو اُنکا اثر چینوں پر بھی جو نہایت محنتی هوتے هیں اور روسیوں پر جو حد سے زیادہ مستقل مزاج هوتے هیں ضرور ایسا هی اثر هوتا هندوؤں کی نسبت جیسے وہ سبب هیں ویسی هی نتیجے هیں *

هندوؤں میں نہایت سخت برائی دروغ گوئی هی جسمیں وہ مشرق کے بھی اور قوموں سے بہت سبقت لیگئے هیں اُنپر اگر جھوٹ کا اتہام بھی لگایا جاوے تب بھی غصہ نہیں آتا جو شخص ایسی بات پر جس سے اُسکے نزدیک اُسکی عزت میں ذرا بھی بٹہ لگتا هی خون بہانے کو موجود هوتا هی وہ جھوٹ کا الزام لگانے سے نرمی کے ساتھہ یہہ جواب دیتا هی کہ مجھکو جھوٹ بولنے سے کیا حاصل تھا *

حلف دروغی جو ایک اعلی درجہ کا جھوٹ هی اور جرموں کے ساتھہ اُسکا هونا ضرور هی ( اگرچہ ایشیا کی اور ملکوں کی نسبت کچھہ زیادہ نہیں هوتی ) اور جو لوگ گذرے هوئی باتوں پربہت تھوڑی توجہہ کرتے هیں اُنکی آیندہ کے وعدوں پر بھروسہ نہیں هوسکتا کہ وہ اُنکو پورا هی کرینگے باهمی معاملات میں عہد شکنیاں انگلستان کے بہ نسبت هندوستان میں بہت زیادہ هوتی هیں لیکن اکثر آدمی ایفاء وعدہ کے پابند هوتے هیں *

گورنمنٹ سے جو لوگ علاقہ رکھتے ہیں اُنمیں فریب عام ہی اور ہندوستان میں لوگوں کے ساتھہ گورنمنٹ کے تعلق کا سلسلہ دور تک پہونچا ہوا ہی کیونکہ زمین کے معاملہ کے باعث سے ادنی کانوں والا بھی جبر و تعدی کو فریب سے ٹالنی پر مجبور ہوتا ہی *

بعض صورتوں میں گورنمنٹ کی خطائیں مخالف اثر پیدا کرتی ہیں چنانچہ ساہوکار اور سوداگر اپنے عہد و پیمان کی سخت احتیاط کرتے ہیں کیونکہ وہ اگر ایسا نکریں تو ایک ایسے ملک میں جہاں دادرسی کا حال ابتر ہی تجارت قایم نہیں رہ سکتی *

ہندوؤں کی طبیعت سازش اور فریب سے جب کبھی اُنکو اُسکی ضرورت پیش آئی غیر مناسب نہیں ہی چنانچہ استقلال اور تحمل اور عاجزی اور دمبازی سے اُس شخص کے اندیوں کو دریافت کرلیتے ہیں جس کے ساتھہ معاملہ پڑتا ہی اور اُسکے مزاج کی کیفیت معلوم کرتے رہتے ہیں اُسکی طبیعت کو ٹھنڈا یا برانگیختہ کرکے غرض جو کچھہ مقتضاے وقت ہوتا ہی اُسکے بموجب عمل کرکے اپنا کام نکالتے ہیں اور در پردہ نظرتیں کرکے ہر ایسے شخص سے بھی جو اُنکی مطلبوں کے پورا ہونے سے رضامند نہیں ہوتا اپنی استعانت کرا لیتے ہیں لیکن اُنکی سازشوں میں ایسی جرات اور غایت درجہ کی معصیت نہیں ہوتی جیسی کہ ایشیا کی اور قوموں میں بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سازشوں میں ہوتی ہی حالانکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سازشوں میں ہندوؤں میں رہنے سہنے سے گونہ نرمی بھی آگئی ہی *

اُنکا بداخلاق ہونا غالباً اُنکی گورنمنٹ کے قصور سے ہی چنانچہ ایک امر خبر میں بھی رشوت لینا قابل تعریف کے سمجھا جاتا ہی اور بڑے معاملوں میں رشوت لینا ایک جرم قابل عفو کے خیال کیا جاتا ہی روپیہ پیسے کے معاملہ میں فریب کرنا کچھہ بہت بدنامی کی بات نہیں سمجھا جاتا اور اگر سرکار کے ساتھہ کیا جاوے تب تو اُسمیں ذرا بھی برائی خیال

نہیں کی جاتی *

اُن میں خوشامد اور منت سماجت کرنے کی عادت کا ہونا بھی ہم گورنمنٹ کے سبب سے سمجھتے ہیں زبان کی اراستگی اور درستی کے واسطے جو قومیں عجز و انکسار کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں اُنسے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جاوے تو اُنمیں چاپلوسی کا سخت عیب ہی اور اُنکی منت سماجت اُنکی حاکموں کے تلون مزاجی کے سبب سے ہی چنانچہ وہ حاکم کے کسی حکم کو قطعی نہیں سمجھتے اور اپنے مقدمہ کی پیروی سے اُسوقت تک درگذر نہیں کرتے جب تک کہ اُنکو اپنی مختلف تدبیروں یا حالات کی تبدیلی یا حاکم کی تنگ آکر اُنکی درخواست منظور کرلینے کے خیال سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی امید قطع نہیں ہو جاتی *

هندو ایسے لوگوں کی طرح جو لڑائی جھگڑے دنگہ فساد میں ہاتھہ پاؤں نہیں ہلاتے گولی بچاتے ہیں نالشیں اور فریادیں کرنے کو موجود ہوجاتے ہیں ذرا ذرا سی بات پر نالش کرتے ہیں خانہ جنگی کے بدلے اور گالی گلوچ تھکا فضیحتی کے عادی ہوتے ہیں وہ نالش کی پیروی اپنے بالکل برباد ہوجانے تک کیئے جاتے ہیں اور اپنے معمولی چال چلن کے برخلاف بعض موقعوں پر ایسی شورش مچاتے ہیں کہ جو شخص اُنکی اصل عادت سے واقف نہو وہ یہہ سمجھے کہ اب جوتی پیزار لاٹھی تلوار پر نوبت آتی ہی *

فلاح عام کے کاموں کی ہمت هندوؤں میں اُنکی برادری یا اُنکی بستی ہی پر منحصر ہوتی ہی چنانچہ اِنہیں دونوں موقعوں پر بہت زور شور سے ظہور میں آتی ہی یا اگر اُنکی وہ ہمت کچھہ آگے قدم بڑھاتی ہی تو سرکاری عہدہ داروں کی حکومت تک آتی ہی یعنی اُنکی حکومت ہی کو مدد پہونچاتی ہی اور طبیعت کا عام جوش بعضے وقت ایسی لڑائی

میں اُنسے ظاہر ہوتا ہی جو مذہب سے کچھہ علاقہ رکھتي ہوتي ہی لیکن وفاداري میں ثابت قدم نہیں ہوتے کیونکہ ایک شخص رعایا میں سے جس مستعدي اور سرگرمي سے اپنے اصل راجہ کي کار و خدمت کرتا ہی اُسیطرح اُسکے دشمن کي خدمت اور اطاعت قبول کرلیتا ہی اور اپنے وطن کي محبت نبھانے کے بجاے نمک کا زیادہ خیال کرتا ہی *

اگرچہ هندو حسب بیان مذکورہ اخلاق کے بڑے بڑے قاعدے توڑ ڈالتے ہیں مگر ہم یہہ نہیں کہسکتے کہ اُنکے ہاں اُسکے اصول قایم نہیں ہیں بجز اُن باتوں کے جنکا ذکر ہوا اور سب اخلاقي باتوں کا لحاظ و پاس کرتے ہیں اور بعض قاعدوں کے جو اُنکي راے میں بڑي قدر و منزلت رکھتے ہیں ہر ایسي ترغیب کے برخلاف جسکے سبب سے اُنمیں خلل آوے پابند رہتے ہیں چنانچہ ایک برہمن ایسي چیز کے کھانے کي بجاے جو ممنوع ہی فاقہ سے مرجانا قبول کریگا اور ایک گانوں کا پدھان ایسے روپیہ کے وصول کرادینے کے بجاے جو کوئي ظالم حاکم یا قزاق گانوں پر ڈالے ہر قسم کي ایذا سہنا گوارا کرتا ہی اور ایسے ملازم کو جو حساب کتاب میں اپنے آقا کو دھوکہ فریب دیتا رہتا ہی روپیہ پیسہ بلا لحاظ تعداد کے سپرد ہوتا رہتا ہی بد اخلاقي کے معاملات میں بھي بہت کم ایسا ہوتا ہی کہ ایک شخص بجاے اِس بات کے کہ خود سزا گوارا کرے اُس شخص کو بتا دے جسکو رشوت دي ہو *

بڑا نقصان هندؤں میں جرأت اور دلیري کا نہونا ہی اور اُنکي غلامانہ طبیعت اور اندھا دھوندھي کے ساتھہ باطل اعتقادي اور خیالي گروہ دیوتوں کا اور حکمت کي باریکیاں اور زباني امتیاز اور اُنکے نظم کي افسردہ نزاکت اور اُنکا زنانہ پن نطرت اور سستي کي رغبت اور عاجزانہ طبیعت اور انقلابوں سے خائف ہونا اور طفلانہ کہانیوں کا مذاق اور معقول تاریخ سے تغافل طبیعت اور عقل کي عمدہ اور شایستہ اوصاف کے نہونے کي دلیل ہی *

اگرچہ یہہ ملامت ہندوؤں کے تمام قوم پر جبکہ اُسکا غیر قوموں سے مقابلہ کیا جاوے تو صادق آتي هی مگر اُسکے هر ایک گروہ بلکہ کسي خاص گروہ کي کسي زمانہ کي حالت سے یہہ سب باتیں منسوب نہیں هوتیں چنانچہ محنتي آدمي جفاکش اور صاحب استقلال هوتے هیں اور اور گروہ بهي جب کہ کسي معاملہ سے بڑي غرض رکھتے هوں بلکہ بعضے وقت صرف کهیل تماشے میں هي مدتوں تک بڑي بڑي سختیاں سہتے هیں *

ہندوؤں کي قوم ایسي نہیں هی جو سخت حملوں کے سہارنے کي عادي هو اور اِس سے بهي کم ایسي لڑائي کو گوارا کرتي هی جسمیں مصیبت پر مصیبت اور دلشکني ایک مدت تک سہني پڑے مگر باوجود اِن باتوں کے بعض وقت اُنسے ایسي جرأت اور شجاعت ظاهر هوتي هی کہ نہایت سخت لڑاکا قومیں بهي اُنسے سبقت نہیں لیجاتیں مذهب یا عزت کے ذرا سے خیال پر بهي همیشہ اپني جان کهو دیتے هیں چنانچہ ہندو سپاهي جو انگریزوں کے نوکر هیں دو لڑائیوں میں گوروں کي فوج کے شکست کهانے کے بعد آگے کو بڑهے اور اِنمیں سے ایک لڑائي میں اُنکا فراسیسوں سے مقابلہ هوا اِسي اپني تاریخ میں آگے ایسي مثالیں میں نے لکهي هیں جنمیں ہندو سپاهي گروہ کے گروہ دیدہ و دانستہ موت کے منہہ میں دوڑ دوڑ کر جاتے تهے اور باهمي معاملات میں بهي اگر اُنمیں سے کسیکو یہہ یقین هوجاتا هی کہ میري عزت میں کچهہ بٹہ لگ گیا تو اپني جان کهو دینے میں دریغ نہیں کرتا *

اِسمیں شک نہیں کہ اُنکا موت کو بے حقیقت سمجهنا اُنکے اُس بزدلي کے ساتهہ میں جو ذرا ذرا سے معاملوں میں اُنسے ظاهر هوتي هی ایک عجیب بات هی ایک ادنی سے ادنی ہندو اُس سختي اور مصیبت کو جو اُسکے سر سے ٹل نہیں سکتي ایسي بے پروائي سے سہتا هی کہ اهل یورپ حیران رهجاتے هیں اور اپنے ساتهیوں کے ساتهہ اچهي طرح هنستا بولتا هی اور بغیر اِس بات کے کہ اُسکے حواس اور عادت میں کسیطرح کا کچهہ فرق آوے موت کا منتظر رهتا هی *

ہندوؤں کي خصلت کا نہایت خالص نمونہ بغیر اُن عیبوں کے جو اب اُسمیں ہوگئے ہیں معہ اُسکي خصوصیتوں کے راجپوتوں اور اور سپاہي لوگوں میں جو اُن ملکوں میں بستے ہیں جنمیں گنگا بہتي ہی اور اُن میں سے سرکار انگریزي میں سپاہي بھرتي ہوتے ہیں پایا جاتا ہی غالباً اِنہیں لوگوں سے ہمکو ہندوؤں کي اولالعزمي اور اعلی درجہ کي شجاعت اور بڑي جاں نثاري کي حقیقت معلوم ہوتي ہی اِنہیں باتوں کے ساتھہ چال چلن کي شایستگي اور رحم دلي اور طفلانہ کھلاڑي پن اور بچوں کي سي سادگي عجیب ڈھنگ سے پائي جاتي ہیں *

گانوں والے ہر جگہہ کم آزار اور ہر دل عزیز ہوتے ہیں اور اپنے خاندانوں پر شفیق اور ہمسایوں پر مہربان اور بجز گورنمنٹ کے سب کے ساتھہ دیانت دار اور باوفا ہوتے ہیں *

اور شہر کے لوگ ایسي خصلت رکھتے ہیں جسمیں بھلائي برائي دونوں ملي جلي ہوتي ہیں لیکن وہ سکون و وقار اور انتظام کے ساتھہ رہتے ہیں شور و غل دنگہ فساد سے عام امن و آسایش میں اور خانگي جھگڑوں سے اپنے آرام وراحت میں بہت کم خلل ڈالتے ہیں بہر حال اگر ہم اُن لوگوں کو جو گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں علحدہ کرلیں تو شہر کے باقي باشندے ایسے ہي نیک اور شایستہ رہجاوینگے جیسے کہ اِنگلستان کے ہیں البتہ مذہب اور حکومت کے فائدوں میں متوسط درجہ والے اِنگلستان کے باشندے اُنسے برتر ہیں اور اِنگلستان کے محنتي فرقہ میں بڑي بہت سے ایسے لوگ ہیں جنکا ثاني ہندوستان کے کسي درجہ کے لوگوں میں نہیں پایا جاتا لیکن برخلاف اِسکے ہندوؤں میں کوئي فرقہ ایسا بدکردار اور بد اخلاق نہیں ہی جیسے کہ انگریزوں کے بڑے شہروں میں کي نیچ قوم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں کے گروہ کے گروہ جو اِنگلستان میں دغا فریب سے اوقات بسر کرتے ہیں یعني نٹ کھٹ اوچکے دغاباز فریبي اور اُن لوگوں میں سے بڑے دل چلے اور بدمعاش آدمي جنکي شرارت

سے اعلی درجہ کے خاندانوں سے لیکر عوام‌الناس تک محفوظ نہیں رہتے هندوستان میں ڈھونڈھے نہیں ملتے *

هندوستان کے بعضے چند مشہور جرم اور تمام ملکوں کے جرموں سے سختي میں زیادہ هیں چنانچہ ٹھگوں کے جرموں کا بیان هوچکا اور ڈاکو بسبب اپني بیرحمي کے ایسے هي قابل نفرت کے هیں جیسے کہ ٹھگ اپنے سوچي سمجھي هوئے دغابازي کے باعث سے هیں *

ڈاکہ ایسے گروہ کو کہتے هیں جو لوٹ مار کرنے کي غرض سے جمع هوجاتا هی وہ لوگ راتمیں ایسے گانوں پر اچانک جاپڑتے هیں جسکو کچھہ وهم و گمان بھي اُنکا نہیں هوتا اور جو لوگ اُنسے بمقابلہ پیش آتے وہ اُنکے هاتھہ سے مارےجاتے هیں اور جنکیطرف اُنکا یہہ گمان هوتا هی کہ اُنھوں نے دولت چھپائي هی اُنکو سخت عذاب دیتے هیں اور صبح کو لوگوں میں ملجاتے هیں اور اُنکا ایسا خوف دلونپر چھا جاتا هی کہ پہچاننے کے بعد بھي بہت کم آدمي اُنپر الزام لگاتے هیں یہہ جرم بجز اسباب کے کہ تدارک کا کچھہ بڑا خیال نہیں کیا جاتا اور ڈاکو سخت بیرحمیاں کرتے هیں اُس جرم سے بالکل مشابہہ هی جو اکثر ایرلینڈ میں کسي زمانہ میں هوا کرتا تھا هندوستان میں اس جرم کا باعث هندوستاني گورنمنٹ کي وہ کمزوري هی جو گذرے هوئے سو برس کي بد عملي کے سبب سے هوگئي تھي اور اب انگریزوں کي قوي سلطنت میں یہہ جرم بہت نیست و نابود هوتا چلا جاتا هی ٹھگ اور ڈاکو جسقدر هندو هیں اُسیقدر مسلمان بھي هیں *

جو هیبت کہ ایسي سخت ظلمونسے پیدا هوتي هی اُس سے اول تو اُس ملک کے بڑي بداخلاقي کا خیال آتا هی جسمیں وہ ظہور میں آتے هیں لیکن زیادہ تحقیق کرنے سے وہ خیال دور هوجاتا هی چنانچہ جسقدر جرم هندوستان میں ٹھگ اور ڈاکوؤں کے جرموں سمیت هوتے هیں وہ اُن جرموں سے کم هیں جو انگلستان میں هوتے هیں ٹھگ تو

علحده فرقه هوتا هی اور ڈاکو ایسے شریر لوگوں کا گروه هوتا هی جو همیشه کے لیئے متفق هوجاتے هیں اور لوٹ مار کرکے اپنی زندگی بسر کرتے هیں لیکن باقیماندہ لوگ اِس قسم کے خیالات فاسد نهیں رکهتے جنسے جمهور انام کی معیشت میں خلل پڑے متواتر رپوٹوں سے جو هوس آف کامنز کے اجلاس میں سنه ۱۸۳۲ ع میں پیش هوئیں اُنسے ثابت هوتا هی که چار برس کے اندر اِنگلستان اور ویلز میں جس قدر سخت حکموں کی هر سال تعمیل هوئی وه حکم دو لاکهه تین هزار آدمیوں میں سے ایک شخص کی نسبت صادر هوا اور احاطه بنگاله کے ضلعوں میں دس لاکهه چار هزار ایک سو بیاسی آدمیوں میں سے ایک کی نسبت وه حکم نافذ هوا † اِنگلستان میں سوسته هزار ایکسو تهتر میں سے ایک کے حساب سے زندگی بهر کو جلا وطن هوئے اور بنگال احاطه میں چار لاکهه دو هزار دس میں سے ایک کے حساب سے جلا وطن کیئے گئے *

یهه بات صحیح هی که جتنے مجرم بنگاله میں گرفتار نهیں هوتے اُنکی تعداد اِنگلستان کے اُن مجرموں سے بهت زیاده هی جو هاتهه نهیں آتے مگر اِس سے یهه سمجهنا که دونوں ملکوں میں سنگین جرموں کی تعداد برابر هی بڑی لغو رعایت کرنا هی *

قتل رشک و حسد یا کسی اور رنجش کے سبب سے به نسبت کسی منافع کی توقع کے زیاده هوتا هی اور چوری خاص خاص فرقوں سے مخصوص هی پس مال و متاع کیطرف سے لوگوں کو کم تردد هوتا هی چنانچه هندوستان میں جو اهل یورپ جاتے هیں وه اپنے مکان کا هرایک دروازه کهلا رکهکر سوتے هیں اور اُنکا مال و اسباب اِسی طرح سے پهیلا پڑا

---

† اِنگلستان میں پهانسی دیئے جانے کے حکموں کی تعداد ایک سال میں ایک هزار دو سو بتیس تهی جنمیں سے چونسٹهه منظور هوئی اور اُنکی تعمیل هوئی اور احاطه بنگال میں ارنسته مجرموں کو حکم پهانسی کا هوا جو سب منظور هوئی اور اُنکی تعمیل کی گئی انگلستان کی آبادی ایک کروڑ تیس لاکهه اور بنگاله کے ضلعوں کی چهه کروڑ هی

رهتا هی جس طرح دن میں تسہو ہوی نقصان کي شکایت کا بہت کم متوقع ملتا هی اور هندوؤں کے هاں جن لوگوں کے پاس بہت بہت سے نوکر هوتے هیں شاذ و نادر اُنکي کسي چیز کو قفل میں دیکھنا اُنکے معمولي بڑے اعتبار کي کچھہ کم دلیل نہیں هی *

هندوؤں پر احسانمند نہونے کا اکثر الزام لگایا جاتا هی لیکن یہہ ظاهر نہیں هوتا کہ جو لوگ یہہ الزام لگاتے هیں اُنہوں نے کیا اُنکے ساتھہ بہت کچھہ کیا هی جس سے اُنکے دلمیں احسانمندي پیدا هوني لازم آتي جبکہ آقا حقیقت میں مہربان اور دلسے متوجہہ هوتے هیں تو وہ اپنے هندوستاني نوکروں کي طرف سے بھي ویسا هي اچھا عوض پاتے هیں جیسا کہ دنیا میں اور کسي سے هوسکتا هی بہت کم ایسے اهل یورپ هونگے جنہوں نے هندوؤں کا امتحان بیماري یا مصیبت و خطرہ میں کیا هو اور اُنکو همدرد اور رفیق نپایا هو اپنے سرداروں پر اُنکي جاں نثاري ضرب‌المثل هی اور اُسکي وجہہ جب کہ کوئي تعلق ذات برادري کا نہو تو بجز احسان مندي کے اور کچھہ نہیں هوسکتي هندوستاني سپاهیوں کي جاں نثاري اپنے انگریز افسروں کے ساتھہ اتنے موقعوں پر ثابت هوئي هی کہ کسي اور ملک کي همقوم فوج کي بھي نظیریں پیش کرنا مشکل هوگا *

اور یہہ احسانمندي کچھہ کم درجہ کے لوگوں سے هي مخصوص نہیں بلکہ علی‌العموم یہہ دیکھا جاتا هی کہ جن لوگوں کي حاکموں نے پرورش کي وہ اُنکي مصیبت اور رسوائي کے وقت میں هي اُنکے ساتھي نہیں رهے بلکہ اُنکي محبت کو اُنکے بال بچوں تک اُس حالت میں نباها جب کہ وہ اُنکو بیکسي کے عالم میں چھوڑ کر مرگئے † *

---

† ایک بہت سچي مثال ایک شریف انگریز کي جو بنگالہ میں ایک بڑے عہدہ پر مامور تھا هم بیان کرتے هیں یہہ شخص اپنے عہدہ سے برخاست هوکر جب اپنے وطن میں آیا تو وہ ایک چند روزہ سخت مصیبت میں مبتلا هوگیا اِس پر ایک ذي رتبہ هندوستاني نے جسکے ساتھہ اُسنے کبھي کچھہ رعایت کي تھي ایک لاکھہ روپیہ

اگرچه هندوؤں کي خصلت غیر ملک کے لوگوں کے ساتهه ملنے کے زمانه سے بدل گئي هی مگر وہ اب بهي رحیم اور شریف قوم هیں اُن بیرحمي کي خونریزیوں کا جو مسلمانوں کے ساتهه تمام لڑائیوں میں هوئیں اُنهوں نے ضرور سخت بیرحمي سے انتقام لیا هوگا پس جو معتدل قانون لڑائي کے منو کے مجموعه میں مندرج هیں اُنپر اُنکا عمل نرها هوگا مگر اب بهي ایشیا کي اور هر ایک قوم کي نسبت بلکه اپنے هموطن مسلمانوں کي نسبت بهي اُن لوگوں سے جو لڑائي میں گرفتار هوجاتے هیں زیادہ مهرباني سے پیش آتے هیں *

سلطان ٹیپو انگریزي کمپو کے همراهیوں کے جو اُسکے هاتهه لگ جاتے تهے دائیں هاتهه اور ناک کٹوا ڈالتا تها حالانکه اخیر پیشوا اِس قسم کے لوگوں میں سے هر ایک آدمي کو ایک روپیه اور کسیقدر غله اِس غرض سے دیتا تها که اب جو میري فوج نے اِن لوگوں کو لوٹ لیا هی کسیطرح یهه اپنے کار و بار کو پهر جاري کرسکیں *

البته سرد مهري کے ساتهه خونریز بیرحمي برهمنوں کے ساتهه منسوب کیجاتي هی غالباً اُس سے بغض و عداوت کے قدرتي مخرجوں کا روکنا مقصود هوتا هی لیکن نهایت بد برهمن بهي ایسے قتل کے خلاف پر هیں جس سے خون بهي معمولي حالتوں میں هندو ذي مروت اور راحم هوتے هیں مگر سر گرمي کے ساتهه انسانیت برتنے میں اِس سبب سے قاصر هیں که وہ ذات کے ڈر سے هر انسان سے میل جول نهیں کرتے اور کچهه اُسکا باعث یهه هی که وہ ایسے کاهل هوتے هیں که اپنے همسایوں کي

---

سے زیادہ بے اُسکي مدد کي اور یهه روپیه جب اُسنے ادا کرنا چاها تو اُس هندوستاني نے هرگز واپس لینا قبول نکیا حالانکه اور کسیطرح کے معاوضه کي اُسکو توقع نه تهي یهه جوانمرد دوست ایک مرهٹه برهمن تها یهه ایک ایسي قوم هی جو هندوؤں کي تمام قوموں میں سے غیر قوموں کے ساتهه نهایت کم همدردي کرتي هی اور اختیار حاصل هونے پر نهایت سنگدل اور کج خلق هوجاتي هی *

مصیبتوں پر بھي اُسیطرح توجهه نهیں کرتے جس طرح اپني ذاتي مصیبتوں کي پروا نهیں کرتے *

یهه عیب اُنکا مفلسوں کے ساتهه مسلوک نهونے سے ظاهر هوتا هی چنانچه سب لوگ برهمنوں کو کهانا کهلاتے هیں اور مذهبي سادهه سنتوں کو خیرات دیتے هیں مگر ایسے بهکاري کي جو صرف محتاجي کے سبب سے سایل هوتا هی نه یورپ کي سي باقاعده خیرات سے اور نه ایشیا کے اور حصوں کي سي بیڈهنگي مهمان داري سے خبر لي جاتي هی اگرچه غریبوں میں عاقبت اندیشي نکرنا اور امیروں میں نهایت نمود کے ساتهه خاص خاص موقعوں پر هر شی میں اسراف هوتا هی مگر عموماً هندو کفایت شعاري بلکه خست پر بالطبع مایل هیں اُنکے معمولي اخراجات قلیل هوتے هیں اور هر درجه کے لوگوں میں چندهي آدمي ایسے هوتے هیں جو اپنے جوڑے هوئے روپیه کو ظاهر یا پوشیده کسي تجارت میں لگا کر یا بهت بڑي شرح کے سود پر دیکر نهیں بڑهاتے هیں هندوؤں کے لڑکے اهل یورپ کے بچوں سے زیاده تیز اور هوشیار هوتے هیں باره چوده برس کے بچوں کي سمجهه اکثر حیرت انگیز هوتي هی اور اِسیقدر حیرت افزا یهه بات هی که وه بالغ هوکر ویسے هي کند ذهن اور نا بلد هوجاتے هیں *

مگر با اینهمه عمر بهر صاحب شعور رهتے هیں اور کمتر درجه کے لوگوں میں اِس بات کے دیکهنے سے همکو تعجب هوتا هی که چال و چلن کي مناسبت اور زبان اور گفتگو میں با سلیقه هونے میں اپنے آپ سے برتر لوگوں سے به نسبت اُسکے بهت کم تفاوت رکهتے هیں جو انگریزوں کے بچے اور لڑکے اپنے بزرگوں کي چال چلن اور لب و لهجه میں رکهتے هیں *

جس بات میں هندو اور قوموں پر نهایت برتر فوقیت رکهتے هیں وه بدکاري اور زنا سے اجتناب کرنا هی اُنکے ملک کي آب و هوا اور جو قانون اُسکے هیں اُس سے یهه توقع نهیں هوسکتي که وه اور قوموں کي

نسبت عیاشي میں کم هیں لیکن اگر هم انگریزوں کي قوم سے اُنکا مقابله کریں تو بدمستي اور اور برائیوں میں نهونے سے چال چلن کي صفائي اور عمدگي میں اُنکو وہ فرق حاصل رهیگا جو هماري خود پسندي کے حق میں مضر هی *

گفتگو میں جو نهایت بري فحش گالیاں دینے میں بیباک هیں اُس سبب سے وہ اس تعریف کے قابل نهیں جو اُنکي کي گئي مگر اسکی جواب میں یهہ خوب کها گیا هی که اُسکا سبب وہ سادگي طبیعت کي هی جسکے نزدیک جو شی اصل الزام سے پاک هی اُسکا نام لینے میں کچهہ قباحت نهیں یهہ راے اور معاملوں میں اُنکے چال چلن کے پاک صاف هونے سے مستحکم هوتي هی *

اگرچه هندوؤں کي طبیعت میں کم گوئي اور سوچ بچار کرتے رهنا پڑا هوا هی مگر وہ آپسمیں هنستے بولتے خوش و خرم رهتے هیں تقریر کرنے اور دل‌لگي کرنے کے شوقین هوتی هیں لطیفه اور رمز و کنایه سے هنسي چهل بلکه بهکر لڑنے کي نوبت پهونچنی پر کمال خوش هوتے هیں هم پهلے بیان کرچکی هیں که اُنکي گفتگو اکثر خفیف باتوں پر هوتي هی اور یهہ بات اُنکي عام خصلت هی اور اُسکے ساتهہ ایک خود بیني اور نمایش بهي هوتي هی *

قد و قامت اور جسامت میں وہ اهل یورپ سے عموماً بهت کم هوتے هیں † اور یورپ والوں سے وضع اور انداز اُنکا بهتر هوتا هی مگر زور کم هوتے هیں اور هاتهہ پاؤں اُنکے زیادہ چستي اور چالاکي سے چلتے هیں اور رنگ اُنکا بهورا ( یعني گندمي ) حبشیوں اور جنوبي اهل یورپ کے رنگوں میں متوسط درجه رکهتا هی اور اُنکی بال باریک اور سیاہ سنگ موسی کے رنگ کے هوتے هیں اور مونچهیں اور ڈهاري بهري هوتي مگر ڈهاري بهت کم رکهتے هیں اُنکي عورتوں میں بهت زیادہ حسن اور ناز و ادا هوتي هی جسکو

† هندوستان میں سپاهي پیشه قومیں انگریزوں سے علی‌العموم بلند قد هوتي هیں

شرم و حیا اور زنانہ حجاب سے دوبالا رونق ہوجاتی ہی † *

ہندوؤں کے جسم کی صفائی ضرب‌المثل ہی اکثر جو وہ نہاتے رہتی ہیں تو ہر غسل کے بعد کپڑے نہیں بدلتے لیکن اِس صورت میں بھی اُن میں کے عوام‌الناس اور قوموں کے عام لوگوں سے زیادہ صاف رہتے ہیں اُنکے مکان کے وہ حصے جنپر سبکی نظر پڑتی ہی بہت صاف ہوتے ہیں مگر انگریزوں کے ہاں کی سی لطافت اور نفاست ہندوؤں میں نہیں ہوتی جسکا مقتضی یہہ ہی کہ وہ سب مکان بھی جو آڑ اور پردہ کے ہوں ویسے ہی پاک اور صاف رہیں *

## ہندوؤں کے زمانۂ قدیم کی خصلت کا زمانۂ حال کی خصلت سے مقابلہ

ہندوؤں کی دونوں قسم کی خصلت جو زمانۂ قدیم میں تھی اور اب زمانۂ حال میں ہی ہمنے بیان کی اور اُسکا مقابلہ کرکے نتیجہ نکالنے سے پہلے یہہ بہتر ہوگا کہ متوسط زمانہ میں جو خصلت اُنکی تھی اُسکا حال دریافت کریں اُسکے دریافت کرنے کا ذریعہ ہمارے پاس وہ حالات ہیں جو یونانی چھوڑ گئی ہیں اور یہہ یونانی ایسے ہیں جنکے بیان میں ہمارے خاص خیالوں کو دخل نہیں اور اُنکی رائیں سریع‌الفہم اور واجب‌التعظیم ہیں *

اسی تحقیق میں ہمنے ایک اور مقام ‡ پر گفتگو کی ہی جسکی صرف نتیجے یہاں بیان کرنے مناسب ہیں *

اُن حالات سے ظاہر ہوتا ہی کہ جو بڑی بڑی تبدیلیاں منو کے مجموعہ

---

† جو لشکری عورتیں لندن کے بازار میں عام ہیں وہ اکثر بمبئی کے قریب کے ساحل اور بنگالہ کے جنوب و مشرقی حصہ کی ہیں جہاں لوگ چانول کھاتے ہیں اور آب و ہوا وہاں کی مرطوب اور گرم ہی جو ہندوستان کی عورتوں کا نہایت برا نمونہ ہیں

‡ تتمہ ۳ کو ملاحظہ کرو

سے سکندر کے زمانہ تک ہوئي ہیں وہ یہہ ہیں خدمتگار قوم ( یعني شودروں ) کا بالکل ازاد ہو جانا اور اگر اس وقت میں ستي کي رسم کا آغاز نہیں تو زیادہ رواج ہونا اور قوموں کے آپسمیں شادیوں کا امتناع اور برھمنوں کا سپاھي پیشہ ھوجانا اور دیہات میں علحدہ علحدہ آباد ہونا اور شاید فقیروں کے فرقوں کي ابتدا قایم ہونا ھی *

اور جو تبدیلیاں منو کے زمانہ سے زمانہ حال میں ہوئیں بخوبي بیان ھوچکي ھیں اور اگر اب ھم دونوں خاص زمانوں پر بغیر مقابلہ کیئے عام نظر ڈالیں تو ھم کو ظاھر ھوگا کہ زیادہ تر ایسي تبدیلیاں ھوئیں ھیں جنکا میلان برائي کیطرف ھی *

شودروں کي غلامي کي حالت کا بالکل معدوم ھو جانا بیشک ایک ترقي اور بھلائي کي بات ھی مگر اور صورتوں میں ھندوؤں کے مذھب کو زیادہ خراب ھوگیا ھوا اور ذاتوں کي قیدوں کے زیادہ سختي جنمیں برھمنوں نے اپني ذاتي غرضوں سے اپنے حق میں کسیقدر آساني رکھي ھی زمین کا لگان دوچند ھو جانا اور عدالتونکا اُٹھہ جانا اور قانونوں میں عورتوں کي رعایت کم ھو جانا اور رفاہ عام کے بڑے بڑے کاموں کا مسدود ھوجانا اور لڑائي میں دشمنونسے مروت اور اخلاق کے ساتھہ جو پیش آیا کرتے تھی اُسکا جاتا رھنا ھم دیکھتے ھیں اور جو کتابیں اب موجود ھیں اُنسے معلوم ھوتا ھی کہ ایک زمانہ میں ھندو جن علوم اور فنون میں بہت اچھي دسترس رکھتے تھے اُن علموں میں اب کچھہ لکھنے کا قصد نہیں کرتے اور پہلی جو غیر ملک کے آدمي اُنکو دیکھتے تھے اُنکي طبیعت پر ھندوؤں کي جوانمردي اور سچائي اور سادگي اور دیانتداري کا بہت بڑا اثر پڑتا تھا مگر اب اُنمیں یہہ اوصاف بہت گھٹتے ھوئے معلوم ھوتے ھیں *

اس سب حقیقت سے یہہ نتیجہ حاصل نکرنا ممکن نہیں کہ ایک زمانہ میں ھندو اخلاق اور عقل سے بہرہ وافي رکھتے تھے اور اب بھي وہ

اپني پژمردگي کي حالت میں بجز یورپ کي قوموں کے اور قوموں سے
تربیت اور شایستگي میں کچهه گهتي هوئے نهیں هیں اس سے ثابت هوتا
هی که ایک زمانه میں اُنهوں نے تربیت اور شایستگي کي ایسي ترقي
حاصل کي هوگي جس تک قدیم اور حال کے زمانه کي تربیت‌یافته قوموں
میں سے تهوڑي هي‌سي پهونچي هونگي *

اُنکے زوال کے سبب هم مختلف مقاموں میں بیان کرچکے هیں اُنکا
مذهب کاهلي پر راغب کرتا هی جو زوال کي جانب پهلا قدم هی اور ذات
کے قاعدے اپنے ملک کي ترقیوں کے مانع هیں اور غیر ملکوں سے جو ترقیاں
حاصل هوني ممکن هوتي هیں انکي بهي سدراه هیں انهیں قاعدونکے سبب
سے ابتک هندو اور مسلمانوں میں غیریت قایم رهي هی هندوستان میں
بهي یهه ایک خاص مثال صرف انهیں قاعدوں کي پابندي کے سبب سے
پائي جاتي هی که ایک بت پرستي کا مذهب مذهب اسلام کے سامنے
جو اُسکي نسبت پاک صاف هی خاصکر ایسي حالت میں که حکومت
بهي مسلمانوں هي کي رهي قایم رها بیشک سلطنت شخصیه کے رهنی
سے لوگوں کي حالت کي ترقي میں رکاوٹ هوئي هوگي مگر یهه سلطنت
ایشیا کے اور ملکوں کي نسبت هندوستان میں ظالمانه اور تنگ کرنے
والي نه تهي *

ورثوں کي بهت سي تقسیم در تقسیم هوني کچهه هندوؤں هي پر
مخصوص نهیں پهر بهي هندوؤں کے بهت بڑے حصه کي تباه حالت کا
سبب محقق کي راے میں یهه تقسیم هي قرار پاتي هی اِس تقسیم کے
سبب سے هندوستان میں بهت بڑے زمیندار کي اولاد اُسکے بعد کسي نه
کسي وقت میں جدا جدا هوکر کسان اور کمیره کے درمیان کي سي حالت
پر پهونچ جاتي هی بلکه اُنسے کسیقدر بدتر هو جاتي هی اور کوئي ذریعه
اُنکے پاس ایسا نهیں رهتا جس سے روپیه جمع کرکے پهر اصلي حالت پر
پهونچ سکیں ساهوکار اور سوداگر اسقدر کافي دولتمند هونے ممکن هیں که وه

اپني اولاد کے لیئے بہت سي دولت چھوڑ جاویں مگر جو کہ هر ساهوکار یہہ بات جانتا هی کہ نہ میں ایک خاندان کي بنیاد قایم کرسکتا هوں اور نہ بذریعہ وصیت کے اپنے تمام مال متاع کو جسطرح جي چاهے کسي کام میں لگا هوا چھوڑ سکتا هوں پس وہ اپني کمائي سے جو عزت اور خوشي حاصل هوني ممکن هوتي هی اُسکے اسطرح سے حاصل کرنے میں کوشش کرتا هی کہ دعوتوں اور جلسوں اور بیاہ شادي کي رسموں میں بہت بہت سا روپیہ لگاتا هی اور ایسے مندر اور تالاب بناتا هے اور باغ لگاتا هی کہ اگر اُسکے جیتے جي پورے نہ هوئے هوں تو اُنکے پورا کرنے یا پورے هوگئے هوں تو اُنکي مرمت کا اُسکے جانشین مقدور نہیں رکھتے † *

علی السویہ تقسیم کا جیسا برا اثر هندوؤں کي دولت پر هوتا هی ویساهي اُنکي عقل پر هوتا هی برابر کي تقسیم کي تدبیر قدیم زمانہ کے بعض جمہوري سلطنتوں نے عیاشي کے روکنے اور نئي باتوں پر لوگوں کے مایل نہونے دینے کي غرض سے کي تھي هندوستان میں اس تقسیم سے وہ مطلب بخوبي حاصل هوتے هیں اور وہ اُن تمام کوششوں اور جد و جہد کي مانع هی جو اپني حالت کو ترقي دینے کي بلند نظري سے لوگ همیشہ کیا کرتے هیں کیونکہ جس شخص نے اپني ذاتي محنت سے دولت جمع کي هو غالباً وہ علم یا عمدہ فنوں کي طرف متوجہہ نہیں هوسکتا اور اگر متوجہہ هو تو وہ اُسکي جمع پونجي اُسکے مرنے کے بعد برباد جاویگي اور اُسکي اولاد کو از سرنو اپني بسر اوقات کے لیئے محنت کرني پڑیگي جسکے سبب سے اُنکو اُس شایستگي اور تربیت سے حاصل کرنے کي فرصت نملیگي جو مسلسل نسلوں کي ترقي یافتہ تعلیم سے میسر هوتي هی *

اگرچہ هندوستان میں یورپ کي نسبت بہت جلد اور یکایک دولت کو ترقي هوجاتي هی مگر اُس سے لوگوں کي حالت میں کوئي مستقل تبدیلي نہیں هوتي تمام باتیں جیسي پہلے سے چلي آئي هیں ویسي هي

---

† اسي سبب سے اهل یورپ یہہ خیال کیا کرتے هیں کہ اپنے باپ کے اُن کاموں کے جاري رکھنے کو جو رفاہ عام کے لیئے اُسنے شروع کیئے هوں بیٹا برا سمجھتا هی

مردہ حالت میں رهتي هیں اور نامي گرامي شخص لوگوں کي هدایت کے واسطے نہیں هوتے اور حاکم کي خودسري کا کوئي روکنے والا نہیں هوتا † *

ایسي خرابیونکي حالت میں هندوؤں کي علم تربیت کے بگڑ جانے اور زوال پذیر هوجانے سے همکو کچهه تعجب نہیں هوتا بلکه حیرت کي یهه بات هی که وہ اِن خرابیوں کے مقابله میں کیونکر سرسبزي حاصل کرسکے بلکه وہ اِس درجه کو بهي جو اب موجود هی کسطرح پهونچي هونگے *

اِس بات کا دریافت کرنا که هندوؤں کي تربیت کس زمانه میں اعلی درجه پر پهونچي آسان نہیں هی شاید علمي جلسوں اور اخلاق میں اُنکي تعلیم و تربیت کي عمدہ حالت سکندر اعظم کے آنے سے پہلے تهي مگر علم انشا کو اپنے کمال پر پهونچنے میں زیادہ مدت گذري چنانچه اُسکي غایت درجه کي سرسبزي کا زمانه هندوؤں کي روایت سے راجه بکرماجیت کا عهد معلوم هوتا هی جو سنه ع سے کچهه پہلے گذرا هی مگر جن عالموں کو اُس راجه کے دربار کي رونق کا باعث بتاتے هیں اُنمیں سے کئي پچهلے زمانه کے معلوم هوتی هیں اور جن عمدہ مصنفوں کي کتابیں اب بهي موجود هیں اُنکا زمانه بہت وسیع هی چنانچه دوسري صدي قبل مسیح سے سنه ۸۰۰ ع تک قرار پایا هی ریاضي کا علم سنه ۵۰۰ ع میں کمال پر پهونچا هوا تها لیکن ایسي کتابیں علم انشا اور اور دقیق علموں کي جنمیں بڑي قابلیت درکار هوتي هی مسلمانوں کے حمله کے کچهه پیچهے تک لوگ تصنیف کرتے رهے *

---

† بڑے بڑے جنگي سردار اِس قاعدہ سے مستثنی هیں کیونکه وہ اپني جائداد منقوله اپنے جیتے جي منتقل کرجاتے هیں مگر اُسکي ترقي کے حق میں وہ نہایت بدسلیقه هوتے هیں جو که اِن سرداروں کي تقویت اجورہ دار سپاهیوں پر منحصر هوتي هی اِس لیئے اُنکو همارے بیرن امیروں کي طرح لوگوں کے مدد کي حاجت نہیں هوتي اور یهه هر ایک سردار ایک دوسرے سے اپني اراضي پر بہت دور دور ایسے رهتے هیں که اپنے همسروں کو باهمي آمدو رفت سے اور نه اپنے آپ سے کمتروں کو اپني باهمي عادات کے نمونه سے شایسته کرتے هیں

# چوتها حصه

## هندوؤں کي تاریخ مسلمانوں کے حمله تک

# پہلا باب

## هندوستان خاص کے هندوؤں کي تاریخ

هندوؤں کي تاریخ کي اِبتدا کا جو کچهه پتا همکو لگا هی وه منو کے مجموعه کے ایک مقام سے هاتهه آیا هی جس سے یهه معلوم هوتا هی که وه ایک زمانه میں سرستي اور درشا دوتي ( یعني دریا کاگر ) دریاؤں کے دوآبه میں جو ایک خطه دهلي کے شمال و مغرب میں قریب سو میل کے هی سکونت پذیر تهے اِس خطه کا طول قریب پینسٹهه میل کے اور عرض بیس میل سے چالیس میل تک هی منو کا قول هی که اُس زمین کو برهما ورتا اِس سبب سے کہتے تهے که اُسمیں دیوتوں کي آمد شد تهي اور جو رسم اُس ملک میں ایسي قدیم روایت سے جسکي اِبتدا معلوم نهیں چلي آتي هو اُسکي پیروي کي بهگتوں اور پرهیزگاروں کو هدایت کي گئي هی † اِس خطه اور جمنا کے درمیان اور جمنا اور گنگا کے شمال پر جو خطه واقع هے اُسکو معه شمالي پہاڑ کے برهم ارشي کے نام سے منو نے بیان کیا هی اور جو برهمن اُس خطه میں پیدا هوں اُنکو انسانوں کي تعلیم و تربیت کے واسطے نهایت لایق اور مناسب بتایا هی ‡ *

پس اِس ملک کو هم وه ملک سمجهیں جسکو سرستي والے خطه کے بعد هندوؤں نے فتح کیا هوگا *

---

† منو کے مجموعه کا حصه دوسرا اِشلوک ۱۷ و ۱۸ یهه خطه پہلے راجاؤں کي بڑي کارگاه اور بڑے بڑے داناؤں کے رهنے کا مقام تها — ولسن صاحب کے ترجمه بشن پوران کے دیباچه کا صفحه ۶۷

‡ منو کا مجموعه حصه ۲ اشلوک ۱۹ و ۲۰

اِن ابتدائي باتوں میں سے پورانوں میں کچھہ بھي نہیں لکھیں اُنمیں ابتدا اجودھیا ( یعني اودہ ) کے ملک سے هی اس خطه میں سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کي نسلیں قایم هوئیں اور وهیں سے اور ملکوں کے راجه ظهور میں آئے *

سورج بنسي سلسله میں پچاس یا زیادہ سے زیادہ ستر پشتوں کا امتیاز جهوٹي اور لغو کہانیوں سے قایم کیا گیا هی *

اِنکے بعد رام چندر جی کا بیان جو اصلي تاریخ میں شمار کیئے جانے کے قابل هی کیا گیا هی *

## رام چندر جي کي مهم

رام چندر جي کي سرگذشت کو جب لغو اور بیهودہ کہانیوں سے علحدہ کر لیا جاوے تو صرف اِسقدر اصلیت رهتي هی که هندوستان میں ایک قوي سلطنت اُنکے قبضه میں تهي اور اُنهوں نے دکهن پر چڑهائي کي اور جزیرہ لنکا تک پهونچے اور فتح کیا *

دکهن پر اُنکي چڑهائي کرنے پر شبهه کرنے کي کوئي وجهه نهیں همکو یقین هی که اُنهوں نے دکهن پر حمله کیا مگر یهه بات خلاف قیاس هی که اگر سب سے پهلے حمله کرنے والوں میں سے وہ تهے یا سب سے پهلے اُنهوں نے حمله کیا تو لنکا کو بهي فتح کر لیا اگر فتح کر لیا تو وہ بید کے تالیف کے زمانه سے پهلے جیسا که عموماً خیال کیا جاتا هی نهوئے هونگی کیونکه منو کے زمانه میں بهي تهذیب هندوؤں کي کوئي بستي دکهن میں نهیں تهي اِس لیئے غالب یهه معلوم هوتا هی که جن شاعروں نے رام چندر جي کے حالات کو بڑي دهوم دهام سے لکها هی اُنهوں نے اپني بڑي عمارت کو نهایت تنگ اور مختصر بنیاد پر هي تعمیر نهیں کیا بلکه اُنهوں نے اپنے ممدوح کے مهم کو ایسے مقام سے منسوب کیا هی جو اُنکے زمانه میں نهایت دلچسپ مشهور تها *

رامائن کي تو ایسي قدامت جسپر شبهه نهیں هوسکتا اُس واقع کي تاریخ کے قدیم هونے کے لیئے بهت بڑي شهادت هی اور دکهن پر جو کوئي مشهور عزیمت بغیر بهت سے ساما نوں کے ممکن نه تهي اِس لیئے یهه لازم آویگا که رام چندرجي اُسوقت میں هوئے هونگے جب که هندوؤں کے علم و تربیت اعلی درجه پر پهونچي هو گی *

رام چندر جي کے بعد اُنکي نسل میں سے ساٹهه راجه متواتر اُنکي سلطنت میں حکمران هوئے مگر اُنکے بعد جو پهر کچهه ذکر اجودهیا کا نهیں پایا جاتا اِس لیئے ممکن یهه هی که یهه سلطنت اُس سلطنت میں جوایک زمانه میں کوشاله کہلاتي تهي شامل هوگئي هوگي اور دارالسلطنت اجودهیا سے قنوج میں منتقل هوگیا هوگا *

## مهابهارت کي لڑائي

وه لڑائي جسکا بیان مهابهارت میں هی دوسرا تاریخي واقعه قابل اِطلاع کے هی *

یهه لڑائي ضلع هستنا پور کے واسطے جو غالباً دهلي کے شمال و مغرب میں گنگا پر تها جسکا اِس زمانه میں بهي یهي نام مشهور هی چندربنسي خاندان کي دو شاخوں یعني کوروؤں اور پانڈوؤں کے آپسمیں هوئي ان دونوں کو بهت سے رفیقوں سے جنمیں سے بعضے بهت دور دور سے آئے تهے مدد پهونچي *

معلوم هوتا هی که هندوستان میں اُس زمانه میں بهت سي سلطنتیں تهیں چنانچه گنگا کے کناره پر ایک هي خطه میں کم سے کم چهه سلطنتیں تهیں † مگر اُن سلطنتوں کے آپسمیں بهت آمد و رفت اور ربط

---

† هستناپور اور متهرا پنچالا ( یعني اوده کا کچهه حصه اورقریب کا دوابه ) اور بنارس اور مگادہ اور بنگال — اورینٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۵ اور ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۳۹ مهابهارت اجودهیا اور کناکو بیا یعني قنوج کي سلطنت کا کچهه ذکر نهیں هوا اگر منو کے مجموعه کے باب ۲ اشلوک ۱۹ کے بموجب پنچالا اُس سلطنت کا دوسرا نام تهورے

و اتحاد قایم هوگیا هوا معلوم هوتا هی سري کرشن جي نے جو پانڈوون
کي کمک کو آئی تھے اگرچه جمنا کے کناره پر پیدا هوئے تھے مگر اُنہون
نے گجرات میں ایک سلطنت کي بنیاد ڈالي تھي هر فریق کي کمک
کو اٹک سے لیکر کالنگا تک سے جو دکھن میں واقع هی اُنکی رفیق آئے تھے
بعضی انمیں سے اٹک کے اُس پار کے سرداروں میں سے بھي تھے اور یاونا بھي
جو ایسا نام هی که اکثر مشرق کے حالات لکھنے والوں نے اُس سے یونانی مراد
لیئے هیں اُنکے معاون آئے تھے پانڈوؤں نے فتح پائي لیکن ایسے بڑے نقصان
کے بعد یهه فتح اُنکو نصیب هوئي که اُنمیں سے جو زنده بچے تھے اپنے
عزیزوں اور فوج کي تباهي اور ضایع هونے کے رنج سے دنیا کو ترک کرکے
همالیه پر برف میں جاکر مرگئے اُنکے بڑے رفیق سري کرشن جي جیسا که هم
پہلے بیان کرچکے هیں اپنے ملکي لڑائیوں میں مارے گئے هندوؤں کے بعضے
افسانوں میں لکھا هی که کرشن جي کے بیٹے دریاے اٹک کے پار جانے پر
مجبور هوئے † اور وه راجپوت جو اُس خطه یعنی دریاے اٹک کے اُسطرف
سے سنده اور کچھه میں اس زمانه میں آئے هیں قوم یادو یا جادو میں سے
هیں تو یهه بیان جیسا که بظاهر معلوم هوتا هی اُس سے زیاده اعتماد کے
قابل هی مگر خود مہابھارت کے زیاده معتبر بیان سے معلوم هوتا هی که
وه جمنا کے قرب و جوار میں واپس چلے آئے *

مہابھارت میں کا قصه به نسبت رامایں کے زیاده تر قرین قیاس هی
اُسمیں زیاده تر هندوستان کے حالات مندرج هیں اور رامائن کے به نسبت
اُسکے قصے زیاده تر حقیقتوں پر مبني هیں اگرچه هومر کي کتاب ایلیڈ
سے مہابھارت واقعي حالات کي علامتوں میں بہت کم هی مگر رامائن سے
اُسکو وهي مناسبت هی جو هومر کي مثنوي ایلیڈ کو هر کیولیز کے افسانوں

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۸۵ اور مہابھارت کا انگریزي ترجمه
جو فارسي ترجمه سے هوا اور سنه ۱۸۳۱ع میں اورینٹل فنڈ سے چھپا

سے هی اور ایلیڈ کی مانند مہابھارت ایسا ماخذ هی که اُس سے بہت سے هندو سردار اور قومیں اپنے بزرگوں کا سراغ لگانے میں کوشش کرتے هیں *

مہابھارت کے تصنیف هونے کے زمانه پر بحث هوچکی هی غالباً چودهویں صدی قبل مسیح میں وہ تصنیف هوئی پانڈوؤں کی اولاد میں سے اُنتیس اور بقول بعضوں کے چونستهه راجه تخت پر بیٹھے ان راجاؤں کا صرف نام هی نام باقی هی اور کچھه حال نہیں ملتا دارالسلطنت اُنکا دهلی کو منتقل هوگیا معلوم هوتا هی *

## مگادا کے راج کا بیان

اُن راجاؤں میں سے جنکا معاونوں کی طرح آنے کا مہابھارت میں ذکر هی صرف ایک راجه کی اولاد کی قسمت میں به نسبت اوروں کے زیادہ مشہور هونا تھا وہ مگادا کے راجه هوئے هیں جنکا بہت کچھه بیان هوچکا هی *

معلوم هوتا هی که مگادا کے راجاؤں کو همیشه بہت سی حکومت اور اختیار حاصل رها هی اُنمیں سے اول راجه کو جسکا ذکر مہابھارت میں موجود هی بہت سے سرداروں اور قوموں کا سردار بیان کیا گیا هی غالباً اُسکے مطیعوں میں بنگاله اور بہار کے سرداروں هی میں سے هونگے مثلاً هم کو معلوم هو چکا هی که پانچ خود مختار سلطنتیں اُس ملک میں اور تھیں جسمیں گنگا بہتی هی † *

کئی سو برس تک مگادا کے کل راجه چھتری قوم میں سے هوئے لیکن راجه نندا کی ماشودر تھی اور چندرا گپتا بھی جسنے نندا کو قتل کرکے

† یہه بات بیان کرنے کے قابل هی که یارنا یعنے یونانیوں کو مگادا کے راجه کا رفیق بیان کیا گیا هی اِسکی وجهه بظاهر وہ تعلق هی جو پراسی قوم کے راجاؤں اور سکندر اعظم کے جانشینوں میں تھا ( پروفیسر ولسن صاحب کا قول مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱ ) اُنکا دوسرا رفیق بھاگا دتا جسکو بڑی شان و شوکت والا یہه خطاب دیا گیا هی که وہ جنوب و مغرب کا راجه تھا وہ بموجب آئین اکبری کے بنگاله کا راجه تھا

سلطنت پر قبضہ کیا نیچ قوم میں سے تھا پورانوں میں لکھا ہی کہ چندرا گپتا کے زمانہ سے مگادا میں چھتریوں کي قدر منزلت جاتي رہي اور جتنے راجہ اور سردار مگادا میں ہوئے وہ شودر تھے † *

مگر اُنکي ذات کے ذلیل ہونے سے اُنکے رعب داب اور قدر و منزلت میں کچھہ کمي ہونا پایا نہیں جاتا کیونکہ چندرا گپتا کے شودر جانشینوں کي نسبت پورانوں میں معمولي مبالغہ کے ساتھہ لکھا ہی کہ اُنہوں نے تمام دنیا کو ایک چتر کے نیچے لیلیا ‡ اس بات کے یقین کي نہایت قوي دلیل ہی کہ اسوکا جو شودر خاندان میں سے تیسرا راجہ تھا دریاے نربدا کے شمال کي سلطنتوں پر بڑا رعب داب رکھتا تھا اُسکي سلطنت کي وسعت اُن دور و دراز مقاموں سے معلوم ہوتي ہی جہاں ایسے ستون بنے ہوئے ہیں جنپر اُسکے فرمان کندہ ہیں اور اُنہیں یادگاروں سے اُسکي سلطنت کا تربیت یافتہ ہونا ثابت ہوتا ہی کیونکہ اُن فرمانوں میں دواخانوں اور شفاخانوں کے قائم کرنے اور سڑکوں پر درختوں کے لگانے اور کنوؤں کے کہدوانے کي تاکید موجود ہی *

لوگوں کي جو یہہ راے ہی کہ مگادا کے راجہ ہندوستان میں سب سے غالب اور شاہنشاہ تھے اِسکي تائید میں ہمکو سب سے اول وجہہ جو دستیاب ہوئي ہی وہ یہي اسوکا کي فوقیت ہی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے جو کچھہ مگادا کے راجاؤں کي نسبت اُنسے تحقیق ہوسکا ہی ذرا ذرا لکھا ہی اُسمیں وہ کوئي بات ایسي نہیں بیان کرتے جو برخلاف اس یقین کے ہو کہ مگادا کے راجاؤں کي § سلطنت بہت دور تک پھیلے ہوئي اور ابتدا سے ہي ترقي یافتہ تھي معلوم ہوتا ہی کہ مہابھارت کي

---

† سر جونس صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ اور پروفیسر ولسن صاحب کي ہندوں کے سوانک کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۴

‡ پرو فیسر ولسن صاحب کي کتاب ہندوؤں کي تماشہ گاہ جلد ۳ صفحہ ۱۴

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹

لڑائي کے زمانہ میں مگادا کے راجہ اُن چھوٹي سلطنتوں میں سے جو اُس خطہ میں تھیں جسمیں گنگا بہتي ھی ایک سلطنت پر قابض تھے اور اِن چھوٹي سلطنتوں میں سے ھستنا پور کي سلطنت کے ایسے مخالف تھے جنکا کچھہ قابو اُسپر نہیں پہونچتا تھا *

سکندر اعظم کو ہندوستان کے اُس حصہ میں جسمیں اُسکي گذر ہوئي کوئي ایسا راجہ جو کل ہندوستان پر اختیار رکھتا ھو نہیں ملا اور جو قومیں دریاهاے ہیسس یعنے ستلج سے آگي آباد سنیں وہ خود سر راجاؤں کے زیر حکومت تھیں (یعني سکندر کو اس دریا سے آگے طایف الملوکي معلوم ہوئي) ایریئن اور اسٹریبو یوناني مورخ بیان کرتے ھیں کہ اُن سب قوموں میں سب سے زیادہ سربراوردہ پراسي قوم تھي مگر اوروں پر اُسکي فوقیت اور اختیار کي نسبت کوئي اشارہ نہیں کیا گیا علاوہ اسکے ایریئن صاحب پراسي قوم اور اُسکے راجہ سندراکٹس کو اور قوموں پر ترجیح دینے کے ساتھہ ھي یہہ بیان کرتے ھیں کہ اس سے بڑا راجہ پورس تھا اور میگاستھینیز نے لکھا ھی کہ میرے زمانہ میں ہندوستان میں ایک سو اٹھارہ قومیں تھیں مگر اُنمیں سے کسي قوم کو پراسي قوم کا محکوم نہیں بیان کیا اور یہہ خیال کرنا غیر ممکن ھی کہ میگاستھینیز نے جو سندراکٹس کے دربار میں یونانیوں کي طرف سے بطور سفیر کے رہا کرتا تھا اور اُسکي بزرگي اور عظمت بڑھانے پر مائل تھا اُسکو ہندوستان کا شاھنشاہ یا اُن سلطنتوں پر جو اُسکے حدود سے باہر تھیں یقیني غالب بیان کرنے سے غفلت کي ھی *

ہندوؤں کي تحریروں کي بموجب چندرا گپتا غیر ملکي حملوں سے مغلوب رہا کرتا تھا اور اپني سلطنت کي قوت کي نسبت زیادہ تر اپنے وزیروں کے فن فطرت کے باعث سے اُن دشمنوں سے محفوظ رہتا تھا مگر غالب یہہ ھی کہ وہ اُس رعب و داب کا باني تھا جسکي کمال ترقي اُسکے پوتے کے عہد میں ہوئي چنانچہ جب سلیوکس نے اٹک پر کے یونانیوں کے قلعوں کو اُسکے حوالہ کرنا چاھا تو اُنکے قبول کرلینے سے یہہ بات ثابت ھی کہ اُسنے اپنے اِرادوں کو خود کہاں تک ترقي دي تھي اور اسوکا اپنے

عین شباب کے عالم میں اوجین یا مالوہ کا حاکم تھا اسلیئے ضرور هی که وہ ملک اُسکے باپ کے مقبوضہ ملکوں میں سے هوگا *

هندوستان کی تمام سلطنت کے شاهنشاهي کا دعوی اور خاندانوں کے راجاؤں نے اپنے کتابوں میں کیا هی اور یورپ کے مختلف مصنفوں نے کورس کو اور کشمیر اور دهلی اور قنوج اور مالوہ اور بنگالہ اور گجرات وغیرہ کے راجاؤں کو شاهنشاہ هندوستان کا مانا هی مگر ظاهر هی که کوئی معقول اور کافی وجهہ اسبات کی اُنکے پاس نهیں هی *

ماریا کے خاندان میں جس میں سے سندراکتس یعنے چندرا گپتا تھا دس پشتوں تک راج قائم رها بعد اُسکے تین اور خاندان شودروں کے حکمراں رهی جنمیں سے سب سے آخر اور سب سے زیادہ بڑے اندرا نامی خاندان هوئے *

یهہ خاندان سنه ۴۳۶ ع میں ختم هوئے اور پورانوں کے بموجب اسکے بعد ایسے مختلف اور ابتر خاندان حکمراں هوئی جو ظاهرا هندوؤں میں سے نهیں معلوم هوتے هیں اسبات سے اور تاریخ کے ترتیب کے ارادوں کے پورا نهونے سے هم یهہ نتیجهہ نکال سکتے هیں که اس زمانه میں غیر ملکی حمله هوا اور مدت تک بد انتظامی رهی کئی سو برس کا حال نه معلوم هونے کے بعد پھر کچھہ تاریخانه حال ظاهر هوتا هی اور مگادا کی سلطنت قنوج کے گپتا راجاؤں کی قلمرو میں پائی جاتی هی اس زمانه سے آگے مگادا کا کچھہ صاف بیان نهیں پایا جاتا *

مگادا میں بدھ کے پیدا هونے اور بدھ مذهب اور جین مذهب کی کتابوں میں مگادا کی زبان مگادی یا پالی کے مستعمل هونے سے مگادا کی شهرت ابتک باقی رهی هی *

## بنگالہ

اُس ملک کے ایک راجه کا بیان جسکو اب هم بنگالہ کهتے هیں مهابهارت کی لڑائی کے معاونوں میں مهابهارت کے اندر بیان هوا هی اُسنے

راجه سے لیکر مسلمانوں کے فتح کرلینے تک آئین اکبري میں پانچ خاندانوں کا ذکر هی اِن خاندانوں کا حال جو صرف ابوالفضل کے ترجموں سے معلوم هوا هی اِس لیئے هندوؤں کے لکھے هوئے نسب ناموں سے انکو کم معتبر سمجھنا چاهیئے لیکن اِنمیں سے ایک یعني چوتھا نسب نامه بالکل صحیح اور سچ معلوم هوتا هی کیونکه اُسکو کتبوں سے ثابت کیا هی اور اُنسے ایسے راجاؤں کا سلسله قایم هوتا هی جنکے نام کے آخر میں پالا لگا هوا هی اور اُنهوں نے نویں صدي سے لیکر غالباً گیارهویں صدي تک سلطنت کي † جو کتبے اِس خاندان سے متعلق هیں وه دور دور مقاموں میں ایسي جگهوں پر پائے گئے تھے جس سے اُنکي صداقت میں کوئی شک نهیں کرسکتے مگر اُنمیں ایسے بیان مندرج هیں جو في نفسه حیرت انگیز هیں اور اُنکو اُن حالات سے جو همکو هندوستان کي تاریخ کے اور ماخذوں سے معلوم هوئے هیں مطابق کرنا نهایت دشوار هی چنانچه اُن میں بیان هی که بنگاله کے راجه تمام هندوستان پر همالیه سے راس کماري تک اور برهمپتر تک مسلط هیں اور اُنمیں یهه بھي کنده هی که مشرق میں تو تبت کو مطیع کیا اور مغرب میں کیم بوجا کو جسکو بعضے خیال کرتے هیں که اٹک سے آگے ایک مقام تھا ‡ اِسي زمانه میں قنوج دهلي اور

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۴۴۴ اور اُن مختلف کتبوں کو دیکھو جنکا بیان اِسي کتاب یعني تحقیقات ایشیا کي اُن جلدوں میں هی جنکا ذکر مقام محوله پر هی

‡ سب سے پورانا کتبه جو ایک تانبے کي تختي هی اور منگیر میں ملي تھي جسمیں جاگیر بخشنے کا ذکر هی نویں صدي کا کنده کیا هوا معلوم هوتا هی ( دیکھو کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۹ صفحه ۴۴۶ کو ) اس کتبه میں صاف مندرج هی که سلطنت کرنے والے راجه دیوپال دیو ( یا دیوا پالا دیوا ) کے قبضه میں تمام هندوستان گنگا کے منبع سے آدم کے پل تک ( یعني لنکا تک ) اور دریاے میگنا یعني برهمپتر سے مغربي سمندر تک هی اور بنگاله اور کرناٹک اور تبت کے باشندے اُسکي رعایا هیں بیان کیا گیا هی اور اُسمیں یهه بھي اِشاره هی که اُسکي فوج کمبوجا تک گئي هی جسکو عموماً اٹک سے آگے سمجھا گیا ورنه اِسمیں تو کچهه شک نهیں که وه هندوستان

اجمير اور ميواڑ اور گجرات ميں خود مختار حکومتوں کے موجود هونے کے باعث سے اِسقدر وسيع فتوحات کا هونا خلاف قياس معلوم هوتا هی اور اسي زمانه کے کتبوں ميں جو اور راجاؤں نے کنده کراے ايسے هي فتوحات کا دعوی نپايا جاتا اگر اُن راجاؤں نے اور سلطنتوں پر کچهه فوق حاصل نکيا هوتا اور هندوستان کے مغرب تک اور دکهن کے وسط تک لشکر کشي نکرتے پهر حال معلوم ايسا هوتا هی که يهه خاندان بهي تمام هندوستانکي سلطنت کا ايسا هي پورا دعوی رکهتا هی جيسا که اور خاندان رکهتے هيں پس تمام ايسے جهوٹے دعوں کا اعتبار نکرنے کے ليئے يهي بات ايک تازه وجهه هی پالا خاندان کے بعد وه خاندان حکمران هوا جسکے ناموں کے آخر ميں لفظ سينا کا هونا لازم تها اِس آخر خاندان کو اهل اسلام نے سنه ۱۲۰۳ ع ميں تهه و بالا کيا *

## مالوه

### راجه بکرما جيت

مالوه کي سلطنت اگرچه اں سلطنتوں سے جنکا هم بيان کرچکے قديم زمانه ميں' همسر هونے کا دعوی نهيں کرتي مگر اِسي سلطنت کي تاريخ صحيح صحيح همکو معلوم هوئي هی جو سنه اب بهي درياے نربدا کے شمالي ملکوں ميں مروج هی وه راجه بکرما جيت کا سنه هی يهه راجه

---

کے نهايت مغرب ميں هوگا دوسرا کتبه ايک ٹوٹے هوئے ستون پر ضلع شارن ميں جو گنگا کے شمال کي طرف هی کنده هی اُس ستون کو ايک راجه نے جو اپنے آپ کو خراج گذار گوڑ يعني بنگاله کا بتاتا هی بنايا تها مگر پهر بهي وه اپني حکومت ريواجهانک سے ( صحيح حال اسکا معلوم نهيں ) هماليه تک اور مشرقي سمندر سے مغربي سمندر تک بتاتا هی اور اُس کتبه ميں کنده هی که بنگال کے راجه نے ( غالباً سابق‌الذکر کتبه والے ديو پال کے بيٹے نے ) ملک اوڑيسه اور قوم هنز کو ( اِس قوم کا بيان پهلے کتبه ميں بهي هی ) اور کارومنڈل کے کناره کے جنوبي حصه اور گجرات کو فتح کيا تيسرے کتبه ميں صرف اِسقدر کنده هی که ايک عاليشان يادگار بت کي عزت ميں بنارس کے قريب اُسي خاندان کے بنگاله کے راجه نے سنه ۱۰۲۶ ع ميں بنايا اور اُس خاندان کا اور قديم کتبوں سے بده مذهب معلوم هوتا هی

اپنے اسي سنه کے شروع سے یعني چھپن برس قبل مسیح کے اوجین میں راج کرتا تھا *

هندوؤں کي کہانیوں میں بکرماجیت بجاے هاروں رشید کے هی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے اِن کہانیوں میں سے اسقدر حالات بے کھٹکے جمع کیئے که اُنکي تاریخوں کي تطبیق کے لیئے اٹھه بکرماجیت درکار هوتے هیں مگر جسقدر که اب تسلیم کیا جاتا هی وہ یہه هی که بکرماجیت ایک بڑا زبردست راجه اور تربیت یافته اور سر سبز ملک کا حاکم اور علم و هنر کا مشہور مربي تھا *

## راجه بھوج

راجه بکرماجیت کے بعد راجه بھوج نہایت مشہور راجه هندوستان میں هوا مگر اُسکے حالات کي کوئي تاریخ یا اور کسي قسم کي تحریر موجود نہیں اُسکا طول طویل عہد قریب گیارھویں صدي کے ختم هوا درمیان کي چھه صدیوں کے بہت سے راجاؤں کے نسب نامه آئین اکبري اور هندوؤں کي کتابوں میں بھرے هوئے هیں اُنمیں سے ایک نام چندرا پالا هی جسکو کہتے هیں که تمام هندوستان اسنے فتح کرلیا لیکن یہه حال ایسا لغو هی که اِس سے تاریخ میں بہت کار برآري نہیں هوسکتي مالوہ کے راجاؤں نے بیشک هندوستان کے وسط اور مغرب تک اپنا تسلط کیا اور بکرماجیت کے تمام هندوستان پر مسلط هونے کي روائتیں هندوستان میں عام هیں *

گجرات کے راجه نے راجه بھوج کے پوتے کو گرفتار کرلیا اور اُسکے ملک پر قابض هوگیا مگر معلوم ایسا هوتا هی که مالوہ پھر بہت جلد اُسکے قبضه سے نکلگیا اور ایک نیا خاندان اُسمیں راج کرنے لگا آخرکار مسلمانوں نے سنه ۱۲۳۱ ع میں اُسکو فتح کرلیا † *

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کا بیان مندرجه حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۲۰۱ اور کالبروک صاحب کي تحریر اُسي جلد کے صفحه ۲۳۰ میں اور گلیڈون صاحب کي آئین اکبري جلد ۲ صفحه ۴۸

## گجرات

گجرات میں کرشن جي کي ریاست ہونے اور اُن زمانوں کے اور واقعات سے معلوم هوتا هی که پہلے هي سے گجرات ایک خاص ریاست قرار پاگئي تھي اور دوسري صدي کے ایک یوناني مورخ نے تمام گجرات کو ایک حاکم کے تحت میں بیان کیا هی † راجپوتوں کي اُن روایتوں سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے لکھي هیں معلوم هوتا هی که مقام بلبي واقع گجرات میں کانک سینا نے جو سورج بنسي خاندان میں کا ایک شخص جنکي سلطنت اودھ میں تھي نقل مکان کرکے چلا آیا تھا ایک اور ریاست کي بنیاد ڈالي اِس خاندان کو سنه ۵۲۴ ع میں وحشیوں کي فوج نے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب قوم پارتھیئن خیال کرتے هیں اُس ملک سے نکال دیا *

اِس خاندان کے راج کنور گجرات سے نقل مکان کرکے میواڑ میں چلے گئے اور وهاں ایک سلطنت قایم کرلي جو اب بھي موجود هی تانبے کے پتروں پر جو ایسے کتبه پائے گئے هیں جنمیں جاگیریں عطا کي گئي هیں اور اُنکا ترجمه واتھن صاحب نے کیا هی ‡ اُن سے یهه بات بخوبي ثابت هوتي هی که جس خاندان کے لوگوں کے نام کے ساتھه سینا کا لفظ لگا هوتا تھا اُسنے بلبي میں سنه ۱۴۴ ع سے سنه ۵۲۴ ع تک سلطنت کي جن وحشیوں کو کرنل ٹاڈ صاحب پارتھیه والے سمجھتے هیں اُنکو واتھن صاحب بیکٹریا کے هندوستاني خیال کرتے هیں بیشک وہ حمله پارتھیا والوں کے سربراوردگي کے زمانه سے بہت بعد کو هوا هی مگر ممکن هی که حمله کرنیوالے دوسري نسل کے ایراني یعني ساساني هونگے سنه ۵۳۱ ع سے سنه ۵۸۹ ع تک نوشیروان نے سلطنت کي وہ مختلف ایراني مورخ جنکي اقوال مالکوم صاحب §

---

† ونسنٹ صاحب کے پریپلس صفحه ۱۱۱

‡ روز نامچه ایشیا ٹک سوسئیٹي کلکته جلد ۴ صفحه ۴۸۰

§ تاریخ ایران مصنفه مالکوم صاحب جلد ۱ صفحه ۱۴۱

نے نقل کیئے هیں بیان کرتے هیں کہ اس بادشاہ نے شمال میں
فرغانہ پر اور مشرق میں هندوستان پر لشکر کشي کي اور چیني تاریخوں †
سے جو اُنکے پہلے قول کي تائید هوتي هی تو دوسرے قول کو معتبر
نہ سمجھنے کي کوئي وجہہ معقول نہیں هی سر هنري پاٹینجر صاحب
ایک منفصل اور قرین قیاس بیان نوشیروان کي کوچ کا مکران کي بحري
حد سے سند تک کرتے هیں مگر یہہ نہیں لکھتے کہ اُنہوں نے کہانسے
لکھا هی ‡ اور جو کہ مقام بلبي سند کے پاس تھا اسلیئے باساني یقین
هوسکتا هی کہ نوشیروان نے اُسکو غارت کیا هوگا اور میواڑ کے راجاؤں کا
نوشیروان کي اولاد هونا جو مشہور هی شاید اس کو اسبات سے کچھہ
تعلق هو کہ نوشیروان نے اُنکو بھگاکر اُس مقام تک جہاں وہ اب موجود
هیں پہونچایا تھا *

نوشیروان کے جلوس سے سات برس پیشتر فتح هونا بلبي کا جو معلوم
هوتا هے وہ هندوؤں کے واقعات کي تاریخوں میں ایک خفیف سي بات هی *

بلبي کے راجاؤں کے بعد گجرات کے حاکم راجپوت هوئے جو چورا قوم
میں سے تھے اور اُنہوں نے انجام کار اپنے دارالسلطنت مقام انہل واڑہ میں
جواب پاٹن مشہور هی قایم کي اور هندوستان کے راجاؤں کے خاندانوں
میں سے یہہ بڑے عالیشان هوگئے *

اخیر راجہ سنہ ۹۳۱ ع میں لاولد مرگیا اور اُسکا داماد بجاے اُسکے
راج کا مالک هوا جو راجپوتوں کي سلونکا یا چلوکیا قوم میں سے مشہور هوا
جسکے اهل خاندان کالیان میں جو دکھن کے گھاٹوں کے اوپر واقع هی سردار
تھے § *

---

† ڈي گگنیز صاحب کي کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۶۹

‡ پاٹینجر صاحب کا سیاحت‌نامہ صفحہ ۳۸۶

§ کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحہ ۸۳ و ۹۷ و ۱۰۱ و ۲۰۶ اس کالیان
کي نسبت کانکن والا کالیان جو زیادہ قریب هی اسلیئے کرنل ٹاڈ صاحب خیال کرتے
هیں کہ سلونکا قومکا راجہ کانکن والے کالیان سے آیا هوگا لیکن اور حالات اس راے کے
مخالف هیں گھاٹ والے کالیان کے سلونکا قوم کے راجاؤں کا حال پھر لکھا جاویگا

اسي خاندان کے ایک راجه نے مالوہ کو فتح کیا میں خیال کرتا هوں که کرنل ولفورد صاحب اِنهیں راجاؤں کو هندوستان کا شهنشاه بتاتے هیں † اگرچه محمود غزنوي نے سلونکا راجاؤں کے ملک کو ایدهر سے اودهر تک تاخت و تاراج کیا مگر سنه ۱۲۲۸ع تک اسي خاندان کے راجه راج کرتے رهے آخر کار اس سنه میں ایک اور خاندان نے اُنکو اُنکے ملک سے خارج کیا جسکو سنه ۱۲۹۷ع میں مسلمانوں نے غارت کردیا ‡ *

## قنوج

کناکوبیا یعنے قنوج کي نسبت قدیم زمانه میں هندوؤں کي اور سلطنتیں بهت کم مشهور هوئي هیں قنوج نهایت قدیم شهر هندوستان کا هی اور اُسکے نام سے ایک فرقه برهمنوں کا قایم هوا هی جسکا نام قنوجیا برهمن هی شاید اسي دارالسلطنت کو اُن مسلمانوں نے جو پهلے پهل حمله اور هوئے نهایت دولتمند پایا هندوؤں کي آزادي کے جلد برباد هو جانے کا باعث وه لڑائیں تهریں هیں جو قنوج اور دهلي کے راجاؤں میں هوئي هیں *

معلوم هوتا هی که قدیم زمانه میں یهه سلطنت پانچالا کهلاتي تهي اس سلطنت کي قلمرو کا ملک تنگ اور لنبا مغرب میں دریاے چنبل § اور بنارس کے قریب قریب اجمیر تک اور مشرق میں نیپال تک راجپوتوں کي اُن روایتوں اور تحریروں سے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب || نے جمع کیا هی

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۱۶۹ و ۱۷۹ و ۱۸۱ وغیره

‡ برگز صاحب کي تاریخ فرشته

§ قنوج اور پنچالا کا ایک هونا منو کے مجموعه کے دوسرے باب کے اشلوک ۱۹ سے سمجها گیا هی اور جو حدیں اُسکي مهابهارت میں قرار دي گئي هیں اُنکو اوریئنٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۳۵ اور جلد ۴ صفحه ۱۴۲ میں تحقیق کیا گیا هی یهه بات بیان کے قابل هی که جب ان حدوں کو جنوب و مغرب کیطرف کچهه بڑها دیا جاتا هی تو وه وهي حدیں هو جاتي هیں جو کرنل ٹاڈ صاحب نے مسلمانوں کے حمله کے زمانه میں قرار دیں هیں کتاب راجستان جلد ۲ صفحه ۹

|| کتاب تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲

اور اُن کتبوں سے جنکی تحقیق پروفیسر ولسن صاحب † نے کی مع اُن کتبوں کے جنکا ترجمہ پرنسپل مل صاحب ‡ نے کیا جو کچھہ حال ھمکو معلوم ھوا ھی اسکے سوا اور کچھہ حال اِس سلطنت کی قدیم تاریخ کا دریافت نہیں ھوتا اِن تحریروں اور روایتوں سے معلوم ھوتا ھی کہ راٹھوروں نے قنوج کو ایک اور ھندو خاندان شاھی سے چھینا تھا اور اُنسے سنہ ۱۱۹۳ع میں مسلمانوں نے لیلیا اور وہ اپنے موجودہ ریاست مارواڑ میں چلے گئے *

راٹھوروں کی سلطنت کے زمانہ میں از روے اُن روایتوں کے قنوج کے قلمرو میں بنگالہ اور اوڑیسہ تک شامل ھوگئی تھی اور مغرب میں دریاے اٹک تک تسلط ھوگیا تھا *

اور کتبوں سے یہہ معلوم ھوتا ھی کہ جس خاندان کو مسلمانوں نے تباہ کیا وہ نہایت زمانہ حال کا تھا چنانچہ ایک دلاور راجپوت نے اُس خاندان میں راج کی بنا قایم کی تھی اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جو کچھہ حالات لکھے ھیں انکی صحت پر اِن کتبوں سے شبہہ پیدا ھوتا ھی *

راجپوت اور مسلمان مورخوں نے جنھوں نے ھندوستان پر مسلمانوں کا تسلط ھوجانے کی تاریخ لکھی ھی دارالسلطنت قنوج کی وسعت اور شان اور شوکت کا حال نہایت تعریف کے ساتھہ لکھا ھی اور کھنڈر اُسکے اب بھی گنگا کے کنارہ پر موجود ھیں *

## اور ریاستوں کا بیان

ھندوؤں کی اُن چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے نام بیان کرنے دقت سے خالی نہیں جو ھندوستان میں مختلف زمانوں میں ھوئیں اب ھم ایک نقشہ لکھتے ھیں جس سے اُنمیں سے بعض ریاستوں کا زمانہ معلوم ھوگا مگر یہہ نقشہ بالکل صحیح اور کامل نہیں ھی *

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵

‡ روز نامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۳ بابت سنہ ۱۸۳۴ع

کشمیر کا حال اِس نقشه میں مندرج هونے کي وجهه خاص هی اُسکي تاریخ ایسے مجمل بیانوں میں جو همنے لکهے هیں لکهني مناسب نهیں هی کیونکه اُسکي تاریخ بهت مفصل اور کامل موجود هی اور اُسمیں هندوستان کے اور حصوں کا حال بجز ایسے موقع کے نهیں پایا جاتا جس میں کشمیر کے راجاوں کے هندوستان کي عزیمت اور اُسکا کئي بار فتح کر لینا بیان کیا گیا مگر اِن بیانوں کي صداقت پر شبهه هی † *

اِس بات کا تصفیه کرنا که اِس نقشه میں کون کون سے ملکوں کو داخل کرنا چاهیئے آسان نهیں هی بظاهر بنارس کي نسبت پنجاب زیاده تر مستحق معلوم هوتا هی لیکن اُسمیں سے ایک هي بار ایک سلطنت تریجرتا قایم هوئي تهي سو مسلمانوں کے حمله کرنے کے وقت پهر اُسمیں شامل هوگئي اور هندوؤں کے شروع زمانه سے مسلمانوں کے هندوستانپر حمله کرنے تک هندوؤں کي تاریخ میں اُسکا مطلق تذکره نهیں پایا جاتا اور جبکه یوناني اُسمیں گذرے تو بهت چهوٹي چهوٹي ریاستوں میں منقسم پایا راجه پورس کے قبضه میں جو بهت بڑا راجه تها مع اُسکے رقبا کے آٹهواں حصه بهي پنجاب کا پورا نه تها *

---

† هندوؤں میں بهي کشمیر کي تاریخ پائي جاتي هی جسکے حالات کي تحقیق کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد 15 میں اچهي طرح کي گئي هی

مفصله ذیل نقشه میں * اس علامت سے یهه مراد هی که جس سلطنت کي تاریخ پر یهه نشاني هو اُسکو سمجهنا چاهیئے که اسکا ذکر مہابهارت میں آیا هی اور اُسکي تاریخ جو همنے لکهي هی اُس سے وہ دوسرا زمانه مراد هی جو مہابهارت کے علاوہ کسي اور تاریخ میں اُسکا تذکرہ هوا هی اور جن لوگوں نے یهه بیان کیا هی که ان سلطنتوں کا ذکر فلاں سنه میں اخیر مرتبه هوا هی اُنہوں نے کوئي سند نہیں بیان کي مگر اخر زمانه اُن سلطنتوں کا اکثر وہ سنه هی جسمیں تاریخ فرشته کے مصنف نے اُنپر مسلمانوں کا فتحیاب هونا لکها هی

| نام سلطنت | اس سلطنت کا کسي تاریخ میں کب اول ذکر هوا | اور کب سے اخیر ذکر هوا | سند مورخ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| مگادا ... | * سنه ۳۰۰ قبل مسیح میں یونانیوں نے بیان کیا هی | سنه ۵۰۰ ع کے قریب میں | انگریزي ترجمه بشن پوران کے صفحه ۳۷۳ و ۳۷۴ کے حاشیه میں | |
| گوڑیعنے بنگاله | * سنه ۹۰۰ ع میں | سنه ۱۲۰۳ ع میں | کتبه منگیر | |
| مالوہ ... | سنه ۵۶ قبل مسیح سے اتني مدت پہلے جسمیں گیارہ پشتیں گذریں | سنه ۱۲۳۱ ع | ترجمه آئین اکبري جلد ۲ صفحه ۳۳ | |
| گجرات ... | * سنه ۱۴۴ عیسوي | سنه ۱۲۹۷ ع | کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۲۱۶ اور واتهن صاحب کي تحریر مندرجه روزنامچه ایشیاٹک سوسیئٹي جلد ۴ صفحه ۲۸۰ | |

| نام سلطنت | اس سلطنت کا کسي تاریخ میں کب اول ذکر هوا | اور کب سے آخر ذکر هوا | سند مورخ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| قنوج ... | * سنه ۳۷۰ عیسوي | سنه ۱۱۹۳ ع | ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۲ | |
| متهیلي ... | * رام چندر کے عهد میں | سنه ۱۳۲۵ ع | * | متهیلي رامچندرجي کي زوجه مسمي سیتا کے باپ کي دارالسلطنت هی اگرچه بسبب قانوني مدرسه اور هندوستاني دس زبانوں میں سے ایک زبان کا نام متهیلي مشهور هونیکے باعث ممتاز هی مگر تاریخ میں اسکا بیان بهت کم پایا جاتا هی |
| بنارس ... | * ........................ | سنه ۱۱۹۴ ع | * | معلوم هوتا هی که بنارس میں مهابهارت کي لڑائي کے زمانه میں خود مختار سلطنت تهي غالباً وه بعده مدّدا کے محکوم هوگئي جیسے که پچهلے زمانه میں وه گوڑ کے مطیع هوگئي مگر جبکه مسلمانوں نے فتح کیا تو وه سلطنت کسي کي تابعدار نه تهي |
| دهلي ... | * سنه ۵٦ قبل مسیح کے قریب | سنه ۱۱۹۲ ع | ٹاڈ صاحب جلد ۱ صفحه ۵۱ | مهابهارت کے سوا دلي کا بیان دوسري بار یهه پایا جاتا هی که راجپوتوں کي قوم نے اسپر تسلط کیا اور انهیں سے سلسلهوار بیس راجه هوئے بعد اسکے سنه ۱۰۵۰ع میں پرتهي راج کے اباو اجداد نے اس قوم کو سلطنت سے خارج کیا اور راجه پرتهي راج پر مسلمانوں نے فتح پائي |
| اجمیر ... | سنه ٦۹۵ ع سے اتني مدت پهلے جس میں سات پشتیں گذریں | سنه ۱۱۹۲ ع | ٹاڈ صاحب کي تقریر مندرجه حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۱۳۰ اور اوریئینٹل میگزین جلد ۸ صفحه ۲۰ | آٹهواں راجه مانکرائے سنه ٦۹۵ ع میں حکمراں تها اسکي اولاد میں سے ویسل نے دلي کو سنه ۱۰۵۰ع میں فتح کیا اور دونوں سلطنتیں ایک هي زمانه میں ایک ساتهه جاتي رهیں |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| میواڑ | ... | سنہ ۷۲۰ ع | اب بھي موجود ھی | ٹاڈ صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ | معلوم ھوتا ھی کہ اس زمانہ سے پہلے یہہ سلطنت مالوہ کے راجاؤں کے تسلط میں تھي اودہ کے راجپوتوں کي اسي قوم نے جسنے گجرات کي سلطنت کي بناد ڈالي تھي یہہ سلطنت بھي قایم کي |
| جیسلمیر | ... | سنہ ۷۳۱ ع | اب بھي موجود ھی | ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ | جیسلمیر کے راج کي بنیاد کرشن جي کے خاندان میں کي ایک قوم نے ڈالي جو ھندوستان کے شمال و مغرب سے آئي تھي اور اب بھي اُسي کا راج ھی |
| جیپور | ... | سنہ ۹۶۷ ع | اب بھي موجود ھی | ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ | اسکي بنیاد ایک راجپوت راج کنوار نے جو رام چندر کي اولاد میں سے تھا ڈالي جنھوں نے چند پشتوں پہلے چھوٹي سي ریاست ناروا پر قبضہ کیا تھا |
| سندہ | ... | * سنہ ۳۲۵ قبل مسیح میں جبکہ سکندر نے یورش کي یہہ سلطنت خود مختار تھی | سنہ ۷۱۱ ع | * | مہابھارت میں سند کو ایک ریاست بیان کیا گیا ھی سکندر کے زمانہ میں سندہ میں چار ریاستیں تھیں مگر سنہ ۷۱۱ ع میں اھل عرب نے اسپر حملہ کیا تو وہ کل ایک ریاست تھي بعد اسکے سمیرا کي راجپوت قوم نے سنہ ۷۵۰ ع میں اھل عرب سے چھین لي اور پھر غوري خاندان کے بعد تک مسلمان اسکو فتح نکرسکے |
| کشمیر | ... | سنہ ۱۴۰۰ قبل مسیح | سنہ ۱۰۱۵ ع | پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ | کشمیر کے مورخ اس سلطنت کي ابتدا کا سنہ ۱۴۰۰ قبل مسیح سے بارہ سو برس پہلے سے دعوی کرتے ھیں مگر کوئي واقعہ اور کسي راجہ کا کچھہ حال بیان نہیں کرتے تاریخ فرشتہ کے مورخ کے بقول کشمیر کے راجاؤں کے پانچ خاندانوں کے بعد محمود غزنوي نے سنہ ۱۰۱۵ ع میں فتح کیا |

# دوسرا باب

## دکهن کے هندوؤں کی تاریخ

### قدیم زمانه میں ملک دکهن کی کیا حالت تهی اور کن حصوں میں منقسم تها

دکهن کے باشندے اِسقدر قدامت کا دعوی نہیں کرتے هیں جسقدر که هندوستان خاص کے هندو نہایت قدیم هونے کے دعویدار هیں اِس لیئے دکهن کی تاریخ بهی کم اولجهی هوئی اور کم تاریک هی مگر کچهه دلچسپ نہیں هی اُسکے قدیم باشندوں کا حال همکو بہت کم معلوم هی هندوؤں کا حال اُن مقاموں میں جہاں وه جاکر آباد هوئے ایسا دلچسپ نہیں هی جیسا که اُنکے اصلی ملک میں هی † پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے هیں که دکهن کی تمام روایتوں اور تاریخوں میں ایک ایسا زمانه پایا جاتا هی جسمیں دکهن کے باشندے هندو نه تهے اِس سے پہلے که اُنهوں نے هندوؤں سے تعلیم اور تربیت حاصل کی اصل باشندوں کو وهاں کے جنگلی اور پہاڑی یا راچهس اور دیو بیان کیا گیا هی مگر بعض حالات سے اِسبات پر شبهه هوا هی که دکهن کے باشندے ایسی هی ناشایسته حالت میں تهے جو همارے اِس بیان سے خیال میں آتی هی *

دکهن میں شنسکرت زبان کے رواج پانے سے پہلے تامول زبان قایم هوکر کمال پر پہونچ چکی هوگی یهه بات اگرچه اِس وجهه سے اُنکے شایسته هونے کا قطعی ثبوت نہو که شمالی امریکه کے اصلی باشندوں کی زبان شایسته هی مگر ایلس صاحب کی راے اگر معقول مانی جاوے اور تامول کا علم اور زبان اصلی اور لازمی هووے تو اُسکے موجدوں کو یعنی دکهن والوں کو

---

† تمام حالات مفصله ذیل اوڑیسه کے بیان تک پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچه کاغذات مکنزی سے لیئے گئے اگرچه اُن حالات میں کہیں کہیں همنے کچهه راے لگا دی هی جنکی جوابدهی پروفیسر ولسن صاحب کے ذمه نہیں

جنگلوں اور پہاڑیوں میں داخل کرنا غیر ممکن ٹھہریگا † اگر ہم ہندوؤں کی روایتوں پر اعتماد کرسکیں تو راون جو لنکا اور دکھن کے جنوبی حصہ پر حکومت کرتا تھا ایک تربیت یافتہ اور قوی سلطنت کا راجہ تھا لیکن اُنہیں روایتوں کی بموجب وہ ایک ہندو اور شیب کا پیرو تھا جس سے ہم یہہ نتیجہ نکالینگے کہ وہ روایتیں اُس زمانہ سے جسکا اُنمیں ذکر ہی بہت بعد کی ہیں اور کم سے کم ایک حصہ اُنکا رامچندر جی اور راون کے زمانہ کی نسبت زیادہ تر اُس زمانہ کی حالات پر مبنی ہی جب کہ وہ لکھی گئیں *

غالب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب دکھن پر مکرر حملے ہونے کے بعد ہندوستان خاص اور دکھن کا راستہ کھل گیا ہوگا تو جو لوگ وہاں بسنے کو گئے ہونگے اُنہوں نے دکھن کے اوپر کے حصہ کے ویران اور بنجر میدانوں کی نسبت کرناٹک اور تانجور کے بارآور خطوں کو اپنے رہنے کے لیئے پسند کیا ہوگا اور اگرچہ ابتدا میں اُنہوں نے ساحل سمندر کو اپنی سکونت کے واسطے پسند نکیا ہوگا مگر ایک زمانہ گذرنے کے بعد غیر قوموں کے سوداگروں کو وہاں تک رسائی ہوئی ہوگی اور جابجا سمندر کے کنارہ پر بہت جلد شہر آباد ہوگئے ہونگے *

سنہ عیسوی کے شروع کے قریب یعنی دکھن کے کناروں کے جس زمانہ کا حال پلینی یونانی مورخ اور پریپلس کا مصنف بیان کرتا ہی دکھن کے ساحل سمندر آباد معلوم ہوتے ہیں اور تجارت اُنمیں ہوتی تھی *

مگر دکھن کے اندرونی حصہ میں بہت سی شایستگی اِس زمانہ سے بھی پہلے حاصل ہوگئی ہوگی کیونکہ سکندر اعظم کے رفیقوں نے جنکے

---

† برہمنوں کے دکھن میں پہونچنے سے پہلے تامول کے علم کے قایم ہونے کا ثبوت ایکنہ یہہ بات ہوسکتی ہی کہ اُسکے نہایت نامی مصنفوں میں نہایت ادنی درجہ کے لوگ جنکو ہم پاریا کہتے ہیں ہوئے ہیں اگرچہ یہہ مصنف بہت قدیم زمانہ میں نہیں ہوئے لیکن اُنکا صاحب تصنیف ہونا ہرگز ممکن نہوتا اگر برہمن اُنکے معلم ہوتے

قول استربیو اور ایریئن نے نقل کیئے هیں جب مختلف باتیں هندوستان کے شمالي اور جنوبي باشندوں کي بیان کي هیں تو کوئي فرق اور اختلاف اُنکے چال چلن میں بیان نہیں کیا *

پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے هیں کہ دکون کا تربیتیافته هونا ایکہزار برس پہلے حضرت عیسی علیهالسلام سے ممکن هی *

کہتے هیں کہ دکون میں پانچ زبانیں بولي جاتي هیں ان سے یہہ امر یقیني سمجھا جاتا هی کہ قدیم زمانہ میں اسیقدر قومي تقسیم ملک کي هوگي اسلیئے اُن قسمتوں کي حدیں بیان کرني مناسب هیں *

## درآورا یعني ملک تامول

تامول زبان اُس ملک میں بولي جاتي هی جسکا نام درآورا هی جسکي وسعت جنوب میں دکون کے غایت سے محدود هی اور شمال میں اُس مفروضہ خط سے محدود سمجھنا چاهیئے جو بلوکٹ سے ( یہہ مقام مندراس کے قریب هی ) اُس گھات تک جو بنگلور اور پولیکٹ کے درمیان میں هی اور گھات کے خمدار حصہ سے گذرتا هوا مغرب کي جانب مالابار اور کنارا کي حد فاصل تک اور کنارا کے پاس پاس سمندر تک اسطرح پر گذرے کہ اُس سے مالابار اسي ملک میں شامل هو جاتا هی کھینچا جاوے *

## ملک کرناٹا یا کنارا

درآورا کي شمالي حد کا ایک حصہ کرناٹا کے جنوبي حد کا ایک جزو هی اور مغرب میں مقام گوآ تک سمندر سے اور کولاپور کے قریب تک مغربي گھات سے محدود هی *

شمالي حد اُسکي نہایت ٹیڑے بیڑے مفروضہ خط سے قایم هوتي جو کولاپور سے بدر تک کھینچا جاوے مشرقي حد اُسکے اُس مفروضہ خط سے جو بدر سے شروع هوکر ادوني اور انلا پور اور ننددرگ میں گذر کر گھات

کے اُسمقام تک جو پولیکٹ اور بنگلور کے درمیان میں ھی پہونچے قایم ھوتی ھی *

## ملک تلنگانه یا تلگو

اس ملک کی مغربی حد اور ملک کرناٹا یا کنارہ کی مشرقی حد مشترک ھی مگر اسکی یهه مغربی حد اُسی طرح تہوڑی بہوڑی مقام چاندا تک جو دریاے وارتا پر واقع ھی بڑھانی چاھیئے اس مقام سے شمالی حد اس سے بہی زیادہ تہوڑی مشرق کی جانب سوھن پور تک ھی جو مہا ندی پر واقع ھی اور مشرقی حد سوھن پور سے سیکا کول تک اور سیکا کول سے سمندر کے قریب قریب پولیکٹ تک سمجہنی چاھیئے جہاں وہ اُس ملک سے ملتی ھی جسمیں تامول زبان بولی جاتی ھی *

## ملک مہارشترا یا مرھتّه

جس خطه میں مرھٹی زبان بولی جاتی ھی اُسکی جنوبی حد کرناٹا اور تلنگانه کی حدوں میں بیان ھوچکی چنانچه گوآ سے شروع ھوکر کولاپور اور بدرمیں گذرکر چاندا میں ختم ھوتی ھی اور مشرقی حد اُسکے دریاے وارتا کے ساتهه ساتهه انجاوری یا ستپوڑی کے پہاڑ تک ھی جو دریاے نربدا کے جنوب میں واقع ھی *

اور اُسکی شمالی حد پر کوہ ستپوڑی نندود تک جو نربدا کے قریب ھی سمجهنا چاھیئے اور مغربی حد اُسکی اُس خط مفروضه سے قایم ھوتی جو نندود سے دامن تک اور دامن سے سمندر کے قریب ھوتا ھوا گوآ تک کہینچا جاوے † *

## ملک اوڑیسه یا اوڑیا

جس خطه میں زبان اوڑیا بولی جاتی ھی اُسکی جنوبی حد تلنگانه

---

† ناگپور میں مرھٹوں کی حکومت کے قایم ھوجانے سے بہت سے مرھٹے گرنتوالہ علاقه ناگپور میں چلے گئے اور اُس دارالسلطنت کے آس پاس دور دور تک اُنکی زبان عام ھوگئی *

هی اور مشرق پر سمندر هی اور سوهن‌پور سے مدنا پور واقع بنگال تک ایک
خط فرض کرنے سے مغرب اور شمال کی حدیں قایم هوتی هیں *

مهارشترا اور اوڑیسہ کے درمیان کے میدان کا بڑا حصہ جنگل هی
جسمیں جابجا گونڈ قوم کے لوگ آباد هیں اگرچہ اُنکی زبان باقی اور
حصہ کی زبان سے علحدہ هی مگر اُسکو وحشی پہاڑیوں کی بکواس سمجھا
جاتا هی دکھن کی پانچوں زبانوں میں شمار نہیں کیا جاتا هی † *

## دکھن کی سلطنتیں اور ریاستیں

عین جنوب میں وهی سلطنتیں نہایت قدیم هیں جنمیں تامول زبان
بولی جاتی تھی پانڈیا اور چولا کی سلطنتوں کے بانی دو کاشتکار تھے *

## پانڈیا کی سلطنت

اس سلطنت کا نام اسکے بانی کے نام سے قایم هوا یہہ بات تحقیق
نہیں کہ کس زمانہ میں اس شخص کا نصیب چمکا تھا مگر اُسکے زمانہ
کو پانسو برس قبل مسیح علیہ‌السلام سمجھہ لینیکی معقول وجوهات هیں *

اسٹریبو نے ایک ایلچی کا حال بیان کیا هی جو پانڈیوں کی طرف
سے اغسطس قیصر کے دربار میں گیا تھا پریپلس کے مصنف اور ٹولیمی کے
بیان سے معلوم هوتا هی کہ پانڈیوں موروثی خطاب پانڈیا کی اولاد کا تھا *

پریپلس مصنف کے زمانہ میں پانڈیوں کے قبضہ مالابار کا ایک حصہ
سمندر کے کنارہ پر کا تھا لیکن یہہ تسلط اُنکا تھوڑے عرصہ تک رہا اُنکی
سلطنت کی مغربی حد گہاٹ تھا ایک مختصر سی سلطنت تھی چنانچہ
اُسمیں صرف مدورا اور ٹینیولی کے دو ضلعے تھے *

دارالریاست دو دفعہ بدل کر مدورا میں قایم هوئی اور اسی مقام پر
ٹولیمی کے عہد میں تھی اور اب سے سو برس پہلے تک بھی یہاں
موجود تھی *

---

† گونڈوانہ کے شمالی میدانوں میں جو زبان بولی جاتی هی وہ هندی زبان
سے نکلی هوئی هی

پانڈیون خاندان کے راجاؤں کا لڑائي جھگڑا اُنکے همسایه والے چولا کي سلطنت سے رها مگر سنه مسیح کي ابتدا میں اُنکے آپس میں اتحاد هوگیا اور مدت تک قایم رها لیکن پھر اُنمیں علحدگي هوگئي اور پانڈیوں کي سلطنت سنه ۹۰۰ع تک بڑي ترقي پر رهي اسي سنه میں اُسکي وه بڑي قدر و منزلت کم هوگئي جسکے بعد وه اکثر خراج گذار اور کبھي کبھي بالکل خود مختار رهے انجام یهه هوا که خاندان نیاکس کے آخر راجه سے ( پانڈیوں کي نسل اس راجه پر ختم هوگئي ) نواب ارکاٹ نے سنه ۱۷۳۶ع میں وه سلطنت چھین لي *

## چولا کي سلطنت

چولا کي سلطنت کي تاریخ به نسبت پانڈیا کي سلطنت کے زیاده مسلسل هے *

اِس سلطنت کي اصلي حدیں وه تھیں جنمیں تامول زبان بولي جاتي هے اور ایلس صاحب خیال کرتے هیں که سنه مسیحي کے شروع میں وه اسقدر وسیع هوئي تھي اور اُنھوں کي یهه راے هے که اُسکے راجاؤں نے آٹھویں صدي میں کرناٹا اور تلنگانه کے بڑے حصوں پر تسلط کرلیا تھا اور گوداوري تک اُس تمام ملک پر قابض رهے جو ننڈرگ کے پهاڑوں کے مشرق میں واقع هے *

مگر معلوم هوتا هے که بارھویں صدي میں اُنکي الوالعزمي کا انسداد کیا گیا آخرکار وه اپنے قدیمي ملک پر قناعت کرنے کے لیئے مجبور هوئے اور اِس حالت میں سترھویں صدي کے آخر تک خود مختار خواه بیجانگر کے تابعدار رهے اور اُسي زمانه میں مرهٹوں کي سلطنت کے باني کے بھائي نے جو بیجاپور کے مسلمان بادشاه کے افسروں میں سے تھا جسکو بادشاه نے چولا کے اخیر راجه کي کمک کو بھیجا تھا چولا کي سلطنت پر خود قبضه کر بیٹھا غرضکه تانجور کے اِس خاندان میں کا جو ابتک موجود هے یهي اول راجه هوا *

چولا کي دارالسلطنت، اُنکے عهد سلطنت میں سے بہت مدت تک کنجي یا کنجي ورم میں جو مندراس کي مغرب هی رهي *

## چیرہ کي سلطنت

چیرہ ایک چھوٹي سي سلطنت پانڈیوں کي مملکت اور مغربي سمندر کے درمیان میں تھي اُسمیں تراون کور اور ایک حصه مالابار کا اور کایم بٹور شامل تھي جسکا بیان تولیمي کي تاریخ میں هی سنه عیسوي کے شروع میں یہه سلطنت هوگي ایک زمانه میں وہ کرناٹا کے بہت بڑے حصه تک پھیلگئي تھي لیکن دسویں صدي میں بالکل برباد هوگئي اور اُسکا ملک پاس پڑوس کي حکومتوں کے آپسمیں تقسیم هوگیا *

## کرالا کي سلطنت

دیوتوں کا حال لکھنے والوں کے بموجب کرالا کے ملک کو جس میں مالابار اور کنارا شامل هیں پرسرام نے جو چھتریوں کا بیج ناس کرتا معه کانکن کي خرق عادت کے ذریعه سے سمندر سے حاصل کیا تھا اور خرق عادت هي سے اُسکو برهمنوں سے آباد کردیا زیادہ معقول بیان سے معلوم هوتا هی که سنه عیسوي کے پہلي یا دوسري صدي میں کرالا کے شمالي حصه کے ایک راجه نے هندوستان سے بولا کر برهمنوں کي بستي بسائي تھي اور مالابار اور کنارا کے بہت سے برهمن شمالي حصه کے پانچ قوموں میں سے اکثر هیں اِس لیئے اِس بیان کي کچھه اصل معلوم هوتي هی *

آبادي کسیطرح سے هوئي هو مگر سب کا اِسبات پر اتفاق هی که کرالا اول هي سے کانکن سے بالکل علحدہ تھا اور برهمن هي اُسپر قابض تھے اور اُسکو چھپاسٹھه ضلعوں میں تقسیم کرکے اپني قوم کي ایک عام مجلس کے ذریعه سے اُسپر حکومت کرتے تھے اراضي کو کمتر درجه کے لوگوں کو لگان پر دیتے تھے *

کارپردازي کي حکومت ایک برهمن کے سپرد هوتي تھي جو هر تیسرے برس اُس کام سے علحدہ کردیا جاتا تھا اور چار برهمنوں کي کونسل

اُسکی مددگار هوتی تهی مگر ایک زمانہ گذر جانے کے بعد اُنهوں نے ایک چهتری کو اپنا سردار مقرر کیا اُسکے بعد شاید پانڈیوں کے زیر حکومت رهتے تهے اگرچہ کرالا کی زبان تامول سے نکلی هی مگر یہہ نہیں معلوم هوتا کہ کرالا کبهی چولا کی سلطنت کا مطیع هوا *

یہہ صحیح نہیں معلوم کہ کس زمانہ میں کرالا کی سلطنت کے جنوبی اور شمالی حصے علحدہ علحدہ هوگئے مگر نویں صدی کے آخر میں جنوبی حصہ یعنی مالابار اپنے راجہ سے جو مسلمان هوگیا تها سرکش هوگیا اور چهوٹی چهوٹی ریاستوں میں تقسیم هوگیا جنمیں سے بڑی ریاست زمورین کی تهی جنکو اُواسکو ڈیگاما صاحب نے پندرهویں صدی کے آخر میں کالیکٹ پر قابض پایا *

معلوم هوتا هی کہ اِس سلطنت کے شمالی حصے یعنی کنارا میں سنہ عیسوی کے اِبتدا میں ایک راجہ کا خاندان قایم هوگیا جو سنہ ۱۲۰۰ ع تک قایم رهکر بلال راجاؤں کے هاتهہ سے تباہ هوا اور انجام کار یہہ حصہ بیجا نگر کے قبضہ میں آگیا *

## کانکن کی سلطنت

معلوم هوتا هی کہ قدیم زمانہ میں کانکن بہت کم آباد زیادہ تر جنگل تها اور اب بهی پہلے سے کچهہ تهوڑا هی سا زیادہ آباد هوا هی هماری راے میں اُسمیں همیشہ مرهٹے بستے تهے *

## کرناٹا اور تلنگانا

### بلال لقب والے راجہ

تمام کرناٹا میں ایک هی زبان اور یکسان چال چلن هونے سے معلوم هوتا هی کہ تمام ملک میں ایک هی حکومت هوگی لیکن اُسکے ابتدا کے زمانہ کی تاریخ سے معلوم هوتا هی کہ کنارا (یعنی نصف حصہ شمالی کرالا) پانڈیوں اور چولا کے راجاؤں کے قبضہ میں منقسم تها بعد اُسکے وہ اور بهی چهوٹے چهوٹے راجاؤں کے قبضہ میں منقسم هوکر سنہ ۱۱۰۰ ع

کے وسط تک رہا پھر ایک بڑا خاندان اسمیں قایم ہوا یہہ خاندان بلال راجاؤں کا تھا جو اپنے آپ کو یادو نسل کے راجپوت بتاتے تھے جنکا غلبہ ایک زمانہ میں تمام کرناٹا اور مالابار اور اُس ملک پر جسمیں تامول زبان بولی جاتی ھی کسیقدر تلنگانہ پر ہوگیا تھا سنہ ۱۳۱۰ء یا سنہ ۱۳۱۱ ع میں اُنکو مسلمانوں نے غارت اور برباد کردیا *

## یاداوا خاندان کے راجا

معلوم ہوتا ھی کہ تلنگانہ کا مشرقی حصہ نویں صدی کے شروع سے گیارھویں صدی کے آخر تک ایک ایسے خاندان کے قبضہ میں جسکا تاریخی حال صاف اور اوجلا نہیں رہا ھی اُس خاندان کو یاداوا کہتے تھے *

## کرناٹا والی قوم چلوکیا

چلوکیا قوم کا ایک راجپوت خاندان کالیان میں سلطنت کرتا تھا جو بدر کے مغرب میں کرناٹا اور مہارشترا کی حدود پر واقع ھی اِس خاندان کا دسویں صدی کے آخر سے بارھویں صدی کے آخر تک کتبوں کے ذریعہ سے بخوبی سراغ لگتا ھی اُن کتبوں سے ظاہر ہوتا ھی کہ اُنکے قبضہ میں جنوب و مغرب میں اُس مقام تک ملک تھا جہاں بناوا سے سندا میں مغربی گھاٹ کے قریب واقع اور ایک کتبہ میں اُنکو چولا اور گجرات کے فتح کرنیوالے لکھا ھی والتر ایلیٹ صاحب جنہوں نے اِن راجاؤں کے بہت سے کتبے چھاپے ہیں † قیاس کرتے ھیں کہ اُنکے پاس تمام مہارشترا نربدا تک تھا اور پروفیسر ولسن صاحب کی یہہ راے ھی کہ تلنگانہ کے راجہ بھی اُنکے مطیع رہتے تھے جنمیں سے ایک نے جو غالباً اُنکا باج گذار تھا چولا کے راجہ کو شکست دی تھی ‡ اور جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ھی غالباً وہ یہی ھی *

---

† روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۴ صفحہ ۱

‡ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۱۲۹

اِس خاندان کے راجاؤں میں سے ایک راجہ نے جو چارا کی وارث ایک عورت سے شادی کی تھی غالباً اِسی سبب سے گجرات بھی اُنکے قبضہ میں آگیا تھا جسکا ابھی ذکر ہوچکا ھی *

اِس خاندان کے اخیر راجہ کو اُسکے وزیر نے تخت سے اوتار دیا اور اُس وزیر کو شب کے معتقد فرقہ کے فقیر نے جو اُس زمانہ میں مشہور تھا قتل کیا اسکے بعد سلطنت دیوگڑھی کی یادو راجپوتوں کے ھاتھہ آگئی † *

## کلنگا والی قوم چلوکیا

چلوکیا قوم کی دوسری شاخ جوشاید کالیان میں سلطنت کرتی تھی کالنگا پر مسلط تھی جو تلنگانا کا مشرقی حصہ درادرا سے سمندر کے قریب قریب اوڑیسہ تک چلا گیا ھی *

اِسمیں کچھہ شک نہیں کہ اِس قوم کا شاھی خاندان بارھویں اور تیرھویں صدی میں برابر قایم رھا اور غالب ھی کہ اِس سے دو سو برس پہلے قایم ھوا ھوگا اِس خاندان کو اندرا گنپتی راجاؤں نے بہت کچھہ مغلوب کیا اور آخرکار کٹک کے راجاؤں نے بالکل برباد کردیا *

## اندرا کے راجہ

اندرا کے راجاؤں کو جنکی دارالسلطنت حیدر آباد کے شمال و مغرب میں اَسی میل کے فاصلہ پر ورنگل میں تھی مکاداکے اندرا نسل سے متعلق بتاتے ھیں لیکن اُنمیں صرف ملکی تعلق ھوگا کیونکہ دکھن میں اندرا خاندان کا نام نہیں ھی بلکہ تلنگانہ کے تمام وسط کے حصہ کا نام ھی ‡ *

اندرا والوں کی تاریخوں سے معلوم ھوتا ھی کہ بکرماجیت اور شالباھن نہایت قدیم راجاؤں میں سے ھیں انکے بعد چولا کے راجہ ھوئے اور اُنکے بعد قریب سنہ ٥١٥ ع کے ایک خاندان یاوان نامی ھوا جسمیں

---

† ایلیٹ صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۱۷

‡ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۱۲۲

نو راجہ ہوئے اور اُنہوں نے چار سو اٹھاون برس یعنے سنہ ٩٥٣ ع تک سلطنت کي اور اُنہیں تحریروں کے بموجب اسي زمانہ کے قریب سے گنپتي راجاؤں کے خاندان کا آغاز ہوا لیکن پہلے پہل ممتازي اور نمود اُنکي گیارھویں صدي کے آخر میں کاکتي کے عہد میں جسکے نام پر بعضے وقت تمام خاندان کو پکارا جاتا ہی اور اسي راجہ سے اُنکي صحیح تاریخ شروع ہوتي ہی بیان کیا گیا ہی کہ یہہ راجہ چلوکیا راجاؤں کا مطیع تھا اور چولا کے راجاؤں پر اُسنے فتوحات حاصل کي تھیں بڑي قوت اس خاندان کو تیرھویں صدي کے آخر کے قریب حاصل ہوئي چنانچہ اندرا کي روایتوں کے بموجب تمام وہ حصہ دکھن کا جو گوداوري کے جنوب میں واقع ہی اُنکے قبض و تصرف میں تھا لیکن ولسن صاحب اُنکي مملکت کو پندرھویں اور اٹھارھویں خط عرض کے اندر محدود بتاتے ہیں *

سنہ ١٣٣٢ ع میں مسلمانوں کي ایک فوج نے آکر اُنکي دارالسلطنت کو فتح کرلیا اگرچہ اُنکي خود مختاري نہیں مگر فخر و امتیاز میں بڑا فرق آگیا بعد اسکے ایک زمانہ میں وہ اوڑیسہ کے باج گذار رہے آخر کار اُنکي سلطنت مسلمانوں کي گولکنڈا کي سلطنت میں سما گئي *

## اوڑیسہ

دکھن کے اور سب ملکوں کي مانند اوڑیسہ کے راجاؤں کي تاریخ ایسے راجاؤں سے شروع ہوتي ہی جو مہابھارت میں شریک تھے اور اُنکے بعد سے ایسي پریشان اور بےٹھکانہ ہی جیسیے کہ اندرا کے راجاؤں کے پہلے پہلے تھي اُس ابتر تاریخ میں بیان ہی کہ بکرماجیت اور شالباھن نے باري باري سے اُسپر قبض و دخل کیا بابل سے جو ایران سمجھا گیا ہی اور دھلي اور کشمیر اور سندھ سے یاوان لوگوں نے چھٹي صدي قبل مسیح اور چوتھي صدي بعد مسیح کے درمیان میں مکرر سہ کرر حملہ کیئے *

اخر حملہ سمندر کي راہ سے ہوا اور اُسمیں یاوان کامیاب ہوئے اور اوڑیسہ پر ایکسو چھیالیس برس تک قابض رہی *

اوڑیسہ کے باشندے ان یاوان لوگوں کو مسلمان سمجھتے هیں اور ایسی هي بیهودگي سے بیان کرتے هیں کہ مسلمانوں کي فوج نے جو امارت خاں اور فلانے خاں کے زیر حکومت تھے دوبار چهہ سو برس قبل مسیح حملے کئے بعض لوگ اس بیان کا مصداق سلیوکس کو جو سکندر اعظم کا ایک سردار تھا یا بیکٹریا کے یونانیوں کو ٹھہراتے هیں مگر یہہ صاف عیاں هی کہ اس تمام قصہ میں ایسے واقعات اور لغویات مخلوط هیں جنکو ایسے مصنف نے گڈ مڈ کیا هی جسکو جغرافیہ اور واقعات کے زمانوں کي ذرا بهي خبر نہ تهي † *

یاوان لوگوں کو یائیتی کیسری نے سنہ ۴۷۳ ع میں اوڑیسہ سے خارج کردیا *

اس واقعہ سے اسٹرلنگ صاحب اوڑیسہ کي صحیح تاریخ کا آغاز سمجھتے هیں اسکے بعد کیسري خاندان کے پینتیس راجہ چهہ سو پچاس برس کے عرصہ میں سنہ ۱۱۳۱ ع تک هوئے جسکے بعد گنگاوانسا خاندان کے ایک راجہ نے انکا دارالسلطنت لیلیا جسکا خاندان مسلمانوں کے اُس ملک پر تسلط کرلینے تک راج کرتا رها اسٹرلنگ صاحب خیال کرتے هیں کہ یہہ خاندان تلنگانہ سے آیا هوگا گو پروفیسر ولسن صاحب ‡ ایک کتبہ سے ثابت کرتے هیں کہ وہ گنگا پور کے اُس ملک کے راجہ تھے جسمیں اب تملک اور مدنا پور واقع هیں اور اول حملہ اُنهوں نے مسلمانوں کے فتح کرنے سے چند برس پہلے گیارهویں صدي کے آخر میں کیا *

---

† یهي راے هماري تلنگانہ کے یاوان کي نسبت هی جنکي اولاد کے نام سب شنسکرت کے نام هیں ڈاکٹر بکانن صاحب نے اپني کتاب کي جلد ۳ صفحہ ۹۷ و ۱۱۲ میں مقام آنا گندي واقع تنهبادرا میں آٹھویں اور نویں صدیوں کے اندر ایک یاوان خاندان معلوم کرنے سے بڑي حیرت ظاهر کي مگر اور یاوان کي طرح انکا هونا غیر ممکن نہیں کیونکہ اول حملہ اهل عرب کا سنہ ۷۰۰ ع میں هوا

‡ دیباچہ کاغذات مکنزي صفحہ ۱۳۸

اُس خاندان کو بڑي اقبالمندي اور ترقي بارھویں صدي کے آخر میں حاصل ھوئي اور اُسي زمانہ کے آغاز و انجام میں جو بہت سے راجہ ھوئے وہ بڑي بڑي فتوحات کا خاصکر دکھن میں دعوي کرتے ھیں *

* لیکن یہہ فتوحات دکھن میں چلوکیا اور اندرا کي حکومت کے اُس زمانہ میں نہایت ترقي پر ھونے کے سبب سے قرین قیاس نہیں معلوم ھوتیں مگر پندرھویں صدي کے درمیان میں اوڑیسہ کے گورنمنٹ نے کنجي ورم تک جو مندراس کے قریب واقع ھی فوجیں پہنچیں اور اُسي زمانہ کے قریب صاحب تاریخ فرشتہ کے بقول اوڑیسہ کا راجہ بدر تک اُن اضلاع کے راجاؤں کي کمک کو مسلمانوں کے مقابلہ پر گیا *

جو واقعات اوڑیسہ کي تاریخ کے ابھي بیان ھوئے اُنسے پہلے گنگا وانسا خاندان کے بعد ایک راجپوت خاندان سورج بنسیوں میں کا اوڑیسہ میں حکمراں ھوا آخرکار اوڑیسہ کي گورنمنٹ جو بنگالہ اور دکھن میں پھیلي ھوئي تھي چند نام اوري کے کام کرکے اور مسلمانوں کے بڑے بڑے حملے اوٹھاکر خراب ھوگئي اور تلنگانہ کے ایک سردار نے سنہ ۱۵۵۰ع میں اُسکو چھین لیا پھر سنہ ۱۵۷۸ ع میں جلال‌الدین اکبر نے اُسکو اپني سلطنت مغلیہ میں شامل کرلیا † *

## ملک مہارشترا یا مرھتہ

جس خطہ میں مرھتي زبان بولي جاتي ھی اُسکے بہت بڑے ھونے اور اُس خطہ کے دکھن کے سرحد پر واقع ھونے سے ھر شخص کو یہہ توقع ھوتي ھی کہ دکھن کي اور سب قسمتوں میں سے اس ملک کي تاریخ اول درجہ رکھتي ھوگي اور یہہ ملک نہایت مشہور ھوگا مگر مسلمانوں کے زمانہ تک ھمارے پاس اس ملک کي تاریخ میں سے صرف دو واقعہ ھیں اور اُن دونوں میں مہارشترا کا نام بالکل نہیں آیا *

---

† اوڑیسہ کا تمام حال جہاں کسي اور کا حوالہ نہیں ھی اسٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۴ سے لیا گیا ھی

رام چندر جي کي کہاني کے بعد جو گوداوري کے مخرج کے قریب ٹہرے تھے پہلا واقعہ تگارا کا وجود ھی جو بہت بڑا بندرگاہ تہا جسکو بارھویں صدي کے کتبوں میں نہایت مشہور شہر بیان کیا گیا ھی گو اب موقع اُسکا معلوم نہیں مگر نام اُسکا خوب مشہور ھی *

پریپلس کے مصنف نے اُسکا ذکر کیا ھی مگر اُسکا موقع ایسا بےٹھکانہ قایم کیا ھی کہ ہم پلیٹن سے جو دریاے گوداوري پر آباد ھی مشرق کي جانب سو میل سے زیادہ فاصلہ پر خیال کرسکتے ھیں کہتے ھیں کہ یہہ بہت بڑا شہر اور دکھن والوں کي دو بڑي منڈیوں میں سے ایک بڑي منڈي تھا اور دوسري منڈي شہر پلیٹھانہ ھی دونوں میں سے کسیکو کسینے دارالسلطنت نہیں بیان کیا ھی † *

---

† ان مقاموں کا موقع معین کرنے کے واسطے همارے پاس کوئي وجهہ نہیں ھی پریپلس کے مصنف نے انکي نسبت جتنے لفظ لکھے ھیں وہ یہہ ھیں — کہ دکھن میں دو مقام نہایت مشہور منڈیاں ھیں جنمیں سے ایک بیري غازا سے جنوب کي طرف بیس منزل پر واقع ھی اور اُس سے دس منزل کے فاصلہ پر مشرق کیطرف کو بہت بڑا شہر تگارا ھی وهاں سے بیري غازا میں اسباب گاڑیوں پر بڑے بڑے نشیب و فراز طے کرکے لایا جاتا ھی اور پلیٹھانہ سے سنگ سلیماني اور تگارا سے معمولي پارچہ کتان وغیرہ لایا جاتا ھی اس سے یہہ بات ظاهر ھی کہ وہ دو شہر پلیٹھانہ اور تگارا ھیں اور تگارا جو اُسکے بیان میں دوسرا شہر ھی تو ضرور ھی کہ اُسنے پہلے کا کہیں نہ کہیں بیان کیا هوگا یا اُسکے بیان کا ارادہ کیا هوگا اور وہ پہلا شہر بیشک پلیٹھانہ ھی اُسکے طرز بیان کے نادرست اور پریشان هونے میں کچھہ شک نہیں اگر یہہ معنے جو همنے اُسکے قول کے لیئے ھیں صحیح هوں تو اول همکو پلیٹھانہ کا موقع دریافت کرنا چاهیئے جو بیري غازا سے بیس منزل کے فاصلہ پر گھاٹ پر کہیں هوگا بیري غازا کو بهڑونچ تسلیم کیا جاتا ھی ایک منزل کرنل ولفورڈ صاحب نے گیارہ میل کي قرار دي ھی جو اُس منزل سے کچھہ بہت متفاوت نہیں جسکو رنل صاحب نے فوج کے کوچ کے واسطے معہ اُسکي باربرداري کے معین کیا ھی غرض کہ بهڑونچ کے جنوب کي جانب دو سو بیس میل کے فاصلہ پر اُس مقام کو تلاش کرنا چاهیئے اور وهاں کوئي ایسا نام بہم پهونچنا چاهیئے جسکا نام پلیٹھانہ سے مشابہہ هووے مگر کوئي مقام ایسا نہیں پایا جاتا البتہ کرنل ولفورڈ صاحب ایک مقام موسوم پلتانہ دریاے گوداوري پر بیان کرتے ھیں لیکن اور کسي شخص نے یہہ

تگارا کہیں کیوں نہ واقع ہو مگر تھوڑے عرصہ بعد راجپوتوں میں سے سیلار نامی خاندان کے راجاؤں کا دارالسلطنت ہوگیا اور اس خاندان سے کالیان کے حاکم جو بمبئی کے قریب ہی گیارہویں صدی میں اور پرنالہ کے حاکم جو کولا پور کے قریب ہی بارہویں صدی میں تعلق پیدا کرنے سے بڑا فخر کرتے تھے ‡ *

---

نام نہیں سنا غالباً وہ اس نام سے پھول تنبا مراد لیتے ہونگے اگر یہہ قیاس صحیح ہی تو پلیتھانہ اور پھول تنبا میں کچھہ مشابہت باقی نہیں رہتی اور یہہ قیاس فاصلہ کی راہ سے بھی صحیح نہیں ہوتا کیونکہ پھول تنبا بھڑونچ سے پیٹھہ کے راستہ سے صرف سترہ منزل ہی اسلیئے پلیتھانہ کی تلاش* باقی رہی میری راے میں کرنل ولفورڈ صاحب نے ہمکو اُسکے قریب قریب پہونچا دیا ہی گو وہ اُنکا قیاس کسی مطلب کے واسطے تھا چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ٹولیمی پریپلس کے مصنف نے غلطی سے پیٹھانہ کے بجاے پلیتھانہ سمجھا ہی مگر میں یہہ خیال کرتا ہوں کہ پریپلس کے کاتب نے نقل کرنے میں پیٹھانہ کے بجاے پلیتھانہ غلطی سے لکھدیا اور اس وجہہ سے صحیح نہیں کیا کہ تمام کتاب میں یہہ نام صرف ایک ہی مقام پر آیا ہی اور اس بندرگاہ کا اصلی نام پیٹن ہی جو ایک شہر گوداوری پر بھڑونچ سے بیس بائیس منزل یعنی دو سو تیس میل کے فاصلہ سے واقع تھا جو بڑے راجہ شالباھن کا دارالسلطنت مشہور ہی یہہ راجہ جو پہلی صدی کے آخر یعنی سنہ ۷۷ ع میں ہوا ہی پس اُسکا دارالسلطنت اگر دوسری صدی میں جبکہ ٹولیمی نے لکھا بے نام و نشان ہوگیا تو بڑے تعجب کی جگہہ ہی اور اگر فاصلہ بھی بخوبی موافق نہوتا تب بھی ہمکو یہی مناسب تھا کہ ہم پیٹھانہ ہی کو دکھن کی بڑی منڈی قرار دیتے تگارا کا حال ہمکو کچھہ نہیں معلوم ہوتا وہ دیو گڑھی یعنی دولت آباد ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ہم پھول تنبا کو بھی پلیتھانہ مان لیں تو دولت آباد بجاے دس منزل تین چار منزل رہتا ہی اور پلیتھانہ کا کوئی ایسا موقع نہیں ملتا جہانسے بھڑونچ بیس منزل اور دولت آباد دس منزل ہو ایسا مقام پونا کے پاس البتہ ملتا ہی لیکن وہ مقام سمندر سے صرف ستر میل کے فاصلہ پر ہی اس صورت میں پیداوار اُس مقام کی بیس منزل بھڑونچ کو ہرگز نجاتی مگر دیو گڑھی سے بلا دریغ قطع نظر کرنی چاہیئے کیونکہ جس زمانہ میں پریپلس تصنیف ہوئی ہی اُس سے ایک ہزار برس کے بعد تک اس شہر کا نام کہیں نظر نہیں پڑا اگر پلیتھانہ پیٹن ہووے تو تگارا اُس سے آگے مشرق کیطرف دس منزل کے فاصلہ سے غالباً گوداوری پر واقع ہوتا مگر اس بات کی بنا کہ پلیتھانہ پیٹن ہی صرف مذکورہ بالا قیاس پر ہی

‡ ٹیبوس مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۳۵۷ اور بمبئی کے حالات کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۹۱ کو دیکھو

مرهٹوں کے ملک سے جو دوسرا واقعه متعلق هی وه راجه شالباهن کا راج هی جسکا سنه سنه ۷۷ ع سے شروع هوتا هی معلوم هوتا هی که شالباهن بڑا قوي راجه هوا مگر اُسکي تاریخ کا ایک واقعه بهي صحیح اور قیاس میں آنے کے قابل باقي نهیں *

کہتے هیں که شالباهن ایک کمهار کا بیٹا تها ایک بغاوت میں سرغنه هوکر ایک راجه کے خاندان کو غارت کیا اور اپنا پایه تخت گوداوري پر مقام پیٹن میں قایم کرلیا اور بیان کرتے هیں که اُسنے مالوه کے بڑے نامي گرامي راجه بکرماجیت پر فتح حاصل کي اور بڑي شاهنشاهي کي بنیاد ڈالي † بکرماجیت پر فتح پانا غیر ممکن هی کیونکه ان دونوں راجاؤں کے سنوں یعني عهد میں ایک سو پینتیس برس کا تفاوت هی اور کسي اور پچهلي لڑائي کا حال جو مالوه پر هوئي هو بیان نهیں کیا گیا اُسکي شاهنشاهي غالباً دکهن میں قایم هوئي هوگي کیونکه اُسکا نام وهاں اب بهي بخوبي مشهور هے اور اُسکا سنه عموماً رواج پایا هوا هے اسکے بعد مهارشٹرا کي تاریخ کچهه معلوم نهیں هوتي اور بجز کالیان اور پرناله کے چهوٹے چهوٹے راجاؤں کے کتبوں کے اور کوئي سراغ اُس ملک کي تاریخ کا بارهویں صدي تک نهیں لگتا جسمیں یادؤں کے خاندان میں سے جو شاید بلال خاندان کي ایک شاخ تها دیو گڑهي کے راجه هوئے ‡ سنه ۱۲۹۴ع میں دهلي سے مسلمانوں نے مهارشٹرا پر حمله کیا اس زمانه میں بهي یادؤں خاندان کا ایک راجه دیوگڑهي میں راج کرتا تها خواه اسي زمانه میں خواه سنه ۱۳۰۶ع میں وه باج گذار هوگیا اور دارالسلطنت اُسکا سنه ۱۳۱۷ع میں چهین لیا گیا اور سلطنت اُسکي برباد کردي گئي *

اسي زمانه کے قریب مسلمان مورخ مرهٹوں کے نام بیان کرنے لگے غالب یهه هی دکهن کو جاتے هوئے اجنبي لوگوں نے پهلے جس ملک

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹه جلد ۱ صفحه ۲۶

‡ واسن صاحب کا دیباچه کاغذات مکنزي صفحه ۱۳۰

میں ہوکر گذرے اُسکا نام بھي دکھن هي لیا اور ایک قوم کے بجاے کئي قوموں سے واقف ہونے تک زیادہ قوموں میں امتیاز نہیں کیا اور یہہ بھي غالب هی که مرهٹوں کے حالات میں بہت کم ایسي باتیں تھیں جنپر وہ توجہہ کرتے اگر اُنکے هاں کوئي بڑي سلطنت رهي هوتي تو دکھن کي اور سلطنتوں کي طرح اُسکا حال بھي سننے میں آتا غالباً اور قوموں کي طرح جنکے حالات انہیں کے سے رہے هیں اُنکا علم اور اُنکي تربیت اُنهیں پر مخصوص اور منحصر رهي هوگي مگر اب بھي اُنکے علم کي شایستگي میں بہت نقصان هی اور اُنمیں مصنف بھي بہت تھوڑے هوئے هیں اور جو کچھہ لطف و خوبي وہ رکھتے هیں به نسبت ذاتي پیدا کرنے کے زیادہ تر مسلمانوں سے حاصل کي هی *

برخلاف اسکے اُنکے غار میں کے مندروں سے یہہ بات ظاهر هوتي هی که اُنهوں نے بڑي مدت تک هنر کي مشق کي اور وہ بڑے ذي دولت اور صاحب قوت تھے اور جبکه مسلمانوں نے اول هي اول حملے کیئے تو ایلورا کے مندروں پر اُنکي توجہه هوئي یعني اُنهوں نے اُنکي تعریف کي *

مرهٹوں کي شهرت آخر زمانه میں هونے کو تھي جس میں یہہ تقدیري بات تھي که اُنسے به نسبت اور هندوؤں کے بڑے بڑے کار نمایاں ظهور میں آویں اور به نسبت اُن سب لوگوں کے جنسے زمانه حال کے مورخوں نے هندوستان هي کي شہنشاهي کو منسوب کیا هی شاهنشاهي حاصل کرنے کي زیادہ تر قریب پهونچ جاویں *

---

# چاروں حصوں مرقوم‌الصدر کے تتمے

## پہلا تتمہ

### منو اور بیدوں کے زمانہ کے باب میں

منو کے مجموعہ کی یہہ قدر و منزلت کہ اُس سے لوگوں کا حال ظاہر ہوتا ہی بالکل اُسکے قدیم زمانہ میں لکھے جانے پر منحصر ہی جسکا ادعا کیا جاتا ہی *

### بیدوں کا زمانہ

منو کے مجموعہ کی تاریخ قرار دینے سے بیدوں کی تاریخ کا معین کرنا جسکا حوالہ برابر منو کے مجموعہ میں دیا گیا ہی ضرور ہی جس طریقہ سے اس مقدس کتاب کا مجموعہ میں ذکر کیا گیا ہی اس سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ بید ایسے قدر و منزلت کے ساتھہ موجود ہونگے جسکے سبب سے اُنکی سند بلا حجت مانی جاتی ہوگی جسکی پابندی ہندوؤں پر فرض ہوگئی تھی *

بیدوں کے بہت سے بھجن ایسی غیر فصیح زبان میں لکھے ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ باقی اور تمام بھجنوں وغیرہ بید کی نظم کے مرتب ہونے سے بہت پہلے کے تصنیف ہیں اور بعضے اگرچہ قدیم زبان میں ہیں مگر شایستہ اور فصیح شنسکرت سے خارج نہیں ہیں اِس لیئے اکثر کی تصنیف اور کال کی تالیف کے درمیان میں بہت عرصہ گذرا ہوگا بیدوں کی تالیف کے ہی زمانہ کی تحقیق کی توقع ہمکو ہوسکتی ہی *

سر ولیم جونس صاحب یجر بید کی تصنیف کا زمانہ چالیس بزرگوں کے زمانہ حیات کے شمار کرنے سے قایم کرتے ہیں جنکے ذریعہ سے اِس بید کے مسائل کا رواج ہوا اُنہیں سے سب سے پہلا پارس رائے کو بتاتے ہیں جسکے زمانہ کو ہیمنس کی ایک تحقیق کے زمانہ سے قرار دیتے ہیں لیکن اُنکی تقریر اطمینان کے قابل نہیں وہ یجر بید کے لکھے جانے کا زمانہ سنہ ۱۵۸۰ قبل مسیح خیال کرتے ہیں اور بیدوں کے تالیف ہونے کو سنہ ۱۲۰۰ قبل مسیح میں قایم کرتے ہیں اور اور تمام یوروپ کے مورخ جنہوں نے اِس معاملہ کی تحقیق کی ہی بیدوں کے مولف بیاس جی کا زمانہ

بارھویں اور پندرھویں صدي قبل مسیح کے درمیان میں قرار دیتے ھیں کم سے کم سب کے سب هندو بیاس جي کا زمانه تین هزار ایک برس قبل مسیح بتاتے ھیں *

اهل یورپ کي راے کا زیادہ صحیح اور درست هونا بہت پختگي کے ساتھه ایک مقام سے جسکو کالبروک صاحب نے دریافت کیا بلا حجت ثابت هوتا هی چنانچه هر بید میں علم هیئت کا ایک رساله اِس فائدہ کے واسطے لگا هوا هی جس سے پترے کي ترتیب معلوم هووے اور اُس سے مذهبي فرایض کے اوقات دریافت هو جایا کریں اِس پر بہت کم شک هوسکتا هی که ان رسالوں کے مولف نے ایسي تحقیقیں اِنمیں درج کي هونگي جو اُسکے زمانه میں نہایت معتمد هونگي اور وقت کے ایسے حساب سے اُنکي تشریح کي هوگي جس سے اُنکے پڑھنے والوں کي سمجھه میں بخوبي آتي هونگي جو اندازہ وقت کا اُن رسالوں میں درج هی وهي اُنکے قدامت کي دلیل هی کیونکه وہ قمري مہینوں کے پانچ پانچ برس کا ایک ایک دور مع بیڈهنگي تقسیموں اور افزودگیوں اور اصلاحوں کے هی جلسے یهه ثابت هوتا هی که اُنمیں تمام اصول اِن پتروں کے جو بعد بہت سي درستیوں اور اصلاحوں کے اِس زمانه میں تمام هندوؤں میں رایج هیں موجود هیں مگر دلیل قطعي یهه هی که جو مقام راس سرطان اور راس جدي کا اس رساله میں قرار دیا هی ( جسکا حال کالبروک صاحب نے مفصل بیان کیا هی ) وہ وهي مقام هی جو چودھویں صدي قبل مسیح میں سرطان اور جدي کا تھا † یقین یهه هی که کالبروک صاحب نے اِن رسالوں میں سے اِس مقام کے جہاں راس سرطان اور راس جدي کا ذکر هی جو کچھه معني لکھے هیں اُنپر کبھي کوئي اعتراض اور شبهه عاید نہیں هوا اور خود متن کي اصلیت پر شبهه کرنے کي کوئي وجهه دریافت کرني مشکل هی کیونکه جنتري کي قدیم صورت ایسي هی که هندوؤں کي چالاکي اور جعلسازي سے ویسي بنني غیر ممکن هی علاوہ اِسکے ایک ایسے مقام کي صورت بدلنے پر کوئي هندو راغب نہیں هوسکتا تھا جس سے ایک ایسي کتاب کا زمانه جسکو تمام هندو پینتیسویں صدي قبل مسیح کے بتاتے هیں چودھویں صدي قبل مسیح قرار پاوے *

ایک اور جواب مضمون میں جسکو اِس سے پہلے لکھا تھا ‡ کالبروک صاحب نے بید کے ایک اور مقام سے یهه ثابت کیا تھا که مہینوں کے ساتھه موسموں کے مطابق هونے کے باعث سے برجوں کي ایسي حالت ثابت هوتي هی جسکا ابھي ذکر هوچکا اور اِس وجهه سے اُنھوں نے بید کي تالیف کو اُسي وقت قرار دیدیا تھا جسکو بعدہ صریح دلیل سے ثابت کیا *

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحه ۴۸۹

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۳

## منو کے مجموعہ کا زمانہ

بیدوں کے زمانہ سے جو بطریق مذکورہ قرار پایا منو کے مجموعہ کے زمانہ کے قایم کرنے میں کوشش کرنی چاهیئے سر ولیم جونس صاحب نے اِن دونوں تصنیفوں کی زبانوں کو جانچا اور جسقدر عرصہ رومی زبان میں اِسیقدر تبدیلی واقع هونے میں گذرا اُس سے یهه نتیجه نکالا کہ منو کا مجموعہ بیدوں کی تالیف سے تین سو برس بعد تصنیف هوا هوگا یهه تقریر بخوبی اِطمینان کے قابل نهیں کیونکه یهه کچهه ضرور نهیں کہ تمام زبانوں میں شایستگی کی ترقی ایک هی اندازہ سے یکسان زمانہ میں یکساں مقدار پر هووے البتہ اِس تقریر سے صرف یهه بات تو حاصل هوسکتی هی کہ ایک غیر فصیح زبان کے فصیح هونے تک بهت سا عرصہ گذرا هوگا منو کے مجموعہ کی تصنیف کا زمانہ دریافت کرنے کی ایک اور وجهه اُن قوانین اور چال چلن کا فرق اور تفاوت جنکا اُس مجموعہ میں ذکر هی آجکل کے قوانین و اطوار سے هی اور یهه تفاوت بهت بڑا ظاهر هوگا اور اُن تبدیلیوں کی مناسبت سے جو سکندر کے حملہ تک هوئیں جنکو هم اب بیان کرینگے یهه نتیجه نکل سکتا هی کہ اِس مجموعہ کے مسایل کے مروج هونے سے سکندر کے حملہ تک بهت سا عرصہ گذرا هوگا اِن حقیقتوں کے مجتمع کرنے پر شاید هم مفروضہ منو کے زمانہ کو سکندر کے زمانہ ( یعنی چوتهی صدی قبل مسیح کے ) اور بیدوں کے زمانہ ( یعنی چودهویں صدی قبل مسیح ) کے وسط کے آس پاس کا کوئی زمانہ قرار دے سکتے هیں اِس حساب سے مجموعہ کا مصنف نو سو برس قبل مسیح علیه‌السلام هوا هوگا *

آجکل کے مذهب اور اطوار سے اُس مذهب و اطوار کے مختلف هونے سے جو منو کے مجموعہ میں مندرج هی اور اُسکے اُس طرز بیان سے جسکا زمانہ حال میں رواج نهیں منو کے مجموعہ کا بهت قدیم هونا ثابت هوتا هی *

یهه خیال کہ اختلاف مذهب اور اطوار اور طرز بیان زمانہ حال کی کسی جعلسازی کے چهپانے کے واسطے برتے گئے هیں صحیح نهیں هی کیونکه اگر ایسا هوتا تو مضمون میں برابر مناسبت کا قایم رهنا دشوار هوتا خصوصاً جبکه اُس مناسبت کی صحت کے واسطے همارے پاس یونانیوں کے لکهے هوئے حالات موجود تهے اور وہ خیال اِس باعث سے بهی صحیح نهیں کہ مجموعہ میں کوئی غرض جعلسازی کی کهیں پائی نهیں جاتی اور صرف یهی بات اُسکے خالص هونیکی دلیل کافی هوسکتی هی *

اگر کوئی برهمن کسی مجموعہ میں جعلسازی بهی کرے تو وہ اُسکو اِسطرح بناویگا کہ اُس سے اُس طریقہ کی تائید هووے جو اُسکے زمانہ میں رایج هو اور اگر وہ مذهب کی ترمیم پر آمادہ هو تو اُسمیں ایسی عبارت داخل کریگا جو اُسکے نئے

مسائل کے حق میں مفید ہو مگر ایسا هرگز نکریگا کہ نئي باتیں جو اُسکے زمانہ میں عام پسند هوں اُنسے بالکل اغماض کرے اور ایسے طریقوں کي تعلیم کرے جو زمانہ حال کے خیالات اور عقیدوں کے خلاف هوویں *

مگر خلاف اِسکے منو کا مذهب صریح بیدوں کا مذهب هی کیونکہ سري رامچندر جي اور سري کرشن جي اور زمانہ حال کے اور معزز دیوتوں کا بیان اُسکے مجموعہ میں نہ ادب و تعظیم سے نہ بے ادبي و حقارت سے کیا گیا هی اور نہ اون مباحثوں کیطرف اُسمیں کوئي اشارہ پایا جاتا هی جو اِن دیوتوں کے ماننے اور اور نئے مسئلوں کے سبب سے برپا هوئے اور نہ ایسے فرقوں کا اُسمیں تذکرہ هی جو قواعد معین پر چلتے هیں اور نہ بیوہ عورتوں کي خود کشي یعني ستي کا ذکر هی اُسکے بموجب برهمن بیل اور اور قسم کے جانوروں کا گوشت کہاتے تھے اور اپنے سے کمتر ذاتوں کي عورتوں کے ساتھہ شادي کرتے تھے علاوہ اِسکے اور بہت سے ایسے طریقوں کا اُسمیں بیان هی جو زمانہ حال کے هندوؤں کے عقاید کے خلاف هیں اور اُنپر بہت کم شبہہ هوسکتا هی اِس لیئے کہ وہ بہت دقیق هیں *

یہہ سب ایسي وجوهات هیں جنپر اِس مجموعہ کے زمانہ کو قیاس کرسکتے هیں اور خود منو کے زمانہ سے همکو کچھہ غرض نہیں هی اِسلیئے کہ اُسکا ظہور صرف ایسا نقلي هی جیسا کہ بھاگوت گیتا میں سري کرشن جي کا یا افلاطون اور سقراط کے مناظروں میں مناظرہ کرنیوالوں کا ظہور هی کوئي اشارہ مجموعہ میں اُسکے اصلي مولف کي طرف پایا نہیں جاتا اور نہ اُسکے قدیم مفسر کلوکا کے زمانہ کا کوئي سراغ لگتا هی منو کے بعضے مسئلوں کو زیب و زینت دینے اور اُنکي تشریح کرنے میں جو کلوکا نے کوشش کي اُس سے یہہ بات ظاهر هی کہ اُسیکے زمانہ میں لوگوں کي راے بدلنے لگي تھي لیکن بہت سے مفسر جنمیں سے بعضے بہت † قدیم هیں منو کے قواعد کو صرف نیک زمانہ ( یعني ست جگ ) سے متعلق بتاتے هیں اور اپنے زمانہ کے مناسب نہیں بتاتے اور کلوکا کي تفسیر میں کوئي ایسي قید پائي نہیں جاتي اِس لیئے یہہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ اگرچہ مجموعہ کے اصلي مصنف کي نسبت کلوکا بہت پیچھے هوا مگر بہر حال اُن مفسروں سے بہت پہلے هوا جنکي رائیں ابھي بیان هوئیں *

مجموعہ کے مضمون پر غور کرنے سے کوئي بات اُس زمانہ سے جو همنے اُسکے واسطے مقرر کیا غیر مناسب نہیں معلوم هوتي شاید یہہ اعتراض هوسکتا هی کہ ایسے مجموعہ کي تالیف خصوصاً ایسي ترتیب سے قدیم زمانہ کا کام نہیں هی اور یہہ بات تحقیق هی کہ قبل مرتب هونے اِس مجموعہ کے ایک عرصہ گذرا هوگا جس میں قانون اور طریق اور رسم و رواج قایم هوئے هونگے لیکن یونانی اور اور قوموں نے

---

† سر ولیم جونس صاحب کے ترجمہ مجموعہ منو کے آخر کي شرح کو ملاحظہ کرو

جنکي تاریخ سے هم واقف هیں قوموں میں شمار کیئے جانے پر هندوؤں کي نسبت جلد تو اپني قوانین کے مجموعے بنا لیئے تھے اگرچه منو کے مجموعه کي ترتیب اور مضمونوں سے بہت سي ترتیب اور شایستگي ظاهر هوتي هی لیکن یهه شایستگي زمانه حال میں مرتب هونیکي ایسي دلیل نهیں هی که ناشایستگي زبان پر جو اُسکي قدامت کا ثبوت هی کچهه غالب سمجهي جاوے دو هزار برس گذرے که رومي اُن لوگوں کي نسبت جو اس زمانه میں شمالي قطب کے ملکوں میں آباد هیں زیاده شایسته تھے اور شاید دو هزار برس تک اُنسے شایسته مانے جاویں *

## دوسرا تتمه

## تبدیلیوں کے بیان میں جو ذات میں واقع هوئي هیں

### بعض راجپوت قوموں کي نسل کے غیر ملکي هونے پر شبهه

ذات کي تبدیلیوں میں همنے وه تبدیلي بیان نهیں کي جو بشرط ثابت هو جانیکے باقي تمام تبدیلیوں کي نسبت زیاده منزلت رکھتي هی اس تبدیلي سے هماري غرض ملک سنتهیا کے لوگوں کا ایک گروه چھتریوں کے فرقه میں داخل هو جانے سے هی اور یهه بات کرنل ٹاڈ صاحب † فرماتے هیں جس سے اوریئینٹل میگزین ‡ میں ایک بڑے قابل مورخ نے جسکا نام معلوم نهیں کسیقدر اتفاق کیا هی کرنل ٹاڈ صاحب اُس سرگرمي اور شوق کے سبب سے جو اُنکو مشرقي قوموں کے حالات کے تحقیق کرنے میں تھا اور ایک نہایت دلچسپ ملک ( یعنے راجپوتانه ) کے حالات کے علم و آگاهي پهیلانے کے باعث سے جس سے لوگ اُنکے زمانه تک نا اشنا تھے بڑي تعظیم و تکریم کے مستحق هیں اور وه نامعلوم مورخ ظاهرا اسمضمون پر بہت بڑي دسترس رکھتا هی ممکن هی که وه شاید هندو قوموں میں غیر ملکوں کے لوگونکے داخل هونیکي ایسي مثالوں سے واقف هی جلکو میںنے نهیں سنا هی مگر جب تک که یهه مثالیں معلوم نهوں تو بمجبوري همکو راے مذکوره سے اختلاف هی اور جو لوگ اس راے کي تائید کرتے هیں اُنکي قدر و منزلت همارے نزدیک صرف اُس صورت میں ظاهر هوسکتي هی که هم جو کچهه اُنسے اختلاف رکھتے هیں اُس کي وجوهات مفصل بیان کریں اب اگر یهه خیال کیا گیا هو که تمام هندو اور سنتهیا والے ایک هي نسل سے پیدا هوئے اور پیچھے اپنے اپنے مخصوصات کے سبب سے جدا جدا دو قومیں هوگئیں تو اس معامله پر همکو گفتگو کرنیکي کچهه حاجت نهوگي لیکن اگر یهه کها جاوے که ایسے زمانه میں جسکي

† تاریخ راجستان جلد ۱

‡ جلد ۴ صفحه ۳۳ اور جلد ۸ صفحه ۱۹

تاریخ موجود هی ان دونوں قوموں میں اجتماع واقع هوا تو اسبات پر همکو شبهه هی که غیر ملک کے لوگوں کا زناردار قوموں میں مخلوط هو جانا ایسی بات هی جسکا منو نے کبهي خیال تک نهیں کیا یهه امر اُس زمانه میں جس کا بیان منو کي تحریروں میں هی واقع نهوا هوتا اور اس عجیب اجتماع اور خلط کا کوئی نشان سکندر کے زمانه میں باقي نتها کیوں که سکندر اور اُسکے همراهیوں نے باوجودیکه هندوستان کو ملک ستهیا میں دو برس رهنے کے بعد بلکه اُس سے پیچهے دیکها مگر اُن دونوں قوموں کے کسي گروه میں کوئي مشابهت نپائي پس اجتماع مذکور قبل مسیح علیهالسلام سو یا دو سو برس بلکه اُس سے بهي پیچهے واقع هوا هوتا کرنل ٹاڈ صاحب نے بعض مقاموں میں ایسا هي خیال کیا هی مگر بعض مقاموں میں یهه بهي بیان کرتے هیں که قبل مسیح علیهالسلام چهٹي صدي میں ستهیا کے ملک کے لوگ هندوستان میں نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بهي پهلے زمانه کے نقل مکان بیان کیئے هیں یهه بات که مغلوں کي یورش سے پهلے جو اُنهوں نے چنگیز خاں کے زیر حکم کي تهي ستهیا کے لوگوں نے هندوستان پر یورش کي اسقدر غالب هی که ذرا سے ثبوت سے اُسکا همکو یقین هوسکتا هی اور جو دلیلیں اسبات کي پیش کي گئي هیں که بعد فتح کرنے بیکٹریا کے ستهیا کے لوگوں نے هندوستان کے ایک حصه کو فتح کیا همکو اطمینان هوسکتا هی مگر یهه خیال کرنا که نهایت نفرت و مشیخت رکهنے والے هندو قوموں میں غیر ملک کے لوگوں کا ایسے زمانه میں داخل اور مخلوط هو جانا جبکه منو کے مجموعه میں هندوؤں کي قوموں کے آپس میں نهایت کامل امتیاز قایم هوچکا تها اس قدر دشوار هی که اس امر کے قایم کرنیکے واسطه نهایت صریح اور صاف دلیلیں درکار هیں اب دیکهنا چاهیئے که وه دلیلیں کیا هیں *

اول یهه که چار راجپوت قوموں میں ایک کهاني اُنکي نسل کي مشهور هی جس سے بشرطیکه هندوؤں کي تمام کهانیاں بامعني سمجهي جاویں یهه نتیجه نکل سکتا هی که وه قومیں مغرب سے آئیں اور اُنکو اپني اصلیت کا حال کچهه معلوم نهیں *

دوسرے یهه که بعضے راجپوت بلاشبهه هندوستان کے مغرب سے آئے *

تیسرے یهه که راجپوتوں کا مذهب اور چال چلن ستهیا والوں کے مذهب و اطوار سے مشابهه هی *

چوتهے یهه که بعض راجپوت قوموں کے نام ستهیا والوں کي قوموں کے سے نام هیں *

پانچویں یهه که قدیم هندوں کي رو سے اٹک کے نیچے کے حصه کے آس پاس دوسري صدي میں ایسے لوگ موجود تهے جو ستهیا والوں اور هندوؤں کي آمیزش سے پیدا هوئے تهے *

چھٹی یہہ کہ اُوپر کے حصہ هندوستان میں سفید یعني گورے هنز لوگ کاسمس انڈیکو پلیوسٹیز کے زمانہ میں موجود تھے *

ساتویں یہہ کہ ڈي گگنیز صاحب چیني مورخوں کي سند سے بیان کرتے هیں کہ دریاے اٹک کے اوپر کے حصہ کے قرب و جوار کے ملک کو یوکي یا جیٹي کے ایک گروہ نے فتح کیا چنانچہ اُس دریا کے دونوں کناروںپر اب بھي جیٹ موجود هیں *

ان دلایل میں سے پہلي دلیل ایسي کچھہ قطعي نہیں هی جسکو بلا حجت تسلیم کرلیا جاے یہہ بات ظاهر هی کہ هندوستاني قومیں اور ملکوں کي قوموں کي طرح اپني نسل سے ناواقف هوسکتي هیں یا اگر اُنکو معلوم بھي هو تو اُسکو ایک کہاني سے ترقي دینے کے درپی هوتے هیں اس کہاني کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو گجرات کے شمال و مغرب میں هی سنھیا کے قرب جوار تک بھي سراغ نہیں چلتا اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جن هندوستاني قوموں کو اهل سنھیا بتایا هی اُنمیں سے شاید کوئي ایک دو بلکہ وہ بھي نہیں اُن چار راجپوت قوموں میں سے هیں جنکا سنھیا والوں کا سا نام هی *

دوسرے صرف یادو کي بڑي قوم دریاے اٹک کے اُس پار سے آئي جسمیں سے کرشن جي هوئے هیں اور یہہ خالص هندو قوم هی هندوستان میں کرشن جي کي وفات کے بعد اُس قوم کے دریاے اٹک کے مغرب کي طرف جانے کي کہاني مشہور هی یادو قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما هی بلاشبہہ مغرب سے ساتویں آٹھویں صدي میں آیا لیکن دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ هندو هي تھے اور جو قومیں مغرب میں اب بھي رهتي هیں گو آج کل وہ مسلمان هیں اُنمیں سے بہت سي قوموں کو هندو نسل میں سے تسلیم کیا جاتا هی † سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب میں هندوستانیوں کي دو قوموں کو پایا ایک کو پراپانیسس میں اور دوسرے کو سمندر کے قریب اگرچہ یہہ دونوں قابل گروہ اور آپس میں بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتوں کے هندوستان میں نقل مکان کرکے آنے کے واسطے بغیر اسبات کے کہ همکو اهل سنھیا کي طرف بھي خیال دوڑا نے کي ضرورت پیش آوے کافي وافي هی *

تیسرے اگر راجپوتوں کي کسي قوم کا مذهب اور چال چلن سنھیا والوں کے مذهب اور اطوار سے کچھہ مشابہت بھي رکھتا هو تو سمجھنا چاهیئے کہ هندوؤں کے مذهب اور رویہ سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یکرنگي هی کہ اُسکے مقابلہ میں اهل سنھیا کي مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گي اور راجپوتوں کي زبان بھي هندي هی سنھیا کي زبان کا ایک لفظ بھي اُسمیں نہیں پایا جاتا ( جسقدر کہ اب تک تحقیق هوا هی )

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحہ ۸۵ اور پاٹینجر صاحب کي کتاب صفحہ ۳۹۲ و ۳۹۳ اور آئین اکبري جلد ۲ صفحہ ۱۲۲

اور میں نے اُنکے مذهب کے کسي ایسے حصه کا حال نهین سنا جسکي اصلیت هندوؤں کے خالص مذهب میں سے نهو نی‌الحقیقت جن باتوں میں بعض راجپوتوں کو ستهیا والوں سے مشابهه کیا جاتا هی وہ باتیں تمام راجپوتوں میں عام هیں بلکه اکثر اُنمیں سے تمام هندوؤں میں پائي جاتي هیں برخلاف اسکے جن باتوں کو ستهیا والوں کے اطوار کے نمونه کیطرح انتخاب کیا گیا هی اُنمیں سے اکثر تمام جاهل اور اکهڑ قوموں میں هوتي هیں خاصکرا انمیں سے بهت سے طور طریقه سکینڈینیویا یا جرمني والوں کے هیں گو ان قوموں کي نسل مشرقي ستهیا والوں کي نسل کے ساتهه مشترک فرض کریں مگر اُنکے اطوار کي مشابهت ثابت هوني باقي هی *

اگر مشابهت کي دقیق باتوں کے تحقیق کرنے کے بجاے هم ستهیا والوں اور هندوؤں کي عام خصلت کي مطابقت کریں تو ظاهر هی که کوئي دو چیزیں ایسي خیال میں نهیں آسکتیں جو کچهه کم مشابهت رکهتي هوں *

ستهیا والا پست قد گٹها هوا جسم هاتهه پاؤں موٹے تازہ اور قوي کشادہ چهرہ رخساروں کي هڈیاں اوبهري هوئي آنکهیں تنگ اور لنبي جنکے کونے نکیلے هوتے هیں گهر اُسکا خیمه یا دیرہ وغیرہ اور پیشه چرواهاپن خوراک گوشت اور پنیر اور دوده دهي وغیرہ اور پوشاک حیوانوں کي کهال یا اون هر شخص اُنمیں کا چست و چالاک اور محنتي اور صحرا نورد اور بے چین اور راجپوت کشیدہ قامت خوبصورت جوڑ بندوں کا ڈهیلا جب تک کسي وجهه سے بر افروخته نهو پژمردہ خاطر اور کاهل رهنے مسکن اُسکا مکان اور لباس باریک اور ڈهیلا بهڑک دار خوراک اُسکي غله اور زمین کے قبضه پر جان دینے کو موجود بجز اشد ضرورت کے ایک هي مقام پر قیام رکهنے کا پابند اگرچه اکثر جنگل میں یا جنگل کے قریب رهتا هو مگر مویشیوں کے ریوڑوں کي خبرگیري جو کمتر فرقوں سے مخصوص هی کبهي نهیں کرتا *

چوتهے نام کي مشابهت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکي تائید نهو نهایت کمتر درجه کي ضعیف دلیل هی سو اِس موقع پر ایسي دلیل بهي اِسقدر کم هی که بمنزله نهونے کے هی علاوہ جیت کے جسکا آگے ذکر هوگا بهت بڑي مشابهت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتوں میں هن کهلاتي هی اُس بے ٹهکانے بڑے گروہ کے ساتهه جسکو رومي هنز کهتے تهے یا ترکوں کي اُس بڑي قوم کے نام کے ساتهه جسکو ایک زمانه میں چیني هیئي یون یا هائیونگ‌نو کها کرتے تهے پائي جاتي هی اگرچه هنز قوم اب کچهه معدوم سي هی لیکن قدیم زمانه میں وہ کسیقدر فخر و امتیاز رکهتي تهي اُسکا ذکر بعض قدیم کتبوں میں پایا جاتا هی لیکن کوئي اور بابت ایسي نهیں ملتي جسکے سبب سے اُسکو قوم هنز یا هائیونگ‌نو سے مشابهه سمجها جاوے *

هندوؤں میں سے راجپوتوں کے اصل هونے کے خلاف پر یهه کها جا سکتا هی که

راجپوتوں کے چندھي قوموں کے نام ایسے هیں جنکے شنسکرت میں کچھه معني هوسکتے هیں کیا اُن ناموں کے معني تاتار کي کسي زبان میں هوسکتے هیں اور کیا تمام هندو قوموں کے ناموں کے معني شنسکرت میں هوسکتے هیں *

پانچویں هم بلا تامل یهه تسلیم کرسکتے هیں که دوسري صدي میں دریاے اٹک کے قریب سٿهیا والے بستے تھے مگر یهه ظاهر نهیں هوتا که اِس موقع پر رهنے سے وه راجپوت کیونکر بن گئے هندوستان میں ایراني اور افغان اور انگریز مدتوں رهے مگر اُنمیں سے کسیکو هندوستاني قوموں کي فهرست میں کبهي جگهه نهیں ملي *

چھٹي کا سماس جو صرف ایک جهاز ران تھا هندوستان کے اوپر کے حصوں کا صحیح صحیح حال غالباً نجانتا هوگا اور سفید هنز بقول ڈي گگنیز صاحب † کے ترک تھے جنکا دارالسلطنت آرکینج یا خیوا تھا اِس لیئے یهه ممکن معلوم هوتا هی که اِس جهاز ران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹي اور هنز کو گڈ مڈ کر دیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کرلیا جاوے تو اُس سے ظاهر هوتا هی که هندوستان کے اوپر کے حصه میں لوگ هنز کے نام سے آگاه تھے اور اُس سے یهه بهي ثابت هوتا هی که جن لوگوں کو هنز کهتے تھے وه چھٹي صدي تک راجپوت نهیں بنگئے تھے *

ساتویں ڈي گگنیز صاحب کا بیان صحیح اور سچ معلوم هوتا هی اُنکے بیان سے صرف اٹک والے سٿهیا والوں کي اصلیت هي نهیں معلوم هوتي بلکه یهه بهي معلوم هوتا هی که اُنکا انجام کیا هوا جو اسبات کي کافي دلیل هی که وه کسي هندو قوم میں حلول نهیں کرگئي ‡ جن لوگوں کو چیني یوکي اور تاتاري جیٹ اور بعضے انگریز مورخ جیٹي کهتے هیں وه ایک بڑي قوم تاتار کے مرکز میں تیمور لنگ کے زمانه تک موجود تهي دوسري صدي قبل مسیح میں اُس قوم کو هائینگنو قوم نے جس سے همیشه اُسکي عداوت رهتي تهي اُسکے اصلي ملک سے نکال کر چین کے سرحد تک بهگا دیا اور قریب ایکسو چوبیس برس قبل مسیح میں اِس شکست یافته قوم نے خراسان واقع ایران کو فتح کرلیا اور اِسي زمانه کي ایک اور قوم سو نے جسکو اُسي قوم هائینگنو نے اپنے عروج کے شروع میں اُسکے اصلي وطن سے نکال دیا تها یونانیوں سے بیکٹریا چھین لیا سنه عیسوي کے آغاز میں یوکي فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آئے چیني مورخوں نے جو کچھه اِنکا حال قلمبند کیا هی وه ٹهیک اور صحیح هی کهتے هیں که جو لوگ اٹک کے پاس کے ملک میں اِس قوم کے آئے وه وهیں آباد هوگئے اِسي سبب سے جبکه تیمور جو تاتار میں جیٹ سے لڑا

† جلد ۲ صفحه ۳۲۵

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ قوم هنز جلد ۲ صفحه ۴۱ لیکن زیاده تر کتبوں کے مجموعه کي جلد ۲۵ معه مشمولا تحریر ڈي این ول صاحب کے دیکھني چاهیئے

کرتا تھا دریاے اٹک پر ایا تو اسنے اپنے پررانے حریفوں کو یہاں درر و دراز فاصله پر کي بستي میں پہچان لیا † ان لوگوں کا نام اب بھي جیت یا جات ‡ هی اور اس زمانه میں بھي اٹک کی دونوں کناروں پر کثرت سے موجود هیں اور پنجاب اور راجپوتانه اور بلوچستان کے مشرق میں دهقان جات هي هیں اور اکثر مقاموں میں آنکا مذهب اسلام هی *

جاٹوں کي جیت سے اصلیت نکلالی پر جو صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا هی وه یهه هي که وه راجپوت قوموں کے بعضي فهرستوں میں شامل هیں اسلیئے وه خالص هندو سمجھي جاتي هیں لیکن کرنل ٹاڈ صاحب جنسے یهه بات معلوم هوئي اُسکو اس بیان سے بے اصل کرتے هین § که اگرچه اُنکا نام فهرست میں داخل هی مگر اُنکو راجپوت هرگز نهیں سمجھا جاتا اور کوئي راجپوت اُنمیں شادي نهیں کرتا اور ایک اور مقام * پر وه یهه کهتے هیں که بجز ایک نهایت مشکوک رسم کے هندوؤں کي رسمیں اُنمیں بالکل نهیں هیں اور وه خود اسبات کي تائید کرتے هیں که اُنکا مخرج جیت هی لیکن اگر اُن کي زبان ایسي هندي ثابت هووے جسمیں کسي اور زبان کی آمیزش نهیں تو اس راے پر یهه اعتراض قوي هوگا گو لاجواب نهروے *

راجپوتون کے مغرب سے نقل مکان کرنیکو جیٹي کے حمله سے متعلق هونیکا زیاده قرین قیاس یهه طریقه هی که جن قوموں کي نسبت یهه لکھا هی که پهلے پهل قدیم زمانه میں وه اٹک کے اُس پار گئیں جنکو سکندر نے غالباً جنوب میں پایا اُنهیں قوموں کا کسیقدر حصه سنهیا والوں کے یورش کرنے کے سبب سے اپني نئے مقبوضه ملک سے خارج هوکر اپنے قدیمي ملک کو اپنے بھائیوں میں شریک هونے کے واسطے جنسے مذهب اور اطوار میں کبھي غیریت نه تھي واپس چلا آیا *

اس سے میں یهه نتیجه نکالتا هوں که جات سنهیا والوں کي نسل میں سے هوں تو هوں مگر راجپوت سب کے سب خالص هندو هیں *

---

† تاریخ شرف‌الدین جسکا حواله ڈي گگنیز صاحب نے اپنے کتبوں کي کتاب جلد ۲۵ صفحه ۳۲ میں دیا

‡ جات سے وه جات مراد نهیں هیں جو اگره کے قرب و جوار میں بستی هیں اسمقام پر اُنکا کچھه ذکر نهیں هی

§ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۱۰۶

* ایضا جلد ۲ صفحه ۱۸۰

# تیسرا تتمه

## هندوستان کے وہ حالات جو یونانیوں نے لکھے هیں

هندوستان کے جو حالات یونانیوں نے بیان کیئے هیں اُنکے بیان کرنے سے پہلے همکو یہه بات تحقیق کرنی ضرور هی که هندوستان کے نام سے یونانی کونسا ملک مراد لیتے هیں *

## هندوستان کی مغربی حد دریاے اٹک هی

سکندر کا حال لکھنے والے مورخ اُس پہاڑی ملک کے باشندوں کو جو کاکسس یعنی کوہ قاف کے وسیع دامن کے جنوب میں اور دریاے اٹک کے قریب واقع هی هندوستانی کہتے هیں اور ایک اور قوم کا حال هندوستانی قوموں میں بیان کیا هی جو دریاے اٹک کے مغرب میں سمندر کے کنارہ پر بستی تھی ان دونوں میں سے هر ایک قوم ایسے خطه زمین میں آباد تھی جو دریاے اٹک سے ایکسو پچاس میل تک مغرب کی جانب میں تھا اور جنوباً شمالاً اسقدر وسیع نه تھا اُنکے اُس ملک میں ایک بڑا خطه ایسا بھی تھا جسمیں ایسی غیر قومیں بھی آباد تھیں جو اُنکی نسل سے علحدہ تھیں مگر دریاے اٹک کے قریب خصوصاً اُسکے نیچے کے حصه پر اور هندوستانی قومیں تھیں جو مذکورہ بالا دونوں قوموں سے کم تھیں *

سمندر کے کنارہ پر کے هندو اور ایٹی اور اربائیٹی مشہور تھے اور میجر رنل صاحب اُنکو خیال کرتے هیں که وہ لوگ تھے جنکو یونانی مورخ هرودوٹس نے ایشیا کے اهل اتھیوپیا لکھا هی اور انکا ملک بلوچستان کے پہاڑوں اور سمندر کے درمیان میں ایک تنگ خطه تھا اور مکران سے مغرب کیطرف اُن پہاڑوں کے سلسله کے سبب سے علحدہ تھا جنپر راس ابر واقع هی جہاں مشہور هنگلیز کا مندر هندوؤں کا اب بھی موجود هی جن هندوستانیوں کو هرودوٹس دارا کی قلمرو کے صوبوں کا باشندہ بتاتا هی غالباً پرلے سرے کے شمال کے رهنے والے یعنے کوہ قاف کے نیچے کے بسنے والے هندوستانی تھے کیونکه وہ صاف صاف بیان کرتا هی که جنوب والے هندوستانی ایران کی سلطنت سے کچھه علاقه نهیں رکھتے تھے † میجر رنل صاحب نے ثابت کیا هی که هرودوٹس صاحب کوجو کچھه علم هندوستان کا تھا وہ اُس بیابان سے زیادہ نه تھا جو دریاے اٹک کے مشرق میں هی ‡ معلوم هوتا هی که هرودوٹس صاحب هندوستان کی وسعت سے بخوبی

---

† تھیلیا صفحه ۱۰۱ و ۱۰۲

‡ هرودوٹس صاحب کا جغرافیه صفحه ۳۰۹

واقف نہ تھے اور اُنکو اُسکے اُس حصہ کا حال بہی اچھی طرح معلوم نہ تھا جو ایران کے تابع تھا § اگرچہ اور یونانی مورخ اٹک کے پار والے ہندوستانیوں کا ذکر کرتے ہیں مگر وہ ہندوستان کو اُس دریا کے مشرقی کنارہ تک محدود سمجھتے ہیں ایرین مورخ نے پہاڑیوں کو اُس مقام پر ہندوستانی نام سے پکارا جہاں سے سکندر پیروپا میرس میں داخل ہوا مگر اٹک کا حال بیان کرتے وقت لکہا ہی کہ سکندر صبح دم دریاے اٹک سے عبور کرکے ہندوستانیوں کے ملک میں داخل ہوا اور بعد اسکے فی الفور اُس ملک کے لوگوں کا حال بیان کرنا شروع کردیا ہی † اسی بیان میں پھر وہ صاف صاف بیان کرتا ہی کہ اٹک پہاڑوں سے لیکر سمندر تک ہندوستان کی مغربی حد ہی ‡ سکندر کے ہندوستان کی مہم کے بیان میں اُس مورخ کا قول ہی کہ ہندوستان صرف اُس خطہ کو سمجھنا چاہیئے جو دریاے اٹک کے مشرق میں ہی اور جو لوگ اُسمیں آباد ہیں جنکا ذکر اب ہونے والا ہی اُنکو ہندوستانی سمجھنا لازم ہی *

اسٹرابو صاحب جو ہندوستان کی تاریخ لکہنے والوں میں سے نہایت نکتہ چیں اور دانشمند ہیں وہ بہی ہندوستان کی مغربی حد پہاڑوں سے سمندر تک دریاے اٹک ہی کو بتاتے ہیں اور ایراٹاستھینیز کا قول اپنی راے کی تائید میں نقل کرتے ہیں § *

---

§ اٹک کے مشرق کی طرف کے ہندوستانیوں نے برابر سکندر سے یہی ظاہر کیا کہ ہم پر کبہی کسی نے حملہ نہیں کیا یہہ ایسا کلام ہی کہ اگر اُنکو سکندر نے ایران کی اطاعت سے ازاد کرایا ہوتا تو وہ ہرگز منہہ سے نہ نکالتے ایرین مورخ بہی بیکس اور ہرکیولیز سیساسٹرس سیمیریمس سائیرس کے حملوں سے جو مشہور ہی کہ ایران پر ہوئے ہیں بجز آن حملوں کے جنکا دیوتوں کی روایتوں میں ذکر ہی انکار کرتے ہیں اور اسٹرابو صاحب اُنکو بہی قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ایرانیوں نے ہندوستان میں سے سپاہ بہرتی کی ہی لیکن کبہی حملہ نہیں کیا ہو ( ایرین صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۸ و ۹ اور اسٹرابو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ کا آغاز اور ڈائیوڈورس کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۳ نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۶۰۴ع )

جن وجوہات پر بعض اوقات یہہ کہا جاتا ہی کہ ایرانی گنگا یا جمنا تک ہندوستان پر قابض تھے اُنکو میں دریافت نہیں کرسکا میجر رنل صاحب کی قوی راے ( مگر وہ صرف پنجاب سے متعلق ہی ) اُس بڑے خراج پر مبنی ہی جو ہندوستانیوں نے ایرانیوں کو دیا مگر وہ خود ثابت کرتے ہیں کہ یہہ مبالغہ ہی ( جغرافیہ ہروڈوٹس صفحہ ۳۰۵ )

† کتاب مہمات سکندر جلد ۵ باب ۴

‡ ایضا جلد ۵ باب ۶

§ اسٹرابو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۳ و ۳۷۴ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ع اور جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۷ میں اُنہوں نے دریاے اٹک کو ایران کے مشرقی حد پر بیان کیا ہی

البته پلینی صاحب بیان کرتے هیں که بعضے آدمی جدروزیا اور آریکوسیا اور اریا اور پروپامائیسس نامی ایران کے چاروں صوبوں کو هندوستان سے متعلق سمجھتے هیں لیکن انکو هندوستان سے متعلق سمجھنے سے قریب دو تہائی ایران کے هندوستان میں شامل هوا جاتا هی *

سنسکرت کے مورخ یونانیوں کے اس راے کو که اٹک اُنکے ملک کی مغربی حد هی استحکام دیتے هیں اور اٹک سے آگے کی اور قوموں کو یاونا اور اور وحشیوں میں شمار کرتے هیں بیشک یهه روایت عموماً تسلیم کی هوئی موجود هی † که کسی هندو کو اُس دریا پر سے عبور نکرنا چاهیئے اور قدیم زمانوں میں بهی جو عمل اس روایت کے خلاف هوا وهی اس روایت کے قدیم هونے کی دلیل هی *

## اُن هندوستانیوں کا ذکر جو دریاے اٹک کے مغرب میں تھے

اب یهه بات صاف هی که دریاے اٹک کے اُس پار کے هندو تھوڑے سے اور متفرق تھے اور جو کچھه که اُنکا حال متقدمین نے بیان کیا هی وه اب لوگوں پر ظاهر هوگا چنانچه شمال کیطرف سے اُنکا حال هم بیان کرنا شروع کرتے هیں *

ایریئن صاحب اپنی تاریخ هندوستان کے اغاز میں ایسساسینی اور ایستاسینی کو اُن هندوستانی پهاڑوں کی قومیں بیان کرتے هیں جو دریاے اٹک اور دریاے کوفینز کے درمیان میں واقع هیں لیکن وه اُنمیں اور اور هندوستانیوں میں اُنکے گورے رنگ اور پست قد سے امتیاز کرتے هیں غرض که وه اُنکو عموماً هندوستانی نهیں ٹھہراتے اور سکندر کی مهم یا اپنی تاریخ هندوستان میں نه اُن لوگوں میں برهمنوں کا موجود هونا بیان کرتے هیں نه هندوؤں کی سی کوئی خاص رسم اُنمیں بتاتے هیں وه کهتے هیں که وه قومیں ایسریا یعنے اشور والوں کے تابع تهیں اور بعد اُنکی میڈیا والوں کے مطیع هوئیں اور

---

† کرنل ولفورڈ نے کره ٹاف کے جواب مضمون میں اسی بحث پر جس اشارک کا حواله دیا هی اور وه جواب مضمون کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ٦ صفحه ٥٨٥ میں مندرج هی اُسکو دیکھو کرنل صاحب جو هندوؤں کے قدیم ملکوں کے وسیع هونے کی طرف مائل هیں اسبات کے ثابت کرنے میں سعی کرتے هیں که اس اشارک میں اٹک سے دریاے کاما جو اٹک کا ایک معاون دریا هی مراد هی اور خود دریاے اٹک شاید اب اُس جگهه پر نهیں بهتا جهاں پهلے بهتا تها اور یهه ممانعت اس دریا سے عبور کرنے کی تهی اُسکے منبع کے پاس هوکر گهوم کر دوسری طرف جانے کی نهیں تهی چنانچه مدت سے اُس ممانعت کا کچهه خیال نهیں کیا جاتا — کرنل صاحب اس امتناع کے وجود سے انکار نهیں کرتے صرف یهه کهتے هیں که ایک زمانه میں اسپر توجهه نهیں کیجاتی تهی *

آخرکار ایرانیوں کي فرمانبردار ہوئیں فرض کہ ایریئن صاحب کے بیان سے یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ دریاے کو فینز یعني دریاے کابل کے جنوب میں ہندو آباد تھے اور اسٹریبو صاحب کے بیان سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ پروپامائیسس والوں اور قوم اورائیٹي کے درمیان میں سکندر کي مہم کے بعد تک ہندو نہ تھے † لیکن ایریئن صاحب نے جو دریاے اٹک کے نیچے کي طرف کي قوموں کا حال بیان کیا ہی اُس سے یہہ قیاس میں آتا ہی کہ اسٹریبو صاحب دریاے اٹک کے نیچی کي طرف اور اوپر کي طرف غرض کہ دونوں طرف کے ملکوں کا حال ملا جلا بیان کیا ہی اور ایران کي حد پر ہندوؤں کے ہونے سے بالکل انکار اُنکي مراد نہیں ہی *

ایریئن صاحب کے بقول ‡ اورائیٹي ایک ہندوستاني قوم تھي اور سمندر کے کنارہ کنارہ ایک سو پچاس میل تک آباد تھي اُس قوم کے لوگ اور ہندوستانیوں کاسا لباس پہنتے اور ہتیار باندھتے تھے لیکن زبان اور چال چلن اُنسے مختلف تھي *

یہہ سب لوگ یہانتک کہ دریاے اٹک کے پاس تک کے آدمي اصل میں خاص ہندوستاني ہونگے کیونکہ کہتے ہیں کہ سیمبس جو اس قوم کے اُن پہاڑوں پر بسنے والي شاخ کا سردار تھا جنکا سلسلہ سندھ کے شمال میں دریاے اٹک تک چلا گیا ہی برہمنوں کا بہت معتقد تھا *

جو قومیں دریاے اٹک کے مغربي کنارہ تک اگلے وقتوں میں بستي تھیں اُنکا حال اُس مقام کے اس زمانہ کے باشندوں کا حال بیان کرنے سے کسیقدر روشن ہو جاویگا *

کوہ قاف کے سلسلہ کے اس مقام سے جہاں پر کوہ سلیمان کے سلسلہ میں کا کوہ اماس تقاطع کرتا ہی اٹک تک ہندوستاني نسل کي قوم آباد ہی جو حال میں قوم افغان کے تابع ہی جنہنے تھوڑي مدت سے اُس خطہ کو فتح کرلیا § ان ہي پہاڑوں کے حصہ بالائي میں زیادہ تر شمال کے جانب ایک اور قوم کافر اباد ہی اُس کي زبان میں اور شنسکرت میں بہت سا تعلق ہونے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ قوم ہندوستانیوں

---

† سٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴ اسٹریبو صاحب نے ایرٹاستھینیز کا جو مقولہ نقل کیا ہی وہ یہہ ہی کہ دریاے اٹک ہندوستان اور ایریانہ کي حد فاصل تھا اور اُس دریا کے مغرب کا تمام ملک ایرانیوں کے قبضہ میں تھا لیکن بعد اسکے ہندوستانیوں نے اہل مقدونیہ سے بہت سا حصہ ملک ایران کا حاصل کرلیا اس انتقال ممالک کا حال اُنہوں نے صفحہ ۲۹۸ میں مشرح بیان کیا ہی اور لکھا ہی کہ یہہ ملک سکندر نے ایرانیوں سے لیکر اپنے قبضہ میں رکھا تھا لیکن سلیوکس نے بعد اُسکے سندراکتس کو دیدیا

‡ نقات مہم سکندر جلد ۴ باب ۲۱ اور تاریخ ہندوستان باب ۲۵

§ یہہ خطہ کسیقدر اُس خطہ سے وسعت میں کم ہی جسمیں بقول ایریئن صاحب کے پہلے ہندو بستے تھے جسکي وسعت کوفینز تک تھي کوفینز سے غالباً دریاے پنج کوڑہ مراد ہی جو کابل کے شمال میں بہتا ہی

کي نسل میں سے هی اگرچه وه بهي بت پرست هیں لیکن اُنکي اور هندوؤں کے مذهب میں کوئي مشابهت نهیں پائي جاتي اٹک کے مغرب کے تمام میدان میں کوهقاف کے سلسله سے سمندر تک جو لوگ آباد هیں اُنمیں سے بهت سے جاٹ هیں جنکي نسل کي بحث که وه قوم جیٹي میں سے هیں دوسرے تتمه میں هوچکي هی لیکن وه ایک هندوستاني زبان بولتے هیں اور اُنکے همسایه جو مغرب کي طرف کو آباد هیں هندوؤں میں سے اُنکو سمجهتے هیں جو پهاڑ میدان کو مغرب کیطرف گهیرے هوئے هیں وه مختلف نسلوں کي قوموں کے قبضه میں هیں ان میں سے جو هندو مشهور هیں وه هندو هیں لیکن اُنمیں سے اکثر نے اسلام قبول کرلیا هی اس بیان میں قدیم اروایٹي قوم کا بهي تمام ملک داخل هی *

اب اگر اِن قدیم اور زمانه حال کے بیانوں کو عموماً دیکهنے سے هم اُن لوگوں کي اِبتدائي آبادي پر غور کریں جنکا اُنمیں ذکر هی تو شاید یهه سمجهنا کچهه بعیدالقیاس نهوگا که شمالي پهاڑوں کے باشندوں کي اور هندوؤں کي نسل ایک هي هوگي لیکن اُنهوں نے برهمنوں کا مذهب اختیار نکیا هوگا اور جهاں اب وه بستے هیں وهاں اُس زمانه سے پهلے وه آباد هوگئے هونگے جسمیں میدان میں رهنے والے اُنکے بهائي برادروں کا اول هي اول حال معلوم هوا لیکن اِس بے ٹهکانه قیاس پر صرف اِشاره هي کرنا کافي هی کچهه زیاده چهان بین مناسب نهیں غالب یهه هی که اِن میدانوں میں جو هندو نسل کي قومیں موجود هیں وه هندوستان سے مختلف زمانوں میں گئي هونگي باوجود مذهبي امتناع اور اسٹربیو صاحب کي شهادت کے اِسبات کا یقین کرنا مشکل هی که جو آسان طریق آمد رفت کا ایک ایسے دریا کے ذریعه سے حاصل تها جسمیں جهاز راني هوسکے اُس سے لوگوں کو یهه ترغیب نهوئي هو که اُس دریا کے دونوں کناروں پر پهیلیں گو قریب کے دونوں ملکوں میں سے پهلے کوئي ایک آباد هوا هو اور اُس میں علم و تربیت کا شروع هوا هو اِسلیئے میري راے یهه هی که هندوستانیوں نے اِس دریا کے مغربي کناره کو ابتداے هي میں آباد کیا هوگا اور اُس کناره کے قرب و جوار کے ملک جیسے جب تهے ویسے هي اب بهي کم آباد هیں به نسبت اور مقاموں کے دریاے اٹک کے دهانه کیطرف جو بهت سے لوگ جا جا کر آباد هوئے اُنمیں شاید وه لوگ هوں جنکے نقل مکان کرنے کا تذکره کرشن جي کے خاندان کے ترک وطن کرنے کي روایتوں میں موجود هی بلا شبهه اِس قوم کي ایک شاخ کو ملک سندھ میں آئے هوئے ایکهزار برس هوئے اور اُسمیں کے بهت سے لوگ اُسکے بعد گجرات تک جا پهونچے † *

اٹک کے مغرب والي هندو قوموں کے ملک کي حدود کي نسبت شک مٹانے کیواسطے

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان کي جلد ۱ صفحه ۸۵ و ۸۶ اور جلد ۲ صفحه ۲۲۰ کا حاشیه اور صفحه ۳۱۲ اور کپتان ایم مرڈو صاحب کي تحریر مندرجه

یہہ امر پسندیدہ هی کہ اُنکے پاس پروس کے ملکوں کے جس راستہ پر هوکر سکندر گذرا اُسمیں سے کچھہ تھوڑےسے کا حال بیان کیا جاوے *

سکندر آرئیکوآنا سے جسکو لوگ هرات کہتے هیں دارا کے ایک قاتل کے تعاقب میں شہر زرنگي یعني زرنگ تک یہہ سیستان کي دارالریاست کا قدیم نام هی گیا اور وهانسے بیکٹریا کیطرف کوچ کیا اثناء راہ میں قوم ڈرینگي اور جڈروزیا والوں اور ارکوشیا والوں نے اطاعت قبول کي بعد اِسکے وہ هندوستانیوں کے قریب جنکي هرات سے سرحد ملي هوئي تهي پہونچا اور وهانسے کوہ قاف کے قریب گیا جسکے نیچے اُسکے دامن میں شہر سکندریہ کي اُسنے بنیاد ڈالي پھر بیکٹریا کے پہاڑوںمیں سے گذرا † *

غالباً ڈرینگي اور زرنگي ایک هي قوم هی اور اسٹریبو صاحب نے بیان کیا هی ‡ کہ ملک ارکوشیا دریاے اٹک تک چلا گیا تھا اور اِسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ جڈروزیہ ساحل سمندر پر واقع تھا سیستان سے بیکٹریا میں جانے کے لیئے دو راستہ هیں ایک تو هرات سے دوسرا کوہ هندوکش کي گھاٹي میں سے جو کابل کے شمال میں هی اُن مقاموں کے درمیان میں جو پہاڑ هیں اُن میں سے ممکن نہیں خصوصاً جاڑے کے موسم میں جسمیں سکندر نے کوچ کیا تھا § سکندر نے مشرقي راہ اختیار کي اگر وہ سیدھا بیکٹریا کیطرف جاتا جیسا کہ بیان مذکورہ بالا سے خیال میں آتا هی تو سال بھر تک کہیں برف اُسکو نظر نہ آتا تا وقتیکہ وہ قندھار کے مشرق کیطرف بہت کچھہ نہ بڑہ جاتا اور جڈروزیہ اُسکے داهنے هاتھہ پر بہت دور رهجاتا اِس لیئے ممکن هی ( خصوصاً جس قاتل کے تعاقب میں وہ گیا تھا اُسکو هندوستانیوں نے اُسکے حوالہ کیا ) کہ اُس نے دارا کے قاتل کا تعاقب شورا تک اور وادي بولان کي راہ سے کیا هوگا ( یہہ وہ راہ هی جو سکندر کے آمد و شد کے لیئے کنولي صاحب نے قرار دي هی ) || اور اُرکوشیا والوں کے پاس کے هندوستاني دادر کے قریب بستے هونگے جو اٹک

---

حالات ومیمٔي کي جلد ۲ صفحہ ۲۱۹

هندوؤں کا جو ھمنے اوپر ذکر کیا هی اُنسے زمانہ حال کے نقل مکان کرنے والے وہ هندو مراد نہیں هیں جو دریاے اٹک کے مغرب کے ملکوں میں شہر ماسکو تک ( جو سابق میں روس کا دارالسلطنت تھا ) پائے جاتے هیں اور نہ اِسبات پر هم کچھہ گفتگو کرتے هیں کہ سکندر کي مہم سے آجتک وہ هندو کہاں کہاں آباد هوئے هیں

† اریئن صاحب کي تاریخ جلد ۳ باب ۲۸

‡ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۱ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع

§ کلنٹن صاحب کے بڑے بڑے واقعات کے سنوں کي تاریخ کي بموجب سنہ قبل مسیح تین سو تیس میں دارا جولائي میں قتل هوا اور سکندر موسم بہار میں بیکٹریا میں پہونچا

|| لارڈکین صاحب کي فوج نے جب سے اِس راہ سے کوچ کیا هی تب سے انگریز اُس سے خوب واقف هوگئے هیں

سے فاصلہ پر تو هی مگر اُسي میدان کي حد پر واقع هی جسمیں وہ دریا بهتا هی اور
ممکن هی کہ وهاں ایک هندوستاني قوم بستي هو اِس مقام سے سکندر کا گذر
کوہ قاف تک ایسے بنجر اور ویران ملک میں اُس سردي کے موسم میں جسمیں وہ
سب ملک ایسا هي سرد بهي تها جیسا کہ کوہ قاف هی هوا مگر یہہ بهي ممکن هی
کہ سکندر نے جنوب کیطرف اِسقدر سفر نکیا هو اِس صورت میں کرٹیئس صاحب کي
راے کے بموجب † هندو ( یعني جنهوں نے دارا کے قاتل کو سکندر کے حوالہ کیا تها )
وہ لوگ هونگے جو پراپا مائیسس والے کہلاتے تهے اور وہ عین کوہ قاف کے نیچے بستے
تهے جسکي سرحد کے متصل سکندریہ آباد کیا گیا تها ‡ اِس قوم کے قریب هونے سے
یہہ ظاهر هوتا هی کہ سکندریہ مغرب کي طرف کابل کے موقع سے زیادہ دور نهوگا
اِسکا ثبوت یہہ هی کہ سکندر جب بیکٹریا سے هندوستان کو جاکر واپس آیا تو
سکندریہ میں آیا تها § سکندر کو کوہ قاف سے گذرنے میں سکندریہ سے ایڈراسپا تک
جو بیکٹریانہ کا ایک شہر هی بقول کرٹیئس صاحب کے سترہ دن اور اسٹريبو صاحب
کے قول کي بموجب پندرہ دن لگے تهے اور ایریئن صاحب کے بقول صرف پہاڑ کے سلسلہ
میں سے گذرنے میں اُسکو دس روز لگے تهے کپتان برنز صاحب کو بلا کسیطرح کي
باربرداري کے معہ فوج کابل سے بلخ تک پہاڑوں میں سے گذرنے میں بارہ روز صرف
هوئے تهے یہہ کوهستاني راستہ اور مغربي راهوں کي نسبت زیادہ قریب اور صاف هی
سکندریہ کا یہہ مغربي موقع مذکور بہ نسبت اور مغربي موقعوں کے قایم رکهنے کے
لیئے میجر رنل صاحب بهي تائید کرتے هیں لیکن میجر رنل صاحب نے جو انگریزي
جغرافیہ دانوں میں سب پر سبقت رکهتے تهے اُس دریا کي نسبت جو کابل سے غزنین
کیطرف بهتا هی اور گومال اور ترم کي نسبت اُس زمانہ میں جو بخوبي واقفیت اور
آگاهي نهوئي تهي اِس لیئے ایک خیالي دریا قایم کرکے خیال باندها کہ وہ دریا بامیان
کے پاس سے دریاے اٹک میں قلعہ اٹک کے جنوب میں تیس چالیس میل کے فاصلہ
پر گرتا هی اور اُسکا نام کوفینز رکها اِس سبب سے سکندر کے کار و بار کے موقع اور
پہاڑي هندوؤں کي آبادیوں کو دریاے کابل کے جنوب میں کوہ قاف کے سلسلہ یا پروپا
مائسس سے فاصلہ پر قرار دیتے هیں مگر اسٹريبو صاحب صاف کہتے هیں کہ جہانتک
ممکن هوا سکندر شمالي پہاڑوں کے قریب قریب اِس غرض سے رها کہ دریاے کواس پیز

---

† کرٹیئس صاحب کي تاریخ جلد ۷ باب ۳

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ جلد ۳ باب ۲۲

§ غالباً سکندریہ مقام بیگرم میں جو کابل سے شمال کیطرف ۲۵ میل اور
مشرق کیطرف ۱۵ میل هی هوگا اور اُسکے کهنڈروں کا حال میسن صاحب کي تحریر
مندرجہ روزنامچہ ایشیا تک سوسئیٹي کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱ میں مندرج هی

کو جو کوفینز میں گرتا ہی اور اور دریاؤں کو بھی بقدر امکان مطرح کے قریب سے عبور کرے کیونکہ کہ ایرین صاحب کے بقول سکندر دریاے اٹک پر پہونچنے تک دریاے کوفینز سے عبور کرکے ایک پہاڑی ملک میں گذرا اور تین اور دریاؤں سے جو کوفینز میں گرتے ہیں اُس نے عبور کیا ایرین صاحب اپنی تاریخ ہندوستان میں بھی بیان کرتے ہیں کہ دریاے کوفینز معہ تین اور معاون دریاؤں کے مقام پیوکالیٹوٹس کے قریب دریاے اٹک میں گرتا ہی دریاے کابل کے صرف شمالی کنارہ پر ایسے تین دریا پائے جاسکتے ہیں مگر اونکے نام قایم کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہی کیونکہ ایرین صاحب نے اپنی فہرست میں دو دریاؤنکے نام بالکل بدلدیئے ہیں لیکن یہہ کچھہ عجیب بات نہیں ہی کیونکہ اُس ملک کے شمال میں اکثر دریاؤں کے نام نہیں اُس ضلع یا شہر کے نام سے جو اُنکے کناروں پر ہوتا ہی مشہور ہوتے ہیں اور وہ بھی یکساں نہیں کہیں کچھہ اور کہیں کچھہ نام لیا جاتا ہی مثلاً جس دریا کو بعضے دریاے کاشغر کہتے ہیں اُسکو لفٹنٹ مکارٹنی صاحب نے دریاے کاماکوا ہی اور بابر کی تشریحات میں اُسکو چغان سراے لکھا ہی اور اُسکے قریب کے ملک کے لوگ اُسکو دریاے کنیر کہتے ہیں *

معلوم ہوتا ہی کہ دریاے سواستیز سے سوات کا دریا مراد ہوگا لیکن اِسصورت میں کوئی دریا گوریئس نام کے لیئے باقی نہیں رہتا جسکو دریاے اٹک اور سواستیز کے درمیان میں بہتا ہوا بیان کیا ہی برخلاف اِسکے میجر رنل صاحب گوریئس کو ہی دریاے کابل خیال کرتے ہیں لیکن ایرین صاحب کے دونوں بیانوں کی بموجب گوریئس کوفینز معہ گوریئس کے دریاے اٹک میں گرتا ہی *

اِس لیئے دریاے کابل ہی کوفینز ہونا چاہیئے اور ہندو اُن پہاڑوں کے دامن میں جو اِس دریا اور اُسکی شاخ پنجشیر اور اٹک کے درمیان میں واقع ہیں بستے ہوئے سمجھے جانے چاہیئیں *

ہندوستان میں سکندر کے کار و بار اِسقدر مشہور ہیں کہ مختصر بیان اُنکا ہونا دشوار ہی دریاے بیاس یا ستلج تک آکر سکندر جنوب و مغرب کی طرف کو پھرا اور دریاے اٹک اور ریگستان کے بیچ میں ہوکر گذرا اِسکو کچھہ ہندوستان کے کسی حصہ کا دیکھنا ہم نہیں کہہ سکتے اپنے صوبے قایم کرنے کا اُس نے کوئی اِرادہ نہیں کیا اور اُسکا اِرادہ جو واپس جانیکا تھا اِس لیئے وہی تدبیر عمل میں لایا جسکا برتاو اُسکے بعد شاہ درانی نے کیا یعنی اُسنے ملک میں ایک اپنا خیر خواہ فریق اِسطرحپر قایم کیا کہ بعض سرداروں کے بعضے ضلعوں پر اُنکے رقیبوں کا قبضہ کرادیا جس سے ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں اختیار قایم رہا جنکو دل سے یہہ منظور ہوگیا کہ اُسکے نام کو قایم رکھیں اور اُسکے عنایتوں کے اُمیدوار رہیں *

چند قلعوں میں جو وہ کچھہ کچھہ اپني فوج چھوڑ گیا اُس سے لوگوں کو اُسکے واپس آنیکا کھٹکا لگا رہا اور ایران کے نہایت قریب حصوں میں جو فوج اُسکي موجود تھي اُس سے اُسکے هوا خواهوں کا همیشه رعب داب زیادہ هوتا رہا هوگا *

اِس لیئے راجه پورس اور اور راجاؤں کا یونانیوں کے ساتھہ وابستہ رهنا جنکو ایک طرح سے اهل مقدونیه نے هي راج پر قایم کیا تھا کچھہ تعجب کي بات نهیں *

## هندوستان کا بیان

اب هم اُن لوگوں کے حال پر متوجهہ هوتے هیں جنکا ذکر یونانیوں نے کیا هی لیکن اس بات کا همکو خیال رکھنا ضرور هی کہ هم اُن لوگوں کي نسبت صرف یونانیوں هي کے بیان پر کچھہ بڑھکر رائے قایم نکریں *

اِسي احتیاط کا نمونہ خود متقدمین نے همارے واسطے قایم کیا هی چنانچہ ایریئن صاحب کا قول هی کہ صرف ٹولیمي اور ایرسٹا بولس کے بیان کو میں نہایت معتبر سمجھتا هوں اور جس موقع پر وہ متفق‌الرائے هوں اُسپر کامل اعتبار مجھکو هوتا هی † اور اسٹریبوصاحب نے جو اُس زمانہ کے علم و آگاهي کي قدر و منزلت پر گفتگو کي هی اُسمیں کہا هی کہ مقدونیه والوں نے جو کچھہ حالات لکھے هیں وہ مختلف هیں اور اُنسے بعد کے سیاحوں کے بیان اُنسے بھي گئے گذرے سمجھنے چاهیئیں کیونکہ وہ سیاح ایسے نادان اور جاهل سوداگر تھے کہ اُنکو بجز اپنے منافع کے اور کسي شی سے کچھہ غرض نهوتي تھي ‡ لیکن جب یوناني مورخ ایسے قانون اور قواعد یا رسم و رواج کا بیان کریں جو اب بھي موجود هیں یا جنکا ذکر هندوؤں کي قدیم کتابوں میں پایا جاتا هی تو همکو اُسپر اعتبار کرنا چاهیئے اور اِسي قسم کے اوروں کے بیانوں کو بھي کسي قدر غلطي کي رعایت کرکے تسلیم کرلیں لیکن تمام ایسے بیانوں پر توجهہ نکرني چاهیئے جنکي تائید حالات موجودہ یا قدیم هندوؤں کي کتابوں سے نهو یا جن بیانوں کو دیکھتے هي اُنکا اغو هونا نظر آوے *

لیکن اگر هم اُن کہانیوں کو نکال ڈالیں جو یونانیوں کے افسانوں یا دیوتوں سے متعلق هیں اور قانون قدرت کے خلاف هیں تو هم اُنکے بیانونمیں اُن غلطیوں پر متعجب هونے سے جو ایک ایسے ملک میں اُنسے هوئیں جو بالکل اُنکے ملک سے غیر تھا اور حالات جو اُنھوں نے دریافت کیئے وہ کئي کئي زبانوں اور مترجموں کے ذریعہ سے اُنکو

---

† ایریئن کي کتاب مهم سکندر کا دیباچه

‡ اسٹریبوصاحب کي تاریخ کي جلد ١٥ کے شروع اور جلد ٢ مطبوعہ سنہ ١٥٨٧ع کے صفحہ ۴۸ کو دیکھو

معلوم ہوئے اُنکے بیان کی درستی زیادہ تر تعریف کے قابل ہوگی † جہانتک اُنکے بیانوں میں لوگوں کے رسم و رواج اور چال چلن کا مذکور ہی اُسقدر ہمارے صحیح علم و آگاہی سے اور ایشیا ٹک سوسئیٹی کلکتہ کے قایم ہونے سے پہلے کے سیاحوں کے بیانوں سے مطابق ہی *

جو مضمون کہ میں اب اُس ترتیب کے بموجب جسکو میننے اِس کتاب میں برتا ہی بیان کرتا ہوں اُس سے یونانیوں کے بیان کے صحیح ہونے اور کسی قدر غلط ہونے کی ایک مثال حاصل ہوگی *

## ذاتوں کی تقسیم کا بیان

ذاتوں کی تقسیم اور اُن میں سے ذاتوں کے لازم پیشوں وغیرہ سے یونانی بخوبی واقف ہوئے لیکن ذاتوں کی تقسیم کے امتیاز کو پیشوں کے ساتھہ میں ذاتوں کے امتیاز کے ساتھہ گڈ مڈ کر دینے سے ذاتوں کی تعداد پانچ کے بجاے سات کردی اور یہہ تعداد اِسطرح پر قایم کی ہی کہ اُنہوں نے راجہ کے مشیروں اور پنچوں کو برہمنوں سے علحدہ سمجھا ہی اور بیش کی ذات کے دو حصے اِسطرح کیئے ہیں کہ ایک حصہ میں چرواہے اور دوسرے میں کسان اور جاسوسوں کی ایک علحدہ ذات قایم کی ہی اور شودر فرقہ کو بالکل ترک کیا ہی بجز اِن اختلافوں کے باقی اور سب حال قوموں کا وہی بیان کیا ہی جو منو کے مجموعہ میں ہی *

اول ذات میں اُنہوں نے اہل تصوف اور ذی علموں کو شمار کیا ہی اور اُنکے خاص خاص اعمال اور افعال کا ذکر کیا ہی ‡ لیکن وہ برہمنوں کی ذات کی حقیقت کو نہیں سمجھے اور شاید سادہ سنتوں کو برہمنوں میں مخلوط کردیا ہی § *

اول غلطی اُنکی برہمنوں کی زندگی کے چار حصوں میں تقسیم ہونے سے آگاہی نرکھنا ہی مثلاً وہ ایسے لوگونکا بیان کرتے ہیں جو کئی برس صوفی اور مجرد رہکر پھر شادی کرکے دنیادار بنجاتے ہیں اِس سے غالباً وہ طالب علمی کا زمانہ مراد ہی جسکو

---

† ونسائی کریٹس نے تین زبانوں کے مترجموں کے ذریعہ سے گفتگو کی اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع یونانی زبان سے فارسی میں اور فارسی سے ہندی میں غرض کہ دو زبانوں میں ترجمہ ہونا ہم سمجھہ سکتے ہیں اور فرنسی زبانوں کے لیئے مترجم درکار ہوا اُن زبانوں کا خیال کرلینا کچھہ آسان نہیں

‡ ایریئن صاحب مورخ نے اپنی تاریخ کی جلد ۶ باب ۱۶ میں لکھا ہی کہ برہمن ہندوستان کے صوفی ہیں اور برہمن اور صوفی کے لفظ کو ایریئن صاحب اور اسٹریبو صاحب نے بے کھٹکے ایک ہی مراد سمجھہ کر استعمال کیا ہی

§ اِس اعتراض سے نیرکس کا مستثنیٰ رہنا لازم ہی کیونکہ وہ برہمنوں کی زندگی کے زمانہ کی تقسیم سے بخوبی واقف معلوم ہوتا ہی — اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع

بسر کرکے برهمن گرهستي هوتا هی اور جیسا که ابهي بیان هوچکا هی یونانیوں نے راجه کے مشیروں اور پنچوں کو ایک علحدہ فرقه قایم کیا هی اور یهه بهي ظاهر هی که اُنهوں نے اُن برهمنوں کو جو ملکي اور جنگي کام کرتے تهے اُن لوگوں میں شامل سمجها هی جنکي ذات سے وہ کام مخصوص هیں اور صوفیوں کو اُنهوں نے نهایت معزز فرقه بتایا هی جنکو کسي محصول اور خراج سے کچهه غرض نهیں ملکي معاملات میں صرف دعا سے مدد کرتے هیں اور یهه بهي بیان کرتے هیں که اُنکي استعانت کي ضرورت خاص و عام قربانیوں میں هوا کرتي هی اور صحیح لکها هی که اُنمیں بچه کے حمل میں هونے کے وقت سے کچهه کچهه رسمیں کیجاتي هیں † اور تعلیم میں سختي جهیلتے هیں اور مرغزاروں میں بوریه یا مرگ چهالے پر پڑے رهکر زهد اور تقوی کے ساتهه زندگي بسر کرتے هیں اور، تعلیم کے زمانه میں وہ اپنے گرو کي باتوں کو مودب اور خاموش سنتے هیں *

یوناني غلطي سے اس زمانه کو سینتیس برس کا طول دیتے هیں حالانکه یهه ایسا طول طویل زمانه هی جسکو منو نے ( باب ۳ اشلوک ۱ ) بمشکل تمام سب سے آخر درجه کے حد کا زمانه قایم کیا هی *

صوفیوں یعني بیدانیتوں کے حال اور اُنکے آخرت کے خیال جو بیان کیئے هیں وہ بالکل برهمنوں کے سے هیں وہ لکهتے هیں که کسي شی سے کچهه تعلق خاطر نرکهنے اور موت و زندگي کے رنج و راحت سے آزاد رهنے کو برهمن اِنسان کا کمال سمجهتے هیں اور دنیا کي زندگي کو وہ اُس زمانه کي سي زندگي سمجهتے هیں جسمیں بچه حمل میں رهتا هی اور اصلي زندگي کي ابتدا وہ اُسوقت کے آنے تک جسکو هم موت کهتے هیں نهیں سمجهتے اِس لیئے اُنکو صرف عاقبت سے سروکار هوتا هی نیکي و بدي سے اِنکار کرتے هیں اور کهتے هیں که دنیا کي ظاهري چیزوں سے نه خوشي حاصل هوسکتي هی نه رنج بلکه انسان کے دلي خیالات سے رنج و راحت هوتي هی جیسا که خواب میں هوا کرتي هی ‡ معلوم هوتا هی که اسقدر ابتدا کے زمانه یعني سکندر کے مهم کے وقت میں بهي اهل تصوف کے پاس جاگیریں تهیں اور ضرورت کے موقعوں پر سپاهیانه خصلت بهي اُنسے ظهور میں آتي تهي اور دشمن کا ایسے جوش و خروش غیظ و غضب کے ساتهه مقابله کرتے تهے جو بعض اوقات اب بهي هندوؤں سے ظاهر هو جاتا هی § اهل شهر کا شهرونکو دیده و دانسته جلاکر برباد کرنے اور اپني جانیں کهونے کي مثالیں هندوستان کي تاریخ میں حال کے زمانه تک پائي جاتي هیں اور اسي طرح سے

---

† منو کا مجموعه باب ۲ اِشلوک ۲۶ و ۲۷

‡ اسٹرابیو صاحب جلد ۱۵ صفحه ۴۹۰ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ ایرین کي مهم سکندر کي جلد ۶ باب ۷

ملکي معاملات میں اُنکي مداخلت اُس بات سے معلوم هوتي هی که اُنهوں نے سامبس کو بهکاکر سکندر سے جدا کرادیا اور میوزیکینس اور سکندر کے آپسمیں جو معاهده هوا تها وه تڑوا دیا † اسٹریبو صاحب ایک پرامنی نام والا فرقه بتاتے هیں جو بڑا حجتي اور بحث و تکرار کرنے والا مشهور تها یهه فرقه برهمنوں کي اس سبب سے تضحیک اور تذلیل کرتا تها که وه علم هیئت اور طبیعات پر بهت متوجهه رهتی تهے اسٹریبو صاحب نے اس فرقه کو ایک علحده فرقه خیال کیا هی مگر غالب یهه هی که وه بهي برهمن هي هونگے اور حکمت کے خاص فرقه کا گروه آپکو ٹهراتے هونگے ‡ *

## فقیروں یعني سادہ سنتوں وغیرہ کا بیان

یونانیوں نے تارک‌الدنیا فقیروں یعني سادہ سنتوں کا ذکر براہ مینی اور جرمینی اور اهل تصوف کے نام سے کیا هی لیکن یهه بات صاف صاف نهیں معلوم هوتي که اُنسے ایسے برهمن مراد هیں جو اپني زندگي کے تیسرے اور چوتهے درجه میں اوقات بسر کرتے هیں یا باقاعده سادهسنتوں کے گروهوں کے رکنوں سے غرض هی بهت سي پوجا اور ریاضتیں اُنکي برهمنوں کے تیسرے درجه کي زندگي کي ریاضتوں سے جب که وه تارک‌الدنیا هوجاتے هیں مطابق هوسکتي هیں لیکن جو رنج و مصیبت بقول یونانیوں کے وه صرف ازروے ریا کے یعني نمود بڑهانے کے لیئے گوارا کیا کرتے تهے اور گروهوں میں جمع هوکر رهتے تهے اُس سے سمجها جاتا هی که سادہ سنت هي هیں اور نهایت اعلی قسم کے فقیروں کا حال و نساٹیریٹس § نے بخوبي بیان کیا هی کیونکه اُسکو سکندر نے اُن درویشوں کے پاس جنهوں نے سکندر کے پاس آنے سے انکار کیا تها گفتگو کرنے کو بهیجا تها اُسنے پندره فقیر شهر سے دو میل کے فرق سے بالکل برهنه دهوپ میں تپتے هوئے پائے جنمیں سے کوئي کهڑا اور کوئي بیٹها اور کوئي لیٹا هوا تها مگر صبح سے شام تک هر ایک ایک هي هیئت پر بیحس و حرکت رهتا تها *

اول و نساٹیکریٹس کلانس نامي فقیر سے جو پتهروں پر پڑا هوا تها مخاطب هوا کلانس پهلے تو اُسکي غیر ملکي پوشاک کو دیکهکر بےپروایانه وضع سے جو آجکل کے سادہ سنت بهي برتتے هیں هنسا اور پهر کها که تو اگر مجهسے گفتگو کرني چاهتا هی تو اپنے کپڑے اوتار برهنه هوکر پتهر پر بیٹه جا یهه سنکر وه جهجکا اور سوچ میں کهڑا تها که اُن فقیروں میں سے میندانس جو ایک بوڑها اور پاک طینت آدمي تها

---

† ایریئن کي مهم سکندر کي جلد ۶ باب ۱۶

‡ واسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۷۹ واسن صاحب اس فرقه کے نام کا ماخذ پراماتیکا کو سمجهتے هیں جسکے معني هیں نسي منطقي فرقه کے پیرووں سے نسبت رکهنے والا

§ اسٹریبو صاحب کي جلد ۱۵ صفحه ۴۹۱

ونسائیکریٹس کے قریب آیا اور کلانس کو اُسکے نخوت پر لعنت ملامت کي اور ونسائیکریٹس سے شفقت کے ساتھہ گفتگو کي اور وعدہ کیا کہ باوجود اسبات کے کہ هماري اور تمهاري زبان کے غیر هونے کے سبب سے آپس کي بات چیت بخوبي سمجھہ میں آني دشوار هی مگر پور بهي جهانتک هو سکیگا میں هندوستاني حکمت سے تمکو آگاہ کرونگا † ایریٹن نے لکها هی ‡ کہ سکندر نے میندانس کو ( جسکو ایریٹن نے دین ڈامس لکها هی ) سمجهایا کہ تو میرے رفیقوں میں داخل هوجا لیکن میندانس نے انکار کرکے یهہ جواب دیا کہ جب تک میري روح اس قالب خاکي میں هی اُسوقت تک جو کچهہ مجهکو درکار هوگا وہ سب هندوستان میں موجود هی اور جب کہ میري روح کو قالب سے جدائي حاصل هوگي اُسوقت وہ اس دل آزار رفیق یعني جسم سے چهٹکارا پاویگي *

کلانس اپني طبیعت پر کم اختیار رکهتا تها پس اپنے بهائي هندوؤں کي فهمایشوں کے خلاف جو اُسکو اس بات پر لعنت ملامت کرتے تهے کہ اُسنے الله تعالی کے سوا دوسرے کي بندگي قبول کي § سکندر کے ساتهہ هوگیا یوناني اُسکے ساتهہ ادب سے پیش آئی لیکن جب وہ ایران میں پهونچکر بیمار هوا تو غالباً اُسنے ذات کے وهم و خیال سے دوا کے پینے سے انکار کیار اور آگ میں جلکر اپني جان کهونے کا ارادہ کیا سکندر نے هرچند منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا تب سکندر نے مجبور هوکر حکم دیا کہ اخیر دم تک اُسکي هر طرح کي عزت کیجاوے اور بهت سے انعاموں اور بخششوں سے اُسکو مالا مال کیا جنکو اُسنے ارتهي پر چڑهنے سے پهلے اپنے دوستوں پر تقسیم کردیا پهر ایک پهولوں کا سهرا اُسکي پیشاني پر هندوستان کے طریق پر باندہ کر ارتهي پر لیگئے اور وہ هندوستاني زبان میں بهجن گاتا هوا وهاں پهونچا جب وہ چتا پر چڑہ گیا تو اُسنے اُس میں آگ لگانے کا حکم دیا اور ایسے استقلال اور سلیم‌الطبعي سے جل گیا کہ اُسکا یونانیوں پر بڑا اثر هوا ‖ *

* ایرستابولس نے دو اهل تصرف کا حال بیان کیا هی کہ اُنمیں سے ایک جوان اور ایک بوڑها تها اور دونوں براچمیں فقیروں کے فرقہ میں سے تهے اُسنے ان کو مقام

---

† استربیو صاحب کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲
‡ کتاب مهم سکندر کي جلد ۷ باب ۲
§ منو کے مجموعہ باب ۲ صفحہ ۶۳ کو دیکهو

‖ استربیو صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۵ میں اسي قسم کي خود کشي کي مثال بیان کي هی اور جلنے والا شخص زار مانوچیگس نامي برگاسا کا رهنے والا ایک هندوستاني تها یهہ شخص اول ایلچیوں کے ساتهہ گیا تها جو اغسطس قیصر کے پاس هندوستان سے گئے تهے اور یهہ شخص ایتهنز دارالخلافت یونان میں جلا

* استربیو صاحب تاریخ کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۱

ٹیکسلا میں دیکھا بوڑھے کا سر مونڈا ہوا تھا اور جوان کے سرپر بال تھے اور دونوں
کے ساتھہ بہت سے چیلے تھے جب کہ وہ بازار میں گذرے تو لوگ اُنسے تعظیم سے پیش
آئے اور روغن کنجد اُنکے بدن پر ملا اور کھل اور شہد کی تواضع کی اور جب وہ سکندر
کے دسترخوان پر اُسکے ساتھہ کھانا کھانے کو آئے تب اُنسے استقلال کی نصیحت لوگوں
کو ہوئی چنانچہ وہ ایک مقام میں چلے گئے بوڑھا تو دھوپ اور بارش میں پڑا رہا
اور جوان سونٹی کے سہارے سے ایک پانوں پر تمام دن کھڑا رہا *

† اور اور بیانوں سے بھی ایسے فقیروں کا حال معلوم ہوتا ہی جو انجیر اور انگور
کھانے کے واسطے اور تیل بدن پر ملنے کے لیئے جمع کرنے کو گلی کوچوں میں پھرتے
تھے اور امیروں کے گھر میں جاکر اُنکے ساتھہ کھاتے پیتے تھے اور گفتگو میں شریک
ہوتے تھے الغرض ایسی آزادی اور بے تکلفی سے اوقات بسر کرتے تھے جیسے آجکل بھی
اسی قسم کے فقیر ریاکاری سے بسر کرتے ہیں اور یہہ بھی بیان کیا گیا ہی کہ وہ
جاڑے اور گرمی کے موسم میں برہنہ پھرتے تھے اور اپنا وقت بوگد کے درختوں کے نیچے
گذارتے تھے اُنمیں سے بعضی درختوں کو ایسا بڑا بیان کیا ہی کہ اُنکا سایہ پانچ ایکڑ
زمین پر پڑتا تھا جسکے سایہ میں دس ہزار آدمی بخوبی تمام آرام پاویں *

جسطریقہ سے کہ بالوں کو پیچ دیکر پگڑی بنالیتی ہیں اور آجکل بھی فقیروں کے
ایک فرقہ میں یہہ دستور جاری ہی اُسکو اسٹریبو صاحب نے بیان کیا ہی لیکن کسی
فرقہ سے اُس طریقہ کے مخصوص ہونیکی قید نہیں بیان کی *

انہیں فقیروں کی نسبت لکھا ہی کہ وہ بیمار ہونے کو بے عزتی کی بات سمجھتے
تھے ‡ اور جب کبھی بیماری کی آفت میں مبتلا ہوتے تھے تو وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتے
تھے مگر مگاس تھینیز بیان کرتا ہی کہ ہندوستان کے حکماء خود کشی کو بہتر نہیں
سمجھتے تھے بلکہ اُسکو حماقت کی دلیل جانتے تھے غرض کہ عالموں کی راے اور
گاہے گاہے لوگوں کا خود کشی کرنا اُس زمانہ میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہی جیسا
کہ اِس زمانہ میں ہی *

صرف مگاس تھینیز ایسے فرقہ کا بیان کرتا ہی جسکو وہ براہمن میں فرقہ سے
علحدہ قایم کرکے جرمینی نام سے یاد کرتا ہی جس سے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ اُس
علحدہ فرقہ سے اُسکی مراد فقیروں سے تھی اُسنے اس نام کو خراب کردیا ہی یہہ بات
زیادہ تر غالب معلوم ہوتی ہی کہ اصل میں یہہ نام سرامنہ ہی جیسا کہ پچھلے
یونانی مورخوں نے بیان کیا ہی یہہ اور بدھ اور جین مذہب کے فقیروں کا خطاب

---

† اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲

‡ غالباً بیماری کو وہ لوگ پچھلے جنم کے گناہوں کا نتیجہ سمجھتے تھے اسٹریبو صاحبکی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۳

تھا کیونکہ مگاس تھینیز کو یہہ سب تجربہ خاصکر مگادا میں جہاں بدہ مذهب پھیلا
هوا تھا سندرہ کتس کے دربار میں حاصل هوا تھا سندرہ کتس کے پوتے اسوکا نامي نے
بدہ مذهب اختیار کرلیا تھا اور اُس مذهب کو نہ صرف اپني قلمرو میں بلکہ هندوستان
کے بہت بڑے حصہ میں رواج دیا اور اور مذهبوں پر اُسکو بزرگي دي اگرچہ لفظ سرامنہ
بدہ مذهب کے لوگوں سے نکلا هوا معلوم هوتا هی مگر اس قام کے فقیروں میں کوئي
ایسي بات نہیں جو برهمنوں کي اُس حالت سے متعلق نہو جو اُنکي زندگي کے تیسرے
چوتھے درجہ میں هوتي تھي یا اور فقیروں کے گروهوں میں موجود نہو *

مگاس تھینیز کا بیان هے کہ جرمین خطاب کے فقیروں میں سے نہایت معزز فرقہ هیلوبي
کا هی یہہ خطاب اس فرقہ کا اُسکے جنگل میں رهنے کے سبب سے قایم هوا یہہ فقیر
جنگلي پھلوں اور بناسپتي پر اپني گذران کرتے هیں اور درختوں کي چھال سے اپنا
بدن ڈھانکتے هیں اور تمام لذات اور خوشبوییوں سے پرهیز کرتے هیں اور کئي کئي دن
برابر ایک صورت پر بغیر حس و حرکت کے کھڑے رهتے هیں راجا اُنکے پاس لوگوں کو
مشورہ کے لیئے بھیجتا هی اور درخواست کرتا هی کہ تم دیوتوں سے میرے حق میں
سفارش کرو ‡ وهي مورخ بیان کرتا هی کہ جرمین فقیروں میں دوسرے درجہ کی
عزت والے طبیب هوتے هیں جنکي عادات برهمنوں کي اُن عادتوں سے مطابق معلوم
هوتي هیں جو اُنکي زندگي کے چوتھے درجہ میں هوتي هیں یہہ لوگ مکانوں میں
بہت اجتناب کے ساتھہ رهتے هیں لیکن هیلوبي فرقہ کي سي سخت ریاضت نہیں کرتے
مگر محنت اور جفاکشي کے کاموں کي مشق کرتے هیں اور تمام تمام دن ایک هي
صورت پر بیٹھے رهتے هیں اور مطلق پہلو نہیں بدلتے اُنہیں سے بعضے اپنے گیان دهیان
میں عورتوں کو بھي شریک کرلیتے هیں لیکن سخت پاکدامني برتتے هیں اس طریقے سے
اگرچہ هندو فقیر بھي واقف هیں لیکن بدہ مذهب کے فقیروں سے یہہ طریقہ نہایت
مناسبت رکھتا هی اور اُنکي طبابت کا طریقہ بھي آجکل کے فقیروں کي طبابت کے طریقہ
سے مناسبت رکھتا هی یہہ فقیر غذا اور جڑ بوٹي پر نہایت بھروسا رکھتے هیں اور خارجي
علاجوں پر دوسرے درجہ کا اعتماد رکھتے هیں اور زیادہ قوي طریقے جو علاج معالجہ کے
هیں اُنسے بڑي نا اعتمادي رکھتے هیں جسطرح کہ آج کل کے فقیر کرتے هیں اُسي طرحپر
وہ بھي اپني دواؤں کي استعانت میں منتر جنتر کرتے تھے وهي مورخ لکھتا هی کہ
جرمین فرقہ کے فقیر جادو اور ٹوٹکے اور غیب گوئي کرتے هیں اور مردوں کي رسومات
بھي انجام دیتے هیں اُنمیں سے بعضے شہروں اور دیہات و قصبوں میں پھرتے هیں اور

---

‡ اس بیان کو برهمن کی زندگي کے تیسرے درجہ کے حال سے جو منو کے
مجموعہ میں مذکور هی مقابلہ کرو هیلوبي لفظ وانا پراشتا یعني جنگل میں رهنے
والے کا لفظي ترجمہ هی برهمن کا اُسکي زندگي کے تیسرے درجہ میں معمولي مطلب
هوتا هی کلکتہ اوریئینٹل میگزین بابت مارچ سنہ ۱۸۲۷ع

بعضے کسي مقام خاص پر قیام کرکے زیادہ کیفیت سے زندگي بسر کرتے هیں ان تمام حالات میں کوئي بات ایسي نهیں جو بدہ مذهب والوں سے مخصوص هو غالب یہہ هی که مگاس‌تهینیز اگرچه بدہ مذهب والوں اور برهمنوں اور فقیروں کے فرقوں کے امتیاز سے واقف تها لیکن اُنکے باهمي اختلافات سے ٹهیک ٹهیک آگاهي نرکهتا تها اور یہہ بات قرین قیاس هی که قدیم زمانه کے اور یوناني مورخ بهي اسي قسم کي غلطي میں پڑے هوں البته یہہ بات قابل جاننے کے هی که اگرچه بدہ مذهب سکندر سے دوسو برس پہلے سے قایم تها اور هندوستان کے مذهبوں میں سو برس کے بعد سب سے فایق هونے والا تها مگر وہ مورخ ظاهرا اس سے کبهي واقف نهوئے اس غلطي کي وجهه یہہ هی که اُن مذهبوں کے معتقدوں کي وضع اور طریق اسقدر مخصوص نه تهے که غیر ملک والے اُنکي تمیز عام لوگوں سے کرسکتے * ۰

کئي مورخوں نے بیان کیا هی که مختلف ذات کے لوگ آپسمیں شادي بیاہ نهیں کرتے تهے اور نه اِس بات کي اجازت تهي که ایک ذات کے لوگ دوسري ذات کا پیشه اختیار کریں لیکن سب ذاتوں کے آدمي اهل تصرف یعني فقیر هوسکتے تهے *

اِس زمانه کے فقیروں کا بهي ایسا هي حال هی لیکن یہہ بات مشتبهه هی که آیا فقیروں نے شروع هي سے ایسا طریق اختیار کیا یا متقدمین یعني یونانیوں نے اِس بات سے ناواقف هونے کے سبب سے که برهمن دنیادار اور صلاح کار اور پنچ بهي هوسکتے هیں اور وقت پر هتیار بهي باندہ سکتے هیں اور اور پیشه بهي کرسکتے هیں برهمنوں کي وضع اور طریق فقیرانه دیکهکر تمام ذاتوں کے لوگوں کو اِسبات کا مختار سمجها که فقیر هوسکتے هیں † *

## ذکر شودر ذات کے لوگوں کا

اور ذاتوں کي نسبت کوئي بات قابل بیان کے سوائے شودر ذات کے لوگوں کے نهیں هی جنکي نسبت یونانیوں کے بیان سے یہہ معلوم هوتا هی که جس زمانه میں سکندر هندوستان میں آیا اُسي زمانه سے اُنکي ذات پر خدمتگاري مخصوص نوهي تهي *

† برهمنوں اور فقیروں میں جو متقدمین نے کچهه امتیاز نهیں کیا اور جسکي اب بحث هی اُسکو ختم کرنے سے پہلے یہہ بیان کرنا مناسب هی که بعضے زمانه حال کے مورخوں نے بهي جو اُس امتیاز سے بخوبي واقف تهے اپني کتابوں میں اُسپر کچهه توجهه نهیں کي پس یہہ بات تحقیق کرني اکثر مشکل هوتي هی که کس مقام پر اُنکي غرض برهمنوں سے هی اور کس مقام پر فقیروں سے هندوؤں کے پوجاریوں اور مذهب کے قدیم حالات کي بهت سي آگاهي حاصل کرنے کے لیئے کالبرک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۲۹۲ کو دیکهو

## غلامي كا نهونا

† ايرين صاحب نے يهه بات تعريف کے ساتهه لكهي هى كه هندوستان كي هر قوم آزاد هى أنكے هاں مثل ليسيڈيمن يا سپارٹا والوں کے كوئي شخص كسي كا غلام نهيں هوسكتا اور خلاف ليسيڈيمن والوں کے غير ملك کے لوگ يا كسي غير قوم کے آدمي غلام نهيں بنائے جاتے اسٹريبو صاحب تمام هندوستان ميں غلامي کے نهونے پر شك لاكر إسكے خلاف صرف خانگي لونڈي غلاموں كي مثاليں بيان كرتے هيں اور معلوم هوتا هى كه كسي خدمتگار يا غلام قوم کے هونے كا أنكو شبهه نه تها يهه ممكن هى كه جس نرم قسم كي غلامي شودر ذات کے لوگوں ميں موجود تهي أس سے يونانيوں كو دهوكا هوا إسليئے كه أنكے ملك ميں بالكل إسكے برعكس طريقه جاري تها ليكن يهه بات زيادة قرين قياس هى كه منو کے زمانهٔ ميں جسقدر شودر لوگوں كي ذليل حالت باقي رهي تهي وه سكندر کے هندوستان ميں آنے سے پهلے كافور هوچكي هوگي *

## مختلف سلطنتوں كي تعداد اور وسعت كا بيان

خود مختار حكومتوں كي تعداد سكندر کے زمانه ميں بهي إسيقدر زيادة معلوم هوتي هى جسقدر كه اور زمانوں ميں رهي هى چنانچه سكندر كو تهوڑے هي سے ملك پر حمله كرنے ميں بهت سي حكومتوں سے مقابله كرنا پڑا اور مگاس تهينيز كو دريافت هوا كه تمام هندوستانميں ايك سو اٹهارهحكومتيں هيں إنميں سے اكثر بهت خفيف هونگي ليكن بعض مثل پراسي كي حكومت کے بڑي سلطنتيں تهيں أنميں سے اكثر كا راجاؤں کے قبضه ميں هونا معلوم هوتا هى جيسے كه منو کے زمانه ميں تهيں اور جن حكومتوں كو يونانيوں نے جمهوري اور عمائد كي سلطنتيں كها هى أنكے حالات بهت آساني سے إس حال سے جو اب موجود هى بغير كچهه مختلف سمجهنے کے بيان هوسكتے هيں چنانچه هميشه بڑے بڑے حصه ملك کے ايسے هي رهى هيں كه أنكا كوئي عام راجه نتها بعضے تو چهوٹے چهوٹے سرداروں كي حكومت ميں تهے اور بعضوں ميں خود مختار ديهات داخل تهے پريشاني اور هنگامه کے وقتونميں اكثر مدت تك قصبوں ميں بهي لوگوں نے بطور خود حكومت قايم ركهي هى ‡ *

---

† ايرين صاحب كي تاريخ هندوستان باب ۱۰ اور ڈايوڈورس كي تاريخ كي جلد ۲ صفحه ۱۲۴ مطبوعه سنه ۱۶۰۴ ع كو بهي جسميں أسنے بهت سي لغو باتيں هندوؤں ميں سب کے برابر هونے اور جمهوري قواعد كي بيان كي هيں

‡ اول قسم كي حكومتوں ميں سكهوں كي حكومت تهي ( قبل رنجيت سنكهه كي عملداري کے ) ان حكومتوں كو فاسٹر صاحب نے باوجود هندوستاني گورنمنٹوں سے واقف هونيکے مثل شيخاواٹي کے سرداروں اور اور سرداروں كي متعدد متفقه خفيف حكومتوں کے جمهوري سلطنتيں بيان كيا هى اور تنها ديهات کے حكومتوں كي مثاليں سونڈي اور گريسيا قوموں كي حكومت سے ظاهر هيں جن كا حال سرجان مالكوم صاحب نے تاريخ مالوه جلد ۱ صفحه ۵۰۸ ميں بيان كيا هى

سب ایسی ایسی حکومتیں یونانیوں کے نزدیک جمہوری سلطنتیں تھیں اور قیاس چاهتا هی که وہ اُن حکومتوں کے قانون اور قواعد اور انتظام اور بندوبست کو ایسا هي سمجھے جیسا که اُن کے ملک میں موجود تھا لیکن اُن کے مورخوں کي خاص توجهه جن چیزوں کے بیان کرنے کي طرف تھي وہ خود مختار دیہات تھے جو حقیقت میں جمہوري حکومتوں کے نمونه تھے اور قانون کے باشندوں کے سوا جسقدر اُنکي مناسبت سے اور باشندوں کي تعداد کم یا زیادہ هوتي تھي اُسي نسبت کے لحاظ سے وہ دیہات جمہوري یا عمایدہ کي حکومتیں هوتے تھے ایسے دیہات کا نہایت عمدہ نمونه اُس سے بہتر نہیں مل سکتا جیساکه حال میں هریانه کے ضلع میں موجود تھا یہه ملک اُن دیہات کے پاس واقع هی جنمیں سکندر کے زمانه میں کیتھي اور مالي قومیں بستي تھیں انمیں سے ایک موضع بھیواني کے محاصرہ کے واسطه سنه ۱۸۰۹ع میں ایک بہت بڑي انگریزي فوج درکار هوئي تھي جب فتح هوا تھا یہه موضع مقدونیه والوں کا بھي غالباً ایسا هي سخت مقابله کرتا جیسا که اُسکے قریب کا موضع سنگالا یا اور کوئي موضع سکندر کے مقابله میں آیا جسکا ذکر سکندر کے جنگي امورات میں بڑي نمود کے ساتھه ایا هی *

هندوستان کے راجاؤں کي فوج کي تعداد جسقدر بیان کي هی غالباً اُسمیں مبالغه کیا هی چنانچه لکھا هی که پنجاب کے متعدد راجاؤں میں سے ایک راجه پورس نامي کے پاس دو سو هاتھي اور تین سو رتھه اور چار هزار سوار اور تیس هزار پیادہ جنگ آور تھے اگر هم بقول سربرنس صاحب کے بجاے رتھوں کے توپیں قایم کردیں تو ٹھیک ٹھیک تعداد اُسکي فوج کے رنجیت سنگھه کي فوج کي برابر هوتي هی جو تمام پنجاب اور اضلاع دیگر کا مالک هی † *

---

† بعض اوقات راجه پورس کے ملک اور اُسکے متعلقات کا حال جو بہت مبالغه سے بیان کیا جاتا هی اسلیئے مناسب هی که جو حدود اُسکي ایریئن صاحب اور اسٹریبو صاحب نے قایم کي هیں اُنکو بیان کیا جاوے راجه پورس کے ملک کي مغربي سرحد دریاے جهیلم تھا اور اُس دریا سے آگي پنجاب کے وسط میں راجه ٹیکسائیلز نامي اُسکا دشمن جاني تھا اور اس راجه کے ملک کے شمال پر ابیساریس نامي ایک خود مختار راجه تھا جسکو ایریئن صاحب نے پہاڑي هندوستانیوں کا راجه بیان کیا هی ( ایریئن صاحب کي تاریخ جلد ۵ باب ۸ ) اور جانب جنوب سوپیتوس ایک اور خود مختار راجه تھا جسکے ملک میں نمک کے پہاڑ کا سلسله واقع تھا ( اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۸۱ ) پس دریاے جهیلم کے مغرب میں راجه پورس کے قبضه میں کچهه ملک نتھا اُسکا ملک شمال میں پہاڑوں کے دامن کے جنگل تک تھا ( اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۸۰ ) لیکن دریاے جهیلم اور دریاے چناب کے درمیان کے ملک میں جسقدر ملک واقع تھا وہ اُسکے پاس کل نتھا اسلیئے که علاوہ اور قوموں کے جو اتفاقاً پورس کي مطیع هوئي هوں قوم گلاکیلیکي یا گلاسي کو جسکي قبضه میں سینتیس بڑے شہر

ایرین صاحب کے بیان کي جو حتي المقدور غایت ہوسکتي ہی وہ اسقدر ہی کہ جن فوجوں کو اُنھوں نے راجہ پورس کے مستقل فوج بیان کیا ہی اور اُسمیں ایسی شریر گنوار شامل ہونگي جنکو ضرورت کے وقت ایسے راجہ میدان جنگ میں جمع کرلاتے ہیں لیکن پاینی مورخ نے جسقدر تعداد اُسکي فوج کي بیان کي ہی وہ کسي قیاس سے صحیح نہیں معلوم ہوتي قدیم راجاؤں کي فوج کي تقسیم چار حصوں یعني سواروں اور پیادوں اور رتھوں اور ہاتھیوں پر ایسے ہي تھي جیسي کہ منو کے زمانہ میں تھي مگر اسٹریبو صاحب تقسیم فوج کي چھہ حصوں پر کرتے ہیں چنانچہ وہ کمسریٹ اور بحري فوج کے محکمہ کو زیادہ بیان کرتے ہیں تمام سپاہ چھتریوں سے مرتب ہوتي تھي سپاہي لڑائي اور امن کے زمانہ میں ہمیشہ تنخواہ پاتے تھے اور ایسے کاموں کے انجام کیواسطے جو سپاہي کے لایق نہوں اُن سپاہیوں کے خدمتگار مقرر ہوتے تھے سپاہ کو گھوڑے اور ہتیار سرکار سے ملتے تھے مگر یہہ انتظام زمانہ حال کے رواج کے خلاف تھا اِس بات کو مکرر سہ کرر بیان کیا گیا ہی کہ سپاہ ملک کو کبھي لڑائي کے وقت میں ہرگز خراب و تباہ نہیں کرتي تھي اور جبکہ مخالف فوجیں لڑا کرتي تھیں تب کسان لوگ بے کھٹکے اپنے کام میں مشغول رہتے تھے اگرچہ یہہ امر ظاہرا ایک مبالغہ معلوم ہوتا ہی لیکن منو نے جو قوانین جنگ ہنود تحریر کیئے ہیں اُنھیں میں سے غالباً یہہ قانون بھي ہو کیونکہ اُن قانونوں کا اثر یونانیوں کي طبیعت پر اِس سبب سے بہت ہوا ہوگا کہ اُنکے ملک میں ایسے نرم اور پسندیدہ قانون جنگ کا برتاؤ نتھا *

---

تھے سکندر نے پورس کا تابع کردیا ( ایرین کي تاریخ جلد ۵ باب ۲۰ ) جس سے اُسکے قدیم ملک میں بہت زیادتي ہوگئي ( ایضا باب ۲۱ ) اور مشرق میں درمیان دریاے چناب اور دریاے راوي کے ایک اور راجہ کہ اُسکا نام بھي پورس تھا اُسکا سخت دشمن تھا ( ایضا ) اور اُسکے ملک کے جنوب اور مشرق میں قوم کیتھي اور اور خود مختار قومیں آباد تھیں جنکے مقابلہ میں اُسنے سکندر کو مدد دي تھي ( ایضا باب ۲۲ و ۲۴ ) اور جنوب میں قوم مالي رہتي تھي جسکے مقابلہ کو پورس اور راجہ ایس‌سایرس اور اور بہت سے راجہ فوج لیکر گئے تھے اور شکست کھائي تھي ( ایضا باب ۲۲ )

اس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جسقدر ملک راجہ پورس کا تھا وہ سب دریاے جہیلم اور چناب کے درمیان میں واقع تھا اور ہر جانب پر اُسکي جو قومیں آباد تھیں وہ اُسکے تابع نہ تھیں اور اکثر اُنمیں سے اُسکے ساتھہ ہمیشہ لڑائي جھگڑا رکھتي تھیں پس علاوہ اُسکے خاص سلطنت کے اگر کوئي اور قوم یا حکومت اُسکے تابع ہوگي وہ دریاؤں مذکورہ بالا کے درمیان میں ہوگي بلاشبہہ وہاں مختلف قومیں آباد تھیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ اُن قوموں میں سے قوم گلاکینیکي اُسکي تابع نتھي اور اس خیال کي کوئي وجہہ نہیں کہ باقي قومیں اُسکے تابع تھیں

جن قوموں سے یونانیوں کو هندوستان میں مقابلہ پیش آیا اُنکی بہادری کو اور سب قوموں کی بہادری سے جنسے اُنکو ایشیا میں لڑنا پڑا تھا برتر بیان کیا هی اور جسقدر فوج کا مارا جانا هندوستان کی لڑائیوں میں لکھا هی اگرچہ مقدار اُسکی بہت قلیل هی مگر اُن لڑائیوں کی نسبت جو دارا سے هوئیں بہت زیادہ هی اور اُس زمانہ میں بھی هندوؤں کے سب ہتھیار بجز توپ اور بندوق کے زمانہ حال کے ہتھیاروں کی مانند تھے هندوستان کی اُس خاص کمان کا ذکر جسکا استعمال اب صرف پہاڑی ملکوں میں هوتا هی اور اُسکے چلّہ کو پاؤں سے کھینچکر چھ فٹ سے زیادہ لمبا تیر مارتے تھے ایریئن صاحب نے بیان کیا هی اور لمبی تلواروں اور لوھے کے نیزوں کا ذکر بھی کیا هی جن کا اب بھی کبھی کبھی استعمال هوتا هی اُس زمانہ میں بھی هندو گھوڑے کی سواری کے فن میں مشہور تھے اور گھوڑے کی لگامیں بہت تیز رکھتے تھے *

## سکندر کے زمانہ کے چال چلن سے زمانہ حال کے طور طریقوں کا مشابہہ هونا

هندوستان کے راجہ جو پیشکشیں دیتے تھے اُن سے اُنکی دولت مندی ظاهر هوتی تھی اور جس جس ملک میں یونانی گذرے اُن سب کے بیانوں سے یہہ ظاهر هوتا هی کہ ملک خوب آباد تھا اور لوگوں کو نہایت اقبالمندی اور دولت حاصل تھی *

اپالوڈورس مورخ بیان کرتا هی کہ دریاے جہیلم اور دریاے ستلج کے درمیان میں پندرہ سو ایسے شہر آباد تھے جنمیں سے کوئی شہر کاس سے کم نتھا اِس سے یہہ سمجھا جاتا هی کہ گو اِسمیں کیسا هی مبالغہ هو لیکن ملک کی حالت بہت ترقی اور آبادی پر تھی شہر پالیباتھرا کا طول آٹھہ میل تھا اور عرض ڈیڑہ میل اور فصیل اسکی بلند تھی جسمیں پانسو ستر برج اور چونسٹھہ دروازے تھے *

بہت سے تجارت کے شہروں اور بندر گاهوں کے بیان سے جنکا حال کتاب پریپلس کے مصنف نے یونانیوں کے بعد لکھا کہ اُنمیں غیر ملک کی تجارت جاری تھی یہہ ظاهر هوتا هی کہ هندوستانی ایسے کام یعنی تجارت میں بخوبی دسترس رکھتے تھے جس سے اور سب کاموں کی نسبت ایک قوم کی ترقی یافتہ حالت زیادہ ثابت هوتی هی *

پولیس کے انتظام کو عمدہ بیان کیا هی مگا ستھینیز بیان کرتا هی کہ سندرکُتس کے لشکر میں جسکا تخمینہ اُسنے چار لاکھہ آدمی بیان کیا هی جسقدر روپیہ چوری جاتا تھا اُسکا اوسط فی یوم تیس روپیہ سے زیادہ نہیں هوتا تھا *

معلوم هوتا هی کہ داد رسی راجہ اور اُسکے پنچوں کے ذریعہ سے هوتی تھی جن چند قوانین کا حال یونانیوں نے بیان کیا هی وہ منو کے قانونوں کی مانند هیں مگر اِس امر میں یونانیوں کو صحیح صحیح آگاهی حاصل نہیں هوئی کہ اِنکے قانون کی کتابیں هیں اُنکو یقین تھا کہ هندوؤں کے قانون قلمبند نتھے اور بعضے یہہ بھی

کہتے هیں کہ هندو حرفوں سے ناواقف تھے اور بعضے برخلاف اسکے انکے تحریر کي خوبصورتي کي تعریف کرتے هیں † *

محاصل ملک کا اراضي اور تاجروں اور کاریگروں سے وصول هوتا تھا ‡ اسٹرییو صاحب نے منو کي مانند محاصل اراضي کو کل پیداوار کا چوتھائي بیان کیا هی لیکن یہہ بھي صاف صاف کہا هی کہ تمام اراضي راجہ کي ملکیت سمجھي جاتي هی اور کاشتکاروں کو شرح مذکورہ بالا پر کاشت کیواسطے دیجاتي هی ǂ اور ایک اور مقام میں اُنھوں نے یہہ بیان کیا هی کہ بعضے گانوں کے باشندے زمین کي کاشت مشترک کرتے هیں اور اس قاعدہ کا رواج اب بھي بہت هی محاصل کے اُس حصہ کا حال بھي اسٹرییو صاحب نے قلمبند کیا هی جو کاریگر لوگ بعوض خراج کے سرکاري کام مفت کرنے سے ادا کرتے تھے جیسا کہ منوٗ نے بھي بیان کیا هی اور اسٹرییو صاحب نے جو حالات بازاروں کے چودھریوں اور کھیتوں کي پیمایش اور آبپاشي کے لیئے پاني کي تقسیم اور دیہات کے پدھانوں کے اور اور کاموں کے جو تجارت اور سڑک اور دیگر امورات کي نگراني سے متعلق هیں مندرج کیئے هیں وہ پدھانوں کے حال کے کاموں سے بالکل مطابق هیں اور شہر کے چودھریوں کا جو حال لکھا هی اگرچہ صاف صاف نہیں لکھا مگر وہ آجکل کے چودھریوں کے کاموں سے بہت مشابہت رکھتا هی *

هندوؤں کے مذهب کا حال بہت کم بیان کیا هی اسٹرییو صاحب نے بیان کیا هی کہ وہ جوپیٹس‌پلوریس یعني اندر دیوتا اور گنگا اور اور دیوتوں کي پرستش کرتے هیں اور بلدانوں میں برهنہ سر رهتے هیں اور بلدان کو بجاے ذبح کرنے کے دم گھونٹ کر مارتے هیں اور یہہ حال برهمنوں کے بعضے اُن بلدانوں سے جسکا حال هم پر اچھي طرح روشن نہیں اور جنکے رواج کو زمانہ حال کي ایجاد سمجھا جاتا هی بہت مطابق هی *

کالبروک صاحب نے علاوہ پرنانیوں کے اور کئي مورخوں کے بیانوں کو نقل کیا هی § جنسے یہہ ظاهر هوتا هی کہ هندو سورج کو بھي پوجتے تھے *

یونانیوں نے بیکس اور هرکیولس کي پرستش پر کہ وہ هندوستان میں مروج تھي بہت کچھہ لکھا هی مگر اُسکا سبب علانیہ یہہ هی کہ هندوؤں کي روایتوں کو اُنھوں نے اپنے دیوتوں کي روایتوں سے خواہ مخواہ اُسیطرح سے مطابق کرلیا هی

---

† اسٹرییو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۳ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع
‡ ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان صفحہ ۱۱
ǂ اسٹرییو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۴ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع
§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۲۹۸

جسطرح سے کہ اُنہوں نے اور معاملات کي روایتوں کو اپني روایتوں سے منسوب کرلیا هی † *

هندوؤں کے علم سے یوناني محض ناواقف رهے مگر اُنکي دانائي کا اُن کے دل پر بڑا اثر هوا اور هندوؤں کي حکمت کا کچهه تهوڑا سا حال جو اُنہوں نے بیان کیا هی وہ کچهه تهوڑي قدر و منزلت نهیں رکهتا میگاستهنیز بیان کرتا هی کہ هندوؤں اور یونانیوں کي حکمت کے اکثر مسائل میں اتفاق پایا گیا هندو خیال کرتے تهے کہ دنیا کي ابتدا اور انتہا هی اور زمین کي شکل گول هی اور جس خدا نے اُسکو بنایا اور اُسپر حاکم هی وہ اُسپر هرجگهه موجود هی علاوہ اربع عناصر کے ایک اور عنصر هی جس سے آسمان اور ستارہ بنے هیں اور یہہ عالم سب عالموں کا مرکز هی اور وهي مورخ لکهتا هی کہ هندوؤں اور یونانیوں میں روح کے مسئلہ اور اور مسئلوں میں بهي اِتفاق هی اور اُنہوں نے افلاطون کي طرح روح کے ذاتي نهونے اور مرنے کے بعد هر ایک کو اپنے اعمال کي بموجب جزا حاصل هونے اور اِسي قسم کے اور اور مطالب کے باب میں بہت سي کہانیاں تصنیف کي هیں ‡ *

قدیم زمانہ کے اِن بیانوں سے ظاهر هی کہ اگر برهمنوں نے اپني حکمت یونانیوں سے سیکهي تو سکندر کے زمانہ سے پہلے سیکهي هوگي اور ونساتي کرینس نے جو گفتگو هندوؤں سے درباب حکمت کے کي وہ هم بیان کرچکے هیں وہ لکهتا هی کہ هندوؤں نے یہہ بات دریافت کي کہ یوناني بهي کبهي اِس قسم کي گفتگوئیں کرتے هیں یا نهیں اِس سے یہہ صاف معلوم هوتا هی کہ هندو یونانیوں کے علوم اور مسائل حکمت سے بالکل ناواقف تهے *

یونانیوں نے جو هندوؤں کے فن نغمہ کي نسبت کچهه نهیں لکها هی اُس سے یہہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ ملک کے جس حصہ میں اُنکا گذر هوا اُس میں عمدہ عمدہ معبد اور مندر نتهے جیسے کہ اب بهي نهیں هیں هندوؤں کے نغمہ و سرود کا جو بیان یونانیوں نے کیا هی وہ اُنکے حقمیں اسیطرح برا هی جیسے کہ زمانہ حال کے کسي اهل یورپ کا بیان هوتا هی اِس لیئے کہ گو یہہ کہا گیا هی کہ گانے ناچنے کا وہ شوق رکهتے تهے مگر ایک اور مقام میں بیان کیا هی کہ اُنکے هاں بجز ڈهولک اور مجیروں اور جهانجهه کے اور کوئي باجا نهیں هی *

معلوم هوتا هی کہ اور فنوں کي حالت ایسے هي تهي جیسے کہ آجکل هی جس قسم کا غلہ دونوں فصلوں میں تیار هوکر کٹتا تها وہ بهي زمانہ حال کے غلہ کي مانند

---

† جو متهرا کي پرستش میں هرکیولیس کا بیان یونانیوں نے کیا هی شاید اُس سے سري کرشن جي کي پرستش مراد هو *

‡ اسٹربیو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۰

هی چنانچه شکر اور روئي اور مصالحه اور خوشبوؤں کا پیدا هونا بیان کیا هی اور کهیتوں کو تر رکهنے کیواسطے چهوٹي چهوٹي کیاریاں بناکر زمانه حال کي مانند آبپاشي کرتے تهے † رتهوں کو لڑائي میں گهوڑے کهینچتے تهے مگر کوچ کے وقت بیل اور بعض اوقات اونٹ بهي کهینچا کرتے تهے لیکن اِس زمانه میں بجز ریگستان کے اونٹوں سے باربرداري کا کام بہت کم لیا جاتا هی اور شان شوکت کے واسطے هاتهیوں کي رتهوں میں بهي سوار هوتے تهے مگر زمانه حال میں هاتهیوں کي رتهوں کا دو جگهه پر هونا سنا گیا هی *

هاتهیوں کے پکڑنے اور تربیت کرنے کا طریقه اور اُسکي تمام حکمتیں ‡ ایریئن کے بیان سے ٹهیک ٹهیک ایسے هي معلوم هوتي هیں جیسے که کتاب تحقیقات ایشیا میں اُنکا حال لکها هی § *

هندوؤں کي رنگتوں کي شوخي اور آب و تاب اور اُنکي مصنوعات اور غیرملکوں کي چیزوں کي نقل میں کمال رکهنے کا بیان کیا گیا هی || *

تمام کاموں میں تانبے کے برتنوں کا استعمال ایسا هي عام تها جیسا که اب هی لیکن پیتل کے برتنوں سے جنکا استعمال اب زیاده تر هی چٹکني کے اندیشه سے پرهیز کیا جاتا تها ⸸ اسٹریبو صاحب نے شاهي سڑکوں کا ایک مقام میں اور دوسرے مقام میں میل کے پتهروں کا * ذکر کیا هی *

اسٹریبو صاحب نے هندوؤں کے تیوهاروں کي دهوم دهام اچهي طرح بیان کي هی چنانچه لکها هی که هاتهي سنهري اور روپهلي جهولوں اور هودوں سے آراسته هوکر اور سواریوں کے ساتهه جن میں چار چار گهوڑوں کے رتهه اور بیلوں کي گاڑیاں هوتي تهیں سب سے آگے چلتے تهے اور بہت اچهي اچهي فوجیں مقام معینه پر موجود هوتي تهیں اور ماهع کے گلدان اور اور بڑے بڑے برتن اور چوکیاں اور سنگاسن اور پیالے اور افتابے که وه سب زمرد اور فیروزه اور شبچراغ اور اور قیمتي جواهرات سے مرصع هوتے تهے اُنسے بڑي شان و شوکت ظاهر هوتي تهي اور مختلف رنگوں اور زردوزي کے کام کي پوشاکوں سے تماشه کي خوبي زیاده هو جاتي تهي اور پالے هوئے شیر اور چیتے بهي ان میلوں میں هوتے تهے علاوه اُنکے خوش آواز اور رنگ رنگ کے طرح دار پرند مصنوعي درختوں پر جو بڑي بڑي گاڑیوں پر چلتے تهے بیٹهے هوئے هوتے تهے اُنسے

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۷۶ و ۲۷۷
‡ ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۱۳
§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحه ۲۲۹
|| اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۹۳
⸸ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۷۲ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ع
* ایضا صفحه ۲۸۷

بھي ايک عجيب کيفيت اور رونق ھو جاتي تھي درخت اور پھول وغيرہ بنانے کي رسم کسيقدر سکندر کے پيچھے بھي جاري رھي اور شايد اب بھي بنگال ميں جاري ھو اور تھوڑا عرصہ گذرا کہ وھاں مصنوعي درخت اور ارايش کا شاديوں اور براتوں ميں ھونا ضروري سمجھا جاتا تھا † بيان کيا گيا ھی کہ ھندو اپنے مردوں کي يادگاري کرتے اور اُنکي تعريف ميں راگ بناتے تھيں غرض کہ ھندو اپنے بزرگوں کا ادب اور تعظيم سب کچھہ کرتے ھيں مگر يہہ عجيب رسم ابتک جاري ھی کہ بہت روپيہ صرف کرکے قبريں نھيں بناتے تھيں ‡ درياؤں کے کناروں پر لکڑي کے مکان بنانے کي رسم جو ايرين صاحب نے بيان کي ھی § اُس سے غالباً وہ طريقہ مراد ھی جو اب بھي درياے اٹک پر رايج ھی کہ وھاں ايسي چوکيوں کے فرش ھوتے ھيں جو زمين سے بارہ بارہ يا پندرہ پندرہ فٹ بلند ھوتي ھيں اور درياے ايراوتي پر بھي يہي دستور ھی کہ وھاں شہر رنگون کے تمام مقام لکڑي کے ھي بني ھوئے ھيں *

ھندو لوگ شاديوں ميں باھم روپيہ ليتے ديتے نہ تھے || يہہ قاعدہ منو کي ھدايتوں اور زمانہ حال کے طريقہ سے مطابق ھی ‡ *

عورتيں پاکدامن ھوتي تھيں اور ستي ھونيکا طريقہ پہلے سے جاري تھا ليکن شايد اُسکي کثرت نتھي کيونکہ ايرستابولس اُسکو ايک عجيب رسم منجملہ اُن رسموں کے بيان کرتا ھی جنکا حال اُسنے مقام ٹيکسلامين * دريافت کيا ھی کہ بيٹيوں کي شادي زور و ھنر ميں امتحان کرنے کے بعد سب ميں غالب رھنے والی کے ساتھہ کرتے تھے جس کے باعث سے ھندوؤں ميں نظم ورزم کي بہت سے مضمون قايم ھوئے اسي رسم کا حال †† ايرين نے بطور ايک معمولي رسم کے لکھا ھی اور بيان کيا گيا ھی کہ اُن کے راجاؤں کے گرد پيش بہت سي سھيلياں حاضر رھتي تھيں اور منو کے بيان کے بموجب راجاؤں کے پاس فقط اُنکي تنہائي کے کمروں ميں ھي نھيں رھتي تھيں بلکہ شکار ميں بھي ساتھہ جايا کرتي تھيں اور راجہ اُنکو بہت احتياط سے اسيطرح پردہ اور حجاب ميں رکھتے تھے جسطرح کہ مسلمان رکھتے ھيں اور مسلمانوں ميں ھي يہہ رواج باقي ھی مگر راجاؤں کي تعظيم و تکريم و اداب و خطاب ايسے لفظوں سے

---

† اسٹريبو صاحب کي تاريخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۴

‡ ايرين کي تاريخ ھندوستان باب ۱۰

§ ايضا

|| ايضا باب ۱۷

‡ صرف مگاستھينز اسکے برخلاف يہہ بيان کرتا ھی کہ ھندو ايک جوڑي بيل کي ديکر زوجہ حاصل کرتے تھے

* اسٹريبو کي تاريخ جلد ۱۵

†† ايرين کي تاريخ ھندوستان باب ۱۷

ظهور تها جس سے ثابت هو که لوگ اُسکے غلام هیں جنکا رواج مسلمانوں سے هي شروع هوا هی هندو بوقت حاضري † دربار کے راجاؤں کے حق میں دعا کرتے تهے لیکن ایرانیوں کي طرح قدموں پر نهیں گرتے تهے ‡ *

ایریئن نے هندوؤں کي جو پوشاک بیان کي هی وه دو چادروں سے مرتب هوتي هی جسکو اب بهي بنگال کے لوگ اور مذهب کے پخته برهمن هر جگهه کے پهنتے هیں اور آج کل کے رواج کي موافق کانوں میں بالیاں اور پانوں میں نات داري جوتیاں پهنتے تهے اور کپڑے اُنکے عموماً سفید اور سوتي هوتے تهے مگر اکثر مختلف شوخ رنگ کے کپڑے اور طرح طرح کي پهولدار چهینٹیں بهي پهنتے تهے اور سونے کا زیور اور جواهرات بهي مستعمل تهے اگرچه وه اکثر باتوں میں کفایت شعار § تهے مگر پوشاک میں بہت سا روپیه صرف کرتے تهے اور ذي مقدور آدمي مثل اس زمانه کے چهتر لگاتے تهے *

هندو اپني ڈاڑهیوں کو آج کل کے رواج کے موافق حنا اور نیل سے رنگتے تهے اور خضاب بنانے یا لگانے میں غلطیاں هوجانے کے باعث سے اُنکي ڈاڑهیاں کبهي سبز کبهي سرخ کبهي نیلي هو جاتي تهیں جیسا که اب بهي هو جاتا هی مگر اس زمانه میں بجز سیاه خضاب اور کبهي سرخ خضاب کے اور کوئي خضاب نهیں لگاتے هیں اور کهانا علحده علحده کهاتے پکاتے تهے چنانچه یهه کج خلقي اُن میں اب بهي موجود هی نشه کرنے والي شراب بهت کم پیتے تهے اور جس شراب کو پیتے تهے وه چانولوں سے بنتي تهي اور اُسکو اَرک کهتے هیں *

هندوؤں کي شکل و صورت وضعدار بیان کي گئي هی اور شمال اور جنوب کے باشندوں کي صورت میں همیشه امتیاز کیا گیا هی جس سے همکو تعجب هوتا هی اسلیئے که هندوستان والوں کو هندوؤں کے حالات سے بهت آگاهي حاصل نهیں هوئي تهي چنانچه شمالي هندوؤں کو کالا اور اهل اِتهیوپیا سے بجز چپٹي ناک اور گهونگر والے بالوں کي مشابهت کے بالکل مختلف الشکل بیان کیا هی اور شمالي هندوؤں کو جنوب والوں سے زیاده گورا مثل مصر والوں کي وضع کے لکها هی || یهه مشابهت اُنکي

---

† یهه بات قابل بیان کے هی که هندوؤں کے سانگوں میں کوئي نشان ایسا پایا نهیں جاتا که علاوه راجه کے جو اور لوگ سانگ میں داخل هوتی تهی وه اُس سے غلامانه پیش آتے تهے اب بهي جن هندو راجاؤں کے درباروں کو مسلمانوں سے کچهه تعلق نهیں هوا اُن میں راجاؤں کے آداب اور القاب کا برتاو سیدها ساده هوتا هی

‡ ایریئن کي تاریخ هندوستان باب ۱۶

§ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۸۱ و ۴۸۸

|| ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۶ اور اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۷۵ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ع

مصریوں سے ایسي هی که هندوستان سے جو سیاح دریاے نیل پر کے قبروں کي تصویروں کو جاکر دیکھے تو اُسکو بڑي حیرت هوگي *

## یونانیوں کا هندوؤں کي خصلت کو اچها سمجهنا

هندوؤں کو سانولا اور بلند قد خوبصورت دبلا پتلا اور چست و چالاک بیان کیا هی † اور اُنکي بهادري کو لڑائي میں ایشیا کي باقي قوموں سے بارها برتر اور ممتاز لکها هی ‡ اور اُنکو سنجیده طبیعت اور معتدل مزاج اور پیشو اور اچهے سپاهي اور اچهے کسان § اور سادگي اور صداقت کلام میں مشهور اور ایسے حق پسند که عدالت تک نوبت نالش کي نه پهونچاتے تهے اور ایسے دیانتدار که لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک نه ڈالتے تهے اور نه اپنے عهد || و پیمان کے پختگي کے واسطے باهم تحریر کرتے تهے بیان کیا هی علاوه اسکے کها گیا هی که کوئي ایسا هندوستاني دیکهنے اور سننے میں نهیں آیا جو جهوٹ بولتا هو * مگر خود هندوؤں کي قدیم تحریروں سے همکو معلوم هوتا هی که یونانیوں نے جو یهه بات بیان کي که وه باهم ایک دوسرے کا اعتماد کرتے تهے غلط هی اور اُن کي راستگوئي کے بیان کو بهي بے کوتکے جهوٹ سمجهنا چاهیئے مگر باوجود اسکے یونانیوں کا بیان بهت کار آمد هی اسلیئے که اُس سے یهه بات ظاهر هوتي هی که هندوؤں کے جن اوصاف کا مقدونیه والوں پر بڑا اثر هوا وه کیا تهے اور اُس زمانه سے اُنکي خصلت میں بالکل تبدیلي آئي هی چنانچه اب غیر ملکوں کے لوگ هندوستانیوں کي نالشوں کي کثرت اور جهوٹ و فریب سے حیران هوتے هیں یونانیوں کے بیان اُسي حالت میں غلط هوتے هیں جب که وه اُن عیبوں کے نهونے پر مبالغه کرتے هیں *

# چوتها تتمه

## بیکٹریا کے یوناني سلطنت کے بیان میں

### اگلے وقتوں کے اُن یونانیوں کے حالات جنکو هندوستان سے تعلق تها

بیکٹریا کي سلطنت کا جو کچهه حال همکو پهلے معلوم تها وه هندوستان سے ایسا کم متعلق تها که هندوستان کي تاریخ میں اُسکا ذکر کرنا کچهه غیر مناسب هوتا *

---

† ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۱۷

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ مهمات سکندر جلد ۵ باب ۴

§ ایضا جلد ۵ باب ۲۵

|| اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۸۸ مطبوعه ۱۵۸۷ع

* ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۱۲

زمانه حال کي تحقیقات سے واضح هوا هی، که اُس ملک میں اور هندوستان میں بهت سا تعلق رها هی اور ممکن هی که ان تحقیقوں سے ایسے تعلق بهي جو اب تک بخوبي دریافت نهیں هوئے ظاهر هو جاویں مگر یهه تحقیقیں اب بهي قدیم زمانه کے حالات کے چهان‌بین کرنے والوں کي توجهه کے محتاج هیں جو باتیں اب تک تحقیق هوچکي هیں اُنکو هي اس مقام پر مختصر بیان کرنا مناسب هی *

سکندر نے جب هندوستان سے مراجعت کي تو اپني تهوڑي سي فوج بیکٹریا میں چهوڑ دي *

سکندر کي سلطنت کي تقسیم کے پهلے جهگڑے کے بعد صوبه بیکٹریا سلیوکس والے شام کے حصه میں سنه ۳۱۲ قبل مسیح میں آیا سلیوکس نے بذات خود اپنے سرکش صوبوں کے مطیع کرنے کے لیئے کوچ کیا اور اُنسے نبٹ کر هندوستان میں آیا اور سندراکتس سے عهدنامه کیا صوبه بیکٹریا سنه ۲۵۰ قبل مسیح تک جبکه ملکي جهگڑوں اور پارتهیا والوں کي لڑائیوں سے بیکٹریا کے حاکم کو بهي خود سر هوجانے کي ترغیب هوئي سلیوکس کي اولاد کے قبضه میں رها بیکٹریا میں اول خود مختار بادشاه تهیوڈوٹس هوا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا اُسیکا هم نام یعني تهیوڈوٹس ثاني تخت نشین هوا جسکو یوتهائیڈیمس میگنیزیا واقع ایشیا مائنر کے رهنے والے نے تخت پر سے اوتار دیا اس عرصه میں سلیوکس کے خاندان نے اپني قوت اور جمعیت کو فراهم اور قوي کرلیا چنانچه اُنمیں سے اینٹیاوکس اعظم نے اپنے برگشته مشرقي ملک کو پهر قبضه میں لانے کا اراده کرکے لشکر کشي کي چنانچه یوتهائیڈیمس کو شکست دیکر مطیع کرلیا یعني اُس سے عهد و پیمان کرکے اُسکي سلطنت اُسي کے قبضه میں رهنے دي یهه بات غالب نهیں هی که یوتهائیڈیمس نے مشرقي کوه قاف کے جنوبي حصه پر لشکر کشي کي هو مگر اُسکي بیٹي ڈیمٹریئس نے اراکوسیا اور ایران کے ایک بڑے حصه پر قبضه پایا اُسنے هندوستان میں بهي فتوحات حاصل کیں چنانچه صرف سنده هي پر قابض نهوا بلکه اُس سے بهي کچهه آگے تک دخل کرلیا مگر معلوم ایسا هوتا هی که اُسکو یوکریٹائیڈس بیکٹریا سے خارج کرکے بادشاه بن بیٹها یوتهائیڈیمس کي وفات کے بعد ڈیمٹریئس نے اس اپنے رقیب کے اختیار و تسلط سے اپنا ملک نکالنا چاها مگر کامیاب نهوا بلکه برعکس اپني مراد کے هندوستان کے فتوحات کو بهي جو یوکریٹائیڈس کي هي کوشش سے حاصل هوئي تهیں کهو بیٹها *

یوکریٹائیڈس کے عهد میں بیکٹریا کي سلطنت کمال ترقي پر تهي اس بادشاه کو اُسکي عین اقبالمندي کے زمانه میں اُسکي بیٹے یوکریٹائیڈس ثاني نے قتل کرڈالا اس پدرکش بادشاه کي سلطنت کا کسیقدر مغربي حصه پارتهیا والوں نے چهین لیا

اور خاص بیکٹریا ستهیا والوں نے لیلیا † اور اُسکے قبضه میں بجز مشرقي کوه قاف کے جنوبي ملک کے اور کچهه باقي نرها میناندر اور اپالوڈوٹس کي سلطنتوں کا زمانه اور وه تعلق جو یوکریٹائیڈیس کے ساتهه اُنکو رها یونانیوں کے بیان سے دریافت نهیں هوتا میناندر نے هندوستان کے شمال و مغربي حصه میں به نسبت اور کسي یوناني بادشاه کے بهت دور تک فتوحات حاصل کیں اور جن مقاموں کو اُسنے فتح کیا وه اور بیکٹریا کي سلطنت کي وسعت اسٹریبو صاحب کي ایک بیان سے همکو معلوم هوتي هی ایک قدیم مورخ کے قول کے بموجب جو اسٹریبو صاحب نے اسي بیان میں نقل کیا هی که بیکٹریا والے اریانه کے نهایت مشهور حصه پر قابض هوگئے اور سکندر سے بهت زیاده هندوستان کي قوموں کو مطیع کیا هندوستان کي مهموں میں بڑي کوشش میناندر نے کي چنانچه وه دریاے ستلج سے عبور کرکے دریاے اسامس تک پهونچگیا اُسي مورخ کا قول هی که اُسکے اور یوتهائیڈیمس کے بیٹے ڈیمٹریئس کے عهد کے درمیان میں بیکٹریا والے صرف پٹالین هي پر قابض نهیں هوئے بلکه اُسکي دوسري حد کے اُس حصه پر جسمیں ثساري آسٹس اور سائي جرٹس کي سلطنتیں تهیں قابض اور دخیل هوگئے دریاے اسامس کا جو ابهي ذکر هوا هی اسکو بعضے تو دریاے جمنا خیال کرتے اور بعضے کوه همالیه جانتے هیں جسکو کبهي اماس کها گیا هی اور بعضے ایک چهوٹے سے دریا آئیسا کو سمجهتے هیں جو مغرب کي طرف سے آکر گنگا میں گرتا هی اِنمیں سے کوئي صحیح هو مگر پنجاب کے مشرق میں کا کوئي ملک ضلع مراد هی بیکٹریا والوں نے جنوب کیجانب جو فتوحات حاصل کیں اُنکا کچهه ذکر نهیں هوا هی اگر جنوب میں دهلي یا هستنا پور تک اُنکو دخل ملا هوتا تو اُس سے هندو مورخ بهي ضرور واقف هوئے هوتے اور جنوب و مغرب کیجانب میں اُنکو دریاے اٹک کے دهانے کے قریب اُس مقام تک جهاں کئي دهاریں هوجانے سے زمین کا ایک خطه مثلث کي صورت کا بنگیا هی اُنکا تسلط هوا هوگا اور پٹالین کا نام جو ابهي بیان هوا هی وه ملک ٹاٹا کے ( جو کرانچي بندر کے قریب هی ) آس پاس کا ملک هوگا مگر هم کو یهه کسي ذریعه سے نهیں معلوم هوسکتا که پٹالین کے دوسرے کناره پر جو سلطنت سائي جرٹس کي تهي وه ملک کچهه تها یا گجرات کا جزیره نما تها پریپلس کا مصنف بیان کرتا هی که میناندر اور اپالوڈوٹس کے سکه آجتک ( یعني جس زمانه میں پریپلس تصنیف هوئي ) بروچ میں ملتے هیں اُس زمانه میں اُن سکوں کا دور دور کے ملکوں میں چلن هونے کے سبب سے معلوم هوتا هی که اُنکے بعضے ضلعے بروچ سے بهت فاصله پر هونگے مغرب میں جو نهایت مشهور حصه اریانه کا اُنکے قبضه میں بیان کیا گیا هی

---

† کلنٹن صاحب کے بیان کے بموجب قریب سنه ١٣٠ قبل مسیح کے اور ڈي گنیز صاحب کے قول کے بموجب سنه ١٢٥ قبل مسیح میں یهه واقعات گذري

وہ یقیناً خراسان ہوگا لیکن هندوستان میں بیکٹریا والوں کو غایت درجہ کی فتوحات حاصل ہونے سے غالب هی کہ خراسان کا کسیقدر حصہ اُنکے قبضہ سے نکل گیا ہوگا † *

جو کچھہ حالات بیان هوچکے یہہ یونانی مورخوں سے لیئے گئے هیں اور اُنکا اِستحکام اور زیادہ حالات سے آگاهی پورانے سکوں کے ذریعہ سے هوئی چنانچہ اُنکے ذریعہ سے یونانی آٹھہ بادشاهوں کے بجاے جنکا ذکر هوا اٹھارہ بادشاہ دریافت هوگئے اور اور قوموں کے بادشاهی خاندانوں کا حال جو یونانیوں کے تسلط کے معدوم هوجانے کے بعد آگے پیچھے هوئے سکوں هی کے وسیلہ سے معلوم هوا هی *

سکوں کے وسیلہ سے آگاهی حاصل کرنے کے مضمون پر لوگوں کے پہلے پہل اُن چند سکوں کے سبب سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے بہم پہونچائے اور اُس دلچسپ تحریر کی وجہہ سے جو اُنہوں نے اُن سکوں پر لکھی اور تحقیقات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی کی جلد اول میں چھاپی توجہہ مائل هوئی اور اسکا تمام یورپ میں خوب چرچا هوا اور هندوستان میں پروفیسر ولسن صاحب اور پرنسپ صاحب نے سکوں کے ذریعہ سے بڑی چھان بین کی *

پروفیسر ولسن صاحب نے یونانی بادشاهوں کے سکوں کا حال چھاپا هی اور حتی‌الامکان اُنکی ترتیب کی هی لیکن ان سکوں میں نہ سنہ کا نقش هی نہ دارالضرب کا نشان هی اِس لیئے خواہ مخواہ اُنکی ترتیب ناقص هی جن بادشاهوں کا ذکر هوچکا اُنکے سکے یوکریٹائیڈس اول تک مشرقی کوہ قاف کے شمال میں پائے جاتے هیں اُنکے ایک جانب کی صورتیں یا عبارتیں اور دوسری جانب کے کام بالکل خاص یونانی هیں یوکریٹائیڈس ثانی سے آگے کوئی اُس ملک میں نہیں پایا جاتا مشرقی کوہ قاف کے جنوب کیجانب میں جو سکے ملتے هیں وہ اور طرز کے اکثر چوکونہ هیں اور یہہ صورت کسی یونانی سکہ کی خواہ وہ یورپ کا هو خواہ وہ ایشیا کا نہیں پائی جاتی اِن سکوں پر دو قسم کے حرف ایک طرف یونانی اور دوسری طرف کسی وحشی زبان کے هیں اور میناندر کی سلطنت سے کسی کسی سکہ پر ایک طرف هاتھی اور دوسری طرف کوهان دار بیل کی تصویریں هیں یہہ دونوں جانور جو هندوستان سے خصوصیت رکھتے هیں اِس سے معلوم هوتا هی کہ بیکٹریا والوں کی هندوستان میں حکومت تھی *

---

† یونانی مورخوں کے وسیلہ سے جو کچھہ حالات بیکٹریا کے معلوم هوئے هیں وہ بیئر صاحب کی تاریخ بیکٹریا میں مجتمع هیں کلنٹن صاحب نے بھی اپنی کتاب کی جلد ۳ صفحہ ۳۱۵ کے حاشیہ میں بیکٹریا کے یونانیوں کے حالات بہت صاف اور مختصر لکھے هیں *

وحشي زبان کے حروف جو سکوں میں هیں وہ پڑھے نہیں سمجھے گئے اور بہت سي بحث اور مباحثوں کا باعث هوئے هیں اسمیں شک نہیں که اُن حرفوں کي تحریر دائیں جانب سے بائیں جانب کو هی اور یہه طریقه تحریر کا همارے علم و آگاهي کے بموجب اُن زبانوں سے مخصوص هی جو عربي زبان سے رشته رکهتي هیں یہه خیال میں آسکتا هی که وہ زبان اُسي ملک کي خاص زبان یعني فارسي هوگي غرض که ان سب قرینوں سے معلوم هوتا هی که وہ زبان پہلوي هی جو ان سکوں پر هی جن لوگوں نے اِس معامله پر تحریریں کي هیں اُنهیں سے بعضے اِس راے کي تائید کرتے هیں اور پروفیسر واسن صاحب نے کوئي اپني راے تو قائم نہیں کي مگر اِس معامله میں جو رائیں لوگوں نے دي هیں اُنکي چهان بین بخوبي کرکے نتیجه پر شبہه کیا هی اور بعضے آدمي یہه خیال کرتے که ان سکوں میں ایسي زبان کے حرف هیں جو سنسکرت سے علاقه رکهتي هی وہ سمجهتے هیں که یہه حروف زبان ژند کے هیں یا کسي اور هندوستاني زبان کے هیں *

اِس سلسله کے سکوں میں جنپر اول توجهه هوني چاهیئے میناندر کے سکه هیں اِن سکوں میں جو سوٹر کا خطاب نقش کیا هوا ملتا هی جسکو یوکریٹائیڈس اول اور ثاني نے اختیار کیا تها اور اُن سکوں کے پشت پر کے نقش و نگار بالکل وهي هیں جو انهیں بادشاهوں کے سکوں سے مخصوص هیں تو اس سے یہه نتیجه حاصل هوتا هی که جس بادشاه نے اُن سکوں کو چلایا وہ انهیں بادشاهوں کے خاندان میں سے هوتا یهي دلیل اپالوڈوٹس کے سکوں پر حجت هوسکتي هی جو شاید میناندر کا بیٹا تها دو اور بادشاهوں ڈایومیڈیز اور هرمیس کا بهي یهي خطاب هی اور وہ بهي اِسي خاندان سے متعلق هوسکتے هیں هرمیس کے سکه جو پیدا هیں اُنسے یہه ثابت هوتا هی کہ یہه بادشاه اِس سلسله کے آخر میں هوا اور اِسي کے سکوں سے دوسري قسم کے سکوں کا نمونه قائم هوتا هی جس سے صاف ظاهر هی که اِسکے عهد کے بعد وہ نئے سکے جاري هوئے *

یہه سکه نہایت بیڈهنگے اور بد اسلوب هیں اور اُنپر جو عبارت نقش کي هوئي هی وہ ایسي یوناني هی که پڑهي نہیں جاتي اور بادشاهوں کے نام بهي وحشیانه اور کریهه هیں مثل فٹ نیسیز اور کاڈفیز وغیرہ بڑي قرین قیاس دلیلوں سے اِن ناموں کو سٹهیا والوں کے نام سمجها گیا هی جنهوں نے بیکٹریا والي یونانیوں کي جنوبي سلطنت کو غالباً سنه عیسوي کے شروع هونے کے قریب فتح کرلیا هوگا *

اور سکه بهي اخیر سلسله کے سکوں سے مشابهه پائے گئے هیں مگر اُنکو سٹهیا والوں کي نسبت پارتهیا والوں سے زیادہ تعلق معلوم هوتا هی *

اُس ملک کي سلطنت کے زمانوں کا سلسلہ پورا ہونے کے لیئے ابھي اور بھي سکہ باقي هیں مگر وہ ساسانیہ والوں سے متعلق معلوم هوتے هیں جنکا ایران پر مسلمانوں کے حملہ تک قبضہ تھا *

ایک اور قسم کے سکہ بھي هیں جنکي اکثر باتیں دونوں یوکریٹائیڈس کے سکوں سے مشابہہ هیں غالباً یہہ سلسلہ بھي سوتّر خطاب والوں کے سکوں کے زمانہ میں جاري تھا مگر اِس خاندان کے بعد بھي باقي رها هی اِن سکوں میں جو بادشاهوں کے نام هیں وہ اکثر لفظ مایک ( یعني فتح ) سے مشتق هیں اسبات سے اور اور بھي مشابہت کي باتوں سے اُنکو ایک هي خاندان سے متعلق سمجھا جاتا هی *

ایک اور قسم کے سکہ دو بادشاهوں کے بھیں جنمیں سے ایک اگاتھوکلیز اور دوسرا پنٹالیون هی اِن سکوں کو بیکٹریا والے تمام یوناني سکوں کے آخیر کے سکہ سمجھا جاتا هی مگر اِن میں خاص صفتیں بیان کرنے کے قابل یہہ هیں کہ اُنکے اُس جانب میں جس طرف کہ اور سکوں میں وحشي زبان کے حرف هیں وہ حرف نقش کیئے هوئے هیں جنمیں هندوستان کے غاروں میں اور گول ستونوں پر کتبہ کندہ هیں ایسے حروف نہیں هیں جو داهنی جانب سے بائیں جانب کو لکھے جاتے هیں جن حالتوں میں یہہ سکہ دستیاب هوئے اُنسے کئي باتیں قایم هوسکتي هیں چنانچہ میناندر کے سکہ کابل کے قرب و جوار اور پیشاور میں بھي کثرت سے موجود هیں اور ایک سکہ اُسکا اِسقدر مشرق کیطرف جاکر ملا هی جہاں جمنا کے کنارہ پر متھرا هی اِس سے یہہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ دارالسلطنت میناندر کا کابل هوگا اور اِسي قیاس پر دارالحکومت سوتّر خاندان کي قائم هوسکیگي یہہ معلوم نہیں کہ نایک بادشاهوں کے دارالسلطنت کا بھي کچھہ پتا نشان کہیں هی یا نہیں پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے هیں کہ اگاتھو کلیز اور پنٹالیون کي سلطنت چترال کے قریب کے پہاڑوں میں تھي اور یہہ ملک جو پراپا مائیسس کے هندوستانیوں کا تھا اِس لیئے اُن سکوں پر هندوستاني حروف نقش هوئے هیں اور جس حالت میں کہ سنھیا والوں کے سکہ پائے گئے هیں وہ خود قابل معلوم کرنے کے هی اور اور حالات بھي ایسے هیں جنسے توقع هی کہ هندوستان کي تاریخ کو بڑي وضاحت هووے هرمریس کے علاوہ بیکٹریا والے تمام یونانیوں کے سکہ بازاروں میں بقیمت ملجاتے هیں یا پورانے شہروں کے کھنڈروں میں زمین میں تلاش کرنے سے نکل آتے هیں لیکن سنھیا والوں کے سکہ نہایت کم اُس بڑے خطہ کے مسلسل یادگاروں میں ملتي هیں جو کابل کے شمال سے مشرق کي جانب تمام اُس زمین میں جسمیں کابل کے دریا کي دھار بہا رہتي هی اور پنجاب کے شمالي حصہ کے ادھر اودھر تک پھیلا هوا هی *

یہہ یادگاریں بڑے بڑے ٹھوس گنبد اُس قسم کے ہیں جو بدھ مذہب والوں کی پرستش گاہوں میں عموماً پائی جاتی ہیں اور اُنہیں سے ہر ایک میں کسی نہ کسی بزرگ شخص کا کچھہ نہ کچھہ تبرک ہی ان گنبدوں میں بجز ہر موییس کے سکوں کے اور کسی یونانی بادشاہ کے سکے نہیں ملتے ہیں مگر اور دور دراز ملکوں کے البتہ ہیں اُنہیں سے سب سے قدیم دوسری ٹریموورٹ ( یعنی تین آدمیوں کی کونسل ) کا سکہ ہی † یہہ سکہ سنہ ۴۳ قبل مسیح میں جاری ہوا ہوگا مگر ہندوستان کی سرحدوں تک یونانی سلطنت کی بربادی سے کچھہ پہلے بآسانی آگیا ہوگا جسکی بربادی پر سبکا اتفاق ہی کہ سنہ مسیح کے شروع ہونے کے قریب وہ برباد ہوچکی تھی *

ان واقعات سے ڈی گنئیز صاحب کے خیالوں کے جو اُنہوں نے چینی مورخوں کی کتابوں سے قایم کیئے ہیں تائید ہوتی ہی وہ خیال کرتے ہیں کہ بیکٹریا میں سے یونانی قوموں کو تاتار کی سو قوم نے جو ٹرینزساکزیانہ کے شمال سے آئے سنہ ۱۲۶ قبل مسیح میں خارج کردیا اور ہندوستان میں کی یونانی سلطنت کو قوم یوچی نے جو ایران سے آئے تھے سنہ ۲۶ قبل مسیح علیہ‌السلام میں تہ و بالا کردیا اور یہہ قوم دریاے اٹک کے پاس پاس دور تک پھیل گئے تھے ‡ *

---

† واضح ہو کہ قدیم شاہنشاہی روم میں جسمیں اٹلی اور اسپین اور فرانس اور انگلستان اور مصر اور شام اور ترکی شامل تھے جسکا دارالسلطنت اول میں شہر روم واقع ملک اٹلی تھا اور بعد کو قسطنطنیہ ہوگیا جمہوری سلطنت تھی جبکہ جولیس قیصر نے جو پریسیڈنٹ تھا بادشاہ خود مختار ہونا چاہا اور سلطنت شخصیہ کردینے کا ارادہ کیا تو سنٹ یعنی مجلس کے دو نامی میمبرون کیئس اور بروٹس نے بمشورہ اوروں کے عین دربار میں اسکو قتل کیا تو اُسکا انتقام لینے کے واسطے اُسکے ہمشیرہ زادہ اغسطس قیصر نے اپنی دو نائیبون اینٹونی اور آکٹیبیئس سے سازش کی اور تینوں نے تمام سلطنت کو آپسمیں تقسیم کرلیا اور جولیس کے قاتلوں کو قتل کرڈالا ان تینوں کے متفق گروہ کو ٹریموورٹ کہتے ہیں اسسے پہلے یعنی اول ٹریموورٹ وہ تھی جسمیں جولیس قیصر اور پومپے اور کریسس تھی اغسطس قیصر کی ٹریموورٹ میں بھی آخرکار اتفاق نرہا اغسطس قیصر نے اپنے اُن دونوں نائیبون کو مغلوب کرکے سنہ ۳۰ قبل مسیح میں سلطنت شخصیہ اپنی قایم کرلی ( مترجم )

‡ ڈی گنئیز صاحب نے بیکٹریانہ پر تاتاریوں کے قبضہ ہونے کا اسطرح بیان کیا ہی کہ سو قوم فرغانہ سے جو دریاے جیکسرٹیز پر واقع ہی آئی اور ایک ایسے تربیت یافتہ قوم کو جسکے سکہ پر ایک جانب میں انسان کا چہرہ اور دوسری جانب پر دو سواروں کی تصویر تھی فتح کرلیا چنانچہ یوکریٹائیڈس اول اور ثانی کے سکونمیں ایک طرف اُنکا چہرہ اور دوسرے طرف کیسٹر اور پالکس گھوڑوں پر سوار بنے ہوئے تھے

قوم سوکا کوئي سکه نهيں ملا مگر قياس چاهتا هی که قوم يوچي نے جو ايران سے آئي تهي پارتهيا والوں کي پيروي کي هو اور اپنے آپ سے پهلے گذرے هوئے يونانيوں کے سکوں کي نقل کي هو هندوستان کے ستهيا والوں کے طريق کو گو وه کوئي کيوں نهوں هندوؤں کے بعض راجاؤں کے خاندان نے اختيار کيا تها کيونکه هندوؤں کے سکه ايسے پائے جاتے هيں جنکو هندوستان کے ستهيا والوں کے سکوں سے وهي مشابهت هی جو ستهيا والوں کے سکوں کو يونانيوں کے سکوں کے ساتهه هی *

همکو يهه خيال نهيں کرنا چاهيئے که بيکٹريا کي سلطنت ميں ايسے لوگ کثرت سے تهے جو بطور ايک بڑي بستي بسانے والوں کے يونان سے آئے هوں جيسے که يونان سے جاکر ايشيا کے مغرب ميں اور اٹلي کے جنوب ميں آباد هوئے سکندر کي فوج ميں پچهلے دنوں ميں بهت سے وحشي قواعد جاننے والے اور نجاننے والے بهرتي تهے ان لوگوں نے يونان کے اصل دارالسلطنت کيطرف مراجعت کرنيکي خواهش نه کي هوگي بلکه اصل يونانيوں اور مقدونيه والوں نے جيسا که همکو معلوم هی اپنے وطن کو واپس چلنے کے واسطے اضطرار اور اصرار کيا هوگا *

اس سے يهه نتيجه نکل سکتا هی که جن لوگوں کو وه چهوڑ گيا اُنميں تهوڑے سے يوناني اور اهل مقدونيه هونگے اور سکندر نے اپنے اُن سپاهيوں کو جنکو ايران ميں سکونت اختيار کرلے نے کے سبب سے عورتوں کي ضرورت هوئي ايراني بيبياں کرلينے پر جو آماده کيا تو اس سے ظاهر هوتا هی که بيکٹريا والوں کي دوسري نسل بجاے اصل يوناني هونے کے زياده تر ايراني هوگي اور جس زمانه ميں سليوکس کے خاندان کو بڑي عظمت اور ترقي حاصل هوئي اُسميں اور بڑے حوصله والے اصل يوناني آئے هونگے مگر پارتهيا والوں کي سلطنت قايم هو جانے کے بعد بيکٹريا ميں يونانيوں کي آمد و شد مسدود هوگئي هوگي بيکٹريا کي سلطنت کے پچهلے زمانه کا حال جو يوناني مورخوں نے کچهه بهي نهيں لکها اُسکا بڑا سبب يهي معلوم هوتا هی اخير زمانه ميں جو سکه کي هيئت خراب هوگئي اُسکے بگڑجانے اور اُنکي جنوبي سلطنت کے برباد هو جانے کے بعد اُنکا نام نشان باقي نرهنے کا باعث بهي يهي واقعات مذکوره معلوم هوتے هيں *

# پانچواں تتمه

## هندوؤں کے انتظام محاصل کے بعض مقاموں کي شرح اس پانچويں تتمه ميں هی

( ۱ ) هزار هزار گانوں کے حاکموں کي علامتيں مختلف ملکوں ميں پائي جاتي هيں جهاں خاص خاص خاندانوں کا خطاب هی اور کسيقدر مشاهره بهي اُنکو

ملتا هی مگر اُس عهدہ کے اختیار اب بہت کم اُنکو حاصل هیں یا بالکل حاصل نہیں هیں † *

اس تقسیم کے بعد جو دوسري تقسیم هی وہ اب بهي پرگنه کے نام سے تمام هندوستان میں موجود هیں اکثر مقاموں میں جو افسر اُنکے هیں اُنکو اس علامت سے پہچانا جاتا هی که کسیقدر نذرانه اُنکو ملتا هی یا کچهه اراضي اُنکي جاگیر میں هوتي هی یا تمام اُن کاغذات کے محافظ هونے کے سبب سے جو اراضي سے متعلق هوتے هیں ممتاز هوتے هیں یهه پرگنے آپس میں سب برابر سو سو گانو کا مجموعه نہیں هوتے گو اگلے زمانه میں ایسے هي هوں مگر اکثر اسي تعداد کے قریب قریب اور شاذ و نادر بہت کم و بیش بهي هوتے هیں *

پرگنه کے سردار کا کام خاص هندوؤں کے زمانه میں بهي کار و بار فوجداري اور محاصل کا تحصیل کرنا هي تها اس افسر کے ماتحت ایک محاسب یا محرر هوتا تها ان دونوں کے عهدے موروثي هوتے تهے اب بهي گانوں میں افسر کي نسبت محرر کا کام بہت زیادہ موجود هی یعني جو کچهه کار و بار محرر کیا کرتا تها اُمیں سے اب بهي بہت سے هوتے هیں ‡ *

پرگنه کے بعد دوسرے درجه کي قسمت دس دس یا بیس بیس گانوں کي منو کي تقسیم کے بموجب هوتي تهي § جو نام کو اب بهي باقي هی اور اختتام ان قسمتوں کي تقسیم کا مفرد گانوں پر هوتا هی ‖ *

( ب ) اس افسر کو دکهن اور هندوستان خاص کي وسط اور مغرب میں پاتل اور بنگاله میں مانڈل اور اکثر اور مقاموں میں خصوصاً جهاں موروثي گانوں کے زمیندار هیں مقدم کہتے هیں *

---

† ان کو خاص دکهن میں اور اور بهي جنوبي هندوستان میں جهاں اراضي کي تقسیم بالکل منو کے مجموعه کے موافق هی سروپس مکوه کہتے هیں اُنکے ضلعوں کو سرکار یا پرنت کہتے هیں اور یهه ضلعے بدستور بنی رهتے هیں گو اُنپر وہ عهده اور عهدہدار کچهه بهي نرهے اُنکے حساب کتاب کے کاغذات جو موروثي طریق پر چلے آتے هیں سروپس پانتي مشهور هیں

‡ پرگنه کا افسر دس مکوه یا دسي کے نام سے اور محرر دس پانڈیے کے نام سے دکهن میں مشهور تهے مگر شمالي هندوستان میں یهه دونوں چودهري اور قانون گوئے کہلاتے هیں

§ ان قسمتوں کے نام تالکہوازي اور ترف وغیرہ هوتے تهے

‖ ان قسمتوں اور افسروں کے حالات معلوم کرنے کے واسطے مالکوم صاحب کي تاریخ مالوہ کي جلد ۲ صفحه ۴ اور اسٹرلنگ صاحب کا بیان اوڑیسه مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۲۲۶ اور دکهن اور دکهن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹ کے انتخاب کي جلد ۴ صفحه ۱۶۱ کو دیکهو

( ج ) محاسب کو خاص هندوستان میں پٹواري اور دکھن اور اور زیادہ جنوب میں کلکار نے اور کارنم اور گجرات میں تلاٹي کہتے هیں *

( د ) اسکو هندوستان خاص میں پاسبان اور گورایت اور پیک اور دوراها وغیرہ اور دکھن میں مہار اور دکھن سے بھي آگے جنوب میں تلاري اور گجرات میں پاگي کہتے هیں *

( ۸ ) تمام بنگاله احاطه میں بجز خاص بنگاله اور شاید روهیلکهنڈ کے اس فریق کو گانوں کا زمیندار تسلیم کیا جاتا هی † کسیقدر راجپوتانه کے ایک حصه میں بھي یهه لوگ موجود هیں اور شاید تھوڑي مدت پہلے تمام راجپوتانه میں تھے ‡ گجرات میں بہت کثرت سے هیں اور مرهٹوں کے ملک میں نصف سے زیادہ یهي کاشتکار هیں اور ملک تامول کے کاشتکاروں کا بھي بہت بڑا حصه یهي لوگ هیں اس سے یهه سمجھنا معقول هی که جن ملکوں میں وہ اب بھي موجود هیں کسي زمانه میں بالکل رهي هونگے اور جہاں اُنکا کچھه نام نشان نهیں ملتا وهاں بھي شاید هوں نربدا کے جنوب کے ملک میں بجز اُن حصوں کے جنکا ذکر هوا وہ بالکل معدوم هوگئے هیں اور تمام مندراس احاطه میں خاص مندراس کے شمال اور حیدرآباد دکھن اور ناگپور کے بڑے حصے اور خاندیس کے بڑے حصه اور مرهٹوں کے ملک کے مشرق میں کوئي گروہ ان لوگوں سے ملتا جلتا نهیں هی اس خطه میں تلنگانه اور اڑیسه اور کنارا کي پوراني قسمتوں کا بڑا حصه شامل هی لیکن یهه حصه اُنکي سرحدوں سے اسقدر مطابق نهیں جس سے گانوں کے زمینداروں کے وهاں نهونے کي وجهه اُن قسمتوں کي کسي خصوصیت کو سمجھا جاوے اگرچه مالوہ اُن ملکوں سے متصل هی جنمیں یهه لوگ کثرت سے هیں مگر مالوہ میں انمیں سے کوئي شخص نهیں معلوم هوتا هی چنانچه سر مالکوم صاحب نے اپني تاریخ وسط هند میں ان لوگوں کا کچھه تذکرہ نهیں کیا هی *

( ر ) خاص هندوستان میں ان لوگوں کو علی‌العموم زمیندار یا پسوہ‌دار اور صوبه بہار میں مالک گجرات میں پاٹل اور دکھن اور جنوب میں میراثي یا میراث‌دار کہتے هیں *

موجودہ کاشتکاروں کا حق زمینداري بذریعه ارث یا بیع یا هبه کے بلا حجت تسلیم کیا جاتا هی § جسقدر حق زمینداروں کا اس تاریخ میں بیان هوا هی اُسپر

---

† سر اے کالبروک صاحب کي راے جو دکھن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹوں کے انتخاب کي جلد ۳ صفحه ۱۶۵ میں مندرج هی

‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۴۹۵ اور جلد ۲ صفحه ۵۴۰

§ دکھن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹوں کے انتخاب کي جلد ۸ صفحه ۴۰۳

بنگاله کي گورنمنٹ کي اُن چهپي هوئي تحریرون پر جو اضلاع مغربي سے متعلق هیں بار بار اشاره کیا گیا هی اگرچه سر مٹکاف صاحب اس راے پر اعتراض کرتے هیں که هندوستان میں حق زمینداري ایسا هي مطلق اور کامل هی جیسا که انگلستان میں هی لیکن هندوستان کے حقدارون کي نسبت اُنکو کچهه شبهه نهیں چنانچهه اُنکا قول یهه هی که جو لوگ گانون کے زمیندار یا بسوادار هیں حقیقت میں وهي حق زمینداري رکهتے هیں اور اور لوگون کے دعوے مشتبهه هیں † مندراس احاطه کے زمیندارون کا حال معلوم کرنے کے لیئے بورڈآف ریونیو ‡ کي روئداد اور ایلس صاحب کي تحریر § کو دیکهو اگرچه سر منرو صاحب || میراث رکهنے والون کے حقوق کو بهت مبالغه جانتے اور اُنکي جاگیر کو نهایت محدود سمجهتے هیں مگر اُسکو بیع کي قابل ٹهراتے هیں * مرهٹون کے ملک کي حق زمینداري کي نسبت چیپلن صاحب اور کلکٹرون کي رپورٹون کو دیکهو ⟂ کپتان رابرٹسن صاحب کلکٹر بیع کے معاملون میں سے ایک گانون والے کا معامله بیان کرتے هیں که اُسنے اپنا حق موروثي خود پیشوا کے هاتهه بیع کیا اور ایک اور معامله کا بهي حال بیان کیا هی جو گانون والون نے ایک معدوم خاندان کي اراضي کو کچهه تهوڑا سا روپیه لیکر اِس اقرار کے ساتهه اُسي راجه کو دیدیا که اُسکے اصل مالک خاندان میں سے کوئي شخص دعویدار نهوویگا مرهٹون کے ملک کے تمام مختلف پٹون اور ٹهیکون اور گانون کے افسرون کا بیان معه مثالون اور ثبوتون کے کرنل سائیکس صاحب نے روزنامچه رائل ایشیا ٹک سوسائیٹي میں درج کرایا هی †† *

میراث کے جو معنے معني لیئے هیں اُنکو اُن زمینون سے جو لوگون کے قبضه میں اور پٹون وغیره کے ذریعه سے هوتے هیں متعلق نه سمجهه لینے کے لیئے امتیاز اور احتیاط کرني ضرور هی کیونکه میراث کے معني موروثي ملکیت کے هیں اِسلیئے اِس لفظ کا استعمال اُن تمام حقوق پر هوتا هی جو موروثي ملکیت میں داخل هیں *

( ز ) تورنس کیو صاحب کي رپورٹیں مشموله انتخاب رپورٹ هاے کلکٹران دکهن جلد ۳ صفحه ۳۰۳ و ۳۰۵ و ۳۰۸ اور کپتان رابرٹسن صاحب کي رپورٹ مندرجه

---

† سر مٹکاف صاحب کي راے مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي اگست سنه ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحه ۳۳۵

‡ رپورٹ سلیکٹ کمیٹي پارلیمنٹ کے دربار عام کي مشتهره سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۳۹۲

§ ایضاً صفحه ۳۸۲

|| منرو صاحب کي راے مورخه ۳۱ دسمبر سنه ۱۸۲۴ ع

* رپورٹ سلیکٹ کمیٹي پارلیمنٹ کے دربار عام کي مشتهره سنه ۱۸۳۲ ع صفحه ۴۵۷

⟂ کلکٹرون کي رپورٹون کا انتخاب جلد ۴ صفحه ۴۷۴

†† روزنامچه رائل ایشیا ٹک سوسائیٹي جلد ۲ صفحه ۲۰۵ اور جلد ۳ صفحه ۳۵۰

انتخاب ایضا جلد ۲ صفحه ۱۵۳ اور مندراس کے بورڈ آف ریوینیو کي راے مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز مطبوعه سنه ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحه ۳۹۳ اور بمبئي کے گورنر کي راے مندرجه ایضا جلد ۳ صفحه ۷۳۷

( ح ) جیسا که دیهات کے انتظام میں پہلے ذکر هوچکا هی زمینداروں کے خاندان پر اراضي تقسیم هوتي هی اور بڑے خاندان کي شاخوں پر اُس خاندان کے حصه کر تقسیم کیا جاتا هی اور اُن شاخوں میں بھي هندوؤں کے ورثه تقسیم کرنے کے قاعدہ پر اور بھي تقسیم در تقسیم هوجاتي هی † گانوں کي زمین اور گانوں والوں کے منافعوں کي تقسیم در تقسیم ویسي هي هوتي هی جیسے خاندانوں کي تقسیم در تقسیم هوتي چلي جاتي هی لیکن اکثر حصوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کرکے خاندانوں کي شاخوں کو کئي کئي ٹکڑے ایسی مناسبت سے دیئے جاتے هیں که اُس شاخ کي هر شخص کے پاس اُسکا حق پهونچ جاوے ‡ *

سرکاري محاصل کي تقسیم بھي ٹھیک اِسیطرح پر کیجاتي هی جس سے هر خاندان کي هر شاخ بلکه هر شخص واقف هوجاتا هی اور سمجھه لیتا هی که میرے ذمه اِسقدر محصول ادا کرنا هی اِسلیئے هر شخص اپني کاشتکاري کا کار و بار اور روپیه پیسے کا انتظام بطور خود جداگانه کرسکتا هی چنانچه اکثر ایسا هي هوتا هی *

مثلاً مرهٹوں کے ملک میں اگرچه ایسے حصے هوتے هیں که اُنکے قابض بهیئت مجموعي محاصل سرکاري کے ذمه دار هوتے هیں مگر اُنپر چودهري نهیں هوتے هر شخص اپنا اپنا کار و بار خود کرتا هی اور باقي اور سب کام گانوں کا چودهري کرلیتا هی *

---

† ایک گانوں کے موروثي حصوں کي تشریح یهه فرض کرنے سے هوسکتي هی که اُس گانوں کے اصل مالک نے اپني وفات کے بعد چار بیٹے چھوڑے اب گانوں کے چار حصه برابر هوجاوینگے اور اِن چاروں کے مرنیکے بعد بھي هرایک کے چار چار بیٹے رهے تو یهه سب اپنے اپنے باپ کے حصے کي ایک ایک چوتهائي کے وارث هونگے اِس سے هر اول حصه کے چار چار حصه هوجاوینگے اور اِسیطرح حصوں کے حصے هوتے چلے جاوینگے دهلي کے گرد نواح میں اول تقسیم کے حصه کو پٹي کهتے هیں مگر علی‌العموم پٹي مشهور هی اور اُس پٹي کے حصوں کو تهوک کهتے هیں اور تهوک کے جز بهت هوتے هیں اور اور بھي بهت سے نام هوتے هیں اور اکثر مقاموں میں اِنکے استعمال میں بھي فرق هوتا هی یعني کهیں اول تقسیم کے حصوں کو تهوک اور تهوک کے حصوں کو پٹي کهتے هیں اور گجرات میں بڑے حصوں کو باغ اور اُنکے حصوں کو پٹي کهتے هیں ایک اور تقسیم در تقسیم اِس سے زیادہ وهاں رایج هی جو آنوں میں اور اُنکي تقسیم چانولوں میں هوتي هی دکهن میں اول هي درجه کے حصه هوتے هیں اور اُنکو جاتا کهتے هیں اُنکے حصوں کے اور نام نهیں هوتے

‡ ایڈورڈ کالبروک صاحب کے نقشه مندرجه انتخاب رپورٹ کمشنران دکهن جلد ۳ صفحه ۱۶۶ کو دیکهو

جو تبدیلیاں هندوستان کے اور حصوں میں هوئیں هیں اور اُنمیں هندوؤں کے طریق سے اِنحراف کیا گیا هی اُنسے همکو کچهه غرض نهیں هی *

( ۵ ) محاصل سرکاری کے اصل ادا کرنے والے اور اُس شخص کے درمیان میں جو صرف لگان ادا کرنے والے کے نام کی عزت رکهتا هی گانوں کے لوگوں کے جو حقوق هوتے هیں وہ یہه هیں زمینداروں کا یہه حق هوتا هی کہ کهیت کی پیداوار کو گورنمنٹ کے ساتهه تقسیم کرنے سے پہلے کسیقدر اپنا حصه نکال لیں اور سوا اُنکے جو اور کسی شخص نے بویا جوتا هو تو اُسمیں سے وہ سب سے پہلے کسیقدر اپنا نذرانه وصول کریں اِسی حصه کو ملک تامول میں تندوارم یا سوامی بہوگم کہتے هیں اور خاص هندوستان میں حق مالکانه اور رسوم زمینداری کہتے هیں اِس ملک میں یہه حق زمینداروں کا بطور دهک یعنی فیصدی دس روپیه کے حساب سے یکمشت ملتا هی پهر کوئی کوڑی کسی طور پر نهیں ملتی لیکن اِس حق مالکانه کے وصول هونے سے زمیندار کی اراضی کی لگان میں جہاں کہیں اُسکا ملنا ممکن هو کچهه هرج نهیں هوتا اور بعض مقاموں میں † وہ ایسے لوگوں سے بهی حق مالکانه وصول کرتے هیں جو کهیتی نهیں کرتے کیونکه جس حالت میں وہ گانوں کی کل اراضی کے مالک هوتے هیں تو اُنکو اختیار هوتا هی کہ وہ حق مالکانه میں نقد روپیه وصول کریں یا کسی سے خدمت لیویں *

جہاں کہیں گورنمنٹ کے لحاظ پاسداری سے اُنکے بعضے حقوق جاتے رهتے هیں وهاں بهی صرف زر محاصل جمع کرکے سرکار میں دینے کے سبب سے اُنکی عزت هوتی هی اور بعضی صورتوں میں اراضی کا لگان کاشتکاروں سے کم و بیش کرنے کا بهی اختیار اُنکو حاصل هوتا هی اور بعض موقعوں پر نذرانه بهی اُنکو معاف کردیا جاتا هی ‡ اور جہاں کہیں وہ نذرانه بہت کم هوتا هی تو اُنکو ایسے محصول وغیرہ سے بری رکها جاتا هی جو اور تمام گانوں والوں کو ادا کرنا پڑتا هی گانوں کے زمینداروں کے اِن حقوق کو مقدم اور اور گانوں کے افسروں کے حقوق سے جو وہ گانوں کی بعض خدمتوں کی عوض میں رکهتے هیں خلط ملط نکرنا چاهیئے اگرچه ایک هی شخص دونوں طرح کے حق رکهتا هو مگر اُنکی اصلیت جدا هی چنانچه ایک تو حق مالکانه هی جو زمین

---

† ملک گجرات اور هندوستان میں اور بڑابهه گانوں کا حال لکها هوا گرنیٹی صاحب مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹی مطبوعه سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۲۳۲ بهی دیکهو

‡ تامول اور هندوستان میں جب کہ دهک سے کچهه زیادہ نهو تو معاف کردیا جاتا هی دیکهو رپورٹ سلیکٹ کمیٹی هوس آف کامنز مطبوعه سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۲۲۷

سے تعلق رکھنے کے سبب سے ہوتا هی اور دوسرا صرف خدمت کا معاوضہ ہوتا هی جو ایک شخص سے دوسرے پر خدمت لینے والے کي خوشي کے موافق منتقل هوسکتا هی *

( ي ) عربي لفظ رعيت کے معني فرمانبردار کے اور اُسکا استعمال اهل اسلام کے تمام ملکوں میں انہیں معنوں میں ہوتا هی مگر اُن میں سے بعض ملکوں میں اُسکا استعمال زیادہ متعدد معنوں میں ہوتا هی هندوستان میں اُسکے اصطلاحي معني ایک تو اُس شخص پر جو سرکاري محاصل ادا کرتا هی دوسرے عام کاشتکار پر تیسرے اُس خاص کاشتکار پر جسکا اِسي تاريخ میں بیان هوا هی صادق آتے هیں رعایا کو اُن لوگوں کي آسامي کہا جاتا هی جنکي اراضي پر وہ کاشت کرتے هیں *

( ک ) اِس گروہ کو اُس ضلع میں جو بنگالہ کے نیچے هی خود کاشت رعیت کہتے هیں اور خود کے معني اپنے کے هیں اور کاشت کے معني کھیتي کرنا هی اِسلیئے اُنکے اِس لقب کو اُنکے زمین کے مالک ہونے کي دلیل سمجھا گیا هی مگر راجہ رام موهن رائے جنکا کلام نہایت مستند هی اپنے خاص گانوں کي زمین جوتنے والے کے معني اِس لفظ کے لیتے هیں † اور یہہ معني اس وجہہ سے صحیح معلوم هوتے هیں کہ اِس لفظ کو همیشہ بمقابلہ پائي کاشت کھیتي کرنے والوں کے جو اپنے گانوں سے دوسرے قریب گانوں میں هر روز برنے جوتنے کو جاتے هیں بولا جاتا هی *

( ل ) ملک تامول اور گجرات میں اِن لوگوں کے حقوق نہایت اچھي طرح قایم هیں *

ملک تامول میں اُنکو اِس شرط کے ساتھہ قبضہ کا موروثي حق هوتا هی کہ گورنمنٹ کا مطالبہ اور گانوں کے زمیندار کے معمولي رسوم کو جو بعض اوقات نہایت خفیف هوتے هیں برابر ادا کرتا هی اگرچہ اِس کاشتکار کے حقوق بھي ایسے هي اچھے اور قدر و منزلت والے هوتے هیں جیسے کہ زمیندار کے هوتے هیں مگر وہ اُنکو بیع یا رهن یا هبہ نہیں کرسکتا ‡ گجرات میں اُنکا قبضہ بجز اِس اختلاف کے کہ اُنکے اول هي کان کھول دیئے جاتے هیں کہ جسقدر سرکار اپنا محاصل بڑھاویگي اُسیقدر تم پر لگان زیادہ کیا جاویگا ویسا هي هوتا هی جیسا ملک تامول میں هوتا هی گو یہہ شرط چھپي هوئي هے رپورٹوں میں مندرج نہیں هی مگر کاشتکاروں کے دلوں میں اچھي طرح گھر کیئے هوئے هی البتہ هندوستان خاص میں لوگوں کي یہہ رائے معلوم هوتي هی کہ موروثي کاشتکار موروثي قبضہ کے مستحق هیں اور اُنپر لگان بہ نسبت اُس

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ١١ اکتوبر سنہ ١٨٣١ ع صفحہ ٧١٦

‡ ایلس صاحب کي رائے مندرجہ رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ١٠ اگست سنہ ١٨٣٢ ع جلد ٣ صفحہ ٣٧٧ اور بورڈ آف ریونیو کي رائے مورخہ ٢٥ فروري سنہ ١٨١٨ع صفحہ ٤٢١

معمولي لگان کے جو پاس پڑوس میں لگایا جاتا هو زیادہ نه لگایا جاوے مگر خلاصه مفصله ذیل سے ظاهر هوگا که یهه حق اُنکا کیسا ناقص سمجها جاتا هی *

سنه ۱۸۱۸ع میں بنگاله کي گورنمنٹ نے اپنے اُن اضلاع کے کلکٹروں کے نام جهاں بندوبست استمراري نه تها حکم جاري کیا که موروثي کاشتکاروں کا حال مفصل لکهو چنانچه چودہ کلکٹروں میں سے گیارہ کلکٹروں نے یهه راے دي که زمیندار کو اختیار هی که جب چاهے اپني اراضي کا لگان بڑهاوے اور اور کسي سے اگر بهتر شرطیں ٹهر جاویں تو اُس کاشتکار کو بیدخل کردے اور اٹاوہ اور سهارنپور کے دو کلکٹروں کي راے یهه هوئي که جب تک گورنمنٹ کا مطالبه زیادہ نهو کاشتکار پر لگان بڑهاني نهیں چاهیئے صرف بندیلکهنڈ کے کلکٹر نے یهه راے لکهي هی که خود کاشت رعیت کا حق ایسا هي معقول هی جیسا که زمیندار کا بورڈ آف رو‌ینیو نے ان رپوٹوں کو گورنمنٹ بنگاله کي خدمت میں بهیجتے وقت اپني یهه راے ظاهر کي که زمیندار خیال کرتے هیں که کاشتکار کو اپني زمین پر سے بیدخل کرنے کا همکو اختیار هی مگر کاشتکاروں کي قلت کے سبب سے اکثر یهه بات وقوع میں نهیں آتي *

گورنمنٹ بنگاله نے ان رایوں پر اطمینان نکرکے اور حالات طلب کیئے اگرچه اُن حالات سے اس معامله میں بهت کچهه معلومات اور آگاهي هوئي مگر مذکورہ بالا نتیجه میں کوئي بڑي تبدیلي نهیں هوئي *

فورٹس کیر صاحب نے دهلي کي رپورٹ میں جهاں کاشتکار موروثي کے حقوق سواے بند یلکهنڈ کے تمام بنگاله کي نسبت اچهي طرح قایم اور بحال هیں بیان کیا هی که قدیم اور موروثي کاشتکار جب تک اپنے ذمه کا محاصل سرکاري ادا کرتا رهے اراضي پر سے بیدخل نهیں هوسکتا *

مختلف کلکٹروں کے دیہات کي مفصل رپوٹوں سے بهي جنکا انتخاب حالات مکنزي صاحب † نے کیا هی یهه ثابت نهیں هوتا که زمیندار کو لگان بڑهانے کا اختیار نهیں هی کالبروک صاحب اپنے حسب ضابطه لکهي هوئي ایک راے میں جو سنه ۱۸۱۲ع میں ‡ اُنهوں نے لکهي هی بیان کرتے هیں که ایک بڑے واقف کار سرکاري افسر نے بهت روزوں تک نهایت محنت و مشقت سے تحقیقات کرنے کے بعد بهي کوئي قاعدہ لگان قایم کرنے کا نهیں پایا اور اکثر اور مقدموں میں عدالت کي روئداد کا نتیجه زمیندار اور رعیت کے تعلق کي نسبت جیسا تها ویساهي رها *

چیف کورٹ کے جج راس صاحب بهي اپني ایک راے مورخه ۲۲ مارچ سنه ۱۸۲۷ع § میں بیان کرتے هیں که اوپر کے اضلاع میں کاشتکاروں نے خواہ وہ موروثي

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز سنه ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحه ۲۲۳
‡ دیکهو جلد ایک صفحه ۲۶۲ کو
§ تتمه رپورٹ سنه ۱۸۳۲ع صفحه ۱۲۵

هوں خواہ غیر موروثی کبھی معین لگان ادا کرنے کا دعوی نہیں کیا اور صاحب موصوف سوال کرتے ہیں کہ کس زمانہ میں ایک معین شرح جاری تھی کیا اُس سے یہہ غرض تھی کہ وہ ہمیشہ یکساں رہے گو زمین کی بار آوری میں کمی بیشی کیسی ہی کچھہ کیوں نہو اور آخر میں وہ یہہ کہتے ہیں کہ ملکی رواج ایسے حق کے ہمیشہ برخلاف رہا ہی یہہ بات مشہور ہی کہ سب زمینداروں کا ہمیشہ یہہ طریقہ رہا ہی کہ اپنی رعیت کو جہانتک کہ اُنہیں سکت دیکھی ہی اُنکو خوب کھسوٹا ہی *

( م ) یہہ لوگ هندوستان میں پائی کاشت اور گجرات میں گنوتی اور مرهٹوں کے ملک میں اوپری اور مندراس کے گرد نواح میں پائیکاری اور پراکودی مشہور ہیں *

( ن ) اِن کاشتکاروں کو هندوستان میں اشراف اور دکھن میں پانڈر پیشہ کہتے ہیں *

( س ) تمام موروثی کاشتکاروں پر رسم و رواج کے موافق ایک قید لگی ہوتی ہی جسکے سبب سے وہ گانوں میں کی ایسی زمین پر کاشت نہیں کرسکتے جو اُس زمیندار کی نہو جسکی زمین میں رہتے ہوں اور اُسکے کسیقدر حصہ زمین کا لگان ادا کرتے ہوں لیکن صرف موروثی کاشتکار ہی نہیں بلکہ خود زمیندار بھی کسی دوسرے گانوں کی زمین میں بطور غیر موروثی کاشتکاروں کے کھیتی کرتے ہیں هندوستان کے بعضے حصوں میں ایسے موروثی کاشتکاروں پر جو کسی دوسرے گانوں کی ایسی زمین میں کھیتی کرنے لگتے ہیں جسپر کچھہ سرکاری محاصل نہیں ہوتا گورنمنٹ کسیقدر محصول لگا دیتی ہی اور بعض حصوں میں اُنکو سرکاری عہدہدار سرکاری جمع بندی ادا کرنے کا گو وہ کیسے ہی کیوں نہو پابند رکھتا ہی مگر اِس بات کو جبر و تعدی سمجھا جاتا ہی *

( ع ) یہہ طریقہ ملک کچھہ کی چھوٹی سی سلطنت کی مثال سے ثابت ہوسکتا ہی اِس ملک میں جو سلطنت حال میں قایم ہوئی ہی اُسنے اِس طریقہ کو بجنسہ قایم رکھا ہی اُسمیں کسیطرح کی تبدیلی نہیں ہوئی ہی اِس سلطنت کا تمام محاصل پچاس لاکھہ کوڑیاں ہیں ( کوڑی کچھہ کے سکہ کا نام ہی ) جو قریب سولہ لاکھہ روپیہ کے ہوئیں انمیں سے تیس لاکھہ سے کچھہ کم کوڑیاں راؤ جی کی ہوتی ہیں اور جسقدر باقی ملک سے باقی بیس لاکھہ کوڑیاں وصول ہوتی ہیں وہ راؤ جی کے خاندان کے مختلف شاخوں کی جاگیروں میں ہی چنانچہ اِنمیں سے ہر ایسی شاخ کو جو راؤ جی کی خاص اولاد میں سے ہوتی ہی راؤ جی کے وفات پانے پر کسیقدر جاگیر ملتی ہی *

اِن سرداروں کا خاندان تاتا واقع ملک سندہ میں قایم ہوا جنکا مورث اعلی

ھرمیرجي تھا جسکے بیٹے راو کھنگر نے سنہ ۱۵۵۰ ع میں کچھہ کي سلطنت حاصل کي *

اِن سرداروں کي تعداد قریب دو سو کے ھی اور اُنکي قوم کے آدمي جو کچھہ میں موجود ھیں قریب دس بارہ ھزار کے ھیں یہہ قوم راجپوتوں کي ایک شاخ ھی اور جھریجا مشہور ھی *

راؤ جي کي حکومت صرف اپني مقبوضہ ملک پر ھوتي ھی باقي ھر سردار اپني جاگیر میں ھر طرح کا اختیار رکھتا ھی اُسمیں راؤ جي کو مداخلت نہیں ھوتي راؤ جي اُن سب سرداروں کو کسي لڑائي کے وقت طلب کرلیتے ھیں اور جب تک وہ اُنکے لشکر میں رھتے ھیں بطور ایک معین تنخواہ کے کسیقدر ھر ایک کو راؤ جي دیتے ھیں *

راؤ عام امن و امان کا محافظ ھوتا ھی اسلیئے عام چوروں اور دشمنوں کو سزا دیتا ھی اور دنگہ فسادوں اور خانہ جنگیوں کا روکنا اور سرداروں کے قصے قضایے طے کرنا اُسیکا کام ھی یہہ حق اگرچہ ھمیشہ راؤ کو حاصل ھی لیکن بلا حجت تسلیم نہیں کیا جاتا ھی ھر سردار بھي راؤ کي طرح اپنے اپنے خاندان کي شاخیں رکھتا ھی اور اُسکي جاگیر بھي اُسیطرح تقسیم ھو جاتي ھی *

اور اُسکا سارا خاندان اُس سردار کا اُسیطرح متوسل ھوتا ھی جسطرح وہ راؤ کا متوسل ھوتا ھی ان رشتہداروں سے ھر سردار کا ایک جتھا بنا ھوا ھوتا ھی اور ان سرداروں سے راؤ کا ایک جتھا قایم ھوتا ھی † *

یہي طریقہ کچھہ کچھہ تبدیلیوں کے ساتھہ تمام راجپوتانہ میں جاري ھی *

راجا کے متوسل سرداروں کي جاگیر میں جسقدر ضلعے ایک زمانہ میں میواڑ کے ملک میں تھے جو راجپوتانہ کا اول درجہ کا ملک ھی وہ کل ملک کي تین جو تہائي تھے ‡ اور زمانہ حال کے ایک راجہ نے نا عاقبت اندیشي سے اس جاگیر کو اور بھي زیادہ کردیا تھا *

( ف ) اس امر سے خود سري کا کسیقدر انسداد ھوا ھوگا کہ دو سو برس سے اب تک تمام سرداروں کم سے کم میواڑ کے سرداروں کا معمول تھا کہ وہ اپني جاگیروں کا آپسمیں مبادلہ کیا کرتے تھے متوسلوں کے بہم پہونچانے اور مستحکم قلعہ وغیرہ بنانے سے جو قوت اُنکو حاصل ھوسکتي تھي اُس سے اس طریقہ کے سبب سے محروم رھے ھونگے § *

معلوم ھوتا ھی کہ ان تعلقہ داروںکے روز بروز زیادہ ھوجانے سے گورنمنٹ کو یہہ ضرورت پیش آئي ھوگي کہ باقي ماندہ ملک مقبوضہ گورنمنٹ میں سے اب اور

---

† بمبئي کے گورنر کي راے حالات ملک کچھہ پر مورخہ ۲۶ جنوري سنہ ۱۸۲۱ع

‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۱

§ ایضا جلد ایک صفحہ ۱۶۳ اور ۱۶۵ صفحہ کا حاشیہ

کثر بیرونس تہونے پاوے مارواڑ کے فتح سے چند نسلوں کے گذرنے پر آپسمیں تقسیم هونے کے لیئے اسقدر تھوڑي اراضي رہ گئي که راجه کے کئي بیٹے اپنا گذارا کرنے کے لیئے غیر ملکي فتوحات پر آمادہ هونے کو مجبور هوئے || اور میواڑ میں سے قدیم راجاؤں کي کسیقدر اولاد کو حال کے راجاؤں کي اولاد نے غالب آکر خارج کردیا *

مفصله ذیل بیان دونوں قسم کي جنگي جاگیروں سے متعلق هی *

جنگي خدمتوں کے معاوضه کي جو جاگیریں لوگوں کے پاس هوتے هیں وہ بعد اصل جاگیردار کے جب اُسکے حقیقي وارث کے ورثه میں آتي هی تو اُسکو سرکار میں کسیقدر نذرانه دینا پڑتا هی اور اگر وارث حقیقي نهو اور متبنی هو تو اور بهي زیادہ نذرانه سرکار میں داخل کرنا پڑتا هی اور یهه نذرانه توریث کے ساتهه جاري رهتا هی اور ان جاگیرداروں سے بهي کبهي کبهي استعانت لیجاتے هی اور یهه جاگیریں جس مدت کے واسطے عطا کیجاتي هیں اُس مدت سے زیادہ زمانه کے لیئے نه بیع هوسکتي هیں نه رهن هوسکتي هیں اور سرکار سے ملي هوئي جاگیروں میں سے کسیقدر کسي اپنے متوسل کو بخشنے کا بجز راجپوتوں کے اور قوموں میں عام رواج نهیں *

ان جاگیروں کے عطا کرنے کي اصل تجویز میں خدمت کي کوئي حد معین نهیں تهي اور نه خدمت کي عوض میں کچهه اور ملتا تها *

مرهٹوں میں خدمت کے عوض میں بلکه ایسے وقت میں جبکه لوگ طلب کرنے کے بعد پهلو تهي کرتے تهے نقد روپیه تنخواہ کے طور پر اُن کو دینا قبول کرکے بولایا جاتا تها اور راجپوتوں میں ایسے موقعوں پر جان چورانے سے راجه کا جسقدر جي چاهے اُنسے تاوان لینے کا دستور تها *

---

|| کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲۰

# اطلاع

## بخدمت ممبران سینٹیفک سوسئیٹي

ایشیاٹک سوسائٹي میں [illegible] دستور هی که جب کوئي کتاب
چهاپي جاتي هی تو جو [illegible] اسکا [illegible] جاتا هی وه تقسیم کردیا جاتا
هي یهه قاعده نهایت [illegible] اور اس [illegible] نے بهي اسي قاعده کا
رواج دیا هی *

یهه کتاب تاریخ [illegible] بہت بڑي کتاب [illegible] چنانچه بموجب
اسي قاعده کے یهه [illegible] اسکا [illegible] ممبروں کي خدمت میں بهیجا جاتا هی
اور آینده اسیطرح بهیجتا رهیگا *

[illegible] یهه کتاب بلا قیمت دي جاتي هی الا اگر اور کوئي
[illegible] تو خرید کرنا چاهی تو کل کتاب کي قیمت سات روپیه
[illegible] روپیه محصول ڈاک کل آٹهه روپیه هوئے پس جس صاحب
[illegible] کتاب کا خریدنا هو آٹهه روپیه زر قیمت معه محصول سکرٹري
سوسئیٹي کے پاس بهیجدے جسقدر تیار اس کتاب کے طیار هیں وه
فی الفور بهیجے جاوینگے اور آینده جو تیار هوتے جاوینگے وه با قاعده
بهیجتے رهینگے *

راقم

راجه جیکشن داس
سکرٹري سینٹیفک سوسئیٹي
مقام علیگڈه

No. 9.

THE

...STORY OF INDIA:

THE

...u and Mahomedan Periods.

BY THE

...MOUNTSTUART ELPHINSTONE,

...AND PUBLISHED INTO URDU

BY

...ENTIFIC SOCIETY.

تاریخ هندوستا...

هندوؤں اور مسلمانوں کی عم...

سنه ۱۷۶۱ع مطابق سنه ۱۱۷۵...

مولفه

انریبل مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن...

سابق گورنر بمب...

معه

ناموں اور حواشی اور نقشه...

چهپکر

سین ٹیفک سوسائٹی علیگڈ...

مشتهر ہوا

...LLYGURH:

...ORARY SECRETARY SYUD AHMUD'S
...RIVATE PRESS.

1867.

BOMBAY

BR. INDIA

# فہرست

## مضامین جلد دویم تاریخ هندوستان جس میں صرف مسلمانوں کي سلطنت کا بیان هی





## پانچواں حصہ

### پہلا باب





### دوسرا باب

مضمون



## تیسرا باب

### خاندان غزنی کا بیان

| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |
| 

## چوتھا باب

### غور و غزنی کے خاندانوں کے دوسرے بادشاہوں کا بیان



### خاندان غوری کا بیان

# چھٹا حصہ

## پہلا باب

## غلام بادشاہوں کے بیان میں

مضمون — صفحہ



## دوسرا باب

### خلجی خاندان کا بیان



## تیسرا باب

### تغلق اور سادات اور لودھیوں کے خاندانوں کے بیان میں

### خاندان تغلق کا بیان

| مضمون | | | صفحہ |
|---|---|---|---|


## لودھیوں کے خاندان کا بیان

مضمون | صفحہ

# ساتواں حصہ

## خاندان تیمور کا بیان

### پہلا باب

#### بابر کی سلطنت کے بیان میں



### دوسرا باب



### تیسرا باب

مضمون | صفحہ



## چوتھا باب

ہندوستان میں همایوں کی بحالی کا بیان



# آٹھواں حصہ

## پہلا باب



دکن کی حکومتوں کا بیان



اُن سلطنتوں کا بیان جو بہمنی والوں کے ملک میں
الگ الگ قایم ہوئیں

مضمون ... صفحہ

# نواں حصہ

## اکبر کی سلطنت کا بیان

### پہلا باب



### دوسرا باب

مضمون — صفحه

## تیسرا باب

### اکبر کي ملکي تدبیروں کے بیان میں



# دسواں حصه

## جهانگیر اور شاهجهان کي سلطنتوں کا بیان

### پهلا باب



### دوسرا باب

## تیسرا باب



# گیارهواں حصه

## اورنگ زیب یعنی عالمگیر کی سلطنت کا بیان

## پہلا باب



## دوسرا باب

مضمون — صفحہ

## تیسرا باب



## چوتھا باب



# بارھواں حصہ

### اورنگ زیب کے جانشینوں کا بیان

## پہلا باب

### محمد شاہ کی تخت نشینی تک



## دوسرا باب

### نادر شاہ کے واپس جانے تک کے بیان میں

## تیسرا باب



## چوتھا باب

### مغلوں کی شاہنشاہی کے معدوم ہونے تک



## منجملہ بارہ حصوں مذکورالصدر کے آٹھ حصوں کے تتمہ کی فہرست

### اُن سلطنتوں کا بیان جو دلی کی شاہنشاہی کے بعد قایم ہوئیں

### دکن کے بہمنی بادشاہوں کا بیان

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| مظفر شاہ گجراتي کا بيان ... ... | ۱۲۸۷ |
| مالوہ کي رياست کا بيان جسکو دلاور غوري نے بنا کيا ... | ۱۲۹۷ |
| خانديس کي سلطنت کا بيان جسکا باني ملک راجہ عربي نژاد تها ... | ۱۳۰۰ |
| بنگالہ کي رياست کا بيان ... ... | ۱۳۰۱ |
| جونپور کي سلطنت کا بيان ... ... | ۱۳۰۲ |
| سندہ کي سلطنت کا بيان ... ... | ۱۳۰۳ |
| ملتان کي رايست کا بيان ... ... | ۱۳۰۴ |
| باقي رياستوں کا بيان ... ... | ايضاً |

# مسلمانوں کي تاریخ

## پانچواں حصه

### هندوستان میں عرب والوں کي فتوحات سے مسلمانوں کي حکومت کے قیام تک

## پہلا باب

### اهل عرب کي فتوحات کے بیان میں اِسلام کي ترقي کا بیان

جن وحشي لوگوں نے که هندوستان کي سرحد سے حملے کیئے اُنکا اثر اب تک هندوستان میں کچھه ظاهر نہیں هوا تھا اور اگر کاش ایسے لوگوں کے مزاجوں میں جو هندوؤں کي مانند ابتک اور قوموں سے الگ تھلگ پڑے تھے ایک نئي طرح کا شعله نه بھڑکتا تو شاید هندو لوگ ایک مدت تک اوپري لوگوں کے گھسنے سے بے کھٹکے رهتے *

عرب کے لوگ اپني مفلسي کے باعث سے اور لوگوں کے حملوں سے محفوظ تھے اور یہي باعث تھا که وہ لوگ آپس میں متفق هوکر ایسي جد و جہد اور دلاوري و بہادري پر کمر نه باندھتے تھے که اُسکي بدولت بیگانه ملکوں پر لشکر کشي کریں *

ملک عرب کي یهه صورت تھي که پہاڑوں اور ریتے کي کثرت سے سمندر کے کناروں یا جزیروں کي مانند اُسمیں کوئي کوئي ٹکڑا زمین کا زراعت اور آبادي کے قابل تھا *

لوٹنے والے بھیڑ بکری کے چرانے والے جابجا جنگلوں میں پھیلے ہوئے تھے اور جہاں کہیں کوئی کنواں پاتے تھے اور اُسکے کھاری پانی سے پیاس اپنی بجھاتے تھے وہیں کچھہ قیام اور مقام کرنے کی ٹھہراتے تھے اور ایسے ایسے کڑے میدانوں میں اونٹوں پر سفر کرتے تھے کہ وہاں کوئی اور جانور پانی چارے کے نہ ملنے سے جیتا نہیں رہ سکتا *

اگرچہ جو لوگ آبادیوں میں رہتے سہتے تھے وہ کسیقدر شایستہ بایستہ تھے مگر اوقات بسری اور اسباب معیشت کی حیثیت سے اُنہیں جنگلیونکی مانند و موافق تھے اور وہ لوگ ایسے خود مختار اور جدے جدے گروہ تھے کہ اُنکے آپسمیں آنے جانے اور ملنے جلنے کے لیئے سبک رو گھوڑوں کے علاوہ اور قافلونکے ساتھہ کڑے کڑے رستونمیں چلنے کے سوا کوئی ذریعہ وسیلہ نتھا *

ہر قوم کا سردار اپنے ذاتی رعب داب کے سوا کوئی لاؤ لشکر نرکھتا تھا اور اجرااور تعمیل اُسکے حکموں کی اُسکے ماتحت سرداروں کے ذریعہ سے ہوتی تھی جو اپنے اپنے گروہوں پر اپنی اپنی خاندانی لاگ ڈانٹ سے اختیار و حکومت رکھتے تھے *

تمام حکومت کا کار و بار وعظ و نصیحت سے چلتا تھا اور کسی شخص کی خود مختاری اور سرداری سے جب تک مزاحمت نہوتی تھی کہ اُس سے عام امن و آسایش کو ضرر نہ پہونچے *

بنظر حالات مذکورہ بالا کے یہہ امر واضح ہی کہ ایسے ملک کے رہنے والے نہایت جفا کش اور محنت کش ہونگے اور یہہ بھی ضرور ہی کہ وہ لوگ اپنے قومی قصے قضایوں کے باعث سے بڑے بڑے خطروں اور اندیشوں سے بخوبی آگاہ ہونگے اور اُنکی طبیعتوں میں قدرتی ولولوں اور ذاتی خیالوں کے سبب سے تمام اوصاف اُنکے بخوبی ظاہر ہوئے *

جفا کشی اور پرہیزگاری اُنکی خصوص اُنکے جوڑ بندوں کی خوبی اور رگ ریشوں کی سختی سے واضح ہوتی ہی اور نظر کی تیزی اور مزاج کے استقلال اور چال چلن کی خوبی سے وہ متانت ظاہر ہوتی ہی کہ اسکی بدولت وہ تمام ایشیا والوں سے ممتاز ہیں *

غرضکه وه ایسي قوم تهي جسمیں سے وه پیغمبر باطل پیدا هوئے جنکے مسائل کا دخل اور اثر ایک مدت سے نهایت قوت کے ساتهه تمام انسانوں کے ایک بہت بڑے حصه کي طبیعتوں پر موجود هی *

اگرچه محمد قوم قریش کے ایک اعلی خاندان میں پیدا هوئے مگر معلوم هوتا هی که وه اپني جواني کے زمانه میں مفلس تهے اور یهه بهي کہا گیا هی که وه اپنے چچا کے قافله تجارت کے ساتهه کئي بڑے بڑے دور و دراز سفروں میں گئے تهے اور بسبب اِسکے که تمام اهل عرب کے اطوار یکساں اور نهایت ساده تهے ایسے سفروں میں دولتمند لوگ بهي جفا کش هوجاتے تهے *

جبکه اُنهوں نے ایک دولتمند بي بي ( یعني خدیجه ) سے نکاح کرلیا تو بہت جلد فارغ البالي حاصل هوئي اور اُن کاموں میں جنپر اُن کي طبیعت بہت راغب تهي مصروف هونیکا موقع اور فرصت ملي *

اس زمانه میں عرب کے بہت سے لوگ بت پرست اور ستاره پرست تهے اور اُنکے اخلاق اور اطوار پر شریعت اور مذهب کي بندش بہت هي تهوڑي تهي البته یهودیوں اور عیسائیوں کي چند قوموں کے عرب میں جا بسنے سے اهل عرب میں بهي مذهب اور خصلت کي نسبت عمده عمده خیالات شایع هوگئے تهے اور کہتے هیں که وه بت پرست عرب بهي ایک خداے قادر مطلق کو جسکے نیچے اور جس سے کم تر اور دیوتا بهي ٹهراتے تهے مانتے تهے مگر ایسي راے اور سمجهه کا اثر بہت تهوڑے لوگوں پر هوا تها اور محمد کے مسائل نے جو آهسته آهسته ترقي پائي اُس سے بخوبي ثابت هوتا هی که وه مسائل اُس زمانه کے لوگوں کے عقائد کے مطابق نه تهے *

ملک عرب ایک خشک ملک هی اور وهاں قدرتي زر خیزي یعني درخت اور سبزه اور دریا وغیره بہت کم بلکه بالکل نهیں اِس لیئے اهل عرب کي طبیعت کا یهه مقتضا هی که وه ایسي ایسي باتوں اور

خیالوں پر مائل ہووئیں جو جی ہی میں سے پیدا ہوتی ہوں پس محمد کو ایسے تصورات اور خیالات میں دل لگانیکا موقع ملا چنانچہ اسی غرض سے ہمیشہ کوہ حرا میں جاتے تھے اور گوشہ نشین ہونے کی عادت کرتے تھے *

محمد کو وحدانیت کے مسئلہ پر اُس راہ و رسم کے سبب سے آگاہی ہوئی ہوگی جو اُنکو اپنی بی بی کے چچیرے بھائیکے ساتھہ تھی یہہ شخص علم عبری سے واقف تھا اور کہتے ہیں کہ اُسنے عہد عتیق کا ترجمہ عبری زبان سے عربی † زبان میں کیا تھا غرضکہ جو خیالات محمد کے دلمیں پیدا ہوئے تھے گو وہ کسیطرح سے پیدا ہوئے ہوں مگر وہ خیالات اُنکے دلمیں ایسے بیٹھہ گئے تھے اور ایسے جم گئے تھے کہ قبل اِسکے کہ اُنھوں نے اپنے اس جذبہ پر کہ خداے واحد نے مجھکو اپنی خالص پرستش اور اعتقاد کے

---

† نام اس شخص کا ورقہ بن نوفل تھا دیکھو تاریخ طبری جسکا حوالہ کرنیل کنیڈی صاحب نے حالات علمی بمبئی جلد ۳ صفحہ ۴۲۳ میں دیا ہی اور سیل صاحب کے ترجمہ قران کے پہلے چھپے ہوئے نسخہ کے دیباچہ کے صفحہ ۴۳ کو اور بیرن ہیمر وان پرگسٹل صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسیٹی نمبر ۷ صفحہ ۱۷۲

اصل کتاب تاریخ طبری سوسیٹی میں نہیں تھی مگر اُسکا فارسی ترجمہ ابوعلی محمد البلعمی کا موجود ہی اسمیں یہہ عبارت مندرج ہی " ورقہ بن نوفل مردے دانا بود و ایکن ترسا بود و بر دین عیسی بود و خدایرا پرستیدی و کتابہاے بسیار خواندہ بود توریت و انجیل دانستہ بود و آگاہی یافتہ بود اندر کتابہاے و میدانست کہ ہنگام بیروں آمدن پیغمبر است "

جارج سیل صاحب نے ترجمہ قران کے دیباچہ میں یہہ لکھا ہی " خدیجہ نے جو کچھہ پیغمبر سے سنا تھا فی الفور اپنے چچا زاد بھائی ورقہ ابن نوفل سے کہا یہہ شخص بسبب عیسائی ہونے کے عبری لکھنی جانتا تھا اور کتب اقدس کے پڑھنے میں بخوبی مہارت رکھتا تھا اُسنے اُسیوقت خدیجہ کیراے قبول کی اور یقین دلایا کہ جو فرشتہ پہلے موسی پاس آیا تھا وہی اب محمد پاس آیا ہی " ترجمہ جارج سیل صفحہ ۳۰ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ ع

بحال کرنیکا کام سپرد † کیا هی خود یقین کیا اور اپنی بی بی اور اپنے
خاندان کے چند لوگوں پر ظاهر کیا اُنکی طبیعت کی نوبت دیوانگی اور
از خود رفتگی پر پهونچی تهی اُسوقت میں اُنکی عمر چالیس برسکی
تهی اور تین چار برس بعد اُنهوں نے اسبات کو علانیه شهرت کے ساته
کہا که مجهکو خدا تعالی نے اپنا پیغمبر کیا هی اور دس برس آینده تک

---

† دیکهو کرنیل کنیڈی صاحب کی تحریر جسکا حواله ابهی دیا گیا هی تاریخ طبری تیسری صدی هجری میں یعنی سنه ۸۰۰ و سنه ۹۰۰ ع میں تصنیف هوئی هی اِسی تاریخ سے مذهب اسلام کی ترقی کے نهایت قدیم زمانه کا حال اهل یورپ کو معلوم هوتا هی اُسمیں جو کچهه بیان محمد کی طبیعت کے پراگنده هونے اور توهمات میں پڑنے اور آخر کار عقل میں فتور آنیکا لکها هی وه صحیح اور قرین قیاس معلوم هوتا هي

تاریخ طبری میں بهت سی بے اصل کہانیاں اور جهوٹے قصه مندرج هیں اور اسی لیئے اکثر حالات مندرجه اُسکے مسلمانوں کے نزدیک معتبر نهیں هیں بهر حال ترجمه فارسی تاریخ طبری جو سوسئیٹی کے کتب خانه میں موجود هی اُس سے عبارت مندرجه ذیل جسکا اشاره اِس کتاب کے مصنف نے کیا هی نقل کیجاتی هی

و چون پیغامبر علیه‌السلام آن سال مجاور نشستن سپری کرد و از کوه فرود آمد سوئے خدیجه شد و اورا گفت ترسم که دیوانه شوم خدیجه گفت چرا گفت زیرا که برخود علامت دیوانگی می بینم که چون بروز میروم آواز از سنگ و کوه می شنوم و بشب چیزے بزرگ می بینم که خویشتن را بمن آشکارا میکند و از دور خویشتن مرا مینماید که سرش در آسمان است و پایش در زمین و ندانم که آن چیست و نزد من می آید و خواهد که مرا بگیرد خدیجه گفت یا محمد اندوه مبر که خدائے تعالی با اینهمه خوبیها که در تست از بت نا پرستیدن و زنا نا کردن و دروغ نا گفتن و امانت گزاردن و داد گری و بخشایش تو بر مردمان ترا ضائع نکند و دیو را بر تو نگمارد و چون ازین نوع چیزے بینی مرا آگاه کن یکروز پیغامبر علیه‌السلام با خدیجه در خانه نشسته بود گفت یا خدیجه آن شخص که مرا نمودے می بینمش خدیجه نزد پیغامبر آمد و اورا بر کنار نشاند و گفت اکنون هم می بینی گفت می بینم خدیجه موے خویش برهنه کرد گفت اکنون هم می بینی گفتا نه گفت مژده باد ترا که نه دیو است بلکه فرشته است اگر دیو بودے از سر برهنه من پنهان نه گشتے پس پیغامبر صلی‌الله علیه و سلم بخانه اندر دل تنگ شدے و هر روز بکوه حرا بر شدے و همی گشتے و شب بخانه آمدے روے ترش و دل تافته خدیجه ازاں حدیث سخت دل تافته بود تا آن

اُنہوں نے لوگوں کے ہاتھہ سے ہر طرح کے † ظلم اور رنج اوٹھاے اگر اُنکے مذہب کي بتدریج ترقي پانے اور اُنکے چچا اور مربي ابوطالب کے مر جانے کے سبب سے مکہ والے اُنکے قتل پر راغب نہوتے تو وہ ایک گمنام گرمجوش دیندار کیطرح مرجاتے مگر اس آفت اور بے کسي کے وقت میں اُنہوں نے مدینہ کو ہجرت کي اور ارادہ کیا کہ زور کا مقابلہ زور سے کریں اور جو شفقت اور نرمي اُنکے وعظ میں ابتک پائي جاتي تھي اُسکو اُنہوں نے اُوٹھا رکھا اور جو شہرت کہ اُنہوں نے مذہب کے پھیلانے میں گرم جوشي ظاہر کرنے اور ظلم اور سختي سہنے سے حاصل کي تھي اُس سے زیادہ اب لشکر کي سرداري اور سپاہیانہ دلاوري اور دانائي ظاہر کرنے سے پیدا کي *

معلوم ہوتا ہی کہ محمد ابتدا میں اپنے وعظ میں صادق اور صاف دل تھے اور اگرچہ بعد ازاں لوگوں کے مقابلہ سے طیش کھاکر اُنہوں نے اپنے دعوؤں کي تائید فریب سے کرني چاہي اور رفتہ رفتہ مکر اور دھوکہ بازي کے عادي ہوگئے لیکن غالب یہہ ہی کہ جو از خود رفتگي اور حرارت ابتدا سے اُنکي طبیعت میں تھي اُسکا اثر اُنکے کاموں اور فعلوں میں کسي قدر اخیر وقت تک باقي رہا *

گو اُنکي گرمجوشي کي اصل کچھہ ہي ہو اور اُنکے مسئلہ کي خوبي

---

روز کہ خداے تعالی خواست کہ پیغمبر را وحي فرستاد و آن روز دو شنبہ بود ہیزدہم از ماہ رمضان و دیگر روایت آنست کہ دوازدہم ماہ ربیع‌الاول بود و پیغامبر صلی اللہ علیہ و سلم در دوازدہم ماہ ربیع‌الاول از مادر بزاد و ہم دریں روز بروے وحي آمد و ہم دریں روز از دنیا مفارقت کرد پس‌دریں روز دو شنبہ خداے تعالی جبریل را بفرستاد و بفرمودش کہ خویشتن‌را بدونماے و قران بوے فرستاد جبریل بیامد و پیغمبر رابرکوہ حرا یافت و تنہا خویشتن را بدو نمود و گفت درود بر تو یا محمد پیغامبر خداے پیغامبر بترسید و بر پاے خاست و پنداشت کہ دیوانہ شد و بر سر کوہ آمد تا خویشتن را فرو افگند و خود را بکشد

† محمد کو لوگ گالیاں دیتے تھے اور اُنپر تھوک دیتے تھے اور خاک ڈالدیتے تھے اور اُنکا عمامہ اُنکي گردن میں باندھکر معبد سے اُنکو باہر کھینچ لاتے تھے مگر وہ کچھہ نکہتے تھے ( کرنل کنیڈي صاحب کي کتاب علمي حالات بمبئي جلد ۳ صفحہ ۴۲۹ )

کیسے هي هو مگر جس سختي اور ظلم کے ساتهه اُس مسئله کا وعظ اور تعلیم لوگوں کو کي گئي اور اُسکے باعث جو تعصب اور خونریزي اِنسانوں میں هوئي اُسکے لحاظ سے اُس مسئله کے موجد کو اِنسانوں کے نهایت بڑے دشمنوں میں شمار کرنا چاهیئے *

مدینه کو هجرت کرنے کے وقت محمد نے اپنے مذهب کے معامله کي تائید میں زور و جبر کو کام میں لانا جایز نهیں ٹهرایا تها مگر اب بیان کیا که خدا تعالی نے بذریعه هتیاروں کے پناه لینے کي مجهے اجازت دي هی اور تهوڑے هي عرصه کے بعد یهه بهي مشهور کیا که مجهکو خدا تعالی نے یهه بهي اجازت دي هی که تم لوگوں یعني اهل عرب سے کافروں کے مسلمان کرنے یا غارت کر دینے کا کام لوں معلوم هوتا هی که اِس نئي طبیعت سے جو اُنکے دل میں پیدا هوئي اهل عرب کي طبیعتیں زیاده تر موافق آئیں کیونکه اُنکے پهلي مهم میں اُنکے اصحاب صرف نو تهے مگر اُنکي وفات سے پهلے جو اُنکي نبوت کے تئیسویں برس † اور هجرت کے دسویں برس میں واقع هوئي اُنهوں نے تمام ملک عرب کو اپنا محکوم و مطیع کرلیا تها اور قدیم رومي سلطنت کے ملکوں پر حمله کرنا شروع کردیا تها *

لوگوں میں اُنکي قدر و منزلت صرف اُنکي طبیعت کے جنگجو اور لڑاکا هونے هي سے نه تهي بلکه جیسے وه بڑے فقحمند تهے ویسے هي بري باتوں کے دور کرنے میں بهي نام آور تهے اُنکے مروجه مذهب کي بنیاد عهد عتیق کے عمده الهیات پر تهي اور اُنکا اخلاق گو اِس زمانه کے عیسائیوں کو کیسا هي معلوم هوتا هو مگر اُس زمانه کے طور طریق سے جو عرب میں جاري تها بهت ‡ زیاده عمده اور چوکها تها اور اُنکا یهه قانون بهي

---

† یعني سنه ۷۳۲ ع میں

‡ جارج سیل صاحب ترجمه قران کے دیباچه میں اِس امر کي نسبت یهه لکهتے هیں که اسلام کے رواج دینے سے یا تو اُنکي یهه غرض تهي که آپ کو اپنے ملک کا اُسکے ذریعه سے حاکم بناویں یا صرف دیني حرارت اُسکا باعث تهي تمام عیسائي

که مجرم کا اِظہار ہونے اور اُسپر فتویٰ ملنے سے پہلے اُس سے انتقام نہ لیا جاوے اُنکے ہموطنوں کے بے لگام جذبوں کے روکنے کے واسطے جنکو آپسکی خانہ جنگیاں کرنے سے خون کی چاٹ لگ گئی تھی بڑی جرات اور نہایت عمدگی کا کام تھا *

---

مورخ اِسبات پر متفق ہیں کہ اِس ارادے سے اُنکو غرض اپنی خواہش نفسانی پورا کرنے کی تھی اور بہی باعث اُسکا اُولوالعزمی تھی شاید یہہ بات ایسے ہی ہو مگر جو اِرادے کہ اُنہوں نے اِبتداء میں کیئے شاید وہ اِس غرض سے نہیں کیئے کیونکہ یہہ اصلی ارادہ اُنکا کہ بت پرست عربوں کو خداوند حقیقی کے علم سے واقف کریں حقیقت میں بہت اچھا اور قابل تعریف تھا اور ایک عالم متوفی نے جو یہہ بات کہی کہ عرب میں جو محمد نے بجاے بت پرستی کے ایسا ہی خراب مذہب قائم کیا جیسا کہ بت پرستی تھی میں اُس سے متفق نہیں ہوں بلا شبہہ محمد بخوبی اِسبات کی صداقت کا اپنے دل سے یقین رکھتے تھے کہ خدا واحد ہی جو اُنکا سب سے بڑا مسئلہ تھا اور خاصکر جسکے پھیلانے میں اُنکو توجہہ تھی باقی تمام مسئلہ اور احکام ایسے نہ تھے جنکو پہلے سے سوچ سمجھکر قائم کیا ہو بلکہ باعث اُنکا اتفاق اور ضرورت وقت تھی

مذہب کے رواج سے اُنکی کچھہ ہی غرض ہو مگر جس کام کا اُنہوں نے اِرادہ کیا تھا اُسکے پورا کرنے کے واسطے جو لیاقتیں درکار تہیں وہ بلا شبہہ اُنکی ذات میں موجود تہیں مسلمان مورخوں نے اُنکی بہت سی تعریف کی ہی اور اُنکے مذہبی اور اخلاقی خوبیوں کی مثل خدا پرستی اور راست گوئی اور عدل گستری اور فیاضی اور رحیمی اور انکساری اور پرہیزگاری خاصکر فیاضی جسمیں وہ بہت مشہور تھے بیان کیا ہی کہ اُنکے گھر میں روپیہ بہت کم رہتاتھا صرف بقدر ضرورت اپنےپاس رکھتے تھے اور اکثر اپنے کھانے پینے میں سے بچاکر غریبوں کی حاجت روائی کرتے تھے آخر سال پر اُنکے پاس کچھہ باقی نہیں رہتا تھا چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہی کہ خدا نے زمین کے خزانہ کی کنجیاں اُنکے روبرو پیش کیں مگر اُنہوں نے منظور نکیا اگرچہ مسلمان مورخوں کی تعریفوں میں طرفداری اور رواداری کا شبہہ کرنا زیبا ہی تا ہم میری راے میں اِن تعریفوں سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ جبکہ ایک اہل عرب یعنی محمد کی تعریف اِسقدر کی ہی جسنے بت پرستی میں تعلیم پائی تھی اور اپنے مذہب سے محض ناواقف تھا تو کم سے کم اخلاق اُنکے متوسط درجہ کے البتہ اچھے ہونگے اور ہرگز ایسے کج خلق اور بد کردار نہونگے جیسا کہ اُنکو ہمیشہ انگریز بیان کرتے ہیں

ترجمہ جارج سیل صاحب صفحہ ۲۸ و ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ ع

اِسلیئے اهل عرب جو یکایک عموماً مسلمان هوگئے سو وہ کچھہ چنداں
جبر واکراهي سے نہیں هوئے بلکہ رضا و رغبت سے هوئے اور جب کہ مذهب
کا جوش اُنکي طبیعت میں بڑے زور و شور سے برانگیختہ هوا تو بالطبع اُنکا
هر خیال و فکر صرف اِس ایک مقصد کي جانب مایل هوا کہ اب اعلاے
کلمۃ اللہ کے لیئے یا تو کافروں پر فتح حاصل کرنا یا اُسکي وحدانیت اور
جلشانہ کے دعوی میں مرجانا هر مسلمان کي خواهش دلي هوني چاهیئے
اور جبکہ اختیار اور حکومت اور لوٹ اور غنیمت کا ذوق و شوق اور شان و
شوکت حاصل کرنیکا فخر بلکہ بہشت نصیب هونے کي آرزو اور امید اُنکے
دلوں میں پیدا هوئي تو اِن سب باتوں سے اُس جذبہ غیر محدود کو کہ
فتح کرنا یا مرجانا بے انتہا مدد اور ترقي هوئي *

پاس پڑوس کے ملکوں کے دیني اور ملکي حال ایسے تھے کہ بحسب
اُنکے اُن دلاوروں کو کامیابي کي اُمید غالب هوئي جنکي طبیعتوں میں
دین کي حرارت حد سے زیادہ تھي *

رومیوں کي شاهنشاهي کا وحشیوں نے حال پریشان کرکے اُسکے انتظام
اور هیئت مجموعي کو توڑ پھوڑ ڈالا تھا اور بہت سي خرابیوں کي بدولت
اور اُن فرقوں کے بحث و تکرار سے جو عیسائي مذهب میں هوگئے تھے
عیسائي دین کي صورت بھی بگڑي هوئي تھي اور ایران کي بادشاهت
بھي زوال کے قریب تھي اور وہ مذهب باطل جو اُسمیں رایج تھا اُسکے
ضعف و زوال کي یہہ صورت تھي کہ کسي مخالف کے چھیڑنے کا محتاج
تھا غرضکہ وہ بھي معدوم هونے پر آمادہ تھا † یہاں تک کہ عرب والوں کو
ایران میں کامیاب هونے کے لیئے اُنکے ضعف مذهب سے کم سے کم اُسیقدر

† وہ نفساني زور و توت جو مزدک نامي ایک جھوٹے پیغمبر نے ایران کے
بادشاهوں یعني کیقباد اور وهانکي رعایا پر حاصل کي اور اُنکو غلام اپنا بنایا تو اُس
سے یہہ دریافت هوتا هی کہ محمد کي ولادت سے تھوڑے روز پہلے ایرانیوں کے مذهب
کاکیا حال تھا

امداد و اعانت حاصل ہوئی ہوگی جسقدر کہ ہتیاروں سے تائید اُنکی ہوئی ہوگی اور ایرانیوں کا مذہب بھی ایسا ہی پورا پورا بدل گیا جیسا کہ اُنکا تمام ملک فتح ہوگیا اور پچھلے وقتوں میں عرب والوں کا دین ایران کی مانند ایسی بڑی بڑی قوموں میں پھیلا کہ وہ کسی طور اُنکے قابو کی نہ تھیں † *

محمد نے شام کی جانب سے روم کی سلطنت پر چڑھائی کی اور بعد اُنکی وفات کے چھہ برس کے اندر اندر سنہ ۶۳۸ ع میں اُنکے خلیفوں نے روم اور مصر کو تحت حکومت کیا اور بعد اسکے افریقہ سنہ ۶۴۷ ع سے سنہ ۷۰۹ ع تک اور اسپین سنہ ۷۱۳ ع میں جو رومیوں کے قبض و تصرف میں تھا فتح ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں نے بعد اُنکی وفات کے سو برس کے اندر اندر ملک فرانس کے قلب ‡ تک اپنی حکومت کو پہنچایا *

## ایران کی فتح کا بیان

جنوب اور مغرب میں جو بڑے بڑے معاملے اور بڑی بڑی مہمیں اُنکو درپیش تھیں انکے پیش آنے سے اُنکے مشرقی کار و بار میں کسی طرح کا خلل نپڑا چنانچہ سنہ ۶۳۲ ع میں انہوں نے ایران پر حملہ کیا اور تمام ایرانی فوجوں کو قادسیہ کی ایک بڑی کڑی لڑائی میں جو سنہ ۶۳۶ ع میں واقع ہوئی تھی خراب اور پریشان کیا یہاں تک کہ جب بعد اسکے اور دو لڑائیاں § ہوئیں تو تمام ایران کی سلطنت پر تسلط حاصل

---

† اس بیان سے خاص کر تاتاری قومیں مراد ہیں لیکن ایسے ملکوں میں اسلام کے پھیلنے کا جہاں اہل اسلام کو ہتیار کرنے کی نوبت نہ پہونچی ملایا اور ایشیا کے جزیرے بھی ثبوت ہیں

‡ سنہ ۷۳۲ ع میں چارلس مارٹل کے ہاتھوں پائٹائیرز اور تورز میں مسلمانوں کو شکست ہوئی

§ ایک وہ لڑائی جو سنہ ۶۳۷ ع میں جلالہ پر اور دوسری وہ جو سنہ ۶۴۲ ع میں نہاوند پر واقع ہوئی

ہوا اور والی ایران جان بچاکر بھاگا اور بحر اکسیس یعنی دریاے جیحون سے پار اوتر گیا *

جب که خلیفه دویم حضرت عمر کا انتقال † ہوا تو تمام ایران شرقی ہرات تک جو بقدر وسعت زمانه حال کی سلطنت ایران کے تھی عرب کی سلطنت میں ملائی گئی *

سنه ۶۵۰ ع مطابق سنه ۳۰ ہجری میں ایک بغاوت کے باعث سے جو ایران میں واقع ہوئی تھی ایران کے نکالی ہوئے بادشاه کو بخت آزمائی کی ہوس دامنگیر ہوئی مگر وه کامیاب نہوا بلکه انجام اُسکا یہه ہوا که بحر اکسیس کے متصل مارا گیا اور عرب کی وه حد شمالی دریاے مذکور تک بڑه گئی که اُسمیں بلخ اور کوه ہندوکش کے سلسله کے تمام شمالی ملک داخل ہوگئے اور حد شرقی وه ناہموار ٹکڑا تھا جو ہندوکش کے سلسله سے سمندر تک جنوباً شمالاً پھیلا تھا اور ایران کے جنگل سے دریاے اٹک تک شرقاً غرباً پھیلا ہوا تھا اور یہه مشرقی حد سنه ۶۵۱ ع مطابق سنه ۳۱ ہجری میں قایم ہوئی *

وه ٹکڑا ملک کا جو ہندوکش کی شاخوں میں شامل ہی اور آج اُسمیں اماق اور ہزاری لوگ آباد ہیں اُن دنوں شمالی حصه اُسکا غور کے پہاڑوں کے نام سے شہرهآفاق تھا اور معلوم ہوتا ہی که بیچ کا حصه اُسکا کوه سلیمان کے سلسله میں شامل تھا اور جنوبی حصه اُسکا مکران کے نام سے مشہور و معروف تھا *

کوه مکران اور سمندر کے درمیان ایک تنگ ٹکرا ریگستان کا ہی اور اس قسم کے خطه کے علاوه جو غزنی کے متصل مغرب کی جانب کوه سلیمان اور کوه غور میں حد فاصل واقع ہوا بہت سے بلند میدانوں کو کوه سلیمان کا سلسلۂ محیط ہی *

جس زمانه میں که مسلمانوں نے حمله کیا تو اُن دنوں کوه مکران میں بلوچ اور کوه سلیمان میں افغان اباد تھے جو آج تک اپنی اپنی

† سنه ۶۴۴ ع مطابق سنه ۲۳ ہجری

جگہہ بستے هیں *

یہہ بات بخوبي ثابت نہیں کہ جب غور کے پہاڑوں میں کون لوگ بستے تھے مگر افغان اُنکو سمجھنا قرین قیاس هی اور منجملہ غور کے پہاڑوں کے جو پہاڑ هندوکش کے سلسلہ میں مشرق کي طرف اٹک تک پھیلے هوئے تھے غالباً اُنمیں پراپامائیسس والے هندوؤں کي آل و اولاد آباد تھي *

اگر آج کل کي آبادي پر هم قیاس کریں تو کوہ مکران اور کوہ سلیمان اور دریاے اٹک کے میدانوں میں جاٹ لوگ بستے تھے اور پہاڑوں کے مغربي طرف اُوپر کے ملکوں میں ایراني لوگ آباد هونگے *

سنہ ۴۴ هجري میں اس خود سر ملک پر حملہ هوا اور مرو سے کابل تک عرب والے گھس گئے اور بارہ هزار کافروں کو مسلمان کیا † *

ظن غالب یہہ هی کہ اگر والي کابل کو بالکل مطیع و محکوم نکیا هوگا تو باجگذار اپنا بلا شبہہ کیا هوگا اسلیئے کہ یہہ مورخوں نے بیان کیا هے کہ اُسکي سرتابي کي بدولت سنہ ۶۲ هجري میں اُسپر دوبارہ لشکرکشي هوئي ‡ *

حسب اتفاق ایک آفت ناگہاني میں یہاں عرب والے مبتلا هوئے کہ وہ ایک اوکھي گھاٹي میں گھر گئے اور کام ناکام اُنکو اطاعت کرني پڑي اور بہت مال اسباب دیکر قید سے رها هوئے کہتے هیں کہ اس لڑائي میں ایک صحابي تھے کہ اُنہوں نے کسي کافر کي کسي طرح سے اطاعت نکي اور کافروں کے مقابلہ میں جان اپني نثار کي § *

مگر انتقام اس ذلت و رسوائي کا حاکم سیستان نے جو اهل عرب کہیں سے تھا بہت جلد لیا اور یہہ داغ ایک لخت اُسوقت مٹایا گیا کہ سنہ ۸۰ هجري میں عبدالرحمن حاکم خراسان نے بہت فوج سمیت آپ

---

† سنہ ۶۶۴ ع برگ صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۴

‡ سنہ ۶۸۲ ع ایضاً صفحہ ۵

§ پرایس صاحب کا مقولہ مندرجہ خلاصۃالاخبار جلد ۱ صفحہ ۴۵۴

کابل پر دھاوا کیا اور دشمن کے دام فریب سے محفوظ رھکر ملک کے بڑے حصہ دبانے تک مضبوط و مستقل رھا اور جو بڑے کام اس مہم میں اُس سے ظہور میں آئے تو اُنکے باعث سے حجاج حاکم بصرہ جسکا یہہ بہادر ماتحت تھا اور تاریخ عرب میں نام اُسکا جور و ستم سے معروف ھی رنجیدہ ہوا مگر عبدالرحمن نے اُسکی بدباطنی سے اُسکے بڑے پیش آنیکا اندیشہ کیا اور سرتابی پر کمر باندھی یہاں تک کہ اُسنے بصرہ فتح کیا اور کوفہ پر جو بعد اُسکے دارالسلطنت ہوا قابض و متصرف ہوگیا اور دمشق پر بھی لشکرکشی کا ارادہ کیا جو خلیفہ وقت کا دارالخلافت تھا اور یہہ قصے قضاے چھہ برس یعنی سنہ ۶۹۹ ع سے سنہ ۷۰۵ تک قایم رھے اور والی کابل عبدالرحمن کی اعانت کرتا رھا یہاں تک کہ جب عبدالرحمن نے شکست کھائی اور دوست اُسکا والی کابل کہیں پناہ اُسکو نديسکا تو وہ اپنے ہاتھوں مرگیا † *

تاریخ فرشتہ والا کہتا ھی کہ اس زمانہ میں تمام افغان مسلمان تھے اور افغانوں کی روایات سے یقین اپنا ظاہر کرتا ھی کہ خاص آنحضرت کے وقت میں افغان ایمان لاچکے تھے وھی مورخ لکھتا ھی کہ سنہ ۶۳ ھجری میں هندوستان پر افغانوں نے بہت جلد حملہ کیا اور لاہور کے راجہ سے جنگ و جدال اُنکا یہاں تک قایم رھا کہ اُنہوں نے قوم گھاکر سے جو اٹک کے شرقی جانب پہاڑوں میں پھیلی ہوئی تھی اتفاق کرکے والی لاہور کو اسبات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے ملک کا کسیقدر حصہ افغانوں کو حوالہ کرے اور اُسکی

---

† خلاصۃ الاخبار اور تاریخ طبری میں جنکا حوالہ پرایس صاحب نے اپنی کتاب کی جلد ۱ صفحہ ۴۵۵ سے صفحہ ۴۶۳ تک دیا ھے شاہ کابل کی قومیت کی نسبت مختلف رائیں ھیں اور اسلیئے کہ شہر ایسی جگہہ واقع ھی جہاں پراپامائیسس والے هندوؤں اور افغانوں اور ایرانیوں اور تاتاریوں کی حدیں ملی ہوئی ھیں تو قوم اُسکی مشتبہہ ہوگئی اور افغان ہونا اُسکا اسلیئے غالب نہیں کہ افغانوں کے قبض و تصرف میں کابل کبھی نہیں رھا اور جب کہ کوئی دلیل اپنے ہاتھہ نہ آئی تو اُسکے ملک کی زمانہ حال کی آبادی اور فردوسی کے اس بیان سے جو تاریخ غزنی میں مندرج ھی کہ کابل کا بادشاہ ایرانیوں کا اکثر معرکوں میں مددگار رھا یہہ کہہ سکتے ھیں کہ وہ بادشاہ بھی ایرانی تھا

عوض میں اقرار اسلام کا پوشیدہ کیا کہ اور مسلمانوں کے حملوں سے تم محفوظ رہوگے چنانچہ تاریخ فرشتہ والا لکھتا هی کہ اسي عهد کے باعث سے خاندان ساماني نے پنجاب کا ارادہ نکیا سند پر هي دهاوے کرتے رهے *

اسي مورخ کا یهہ بهي بیان هی کہ افغانوں نے اپنے ملک میں اُن عرب والوں کو پناہ دي تهي جو دوسري صدي هجري میں سند سے نکلکر آئے تهے *

واضح هو کہ اس مورخ نے جو کہاني افغانوں کے تعلق کي پیغمبر علیہ السلام کے ساتهہ لکهي هی اگر اُس سے قطع نظر کرکے دیکها جاوے تو حال مذکورہ بالا قرین قیاس معلوم هوتا هی اگرچہ محمود کے زمانہ تک وہ قوم مفتوح نہیں هوئي تهي مگر ممکن هی کہ وہ تهوڑي بہت محمود سے پہلے مسلمان هوگئي هو *

غالب هی کہ عرب والوں نے اُنکو ایسے حصوں اور خصوص مغرب کي جانب میں مطیع اپنا کیا هوگا جہاں کمال اساني سے گذر هوسکتا تها مگر پہاڑوں میں بہتسا سے مقام ایسے هیں کہ اُنکے حق میں یهہ نہیں کهہ سکتے کہ وہ اب تک بهي مطیع هوئے *

حال اُنکے پہلے مذهب کا اسلام کے سوا زیادہ معلوم نہیں هوسکتا کہ بلخ کے اتصال اور ایران کے تعلق کے سبب سے وہ آتش پرست هونگے اور مسلمانوں کي تاریخوں سے اسلیئے خوب آگاهي حاصل نہیں هوسکتي کہ اُنہوں نے هر قوم کے کافروں کو خلط ملط کردیا *

## مسلمانوں کي پہلي چڑهائي هندوستان پر

سنہ ۶۶۴ ع مطابق سنہ ۴۴ هجري میں پہلے پہل مسلمانوں کا قدم هندوستان میں جب آیا کہ اُنہوں نے کابل پر پہلي بار چڑهائي کي اور مهلب ابن ابي صفرہ جو بعد اُس عهد کے ایران و عرب میں بڑا سپہسالار هوا اُس فوج سے الگ هوکر جو کابل پر دهاوا کرنے آئي تهي ملتان تک

پہونچا اور بہت سے لوگوں کو پکڑ کر لیگیا اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مقصود اُس سردار کا یہہ تھا کہ کابل اور ملتان کے درمیانی ملکوں کا حال دریافت کرے چنانچہ جو حال اُسنے لکھا تو اُس سے مسلمانوں کے دل نہ بڑھے غرض کہ وجہہ کوئی ہو مگر یہہ تحقیق ہی کہ مسلمانوں نے عرب کی سلطنت کے قیام تک ہندوستان کے شمالی جانب کا ارادہ نکیا *

## ملک سند کی فتح کا بیان

دوسرا حملہ ہندوستان پر بڑی مضبوطی سے ہوا اور وہ حملہ ایران کی حد جنوبی سے دہانہ اٹک کے پاس پروس کے ملکوں پر کیا گیا اور یہہ ملک ایک ہندو راجہ کے قبض و تصرف میں تھا اور مسلمان لوگ اُسکا نام داہیر بتاتے ہیں اور وہ شہر آلر جو بکر کے متصل ہی دارالامارت اُسکا تھا اور سند اور ملتان اور شاید اٹک کے پاس کا میدان کالی باغ کے پہاڑوں تک اُسکے تحت حکومت تھا اور تمام ملک اُسکا رشتہداروں پر اُس طور و طریقے سے منقسم تھا † جو اب تک راجپوتوں میں جاری ہی *

سمندر کی راہ سے سند پر عرب والوں کا آنا ابتدا ہی کے زمانہ میں یعنی حضرت عمر خلیفہ کے عہد میں ہوا اور اگر ایسا ہی ہوا ہوگا تو غالب یہہ ہی کہ سند کی حسین عورتوں کے لیئے لٹیروں نے ارادہ

---

† برک صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۱ وغیرہ اور کپتان مرتو صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۱ صفحہ ۳۶ ابوالفضل نے داہیر کی عملداری میں کشمیر کو شمار کیا مگر اُس عہد میں خاص کشمیر پر اُسی کا ایک بڑا راجہ قابض تھا اور اُسکے مورخ دعوی کرتے ہیں کہ وہ سارے ہندوستان کا راجہ تھا جیسے کہ اور بڑے راجوں کی نسبت دعوی کیا ہی مگر ملک سند اس دعوے سے مستثنی رہا کپتان پاٹینگر صاحب نے جو سند والوں کے بیان اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸۶ میں نقل کئی تو اُنکے بموجب سند کی سلطنت مارواڑ اور کابل تک تھی اور جو حالات اُسکے کپتان برنس صاحب کو دریافت ہوئے اور اپنی تاریخ کی جلد ۳ صفحہ ۷۶ میں اُنکو مندرج کیا تو اُنکی رو سے قنوج اور قندھار اُسمیں زیادہ معلوم ہوتا ہی *

کیا ہوگا اسلیئے کہ ملک عرب میں اس ملک کي حسین عورتوں کي کمال آرزو تھي † *

شروع اسلام میں جو جو خلیفہ ہوئے اُنکے وقتوں میں بھي مکران کے جنوب میں اکثر فوجیں روانہ کي گئیں تھیں مگر کفدست میدانوں اور بیابانوں کي کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئي شخص اُس ملک میں کامیاب نہوا اور وہ یہي ملک ہی جو جدروزیہ کے نام سے نامي گرامي ہی اور سکندر کي فوجوں نے بہت سي تکلیفیں اُسمیں اُٹھائي تھیں *

آخرکار ولید کے عہد سلطنت میں مسلمان اس ناکامي سے بڑے جوش میں آئے اور بڑي بڑي کوششیں کیں اور جب کہ دیول سندھ کے بندر میں ایک عربي جہاز پکڑا گیا تو عرب والوں نے راجہ داہیر کو یہہ لکھا کہ وہ جہاز ہمارے حوالہ کرو چنانچہ راجہ نے یہہ عذر پیش کیا کہ وہ بندر میري حکومت سے خارج ہی مگر مسلمانوں نے یہہ عذر اُسکا قبول نکیا اور اُسکے تدارک کے لیئے تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے روانہ کیئے مگر چونکہ یہہ فوج کافي نتھي تو پہلي طرح سے سب غارت غول ہوگئے آخرکار حجاج حاکم بصرہ نے چھہ ہزار سپاھي بحسب قاعدہ شیراز میں تیار کیئي اور اپنے بھتیجے محمد قاسم کو جسکي عمر بیس برس سے زیادہ نتھي سردار اُسکا مقرر کیا چنانچہ سنہ ۷۱۱ مطابق سنہ ۹۲ ہجري میں وہ سردار اپني فوج سمیت اس سامان سے دیول کي رونی تک پہونچا کہ پاس اُسکے محاصرہ کي وہ کلیں موجود تھیں جنکے ذریعہ سے محصوران حصار پر تیر اور پتھر برساتے ہیں اور وہ مندر جو شہر کے متصل واقع تھا اُسپر حملہ کیا اور لڑائي شروع کي یہہ مشہور مندر ایسا تھا کہ چار دیواري اُسکي اُن مندروں کي مانند بلند اور سنگین تھي جو انگریزوں کي پہلي لڑائیوں کے وقتوں کرناتک میں موجود تھے اور اُن برھمنوں کے علاوہ جو اُسمیں رھتے سھتے تھے بہت سے راجپوت اُسکے محافظ و ناصر تھے *

† کپتان پاتینگر صاحب کي کتاب صفحہ ۳۸۸

جب که محمد قاسم اُن مشکلوں میں متردد تها جو اُسکو پیش آرهیں تهیں تو اُسکے اسیروں میں سے بعض قیدیوں نے یهه بات کہي که محصوروں کے اعتقاد میں مندر کا سلامت رهنا اس جهنڈي پر موقوف هی جو مندر کي چوٹي پر منصوب هی چنانچه محمد قاسم نے اُس جهنڈي کو کلوں کا نشانه بنایا اور کمال سعي و کوشش سے اُسکو گرا دیا جوں هي که وه جهنڈا گرا تو محصوروں کو ایسي پریشاني هوئي که کمال آساني سے مندر فتح هوگیا *

جب که مندر فتح هوا تو محمد قاسم نے پهلے پهل یهه بات چاهي که برهمنوں کي ختنا کیجاوے مگر جب برهمن لوگ اسپر راضي نهوئی تو صاف اُسنے یهه حکم سنایا که سترہ برسکي عمر سے زیاده قتل کئي جاویں اور بعد اُسکے جو باقي رهیں لونڈي غلام بنائی جاویں معلوم ایسا هوتا هی که مندر کے فتح هوتے هي شہر بهي فتح هوگیا اور مال و اسباب کثرت سے هاتهه آیا جسکا پانچواں حصه حجاج کے واسطے الگ کیا گیا اور باقي رها سہا فوج پر تقسیم هوا اور جب که وه شہر فتح هوا تو راجه داهیر کا ایک بیٹا جو مقام دیول میں مالکانه یا رفیقانه رهتا تها برهمن‌آباد کو چلا گیا اور بقول تاریخ فرشته والے کے محمد قاسم کے بہادروں نے برهمن‌آباد تک اُسکا پیچها کیا یہاں تک که بچند شروط اُسکو مطیع هونے پر مجبور کیا بعد اُسکے محمد قاسم نیرون پر حمله‌آور هوا جو اب حیدرآباد سند کے نام سے معروف و مشہور هی اور وهاں سے کوچ کرکے سہوان کا محاصره کیا † *

باوجود اسکے که سہوان کا قلعه قدرتي مضبوطي اور ذاتي استحکام رکهتا تها سات دن کے عرصه میں فتح هوگیا اور فوج اُسکي جان بچاکر سالم گڑهي میں گهس گئي اور وه گڑهي بهي کمال آساني سے فتح هوگئي *

واضح هو که محمد قاسم کے یہاں تک بڑهے آنے میں کوئي کڑي

† کپتان مرڈر کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۱ صفحه ۳۰ و ۳۲ کا ملاحظه کرنا چاهیئے

روک توک آگے نہ آتي مگر بعد اُسکے وہ قوي فوج اُسکے مقابلہ پڑي جو راجہ کے بڑے بیٹے کے زیر حکومت تهي *

بازبرداري کي مویشیوں کا یہہ حال ہوا کہ وہ بهي گهٹنے لگي تهیں اور جب کہ یہہ قصہ پیش آیا تو اُسکو امداد جدید کا انتظار اور فوج کے سازسامان کي درستي کے لیئے ایک جگہہ تهہرنا پڑا چنانچہ تهوڑے دنوں بعد ایران سے دو هزار سوار اُسکي کمک کو پهونچے یہاں تک کہ وہ آگے بڑهنے اور آلر کے قرب و جوار میں لڑنے بهڑنیکے قابل هوا اگرچہ یہاں تک پهونچنے میں بہت سي لڑائیاں پیش آئیں مگر وہ ایسي نتهیں کہ کسیکي علانیہ فتح سمجهي جاتي *

اس جگہہ خود راجہ سے مقابلہ هوا جو حفظ دارالسلطنت کے لیئے پچاس هزار آدمي لیکر آگے بڑها تها اور جب محمد قاسم نے اپني خطرناک حالت پر غور و تامل کیا اور فوجکي کمي کیطرف سے اندیشہ ناک هوا اور یہہ بات سوچا کہ اگر خدا نخواستہ شکست اپني هوئي تو اپنے گهر تک جانا ممکن نهوگا پس اُسنے ایک مناسب جگہہ پسند کي اور هندوؤں کے حملہ کا انتظار کیا چنانچہ اُسکي خوش‌نصیبي نے تائید اُسکي هوشیاري کي بخوبي کي یعني جبکہ هندو عین لڑائي کي دوڑ دهوپ میں آمادہ و مستعد تهے تو خاص سواري کے هاتهي کے ایک بان آکر لگا جسکے صدمہ سے وہ راجہ کو لے بهاگا اور کسیکي روک تهام اُسکے کام نہ آئي یہاں تک کہ قریب اُسکے ایک دریا بہتا تها اُسمیں لیکر گهس گیا اور راجہ سمیت اُسنے غوطہ کهایا اور جب کہ وہ سردار اس صورت سے میدان جنگ سے باهر گیا تو اُسکي فوج کے دلوں پر وہ برا اثر پیدا هوا جو ایشیا کي فوجوں کے دلوں پر ایسے برے وقتوں میں پیدا هوتا هي اور باوصف اسکے کہ راجہ تیر سے زخمي بهي هوگیا تها هاتهہ پانوں پیٹ کر دریا سے نکلا اور گهوڑے پر سوار هوکر بڑي جوانمردي کے ساتهہ پهر دشمن کا سخت مقابلہ کیا لیکن کرم کے لکهے کو میٹ نسکا یعني گو بہت سي جرات کي مگر

بخت اُسکے یاور نہوئے چنانچہ وہ عرب کے لشکر میں گھسکر مارا گیا † *
وہ بیٹا راجہ کا جو جان بچاکر برہمن‌آباد کو چلاگیا تھا اُسکی نامردی کا تدارک اُسکی بیوہ ماں نے ایسا کیا کہ اُسنے راجہ کی پریشان فوج کو جمع کیا اور شہر اپنا بچایا یہاں تک کہ جب کھانے پینے کے ذخیرے بھی پورے ہوگئے تو بھی ہمت اُسکی بندھی رہی اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ اُسکی دلاوری دیکھہ کر اُن راجپوتوں نے اپنی قوم کے طور و طریقے پر ساتھہ اُسکے جان لڑانیکا قصد مصمم کیا جو ساتھہ اُسکے محصور تھے چنانچہ عورتیں اور بال بچے آگ جلاکر جل مرے اور مردوں نے یہہ کام کیا کہ نہا دھوکر ایک دوسرے کے چھوڑنے اور اس دار فانی سے رخصت ہونے پر امادہ ہوئے چنانچہ شہر کے دروازہ کھولکر تلواریں پکڑیں اور دشمنوں میں گھسکر سب کے سب مارے گئے *
منجملہ سپاہیان قلعہ کے جو لوگ اس جانبازی میں شریک نہوئے اُنہوں نے اپنی جان بچانیکا کچھہ پھل نپایا اسلیئے کہ جب بستی کے دروازے کھلے تو دشمنوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا اور جسکو ہتیاربند پایا اُسکو قتل کیا اور اُسکے بال بچوں کو لونڈی غلام اپنا بنایا ‡ *
واضح ہو کہ مقام اشکندرا § میں بھی ویساہی ہندوؤں نے بڑی بہادری

† اگرچہ کسی خاص بیان سے یہہ بات واضح نہیں کہ محمد قاسم دریاے اٹک سے کہاں پار ہوا مگر یہہ ثابت ہی کہ یہہ لڑائی اٹک کے بائیں کنارے پر ہوئی پہلے وہ اٹک کے مغربی کنارے پر مقام راور میں گیا اور ہنود کی فوجیں دوسرے کنارے پر اکھٹی تہیں اور جب تک کہ محمد قاسم کو دریا کے وار آنے کا رستہ ملا تو طرفین کی فوجیں کئی بار متحرک ہوئیں جن مقاموں کے نام بیان کیئے گئے وہ جیواڑ اور بیت اور راور وغیرہ ہیں اور معلوم ہوگا ہی کہ محمد قاسم نے اٹک کے وار اپنی فوج کی صف آرائی جیہم اور گوگند میں کی اور لڑائی سے پہلے وہ ساکرہ میں مقیم تھا جو جیہم کے علاقہ میں ہی اور واضح ہو کہ یہہ مقام اب نقشوں میں نہیں ملتی — تاریخ ہند و سند

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۹ اور ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۳۲۷

§ پاٹینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۹۰ اور مرڈو صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ رائل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۱ صفحہ ۳۱

اور رگڑے جھگڑے کے ساتھہ اهل اسلام کا مقابلہ کیا جیسے کہ مذکور
هوا اور بعد اُسکے ایسا معلوم هوتا هی کہ تمام ملتان بلا مقابلہ فتح هوگیا
اور مسلمانوں کو لڑنے مرنے بدون اسوقت تک کامیابي حاصل هوتي رهي
کہ راجہ داهیر کي ساري قلمرو پر مسلط هوگئے || *

جو برتاو کہ اهل اسلام اُن لوگوں سے برتتے تھے جن پر اُنہوں نے فتح
پائي تھي اُن سے اعتدال اور خونریزي عرب کا حال آغاز فتوحات کي

---

|| دیول کا بندر کرانچي بندر کے پاس پروس میں کوئي مقام هوگا اور فرشتہ والي کا یہہ بیان کہ شاید وہ تاتا کا بندر تھا اسلیئے صحیح نہیں معلوم هوتا کہ یہہ شہر اگرچہ جہازوں کے واسطے بڑا بندر هی مگر سمندر تک اُس سے رسائي ممکن نتھي اور اُن موانع کے باعث سے جو دریا کے دهانہ پر هیں کشتیوں کے سوا کسي جہاز وغیرہ کا بندر میں آنا هرگز ممکن نہیں مرڈو صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي صفحہ ۲۹ اور برنس صاحب کا سیاحتنامہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ اُنکے اُس بیان سمیت جو اُنہوں نے اٹک کے سب دهانوں کا اپنے چوتھے باب میں کیا هی برهمن آباد کا موقع اُن پورانے کھنڈروں سے قیاس کیا جاتا هی جو زمانہ حال کے آباد شہر تاتا کے متصل هیں ( برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۱ اور اُن هندوستانیوں کي راے جسکو کپتان مرڈو صاحب نے روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ایک صفحہ ۲۸ کے ایک حاشیہ میں بیان کیا هی ) مرڈو صاحب کا یہہ خیال کرنا کہ برهمن آباد اٹک کے دریا کے موجودہ دهانہ کے دوسریطرف ایسي جگہہ آباد تھا جو تاتا سے زیادہ تو شمال و مشرق کیجانب واقع هی ایک عجیب بات هی اگرچہ یہہ موقع اِس لیئے زیادہ قرین قیاس هی کہ راجہ داهیر کا بیٹا آلر سے بھاگ کر اسي مقام کو گیا هوگا شاید دو مختلف مقام تھے ایک برهمن آباد اور دوسرا برهمنہ اور سہوان اب بھي موجود هی اور آلر جو سند کا دارالسلطنت تھا اُسکے پورانے کھنڈروں کو کپتان برنس صاحب نے دریاے اٹک پر بکر کے پاس دیکھا هی ( برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۷۶ ) محمد قاسم کے سالم کے پاس کے خاص خاص کوچ اور دریاے اٹک سے عبور کرنے کے موقع کي نسبت کئي شبہہ هیں مگر ملک میں داخل هونے اور جگہہ جگہہ تاخت تاراج کرنے میں کچھہ شک شبہہ نہیں تاریخ فرشتہ والے نے اُس مقام کو اجدر لکھا هی جہاں بڑي لڑائي پڑي اور بڑا محاصرہ پیش آیا مگر غالب یہہ هی کہ یہہ کاتب کا سہو هی کہ آرر کي جگہہ جو بجاے آلر کے مشہور هی اجدر لکھا گیا

مانند ظاهر هوتا تھا چنانچہ جب کسي بستي پر حملہ کیا جاتا تھا تو بستي والوں سے پہلے پہل یہہ درخواست کیجاتي تھي کہ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو اور اِنکار کي صورتمیں بستي پر حملہ هوتا تھا اور هتیار بند آدمي قتل کیئے جاتے تھے اور اهل و عیال اُنکے لونڈي غلاموں کیطرح بکتے تھے چنانچہ چار شہروں نے اطاعت سے انکار کیا اور لڑنے مرنے پر آمادہ هوئے اور آخرکار اُنکي گردنیں مارے جانے اور اُنکے جورو بچوں کے لونڈي غلام بنانے کي نوبت پہونچي اور منجملہ اُنکے جسقدر آدمي دو شہروں میں قتل هوئے اوسط تعداد اُنکي چھہ هزار تھي اور باوصف اِسکے سوداگر لوگ اور پیشہ والے اور باقي رهنے والے علاوہ اُسوقت کے جو حملے کي لپیٹ سپیٹ میں آجاتے تھے هر طرح کي تکلیفوں سے محفوظ رهتے تھے *

جبکہ جزیہ شہروالوں سے برضا و رغبت یا بجبر و اکراہ وصول هوجاتا تھا تو اُنکو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذهب کے اجرا و ادا کا اختیار حاصل هوتا تھا اور جبکہ خود راجہ بھي اداے جزیہ پر راضي هوجاتا تھا تو راج اُسکا اُسیکے قبضہ میں رهتا تھا اور صرف اُسکو وهي تعلق باقي رهتا تھا جو عام باج گزار حاکموں کو هوتا هی *

غیر مذهب کے مراعات سے ایک سوال ایسا دشوار و پیچیدہ معلوم هوا کہ محمد قاسم اُسمیں حیران هوا اور عرب کو اُسنے لکھا بیان اُسکا یہہ هی کہ جن شہروں پر کڑے کڑے حملے کیئے گئے اور هندوؤں کے مندر خراب اور برهمنوں کے روزینہ اور جاگیریں ضبط هوئیں اور مذهبي رسموں کي ممانعت کي گئي تو پھر اُنکو اجراء رسوم اور بت پرستي کي اجازت دینا مزاحمت نکرنے سے زیادہ بت پرستي کا ممد و معاون هونا هی جواب اُسکا یہہ ملا کہ جب لوگوں نے جزیہ قبول کیا تو حقوق رعایا کے مستحق هوگئے اور مندروں کي تعمیر اور رسومات کے اجرا کي اجازت دیني چاهیئے اور جو جاگیریں کہ برهمنونکي ضبط کي گئیں وہ وا گذاشت کیجاویں اور تین روپیہ سیکڑا ملک کے محاصل پر جو هندو حکام اُنکو دیتے تھے وہ حکومت

اِسلام سے بھی ملاکزیں اگرچہ محمد قاسم کا نوعمری اور شباب کا عالم تھا مگر معلوم ہوتا ھی کہ وہ ھوشیار اور دلجوئی کرنیوالا تھا چنانچہ اُسنے بہت سے راجاؤں کو ترغیب دیکر لڑائیوں میں شریک اپنا کیا اور جب لڑائی پوری ھوئی تو اُسنے اس پرانے ھندو کو جو راجہ داھر کے عہد سلطنت میں وزیراعظم اسکا تھا وزیر اپنا بنایا اور اس سے واضح ھوتا ھی کہ اُسنے حقوق قدیمہ کی حفظ و مراعات اور قواعد و قوانین کے قیام و اجرا کے قابل اسیکو سمجھا † *

مسلمان مورخوں نے یہہ بیان کیا کہ محمد قاسم نے قنوج کی جانب کوچ کی طرح ڈالی جو گنگا کے قریب واقع ھی اور اُسیکے زمانہ کا ایک مورخ ‡ ایک ایسے مقام پر پہونچنا اُسکا بیان کرتا ھی جو اودے پور سمجھا جاتا ھی مگر محمد قاسم کے پاس کل چھہ ھزار آدمی اول میں تھے اور بعد اسکے دو ھزار آدمی اور آئے تھے جس سے صرف اتنا فائدہ ھوا ھوگا کہ پہلی تعداد باقی رھی ھوگی اور اِسی وجہہ سے یہہ بات سمجھہ

---

† ھند و سند کی فارسی تاریخ کا قلمی نسخہ — اس نسخہ کو جو لندن میں انڈیا ھوس کے کتب خانہ میں موجود ھی اُسوقت تک میںنے نہیں دیکھا تھا کہ محمد قاسم کے معرکوں وغیرہ کے حالات پورے لکھہ چکا تھا معلوم ھوتا ھی کہ بہت سے حالات اُسکے اِسی کتاب سے لیئے گئے جیسی کہ صورت اُسکی اب موجود ھی اُسکو محمد علی بن حامد نے سنہ ۱۲۱۶ ع مطابق سنہ ۶۱۳ ھجری میں لکھا تھا مگر یہہ ایک عربی کتاب کا ترجمہ ھی جو قاضی بکر کے پاس موجود تھی اور ضرور ھی کہ عربی کا اصل نسخہ محمد قاسم کے فتوحات کے بعد ھی لکھا گیا ھوگا اِس لیئے کہ اُسمیں زندہ لوگوں کے حوالہ دیئے ھیں اگرچہ اِس نسخہ میں بہت سی دقت طلب تقریریں اور اُن بڑے بڑے لوگوں کے خط جو اس مہم میں شریک تھے مندرج ھیں مگر محمد قاسم کی تمام مہمات اور اُسکے زمانہ سے پہلے کی ھندو سلطنوں کا حال ٹھیک ٹھیک تفصیل وار ایسا بیان کیا ھی کہ کسی جگہہ ایک بیان دوسرے بیان کے مخالف نہیں بہت سے مقاموں کے نام اِس کتاب میں درج ھیں اگر کوئی آدمی زبان سنسکرت سے ایسا واقف ھو کہ عربی مصنف اور مترجم کی غلطیوں کو جو اُن ناموں کی صحت میں ھو گئی ھیں اور خصوص کاتبوں کی غلط فہمیوں کو ٹھیک ٹھیک کرسکے تو اُس کتاب سے اُس زمانہ کا جغرافیہ بہت کچھہ معلوم ھو جاوے

‡ تاریخ ھند و سند

میں نہیں آتي که ایسي صورت میں بھي که سندھ کے قبض و تصرف کے لیئے وہ کچھه فوج اپني نچھوڑ جاتا ایسي مہم کا کیسے ارادہ کرسکتا *

محمد قاسم اپني تدبیروں میں سر گرم تھا که ناگاہ اسپر آفت آئي تمام مسلمان مورخ اسپر متفق ہیں که جو عورتیں که سندھ سے ہاتھه آئي تھیں انمیں راجه داہر کي دو بیٹیاں بھي تھیں اور جو نہایت خوب صورت اور نازک اندام تھیں خلیفه † وقت کي حرم بنانے کے لیئے اچھوتي رکھي تھیں چنانچه جب وہ بھیجي گئیں اور خلیفه کے سامنے آئیں تو بڑي بیٹي زار زار رونے لگي اور جب خلیفه نے رونے کا باعث دریافت کیا تو اسنے یہه عرض کیا که اپني بدنصیبي سے یہه لونڈي حضور کے قابل نرهي یعني جب که میں محمد قاسم کے قبضه میں تھي تو اسنے بہار میري لوتي اور میري بکارت زائل کي اور چونکه خلیفه فریفته هوگیا تھا سنکر نیلا پیلا هوا اور اسیوقت یہه فرمان صادر کیا که محمد قاسم کو کچي کھال میں سیکر دمشق کو روانه کرو چنانچه حکم کي تعمیل هوئي اور وہ کچي کھال میں سیا گیا اور دمشق کو بھیجا گیا اور جب که یہه مردہ وهاں پہونچا تو خلیفه نے اُس پریزاد کو خوش کرنیکے لیئے دکھایا وہ دیکھنے کے ساتھه کھل کھلا کر هنسي اور بیساخته یہه بول اوٹھي که محمد قاسم بیگناہ تھا اور مجھکو انتقام اپنے خاندان کي تباهي کا ‡ منظور تھا *

## ملک سندھ سے مسلمانوں کے نکلنے کا بیان

واضح هو که مسلمانوں کي ترقي هندوستان میں محمد قاسم کے ساتھه تھي چنانچه جب وہ مرگیا تو وہ ترقي بھي کوچ کر گئي جو ملک اُسنے فتح کیئے تھے سنه ۷۱۴ ع مطابق سنه ۹۶ هجري میں تمیم نام

† یہه خلیفه بني امیه کے خاندان کا چھٹا خلیفه اور نام اُسکا ولید بن ولید تھا

‡ بریگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ۴ صفحه ۴۱۰ آئین اکبري جلد ۲ صفحه ۱۱۹ اور پاٹینگر صاحب کا سیاحت نامه صفحه ۳۸۹

اسکے قائم مقام کو حوالہ کیئے گئے اور خاندان بني امیہ کي تباهي تک یعني چهتیس برس اسکے قبضہ میں رهے بعد اسکے سمیرا کے راجپوت قوم نے بغاوت کي جسکا حال مفصل معلوم نهیں اور مسلمانوں کو سند سے نکالا اور جو ملک اهل اسلام نے فتح کیئے تهے پهر هندوؤں کے قبض و تصرف میں آگئي اور پانسو برس کے قریب انکے قبضہ میں رهے † *

## هندوستان میں مسلمانوں کي فتوحات کے نهایت تهوڑے تهرنے کے اسباب

یہہ بات اچنبهے کي هی کہ جب مسلمان اسلام کے پهیلانے اور کامیاب هونے کے پہلے پهل کے جوشوں میں ملتان تک بڑهے چلے آئے تو ایران کي طرح هندوستان پر کیوں مسلط نهوئے اور کیا باعث هوا کہ وہ لوگ ایسے ملک سے یعني سند سے جهاں ایکبار اپنا قدم جما چکے تهے مجبور هوکر نکالے گئے سارا سبب اُسکا یہہ تها کہ دونوں ملکوں کي صورت برابر نتهي اگرچہ هندوستان کي دولتمندي اور زرخیزي کي شهرت اور اُسکے رهنے والوں کي نازپروري کے باعث سے کشور کشایوں کو اُسکي آرزو هوئي مگر ایسے امور اُنکو پیش آئے هونگے کہ تاثیر اُنکي عرب والوں کي بیطرح گرمجوشي پر غالب آئي هوگي *

اگرچہ ملک ایران میں دین و حکومت دونوں پر حملہ کیا گیا مگر وهاں ایک کي تائید دوسرے سے نهو سکي چنانچہ اتش پرستوں کے پوجاري نهایت ذلیل اور بیعزت لوگ تهے ‡ اور اُنکے دین میں کوئي

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۱ اور آئین اکبري جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۷ کي بموجب نکالے هوئے عربوں میں سے تهوڑے لوگ افغانستان میں آباد هوئے

‡ مجوسیوں کے زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے مسائل کے مقابلہ اور امتحان کے واسطے ارس کاین صاحب کے جواب مضمون کا ملاحظہ چاهیئے جسمیں پارسیوں کے مقدس کتابوں اور مذهب پر گفتگو هی اور وہ عال لٹریري سوسئیٹي بمبئي کي جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ میں مندرج هی

بات ایسي نتھي جس سے لوگوں کے دلوں میں کچھہ جوش خروش اور آمادگي پیدا ہووے اور برائي اور بھلائي پہونچانے والے دیوتوں کے اختیار و قدرت کو ایسا برابر ٹھہرایا ہی کہ ضرر رساں دیوتے کي ایذا و ضرر رساني کے ارادوں سے بچنے کے لیئے بھلائي کے دیوتا سے کوئي کافي مدد حاصل نہیں ہوسکتي اور اسي باعث سے ضرر رساں دیوتے کي رضا جوئي اور خوشامد کے لیئے بہت سي بچونکي سي حرکات کرنے پر توجہہ صرف † کرتے ہیں *

ایسے دین کے معتقدوں کو جن پر پوجاریوں کا کچھہ رعب داب نتھا ایک خداے رحیم و قوي کا معتقد کرانا ایسا معلوم ہوا ہوگا کہ گویا دین کے بڑے عمدہ اصول تک رسائي نصیب ہوئي اور جب کہ ایک ہي بادشاہ کي تباہي سے سارے ملک کي حکومت تباہ ہوگئي تو قوم کے مفتوح ہونے اور مسلمان ہو جانے کا کوئي مانع مزاحم نرہا *

برخلاف اُسکے ہندوستان میں پوجاریوں کا ایک قوي گروہ ایسا تھا کہ وہ حکومت کے کار و بار میں ہر طرح سے شریک و دخیل تھے اور تمام لوگ اُنکا پاس لحاظ کرتے تھے اور ہر شخص کے دل میں رعب داب اُنکا بیٹھا تھا اور وہاں ایک ایسا مذہب جاري تھا کہ اُسمیں لوگوں کے قوانین اور رسم و رواج خلط ملط تھے اور لوگوں کے دلوں میں جو خیال پیدا ہوتے تھے یا ہو سکتے تھے وہ اُن سب پر محیط تھا اور باوصف اسکے تبدیلي کا خوف اور تھوڑي بہت دلاوري بھي تھي جو غالب غنیم کے کڑے حملوں کي روک تھام کرنے اور ایام گزاري سے انکا زور و شور گھٹانیکے لیئے مناسب ہوتي ہی علاوہ اسکے اُنکي نا اتفاقي بھي مفید تھي یعني اگر ایک راجا کو تباہ کیا تو حملہ کرنے والی کے دشمنوں میں سے ایک کم ہوگیا اور دوسرا حریف اُسکے بعد مقابلہ کرنیکو باقي رہا اور جسقدر کہ وہ حملہ‌آور آگے کو بڑھیگا اُسیقدر فوج اُسکي گھٹتي جاویگي اور جہاں سے اسکو رسد وغیرہ کا

† ارس کاٹن صاحب کا جواب مضمون صفحہ ۳۳۵

سامان اسانی سے بہم پہونچتا تھا وہاں سے دور پڑتا جاویگا اور اپنے مخالفوں کو کوئی ایسا بڑا صدمہ نہ پہونچا سکیگا جسکے ذریعہ سے مہم اُسکی پوری ہو جاوے *

جن لوگوں نے پہلے پہل هندوستان پر حملہ کیئے امور مذکورہ بالا کا اثر اُنکے دلوں پر کیساهی کچھہ ہوا ہو مگر یہہ باتیں تحقیق کرنے والے کی توجہہ کے قابل ہیں اسلیئے کہ ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ یہی باتیں هندوستان میں اسلام کی دھیمی ترقی اور اور ملکوں کی مانند اُسکے اجرا میں سختی نہونے اور غیر مذہب کو گوارا رکھنے کے باعث ہیں *

واضح ہو کہ جن حالات کو ہم بیان کر رہے ہیں اُنکے ظہور کے وقتوں میں اور بہی سبب تھے جنکی بدولت هندوستان میں مسلمانوں کی ترقی جھمیلے میں پڑگئی یہاں تک کہ اُنکی حکومت کا مزاج بدلتا چلاگیا چنانچہ سردار اُنکے نہایت گرم دیندار واعظوں سے دنیادار بادشاہ ہوگئے اور اسلام کے پہیلانے کی پوری پوری رغبت نرہی بلکہ جاہ و حشمت کے بڑھانے پر پڑے اور علیٰ ہذالقیاس اچھے جفاکش سپاہیوں سے ایسے عیاش اور عالیشان بادشاہ بنگئے کہ جنکو فتح کی خوشی کے علاوہ اور بہی بہت سی خوشیاں اور لڑائی بہڑائی کے سوا اور بہی بہت کام کاج ہوتے ہیں چنانچہ خلیفہ دویم حضرت عمر جب بیت المقدس کو اپنے لشکر میں گئے تو ہتیار اور کہانے پینے کا سامان ایک ہی اونٹ پر لادا اور اُسی پر سوار ہوگئے اور خلیفہ سویم حضرت عثمان جب دن کے کام کا بقیہ رات کو پورا کرچکتے تھے تو چراغ اسلیئے گل کرتے تھے کہ بیت المال کا تیل اُنکے ذاتی کام میں صرف نہووے اور بعد اُنکے سو برس کے اندر اندر خلیفہ مہدی ایسا ہوا کہ پانچسو اونٹوں پر صرف برف لدوا کر منگاتا تھا اور خلفاے عباسیہ کے ایک ایک دن کا خرچ پہلے چاروں خلیفوں کے عہد خلافت کے خرچ کی برابر پڑا علاوہ اسکے مامون رشید کے عہد خلافت میں جو یونانی کتابوں کے

ترجمه هوئے تو یهه کام اُس طبیعت کے جسکے سبب سے خلیفهٔ ثاني اسکندریه کے کتب‌خانه جلانے پر اماده هوئے اُسیقدر مخالف تها جسقدر که اختلاف کفایت شعاري اور عیاشي کا اوپر مذکور هوا *

یهي باعث هوا که عرب کي فتوحات نے شرقي ملکوں میں ترقي نه پکڑي بعد اُنکے جن لوگوں نے هندوستان پر حملے کیئے اب اُنکا حال هم لکهینگے *

## تاتاري قوموں کا بیان

جب که سنه ۶۵۱ ع مطابق سنه ۳۱ هجري میں اهل عرب نے ایران کو فتح کیا تو اُس خطه سے اُنکي ایراني قلمرو کي حد فاصل دریاے اکسیس تها جسکا نام اهل عرب نے دریا کے پار هونے کے سبب سے ماوراءالنهر رکها جسکے معنے هندي میں دریا سے آگے اور انگریزي میں ترینساگزیانه هے اور شمالي حد اس خطه کي دریاے جیکسرتیز اور مغربي حد اُسکے بحر کاسپین اور شرقي حد اُسکي کوه اماس هی اگرچه اس خطه میں بڑے بڑے جنگل واقع هیں مگر بعض بعض اُسکے حصے نهایت پیداوار اور بڑي کاشت کے قابل هیں اور جب که یهه ملک اهل عرب کے قبض و تصرف میں تها تو معلوم هوتا هی که منجمله زرخیز حصوں دنیا کے اول پایه کا تها اور اُس خطه † میں کچهه لوگ تو ایسے تهے که وه مستقل آبادي رکهتے تهے اور کچهه لوگ ایسے تهے که وه خانه بدوش اور چرواهے تهے مگر مستقل سکونت والے کثرت سے ایراني اور خانه بدوش تاتاري تهے اور یهي حال آج تک چلا آتا هی اور غالب یهه هی که قدیم سے ایسا هي چلا آیا هی *

† ارس کاین صاحب کے ترجمهٔ تاریخ بابر کے دیباچه کا صفحه ۴۳ اور هیرن صاحب کي تحقیق مندرجه تحقیقات ایشیا جلد ایک صفحه ۲۶۰ جب که اهل عرب نے یهه ملک فتح کیا تو اُسمیں فارسي بولي جاتي تهي اور اسکي ایک مشهور سند مورخهٔ سنه ۷۱۶ ع مطابق سنه ۹۴ هجري کے کپتان برنس صاحب نے اپنے سیاحت نامه کي جلد دو صفحه ۲۶۹ اور ۳۵۶ میں دي هی

ماوراءالنہر کے تاتاریوں † کے حالات سے اُنکی پاس پروس کی قوموں کی تاریخیں اور هندوستان کی تاریخ جو بہت کچھہ معمور هی اسلیئے جی چاهتا هی که اُنکی اصل اور پہلی حالت دریافت کی جاوے مگر اس تحقیقات میں بہت سی مشکلیں پیش آتیں هیں هاں تحقیق اسبابکی بہت اچھی هوگی که منجملہ اُن تینوں بڑی قوموں کے جنکو عموماً تاتاری کہا جاتا هی ماوراءالنہر کے تاتاری کن میں داخل هیں اگرچه ترکوں اور مغلوں اور مجوسیوں کے اختلاف زبان کی دلیل سے ایک طرح کا امتیاز اور علاوہ اُسکے اور بهی خاص خاص ایسی باتیں هیں جنسے فرق اُنکا ظاهر هوتا هی مگر اُنکی چال ڈهال اور رنگ روپ میں ایسی عام مشابہت هی که ایک اجنبی آدمی دور سے دیکھے تو بہت دشواری سے فرق اُنمیں کرسکے اور اُنکی زبانوں کا اختلاف سنسکرت اور یونانی کا سا اختلاف هی اور جسطرح که ان دونو زبانوں میں هم اصل هونیکے مشابہت هی ویسی هی ان تاتاریوں کی زبانوں میں مماثلت پائی جاتی هی ‡ تحقیقات مذکورہ میں اُنکے ملکوں کے موقعوں سے بہت تهوڑی امداد ملتی هی چنانچه همارے زمانه میں مجوسی لوگ مشرق کی جانب اور مغل بیچا بیچ میں اور ترک مغرب کی جانب بستے هیں اور ترکوں کے بسنے کے مقام اُس زمانه میں کسیقدر پلٹ چکے هیں جسکی تاریخ اب صحیح موجود هی اور یهه بیان ممکن نهیں که اُس

---

† واضح هو که لفظ تاتار اور تاتاری کا استعمال اهل یورپ کی راے کے بموجب بہت بڑے خطه اور بہت سی قوموں کے مجموعه پر هونے کیا اور جن لوگوں پر اطلاق اس لفظ کا کرتے هیں وہ لوگ اُس سے ایسے کم واقف هیں جیسے که سواے یورپ کے باقی تینوں براعظم کے باشندے ایشیا اور افریقه اور امریکا والے مشهور هونے سے نا واقف هیں "پس لفظ تاتار اور تاتاری کا استعمال کئی قوموں میں عموماً بیان کرنیکے لیئے ایسا هی مناسب هی جیسے که لفظ ایشیا اور افریقه اور امریکا کا وهانکی بہت سی قوموں کی تعبیر کے واسطے شایاں هی *

‡ ڈاکٹر پریچرڈ صاحب کی تحریر درباب اقوام حصه بالائی ایشیا کے جو جغرافیه کی شاهی سوسئیٹی کے حالات کی نویں جلد میں درج هے ملاحظه کیجاوے *

زمانه سے پہلے پہلے وہ کہاں کہاں بستے تھے ایشیا کے جنوب میں عرب کے لوگ اور علاوہ اُنکے اور خانہ بدوش قومیں تر و تازہ چراگاہوں یا تبدیل آب و ہوا کی ضرورت سے بڑے بڑے دور و دراز سفر کرتی ہیں اور ہر قوم کے پاس ایک نہ ایک ایسا خطہ ہوتا ہی کہ وہ اُسکو اپنا سمجھتی ہی اور بہت سی قومیں اُنہیں خطوں میں آباد ہیں جنکو اور قوموں نے پہلے پہل اُنمیں دیکھا تھا مگر تاتار کے لوگوں کا یہہ حال نہیں جنمیں بڑی بڑی سلطنتیں ہمیشہ قائم ہوئیں اور علاوہ اُن نقل مکانوں کے جو وہ خاص اپنے ملک کی حدوں میں عیش و آرام کی نظر سے کرتے ہیں کبھی کبھی بلند ہمتی سے بھی خانہ بدوشوں کی طرح جابجا پھرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اُسکے ملک سے نکالتے یا اُسکو مطیع اپنا بناتے رہتے ہیں حاصل یہہ کہ وہ لوگ صرف اپنے گھروں ہی کو بدلتے نہیں رہے بلکہ اُنمیں سے نئے نئے اور بڑے بڑے گروہ قایم ہوئے ہیں اور اُس گروہ کے نام سے جو اوروں سے سبقت لیگیا ہی نئے نام نکلے ہیں چنانچہ کبھی ایک قوم کا قیام دریاے والگا کے کنارے پر بیان کیاگیا اور کبھی اُسی قوم کا ٹھکانا چین کی بڑی دیوار تلے پایا گیا اور جس گروہ سے کہ پہلے کوہ التاے کا ایک وادی بھی آباد نہیں ہوسکتا تھا چند سال کے بعد اتنی پھیل گئی کہ سارے تاتار میں بھی سما نہ سکتی تھی *

یہی باعث ہی کہ تاتاریوں کے کسی خاص گروہ پر نظر جمانا اور اُس گروہ میں جو جو خلط اور تبدیلیاں واقع ہوئیں سراغ اُن سب کا بہم پہونچانا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ اُس ایک دیمک کی چال کا حال دریافت کرنا نہایت دشوار ہی جو اپنے بڑے گھر میں پھرتی رہتی ہی *

تاتاریوں کی باقی قوموں میں ترکوں کی قوم اِس سبب سے ممتاز ہی کہ تاتاریوں کے خط و خال اُنمیں بہت کم پائے جاتے ہیں اور رنگ اُنکے چہروں کے گورے اور طور طریقے اُنکے نہایت شایستہ ہیں یہہ اِن اوصاف

کے ذریعہ سے تمام وقتوں میں اِس شرط سے پہچانے جاسکتے ہیں کہ ہمکو یہہ بات تحقیق ہوجاوے کہ اُنکے امتیاز کا کچھہ بھي باعث نہیں ھی کہ اور تاتاریوں کي نسبت اور قوموں کے ساتھہ اُنکو ربط و ضبط کے زیادہ موقع ھاتھہ آئے اور جو ممتازي اُنکو حاصل تھي پہلے وقتوں میں باقي تاتاریوں کو بھي حاصل نتھي جو مغربي خطوں میں بستے ہونگے بلکہ علاوہ اسباب مذکورہ کے کوئي اور سبب بھي ھی † *

اِن قوموں کے فرق و امتیاز کے واسطے اِس بیان سے شاید کچھہ اعانت ہووے کہ اوزبک کي قوم جو ماورالنہر پر فيالحال قابض اور ترکمانوں کي قوم جو دریاے اکسیس اور ایشیاے کوچک پر متصرف ھی اور شمالي ایران کے خانہ بدوش اور قسطنطنیہ کے باشندے سارے ترک ہیں اور علاوہ اِسکے تیمور کي فوج کا بڑا حصہ بھي ترکي لوگ تھے اور چنگیزخاں

† قسطنطنیہ اور ایران کے ترکوں کے تاتاریوں کیسے خط و خال اتنے معدوم ہوگئے کہ بعضے حکیموں نے کہا ھی کہ وہ کوہ قاف والوں کي اولاد یا اھل یورپ کي نسل میں داخل اور تاتاریوں کي نسل سے خارج ہیں اور بخارا اور ماوراءالنہر کے ترکوں کا یہہ نقشا ھی کہ باوصف اِسکے کہ وہ ایک مدت تک ایرانیوں میں رھے سہی اور اُنکي صورتوں میں بہت نرمي آگئي اصلي خط و خال اُنکے ایسي وضاحت سے موجود ہیں کہ وہ پہلي نظر میں تاتاري سمجھے جاتے ہیں اور ڈيگگنیز صاحب مورخ کے وقتوں میں جو حال تاتاریوں کے معلوم تھے اُنکے ذریعہ سے صاحب موصوف تاتاري قوموں کا امتیاز نکرسکے مگر ایک بات اُنھوں نے ٹھیک لکھي ھی کہ ترکوں کو ھیونگنو بھي کہتے ہیں اور اٹیلا سردار اور اُسکي فوج کے بڑے حصہ کو اُنھوں نے اِسي قوم میں بے کھٹکے داخل کیا ھی اور جب کہ یہہ ترک یورپ میں داخل ہوئے تو یورپ والوں کے دلوں میں اُنکي ڈراني صورت اور وحشیانہ طوروں سے ایسي ھیبت پیدا ہوئي جیسیکہ اُنکي فتوحات سے ظاھر ہوئي تھي چنانچہ خود اٹیلا سردار ان قومي خصوصیتوں میں معروف و مشہور تھا ( گیبن صاحب کي تاریخ روم جلد ۳ صفحہ ۷۳۵ ) ھیونگنز یعني ترکوں کي اُس شاخ کا ایک بڑا گروہ جسمیں اٹیلا سردار تھا اِس سردار کے زمانہ سے پہلے سے ماورالنہر کے ایرانیوں میں بستا تھا اور نام اُنکا قوم کے رنگ و روپ کي تبدیلیوں سے گورے ھنز مشہور ہوگیا تھا ڈيگگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ اور ۳۲۵

کي فوج کے افسر اور اُسکي فوج کا بڑا حصہ مغل تھے اور وہ تاتاري خاندان جو اج کل ملک چین اور تاتار کے اُس حصہ میں جو چین کے قرب و جوار میں واقع هی حکومت کرتا هی تمام مجوسي هیں *

## ماوراءالنهر میں ترکوں کے بسنے کا بیان

پھر حال یہہ خیال کرنا چاهیئے کہ سنہ عیسوي کے آغاز سے ایک مدت پیشتر ایک حصہ ترکوں کا ماوراءالنهر میں بسا تھا اور اگرچہ مغلوں کي فوجیں اور نقل مکان کرنے والے گروہ اکثر اوقات اُنپر گذرتے تھے مگر وہ لوگ اپني جگھہ سے کہیں نہ هلی اور جب کہ عرب کے لوگوں نے ماوراءالنهر پر حملہ کیا تو اِن ترکوں میں سے بہت سے خانہ بدوش اور گلہ بان اور کسیقدر مستقل سکونت رکھنے والے تھے † *

اُس زمانہ میں اِن ترکوں پر جو لوگ حکومت کرتے تھے وہ اُنسے کسیقدر مدت کے بعد آکر آباد هوئے تھے غالب یہہ کہ وہ بھي ترک هي هونگے اور یہاں آکر آباد هونے سے تھوڑے دنوں پہلے وہ لوگ ایسي قوموںکے مجموعہ میں مل جل گئے تھے جنکے وہ پیشوا تھے اگرچہ یہہ مجموعہ سو برس پہلے ایران والوںکا باج گزار ‡ تھا مگر بعد اُسکے ایسي سلطنت پر قابض هوئے کہ اُسنے بحرکاسپین اور آکسیس سے بنگال کي جھیل اور دریاے مینسي واقعسائبیریا کے دهانوں تک پانو اپنے پھلائے § تھے اور زمانہ حال میں وہ ایسے ٹوٹ پھوٹ کر چھوٹے چھوٹے گروہ هوگئے کہ چین کي سلطنت کے || خراج گزار بنگئے *

† مسلمان عرب والے اور ایران کے باشندے تمام اپنے همسایوں کو ترک کے نام سے همیشہ پکارتے هیں اگرچہ وہ مغلوں کے هونے سے واقف هیں مگر وہ لوگ استعمال اِس لفظ کا ایسا مطلقاً اور عموماً کرتے هیں جیسا کہ هم تاتار کے لفظ کا علیالعموم کرتے هیں اور بحث اِس مضمون کي جو ارسکائن صاحب کي تاریخ بابر کے دیباچہ میں صفحہ ۱۸ سے صفحہ ۲۵ تک درج هی دیکھنے کے قابل هی

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد پہلي حصہ ۲ صفحہ ۳۶۹

§ ایضاً صفحہ ۳۷۷ و صفحہ ۳۷۸

|| ایضاً صفحہ ۳۹۳

## عرب والون کا ماوراءالنهر کو فتح کرنا

ايران کي فتح کامل سے پچپن برس بعد اور سند کے قبض و تصرف سے پانچ برس پہلے عرب والون نے بحر اکسيس يعني نهر جيحون سے عبور کيا اور قتيبه حاکم خراسان اُنکا سردار تها چنانچه پہلے اُسنے شہر حصار پر جو بلخ کے محاذي تها قبضه کيا اور بعد اُسکے سنه ۷۰۶ ع سے لغايت سنه ۷۱۲ ع مطابق سنه ۸۷ هجري لغايت سنه ۹۳ هجري تک چهه برس مين سمرقند اور بخارا کو فتح کيا اور جو ملک اکسيس کے شمال پر واقع هين اُنپر گذرا اور خوارزم کي سلطنت کو جو ارل کي جهيل † پر واقع هى مطيع اپنا کيا اگرچه ترکون کے شہرون مين بدون سخت لڑائيون کے اُسکا دخل نهوا اور اکثر اوقات اُسکي کاميابي مين شک و شبهه باقي رها مگر آخرکار اُسکي بات اُنکے شہرون مين ايسي بن پڑي که آٹهوين برس يعني سنه ۷۱۳ ع مطابق سنه ۹۴ هجري تک فرغانه کو فتح کرسکا اور کوه اماس اور درياے جکسرتيز تک تسلط پايا *

اِسي برس ملک سپين يعني اُندلس بهي فتح هوا اور عرب کي سلطنت اُس حد تک پهونچي که پهر اُس سے زياده نهوسکي مگر اِس سلطنت مين غايت اقبال کے عهد سے پہلے پہلے خانگي نزاعون کے آثار پيدا هوچکے تهے اور اُن سے يهه معلوم هوتا تها که تهوڑا عرصه گذرنے پر يهه سلطنت خراب هوجاويگي *

چنانچه پچاس برس کے اندر اندر تيسرے خليفه حضرت عثمان کے مارے جانے اور چوتهے خليفه حضرت علي کے امور سلطنت مين کم مستعد هونے سے بغاوت پيدا هوئي اور باغي لوگ کامياب هوئے اور نتيجه اُسکا يهه هوا که عرب کے حدون سے باهر خلافت مقرر هوئي اور بني اُميه کي سلطنت مين جو سنه ۶۵۸ ع مطابق سنه ۳۸ هجري مين بغاوت کي بدولت خليفه

---

† يهه جهيل اس زمانه مين خيرا يا آر گنج کے نام سے مشهور هى

میں بیٹھے تھے نوے برس تک اِس سبب سے خلل پڑا رہا کہ آل پیغمبر کے
حقوں کا دعوی بی بی فاطمہ کے نام سے خلافت کي نسبت قایم رہا اور
جب کسي فساد و بغاوت کا ظہور ہوا تو یہي بہانہ پیش کیا گیا یہاں تک
کہ سنہ ۷۵۰ ع میں خراسان کا بڑا صوبہ باغي ہوا اور بني اُمیہ کي قوت
کو بڑا صدمہ پہونچا چنانچہ رسول خدا کے چچا کي اولاد یعني بني عباس
تخت نشین ہوئے مگر جو سپاہ اور افسر ملک سپین میں تھے وہ بني
اُمیہ کے طرفدار رہے اسلیئے سلطنت کي قوت پھر بحال نہوئي *

## دوسرا باب

### اُن شاہي خاندانوں کے بیان میں جو خلیفوں کے بعد قایم ہوئے

عباسیوں کے پانچویں خلیفہ ہارون رشید کي وفات اُس سفر کے باعث
سے بہت جلدي وقوع میں آئي جو اُسنے ماوراءالنہر کے باغیوں کي گوشمالي
کے لیئے سنہ ۸۰۶ ع مطابق سنہ ۱۹۰ ہجري میں اُٹھایا تھا † اور اُسکے
بیٹے مامون رشید نے اُنکي سرکوبي کي اور مامون رشید کے ایک عرصہ تک
خراسان میں رہنے سے وہ صوبہ تھوڑي مدت تک اُسکي سلطنت میں
شامل رہا مامون رشید نے جو خراسان کي بغاوت کي بدولت اپنے بھائي
امین سے خلافت چھیني تھي اسلیئے اُسکے دربار کو بغداد میں منتقل ہوئے
کچھہ بہت عرصہ نگذرا تھا کہ امیر طاہر نے جسکي خاص اعانت سے
مامون کے ہاتھہ خلافت آئي تھي خراسان میں حکومت کیطرح ڈالي
یہاں تک کہ سنہ ۸۲۰ ع مطابق سنہ ۲۰۵ ہجري میں وہ خود مختار
ہوگیا ‡ اور پھر خراسان اور ماوراءالنہر کسي خلافت میں شامل

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۷۹ اور جس تاریخ کي سند سے
اُنھوں نے تاریخ اپني عموماً لکھي وہ تاریخ طبري ہے

‡ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۲۵

تہوئے اور بعد اُسکے تہوڑے دنوں گذرنے پر جو خلیفے ہوئے وہ سنہ ۸٦۱ ع مطابق ۲۴۷ ھجري تک کٹ پتلي کي طرح ترکوں کے ہاتھہ میں رھی اور اسي زمانہ سے عرب کي سلطنت کي پوري بربادي سمجھي جاتي ھی † *

## طاھر اور صفري خاندانوں کا بیان

واضح ھو کہ طاھر کے خاندان نے پچاس برس سے زیادہ زیادہ یعني سنہ ۸۲۰ ع سے سنہ ۸۷۲ ع تک آمن چین سے بادشاھي کي مگر اُنکي سلطنت نے کچھہ رونق نہ پکڑي *

بعد اُسکے خاندان صفري نے جو بہت مشہور و معروف تھا خاندان طاھر پر غالب آکر اُسکو تخت سے اوتارا مگر یہہ خاندان طاھر کے خاندانسے ‡ تھوڑے دنوں یعني سنہ ۸۷۲ ع مطابق ۲۵۹ ھجري تک قایم رھا اور یعقوب بن لیث جو اِس خاندان کا باني مباني تھا تانبے پیتل کا کام سیستان میں کیا کرتا تھا چنانچہ پہلے اُسنے سنہ ۸۷۲ ع میں خاص اپنے وطن میں بغاوت برپا کي اور بعد اُسکے بحر اکسیس تک تمام ایران پر قبضہ کیا اور جب کہ خود خلیفہ کے دبانے کو بغداد میں گھسا جاتا تھا تو وہ راہ میں ناکام مرگیا اور اُسکے جي کي جي ھي میں رھي اور اُسکے بھائي عمر کو آل سامان نے شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور اُسکے خاندان کي بڑائي اُسي روز تمام ھوچکي جو سنہ ۹۰۳ ع مطابق سنہ ۲۹۰ ھجري تک قایم تھي اگرچہ اُس خاندانکے ایک نوجوان شاھزادہ نے باوصف نکل جانے اور سب ملکوں کے خاص سیستان میں کئي سال آپ کو بنائے رکھا § *

اگرچہ صفري خاندان کي حکومت چالیس برس سے زیادہ نرھي مگر یاد اُنکي سیستان میں اِس لیئے باقي رھي ھوگي کہ پچاس برس بعد یعني سنہ ۹۹۳ ع مطابق سنہ ۳۵۳ ھجري میں ایک شخص اُسي

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

‡ ایضا صفحہ ۲۲۹

§ ایضا صفحہ ۲۳۴

خاندان کا سیستان میں خود † مختار ہوا جسکو سلطان محمود نے
اُسکے زوال خاندان پر سو برس گذر جانے کے بعد یعنی سنہ ۱۰۰۶ ع
مطابق سنہ ۳۹۶ ہجری میں اپنا مطیع ‡ کیا *

## آل سامان کا بیان

واضح ہو کہ سامانی خاندان ایکسو بیس برس سے زیادہ زیادہ یعنی
سنہ ۸۹۲ ع مطابق سنہ ۲۷۹ ہجری سے سنہ ۱۰۰۴ ع مطابق سنہ ۳۹۵
ہجری تک قایم رہا اگرچہ اِس خاندان نے ہندوستان پر حملہ نہیں کیا
مگر جسقدر کہ پہلے خاندانوں کو تاریخ ہندوستان سے علاقہ رہا اُس سے
زیادہ زیادہ اِس خاندان کو تعلق رہا نام اِس خاندان کا اُنکے کسی بزرگ
سے یا بلخ و بخارا کے کسی شہر خاص سے نکلا ہی جہاں کا § وہ آپ کو
بتاتے تھے جبکہ خلیفہ مامون کی دارالخلافت خراسان میں تھے تو اس
خاندان میں سے جس شخص کا ( یعنی سامان کا ) تاریخ میں پہلے پہل
مذکور ہوا ہی اور وہ ذی رتبہ بھی تھا اُسپر خلیفہ نے التفات اور نوازش فرمائے
چنانچہ خلیفہ کے حکم کے بموجب سامان کے تین بیٹے اکسیس پار حاکم
مقرر ہوئے اور ایک بیٹا اُسکا ہرات کا حاکم ہوا چنانچہ خاندان طاہر کے
عہد میں بھی یہہ حاکم قایم رہے بعد اُسکے یعقوب بن لیث کی وفات
یعنی سنہ ۸۱۷ ع مطابق سنہ ۲۰۲ ہجری سے سنہ ۸۲۰ ع مطابق سنہ
۲۰۵ ہجری تک ماوراءالنہر اُنکے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ وہ بہت
سی فوج سواروں کی لیکر دریاے اکسیس سے گذرے اور غالب یہہ ہی کہ
وہ سوار اُن کے ترکی رعایا تھے اور عمر بن لیث کو گرفتار کیا اور جو
ملک کہ عمر بن لیث نے فتح کیئے تھے واقع سنہ ۹۰۰ ع مطابق سنہ
۲۸۷ ہجری میں اُنپر قابض ہوئے اور اگرچہ خلیفہ سے بے تعلق رہ کر

---

† پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳
‡ ایضاً صفحہ ۲۸۲
§ ہوسلی صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن حاکل صفحہ ۳۰۲

اِس ملک پر مستقل حکومت کي مگر براے نام اُسکي طرف سے حاکم رهے یهاں تک که اُس ملک کا بہت سا حصه دیلم کے خاندان نے دبایا جو مازندران کے ایک ضلع سے آئے تھے اور بانی مبانی اُنکا ایک مچھلي والا تها جو بحر کاسپین پر مچھلیاں پکڑا کرتا تها *

## دیلم کے خاندان کا بیان

مازندران کو ایران سے علاحده سمجھنے کے بعد جو حصه ملک ایران کا باقي رهتا هی اسمیں سے مازندران کا ملک اسطرحسے الگ هی که پہاڑوں کے بڑے بڑے سلسله درمیان میں واقع هیں اور اسي باعث سے وهاں رسائي دشوار هی اور اسلیئے که وهاں بڑے بڑے جنگل هیں اور وهاں کي آب و هوا بهي بہت خراب هی دشمنوں کے حملوں سے محفوظ هی اور یہي باعث هی که سارے مازندراني مسلمان اور مغلوب نه هوئے اور همیشه وهاں بکھیڑے رهے اور اکثر اوقات آتش پرستوں کا قبضه رها اور شور و فساد برابر هوتا رها مگر خاندان دیلم نے وهاں قدر و منزلت پیدا کي اور آخرکار اُنکي قوت ایسي قوي هوئي که خاندان ساماني سے ایران کے مغربي صوبه چھینے اور بغداد پر قابض هوئے اور خلیفه کو گرفتار کیا اور خلیفه کے نام سے سو برس سے زیاده یعني سنه ۹۳۲ع مطابق سنه ۳۲۱ هجري سے سنه ۱۰۵۵ع مطابق سنه ۴۴۸ هجري تک ایک بڑے ملک پر حاکم رهے *

ساماني خاندان آل دیلم کي فتوحات سے نقصان اُٹھانے کے بعد بهي خراسان اور ماوراالنهر پر قابض رها اور اُنمیں سے غزني کا خاندان نکلا جو مسلمانوں کي سلطنت کا هندوستان میں باني هوا *

## الپتگین باني خاندان غزني کا بیان

عبدالملک خاندان ساماني کے پانچویں بادشاه کے عهد سلطنت میں الپتگین اِس خاندان جدید کا باني صاحب جاه و حشمت هوا اور اصل اُسکي یهه هی که وه ایک ترکي غلام تها اور کام اصلي اُسکا یهه تها

که اپنے آقا کے بچے کو بہان متی کے سوانگوں اور نٹوں کی بازیوں سے بہلایا کرتا تہا † *

اُسوقت میں یہہ دستور جاری تہا کہ غلاموں کو امانت کے عہدے تفویض کیا کرتے تہے چنانچہ الپتگین اپنی هوشیاری اور مردانگی اور دیانت امانت کی بدولت تہوڑے عرصه بعد یعنی سنه ۹۶۱ ع مطابق سنه ۳۵۰ هجری میں خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا اور بعد اُسکے جب آقا کا انتقال ‡ هوا تو اُس سے یہہ مشورہ لیا گیا که منجمله خاندان سلطنت کے کون شخص اُسکی جانشینی کے قابل هی مگر اُس شامت کے مارے نے منصور کے خلاف پر راے اپنی دی جسکو اور سرداروں نے پسند کیا تہا چنانچه منصور بادشاه ناراض هوا اور اُسکو حکومت سے معزول کیا اور غالب یہہ هی که اگر وہ اپنے دشمنوں سے پیچہا چہوڑا نے میں بڑا سپاهیانه هنر ظاهر نکرتا تو اگر جان اُسکی نه جاتی تو مقید هونے میں کچهه شبہه هی نه تها مگر اُسکے پاس دوستوں کا ایسا معتبر گروہ تہا که اُنکی اعانت سے جان اپنی بچا گیا یہاں تک که مقام غزنی میں کوه سلیمان کے بیچا بیچ صحیح سالم جا پہونچا اور اُس هموار ملک میں یہہ نیا حاکم قرار پایا جسمیں بلخ اور هرات اور سیستان داخل هی اور خاندان سامانی کا مطیع و فرمانبردار رها لیکن اُس خطه کے قوی باشندوں پر جو اٹک اور اس ملک کے درمیان میں واقع هی خاندان سامانی کے حملوں کا اثر نہوا اور اگرچه یہہ خطه سب کا سب الپتگین کا مطیع نه تها مگر اُسکی خود مختاری کے لیئے یک قلم ممد و

---

† ڈی هربی لاٹ صاحب کی تحریر الپتگین کے باب میں ملاحظه کرنی چاهیئے ۔

‡ پرایس صاحب کی تاریخ جلد دو صفحه ۲۲۳ اور ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۵ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۲ میں اُسکی فساد کی تاریخ سنه ۹۶۲ ع مطابق سنه ۳۵۱ هجری لکہی هیں اور ڈی هربی لاٹ صاحب نے سنه ۹۱۷ ع مطابق سنه ۳۰۵ هجری قرار دیئے هیں مگر ظاهرا مصنف یا چهاپنے والے کی غلطی هی اسلیئے که تاریخ وفات بهی الپتگین کی اُنہوں نے اور مورخوں سے کچهه مختلف سے بیان کی هی

مهمان تها ایک مورخ بیان کرتا هی که تین هزار غلام قواعددان الپتگین کے ساتهه بهاگ آئے تهے اور غالب هے که یهه غلام اُسکي مانند ترکي غلام هونگے † اور بلاشبهه اُسکے پاس کبهي کبهي ایسے ایسے سپاهي آتے رهے هونگے جو اُسکے عهد حکومت میں اُسکے ملازم هونگے مگر غالب یهه هی که اُسکي فوج کا بڑا گروه اُس ملک سے اکهٹا هوا هوگا جهاں بود و باش اُسکي اُن دنوں تهي ‡ اور اس آباد ملک کے باشندے نامرد نتهے اگر پهاڑوں کے افغان اُسکي رعایا نهونگے تو کام اُنسے مزدوري پر لیا هوگا مگر معلوم هوتا هی که اُس نے ملک بڑهانے کا اراده نکیا اور خود مختاري سے چوده برس کے اندر یعني § سنه ۹۷۶ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجري میں اپنے موت مرگیا اور بقول ڈي‌هربي‌لاٹ صاحب کے سنه ۹۶۴ ع مطابق سنه ۳۵۳ هجري میں انتقال اُسکا هوا *

## سبکتگین کا بیان

سبکتگین ایک غلام الپتگین کا تها جسکو اُسنے ایک سوداگر سے جو اُسکو ترکستان سے لایا تها خرید کیا تها اور بتدریج اُسکو ایسے اختیار و مرتبه پر پهونچایا که بعد اُسکے وهي اُسکي حکومت کا بڑا سردار ٹهرا اور آخرکار اُسکا جانشین هوا *

بهت مورخ لکهتے هیں که الپتگین نے سبکتگین کو بیٹي دي اور اپنا وارث || مقرر کیا اور بعضی مورخ نکاح کا پهلے هونا بیان نهیں کرتے مگر سکي جانشیني کو استحکام دیتے هیں ¶ *

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جو خلاصة الاخبار سے انتخاب کي گئي جلد ۲ صفحه ۱۲۳

‡ ڈي‌هربي‌لاٹ صاحب کي تحریر الپتگین کے باب میں

§ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۴ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۳ اور ڈي‌گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۶

|| ڈي‌گگنیز صاحب کي تاریخ بحواله ابوالفدا جلد ۲ صفحه ۱۵۶ اور ڈي‌هربي‌لاٹ صاحب کي تاریخ بحواله اخوند میر

¶ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۷۷

تاریخ فرشته میں لکھا هی † که سنه ۹۷۵ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجري میں الپتگین مرگیا اور اسحاق نامي ایک بیٹا چھوڑا جسکو سبکتگین ‡ همراه اپنے بخارا کو لیگیا تھا اور جب که اُسکو منصور سامانی نے غزنی کا حاکم مقرر کیا تو سبکتگین کو اُسکا نائب قرار دیا اور جب وه سنه ۹۷۷ع مطابق سنه ۳۶۷ هجري میں مرگیا تو سبکتگین کو جانشین اسکا مانا گیا اور الپتگین کي بیٹي کي شادي اسکے ساتھه هوئي *

هنوز اپني جدید سلطنت پر سبکتگین نے پورا پورا تسلط نهیں کیا تھا که دشمنوں سے بچانے میں جد و جهد اسکو کرني پڑي § *

## راجه جیپال والیئے لاهور کا غزني پر حمله کرنااور ناکام واپس آنا

جو هندو که اٹک کے آس پاس بستے تھے انکو یهه بات ناگوار هوئي

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ایک صفحه ۱۳

‡ سبکتگین کي ایک کهاني اُن دنوں کي بیان کيگئيهی که وه ایک سوار تھا اور اُس کهاني سے اگر سبکتگین کيآدمیت واضح نهیں هوتي تو مورخ کي انسانیت بلاشبهه ظاهر هوتي هی اور وه یهه هی که ایک روز اُسنے شکار کرنے میں هرني کے بچه کو پکڑا اور وه اُسکو خوش خوش اچھلا توبچے کي ماں کو گھوڑے کے پیچھے دیکھا اور اُسکي ماں کے چهره پر رنج و الم کے اثر واضح پائے چنانچه اُسکو ترس آیا اور اسبات سے خوش هوکر که اُسکي ماں ممنونهوریگي اُسکو چھوڑ دیا اور جب وه هرني بچه سمیت جنگل کو چلي تو باربار مڑمڑکر دیکھتي جاتے تھے اور یهه بات اُسکي ایسي پسند آئي که اُسي رات اُسنے رسولخدا کي زیارت کي اور حضرت نے یهه فرمایا که اس احسان کے بدلے خدا نے تجکو سلطنت عنایت فرمائي اور یهه تاکید کي که جب تجکو اختیار و مرتبه حاصل هووے تو ترس کو هرگز نه بھولنا

§ اب آینده سے هماري تاریخ کي سند خاص تاریخ فرشته هوگي جسکا مصنف فارسي تھا اور بهت دنوں تک هندوستان میں رها اور سولھویں صدي کے اخیر میں هندوستان کے تمام مسلمان بادشاهوں کي تاریخ اپنے زمانه تک لکھي غرض که ایسے مصنف کے ارشاد و هدایت سے جو ایشیا کے مورخوں پر بڑي فضیلت رکھتا هی آپ کو نصیبی والا سمجھتا هوں اور اس تاریخ میں جهاں کهیں ممکن هوا هی میں نے تاریخ فرشته کے کلام کو بالکل نقل کیا هی اسلیئے که کرنل برگز صاحب نے جو اس تاریخ کا ترجمه کیا هی اُسکو درست اور عمده کرنا دشوار هی

ہوگئی که مسلمانوں کی حکومت انکے پاس پروس میں قایم ہوگئی اور معلوم ایسا ہوتا ہی که اس حکومت کے باعث سے ہندوؤں کے ملکوں پر اکثر حملہ ہوتے رہے اور اُنکی جانکو بنی رہی غرض که راجہ جیپال والیئے لاہور نے جسکی حکومت غزنی کے متصل تھی آپ حملے کا ارادہ کیا چنانچہ لغمان میں اُس وادی کے سرے پر بہت سی فوج اپنی لیگیا جو پشاور سے کابل تک پھیلا ہوا ہی اور وہاں سبکتگین سے مقابلہ ہوا ابھی دونوں لشکر لڑائی کا محل و موقع تاک ہی رہے تھے که باد و بارش کا سخت طوفان آیا اور اُسکو لوگوں نے ایسا غیبی گولا سمجھا جو عالم اسباب میں معمولی سببوں سے خارج ہو اِس لیئے که ہندو لوگ اپنے مخالفوں کی برابر سردی کے سہارنے کے عادی نه تھے اُنہوں نے ایسی ہمت ہاری که راجہ جیپال کو کام ناکام صلح کرنی پڑی چنانچہ سبکتگین پہلے صلح پر مایل نہوا مگر آخرکار اس خیال سے که اگر ہندو بالکل مایوس ہوجاوینگے تو بقول کسیکے که مرتا کیا نہیں کرتا نتیجہ اُسکا اچھا نہوگا غرض که وہ بھی صلح پر راضی ہوا اور راجہ نے پچاس ہاتھی اسکو دیئے اور بہت سے روپئے دینے کا وعدہ کیا *

جب که راجہ نے آپ کو محفوظ و سلامت پایا تو جو وعدہ روپئے کا کیا تھا اسکے پورا کرنے سے اِنکار کیا یہاں تک که جو آدمی سبکتگین نے تقاضے کے لیئے بھیجے انکو مقید کیا *

## ہندو راجاؤں کا باہم متفق ہوکر سبکتگین سے لڑنا اور شکست فاحش پانا

جب که سبکتگین نے یہہ معاملہ دیکھا اور اسکو ناگوار گذرا تو اس نے فوج اپنی جمع کی اور دریاے اٹک کی طرف دوبارہ کوچ کرنا شروع کیا اور اِدھر راجہ جیپال نے یہہ سامان کیا که اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے راجاؤنکو کمک کے لیئے بلایا چنانچہ ایک لاکھہ سوار اور بیشمار پیادوں سمیت لغمان کی جانب کو چلا سبکتگین دشمن کے لاؤ لشکر دیکھنے کو ایک ٹیکری پر

چڑھا چنانچہ اسنے میدان کو فوج کي بهیڑ بهاڑ سے بهر پور پایا مگر وہ هراساں نهوا اُسنے اپني فوج کي دلاوري اور شایستگي اور قواعد داني پر مطمئن هوکر فتح کا یقین کیا اور دهاوے شروع کیئے چنانچہ پہلے پہلے هندوؤں کي فوجکے ایک حصہ پر سواروں کي نئي نئي فوج سے پے درپے حملے کیئے اور جب غنیم کي فوج کے پانوں اوکھڑتے دیکھے تو تمام فوج پر دهاوے کا حکم دیا یہاں تک کہ هندو بهاگ نکلے اور اٹک تک انکا تعاقب هوا اور بہت سے مارے گئے اور سبکتگین کے لشکر کے بہت سي غنیمت هاتهہ آئي اور گرد نواح کے پرگنوں سے جو لاهور کي قلمرو میں داخل تهے بہت سا محصول وصول هوا اور راجہ کے ملک پر دریاے اٹک تک قبض و تصرف کرکے سبکتگین نے ایک اپنے افسر کو معہ دس هزار سواروں کے پشاور میں حاکم چهوڑا *

بعد اُسکے لغمان کے افغانوں اور خلجیوں † نے سبکتگین کي اطاعت في‌الفور اختیار کي اور اُسکي فوج میں وہ لوگ بهرتي هوئے ‡ *

بعد اِن مہموں کے خاص اپني سلطنت کے اِنتظام میں سبکتگین مصروف هوا اور اُن دنوں سلطنت اُسکي مغرب کي طرف قندهار سے آگے

---

† خلجي ایک تاتاري قوم هی جسکا ایک گروہ دریاے جگسرٹیز کے مخرج کے پاس دسویں صدي میں بستا تها اور اُنهیں دنوں ایک گروہ اُسکا سیستان اور هندوستان کے درمیان یعني افغانستان میں بہت مدت سے آباد تها اور وہ لوگ دسویں صدي تک بهي ترکي بولتے تهے اور معلوم هوتا هی کہ وہ لوگ افغانوں سے پہلے هي سے بڑا علاقہ رکهتے تهے چنانچہ اُنمیں اور افغانوں میں کسیطرح کا فرق و تفاوت کبهي نهیں سمجها گیا (اِسبات کے دریافت کے لیئے کہ وہ تاتار میں کس خاندان سے نکلے اور کہاں رهتے تهے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۹ کے حاشیہ اور ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر درباب خلج اور بن هاکل کي تاریخ کے صفحہ ۲۰۹ کو ملاحظہ کرنا چاهیئے اور افغانستان میں اُنکي بساست کا حال دریافت کرنیکے واسطے ابن هاکل کي تاریخ کا صفحہ ۲۰۷ دیکهنا مناسب هی اور واضح هو کہ ابن هاکل نے تاریخ اپني سنہ ۹۰۲ اور سنہ ۹۶۸ ع کے بیچ بیچ میں لکهي هی )

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۵ لغایت ۱۹

تک پهیلي هوئي تهي اور اسي زمانه میں اسکو اپنے براے نام بادشاه کي امداد و اعانت کرنے سے جاه و جلال بڑهانے کا موقع هاتهه آیا چنانچه بیان اُسکا آگے آویگا *

## خاندان ساماني کي اعانت کرنا سبکتگین کا مشرقي تاتاریوں کے مقابله میں

جب که بغرا خاں تاتاریوں کے بادشاه نے جو تمام تاتار پر دریاے اماس کے پار چین کے حد شرقي تک قابض و متصرف تها † ساماني خاندان کے ساتویں بادشاه نوح پر دهاوا کیا تو اُسنے بخارا سے بهاگ کر اکسیس پار پناه لي مگر اُسکے نصیبوں نے پهر یاوري کي که بغرا خاں کے بیمار هونے اور اپنے ملک کیطرف معاودت کرنے اور مر جانے سے سنه ۹۹۳ ع مطابق سنه ۳۸۳ هجري میں نوح اپنے تخت پر دوباره بیٹها بعد اُسکے جب نوح نے حاکم خراسان کي گوشمالي کا اراده کیا جو اُسکي بد اقبالي کے وقتوں میں باغي هوگیا تها تو اُس حاکم نے فایق سے رفاقت پیدا کي جو بخارا کا ایک دوسرا امیر تها اور اُسکے هاتهوں سے ساماني خاندان کو پچهلے زمانه میں ایک عرصه تک بهت سي تکلیفیں پهونچي تهیں چنانچه جب یهه دو رفیق سلطنت کي بهتري کي نسبت اپني بهلائي اور بهبودي کے زیاده خواهاں هوئے تو اُنهوں نے خاندان دیلم کے بادشاه کو جو اُنکے پاس پڑوس والے ایران کے صوبوں پر حکومت کرتا تها امداد و اعانت کے لیئے بلایا اُسکو جي جان سے یهه منظور تها که پاس پڑوس میں فساد برپا کرنے سے اپنے ملک و حکومت کو چوڑا چکلا کرے غرض که جب یهه تینوں متفق هوئے تو اُنکے مقابله کے لیئے نوح نے سبکتگین سے اعانت چاهي چنانچه سبکتگین فوج اپني لیکر بخارا کي طرف کچهه رفیقوں کي طرح نهیں بلکه تابعداراں

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۷ اور پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۷

کي مانند روانه هوا اور اگرچه اُسنے ضعف ناتواني کے حیله سے یهه شرط
ٹهرائي تهي که ملاقات کے وقت اپنے گهوڑے سے نه اوترونگا مگر جب وه بادشاه
کے سامنے گیا تو بے اختیار اپنے گهوڑے سے کودا یهاں تک که اگر نوح اُسکو
بغلگیري کے وقت نروکتا تو وه نوح کے پانوں بهي چومتا *

جب که لڑائي بڑے زور شور سے هو رهي تهي اور نوح کي شکست هوا
چاهتي تهي تو خاندان دیلم کے سردار نے یهه دغابازي کي که ڈهال اپني
اپني پیٹهه پر صلح کے اشاره سے رکهي اور فوج اپني لیکر سبکتگین کیطرف
چلا گیا اگر وه یهه کام نکرتا تو نوح اور سبکتگین کي فوجیں دشمنوں کو
کافي نهوتیں مختصر یهه که بعد اِس شکست کے باغي لوگ اُن ملکونمیں
سے بهاگکر نکل گئے جو اُنکے قبض و تصرف میں تهے اور نوح نے بعوض اِس بڑي
خدمت کے سبکتگین کي حکومت کو غزني پر مستحکم کیا اور خراسان کي
حکومت اُسکے بیٹے محمود کو عطا فرمائي اگرچه باغي سردست پریشان
هوگئے تهے مگر پهر اُنهوں نے لشکر جمع کیئے اور دوسرے برس یک لخت
ایسا دهاوا کیا که محمود کو نیشا پور میں آدبایا اور شکست فاحش دي
مگر سبکتگین نے بهت سي سعي و محنت سے پهر اُنکے مقابله کي لیاقت حاصل
کي چنانچه سنه ۹۹۵ ع مطابق سنه ۳۸۷ هجري میں لڑائي کا خاتمه
هوا اور مقام طوس کے پاس جو اب مشهد مشهور هے اُنکو شکست فاحش†
هوئي اور جمعیت اُنکي برهم هوگئي اور فایق کا یهه حال هوا که وه اُس
جگهه سے بهاگکر جهاں اُسکو شان و شوکت حاصل تهي الیق خاں جانشین
بغرا خاں کے پاس چلا گیا اور الیق خاں کے زور اور دباؤ سے نوح اور فایق
کي صفائي هوگئي اور وه سمرقند کا حاکم مقرر کیا گیا *

بعد اس انتظام کے نوح نے انتقال کیا اور الیق خاں نے نئے بادشاه کي
جانشیني دیکهکر بخارا پر چڑهائي کي رفیق اوسکا یعني حاکم سمرقند

---

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۸ اور پرایس صاحب کي تاریخ
جلد ۲ صفحه ۲۲۸ تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۲۲

اُسکا مدد و معاون ہوا اور نئے بادشاہ منصور ثانی کو آخرکار اِس بات پر
مجبور کیا کہ تمام اختیار اپنے بادشاہت کا فایق کو تفویض کرے *

## سبکتگین کی وفات کا بیان

معاملات مذکورہ بالا کے زمانہ میں یہہ اتفاق ہوا کہ غزنی کو واپس
آتے ہوئے سبکتگین راہ میں مرگیا † *

## خاندان غزنی کا بیان

# تیسرا باب

## محمود کی سلطنت

محمود کا لڑکپن سے یہہ حال تھا کہ وہ اپنے باپ کے زمانہ میں فوج
کشیوں اور چڑھائیوں میں ہمراہ اُسکے رہتا تھا اور بقول شخصے کہ ہونے ہار
برووں کے چکنے چکنے پات ابتدا سے ہوشیاری اور دلاوری اور ہر کام میں
گھس بیٹھہ جانیکے آثار و علامات اُسمیں نمایاں تھے اور جب کہ باپ اُسکا
مرا تو وہ نیشاپور میں اپنی حکومت پر تھا اور عمر اُسکی تیس برس کی
تھی اور لیاقت اور شجاعت کی بدولت ہر طرح جانشینی کے قابل تھا ہاں
یہہ بات ضرور تھی کہ غالباً ولادت اُسکی شرعی نتھی ‡ یعنی وہ کسی
منکوحہ کے پیٹ سے نتھا اُسکے چھوٹے بھائی اسمعیل نے اُسکے نہونے کو
غنیمت سمجھکر بقول بعض بعض مورخوں کے جانشینی کی منظوری باپ
سے حاصل کی اور سلطنت پر بلا تامل قبضہ کیا اور اپنی بادشاہت کا اشتہار
دیا اور منجملہ اُن فائدوں کے جو اُسکو اپنے بڑے بھائی کی نسبت حاصل
ہوئی یہہ فائدہ کم نہ تھا کہ باپ کے خزانے اُسکے ہاتھہ آئے اور اُسنے اُن

---

† نوح کے انتقال سے ایک مہینے کے اندر اندر سبکتگین بھی سنہ ۹۹۷ ع مطابق
سنہ ۳۸۷ ہجری میں مرگیا ( تاریخ فرشتہ اور تاریخ ڈی گگنیز صاحب اور تاریخ
پرایس صاحب اور تاریخ ڈی ہربی لاٹ صاحب )

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۲۹

خزانوں کو یوں صرف کیا کہ بڑے بڑے سرداروں کو انعام دیکر اپنی طرف مایل کیا اور فوج کی تنخواہیں بڑھادیں اور طرح طرح کے تماشوں اور جلسوں میں روپیہ لٹاکر لوگوں کے دلوں میں عزیز و ممتاز ہوگیا مذکورہ بالا ذریعوں اور زیادہ زور و ستم سے جو سلطنت کے دبانے میں کیئے اور نیز اُس راے کے باعث سے جو بعض بعض کوتاہ فہموں نے اُسکی بڑے استحقاق پر دی سلطنت کے تمام اُس حصہ کی امداد و اعانت حاصل کی جو محمود کے زیر حکومت نہ تھا اور جب کہ محمود کا دعوی قابل نفرت سمجھا گیا تو محمود نے کچھہ نرم معاملہ کیا خواہ اس یقین سے کہ میرا استحقاق ضعیف ہی یا اُسکے مزاج میں اعتدال تھا یا اُسنے فریب برتا غرض کہ اُسنے بھائی کے ساتھہ ایک بڑی شفقت ظاہر کی اور یہہ بیان کیا کہ اگر تیری عمر اس لایق ہوتی کہ تو ایسے بھاری بوجھہ کو اُٹھاسکے تو میں اپنی خوشی سے تیرا مقابلہ نکرتا اور علاوہ اِسکے یہہ بات بھی کہی کہ اگر تو میرے تجربہ‌کاری کی فضیلت کو تسلیم کرے تو اُسکی عوض میں بلخ اور خراسان کا صوبہ عطا کروں مگر یہہ بات اُسکی فی‌الفور تسلیم نہوئی یہاں تک کہ جب محمود نے یہہ دیکھا کہ اسمعیل سے موافقت کی امید نہیں تو وہ یہہ سوچا کہ اس جھگڑے کا تصفیہ دارالسلطنت پر حملہ کرنے سے ہوگا چنانچہ اسمعیل جو اُن روزوں بلخ میں موجود تھا محمود کا ارادہ پاگیا اور غزنی اور محمود کی فوج کے بیچ میں آپڑا اور محمود کو عام لڑائی پر مجبور کیا اور جو بات کہ سرداروں کے غیر مساوی کاموں سے متوقع ہوتی ہی اُس سے بہت زیادہ عمدہ لڑائی لڑا مگر کیہیت اُسکا محمود کے ہاتھہ رہا اور غزنی فتح ہوگئی اور اسمعیل گرفتار آیا اگرچہ تعظیم و تکریم اُسکی اُسکے پایہ کی مناسب ہوتی رہی مگر باقی زندگی اسکی قید میں کٹی *

سامانی خاندان کے ایسے ایسے درونی قصی قضایوں سے جو سات مہینے تک برابر برپا رہے ایلک خاں کی کامیابی کو بڑی اعانت پہونچی

چنانچه اسنے رعب داب اپنا منصور ثانی پر بیٹھایا یعنی اسکو اسپر مجبور کیا که فایق کو وزیر اپنا بلکه درپرده آقا بناوے *

اگرچه محمود اپنے پرانے دشمنوں کی حقیقت سے واقف تھا مگر اسنے یهه چالاکی برتی که ناواقف بنکر کمال ادب و نیاز سے منصور ثانی کے پاس یهه درخواست اپنی بھیجی که خراسان کی حکومت پر مجھکو قایم رکھے مگر یهه درخواست اسکی فوراً نامنظور هوئی اور نئے وزیر یعنی فایق کا ایک اردہ محمود کی جگهه معین کیا گیا *

## محمود کی خود مختاری کا بیان

محمود کسی سے باسانی حکومت سے خارج نهوسکا چنانچه اُسنے خراسان کے نئے حاکم کو مارکر بھگا دیا اگرچه خود منصور سے نه لڑا جسکو مقابله میں لائے تھے لیکن اُسکے اطاعت کا اقرار بهی نکیا *

محمود اپنے حفظ و حراست کے واسطے بڑے بڑے سامان کرتا رها یهاں تک که اسی عرصه میں دربار کے جھگڑوں اور امیروں کے رشک و حسد سے منصور ثانی تخت سے اوتارا گیا اور آنکھوں سے اندھا کیا گیا اور سنه ۹۹۹ع مطابق سنه ۳۸۹ هجری میں عبدالملک کو بطور ایک آله کے جو فایق کے قبضه میں رهے تخت پر بیٹھایا گیا محمود نے یهه واقعه دیکھکر حکم دیا که بنی سامان کا نام خطبوں سے خارج کیا جاوے اور خراسان کی حکومت پر مالکانه قبضه کیا بعد اسکے عبدالملک کا فرمان جسکو عطاے اختیارات کا اختیار حاصل نرها تھا خراسان کی نسبت محمود کے نام آیا چنانچه وه مستقل حاکم هوگیا اور سلطان کا خطاب † اُسنے اختیار کیا اسیوقت سے مسلمان بادشاهوں میں یهه خطاب عام هوگیا *

ایلق خاں نے اس لوٹ کھسوٹ سے دور رهنے کا اراده نکیا جو اور

---

† اگرچه محمود سے پهلے مسلمان بادشاهوں کا یهه خطاب نتها مگر یهه عربی کا پرانا لفظ بادشاه کے معنوں میں هی

اوگ کر رهے تهے چنانچه اسنے عبدالملک کي حمایت کا بهانه لیا اور بخارا پر چڑهائي کي اور تمام ماوراءالنهر پر قبض و تصرف کر کر سامانی خاندان کو خاتمه پر پهونچایا جو ایک سو بیس برس سے زیاده سلطنت کرچکا تها *

محمود اپنے ملک کے قبضه کي طرفسے مطمئن هوا اور یهه بات اسکي مرضي پر موقوف رهي که وه جس طرف چاهے اپني سلطنت کو پهیلاوے چنانچه جو بادشاهتیں مغرب کي سمت میں واقع تهیں اور دین اسلام کے تعلق اور شهرت کي قدامت سے دلپذیر تهیں وه اس زمانه میں ایسي خرابي اور بدعملي کے هاتهوں میں گرفتار تهیں اور ایسي کچهه ضعیف و لاچار هوگئیں تهیں که بهت سا حصه انکا محمود کے قبضه میں بلا جد و جهد اگیا اور جس اساني سے که سلجوقیوں نے باقي حصه کو دبایا تها جو ایک زمانه میں محمود کي رعایا تهے اُس سے محمود کو یهه بات ظاهر هوئي که اَبناے هلسپاند تک اپني حدوں کے بڑهانے میں کوئي روک ٹوک نهوگي *

هندوستان کے ملک جنکا حال معلوم نتها محمود کے بهادرانه مهموں کے لیئے بڑے چوڑے چکلے کهیت نظر آئے اور اس عمده ملک کي وسعت و زرخیزي اور کثرت خزاین کے افواهوں اور سرسبزي زمین اور خاص خاص پیداواروں کي شهرت کے سبب سے هندوستان گویا ایسا ملک تها جیسے کهانیوں میں مذکور هوتے هیں اور اُسکے پاس پڑوس کي قومیں اُسکي نسبت من مانتي خیال باندھ لیتي تهیں *

ایک ایسے ملک یعني هندوستان میں جن ارادوں اور مهموں کے پورے هونے کي توقع هوئي وه اسوجهه سے زیاده تر اُسکو مرغوب معلوم هوئیں که وه اسلام کے پهیلانے کا وسیله تهیں جسکا رواج ایک نئي قوم میں قایم کرنا ایسا بڑا کام اُن دنوں سمجها جاتا تها جو فیروزمند بادشاهوں کو شایاں هوتا هے *

علاوہ اُسکے خیالات مذکورہ کي تاثیر اسوجہہ سے محمود کي طبیعت پر زیادہ هوئي که ایک لڑائي میں هندوؤں کي حقیقت دریافت هوچکي تهي اور باوصف اسکے اُسکي طبیعت بهي معاون اُسکي ایسي طمع کي تهي جو باوجود اپنے مال و دولت کے ایک مالا مال میدان کے لوٹنے کي پیاسي تهي اور ایسے میدان کي امید سے خوشي کے مارے پهولي نسماتي تهي*

جب که ایسے ایسے مطلبوں کا پورا پورا اثر هوا تو الیق خاں سے صلح کي اور ماوراءالنهر کو اُسکے قبضه میں چهوڑا اور اپني بیٹي کا نکاح اُسکے ساتهه کرکے رفاقت کو مضبوط کیا اور خاندان صفري کے ایک باغي کو جسنے سیستان میں بغاوت کي تهي دباکر اور دوسري بغاوت کے تدارک میں جو سنه ۱۰۲ عیسوي میں اس باغي سے سرزد هوئي اُسکو گرفتار کرکے هندوستان پر چڑهائي کي *

## محمود کي پهلي چڑهائي هندوستان پر

ایران پر اهل اسلام کا تسلط هوئي ساڑهے تین سو برس گذرے تهے که سنه ۱۰۰۱ع مطابق سنه ۳۹۱ هجري میں محمود غزني سے دس هزار سپاهي کار آزموده همراه لیکر روانه هوا اور جیپال والیئے لاهور اپنے باپ کے پرانے دشمن سے پشاور کے قرب و جوار میں جالڑا اور اُسکو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور ستلج کے آگے مقام بٹنڈه پر جاکر سخت حمله کرکے تاخت تاراج کردیا † اور هندوؤں کے ملک و لشکر سے جوجو قیمتي غنیمتیں

---

† معلوم هوتا هی که بٹنڈه پهلے وقتوں اُس سے زیاده شان و شوکت کا مکان تها جو اُسکے ایک جنگل میں واقع هونے سے سمجهه میں آتا هی کرنل‌ٹاڈ صاحب نے بیان کیا هی که راجه لاهور کا کبهي یهاں فروکش هوتا تها اور کبهي دارالسلطنت میں رهتا تها اور جو که پشاور کي لڑائي ستائیسویں نوامبر سنه ۱۰۰۱ع میں هوئي تو محمود آخر سرما میں بٹنڈه میں داخل هوا هوگا اور اُن دنوں پنجاب کے دریا پایاب تو نهونگے مگر سوارونکي فوج کو اوترنے میں تهوڑي دشواري پیش آئي هوگي

هاتهه آئیں وه سب لیکر غزني کو چلدیا مگر جب که راجا نے خراج کا وعده کیا جیسا که اُسکي باپ سے بهي کیا تها تو هندو قیدیوں کو تاوان لیکر چهوڑا هاں چند افغانوں کو جو هندوؤں کے ساتهه هوکر لڑے بهڑے تهے یہاں تک قید رکها که وه مرکر چهوٹے اور جب که راجه چهوٹ کر آیا تو اُسنے اس باعث سے که کئي بار ناکام اور رسوا هوا تها اور شاید رعایا نے بهي مذهبي تعصب سے تنگ اُسکو کیا تها راج اپنا اپنے بیٹے اننگ پال کو سونپا اور آپ ایک چتا پر چڑها جو اُسکے حکم سے تیار هوئي تهي اور اپنے هاتهه سے آگ لگاکر جل بلکر مرگیا *

## محمود کي دوسري چڑهائي

اننگ پال اپنے باپ کے عهد و پیمان پر جما رها مگر بهٹیا کے راجا نے جو لاهور کے مطیعوں میں سے تها اور ملتان کے جنوب میں حکومت اُسکي جاري تهي اپنے حصه کا خراج دینے سے صاف انکار کیا اور سلطان سے بمقابله پیش آیاتو محمود آپ اُسپر چڑهکر گیا چنانچه پہلے اُسکو مضبوط مورچوں سے بهگایا اور پهر اُسکو بڑے قلعه سے نکالا یہانتک که وه اٹک کي جهاڑیوں میں جاکر مرگیا جہاں اُسنے جان چهپائي تهي اور بهت سے ساتهي اُسکے اُسکا عوض لینے میں مارے گئے اور یهه واقعه سنه ۱۰۰۴ع مطابق سنه ۳۹۵ هجري میں واقع هوا *

## محمود کي تیسري چڑهائي

یهه مهم اُسنے ایک اپنے سردار کے دبانے کے لیئے کي تهي جو وه ایک افغان تها † اور سلطان سے باغي هوکر اننگ پال سے بهت موافق هوگیا تها *

غالب یهه هی که پہاڑوں کي قومیں ایسي طرح محمود کي مطیع و تابع نه هوئي تهیں که وه غزني سے ملتان کو برابر سیدها چلا آتا حاصل یهه

† یهه پٹهان ابوالفتح خاں لودي حامد خاں لودي کا پوتا تها جو هندوؤں سے ملتان اور لغمان کا صوبه لیکر اُنکے شریک هوگیا تها اور جب که سبکتگین نے هندوؤں پر فتح پائي تهي تو اُسنے اُسکي اطاعت کي تهي

که اننگ پال سردار ملتان اپنے رفیق اور محمود کے بیچ میں آپڑا اور
دونوں لشکروں کا مقابلہ پشاور کے پاس کسی جگہہ واقع هوا چنانچہ راجه
کی فوج تباه هوئی اور شاهدره سے جو وزیرآباد کے پاس هی دریاے چناب
تک اُنکا پیچھا دبایا گیا یہانتک که راجه کشمیر کو بهاگا اور وهاں جاکر
پناه اُسلے لی بعد اسکے محمود نے ملتان کا محاصرا کیا اور جب که
محاصره پر سات روز گذرے تو سردار نے اطاعت کی اور بطور باجگزاری
کی بڑی مدد دی چنانچہ سنه ۱۰۰۵ ع مطابق سنه ۳۹۶ هجری
میں محمود غزنی کو چلا آیا *

## محمود کے ملک پر تاتاریوں کا حمله کرنا اور شکست فاحش کھانا

ملتان کے سردار کو جو مفید شرطیں محمود نے عنایت کیں تهیں
سارا سبب اُسکا یہہ تها که محمود کو یہہ خبر پہونچی تهی که الیق
خاں کے لشکر نے اُسکے ملک موروثی پر بڑا حمله کیا اگرچہ الیق‌خاں
محمود کا خویش تها اور بہت قریب واسطه رکهتا تها مگر جب اُسنے یہہ
دیکها که وه هندوستان پر همتن مایل هی تو اُسکو یہہ هوس دامنگیر
هوئی که خراساں کا صوبه محمود کے قبضه سے نکالی چنانچہ اُسنے ایک
فوج هرات اور دوسری بلخ پر قبض و تصرف کے لیئے بهیجی *

مگر اُسنے اپنے مخالف کی قوت کا اندازه بہت غلط کیا چنانچہ
محمود نے اٹک کو سیوک یا سکپال نامی ایک هندو کے قبضه میں
چهوڑا جو ظاهر میں مسلمان هوگیا تها اور نہایت چستی چالاکی سے
خراسان کی جانب روانه هوا اور غنیم کے سرداروں کو بحراکسیس کے
اُسپار جانے پر مجبور کیا *

بعد اُسکے الیق خاں کو حملوں سے دهمکایا یہاں تک که اُسنے قادر
خاں والئی ختن سے اعانت چاهی چنانچہ قادر خان پچاس هزار
سپاهی لیکر الیق خاں کی مدد پر روانه هوا اور جب که الیق خاں‌کو

ایسي تقویت حاصل هوئي تو دریاے اکسیس سے پار هونے میں توقف نکیا اور بلخ کے قریب محمود سے جا بهڑا مگر محمود اس موقع پر پانسو هاتهي لیگیا تها اور معقول طرز سے ایسي حکمت برتي که اُن هاتهیوں سے اپني فوج کي صفوں کو ضرر نه پهونچے اور غنیم کے گهوڑوں اور آدمیوں پر جو هاتهیوں کے قد و قامت اور شکل و صورت سے محض نا اشنا تهے بخوبي اثر پڑے چنانچه هاتهیوں کي صورت سے تاتاري ڈرگئی اور بهت تیزي و تندي سے حمله نکرسکے مگر بعد اُنکے حمله کے هاتهي اُنپر ٹوٹتی اور فوج کے بیچ گهس گئے اور جو کوئي اُنکے آگی پڑا اُسکو چیرچار برابر کیا غرضکه فوج غنیم کو زیر و زبر کیا بیان کیا گیا هی که خود محمود کےهاتهي نے الیق خاں کے نشان بردار کو پکڑا اور الیق خاں اور اُسکي فوج کے سامنے سونڈه سے اُسکو بلند کیا هنوز اُس پریشاني سے سنبهلنے نپاے تهے جو هاتهیوں کي بدولت نصیب هوئي تهي که دونوں لشکر بهڑگئے مگر غزني والوں نے ایسي دلاوري اور تندي سے حمله کیا که تاتاري هر طرف سے پس پا هوئے اور بهت سے قتل هوکر میدان سے بهاگ گئے † اور یهه واقعه سنه ۱۰۰۶ع مطابق سنه ۳۹۷ هجري میں واقع هوا *

الیق خاں کو یهه پیش آیا که چند همراهیوں سمیت اکسیس پار بهاگ گیا اور بعد اُسکے کبهي محمود کا مقابله نکرسکا *

اگرچه محمود نے غنیم کے تعاقب کا پهلے اراده کیا مگر جاڑے کي شدت سے اس ارادے سے باز رها یهاں تک که اپني دارالسلطنت میں بهي جب داخل هوا که کئي سو آدمي اور گهوڑے جاڑوں کے صدقے گئے *

محمود ادهر مصروف رها اور سکپال نے اودهر بت‌پرستي اختیار کي اور بجاے خود باغي هوگیا مگر محمود اُسپر یک لخت آپڑا اور اُسکو گرفتار کیا اور تمام عمر ایک قلعه میں مقید رکها *

راجه اننگ پال نے جو محمود کا مقابله کیا تها الیق خاں کے باعث سے محمود اُسکا تدارک نکرسکا تها مگر اب اُسکو مهمات هندوستان پر توجهه

† تاریخ فرشته تاریخ ڈي‌گگنیز تاریخ ڈي‌هربیلاٹ صاحب

کي فرصت ہاتھہ آئي تو اُسنے بہت سي فوج اکہتي کي اور راجہ سے لڑنے کے لیئے موسم بہار سنہ ۱۰۰۸ع مطابق سنہ ۳۹۹ ہجري میں روانہ ہوا *

## محمود کي چوتھي چڑھائي

اننگپال بھي اُس خطرہ سے غافل نتھا جو اسکو پیش آنیوالا تھا چنانچہ اسنے دور دور کے راجوں کے پاس ایلچي چلتے کیئے اور انکو اُس خطرہ سے بخوبي آگاہ کیا جسمیں وہ محمود کي فتوحات سے مبتلا ہونیکو تھے اور استکباي ضرورت ثابت کي تھي کہ اپنے دین و دنیا کي حفظ و سلامت کي واسطے بہت جلد متفق ہونا چاهیئے اور غالب یہہ هی کہ یہہ تقریر اسکي انکے ارادوں کے بھي موافق تھي کہ اونپر تاثیر اسکي بخوبي ہوئي چنانچہ اُجین اور کالنجر اور گوالیار اور قنوج اور دلي اور اجمیر کے راجوں نے باهم اتفاق کیا اور اپني اپني فوجیں اکہتي کرکے پنجاب کي جانب روانہ کیں اور حقیقت میں فوجیں اُنکي اسقدر تھیں کہ اُسوقت تک اسقدر فوج اکہتي نہوئي تھي چنانچہ محمود بھي اسقدر غیر متوقع بھیڑ بھاڑ کے دیکھنے سے متردد ہوا اور جیسے کہ وہ همیشہ چستي و چالاکي سے بیخطر گھسا چلا آتا تھا بجاے اُسکے دشمن کے سامنے ٹہرا اور پشاور کے پاس ایک جگہہ مقام کیا اور دشمن کے حملہ کا منتظر رہا مگر اس قیام کے زمانہ میں غنیم کي فوج روز روز بڑھتي جاتي تھي یہاں تک کہ هندوؤں کي عورتوں نے سونے چاندي کي ٹوموں کو گلاکر اور جواهرات کو بیچکر اس مقدس لڑائي کے ساز و سامان کے لیئے دور دور سے روپیہ کي امداد بھیجي تھي چنانچہ جب گاکر اور اور لڑاکا قومیں هندوؤں کي فوج میں شامل ہوگئیں تو هندوؤں نے مسلمانوں کو گھیرا اور مسلمان اپنے مورچہ بندي پر مجبور ہوئے اگرچہ محمود کسیقدر دل شکستہ ہوا مگر اپني شجاعت پر جما رہا اور اپنے ٹھکانے کے استحکام سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ اُسنے تیر اندازوں کا ایک بڑا گروہ اس نظر سے روانہ کیا کہ هندوؤں کو بھڑکاکر مورچوں کي جانب حملہ کرنے کو گرم و آمادہ

کریں مگر یہہ اُسکی تدبیر راس نہ آئی کہ نتیجہ اُلٹا ہوا یعنی گکّروں
نے تیر اندازوں کو یک قلم بھگا دیا اور باوجود اِسکے کہ خود محمود
نے سعی و محنت کی اور آپ مقابلہ کیا تیر اندازوں کا تعاقب ایسے
استقلال سے کیا گیا کہ اُن پہاڑیوں کا بڑا گروہ ننگے سر ننگے پانوں طرح طرح
کے ہتیار باندھے ہوئے فوج محمود کے دونوں بازوؤں میں پھل پڑے اور
اُسکے سواروں میں بڑے غیظ و غضب سے گرے اور تلواروں اور چھروں سے
گھوڑوں سمیت زخمی کرنا شروع کیا یہاں تک کہ بات کی بات میں تین
چار ہزار مسلمانوں † کو قتل کیا مگر ہندوؤں کے حملوں کا زور تھوڑا تھوڑا
گھٹتا گیا یہاں تک کہ محمود کو دریافت ہوا کہ مخالف کا ہاتھی ہماری
پریشانی کو دیکھکر جو فائدہ کی غرض سے آگے بڑھا تھا وہ تیروں کی بوچھار
سے ‡ چونک کر میدان سے بھاگ گیا اور اِس حادثہ سے غنیم کی فوج
میں کھل بلی پڑی اور اُنکی یہہ سمجھہ میں آئی کہ ہمارا سردار چھوڑ کر
بھاگ گیا چنانچہ پہلے تو اُنہوں نے کوشش میں تساہل کیا اور آخرکار
ادہر اودہر ہوکر پریشان ہوگئے محمود نے اُنکی پریشانی سے جلد فائدہ
اوٹھایا اور دس ہزار آدمی اُنکے پیچھے بھیجے اور پہلے اِس سے کہ وہ کسی
امن کی جگہہ پہونچیں بیس ہزار آدمی اُنکے قتل کیئے *

## نگر کوٹ کے مندر کا لوٹنا

اِس خدا داد فتح کے بعد اُن ہندوؤں کو دوبارہ جمع ہونیکی فرصت
نہ ملی چنانچہ محمود اُنکے پیچھے پیچھے پنجاب میں گھستا گیا اور

---

† پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴

‡ اصلی تاریخ میں تیروں کی جگہہ توپیں اور بندوقیں مندرج ہیں اگرچہ برگز صاحب اِس مشکل کو بطور معقول حل کرتے ہیں یعنی جو لفظ فارسی میں توپ اور بندوق کے معنوں میں مستعمل ہوا اُسکو کچھہ بدلنے سے اُسکے معنی تیروں اور نفط کے گولوں کے ہوتے ہیں مگر تمام قلمی نسخے اُس لفظ کے توپ اور بندوق ہونے پر متفق ہوتے ہیں اِس لیئے برگز صاحب حیران ہیں اور اُنکو یہہ شبہہ ہی کہ مورخ نے کسی اور زمانہ کے واقعہ کو سہواً یہاں لکھدیا غرض کہ ہمنے وہ معنی اختیار کیئے جو سیدھے سادے ہیں

جلد انکو ایسا منتشر پایا کہ اُسکو اتني فرصت هاتهہ آوے کہ لوٹ کهسوٹ کے ارادے جو اُسکے دل میں مقرر تهے اور اُنکے خیالوں سے نہایت خوش هوا کرتا تها پورے کرے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک ارادے کے پورے کرنیکا موقع هاتهہ آیا یعني نگر کوٹ کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور حقیقت اُسکي یہہ تهي کہ وہ ایک مندر نہایت مضبوط و مستحکم ایک پہاڑ کي بلندي پر جو کوہ همالہ کے بائیں سلسلہ میں هی واقع تها اور ایک قدرتي شعلہ کے باعث سے جو اُس مندر کے احاطہ میں زمین سے نکلتا هی وہ نہایت مقدس سمجها جاتا تها اور مدتوں سے برابر هندو راجاؤں کي نذروں اور چڑهاوؤں سے مالا مال تها اور قرب و جوار کے شہروں کي مال و دولت کا بڑا حصہ وهاں مجتمع تها غرضکہ بقول تاریخ فرشتہ کے دنیا کے بادشاهوں کے خزانوں کي نسبت بہت کچهہ زیادہ سونا چاندي بهاري موتي اور تمام قیمتي جواهرات اُس مندر میں موجود تهے *

ایسي جگهہ کے لوگ دهاوے کرنے والوں کا مقابلہ بخوبي کرتے مگر اتفاق یہہ هوا کہ اُس قلعہ کي فوج اُس بڑي چڑهائي میں گئي هوئي تهي جو محمود پر هوئي تهي چنانچہ جب محمود اُس مندر کي فصیل تک پہونچا تو بیچارے پوجاریوں کو گرد اُسکے بے سرو سامان کهڑے هوئے دیکها یہانتک کہ اُنہوں نے پکار کر جان بخشي چاهي اور بلا شرط اُسکي اطاعت قبول کي محمود نے جان اُنکي بخشي اور افسروں وغیرہ سمیت اُس مندر میں داخل هوا اور جو خزانے کہ وهاں مجتمع تهے اُنپر قبضہ کیا بیان کیاگیاهی کہ سات لاکهہ دینار طلائي اور سات سو من سونے چاندي کي تختیاں اور دو سو من زر خالص کي اینٹیں اور دو هزار من کچي چاندي اور بیس من جواهرات جسمیں موتي مونگے هیرے پوکراج راجہ بهیما کے وقت سے جمع تهے محمود کے قبضہ میں آئے † *

† من مختلف وزنوں کے هوتے هیں چنانچہ عرب کا من سب سے کم وزن کا

محمود اِس بڑي غنیمت کو لیکر غزني چلا گیا اور دوسرے سال اُسنے
ایک جشن آراستہ کیا جسمیں هندوستان کي غنیمت لوگوں کو دکھائي
جو سونے چاندي کي چوکیوں اور میزوں پر کمال آرایش اور نہایت خوبي
سے چني گئي تھي اور یہہ جشن ایک بڑے میدان میں تین دن تک
قائم رہا اور تماشائیوں کي خاطر بہت عمدہ عمدہ کھانے تیار کیئے گئے اور
بڑے کر و فر سے ضیافت هوئي اور محتاجوں کو خیرات دي گئي اور ایسے
شخصوں کو بڑے بڑے اِنعام اور بھاري بھاري خلعتیں عطا هوئیں جو اپنے
مرتبہ یا لیاقت یا ریاضت کے سبب سے مشہور و ممتاز تھے *

## فتح کرنا محمود کا ملک غور کو

سنہ ۱۰۱۰ ع مطابق سنہ ۴۰۱ هجري میں هرات کے مشرقي پہاڑونمیں
غور کے بڑے ملک پر محمود نے آپ بذات خاص لشکر کشي کي اور اُس
ملک میں سور کي قوم افغانوں کي آباد تھي اور وہ پہلے مسلمان هوچکے
تھے جبکہ یہہ ملک سنہ ۱۱۱ هجري میں خلیفوں کے عہد دولت میں
تمام مفتوح هوچکا تھا اگرچہ سردار اِس قوم کا ایسي جگہہ قیام پذیر تھا
کہ اُسپر دھاوا ممکن نتھا مگر محمود نے اُسکو ایسے نکالا کہ وہ آپ مقابلہ سے
حیلہ کرکے بھاگا ( اگرچہ یہہ کام بہت بڑا خطرناک معلوم هوتا هی مگر مورخوں
کے نزدیک سب آسان هی ) اور جب کہ اُس سردار کو شکست فاحش
هوئي تو زهر کھا کر مرگیا اور نام اُسکا محمد سور تھا اور اُسکے ملک کي
فتح اِس لیئے زیادہ معلوم کرنے کي قابل هی کہ اُسیکے خاندان نے غزني
کے خاندان کو تباہ کیا *

دوسرے برس محمود کے سرداروں نے صرف ایک پہاڑي ملک جرجستان
یا غرغستان کو فتح کیا † جو دریاے مرغاب پر غور کے متصل واقع هی *

---

هی جو سیرپور کا هوتا هی اور تبریز کا مروج من ساڑھے پانچ سیر اور هندوستان کا
پورے چالیس سیر کا هوتا هی ( برگز صاحب کا حاشیہ تاریخ فرشتہ جلد ایک
صفحہ ۴۸ )

† نام اِس خطہ کا غور اور اُسکے آس پاس کے ملکوں کے بیان میں اکثر واقع
هوتا هی تاریخ ابن هاکل کي رو سے موقع اِس خطہ کا معلوم هوتا هی ( اوسلے صاحب

## محمود کي پانچویں چڑهائي هندوستان پر

غور والوں کي چهیڑ چهاڑ کے سبب سے محمود نے غور پر یورش کي هوگي اِس لیئے که جس سال میں اُسنے غور پر حمله کیا اُسي سال میں وه هندوستان پر چڑهکر گیا یهه اُسکي ایک معمولي عادت هوگئي تهي محمود اِس مرتبه ملتان کو فتح کرکے ابوالفتح خاں لودے کو مقید کر لایا *

## محمود کي چهٹویں چڑهائي ملک هندوستان پر

بعد اُسکے سال آینده میں تها نیسور دور و دراز چڑهائي کي جو جمنا کے قریب واقع هی اور وهاں کے مندر کو جو نهایت مقدس تها خوب دل کهولکر لوٹا اور بستي کو خاک سیاه کیا اور بیشمار آدمي قید کرکے غزني کو لیگیا اور تمام رجواڑے اُسکے مقابله کو لاؤ لشکر جمع کرتے رهگئے *

## محمود کي ساتویں اور آٹهویں چڑهائیوں کا بیان

اگلے تین برسوں میں کوئي بات اِسبات کے سواے بیان کے قابل نهیں که کشمیر کي دو مهمیں پوري هوئیں مگر جب پچهلي مهم سے لوٹ آلے لگے تو فوج اُسکي راه سے بیراه هوگئي اور جاڑا ایسي شدت سے پڑا که بهت سے لوگ ضایع هوگئے اور یهه بات اچنبے کي هی که ایسے ملک میں جهاں رسائي دشوار هی دو حملے کیئے اور اُن میں بهت تهوڑي مصیبت اور دقت پیش آئي *

## فتح کرنا محمود کا ماوراءالنهر کے ملک کو

بعد اِن خفیف معاملوں کے ایک ایسي مهم محمود نے طی کي که اُس سے سرحد اُسکے ملک کي بحر کاسپیئن تک بڑهگئي اِس لیئے

---

کا ترجمه تاریخ ابن هاکل صفحه ۲۱۳ و ۲۲۱ و ۲۲۵ ) مورخان یورپ نے اِس خطه کو اکثر جارجیا کي جگهه غلط سمجها هی اور ڈي هربي لاٹ صاحب نے اِسي خیال سے خطه مذکوره کے بادشاه کے خطاب کو روس کے بادشاه کے خطاب سیزر سے مشتق کیا اور اُسکے خطاب کو فارسیوں کي بري تحریر کے سبب سے کوئي نوسر اور کوئي هو اور کوئي نشر اور کوئي نشر بیان کرتا هی

اُس مہم کو محمود کي سلطنت کے بڑے کاموں میں شمار کرنا مناسب هی چنانچہ الیق خاں مرچکا تھا اور جانشین اُسکا طغا خاں ختن کے تاتاریوں سے سخت لڑائي میں مصروف تھا اور یہہ لڑائي خصوص دریاے آماس کي جانب مشرقي میں واقع هوئي تھي اور سنہ ۱۰۱۲ ع سے لیکر سنہ ۱۰۱۵ ع تک بموجب تحریر ڈي گگنیز صاحب واقعہ جلد ۲ صفحہ ۳۱ کے قایم رهي اور ماوراالنہر کا ملک طغا خاں کے نہونے سے محمود کي نظر سے نچوکا اور هندوستان کي لڑائیوں میں وہ اسقدر مصروف نتھا کہ وہ اُسکي ضرورت سے ایسے بڑے ملک کے فتح کرنے سے غافل رهتا غرض کہ معلوم هوتا هی کہ سنہ ۱۰۱۶ ع مطابق سنہ ۴۰۷ هجري میں سمرقند اور بخارا پر بلا مقابلہ قابض و متصرف هوا اور جو مقابلہ خوارزم میں پیش آیا اُس سے اُس ملک کے فتح هونے میں بہت توقف نہوا † *

## محمود کي نویں مہم هندوستان پر

اِن مہموں کے بڑے ٹھاٹھ سامانوں سے دریافت هوتا هی کہ محمود نے جو ارادے هندوستان پر کیئے وہ بڑے وسیع اور فراخ هوگئے اس لیئے کہ

---

† الیق خاں کي لڑائي سنہ ۱۰۰۶ ع سے پہلے کي کوئي مہم محمود کي دریاے اکسیس کي جانب کسي مورخ نے بیان نہیں کي اور تاریخ فرشتہ والا اِس مہم محمود کا یہہ باعث بیان کرتا هی کہ سلطان محمود کو شاہ خوارزم کے قتل پر جس سے اُسکي بیٹي کي شادي هوئي تھي جوش آیا مگر ڈي هربي لاٹ صاحب اپني سرگذشت میں جو درباب سلطان محمود اُنھوں نے لکھي اور ڈي گگنیز صاحب بحوالہ تاریخ ابوالفدا کے جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ میں کمال استحکام سے یہہ بات بیان کرتے هیں کہ وہ لڑائي ایک بغاوت کے مدافعت کے واسطے هوئي تھي اور خود صاحب تاریخ فرشتہ یہہ بیان کرتا هی کہ سنہ ۱۰۱۲ ع میں جو کہ محمود نے خلیفہ سے یہہ درخواست کي کہ وہ سمرقند کو حوالہ کرے اس سے دریافت هوتا هی کہ محمود نے اُس سال کو ماوراالنہر کے فتح کرنے میں گذارا اور اس قیاس کي خاص وجہہ یہہ هی کہ اُس سال میں کسي اور مہم میں محمود کا بذات خود مصروف هونا بیان نہیں کیا گیا

اُس نے پنجاب کو چھوڑ کر جو اُسکے آنے جانیکا اب تک ایک راستہ تھا یہہ ارادہ کیا کہ آگے کو سیدھے گنگا پر لشکرکشی کرے اور اپنے یا اپنے جانشینوں کے لیئے هندوستان کے وسط تک راستہ آنے جانیکا کھولے چنانچہ جو جو سامان اُس نے بہم پہونچاے وہ تمام اِس ارادہ کے شایان و مناسب تھے غرض کہ بموجب تحریر تاریخ فرشتہ کے ایک لاکھہ سوار اور بیس هزار پیادہ جمع کیئے اور یہہ فوج اُسنے تمام ملک کے حصوں میں سے اور خصوص اُن حصوں میں سے جو اُسنے حال میں فتح کیئے تھے فراهم کی تھی اور یہہ تجویز اُسکی اسلیئے نہایت معقول تھی کہ اُسکے ذریعہ سے وہ سپاہ کام آئی جو پیچھے رهتی تو ایک بڑا اندیشہ تھا اور هندوستان کی لوٹ میں اُنکو شریک کرنے سے رفیق اپنا بنایا *

سات بڑے دریاؤں اور ایسے ملک میں جسکی حقیقت ابتک دریافت نتھی اور اُسمیں کوئی نہیں گذرا تھا تین مہینے کا اُسکو کوچ کرنا پڑا اور دریافت هوتا هی کہ اُسنے اپنی معمولی دانشمندی اور قدیمی آگاهی هوشیاری سے اِس مہم کو طی کیا چنانچہ وہ سنہ ۱۰۱۷ ع مطابق سنہ ۴۰۸ هجری میں پشاور سے روانہ هوا اور کشمیر کے آس پاس سے گذر کر پہاڑوں کے پاس پڑوس میں لگا رہا جہاں دریاؤں سے گذرنا کمال آسانی سے ممکن تھا یہاں تک کہ وہ دریاے جمن سے گذر گیا بعد اُسکے جنوب کے جانب متوجہہ هوا اور قنوج کی بڑے دارالسلطنت کے سامنے یکایک آگیا *

## قنوج کی فتح کا بیان

جن باتوں کے سبب سے یہہ شہر آراستہ پیراستہ اور بڑا مالا مال اور نہایت پر رونق تھا اُنکا دریافت کرنا گونہ دشوار هی اگرچہ قنوج کے راجہ کا ملک اور راجاؤں کے ملکوں سے زیادہ نتھا اور اِن راجاؤں کی لڑائیوں اور رفاقتوں کی تاریخوں سے یہہ بھی بات ثابت نہیں هوتی کہ قنوج کے راجہ کو اور راجاؤں کی نسبت حکم و اختیار کچھہ زیادہ حاصل تھا

مگر اُسکے دربار کي شان و شوکت اور دارالسلطنت کي جاہ و حشمت کي تعریف میں هندو اور مسلمان مورخ ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے هیں اور محمود کي فوج میں جو اثر اِس شاندار شهر کي بدولت حاصل هوا بیان اُسکا تاریخ فرشته میں مذکور هی † *

قنوج کا راجه محمود کے مقابله کے واسطے بالکل آماده و مستعد نتھا اور اپني بیکسي کا اُسکو اتنا یقین تھا که اُسنے آپ کو اپنے خاندان سمیت محمود کے حواله کیا اور دریافت هوتا هی که وه ناچاري کي دوستي جسکا آغاز اِسطور پر واقع هوا دلي اور مضبوط و مستحکم تھي اِس لیئے که سلطان محمود تین دن کے بعد بدون ایذا دهي اور ضرر رساني کے قنوج سے روانه هوگیا اور جبکه چند برسوں کے بعد جب که اور راجاؤں نے باهم اتفاق کرکے قنوج کے راجه کو اِس خطا پر سزا دیني چاهي تھي که وه اپني قوم کے عام دشمن سے جا ملا تھا تو محمود اُسکي امداد و اعانت کے لیئے پھر واپس آیا *

متھرا کے لوگوں پر جو هندوؤں کي بڑي تیرت تھي کچھه ترس نکھایا چنانچه وه بیس روز تک وهاں ٹھهرا اور شهر کو لوٹا اور بتوں کو توڑا اور مندروں کو خراب کیا اور فوج کے زور و ظلم سے شهر میں آگ لگي اور اِس آگ کے لگنے سے رهنے والوں کي مصیبتوں کو بهت ترقي هوئي *

بعضوں نے بیان کیا هی که مندروں کے مضبوط و محکم هونے کے باعث سے محمود اُنکو بیخ و بنیاد سے نه اوکھاڑ سکا اور جو مسلمان بهت

---

† علاوه اور مبالغه کي تعریفونکے ایک هندو مورخ (کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۷) بیان کرتا هی که قنوج کي شهر پناه کا محیط تیس میل کا تھا اور ایک مسلمان مورخ لکھتا هي (میجر رنل صاحب کي کتاب صفحه ۵۴) که اس شهر میں تیس هزار پنواڑیوں کي دوکانیں تھیں اور بعضے مسلمان مورخ قنوج کے راجه کو اِس طرح ممتاز کرتے هیں که وه تمام هندوستان کا شاهنشاه تھا اور محمود کے زمانه سے ایک سو برس پیشتر ابن هاکل نے بیان کیا که هندوستان کا بڑا شهر قنوج تھا (اوسلي صاحب کا ترجمه تاریخ ابن هاکل صفحه ۹)

تعصب نہیں رکھتے وہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ محمود اُن مندروں کو اُنکی
خوبصورتي کے باعث سے بچا گیا مگر اِس بات پر تمام مورخ متفق ہیں
کہ عمارات متھرا کي حسن و خوبي سے اُسکو نہایت حیرت ہوئي اور
غالب یہہ ہی کہ جو تاثیر اُن عمارتوں کي محمود کي طبیعت پر ہوئي
تو اُسیکے باعث سے اُسکي طبیعت میں مذہبي عمارتوں کے بنانے کا
جوش اوٹھا † *

اِس مہم میں اور مہموں کي نسبت زیادہ تر برے حال پیش آئے
چنانچہ مہابن میں جو متھرا کے پاس واقع ہی راجہ نے سلطان کي
اطاعت اختیار کي اور سلطان نے اُس سے اچھے معاملے برتے مگر اتفاق
سے دونوں فوجوں کے سپاہیوں میں کوئي جھگڑا کھڑا ہوگیا اور ہندو
قتل ہوئے اور دریا کي طرف بھاگ کر ڈوب گئے اور جب راجہ نے یہہ
خیال کیا کہ مجھکو بادشاہ نے دغا دي تو اُس نے اپنے جورو بچوں کو
مفت قتل کیا اور بعد اُسکے اُسنے اپنا بھي جھگڑا چکا دیا *

شہر منج میں سخت مقابلہ کے بعد قلعہ کے کچھہ تھوڑے راجپوت
قلعہ کے اُن مقاموں سے جسکو محمود نے توڑا سلطان کي فوج پر یک
لخت آپڑے اور آپ کو ہلاک کیا اور باقي لوگوں نے آپ کو قلعہ کي فصیلوں
سے گراکر پاش پاش کیا یا اپنے گھروں میں جورو بچوں سمیت آگ میں
جل کر مرگئے یہاں تک کہ تمام گروہ میں سے کوئي زندہ نہ بچا علاوہ
اُسکے بہت سے شہروں کو فتح کرکے بہت سے ملکوں کو ویران کیا اور بہت

† جو خط کہ محمود نے حاکم غزني کے نام اِس شہر سے لکھا اُسکا خلاصہ
مفصلہ ذیل یہہ ہی کہ اِس مقام میں ہزاروں عمارتیں ایسي مضبوط و مستحکم ہیں
جیسے کہ پکی مسلمانوں کا ایمان مضبوط اور قوي ہی اور اکثر عمارات اُنمیں سنگ
مرمر کي ہیں علاوہ اُنکے مندر بیشمار ہیں اور یہہ بات تحقیق ہی کہ لاکھوں دیناروں
کے خرچ سے یہہ شہر اس مرتبہ کو پہونچا ہی اور ایسا شہر دو سو برس کے عرصہ سے
کم میں تیار نہیں ہوسکتا ( برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ٥٨)

سي غنيمت اور پانچهزار تين سو قيدي ليکر غزني کو واپس آيا † *

## محمود کي دسويں اور گيارهويں مهم کا بيان

جب که وسط هندوستان کي راهوں سے محمود آگاه هوگيا تو سنه ۱۰۲۲ع مطابق سنه ۴۱۳ هجري ميں مهم مذکوره بالا کے بعد هندوستان پر دو حملے اور کئي اور ان دونوں حملوں کے درميان ايک عرصه گذرا چنانچه پهلا حمله راجه قنوج کي امداد و اعانت کے واسطے کيا تها مگر حسب اتفاق اُسکے پهونچنے سے پهلے پهلے کالنجر واقعه بنديل کهنڈ کے راجه نے قنوج کے راجه کو قتل کيا چنانچه محمود نے کالنجر کے راجه پر لشکر کشي کي مگر اس لشکرکشي اور آينده لشکرکشي پر جو سنه ۱۰۲۳ع مطابق ۴۱۴ هجري ميں کي گئي کوئي فائده مستقل مترتب نهوا *

## محمود کا پنجاب پر مستقل تصرف کرنا

منجمله ان دونوں مهموں کے پهلي مهم ميں ايک واردات کے پيش آنے سے سلطان کي بڑي بڑي فتوحات سے بهي بڑهکر بڑا مستقل اثر ظاهر

---

† حال اس تمام مهم کا تاريخ فرشته ميں صاف صاف مندرج نهيں مگر فرشته ميں اُن فارسي مورخوں کے کلام نقل کئي هيں جو اپنے ملک کے موسموں کے لحاظ سے محمود کے کوچ کا زمانه بهار کا موسم بتاتے هيں مگر اصل يهه هی که اُسنے بهار کے موسم ميں کوچ نهيں کيا اسليئے که اگر وه بهار ميں کوچ کرتا تو پاياب اوترنيکي جستجو نکرتا هاں خاص قنوج ميں برسات کے شروع ميں پهونچا هوگا بعد اُسکے جو کوچ هوئے وه تمام کوچ سب برسات ميں درياؤں کي چڑهائي پر کئے هونگے اور غالب يهه هی که پهاڑوں پر برف پڑنے سے پيشتر پشاور ميں پهونچا هوگا اور ماه نوامبر کے اغاز ميں درياے اٹک سے پار اُترا هوگا اور اُسکی کوچوں کي تفصيل اس سے بهي خراب بيان کي هی چنانچه پهلے وه قنوج پر گيا اور پهر لوٹ کر ميرٹهه پر گيا اور پهر متهرا پر حمله کيا مگر اُسکے آنے جانيکا کوئي نشان پتا باقي نهيں که وه کس راه سے آيا گيا هاں غالب يهه هی که وه ميرٹهه کي راه کو آيا مگر يهه تحقيق نهيں که وه کس راه سے واپس گيا برڈ صاحب نے اپني تاريخ گجرات کے ديباچه کے صفحه ۴۱ ميں اسمقدمه کي بهت عمده چهان بين کي هی

هوا یعنی جیپال ثانی جو لاهور کی سلطنت میں اننگ پال کا جانشین هوا
تها اپنے تخت نشینی کے وقت سے کسیقدر نزاعوں کے بعد همیشه سلطان سے
اچهی خاصی طرح رهتا رها مگر اس مهم میں اُسنے بدبختی سے سلطان کا
مقابله کیا اور اُسکو قنوج کے جانے سے مانع مزاحم هوا چنانچه آخر نتیجه
اُسکا یهه هوا که لاهور اور اُسکے تمام اضلاع ضبط هوئے اور غزنی کے شامل
کیئے گئے اور دریاے اٹک کے جانب شرقی پر فوج اسلام کی مستقل رهنے
کی یهی پهلی بار تهی اور بلاد هندوستان میں مسلمانوں کی آینده بادشاهی
کے لیئے یهی بنیاد تهی *

بعد اُسکے سنه ۱۰۲۴ع مطابق سنه ۴۱۵ هجری میں ماوراءالنهر کی
طرف سلطان متوجهه هوکر بنفس نفیس اُس جانب کو روانه هوا اور وهاں
کے باغیوں کی سرکوبی کرکے غزنی کو مراجعت فرمائی *

قنوج کی بڑی مهم کے بعد یهه معلوم هوتا هی که محمود کو لوٹ مار
کے حملوں کا مزا نرها چنانچه جو حملے که اُسنے بعد اُسکے کئی جنکا
بیان ابهی هوچکا وه اپنی رضا و رغبت سے نکئی تهے دریافت هوتا هی
که اس زمانه میں اُسنے هوش حواس اپنے جمع کرکے یهه اراده مصمم
کیا که ایسی جد و جهد عمل میں لانی مناسب هی که اگر نام اپنا اسلام
کی بڑی ترقی دینے والوں میں درج نه هووے تو ادنی درجه یهه هی که
بت‌شکنوں میں مندرج هو جاوے اور میں بت‌پرستی کے حق میں وبال
سمجها جاؤں *

## بارهویں مهم سومنات کے مندر پر

یهه مهم اُسنے ایسی کی که جهاں کهیں مسلمان بستے رستے هیں وهاں
یهه مهم اُسکی بطور عمده نمونه جهاد کے مشهور و معروف هی *

واضح هو که یهه سومنات جزیره نما گجرات † کے جنوبی کناره پر بڑا
معزز اور عمده مندر تها اگرچه حال اس مندر کا هندوستان میں تاریخ

---

† هندوستان کے لوگ اس گجرات کو سورٹهه اور کاٹهیا وار کهتے هیں

مہمات محمود سے خصوصاً دریافت ہوا مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُس عہد میں مندر یہہ بڑا مالا مال اور بڑي مشہور ‡ تیرت تھي *

اس مقام کے پہونچنے میں اُس دور دراز سفر کے علاوہ جو آباد ملکوں میں اُسنے کیا تین سو پچاس میل کے چوڑے چکلے ریگستان اور سخت چکني مٹي کے میدان کو لپیٹا جہاں پاني چارے کي قلت اور دقت تھي اور حق یہہ ہی کہ اس زمانہ میں کسي رفیق کے ملک میں بھي لاو لشکر سمیت گذرنا بہت بڑا کام ہی اور پہلے پہل کے گذرنے اور خصوص ایسي صورت میں کہ غنیم کي فوج کا مقابلہ ممکن و متوقع تھا صرف دلیري ہي درکار نتھي بلکہ ہنر بھي درکار تھا *

ماہ ستمبر سنہ ۱۰۲۴ع مطابق سنہ ۴۱۵ ہجري میں فوج اُسکي غزني سے روانہ ہوئي اور ماہ اکتوبر سنہ مذکورہ بالا میں ملتان میں پہونچي بیس ہزار اونت رسد لیجانے کے لیئے اکھتے کیئے تھے اور باوصف اسکي تمام فوج کو یہہ تاکید تھي کہ جہاں تک ممکن ہو پاني چارے کا سامان مہیا رکھنا چاہیئے اگرچہ فوج کي تعداد بیان نہیں کي گئي مگر کہتے ہیں

---

‡ بیاں کیا گیا کہ دو تین تین لاکھہ معتقد چاند سورج کے گہن کے دنوں وہاں اتے تھے اور مختلف راجاوں نے دوہزار گاؤں اس مندر کے پوجاریوں کے لیئے مقرر کئي تھے اور دو ہزار پوجاري اور پانسو ناچنے والیاں اور تین سو گوییہ اس مندر سے متعلق تھے اور اُسکی گھنٹي کي زنجیر جسکو پوجنے والے بجاتے تھے دو سو من سونے کي تھي اور ہر روز اُسکے بت کو گنگا کے پاني سے نہلایا جاتا تھا جو ہزار میل کے فاصلہ سے آتا تھا اور یہہ پچھلا بیان زمانہ حال کے طور طریقوں سے درست معلوم ہوتا ہی اور اور چیزیں جو اس مندر میں کے بیان ہوئے ہیں وہ ایشیا والے مورخوں کی حسب عادت بلا تعداد لکھي ہیں واضح ہو کہ اگر زنجیر کے من تبریزي تصور کیئے جاویں اور یہي غالب ہی تو وہ زنجیر دس لاکھہ روپیہ سے زیادہ قیمت کي ہوگي اور اگر عربي من مراد رکھے جاویں تو بیس ہزار روپیہ سے کم کي ہوگي *

واضح ہو کہ تبریزي من مثقالوں کے حساب سے چھہ سو مثقال اور تولوں کي رو سے دوسو تولہ کا اور عربي من دو رطل کا اور رطل؟ مثقالوں کے حساب سے نوہ مثقال اور تولوں کي رو سے اٹھائیس تولہ ساڑے چار ماشہ کا ہوتا ہی اور جہاں کہیں مطلق من بولا جاتا ہی وہاں تبریزي من مراد ہوتا ہی مترجم

که بهت سے لوگ اکسیس کے پار رہنے والے اپنی رضا و رغبت سے بلا
تنخواہ اُسکے همراہ هوگئے تھے اور جسقدر کہ ان لوگوں کو دین کی حرارت
اور مذهب کا جوش دامنگیر تھا اُسیقدر لوت مار کا شوق اور بڑے بڑے
کاموں کی تمنا دلپذیر تھی † *

جب کہ محمود نے کوچ کا سامان پورا کیا تو وہ میدان مذکور سے بلا
دشواری گذر گیا اور اجمیر کے پاس اُسلے اچھی طرح جماو اپنا کیا جو
هندوستان میں عمدہ زرخیز خطہ هی اگرچہ هندو لوگ اس طوفان کے
جماو سے ناواقف نتھے مگر اُنکو یہہ بھی توقع نتھی کہ وہ طوفان ایسے مکان
پر جو ایسے میدان کے درمیان پڑنے سے مامون و محفوظ هی بہت بیطرح
یک لخت اجاویگا محمود کے یکایک آجانے سے اجمیر کے راجہ کو بھاگنے
کے سوا کوئی چارا نسوجھا غرض کہ ملک اُسکا بیچراغ کیا گیا اور
دارالسلطنت جو باشندوں سے خالی رهی تھی تاخت و تاراج کردیئے گئے
مگر وہ قلعہ جو پہاڑ پر شہر کی پشت و پناہ هے فتح نہوا اور جو کہ محمود
کا مطلب نہ تھا کہ آپ کو محاصروں میں مصروف و مشغول رکھے تو اُسنے
اپنا سفر جاری رکھا جو اب کمال اسان اور نہایت سہل هوگیا تھا اور غالب
یہہ هی کہ وہ جس راہ سے سومناتھ پر گیا وہ راہ تھی جو اربلی پہاڑ اور
میدان مذکورہ بالا کے درمیان میں واقع هی گجرات کے شہروں میں سے
جس مشہور شہر میں وہ پہلے پہل پہونچا وہ انہل واڑہ تھا جو ان دنوں
دارالسلطنت تھا اور ایسا یکایک پہونچا کہ وہ راجا شہر کے چھوڑنے
پر مجبور هوا باوصف اسکے کہ هندوستان کے راجاؤں میں بہت بڑا
راجہ تھا اگرچہ محمود کو یہہ بڑی فتح نصیب هوئی مگر اُسنے اپنی
توجہہ کو پابند اُسکا نکیا اور اپنا کوچ و سفر قایم رکھا چنانچہ آخرکار
اپنی منزل مقصود کو پہونچا اور اُسنے یہہ ملاحظہ کیا کہ وہ مندر ایک

---

† برگز صاحب نے ترجمہ تاریخ فرشتہ کے جلد ایک صفحہ ۶۸ میں ان
لوگوں کی تعداد بیس هزار لکھی هی

ایسے جزیرہ نما میں واقع هی جو ایک خاکناے مضبوط و مستحکم کے ذریعہ سے هندوستان کے بر اعظم سے ملا هوا هی اُس مندر کي فصیلوں پر جگھہ جگھہ پہرہ بندي تھي اور جب کہ محمود نے پڑاو ڈالا تو مندر سے ایک قاصد آیا اور اُسنے دیوتا کي طرفسے تباهي بربادي کي دهمکیاں سنائیں اور یہہ بات کہي کہ همارا دیوتا تجکو خراب کریگا اور تیرا کیا مقدور هی کہ تو همارے دیوتا کا مقابلہ کرے مگر محمود نے اُن دهمکیوں کي کچھہ پروانکي اور اپنے تیراندازوں کو فصیل کے پہرہ والوں کے مقابلہپر لایا چنانچہ اُنہوں نے مندرکي فصیلوں کو پہرہ والوں سے پاک صاف کردیا اور جب کہ وہ پہرہ والے وهانسے بھاگے تو دیوتا کے قدموں پر گرے اور آنسو بہا کر دیوتا سے مدد مانگي اور اسلیئے کہ جیسے راجپوتوں کي همت بہت جلدي سے هار جاتي هی ویسے هي اساني سے جوش بھي اُنکو آتا هی تو جب اُنہوں نے اُن مسلمانوں کي تکبیر سني جو فصیل پر چڑهی آتے تھے تو اُنکي همت بندهي اور ایسي بہادري سے پیش آئے کہ مسلمانوں کے پانو اوکھڑ گئے اور بہت سا نقصان اوٹھاکر پس پا هوئے *

بعد اُسکے جب مسلمانوں نے دوسرے دن حملہ کیا اور روز اول سے کچھہ زیادہ نقصان اُٹھایا تو محمود نے عام حملہ کا حکم دیا اور جب اُنہوں نے فصیل پر زینے لگائے تو محصوروں نے کمال بہادري سے اُنکو سرکے بل گرایا جس سے اُنکا یہہ ارادہ سمجھا گیا کہ وہ مندر کي امداد و اعانت پر آخر دم تک آمادہ و مستعد رهینگے *

تیسرے دن پاس پروس کے راجاوں نے جو مندر کے چھوڑانے کے لیئے اکھٹے هوئے تھے لڑائي کي صفیں آراستہ کیں چنانچہ محمود اسبات پر مجبور هوا کہ اُسنے مندر کا پیچھا چھوڑا اور نئے دشمنوں کا سامنا کیا غرض کہ یہہ لڑائي بڑے زور و شور سے هوئي اور هنوز فتح مشتبہہ اور دو پہلو تھي کہ انہل واڑہ کا راجہ بہت سي نئي فوج لیکر هندوؤں کي کمک کو آیا اور اسلیئے کہ مسلمانوں کو فوج دشمن کے اسقدر قوي هوجانے کي توقع نتھي

تو پانوں اُنکے اوکھڑنے لگی اور ہمت انکی ٹوٹنے لگی یہاں تک کہ محمود اس بڑے وقت میں خدا کے سامنے گڑگڑایا اور سجدہ سے جلد اُٹھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج کے دل ایسی قوت سے بڑھائے کہ وہ لوگ ایسے بادشاہ کو چھوڑ نسکے جسکے ساتھہ اکثر اُنہوں نے خونریزیاں کیں تھیں غرض کہ باہم ہوکر ایسی زور و قوت سے تکبیر کہکر یک لخت ٹوٹے کہ روک ٹوک اُنکی نہایت دشوار تھی اور اس حملہ کی بدولت پانچ ہزار ہندو مارے گئے اور فوج اُنکی ایسی تباہ ہوئی کہ مندر کے سپاہیوں کو بھی بچنے کی کچھہ آس نرھی چار ہزار آدمی جان لڑا کر مندر سے نکلے اور کشتیوں میں سوار ہوئے اگرچہ مسلمانوں کے ہاتھہ سے بہت سا نقصان اُٹھایا مگر سمندر کی راہ سے جان بچاکر نکل گئے *

جب کہ یہہ بڑی فتح نصیب ہوئی تو محمود اُس مندر میں داخل ہوا اور اُس کی عمارت کی شان و شوکت دیکھہ کر جسکی بلند چھت ایسے چھپن ستونوں کے سہارے کھڑی تھی جو طرح طرح کے نقش و نگاروں سے آراستہ اور قیمتی جواہرات کے بیل بوٹوں سے پیراستہ تھی سخت حیران رہا اُس مندر میں باہر کی روشنی نہیں آتی تھی بلکہ اُسکی چھت کے بیچ ایک زنجیر سونے کی تھی جسمیں ایک چراغ اویزاں تھا اور اُسکی روشنی سے وہ مکان روشن تھا اور دروازہ کے سامنے سومنات دیوتا کھڑا تھا جو پورے پانچ گز کا تھا منجملہ اُنکے دو گز زمین کے اندر اور تین گز زمین سے باہر تھا اور جب کہ محمود نے اُسکے توڑنیکا حکم دیا تو پوجاری لوگ اُسکے پانوں پر گرے اور ہزار منت خوشامد یہہ درخواست کی کہ اگر آپ اس دیوتا کو نتوڑیں تو ہم لوگ بہت سا روپیہ بطور تاوان ادا کریں چنانچہ محمود نے تامل کیا اور اُسکے درباری لوگ اسی بات پر آمادہ ہوئے اور اُنکو یہہ یقین تھا کہ وہ اسی بات پر جما رہیگا مگر محمود نے ایک لمحہ کے بعد یہہ بات اواز بلند سے کہی کہ میری خواہش ہی کہ بت فروشی کی نسبت بت شکنی کی حیثیت سے زیادہ تر یاد اپنی

باقي رهی چنانچه اُسنے گرز اپنا اپنے هاتهه سے مارا اور فوج نے اتباع اُسکا کیا غرض که وه بت جو سارا کهوکهلا تها پاش پاش هوگیا اور اُسکے پیٹ کے اندر سے اتنے جواهرات نکلے که تاوان کا بڑا عیوض هوا اور دو ٹکڑے اُس بت کے مکه مدینه بهیجے گئے اور دو ٹکڑے اُسکے غزني کو روانه کیئے گئے منجمله اُنکے ایک ٹکڑا دیوان عام میں رکها گیا اور ایک ٹکڑا جامع مسجد کي نذر کیاگیا اور یہاں تک رها که تاریخ فرشته والی کے وقت تک موجود تها † *

جو خزانه که اس مهم کي بدولت هاتهه آیا وه پهلي مهموں کي غنیمتوں سے بهت زیاده تها یہاں تک که ایشیا کے مورخ بهي باوجود اپني زیاده گوئي کے سونے چاندي اور جواهرات کي تعداد وزن سے عاجز آئی *

اس عرصه میں انهل واڑه کے راجه نے گندابه کے قلعه میں پناه پکڑي تهي جو سمندر کے حفظ و امان میں محفوظ و مامون تها اور جب که محمود کو یهه حال دریافت هوا که سمندر کے آثار پر اُس قلعه تک رسائي ممکن هی اگرچه خطره سے خالي نهیں تو فوج اپني لیکر پاني میں گهسا اور دهاوا کرکے قلعه کو فتح کیا مگر راجه هاتهه نه آیا *

## محمود کا نئے راجه کو قایم کرنا گجرات میں

جب که محمود نے اسطور پر فتح پائي تو وه انهل واڑه کو روانه هوا اور غالب هی که وه برسات میں وهاں مقیم رها اور اُس ملک کي آب وهوا کي خوبي اور زمین کي زر خیزي سے اسقدر محظوظ هوا که اُسکی دل میں یهه خیال آیا که چند برسوں کے لیئے اُسکو دارالسلطنت قرار دے اور هندوستان کي باقي مهموں کے لیئے اسي جگهه سے روانه هوا کرے

---

† یهه بیان جو بالا مذکور هوا تاریخ فرشته والے کا بیان هي اور مندر کے کسي بت کي نسبت وه بیان صادق هوگا مگر حقیقت یهه هی که جس چیز کي پوجا سومنات میں هوتي تهي وه کوئي بت نتها بلکه ایک سیدها سادها پتهر کا ایک اسطوانه تها ( پرافسرولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۱۹۴ )

معلوم هوتا هی که محمود اسوقت ایسا بلند نظر هو گیا تها که اُسنی مختلف مهموں کے سر کرنیکے لیئے جهازوں کا بیڑہ بنانا چاها مگر خیالات اُسکے سکندر کے سے خیالات نتهے یعني اُسکے جي میں یهه بات نتهي که حالات سمندر کي تجسس کا فخر بهي حاصل کرے بلکه خیال اُسکا یهه تها که لنکا کے جواهرات اور پیگو کي کانیں اُسکی هاتهه آویں چنانچه اُسکے وزیروں نے اس ارادہ سے باز رهنی کي اُسکو مشورت دي اور وہ بهي فکر و غور کے بعد اُنکے متفق هوا اگرچه ان دنوں بهي گجرات کا راجه کچهه تهوڑے فاصله پر موجود تها مگر بادشاہ کي اطاعت سے سرتاب تها اور جب که محمود نے یهه حال دیکها تو اُسکو ایک ایسے شخص کي تلاش هوئي که گجرات کي حکومت اُسکو عطا کرے اور وہ ایسا معتمد هووے که اداے خراج میں حیله بهانه پیش نکرے چنانچه اُسنی ایک شخص ایسا پایا که وہ گجرات کے قدیم راجا کي اولاد تها مگر وہ دنیا چهوڑ بیٹها تها اور فقیروں کي طرح اوقات اپني بسر کرتا تها اور اُسکي نسبت یهه تصور کیا که اوروں کي نسبت اس شخص سے اطاعت کي توقع زیادہ هوسکتي هی * †

جس خاندان سے یهه شخص منتخب هوا تها اُسي خاندان کا ایک اور آدمي گدي کا دعوی دار تها مگر محمود نے بحسب تقاضاے وقت اُسکو نظر بند کیا اور جب که محمود نے گجرات سے جانے کا ارادہ کیا تو اُس نئي راجه نے منت سماجت سے یهه عرض کیا که آپ اس شخص کو

---

† بیان کیا گیا هی که یهه آدمي دابشلیم کي اولاد تها جو ایک قدیم راجا تها اور ایراني مورخ بیان کرتے هیں که یهه وہ راجا تها جسکے حکم سے پیلپاے کي کهانیاں تصنیف هوئیں تاریخ فرشته والے نے اُسکو اور ایک اور دعویدار حکومت کو ایک جدي قرار دیا مگر غالب یهه هی که یهه دونوں شخص چاورا خاندان کے تهے اور اُس خاندان کا وارث ماں کي طرف سے اُس راجه کا باپ هوا جو محمود کے زمانه میں چلوکا کے خاندان میں سلطنت کرتا تها ( برڈ صاحب کا ترجمه مرات احمدي صفحه ۱۴۲ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحه ۱۹۷ )

میرے حوالہ کریں تاکہ میری سلطنت قایم رھے بلکہ اسکا حوالہ کرنا ھي میری سلطنت کے قیام کا باعث ھی چنانچہ بادشاہ نے اُس قیدي کو طلب کیا مگر اُسکے حوالہ کرنے پر راضي نہوا آخر کار اپنے وزیر کي اس تقریر سے بمشکل راضي ھوا کہ کافر بت پرست پر ترس کھانا ضروري نہیں اور راضي ھونے کا بلاشبہہ باعث یہہ تھا کہ اُسکو یقین واثق تھا کہ وہ فی‌الفور گردن مارا جاویگا اور حقیقت یہہ تھي کہ وہ نیا راجا ایسا نا خدا ترس نہ تھا کہ اُسکے خون ناحق سے ھاتھہ اپنے بھرتا چنانچہ اُس نے یہہ حکم دیا کہ تخت کے نیچے ایک گہرا گڑھا کھودا جاوے اور وہ شخص اُسمیں مقید کیا جاوے اور باقي عمر اپني اُسمیں بسر کرے مگر ایک انقلاب ایسا واقع ھوا کہ دونوں کے نصیبوں نے پلٹا کھایا اور بقول مشہور کہ چاہ کن را چاہ درپیش وہ نیا راجا اُسي گڑھے میں † ڈالا گیا *

## بیان اُن مصیبتوں کا جو واپسي کے وقت محمود کو پیش آئیں

جب کہ مقام گجرات میں محمود کے قیام پر برس روز سے زیادہ یادہ عرصہ گذرا تو اُسکو مراجعت کا خیال آیا اور یہہ بات اُسکو دریافت ھوئي کہ جس راہ سے وہ آیا تھا وھاں اجمیر اور انہل واڑہ کے راجاؤں کي فوجیں گھات میں لگي بیٹھي ھیں اور فوج اُسکي لڑائیوں کي مصایب اور آب و ھوا کي خرابي سے کم اور تھوڑي ھو گئي اور یہہ بھي خیال اُسکو ھوا کہ وہ ادھوري فتح جو اُسکو ھاتھہ آئي ایسي فوج کي

† یہہ بیان ڈي هربي لاٹ صاحب اور برڈ صاحب کے ترجمے مرات احمدي سے لیا گیا جسکا بیان تاریخ فرشتہ والي کے بیان سے زیادہ قرین اعتماد ھی غرضکہ ھم جب اِس بیان کو اُن انوکھي باتوں سے پاک صاف کرتے ھیں جنکو مورخوں نے بیان کیا تو یہہ بات بعید از قیاس اور مسلمانوں کي بناوٹ نہیں کہ ایک پاکھنڈي بھگت قابو والي نے مکر و فریب سے ایسي انسانیت برتي ھو ·

بربادي کا باعث هوگئي جسکو ریگستان میں گذرنا اور دشمنوں سے دوچار
هونا ضروري هی چنانچه اُسنے سنده کے مشرقي ریگستان میں نئي راه سے
جانے کا اراده کیا اور جب وه روانه هوچکا تو گرمي شدت سے پڑنے لگي
اور سفر کے شروع هوتے هي پاني چاره کي قلت سے اُسکے همراهیوں کو
سخت تکلیف هوئي مگر یهه سختیاں اُن تین دن کي سختیوں کے مقابله
میں بهت خفیف اور سبک تهیں جنمیں انکو اُنکے رهبروں نے بهٹکایا اور
ایک بڑے ویران میدان میں کهانے پینے بدون خراب و آواره کیا اور جلتے
ریتے اور کڑي دهوپ میں سفر کرنے سے پیاس کے تحمل کي تاب و طاقت
نرهي اور نهایت مصیبتوں کے اوٹهانے سے بڑے بڑے فعل انسے صادر هوئے
جنکي بدولت انکي مصیبت دوني هوئي چنانچه جلن کے مارے رهبروں کو
طرح طرح سے تکلیف دي اور یهه یقین انکو هوگیا که یهه رهبر بهیس بدلے هوئے
سومنات کے پوجاري هیں اور جو اس هتک و ذلت کے انتقام پر جو سومنات
کو همارے هاتهوں پهونچي بڑے آماده و مستعد هیں چنانچه هر مسلمان
کے دل پر نا اُمیدي چهاگئي یهانتک که بعض بعض دیوانه هوکر مرے
اور بهت سے لوگ بري طرح ضایع هوئے اور جب که آخر کار ایک جهیل
یا چشمه پر پهونچے تو اُنهوں نے یهه تصور کیا که خدا کي خاص عنایت
سے یهه امر پیدا هوا *

مختصر یهه که وه ملتان کو پهونچے اور وهاں سے غزني کو روانه
هوئے † *

---

† جب که هم حال اِن تمام سختیوں کا پڑهتے هیں تو یهه بات عجیب تر
معلوم هوتي هی که واپسي کے وقت محمود اُس آسان راسته کو کیوں نگیا جو اٹک
کے کنارے کنارے جاري تها اس لیئے که محمد قاسم کي مهم کے بیان سے اور افغانوں کے
قریب هونے سے محمود اُس راه سے ضرور واقف هوگا اور ایک یهه ایسي بڑي غفلت هی
که اُس سے یوں معلوم هوتا هی که اُس راه میں بعض بعض ایسی هرج هونگی
جنکا نام و نشان اب باقي نهیں رها اور یهه بات اب تحقیق معلوم هوتي هی که جو
میدان آج کل گرمي کے موسم میں سخت لوها اور برسات کے موسم میں نمک کي

بعد ان مصیبتوں کے محمود چین سے نہ بیٹھا چنانچہ سال مذکور کے اخیر پر کوہ جنتی کے جاٹونکے گوشمالي کا ارادہ کیا جنھوں نے اُسکي فوج کو سومنات سے پھرتے ہوئے ستایا تھا غرض کہ ملتان کو واپس آیا اور ان لوٹیروں نے اُن جزیروں میں جاکر پناہ ڈھونڈھي جو دریاے اٹک کي چھوٹي چھوٹي دھاروں سے محصور ہیں اور وہ دھاریں پایاب کے قابل نہیں اور اُنکے ذریعہ سے یعني ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ میں چلے جانے سے وہ لوٹیرے تعاقب کے صدموں سے محفوظ رہ سکتے تھے مگر چونکہ محمود اِس چال

---

دلدل ہوجاتا ہی تو وہ اگلے وقتوں میں سمندر کا ٹکڑا تھا چنانچہ کچھہ کے شمالي بندروں کے روایتوں اور اُن میدانوں میں جہازوں کے ٹکڑے نکلنے سے امر مذکورہ بالا میں کوئي حجت باقي نہیں رهي بلکہ ہمارے سامنے جو تبدیلیاں بہت جلد جلد ظہور میں آئیں اُنسے یقین ہوتا ہی کہ آٹھہ سو برس کے اندر اندر جو سومنات کے فتح پر گذرے اُنسے زیادہ بڑي بڑي تبدیلیاں واقع ہوئي ہونگي ( برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹ ) ہم تصور کرتے ہیں کہ سومنات کي مہم میں ڈیڑ برس سے زیادہ زیادہ یعني ماہ اکتوبر یا نوامبر سنہ ۱۰۲۴ ع سے اپریل یا مئي سنہ ۱۰۲۶ ع تک صرف ہوا اور تاریخ فرشتہ والے کا یہہ بیان ہی کہ اُس مہم میں اڑھائي برس صرف ہوئے اور پرایس صاحب ایک مقام میں اڑھائي برس اور دوسرے مقام میں تین برس سے کچھہ زیادہ لکھتے ہیں ( پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ ) مگر یہہ زمانے تاریخ فرشتہ والے کی اور زمانوں سے مطابق نہیں اِسلیئے کہ وہ بیان کرتا ہی کہ محمود ملتان سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۰۲۴ع مطابق سنہ ۴۱۵ هجري میں کوچ کیا اور سنہ ۱۰۲۶ ع مطابق ۴۱۷ هجري میں غزني کو واپس گیا مگر ہمارے نزدیک سنہ ۱۰۲۶ ع کے آدھے سے کچھہ پہلے غزني میں آیا ہوگا اِسلیئے جو سختیاں اُسنے اُس بیابان میں اُٹھائیں وہ برسات میں پیش نہ آئي ہونگي اور زیادہ تر وجہہ یہہ ہی کہ اگر ایسا ہي ہوتا تو اُس مہم کے لیئے وقت باقي نرهتا جو اُسي برس میں محمود نے جاٹوں پر کي تھي پس وہ اڑھائي برس جو فرشتہ والی نے لکھے ہیں اُسکي یہہ وجہہ ہوسکتي ہی کہ فرشتہ والی نے جو سنہ ۱۰۲۷ ع کیجگھہ سنہ ۱۰۲۶ ع میں محمود کي واپسي قرار دي ہی یہہ صاف اُسکي غلطي ہی مگر اُسیکے بیان سے دریافت ہوتا ہی کہ ایکہزار ستائیسواں برس اُس مہم میں صرف ہوا جو سلجوقوں پر ہوئي تھي ( برگز صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۳ ) جب کہ یہہ فرض کیا جاوے کہ محمود گجرات میں دو برس تک رہا تو یہہ بات دریافت کرني دشوار

سے واقف تھا تو اُسنے کشتیوں کا سامان مہیا کیا چنانچہ اُس نے فوج اپنی کشتیوں پر اوتاری اور دشمنوں کے خط و کتابت کو بند کیا اور اُنکی کشتیوں کو اپنے قبضہ میں کیا اور اُنکے جورو بچوں کو پکڑا جکڑا اور بہت سے جاٹوں کو قتل کیا † *

## سلجوقوں کي پہلي بغاوت کا بیان

واضح ہو کہ منجملہ مہمات ہندوستان کے مہم مذکورہ بالا محمود کي اخیر مہم تھي چنانچہ بعد اسکے اور جانب کو چابکي چالاکي کي ضرورت پڑي اور وجہہ اُسکي یہہ ہوئي کہ سلجوق لوگ جو ایک ترکوں کي قوم تھي اور محمود کي سہل انکاري سے اُنھوں نے ترقي پکڑي تھي ایسے زبردست اور سینہ زور ہوگئے تھے کہ محمود کےماتحت حاکمونکے زور و قابو سے باہر نکل گئے تھے چنانچہ اُسکو اُنکے مقابلہ کے لیئے آپ جانا پڑا غرضکہ ایک بڑي لڑائي پڑي اور دشمنوں نے شکست کھائي چنانچہ سنہ ۱۰۲۷ع مطابق سنہ ۴۱۸ ہجري میں اُنکو اِس بات پر مجبور کیا گیا کہ بدستور سابق اُسکي سلطنت کا آداب کیا کریں ‡ *

---

ہوگئي کہ غزني کے خط و کتابت کسطرح جاري رہي اور گجرات میں اِسقدر مدت تک کیوں پڑا رہا اِس لیئے کہ اُس عہد کے کوچ اور دھاوُں کا حال کسي نے نہیں لکھا

† یہہ بیان جو بالکل فرشتہ والے سے لیا گیا جب دریاے اٹک کے عرض و طول اور قرب و جوار کے جغرافیہ سے اُسکي مطابقت کي گئي تو بہت کوشش عمل میں آئي فرشتہ والے کے بیان سے واضح ہوتا ہی کہ محمود اٹک پر ایک عمدہ بھري فوج لایا اور سمندر کي لڑائي لڑا بیان اُسکا یہہ ہی کہ محمود نے اس مطلب کي نظر سے چودہ سو کشتیاں اکٹھي کیں تھیں اور ہر کشتي ایسي تھي کہ اُسمیں پچیس پچیس تیر انداز اور نیزہ باز سما سکتے تھے اور دشمنوں کے پاس چار ہزار جہازوں کا بیڑا اور بقول بعضوں کے آٹھہ ہزار کشتیاں تیار تھیں غرض کہ سخت لڑائي واقع ہوئي مگر غالب یہہ ہی کہ محمود نے واپسي کے بعد اسي سال میں کشتیاں تیار کي ہونگي اور اُن پہاڑیوں کے پاس اُس سے زیادہ کشتیاں نہونگي بلکہ مجھکو اسبات میں شک و شبہہ ہی کہ تمام دریاے اٹک اور اُسکے آس پاس کے دریاؤں میں بھي ہزار کشتیاں بھي سما سکتیں تھیں یا نہیں

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۸۲ اور ۸۳

## محمود کا ایران کو فتح کرنا

بعد اُسکے محمود کو ایک ایسي بڑي فتح نصیب هوئي جسکي بدولت زور اُسکا غایت کو پهونچا تفصیل اُسکي یهه هی که دیلم کا خاندان جسکي حقیقت هم بیان کرچکے هیں تین شاخوں میں منقسم هوگیا تها اور بهت سے انقلابوں کے بعد ایک شاخ اُسکي عراق عجم پر قابض رهي تهي جو خراسان کي حد سے کردستان کے مغربي پهاڑوں تک همدان سے کچهه آگے واقع هی اور جب که محمود تخت سلطنت پر بیٹها تها تو تهوڑے دنوں بعد اُسکے سردار اِس شاخ کا مرگیا تها اور اپني حکومت کو اپني بیوه پر چهوڑ گیا غرضکه سلطان نے میدان خالي پاکر اُس حکومت کو دبانا چاها مگر جب که اُسکي بیوه کي طرف سے یهه خط آیا که جبتک میرا لڑاکا خاوند زنده تها تبتک ایک طرحکا خوف اندیشه تجهسے تها اور جب سے که وه مرگیا تو تیري طرف کا کهٹکا باقي نرها اِسلیئے که تو وه بهادر هی که رانڈوں کے ستانیکا اِراده نکریگا اور ایسے جهگڑوں میں پڑنے سے جس سے کوئي فائده نهیں اپني بات کو بٹا نه لگاویگا † تو محمود اُس قصد سے باز رها اور اُس رانڈ سے شرما گیا اگرچه محمود نے اُس رانڈ سے یهه معامله برتا مگر اُسکي بیٹے سے وه سلوک نکیا اِس لیئے که اس جوان گبرو کے عهد میں نهایت بد عملي رهي اور جو بغاوتیں که آخر کار اُسکے باعث سے ظهور میں آئیں اُنکي بدولت بقول بعضوں کے محمود سے لاچار هوکر اعانت چاهي یا خود محمود نے بلادرخواست اُسکے مزاحمت کي اور اُسکي بگڑي سلطنت سے فائده اُٹهانا چاها چنانچه اُس نے عراق عجم پر دهاوا کیا اگر اُسکي بد معاملگي نسمجهي جاوے تو کیا سمجهي جاوے که اُسنے جوانمردي اور بهادري کے خلاف اُسکو گرفتار کیا جس نے آپ کو مقام رے میں اُسکے حواله کیا اور بعد اُسکے

---

† ڈي هربي لاٹ صاحب اور براپس صاحب اور گبن صاحب کا بیان

أسکے تمام ملک پر قابض و متصرف ہوگیا اور جب کہ قزوین اور اصفہان کے لوگ اُس سے بمقابلہ پیش آئے تو اُس نے اُس مقابلہ کا یہہ تدارک کیا کہ اُن شہروں کے کئی ہزار باشندوں کو گردن مارا † *

## محمود کي وفات کا بیان

یہہ تمام معاملے جو اب مذکور ہوئے اُسکي سلطنت کے وہ پچھلے کام تھے جو اُسکي یادگاري کو بڑا دھبا لگا گئے اور جبکہ وہ اپنے دارالسلطنت کو واپس آیا تو تھوڑے دنوں بعد بیمار ہوا چنانچہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۰۳۰ع مطابق سنہ ۴۲۱ میں ‡ بمقام غزني مرگیا *

محمود نے مرنے سے تھوڑي عرصہ پہلے یہہ حکم دیا کہ تمام خزانے سامنے لائے جاویں چنانچہ جب بحسب الحکم اُسکے وہ خزانے اُسکے سامنے لائے گئے اور وہ دیر تک اُنکو حسرت سے دیکھتا رہا اور اِس خیال سے آنسو بہائے کہ جلد اُن سے کنارہ کرنا پڑا غرض کہ کام ناکام اُن خزانوں سے رخصت ہوا اور تھوڑا بہت اُن لوگوں پر تقسیم کیا جنسے وہ رخصت ہونے والا تھا § *

## محمود کي عادتوں کا بیان

بطور مذکورہ بالا سلطان محمود نے وفات پائي جو حقیقت میں اپنے زمانہ کا بہت بڑا بادشاہ تھا اور مسلمانوں کے نزدیک ہر وقت میں بڑا بادشاہ ہی اگرچہ بعض بعض اوصاف اُسکے بہت مبالغہ سے بیان کیئے ہیں مگر حقیقت یہہ ہی کہ وہ بہر حال اُس شہرت کا مستحق تھا جو اُس نے حاصل کي تھي ہوشیاري اور چستي و چالاکي اور دلیرانہ کاموں

† ڈي ہربي لاٹ صاحب کي گفتگو در باب محمود صفحہ ۵۲۱

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۸۴ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴

§ غالب یہہ ہی کہ سعدي شیرازي نے اسي سر گذشت سے محمود سبکتگین کي حکایت ماخوذ کي جسکو گلستان میں نقل کیا

کي جسارت حد سے زيادہ رکھتا تھا اور ايسي بات کے ملاحظہ سے کہ اُسنے
اپنے ملک سے اکثر باہر رهنے کے زمانہ میں اپني سلطنت کا انتظام و انجام
بخوبي قايم رکھا يہہ امر صاف واضح هی کہ وہ حکمراني کي عمدہ لياقت
رکھتا تھا اور اُسکي سلطنت کي فراخي و وسعت سے قابليت اسکي اسليئے
ثابت نہيں هوتي کہ اس زمانہ ميں آس پاس کے ملکوں کا ايسا حال
تھا کہ اُسکي بلند نظري اور اولالعزمي کے ليئے اس سے زيادہ خالي ميدان
تھے جنميں اسنے دوڑ دهوپ کي جرأت و جسارت کي تھي اور اسکي
سلطنت کے جلد خراب هوجانے سے اُسکي اُس دانائي کو جو اُسنے اُسکے
قايم کرنے ميں برتے تھے بڑے پايہ کي نہيں سمجھہ سکتے اور هندوستانکي
مہمات سے بھي جنکي مصروفيت ميں سارے کار و بار کو چھوڑا تھا ترتيب
و انتظام کي کوئي علامت ظاهر نہيں هوتي اور اُنکي بے ترتيبيوں اور ادهورے
پن سے بھي اُسکو گہري سمجھہ بوجھہ والا نہيں کہہ سکتے بشرطيکہ
يہہ تسليم نہ کيا جاوے کہ اُسکے بڑے بڑے ارادوں نے اُسکي سلطنت کو
هندوستان ميں جمنے اور بڑهنے نديا *

معلوم هوتا هی کہ اُسنے ملکوں کے انتظاموں ميں کوئي نئي بات
اپني طرف سے ايجاد نہيں کي اور کوئي روايت بھي اس باب ميں پائي
نہيں جاتي کہ اُس نے کوئي نيا قانون اور قاعدہ جاري کيا *

اُسکي فخر و عزت کا واقعي سبب يہہ تھا کہ باوصف سپہ گري اور
بہادري کے علوم و فنون کي ترقي ميں نہايت سرگرم تھا اور يہہ خوبي
اُسکے عہد ميں عجيب تھي اور اب تک کوئي بادشاہ اُس سے سبقت
نہيں ليگيا اور باوصف اِسکے کہ نہايت کا کفايت شعار تھا مگر فضل و
هنر کے مقدمہ ميں نہايت فياض تھا اور اسي سبب سے قدر و اقتدار اُسکي
زيادہ ماني جاتي هی چنانچہ اُسنے ايک بڑے مدرسہ کي بنياد خاص
غزني ميں ڈالي اور مختلف زبانوں کي عجيب عجيب کتابيں اکٹھي
کيں اور قدرتي عجائبات کا ايک عجايب خانہ بنايا اور اِس مدرسہ کے

قیام کے لیئے بہت سا روپیہ مقرر کیا اور طالب علموں اور فاضلوں کے وظیفوں کے لیئے ایک مستقل سرمایہ قرار دیا † اور ایک لاکھہ روپیے سالانہ کے قریب عالمونکی پینشن کیواسطے قرار دیئے اور علماء اور مشہور لوگوں کے ساتھہ ایسي طرح پیش اتا تھا کہ اُسکي دارالسلطنت میں اتنے علم و هنر والے جمع هوئے تھے کہ ایشیا کے کسي بادشاہ کو یہہ بات نصیب نہیں هوئي ‡ *

جن فضل و هنر والوں سے دربار اُسکا آراستہ و پیراستہ تھا منجملہ اُنکے دو چار کے ناموں سے یورپ والے واقف هیں چنانچہ عنصري ایشیا میں وہ پہلا شخص هوا جس نے شاعري § کي بدولت بڑا مرتبہ حاصل کیا مگر محمود کي شعرا پروري فردوسي طوسي کے باعث سے شہرہ آفاق هوئي اور فردوسي کے سبب سے طوس اُسکے وطن نے بڑا نام پایا *

محمود کے علمي شوق و ذوق کا حال زیادہ اِس شاعر کي تاریخ سے واضح هوتا هی اور جو کہ کہیں کہیں اِس تاریخ کے دیکھنے سے محمود کي عادتوں کا نقصان معلوم هوتا هی تو وہ تاریخ اِس وجہہ سے زیادہ معتبر اور دلچسپ ٹھہرتي هی اور جبکہ محمود نے یہہ معلوم کیا کہ ایرانکے پہلے بادشاهوں کي شہرت اُنکے تعصب کے باعث سے بلاد ایران میں معدوم هونے والي هی تو اُسنے ایران کے آغاز قبضہ تصرف میں یہہ اشتہار جاري کیا کہ جو

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۶۰

‡ جن لوگوں نے پہلے پہل فارسي کي ترقي میں کوشش کي وہ ساماني خاندان والے معلوم هوتے هیں چنانچہ تاریخ طبري کو جو ایک مشہور تاریخ هی اُسي خاندان کے ایک بادشاہ کے وزیر نے سنہ ۹۴۶ ع میں عربي زبان سے فارسي زبان میں ترجمہ کیا اور رودکي شاعر نے جو فارسي کا بڑا پرانا شاعر تھا اُسي خاندان کے ایک بادشاہ سے اسي هزار درم ایک کتاب اخلاق کي تصنیف کے صلہ میں پائے جسکي بنیاد اُسنے پیل پایہ کي کہانیوں پر رکھي تھي گبن صاحب نے خاندان دیلم کو فارسي زبان کا شگفتگي بخشنے والا بیان کیا هی مگر ملک ایران میں جسکي بدولت فارسي کو کمال حاصل هوا وہ سلطان محمود هي تھا

§ کرنل کنیڈي صاحب کي تحریر بحوالہ دولت شاہ مندرجہ حالات بنبئي لٹریري سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۷۵ اور اسي مقام میں اِس بات کي سند بھي موجود هی کہ رودکي کو انعام عطا هوا

شخص ایران کے اُن بادشاهوں اور دلاوروں کی تاریخ جو مسلمانوں کی فتح سے پہلے پہلے گذری بطور نظم تحریر کرے تو وہ بڑے انعام کا مستحق هوگا چنانچہ پہلے پہل دقیقی شاعر جو اُن دنوں بڑا زبان اور مشہور تھا اس کام میں مصروف هوا مگر هزار شعر سے زیادہ لکھنے نہ پایا تھا کہ اُسکے ایک نوکر نے اُسکو قتل کیا بعد اُسکے محمود کی فیاضی سنکر فردوسی اُسکے دربار میں حاضر هوا اور اس بڑی کتاب کو اُسنے ایسے کمال سے پورا کیا کہ اگرچہ بعض بعض الفاظ اُسکے اب استعمال میں نہیں رهے مگر باوصف اسکے ایرانیوں کی کتابوں میں سے نہایت عمدہ اور عام پسند هی یہاں تک کہ یورپ والے بھی اُسکی رزم بزم کے مقاموں کی تعریف کرتے هیں اور تمام کتاب میں هومر شاعر کی سے سادہ بیانی اور شان و شوکت پائی جاتی هی علاوہ اُسکے اُس نظم کی یہہ بات بیان کے قابل هی اور شاید اُس زمانہ کے شاعروں کا بھی مذاق هووے کہ اوس نظم میں قدیم زبان فارسی کے لفظ استعمال کیئے اور کمال احتیاط سے الفاظ عربی کا برتاو نہیں کیا اگرچہ یہہ بات بالکل درست نہیں مگر کہتے هیں کہ ساٹھہ هزار شعروں میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہ اصل اُسکی عربی هووے اور جس کہ وہ شاعر اُس کتاب کو تصنیف کرتا تھا تو گاہ گاہ محمود کو بھی سناتا تھا اور محمود اُسکے سنے سے باغ باغ هو جاتا تھا اور انعام اکرام دیگر ممنون اُسکا هوتا تھا مگر جب کہ بقول فردوسی تیس برسکے بعد یہہ کتاب پوری هوئی تو انعام اُسکا ضخامت کتاب اور محنت تصنیف سے کچھہ مناسبت † نرکھتا تھا چنانچہ فردوسی نے اسکو قبول نکیا

† کہتے هیں کہ محمود نے هر شعر پر ایک درم کے دینے کا وعدہ کیا تھا اگرچہ اُسنے سونیکے درم کا وعدہ کیا تھا مگر جب کہ وہ بھاری رقم اُسکے سامنے آئی تو اُسکو دیکھہکر اُسکی چھاتی پھٹ گئی چنانچھہ زبان کو بدلکر چاندی کے درم دینے لگا پھر حال اس سے واضح هوتا هی کہ اُسنے شعروں پر بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تو نہایت هوشیاری برتی اور یہہ خیال اُسکا کہ یہہ شاعر روپیہ کی طمع سے نہایت عمدہ لکھیگا دلیل اسکی هی کہ اُسکو شعر فہمی کا بڑا سلیقہ تھا
درم ساڑے تین ماشہ کا هوتا هی ( مترجم )

اور نیلا پیلا هوکر طوس کو چلاگیا اور محمود کی بڑي هجو لکهي اور اُسکے
انتقام و مواخذه سے اندیشه کرکے اُسکي قلمرو سے بوقت ضرورت نکل جانے
پر آماده رها مگر جب که محمود نے اُس نظم کي خوبي کو یاد کیا تو
اپني جوانمردي سے اُسکي هجو و مذمت کي پروا نکي اور اس قدر بڑا انعام
روانه کیا که وه اُسکي بڑي سے بڑي امید سے زیاده تها مگر یهه انعام ایسے
وقت پهونچا که ادهر سے یهه انعام آیا اور اودهر سے جنازه اُسکا نکلا اور جب
که اُسکي بیټي کو خبر هوئي تو پهلے اُسنے اُسکو قبول نکیا مگر محمود کي
فهمایش سے آخرکار اُسکو قبول کیا اور طوس والوں کے ارام کے واسطے جهاں
باپ اُسکا پیدا هوا تها اور وه شهر اُسکو نهایت مانوس تها دریا کے کنارے
پر ایک گهاټ کے بنانے میں وه روپیه صرف کیا *

محمود کي هجو آج تک موجود هی اور اُسکي پڑهنے سے محمود
کے خاندان کا گهټیا هونا اور خود محمود کا لوبهي لالچي هونا دریافت
هوتا هی ورنه اسقدر مدت تک ان بري باتوں کي یادگاري باقي نرهتي † *

جو عمارتیں که محمود نے متهرا اور قنوج میں دیکهیں تهیں یا تو
اُنکے دیکهنے سے عمارات کا نیا شوق اُسکے دل میں پیدا هوا یا پهلا شوق اُسکا
ترقي پکڑگیا غرض که بهر حال اُس مهم سے واپس انے پر یهه شوق اُسکا
کمال و خوبي سے ظاهر هوا چنانچه اُسنے ایک بڑي مسجد بنوائي جسکا
نام اُسنے عروس بهشتي رکها اور اُس زمانه میں وهي مکان ایشیا والوں کو
اچنبه معلوم هوتا تها یهه مسجد سنگ باسي اور سنگ مرمر سے تیار
هوئي تهي اور ایسي خوش قطع تهي که بقول فرشته والے کے دیکهنے والے
حیران ره جاتے تهے عمده عمده فرشوں اور شمعدانوں اور چاندي سونیکي
ارایشوں سے اراسته پیراسته تهي اور ظن غالب هے که هندوستان کے معماروں

---

† دي هربیلاٹ صاحب کا قول اور کینیڈي صاحب کي تحریر درباب علم فارسي
مندرجه آلات بمبئي اور مالکوم صاحب کي تاریخ ایران اور دیباچه شاهنامه مندرجه
اورینٹل میگزین جلد ٦

نے جو اور ملکوں کے معماروں سے زیادہ اُستاد اور کاریگر تھے اس مسجد کے بنانے میں نئے نئے ڈھنگ برتے اور نہایت خوش قطع اُسکو بنایا چنانچہ مصالح اور لوازم کي نسبت خوش قطعي کے باعث سے زیادہ تعریف کے قابل هوئي تاریخ فرشته والا جسکي کتاب سے حال مذکورہ بالا انتخاب کیا گیا بیان کرتا هی که جب غزني کے امیروں نے یهه دیکها که بادشاه کو عمارات کا بهت شوق ذوق دامنگیر هے تو اُنهوں نے اپنے اپنے خاص محلوں اور فلاح عام کي عمارتوں کے عمده اور شاندار بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لیجاني چاهي اور شهر کي آرایش کو پیش نظر رکها چنانچه تهوڑے دنوں بعد وه دارالسلطنت ایشیا کے تمام شهروں سے مسجدوں اور طرح طرح کے مکانوں اور عمده عمده نهروں اور تالابوں کي رو سے آراسته پیراسته اور معزز و ممتاز هوگیا *

تمام مورخ محمود کي شان و شوکت کا حال بیان کرتے هیں که علاوه اُس کر و فر کے جو خلیفوں نے اُسکے دیکها دیکهي قایم کي تهي خلیفوں کے درباروں کا ساجاه جلال بهي اُسکے هاں پایا جاتا تها اور جب که هم اس شان و شوکت پر اُسکي بڑي مهمات اور فوج کي شایستگي کو زیاده کریں تو اُسکے مورخوں کے اس کلام کو تسلیم کرنا چاهیئے که اگرچه تحصیل مال و دولت کا شوق اُسکو زیاده تها مگر جیسے که خوبي اور هوشیاري سے وه صرف کرنا جانتا تها ویسا کسي کو سلیقه نتها *

جیسے که ایشیا کے مورخوں نے لوبهه لالچ کا اتهام اُسکے ذمه لگایا هی ویسے هي یورپ کے مورخوں نے دیني تعصب کا عیب اُسمیں ٹهرایا هی اگرچه پهلا اتهام اُسکے واقعات سے ثابت هی مگر دوسري تهمت لوگوں کي غلط فهمي کا نتیجه هی اسلیئے که وه کافروں سے بایں وجهه لڑتا تها که وه ایک آمدني کا ذریعه تها اور اُسکے زمانه میں جهاد ایک فخر و عزت کي بات سمجهي جاتي تهي اگرچه اور مسلمانوں کي مانند اسلام کے پهیلانے میں بڑي بڑي خواهش ظاهر کي اور غالب یهه هی که یهه بایت

اُسکے دل میں سمائي هوئي تهي مگر اُس مطلب کے پورا کرنے کے لیئے کبهي اپنے ادنی فایدے کو بهي هاتهه سے نهیں دیا بلکه جب وه مطلب بلا نقصان بهي حاصل هوتا تها تو چنداں پروا اُسکي نکرتا تها اسلیئے که اگر هندوستان کے کسي صوبه پر مستقل قبضه کرتا تو اُسکا نتیجه اسلام کے حق میں اُسکي اُن تمام حملوں سے زیاده اچها هوتا جو اُسنے هندوستان پر کیئے اور اُنسے کوئي بات اسکے سوا حاصل نهوئي که هندوؤں کے دل قبول اسلام سے اور بهي زیاده سخت هوئے کیونکه محمود کے حملوں سے جو صورت اسلام کے اُنکي نظر میں آئے وه نهایت بري اور خراب دکهائي دي *

بلکه منجمله هندوستان کے صوبوں کے جہاں کہیں قبض تصرف اسکا کامل بهي تها وهاں بهي اسلام کے پهیلانے میں اسنے بهت تهوڑي کوشش کي اور جسطرح که محمد قاسم نے هندو لوگوں کو بجبر و تعدي مسلمان کیا اُسطرح تو کہاں محمود کي نسبت یهه بات بهي معلوم نهیں هوتي که باوصف اسکے که وه گجرات میں ایک مدت تک مقیم رها اور لاهور پر قبض و دخل اپنا رکها اُسنے ایک هندو کو بهي مسلمان کیا هو یهاں تک که هندو راجاوں میں صرف قنوج کا راجا رفیق اسکا تها اور وه بهي مسلمان نهوا تها اور جو معاملے که اسنے راجه لاهور سے برتي وه تدبیر مملکت پر متفرع تهے مذهب سے کچهه علاقه نتها اور جب که اسنے تخت گجرات پر ایک هندو بهگت کو بیٹهایا توصاف واضح هی که اس تدبیر سے اسلام کے پهیلانے کا خیال اسکي دل میں نتها بلکه کوئي اور بات اسکو مقصود تهي *

کسي تاریخ میں کہیں یهه بات پائي نهیں جاتي که اسنے لڑائي کے وقتوں اور قلعه کے حملوں کے سوا کسي هندو کو جان سے مارا هو هاں اسنے اپنے مسلمان بهائیوں کو ایران میں قتل کیا اور یهه بهي ایک مقتضاے وقت تها کچهه دلي خواهش نتهي اور جب که اسکي ان قتلوں کا مقابله هلا کو چنگیز خاں کے قتلوں سے کیا جاوے جو مسلمان نتها اور تعریف اُسکي ایک بڑے مورخ نے اسقدر کي هی که اُسکو بردباري کا نمونه بتایا هی تو وه بهت خفیف ٹهرتے هیں *

شاید که اُسکے جہادوں میں نہایت ناپسندیدہ بات وہ ہی جسکو ایک مسلمان مورخ نے لکھا ہی اور برایس صاحب نے اپنی تاریخ میں اُسکا حوالہ دیا بیان اُسکا یہہ ہی کہ جو قیدی هندوستان سے گرفتار هوکر گئے تھے وہ اس کثرت سے تھے کہ لونڈی غلاموں کو سوا دو دو روپیہ بھی کوئی خرید نکرتا تہا *

مسلمان مورخ محمود کو پکا مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ دهریہ هونیکا عیب لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کسی قسم کی شہادت کو نمانتا تہا اور عاقبت کے معاملہ میں متردد تہا اور جو کہانی کہ اُنہوں نے لکھی هی اُسکے اخیر سے یہی بات ثابت هوتی هی چنانچہ اُسنے جب یہہ دیکھا کہ میں حد سے بہت بڑہ گیا اور لوگ اُس سے بے اعتقاد هوگئے تو اُسنے یہہ مشہور کیا کہ میں نے پیغمبر علیہ‌السلام کو خواب میں دیکھا اس ایک فقرے سے لوگوں کے شکوک و شبہات کو رفع کیا *

هاں یہہ بات تحقیق هی کہ اُسکو اپنے مذهب کے قاعدوں پر کمال توجہہ تھی چنانچہ اُسنے سچے خلیفہ سے همیشہ رفاقت برتی اور جو پیغام اور تحفہ کہ جھوتے خلیفہ نے اُسکو مصر سے بھیجا وہ اُسنے قبول نکیا اگرچہ اُسنے ایسے جھوتے لوگوں کو اوبھو نے ندیا جو دین کے پیرایہ میں بوے بوے کام کرتے تھے مگر سچے دینداروں کا کمال ادب بھی کرتا رہا † *

کوئی لڑائی ایسی نہیں جسمیں یہہ بیان نہو کہ اُسنے سجدہ میں خدا سے دعا نہ مانگی اور اپنی فوج پر خدا کی رحمت نچاهی هو ‡ *

---

† اورنگ زیب کا خط مندرجہ رجسٹر تحقیقات ایشیا بابت سنہ ۱۸۰۱ ع کے صفحہ ۹۲ کا ملاحظہ کیا جاوے

‡ تاریخ فرشتہ اور روضۃالصفا میں ایک حکایت لکھی هی جس سے محمود کے اسلام کی حقیقت کھلتی هی وہ یہہ هی کہ نیشا پور کے ایک باشندہ کو دهریہ هونے کا اتہام لگاکر بادشاہ کے روبرو لائی اُس نے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میں دولتمند هوں دهریہ نہیں هوں اب آپ میری آبرو کو ضرر نہ پہونچاویں اور بجاے اُسکے مال و دولت ضبط کریں پادشاہ نے اُس کی یہہ بات اچھی طرح سنی اور رشوت

باوجود اُس خونریزي اور تکلیف اور مصیبت کے جو اُسکي بدولت ظهور میں آئي یهه واضح نهیں هوتا که وه بادشاه ظالم تها اسلیئے که هم اُسکے دربار اور خاندان کے وه ظلم و قتل نهیں سنتے جو اور خود مختار بادشاهوں کے درباروں اور خاندانوں میں واقع هوئے هیں اور اُسکے عهد کي ایسي سزاؤں کا حال بهي مندرج نهیں جو خلاف انسانیت سمجهي جاویں یهاں تک که جب باغي لوگ عفو تقصیر اور سرفرازي کے بعد پهر بهي بغاوت کرتے تهے تو قید کے سوا کوئي سخت سزا نه اُٹهاتے تهے محمود متوسط اندام اور مناسب الاعضا اور ورزش گیر تها مگر چیچک نے اُسکو اسقدر کهایا تها که وه عین شباب میں رنگ و روپ کي طرف سے افسرده پژمرده رهتا تها یهاں تک که ایک بار اُسکو یهه خیال آیا که ایسی عمده عمده کام کرنے چاهیئیں جنکي خوبي صورت کي زشتي کو مٹادے † *

معلوم هوتا هی که محمود خوش-اخلاق تها اور اپنے رفیقوں اور ملازموں سے اچهي طرح رهتا تها *

حکایت مفصله ذیل سے واضح هوتا هی که سپاه کو پابند قواعد رکهنے میں نهایت سرگرم تها جو سپهسالار کي بڑي خوبي هی بیان اُسکا یهه هی که ایک گنوار ایکدن اُسکے قدموں پر گرا اور اُس سے یهه شکایت پیش کي که فوج کے ایک افسر نے میري جورو سے لگاوٹ کي اور مجهکو مار پیٹ کر گهر سے نکال دیا اور یهه ستم اُسنے کئي مرتبه کیا اور میري داد فریاد کي پروا نهیں کرتا محمود نے اسکو یهه هدایت کي که فی الحال خاموشي مناسب هی مگر اب جب کبهي تیرے گهر وه شخص آوے تو اسیوقت اسکي اطلاع کرنا غرض که جب تیسرے دن وه گنوار پهر آیا تو محمود اپني تلوار اوٹهاکر اسکے ساتهه هوا اور ڈهیلے ڈهالي جغه میں آپ

---

کو قبول کیا اور سارٹیفکٹ سلطاني اُسکو عنایت فرمایا اُسمیں یهه لکهدیا که یهه شخص پکا مسلمان هی

† ڈي هربیلاٹ صاحب بروایس صاحب کي تاریخ اور تاریخ فرشته

کو چهپایا چنانچهه وه اسکے گهر میں پهونچا اور دونوں سیاه کاروں کو سوتے پایا اور چراغ کو گل کیا اور مرد کا قصه ایک هاتهه میں پاک کیا بعد اُسکے چراغ طلب کیا اور اُس نابکار کا منهه دیکهکر خدا کا شکر ادا کیا اور پانی مانگا اور خوب ڈگڈگا کر پیا اور جب که اُس گنوار کو اپنی حرکتوں سے متحیر پایا تو اُس سے یهه بیان کیا که ایسے بیباک مجرم کی نسبت مجهکو یهه شبهه تها که شاید وه میرا بهتیجا هی اور چراغ اسلیئے گل کیا تها که شاید محبت کے باعث سے دادرسانی میں کوئی قصور واقع هووے مگر اب دریافت هوا که یهه مجرم اور آدمی هی اور جو که میں نے یهه سخت قسم کهائی تهی که جب تک تیری داد ندونگا تب تک کهانے پینے سے آشنا نهونگا چنانچهه پیاس کے مارے میری یهه نوبت پهونچی تهی که هونٹ پپڑا گئے تهے اور نهایت بیتاب هوگیا تها *

علاوه اسکے ایک اور حکایت اُسکی ایسی بیان کی گئی که اُس سے صاف واضح هوتا هی که رعایا کے فرض ادا کرنے کا بهت خیال اُسکو رهتا تها چنانچهه عراق کی فتح پر تهوڑی مدت گذری تهی که عراق کے مشرقی جنگل میں سوداگرونکا ایک قافله لٹ گیا اور منجمله اُنکے ایک سوداگر کی ماں جو وهاں کام ایا تها غزنی کو فریادی آئی اور جب که فریاد اُسکی سنی اور محمود نے یهه عذر پیش کیا که ایسے دور دراز ملکوں میں پورا پورا انتظام ممکن نهیں تو اُس عورت نے کمال دلیری سے جان هارکر یهه بات کهی که جب تجهه سے دور دراز ملکوں کا انتظام اچهی طرح نهیں هوسکتا تو پهر کسلیئے اُن ملکوں کو تو فتح کرتا هی جس پر بندوبست اور قابو تیرا نهیں اور یهه خوب یاد رهے که قیامت کے روز اُنکی حفظ و حراست کی جوابدهی کرنی پڑیگی غرض که محمود اس ملامت سے بهت نادم هوا اور اُس عورت کو بهت کچهه دیکر راضی کیا بعد اُسکے قافلوں کی حفظ و حراست کے لیئے بڑا بندوبست رکها *

شاید که محمود اسقدر دولتمند تها که کوئی بادشاه آج تک اُسکی برابر نهیں هوا اسلیئے که جب اُسنے کسی پهلے بادشاه کا یهه حال سنا که

جواهر کے سات پیمانہ اُسنے جمع کیئے تھے تو اُسنے پکار کر یہہ بات کہی کہ
خدا تعالی کا هزار شکر هی کہ جواهر کے پورے سو پیمانہ خدا نے مجھکو
عنایت فرمائے *

## محمود کے دربار اور سپاہ کا بیان

جو بادشاهي خاندان محمود کے بعد هندوستان میں هوئے اُن
خاندانوں کي اصلیت خاص غزني کے دربار یا اُسکے قرب و جوار سے
متفرع هوئي مگر اسباب کا بڑا افسوس هی کہ غزني کے دربار اور نیز اُسکے
آس پاس کے رهنے والوں کے چال چلن اور اطوار و اخلاق پر راے لگانیکے
لیئے بہت تھوڑے حالات همارے پاس موجود هیں *

فتوحات عرب کے زمانہ سے کابل وغیرہ کے بہت سے حالات اس
زمانہ تک متغیر و متبدل هوگئے تھے اور پہلے حکام اور فتحمندوں کي
نسبت مختلف لوگ اپنا اپنا تسلط رکھتے تھے اگرچہ بہت سے عرب اب
بھي سپاهي یا حاکم تھے مگر حقیقت یہہ تھي کہ وہ نسل کي ضرورت
سے عرب کہلاتے تھے دربار اور فوج میں ترکي لوگ بہت ہوتي تھے اور
باقي تمام لوگ اور کل رعایا ایراني تھی *

## ترکوں کا بیان

واضح هو کہ ترک غزني میں فتحمندوں کي طرح نہ آئے تھے بلکہ
جب ماوراءالنہر فتح هوچکي تو لونڈي غلاموں کي طرح جنوبي ملکوں
سے لائے گئے تھے یہاں تک کہ مستقل بادشاهوں نے اُنکي دلاوري بہادري
اور فرمانبرداري وفاداري اور علاوہ اُسکے خود ملک سے بھي اُنکي بیگانگي
بے تعلقي دیکھہ کر اُنکو اعتمادي اپنا قرار دیا تھا اور یہي باعث تھا کہ وہ
عموما هر کام میں دخیل تھے غرض کہ نوبت یہانتک پہونچي تھي کہ بعض
بادشاهوں نے اپني ذات خاص کا چوکي پہرا بھي تفویض اُنکو کیا تھا
اور بعضوں نے بڑے بڑے عہدوں پر اُنکو سرفراز فرمایا تھا حاصل یہہ کہ
اُس ملک میں جہاں عرب کي سلطنت پہلے هوچکي تھي ترکي لوگوں

کو بڑا قدر و وقار حاصل هوا تھا چنانچہ محمود کے مرتے هي ایشیا کے بڑے حصہ پر وہ لوگ قابض و متصرف هوگئے *

اگرچہ اصل و حقیقت میں خاندان غزني کے لوگ بھي ترکي نژاد تھے مگر اُنپر اور بادشاهي خاندانوں کي نسبت جو اُنکے همعصر تھے اُن کے هم وطنوں یعني ترکوں کا رعب داب کم تھا چنانچہ منجملہ اُنکے الپتگین ایک غلام تھا جو خراسان کا حاکم هوگیا تھا اگرچہ تھوڑے سے غلام اور آزاد ترک اُسکي خدمت میں رهتے تھے مگر بہت سے لوگ اُسکي فوج کے اور تمام رعایا اُسکي خاص غزني کے پاس پڑوس کے رهنے والے تھے اور خود محمود ایک ایراني عورت کے پیٹ سے پیدا † هوا تھا چنانچہ زبان اُسکي ایرانیوں کي زبان اور طور اسکے اُنکے طوروں سے مطابق و موافق تھے علاوہ اُسکے ماوراءالنهر کے فتح هونے پر بہت سے ترک اُس پاس کے رهنے والے آئے هونگے اور اس لیئے کہ قرب و جوار کے ملکوں میں فخر و اعتبار اُنکو حاصل تھا تو محمود کي سلطنت میں بات اُنکي زیادہ بن پڑي هوگي *

تاتاریوں اور عربوں میں خانہ بدوش قوموں کے موجود هونے سے یہہ بات سمجھہ میں آتي هی کہ اِن دونوں گروهوں میں کچھہ نہ کچھہ مشابہت هوگي مگر جب دونوں کا مقابلہ کیا جاویگا تو پوري پوري حقیقت کھل جاویگي *

مسیح علیہالسلام کي تیرهویں صدي سے پہلے تاتاریوں کا بہت پرانا حال جو کچھہ موجود هی اُس سے یہہ دریافت هوتا هی کہ وہ لوگ ظالم حاکموں کي حکومت تلے بڑے بڑے گروہ تھے اور غیر مزروعہ زمینوں میں جو بالکل بنجر بھي نتھیں بھیڑ بکریاں چراتے تھے اور فاقوں کے مارے

† محمود کي ماں زابل کي رهنے والي تھي جو کابل کے جنوب میں واقع هی اور آغاز اُسکي حدوں کا غزني سے اور انجام اُنکا سیستان کے حدود پر پورا هوتا هی شاید سیستان بھي اُسمیں شامل هی

ایسي سختیاں اوتھاتے تھے جیسي اُن لوگوں کو اُتھاني پڑتي هیں جو اُونٹوں کو جنگل جنگل لیئے لیئے پھرتے هیں وہ لوگ شہروں میں رهتے تھے اور اپنے بادشاهوں کي سلطنتوں کے چوڑے چکلے هونے سے ایسي فکروں میں مبتلا نتھے جو دشمنوں کے بہت پاس پڑوس هونے سے لاحق هوتي هیں *

یہي باعث تھا کہ اُن لوگوں میں کوئي بات ایسي پائي نجاتي تھي جسکي بدولت سمجھہ بوجھہ اُنکي کچھہ درست هوجاتي یا اپني خود مختاري کا خیال اُنکے دلوں میں پیدا هوتا اگرچہ عرب والوں کي طرح بہادر اور جفا کش تھے مگر معلوم هوتا هی کہ عرب والوں کي چالاک طبیعتوں کي نسبت اُنکي طبیعتیں کند اور خراب تھیں سرداروںکي ضرورت سے آپس میں لڑتے بھڑتے تھے اور ذاتي جوش کے حسابوں بالکل تھنڈے تھے اور جو بیرحمیاں اور ظلم اُنسے صادر هوتے تھے وہ دین کے تعصب یا انتقام کي ضرورت سے نہوتے تھے بلکہ محض ناداني اور بیوقوفي سے هوتے تھے هاں یہہ بات ضرور تھي کہ اُنکے آپس میں اتفاق اور اخلاق کا برتاؤ اچھا تھا اور وہ برتاؤ اُنکے برے ارادوں اور کھوتي خواهشوں سے بہت مغلوب نہیں هوتا تھا *

جن ملکوں کو عرب والوں نے فتح کیا وهاں نشان اپنے مضبوط و مستحکم اُنہوں نے چھوڑے چنانچہ دین و قانون اور علم و حکمت کي صورتیں اُنکي بدولت بدل گئیں اور اُنکي رعایا اور مریدوں نے اُنکے اچھے برے وصفوں کو یہاں تک اختیار کیا کہ هم جہاں کہیں کسي مسلمان کو دیکھتے هیں تو اُسمیں عرب والوں کي سي سختي سینہ زوري اور رشک و حسد اور کسیقدر مہمان نوازي فیاضي کا نشان پتا ضرور پاتے هیں برخلاف اُنکے تاتاري لوگوں نے نہ کوئي دین اپنا قائم کیا اور نہ کسي علم و هنر کو رواج دیا اور قطع نظر اِس سے کہ وہ اور لوگوں میں اپنے عادات و اخلاق کے اثر پیدا کریں آپ اُن قوموں سے بہت خلط ملط هوگئے تھے جنمیں وہ آباد

هوئے تھے یہاں تک کہ ایران اور چین کے تاتاریوں میں شکل و شمائل
کا اشتراک باقی نہیں *

اگرچہ صورتیں بدل گئیں مگر طبیعتوں میں کسیقدر خصوصیت باقی
ہی جس سے قومی عادات اُنمیں پائی جاتی ہیں یہانتک کہ جب زیادہ
شایستہ قوموں کی اخلاق و عادات سے اُنکے طور و طریقوں میں تہذیب اور
شایستگی حاصل ہوتی ہی تو یورپ والوں کی سی دلاوری اور کار روائی
ایشیا کی اور قوموں کی نسبت اُن میں زیادہ پائی جاتی ہی *

مگر یہہ بات واضح رہے کہ جن تاتاریونکا حال ہم بیان کرتے ہیں
اونکی عادات خاص ایرانیوں کے بوجھہ دباو سے قایم ہوئیں اور حقیقت
یہہ ہی کہ ایرانی لوگ ایسے ہیں کہ جن لوگونکو اُنسے لگاو پیدا ہوا تو
اونکے عادات واخلاق کی تاثیر اون لوگوں پر ضرور ہی پڑی *

## ایرانیوں کا بیان

علاوہ اُس تیز فہمی اور چالاکی کے جو عربوں اور تاتاریوں کی مانند
ایرانی لوگوں میں پائی جاتی ہی ہندوؤں کی کاہلی اور فن و فریب بھی
اُنکو حاصل ہی اور باوجود اِسکے بہت سی ایسی ایسی استعدادیں رکھتے
ہیں جو خاص اُنھیں لوگوں سے مخصوص ہیں چنانچہ وہ لوگ ایسے
شوخ شنگ اور چلبلی طبیعوں کے آدمی ہیں کہ باوصف اِسکے کہ بڑے
بڑے ظالم بادشاہوں کے زیر حکومت رہے سہی اور ظالموں کی حکومت
کے مارے ہمیشہ افسردہ پژمردہ پڑے رہے مگر اوصاف مذکورہ کی وجہہ
سے دنیا کی تاریخ میں ایسی قدر و منزلت پیدا کی کہ اُنکی تعداد و
کثرت اور قوت و دولت کی مناسبت سے نہایت زیادہ تھی *

یہہ گمان غالب ہی کہ جب عرب والوں نے ایران کو فتح کیا تو
ایرانی لوگ اپنے ملک کے مالی ملکی کاموں میں پہلے ہی سے مہارت
رکھتے ہونگے اور وہ کام اُنکے ہاتھوں سے انجام ہوتے ہونگے اس لیئے کہ عرب

کے لوگ ان کاموں سے بخوبي واقف تھے چنانچہ جب ایرانیوں نے جلد اسلام قبول کیا تو بڑے بڑے ذي اختیار عہدوں پر معزز و ممتاز ہونے لگے یہانتک کہ ابو مسلم جسنے عباسیوں کو تخت نشین کیا خاص اصفہان کا رہنے والا تھا اور منجملہ مشہور خاندانوں کے برمي سائید کا مشہور خاندان بلخ کے ایرانیوں میں سے پیدا ہوا تھا معلوم ہوتا ہی کہ عرب کي فتح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایرانیونکو خود مختاري اور آزادي کي بلند نظري سوجھي اگرچہ اصل و حقیقت میں طاہر عربي نزاد تھا مگر جب کہ وہ باغي ہوا تو ایراني لوگ اُسکے مدد و معاون ہوئے باقي بني صفري اور بني دیلم اور غالباً † بني سامان بھي ایراني ہي تھے مگر جس زمانہ کي تاریخ ہم لکھتے ہیں اُس زمانہ میں ایک محمود ایسا بادشاہ بحر چکسرتیز اور بحر فرات کے درمیان میں ہوا جو ایراني نزاد تھا *

ایرانیونکی چال چلن کي خوبي اور اوقات بسري کے طریقونکي شایستگي کے باعث سے دور دراز کے رہنے والوں کے لیئے چال ڈھال انکے نمونہ ٹھہرے اور زبان اونکي عربي لفظونکے ملنے سے بہت وسیع ہوگئي اور اس زمانہ سے کوئي تھوڑے دنوں پہلے تمام ایشیا کے ملکوں میں جہاں جہاں مسلمانونکا

---

† واضح ہو کہ بني سامان عموماً ترک سمجھے جاتے ہیں مگر حقیقت یہہ ہی کہ جب اُنکے مورث اعلی کو مامون رشید کے سامنے شہر مرو واقع بلاد خراسان میں حاضر کیا گیا تھا تو یہہ بات ثابت ہوئي تھي کہ وہ نہ خود ترکي ہی اور نہ ترکي غلام ہی بعد اُسکے ایسے زمانہ میں کہ دوسرے خاندان کے لوگوں کو گبریس سے نسل کے قایم کرنے میں کچھہ فخر و عزت بھي تھي اس خاندان یعني بني سامان نے یہہ دعوے کیا کہ ہمارا مورث اعلی خاص ایراني تھا اور باوصف اسکے کہ ڈي گگنیز صاحب نے تمام تاتاري قوموں کے حال و احوال کي یہاں تک تحقیق کي کہ ایسے ایسے خاص خاص ترکونکو چھانا بینا جیسے کہ خاندان غزني کے لوگ تھے مگر بني سامان کے ترکي ہونیکا دعوی نہیں کیا غرض کہ بني سامان خواہ بخارا سے آئے ہوں یا بلخ سے آکر بسے ہوں مگر اِن دونوں ملکوں کے مستقل باشندے ایراني ہیں علاوہ اسکے جو اُنھوں نے ایراني علم یعني فارسي زبان میں پہلے پہلے بہت سي کوششیں کیں تو اُس سے بھي ثابت ہوتا ہی کہ نسل اُنکي ایراني تھي

قبض و تصرف قايم هے علم انشا اور كسيقدر دقيق علموں كے پهيلانے كے ليئے وهي زبان ذريعه هوگئي تهي يهاں تک كه اب بهي وه زبان اون علموں كي تعليم و تعلم كا وسيله هى *

## محمود كي حكومت سے مختلف قوموں كے مختلف تعلقوں كا بيان

واضح هو كه تمام مذكوره بالا قوميں محمود كي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر كرتي تهيں اور أسكي حكومت سے طرح طرح كے تعلق ركهتي تهيں *

شهروں اور ميدانوں كے رهنے والے جهاں عرب اور ايراني أور ايسے چهوٹے چهوٹے گروه تركوں كے بستے تهے جوكه ايک مدت سے خاص خاص خطوں سے متعلق تهے محمود كي اطاعت پوري پوري كرتے تهے اور غالب يهه هى كه پهاڑي لوگ بهي مختلف درجوں كي اطاعت كرتے تهے چنانچه پورے پورے تابعداروں سے ليكر أن لوگوں تک فرمان بردار أسكے تهے جو خود مختاري كے قريب قريب تهے اگرچه بجاے خود پورے خود مختار نه تهے تركوں كے بڑے بڑے گروه سلجوقوں كي مانند ايسے خانه بدوش لوگ تهے كه جهاں كهيں وه رهتے تهے وهاں سے چنداں علاقه واسطه نركهتے تهے چنانچه جو ايک پشت أنكي كبهي كبهي درياے آموز پر پڑي هوتي تهي وهي درياے والگا پر پڑاو ڈالتي تهي باقي سلطان محمود سے علاقه كي صورت يهه تهي كه أنكا تعلق خاص أنكے سرداروں اور كار گزاروں كي راے و مرضي پر موقوف هوتا تها اور وه تعلق ايسا ناپائدار هوتاتها جيسا كه ايسي صورتونسے قياس ميں آتا هى مگر يهه بات ضرور هى كه محمود كے عهد سلطنت ميں عموماً مطيع هونا أنكا معلوم هوتا هى *

هندوستان كا وه تهوڑا حصه جو محمود كے دخل و تصرف ميں داخل تها شايد ايسے تهوڑے دنونكا فتح كيا هوا تها كه حدود أسكي حكومت كي أسكے مقدار و وسعت كي نسبت بطور معقول قايم نهونگي چنانچه

ہمارے قیاس میں یہہ آتا هی که محمود کی حکومت کہلے ملکوں میں قوی اور پہاڑوں میں ضعیف هوگی *

جو دخل و مہارت که مذکورہ بالا قوموں کو حکم و حکومت میں حاصل هوگی اُنکے حالات کے دیکھنے بہالنے سے وہ قیاس میں آسکتی هی اور کچھہ تھوڑا بہت اُسکو سمجھہ سکتے هیں *

دین و مذهب کے قانون و قاعدے پہلے پہل عرب والوں نے ایجاد کیئے مگر خاص خاص مقاموں کی رسم و رواج سے کچھہ کچھہ بدل سدل گئے غرض که عرب والے قانونوں کے موجد اور گروهوں کے پیشوا اور عالم فاضل تھے *

محمود اپنی خاص حفاظت کے لیئے چوکی پہرا رکھتا تھا اور پہرہ والوں کو خاص اپنے پاس سے سواری کے گھوڑے دیتا تھا اور هم قیاس کرسکتے هیں که یہہ پہرہ والے تمام ترکی غلام اور نیز اُسکی فوج کا بہت بڑا ٹکڑا وہ متفرق گروہ تاتاری سوارونکے هونگے جو اکسپس کے پار بستے تھے چنانچہ ایک موقع پر صرف پانچہزار عربی سواروں کا مذکور آیا باقی جابجا افغانوں اور خلجیوں کے بڑے بڑے گروہ مذکور هوئےهیں مگر حالات مختلفه کے ملاحظه سے یہہ نتیجه حاصل هوسکتا هی که محمود کی فوج اُسکی سلطنت کے تمام حصوں سے بھرتی کی گئی اور کسی طرح کی تمیز و تفریق ظہور میں نہیں آئی خواہ ایک ایک آدمی بھرتی هوا یا چھوٹے چھوٹے گروہ بھرتی کیئے گئے هوں هاں یہہ بات ضرور تھی که فوج کے تمام افسروں کو خاص اُسی نے جانچ تولکر مقرر کیا تھا خاص خاص صوبونکی امدادی فوجیں اُنکے حاکموں کے زیر حکومت تھیں اور علاوہ اُن پہاڑی لوگوں کے جو خود فوج میں داخل و شامل تھے پہاڑیونکے بہت سے مفسد گروہ اپنے موروثی سردارونکی حکومت کے تلے کام کاج کرتے تھے باقی سپہ سالاریاں چنے چنے افسروں کے قبضوں میں تھیں اور اُنکے ناموں سے صاف واضح هوتا هی که وہ تمام افسر ترکی تھے *

چھے چھے سوار چون ہزار محمود کي وہ عمدہ فوج تھي جو اُسکے مرنے سے چھہ برس پہلے فراہم ہوئي تھي مگر اِسقدر فوج ایسي بڑي سلطنت کي نسبت بہت تھوڑي تھي زنہار اُسکے برابر نتھي بلکہ یہہ گمان غالب ہی کہ کہیں کہیں خاص خاص موقعوں پر نئي بھرتي کي ضرورت پڑتي ہوگي *

اگرچہ محمود کي فوج میں ہندوؤں کے شمول و شرکت کا مذکور پایا نہیں جاتا مگر یہہ بات بلا شبہہ پائي جاتي ہی کہ جب سلطان کا انتقال ہوا اور بعد اُسکے بڑے بڑے انقلاب غزني میں واقع ہوئے اور بري بري صورتیں پیش آئیں تو وہ بہت سے ہندو سوار اُنمیں شریک و شامل تھے جوسیوندراے کي تحت حکومت رہتے تھے اور اس سے صاف واضح ہی کہ جب تک محمود بقید حیات رہا تب تک ہندوؤں سے کام خدمت لیتا رہا اور دین و مذہب کا کچھہ ملاحظہ نکیا *

اگرچہ ترک اُس زمانہ میں بت پرستي کرتے تھے مگر باوصف اسکے اگر تمام نہیں تو اکثر لوگ اُسکي فوج کے مسلمان تھے ہاں اِسمیں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ جب لونڈي غلام خریدے جاتے تھے تو خریدنے کے ساتھہ ہي اُنکو مسلمان کیا جاتا تھا علاوہ اُنکے آزاد ترک لوگوں کي دیکھا دیکھي غالباً مسلمان ہوتے ہونگے بلکہ بعض بعض ترکوں کے بڑے بڑے گروہ بھي مسلمان ہونے لگے تھے مگر مسلمان ہونے پر بھي ہندوؤں کي مانند اُن ناموں کا رکھنا نچھوڑا تھا جو کفر کے زمانہ میں رکھتے تھے اور یہي بڑا باعث ہی کہ اُنکے دین مذہب کي چھان بین ایسي سہل و آسان نہیں جیسے کہ علاوہ اُنکے اور اُن بونکي آسان ہی جو مسلمان ہوگئیں † *

† کہتے ہیں کہ سلجوق خود مسلمان ہوگیا تھا چنانچہ ثبوت اِس بات کا اُسکے بیٹوں کے ناموں سے بخوبي ہوتا ہي جو محمود کے زمانہ میں موجود تھے یعني میکائیل اور اسرائیل اور موسی نام اُنکے تھے اور بعضے مورخ بجاے موسی کے یونس قایم کرتے ہیں مگر نام اُسکے پوتے کا جو بڑا مسلمان تھا طغرل تاتاري اور اُسکے مشہور جانشین کا نام الپ ارسلان تھا

واضح ہو کہ محمود کی سلطنت کا ملکی انتظام ایرانیوں کے ہاتھوں انجام پاتا تھا چنانچہ دو مشہور وزیر اُسکے یعنی ابوالعباس اور احمد میمندی خاص ایرانی تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ دونوں وزیر بڑے بڑے ترکی سپہ سالاروں سے بغض و عداوت رکھتے تھے منجملہ اُنکے ابوالعباس جیسا کام کاج میں ہوشیار چالاک تھا ویسا عالم فاضل نتھا اور اِسی لیئے اُسنے یہہ عام رواج دیا تھا کہ تمام سرکاری کاغذ فارسی میں لکھے جاویں مگر احمد میمندی نے مستقل دستاویزوں میں عربی تحریر کا دوبارہ رواج دیا تھا اور غالب یہہ ہی کہ وہ دستاویزیں بادشاہی فرمان اور ایسے کاغذ تھے جو بلاد یورپ میں بزبان رومی لکھے جاتے ہیں *

اگرچہ ایرانیوں نے ہندوستان کو کبھی فتح نہیں کیا مگر اُسی باعث سے ہندوستان کے تمام کار و بار میں فارسی‌زبان ایران ہی سے ہندوستانمیں رایج و مستعمل ہوئی اور جسقدر کہ فرانسیسی‌زبان یورپ میں بولی‌جاتی ہی اُس سے بہت زیادہ فارسی ہندوستانمیں مروج ومستعمل ہی یہانتک کہ خاص ہندوستان کی بولی یعنی اُردو کا بڑا رکن بھی فارسی زبان سے حاصل ہوتا ہی اور اُردو کی اصل ہندی بہاکا ہی جو ہندوستان میں کبھی بولی جاتی تھی *

## چوتھا باب

### غور و غزنی کے خاندانوں کے دوسرے بادشاہوں کا بیان

### سلطان محمد کا بیان

محمود نے دو بیٹے چھوڑے چنانچہ منجملہ اُنکے شاہزادہ محمد نے اپنی نیک مزاجی اور کمال شایستگی سے باپکو اسقدر راضی کیا تھا کہ اُسنے اُسکے بھائی مسعود پر ترجیح اُسکو دی تھی جو نہایت تند مزاج اور خشمناک تھا یہاں تک کہ اپنے جیتے جی اُسکو جانشین اپنا قرار دیا تھا چنانچہ بعد اُسکے سنہ ۱۰۳۰ع مطابق سنہ ۴۲۱ ہجری میں وہ

شہزادہ تخت نشین ہوا اور تمام سلطنت پر دخل و تصرف کیا مگر مسعود اپنی حکومت مزاجی اور سینہ‌زوری دلاوری اور ذاتی قوتوں اور سپاہیانہ جوہروں کے باعث سے بہت زیادہ مشہور و معروف اور نہایت معزز و ممتاز ہوا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ وہی بہادر نامدار آیندہ زمانہ کے لیئے حکمرانی اور فرماندہی کے شایاں و سزاوار تھا چنانچہ محمد کے تخت نشین ہوتے ہی یہہ امر ظہور میں آیا کہ بہت سی فوج اُسکی مسعود کے پاس چلی گئی اور جب کہ مسعود اصفہاں اپنی حکومت گاہ سے غزنی کے آس پاس پہونچا تو رہی سہی فوج بھی نمک حرامی پر آمادہ ہوئی یہاں تک کہ محمد گرفتار ہوا اور آنکھوں سے لاچار اور قید کیا گیا اور مسعود اپنے باپ کی وفات سے پانچ مہینے کے اندر اندر تخت نشین ہوا *

## مسعود کی سلطنت اور سلجوقوں کی ترقی کا بیان

اس نئے بادشاہ یعنی سلطان مسعود کو اپنے حال و صورت کے دیکھنے سے یہہ ضرورت پیش آئی کہ اپنی تمام عقل و ذہانت کو جسمیں شہرہ آفاق تھا کام و کاج میں صرف کرے اور باعث اُسکا یہہ ہوا کہ سلجوقوں کے زور و قوت نے ایسی بڑی ترقی پائی تھی کہ اُسکے بڑھنے سے مسعود کی سلطنت کو اُن خطروں کا کھٹکا پیدا ہوا تھا جو انجام کار اُسپر عاید ہوئے *

سلجوقوں کے خاندان کی حقیقت صاف صاف اسلیئے دریافت نہیں کہ اُسکی ابتدا کی تاریخ مختلف طوروں پر بیان کی گئی ہے مگر منجملہ اُنکے یہہ بیان زیادہ قرین قیاس ہی کہ جس سردار کی بدولت اُس خاندان کا خطاب قایم ہوا وہ کسی بڑے تاتاری بادشاہ کا بڑا عہدہ‌دار تھا اور جب کہ اُس سردار سے وہ بادشاہ ناخوش ہوا تو وہ اپنے رفیقوں سمیت جونڈ کو چلا گیا جو دریاے جکسر تیز کے بائیں کنارہ پر واقع ہی بعدہ اُسکے بیٹے محمود کے مطیع ہوئے اور بعضوں کا بیان یہہ ہی کہ خود محمود نے دریاے اکسیس کی جانب خراسان کے جنوب میں آباد ہونے

پر أنکو ترغیب دي یا مجبور کیا تھا † مگر گمان غالب یہہ ھی کہ وہ
لوگ خاص ماوراالنہر میں محمود کے کچھہ کچھہ مطیع رہ کر غیر ملکوں
پر حملے کرتے رھے اور محمود کي اخیر سلطنت تک یہي صورت أنکي
قایم رھي مگر بعد أسکے خود محمود کے ملکوں کو لوٹنے لگے چنانچہ أس
زمانہ میں روک تھام أنکي کي گئي جیسا کہ پہلے مذکور ھوچکا چنانچہ
مسعود کي سلطنت تک خراسان میں فوج سمیت داخل نہوسکے *

اگرچہ اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے خاص خاص ترک جیسے کہ
بغداد کے ترکي غلاموں کے پہرہ والی اور غزني والا الپتگین وغیرہ تھے
آپ ھي آپ أن سلطنتوں کو دبا بیٹھے جنکے وہ لوگ ملازم تھے مگر اس
زمانہ میں دریاے اکسیس کے جنوب میں ترکوں کے جس گروہ نے پہلے
پہل قبضہ حاصل کیا تھا وہ سلجوقوں کا گروہ تھا اور بعد أسکے اگرچہ
چنگیز خاں اور تیمورلنگ نے بڑے بڑے حملے کیئے اور بڑي بڑي فتوحات
حاصل کیں مگر سلجوقوں کي فتوحات بھي أن بڑے درجوں پر صرف اس
باعث سے پہونچیں کہ منجملہ أنکي شاخوں کے ایک شاخ کا بڑا رکن اب
بھي قسطنطنیہ کے تخت سلطنت پر قابض ھی ‡ *

## سلجوقوں کا مسعود سے لڑنا

جب کہ مسعود کے عہد سلطنت میں سلجوقوں نے خراسان پر حملہ
کیا تو پھر دوبارہ گونہ دقت پیش آئي تھي مگر أسکے رفع دفع کے لیئے خاص
مسعود کو دوڑ دھوپ کي ضرورت نپڑي تھي اسلیئے صوبہ مکران کے مطیع
کرنیکي فرصت أسکو ھاتھہ آئي تھي چنانچہ سنہ ۱۰۳۱ ع مطابق سنہ
۴۲۲ ھجري میں أسنے أس صوبہ کو فتح کیا اور اگلے تین برسوں میں یعني
سنہ ۱۰۳۴ ع مطابق سنہ ۴۲۵ ھجري تک مازندران اور گرگان کے صوبوں

† محمود نے سنہ ۱۰۲۱ ع مطابق سنہ ۴۱۲ ھجري میں ھندوستان کے ایک
قلعہ کي حکومت پر امیر بن قادر سلجوق کو چھوڑا تھا

‡ ڈي‌گگنیز صاحب کي تاریخ جلد در صفحہ ۱۹۰

کو مطیع و محکوم اپنا بنایا جو اُس زمانہ میں آتش پرستوں کے مطیع و محکوم تھے غرض کہ زوال قوت اور تنزل دولت سے پہلے پہلے ایران کی تمام سلطنت کو فارس کے سوا تحت حکومت کیا *

## مسعود کا تخت سے اوترنا اور اُسکا جہاں سے گذرنا

بعد اُسکے مسعود کی سلطنت کا باقی زمانہ سلجوقوں کی لڑائی بھڑائی میں صرف ہوا یہاں تک کہ سلجوق اپنی زبان سے اُسکی غلامی کا اقرار کیئے گئے اور باوجود اسکے مسعود کے سرداروں کو شکست فاحش دیکر اُسکے ملکوں کو تاخت تاراج کیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ مسعود اپنی ذات سے لڑنے کو گیا اور مرو کے پاس پروس میں مقام ژندقان یا وندناکن پر طغرل بیگ سے مقابلہ ہوا چنانچہ بعض بھگوڑے ترکوں کے بھاگ جانے سے عین میدان میں مسعود کو ایسی شکست فاحش ہوئی کہ وہ لڑائی کو دوبارہ سنبھال نسکا یہاں تک کہ سنہ ۱۰۳۹ع مطابق ۴۳۲ ہجری میں صاف مرو کو بھاگا اور وہاں پہونچکر ٹوٹی پھوٹی فوج اپنی فراہم کی اور جوں توں کرکے غزنی کو واپس آیا بعد اُسکے حال اُسکا ایسا پتلا ہوا کہ اسکا وہم گمان بھی نتھا کہ وہ اتنی بڑی فوج اکھٹی کرے کہ سلجوقوں سے بمقابلہ پیش آوے بلکہ اتنی جمعیت بھی بہم نہ پہونچا سکا کہ اُسکے ذریعہ سے اُن فسادوں کی روک تھام کرسکے جو اُسکی دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ہو رہے تھے چنانچہ جب اُسنے یہہ رنگ ڈھنگ اپنی سلطنت کے دیکھے تو هندوستان کا قصد اس نظر سے کیا کہ وہاں جاکر جی کو ٹھکانے لگاوے اور اپنے کار و بار کو ٹھیک ٹھاک کرے مگر حال یہہ تھا کہ فوج کو قواعد کی پابندی نرھی تھی اور حکومت کا رعب داب اُٹھہ گیا تھا غرض کہ جوڑتوں کرکے روانہ ہوا *

جب کہ وہ اٹک سے پار اوترا تو اُسکی خاص فوج نے جو خزانہ کی محافظ تھی خزانہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور جو پریشانی کہ بعد اُسکے حاصل ہوئی نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ تمام فوج باغی ہوگئی اور مسعود کو

تخت سے اوتارا گیا اور اُسکے بھائي محمد کو تخت نشین کیا گیا مگر اسلیئے
کہ محمد آنکھوں سے معذور اور معذوري کي وجھہ سے کار و بار سلطنت
سے مجبور تھا تو سنہ ۱۰۴۰ ع مطابق سنہ ۴۳۲ ھجري میں اُسکے
بیٹے احمد کو سلطنت کا انتظام تفویض ھوا چنانچہ پہلا کام احمد کا یہہ
تھا کہ اُس نے اپنے معزول چچا کو قتل کیا *

مسعود دس برس سے زیادہ تخت نشین رہا اور باوصف اسکے
کہ اُسکے عہد سلطنت میں شور و فساد برپا رہے مگر علم و فضل کي ترقي
کرتا رہا چنانچہ علماء کي تعظیم و تکریم اور عالیشان عمارتوں کے بنانے
میں اُس نے یہہ ظاھر کیا کہ وہ محمود کا عمدہ جانشین ھی *

## مسعود کے بیٹے مودود کي سلطنت کا بیان

جس شکست سے مسعود کي سلطنت تباہ اور خاک سیاہ ھوئي
اُسکي بدولت ھندوستان کو بڑے فائدے حاصل ھوئے اس لیئے کہ اُس
شکست سے پہلے پہلے جو صوبہ مسلمانوں کا ھندوستان میں قایم تھا
مسلمان لوگ اُسکو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے مگر بعد اُسکے اُسکو بڑي
حکومت سمجھنے لگے اور قدر و منزلت اُسکي نزدیک اُنکے ثابت ھوئي اور
جو واقعات اُسکے بعد واقع ھوئے وہ اِس تاریخ سے کچھہ بہت علاقہ نہیں رکھتے
یعني غزني کي حکومت میں وہ ھي انقلاب واقع ھوئے جو ایشیا کي
حکومتوں میں ھوتي رھتے ھیں اور سوا اِسکے کہ اُن سے طبیعت پژمردہ و
افسردہ ھوجاتي ھی کچھہ پند و نصیحت حاصل نہیں ھوتي جو قضیئے
قضیاے سلجوقوں سے ھوئے وہ غزني کي سلطنت کے مغربي حصہ سے متعلق
تھے اور جو ھندوؤں سے جھگڑے بکھیڑے ھوئے کوئي نشان اُنکا تاریخوں میں
پایا نہیں جاتا ایشیا کے کسي مورخ نے اُنکا بیان نہیں کیا باوصف اِس بات
کے کہ یہہ زمانہ خاندان غزني کے زمانوں میں سے تحریر و بیان کے زیادہ
قابل تھا اِس لیئے کہ اِسي زمانہ میں مسلمانوں کي مستقل سکونت میں

اور هندوؤں کے ملنے جانے سے مسلمانوں کے طور و طریقوں اور سمجھہ بوجھہ میں تغیر واقع هوا تھا اور ایک نئی زبان یعني اُردو کي اصول قایم هوئي اور هندوستانکے حال کے مسلمانوں کے قومي چال چلن کي بنیاد پڑي غرض که نظر بوجوہ مذکورہ بالا خاندان غزني کے باقي معاملونکا بیان کرنا چنداں ضرور نهیں *

جب که مودود کا باپ قتل هوا تو وہ اُن دنوں بلخ میں موجود تھا اور جوں هي که اُس نے باپ کي سناوني سني تو وہ مشرق کي طرف بہت جلد روانه هوا اور اپنے مخالفوں کو شکست فاحش دیکر قتل کیا بعد اُسکے سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۳ هجري میں اپنے بھائي باغي کو گوشمالي دي مختصر یہه که مودود کي حکومت سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۲ هجري سے لیکر سنه ۱۰۴۹ ع مطابق سنه ۴۴۱ هجري تک قایم رهي *

مودود کي عہد حکومت میں غزني کي تمام سلطنت فیروزمند سلجوقوں پر کھلي هوئي تھي کوئي مانع مزاحم اُنکا نتھا مگر اُن فیروزمندوں نے مشرق کیطرف التفات نکیا اور اپني ممالک مقبوضه کو چھوٹي چھوٹي چار سلطنتوں پر تقسیم کیا اور طغرل بیگ کو چاروں کا افسر قرار دیا ابو علي کو هرات اور سیستان اور غور کي حکومت هاتھه آئي اور غزني والوں سے لڑنے کے لیئے اُسیکو † مقرر کیا گیا اور طغرل بیگ سلجوقوں کي بڑي فوج لیکر ایران کے مغربي حصه اور بغداد و روم کي سلطنت پر چڑھائي کرنیکو روانه هوا یہي باعث تھا که مودود اپني دارالسلطنت یعني غزني میں قائم رها اور ماوراءالنهر کو اُس نے دوبارہ فتح کیا اور اِس لیئے که اُسنے طغرل بیگ کي بڑي بیٹي سے اپني شادي کي تھي تو سلجوقوں کي لوٹ مار کا اُسکو کھٹکا باقي نرها مگر جب که سنه ۱۰۴۳ ع مطابق سنه ۴۳۵ هجري میں مودود اپني مغربي فتوحات میں مصروف و سرگرم تھا تو دلي

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۹۰

کے راجہ نے خالي میدان دیکھکر پنجاب پر حملہ کیا چنانچہ اُس نے ہندوؤں کو بڑي بڑي پٹیاں پڑھا کر اُنکے دلوں کو بڑھایا یہانتک کہ نگرکوٹ کو فتح کرکے لاہور کو آگھیرا مگر مسلمانوں کا وہ اخیر قلعہ محصوروں کي دلاوري سے محفوظ رہا یعني اُنھوں نے ایسے لوگوں کي اطاعت قبول نکي جنکو کئي بار دباچکے تھے علاوہ اُسکے مودود کے پہونچنے کي خبر سنکر قوي ہمت بھي ہوگئے تھے مگر یہہ اتفاق سے خبر جھوٹي نکلي *

مودود اُس زمانہ میں بطرف مغرب مصروف تھا جہاں باوصف اُس نئي رشتہ داري کے سلجوقوں کے ساتھہ نئے نئے جھگڑے پیدا ہوئے اور دم نکلنے تک ہندوستان میں آنیکي فرصت نہ ملي *

## سلطان ابوالحسن کا بیان

جب کہ مودود نے وفات پائي تو اُسکے بھائي ابوالحسن نے اپنے شیر خوار بھتیجے کو قتل کیا اور آپ تخت نشین ہوا مگر بعد اُس کے دو برسکے اندر اندر اُسکے چچا ابوالرشید نے اُسکو تخت سے اوتارا ابوالحسن کي سلطنت سنہ ۱۰۴۹ع مطابق سنہ ۴۴۱ ہجري سے لیکر سنہ ۱۰۵۱ع مطابق سنہ ۴۴۳ ہجري تک باقي رہي *

## سلطان ابوالرشید کا بیان

ابوالرشید نے پنجاب کو دوبارہ فتح کیا جسکو اُسیکا ایک مسلمان سردار اُن پہلي خرابیوں کے وقتوں میں دبابیٹھا تھا جو اُسکي سلطنت سے پہلے پہلے واقع ہوئیں تھیں مگر بعد اُسکے ایک سردار طغرل نامي نے سیستان میں بغاوت کي اور ابوالرشید کو شکست فاحش دي سلطنت اُسکي سنہ ۱۰۵۱ع مطابق سنہ ۴۴۳ ہجري سے لیکر سنہ ۱۰۵۲ع مطابق سنہ ۴۴۴ ہجري تک قایم رہي اور جب یہہ باغي کامیاب ہوا تو بادشاہ بن بیٹھا اور جو جو غزني کے بادشاہ زادے اُسکے ہاتھہ آئے اُنکو گردن مارا مگر چالیس دن کے بعد آپ بھي مارا گیا اور منجملہ تین وارثوں سبکتگین کے ایک وارث فرخ زاد نامي تخت نشین ہوا جو اُس ظالم کے تیغ ظلم سے مامون و محفوظ رہا تھا *

## سلطان فرخزاد کا بیان

یہہ بادشاہ سلجوقوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوا اور اُسکو یہہ توقع کامل تھي کہ وہ اُن ملکوں کو دو بارہ حاصل کرے جو اُسکے خاندانکي حکومت سے نکل گئے تھے مگر سلجوقوں کے سردار الپ‌ارسلاں کي بڑي دانشمندي سے وہ بادشاہ روکا رہا سنہ ۱۰۵۲ ع مطابق سنہ ۴۴۴ هجري سے سنہ ۱۰۵۸ع مطابق سنہ ۴۵۰ هجري تک فرخزاد نے کامراني کي *

## سلطان ابراهيم کا بیان

جب کہ فرخزاد مرگیا تو ابراهیم اُسکا بھائي تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا عابد و زاهد تھا چنانچہ اُسنے تمام ایسے دعووں سے هاتھہ اوتھایا جنکي بدولت سلجوقوں سے لڑائي جھگڑے کرنے پڑیں اور اچھي‌طرح پاک صاف ہوکر سلجوقوں سے آشتي کي اور اپني سلطنت کے بڑے زمانہ کو جو سنہ ۱۰۵۸ ع مطابق سنہ ۴۵۰ هجري سے سنہ ۱۰۸۹ ع مطابق سنہ۴۸۱ هجري تک قایم رهي انشا پردازي اور مصحف نویسي میں صرف کیا اور چالیس بیٹے اور چھتیس بیٹیاں چھوڑ گیا *

## سلطان مسعود ثاني کا بیان

یہہ مسعود ثاني بڑے طنطنہ کا بادشاہ تھا چنانچہ اُسکے سرداروں نے گنگا سے آگے تک فوج کشي کي اور خود اُس نے قانون قاعدوں کو سوچ سمجھکر ایک معقول مجموعہ مرتب کیا اور کئي سال اسکے عہد سلطنت میں لاهور اُسکي تخت گاہ رہا اور حکومت اُسکي سنہ ۱۰۹۸ ع مطابق سنہ ۴۹۲ هجري سے سنہ ۱۱۱۴ ع مطابق سنہ ۵۰۸ هجري تک قایم رهي *

## سلطان ارسلان کا بیان

جب کہ مسعود ثاني کا انتقال ہوا تو اُسکے ایک بیٹے ارسلاں نامي نے اپنے بھائیوں کو قید کیا اور آپ تخت دبا بیٹھا یہہ وہ زمانہ تھا کہ غزني

کے خاندان والوں نے سلجوقوں سے رشتہداریاں پیدا کی تھیں چنانچہ سلجوقوں کے بادشاہ سنجر کی ہمشیرہ خاندان غزنی کے تمام شاہزادوں کی والدہ تھی غرض کہ جب اُسنے اپنے بچوں کو مقید دیکھا تو وہ آگ بھبوکا ہوئی اور اپنے بھائی سنجر سے یہہ درخواست کی کہ تمکو بہرام کی امداد و اعانت کرنی چاہیئے جو ظالم کی قید سے محفوظ تھا غرض کہ سنجر نے یہہ بات اُسکی قبول کی اور تلوار کے زور سے تخت اُسکو دلوایا ارسلان کی سلطنت سنہ ۱۱۱۴ع مطابق سنہ ۵۰۸ ہجری سے سنہ ۱۱۱۸ع مطابق سنہ ۵۱۲ ہجری تک باقی رہی *

## سلطان بہرام کا بیان

یہہ بادشاہ عالم فاضلوں کا بڑا مشہور و معروف مربی تھا چنانچہ نظامی شاعر جو فارسی کابہت مشہور شاعر تھا اُسکے دربار میں حاضر رہتا تھا چنانچہ منجملہ اپنی پانچ کتابوں کے جو خمسہ نظامی کے نام سے شہرہ آفاق ہیں ایک کتاب مسمی پری‌پیکر بپاسخاطر اسی بادشاہ کے اُسنے تصنیف کی تھی مگر انجام کار اس بادشاہ نے اپنی سلطنت کو جو ایک عرصہ دراز تک سرسبز و قایم رہی تھی ایک ایسی برے کوتک سے خراب کیا کہ اُسکے تدارک میں وہ آپ اور نسل اُسکی تباہ ہوئی *

تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ جب سے مودود بادشاہ نے مکر و فریب سے غور کے ملک پر قبضہ کیا تھا تب سے وہ ملک برابر غزنی کا صوبہ چلا آتا تھا اور بہرام کے عہد سلطنت میں غور کا بادشاہ قطب‌الدین † خود بہرام کا داماد تھا چنانچہ دونوں بادشاہوں میں کچھہ جھگڑا قایم ہوا یہاں تک کہ بہرام نے قابو پاکر اپنے داماد کو زہر دیا یا علانیہ قتل کیا مگر قتل اُسکا اسلیئے غالب معلوم ہوتا ہی کہ قطب‌الدین کے بھائی

---

† برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱ میں قطب‌الدین سور کی جگہہ قطب‌الدین محمد غوری افغان لکھا ہی

سیف الدین ‡ نے ترت پھرت انتقام کے لیئے غزنی پر چڑھائی کی اور بہرام کو مشرق کے پہاڑوں میں کرماں کی طرف بھگا دیا اور غزنی پر قبضہ کیا *

سیف الدین اس جدید مقبوضہ پر ایسے اطمینان سے بیٹھا کہ اُسنے بہت سی فوج اپنی بہ سرداری اپنے بھائی علاءالدین کے فیروز کوہ کو واپس بھیجی جہاں پہلے سے وہ رہتا سہتا تھا اور غزنی والوں کے رفیق شفیق بنانے میں بہت سی جہد و محنت اُوٹھائی مگر باوجود اس سعی و محنت کے قدیم خاندان کی رفاقت کو جو اُنکے دلوں میں مضبوط و مستحکم بیٹھی تھی اُٹھا نسکا چنانچہ اُنہوں نے بہرام کے بلانیکی طرح ڈالی یہاں تک کہ جب برف کی کثرت سے غور کی راہ مسدود ہوگئی تو بہرام اپنے ملک کے اُس حصہ میں سے جو اب تک فتح نہوا تھا بہت سی فوج اکھٹی کرکے اپنی دارالسلطنت پر چڑھا اور سیف الدین نے اپنی ناتوانی دیکھکر دارالسلطنت کو چھوڑنا چاہا مگر غزنی والوں کی جھوٹی باتوں میں آکر ایک لڑائی کے ذریعہ سے بخت آزمائی پر آمادہ ہوا چنانچہ شہر والوں نے میدان میں اُس سے کنارا کیا اور اُسکے وطن والوں کی تھوڑی سی خاص فوج مغلوب ہوئی اور وہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا مگر بہرام نے جو کام اُسوقت کیا وہ پہلی عادتوں کے بہت خلاف اور انسانیت سے نہایت بعید تھا یعنی اُسنے اپنے قیدی کو طرح طرح کی ذلت دیکر تمام شہر کے گلی کوچوں میں تشہیر کیا اور لوگوں سے بری بھلی کہلانیکے بعد اُسکو بہت بری طرح سے قتل کرایا اور اُسکے وزیر کو گلا گھونٹ کر مارا جو محمد کی آل اور فاطمہ کا لال تھا جب کہ علاءالدین اُسکے بھائی کو اُسکی سناونی پہونچی تو اُسکو بہت جوش آیا اور یہہ قسم کھائی کہ اگر دم میں دم ہی توخدا چاہے تمام سازش والوں سے سخت انتقام لونگا *

---

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کی جلد ایک صفحہ ۱۵۲ میں بجاے سیف الدین کے سیف الدین سور لکھا ہی

مگر ایسا معلوم هوتا هی که وه اپني بےصبري اور غیظ وغضب کے مارے تهوڑي فوج لیکر روانه هوا اسلیئے که بهرام نے اُس سے یهه کهلا بهیجا که هوشیار هوکر یهاں آنا ورنه پامال کیا جاویگا اور اُسنے یهه جواب دیا که تیري دهمکیاں تیري فوج کي مانند ضعیف اور بے بنیاد هیں اور یهه مسلم هی که بادشاهوں کي لڑائي بهڑائي کچهه نئي بات نهیں مگر تیري سنگدلي اور بیرحمي ایسي هی که نظیر اُسکي بادشاهوں میں پائي نهیں جاتي *

بعد اُسکے جو لڑائي پیش آئي تو اُسمیں پہلے پہل یهه ظاهر هوا که غزني والونکي کثرت سے فوج اُسکي مغلوب هوئي مگر اس باعث سے که وه آپ انتقام کا پیاسا تها اور اُسکے ساتهه والوں کو نهایت غیظ و غضب اور دلاوري بهادري کا بهروسا تها مخالف کے مقابلوں کو یهاں تک اُٹهایا که بهرام کو تنها بهاگنا پڑا اور جان بچاکر بهاگا *

## غوریوں کے هاتهوں سے غزني کا تباه هونا

بڑي بڑي جو تکلیفیں که بهرام اور غزني والوں کے دست و زبان سے علاوالدین کے بهائي سیف الدین مقتول کو پهونچي تهیں انتقام اُنکا علاوالدین کے ذمه پر واجب ولازم تها مگر غزني سي بڑي دارالسلطنت کو یکقلم بیچراغ کرنا ایک ایسا برا کام اور ناپسندیده امر هی که هم کسیطرح اُسکے درد شریک نهیں هوسکتے اور اُس ناشایسته حرکت سے اُسکے نام پر ایسا دهبا لگا که جب تک یاد اُسکي باقي رهیگي وه هرگز نه متیگا † *

† یهه علاوالدین همیشه جهاں سوز کے خطاب سے پکارا گیا اگرچه اور جگهه تعریف اُسکي لکهي گئي مگر کسي مورخ نے اس موقع پر لعنت ملامت بدون اُسکو نهیں چهوڑا چنگیز خاں اور تیمورلنگ کے ناحق قتلوں کو بهي اسقدر ناپسند نهیں کیا جیسا که اُسکي اس نامناسب حرکت کو ناپسند و مکروه سمجها اور شاید وجهه اُسکي یهه هی که جن دنوں یهه برا کام علاوالدین سے سرزد هوا تو لوگ اُن دنوں کچهه کچهه تربیت یافته اور شایسته بایسته هوگئي تهي چنانچه اُنکو اس نامعقول حرکت سے بڑا تعجب هوا

تفصیل اُس ظلم کي [illegible] و جوتمام ایشیا کا بہت
بڑا شہر اسوقت گنا جاتا [illegible] بعضوں کے سات دن تک
پھونکواتا اور باشندوں ک[illegible] کو لٹواتا رہا اور جب که
پہلا جوش خروش کم [illegible] فی الجمله کمي کي تو
خاص خاص لوگوں کو [illegible] کرایا اور سیف الدین کے وزیر کي عوض میں
جو جو سید نامي هاتهه اسکي لگے اُنکو گردن مارا اور شاهاں غزني کي تمام
یادگاروں کو مسمار کرایا اور محمود اور مسعود اور ابراهیم کي قبروں کے
سوا کسي قبر کا نام و نشان نچھوڑا مگر محمود و مسعود کي قبریں اُنکي
دلاوري کي خوبي سے اور ابراهیم کي قبر اُسکے زهد و تقوے کي بدولت
چھوٹے رهي غرض که تمام شہر قتل هوا مگر بدبخت بہرام اُن تباهیوں
کے دیکھنے کو زنده رها جو اُسکي خویش و تبار اور یار و دیار کو نصیب
هوئیں بعد اُسکے بہرام هندوستان کو روانه هوا اور سفر کي ماندگي اور
شکسته دلي کے مارے عین راه میں مرگیا سلطنت اسکي سنه ۱۱۱۸ع
مطابق سنه ۵۱۲ هجري سے سنه ۱۱۵۲ع مطابق سنه ۵۴۷ هجري تک
یعني کل ۳۵ برس قایم رهي *

## هندوستان میں غزني کي سلطنت منتقل هونیکا بیان

جب که سلطان بہرام نے وفات پائي تو اُسکا بیٹا سلطان خسرو لاهور
کیجانب کوچ کرگیا چنانچه جب وه وهاں پہونچا تو اُسکي رعایا بہت
تعظیم تکریم سے پیش آئي اور بہت سي خوشي منائي اسلیئے که وه لوگ
اسبات سے ناراض نتھي که اُنکے شہر میں همیشه کے لیئے سلطنت قایم هووے *

## سلطان خسرو ملک کا بیان

سلطان خسرو سنه ۱۱۶۰ع میں سات برس سلطنت کرکے مرگیا اور
ٹوٹي پھوٹي حکومت کو اپنے بیٹے خسرو ملک کے قبضه میں چھوڑ گیا
چنانچه خسرو ملک نے ستائیس برس قمري لغایت سنه ۱۱۸۶ع تک
پادشاهت کي اور اسي سنه میں رها سها ملک اُسکا اُسکے قبضه سے نکلکر

غوریوں کے قبض و تصرف میں داخل هوا اور سبکتگین کي نسل اسي بادشاه پر ختم هوئي *

## † خاندان غوري کا بیان

### علاوالدین غوري کي سلطنت

واضح هو که خاندان غور کي نسبت بہت سي بحث مباحثی رهی مگر بہت سي چهان بین کے بعد یهي رائے غالب هی که خاندان غور اور نیز أنکي رعایا تمام افغان تهے اور جب که یزد جرد کسرے کي وفات پر چند سال گذرنے کے بعد مسلمانوں نے غور پر چڑهائي کي تو بقول ‡ ابن هیاکل کے سنه ۹۰۰ ع میں کسیقدر غوري لوگ اسلام لائے تهے اور أسیکے قول کے بموجب وهاں کے باشندے خراساني بولي بولتے تهے § *

---

† طبقات ناصري میں نام أس خاندان کا سنسا باني لکها هي

‡ اوسلي صاحب کا ترجمه تاریخ ابن هیاکل کا صفحه ۲۱۲ و ۲۲۱ و ۲۲۲ ملاحظه کے قابل هی اسلیئے که ابن هیاکل نے لکها هی که غور سے اگے کے تمام خطه کو هندوستان سمجهنا چاهیئے مراد أسکي اس سے بلاشبهه یهه تهی که أسمیں کافر لوگ آباد تهی *

§ پٹهان لوگ اپنا قدیم ملک غور کےپهاڑوں کو سمجهتے هیں اور معلوم هوتاهے که کسی شخص نے آج تک اسبات کا انکار نهیں کیا که لوگ أس ملک کے اگلے وقتوں میں پٹهان تهی مگر جسبات میں گفتگو باقي هے وه بادشاهي خاندان سے متعلق هے چنانچه پرافسر ڈارن صاحب نے تاریخ الافغانون کي شرح کے صفحه باٮره میں بحواله ایک مورخ کے بیان کیا هے که وه لوگ خطا کے ترک تهے مگر یهه کلام صرف ایک هي مورخ کا هے اسلئی که أسي مقام میں دوسرا حواله خاندان غور کے جانشینوں سے علاقه رکهتا هے اور جهاں تک اور همکو تحقیق هوسکا أس سے یهي دریافت هوتاهے که تمام اور مورخ خاندان غور کو سور کے پٹهانوں مین داخل کرتی هیں مگر یهه حقیقت میں اونکی غلط فهمی هے که وه خاندان غور کو سور اور سام کی اولاد بتاتے هیں جو ضحاک بادشاه کی بیٹی تهی ضحاک ایران کاخیالي بادشاه تها أسکو پٹهانوں سے کچهه علاقه و واسطه نهیں تها اور وه ي مورخ عجیب قصے خاندان غور کي پچهلي تاریخ کی نقل و بیان کرتے هیں چنانچه بیان اونکا یهه هے که سلطان محمود کے بعد خاندان سور کا وه سردار جو سام کے نام سے نامی گرامی تها اپنے ملک سے بهاگنے اور هندوستان کے جانے پر مجبور هوا اگرچه هندوستان میں جی جان سے مسلمان

سلطان مسعود کے عہد دولتمیں غور کا ملک جیسا کہ مذکور ہو چکا اُس بادشاہ کے قبض و تصرف میں تھا جسکو تاریخ فرشتہ والے نے محمد سوري یا سور پٹھانکے نام سے بیان کیا اور اُس بادشاہ کے زمانہ سے واقعات مذکورہ بالا تک تاریخ کا سلسلہ برابر چلا آتا هی جب کہ غزني اور غزني والوں سے علاوالدین پورا پورا انتقام لیچکا تو فیروز کوہ میں جاکر عیش و نشاط میں مصروف هوا جو اصل مقتضی اُسکي طبیعت کا تھا *

---

رها مگر سندر میں ملازم هوگیا اور اُسنے بہت سی دولت جمع کي بعد اُسکے جب گھر چلا تو جہاز اوسکا ٹوٹگیا ایران کے کنارے پر ڈوب کر مرگیا

مگر اُسکا بیٹا حسین سوري ایک تختہ پر بیٹھا رهگیا اور وہ تختہ تین دن تک پاني پر بہتا رها اگرچہ ساتھي اُسکا اُس تختہ پر ایک شیر تھا مگر اُسنے اُسکو کچھہ نستایا یہاں تک کہ وہ تختہ دریا کے کنارہ ایک بندر کے پاس جالگا اور وہ غریب اُس بندر میں چندے قید رها مگر اخرکار اُسنے قید سے رهائي پائي اور گرتا پڑتا غزني کي جانب روانہ هوا راہ میں قزاقوں سے ملاقات هوئي اور اُنہوں نے بجبر و اکراہ اُسکو شریک اپنا کیا مگر اُس رات اتفاق سے وہ قزاق گرفتار هوئے اور سلطان ابراهیم کے روبرو جو خدا ترس بادشاہ تھا حاضر کیئے گئے اور قتل کا حکم اُنکو سنایا گیا اور جب کہ نوبت یہاں تک پہونچي تو حسین سور نے سرگذشت اپنے بادشاہ کو سنائي چنانچہ بادشاہ نے اُسکے چہرے مہرے کو دیکھہ بھال کر بات اُسکي قبول کي یہانتک کہ صوبہ غور کي حکومت عطا فرمائي جو خاص اُسکا وطن اصلي تھا اس تمام قصہ سے یہہ نتیجہ حاصل هوتا هی کہ کسي دلیر آدمي نے غور کي حکومت شاهان غزني کي بدولت حاصل کي اور یہہ آدمي یا تو اصل حقیقت میں غوري تھا یا کسي غوري سردار کي دامادي کے صدقے سے غوریوں میں داخل هوگیا تھا جیسا کہ شمالي یورپ کے باشندوں اور اسکاٹلنڈ کي قوموں میں دستور و قاعدہ هی بعد اُسکے اُس آدمي نے مذکورہ بالا عجیب کہاني اور عجیب نسب ایجاد کیا تاکہ اُسکي کمظرفي پوشیدہ رهے پروفسر دارن صاحب نے مذکورہ بالا تاریخ کي شرح میں وہ سب کچھہ جمع کیا جو خاندان غور اور پٹھانوں کي اصلیت کے آٹھہ مختلف بیانوں کي نسبت لکھا پڑھا گیا تھا اور درباب ان دونوں باتوں کے بہت معقول نتیجہ نکالا علاوہ اسکے خاندان غور کي نسبت ڈي هربیلاٹ صاحب کي تاریخ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد دو صفحہ ١٨٢ اور برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ١٦١ میں جو مضمون مندرج هی ملاحظہ کے قابل هی

## غزني کو سلجوقیون کا فتح کرنا

علاوالدین کي عیش پرستي کے باعث سے بہت سي آفتیں ٹوٹ پڑنے پر آمادہ تھیں چنانچھ آیندہ چار برسوں میں بہت سے انقلاب اور بڑے بڑے ھنگامے برپا ھوئے یہاں تک کہ سلجوقیوں کے بادشاہ سلطان سنجر نے غور و غزني دونوں پر حملہ کیا اور علاوالدین گرفتار ھوا مگر بعد اُسکی جلد اُسکو چھوڑ دیا اور ملک اُسکا آسیکے حوالہ کیا † *

## سلجوقیوں کي بربادي کا بیان

تھوڑي مدت گذري تھي کہ سنہ ۱۱۵۳ع مطابق سنہ ۵۴۸ ھجري یوز قوم ترک ‡ نے سلطان سنجر کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا حاصل یہہ کہ برس سوا برس کے اندر اندر غور اور غزنین کے دونوں خاندان جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور بہت دنوں سے مشرق کي حکومت پر لڑ جھگڑ رھے تھے تباہ و برباد ھوگئے *

اس بربادي کا سارا سبب یہہ تھا کہ حاکم خوارزم نے سنجر سے بغاوت کي اور اُسي باغي نے خوارزم کي سلطنت کي بنیاد ڈالي جو ایشیا کے مشرق و مغرب میں بڑي قوي سلطنت ھوئي اور جب کہ سنجر نے اُسکو دبانا چاہا تو اُسنے خطا والوں سے مدد چاھي جو شمال چین کے قدیمي رھنے والے تھے اور ماوراءالنہر میں بھاگ کر آئے تھے *

خطا والونکے حملوں سے قوم یوز § کے کچھہ تھوڑے لوگ جو ماوراءالنہر

---

† یہہ واقعہ سنہ ۱۱۵۲ع مطابق سنہ ۵۴۷ ھجري کے اخر یا سال ایندہ کے اول میں واقع ھوا مگر ڈي ھربیلاٹ صاحب اور ڈیگگنیز صاحب تاریخ اُسکي سنہ ۱۱۴۹ع مطابق سنہ ۵۴۴ ھجري کے قرار دیتے ھیں یہہ ضرور ھی کہ یہہ واردات غزني کي فتح کے پیچھے اور سنجر کي قید سے پہلے ظہور میں آئي

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۵۶

§ قوم یوز وہ ترک ھیں جو ایک عرصہ دراز سے دشت خفچاق میں بستے تھي اور بقول ڈي گگنیز صاحب کے ترکمانونکے آبا واجداد ھیں اور اُنکو یوز اور غز اور غرز اور غوزي اور غازي بھي کہتے ھیں چنانچھ ملک فرغانہ میں جہاں وہ حاکم وسردار ھیں اونکو اب بھی یوز کے نام سے پکارتے ھیں *

میں بستے تھے خارج کیئے گئے اور جب که یهه واقعه پیش آیا تو اُن دنوں قوم یوز کے باقي اور لوگ ایشیاے کوچک اور ملک شام کے فتح کرنے میں مصروف تھے یهه جلاوطن لوگ جنوب کیجانب متوجهه هوئے اور سلجوقونپر غالب آئے اور تهوڑے عرصه تک غزني پر قابض و متصرف رهے بعد اُسکے اُنهوں نے مغربکي جانب نقل مکان کیا اور غزني کي حکومت اُن لوگوں کے قبضه میں دوباره آگئي جنکے قبضه میں پہلے تهي انقلابات مذکوره بالا کے زمانه یعني سنه ۱۱۵۶ ع مطابق سنه ۵۵۱ هجري میں علاءالدین اپني موت مرگیا اور کل حکومت اُسکي جسمیں بهت سي وارداتیں واقع هوئیں کوئي چار برس تک قایم رهي *

## سیف الدین غوري ثاني کا بیان

تهوڑے دنوں مرنے سے پہلے شهاب الدین اور غیاث الدین اپنے دو برادر زادوں کو علاءالدین نے قید کیا تها اور ساري غرض اُسکي غالباً یهه تهي که سیف الدین اُسکا بیٹا جو کم سن اور ناتجربه کار تها بلا جد و جهد اُسکا جانشین هووے چنانچه سیف الدین اُسکا جانشین هوا اور پہلا کام اُسنے یهه کیا که اُسنے اپنے چچیرے بهائیوں کو قید سے چهوڑا اور اُنکي حکومتوں پر اُنکو بحال کیا اور اِس عمده کام سے کبهي پشیمان نهوا تمام ذاتي صفاتي اوصاف اُسکے اسي عمده کام مذکوره بالا کے موافق مطابق تهے اور اِس میں کچهه شک شبهه نهیں که اگر اُس میں اُسکے خاندانکي مانند انتقام لینے کي خو بو نهوتي تو سلطنت اُسکي نهایت عمده اور نیک نام هوتي چنانچه ایک سردار اُسکا اُسکي بي بي کا وه زیور پهنے هوئے اُسکے روبرو آیا جو سنجر کي کامیابي میں اُسکي بي بي سے چهین چهنا گیا تها غرض که دیکهنے کے ساتهه اُسکو ایسا جوش آیا که اُس نے آپ اُسکو قتل کیا اور ابوالعباس اِس سردار کا بهائي غیظ و غضب کو دبائے هوئے بیٹها رها مگر جب که سیف الدین کو قوم یوز کي لڑائي میں سرگرم دیکها تو

اُس نے عین لڑائي میں قابو پاکر سیف‌الدین کے نیزا مارا سیف‌الدین نے ایک برس سے کچھہ زیادہ سلطنت کي اور بعد اُسکے اُسکا بڑا چچیرا بھائي یعني غیاث الدین جا نشین ہوا †*

## غیاث‌الدین غوري کا بیان

جب کہ سنہ ۱۱۵۷ ع مطابق سنہ ۵۵۲ ہجري میں غیاث الدین غوري تخت نشین ہوا تو اُسنے شہاب‌الدین اپنے بھائي کو شریک حکومت کیا اور جب تک بقید حیات رہا تب تک سلطنت کو قابو میں رکھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ جنگي کاموں کا تمام انتظام شہاب‌الدین کي راے و تدبیر پر چھوڑا تھا اِس لیئے کہ غیاث‌الدین کے مرنے سے کئي برس پہلے تمام کام سلطنت کے خود شہاب‌الدین کو کرنی پڑے *

جس اتفاق سے کہ اِن دونوں بھائیوں نے اوقات اپني بسر کي صرف وہي دلیل اِس بات کي نہیں کہ اُنھوں نے پہلي محبت کو نبھائے رکھا جو اُنکے بزرگوں سے برابر چلي آتي تھي بلکہ جب اُنکے خالو نے جو بامیان کي مطیع ریاست پر حاکم تھا اور وہ ریاست بلخ کے مشرق سے دریاے‌اکسیس کے کنارے کنارے پھیلي‌ہوئی تھي سیف الدین کے مرتے ہي تخت دبانیکا ارادہ کیا اور لڑائي میں شکست فاحش کھاکر ایسا گھیرا گیا کہ اُسکے مارے جانے میں کوئي شک نرھا تھا تو یہہ دونوں بھائي گھوڑوں سے اوتر پڑے اور اُسکي رکاب پکڑنے کو دوڑے اور ایسے ادب سے پیش آئے کہ پہلے اُسکو یہہ شبہہ ہوا کہ میري بات بگڑي ہوئي دیکھکر مسخرہ چڑاتے ہیں مگر انجام کار اُسکي تسلي تشفي کي اور اُسکي حکومت پر اسکو بحال کیا چنانچہ وہ ریاست اُسکے خاندان میں تین پشتوں تک قایم رہي بعد اُسکے غور کي اور ریاستوں سمیت شاہ خوارزم کے قبضہ میں داخل ہوئي ‡ *

---

† ڈي ہربي لاٹ صاحب اور تاریخ فرشتہ اور ڈارن صاحب کي افغانوں کي تاریخ میں سے مسلمان مورخوں کے اقوال کا خلاصہ

‡ ڈي ہربي لاٹ صاحب کي تاریخ اور ڈارن صاحب کي شرح

واضح هو که واقعات مذکورہ بالا فتح غزني سے پانچ برس کے اندر اندر واقع هوئے اور جب که ان دونوں بهائیوں کي سلطنت قوي هوگئي تو بیگانه ملکوں کي فتوحات پر بڑے زور و شور سے متوجهه هوئے چنانچه سلجوقوں کو تباه و پریشان دیکهکر خراسان کے مشرقي حصه کو فتح کیا اور اِس مهم میں اور نیز غزني کے دوبارہ حاصل کرنے میں خود غیاث الدین مصروف هوا اور اُس وقت سے کبهي فیروز کوه اور کبهي هرات اور کبهي غزني میں رهنے سهنے لگا اور خاص هرات میں ایسي بڑي مسجد بنوائي که اُسکي شان و شوکت کي تعریف اُس زمانه میں اور بعد اُسکے پچهلے وقتوں میں ویسے هي بدستور قدیم قایم رهي *

## مسلمانوں کي سلطنت کي بنیاد هندوستان میں

واضح هو که یهه شهاب الدین ایک مدت سے هندوستان پر لوٹ پوٹ هو رها تها چنانچه اُس بڑي سلطنت کا باني اُسیکو سمجهنا چاهیئے جو هندوستان میں انگریزوں کے عهد تک قایم رهي *

سنه ۱۱۷۶ ع مطابق سنه ۵۷۲ هجري میں مقام اچ کو فتح کیا جو ایسي جگهه واقع هے جهاں پنجاب کے دریا اٹک سے جاکر ملتے هیں مگر دوبرس بعد جب گجرات پر چڑهائي کي اور وهاں سے شکست فاحش کها کر ایسي مصیبتیں اوٹهائیں جو محمود کو پیش اُئیں تهیں تو نهایت ناکام اور دلشکسته واپس آیا *

لاهور پر دو دهاوے کیئے اور خسرو ملک کي توٹ کو توڑا جو غزني کے خاندان کا پچهلا بادشاه تها چنانه سنه ۱۱۷۸ ع مطابق سنه ۵۷۴ هجري میں اُسکو اس بات پر مجبور کیا که وه اپنے بیٹے کو بطور اُول اُسکے حواله کرے *

## خاندان غزني کا پنجاب سے خارج هونا

بعد اُسکے سنه ۱۱۷۸ ع مطابق سنه ۵۷۵ هجري اور سنه ۱۱۷۹ ع مطابق سنه ۵۷۶ هجري میں سند پر چڑهائي کي اور سمندر کے کنارے تک

اُسکو روند موند کر پائیمال کیا اور جسبوھاں سے واپس آیا تو خسرو ملک سے لڑائي بھڑائي شروع کي چنانچه خسرو ملک نے ناچار ھوکر گاکروں سے مدد چاھي اور شہاب الدین کے ایک بڑے مستحکم قلعه پر قبضه کیا یہاں تک که شہاب الدین ایسے مطلب کے لیئے فن و فریب پر مائل ھوا جو زور و قوت اور فن و شجاعت سے حاصل نہوسکتا تھا چنانچه اُس نے یهه فقرا اڑایا اور لوگوں سے یهه دھوم مچوائي کهایک ایسي ضرورت پیش آئي ھی که سلطاني فوج کو مغرب کیجانب جانا پڑا غرض که اُسنے خراسان کي روانگي کیواسطے فوج اپني اکٹھي کي اور ملک خسرو سے آشتي چاھي اور اُسکے بیٹے کو اول سے رھا کیا جو اب تک یعني سنه ۱۱۸۴ ع مطابق سنه ۵۸۰ ھجري تک نظر بند چلا آتا تھا اور جب که خسرو ملک نے یهه آثار اسکے دیکھے تو اپني محافظ فوج سے الگ ھوکر بیٹے سے جلدي سواري ملنے کو روانه ھوا اور شہاب الدین نے یہاں یهه کام کیا که عمده عمده سوار اپني فوج کے لیکر ایسي راه سے چلا که وه لوگوں کي آمد رفت سے فی الجمله محفوظ تھي اور کمال چستي و چالاکي سے ملک خسرو اور اُسکي دارالسلطنت کے بیچ میں آپڑا اور خسرو کے لوگوں کو راتوں رات گھیر کر خسرو کو گرفتار کیا اور بعد اُسکے سنه ۱۱۸۶ ع مطابق سنه ۵۸۲ ھجریمیں لاھور پر قابض ھوا جہاں اُسکو کوئي مقابله کرنا نپڑا اور دوسرے برس خسرواور اُسکے خاندانکو غیاث الدین کے پاس روانه کیا اور اُسنے اُنکو غرغستان کے قلعه میں مقید رکھا اور بہت برسوں کے بعد اُس زمانه میں غوریوں یا خوارزمیوں کے ھاتھوں سے مارے گئے جب که خوارزمیوں اور غوریونمیں لڑائیاں واقع ھوئیں *

## شہاب الدین کي لڑائیاں ھندوؤں کے ساتھه

جب که غزني کا خاندان تمام ھوچکا تو کوئي مسلمان شہاب الدین کا مخالف نرھا اور پہلے پہل ھندو لوگ اُسکے ٹکر کے بظاھر معلوم نہوتے

اِس لیئے کہ فوج اُسکی دریاے اٹک اور دریاے اکسیس کے صوبوں کی لڑاکا قوموں سے منتخب اور چیدہ اور سلجوق اور شمال کے تاتاری گروہوں سے لڑنے جھگڑنیکی عادی اور مشاق تھی اور اسی باعث سے یہہ توقع تھی کہ اُنکو ایسے لوگوں سے کڑا مقابلہ نکرنا پڑیگا جو طبیعت کے نرم اور قصے جھگڑے سے بھاگنے والے اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بکھرے پھیلے پڑے تھے اور جنکو شہاب‌الدین سے بلا فائدہ لڑنا پڑا اور اُس لڑائی میں کسیطرح کی امید نتھی مگر باوصف اُسکے کوئی ریاست ہندوؤں کی سخت لڑائی کے بدون فتح نہوئی بلکہ بعضی بعضی ریاستیں پوری پوری مطیع نہوئیں یہانتک کہ اج تک وہ قایم ہیں اور مسلمانوں کی سلطنت برباد ہوچکی وہ مقابلہ جو شہاب‌الدین کو ہندوؤنسے پیش آیا تو سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ ہندو لوگوں میں راجپوتوں کی قوم قدیم سے سپاہی تھی اور عمر تمام اپنی سپہ گری میں بسر کرتے تھے اور تمام ذاتونسے ذات اُنکی بہت معزز وممتاز تھی اگرچہ اور لوگ رسومات مذہب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ ہوگئے تھے مگر معاملاوں میں گھلے ملے رہتے تھے اور معمولی حاکموں کے سواے کوئی خاص سردار اُنکا نتھا مگر راجپوتوں کی قوم ایسی تھی کہ وہ ماںکے پیٹ سے سپاہی ہی پیدا ہوتےتھے اور ہر گروہ اُنکا موروثی سردار اپنا رکھتا تھا اور ہر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ تھااور چند درچند علاقوں کے باعث سے ہر گروہ کا ہر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند ہوتا تھا اور قومی علاقوں سے تعلقات مذکورہ کو نہایت قوت پہونچتی تھی *

اِس لیئے کہ راجپوتوں کی مختلف قوموں کے خاص سردار راجہ سے وہ تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سردارونسے رکھتے تھے تو راجہ اور سرداروں اور سپاہیوں کا ایسا جمگھٹ ہوگیا تھا کہ وفاداری اور رشتہ داری اور سپہ گری اور نام آوریکے خیالونسے اتفاق کی نہایت عمدہ صورت بندھی تھی علاوہ اسکے وہ معقول طریقہ اُس اتفاق کا زیادہ ممدومعاون ہوا جو جاگیر

دینیها وهاں جاري تها اور آن باتونسے عالي نسبي اور بلندهمتي اور دلاوري
کے خیالات اُن لوگوں میں بہت زور شور سے پیدا هوئے اور اُنکي بہادري
کي ترنگوں کو ڈهاڑي بهات اپني کڑکوں سے قایم رکهتے تهے اور فخر و عزت
کے قصوں اور عشق و محبت کے جهگڑوں سے بہادري اُنکي بهڑکتي رهتي
تهي اور عورتوں کے ساتهه ایسے ادب سے پیش آتي تهي که بلاد مشرق
میں کوئي قوم ایسا ادب نکرتي تهي اور اپنے دشمنوں کے ساتهه بهي عزت کے
برتاو برتتے تهے اور رسوم اور قاعدوں کے توڑنے کو بڑي بیعزتي سمجهتي تهي
اگرچه متوسط زمانه کے بہادروں کے اوصاف اُنمیں موجود تهے مگر اُسي
زمانه کے یورپ والے بہادروں کے عمده خیالات اور ظاهر کي جاه و جلال
اُن میں نتهے اور اُن بہادروں کي نسبت جنکا حال سپنسر اور ایوستو شاعروں
نے باندها هی هومر شاعر کي ممدوحوں کیسي طبیعت زیاده رکهتے تهے
اگر اُنکي صفات مذکوره بالا پر اُنکي سستي کاهلي کا اضافه کریں جو قدیم
سے چلي آتي هی گو وه ایسي نتهي که حال اُسکا تاریخ میں مذکور هوتا
اور نیز اُن اثروں کي بهي مراعات کریں جو اُنکے عرصهٔ دراز کے جي مرجانے
اور همتوں کے پست هوجانے پر مترتب هوئے تو ایک ایسي خصلت پائي
جاویگي جو آج کل کے راجپوتوں میں پائي جاتي هی اور وه اپنے بزرگوں
سے وه مشابهت رکهتے هیں جو اُنکے بزرگ مهابهارت کے بہادر راجپوتوں سے
رکهتے تهے † *

قدیم راجپوتوں کے عمده وصفوں میں وه سادگي پائي جاتي تهي
جو اور قوموں سے الگ تهلگ رهنے میں پیدا هوتي هی اور یهي باعث
تها که فنون سپه گري اور کار پردازي کي لیاقت میں اُن لوگوں سے بهي

---

† راجپوتوں کے حال کي تاریخ نمک حلالي اور سپاهیانه مثالوں سے معمور هی
اخیر لڑائي اُن میں جے پور اور جودهپور کے راجاؤں کي اودے پور کي رانی کے ساتهه
شادي کرنے پر هوئي دیکهو ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان وغیره

نہایت کم تھے جنکے خیالوں میں ویسی عمدہ باتیں نہ آتی تھیں جو اُنکے خیالوں میں سمائی ہوئی تھیں *

راجپوتونکی مختلف قوموں پر منقسم ہونیکا ایک اثر یہہ تھا کہ اگرچہ حال آنکا خانہ بدوش لوگوں کا سا نہ تھا مگر جب کہ غنیم کے زور و دباو سے اپنے مکانوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریوں کی مانند اپنے مکانوں کو چھوڑتے تھے اور جہاں کہیں وہ جاتے تھے وہاں بھی غول کے غول جاکر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اُسی مناسبت سے آپسمیں تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف میں ہوتی تھیں غرض کہ تبدیل مکان کے سوا کسی طرح کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی *

شہاب‌الدین کے عہد دولت سے تھوڑے عرصہ پہلے تمام ہندوستان میں چار بڑی سلطنتیں تھیں منجملہ اُنکے ایک دلی جو تمیراقوم کے راجپوتوں کے قبضہ میں تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھوروں کے تحت حکومت تھی چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو قوم چلوکا کے قایم مقام ہوئے تھے مگر تمیرا کے سردار کے کوئی بیٹا نتھا چنانچہ اُس نے مرنیکے وقت اپنے نواسے پتھورا راجہ اجمیر کو گود لیا اور تمیروں اور چوہانوں کو ملاکر ایک کر دیا *

قنوج کا راجا بھی تمیروں کے سردار کا دوسری بیٹی سے نواسا تھا چنانچہ جب اُس نے یہہ دیکھا کہ اُسکے خالیرے بھائی کو اُسپر ترجیح دی گئی تو وہ سخت ناراض ہوا اور اس ناراضی کی بدولت جو جھگڑے بکھیڑے آپس میں قایم ہوئے شہاب‌الدین کے ارادوں کو جو ہندوستان پر مصمم ہو رہے تھے اُن سے بڑی اعانت حاصل ہوئی *

## شہاب الدین کا شکست پانا ہندوؤں سے

سنہ ۱۱۹۱ ع مطابق سنہ ۵۸۷ ہجری میں شہاب الدین نے راے پتھورا پر پہلا حملہ کیا جو اجمیر و دلی کا راجہ تھا چنانچہ دونوں

فوجوں کا مقابلہ مقام تراوري پر ہوا جو تھانیسر اور کرنال کے درمیان میں
واقع ہی اور یہہ وہ میدان ہی کہ ہندوستان کے اکثر معرکے اِسي میدان
میں فیصل ہوئے مسلمانوں کے لڑنے کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے سواروں کے
گروہوں سے دھاوے پر دھاوا کرتے تھے اور وہ سوار تیر برساتے ہوئے آگے کو
بڑھتے تھے یا پیچھے کو لوٹتے تھے غرض کہ موقع دیکھکر کام کرتے تھے مگر
جب مسلمان ہندوؤں کي قلب صف پر ٹوٹ پڑے تو ہندو برخلاف اُنکے
اُنکے بازوؤنکے توڑنے اور دونوں طرفونسے اُنکے دبانے پر یکلخت مصروف ہوئے
چنانچہ یہہ تدبیر اُنکي اس موقع پر راس آئي یہاں تک کہ جب
شہاب‌الدین اپني فوج کے بیچا بیچ لڑائي بھڑائي میں سرگرم تھا تو
اُسکو یہہ امر دریافت ہوا کہ اُسکي فوج کے بازوؤنکي پاؤں اوکھڑ گئے چنانچہ
بعد اُسکے وہ آپ اور اُسکے ہمراہي جو ساتھہ اُسکے جمي گھي رہی تھے
چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں آگئے مگر ایسي صورت میں
دشمنوں کا مقابلہ ایسي بہادري سے کیا کہ دشمنوں کے جھرمٹ میں
بڑہ بڑھکر تلواریں ماریں یہانتک کہ راجہ کے بھائي تک ہاتھہ اپنا پہونچایا
جو راجا کي طرفسے دلي میں نایب‌السلطنت تھا اور نیزہ کي اني سے مونہہ
اُسکا زخمي کیا بعد اُسکے وہ بھي زخمي ہوا اور قریب تھا کہ خون بہنے
سے ناتواں ہوکر گھوڑے سے گرے مگر اُسیوقت اُسکے ایک ساتھي نے
پیچھے سے اوچھلکر بڑا سہارا دیا یہاں تک کہ اُسکو جھگڑے بکھیڑے سے
نکالکر امن چین کي جگہہ میں لیگیا *

شہاب‌الدین کي فوج پوري پوري تباہ ہوئي اور چالیس میل تک
مسلمانوں کا تعاقب ہوا بعد اُسکے جب شہاب‌الدین لاہور میں گیا
تو اوسنے ٹوٹي پھوٹي فوج کو جمع کیا اور اٹک پار چلاگیا چنانچہ پہلے
پہل اپنے بھائي سے فیروز کوہ یا شہر غور میں ملا اور بعد اُسکے غزني میں
رہنے سہنے لگا اور ایسے عیش اوڑاے کہ ظاہر میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ

وہ مصیبتوں کے دن بھول گیا مگر باطن کا یہہ حال تھا کہ بدنامی کی چوٹ اب تک ہری بھری تھی چنانچہ اُسنے ایک بڑے بوڑھے صلاح کار سے یہہ بات کہی کہ میں کبھی چین سے نہیں سویا اور کبھی † نچنت ہوکر نہیں جاگا *

## شہاب الدین کا ہندوستان پر دوبارہ چڑھنا اور پوری فتح پانا

شہاب الدین نے سنہ ۱۱۹۳ ع مطابق سنہ ۵۸۹ ہجری میں آخرکار ایک ایسی فوج اکہٹی کی کہ اُسمیں ترک اور تاجک اور افغان داخل تھے اور بہت سے سپاہیوں کی خودیں جواہرات سے مرصع تھیں زرہ بکتروں ‡ پر سونے چاندی کا کام تھا *

راجا پتھورا نے بہت سی فوج سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا اور بہت سے راجہ اُسکی پہلی کامیابی کے بھروسے شریک اُسکے ہوئے چنانچہ شہاب الدین کے پاس بڑے غرور اور تکبر سے یہہ پیغام بھیجا کہ وہ آگے بڑھنے سے باز رہے چنانچہ شہاب الدین نے نہایت نرم لفظوں سے جواب اسکا دیا اور یہہ بہانہ پیش کیا کہ اپنے بھائی کی اجازت منگواتاہوں مگر جب کہ ہندو اپنی جمعیت کے بھروسے اُسکی فوج کے پاس آپڑے تو اُسنے اندھیری رات میں سوتے لوگوں اُس ندی سے عبور کیا جو اُنکے درمیان میں بہتی تھی اور پہلے اس سے کہ ہندوؤں کو اُسکے ہلنے جلنے کا شک شبہہ بھی ہووے اُنپر بیطرح ٹوٹ پڑا اگرچہ اس چھاپے سے ہندوؤں کے لشکر میں بڑی کھلبلی پڑی مگر وہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ کسیقدر فوج کو صف باندھنے اور باقی فوج کے بچانیکی فرصت ملی جو پیچھے صفیں باندہ کر تیار ہوگئی یہانتک کہ جب انتظام اُنکا درست ہوگیا تو کل فوج اُنکی چار صفیں ہوکر غنیم کے مقابل ہوئی اور جب شہاب الدین اپنے کام سے ناکام ہوا تو اُسنے فوج اپنی پیچھے لوٹائی اور لڑتا لڑاتا پیچھے

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۳

‡ یہہ بیان فرشتہ کا ہی اور تعداد فوج کی ایک لاکھ بیس ہزار بتاتی ہے

هتتا چلاگیا یہاں تک کہ هندوؤں کي فوج کي صف‌آرائي میں بے انتظامي هوئي اور شہاب‌الدین نے کمال احتیاط سے اپنے انتظام کو قایم رکھا غرض کہ جب اُسنے مخالفوں کي بے انتظامي دیکھي تو بارہ هزار آزمودہ کار سواروں سے جنکے زرہ بکتر فولاد کے تھے دھاوا کیا اور هندوؤں کي بڑي فوج کو هلا جلا دیا یہاں تک کہ وہ بڑي فوج اپنے هل چل کے ساتھہ ایک بڑي عمارت کي طرح یک لخت گرپڑي اور اپنے زوروں میں آپ غارت † هوگئي *

دلي کا نایب‌السلطنت اور بہت سے بڑے بڑے سردار کام آئی اور خود راے پتھورا مسلمانوں کے تعاقب سے گرفتار هوا اور بري طرح سے مارا گیا *

## دلي اور اجمیر کي فتح کابیان

یہہ شہاب‌الدین سلطان محمود کی نسبت بہت زیادہ سفاک تھا چنانچہ جب اوسنے اس‌لڑائی سے تھوڑے دنوں بعد اجمیر کو فتح کیا تو اوسکے کئی هزار باشندوں کو جو اوسکے مقابل هوئی تھی گردن مارا اور باقي باشندوں کے بچے کچوں کو لونڈي غلام بنانے کے واسطے باقي رکھا اور بعد اس قتل شدید کے ملک اجمیر کو راے پتھورا کے کسي رشتہ دار اور بعضوں کےبقول اوسکے سگے بیٹے کو اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ بھاري محصول ادا کیا کرے بعد اوسکے اوسنے قطب‌الدین ایبک کو جو پہلے غلام اوسکا تھا اور روز بروز معزز اور ممتاز هوتا جاتا تھا یہاں تک کہ بعد اُسکے تخت نشین بھي هوا بطور نیابت هندوستان میں چھوڑا اور آپ غزنی کو روانہ هوا اور جب کہ شہاب‌الدین چلا گیا تو قطب‌الدین نے بڑي لیاقت و قابلیت سے اُسکي کامیابیوں کو ترقي دي چنانچہ دلي اور کول کے اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان میں واقع تھے دخل و تصرف میں لایا *

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۷

## قنوج کي فتح کا بیان

دوسرے برس شہاب‌الدین پہر واپس آیا اور ایک بڑي لڑائي لڑا جو سنہ ۱۱۹۳ ع مطابق سنہ ۵۹۱ ہجري میں اٹاوہ کے شمالي جانب جمنا کے کنارے واقع ہوئي تھي چنانچہ جےچندر راٹھور راجہ قنوج کو شکست فاحش دي اور قنوج اور اضلاع بنارس پر قبض و تصرف کیا اور یہہ فتح ایسي پوري ہوئي کہ ہندوستان کي بہت بڑي سلطنت تباہ ہوئي اور مسلمانوں کي حکومت صوبہ بہار تک پہیل گئي اور بنگالہ کا راستہ کہل گیا اگرچہ یہہ لڑائي بڑے فخر و عزت اور نہایت شان و شوکت کي تھي چنانچہ اُسمیں بہت سے خزانے اور شہر ہاتھہ آئے اور بہت سے بتوں کي گردنیں توڑي گئیں مگر کوئي بات اُسمیں ایسي عجیب غریب نتھي جو بیان کے قابل ہووے اِسي لیئے ہمکو اس بات کے بیان کي فرصت ہاتھہ آئي کہ ایک بہورا ہاتھي پکڑا گیا اور راجا کي لاش مصنوعي دانتوں سے پہچہانے گئي جس سے یہہ امر واضح ہوتا ہی کہ اُس زمانہ کے لوگ بہي اصلي دانت گرجانے کے بعد بني ہوئي دانتوں سے کارروائي کرتے تھے بعد ان فتوحات کے یہہ واردات واقع ہوئي کہ راٹھوروں نے قنوج کو چھوڑکر مارواڑ میں ریاست کي طرح ڈالي جو اب انگریزوں کے رفیق گنے جاتے ہیں *

شہاب‌الدین غزني کو واپس گیا اور قطب‌الدین ایبک کو ایک جہوٹي مدعي کے مقابلہ میں اجمیر کے نئے راجا کي اعانت کرني پڑي چنانچہ اُسنے اُس راجا کو بچایا اور بعد اُسکے گجرات کو لوٹ کہسوٹ کر برابر کیا *

بعد اُسکے دوسرے برس سنہ ۱۱۹۵ ع مطابق سنہ ۵۹۲ ہجري میں شہاب‌الدین ہندوستان کو آیا اور بیانہ کو فتح کیا جو آگرہ کي غربي طرف واقع ہی اور بندیل کہنڈ میں گوالیار کے مستحکم قلعہ کا محاصرہ کیا مگر غالب یہہ ہی کہ خراسان میں کوئي ضرورت پیش آئي جو

محاصرہ کا انتظام اپنے سرداروں کے حوالہ کرکے غزني کو چلاگیا اور کوئي کار نمایاں اُس سے ظہور میں نہ آیا *

گوالیار کا قلعہ بہت دنوں تک فتح نہوا اور بہت دنوں تک لڑے گیا اور جب کہ وہ فتح ہوا تو قطب‌الدین کو جو اب تک ہندوستان میں حاکم تھا اجمیر کو پھر جانا پڑا اسلیئے کہ جس راجا کو مسلمانوں نے گدي پر بیٹھایا تھا اُسکے مخالفوں نے دوبارہ اُسکو ستایا اور قطب‌الدین کي امداد و اعانت کا محتاج کیا غرض کے اب قطب‌الدین کو گجرات اور ناگور کے راجاؤں اور میروں کي پہاڑي قوم کا بڑا مقابلہ کرنا پڑا جو اجمیر کے گرد نواح میں بستي تھي اور تمام ان راجاؤں کي مدد و معاون تھي مگر اس مقابلہ میں قطب‌الدین مغلوب ہوا یہاں تک کہ زخم اوٹھاکر کمال دقت دشواري سے اجمیر کو چلدیا چنانچہ اجمیر میں پہونچکر شہر پناہ کے دروازے بند کیئے اور جان بچانے پڑا رہا مگر جب غزني سے نئي مدد آئي تو دشمنوں کا محاصرہ اوٹھایا گیا اور جب وہ چلنے پھرنے لگا تو اُس نے دشمنوں سے خوب انتقام لیا جو دو دن کے لیئے غالب ہوگئے تھے اور پالي اور نادول اور سروھي کي راہ سے گجرات پر چڑھائي کي چنانچہ سروھي کے ضلع میں گجرات کے راجہ کے دوبڑے جاگیرداروں کو کوہ آبو پر فروکش پایا اور اُنکي بہت سي جمعیت دیکھہ بھالکر اپنے عقب میں چھوڑنا اُنکا مناسب نسمجھا چنانچہ وہ پہاڑوں میں گھسا اور اُنکے ٹھکانوں تک پہنچکر شکست اُنکو دي یہاں تک کہ جب اُنکي فوجوں کو پریشان کرچکا تو انہلواڑہ کي طرف روانہ ہوا اور اُس دارالامارت کو فتح کرکے لوگ اپنے متعین کیئے اور بعد اُسکے گجرات کو خاک سیاہ کیا اور دلي کو صحیح سلامت واپس آیا دوسرے برس بندیل کھنڈ پر ہاتھہ پھیرا چنانچہ کالنجر اور کالپي کو فتح کیا اور یہہ بھي معلوم ہوتا ھی کہ روھیلکھنڈ کے شہروں میں بدایون پر چڑھائي کي *

## اودھ اور بہار اور بنگالہ کے صوبوں کا فتح ہونا

جو مشکلیں کہ دریاے گنگ کے اوترنے میں پیش آئی تھیں وہ بہت دنوں سے رفع ہوگئی تھیں اسي زمانہ میں محمد بختیار خلجي بھي قطب الدین کي خدمت میں حاضر ہوا † جو بہار کے شمالي حصہ اور نیز اودھ کے کچھہ حصہ کو فتح کرچکا تھا اور جب کہ وہ واپس ہوکر اپني فوج میں پہونچا تو بہار کے باقي حصہ اور تمام بنگالہ کو فتح کیا یعني جب بنگالہ کي دارالسلطنت لکھنوتي کو فتح کیا تو تمام بنگالہ ‡ پر قابض ہوگیا *

جب کہ یہہ واقعات واقع ہو رہے تھے تو شہاب‌الدین اُس زمانہ میں خوارزم کے بادشاہ سے لڑ جھگڑ رہا تھا جو بلاد ایرانمیں سلجوقونکي حکومت کو خاک میں ملاکر قابض و متصرف ہوگیا تھا اور ایشیا کے بیچا بیچ اُنکي جگہہ قایم ہوکر فضل و فوقیت کے بڑھانے چڑھانے میں غوریوں کا حریف بن بیٹھا تھا شہاب‌الدین طوس اور سیراخ میں تھا کہ ناگاہ اُسکو غیاث‌الدین اُس کے بھائي کي سناوني پہونچي چنانچہ تخت نشیني کے لیئے غزني کو واپس آیا اور سنہ ۱۲۰۲ ع مطابق سنہ ۵۹۹ ہجري میں تخت نشین ہوا *

معلوم ہوتا ہی کہ خود غیاث‌الدین بھي تھوڑے دنوں مرنے سے پہلے سلطنت کے کام کاج میں ہاتھہ پانوں ہلانے لگا تھا اس لیئے کہ پچھلي چڑھائي کے سواے خراسان کي ساري چڑھائیوں میں وہ آپ بھي موجود تھا § *

---

† تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۸

‡ دیباچہ تاریخ گجرات تصنیف برڈ صاحب صفحہ ۸۵

§ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ اور تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ اور ڈي ہربي لاٹ صاحب کا مضمون درباب غیاث‌الدین کے ملاحظہ کرنا چاھیئے مگر یہہ بیان اُسکا فرشتہ کے بیان سے مخالف ھے اسلیئے کہ اُسنے بیان کیا کہ غیاث الدین اپنے پچھلے وقتوں میں ناکام بادشاہ تھا چنانچہ تائید

## شہاب‌الدین کے بادشاہ ہونے اور خوارزم پر چڑھائي کرنے اور ناکام آنیکا بیان

جب کہ شہاب الدین اپني سلطنت کے خانگي و دروني کاموں سے فارغ ہوا تو ایک بڑي فوج اُس نے اکٹھي کي اور خوارزم کے ارادہ پر روانہ ہوا چنانچہ اُسنے بڑي فتح حاصل کي‌اور اُسکو † دبا لیا یعني شاہ خوارزم اپنے دارالسلطنت میں محصور ہوا اور یہانتک نوبت پہونچي کہ اُسنے خطا کے تاتاریوں سے مدد چاہي چنانچہ سنہ ۱۲۰۳ ع مطابق سنہ ۶۰۰ هجري میں تاتاریوں کي امداد و اعانت سے لڑائي کي ایسي صورت پلٹي کہ شہاب‌الدین نے اسباب اپني فوج کا جلایا اور ملول و مغموم اپنے گھر کو واپس پھرا مگر راہ میں شاہ خوارزم نے ایسا سخت اُسکو دبایا کہ کام ناکام اُسکو لڑنا پڑا اور ایسي شکست فاحش کھائي کہ اندخو تک جو بلخ و هرات کے بیچ میں‌واقع هی بہت دشواري‌سے پہونچا اور چندے یہاں تھرا رها بعد اُسکے والي خوارزم کي اِس شرط پر اطاعت اختیار کي کہ ایک رقم ادا کرنیکے بعد اپنے ملک کو بے کھٹکے چلا جاوے *

## هندوستان کے فسادوں کا بیان

جب کہ شہاب‌الدین کي فوج تباہ هوئي اور اُسکے مرنے کي‌ادهر اودهر افواہ اوڑي تو اُسکي سلطنت کے بڑے حصہ میں شور و فساد برپا هونے یہاں تک کہ خاص غزني کے لوگوں نے باوصف اس بات کے کہ تاج‌الدین یلدوز حاکم غزني شہاب‌الدین کا ایک معزز غلام‌تها شہر کےدروازے بندکردیئے اور شہاب الدین کو گھسنے ندیا اور ایک سردار اُسکا لڑائي کے کھیت سے دائیں بائیں هوکر ملتان کو چلا گیا اور ایک جعلي فرمان لوگوں کو

---

اُسکے قول کي ڈي هربي لاٹ صاحب اور ڈي گگنیز صاحب نے کي یعني وہ دونوں صاحب فارسي کے بڑے مورخوں کے قول کا حوالہ دیتے هیں اور مغرب کے معاملوں میں فرشتہ والے کي نسبت قول اُنکا زیادہ معتبر هی

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵

دیکھا سنا کر ملتان پر قابض هوگیا علاوہ اُسکے کاکر لوگ بھي اپنے پہاڑوں سے باهر نکل پڑے جو پنجاب کے شمال میں واقع هیں اور لاهور پر قبضہ کرکے تمام صوبہ کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا مگر قطب‌الدین ایبک هندوستان میں وفادار رها اور علاوہ اُسکے شہر هرات اور باقي مغربي ملکوں کے حاکم بھي جہاں جہاں بادشاہ کے تیین بھتیجے فرمان روا تھے کسیطرح سرکش نہوئے بعد اُسکے شہاب الدین نے لوگ اپنے جمع کیئے یہانتک کہ ملتان پر تسلط کیا اور غزني والوں نے بھي اطاعت اختیار کي اور تاج‌الدین یلدوز کا قصور معاف هوا بعد اُسکے قطب‌الدین کے اتفاق سے شہاب‌الدین نے پنجاب پر حملہ کیا اور کاکروں کو مسلمان هونے کي ترغیب دي چنانچہ وہ لوگ آساني سے مسلمان هوگئے اس لیئے کہ وہ کسي دین و مذهب کے پابند نتھے فرشتہ والا بیان کرتا هی کہ غزني کے مشرقي پہاڑونکے کافر بھي اُسي زمانہ میں مسلمان هوئے تھے † *

## شہاب الدین کي وفات کا بیان

جب کہ لوگ امن چین سے بیٹھے تو شہاب‌الدین اپنے مغرابي صوبوں میں واپس گیا جہاں اُس نے خوارزم سے دوبارہ لڑنے کے لیئے ایک بڑي فوج کے فراهم هونے کا حکم دیا تھا مگر اتفاق ایسا هوا کہ وہ صرف اٹک تک پہونچا تھا اور پاني کے کنارے ٹھنڈي هوا سے تر و تازگي حاصل کرنے کے لیئے ڈیرا کھڑا کیا تھا کہ تھوڑے سے کاکروں نے اُسکو فوج سے الگ تھلگ پاکر اُن بھائي برادروں کا انتقام لینا چاھا جو خال کي لڑائي میں کام آئے تھے چنانچہ جب آدھي رات آئي اور لوگ سنسان هوگئی تو وہ لوگ اُس پار سے پیر کر آئي اور دبے دبے وهاں تک پہونچے جہاں بادشاہ کا خیمہ کھڑا تھا یہاں تک کہ یک لخت اُس ڈیرہ میں گھس پڑے اور بادشاہ کا کام تمام کیا *

---

† ممکن هے کہ اون ولایتوں کے لوگ جہاں طوري اور چاچي گروہ بستے تھےاور وهاں رسائي ممکن نتھي ابتک مسلمان نہوئی هونگی *

واضح هو که چودهوین مارچ سنه ۱۲۰۶ ع مطابق دوسري شعبان سنه ۶۰۲ هجریکو یهه حادثه واقع هوا اور بادشاه کا جنازه بڑي شان و شوکت اور بڑے جاه و جلال سے اوتهاکر روتے پیتتے غزني کو چلے اور بڑے بڑے امیر اور تمام وزیر اُسکے ساتهه تهے یهاں تک که جب تابوت اُسکا غزني کے لگ بهگ پهونچا تو تاج الدین یلدوز حاکم غزني نے استقبال اُسکا کیا اور زره بکتر اوتار کر پهینکا اور بال اپنے بکهیرے اور بکهرے بالوں میں خاک ڈالي غرض که اپنے آقاے نامدار کا طرح طرح سے رنج و الم کیا *

شهاب‌الدین بڑا خزانه چهوڑ گیا اور محمود اُسکا بهتیجا بعد اُسکے تخت نشین هوا *

جو فتوحات که بلاد هندوستان میں شهاب الدین کو نصیب هوئیں وه سلطان محمود کي فتوحات سے بهت زیاده تهیں اگر زمانه موافق هوتا تو فتوحات اُسکي بلاد ایران میں بهي محمود کي فتوحات سے زیاده هوتیں اگرچه بجاے خود شهاب‌الدین بڑا بهادر سپاهي تها مگر اُسمیں اورمحمود میں فرق اِسقدر تها که محمود کي سي لیاقت و هوشیاري اُسمیں نتهي اسلیئے که محمود جیسا بهادر اور فیروزمند تها ویسا هي تلاش و تجسس بهي کا پورا تها اور جسقدر که التفات اُسکا فوج‌کشي اور فتوحات پر کامل تها ویسا هي فضل و هنر کي ترقي پر بهي مائل‌تها اور یهي باعث هی که آجتک محمود کا نام ایشیا میں مشهور و معروف هی اور شهاب‌الدین سے صرف وهاں تک واقف هیں جهاں تک اُسکي فرمان روائي تهي باقي کوئي نام سے بهي واقف نهیں *

جس زمانه میں شهاب الدین نے وفات پائي تو اُسوقت مالوه اور بعض بعض آس پاس کے ضلعوں کے علاوه تمام خاص هندوستان اُسکے قبض و تصرف میں تها اور سنده اور بنگال یا مطیع هوچکے تهے یا جلد جلد مطیع هوتے جاتے تهي باقي گجرات میں بجز اُسقدر قبض و تصرف کے جسقدر که اُسکے دارالامارت کے قبضه سے معلوم هوتا هی پورا پورا قبضه نه

تها اور هندوستان کا بہت سا حصہ اُسکے سرداروں کے تحت حکومت تها اور کچهہ تهوڑا حصہ باج گذار راجاؤں کے قبض و تصرف میں تها اور یہہ صرف اُسکے لوگوں کی سہل انکاری اور تغافل شعاری تهی کہ جنگلوں اور بعض بعض پہاڑوں پر قبضہ نکیا تها *

## محمود غوری اور تمام غوریوں کی سلطنت کی بربادی

اگرچہ سنہ ۱۲۰۶ ع مطابق سنہ ۶۰۲ هجری میں محمود اپنے چچا شہاب الدین کی قلمرو میں بنام سلطان مشہور کیا گیا تها اور سلطنت کے تمام افسروں نے فرمان روائی اُسکی برابر تسلیم کی تهی مگر ایک لخت ایسا اتفاق پڑا کہ سلطنت اُسکی کئی سلطنتوں پر منقسم هوگئی اور اُسکی قلمرو میں داخل و شامل نرهی *

اس لیئے کہ شہاب الدین اولاد پسری نرکهتا تها تو ترکی غلاموں کے پالنے پوسنے اور سکهانے بتانے کا شوق ذوق اُسکو نہایت تها چنانچہ اکثر غلامان تعلیم یافتہ اُسکے بڑے بڑے پایوں اور بڑی بڑی شہرتوں کو پہنچے منجملہ اُنکے تین غلام اُسکے عین اُسکی وفات کے وقت بڑی بڑی وسیع حکومتوں پر قابض تهے یعنی قطب الدین ایبک هندوستان میں اور تاج الدین یلدوز غزنی میں اور ناصرالدین قباچہ سند اور ملتان میں حاکم تهے اور جب کہ اُنکے آقا نے وفات پائی تو یہہ تینوں غلام قابو پاکر آپ خود مختار هوگئے اور اِس لیئے کہ بامیان کے ریاست پر سلطان محمود کے عزیز و اقارب قابض و متصرف تهے تو صرف غور اور هرات اور سیستان اور شرقی خراسان کی حکومت محمود کے قبضہ میں باقی رهی اور فیروز کوہ میں دارالسلطنت اُسکی تهی *

جب کہ محمود تخت نشین هوا تو اُس نے بادشاهت کا خطاب و تمغا قطب الدین ایبک کو عنایت کیا اور اُسکو ماتحت اپنا سمجها معلوم هوتا هی کہ اگرچہ شاہ بامیان کے دو بیٹوں نے غزنی کی حکومت پر اپنے خاندان کے استحقاق کا دعوی کیا اور تاج الدین یلدوز کو تهوڑے دنوں

تک غزني سے نکالے رکھا مگر محمود غوري نے یلدوز کي حکومت میں رخنه اندازي نچاهي اور جب که تخت نشیني سے پانچ چهه † برس کے اندر اندر محمود نے وفات پائي تو اُسکے تمام ملکوں میں جو اٹک کے مغربي جانب واقع تهے ملکي لڑائیاں هونے لگیں یہاں تک که خوارزم کے بادشاهوں نے اُن ملکوں کو فتح بهي کیا مگر لوگ امن چین سے نه بیٹھے *

سنه ۱۲۱۵ ع میں شاهان خوارزم نے غزني کو فتح کیا اور فیروز کوه کو اُس سے پہلے دبایا اور اکثر لوگوں کے بیان سے یهه معلوم هوتا هی که محمود غوري اِسي موقع ‡ پر مارا گیا *

† یعني سنه ۱۲۰۸ ع مطابق سنه ۶۰۵ هجري میں بقول ڈي گگنیز صاحب کے اور سنه ۱۲۱۰ ع مطابق سنه ۶۰۷ هجري میں بقول ڈارن صاحب کے اور سنه ۱۲۱۲ ع مطابق سنه ۶۰۹ هجري میں بقول ڈي هربي لاٹ صاحب کے محمود غوري نے وفات پائي

‡ محمود غوري کي حکومت اور اُسکے بعد کے انقلابات کے لیئے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ خوارزم اور ڈي هربي لاٹ صاحب کے مضمون محمود اور خاندان غور کي تاریخ کو جو پروفیسر ڈارن صاحب کي تاریخ افغانستان کي شرح میں درج هی ملاحظه کرنا چاهیئے معلوم هوتا هی که غوري لوگ اس چند روز کي تباهي کے بعد پهر بهي سرسبز و شاداب هوئے اسلیئے که چودهویں صدي کے آغاز میں یعني چنگیز خاں کے مرنے سے کچهه کم سو برس پیچهے محمد سام غوري نے چنگیز خاں کے کسي جانشین کا مقابله کیا اور هرات کو اُسکے هاتهوں سے بچایا ( ڈي اوسن صاحب کي تاریخ جلد ۴ صفحه ۵۱۵ وغیره ) بعد اُسکے خود تیمور نے اپني تزک میں یهه بیانکیا که غیاث‌الدین بن ایاز الدین یا معزالدین خراسان اور غرغستان اور غور کا حاکم تها اور اکثر مقاموں میں اُسکو اور اُسکے باپ کو غوري کے لقب سے بیانکیا ( تزک ترکي صفحه ۱۳۵ ) پرایس صاحب نے اپني تاریخ کي جلد دوسري میں اس خاندان کے بادشاهوں کا بیان کیا هی اور اُسکے خاندان کا نام کرت لکها هی اور کتب مذکوره بالا میں جو نام اِس خاندان کے بادشاهوں کے مذکور هوئے وه شاهان کرت کے فهرست میں پائے جاتے هیں جسکو پروفیسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغانان کي شرح کے صفحه ۹۲ میں جانبي مورخ سے لیکر لکها هی جسکا یهه قول هی که وه بادشاه سورالغوري کے خاندان سے هوئے

# چهٹا حصہ

## سنہ ۱۲۰۶ ع سے لغایت سنہ ۱۵۲۶ ع خاندان تیمور کے آغاز تخت نشینی تک دلي کے بادشاهوں کا بیان

## پهلا باب

### غلام بادشاهوں کے بیان میں

قطب الدین ایبک کے تخت پر بیٹھنے اور غوریوں کے هندوستان سے بے تعلق هونے کا بیان

شهاب الدین کے مرنے کے بعد ایک سلطنت بجاے خود هندوستان میں قایم هوئي چنانچه جو فساد اُسکي سلطنت کي تباهي سے برپا هوئے تھے وہ سب دبدبا گئے یهاں تک که هندوستان کي سلطنت کو اُدھرے اٹک کے ملکوں سے کچھه واسطه و علاقه باقي نرها *

اس نئي سلطنت کے باني یعني قطب الدین ایبک کے حالات سے اُن ترکي غلاموں کي تاریخ کا ایک نمونه هاتهه آیا هی جو بلاد ایشیا میں بادشاهت کو پهونچے اور ایک دراز عرصه تک هندوستان میں برابر بادشاه رهے *

قطب الدین ایبک کي اصل و حقیقت یهه هی که جب وہ نیشاپور میں آیا تها تو عمر اُسکي چھوٹي تهي چنانچه ایک امیر نے اُسکو خرید کر عربي فارسي پڑھوائي اور جب وہ امیر مرگیا تو وہ ایک ایسے سوداگر کے هاتهه آیا که اُس نے اُسکو شهاب الدین کي نذر کیا چنانچه قطب الدین بهت جلد مورد عنایات خسروانه هوا یهاں تک که سواروں کا افسر قرار

دیا گیا اور ایک سرحد کی بابت خوارزم والوں سے مقابلہ کیا اور ایسی شجاعت سے لڑا بھڑا کہ اُسکے ظاہر ہونے سے بہت بڑا نام پیدا کیا مگر اتفاقاً وہ اُسی معرکہ میں گرفتار ہوگیا بعد اُسکے جب غوریوں نے قید سے چھوڑایا تو اور بھی زیادہ بادشاہ نے عنایت فرمائی اور اُسکی پچھلی کارگذاری سے بادشاہ اتنا راضی ہوا کہ جب اجمیر کے راجہ نے شکست کھائی تو تمام اپنی فتوحات کو اُسیکے قبضہ میں چھوڑا *

جیسا کہ ہمنے بیان کیا ویسی ہی حقیقت میں قطب‌الدین کی لیاقت و ہوشیاری کی بدولت شہاب‌الدین کی پچھلی کامیابیوں کو ترقی حاصل ہوئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کے تمام کاموں کا اہتمام اُسیکی راے و تجویز پر موقوف و منحصر رکھا گیا *

ذاتی شجاعت اور اصل دلاوری کی بدولت جو ترکوں کی اصل و سرشت میں رکھی گئی تھی ان نئے سرداروں نے بادشاہوں کے تمام امیروں کی نسبت ایسی قدر و منزلت حاصل کی کہ بادشاہوں کے خاص پروردوں کو بہت کم نصیب ہوتی ہی اور قطب‌الدین اپنی نیک خوئی اور فراخ دستی کے باعث سے لوگوں کے نزدیک ایسا عزیز و معزز ہوگیا کہ کسی نے رشک اور حسد نکیا اور کوئی بدخواہ اُسکا نہوا *

بڑے بڑے لوگوں کی اُنس و محبت کے علاوہ ایسے ایسے لوگوں سے رشتہ ناتا پیداکیا جو اُسکا ہی سا رنگ ڈھنگ اپنا رکھتے تھے اور اس رشتہ ناتے سے بہت بڑی تقویت پیدا کی چنانچہ اُس نے تاج‌الدین یلدوز کی بیٹی سے شادی کی اور اپنی ہمشیرہ کو ناصرالدین قباچہ کے نکاح میں دیا اور بعد اُسکے شمس‌الدین التمش کو کہ وہ بھی ایک غلام تھا اور روز روز سرفراز ہوتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ترقی روز افزوں کا نشاط دیدار تھا چنانچہ بعد اُسکے وہی جانشین اُسکا ہوا اپنی بیٹی دی *

پہر ناصرالدین ابتدائی حال سے قطب‌الدین کو بڑا بزرگ اپنا جانتا تھا اور اُسیکی طرف سے سندہ پر حاکم تھا اور محمود غوری کو آقاے نامدار

اپنا سمجهتا تها مگر تاج‌الدین یلدوز رشته ناتے کي پروا نکرتا تها اور اپني بلند نظري اور والا همتي کي ضرورت سے هندوستان کو غزني کا صوبه ابتک سمجهتا تها چنانچه استحقاق و دعوي کي مضبوطي کیواسطے هندوستان کیطرف روانه هوا اور ترت پهرت لاهور پر قبضه کیا مگر انجام اُسکا یهه هوا که سنه ١٢٠٥ ع مطابق سنه ٦٠٣ هجري میں قطب‌الدین نے اُسکو خارج کیا اور یهاں تک اُسکا پیچها لیا که خود غزني کو بهي اُسکے دخل و تصرف سے باهر نکالا بعد اُسکے تهوڑي مدت گذري تهي که تاج‌الدین نے پهر قبضه کیا چنانچه قطب‌الدین وهاں سے چلا آیا اور باقي عمر اُسنے اپني قلمرو میں عیش و آرام سے گذاري اور اپنے عدل و انصاف اور نیک خوئي خوش معاملگي کي شهرت چهوڑگیا یعني سنه ١٢١٠ ع مطابق سنه ٦٠٧ هجري میں مرگیا اگرچه وہ چار برس تک تخت نشین رها مگر انتظام اور انصرام اُسکا اُن بیس برس سے مشهور تها جنمیں وہ شهاب‌الدین کي طرف سے هندوستان کا حاکم رها تها *

## آرام شاہ کي سلطنت کا بیان

جب که قطب‌الدین نے وفات پائي تو آرام شاہ اُسکا بیٹا تخت‌نشین هوا مگر حکم رانیمیں لیاقت اُسکي ظاهر نهوئي چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که برس روز کے اندر اندر شمس‌الدین اُسکے بهنوئي نے اُسکو تخت سے اوتارا *

## شمس‌الدین التمش کي سلطنت کا بیان

جب که شمس‌الدین التمش سنه ١٢١١ ع مطابق سنه ٦٠٧ هجري میں تخت نشین هوا تو اُسکي نسبت لوگ آپسمیں یهه کهنے لگے که وہ حقیقت میں بڑا عالي خاندان تها مگر اُسکے بهائیوں نے برادران یوسف کي مانند اُسکو رشک و حسد کے مارے فروخت کیا تها اور جب که سلطان شهاب‌الدین نے بڑي بهاري قیمت پر اُسکو نه لیا تو قطب‌الدین کو براہ عنایت یهه اجازت فرمائي که وہ پچاس هزار درم نقرئي دیکر

خرید کرے غرض که التمش مختلف عہدوں پر معزز و ممتاز رہا اور جب که اُسنے آرام شاہ سے بغاوت کی تو وہ بہار کے صوبہ میں حاکم تھا اور ساری وجہہ اُسکی یہہ ہوئی که آرام شاہ کے تھوڑے درباریوں نے اُسکو طلب کیا تھا مگر بہت سے ترکی سردار اُسکے مخالف تھے چنانچہ بے لڑے بھڑے تخت پر قابض نہوسکا *

بعد اُسکے تاج الدین یلدوز نے آپ کو بڑا سمجھکر سلطانی کا خطاب و تمغا بلاطلب شمس الدین کے پاس روانہ کیا مگر جبکہ بعد اُسکے شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزنی سے خارج کیا تو اُسنے هندوستان پر خود تسلط کرنا چاہا اور تھانیسر تک چلا آیا اور التمش کے دربار میں ایک فریق اپنا پیدا کیا مگر سنه ۱۲۱۵ع مطابق ۶۱۲ هجری میں شکست کھا کر گرفتار هوا اور باقی روز اپنے قید میں گذارے *

بعد اُسکے سنه ۱۲۱۷ع مطابق سنه ۶۱۴ هجری سلطان التمش نے اپنی بی‌بی کے سگے پھوپھا ناصرالدین قباچه پر چڑھائی کی جو بلاد سندھ میں خود مختار هوگیا تھا اور کمال دلاوری اور نہایت بہادری سے کام اپنا نکالا مگر اُسکے دبانے اور اُسپر اپنی حکومت قایم کرنے میں کامیاب † نہوا *

جب که شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزنی سے خارج کیا تو یہہ گمان غالب تھا که وہ هندوستان پر بھی چڑھائی کریگا چنانچہ ناصرالدین اُسکی اُن فوجوں سے بمقابلہ پیش آیا جو اٹک کے قریب قریب آ پہونچیں تھیں *

## چنگیز خاں مغل کی فتوحات کا بیان

شاہ خوارزم کی چڑھائی هندوستان پر ایک ایسی واردات کے باعث سے ملتوی رهی جسکے هونے سے تمام ایشیا کا رنگ روپ بگڑ گیا یعنی

---

† فرشته والے نے تاریخ سندھ کی جلد ۲ صفحه ۴۱۴ میں التمش کی صرف ایک مہم بیان کی مگر اپنی تاریخ عام کی جلد ۱ صفحه ۲۰۸ میں اُسکی نسبت دو مہمیں قرار دیں هیں اور دوسری مہم میں خلجیوں کا حال ایسی پریشانی سے بیان کیا که کل بیان مشکوک و مشتبہ هو گیا

چنگیز خان مغل جو مغلوں میں چھوٹا سردار تھا اور ایسا قوی ہوگیا
کہ اُس نے تاتاریوں کے تینوں گروہوں کو دبا کر اپنے لوگوں کو اُن گروہوں کے
اضافہ سے بڑھا کر بہت بھاری بڑی فوج اکٹھی کی اور ایک لخت اهل
اسلام کی سلطنتوں پر ایک ایسی فوج لیکر ٹوٹ پڑا کہ اُس سے زیادہ کبھی
پہلے جمع نہوئی تھی اور نہ آجتک جمع ہوئے *

مغلوں کی یورش ایک نہایت بڑی بلا تھی جو طوفان کے بعد انسانوں
پر نازل ہوئی اسلیئے کہ وہ لوگ کسی دین و مذهب کے پابند نتھے کہ
وہ اُسکے سکھلانے بتانے میں سعی و کوشش کرتے اور نہ کوئی فن و هنر
رکھتے تھے کہ وہ اُسکی ترقی چاهتے علاوہ اُسکے تبدیل مذهب اور اداے
جزیہ پر بھی راضی نتھے جو اڑے وقت میں جان بچانے کے چارے ہوتے
هیں بلکہ تمام مقصود اُنکا یہہ تھا کہ آدمی قتل کیئے جاویں اور ملک
بیچراغ پڑا رهے چنانچہ ملک کی تباهی کے سوا کوئی نشان اُنکی فتوحات
کا نتھا غرض کہ پہلی پہل یہہ بڑی بلا والی خوارزم پر نازل ہوئی
جسنے چنگیز خاں کے ایلچیوں کو قتل کرکے آپ اُسکو بلایا تھا چنانچہ سزا
اُسکا یہہ پایا کہ اُسکی فوجوں نے جگہہ جگہہ شکست کھائی اور بہت
سے شہر تباہ ہوئے اور بہت سی رعایا جان سے ماری گئی اور باقی رهے سهے
لونڈی غلام بنائے گئے اور خود اُسکا یہہ حال ہوا کہ بحر کاسپین کے ایک
جزیرے کے ایسے مقام میں افسردہ پژمردہ مرا کہ وهاں رسائی دشوار
تھی اور جلال الدین اُسکا بیٹا جو جانشین اُسکا ہوا اپنی سلطنت کی
مشرقی جانب میں بھاگنے پر مجبور ہوا *

اس شاهزادہ نے بڑی بہادری سے ملک اپنا بمقدور اپنے بچاے رکھا
چنانچہ ایک فتح اُسنے قندهار کے پاس پروس میں حاصل کی اور
دوسری فتح اُسکی مشرقی جانب میں اُسکو هاتھہ آئی مگر ان فتوحات
کا کوئی عمدہ نتیجہ نہوا کیونکہ آخر لڑائی سنہ ۱۲۲۱ع مطابق سنہ ۶۱۸
هجری میں دریاے اٹک پر واقع ہوئی جہاں اُسنے بڑی دلاوری دکھائی

اور جب که اُسنے اپنی فوج کو تباہ و پریشان دیکھا تو همراهیوں سمیت اٹک سے پار هوگیا اور تیروں کی بوچھاروں کی کچھه پروا نکی یہانتک که غنیم بهی اُسکی چستی اور تندی سے حیران † رهگئی *

## مغلوں کے تعاقب اور شاہ خوارزم کے ایران جانیکا بیان

اس لڑائی کی رات اور دوسرے دن کے بیچ بیچ میں ایک سو بیس سپاهی جلال‌الدین شاہ خوارزم کے پاس آگئے اور تہوڑے عرصه کے بعد چار هزار سواروں تک کی نوبت پہونچی اور جب که مغلوں نے اُسکا پیچھا نچھوڑا اور یہه دهمکی سنائی که اٹک پار اوترکر پوری پوری خبر لینگے تو وہ دلی بهاگ کر آیا اور التمش سے امداد مانگی یا جان کی پناہ چاهی مگر التمش نے بطور معقول اُسکو جواب دیا اور کمال هوشیاری سے مغلوں کی آفت سے محفوظ رها اور جبکه جلال‌الدین نے کوئی چارا ندیکھا تو کاکروں سے رفاقت پیدا کی اور لوٹ کھسوٹ کے ذریعه سے ایک فوج اکهٹی کی اور اخر کار ناصرالدین قباچه والی سنده پر حمله کیا یہاں تک که اُسنے ملتان میں پناہ اپنی ڈھونڈی اُسکے بعد جلال‌الدین نے کسی سے واسطه علاقه نرکھا اوراٹک کے آس پاس کے ملکوں کو لوٹتا کھسوٹتا رها اور سنده کو فتح کیا مگر یہه بہت چوکا که سنه ۱۲۲۳ ع مطابق سنه ۶۲۰ هجری میں ایران‌کی امید پر کرمان کو چلا گیا اگر وہ وهاں نجاتا تو سند پر قابض ومتصرف رهتا *

جبکه مغلوں کی فوج ایران میں سے چلی گئی تو اُسنے اُس ملک میں پانوں اپنے جمائے اور جب مغلوں نے پهر حمله کیا تو بہت بہادری سے پیش ایا اور هندوستان سے جانے پر دس برس گذرے تهے که دجله اور فرات کے میاں دوآب میں مارا گیا ‡ *

† ڈبی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۳ صفحه ۵۸و۵۹ اور ڈبی هربیلاٹ صاحب کی تاریخ اور تاریخ فرشته جلد ۲ صفحه ۴۱۵

‡ ڈبی هربی لاٹ‌صاحب کی تاریخ میں جلال‌الدین‌کی سلطنت کا باب لکھا هے ملاحظه کے قابل هے *

فرشته والا بیان کرتا هی که جب جلال الدین سند میں مقیم تها تو مغلوں کي ایک فوج اُسکے پیچهے آئي † اور ملتان کا محاصره کیا اور جب که ناصرالدین قباچه نے اُس کا مونهه پهیرا تو وه سند کي طرف کو چلے جهاں سے جلال الدین روانه هوچکا تها چنانچه اُنهوں نے بحسب اپنے دستور قدیم کے اُس ملک کو لوت کهسوت برابر کیا اور پهلے اِس سے که وه سنده سے روانه هوویں جب اُن کے لشکر میں ذخیروں کي کمي کوتاهي هوئي تو دس هزار قیدي قتل کیئے جنکا کم هوجانا اِس طور پر هو سکتا تها که وه اُنکو جیتا جاگتا رها کرتے *

جب که ناصرالدین قباچه نے جلال الدین کي لوت کهسوت اور مغلوں کي مار دهاڑ سے نجات پائي تو التمش نے دوباره اُسپر دهاوا کیا اور اِس دهاوے میں پهلے دهاوے کي نسبت زیاده کامیاب هوا یهانتک که ناصرالدین بکر کو بهاگا اور بعد اُس کے جب سند کو جانا چاها تو ایسي سخت آندهي چلي که سارے خاندان سمیت اٹک میں ڈوب ڈباکر مرگیا اور تمام ملک اُسکا سنه ١٢٢٥ ع مطابق سنه ٦٢٢ هجري میں التمش کے قبض و تصرف میں آگیا *

معلوم هوتا هی که تاتار کے جنوب میں جو ملک واقع تها محمد قاسم کے زمانه سے التمش کے زمانه تک خود مختار رها اگرچه وهاں کے باشندے بیچ کے زمانه کے کسي کسي بادشاه کو بڑا مانتے رهے مگر درونی انتظام اُسکا سمیرا راجپوتوں کے قبضه سے کبهي باهر نهیں گیا *

جس برس میں التمش نے سنده پر چڑهائي کي تهي اُسي برس میں بختیار خلجي پر بهي دهاوا کیا تها جو بهار بنگال کو مال و میراث اپنا سمجهتا تها اگرچه یهه سردار اپنے خسر قطب الدین کا بحسب ظاهر مطیع و محکوم تها مگر اُس کے جانشین التمش کو کچهه بهي نمانتاتها

---

† تاریخ فرشته میں لکها هی که یهه فوج چغتا خاں کے ساتهه آئي مگر غالب یهه هی که اُسکي فوج کا ایک ٹکڑا آیا تها

غرض که التمش کامیاب هوا اور بختیار کو بہار سے خارج کیا اور وهانکی حکومت اپنے صاحبزادہ کو عنایت کی اور خود بختیار کو اِسپر مجبور کیا که شاہ دهلی کی طرف سے بنگال کا حاکم رهے مگر تهوڑے دنوں بعد اُس نے جب یہہ ارادہ کیا که جو نقصان اُس نے اُٹهایے اُنکو پورا کرے تو بہار کے حاکم شاهزادہ سے شکست کهائی اور اُس مار دهاڑ میں جان اپنی مفت گنوائی *

بعد اُس کے سلطان شمس الدین پورے چهه برس یعني سنه ۱۲۲٦ ع مطابق سنه ٦۲۳ هجري سے سنه ۱۲۳۲ ع مطابق ٦۳۰ هجري تک هندوستان خاص کے اُس حصه کے فتح کرنے میں مصروف رها جو اب تک مطیع و محکوم اُسکا نهوا تها چنانچه پهلے پهل اُس نے رنتهنبور کو فتح کیا اگرچه یہه مقام پهلی فتوحات کے سلسله میں داخل تها مگر ایک پہاڑ پر واقع هونے سے محفوظ رها تها بعد اُس کے مانڈو پر قبضه کیا جو بلاد مالوہ میں بڑا نامی گرامی شہر کہلاتا تها اور گوالیار کو دوبارہ فتح کیا جو باغي طاغي هوگیا تها اور نیز بهلسا پر قابض و متصرف هوا یہاں تک که جب اُس نے شہر اوجین مالوہ کي دارالسلطنت پر تسلط کرکے اُس کے مشهور مندر کو توڑ پهوڑکر برابر کیا تو مالوہ کی فتح پوري پوري هوگئي *

غرض که اب دلي کي فرمانروائي یہاں تک پهونچي که دوچار مقاموں کے سوایے تمام هندوستان خاص اُسکي اطاعت کا دم بهرنے لگا مگر مختلف حصوں کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر تهي یعني سب کي اطاعت یکساں و برابر نتهي غرض که مغلوں کے اختتام سلطنت تک هندوستان خاص کي یہه صورت قایم رهي که زیر دست بادشاهوں کے عہد سلطنت میں فرماں بردار نافرمانوں سے زیادہ هوجاتے تهے اور وہ حاکم شہزادے جو مختلف ضلعوں پر حکومت کرتے تهے مطیع و محکوم اُن کے رهتے تهے مگر جب دو تین بادشاہ برابر کم زور هوتے تهے تو پهر تمام

اضلاع میں فساد برپا هوجاتے تھے اور نئے نئے بادشاهزادے کهڑے هوتے تھے اور پرانے پرانے سرکشي کرتے تھے یہاں تک کہ جب پہر کوئي قوي بادشاہ پیدا هوتا تها تو اُسکو نئے پرانوں کي سرکوبي کرني پڑتي تهي *

## التمش کي وفات کا بیان

جب کہ یہہ بادشاہ تمام فتوحات سے فارغ هوکر دلي کو واپس آیا مگر نچلا نہ بیٹهہ سکا چنانچہ ملتان کے سفر کا ارادہ تها کہ ماہ اپریل سنہ ۱۲۳٦ ع مطابق بستم شعبان‌المعظم سنہ ٦۳۳ هجري کو اپني موت مرگیا *

جب کہ اِس باد شاہ کا دور دورا تها تو خلیفہ بغداد نے خلافت کا خلعت پاس اُس کے بهیجا اور اُسی زمانہ میں مسلمان لوگ اِس سند کو فخر و عزت کي بڑي بات سمجهتے تھے *

التمش کا وزیر بہت مشهور آدمي تها چنانچہ جب وہ بغداد میں تها تو خلیفہ کي طرف سے بڑے عہدہ پر معزز تها اور جامع‌الحکایات کا مصنف جو فارسي زبان میں حکایات لطیفہ کا عمدہ مجموعہ هي اس بادشاہ کے دربار میں حاضر رهتا تها اور قطب صاحب کي لاٹهہ جو پراني دلي میں واقع هي اِسي بادشاہ کے عہد سلطنت میں پوري هوئي وہ لاٹهہ ایک مینار کي صورت هي اور کئي درجوں پر منقسم هي اور هر درجہ میں ایک برآمدہ هي اور ایک عجب انداز سے گاؤدم بني هوئي اور نہایت آراستہ هي اور باوجود اسکے کہ زلزلہ کي آفت سے چوٹي اُسکي گر چکي هي مگر اب بهي ارتفاع دو سو بیالیس فٹ کا قایم هي غالب یہہ هي کہ نظیر اُسکي آج دنیا میں موجود نہیں اور اُسکے پاس ایک نا تمام مسجد هي جو هندوستان کي اور عمارتوں کي مانند خوش قطع اور خوبصورت هي عالیشان اور ایک کتبہ میں شہاب‌الدین غوري کا نام اُسکے نام بڑهانے کو لکها هي *

## رکن الدین کي سلطنت کا بیان

جب که التمش نے وفات پائي تو هندوؤں سے لڑائي تمام هوئي مگر بعد اُسکے بہت سے شور و فساد ایسے برابر برپا هوئي که کوئي بات اُس میں اُسوقت کي مناسبت سے عمده ظہور میں نہیں آئي اور نه کوئي بات ایسي واقع هوئي که اثر اُسکا ایک دراز عرصه تک باقي رهتا *

جب رکن الدین اپنے باپ التمش کا جانشین هوا تو باپ کا خزانه رنڈیوں اور بهانڈوں اور گویوں اور باجے بجانے والوں پر تقسیم کیا باقي ملک کا کام کاج اپني ماں پر چهوڑا جسکے زور و ظلم سے سارے چهوٹے بڑے باغي هوگئے چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که سات مهینے کے بعد رکن الدین تخت سے اُتارا گیا اور سنه ١٢٣٦ ع مطابق سنه ٦٣٤ هجري میں رضیه بیگم اُسکي همشیره کو تخت نصیب هوا *

## رضیه بیگم کي سلطنت کا بیان

فرشته والے نے بیان کیا که خداتعالی نے رضیه بیگم کو وه خوبیاں عنایت کي تهیں جو پادشاهوں کو شایان و سزاوار هوتي هیں اور جو لوگ اُسکے فعلوں پر بڑي بڑي نکته چینیاں کرتے هیں وه ازروے انصاف اس قصور کے سوا کوئي قصور نه پاوینگے که وه ذات کي عورت تهي اگرچه وه عالم و فاضل نه تهي مگر قران مجید صحیح پڑهتي تهي اور کارروائي کي ایسي لیاقت رکهتي تهي که جب باپ اُسکا تخت سلطنت کو خالي چهوڑ کر مالوه پر گیا تها تو اُسکو اپنے تمام بیٹوں پر ترجیح دیکر حکومت کا کاروبار اُسکي راے و صلاح پر منحصر چهوڑ گیا تها غرضکه جب تخت اُسکو نصیب هوا تو لوگ اپنے اُمیدوں سے جو اُسکي ذات والاصفات سے رکهتے تهے نا اُمید نهوئے مگر منجمله اُن دو گروهوں کے جو اُسکے بهائي کے عزل و تنزل میں متفق تهے ایک گروه اُسکي تخت نشیني سے ناراض تها اور سردار اس گروه کا اُسکے باپ اور اُسکے بهائي کا وزیر تها اور یهه گروه ایسا زبردست تها که اُس نے

دلي کا ارادہ کیا اور جو فوج دلي کي حفظ و حراست کے لیئے آئي تھي اُسکو شکست فاحش دیکر پریشان کیا مگر اِس شاہزادي کا فن و فریب اُسکے گروہ کے ہتیاروں سے زیادہ کارگر ہوا چنانچہ اُسنے اپني عقل و ہوشیاري سے دشمنوں میں ایسي نزاع اور فساد کي بنیاد ڈالي کہ وہ لوگ تتر بتر ہو گئے اور جو لوگ اُنمیں شریک تھے اُسکے ترس و رحم کے محتاج ہوئے یہاں تک کہ بعضوں کو قتل کرایا اور بعضوں کو تسلي تشفي دیکر پرچا لیا غرض کہ تھوڑے عرصہ میں امن چین ہوگیا *

رضیہ بیگم کا انتظام سلطنت اُسکي دانائي اور تدبیر مملکت کے موافق اور مناسب تھا چنانچہ وہ بادشاہوں کي معمولي پوشاک پہنکر ہر روز تخت پر بیٹھتي تھي اور جو شخص اُسکے پاس آتا تھا اُسکو دربار میں بلاتي یہاں تک کہ جو برائیاں اُسکے بھائي کے وقت میں پیدا ہوئیں تھیں بطور معقول اُنکي اصلاح کي اور قوانین سلطنت کو دوبارہ مرتب کیا اور بڑے بڑے مقدموں کا قصہ کاٹا غرض کہ شاہان عادل اور قابل کے اوصاف اُس سے ظاہر ہوتي تھي مگر یہہ تمام ہنر اُسکے اس بڑے عیب کے بُرے نتیجے سے اُسکو نہ بچاسکے کہ وہ اپنے طویلہ کے داروغہ پر یہاں تک مہربان تھي کہ بخششوں کي بوچھاروں سے اُسکو نہال و مالا مال کیا تھا غرض کہ داروغہ کے ایک حبشي غلام ہونے سے بدنام انام اور رسواے خاص و عام ہوگئي تھي مگر یہہ حقیقت نہیں کھلتي کہ وہ بھلائیاں بري نیت سے کرتي تھي اسلیئے کہ بڑاسا بڑا اعتراض اُسکے چال چلن پر یہہ ہے کہ وہ حبشي غلام اُسکو گھوڑے پر چڑھاتا تھا اور حقیقت میں یہہ چال اُسکي ہوشیاري کے خلاف تھي اسلیئے کہ اُسنے اُس حبشي کے امیرالامرا کرنے سے آپ کو ہلکا بنایا اور سب کے نظروں سے گرایا چنانچہ لوگوں کو غل شور مچانیکا حیلہ ہاتھہ آیا *

## درباریوں کي بغاوت اور رضیہ بیگم کے قتل کا بیان

جس شخص نے پہلے پہل بغاوت اختیار کي وہ شخص التونیہ نا

ایک ترکي سردار تها چنانچه رضیه بیگم نے اُسکا تدارک چاہا اور بتنڈہ کے قلعہ پر جہاں وہ سردار مقیم تها چڑهائي کي مگر اُسکي فوج نے ساتهہ اُسکا ندیا اور وہ حبشي غلام ایک جهگڑے میں مارا گیا اور خود رضیہ بیگم گرفتار هوئي اور اس خیال سے خاص التونیہ کو سپرد کي گئي که وہ سلامت رهیگي بعد اُسکے اُسي عرصہ میں بہرام شاہ اُسکے بهائي کو خالي تخت پر بٹهایا گیا *

جب که رضیہ بیگم میں تاب و توانائے نرهي تو اُسنے فن و فریب سے پهر کام اپنا نکالا چنانچہ اُسنے محبت کي لگاوٹ یا بلند نظري کي سجاوٹ سے التونیہ کے دل میں ایسي گهس بیٹهہ گي که التونیہ نے نکاح کا وعدہ اور اپنے شریکوں سے اُنکا اقرار کیا غرض که جب شاهزادي کا نکاح التونیہ سے هوچکا تو اُسنے نئے خاوند یعني التونیہ کي امداد و اعانت سے فوج اکهٹي کي اور دلي پر حملہ کیا چنانچہ دو بڑي لڑائیوں کے بعد اپنے شوهر سمیت گرفتار هوئي اور شوهر سمیت هي ماري گئي سلطنت اُسکي ساڑهے تین برس قایم رهي *

## معزالدین بہرام شاہ کي بادشاهت کا بیان

یہہ نیا بادشاہ سنہ ۱۲۳۹ع مطابق سنہ ۶۳۷ هجري میں تخت نشین هوا اور اُن لوگوں کو دغا فریب سے قتل کرانا چاہا جنهوں نے اپني مطلبوں کي غرض سے اُسکو تخت حکومت پر بیٹهایا تها مگر هنوز اپني مراد کو نه پہونچا تها که مغلوں نے اُسکے ملک پر حملہ کیا اور لاهور تک چلے آئے اور جو فوج اُنکي روک توک کے لیئے جمع کي گئي اُسکے جمع هونے سے نئے نئے فساد برپا هوئے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا که دو برس دو مہینے کي حکومت پر بہرام شاہ گرفتار هوا اور قید خانہ میں پڑا پڑا مرگیا *

## علاوالدین مسعود شاہ کي سلطنت کا بیان

یہہ بادشاہ رکن‌الدین مذکور کا بیٹا تها بہرام شاہ اپنے چچا کے بعد

سنه ۱۲۴۱ ع مطابق سنه ۶۳۹ هجري ميں تخت نشين هوا مگر أسكي سلطنت ميں بهي وهي خرابياں برپا رهيں جو پهلي سلطنتوں ميں قايم تهيں بلكه خود أسكي عياشيوں كي بدولت اور زور و ظلم كي خوبي سے اور بهي زياده هوگئيں يهاں تک كه دو برس سے كچهه دن زياده گذرے تهے كه تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گيا *

واضح هو كه اس بادشاه كے عهد سلطنت كے دو واقعه بيان كے قابل هيں ايک يهه كه سنه ۱۲۴۳ ع مطابق سنه ۶۴۲ هجري ميں مغلوں نے راه تبت سے گذر كر بنگاله پر يورش كي تبت كي راه سے بهي ايک يورش هوئي هے جو صحيح تاريخ ميں پائي جاتي هى اور دوسرے يهه كه منكو خاں مغل كي فوج كے تهوڑے لوگوں نے هندوستان كے شمال و مغرب پر چڑهائي كي مگر پهلي يورش كو خاص خاص ملازمان سلطاني نے دفع كيا اور دوسرے يورش مقام أچهه سے آگے نه بڑهي جو ملتان كے جنوب ميں أس جگهه واقع هى جهاں پنجاب كے دريا آپس ميں ملتے هيں *

## ناصرالدين محمود كي سلطنت كا بيان

يهه بادشاه زاده سنه ۱۲۴۶ ع مطابق سنه ۶۴۴ هجري ميں بادشاه هوا اور كل بيس برس بادشاه رها اگرچه أسكے عهد دولت ميں شور و فساد برپا رهے مگر كوئي فساد ايسا ظهور ميں نه آيا كه أسكے باعث سے حكومت كو تباهي اور سلطنت كو خاک سياهي نصيب هوتي *

يهه بادشاه التمش كا پوتا تها اور أسكے مرنے پر چندے قيد كيا گيا تها اگرچه تهوڑے دنوں كے واسطے رهائي ديكر حاكم بنايا گيا تها مگر وه الگ تهلگ رهنا اور سوچنا بچارنا أس سے نچهوٹا تها جو أسكو عين جواني ميں پيش رهتا تها چنانچه وه بادشاه اپنے وزير غياث الدين بلبن كے بهروسه پر چين اوڑاتا تها جسكي حقيقت يهه هے كه وه سلطان التمش كا

ایک ترکي غلام تها اور اُسنے اپني بیتي کي شادي ساتهه اس غلام کے کي تهي جو اس بادشاه کي سگي پهوپهي هوتي تهي *

اس بادشاه کو اُن مغلوں کا بڑا کهتکا رهتا تها جنکے قبض و تصرف میں اتک پار کے سارے ملک تهي چنانچه غیاث‌الدین بلبن نے اس خطره سے محفوظ رهنیکے واسطے سرحد مغربي کے صوبوں کو ملا جلاکر ایک بڑي حکومت قایم کي اور بڑا سردار اُسکا اپنے رشتهدار شیرخاں کو مقرر کیا بعد اُسکے اُسنے بادشاه کو یهه مشورت دي که اب پنجاب کو چلنا چاهیئے چنانچه خود بادشاه وهاں گیا اور گاکروں کي سخت سرکوبي کي جو لوت کهسوت میں مغلوں کے ساتهي هوگئے تهے علاوه اُسکے جاگیرداران سلطنت کو جو ایک مدت دراز سے فرض خدمت بجا نه لاتے تهے اور خواب غفلت میں سوتے تهے اسبات پر مجبور کیا که بدستور اپني فوجوں سے سرکار کي اعانت کرتے رهیں *

بعد اُسکے غیاث‌الدین سنه ۱۲۳۷ ع مطابق سنه ۶۳۴ هجري سے سنه ۱۲۵۰ ع مطابق سنه ۶۴۹ هجري تک مختلف هندو راجاؤں پر فوج کشي کرتا رها جو پهلے بادشاهوں کي ضعف اور ناتواني کے باعث سے باغي طاغي هوگئے تهے چنانچه اُس نے پهلي چڑهائي میں جمنا کے وار پار کے ملکوں میں دلي سے کالنجر تک سلطاني حکومت کو بحال کیا اور اگلے تین برسوں میں میوات کے پهاڑي ملک کو جو دلي سے چنبل تک پهیلا هوا هے اور رنتهنبور کے ضلع کو جو میوات کے پاس واقع هے اور اُس سے آگے بڑه کر چتور کي ریاست کو قبضه میں لایا بعد اُسکے ناروار کے مضبوط قلعه واقع بندیل کهند کو فتح کیا اور چندیري کو فتح کرکے مالوه کے تمام باغي حصه پر دوباره قابض هوا اور منجمله مهمات مذکوره کے ایک مهم کے زمانه میں اُچهه کے باغي کو بهي قرار واقعي گوشمالي دي اور اُسي زمانه میں شیر خاں حاکم پنجاب نے مغلوں کو دور دفع کرکے اُنکے ملک پر دهاوا کیا اور غزني پر قابض و متصرف هوگیا *

منجملہ مہمات مذکورہ بالا کے اکثر مہموں میں بادشاہ بھی ہمراہ رہا چنانچہ کامیابی کا باعث وہ اپ ھی کو بناتا تھا مگر حقیقت یہہ تھی کہ وہ اپنے جی میں اپنا دوسرا درجہ سمجھتا تھا اور اس گھٹیا درجہ سے جی اُسکا بہت بیپچین رھتا تھا چنانچہ اُسنے امام الدین مفسد کے بہکانے سے جو خود بلبن کي بدولت ممتاز و معزز ہوا تھا بلبن کو موقوف کرکے امام الدین کو اُسکی جگہہ قایم کیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بلبن کے رفیقوں کو بھي نچھوڑا مگر بعد اُسکے جب اس تبدیل و تغیر سے بے انتظامي پیدا ہوئي تو بد گماني اور ناراضمندي نے دور دور تک پانوں اپنے پھیلائے اور اُن دس صوبوں کو جو بلبن سے ملے ہوئے تھے اپني فوجیں اکٹھي کرنے اور بادشاہ کو فہمایش نامہ لکھنے کا موقع ھاتھہ آیا چنانچہ اُنھوں نے مراعات ادب کو ملحوظ مرعي رکھکر کمال استقلال سے یہہ درخواست کي کہ نیا وزیر اس عہدہ سے برخاست کیا جاوے اگرچہ پرانے وزیر کا مذکور نکیا مگر مقصود اُنکا یہي تھا کہ پرانا وزیر اپنے عہدہ پر بحال ہووے اور جو کہ بادشاہ اُنکا مقابلہ کسي طرح نکرسکتا تھا تو کام ناکام اُس نے بلبن کو بحال کیا چنانچہ بعد اُسکے تمام لوگ اُسکو کل کا مالک سمجھنے لگے *

جب کہ امام الدین برخاست ہوا تو اُس نے ایک فساد برپا کیا اور بادشاہ کے ایک رشتہ دار کو اُس میں پھنسا لیا اگرچہ وہ اپنے سزا کو پہنچا کہ جلد گرفتار ہوکر جان سے مارا گیا مگر اُسکي بدولت مخالفوں کا ایک بڑا گروہ پیدا ہوگیا تھا جس میں سنتور کا راجہ اور سندہ کا حاکم بھي شریک تھا یہہ بغاوت سنہ ۱۲۵۵ ع مطابق سنہ ۶۵۳ ھجري سے سنہ ۱۲۵۷ ع مطابق سنہ ۶۵۵ ھجري تک قایم رھي *

اسي بغاوت کے زمانہ میں مغلوں نے پنجاب پر یورش کي مگر وہ کامیاب نہوئے بعد اُسکے کڑا مانک پور کے باغي پر یورش ہوئي چنانچہ بھي بس پا ہوا مگر میوات کے باشندوں کا دبانا اُس باغي کے

دبانے سے بہت بڑا کام تھا کہ خود بلبن نے میواتیوں پر چڑھائی کی
اور بڑی جان لڑاکر ایک لڑائی میں اُنکو مغلوب کیا اور آخرکار سنہ ۱۲۵۹ع
مطابق سنہ ۶۵۷ ہجری میں ملک اُنکا فتح کیا اس لڑائی میں دس
ہزار باغی مارے گئے اگرچہ میوات کے سخت اور شریر پہاڑیوں کی سرحد
دلی سے پچیس میل کے اندر اندر تھی مگر انگریزوں کی سلطنت تک وہ
بالکل چین سے نہ بیٹھے *

پچھلی سے پچھلی واردات اس سلطنت میں اب یہہ واقع ہوئی
تھی کہ چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں کی طرف سے جو بڑا بادشاہ
عالیجاہ تھا ایک ایلچی بادشاہ کے پاس آیا چنانچہ تعظیم و تواضع کے
واسطے ہر طرح سے کوشش عمل میں آئی اور دربار کو ایسی ٹیپ ٹاپ
سے آراستہ کیا گیا جیسا بڑے بڑے بادشاہوں کے عہد دولت میں آراستہ
کیا جاتا تھا بعد اُسکے کوئی واقعہ بادشاہ کے روز وفات تک جو ماہ فبروری
سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ ہجری میں واقع ہوئی تاریخ میں پایا
نہیں جاتا *

اس بادشاہ نے ساری عمر عزیز اپنی درویشانہ گذاری چنانچہ اُسنے
تمام اخراجات ذاتی اپنے کتابت کی اجرت سے چلائے اور غریبوں کا کھانا
کھاتا اور اُسکے کھانے کو خود اُسکی بی‌بی پکاتی تھی اور کوئی پکانے والی
اُسکے آگے نتھی اور علاوہ ایک بی‌بی کے کوئی حرم وغیرہ پاس اُسکے نتھی
اور اُسیکی بدولت فارسی کو رونق ہوئی چنانچہ طبقات ناصری جو
ہندوستان اور ایران کی نہایت مشہور تاریخ ہی اُسیکے دربار میں لکھی
گئی اور اُسیکے نام سے نامی ہوئی *

اُسکی نیک مزاجی اور پاک طینتی کی یہہ حکایت لکھتے ہیں کہ
اُس نے ایک کتاب اپنی خاص لکھی ہوئی کسی درباری امیر کو دیکھائی
اور جب اُس امیر نے کئی غلطیاں نکالیں تو بادشاہ نے فی‌الفور اُنکی اصلاح
اور درستی کی مگر جب وہ امیر چلا گیا تو اُن اصلاحوں کو مٹاکر پہلے

مضمونوں کو قایم کیا اور کسي کے پوچھنے پر یہہ فرمایا کہ میں یہہ خوبے
جانتا تھا کہ کتاب صحیح اور درست هی مگر اصلاح أسکي اِس لیئے بہتر
سمجھي کہ ایک نیک صلاح کار رنجیدہ خاطر نہو *

## غیاث‌الدین بلبن کي † سلطنت کا بیان

جب کہ بلبن نے یہہ دیکھا کہ سلطنت کے تمام اختیارات أسکے قبضہ
میں حاصل هیں تو اپنے مستقل بادشاہ هونے میں کچھہ دشواري ندیکھي
چنانچہ سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ هجري میں بادشاہ بن بیٹھا *

بلبن نے التمش کے دربار میں بچپن سے پرورش پائي تھي اور جو
بادشاہ أسکے بعد تخت نشین هوئے أنکي سلطنت کے فسادوں اور انقلابوں
میں جي جان سے شریک و معاون رها تها اور جب کہ التمش جیتا
جاگتا تها تو بلبن نے أسکے چالیس غلاموں سے ایک دوسرے کے حفظ و
سلامت پر عہد و پیمان کیئے تھے چنانچہ بہت سے غلام أن میں سے بڑے
بڑے عہدوں پر پہنچے مگر جب کہ بلبن کام اپنا نکال چکا تو أس نے
ایسے قول قراروں کا اوڑانا چاها جنسے أسکے خاندان کي تخت نشیني میں
ایک طرح کا خطرہ متصور هوتا تها چنانچہ أس نے طرح طرح کے حیلوں
سے بعض بعض اپنے ایسے شریکوں سے جو أسکے قریب اور رشتہ دار بهي
تهے کنارا کیا اور بعد أسکے یہہ قاعدہ باندها کہ اپنے خاندان والوں کے علاوہ
کسیکو بڑا عہدہ نہ ملے مگر اس قاعدہ کو ایسے غرور و نخوت سے عمل
میں لایا کہ گھٹیا لوگوں سے ملنا جلنا چهوڑا اور کچھہ بهي أنکو خیال
میں نہ لایا علاوہ اسکے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ هندوؤں کو معزز عہدوں پر
قایم نرکھا غرض کہ أسکے تمام کاموں میں ایسي ایسي قسمونکي طرفداریاں
اور طرح طرح کا تعصب پایا جاتا تها چنانچہ أسنے دارالسلطنت کے گرد
نواح میں شکار کي حفظ حراست کے لیئے بہت سے قانون و قاعدے جاري
کیئے اور باوصف اسکے کہ شروع جواني میں بہت سي میخواري کي تهي

† انگریزي مورخ بلبن کي جگهہ اکثر بالین لکھتے هیں

مگر جب کہ اُس نے پوري پوري توبہ کي تو تھوڑي شراب پينے پر بھي بہت سخت سزا دینا ٹھہرایا اور بغاوت کے معاملوں میں پہلے دستوروں کے موافق صرف افسروں کے گوشمالي پر اکتفا نکرتا تھا بلکہ اُنکے متوسلوں اور غلاموں کو بھي سخت سزائیں دیتا تھا مگر اُسکے عدل و انصاف کي بھي ایسي حکایتیں نقل کي گئي ہیں کہ وہ ادنی اعلی کو برابر سمجھتاتھا اور کسي کي رو رعایت نکرتا تھا اور اُن حکایتوں سے واضح ہوتا ہی کہ وہ بڑے بڑے صوبوں کے حاکموں کو کڑے کڑے کوڑوں سے علانیہ پٹواتا تھا اور کبھي کبھي اپنے سامنے بھي اتنا پٹواتا تھا کہ وہ بیچارے مار کے مارے مر جاتے تھے *

یہہ خود کام سنگدل بادشاہ اپنے زمانہ کے حالات کے بموجب بڑا فیاض اور نہایت روشن ضمیر تھا *

مغلوں کے خوف هراس کے مارے بڑے بڑے مشہور لوگ اُن ملکونکے جہاں جہاں مغلونکے حملہ ہوئي بیکسی سے دور دور بھاگکر چلے گئی مگر اسی بادشاہ کے دولت واقبال سے حکومت اسلام اُنکے ہاتونسے محفوظ وصاموں رھي تھي چنانچہ اُسکے دربار میں بہت مشہور ومعروف اور نامی گرامی مسلمان اسقدر کہیں کہیں سے جمع ہوئے تھے کہ وہ یہہ شیخی مارتا تھا کہ کم سے کم پندرہ بادشاہ آج میرے مہمان ہیں اور خاص میري بدولت اوقات اپني بسر کرتے ہیں یہانتک کہ نام اُن بازاروں کے کہ جس جس میں وہ بادشاہ رہتے سہتے تھے اونکے ملکوں کے ناموں پر رکھی تھے اور اُسکی دارلسلطنت میں اُن بازاروں کےناموں کے باعث سے روم اور غور اور خوارزم اور بغداد اور علاوہ اُنکے اور سلطنتوں کي یاد گار ایک عرصہ تک باقي رھي *

تعداد اُن عالم فاضلوں کي جو اُسکي پناہ دولت میں آئے تھی قیاس چاھتا ہی کہ اس سے بہت زیادہ ہوگي اور اسلیئے کہ شاہزادہ محمد بڑا بیٹا اُسکا بڑا صاحب کمال اور لایق فایق تھا تو تمام مشہور مورخ اُس عہد

کے بادشاہ کے ملازموں میں داخل و شامل تھے چنانچہ فارسی شاعروں کے سلسلہ میں امیر خسرو ملک الشعرا تھا یہاں تک کہ سعدی شیرازی نے بھی شاہزادہ محمد کو امیر خسرو کے حسن صحبت پر مبارکبادی لکھی ہی اور اپنی تصنیفوں کا نسخہ بھیجکر یہہ بات ظاہر کی تھی کہ بوڑھاپی کے مارے حاضری خدمت سے معذور ہوں اور خود بلبن کو وہ بات حاصل تھی کہ اُسکے دربار کی ظاہری شان و شوکت سے ناواقف لوگوں پر اصل و حقیقت دربار کی مخفی ہوگئی تھی جبکہ سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ٦٦٥ ہجری میں گنگا اور جمنا کے کناروں اور جودہ اور میوات کے پہاڑوں پر شور و فساد برپا ہوئی تو اسکی سلطنت میں تھوڑا بہت خلل واقع ہوا تھا اور حقیقت یہہ تھی کہ لٹیرے لوگ ان فسادوں کے بانی مبانی تھے مگر سفاکی اور خونریزی کا قاعدہ بلبن کا جو مفسدوں کی سزا دہی اور نیست نابود کرنے میں جاری تھا یہاں بہت کام آیا اور نہایت کارگر پڑا بعد اسکے جگہہ جگہہ فوج کی چھاونی ڈلوائی اور آیندہ فسادوں کی روک تھام کے لیئے بڑی بڑی تدبیریں نکالیں *

بیان کیا گیا ہی کہ ایک لاکھہ آدمی اسنے میوات میں قتل کرائے اور بہت سے جنگل جو دور دور تک پھیلے ہوئے تھے کٹوا ڈالے اور اسی وقت سے وہ ملک غارتگروں کا ٹھکانا نرھا اور چین تردد کے قابل ہوگیا *

## بنگالہ کی سرکشی کا بیان

بلبن کے عہد دولت میں یہہ بڑی بغاوت بنگالہ میں ظاہر ہوئی طغرل خان حاکم بنگال نے دریاے میگنا † پار جاج نگر پر چڑھائیکی اور کامیابی کے بعد جو لوٹ اُسکے ہاتھہ آئی کچھہ تھوڑی بہت بھی دلی کو نہ بھیجی

---

† اب اسکو تپرا ( ہملٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ ) کہتے ہیں اور جاج نگر سے جاج پور مراد ہی جو ضلع کٹک میں واقع ہی اور یہہ مقام کسی زمانہ میں ضلع کا صدر نہیں قرار پایا سٹر لنگ صاحب کی تحریر مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۷۴

یہانتک کہ بعد اُسکے جلد بادشاہ بن بیٹھا اور جو فوج اُسکی گوشمالی کو سنہ ۶۷۸ هجری مطابق سنہ ۱۲۷۹ ع میں پہلے پہل بھیجی گئی اُس نے شکست فاحش کھائی یہاں تک کہ خود بادشاہ اُس فوج پر نہایت خفا ہوا اور اُسکی سپہسالار کو پھانسی چڑھایا اور جب کہ باوجود اس سختی کے دوسری فوج بھی تباہ ہوگئی تو بادشاہ اپنی ذات سے فساد مٹانے کے لیئے روانہ ہوا چنانچہ اس موقع پر ایسی قوت قابلیت ہے جسمیں وہ کسی مدد و معاون کا محتاج و دستنگر نتھا کام لیا کہ برسات کے پورے ہونیکا منتظر تک نہ بیٹھا اور سیدھا باگ اُٹھائے ہوئے سنار گنگ ‡ یعنی سندر گنگ کو چلا گیا جو بنگالہ کے شرقی حصہ کا بہت بڑا شہر مشہور تھا غرض کہ باغی کے دل پر وہ رعب داب اُسکا بیٹھا کہ وہ کھڑا نرہا اور گھر بار خالی چھوڑ کر تھوڑی فوج سمیت جنگلوں میں بھاگ گیا مگر بادشاہ کے کسی سردار نے مقام اُسکا معلوم کیا چنانچہ یہہ سردار چالیس سپاہیوں سمیت اُسکی تھوڑی فوج میں جا پہونچا اور کمال اندھا دھندی سے دن دیئے دھاوے کا ارادہ کیا غرض کہ تھوڑے لوگ آگے بڑھے چلے گئے اور کسیئے اونپر توجہہ بھی نکی یہاں تک کہ جب طغرل خاں کے ڈیرے کے بہت قریب جا پہنچی ایکبارگی ہمت باندھکر پل پڑے تو طغرل خاں اور اُسکے همراهی یہہ بات سمجھکر بھاگ گئی کہ بادشاهی لشکر یک لخت اُنپر ٹوٹ پڑا غرض کہ یہہ خوف اُسکے لوگوں میں پھیل گیا اور تمام لوگ اُسکی تتر بتر ہوگئے اور خود طغرل خاں گرفتار ہوا اور ایسے حال میں جان سے گیا کہ جاچنگر جانیکے ارادہ پر عین دریا میں گھوڑیکو تیرا کر پار جاتاتھا بعد اُسکے بادشاہ نے باغیوں کو ایسی سخت سزا دی کہ وہ اُسکے معمولی دستور سے بھی بہت زیادہ تھی اور جب کہ وہ دارالسلطنت میں واپس آیا تو لوگوں کے قتل سے

---

‡ یہہ مقام گنگا میں ڈوب گیا اب نشان اُسکا باقی نہیں ہی بکانن صاحب کا قول بحوالہ ہملٹن صاحب کی تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۸۷

قاضي مفتيوں کي سعي سفارش اور عالم فاضلوں کے وعظ و نصيحت کي بدولت باز رہا *

## مغلوں کے حملہ کرنے اور شاہزادہ محمد کے فتح پاکر مرجانیکا بیان

تہوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بادشاہ کي بد نصيبي نے زور کيا يعني بڑا بيٹا اُسکا مرگيا اور اس بڑي مصيبت کا اثر بادشاہ اور تمام رعايا پر برابر ہوا اور ساري وجہہ اُسکي يہہ تھي کہ اس شہزادہ نے وہ والاہمتي حاصل کي تھي کہ اُسکي موت اُسکي عمدہ خصلت کے شايان و سزاوار تھي بيان اسکا يہہ ہی کہ وہ فوج مغلوں کي جو ارغون خاں شاہ ايران سے متعلق تھي پنجاب پر حملہآور ہوئي اور جب يہہ خبر اوڑي تو شاہزادہ محمد جو اُس صوبہ کا حاکم تھا اور حسب اتفاق اُسوقت اپنے والد ماجد کي قدمبوسي کے ليئے آيا تھا نہايت جلدي سے اپنے صوبہ ميں داخل ہوا اور مغلوں کو شکست فاحش ديکر جسقدر ملک پر وہ قابض ہوگئے تھے اُسپر دوبارہ قابض ہوا بعد اُسکے ايک اور نئي فوج ايک مشہور سردار تيمور خاں نامي کے ساتھہ آئي چنانچہ بڑي لڑائي پڑي اور شہزادہ نے فتح پائي مگر غنيم کے ايک گروہ کے ہاتھوں سے جو تعاقب ميں منتشر نہ ہوا تھا شاہزادہ مارا گيا اور امير خسرو شاعر جو ہمرکاب اُسکا تھا اسي موقع پر گرفتار ہوا *

## بلبن کي وفات کا بيان

شہزادہ کے مرنے سے ادنی اعلی سپاہيوں کي آنکہوں سے آٹھہ آٹھہ آنسو بہنے لگے اور بادشاہ کے دل پر بھي بڑا صدمہ گذرا اور جو کہ بادشاہ کي عمر ۸۰ برسکو پہونچي تھي اور نيز اُس مصيبت کے مارے جو اُسپر نازل ہوئي تھي جلد جلد اُسکا دل بيٹھا جاتا تھا تو اُسنے بغرا خاں اپنے دوسرے بيٹے کو باين غرض بلايا تھا کہ وہ اُسکے مرنے کے وقت حاضر رہے مگر جب کہ بغرا خاں نے باپ کي وہ حالت ردي نديکھي جو اُسنے تصور کي تھي تو بلا

حکم اپنے باپ کے بنگالہ کو چلا گیا اور بادشاہ اس حرکت سے سخت ناراض هوا چنانچہ اُسنے شاهزادہ محمد کے بیتے کیخسرو کو ولیعہد اپنا قرار دیا بعد اُسکے جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو وزیروں نے ملکي لڑائیوں کا روکنا تهامنا مناسب سمجھا چنانچہ اُنہوں نے بغرا خاں کے بیتے کیقباد کو بادشاہ مشہور کیا اور کیخسرو کو اُسکے باپ کي جگهہ ملتان کي حکومت پر قایم رکھا غرض کہ دونوں دعویداروں نے یہہ تدبیر اُنکي تسلیم کي اور سنہ ۱۲۸۶ع مطابق سنہ ۶۸۵ هجري میں کیقباد تخت نشین هوا *

## کیقباد کي سلطنت کا بیان

یہہ نیا بادشاہ جو تخت نشیني کے وقت اتهارہ برس کا تها جواني کي ضرورت سے عیش و عشرت میں مصروف هوا اور یہہ امر اُسپر طرہ هوا کہ نظام‌الدین اُسکي وزیر نے جسکو یہہ امید قوي تهي کہ میں تخت نشین هونگا زیادہ چرخ پر چڑهایا اور اس نظر سے کہ بادشاہ کا چچیرا بهائي کیخسرو وزیر کا مخل مطلب تها بادشاہ کو اُسکي طرف سے برهم کیا سبب اُسکا یہہ هوا کہ کیخسرو سے کچهہ گستاخي سرزد هوئي تهي وزیر نے ایک بات کهڑي کرکے اُسکو بادشاہ کا محسود تهہرایا اور آپ کو بدنامي اور الزام سے بچایا اور اُس بیچارہ بیگناہ کو قتل کرادیا علاوہ اسکے ایسے ایسے فن و فریبوں سے بہت سے امیروں کو بیعزت کراکر قتل کرایا جو اُسکے ساختہ پرداختہ نہ تهی اور اسلیئے کہ اُسکي بي بي کو بهي محلوں میں ایساهي دخل کامل تها جیسا کہ خود اُسکو دربار میں حاصل تها اسلیئے اُن باتوں کے علاوہ جنسے بادشاہ کو واقف کرنا مناسب و لازم سمجھا اور تمام باتوں سے بادشاہ کو غافل بنا رکھا تها *

اس زمانہ میں بہت سے مغل دلي میں ملازم هوگئے تهے چنانچہ وزیر نے یہہ چاها کہ ان جانسوار مغلوں کو بادشاہ سے الگ کرے غرض کہ اُسنے بادشاہ کے کانوں میں یہہ بات پهونکي کہ ان مغلوں اور بادشاہ کے اُن غنیموں میں جو ان مغلوں کے بهائي بند اور رشتہ‌دار هیں خط و

کتابت جاری ساری ہی چنانچہ بادشاہ نے اُنکے سرداروں کو ایک دعوت میں بلواکر دغابازی سے قتل کرادیا *

اصل تدبیر اس وزیر کی ہنوز راس نہ آئی تھی کہ بادشاہ کے باپ بغرا خاں کے قریب آنے سے جو سلطنت کے خرابی سنکر حفظ خاندان کے لیئے فوج لیکر آیا تھا وہ اپنے ارادہ سے رکا تھما رہا مگر یہہ راہ نکالی کہ بادشاہ کو باپ کے مقابلہ پر آمادہ کیا چنانچہ جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو باشاہ کے باپ نے بیٹے کی محبت کو ایسا بھڑکایا کہ وزیر اُنکی ملاقات کو ہرگز روک نسکا مگر باوصف اسکے باہم ملاقات طرفین کی کھولی داوں سے نہونے دینے کے لیئے یہہ ڈھب نکالا کہ اداب دربار سلطانی ایسے تجویز کیئے کہ اُنکے بجالانے سے بغرا خاں کو ایکطرح کی ذلت اوتھانی پڑی یہاں تک کہ جب مکرر اداب بجالانے پر بادشاہ نے تعظیم و تکریم اُسکی نکی تو وہ اُسکی حرکات ناشایستہ سے پھوٹ پھوٹکر رونے لگا مگر اُسکے رونے نے یہہ اثر پیدا کیا کہ بادشاہ اپنے استقلال پر قایم نرہا اور تخت سے اوتر کر باپ کی طرف بے تحاشا دوڑا اور چاہا کہ باپ کے قدموں پر گرپڑے مگر باپ نے اُسکو گلے لگالیا اور تھوڑی دیر تک روتے رہے اور تمام درباریوں میں وہی اثر پھیل گیا بعد اُسکے کیقباد نے باپ کو تخت پر بٹھایا اور ہر طرح کی تعظیم اور تواضع سے پیش آیا یہاں تک کہ لڑائی بھڑائی کا وہم بھی باقی نرہا مگر چند ملاقاتوں کے بعد بغرا خاں کو یہہ بات ثابت ہوئی کہ کیقباد کے مزاج پر وزیر اُسکا حاوی ہے اور اُسکے رفع کرنے کی تدبیر بدون اُسکے قتل وقمع کے ممکن نہیں مگر چونکہ جبر اُسکو خود منظور نتھا یا اُسکے اختیار سے باہر تھا تو وہ بنگالہ کو چلا گیا اور بیٹے کو اُسکی قسمت پر چھوڑ گیا *

جب کہ کیقباد نے اُن قضیہ قضایوں سے فرصت پائی تو پھر نئے سر سے عیاشی شروع کی اور یہانتک نوبت پہونچائی کہ عین جوانی میں ضعیف نحیف ہوگیا چنانچہ رعشہ فالج میں مبتلا ہوا بعد اُسکے جب سوچ بچار اُسکو ہوا تو آپ کو بہت زار نزار پایا اور بطور معمول اُس

وزیر سے چھوٹنا چاہا مگر جب کوئي چال اُسکي نچلي تو کام ناکام اُن چالوں چلا جو وزیر نے اُسکو تعلیم کي تھیں چنانچہ زہر دیکر کام اُسکا تمام کیا مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ وزیر کے مرنے سے جسکا بڑا رعب داب تھا بادشاہ کے دشمن کھل کھیلے اور حکومت کے خواہاں ہوئے جسکي لیاقت خود بادشاہ میں موجود نتھي *

اِس لیئے کہ بلبن کي تدبیروں سے غلاموں کي شان و شوکت دربار میں پھیکي پڑ گئي تھي تو حصول سلطنت کا جھگڑا بڑے بڑے جنگي سرداروں میں پھیلا اور جو کہ ہندوستان زاد مسلمان ایسي قدر و منزلت نرکھتے تھے کہ کوئي بڑا گروہ اُنکا قایم ہوتا اسلیئے سلطنت کا ارادہ کرنے والے تاتاري اور غور و غزني کي پراني سلطنتوں کے افسر ہوئے اور غور و غزني والي سرداروں میں سے خلجي لوگ اپنے سردار کي عقل و ہوشیاري کي بدولت یا کسي اور وجہہ سے فضیلت رکھتے تھے چنانچہ وہ تاتاریوں پر غالب آئے اور سنہ ۱۲۸۸ع مطابق سنہ ۶۸۷ ہجري میں جلال‌الدین خلجي کیقباد کے مارے جانے پر تخت نشین ہوا † *

† فرشتہ والے نے اُن خلجیوں کو مغل لکھا ھی جنھوں نے تخت کو غصب کیا مگر جیسے کہ یہہ یقین ممکن نہیں کہ تھوڑي مدت میں ترکوں کا بالکل دخل اُٹھہ گیا ایسے ھي یہہ یقین بھي متصور نہیں کہ مغلوں کو بڑا غلبہ حاصل ہوگیا علاوہ اسکے تاتاریوں نے جس دعویدار کو تخت پر بیٹھانا چاہا وہ کیقباد کا بیٹا تھا اور اُسکے ترکي الاصل ہونے سے وہ اُنکو مرغوب محبوب تھا مگر مغلوں کو خاص اس سبب سے نفرت تھي کہ اُسکے باپ نے اُنکے سرداروں کو قتل کرایا تھا

دلي کي تخت نشیني کا سلسلہ اگرچہ قطب‌الدین سے شروع ہوا ھی بعض مورخ ہندوستان کي بادشاہت اصل خاندان غور سے قایم کرکے قطب‌الدین کو بھي خاندان غور کے سلسلہ میں شمار کرتے ہیں مگر اکثر مشرقي مورخ اُن بادشاہوں کو یلدوز اور در چار اور بادشاہوں سمیت غوریوں کا غلام قرار دیتے ہیں

## خلجي خاندان كا بيان

# باب دوسرا

## جلال‌الدين † خلجي كي سلطنت كا بيان

واضح هو كه جلال‌الدين خلجي ستر برس كي عمر ميں تخت نشين هوا تها جلال‌الدين اپني تخت نشيني پر چندے بناوٹ سے يهي كهتا رها كه لوگوں نے يهه بهاري بوجهه ميرے سر پر ركها چنانچهه غياث‌الدين بلبن كے نام و نشان باقي رهنے پر بڑي توجهه ظاهر كي اور بهت سا پاس لحاظ اُسكا كرتا رها غرض كه يهاں تك نيازمندي جتائي كه دربار ميں سوار هوكر نجاتا تها اور بجاے تخت نشيني كے اپني معمولي جگهه پر كهڑا رهتا تها مگر باوصف اسكے كيقباد كے شير خوار بچه كو قيد ميں ركها اور جب بات اُسكي تهيك ٹهاك هوگئي تو اُس معصوم بيگناه كو قتل كرايا *

اگر يهه سنگدلي اور خداناترسي جو نسبت اُسكے بيان كي گئي ايك بے اصل بناوٹ كي بات هواور بعيد از قياس نهيں كه وه ايسے هي هوگي تو اُن اداب تعظيمات ميں جو بالا مذكور هوئيں وه مكار نسمجها جاويگا اِسلئي كه وه نيك معاملے جو اُسنے چهپي كهلے دشمنوں سے برتی ايسے اعلى درجه كي تهے كه وه خطا وغفلت پر محمول هوسكتے هيں اور آخر دم تك وهي سيدهي سادي چال ڈهال اُسكي باقي رهي جو قديم سے چلي آتي تهي

---

† واضح هو كه خلجيوں كي اصل حقيقت حصه پانچ باب دوسرے كے اخير ميں لكهي گئي اگرچه وه لوگ نسل واصل ميں ترك تهے مگر افغانيوں ميں اتني مدت رهنے سهنے سے وه افغانوں كي مانند هوگئي تهے اور غالب يهه هے كه وه اور قوموں يا اپنے بهائي تركوں سے بهي بهت مخلوط تهے اور عام پهاڑي افغانوں كي نسبت زياده ترتيب يافته تهے

اور اپنے پرانے ملنے والونسے اسیطرح سے ملتا جلتا رہا جیسے کہ وہ بادشاہت سے پہلے ملتا جلتا تہا چنانچہ وہ اپنے دوست آشنایوں اور فضل وہنر والوں کو کہانے پینے کے جلسوں میں بلاتا تہا اور ایسي ہنسی ٹہٹے کي باتیں کرتا تہا کہ مسلمانوں کے دین وملت کے خلاف تو ہوتي تہیں مگر انسانیت کے حد و مرتبہ سے نگذرتي تہیں *

وہ ترس رحم جو اُسکي عمدہ ذات صفات میں مستور و مخفي تہا اُسکے اظہار کا یہہ موقع ہاتہہ آیا کہ غیاث‌الدین بلبن کے بہتیجے ملک جاجو نے جو کڑے مانک پور کا حاکم تہا بغاوت اختیار کي اور خاندان بلبن کے رفیق اُسکے ساتہہ ہوئے چنانچہ جلد اُنہوں نے ایسي قوت حاصل کي کہ دلي کا ارادہ کیا مگر بادشاہ کے بڑے بیٹے ارکلي‌خاں نامي نے شکست اُنکو دیکر ملک جاجو کو اُسکے سرداروں سمیت گرفتار کیا مگر بادشاہ نے یہہ بڑا کام کیا کہ سرداروں کو ایک قلم چہوڑ دیا اور خود ملک جاجو کو ملتانکو روانہ کیا اور اُسکي باقي عمر کے لیئے بڑي جاگیر مقرر کي بعد اسکے تہوڑي مدت گذرنے پر اپني قوم کے ایسے سرداروں سے بہلائي برتي جو جي‌جان سے اُسکي‌جان کے خواہاں بنےتہےاور نصیبوں کي‌شامت سے گرفتار ہوکر آئے تہے غرض کہ اُس نے رحم سے یہاں تک کام لیا کہ اپنے ذاتي بدخواہوں کے علاوہ عام مجرموں سے بہي اسقدر در گذر کي کہ سلطنت کا ڈھانچ ڈھیلا پڑا اور حکومت کا ڈھچر بگڑگیا چنانچہ صوبوں نے محصول کے بہیجنے سے صاف انکار کیا اور کار و بار میں غفلت برتي اور اپنے اختیاروں کو بہت بري طرح سے برتا غرض کہ راستے لٹیروں سے بہر گئے اور باغیوں نے آنے جانے کي راہیں مسدود کیں *

جب کہ باغیوں کا زور و شور ہوا تو سنہ ۱۲۹۲ ع مطابق سنہ ۶۹۱ ہجری میں بادشاہ ایک بڑي بغاوت کے دبانے متانے کو روانہ ہوا جو مالوہ میں واقع ہوئي تہي چنانچہ وہ بہت سا کامیاب ہوا مگر اس لیئے کہ خون بہانے سے جي کا کچا تہا اور علاوہ اُسکے عمر کا بوڑہا تہا

تو باغیوں کے بڑے قلعوں پر دھاوا نکیا اور سرکشوں کي سرکوبي کو ناتمام چھوڑا مگر جب کہ بعد اُسکے بلاد پنجاب میں مغلوں نے یورش کي تو وہاں اُس نے بڑي دلاوري دیکھائي اور آپ اُنکا مقابلہ کیا اور دشمنوں کا مہنہ پھیرا *

بعد اُسکے بہ مقتضاے اپني اصلي طبیعت کے مغلوں کو صلح عنایت فرمائي اور اُنکي ٹوٹي پھوٹي فوج کو چلے جانے کي رخصت دي کسیطرح کي مضرت نہ پہونچائي تین ہزار مغل اُسکي فوج میں داخل ہوئے اور تھوڑے دنوں بعد اسلام اونھوں نے قبول کیا اور خاص دلي میں ایک مقام اُنکي بساست کے لیئے مقرر کیا گیا جو مغل پورہ کے نام سے مشہور و معروف ہی *

دوسرے برس یعني سنہ ۱۲۹۳ ع مطابق سنہ ۶۹۲ ھجري میں مالوہ پر چڑھائیکي مگر پہلي طرح سے پورا پورا کامیاب نہوا ہاں یہہ بات اُسکونصیب ہوئي کہ نقصان اُسکے ضعف و ناتوانیکے علاوالدین اُسکے بھتیجے کڑے مانک پور کے حاکم کي بدولت اُسي زمانہ میں پورے ہونے لگے جو نہایت زبردست اور بڑا لایق و فایق اور نیز ایسے خیالوں سے پاک و صاف تھا جنکے اوبھرنے سے اُسکے چچا کے کام کاج ادھورے پڑے رہتے تھے چنانچہ اُسنے بندیل کھنڈ اور شرقي مالوہ کي بغاوت دبانے کے لیئے چچا جان سے اجازت حاصل کي اور اُنکے شور و فسادوں کو نیست و نابود کیا اور علاوہ اُنکے اُن قلعوں پر بھي قبضہ کیا جو متوسل راجاوں کے قبض و تصرف میں تھے اور اسقدر اُسکو غنیمت ہاتھہ آئي کہ اُسکي بدولت بہت سي فوج اُس نے بڑھائي چنانچہ بادشاہ اُسکي کارگذاري سے یہانتک راضي ہوا کہ باوصف اسکے کہ اسکي پیاري بیگم نے علاوالدین کي بلند ہمتي اور والا فطرتي سے اُسکو وہم دلایا تھا پہلي حکومت کے علاوہ اودہ کي حکومت عنایت کي اور فوج اکٹھي کرنے اور خاندان بلبن کے پرانے رفیقوں کے بھرنے سے ممانعت نہ کي *

## علاوالدین کي چڑهائي دکن پر

علاو الدین نے پہلے پہل جو کام اپني فوج سے لیا اُس سے اُسکے چچا کا اعتماد اُسکي نسبت صحیح هوا اور اُس کام کی بدولت تاریخ هندوستان میں ایک نیا سن پیدا هوا یعني سنه ۱۲۹۴ ع مطابق سنه ۶۹۳ هجري میں علاوالدین نے دکن کا ارادہ کیا جو مسلمان بادشاهوں کے دهاوں سے جب تک محفوظ رها تها چنانچه اُس نے کڑے مانک پور اپني دارالحکومت سے آٹهه هزار سوار اپنے همراہ لیئے اور ایسے بڑے بڑے جنگلوں کو جو اب تک کڑے مانک پور اور ضلع برار کے درمیان میں واقع هیں جوں توں کرکے طی کیا اور جن راجاؤں کے ملکوں میں اُسکو گذرنا منظور تها اُنکو اِس حیله سے که وہ اپنے چچا سے خفا هوکر جاتا هی چوکنا نہونے دیا چنانچه وہ ایلچ پور تک پہونچا اور بعد اُسکے مغرب کیجانب متوجهہ هوا تابل کوچوں کي مار مار کرتا هوا دیوگڑہ پر پہنچا جو اصلي مقصود اُسکا تها اور دیوگڑہ جو اب دولت آباد کے نام سے مشہور هی رام دیو راجه کا راج گڑہ تها اور وہ ایسا زبردست راجه تها که مسلمان لوگ اُسکو تمام دکن کا راجه سمجهتے تهے مگر حقیقت میں وہ مرهٹوں کے ملک کا بڑا راجه تها *

مسلمان لوگ اکثر هندو راجاؤں کو جنگ و جدال پر آمادہ اور قتل قتال پر طیار اِس لیئے نپاتے تهے که راجپوت لوگ اپني اصل طبعیت میں همتوں کے هارے اور کام کاج کے دهیمے هوتےهیں اور ایک دوسرے پر اچانک دهاوا کرنے کو بڑي بات سمجهتي هیں چنانچه معلوم هوتا هی که یهه طریقه راجپوتوں کا اور راجاوںمیں معمول و مروج هوگیا تها اِسلیئے که اِس موقع پر دیوگڑہ کا راجه دشمن کے دهاووں سے نڈر بیٹها تها چنانچه پاس اُسکے کچهه فوج موجود نتهي اور جورو بچے اُسکے ایک مندر میں گئے هوئے تهے جو بستي کے بہت قریب تها اور جبکه علاوالدین بستي کے قریب آگیا

اور اُسکے دھاوے کی دھاک پڑی اور جابجا چرچے ہونے لگے تو راجہ نے
ہوش حواس اپنے جمع کرکے تین چار ہزار آدمی گھر باہر کے اکٹھے کیئے
اور غنیم کا مقابلہ کیا اور بستی کی حفظ و حراست کے لیئے تھوڑی مہلت
پیدا کی مگر تھوڑی مدت کے بعد اُسکے پانوں اوکھڑ گئے اور بستی کے پاس
ایک پہاڑ پر ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہوا اور گھبراھٹ کے مارے
بہت سا ذخیرہ جمع نکرسکا باقی بستی کا یہہ حال ہوا کہ وہ بے مقابلہ
فتح ہوگئی اور طرح طرح سے لوٹی کھسوٹی گئی اور سوداگروں کو بڑی بڑی
سخت تکلیفیں اِس نظر سے پہونچائی گئیں کہ وہ اپنے خزانوں کا نشان
اور پتا بتاویں چنانچہ مسلمانوں کی تاریخ میں پہلے پہل یہی وحشیانہ
حرکت شمار ہوئی ہی اور منجملہ اسباب غنیمت کے چالیس ہاتی اور
کئی ہزار گھوڑے خاص راجہ کی سواری کے مسلمانوں کے ہاتھہ آئے بعد
اُسکے قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور تمام لوگوں میں یہہ فقرا اوڑایا گیا کہ یہہ
فوج اُس فوج سلطانی کا ایک ٹکڑا ہی جو دشمن کے مقابلہ پر چلی آتی
ہی اور جب کہ وہ بڑی فوج آجاویگی تو دشمن کی کوئی بات پیش
نچلیگی غرض کہ بعد اُسکے راجہ کے ہاتھہ پانوں پھول گئے اور کام ناکام
صلح کرنے پر راضی ہوا اور ایک عہد نامہ جو مسلمانوں کے حق میں
نہایت مفید و نافع تھا مرتب کیا کہ ناگاہ اُسکا بیٹا جو محصوروں میں
شامل نہ تھا ایسی بڑی فوج لیکر آیا کہ وہ فوج اسلام کی فوج سے
بہت زیادہ تھی اگرچہ راجہ نے اُس کو مقابلہ سے بہت منع کیا مگر
اُسنے کثرت فوج کے بھروسے پر باپ کا کہنا نمانا اور علاؤالدین پر
پھیل پڑا اور ایسی دلاوری سے لڑا بھڑا کہ اگر علاؤالدین کی وہ فوج
نہوتی جو اُسنے محصوروں کے لیئے گھاٹ میں لگا رکھی تھی اور اُسکی
فوج پر عین موقع نگرتی اور فوج اُسکی اُس تھوڑی فوج کو بادشاہ کی وہ
آنے والی فوج نہ سمجھتی جسکی شہرت سے راجہ کانپ رہا تھا تو
مسلمانوں کے حق میں وہ لڑائی بہت زبوں ہوتی مگر نصیبوں نے یاوری

كي كه علاوالدين نے فتح پائي بعد اُسكے علاوالدين نے راجا سے بڑا مطالبه كيا اور راجا كو چار ناچار اسليئے اطاعت كرني پڑي كه يهه بات اُسپر كهل گئي كه غله كي جگهه نمک کے بوري آگے هيں اگر تقدير سے يهه بات اُسپر نكهلتي تو لڑائي بهت دنوں تک قايم رهتي اسليئے كه پاس پڑوس كے راجاؤں سے امداد و اعانت كي بڑي توقع تهي غرض كه راجا بهت گرويده هوا اور ايلچپور اور اُسكے پرگنات كے علاوه بهتسا مال و دولت دينا قبول كيا بعد اُسكے علاوالدين خانديس سے گذركر مالوه كو چلا گيا *

واضح هو كه كڑےمانک پور سے ديوگڑه تک سات سو ميل كا فاصله هى اور منجمله اُسكے علاوالدين كے سفر كا بڑا حصه بندياچل كے پهاڑوں اور جنگلوں ميں واقع هوتا هى جهاں سے خاص هندوستان دكن سے علحده هوجاتا هى حاصل يهه كه رستوں كي تنگي اور ذخيروں كي كميابي اور پهاڑيوں كي تيرافشاني كے باعث سے ايسي تهوڑي فوج كا گذرنا نهايت دشوار اور بڑے لشكر كا سفر كرنا محض محال اور دكن سے چوڑے چكلے اور بستے رستے ملک ميں آٹهه هزار آدميوں سے كچهه تهوڑے آدمي زياده ساتهه ليكر داخل هونا كچهه دلاوري نهيں بلكه ايک اندها دهوندے كا كام معلوم هوتا هى *

خطرات مذكوره بالا سے محفوظ و مامون رهنے اور ايک نئي راه سے كام نكالنے اور بعد اُسكے اُسي راه سے بهزار دقت و دشواري واپس انے سے علاوالدين كي دليري دلاوري كا بڑا اثر لوگوں كے دلوں پر هوتا هى مگر اس فقره سے جو اُسنے مشهور كيا كه ميں راج مندري كے راجا كي نوكري كرنے جاتا هوں يهه بات صاف واضح هوتي هى كه مسلمانوں كي ابتدائي سياست كي نسبت دين و مذهب كي باتوں كا پاس و لحاظ اُس زمانه ميں چنداں باقي نرها تها *

## علاوالدین کا واپس انا هندوستان کو اور جلال‌الدین کا قتل کرنا

جلال‌الدین نے علاوالدین کو مہم مذکورہ بالا کي اجازت ندي تهي چنانچه جب علاوالدین لزبهر رها تها اور خط و کتابت کا انا جانا موقوف تها تو جلال‌الدین اُسکي طرف سے نہایت متردد تها که علاوالدین کہاں گیا اور کس ارادہ پر گیا یہاں تک که جب جلال‌الدین کو یہہ خبر لگي که وہ مظفر و منصور اور مال و دولت سے مشحون و معمور آتا هی تو جلال‌الدین پهولا نسماتا تها اور خوشي کے مارے پهٹا پڑتا تها مگر جلال‌الدین کے صلاح‌کاروں نے جو اُسکي نسبت هوشیار اور عاقبت اندیش تهے علاوالدین کي بہادري اور دولتمندي دیکهہ‌کر بادشاہ کو یہہ سمجهایا که جب فوج اُسکي غنیمت لیکر منتشر هوجاوے تو بعد اُسکے علاوالدین کو دوبارہ فوج اکهٹي کرنیکي فرصت دیني مناسب نہیں مگر شرط یہہ هی که یہہ بات اُسپر نکهلے که بادشاہ اُسکي طرف سے سینه صاف نہیں بادشاہ نے نیک نیتي اور پاک طینتي کو کام فرمایا که وہ اُسکي طرف سے مشتبہہ نہوا اور علاوالدین کے برے ارادوں‌کاکچهہ پس و پیش نکیا چنانچه علاوالدین نے بدخواهوں‌کے لگاو بجهاو کا اندیشه اور خود بادشاہ کي ناراضي مہم مذکورہ بالا سے مشہور کي اور تمام لوگوں پر پریشاني اپني بخوبي جتائي یہاں تک که اُسنے خود اپنے بهائي الغ خاں کو جو مثل اُسکے لسان اور براق اور چابک و چالاک تها بادشاہ کي خدمت میں اس غرض سے روانه کیا که وہ بادشاہ کو اُسکي ملنے کي ترغیب ایسي طرح سے دیوے که وہ چهڑي سواري تشریف لاویں اور یہہ بات جتاوے که اگر آپ لاؤ لشکر سمیت جاوینگے تو علاوالدین کو اندیشه هوگا غرض که بادشاہ اسپر آمادہ هوا اور تهوڑے لوگوں سمیت کڑےمانک پور تک پہونچا اور دریاے گنگ سے تن تنہا اوترا یہاں تک که علاوالدین اُسکے قدموں پر گرا اور بادشاہ نے اُسکو چمکارکر پیار کیا اور ساده مزاجي

سے بہت برا ابلا کہکر یہہ ارشاد فرمایا کہ تونے ایسے مہربان چچا کی نسبت ایسا برا خیال کیا جسنے تجھکو پال پوس کر اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھا بادشاہ اس لاۃ نیاز کی باتوں میں مصروف تہا کہ علاوالدین نے گہاتی لوگوں کو اشارہ کیا چنانچہ وہ ظالم اس مظلوم پر توٹ پڑے اور اُسکو پاش پاش کیا سترویں رمضان سنہ ۶۹۵ ھجری مطابق اُنیسویں جولائی سنہ ۱۲۹۵ ع کو یہہ حادثہ واقع ہوا بعد اُسکے سر قلم کیا گیا اور نیزہ کی انی پر چرہا کر شہر و لشکر کو دیکہایا گیا بعد اُسکے قاتلوں اور صلاحکاروں پر طرح طرح کی بلائیں نازل ہوئیں چنانچہ اُن بلاؤں کے نازل ہونے سے تاریخ فرشتہ والا نہایت خوش ہوکر خوشی اپنی ظاہر کرتا ہی مگر جب کہ ہم یہہ دیکہتے ہیں کہ جسنے حقیقت میں محسن کشی کی اور اپنی ولی نعمت سے بہت بری طرح پیش آیا وہ ہمیشہ فیروز مند اور اقبال آور رہا تو اُسکے ملازمان ماتحت کی تباہی خرابی سے بہت سی خوشی حاصل نہیں ہوتی *

## جلال الدین سات برس تک بادشاہ رہا اور ستتر برسکی عمر میں مارا گیا

### جلال الدین کی سادہ لوحی کی حکایت

جلال الدین کے عہد سلطنت میں ایک ایسی بات اچھی واقع ہوئی جس سے ایشیا والوں کا سیدھا سادھاپن ایسے زمانہ میں واضح ہوتا ہی جسمیں باطل خیالوں کا کچھہ زور و شور نہ تہا بیان اُسکا یہہ ہی کہ سید مولا نامی ایک فقیر ایران کا رہنے والا جو جہاں دیدہ اور گرم و سرد روزگار چشیدہ اور اپنے زمانہ کے بڑے بڑے مشہور لوگوں سے واقف و آگاہ تہا اتفاق سے دلی میں وارد ہوا اور اُسنے ایک ایسی خانقاہ بنائی جسمیں درویش اور مسافر لوگ اُترتے تہے چنانچہ وہ اُنکے کہانے پینے کا کفیل ہوتا تہا اور آپ صرف چانول کہاتا تہا اور جورو بچوں اور لونڈی غلاموں سے آزاد تہا

مگر خرچ اُسکا اسقدر تھا کہ بڑے سے بڑے دولتمندوں کے مقدور و طاقت
سے باہر تھا اور علاوہ غریب پروری اور مسافر نوازي کے بڑے بڑے لوگوں کي
دعوتیں کرتا تھا اور ایسے وقتوں میں اچھے اچھے خاندان والوں کے کام
آتا تھا یہاں تک کہ دو دو تین تین ہزار دیناروں کے دینے میں کچھہ عذر
و تامل نکرتا تھا اگرچہ بعض بعض باتیں اُسکي اُسیکے ساتھہ مخصوص
تھیں جیسے کہ جماعت کي نماز نہ پڑتا تھا مگر اُسکي خدا پرستي میں
کسي قسم کا شک شبہہ نتھا اور جب اُسکے چال چلن میں کچھہ کچھہ
شبہے ہوئے تو بیدیني کا شبہہ نہیں ہوا چنانچہ پہلے پہل اُسکي نسبت
یہہ شبہہ کیاگیا کہ پاس اُسکے پارس کا پتھر ہی اور دوسرے تہمت یہہ
لگائي گئي کہ وہ بادشاہت کا ارادہ رکھتا ہی بلکہ بطور معقول اُسکے ذمہ یہہ
الزام لگایا گیا کہ وہ بادشاہ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہی اور اسواسطے قاتلوں کو
پاس اپنے لگا رکھا ہی اور علاوہ اُنکے دس ہزار مرید اسلیئے لگا رکھے ہیں
کہ جب بادشاہ کے مارے جانے پر خرابي پیش آوے تو وہ لوگ اپنے کام
آویں غرض کہ جب یہہ بات بادشاہ کے کانوں پڑي تو بادشاہ چوکنا ہوا
اور نہایت اندیشہ کیا یہاں تک کہ ایک ایسے آدمي کے کہنے سے جو سید
مولا کا خاص خادم اور بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا سید مولا کو ہمراہیوں
سمیت گرفتار کیا اور جب کہ ایک گواہ کے کہنے سنے سے اُسکو
مجرم نہ ٹہرا سکا تو اُسنے شہر کے باہر ایک آگ اسلیئے جلوائي کہ آگ
میں پڑنے سے جھوٹ سچ اُسکا ظاہر ہوجاویگا بلکہ غالب یہہ ہی کہ خود
فقیروں ہي نے یہہ درخواست اُس سے کي ہوگي مگر جب کہ امتحان کا
وقت آیا تو وزیروں نے عرض کیا کہ یہہ ازمایش عقل و شرع دونوں کے
خلاف ہی چنانچہ بادشاہ اُس امتحان سے باز رہا اور یہہ حکم دیا کہ
فقیر مقید رہیں مگر جب کہ اُنکو جیلخانے لیجانے لگے تو چند قلندر
تلواریں لیکر پل پڑے اور سید مولا کو قتل کیا اگرچہ بادشاہ نے کھلم وکھلا
چشم ابرو سے اشارہ کنایہ نکیا مگر قلندروں سے دیدہ و دانستہ چشم پوشي

کي سید مولا مرتے دم تک بیگناهي اپني جتاتا رها اور آخر کار اُسنی
دکهتے کلیجے سے ایسي بددعا دي که وه بادشاه کي جان پر پڑي بعد اُسکے
بادشاه بهت پریشان هوا ایک بگولی کے اُٹهنے سے لوگ اندیشهناک هوئی
غرض که اُس برے کام کا انجام یهه هوا که تهوڑے عرصه بعد اُسکا بڑا بیٹا
مرا اور آپ اپني جان سے گیا اور بڑے سخت کال پڑے اور منتقم حقیقي
نے خوب انتقام لیا *

## علاوالدین کي سلطنت کا بیان

جب که بادشاه کي وفات کي خبر دلي کو پهونچي تو اُسکي بي‌بي نے
اپنے شیرخوار بیٹے کو تخت پر بیٹهانا چاها مگر جب که سنه ۱۲۹۵ع
مطابق سنه ۶۹۵ هجري میں علاوالدین دلي‌میں اکر تخت نشین هوا تو
وه ملتان کو بهاگ گئي جهاں جلال الدین کا منجهلا بیٹا حاکم تها مگر
علاوالدین نے فند و فریب کے ذریعه سے اونکو ملتان سے نکالا اور دونو بیٹوں کو
ٹهکانے لگایا اور اونکي ما کو گرفتار کیا *

اگرچه علاوالدین نے بجائے خود محسن کشي کي اور اپنے ولي نعمت
سے بری طرح پیش ایا مگر لوگوں کي رضامندي بحال کرنے میں بڑي سعی
و کوشش بجالایا اور بهت سي محنت اوٹهائی چنانچه مال اور عزت کے
بخشنے اورطرح طرح کي شان شوکت دکهانے میں بهت سي فیاضي برتي
اور باوجود اِسکے که فیض و فیاضيّ سے لوگوں کو گرویده کرتاتها مگر غیظ و
غضب اور سفاکي بیباکي سے باز نرهتا تها اور خود کام طبیعت کي روک و
تهام پر قابو نرکهتا تها اور یهه هي باعث تها که وه پورا پورا عزیز خاطر نهوا
اور لوگوں کے دلوں میں خوب اچهي طرح نبیٹها اور باوجود اُسکے که بڑے
جاهو جلال اور نهایت زور شور سے سلطنت اُسکي قایم رهي مگر کبهي
مفسدوں کے تضیوں اور بغاوتوں کي شاخوں سے پاک صاف نرهي
بلکه علاوالدین اپني خویش و اقارب سے بهي کهٹکتا رهتا تها اور اندیشوں
کے مارے چین اُسکو نپڑتا تها *

علاوالدین نے سنہ ۱۲۹۷ ع مطابق سنہ ٦٩٧ هجري میں پہلے پہل گجرات پر چڑھائی کي چنانچہ پوري پوري فتح نصیب هوئي اور جب کہ شہاب الدین نے اُسکو فتح کیا تھا تو وہ فتح ادهوری رهي تهي کہ بعد اُسکے راجہ قابض هوگیا تھا یہہ فتح عظیم اُسکے بهائي الغ خاں اور اُسکے وزیر نصرت خاں کي سعي و کوشش سے حاصل هوئي اور تمام صوبہ پر فوراً قبضہ هوگیا اور راجہ بگلانہ میں جو دکن کا قریب حصہ هی بهاگ گیا *

جب کہ فوج اُسکي دلي کو واپس آتي تهي تو فوج سے اُس غنیمت کو بجبر چهین لینے کا ارادہ کیا گیا جو گجرات سے هاتهہ آئي تهي اسپر فوج نے سرکشي کي یہانتک کہ وزیر کا بهائي اور بادشاہ کا بهتیجا مارا گیا مگر انجام اُسکا یہہ هوا کہ وہ سرکشی فرو هوئي اور بہت سے سرکش مارے گئے اور باقي رهے سهے رنتهنبور والے راجہ کي پناہ میں چلے گئے مگر بهائي بند اُنکے بال وبچہ سمیت مارے گئے اور جو لوگ بهاگکر گئے تهے وہ تمام نومسلم مغل تهے اُس زمانہ میں جهگڑوں اور فسادوں کے باني یہہ مغل هي هوا کرتے تهے بعد اُسکے جب رنتهنبور بهي فتح هوا تو وہ لوگ بهي قتل هوئے † *

## مغلوں کا هندوستان پر چڑهنا اور دلي پر شکست کهانا

جبکہ پہلے برس مغلوں نے پنجاب پر چڑهائي کي تهي تو اُنکا جان و مالکا بڑا نقصان هوا تها اور رفع دفع کردیئے گئے تهے اور جبکہ بعد اُسکے اب سے کچهہ پہلے حملہ کیا تو پهر بهي کامیاب نہوئے مگر بعد اس حملہ کے ایک بہت بڑا ‡ حملہ کیا جو فتح و غنیمت دونوں کے ارادوں سے قایم هوا تها اور

---

† بابر بادشاہ نے جو باپ کي طرف سے ترک اور ماں کي طرف سے مغل تها اپنے مغل ملازموں کا یہہ حال لکها هی کہ یہہ لوگ طرح طرح کے فسادوں اور غارتگریوں کے همیشہ سے باني مباني هیں چنانچہ پانچ مرتبہ اُنہوں نے مجهسے بهي بغاوت کي ( آرس کائن صاحب کا بابر کے سرگذشت نامہ کا ترجمہ صفحہ ٦٩ )

‡ کم سے کم ایسے ایسے گیارہ حملے فرشتہ والے نے بیان کیئے مگر اُن حملوں میں منجملہ اُن حالات کے جنکو ڈي گگنیز صاحب اور ڈي هربي لاٹ صاحب اور پرایس صاحب نے بیان کیا هی ایک واقعہ کا بهي مذکور نہیں اگرچہ ڈیو ارلاس صاحب کي کتاب

سپه سالار اس حمله کا وہ قتلغ خاں تھا جسکو فرشته والے نے داؤد خاں شاہ ماوراءالنہر کا بیٹا بیان کیا هی غرض که وہ سیدھا دلي کو روانه هوا اور جو فوج اُسکے مقابله کو بھیجي گئي وہ پس پا هوئي اور قرب و جوار کے باشندے دلي کو بھاگ آئے *

بھاگے هوئے لوگ اس کثرت سے دلي میں موجود تھے که آنے جانے کي راهیں تمام بازاروں میں بند هوگئیں تھیں اور شہر کے ذخیرے بھي پورے هوگئے تھے یہاں تک که تھوڑے دنوں کے بعد اُنکي ریل پیل سے قحط کے نقشے پورے پورے جم چلے تھے اگرچه علاوالدین نے لڑنے کا ارادہ نکیا تھا مگر ایسے نازک وقت میں اُس بڑے ارادہ کا پورا کرنا مناسب نسمجھا

---

جلد ۲ صفحه ۵۵۹ میں ایک بڑي فہرست مندرج هی مگر وہ تاریخ فرشته کي سند پر مبني هی اور غالب یهه هی که جو مار دھاڑ اور لوٹ کھسوٹ اُن دھاوں کي بدولت واقع هوئي تو اُنکے باعث سے تاریخ هندوستان کے مورخوں نے مغلوں کے معمولي حملوں کو بہت بڑا سمجھا اور بعض بعض جگهه اور خصوص اس جگهه یورپ کے مورخوں نے کچھه حال اس حمله کا نہیں لکھا اور شاید که باعث اُسکا یهه هو که ایران اور ماوراءالنہر کے مغلوں کے حالات سے وہ بخوبي آگاہ نهونگے

تاریخ فرشته میں پچھلي مهم کے سپهسالار کا نام چولدي خاں لکھا هی اور تولدي خاں ایران کي بادشاہ غازان خاں کا ایک افسر تھا ( پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۶۰۵ ) اُسي بادشاہ کا ایک بڑا سردار قتلغ خاں تھا جو سنه ۱۲۹۷ع میں ایران میں موجود تھا ( پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۶۱۶ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۲۷۵ ) اور غالب یهه هی که اُسنے هندوستان پر چڑھائي کي هوگي اگرچه اُس زمانه کے حالات سے اس مهم کا واقع هونا گونه بعید هی مگر ناموں کي مطابقت کے سوا جس سے همارے قیاس میں یهه آتا هی که ایران کے مغلوں نے یهه دھاوے کیئے تاریخ فرشته میں یهه بیان نہایت مستحکم پایا جاتا هی که خاص اُسکا اور سارے پچھلے دھاوں کا باعث داؤد خاں بادشاہ ماوراءالنہر کا تھا جسکو قتلغ خاں کا باپ بیان کیا هی اور ظاهر هی که یهه داؤد خاں وہ دائیزي یا داوت خاں هی جسکا حال ڈي گگنیز صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۳ صفحه ۳۱۱ کے حاشیه میں بیان کیا اور ماوراءالنہر کا بادشاہ اُسکو لکھا هی اور قتلغ خاں ایک نام عام هی که غالباً ایک زمانه میں دو شخصوں کا نام هوگا اور اسي لیئے فرشته والے کی راست گوئي پر شک شبهه کي وجهه معلوم نہیں هوتي

چنانچہ لڑنیکا سامان کیا یعنی جہاں تک فوج اکٹھی ہوسکی وہاں تک جمع کی اور لڑنے مرنے کے ارادے پر شہر سے باہر نکلا فرشتہ والا لکھتا ہی کہ طرفین کی فوجیں جسقدر جمع ہوئیں تھیں کبھی ہندوستان میں اُسقدر افواج ایک مقام پر جمع نہیں ہوئیں *

اس بڑی لڑائی میں علاوالدین کو بڑی فتح نصیب ہوئی اور ظفرخاں ایک بڑے سردار کی جانفشانی سے یہہ بات اُسکو ہاتھہ آئی اور یہہ بہادر وہ ممتاز افسر تھا کہ علاوالدین اور اُسکا بھائی الغ خاں اُس شہر میدان شجاعت پر رشک و حسد کھاتے تھے اور یہی باعث تھا کہ الغ خاں نے اُس وقت اُسکی امداد نکی جب کہ وہ مغلوں کے پیچھے گیا اور جب مغلوں نے تھوڑے سے لوگ اپنے پیچھے دیکھے تو وہ یکبار اُسپر ٹوٹ پڑے اور اُسکو همراهیوں سمیت ٹکڑے ٹکڑے کیا مگر یہہ بہادر مارے جانے سے پہلے ایسی شجاعت سے پیش ایا جیسے کہ پہلے پیش آیا تھا *

## علاوالدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنے کے لیئے علاوالدین کو قتل کرنے کے ارادہ سے زخمی کرنا اور کامیاب نہوکر انجام کو خود مارا جانا

جب کہ علاوالدین نے مغلوں سے نجات پائی تو سنہ ۱۲۹۹ ع مطابق سنہ ۶۹۹ هجری میں اپنے بھائی اور اپنے وزیر کو رنتھنبور کے † قلعہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ جهاین پر قابض ہوئے جو اُس قلعہ کے قریب واقع ہی اور بعد اُسکے خود قلعہ کا محاصرہ کیا مگر محاصرے کے شروع میں وزیر ایک پتھر کی چوٹ سے مرگیا جسکو غنیم نے کسی کل کے ذریعہ سے پھینکا تھا بعد اُسکے محصوروں نے محاصروں پر دھاوا کیا اور ایسی دلاوری سے پیش

† یہہ بات بخوبی دریافت نہیں ہوتی کہ دلی کی سلطنت کے قبض و تصرف سے یہہ مقام کب نکل گیا تھا ہاں یہہ بات ضرور ہی کہ سنہ ۱۲۵۹ ع میں باغیوں نے اِس قلعہ کا محاصرہ کیا تھا مگر دلی کی سپاہ اُنسے بمقابلہ پیش آئی چنانچہ قلعہ کو باغیوں سے محفوظ رکھا تھا

آئے کہ محاصر لوگ جہاین کو واپس آئے اور دلی کي مدد کے منتظر بیٹھے اور جب کہ علاؤالدین کو یہہ خبر پہنچي تو اُسنے آپ ارادہ کیا مگر تھوڑا سفر کیاتھا کہ بحسب اس مثل کے کہ چاہ کن را چاہ در پیش ایسي بلا میں پھنسا ہوتا جسکا نمونہ آپ اُسنے قایم کیا تھا تفصیل اس اجمال کي یہہ ہی کہ شاہزادہ سلیمان اُسکے بھتیجے نے جو ایک بڑے پایہ پر پہونچا تھا اپني بات کو اُس بات کے لگ بھگ پاکر جسکي بدولت علاؤالدین کو تخت نصیب ہوا تھا یہہ سمجھہ بوجھہ کر کہ جیسا میرے چچا نے اپنے چچا سے کیا اگر میں بھي ویسا هي کروں تو یہہ امر ممکن هی کہ ویسي هي کامیابي کو پہونچوں چنانچہ اُسنے یہہ عزم مصمم کیا اور ارادہ کے پورے کرنے کا یہہ موقع هاتھہ آیا کہ حسب اتفاق ایک مرتبہ بادشاہ اپنے لشکر سے الگ ہوکر شکار میں مصروف تھا اور دو تین آدمي اُسکے ساتھہ تھے اور باقي لوگ اپنے کام کاج میں سرگرم تھے غرض کہ یہہ شاہزادہ دؤا پاکر چند نو مسلم مغلوں کے ساتھہ اُسکے پاس ایا اور پہلے اس سے کہ بادشاہ اُسکے برے ارادے پر پے لیجاوے مغلوں نے ایسے کڑے تیر اُسکے مارے کہ وہ پچھاڑ کھاکر زمین پر گرا اور جب بیہوش ہوگیا تو سلیمان اس خیال سے کہ کام اُسکا تمام ہوا سیدھا لشکر میں گیا اور بادشاہ کے مارے جانے کا قصہ مشہور کیا اور آپ کو جانشین اُسکا قرار دیا اور لوگوں کو هدایت کي کہ حسب دستور اُسکي تخت نشیني مشتہر کیجاوے غرض کہ یہہ سلیمان ادھر تخت پر بیٹھا اور افسروں کے مجرے لیئے اور اودھر علاؤالدین کو بھي ہوش آئے اور جب کہ اُسکے زخموں کو باندہ کر درست کیا تو اُسنے مقام جہاین میں بھائي کے پاس جانا چاہا مگر ایک افسر نے منع کیا اور یہہ صلاح اُسکو دي کہ سلیمان کو مستقل حکومت کي فرصت دیني قرین مصلحت نہیں بلکہ اپ کو فوج پر ظاہر کرنا عین صواب هی اسلیئے کہ وہ فوج ایسي نہیں جو خدمتگذاري وفاداري سے پیش نہ آوے چنانچہ علاؤالدین نے یہہ مشورہ پسند کیا اور باوصف

اسکے کہ زخموں سے چور چور ہو رہا تھا جوں توں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا
اور فوج کي طرف اپنا گھوڑا اُٹھایا حسب اتفاق اُسکو راہ میں گھاس لانے
والے ملے چنانچہ بہز بہاز اُسکي پانسو سواروں کے قریب قریب ہوگئي بعد
اُسکے ہمراهیوں سمیت ایک ٹیلی پر چڑھا جہاں سے فوج اُسکي خاصي
طرح نظر آتي تھي اور فوج والوں کو وہ سپید چھتري دکھائي جو اُس
زمانہ میں بادشاہوں کي نشاني سمجھي جاتي تھي جوں ہي کہ فوج نے وہ
نشاني پہچاني تو تمام فوج آسکي پاس اُسکے چلي آئي اور سلیمان تنہا
رهگیا سلیمان نے بھاگنا غنیمت سمجھا چنانچہ وہ جان بچاکر بھاگا مگر
بدبختي سے پکڑا گیا اور بادشاہ کي خدمت میں سر اُسکا حاضر ہوا بعد
اُسکے بادشاہ نے اُسکے شریکوں کو چن چن کر قتل کیا *

جب یہہ قصہ طے ہوچکا تو بادشاہ نے اپنے بھائي سے ملنا چاہا
چنانچہ وہ وہاں پہونچا اور رنتھنبور کا دوبارہ محاصرا کیا مگر جد و جہد
اُسکي فتح کے لیئے کافي وافي نہوئي اسي عرصہ میں یہہ پرچہ لگا کہ
دو بھتیجے اُسکے بدایوں میں باغي ہوگئے مگر اُسنے اُنکي بغاوت کو ایسا
کچھہ بڑا نہ سمجھا کہ وہ آپ اُسکا قصد کرے چنانچہ اُس نے اپنے افسروں
کے ذریعہ سے اُنکو پست پا کیا اور جوں ہي کہ وہ باغي بھتیجے حاضر
کیئے گئے تو پہلے اُنکي آنکھیں نکلوائي گئیں اور بعد اسکے جان سے مارے گئے
باوجود اسبات کے کہ ان مفسدوں کو کامیابي حاصل نہوئي مگر پھر بھي
ایک بڑا فساد برپا ہوا بیان اُسکا یہہ ہی کہ حاجي مولا نامي ایک عمدہ
خاندان دلي کے غلام نے یہہ ستم ڈھایا کہ بازاري لوگوں کو کوتوال شہر
سے ناراض پاکر ایک گروہ اکٹھا کیا اور کوتوال کو جان سے مارا اور تمام
لوگوں میں یہہ بات اوڑائي کہ بادشاہ کا حکم اُسکے قتل کے مقدمہ میں
خاص میرے نام پر صادر ہوا غرضکہ رفتہ رفتہ شہر پر قبضہ و تصرف کرنا
شروع کیا چنانچہ قیدیوں کو قید سے چھوڑا اور بادشاهي خزانہ اور هتیار
اپنے رفیقونکو دےلیکر برابرکیئے اورایک شاهزادہ کو تخت پر بٹھایا مگر یہہ

آشوب ایک افسر کي حسن تدبیر سے فرو هوا یعني وه سردار ایک حکمت سے کسیقدر فوج سمیت دلي میں داخل هوگیا اور مفسدوں کو تتر بتر کیا یہاں تک که حاجي مولا اور نئے بادشاه کو گردن مارا بعد اُسکے بہت سے لوگ بادشاه کے حکم سے مارے گئے اور حاجي مولا کي بدولت آسکے آقا کے گھرانے کي اینٹ سے اینٹ بجائي گئي اور بیگناه قتل هوئے *

غرض که سنه ١٣٠٠ ع مطابق سنه ٧٠٠ هجري میں رنتھنبور ایک برس کے محاصرے پر فتح هوا اور تمام محصور اور راجه اپنے خاندان سمیت قتل هوئے بعد آسکے سنه ١٣٠٣ ع مطابق سنه ٧٠٣ هجري میں خود علاوالدین اپنے زور و بل پر چتورگڈه پر چڑه گیا جو میواڑ میں بڑا مشہور قلعه اور سیسودیا راجپوتوں کي بڑي ریاستگاه هی چنانچه آسکو توڑا پھوڑا اور راجه کو پکڑا جکڑا اور اپنے بڑے بیٹے کو وهاں کا حاکم مقرر کیا مگر دوسرے برس وه راجه قید سے بھاگا اور بھاگ کر اُس نے ایسا شور مچایا که علاوالدین نے بہت سوچ بچار کر وه قلعه راجه مالدیو کو حواله کیا جو بیان فرشته کے بموجب بھگوڑے راجه کا بھتیجا تھا مگر راجپوت لوگ اُسکو دوسرے خاندان کا بتاتے تھے چنانچه مالدیو علاوالدین کي اخیر سلطنت کے قریب تک دلي کا باج گزار رها مگر بعد آسکے همیر دیو † پہلے راجه کے بیٹے نے اُسکو قلعه سے خارج کیا *

## مغلوں کے دهاووں[١] کا بیان

جب که مغلوں نے دلي پر پھر نیا دهاوا کیا تو علاوالدین کو مہمات مذکوره بالا کا چھوڑنا پڑا اور اس لیئے که فوج اُسکي جابجا متفرق هونے سے بہت تھوڑي رهگئي تھي تو وه دلي میں ایسي طرح پہنچا که غنیم کا مقابله سرمیدان نکرسکا اور کام ناکام مورچه بندي پر مجبور هوا *

مگر جو که مغلوں کے پاس ایسا ساز و سامان نتھا که ایک عرصه دراز تک دلي کا محاصره کرتے تو وه پچھلے پانوں لوٹ گئے اور کسیکي

† اس خاندان کي اولاد میں اودے پور کا راجه هی جو حال کے راجپوت راجاؤں میں اول درجه کا راجه هی

تکسیر بھي نہ پھوٹي اور اس بڑي بلا کے ٹل جانے کو اُس ھیبت حق سے نسبت کیا جو نظام‌الدین اُس وقت کے بڑے اولیا کي دعا سے مغلوں کے دلوں پر مسلط و غالب ھوئي تھي *

بعد اُسکے سنہ ۱۳۰۴ اور سنہ ۱۳۰۵ ع مطابق سنہ ۷۰۴ اور سنہ ۷۰۵ ھجري میں مغلوں کے اور تین دھاوے ھوئے منجملہ اُنکے ایک حملہ والے شمال پنجاب کي راہ سے روھیلکھنڈ میں داخل ھوئے تھے *

اِن حملوں‌میں جو مغل پکڑے جاتے تھے تو سردار اُنکے ھاتھي کے پانوں میں ڈالے جاتے تھے اور باقي سپاھي بري طرح سے قتل ھوتے تھے † *

بعد ان تین حملوں کے بہت دنوں تک مغلوں نے سر نہ اُٹھایا اور دلي اُنکے حملوں سے محفوظ رھي *

## دکن کي مہمات کا بیان

جب سے کہ علاوالدین تخت پر بیٹھا اور دن رات مہموں میں مصروف رھتا تھا توالتفات اُسکا دکن کیجانب مائل نرھا تھا مگر باوصف اسکے اُس مقام کو نہ بھولا تھا جہاں اُسنے ابتداے شباب میں بڑے بڑے کارنمایاں کیئے تھے اور جب کہ سنہ ۱۳۰۳ ع مطابق سنہ ۷۰۳ ھجري میں چتور گڑہ پر اُس نے چڑھائي کي تھي تو ایک فوج اپني مار دھاڑ کے لیئے بنگال کي راہ سے مقام ورنگل دارالسلطنت تلنگ پر دھاوا کرنیکو بھیجي تھي جو دریاے گوداوري کے جنوب میں واقع ھے اور آپ اُس نے دیو گڑہ کے راجہ کو دبانا چاھا جسنے باج گذاري موقوف کي تھي چنانچہ ایک بڑي فوج اُس نے اکٹھي کي اور ملک کافور کو سپہ سالار اُسکا بنایا یہہ کافور ایک خواجہ سرا تھا جو خلیج کم بوجا کے کسي سوداگر کا غلام تھا اور فتح گجرات کے وقتوں میں بجبر و اکراہ اُسکو اُسکے مولا کے ھاتوں سے چھینا جھپٹا تھا چنانچہ جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تو بادشاہ کے جي کو بھایا اور ایسا اُسکي آنکھوں میں کھپ گیا کہ اُسکي بدولت بڑے بڑے

† فرشتہ والے نے بیان کیا ھے کہ ایک جگہہ نو ھزار مغل مارے گئے

مرتبوں کو پہونچا اور جوں هي که خواجه سرائي کي حالت سے ایسي
عمده حالت پر پہونچا تو بڑے بڑے افسروں کي آنکھوں میں کھٹکنے لگا
غرض که سنه ۱۳۰۶ ع مطابق سنه ۷۰۶ هجري میں کافور مالوه میں سے
گذرا اور سلطان پور واقع خاندیس کي راه سے دیوگڑه پر پہنچا اور محاصره
سے پہلے پہلے مرهٹوں کے ملک کو تاخت تاراج کیا یہاں تک که مالدیو
کے دل پر ایسا کچهه رعب اُسکا بیٹها که مقابله نکرسکا اور بے تحاشا کافور
کے پاس چلا آیا اور دلي جانیکا اقرار کیا چنانچه همراه اُسکے دلي میں
داخل هوا اور علاءالدین بهي اُس سے ایسا پیش آیا که بڑي عزت لیکر
واپس گیا اور بعد اُسکے همیشه مسلمانوں کا مطیع و محکوم رها اس مهم
کے زمانه میں ایک ایسي بات وقوع میں آئي که وه کہنے سننے اور لکھنے
پڑهنے کے شایان و سزاوار هی بیان اُسکا یهه هی که الغ خاں حاکم گجرات
کو یهه تاکیدي حکم تها که وه فوج اپني لیکر کافور کا مدد و معاون هووے
اور کمال شتابي سے دیوگڑه پر پہونچے حسب اتفاق اُسکے راه میں بگلانه
کي گڑهي پڑتي تهي جہاں گجرات کا راجه جان بچاے پڑا تها جوں هي
که یهه خبر کولادیبي کو پہونچي جو والي گجرات کي کبهي بي بي تهي
اور گجرات کي فتح میں پکڑي گئي تهي اور علاءالدین کے محلوں میں
داخل هوئي تهي اور خوبصورتي اور پاک سیرتي کي بدولت بادشاه
کي جي جان تهي تو اُسنے بادشاه کي منت خوشامد کرکے یهه
درخواست اپني پیش کي که حضور کي بدولت میري بیٹي دیولدیبي
جو میرے آنکھوں کي جوت اور کلیجے کي ٹهنڈک هی اور بهگوڑے راجه
کے هاتهوں میں پڑي پهرتي هی لونڈي تک پہونچے چنانچه بادشاه نے
الغ خاں کو کمال تاکید سے لکها که دیولدیبي کے بہم پہونچانے میں جي
جان سے کوشش کرے غرض که الغ خاں نے دیولدیبي کے لالچ سے وه معقول
شرطیں پیش کیں جو راجه کے حق میں نہایت مفید اور نافع تهیں اور
طرح طرح سے دیولدیبي کے حواله کرنے میں ترغیب و تحریص اُسکو دیتا رها

مگر جبکہ راجہ نے بات اُسکي نماني تو الغ خاں نے اُسپر چڑھائيکي یہہ دیولدیبي وہ راني تهي جسکا رام دیو کا بیٹا مدت سے خواستگار تها اور کمال آرزو رکهتاتها مگر دیولدیبي کا باپ اُسکي درخواست اس لیئے قبول نکرتا تها کہ اگرچہ رام دیو اپني قدر و منزلت میں بڑا معزز تها مگر ذات کا مرهٹا تها چنانچہ وہ اِسکو ننگ و عار اپني سمجهتا تها کہ راجپوت کي بیٹي مرهٹے کو بیاهي جاوے مگر کام ناکام اس اڑے وقت میں راضي هوا اور تهوڑي فوج کے ساتهہ اُسکو دیوگڑہ کو روانہ کیا بعد اُسکے جب وہ باپ سے علاحدہ هوئي تو الغ خاں نے اُسکے باپ کو شکستیں دیکر اُسکي فوج کو پریشان کیا مگر جب کہ الغ خاں کو یہہ امر دریافت هوا کہ دیولدیبي قابو سے نکل گئي تو راجہ کے شکست کهانے سے چنداں راضي نهوا اور کولادیبي کے رعب داب اور بادشاہ کے ملال و عتاب کا اندیشہ کرکے تمام التفات اپنا اُس کام کے پورے کرنے پر مائل کیا جو کولادیبي اور بادشاہ کے دلونمیں دلنشین تها مگر جد و جهد اُسکي ضایع گئي اور مطلب پورا نهوا یہانتک کہ دیو گڑہ ایکمنزل رهگیا اور دیولدیبي کا کچهہ پتا نملگا اسي عرصہ میں کچهہ لوگ اُسکي فوج کے ایلورہ کے غاروں کو دیکهتے بهالتے پهرتے تهے کہ دیولدیبي کے همراهیوں سے وهاں دو چار هوئے اور جاں بچانے کي ضرورت سے بمقابلہ پیش آئے چنانچہ اُنهوں نے دیولدیبي کے همراهیوں کو مارکر بهگایا اور پہلے اس سے کہ دولت غیر متوقبہ کے حصول پر آگاهي حاصل هووے دیولدیبي پر قبضہ کیا غرض کہ الغخاں اِس بڑي غنیمت سے نہایت هشاش بشاش هوا اور اُس بهاري رقم کو ساتهہ اپنے لیکر بادشاہ کي ملازمت کا ارادہ کیا چنانچہ بادشاہ کي ملازمت سے مشرف هوا اور جبکہ دیولدیبي دولت خانہ میں داخل هوئي تو بادشاہ کا بیٹا خضر خاں یک لخت اُسپر مائل هوا اور ایسا شیفتہ فریفتہ هوگیا کہ تهوڑے دنوں بعد اُسکي شادي اُسیکے ساتهہ هوگئي اور عشق و محبت کي نوبت یہاں تک پہونچي کہ امیر خسرو دهلوي نے ایک مثنوي اُنکے عشق و محبت

میں تصنیف کي جو نہایت مشہور و معروف هی *

یہہ داستان اس لیئے بیان کے قابل هی که اُسکے دیکھنے سنے سے یہہ بات واضح هوجاتي هی که اُس زمانه سے هندو مسلمانوں میں میل جول هونے لگا تہا اور ایلوره کے غاروں کا حال بهي اُس سے منکشف هوتا هی جو سعي و محنت کي رو سے مصر کے میناروں کي برابر سمجھے گئي هیں مگر حقیقت یہہ هی که فن و صنعت میں اُن میناروں سے فایق هیں *

اس مہم کے زمانه میں جو کافور کي سعي وکوشش سے پوري هوئي خود بادشاه نے جہالور اور سیوانه کو فتح کیا جو مارواڑ میں گجرات کے شمال میں آباد شہر هیں *

## مہم تلنگ کي نا کامي کا بیان

فرشته والا بیان کرتا هی که جب سنه ۱۳۰۹ع مطابق سنه ۷۰۹هجري میں کافور واپس آیا تو مہم تلنگ کي ناکامي کي خبر بادشاه کو پہونچي مگر وه پہلے هي ایسي بري چال چلا تہا که اس مہم کے سر کرنے کو فوج بنگال سے ایسي راه سے بہیجي تهي جس راه سے کوئي نکیاتها اورعلاوه اُسکے اُسکي روانگي کےلیئے اوڑیسه کے راجه نے بهي بہت منت سماجت کي تهي جو همسایه کي زور قوت کو دیکهه دیکهه اپنے جي جي میں جلتا تہا † مگر یہہ بیان نہیں کیا گیا که یہہ مہم کس باعث سے اوچہي پڑي اور کیا سبب پیش ایا که اتنے دنوں تک قایم رهي بعد اُسکے جان و مال کا نقصان پورا کرناچاها اور پورے کرنے کے لیئے کافور کو روانه کیا چنانچه کافور دیو گڑه کي راه سے روانه هوا اور شمال تلنگ کو تاخت تاراج کیا یہاں تک که اُسنے عین میدان میں دشمنوں پر فتح پائي اور کئي مہینے تک ورنگل کے مضبوط قلعه کو گہیر رکہا اور اخیر کو فتح کیا اور اُسپر قابض ومتصرف هوا اور راجه کو بہت سے روپیه دینے اور همیشه خراج و باج ادا کرنے پر مجبور کیا *

† واسن صاحب کا دیباچه فہرست مکنزي کا صفحه ۱۳۲ اور ورنگال کے ملک کا حال پہلے بیان هوچکا

## کرناٹک اور ملیوار سے راس کماري تک فتح هونا

دوسرے برس یعني سند ۱۳۱۰ ع مطابق ۷۱۰ هجري میں ملک کافور کو کرناٹک کے راجه بلال دیو کے مقابله پر روانه † کیا چنانچه وه دیو گڑه کي راه سے چلتا هوا اور مقام پٹن دریاے گوداوري کے کنارے ڈیرے ڈالے اور بهت بڑي لڑائي لڑکر دهورسمندر کي دارالسلطنت تک پهونچا یهانتک که اُسکو بهي فتح کرکے راجه کو اسیر پنجه بلا کیا اور بلال دیو کے خاندان کو اختتام ‡ پر پهنچایا *

یهه بات دریافت نهیں هوتي که ملک کافور نے بلال دیو کي سلطنت کے مغربي حصه پر بهي حمله کیا یا نهیں کیا مگر یهه بات صاف هی که اُس نے اُسکے مشرقي حصه کو بالکل فتح کیا جس میں معبر اور رامیشور جسکو آدم کا پل بهي کهتےهیں اور لنکا کے سامنے واقع هی شامل تها اور وهاں اُسنے ایک مسجد بنائي جو § فرشته والے کے زمانه تک بهي موجود تهي

---

† هماري کتاب کے چوتهے حصه کے دوسرے باب کو دیکهنا چاهیئے

‡ واسن صاحب کا دیباچه مجموعه مکنزي صاحب کا صفحه ۱۱۳ دهور سمندر کرناٹک کے بیچا بیچ میں سرنگا پاٹم کے شمال و مشرق سے سو میل کے فاصله پر واقع تها ( بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۳ صفحه ۳۹۱ )

§ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۳۷۳ معبر یعني کهاٹ اوترنے کا جسکو ملیوار عموماً سمجها گیا هی اور وجهه اُسکي یهه هی که دونوں باتوں میں گونه مشابهت هی علاوه اسکے عرب کے لحاظ سے ملیوار ایسي جگهه واقع هی که وه آنے جانے کا گهاٹ سمجها جاتا هی مگر اس بات میں کچهه شک شبهه نهیں که یهه نام هندوستان کے اُس مغربي کناره کا هی جو رامیشور سے شمال کي طرف پهیلا هوا هی ( مارسڈن صاحب کے ترجمه تاریخ مارکو پولو صفحه ۶۲۶ کا حاشیه ) ولسن صاحب کے دیباچه مجموعه مکنزي جلد ۱ صفحه ۱۱۱ کے ملاحظه سے دریافت هوتا هی که بلال دیو کي سلطنت میں بوجهه مذکوره بالا معبر بهي شامل تها اور بیس تیس برس چودهویں صدي کے درمیان تک دلي کي سلطنت میں داخل رها اور قریب اُس زمانه کے جب ابن بطوطه لنکا سے اوترکر معبر میں داخل هوا تو اُسکو اُن مسلمانوں کے قبضه میں پایا جنهوں نے تهوڑے عرصه پهلے اُسکو اسطرح حاصل کیا تها که سید جلال الدین حسن مورث اُنکا جو محمد تغلق بادشاه کي رعیت تها بادشاه سے باغي هوگیا تها چنانچه فرشته والے نے بهي اُسکي بغاوت بیان کي هی ( برگز صاحب کا

بعد اِس مہم کے کافور دلي کو واپس آیا اور بہت سا خزانه اپنے ساتهه لایا † *

## نو مسلم مغلوں کے قتل کا بیان

معلوم هوتا هی که اُسي زمانه کے قریب اُن مغلوں کو بادشاه نے اپني ملازمت سے یکقلم موقوف کیا جو نئے مسلمان هوگئے تھے اگرچه مغل لوگ اپني اصل طبیعت میں فتنه خیز اور فساد انگیز تھے مگر بحسب ظاهر معلوم هوتا هی که اُنهوں نے کوئي ایسي بیجا حرکت نکي هوگي که بادشاه نے اُسکي عیوض میں ایسي بري تدبیر تجویز کي که وه ملازمت سے موقوف کیئے گئے غرض که جب مغل مایوس هوئے تو بعض بعض مغلوں نے بادشاه کے مارڈالنے کا اراده کیا اور جب وه تدبیر پکڑي گئي تو بادشاه نے تمام مغلوں کے قتل و قمع کا حکم دیا چنانچه سارے مغل مارے گئے جو فرشته والے کے بیان کے موافق پندره هزار آدمي تھے اور خاندان اُنکے اونڈي غلام بنائے گئے *

## دیوگڑه اور مهارشترا کي فتح کا بیان

کافور کي پچهلي مہم سے پہلے یا اُسیکے زمانه میں دیوگڑه کا راجه

---

ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۳۲۳ ) یهه بات غالب نہیں که کافور نے بلال دیو کے مغربي حصه کو بهي فتح کیا اس لیئے که ولکسن صاحب کي تاریخ میسور سے دریافت هوتا هی که بلال دیو کے خاندان کا بقیه مقام تونور واقع قریب سرنگا پاٹم میں چلا گیا اور ابن بتوتا نے ملیوار کو جہاں وه معبر کو آتے جاتے گذرا هندو راجاؤں کے قبض و تصرف میں پایا مگر هونارو مستثنی تها جسکو ایک مسلمان کے قبضه میں دیکها جو ایک هندو راجه کا مطیع تها اور علاءالدین کے حملوں سے کئي سو برس پہلے دین اسلام کا ملک ملیوار میں عرب کي بدولت پهیل گیا تها مگر حیدر نائک کے زمانه تک جسنے دکن کو فتح کیا تها زور شور اسلام کا تهوا تها *

† فرشته والے نے بیان کیا که ملک کرناٹک میں چاندي کا سکه اُن دنوں جاري نہیں تها اور برگز صاحب بیان کرتے هیں که یهه بات ایک عرصه دراز تک جاري رهي بلکه عام سکه وهاں کا پگادا تها اور ایک چهوٹا سکه اور تها جو سونے کي چوني تهي اور اُسکو فنم کہتے تھے

رام دیو مرگیا تھا اور اُسکا بیٹا جانشین اُسکا ہوا تھا مگر بغاوت کا اشتباہ
اُسکی نسبت پہلے سے چلا اتا تھا چنانچہ انجام کو وہ حقیقت میں باغی
ہوگیا اور پیسہ دینا موقوف کیا علاوہ اُسکے چند فساد ایسے ہی ایسے
کرناٹک میں بھی برپا ہوئے چنانچہ کافور اُنکی رفع دفع کے واسطے سنہ
۱۳۱۲ ع مطابق سنہ ۷۱۲ ہجری میں روانہ ہوا غرض کہ اُسنے دیوگڑہ
کے راجہ کو قتل کیا اور تمام مہارشٹرا اور کرناٹک پر چڑھائی کی اور بعد
اُسکے جن راجاؤں نے خراج دینا قبول کیا ملک اُنکا اُنھیں کے قبض و
تصرف میں چھوڑا اور تمام کار و باروں سے بخوبی فرصت پاکر دلی کو
واپس آیا *

## کافور کی سازشوں اور دبدبوں کا بیان

عیاشیوں کی مارمار سے بہت دنوں کے بعد علاوالدین نہایت ناتوان اور
لاغر ہوگیا چنانچہ پہلے زمانہ کی نسبت بیماری کے مارے مزاج اُسکا
ایسا خراب اور وہمی ہوگیا تھا کہ بات کی سہار نرھی تھی اور مانند اُن
لوگوں کی جو کسیکی بات کا اعتبار و یقین نہیں کرتے باگ اُسکی کافور کے
ہاتھہ میں تھی جو نہایت مکار و دغاباز تھا اور جیسا کہ وہ لایق و فایق تھا
ویسا ہی عادتوں کا برا تھا چنانچہ اُس نے رعب داب اپنا اُن لوگوں کی
تخریب و بربادی میں صرف کیا جنکو وہ یہہ سمجھا تھا کہ بادشاہ کے
لطف و عنایت میں میرے حریف ہوجاوینگے اور بعد اُسکے بادشاہ کو
اُسکے جورو بچوں سے برہم کیا اور خاص بی بی کی جانب سے اسلیئے
بھر دیا کہ وہ باپ بیٹوں کے بیچ میں نہ پڑے چنانچہ پہلے پہل اُسنے بادشاہ
کو یہہ بات سوجھائی کہ اُنہوں نے بیماری میں آپکی خبر نلی اور آپکو
نہایت خفیف سمجھا اور بعد اُسکے یہہ کانوں میں پھونکی کہ وہ حضور
کی جان کے خواہاں ہیں مگر معلوم ہوتا ہی کہ علاوالدین اگرچہ سخت
و سنگدل تھا مگر اپنی آل اولاد سے محبت رکھتا تھا کافور کے کہنے پر
تورت پورت نہ پسیجا مگر مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے کافور کا جوز چل گیا

که اُس نے دونوں بڑے بیٹوں کو اُنکی ماں سمیت مقید کرادیا اور اسی زمانہ میں کافور نے الغ خاں حاکم گجرات کے قتل کا حکم حاصل کیا جسکے زور و قوت کا اندیشہ کرتا تھا اور بادشاہ کے مرجانے پر تصرف حکومت کا مانع مزاحم سمجھتا تھا *

## گجرات کی بغاوت اور چتور گڑھ کے نکل جانیکا بیان

جب که بادشاہ کے مزاج پر کافور ایسا حاوی ہوگیا که جو کچھہ وہ کہتا تھا بادشاہ اُسکو بے سمجھے بوجھے مانتا تھا اور علاوہ اسکے کڑے کڑے احکام بھی صادر ہونے لگے تو تمام لوگ ناراض ہوگئے اور ساری قلمرو میں ناراضی پھیل گئی چنانچہ درباری لوگ سخت متنفر ہوئے اور گجرات والے کھلم کھلا باغی ہوگئے اور رانا ہمیر نے چتور گڑھ پر قبضہ کیا اور رامدیو کے داماد ہرپالدیو نے دکن میں بڑا شور مچایا چنانچہ بہت سے مقاموں سے مسلمانوں کو خارج کیا *

## علاؤالدین کی وفات اور اُسکی ملکی تدبیروں کا بیان

جب که یہہ ایسی متوحش خبریں بادشاہ کے کانوں پڑیں تو رنج و الم کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک ہوگیا سنتے ہیں که کافور نے اُسکو زہر دیا اور بہت جلد اختتام پر پہونچایا *

ظالم بادشاہوں کے زور و اقبال کو ایسا اثر ہوتا ہی که اگرچہ علاؤالدین محض ناخواندہ اور خود کام خود پرست اور ستمگار ناخدا ترس تھا مگر فتوحات اُسکی ایسی بڑی بڑی تھیں که بلاد ہندوستان میں کسی بادشاہ والاجاہ کو اب تک نصیب نہیں ہوئیں اور باوصف سخت احکامونکے انتظام اُسکا ایساہی کامیاب ہوا جیسیکہ فتوحات اُسکی کامیاب ہوئیں چنانچہ تمام صوبوںمیں امن چین رہا اور دولت کو بڑی ترقی رہی اور وہ ترقی خاص سرکاری عمارتوں اور نیز رعایا کے مکانوں اور عیاشیوں میں ظاہر ہوئی سنا ہی که علاؤالدین ایسا جاہل تھا که تخت نشینی کے بعد اُسنے کچھہ

کچھہ پڑھنا شروع کیا تھا اور باوصف اسکے ایسا مغرور خود پرست تھا کہ بڑے بڑے تجربہ کار وزیروں کو اپنے خلاف پر بولنے ندیتا تھا اور جو عالم فاضل اُسکی خدمتمیں حاضر ہوتے تھے تو وہ اسباتکا لحاظ رکھتے تھے کہ اُنکی تحصیل اُسکی تحصیل سے زیادہ ظاہر ہونے نپاوے اور یہہ غرور اُسکی جوانیکے ساتھہ نگیا تھا بلکہ بوڑھاپی میں یہہ حال اُسکا ہوگیاتھا کہ جو بول اُسکے منہہ سے نکلتا تھا وہی بالا رہتا تھا اقبال و دولت کے اغاز میں نبوت کے دعوے اور نئے دین کی طرح کا ارادہ کیا مگر جب کہ یہہ بات بن نہ پڑی تو سکندر ثانی کا خطاب آپ کو دیا اور ایک عام جلسہ میں تمام دنیا کی فتح و ظفر کی تدبیر پر گفتگو پیش کی اُسکی تدبیر مملکت اور اُسکی عہد سلطنت کی بعضی بعضی عجیب حکایتیں تاریخ میں موجود ہیں چنانچہ جس زمانہ میں اُسکے قتل پر بہت سی سازشیں باہم ہوئیں اور اُنکے باعث سے گونہ تشویش بھی اُسکو حاصل ہوئی تو اُسنے اپنے مشیروں کو جمع کیا اور علاج اُن سازشوں کا چاہا اور اسباب اُنکے دریافت کیئے چنانچہ مشیروں نے تین سبب تجویز کیئے ایک یہہ کہ پوشیدہ پوشیدہ صحبتیں ہوتی ہیں جہاں لوگ اپنے اپنے ارادوں کو ایک دوسرے پر چھپ چھپکر ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے یہہ کہ بڑے بڑے امیروں میں واسطہ علاقہ محبت کا ہی اور خصوص ایسا علاقہ جو رشتہ ناتے سے پیدا ہوتا ہی اور تیسرے یہہ کہ سارے لوگوں میں جائدادوں کی تقسیم برابر نہیں اور صوبجات کے حاکم بہت سی دولت جمع کرتے ہیں غرضکہ بادشاہ نے یہہ تینوں باتیں پسند کیں اور بعد اُسکے یہہ ممانعت جاری کی کہ کوئی آدمی شراب نہ پینے پاوے اور لکی چھپی مجلسیں نہوا کریں اور درباری امیروں میں ملکی بحثیں پیش نہ ہوویں غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ بلا اجازت تحریری وزیر کے ایک دوست ایک دوست کی دعوت نکرسکتا تھا اور درباری امیروں میں کوئی بیاہ شادی وزیر کی بلا اجازت نہوسکتی تھی اور ہر کاشتکار کے لیئے زمین اور مویشی اور ہالی کمیروں کی تعداد معین

کي گئي که اُس سے زیادہ کوئي اور رکھنے نپاتا تھا اور ایسے هي چرواهوں کے واسطے بھي چرائي اور ریوڑ کي تعداد مقرر هوئي اور عهدوں کي تنخواهوں میں تخفیف عمل میں آئي اور اراضیات کا محصول زیادہ کیا گیا اور نہایت جبر و قہر سے وصول هوا کیا بلکه اخر کار ایسا حریص هوگیا که هندو مسلمانوں کي جائدادیں یکقلم یہاں تک ضبط کیں که فقیر امیر سب برابر هوگئی † *

منجمله اُسکے ملکي تدبیروں کي ایک یهه تدبیر بھي تھي که تمام چیزوں کا نرخ مقرر کیا اور ساري وجهه اُسکي یهه تھي که اُسکو تنخواہ فوج کي تخفیف منظور هوئي اور یهه خیال کیا که جب تک اوقات بسري بہت تھوڑے خرچ سے نہوگي تب تک تخفیف تنخواہ قرین انصاف نہوگي چنانچه غله اور مویشي اور گھوڑوں غرض که تمام چیزوں کي قیمتیں قرار دي ‡ گئیں مگر محنت مزدوري کو مستثنی کیا اور سرکاري غلے خانه بنائے گئے اور بیگانه ملکوں سے تمام چیزوں کے لانے پر لوگ آمادہ کیئے گئے اور اسي غرض سے سوداگر لوگوں کو پیشگي روپیه دیئے گئے اور باهر لیجانے پر سخت ممانعت کي گئي بلکه تھوک لینے کے لیئے بھي اجازت ندي گئي اور دکانوں کے کھلنے اور بند هونیکے لیئے وقت مقرر هوئے باقي احکامات مذکورہ کي تعمیل اسلیئے بخوبي هوتي رهي که روز روز بادشاہ کو پرچے لگتے تھے اور جاسوس اور مخبر جگهه جگهه مقرر تھے *

احکامات مذکورہ کے بعد ایک کال ایسا پڑا که اُن حکموں کي تعمیل میں جو خاص غله سے متعلق تھے اغماض برتا گیا اور باقي احکامات

---

† اس بیان کو جسکے اخیر لفظ تاریخ فرشته سے لیئے گئے تاریخ فرشته کے اس بیان سے که تمام ملک آباد اور شاد اور دولتمند تھا موافق کرنا بہت دشوار هے مگر غالب یهه هے که یهه خراب حال اُسکي آخر سلطنت سے متعلق هے

‡ تاریخ فرشته میں اشیاء مذکورہ کي قیمتوں کے نقشه مندرج هیں اور جو سکے که اسمیں مرقوم هیں اگر اُنکي قیمت دریافت هوجاوے تو نہایت دلچسپ هیں

اُسکے اگرچہ دوسرے بادشاہ تک جاری سارے رہے مگر جب کہ وہ بادشاہ انکی طرف سے ٹھنڈا پڑا تو وہ پورے پورے قایم نرہے *

علاؤالدین کا یہہ مقولہ تھا کہ دین و مذہب کو حکم رانی سے کچھہ واسطہ علاقہ نہیں بلکہ وہ گھر کی باتیں اور دل بہلانے کے چوچلے ہیں اور دوسرا قول اُسکا یہہ تھا کہ ایک دانا بادشاہ کی مرضی ایسے گروہوں کی راے سے بہتر ہی جو آپس میں موافق و متفق ہوویں *

یہہ بادشاہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۳۱۶ع مطابق ششم شوال سنہ ۷۱۶ ہجری میں بیس برس بادشاہت کرکے جہاں فانی کو چھوڑ گیا *

## مبارک شاہ خلجی کی سلطنت کا بیان

جب کہ علاؤالدین مرگیا تو کافور نے ایک جھوٹا یعنی جعلی نوشتہ اُسکا پیش کیا مضمون اُسکا یہہ تھا کہ اُسنے شہاب‌الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو بسر پرستی کافور اپنا ولیعہد قرار دیا غرض کہ کافور نے اس بہانہ سے سلطنت پر قبضہ کیا اور خضر خاں اور شادی خاں بادشاہ کے نورچشموں کو اندھا کرایا اور مبارک شاہ تیسری بیٹے کے قتل کا ارادہ کیا چنانچہ اُسنے چند آدمی اُسکے فکر میں بھیجے مگر مبارک شاہ نے اُن لوگوں کو کچھہ لی دیکر راضی کیا اور جوں توں کرکے جان اپنی بچائی اور پہلے اس سے کہ کافور کو کسی اور تدبیر کی فرصت ہاتھہ آوے بادشاہی پہرہ والوں نے اُسکو قتل کیا *

بعد اُسکے مبارک شاہ کو فی‌الفور حکومت ہی نصیب ہوئی اور دو مہینے تک چپ‌چاپ بیٹھا رہا مگر بعد اُسکے چھوٹے بھائی شیرخوار کو اندھا کیا اور ایک پہاڑی قلعہ میں عمر بھر مقید رکھا اور ۲۲ مارچ سنہ ۱۳۱۷ع مطابق ۷ محرم سنہ ۷۱۷ ہجری میں بادشاہ بن بیٹھا *

جب کہ کام اُسکا ٹھیک ٹھاک ہوگیا تو اُن دونوں افسروں کو قتل کیا جنکی بدولت تخت نشین ہوا تھا اور بعد اُسکے بادشاہی پہرہ کو قایم نرکھا اور بہت سے اپنے غلاموں کو بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کیا

یہاں تک کہ ایک ایسے غلام کو جو ہندو سے مسلمان ہوگیا تھا خسرو خاں کا خطاب اور وزارت کا قلمدان عنایت فرمایا غرض کہ اسکے پہلے ہی کوئکوں سے یہہ بات ٹپکتی تھی کہ اسکی سلطنت بہت بڑی کھوٹی ہوگی اور اسکے عہد دولت میں خونریزیوں کے زور شور اور عیاشیوں کے جوش و خروش ہونگے *

مگر بقول اسکے کہ مصرعہ؛ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو* بعض بعض کام اسکے اچھے بھی تھے چنانچہ جب وہ تخت پر بیٹھا تو اسنے تمام اسیروں کو رہائی دی جو سترہ ہزار آدمیوں کے قریب قریب تھے اگرچہ یہہ کام اسکا دور اندیشی سے خیلی بعید تھا مگر علاوالدین اسکے باپ کی سلطنت کے حسابوں وہ نہایت عمدہ سمجھا گیا علاوہ اسکے وہ جاگیریں بحال کیں جو پہلے ضبطی میں آئی تھیں اور تمام کڑے کڑے محصول موقوف کیئے اور ان قیدوں کو یک لخت اٹھا دیا جو علاوالدین کے وقت میں اصناف تجارت پر لگائی گئیں تھیں *

آغاز سلطنت میں اسنے جنگی کام بھی کیئے جو تھوڑے بہت تعریف کے قابل ہیں چنانچہ اس نے گجرات پر فوج اپنی روانہ کی اور سنہ ۱۳۱۸ ع مطابق سنہ ۷۱۸ ہجری میں آپ بذات خود دکن پر چڑھا اور رام دیو کے داماد ہرپال دیو کو گرفتار کیا اور نہایت بیرحمی سے کھال اسکی جیتے جی نکلوائی مگر بعد اسکے جب لوگوں کو امن امان دیکر دلی کو واپس آیا تو بہت بڑی عیاشی میں مبتلا ہوا چنانچہ رنڈیوں کے کپڑے پہنکر امیروں کے گھر ناچنے گانے جاتا تھا اور ہمیشہ نشہ میں چور اور بد شرابی سے مخمور رہتا تھا اور اس بات سے نہایت خوش ہوتا تھا کہ وہ اپنی برائیاں لوگوں کو دکھائے اور اسی نظر سے ایسے بادشاہ کے وقتوں میں یہہ بات اچنبھے کی نہیں کہ سازشوں کے بازار گرم اور شور فسادوں کے ہنگامے برپا رہیں اور فساد کے بعد بڑی بڑی تکلیفیں اور بری بری صورتیں پیش آویں اور بہت سے لوگ گردن مارے جاویں *

## خسرو خاں کے رعب داب اور بادشاہ کے قتل کا بیان

جب کہ بادشاہ اپنے قبیلوں دکن پر چڑھا تھا تو اُسنے اپنے پیارے خسرو خاں کو ملیبار پر بھیجا تھا چنانچہ اُسنے ایک برس دن میں اُسکو فتح کیا اور بہت سی غنیمت دلی کو لایا بعد اُسکے تمام سلطنت کا کار و بار اُسکو تفویض ہوا اور لوگوں کی جان و مال اُسکے قبض و تصرف میں آئی یہاں تک کہ سنہ ۱۳۱۹ع مطابق سنہ ۷۱۹ هجري میں بعض بعض امیروں کو قتل کیا اور باقیوں پر ایسا رعب اپنا بیٹھایا کہ اُن بیچاروں نے دربار سے الگ ہونے کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ کو خسرو خاں کے فند و فریب پر چھوڑا چنانچہ جب اُسنے میدان خالی پایا تو اُسکو یہہ موقع هاتهہ آیا کہ بادشاہ کو اپنے اوردوں کے هاتهوں میں محصور کیا اور تمام دارالسلطنت میں اپنے هندو بهائي بند بهردیئے یہاں تک کہ جب کام اُسکا پکا هوگیا تو مارچ سنہ ۱۳۰۱ع مطابق ربیع الاول سنہ ۷۲۱ هجري میں اپنے دیوانہ آقا کو قتل کیا اور ادهر اودهر سے نچنت هوکر تخت سلطنت پر جا بیٹها بعد اُسکے علاالدین کے خاندان کا نام و نشان باقي نچهوڑا اور دیولادئي کو اپنے تصرف میں لایا غرض کہ جو کام اُسنے کیئے ایسے هي ڈهنگوں پر کیئے مگر باوجود اِس بدنامي اور بدکرداري کے بہت سے دوست اُسنے پیدا کئے اور اپنے کام کو مضبوط و مستحکم کیا چنانچہ اُسنے یہي کام نکیا کہ وہ صرف اپنے بهائي بندوں هي کو بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کرے بلکہ پرانے خاندانیوں کو بهي عمدہ عمدہ عہدوں پر معین کرکے اُنکو راضي رضا کرنا چاها چنانچہ ان لوگوں کے زمرہ میں غازي خاں تغلق حاکم پنجاب کا بیٹا جونا خاں بهي داخل تها اور وجہہ خاص اسکي یہہ تهي کہ غازي خاں کي شہرت اور رعب داب کے باعث سے راضي کرنا جونا خاں کا نہایت مناسب سمجها تها مگر خسرو خاں کي یہہ تدبیر راس نہ آئي اور بات اُسکي بني نہ بني اسلیئے کہ جونا خاں دربار سے چلا گیا اور غازي خاں کهلم کهلا باغي هوگیا

اور جو بہادر فوج اُسکی پنجاب کی سرحد پر پڑی تھی اُسکو ساتھہ اپنے لیکر دلی پر حملہ کیا غرض کہ خسرو خاں کی ٹوٹی پھوٹی فوج پر فتح پائی جسکے سردار ازسودہ کار نہ تھے چنانچہ بائیسویں اگست سنہ ۱۳۲۱ع مطابق تیسویں رجب سنہ ۷۲۱ ہجری میں غاصب کو جرم غصب کا تدارک دیا اور اُسکی جان و مال کا قصہ پاک کرکے تمام لوگوں کو بہت راضی کیا اور جب کہ وہ خاص دلی میں داخل ہوا تو اُسنے پکار کر صاف صاف کہا کہ اس لڑائی بھڑائی سے صرف یہی مقصود تھا کہ ظالم کا قبض و تصرف اوٹھے باقی تخت موجود ہی جو کوئی شاہی خاندان کا بچا کھچا رہا ہو تخت اُسکو مبارک ہو مجکو تخت سے واسطہ علاقہ نہیں مگر جو کہ خاندان خلجی کا نام و نشان باقی نرہا تھا تو لوگوں کے کہنے سنے سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث‌الدین تغلق کے خطاب سے پکارا گیا *

# تیسرا باب

## تغلق اور سادات اور لودھیوں کے خاندانوں کے بیان میں

## خاندان تغلق کا بیان

---

### غیاث‌الدین تغلق کا بیان

غیاث‌الدین تغلق کی اصل و حقیقت یہہ ہی کہ باپ اُسکا غیاث‌الدین بلبن کا ایک ترکی غلام اور ماں اُسکی ایک ہندی عورت تھی *

### تلنگانہ کی فتح کا بیان

واضح ہو کہ جیسی اُسکی تخت نشینی الزام و تہمت کے داغوں سے معرا و مبرا تھی ویسے ہی اُسکی سلطنت بھی عار و بدنامی کے دھبوں

سے پاک و صاف تهي چنانچه اُسنے شروع سلطنت هي میں تمام قلمرو کے امن و امان کو بحال کیا اور مغلوں کي لاگ ڈانٹ کے لیئے سرحدوں کو نهایت مضبوط و مستقل بنایا اور بعد اُسکے اپنے بیٹے جونا خاں کو امورات دکن کي اصلاح و درستي کے واسطے روانه کیا جو نهایت خراب اور خسته هو رهے تهے چنانچه جونا خاں ورنگل تک کامیاب هوا مگر ورنگل کے قلعه پر قبضه نکرسکا یعني اغاز برسات تک محاصره قایم رها اور لشکر کے لوگ بیمار هوگئے اور اُسپر یهه طره هوا که کچهه تو مصیبتوں کے اُٹهانے سے شکسته خاطر هو رهے تهے دلي کے هنگامه اور بادشاه کي سناوني سے جو بدخواهوں کي جوڑبازي سے مشهور هوگئي تهي نهایت خراب و پریشان هوگئے یهاں تک که اُسکي فوج کے بڑے بڑے سردار اپني اپني ٹولیوں کو لیکر ادهر اودهر چلے گئے اور جب که خود شاهزادے نے چلنے پر کمر باندهي تو هندوؤں نے تعاقب کیا چنانچه اُسکے بهت سے لوگوں کو دولت‌آباد کے پاس پروس میں ٹهکانے لگایا غرض که جب وه دلي میں داخل هوا تو کل تین آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ اُسکے ساتهه تهي اور جو ناتجربه کاري اور خودرائي جوناں خاں سے خاص اُسکي سلطنت میں ظاهر هوئي اس ناکامي کو خاص اُس سے نسبت نکرنا دشوار معلوم هوتا هی مگر جبکه وه دوباره اُسپر چڑهکر گیا تو پہلے کي نسبت بهت زیاده کامیاب هوا چنانچه سنه ١٣٢٣ع مطابق سنه ٧٢٣ هجري میں بدر کو فتح کیا جو بڑي شان و شوکت کا شهر تها اور بعد اُسکے ورنگل کا قلعه توڑا اور راجا کو پکڑ کر دلي کو لایا مگر تهوڑے دنوں بعد اُسکي رهائي هوئي اور وه اپنے راج پر دوباره قایم هوا بعد اُسکے خود بادشاه بنگاله پر چڑها جهاں کیقباد بادشاه کا باپ بغرا خاں حاکم تها اور اُسکي حکومت پر چالیس برس گذرے تهے مگر قبضه اُسکا بحال رکها گیا سبحان‌الله کیا شان کبریائي هی که خاص اولاد اپنے باپ کے خانه‌زاد غلام سے بادشاهي تلفي طرح کي اجازت حاصل کرے *

بعد اُسکے سنارگنگ یعني ڈھاکہ † کے کئي فسادوں کا تصفیہ کیا معلوم ہوتا هی کہ اُن دنوں یہہ صوبہ بنگالہ میں داخل تھا اور جب کہ وہ اُدھر سے واپس آتا تھا تو راہ میں اُسنے ترہٹ کو فتح کیا جو پہلے وقتوں میں متھلا کہلاتا تھا اور وہاں کے راجہ کو پکڑکر همراہ اپنے لایا یہہ کل کام اُسی سے سنہ ۱۳۲۴ لغایت سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۴ لغایت سنہ ۷۲۵ هجري میں ظہور میں آئے *

## بادشاہ کي وفات کا بیان

جب کہ بادشاہ دلي کے قریب آیا تو اُسکے بیٹے جونا خاں نے بڑي شان و شوکت سے استقبال اُسکا کیا اور ایک چوبین خیمہ میں اُسکو اُتارا جو حصول ملازمت کے لیئے تیار کرایا گیا تھا اور هنوز تکلفات رسمیہ سے پوري پوري فراغت حاصل ہوئي تھي کہ وہ خیمہ بادشاہ پر گر پڑا اور بادشاہ اپنے پانچ رفیقوں سمیت دب کر مرگیا ماہ فروري سنہ ۱۳۲۵ع مطابق ربیع الاول سنہ ۷۲۵ هجري میں یہہ حادثہ واقع ہوا اگرچہ یہہ غریب واقعہ اتفاقاً واقع ہوا ہو مگر ایسي انہونی کي عمارت کے بنانے اور بڑے بیٹے کے اُسوقت میں شریک و شامل نہ ہونے اور چھوٹے بیٹے کے شریک آفت ہونے سے جو بادشاہ کا بڑا لاڈلا پیارا تھا جونا خاں کي نسبت بڑا شبہہ ہوا جسکے حق میں وقوع اس واقع کا کچھہ بہت مفید نہوا ‡ *

تغلق آباد کا وہ قلعہ جو استحکام و متانت اور عمارت کي شان و شوکت کي رو سے شہرہ آفاق اور مشہور خواص و عوام هی اسي غیاث الدین تغلق کا کارنمایاں هی *

## محمد تغلق کي سلطنت کا بیان

### اُسکي عادتوں کا بیان

جب کہ غیاث الدین تغلق نے جہان فاني کو چھوڑ کر جہان باقي

---

† هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ایک صفحہ ۱۸۷

‡ ابن بطوطہ کي تاریخ کا صفحہ ۱۳۰ دیکھنا چاهیئے

کا رستہ لیا تو سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۵ هجري میں جونا خاں اُسکا بڑا بیٹا ایسے جاہ و جلال اور ایسي شان و شوکت سے تخت نشین ہوا کہ وہ صورت کسي تخت نشین کو نصیب نہوئي چنانچہ سلطان محمد تغلق کے خطاب سے شہرت پائي اور اپنے رفیقوں اور عالم فاضلوں کو ایسي ایسي بخششیں عنایت کیں اور ایسے ایسے وظیفے مقرر کیئے کہ پہلے کسي بادشاہ نے ویسے مقرر نکیئے تھے *

اُسنے طرح طرح کي فیاضي اور دریا دلي سے شفا خانہ بنائے اور محتاج خانے جاري کیئے اور تمام قلمرو کے عالم فاضلوں سے ایسے ایسے سلوک برتے کہ اُسکي مناقب اور محامد کے چرچے جگہہ جگہہ ہونے لگے *

تمام لوگ اسبات پر متفق ہیں کہ بادشاہ اپنے وقتوں میں نہایت قابل اور بغایت خوش بیان تھا یہانتک کہ بعد اُسکي سلطنت کے بھي اُسکي عربي فارسي تحریروں کي خوبي بیان کیجاتي تھي اور قوت حافظہ اُسکي ایسي عمدہ تھي کہ ویسي قوت ہزاروں لاکھوں میں نہیں ہوتي علاوہ فن طبابت اور علم منطق کے ریاضیات اور طبعیات سے بھي شوق ذوق رکھتا تھا اور بڑي بیماریوں کي علامات قایم کرنیکے واسطے بیماروں کا ملاحظہ کرتا تھا باقي روزہ نماز کا پابند اور مے نوشي سے نہایت محترز تھا ذاتي کاموں میں اپنے دین و ملت کے اُصول قاعدوں کي مراعات و محافظت کو مقدم جانتا تھا اور باوصف ان باتوں کے میدان جنگ میں بھي کمال شجاعت اور نہایت جلادت کے ساتھہ اطراف و اکناف عالم میں مشہور و معروف تھا غرضکہ تمام لوگ اُس بادشاہ کو منجملہ نوادر زمانہ کے شمار کرتے تھے اور حقیقت یہہ تھي کہ اُنکي سمجھہ بھي بجا تھي مگر یہہ کمالات اُسکے اسلیئے محض بیفائدہ تھے کہ باوصف اُن کمالوں کے سمجھہ بوجھہ اُسکي پوري پوري نہ تھي یہاں تک کہ اگر یہہ بات بھي ماني جاوے کہ اُسکو حکم و حکومت اور مال و دولت کا نشہ

تھا تو اب بھی ایکطرح کے جنون کا شبہہ باقی رہتا ہی چنانچہ تمام عمر
اُسکی خیالی تدبیروں میں گذری اور جن جن ذریعوں سے اُن تدبیروں کا
راس لانا چاہتا وہ ذریعہ بھی عقل سلیم کے خلاف تھے چنانچہ اُن تدبیروں
کے راس لانے میں رعایا کی تکلیفوں اور نقصانوں کی کچھہ پروا نکی
یہاں تک کہ انکی بدولت ایسے بڑے بڑے نتیجے حاصل ہوئے کہ کسی
بادشاہ کے زمانہ میں ویسے ظہور میں نہ آئے تھے *

پہلے پہل ایک ایسا کام اُس نے کیا کہ اُسکے عیبوں یا هنروں کی روسے
هرگز مترشح نتھا یعنی جبکہ مغلوں کی فوج ایک بڑے مشہور سردار
تیمورشین خان نامی کے ساتھہ آکر بلاد پنجاب میں پھیل پڑی تو اُسنے بہت
سا روپیہ دیکر اُس بلا کو سر سے ٹالا اور نچنت هوکر بیٹھا اور یہہ تدبیر
جو پہلے پہل هندوستان میں ہوتی گئی کچھہ ایسی راس آئی کہ مغلوں
کے لوبھی لالچی هونے سے یہہ قوی اُمید نتھی کہ وہ لالچ کے مارے پھر
دوبارہ دھاوا نکرینگے مگر بعد اُسکے کوئی حملہ اُنکا وقوع میں نہ آیا *

علاوہ اُسکے وہ دوسری تدبیر اُسکی جو اُسکے خوے و خصلت کے
خلاف اور بجائے خود نہایت معقول اور بغایت راست درست تھی یہہ
تھی کہ اُسنے تمام دکن کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور اپنے قلمرو کے
دور دراز صوبوں میں ایسا انتظام اپنا بیٹھایا جیسا کہ حوالی دارالسلطنت
کے پرگنوں میں بیٹھا تھا *

## بادشاہ کی نامعقول تدبیروں کا بیان

بعد اُسکے وہ ایسے کاموں میں پڑا جو اُسکی اصل و طبیعت کے شایان
و مناسب تھے چنانچہ پہلے اُس نے ایران کا ارادہ کیا اور بقول فرشتہ والے
کے تین لاکھہ ستر هزار سوار اکٹھے کیئے مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ فوج اُسکے
خزانہ کو کھا بھی گئی اور جب تنخواہ کی کوڑی وصول نہوئی تو لوٹ
مار اُس نے شروع کی یہاں تک کہ پریشان هوکر ادھر اودھر چلی گئی *

دوسري بار اُسنے يهه اراده كيا كه چين كو فتح كرے اور اپنے خزانوں كو وهاں كے مال و دولت سے بهرے چنانچه ايک لاكهه آدمي كوه هماليه كي راه سے روانه كيئے مگر جبكه يهه لوگ پهاڑوں سے گذر كر بهڑي دشواري سرحد چين تک پهونچے تو وهاں چين كي بڑي فوج قايم پائي اور اپني قلت و زحمت اور اُنكي قوت و كثرت كے باعث سے مقابله نكرسكے اور علاوه اُسكے يهه مصيبت پيش آئي كه ذخيروں نے كمي كي اور برسات سر پر پهونچي چنانچه اُنهوں نے دم بهي نليا اور هار جهک مار كر پچهلے پهروں لوٹ پڑے *

جب كه وه لوٹتے آتے تهے تو پهاڑيوں نے بهت ستايا اور دشمنوں نے پيچها كيا چنانچه بهت سے تو تهكانے لگے اور باقي جو تهے بهوكوں كے مارے جينے سے تنگ آگئے مگر صيبوں سے يهه اتفاق هوا كه موسلا دهار پاني پڑنے سے چيني لوگ لوٹ گئے اور هندوستاني لوگ اچهے موسم ميں پهاڑوں سے نكل آئے مگر اُنهوں نے ديس كو غرقاب پايا اور چهوٹے پهاڑوں پر ايسے بن كهڑے ديكهے كه اُن سے گذرنا نهايت دشوار تها غرضكه پهرتے پهروں ايسي سخت مصيبتيں پيش آئيں كه پندره دن بعد ايک آدمي بهي باقي نرها كه وه اپني بپتا كهاني سناتا اور كسي كے سامنے اپنا رونا روتا منجمله اُن لوگوں كے جو جگهه جگهه غنيم كي روک ٹوک كے ليئے پيچهے چهوڑے گئے تهے بهت سے لوگ اِس قصور پر بادشاه كے حكم سے مارے گئے كه اُنهوں كے باعث سے اس ناكاره مهم كو ناكامي نصيب هوئي *

جب كه يهه تدبير اُسكي راس نه آئي اور خزانه خالي رها تو اُسنے اور راه نكالي مگر بقول كسيكے * مصرع * جو چال هم چلے وه بهت هي بري چلے * وه بهي كچهه ٹهيک ٹهاک نتهي يعني جب اُسنے يهه بات سني كه ملک چين ميں كاغذ كا روپيه چلتا هے تو اُسنے اپنے ملک ميں نيا سكه چلانا چاها چنانچه كاغذ كي جگهه تانبے كے ٹكڑے چلائے مگر اس سبب سے كه بادشاه كا دوالا نكل گيا تها اور سلطنت اُسكي دو چار دن كي بات سمجهي

جاتي تهي تو شروع هي سے اعتبار انكا جاتا رها يہاں تک کہ بیگانہ ملک کے سوداگروں نے انکو قبول نکیا باقي اپنے ملک والے بهي انکے لینے دینے سے پہلوتہي کرتے تھے غرضکہ بنج بیوہار بند ہوگیا اور تمام لوگ محتاج ہوگئے اگرچہ خود بادشاہ کو بظاہر یہہ فائدہ حاصل ہوا کہ قرض اُسکا ادا ہوگیا مگر اُسیقدر آمدني میں گہاٹا پڑا بلکہ رعایا کے محتاج ہونے سے محاصل سرکاري کي بنیادیں هل گئیں اور رعایا کے زوال دولت کا یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ اُس سے زیادہ اُسکي دولت نے زوال پایا *

جو جبر و تعدي کہ بادشاہ کیطرف سے تحصیل میں واقع ہوتي تهي وہ لوگوں کو اس لیئے بہت زیادہ ناگوار ہوئي کہ روز روز اُسکي حاجتیں بڑهنے لگیں اور تنگي کو فراخي ہونے لگي یہانتک کہ کاشتکار اپنے کهیت چهوڑ چهوڑ کر چلے گئے اور جنگلوں میں جا بسے اور لوٹ کهسوٹ سے گذارا کرنے لگے بلکہ بہت لوگ اپني بستیوں سے بهاگ گئے اور بادشاہ ان باتوں کے واقع ہونے سے جنکا آپ باعث تها نہایت برہم ہوا اور ایسي بري تدبیر سے انتقام اُنسے لیا جو تمام ظلموں سے بڑهکر تهي یعني اُس نے اپني فوج کو شکار کي تیاري کا حکم دیا اور بدستور شکار ہندوستان کے ایک بڑے خطہ کو رمنہ کي طرح سے گهیرا اور بعد اُسکے یہہ عام حکم دیا کہ جو شخص اِس گهیرے میں پاؤ شکار کي مانند اُسکو قتل کرو اور چاروںطرف سے قتل کرتے ہوئے بیچا بیچ میں جمع ہوجاو چنانچہ جو لوگ اُسمیں مارے گئے اکثر گنوار اور بیگناہ تھے غرضکہ اِس قسم کا شکار کئي مرتبہ کهیلا گیا اور پچهلا شکار یہہ ہوا کہ قنوج کے باشندوں کا قتل عام کیا بعد اُسکے انهیں برے کرتکوں کي بدولت ایک بڑا کال پڑا اور لوگوں پر ایسي سخت مصیبت پڑي کہ وہ تقریر و تحریر سے باہر هے *

## بغاوتوں کا بیان

جب که یهه زور ظلم ظهور میں آئی تو لوگ چپکے نه بیٹهه سکے چنانچه بادشاه کے خاص بهتیجے نے پهلے پهل مالوه میں بغاوت کی بنیاد ڈالی چنانچه سنه ۱۳۳۸ ع مطابق سنه ۷۳۹ هجري میں بادشاه أسکے پیچهے دکن تک گیا یهانتک که وه گرفتار هوا اور کهال أسکي اوتاري گئي بعد أسکے ملک بهرام جو بادشاه کے باپ کا بهت پورانا رفیق تها اور أسکي تخت نشیني کا بڑا ممد و معاون تها ملک پنجاب میں باغي هوا یعني سنه ۱۳۳۹ ع مطابق ۷۴۰ هجري میں هنگامه برپا کیا مگر وه هنگامه بهي فرو هوا اور باغي گردن مارا گیا بعد أسکے بنگال کا حاکم باغي هوا جو ایک مسلمان بهائي تها اور بهت دنوں تک بغاوت أسکي قایم رهي یهاں تک که وه کبهي مطیع أسکا نهوا اور أسي زمانه میں کارومنڈل کے حاکم نے بهي بغاوت کي چنانچه وه بهي کامیاب هوا اور یهه دونوں بغاوتیں سنه ۱۳۴۰ ع مطابق سنه ۷۴۱ هجري میں واقع هوئیں *

کارو منڈل کي بغاوت کے دبانے کا اراده خود بادشاه نے کیا مگر جب فوج أسکي ورنگل میں داخل هوئي تو ایسي سخت وبا پڑي که دیو گڑه کو واپس آنا پڑا اور راه میں یهه اتفاق هوا که ایک دانت اپنا نکلوایا اور بڑي دهوم دهام سے دفن آسکو کرایا اور بهت بڑي قبر أسکي بنوائي *

أسي عرصه میں پٹهان لوگ اٹک سے اوترے اور پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے اور جب وه چلے گئے تو ٹهاکروں نے خوب هاتهه پهینکے یهاں تک که لاهور پر قبض و تصرف کرکے أس صوبه کو پورا پورا برباد کیا *

بعد أسکے سنه ۱۳۴۴ ع مطابق سنه ۷۴۴ هجري میں کرناٹک اور تلنگانه کے راجاؤں نے باهم اتفاق کیا اور پهلي بات اپني بناني چاهي یعني دوباره آزادي کا اراده کیا منجمله أنکے کرناٹک کا راجه ایک نئے خاندان کا باني تها جو خاندان بلال دیو کے برباد هونے پر قایم هوا تها اور بیجانگر کو أسنے دارالسلطنت اپنا بنایا تها اور وه ایسا بهادر تها که سولهویں

صدي کے اخیر تک مسلمانوں سے برابر کي لڑائي لڑتا رہا اور تلنگانہ کے راجہ نے ورنگل پر دوبارہ قبضہ کیا اور بادشاہ کي فوج کو جگھہ جگھہ سے باہر نکالا جہاں جہاں وہ چھاوني ڈالے پڑي تھي *

سنہ ۱۳۴۵ ع مطابق سنہ ۷۴۵ ھجري میں ہندوستانمیں قحط اِس غایت کو پہنچا کہ سنبھل کا حاکم محاصل جمع نکرسکا اور بادشاہ کے ظلم کے خوف سے باغي ہوگیا مگر جلد اُسکي سرکوبي ہوئي اور علاوہ اُسکے بدر واقع بلاد دکن کا باغي حاکم بھي اپنے کیئے کو پہنچا *

بعد اُسکے بہت جلد ایک امیر نو مسلم مغل نے جو امراء جدید کے زمرہ میں داخل تھا ملک دکن میں سرکشي کي مگر سنہ ۱۳۴۶ ع مطابق سنہ ۷۴۶ ھجري میں پس پا ہوا مگر اور مغل سردار جي جان سے تابع نہوئے اور کسي نئے فساد کے مترصد بیٹھے *

بعد اُسکے عین الملک نے بغاوت اختیار کي اور ساري وجہہ اُسکي یہہ ہوئي کہ جب بادشاہ نے اُسکو اودہ کي حکومت سے دکن کو بدل دیا تو وہ بادشاہ سے بدگمان ہوگیا خیر خواہي سے ہاتھہ اٹھایا مگر گوشمالي اُسکي بہت جلد ہوئي اور خلاف توقع اپنے عہدہ پر بحال ہوا *

بعد اُسکے دکن کا حاکم جو بڑے بڑے فسادوں کا برابر مانع مزاحم رہا تھا موقوف کیا گیا اور اُسکي جگھہ عمادالملک بھیجا گیا جو داماد بادشاہ کا تھا اور بہت سا روپیہ اُس صوبہ پر بڑھایا گیا *

ایسے ہي ایک ذلیل خاندان کا ایک آدمي مالوہ کا حاکم مقرر کیا گیا جسنے ستر امیر مغلوں کو دغابازي سے قتل کرکے اپني خیر خواہي بادشاہ پر جتائي تھي اور جب کہ اُن مغلوں کو ان مغلوں کي سزاوني پہنچي جو گجرات میں افسر تھے تو اُنھوں نے باقي فوج کے لوگوں کو نیچ اونچ سمجھا کر بغاوت میں شریک اپنا کیا چنانچہ سنہ ۱۳۴۷ ع مطابق سنہ ۷۴۸ ھجري میں بادشاہ روانہ ہوا اور جوں توں اُس مفسدہ کو فرو کیا اور اپنے صوبہ کو ایسا تباہ کیا جیساکہ کسي غیر کے صوبہ کو خاکسیاہ

کرتے ہیں چنانچہ کمبوجا اور سورت کے مالدار شہروں کو تاخت تاراج کرادیا *

## دکن کي عام بغاوت اور بادشاہ کي آمادگي اور وفات کا بیان

جب کہ گجرات کی بغاوت پست ہوئي تو کچھہ باغي دکن کو بھاگے اور وہاں کے امیر مغلوں کي پناہ میں آئے اور بادشاہ اس بات کو سنکر نہایت برہم ہوا چنانچہ اُس نے اُن مغلوں کي گرفتاري کا حکم صادر فرمایا مگر وہ مغل بھاگ گئے اور مل جل کر عام بغاوت برپا کي اور اسمعیل خاں پٹھان فوج کے ایک بڑے افسر کو بادشاہ قرار دیا مگر بادشاہ نے ایسي کمال چالاکي برتي جو ایک بڑے کام کی شایاں تھي چنانچہ وہ دکن کو گیا اور باغیوں کو اُنکے بادشاہ سمیت شکست فاحش دیکر دیوگڑہ کے قلعہ میں محصور کیا ہنوز اُس نے اِس قلعہ پر قبضہ نپایا تھا اور کامیابي اُسکي پوري نہوئي تھي کہ نئے جھگڑے کي ضرورت سے گجرات اُسکو جانا پڑا اور جب کہ وہ اُدھر روانہ ہوا تو جوں جوں وہ آگے بڑھتا جاتا تھا لوگ پیچھے سے باغي ہوتے جاتے تھے اور بار برداري یعني بھیر بنگاہ اُسکي لٹتي جاتي تھي مگر جب کہ گجرات کا فساد فرو ہوا اور مقسد لوگ تاتا واقع سند کو چلے گئے اور راجپوت راجاؤں کي پناہ اُنھوں نے ڈھونڈي تو بادشاہ کو یہہ خبر لگي کہ دکن کا کار و بار پہلي کي نسبت بہت زیادہ خراب ابتر ہی اور ویسا کبھي ابتر نہیں ہوا تفصیل اس اجمال کي یہہ ہی کہ باغیوں کے بادشاہ نے سلطنت کا دعوي چھوڑا اور حسن گانگوئي کو وہ دعوي تفویض کیا جو بہمني خاندان کا باني مباني تھا چنانچہ اُسکي بلند ہمتي اور الوالعزمي کي امداد و اعانت سے باغیوں نے یہہ کام کیا کہ دکن کے حاکم امدادالملک داماد بادشاہ کو شکست فاحش دیکر قتل کو پہونچایا اور صرف دکن پر ہي قبضہ نکیا بلکہ مالوہ کے حاکم کو بھي بغاوت کا شریک کیا بادشاہ اِس واقعہ سے مطلع ہونے پر یہہ بڑي

چوک اپني سمجها که دکن کي مهم کو ادهوري چهوڑکو گجرات کو روانه هوگیاتها چنانچه اُسنے یهه چاها که پهلے گجرات کي امن و امان کو بحال کرے اور بعد اُسکے دکن کے بڑے فساد کو مٹاوے اگرچه ایک عرصه سے بادشاه کا مزاج اچها نتها مگر بهگوڑے باغیوں کے پیچهے سند کو روانه هوا اور جب که بادشاه اٹک پر پهونچا تو باغیوں نے مقابله کیا اور عبور دریا کے مزاحم هوئے مگر وه رک نسکا اور دریا سے پار هوگیا بعد اُسکے جب وه تاتا میں داخل هوا تو بیسویں مارچ سنه ۱۳۵۱ ع مطابق اکیسویں محرم سنه ۷۵۲ هجري میں بیمار هوکو مرگیا اور ایسے عالم فاضل بادشاهوں اور ظالم جهانداروں کي سي شهرت باقي چهوڑ گیا جنسے انسانوں کي خلقت بهت کم آراسته پیراسته اور نهایت کم تباه اور خاک سیاه هوتي هی *

## دیوگڑه کي دارالسلطنت بنانے اور باقي ناشایسته حرکتوں کا بیان

منجمله حرکات اس بادشاه کے کوئي پوچ حرکت ایسي نهوئي تهي جیسے که دلي کو چهوڑ کر دیوگڑه کي دارالسلطنت بنانے میں واقع هوئي یهانتک که تمام لوگ اس بیجا حرکت سے نهایت شاکي هوئے اور بڑي مصیبتوں میں پڑے یهه بات اُسکي بجاے خود نامعقول نتهي اگر بطور معقول اُسکو پورا کرتا اور نهایت گرما گرمي اور بڑي اندها دهندي سے عمل میں نه لاتا مگر جوں هي که یهه بات اُسکے خیال میں آئي تو في‌الفور اُسنے تمام دلي کے رهنے والوں کو دیوگڑه کے جانے کا حکم دیا اور نام اُسکا دولت‌آباد †

---

† اُنهیں روزوں دولت آباد کا قلعه جو ابي زمانتا موجود هی تعمیر کرایا اور اِس قلعه سے بخوبي ثابت هوتا هی که وه بادشاه بڑے اراده والاتها که اُسنے ایسي بڑي عمارت بنائي چنانچه اُسنے پهاڑ کا ایک ٹکڑا ایکسو اسي فٹ کے طول کا عمده کیطرح پر کاٹا اور اُسکے اندر جانیکي پیچیده راه اُس ٹکڑے کے جگر میں نکالي اور اُسکے علاوه اور کوئي راه اُسکے جانے کي نهیں رکهي اور چاروں طرف اُسکے ایک چوڑي گهري خندق خود پهاڑ میں سے تراشي

رکہا بعد اُسکے دوهي بار دلي آنيکي اجازت فرمائي اور دو هي بار دلي سے جانيکا حکم سنايا اور يهہ تهديد فرمائي که جو شخص وهاں نجاويگا وہ صاف جان سے جاويگا چنانچه منجملة ان سفروں کے ایک سفر قحط کے دنوں میں واقع هوا اور بہت لوگ بهوکوں کے مارے لوٹ پوٹ کر مرگئے اور هزاروں فقير و محتاج هوگئے آخر کار يهہ تدبير اُسکي راس نه آئي اور خود دلي هي دارالسلطنت رهي *

علاوہ اُسکے بيٹهي بٹهائے يهہ ترنگ بهي اُسکے جي ميں آئي تهي که مصر کے بادشاہ سے جو صرف نام هي کا خليفه تها بادشاهي خلعت حاصل کرے چنانچه آپکو مطيع و محکوم اُسکا سمجها اور نام اُن بادشاهوں کا بادشاهوں کي فهرست سے خارج کيا جنهوں نے يهہ عمدہ سند حاصل نکي تهي *

بعد اُسکے يهہ سوجهي تهي که تمام ملک کو ساتهہ ساتهہ ميل کے مربع ضلعوں پر تقسيم کرے اور سرکاري اهتمام سے بو جوت اُنکي کرائے *

## اس بادشاہ کے دربار کا حال جو ایک افريقه والے مسلمان نے بيان کيا

اس بادشاہ کي سلطنت کے بہت سے حال ابن بتوته نے تحرير کيئے جو تانجيئرز کا رهنے والا اور تمام ايشيا کو اُسنے ديکها بهالا تها اور اس بادشاہ کے دربار ميں سنه ۱۳۴۱ع ميں حاضر هوا تها اور جو کچهہ که اُسنے لکها هی وہ بہت ٹهيک ٹهيک لکها اسليئے که جب وہ افريقه کو واپس گيا تو اُسنے حال اُسکا تحرير کيا چنانچه هندوستان کے مورخوں نے اس بادشاہ کي جو برائياں بهلائياں بيان کيں هيں وہ اُنکي تصديق کرتا هی اور جو جاہ و جلال اور تباهي پريشاني اُسکي عهد دولت ميں واقع هوئي وہ بيکم و کاست اُسنے لکهي هی چنانچه وہ بيان کرتا هی که ملک کي سرحدوں سے عين دارالسلطنت تک سوار اور پيدل کي ڈاک برابر ديکهي مگر ملک کو ايسا ويران و خراب پايا که مسافر کي جان و مال کو هر جگهہ جوکهوں

تهي اور خود دلي کو بڑي عاليشان بستي بيان کيا هی اور جامع مسجد
اور أسکي چار ديواري کو تمام دنيا ميں بے نظير وہ کہتا هی کہ اگرچہ
بادشاہ أسکو دوبارہ بسا رها تها مگر وہ ايک جنگل کي مانند پڑي تهي
گويا کہ دنيا کے نهايت بڑے شهر ميں بهت تهوڑے لوگ بستے تهے *

بيان أسکا يهہ هی کہ جب ميں دلي ميں داخل هوا تو بادشاہ
وهاں موجود نتها مگر چند اميروں اور فاضلوں اور مسافروں سميت جو
ميرے همراہ رکاب تهے بڑي بيگم يعني والدہ بادشاہ کے دربار ميں حاضر
کيا گيا چنانچہ وہ بيگم بڑي عنايت سے پيش آئي اور خلعت مرحمت
فرمايا بعد أسکے رهنے کے واسطے ايک مکان مقرر کيا جسميں کهانے پينے
کا بڑا ذخيرہ مهيا تها اور تمام ضروري چيزيں موجود تهيں علاوہ أسکے
دو هزار دينار حمام کے خرچ کے ليئے عنايت فرمائے *

اسي عرصہ ميں جب ميري بيٹي مرگئي تو محل کے لوگوں نے اطلاع
أسکے مرنيکي ڈاک کے ذريعہ سے خفيہ خفيہ بادشاہ کو پهونچائي اور جب
جنازہ باهر نکلا تو اسبات سے نهايت تعجب هوا کہ خود وزير أسکے همراہ
تها اور جو رسميں کہ اميروں کے مردہ کے ليئے شاياں و مناسب هوتي
هيں وہ تمام آنکي طرف سے عمل ميں آئيں اور خود بادشاہ کي والدہ
نے ميري بي بي کو تسلي تشفي کے ليئے بلايا اور نهايت عذر خواهي کي
اور چلتے وقت اپني عنايت سے زيور و خلعت مرحمت فرمايا *

جب کہ دلي ميں بادشاہ داخل هوا تو آسکو بهي نهايت خليق
اور مسافرنواز پايا چنانچہ جب حصول ملازمت کے واسطے ميں حاضر
خدمت هوا تو وہ بڑي تعظيم و تکريم سے پيش آيا يهاں تک کہ ميرا
هاتهہ أسنے پکڑا اور طرح طرح کي نوازشوں کے وعدہ کيئے چنانچہ بعد
أسکے قضا کا عهدہ ميرے واسطے تجويز کيا اور اس ضرورت سے کہ ميں
هندي زبان سے محض ناواقف تها اس معاملہ کي نسبت عربي زبان
ميں گفتگو کي اور جب کہ ميں نے هندي زبان سے نا آشنائي کا عذر پيش

کیا تو بخیلے گراں خاطر هوا مگر طبیعت کو روک تهام کر میرے عذروں کا جواب دیا یہاں تک کہ مجکو معزز و ممتاز فرمایا اور بڑي تنخواہ مقرر فرمائي بعد اُسکے ایک عربي قصیدہ میں نے پیش کیا جسمیں قرضداري کا مضمون مذکور تها تو بادشاہ نے پچپن هزار † دینار عنایت فرمائے مگر باوصف ان باتوں کے میں نے جان جوکهوں بهي دیکهي اسلیئے کہ بادشاہ کو ایک درویش کي نسبت جو دلي کے باهر رهتا تها کچهہ اشتباہ هوا چنانچہ اُسکو قتل کرایا اور اُسکے ملنے جلنے والوں کو پکڑا جکڑا حسب اتفاق اُسکے ملنے والوں میں یہہ خاکسار بهي داخل تها مگر الگ لپٹ کر چند همراهیوں سمیت اپني جان میں نے بچائي اور بعد اُسکے جب موقع پایا تو صاف استعفا داخل کیا مگر بادشاہ نے کمال آدمیت برتي کہ بجاے ناخوش هونیکے اُن ایلچیوں میں داخل کیا جنکو ایلچیان شاہ چین کے جواب میں روانہ کیا چاهتا تها جو بڑي شان و شوکت سے آئے تهے *

## بیان اسباب کا کہ اس بادشاہ کے وقتوں میں مسلمانوں کي سلطنت نهایت وسیع و فراخ تهي

اس بادشاہ کے آغاز عهد دولت میں مسلمانوں کي سلطنت دریاے اٹک کے مشرقي جانب میں ایسي وسیع و فراخ تهي کہ پہلے اُس سے اسقدر کبهي چوڑي چکلي نہیں هوئي مگر بعد اُسکے جو صوبجات اُسکے قبض و تصرف سے خارج هوگئے تهے وہ اورنگ زیب کے عهد دولت تک مسلمانوں کے قبضہ میں داخل نهوئے اور جن صوبوں میں بغاوت نهوئي تهي وهاں بهي بادشاهي حکومت کو ایسا صدمہ پهونچا تها کہ مغلوں کي سلطنت تک بهي پنہچنے نپائے *

---

† معلوم هوتا هی کہ دینار اُس زمانہ میں بهت چهوٹا سکہ تها مگر اُسکا ٹهیک ٹهیک دریافت نہیں

ایشیا والوں کو علی العموم اسبات پر کم توجہہ هوتي هی که وہ ستمگار اور بدکردار بادشاهوں کے پنجوں سے رهائي حاصل کریں چنانچہ وہ ظلم کو اُنکے برابر اُٹھاے چلے جاتے هیں اور کبھي کان بھي نہیں هلاتے ورنہ یہہ بات بہت کم ظہور میں آتي هی که ایک آدمي کي بد انتظامي سے تمام لوگوں کو نقصان فاحش پہونچے *

## فیروز تغلق کي سلطنت کا بیان

جب که محمد تغلق کا انتقال هوا تو بد انتظامي نے اُسکي فوج میں پانوں اپنے پھیلائی اور حسب معمول اس بدانتظامي کے بڑے باعث مغل تھی مگر هندوستاني سرداروں نے جو اب پہلے پہل مذکور هوئے بہت سي روک تھام اُسکي کي چنانچہ سنہ ۱۳۵۱ ع مطابق سنہ ۷۵۲ هجري میں بادشاہ کے بھتیجے فیروزالدین کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا بعد اُسکے فیروز تغلق نے تھوڑي فوج اپني سندہ میں چھوڑي اور اٹک کے کنارے کنارے مقام آچھہ کو پہونچا اور وهاں سے دلي کو روانہ هوا اور اُن لوگوں پر فتح پائي جوپہلے بادشاہ کے فرضي یا اصل بیٹے کے نام سے بمقابلہ پیش آئے تھی *

جب که تخت نشیني پر تین برس گذرے تو سنہ ۱۳۵۳ع مطابق سنہ ۷۵۴ هجري میں بنگالہ کا ارادہ کیا چنانچہ تمام صوبہ بنگال پر گذر گیا مگر دشمن کو مطیع اپنا نکرسکا اسلیئے که غنیم اُسکے سامنے لوڑا اور آگی بڑھتا چلا گیا یہاں تک که برسات کے آنے سے کام ناکام اُسکو پچھلے پیروں پھرنا پڑا *

## فیروز تغلق کے بنگال اور دکن سے هاتھہ اُٹھانیکا بیان

بعد اُسکے سنہ ۱۳۵۶ع مطابق سنہ ۷۵۷ هجري میں بنگال و دکن کے ایلچي حاضر آئے اور اُسنے دربار اُنکو دیا چنانچہ اس سے صاف واضح هوتا هی که اُسنے اُن دونوں صوبوں سے هاتھہ اپنا اُوٹھایا اور اُنکے بادشاهوں کي خود مختاري گوارا کي مگر باوصف اسکے شاید نام کي بڑائي قایم رکھي

اور انکو ماتحت اپنا سمجھتا رہا بعد اُسکے خواہ اس باعث سے کہ وہ عہدنامہ شاہ بنگال کی ذات خاص سے متعلق تھا یا اس سبب سے کہ شاہ بنگال اول کے انتقال کے بعد اُسکو کچھہ طمع دامنگیر ہوئی شاہ بنگال کے جانشین سکندر سے لڑائی پیش آئی جسمیں بنگال کی عین جنوب مشرق تک خود بادشاہ بھی پہونچا تھا مگر سکندر سے بھی وہی عہد و پیمان درمیان آئی جو پہلے بادشاہ سے آئے تھے چنانچہ اُسکی خود مختاری میں کسی طرح کا شک شبہہ باقی نرھا بعد اُسکی تھوڑے عرصہ گذرنے پر تاتا واقع سندھ کے راجا جام بانی سے بادشاہ ناخوش ہوا اور اُسپر چڑھائی کی اگرچہ پوری پوری کامیابی تو نصیب نہوئی مگر جام بانی کی ظاہری اطاعت کرنے سے ناکامی کا رنج و تاسف کچھہ کم ہوگیا بعد اُسکے سندھ سے گجرات کو گیا اور وہاں پہونچکر نیا حاکم مقرر کیا اور جب کہ یہہ حاکم کئی سال کے بعد مرگیا تو سنہ ۱۳۷۲ ع مطابق سنہ ۷۷۳ ہجری میں ایک اور حاکم اُسکی جگھہ مقرر کیا بعد اُسکے ایک فساد برپا ہوا جو تھوڑے دنوں تک قایم رہا *

امورات مذکورۂ بالا کے علاوہ سلطنت کے چھوٹے موٹے کاموں میں سنہ ۱۳۸۵ ع مطابق سنہ ۷۸۷ ہجری تک بہت جی جان سے مصروف رہا اور اب کہ عمر اُسکی ستاسی کو پہونچی تو ضعف و نقاہت کے مارے بادشاہت کے کام کاجوں میں بہت سر گرم نرہ سکا چنانچہ رفتہ رفتہ کل کار و بار اُسکے وزیر کے قبضہ میں آگئے اور جب کہ وزیر کو حکم و حکومت کی چاٹ لگی اور عمدہ اختیاروں کا مزا پڑا تو اُسنے یہہ بات چاہی کہ بادشاہ کو اُسکے وارث کی جانب سے برہم درہم کرے اور اپنے اختیاروں کو ہمیشہ کے لیئے قایم دایم رکھے چنانچہ اُس نے بادشاہ سے لگانا بجھانا شروع کیا اور قریب تھا کہ بادشاہ کے بڑے بیٹے کو خارج کرکے تخت نشینی حاصل کرے کہ بادشاہ کا بڑا بیٹا چھپ چھپاکر محلوں تک پہونچا اور باپ کی محبت کو گرمایا چنانچہ فیروز تغلق نے خواہ

سمجھہ بوجھہ کر یا اپنی محتاجی دیکھکر وزیر سے کنارہ کیا اور تھوڑے عرصہ بعد اپنے بیٹے کو تمام اختیار علانیہ بخشی مگر اِس شاہزادے سے جو ناصرالدین کے نام سے نامی گرامی تھا سلطنت کے انصرام و اہتمام میں کوئی لیاقت ظاہر نہوئی یہانتک کہ ایک برس سے کچھہ ہی زیادہ عرصہ گذرا تھا کہ اُسکے دو ہمشیر زادوں نے اُسکو خارج کیا یعنی اُنھوں نے عین دارالسلطنت میں ایک فساد برپا کیا اور اپنے نانا جان کے نام سے جسکو اُنھوں نے اپنے قابو میں پہلے سے کرلیا تھا اپنے ماموں سے لڑائی باندھی اور سرمور کے پہاڑوں تک اُسکو مارکر بھگا دیا جو جمنا اور ستلج کے درمیان میں واقع ہیں اور پھر یہہ مشہور کیا کہ فیروز تغلق نے اپنے نواسہ غیاث‌الدین کو تخت اپنا بخشا اور آپ دستکش ہوا *

## فیروز تغلق کی وفات اور اُسکے قوانین و عمارات کا بیان

بعد اِس ہنگامہ کے تھوڑے دن گذرے تھے کہ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۳۸۸ع مطابق ۳ رمضان سنہ ۷۹۰ ہجری فیروز تغلق نے نوہ برس کی عمر پوری کرکے جہان فانی سے نقل مکان کیا *

اگرچہ اُسکے عہد دولت میں کوئی بات عمدہ اور شایستہ ظہور میں نہیں آئی مگر اُن شایستہ قانونوں کے باعث سے جو اُسنے جاری کیئے تھے اور اُن عمارتوں کی خوبی سے جو اُسنے فلاح عام کی نظر سے بنوائیں تھیں نہایت معزز و ممتاز ہوا تفصیل اسکی یہہ ہی کہ اُسنے سنگین سزاؤنکو بہت کم کیا تھا چنانچہ جسمانی تکلیفوں یعنی ہاتھہ پاوں ناک کان کا کاٹنا یک لخت اوٹھا دیا تھا اگرچہ ہاتھہ پاوں کا نہ کاٹنا قانون شریعت کے صریح مخالف تھا مگر وہ بادشاہ اِسلیئے تعریف کے قابل ہی کہ اُسنے لوگوں کی لعنت ملامت کا اندیشہ نکیا علاوہ اُسکے وہ محصول اُسنے موقوف کیئے جو لوگوں پر نہایت گران و ناگوار اور خود وصول انکا بغایت مشکل و دشوار تھا اور ایسے محصولوں سے بھی ہاتھہ اوٹھایا جو کبھی کبھی حاصل ہوتے تھے اور تبدیل و تغیر انکو لاحق رہتی تھی

محاصل سرکاري کو ایسي طرح قایم کیا تھا کہ تحصیلداروں کي خاص رایوں پر بہت تھوڑي باتیں موقوف رھي تھیں اور سرکاري مطالبہ تمام لوگوں پر ظاھر و باھر اور تعداد اُسکي ٹھیک ٹھیک معین و مقرر ھوگئي تھي دھریوں کے دیس نکالے میں کچھہ کچھہ تھنک اپنے وقتوں کے اختیار کیئے تھے یعني کچھہ تعصب کا برتاو بھي تھا اور اسرافات پوشش کي روک تھام کے لیئے کوئي قانون قاعدہ جاري نکیا مگر آپ ھي موٹے جھوٹے کپڑے پہنے اور لوگوں کو بھي اسي طرح ترغیب و تحریص اسکي دي اور حقیقت یہہ تھي کہ یہہ بات اسکي نہایت عمدہ اور معقول تھي *

جو جو عمارتیں کہ اسنے فلاح عام کے لیئے بنوائیں اور انکے خرچ و اخراجات کے واسطے جائدادیں معین کیں تفصیل انکي یہہ ھی کہ آب پاشي کي ترقي کي ضرورت سے دریاوں کے وار پار پچاس منبعے نکالے اور چالیس مسجدیں اور تیس بڑے مدرسے اور سو مہمان سرائیں اور تیس تالاب اور سو شفاخانے اور سو حمام اور ڈیڑہ سو پل بنوائے اور علاوہ عمارات مذکورہ بالا کے بہت سي عمارتیں عالیشان اپني خوشي خاطر اور شہر کے زیب و زینت کے لیئے بنوائیں *

اگرچہ عمارات مذکورہ بالا کي تعدادوں میں دھائیوں اور سیکڑوں کے سوا اکائیوں کے نہونے اور بعض بعض عمارتوں کے بڑي بڑي لاگتوں کے دیکھنے سے فہرست مذکورہ کي بناوٹ کا شبہہ ھوتاھی مگر منجملہ اُسکي عمارتوں کے جو جو عمارتیں اب بھي موجود ھیں اُنکے دیکھنے بھالنے سے اُسکے بڑے ارادوں اور بڑے کاموںکا ثبوت بخوبي واضح ھوتا ھی اور سب کاموں سے بڑا کام اُسکا جو فہرست مذکورہ میں مندرج ھی وہ ایک نہر ھی جو جمنا کے اُس جگہہ سے شروع ھوتي ھی جہاں وہ پہاڑوں سے الگ ھوتي ھي چنانچہ وہ نہر کرنال پر گذر کر ھانسي ھسار کو ھوکر دریاے گاگر میں جاپڑتي ھي اور پہلے وقتوں میں اگے بڑہ کر ستلج میں جاپڑتي تھی معلوم ھوتا ھی کہ اب پاشي کي نظر سے اُسکو جاري کیا تھا فیروز تغلق کے بعد

شاید وہ نہر جاري نرهي اسليئے که سرکار انگریزي نے جو حصه اُسکا دوبارہ قایم کیا وہ حصار کے آگے دوسو میل تک جاري تهي اور اُسیکے ذریعه سے حال اُسکا دریافت کر سکتے هیں حال میں اُسمیں پن چکیاں † چلتي هیں جو هندوستان میں جاری نه تهیں اور اناج اُنمیں پستا هی علاوہ اُسکے اُنکي بدولت رس اور تیل بهي حاصل هوتا هی اور گول آرے چلتے هیں اور بڑے بڑے لٹهے پهاڑوں سے دیس میں بهاکر لاتے هیں اور ایک قسم کي کشتیوں میں سوداگري کا مال و اسباب بهي آنا جاتا هی مگر بڑا مقصود اُس سے یهه هی که ملک میں آبپاشي بخوبي هووے جسکي بدولت ملک کا بهت بڑا خطه زر خیز هوگیا اور چرواهے کسان بنگئے ‡ *

## غیاث الدین تغلق ثاني کي سلطنت کابیان

جوں هي که غیاث الدین ثاني تخت سلطنت پر بیٹها تو اُسنے اون رشته‌دارونسے چهیڑ چهاڑ شروع کي جنکي بدولت تخت اوسکو نصیب هواتها چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که پانچ مهینے کے اندر اندر فروري سنه ۱۳۸۹ع مطابق صفر سنه ۷۹۱ هجري میں تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گیا *

## ابوبکر تغلق کي سلطنت کا بیان

بعد اسکے شاهزادہ ابوبکر تخت نشین هوا جو فیروز تغلق کے دوسري بیٹی کا بیٹا تها اور کل ایک برس سلطنت کرنے پایا تها که ناصرالدین ان پهاڑوں سے اوترا جهاں وہ بهاگ کر چهپا تها چنانچه ناصرالدین ایک فوج لیکر چڑها اور دلي پر قابض هوا مگر بعد اسکے نوامبر سنه ۱۳۸۹ ع مطابق ذي الحجه سنه ۷۹۲ هجري میں ایک جهگڑا کهڑا هوا اور کئي

† واضح هو که انگریزي زبان میں مل چکي کو کهتے هیں یهه لفظ هر ایسي کل پر بولا جاتا هی جو گول پهیه وغیرہ کے گهومنے سے کام اُسمیں هوتا هی خواہ وہ پاني کے زور سے گهومي یا بهاپ کي قوت سے چلے پهرے *

‡ میجر کاٹون صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه ایشیا ٹک سوسئیٹي بنگال جلد ۲ صفحه ۱۰۵

مہینے تک برابر قایم رہا اور اس جھگڑے میں دلی کی یہہ صورت رہی
کہ چند بار ابوبکر اور ناصرالدین کے قبض و تصرف میں آئی گئی یہانتک
کہ ناصرالدین آخرکارغالب آیا اور قبضہ اسکا مستقل ہوگیا اور حریف اسکا
اسیر اُسکا ہوا اس جھگڑے میں یہہ بات بیان کے قابل ہی کہ ایک هندو
سردار راے سرور نامی ناصرالدین کا بڑا مدد و معاون تھا اور میوات
کے هندو نہایت گرمجوشی سے ابو بکر کے طرفدار تھے اور جب کہ ناصرالدین
کو یہہ بات ثابت ہوئی کہ بادشاہی فوج میں بیگانہ ملک کے لوگ اُس
سے عداوت رکھتے ہیں تو اسنے انکو دیس نکالا دیا اور جن لوگوں نے اپنا
اوپرا پن چھپایا تو امتحان انکاایسی طرح عمل میں آیا جیسی یہودیوں
میں شبلت † کے لفظ سے کیا گیا تھا یعنی جو لوگ ایک لفظ هندی کا
جو خاص هندی زبان کا تھا نہ بول سکے تو وہ اوپری ٹہراے گئے اور اسی
بات سے دریافت ہوتا ہی کہ جب سے غور و هند کی سلطنتیں علحدہ
ہوئیں تو اسی زمانہ سے هندوؤں اور هندوستان زاے مسلمانوں کے قدر و
منزلت بڑہ گئی *

## ناصرالدین تغلق کے دوبارہ بادشاہت کرنےکا بیان

اگرچہ اس بادشاہ کے عہد دولت میں بڑی بڑی خرابیاں اور بہت
بہت پریشانیاں قایم رہیں مگر کئی باتیں ایسی ظہور میں آئیں کہ وہ
عہد اُنکی بدولت معزز و ممتاز ہوگیا *

گجرات کا حاکم فرحت‌الملک باغی ہوا اور سردار مظفر خاں نے
اُسکو پس پا کیا مگر بعد اُسکے اگلی سلطنت میں خود مظفر خاں بھی
باغی ہوگیا اور راٹھور کے راجپوتوں نے جمنا پار بغاوت کے نقشے جمائے
غرض کہ بادشاہی حکومت کا ڈھچر بگڑ گیا اور جابجا ضعف اُسکا ظاہر
ہوگیا *

---

† عہد عتیق کے کتاب قضات کے بارھویں باب کا ملاحظہ چاہیئے

بادشاہ کا وزیر نو مسلم اپنے بهتیجے کے الزام لگانے سے جو مسلمان اب تک نہ ہوا تها مارا گیا بعد اُسکے جب ناصرالدین مرگیا تو ہمایوں اُسکا بیٹا تخت نشین ہوا مگر جب پینتالیس دن گذرے تو وہ بهي گذر گیا اور محمود اُسکا چهوٹا بهائي بڑے بهائي کي جگہہ تخت پر بیٹها *

## محمود تغلق کا بیان

یہہ شہزادہ سنہ ۱۳۹۳ع مطابق سنہ ۷۹۶ ہجري میں تخت نشین ہوا مگر کم سني کے باعث سے بادشاہت کے گئے گذري رعب داب کو بحال نکرسکا چنانچہ گجرات کا حاکم مظفر خاں خود مختار ہوگیا اور بادشاہي کرنےلگا اور مالوہ جو دکن سے الگ ہوکر دلي کے شامل ہوگیا تها ہمیشہ کے لیئے دلي سے الگ ہوگیا اور خاندیس کا چهوٹا صوبہ بهي قبضہ سے نکل گیا غرض کہ نئي نئي سلطنتیں قایم ہوگئیں اور اکبر کے زمانہ تک قایم رهیں *

## بادشاہت کي تباہي اور تیمور کي چڑهائي کا بیان

خاص وزیر نے جونپور پر قبضہ کیا اور نئي سلطنت قایم کي اور اُسي زمانہ میں عین دارالسلطنت میں کئي گروہ قایم ہوئے چنانچہ ایسمیں لڑ بهڑ کر لہو کے ندي نالے بہائے باقي صوبوں کا یہہ حال ہوا کہ خود بادشاہ اور اسکے مخالفوں کي پروا بهي نکي اپس میں لڑنے جهگڑنے لگے چنانچہ یہہ لوگ آپس میں لڑجهگڑ رہے تهے کہ تیمورلنگ انکے سر پر ٹوٹا اور سارے گروہوں کو مار مار کر خراب و خستہ کیا *

اگرچہ تیمور نے اتنے تاتاري لوگ اکهٹے نکئے تهے جتنے کہ چنگیز خاں نے جگہہ جگہہ سے فراہم کیئے تهے مگر باوجود اسکے اسیطرح ادهر اودهر سے جمع کرکے اُسیکي مانند اس پاس کے ملکوں میں لوٹ مار کرتا پهرتا تها اگرچہ تیمور اپني† ذات کا ترک اور مذہب کا مسلمان اور کسیقدر تربیت

† تیمورلنگ یا امیر تیمورجیسےکہ ایشیاوالے اُسکو پکارتے ہیں مقام کیش میں پیدا ہوا جو شہر سمرقند کے پاس واقع ہے اور وہاں ترکي فارسي دونوں زبانیں

یافتہ ولایت میں پیدا ہوا تھا مگر لڑنے بھڑنے کے رنگ ڈھنگ اُسکے ویسے ہي وحشیانہ تھے جیسے کہ چنگیز خاں مغل کے طور طریقے تھے علاوہ اسکے ملکي انتظاموں میں بھي ویسا ہي کوتاہ اندیش تھا جیسا کہ چنگیز خاں مغل تھا مگر بادشاہي اسکي چنگیز خاں کي بادشاہي سے بہت تھوڑے دنوں قایم رہي چنانچہ جن جن ملکوں میں بڑي دوڑ دھوپ اُسنے کي تھي انکے بڑے بڑے حصوں کو بھي اپنے قبضہ میں نرکھا اور اسکي بادشاہي کے حصوں میں سے جو حصہ اسکے خاندان میں باقي رہے اور شاداب اور آباد بھي ہوئے تو ساري وجہہ اسکي یہہ تھي کہ اسکي آل و اولاد کے چال ڈھال اسکي چال چلن کے مخالف تھے تیمور نے ایران و ماوراءالنہر کو فتح کیا باقي تاتار اور جارجیا اور میسوپٹیمیا اور کچھہ تھوڑا سا حصہ روس اور سائبیریا کا ایران و ماوراءالنہر کي فتح سے پہلے پہلے خاک سیاہ کر چکا تھا کہ بدون کسي نزاع سابق کے ہندوستان کي بودي بادشاہت پر دھاوا کیا *

شروع بہار سنہ ۱۳۹۸ع مطابق سنہ ۸۰۰ ہجري میں تیمور کا پوتا پیر محمد نامي جو سلیمان کے پہاڑوں والی پٹھانوں کے دبانے میں مصروف تھا مقام اُچھہ کے قریب اٹک پار اوترا اور ملتان کا محاصرہ کیا ‡ جسمیں چھہ مہینے سے زیادہ زیادہ صرف ہوئے اور تیمور اُسي زمانہ میں کوہ ہندو کش سے گزرکر براہ معمولي کابل میں داخل ہوا † اور

---

برلاتي ہیں خاندان اُسکا دو سو برس سے وہاں بستا رستا تھا تیمور دور کے رشتہ سے یہہ دعوی کرتا تھا کہ میں چنگیز خاني ہوں مگر حقیقت یہہ ہی کہ نانا اُسکا برلاس کے قوم کا ایک افسر تھا

‡ تیمورلنگ نے جو کام ہندوستان میں کئے تمام بیان اُنکا پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۲۱۹ وغیرہ اور رینل صاحب کي سرگذشت تیمور صفحہ ۱۱۵ وغیرہ اور برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ سے لیا گیا

† ہندوستان کے مہم سے پہلے پہلے جو مہم تیمور نے پہاڑوں کي سیاہ پوش کافروں پر کي تھي اُس مہم کے بیان کو میراخوند کے بیان سے پرایس صاحب نے نقل کیا اور پڑھنے والی کے لیئے نہایت دلچسپ ہی

ماہ اگست سنہ الیہ میں وہاں سے آگے کو بڑھتا چلا چنانچہ هریوب اور
بانو کے رستہ سے دنکوت کو پہونچا ‡ اور لکڑی سرکنڈون کے پل بناکر
اتک سے پار اوترا اور جہلم پر پہونچکر تلنبا میں داخل ہوا اور بیچ کے
ملکوں کو جگہہ جگہہ مطیع اپنا کرتا چلا گیا اور تلنبا سے بہت سا روپیہ
حاصل کیا مگر کہتے ہیں کہ وہ شہر اسکی فوج کے ہاتھوں سے بلا حکم
اسکی برباد ہوا اور سارے باشندے جان سے مارے گئے *

جب کہ تیمور تلنبا میں داخل ہوا تو اسی زمانہ میں پورے محاصرہ
کے ذریعہ سے ملتان فتح ہو چکا تھا مگر برسات استقدر برسی کہ پیرمحمد
کے گھوڑے مرگئے یہاں تک کہ وہ بستی میں پڑے رہنے پر مجبور ہوا
اور بستی سے باہر نہ آسکا اور جب کہ پچیسویں اکتوبر سنہ ۱۳۹۸ع کو
تیمور ملتان کے قریب آپہونچا تو پیر محمد نے تھوڑی فوج اپنی ملتان
میں چھوڑی اور اپ استقبال کو روانہ ہوا چنانچہ دریاے ستلج پر دادا
جان کی ملازمت حاصل کی بعد اسکی تیمور تھوڑی فوج لیکر اجودھن
کے جانب کو آگے بڑھا مگر وہاں کوئی مقابلہ پیش نہ ایا یعنی کوئی
اسکی سامنے نہ پڑا اور جو کہ وہ بستی ایک بڑے اولیا ( یعنی بابا فرید
شکرگنج ) کے مزار کی بدولت مشہور و معروف تھی تو اسکی پاس و آداب
سے وہ دو چار باشندے جو بھاگی ناگی نتھے حوالہ شمشیر نکیئے گئے بعد
اسکی تیمور لنگ بٹنیر پر گیا اور دیس کے اُن لوگوں کو قتل کیا جو شہر کے
فصیل میں جان بچائے پڑے تھے یہاں تک کہ وہ شہر چند شرطوں پر
مطیع و محکوم اسکا ہوا مگر ان غلط فہیموں کے باعث سے جو تیمور کی
اطاعت میں مطیعوں کو ہمیشہ پیش آتی تھیں وہ بستی جلائی گئی
اور تمام باشندے جان سے مارے گئے بعد اسکی سامانہ کا ارادہ کیا اور جہاں
جہاں گذرتا گیا باشندوں کو قتل کرتا گیا یہاں تک کہ خود سامانہ پر اپنی
فوج کے بڑے حصہ سے جاکر مل گیا اور ادہر اودھر دہاک اسکی ایسی

‡ واضح ہو کہ دنکوت کا مقام اب تک ٹھیک ٹھیک دریافت نہیں ہوا مگر غالب
یہہ ہی کہ سلسلہ کوہ نمک کے جنوبی جانب میں واقع ہوگا

پڑي که سامانه سے اگلے شہروں کے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر چنپت هوگئی اور یہي وجهه هوئي که بعد اسکی عام قتل کي نوبت نه پهونچي مگر باوجود اسکے بھي بہت سے لوگ اسیر پنجه بلا هوئی غرض که بارھویں دسمبر سنه الیه کو دلي میں داخل هوا اور تمام اُن قیدیوں کو تیغ ظالم کے حواله کیا جو پندرہ برس سے زیادہ زیادہ عمر کے تھے چنانچه تعداد ان مقتولوں کے مسلمان مورخوں نے معمولي مبالغه کي رو سے بقدر ایک لاکهه کے بیان کي هی *

## هندوستاني فوج کي شکست اور دلي کي تباهي کا بیان

جب که فوج هندوستاني جو گنتي میں تھوڑے اور پھوٹ میں پورے تھي شکست فاحش کھاکر دلي میں داخل هوئي تو محمود تغلق نے گجرات کا رسته لیا اور دلي والوں نے جاں‌بخشي کے پکے پورے وعدوں کے بھروسے پر تیمور کي اطاعت کام ناکام اختیار کي چنانچه بعد اُسکے سترویں دسمبر سنه الیه کو تیمور هي هندوستان کا بادشاه پکارا گیا *

بعد اُسکے جو امر ناگزیر پیش آیا وہ تیمور کے اُن وعدوں سے اُسیقدر مطابق هی جو مطیعوں کي جان و مال کے حفظ و حراست کے لیئے پیش کیا کرتا تھا مگر هم اسبات میں حیران هیں که هم اُسکو اُسکي دغابازي سے نسبت کریں یا اُسکي فوج سفاک کي قدیمي خونریزي اور خود سري کو اُسکا باعث ٹھهراویں مگر بڑے معتبر مورخ حادثه مذکوره کے اغاز و ابتدا کو فوج کي خودسري سے نسبت کرتے هیں اور اصل اُسکي یہه هی که جب شہر والوں نے فوج کي لوٹ کھسوٹ کے مارے فوج کا مقابله کیا تو فوج نے یہاں تک خونریزي کي که کشتوں کے پشتے لگ گئي اور لاشوں کے انباروں سے بعض بعض کوچوں میں آنے جانیکي راہ مسدود هوگئي اور جب که شہر کے دروازہ توڑے گئے تو ساري فوج اندر گھس گئي اور ایسا قتل عام کیا که بیان کي نسبت خیال اُسکا اسان هی چنانچه پانچ دن تک شہر کا لٹنا کھسٹنا اور جلنا پھکنا چپ چاپ اپني آنکھوں سے دیکھتا

رها اور یاروں رفیقوں سمیت اپنی فتح کی جشن اوڑائے گیا یہاں تک که جب فوج اُسکی مارتے مارتے هار گئی اور لوٹ کهسوٹ کے لیئے مال اور اسباب بهی باقی نرها تو فوج کو کوچ کا حکم سنایا گیا اور روز روانگی یعنی ۳۱ دسمبر سنه الیه کو اُس سنگ مرمر کی شفاف و پاکیزه مسجد میں جسکو فیروز تغلق نے جمنا کے کنارے پر بنایا تها بهت گڑگڑا کر خدائے بےنیاز کا شکر ادا کیا † *

کهتے هیں که تیمور دلی سے بهت سی غنیمت لیگیا اور هر درجه کے عورتیں مردوں کو لونڈی غلام اُسنے بنایا اور شهر سمرقند میں ایک بڑی مسجد بنانیکے لیئے بڑے بڑے بانی‌کار معمار اور اچهے اچهے سنگ تراش اپنے همراه لیگیا *

## تیمور کے هندوستان سے چلے جانے اور اُسکی عادتوں کا بیان

بعد اُسکے تیمور میرٹهه کو گیا اور وهاں جاکر قتل عام کیا اور گنگا سے پار اوتر کر کنارے کنارے هردوار تک وهاں پهونچا جهاں گنگا پهاڑوں سے الگ هوتی هی چنانچه پهاڑوں کے دامن میں هندوؤں سے کئی ایسی لڑائیاں لڑا جنمیں خود تیمور ایسا بیجان هوکر لڑا بهڑا تها جیسا کوئی ادنی سپاهی لڑتا هی اور کڑی کڑی تکلیفیں اوٹهائیں اور وه تکلیفات اس وجهه سے زیاده عجیب غریب معلوم هوتی هیں که اُسوقت اُسکی عمر ۶۳ برس کی تهی بعد اُسکے پهاڑوں کے تلے تلے جموں تک پهونچا جو لاهور کے شمال میں واقع هی اور وهاں سے جنوب کو هوکر اُس رسته کو هولیا جس رسته سے هندوستان میں ایا تها اور هندوستان کو نهایت بے انتظامی اور قحط عظیم اور وباے عام کی بلاؤں میں مبتلا چهوڑکر دسویں مارچ سنه ۱۳۹۹ع مطابق سنه ۸۰۱ هجری کو هندوستان کی حدوں سے

---

† یهه پرایس کا مقوله هی‌جو بظاهر میراخوند سے ماخوذ هی

باهر نکل گیا † واضح هو که تیمور کي عادات اُسکے فعلوں سے دریافت کرني چاهیئین نه اُسکے مداحوں کي تعریفوں سے جو اُنهوں نے اُسکي نسبت بیان کیں اور نه اُسکے خاص اُن قولوں سے جو اُسیکے حکم نافذ سے در باب تکمیل حکومت کے خاص اُسیکے خیالوں کے موافق قلمبند هوئے چنانچه اُسکي سرگذشتوں کے دیکھنے سے جنکو آپ اُسنے اپني زندگي میں تحریر کیا اُسکي عادتوں کي برائي بهلائي ٹهیک ٹهیک معلوم هو جاتي هی ‡ اور وه سرگذشت اُسنے ترکي زبان میں صاف صاف اور خوب آراسته پیراسته لکهي هی اور یهه شک شبهه که آپ اُسنے لکهي یا کسي اور آدمي نے لکهي اُسکي اس ساده لوحي سے رفع هوجاتاهی که اُسنے اپني دغا بازي اور حیله سازیکو کهلم کهلا اور پوست کنده لکها هی اور جگهه جگهه آپ کو ایسا پاک طینت اور صادق القول لکها هی که بڑاسا بڑا خوشامدي بهي ایسا نه لکهتا اور فریب اور مکاري اور عقیدوں کے فساد اور عبادتوں کے حال جو اُسمیں بیان کیئے هیں کوئي شخص اُسکی سوا اُنکو ظاهر نهیں کرسکتا یهه حالات اُسکي دلاوري هوشیاري فطرت اور آدمیوں کے حالات سے بخوبي واقف هونے پر اور بحسب حال اور موقع کے عمل در آمد کرنیکي جسارت کے ساتهه آدمي کے اوصاف و عادات کا ایک ایسا عجیب غریب نقشا هی جو کبهي دیکهنے میں نهیں آیا اور جب که وحشي فیروزمندوں کے حاکمانه کلام اُن بادشاهوں کے عمده کلاموں سے مقابله کیئے جاتے هیں جنکو وحشي فیروزمند دهمکاتے هیں اور وه بادشاه لطایف الحیل سے جان اپني بچاتے هیں تو هم اسبات پر مایل هوتے هیں که اُن وحشي فیروزمندوں کو اکهڑ سپاهي اور گنوار کا لٹهه تصور کریں مگر تیمور کي ذاتي خصلتیں ایسي تهیں جیسے کسي مکار مدبر کي هوتي هیں اور غالب یهه هی که ایسي هي لیاقتوں کي وجهه سے اور تاتاري عقلمند بهي بهت سے سرداروں سے سبقت لیگئے جو سپهگري کے فنون و لوازم میں کچهه اُنسے کم نتهے *

† تیمور اسوقت اُس مشهور مهم پر جاتا تها جو اُسنے گجرات پر کي تهي
‡ توزک تیموري کا ترجمه میجر سٹوارٹ صاحب کا

چنگيز خاں اور تيمورلنگ كي تاريخوں ميں ايک طرح كي مناسبت پائي جاتي هى مگر منجمله ان دونوں اعداے نوع‌بشر كے چنگيز خاں نهايت خشمناک اور سخت بيباک سفاک اور تيمور لنگ بڑا دغاباز اور حيله ساز تها *

## دلي كي بد عملي كا بيان

تيمور كے جانے پر دو مهينے گذرنے تک دلي ميں كوئي حكومت باقي نرهي بلكه باشندے بهي تهوڑے رهگئے بعد اُسكے دلي كي حكومت پر جهگڑا قايم هوا چنانچه ايک سردار اقبال نامي جو محمود تغلق كے عهد دولت ميں تهوڑا بهت اختيار ركهتا تها آخركار كامياب هوا اور سنه ١٤٠٠ ع مطابق سنه ٨٠٢ هجري ميں چند بار اُسنے دلي كے آس‌پاس كے اضلاع سے آگے بڑهنا چاها اور حكومت كي وسعت چاهي مگر وه ناكام رها اور اقبال اُسكا ياور نهوا يهانتک كه ملتان كے دور دراز مهم ميں مارا گيا *

بعد اُسكے سنه ١٤٠٥ ع مطابق سنه ٨٠٨ هجري ميں محمود تغلق گجرات سے واپس آيا اور تهوڑے عرصه تک وظيفه داروں كيطرح سے دلي ميں رهتا سهتا رها اور پهر قنوج ميں مقيم هوا جو جونپور كے بادشاه كا علاقه تها اور اپنے وقتوں ميں اقبال نے بهي چند بار اُسكا اراده كيا تها مگر جب كه اقبال كا ادبار آيا اور اُسنے انتقال كيا تو سنه ١٤١٢ ع مطابق سنه ٨١٤ هجري ميں محمود تغلق نے دوباره تخت پر جلوس كيا مگر حقيقت يهه تهي كه وه نام كا بادشاه رها اور بيس برس كے بعد اپني موت مرگيا بعد اُسكے دولت خاں لودهي جانشين اُسكا هوا اور اُسكي تخت نشيني پر كل پندره مهينے گذرے تهے كه سنه ١٤١٤ ع مطابق سنه ٨١٧ هجري ميں خضر خاں حاكم پنجاب نے اُسكو خارج كيا اور سيدهي راه اُسكو بتائي *

## سیدوں کي حکومت کا بیان

زمانه مذکوره بالا سے چهتیس برس تک بلاد هندوستان میں کوئي نام کي سلطنت بهي باقي نرهي باقي خضر خاں جو سنه ۱۴۱۴ع مطابق سنه ۸۱۷ هجري میں حاکم هوا وه تیمور کي نیابت کے بهانه سے بلاخطاب بادشاهي اور بلا لوازم سلطاني حکومت کرتا رها اور اصل حقیقت یهه تهي که اگرچه خضر خاں خاص هندوستان میں پیدا هوا تها مگر اصل و نسب سے بني فاطمه تها اور اسي شخص اور أسکے تین اولادوں کي تخت نشیني سے سیدوں کي سلطنت کا خاندان قایم هوا منجمله أنکے ایک سید مبارک تها جو سنه ۱۴۲۱ ع میں حاکم هوا اور دوسرا سید محمد جسنے سنه ۱۴۳۵ ع میں حکومت کو سنبهالا اور تیسرا علاوالدین جو سنه ۱۴۴۴ ع میں حکم راني کرنے لگا باقي خضر خاں کي یهه صورت تهي که دلي کے علاوه کوئي ضلع یا پرگنه أسکے قبض و تصرف میں نتها یہاں تک که پنجاب أسکا اصلي صوبه بهي بهت جلد أس سے باغي طاغي هوگیا تها چنانچه خاندان أسکا پنجاب کے کسیقدر حصه کے واسطے اپنے عهد حکومت میں لڑتا جهگڑتا رها مگر أسکے خاندان والوں نے اپني حکومتوں کا بڑهانا چاها چنانچه بڑي گرمجوشي سے چند مرتبه راجپوتوں کي سرحدوں اور صوبه مالوه پر کڑے کڑے دهاوے کیئے مگر علاوالدین کے عهد حکومت میں جو سب سے پچهلا حاکم تها حدود أنکے اضلاع مقبوضه کي شهر پناه کي ایک جانب کل ایک میل سے اور باقي کسي طرف باره میل سے زیاده نتهي هاں أسکے قبض و تصرف میں بدایوں تها جو دلي کے شرقي جانب میں سو میل کے فاصله پر واقع هے یهانتک که علاوالدین آخرکار أسي جگهه چلا گیا اور شهر دلي کو بهلول خاں لودهي کے حواله کیا جسنے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور بعد أسکے علاوالدین نے سنه ۱۴۵۰ ع مطابق سنه ۸۵۴ هجري میں گوشه‌نشیني اختیار کي *

## لودھیوں کے خاندان کا بیان

### بہلول لودھي کا بیان

واضح ہو کہ اس بہلول خاں کے باپ دادے تجارت کي بدولت دولتمند ہوئے تھے اور دادا اُسکا فیروز تغلق کے زمانہ میں جو پٹھانوں کا مائي باپ تھا ملتان کا حاکم تھا باپ اُسکا اور نیز کئي چچا اُسکے سیدوں کے عہد حکومت میں فوج کے افسر تھے چنانچہ منجملہ اُنکے اسلام خاں ایسا ذي اختیار و صاحب قوت تھا کہ اپني قوم کے بارہ ہزار آدمیوں کو تنخواہ اپنے گھر سے دیتا تھا غرض کہ اِس خاندان کي قوت و مکنت اور نیز بعض بعض بھائي بندوں کي غمازي سے سید محمد کو رشک پیدا ہوا چنانچہ لودھیوں پر بڑے بڑے ظلم ستم ہوئے اور پہاڑوںمیں بھگائے گئے مگر یہہ لوگ اسوقت تک سیدوں کي حکومت کا مقابلہ کرتے رہے کہ بہلول خاں کو پہلے پہل سہرند پر اور بعد اُسکے تمام پنجاب پر قبضہ کرنیکا موقع ہاتھہ آیا *

بہلول خاں کو حمید خاں وزیر نے بلایا تھا جو پہلے پادشاہ کا وزیر تھا مگر جب کہ بہلول خاں نے یہہ دیکھا کہ یہہ وزیر اُسکي اصل نہیں سمجھتا تو اُسنے ایک تدبیر سے اُسکو گرفتار کیا اور اُسکي بات کو خاک میں ملاکر ملکي انتظاموں سے ہاتھہ اُٹھانے اور کنج عزلت میں بیٹھنے پر اسکو مجبور کیا *

بہلول خاں کي تخت نشیني پر دلي کي سلطنت میں پنجاب داخل ہوگیا تھا اور سیدونکے زمانہ میں ملتان خود مختار تھا اور جبکہ بہلول اُسپر چڑھکر گیا تو شاہ جونپور کے دھاوں کے مارے جسنے دلي کا محاصرہ کیا تھا پیچھلے پیروں واپس آیا غرض کہ سنہ ۱۴۵۲ ع مطابق سنہ ۸۵۶ ہجري میں شاہ جونپور سے لڑائي شروع ہوئي اور چھبیس برس تک قایم رہي مگر اس درمیان میں کبھي کبھي تھوڑے دنوں کے لیئے بناوٹ کي صلح آشتي بھي ہوتي رہي چنانچہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۴۷۸ ع مطابق

سنه ۸۸۳ هجري میں جونپور فتح هوا اور همیشه کے لیئے دلي کي سلطنت میں شامل هوگیا بهلول اس طول طویل لڑائي کے بعد دس برس تک زنده رها اور چهوٹي چهوٹي لڑائیاں لڑا کیا اور ادهر اودهر کے ملکوں کو فتح کرتا رها یہانتک که سنه ۱۴۸۸ ع مطابق ۸۹۴ هجري میں مرگیا اور مرتے دم تلک اتنا ملک چهوڑ گیا که جمنا سے کوه همالیه تک اور جمنا کے مشرق میں بنارس تک اور اُسکے مغرب میں بندیل کهنڈ تک پهیلا هوا تها *

## سکندر اودهي کي سلطنت کا بیان

اس بادشاه کي تخت نشیني پر اُسکے بهتیجے شہر خواره کیطرف سے چند سرداروں نے جهگڑا کهڑا کیا اور اس بادشاه کے دو بهائیوں نے میدان کي لڑائیاں قایم کیں اور هتیاروں کي نوبت پہونچائي اور منجمله اُنکے ایک بهائي بہت جي توڑ کر لڑا مگر سکندر سب پر غالب آیا اور جو لوگ اُنکے شریک حال تهے اُنسے اچهي طرح پیش آیا اور اپنے بهائي بندوں پر بہت سي مہرباني کي اور صوبه بہار کو بنگال کي سرحدونتک دلي کي سلطنت میں شامل کیا اور بندیل کهنڈ کیجانب میں بهي اپنے ملک کو وسعت بخشي مگر یہه بادشاه منجمله اُن متعصب بادشاهوں کے تها جو دلي کے تخت پر بیٹهے تهے' چنانچه جو شہر اور قلعۂ هندوؤں کے فتح کرتا تها تو اُنکے مندروں کو ڈها پهوڑ کر برابر کردیتا تها اور تیرت جاتره اور جمنا گنگا کے اشنان سے روکتا ٹوکتا تها یہانتک که ایک موقع پر اُسنے اپنے تعصب کي نوبت ظلم و ستم کي غایت تک پہونچائي یعني ایک † برهمن اس مسئله کے شایع کرنے میں بہت سرگرم تها که اگر تمام مذهبوں پر جي جان سے عمل کیا جاوے تو خدا کے نزدیک برابر مقبول هیں چنانچه اُسنے اُس برهمن کو اپنے روبرو طلب کیا اور باره فاضلوں

† یہه برهمن معلوم ایسا هوتا هی که کبیر کے چیلوں میں سے تها جو ایک هندو حکیم تها اور اسي صدي کے شروع میں اسي قسم کے مسائل کي تعلیم کیا کرتا تها ۔

کے سامنے ثبوت اُس مسئلہ کا اُس سے چاہا اور جب کہ اُس نے اپنے مسئلے نچھوڑے تو اُسکو قتل کرایا *

علاوہ اُسکے جب ایک مسلمان نے کسی جگہہ پر تیرتہ جاترہ کي زوک ٹوک پر اُسکو سمجھایا اور گونہ ملامت کي تو اُسنے اپني تلوار سونت کر اُسپر چلائي کہ اي بدبخت تو بت پرستي کا حامي ہوتا ہی مگر جب اُس نے یہہ عرض کیا کہ میں بت پرستوں کا مدد و معاون نہیں بلکہ میري غرض یہہ ہی کہ بادشاہوں کو یہہ امر شایان و سزاوار نہیں کہ وہ اپني رعایا کو ستایا اور اُنکے دلوں کو دکھایا کریں تو وہ گونہ ٹھنڈا ہوا اور غصہ اُسکا دھیما پڑا *

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ اپنے ہاتھي پر چڑھکر جاتا تھا تو اُسکي حق میں ایک قلندر نے فیروزمندي کي دعا کي اور اُسنے یہہ بات کہي کہ بابا تو اُسکے حق میں دعاکر جو اپني رعایا کا بھلا چاہے *

یہہ بادشاہ ایک شاعر تھا اور عالم فاضلوں کو بہت مانتا تھا اٹھائیس برس سلطنت کرکے آگرہ میں اس جہاں فاني سے گذرا *

## ابراهیم لودھي کي سلطنت کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا مگر اپنے باپ کي خوبیوں سے محض معرا تھا یہاں تک کہ بھائي بند اُسکي اُسکے غرور و نخوت کے باعث سے سخت متنفر اور سردار اُسکے اُسکي وہمي مزاج کے مارے تنگ اور پریشان تھے چنانچہ ان باعثوں کي ضرورت سے اُسکي سلطنت میں روز روز شور و فساد برپا رہے یہاں تک کہ شروع سلطنت میں اُسکا ایک بھائي جونپور کا بادشاہ پکارا گیا مگر بارہ مہینے کے اندر اندر مغلوب ہوا اور ابراهیم نے اُسکو پوشیدہ پوشیدہ قتل کیا اور باقي بھائیوں کو عمر بھر قید رکھا بعد اُسکے ایک سردار اسلام خاں نامي باغي ہوا اور عین میدان میں مارا گیا اور بہت سے بڑے بڑے آدمي اور صوبوں کے حاکم بغاوتوں میں شریک ہونے سے اور بہت سے لوگ شک شبہہ میں کھلم کھلا مارے گئی

اور بہت سے لوگوں کو قید کرکے درپردہ قتل کرایا اور ایک حاکم کو ایسی حالت میں مروا ڈالا کہ وہ اپنی گدی پر بیٹھا تھا غرض کہ ایسی کاموں سے لوگوں کا اطمینان اوٹھہ گیا اور بہت سے سردار اسکے باغی طاغی ہوگئے یہاں تک کہ ملک کا مشرقی حصہ بالکل قابو سے نکل گیا اور دریا خاں لوحانی کا مطیع و محکوم ہوکر بجاے خود مستقل ہوگیا اور جب دریا خاں لوحانی مرگیا تو اُسکی بیٹے نے بادشاہی کا خطاب اختیار کیا *

## هندوستان پر بابر کی چڑھائی کا بیان

پنجاب کے حاکم دولت خاں لودھی نے اور سرداروں کے قتل و قمع سے خوف کھاکر بغاوت اختیار کی اور اپنی امداد و اعانت کے لیئے بابر بادشاہ کو بلایا جو تھوڑی مدت سے کابل میں سلطنت کرتا تھا مگر پہلے اُس سے بابر ملک پنجاب پر حملہ کرچکا تھا اور دعوی اُسکا یہہ تھا کہ پنجاب کا ملک میرے جدامجد تیمور لنگ کا ترکہ هی اور میں آسکا وارث هوں اور اب جو دولت خاں نے اسکو بلایا تو اسنے بڑی خوشی سے قبول کیا مگر بعض بعض پٹھان سرداروں نے یا تو ابراهیم شاہ لودھی کے نمک کا حق بجاکر یا بیگانہ آدمی یعنی بابر بادشاہ سے نفرت کرکے غرض کہ کوئی سبب قایم کیا جاوے دولت خاں کو حکومت گاہ سے خارج کیا اور بابر سے بمقابلہ پیش آئے مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۵۲۴ ع مطابق سنہ ۹۳۰ هجری میں لاهور کے قریب اُنکو شکست فاحش نصیب هوئی اور بابر کی فوج نے لاهور کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کیا بعد اُسکے دیبالپور پر چڑھائی کی اور محصوروں کو پکڑ پکڑ کر گردن مارا اور اسی جگہہ دولت خاں بابر کی خدمت میں حاضر آیا مگر تھوڑے دنوں بعد اُسکے ارادوں کی نسبت بابر کو کچھہ شبہہ دامنگیر ہوا چنانچہ اُسنے بیٹوں سمیت اُسکو مقید کیا اور جب تھوڑی مدت گذرنے پر بابر نے ترس کھایا تو اُسنے اُسکو رها کیا اور نہایت تعظیم تکریم سے پیش آکر جاگیر اُسکے لیئے مقرر فرمائی مگر باوجود اس مدارات اور خاطرداری کی اُس بے اعتباری

کو رفع نکرسکا جو دولت خاں اور اُسکے بیٹوں کے دلوں میں اُسکي طرف سے مستقر و متمکن هوئي تهي یہاں تک کہ جب بابر دلي کي جانب روانہ هوا اور رفتہ رفتہ شہر سہرند تک پہونچا دولتخاں ایک بیٹی سمیت باغي هوا † اور پہاڑوں میں چلا گیا چنانچہ بابر نے ایسے خطرناک دشمن کو پیچھے چھوڑنا مناسب نسمجھا اور کابل کو لوٹنے کا ارادہ کیا مگر باوجود اُسکے اُن ملکوں پر جما رہا جنکو اُسنے فتح کیا تھا اور اپنے اعتمادي لوگوں کو اُنپر مقرر کیا چنانچہ ابراهیم شاہ کے چچا علاوالدین کو دیپال پور پر چھوڑا مگر ایسا معلوم هوتا هی کہ یہہ علاوالدین ابراهیم کي قید سے بھاگ کر بابر کے پاس ایا تھا بعد اُسکے جب کابل کي طرف کو بابر آگے بڑھا تو دولت خاں نے ملک پنجاب کو روند سوند کر پامال کیا اور جب علاوالدین اُسکا مقابلہ نکرسکا تو وہ بھي کابل کو چلتا هوا مگر دولت خاں کا انجام یہہ هوا کہ بابر کے ایک سردار نے اُسکو شکست دیکر مغلوب کیا اور جب کہ بابر شہر بلخ کو اوزبکوں کي شر و آفت سے بچا رہا تھا تو اُسنے علاوالدین مذکورالصدر کو هندوستان کي جانب روانہ کیا اور اپنے سرداروں کے نام اُسکي امداد و اعانت کے لیئے پروانہ بھیجے غرض کہ علاوالدین اُن سرداروں کي امداد و کمک سے دلي کو روانہ هوا اور نوبت اُسکي یہہ پہونچي کہ جو لوگ ابراهیم شاہ کي فوج سے ناراض هوکر آتے تھے وہ علاوالدین کے لوگوں میں داخل هوتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ فوج اُسکي چالیس هزار آدمیوں کے لگ بھگ هوگئي غرض کہ علاوالدین اس فوج کو همراہ اپنے لیکر دلي کي رونی تک پہونچا اور ابراهیم شاہ سے لڑ بھڑ کر شکست فاحش کھائي اور بابر اُس زمانہ میں بلخ کا جھگڑا چکاکر لاهور تک پہونچا تھا اور دولت خاں کے پیچھے پہاڑوں میں گیا

---

† دولت خاں کا دوسرا بیٹا دلاور نامي بابر کا مطیع و محکوم رہا اور وہ بابر کا معتمد تھا خطاب اُسکا خان‌خاناں اور وہ خود دلي کے دربار میں دوسرے درجہ کا امیر تھا اور همایوں اور بابر دونوں باپ بیٹوں کے عهد دولت میں بڑا ذي اختیار رہا

تها چنانچه دولت خاں نے جان اپني بچائي اور بابر کي اطاعت قبول کي اور قلعه کو ملازمان بابري کے سپرد کیا † بعد اُسکے پہاڑوں پہاڑوں بابر روپڑ میں داخل ہوا جو ستلج کے کنارے لودهیانه سے اوپر کي جانب کو واقع هی اور روپڑ سے سیدها دلي کو روانه هوا اور پاني پت کے ڈیروں ابراهیم‌شاه کے پاس پہونچ آپ کو پایا جو اُسکے مقابله کے واسطے ایک لاکهه آدمي اور ایک هزار هاتهي لایا تها اور بابر کے روبرو ایساهي لوگوں نے بیان کیا اور جب که بابر ابراهیم شاه کے لشکر کے قریب آیا تو ایک مقام اُسنے پسند کیا اور اپنے توپوں کو چمڑے کي رسیوں سے اکهٹا کرکے باندها اور توپوں کے آگے پیادوں کي صفیں باندهیں اور پیادوں کے آگے چهاتي چهاتي برابر دمدمے باندهے اور علی هذاالقیاس اُسنے بازوں کو بهي دمدموں سے مضبوط و مستحکم کیا اور فوج اُسکي کل بهیڑبنگاه سمیت بهي باره هزار آدمیوں سے زیاده نتهے اور جب که ابراهیم اُسکے بہت قریب آپهنچا تو اُسنے بهي اپنے مقام کو مستحکم کیا مگر ابراهیم کو اسقدر صبر نہوا که وه بابر کے دهاوے کا منتظر بیٹهے چنانچه اُسنے چند روز کے بعد اپني فوج کو اُسکي جگهه سے اوکهاڑا اور بابر کي فوج پر پہلے پہل آپ حمله کیا یہاں تک که جب ابراهیم کي جانب سے لڑائي شروع هوئي تو بابر نے خود مقابله پر آکر اپني فوج کے دائیں بائیں کو ابراهیم کي فوج کے دائیں بائیں اور نیز اُسکي پشت پر حمله کرنیکا حکم سنایا چنانچه اُسکي فوج نے پیش قدمي کرکر ابراهیم کي فوج پر تیروں کا مینهه برسایا اور ابراهیم کي فوج نے چند بار اس نظر سے حملے کیئے که غنیم کي فوج کو تتر بتر کرے مگر نتیجه اُلٹا پڑا که خود وهي فوج پراگنده هوگئي اور بابر که اب تک توپوںکي مارمار سے حریف کي فوج کو توڑ پهوڑ رها تها اپني فوج کے قلب پر آیا اور اُنکو آگے بڑهنے کا حکم سنایا جنکے آگے بڑهنے سے حریف کي تباهی پوري پوري هوگئي

† دولت خاں کا بیٹا غازي خاں بهاگ گیا اور بابر نے اُسکے ایسے کتب‌خانه پر قبضه کیا جسمیں نهایت عمده عمده کتابیں مجتمع تهیں مگر بحسب ظاهر یهه کهه سکتے هیں که اُن روزوں کے پٹهان سرداروں کے لیئے ایک قران هی کتب‌خانه تها

یہاں تک کہ خود ابراهیم اپني جان سے مارا گیا اور هندوستاني فوج نے
جو محصور هونیکي قریب اپہونچے تھے بہت بڑا صدمہ اُٹھایا بابر نے کھیت
کو دیکھہ کر یہہ تخمینہ کیا کہ دشمن کے پندرہ سولہ هزار آدمي کام آئے
منجملہ اُنکے پانچ چھہ هزار ایسے تھے کہ وہ اپنے بادشاہ کے آس پاس اُس
کھیت میں کٹے پڑے تھے مگر هندوستانیوں نے بابر کے سامنے یہہ بیان کیا
کہ عین لڑائي بھڑائي اور بعد اُسکے تعاقب میں چالیس هزار آدمیوں
سے کچھہ کم نہیں مارے گئے *

یہہ لڑائي ایسي هوئي کہ اُسمیں کسي فریق کا فن و هنر بہت ظاهر
نہیں هوا اِس لیئے کہ صبح سے دو پہر تک قایم رهي بابر کا بہت خوشي
سے یہہ بیان هی کہ هماري توپیں بہت مرتبہ چلائي گئیں اور اُنسے بہت
عمدہ کام نکلا اور اُس زمانہ میں بلاد یورپ میں بھي توپوں سے کچھہ
بہت کام چلتا نتھا اور باوصف اسکے دشمن کے بازوؤں اور پیچھے کو
تیروں کي مار سے توڑنے میں جو تدبیر بابر نے برتي وہ تدبیر اُسکي
کامیابي کي نظر سے معقول اور صائب معلوم هوتي هی مگر همت و هنر
کے لحاظ سے تعریف و توصیف کے شایان و سزاوار نہیں بلکہ اگر حریف
اُسکا چابک و هوشیار اور چالاک و طرار هوتا تو وہ تدبیر اُلٹي پڑتي یعني
لینے کے دینے پڑتے *

## دلي آگرہ پر بابر کے قبضہ کا بیان

دلي کے لوگوں نے بابر کي اطاعت اختیار کي اور بابر نے آگے بڑھکر
آگرہ پر قبضہ کیا جہاں تھوڑے دنوں سے بادشاہ رهنے لگے تھے *

ابراهیم کے امیروں کي فہرست جو فرشتہ والے نے لکھي هے اُس سے
دریافت هوتا هی کہ وہ امیر یا لوحاني لودھي قوم افغانوں کے یا فرمولي تھے
اور فرمولي خلجیوں میں سے نہیں تھے تو خلجیوں کي مانند افغانوں
میں داخل هوگئے تھے *

گوالیار کا راجه جو سکندر لودهي کے عهد دولت میں مطیع اور ابراهیم کي رفاقت میں جنگ و جدال کے معرکونمیں شریک و شامل تها عین میدان میں مارا گیا *

بابر نے حال اس فتح کا نهایت خوش خلقي سے بیان کیا چنانچه وه اس فتح کو سلطان محمود غزنوي اور شهاب‌الدین غوري کي فتوحات کے برابر سمجهتا هی *

اگرچه هندوستان کے اُن چند ابتر صوبوں کي فتح کو جو ابراهیم کے قبض و تصرف میں داخل تهے تمام هندوستان کي فتح سمجهنا بیجا اور درست نهیں مگر باوجود اسکے بابر کي فتح کو یهه تسلیم کرنا چاهیئے که وه ایسا هي بڑا کام تها جیسے که اثر اُسکا بڑا اور مستقل هوا اس لیئے که اُسکي فوج اُس ملک کے قبضه کے لیئے بهي کافي وافي نتهي جسکو اس نے مطیع اپنا کیا تها اور اُس فوج کو اپنے ملک سے بهت دشواري سے لایا تها اسلیئے که اب تک بهي اُسکو اوزبکونکا خوف و اندیشه باقي تها جنکے مقابله میں تیمور کے خاندان کي ساري قوت بهي تهوڑي تهي جن مقاموں پر لوگوں نے بابر کا مقابله کیا وه اُنسے ایسي بیرحمي سے پیش آیا جیسے که تیمور لنگ پیش آیا تها جسکي پیروي اُسنے کي اور بمقتضاے اسکے که مصرعه ( ازان پر هنر بے هنر چوں بود ) یهي قیاس بهي چاهتاهی وه طریقے که جو رعب داب بیٹهانے کے لیئے بابر نے اختیار کیئے تهے وه اس نظر سے کسیقدر واجب تهے که فوج اُسکي بهت تهوڑي تهي مگر نهایت عمده عذر اُسکے حق میں یهه هی که اُسکے ملک کا یهي طریقه تها یعني اُنکي طبیعتوں میں بیرحمي اور ناخدا ترسي بهت سمائي هوئي تهي مگر اصل خلقت میں مزاج اُسکا نرم اور طبیعت اُسکي حلیم و سلیم تهي اگرچه چند واقعوں اور دو چار خونریزیوں کے باعث سے جنکا بیان اُسکے سرگذشت میں پایا جاتا هی گونه حیران اورخیلي متنفر هونا پڑتا هی مگر اُسکي اصلي طبیعت پر واقعات مذکوره سے کوئي دهبه اسیطرح

سے نہیں لگتا جیسے کہ قیصر کی ذاتی خوے و خصلت پر قدیم فرانسیسوں اور سمندر کے چوروں کے قتل و قمع سے نہیں لگتا *

یہہ بابر ایسے بادشاهوں کے خاندان کا بانی مبانی هوا جنکے عہد سلطنت میں هندوستان کا ملک غایت شادابی اور نہایت آبادی کو پہنچا اور جسقدر حکومتیں کہ آجکل هندوستان میں قایم هیں وہ اُنہیں بادشاهوں کی تباهی کے نتیجے اور بربادی کے ثمرے هیں *

---*---

# ساتواں حصہ

## خاندان تیمور کا بیان

## بابر کي فتح سے اکبر کی تخت نشیني تک کا بیان

## پہلا باب بابر کي سطلنت کے بیان میں

### بابر کے خاندان اور اُسکے آغاز عمر کا بیان

جب کہ بابر نوجوان لڑکا تھا تو اُس نے بڑے بڑے کارنمایاں † دکھلائے اور بڑي بڑي گردشیں دیکھیں وہ تیمور لنگ کي چھٹي پشت میں تھا اور ابوسعید اُسکے دادا کا ملک ابوسعید کے بیٹوں پر تقسیم ھوگیا تھا چنانچہ منجملہ اُسکے سمر قند اور بخارا احمد مرزا کے حصہ میں اور شہر بلخ محمود مرزا کے اور کابل تیسرے بیٹے الغ بیگ کے قبضہ میں آیا اور چوتھا بیٹا عمر شیخ مرزا جو بابر کا باپ تھا پہلے کابل کا حاکم رہا مگر بعد اُسکے خود باپ کے حین حیات میں فرغانہ کو بدلا گیا جو دریائي جگسرتیز کے بالائي حصہ میں واقع اور ایک چھوٹا ملک اچھا عمدہ زر خیز ھی جسکا ذکر اکثر بابر نے بڑي خوشي سے کیا بابر کي ماں ایک مغلاني تھي جو محمود خاں کي ھمشیرہ تھي اور خود محمود خاں چغتا خاں کي اولاد تھا اور چنگیز خاں کے عہد سلطنت میں چغتا خانیوں کا سردار تھا مگر باوصف اِس علاقہ کے بابر کي طبیعت مغلوں سے مانوس نہوئي چنانچہ

† اس کتاب میں بابر کا حال اُسیکي سرگذشتوں سے لیا گیا جنکا ترجمہ اوس کاین صاحب نے کیا اور وہ چند باتوں میں فرشتہ والے کے بیان سے کسیقدر مخالف ھی

اُسنے ذکر اُنکا اپني سرگذشت میں بڑي حقارت سے ‡ کیا هی *

جب که سنه ۱۴۹۴ ع میں بابر کا باپ مرگیا اور بعد اُسکے وہ تخت نشین هوا تو وہ پورے بارہ برس کا تها اور عمر شیخ مرزا باپ اُسکا اس حال میں جهان فاني سے گذرا که وہ اپنے بهائي احمد مرزا والي سمرقند اور اپنے سالے محمود خاں سے لڑ رہا تها اور جب که عمر مرزا مرگیا تو ان مخالفوں کي طرف سے بابر کے حق میں بهي کوئي مروت ظاهر نهوئي بلکه اُنهوں نے بابر کي دارالسلطنت پر حمله کیا مگر وہ بالکل ناکام رهے بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرنے پر احمد مرزا مرگیا اور بهائي اُسکا بلخ کا بادشاہ اُسکا جانشین هوا اور جب که وہ بهي مرگیا تو بعد اُسکے بایسنغر مرزا اُسکا بیٹا اُسکي جگهه بیٹها اور اُسکي جانشیني پر ایسے شور و فساد برپا هوئے که بابر نے سمرقند کي فتح کا ارادہ کیا اگرچه بابر گهر کي حکومت کے کام کاج تهوڑے عرصه تک کرچکا تها مگر تب بهي عمر اُسکي پندرہ برس کي تهي اور یهه بات که وہ صغر سني کے باعث اور آمدني ملک اور باقي ذریعوں کے کمي سے چند بار اپنے ارادہ سے قاصر رها اور اپنے مراد کو نه پهونچا اسبات کي نسبت بهت کم حیرت افزا هی که اُسنے استقلال همت، اور اولوالعزمي کي بدولت سمرقند کو آخرکار سنه ۱۴۹۷ ع میں فتح کیا *

تیمور لنگ کے دارالسلطنت یعني سمرقند کے قبض و تصرف کو قایم و دایم رکهنا جو تمام ماوراالنهر کے فتوحات کا ایک بڑا وسیله تها بابر کے زور و قوت سے خارج تها اور اس لیئے که بهت دنوں کے قصے قضائوں کے

---

‡ ارس کاین صاحب لکهتے هیں که بابر کو مغلوں سے نهایت نفرت تهي مگر یهه کیچهه عجیب نصیب کي بات هی که جس سلطنت کي بنیاد اُس نے هندوستان میں ڈالي اُسکو هندوستان کے لوگوں اور بنگاله کے ملکوں کے مورخوں نے بهي مغلوں کي سلطنت کے نام سے مشهور کیا (ارس کاین صاحب کا ترجمه بابر کي سرگذشت کا صفحه ۲۳۶) مگر شهرت کا باعث یهه هی که هندوستاني لوگ تمام شمال کے مسلمانوں کو پٹهانوں کے علاوہ مغلوں کے نام سے پکارتے هیں اور اب خاص ایرانیوں کو مغل کهتے هیں

مارے وہ ملک تباہ و خراب ہوگیا تھا اور اسمیں اسقدر قوت بھی نرہی
تھي کہ بابر کي فوج کي تنخواہ اُسکي آمدني سے ادا کیجاوے تو بہت سے
لوگ اُسکي نوکري چھوڑ چھوڑ چلے گئے اور فرغانہ میں جاکر باقي فوج
کو بھکانے لگي چنانچہ آخرکار اُنہوں نے احمد تنبول کو سردار اپنا بنایا
جو خود بابر کا ایک سردار تھا اور جہانگیر مرزا بابر کے چھوٹے بھائي کے
نام سے بغاوت اختیار کي غرض کہ ایسي بغاوت کے برپا ہونے سے جو خاص
گھر میں پیدا ہوئي تھي توقف کي مجال نرہي چنانچہ بابر نے تین
مہینے دس دن کي حکومت پر سمرقند کو چھوڑا اور فرغانہ کو روانہ ہوا
اور جب کہ وہ اُسطرف روانہ ہوا تو سارے سمرقند والے یک قلم پھرگئے اور
ایک سخت بیماري کے عارض ہونے سے جس سے بدشواري نجات پائي
اُسکي کار و بار میں اتنا بڑا ہرج واقع ہوا کہ جب وہ سمرقند سے نکلا تو
اُسکے کانوں میں یہہ بھنک پڑي کہ موروثي ملک اُسکے قبضہ سے نکل
گیا اور جب کہ اُسنے یہہ نقشہ دیکھا تو اپنے ماموں محمود خاں سے
ملتجي ہوا چنانچہ گاہے گاہے اُسکي امداد و اعانت سے اور اکثر اوقات
اپني سعي و کوشش سے سمرقند اور فرغانہ پر مختلف حملے
کیئے اور کچھہ کچھہ کامیاب بھي ہوا یہانتک کہ سنہ ۱۳۹۹ع میں موروثي
سلطنت پر قبضہ پایا مگر اب تک وہ باغیوں پر پورا پورا غالب نہوا تھا کہ
اُسکو اسبات کي ترغیبیں دي گئیں کہ وہ سمرقند کیطرف روانہ ہووے چنانچہ
وہ سمرقند کي جانب روانہ ہوا مگر حسب اتفاق اب تک وہ سمرقند تک
نہ پہونچا تھا کہ اُسکو یہہ پرچا لگا کہ سمرقند و بخارا پر اوزبکوں نے †
قبضہ کیا جو اُس سلطنت کي بنیاد ڈال رہے تھے جو ماوراءالنہر پر آجہ
اُنکو حاصل ہی *

---

† یہہ اوزبک جنکا خطاب ایک اُنکی سردار سے نکلا ترک اور مغل اور فینک کے
مجموعہ سے ایک قوم بنگئي مگر ترک اُس مجموعہ میں سب سے زیادہ تھی اور وہ
لوگ پہلی دریاے جیک پر بستے تھے اور ملک سائیبیریا کے ایک بڑے حصہ پر قابض
تھے ( ارس کاین صاحب کا دیباچہ ترجمہ سرگذشت بابر کا صفحہ ۵۹ و ۶۰ )

اسي عرصه ميں احمد تنبول نے پھر سر اوٹھارا چنانچه اسنے فرغانه پر قبضه کيا اور بابر ايسے پهاڑوں ميں پناه لينے پر مجبور هوا جو فرغانه کے جنوبي جانب ميں واقع هيں اور نهايت دشوار اور صعب‌گزار هيں اور جب که اسکو يهه بات دريافت هوئي که شهباني خاں سردار اوزبکوں کا سمرقند کو چهوڑ کر کسي مهم پر چڑه گيا تو اپني ذاتي دلاوري اور اعلي همت کے تقاضے سے سمرقند پر چهاپه مارنيکا اراده کيا چنانچه صرف دو سو چاليس آدمي ليکر روانه هوا اور راتوں رات زينه لگاکر سمرقند کي روئي پر چڑه گيا چنانچه پهره والوں پر غالب آيا اور کمال چستي چالاکي اور دلاوري ظاهر کرکے اپنے لوگوں کا يهانتک هجوم بڑهايا که تمام شهر والے طرفدار اسکے هوئے اور اوزبکوں کو جگهه جگهه قتل کيا شهباني خاں يهه خبر سنکر بهت جلد پهرا مگر جب اسنے يهه ديکها که شهر کے لوگوں نے شهر کے دروازه بند کئي تو لاچار هوکر بخارا کو چلا گيا بعد اسکے سارا سغديانه بابر کے قبضه ميں آگيا چنانچه وه چهه مهينے تک تمام امن و امان سے اسپر قابض اور متصرف رها اور اس عرصه ميں آس پاس کے بادشاهوں کو يهه بات اسنے سمجهائي که تم سب کو اوزبکوں سے مضرت پهونچيگي اور يهه فقره سناکر سب کے متفق کرنے ميں بڑي دوڑ دهوپ اسنے کي مگر کوئي سعي اسکي کام نه آئي اور مراد اسکي پوري نهوئي اور شهباني خاں کے تمام زور و قوت کا مقابله آپ هي اسکو کرنا پڑا اور جو کاميابي کي آرزوئيں اسکے دل ميں بسا رهي تهيں اُن مغلوں کي نالايقي سے بر نه آئيں جو اسکي امداد و اعانت کے واسطے آئي تهے اور وجهه اسکي يهه هوئي که وه نالايق نابکار بابر کے اسباب کو لوٹنے کهسوٹنے لگے اور اسکے مخالف سے تهوڑا بهت بهي نه لڑے چنانچه انجام اسکا يهه هوا که بابر کو شکست هوئي اور رهي سهي فوج سميت سمرقند کي چارديواري ميں گهس گيا اور يهه اراده کيا که مرتے دم تک سمرقند کو غنيم کے دهاوؤں سے محفوظ رکهونگا چنانچه چندبار اسنے دشمنوں کے حملوں کو رفع دفع بهي کيا مگر جب که شهباني خاں

نے پورا محاصرا کیا اور چار مہینے تک اپنے بدخواہوں کو بھوکھوں مارا
تو بہت سے شہر والے مرگئے سیکڑوں سپاہی شہر کی روٹی سے تنگ ہوکر
بھاگ گئے باقی بابر کا یہہ حال ہوا کہ اسنے بھی بھوکوں کے مارے شہر
والوں کی طرح مصیبتیں اوٹھائیں اور آخرکار شہر کے چھوڑنے پر مجبور
ہوا بعد اسکی دو برس تک بڑی مصیبتوں سے دن کاٹے یعنی کبھی کبھی
پہاڑوں میں رہا اور اکثر اوقات اپنے چچا کے لشکر میں بڑے قرض بسر کئے
اور افلاس کی یہہ نوبت پہونچی کہ نوکر چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور باربار کی
مصیبت سے بالکل مایوس ہوا اور ایکبار اسنے یہہ ارادہ کیا کہ چین کو چلا
جاوے اور گمناموں کی طرح سے کسی گوشہ میں گھس بیٹھکر باقی عمر اپنی
بسر کرے مگر کبھی کبھی فرغانہ کے خالی ہونے سے اسکے ٹھنڈے جی میں
اوبال آتے تھے اور مرے ہوئے امیدیں اسکی جی جاگ اوٹھتی تھیں چنانچہ
اخرکار اسنے اپنے چچا کی امداد و اعانت سے قدیم دارالسلطنت پر قبضہ کیا
اور مرزا جہانگیر اسکا بھائی جو اب تک بحسب ظاہر مخالف اور ناموافق
تھا اس سے کھلم کھلا آملا پھر تو احمد خاں تنبول ایسے اڑے وقت میں
اوزبکوں کی بڑی مدد کمک لایا کہ بابر مغلوب ہوا اور جب کہ شہر کے
بازاروں میں بڑی کڑی لڑائی پڑی تو بابر جان بچاکر بھاگ گیا اور اوزبکوں
نے ایسا سخت تعاقب کیا کہ تمام رفیق اسکی ایک ایک کرکے پکڑے گئے
بلکہ خود گھوڑا اسکا ایسا ہار گیا تھا کہ احمد خاں تنبول کے دو سپاہیوں
نے اسکو جا دبایا اور انہوں نے بابر کو یہہ سمجھایا کہ وہ احمد خاں کی
اطاعت قبول کرے اور بابر انکو جواب دیتا جاتا تھا اور عین گفتگو میں
گھوڑے کو پہاڑوں کی طرف بڑھائے چلا جاتا تھا یہاں تک کہ اسنے یہہ
بات سمجھی کہ میں نے اپنی نرم کلامی اور منت سماجت سے انکو
دوست اپنا بنالیا اور وہ دونوں میرے درد شریک ہوگئے چنانچہ انہوں
نے بھی بڑی سخت قسم کھائی اور یہہ اقرار کیا کہ ہم تیرے درد شریک
ہیں مگر بعد اسکے ان دونوں نے خواہ اس وجہہ سے کہ حقیقت میں

سچي قسم نکهائي تهي يا وه بعد أسکے اپنے قول و قسم سے پهر گئے بابر کے
ساتهه ايسي دغا کي که أسکو أسکے دشمنوں کے حواله کرديا چنانچه بعد
أسکے بابر نے بڑي دشواري سے آزادي حاصل کي مگر قيد سے چهوٹنے پر
ايسي صورت پيش آئي که اسکي مايوسي قيد سے کچهه کم نه تهي يعني
شيباني خاں نے أسکے چچا کي متفرقه فوج کو شکست فاحش دي اور خود
أسکو گرفتار کيا اور اضلاع بلخ کے علاوه ماوراءالنهر کے تمام اضلاع اوزبکوں کے قبض
وتصرف ميں آگئے غرض که جب بابر کو کوئي اميد باقي نرهي تو فرغانه
کو پوري پوري الوداع اور پچهلي خدا حافظ ناصر کهکر کوه هندوکش کے
سلسله سے آگے نئي نئي ملکوں ميں بخت آزمائي کے ليئے روانه هوا *

ايسے ايسے کاموں کے بعد جو أس سے ظهور ميں آئے اور ايسي ايسي
مصيبتوں کے پيچهے جو أس نے اوٹهائيں اور وه ايک بڑي طول طويل
عمر کے ليئے کافي وافي تهيں بابر کي عمر کل تيئيس برس کي تهي اور ان
بيشمار ناکاميوں کے صدمه جواني کے زوروں پر سهارے چنانچه وه آپ بيان
کرتا هے که ميئنے اکثر اوقات بهت سے آنسو بهائے اور درد آگين شعر تصنيف
کيئے مگر عموماً خوش مزاجي أسکي أسکو سنبهالتي رهي جسکي بدولت
حال کے مزے أٹهاتا تها اور آينده کے ليئے اچهے اچهے خيال باندهتا تها
چنانچه أسنے بيان کيا که جب سمرقند کو خالي کيا تو بعد أسکے چند روز
ايسي خوشي حاصل هوئي که ويسي کبهي نصيب نهوئي تهي يعني رات
بهر اپني نيندوں سويا اور پيٹ بهر من مانتا کهانا کهايا اور فکر و تردد سے
نچنت بيٹها اکثر أسنے اسيطرح زندگي کا حظ اوٹهايا هزار آفريں أسکي اوقات
بسر کرنے کي عادتوں بے تکلفي اور ساده مزاجي پر کهني چاهيئے اسليئے
که أسنے ايک بڑي مهم کے بيان ميں ايک قسم کے خربوزه يا تربوز کا بيان
کيا جس سے أسکو حيرت حاصل هوئي اور ايسي خفيف خبر کے بيان کے
ليئے أس بڑے بيان کو چهوڑا اور أسميں توقف کرتا اور جب کبهي أسکو
نچنت بيٹهنے کي فرصت هاتهه آتي تهي تو باغ کے دهندوں ميں مصروف

رهتا تها اور تمام سفروں میں خواه لڑائي بهڑائي میں خواه امن چین کے دنوں میں پهول بوٹوں اور خوشنما صحراؤں کے سیر و تماشے کو هاتهه سے نديتا تها اگرچه اور بادشاهوں کے شوق ذوق اور خیالات اس وجهه سے شاید هم نهیں جانتے که اُنهوں نے حال اپنا بیان نهیں کیا مگر ایشیا کي تاریخوں میں کسي بادشاه کے شوق ذوق اور مزاج کا حال اسقدر هم نهیں جانتے جیسا که بابر کے حالات سے هم واقف هیں*

## بابر کا قبض و تصرف کابل کي سلطنت پر

بلخ اس زمانه میں خسرو شاه کے قبض و تصرف میں تها جو بابر کے متوفی چچا کا بڑا بهاري رفیق تها اور بعد اُسکے بابر کے چچا زاد بهائي باینسنقر مرزا کا وزیر رها تها جسکو بابر نے سمرقند سے خارج کیا تها اور اُسکے قبض و تصرف کي وجهه یهه تهي که اُسنے اپنے آقا باینسنقر مرزا کو قتل کیا تها اور اُسکي جگهه بادشاه بن بیٹها تها خسرو شاه نے بابر کے موافق کرلینے کے لیئے بهت سي سعي و کوشش کرتي چنانچه جب بابر اُسکي قلمرو میں گذرا تو اُسنے بظاهر بڑي مهماني کي تهي اور یهه مدارات اُسکي اسلیئے تهي که وه آپ کو محفوظ نسمجهتا تها چنانچه تهوڑي مدت گذرنے پر خسرو شاه کے مغل ملازموں نے بابر سے یهه خواهش جتائي که وه ملازمان بابري میں داخل هونا چاهتے هیں غرضکه وه لوگ اب تک کهلم کهلا بابر کے ملازم نهوئے تهے که خسرو شاه کا بهائي باقي خاں بابر سے موافق هوگیا اور اُسکے آنیکے ساتهه اُسکي فوج بهي ساتهه اُسکے چلي آئي اور بابر کا یهه حال تها که جب وه خسرو شاه کي قلمرو میں پهونچا تها تو دو تین سو لاٹهي پونگے والے اُسکے همراه تهے اور بعض بعضوں کے پاس کچهه کچهه هتیار بهي تهے اور کل دو خیمه اُسکے ساتهه تهے جنمیں سے عمده خیمه اُسنے اپني ماں کو دیا تها مگر اب اُسکو بڑي عمده فوج تربیت یافته اور ساز و سامان سے درست هاتهه آئي چنانچه وه اُسکو لیکر کابل کي طرف روانه هوا اور یهاں کابل کا یهه حال تها که بابر کا چچا مرزا الغ بیگ دو برس پهلے مرچکا تها اور اُسکے بیٹے

کو اُسکے وزیر نے خارج کیا تھا جسکو ارغون کے مغلی یا ترکی خاندان نے نکالا تھا
جو تھوڑے عرصہ تک قندھار پر قابض و متصرف رہ چکا تھا غرض کہ سنہ
۱۵۰۴ ع میں بابر نے کابل کو فتح کیا اور کچھہ مقابلہ بھی کرنا نپڑا بعد
اُسکے بلخ اسکے ہاتھہ سے نکل گیا جسکو خسرو شاہ نے پھر حاصل کیا اور
آخرکار اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آیا اور یہی باعث ہوا کہ بابر کا تعلق
ان ملکوں سے یک قلم منقطع ہوگیا جو پہاڑوں کے اُس طرف واقع تھے
اور صرف کابل کا بادشاہ رہا اور ہندوستان کی فتح سے پہلے پہلے بائیس
برس تک وہیں سلطنت کی اور سترھویں صدی عیسوی کے آخر تک
اسکی آل و اولاد نے ہندوستان کی سلطنت کا مزا اوٹھایا *

اگرچہ بابر کو ایک قرارگاہ فی الجملہ حاصل ہوگئی تھی مگر چین اُسکو
نصیب نہوا تھا بلکہ حقیقت میں اُس نے محنت و مشقت اور خطرونکی
صورت کو بدلا تھا اسلیئے کہ باوجود اسکے بھی ایسے قوی بیرونی دشمنوں کا
کھٹکا لگا رہتا تھا جنکا مقابلہ کامیابی سے آجتک نکرسکا تھا اور خاص
ملک کا یہہ حال تھا کہ بہت سا حصہ اُسکا ایسی قوی خود مختار
قوموں کے ہاتھہ میں دبا ہوا تھا کہ اُنکے ہاتھوں سے اُسکے چھوٹنے کی امید
نتھی اور باقی رہے سہی ملک میں سے بھی کسیقدر مخالفوں کے ہاتھہ
چڑھا ہوا تھا اور اُسکا بادشاہی کا خطاب بھی عموما مسلم نتھا علاوہ
اُسکے کوئی وزیر بھی اُسکا ایسا نتھا کہ کی اعتماد اُسپر ہوسکے اور جہانگیر
بھائی اُسکا جو ایک مدت تک مخالف رہا تھا ابھی آکر ملا تھا یعنی وہ
بھی اعتماد کے قابل نتھا فوج اُسکی ایسے بے ٹھور ٹھکانے لوگوں کا مجموعہ
تھا جنکو وہ خوب نجانتا تھا اور وہ لوگ ایسے تھے کہ اپنے پہلے اقاؤں
سے بھی دغا کرچکے تھے *

پہلے پہلے کئی سال اُسنے قندھار کی فتح اور افغانوں اور ہزاریوں کے
پہاڑوں میں مہمات کرنے اور ہرات کے بڑے خطرناک سفر طی کرنے
میں صرف کیئے اور اس خطرناک سفر کی غرض غایت یہہ تھی کہ

خاندان تیمور کے جو لوگ ہرات میں سلطنت کرتے تھے اُنسے اس مقدمہ میں صلاح مشورت کرے کہ اوزبکوں کے حملوں سے کسطرح بچنا چاہیئے چنانچہ ان موقعوں پر اسکنے بڑی جان جوکھوں اُٹھائی اور جو مصیبتیں کہ لڑائیوں میں پیش آئیں ہیں اُنسے زیادہ سختیاں سہیں یہانتک کہ ہزاریوں کے پہاڑونمیں عین جاڑوں میں جب گذرتا تھاتوایک کوچمیں برف کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک ہوگیا تھا اس زمانہ میں یعنی سنہ ۱۵۰۶ ع میں جہانگیر بھائی اُسکا باغی ہوا مگر اُسنے اُسکو پس پا کیا اور جان اُسکی بخشی اور جب کہ سنہ ۱۵۰۷ ع میں بابر ہرات میں موجود تھا تو ایک بڑی بغاوت برپا ہوئی جسمیں اُسکی مغلی فوج نے اُسکے چچیرے بھائی کو بادشاہ بنایا مگر بابر نے اُسکو بھی شکست دی اور قصور اُسکا معاف کیا بعد اُسکے اُن مغلوں کی سازش سے بربادی کے لگ بھگ پہونچا جو خسرو شاہ کے پاس سے بھاگ کر اُسکے پاس آئے تھے ان مغلوں کی بغاوت جو قریب دو تین ہزار آدمیوں کے تھی پہلے پہلے اس طرح واضح ہوئی کہ اُنھوں نے بابر کے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا اور جبکہ بابر اُنکے ہاتھوں سے نکل کر کابل سے بھاگا تو اُنہوں نے اُلغ بیگ کے بیٹے عبدالرزاق کو جسکی جگہہ سنہ ۱۵۰۸ ع میں خود بابر قابض ہوگیا تھا حکومت کابل کے لیئے بلایا اور غالب یہہ ہی کہ اِس جوان کے استحقاق کے دعوے کے بہت سے حامی اور مددگار تھے اسلیئے کہ خاندان تیمور کے تمام شاہزادے اُسکی سلطنت کو ایسا عام شکار اپنا سمجھتے رہے کہ جو کچھہ جسکے ہاتھہ آیا وہ اُسکو دبا بیٹھا اور اُسکی قوت خاص اُن تعلقات پر منحصر تھی جو اُسکو ایسے ملک میں حاصل تھی جہاں باپ اُسکا سلطنت کرچکا تھا اور وہ تعلقات ایسے قوی تھے کہ انکے پاس و لحاظ سے بابر کی تمام فوج بابر کو چھوڑ کر چلی گئی یہانتک کہ پانسو آدمی باقی رہگئے اور یہہ ایسا نازک وقت تھا کہ تھوڑی سی مایوسی اور کوتاہ ہمتی بھی اُسکے لیئے نہایت مضر پڑتی مگر فوج کی قلت کا نقصان اُسکی ذاتی دلاوری بہادری سے جسکو

اُسنے طرح طرح سے ظاہر کیا پورا ہوا چنانچہ اُسنے اُن تھوڑے لوگوں سے کئی بار حملے کیئے اور ہر دھاوے پر آپکو لڑائی کی جلتی آگ میں ڈالا یہانتک کہ صرف اپنی ذاتی دلاوریوں اور عالی ہمتوں کی بدولت بگڑے کام کو دو بارہ سنوارا † اور بات اپنی بنائی *

بابر جو بڑی بڑی لڑائیاں لڑا وہ اپنے پرانے دشمنوں یعنی اوزبکوں سے لڑا ہوا اسلیئے کہ جب ماوراءالنہر فتح ہوچکی تو شیبانی خاں نے خراسان پر حملہ کیا اور ہرات پر قابض ہوا اور خاندان تیمور کی بڑی شاخ کو پھولنے پھلنے سے کھویا بعد اُسکے قندھار کے اضلاع پر چڑھائی کی اور خود شہر قندھار کو فتح کیا اور ہنوز اُسنے قندھار کے قلعہ کو فتح نکیا تھا کہ مصائب دور دراز کی ضرورت سے آسکو پیچھے لوٹنا پڑا مگر بارےاُسکی قلعہ کو ایسا کمزور چھوڑا کہ وہ اُنکے قدیم قابضوں قوم ازغون کے قبضہ میں جو اُسکے آس پاس لگی ہوئی تھی آگیا اور بعد اُسکے بہت دنوں تک یعنی سنہ ۱۵۰۷ ع سے لغایت سنہ ۱۵۲۲ ع تک اُنکی قبض و تصرف میں باقی رہا اب یہہ بات سمجھنی اسان نہیں کہ اگر اوزبکوں کا دوڑ دورا بنا رہتا تو بابر کا کیا حال ہوتا ہاں یہہ امر ممکن تھا کہ اگر شیبانی خاں ایسے نئی دشمن کے مقابلہ پر نجاتا جسکی کامیابی نے تاتاریوں کی فتوحات کو خاتمہ پر پہونچایا تو بابر کا حال بھی ایساہی ہوتا جیسا کہ اُسکے خاندان کے اور بہت سے بادشاہوں کا ہوا یہہ نیا دشمن شاہ اسماعیل صفوی ایران کا بادشاہ تھا جسکے مقابلہ پر شیبانی خاں اُسی زمانہ میں گیا اور اُسنے شیبانی خاں کو سنہ ۱۵۱۰ ع میں شکست فاحش دیکر قتل کیا *

جب کہ شیبانی خاں کام آیا تو بابر کے لیئے ایک نیا میدان خالی ہوا بلکہ وہی میدان خالی ہوا جسمیں اسنے اغاز عمر میں بڑے بڑے

† ارس کائن صاحب کا قول بحوالہ تاریخ خافی خاں اور تاریخ فرشتہ کے اس بغاوت کے آغاز سے بابر کی سرگذشتوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور اگلے کئی برسوں کا حال اُسمیں مندرج نہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہی نہ اُن برسوں کا حال کبھی لکھا نہیں گیا ( ارس کائن صاحب کا ترجمہ بابر کی سرگذشتوں کا صفحہ ۲۳٦ )

کارنمایاں کئي تھی چنانچہ فیالفور اُسنی بلخ پر قبضہ کیا اور شاہ اسمعیل سے رفاقت پیدا کي چنانچہ ایرانیوں کی امداد و اعانت سے بخارا کو دبایا اور سنہ ۱۵۱۱ع میں سمرقند پر پھر قابض ہوا *

مگر یہہ بات اُسکي قسمت میں لکھي تھي کہ ماوراءالنہر میں بات اُسکي بني نرھے چنانچہ ایک پورا برس نگذرا تھا کہ اوزبکوں کے ہاتھوں سمرقند سے نکالا گیا اگرچہ دو برس تک ایرانیوں کي امداد و اعانت سے لڑتا پھرتا رہا مگر آخرکار اُسنی شکست فاحش کھائي اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت اُسکي پہونچي کہ سنہ ۱۵۱۴ع میں بلخ کے سواماوراءالنہر کا تمام ملک اسکی قبضہ سے نکل گیا *

بعد اس بڑي ناکامي کے ہندوستان پر متوجہہ ہوا اور وہ بڑے بڑے کام اسنی کیئی جنکےنتیجہ کا بیان اوپر ہوچکا *

## بیان اُن کاموں کا جو ابراھیم شاہ پر فتح پانے کے بعد اُسنے کیئے

جب کہ سنہ ۱۵۲۶ع مطابق سنہ ۹۳۳ ھجري میں وہ اگرہ کو فتح کرچکا تو اُسنے اول یہہ کام کیا کہ جو غنیمت ہاتھہ آئي اُسکو رفیقوں پر بانٹ چونٹ برابر کیا چنانچہ اپنے بیٹے ھمایوں کو ایک ایسا ھیرا عنایت کیا جو تمام دنیا میں نظیر اپنا نرکھتا تھا اور ایک ایک شاہ رخي کا تحفہ کابل کے چھوٹے بڑوں اور مرد عورتوں اور غلام آزادوں کے لیئے روانہ فرمایا † *

† واضح ہو کہ اگرچہ شاہرخي پونے سات آنہ یا ساڑے سات آنہ کي ہوتي ھی مگر کل رقم جسقدر کہ بابر نے بھیجي ہوگی وہ بہت بڑي رقم ہوگي چنانچہ اور ایسے ایسے نامعقول خرچوں کے باعث سے اوگوں نے اُسکو قلندر کا خطاب دیا جو ایک فقیروں کا فرقہ ھی اور دستور اُنکا یہہ ھی کہ وہ کل کے واسطے باقي نہیں رکھتے اگرچہ وہ ھمیشہ فیاض رہا ہوگا مگر ھمیشہ ایسي فضول خرچي نکرتا ہوگا اسلیئے کہ دریافت ہوتا ھی کہ جب کابل پر وہ قابض ہوا تو بعد اُسکے معاملہ کي قلت سے کسیطرح کي دقت پیش نہ آئي

اگرچہ بابر ہندوستان کی دارالسلطنت پر قابض تھا مگر تمام سلطنت پر اُسکا قبضہ نہوا تھا چنانچہ اُسکی قبضہ میں صرف وہ حصہ تھا جو دلي کے شمال مغرب میں واقع ہی اور نیز وہ تنگ خطہ تھا جو جمنا کے کنارے کنارے آگرہ تک پورا ہو جاتا ہی اور وہ ملک جو گنگا کے مشرق میں واقع ہی دریا خاں لوحاني کے قبض و تصرف میں ہوکر ابراہیم لودھي کے قبضہ سے خارج ہوگیا تھا اور دریا خاں کے بیٹی نے محمد شاہ لوحاني کا خطاب اختیار کیا تھا اور وہ گنگا کے دونوں کنارے صوبہ بہار پر قابض و متصرف تھا اور جمنا کے مغرب میں بھي بہت سے مقام ابراہیم کے دخل و تصرف سے نکل گئے تھے اور جو مقام کہ مطیع اور شامل رھے تھے اُنپر وہ افغان اور فرملي سردار قابض ہو بیٹھے تھے جو ابراہیم لودھي کي سلطنت کے ملازم تھے بابر کو صرف انھیں لوگوں سے مقابلہ کرنا نپڑا بلکہ پہلے پہلے اُسکي فوج اور ہندوستان کے لوگوں میں بڑي عداوت قایم رھي اور دونوں فریق آپسمیں نفرت کرتے رھے چنانچہ لشکر کے گرد نواح کے گنوار لوگ گانوں گرانو اپنے چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور فوج کے لوگوں کو غلہ اور گھاس چارے کي قلت سے بڑي دقت پیش آئي علاوہ اُسکے خاص اُس برس میں کچھہ ایسي گرمي پڑي کہ فوج میں واویلا مچي اسلیئے کہ وہ لوگ سرد سیر اقلیم کے رھنے والے تھے اور قاعدہ ہی کہ ٹھنڈے ملکوں والوں کو گرمي کي شدت نہایت نقصان پہونچاتي ہی یہاں تک کہ فوج نے کابل جانیکي درخواست پیش کي بلکہ بعض بعض آتشین مزاجوں نے اجازت کا انتظار بھي نکیا اور بلا اجازت کابل جانیکے ساز و سامان مہیا کیئے اور جب کہ یہاں تک نوبت پہونچي تو بابر نے فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور علانیہ یہہ بات اُنکو سمجھائي کہ تمھاري سعي و محنت اور عرق ریزي اور جانفشاني کا مقصود ایک مدت سے یہہ تھا کہ ہندوستان کا ملک فتح ہو جاوے اور جب کہ خداے تعالی نے وہ مراد پوري کي اور نصیبوں سے تمنا حاصل ہوئي تو ایسي صورت

میں چھوڑکر جانا بڑي بیوقوفي کا کام اور نہایت بدنامي کي بات هی همارا ارادہ یہہ هی کہ هم چندے هندوستان میں قیام کریں باقي جس شخص کو اب جانا منظور هو وہ بلا تامل چلا جاوے اور بلا ریب اُسکو جانیکي اجازت حاصل هی مگر بعد اسکے جو شخص اس عزم کے خلاف پر کچھہ کہي سنیگا وہ هرگز نسنا جاویگا غرض کہ جب بابر نے یہہ دو چار باتیں سنائیں تو بہت سے لوگ اپنے ارادوں سے باز رهے چنانچہ بعد اُسکی کوئي شکایت پیش نہوئي مگر خواجہ کلاں جو بابر کا بڑا رفیق اور معتمد سردار تھا اُن لوگوں میں شامل رہا جنہوں نے جانا مقرر ٹھہرایا تھا چنانچہ خواجہ کلاں کے واسطے اٹک پار کي حکومت تجویز کي گئي اور بعزت تمام اُس کام پر روانہ کیا گیا *

بابر کے اس مستقل ارادہ کا اثر اُسکے دشمنوں پر بھي هوا یعني وہ لوگ اُسکے مطیع و محکوم هوگئي جنکو یہہ امید لگ رهي تھي کہ بابر بھي تیمورلنگ کي مانند ان ممالک مفتوحہ کو چھوڑ چھاڑ چلا جاویگا باقي جو لوگ اُسکی جب تک مطیع نہ هوئی تھے اُنکي مطیع کرنیکو جابجا فوجیں روانہ کي گئیں چنانچہ چار مهینے کے اندر اندر یعني جولائي سنہ ۱۵۲۶ ع سے اکتوبر سنہ الیہ تک جو ملک ابراهیم‌شاہ کا مقبوضہ تھا وہ تمام اور علاوہ اُسکے وہ تمام صوبے جو ابراهیم کے قابو سے نکل گئے تھے جونپور کي پہلي سلطنت، سمیت ایک فوج کي سعي و محنت کي بدولت جسکا سردار بابر کا بڑا بیٹا همایوں شاهزادہ تھا بابر کے قبض و تصرف میں اگئی اور بعد اُسکے دهولپور اور بیانہ اور گوالیار سب سے پیچھے فتح هوئے *

## بابر کا فتح پانا میواڑ کے راجا پر

جب کہ تمام مسلمانوں نے بابر کي حکومت کو تسلیم کیا تو اب بابر کو خاص هندوؤں سے لڑنا بھڑنا باقي رہا مگر اس موقع پر خود هندوؤں نے بخلاف اپنے دستور قدیم کے بابر سے چھیڑ چھاڑ شروع کي *

چتور کے راجہ همیر سنگهہ راجپوت نے سنہ ۱۳۱۹ع علاوالدین خلجي کے عہد دولت میں چتور گڑہ پر دوبارہ قبض و تصرف حاصل کرکے ایک مدت راج کرتے کرتے تمام میواڑ پر قبضہ اپنا کیا تها اور اُسکے سپوت بیٹے نے اجمیر اُسپر زیادہ کي تهي † اور جب سے کہ دلي کي سلطنت سے مالوہ خارج هوا تها تو میواڑ کے راجاؤں اور مالوہ کے نئے بادشاهوں میں اکثر اوقات ان بن رهتي تهي چنانچہ بابر کے آنے سے پہلے سنہ ۱۵۱۹ع میں میواڑ کے راجا سنگا نے مالوہ کے محمود بادشاہ کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا تها ‡ *

یہہ راجہ سنگا راجہ همیر سنگهہ کے جانشینونمیں چهٹا تها میواڑ کي تمام موروثي سلطنت پر قابض و متصرف تها اور علاوہ اُسکے مالوہ کا مشرقي حصہ بهیلسہ سے چندیري § تک باجگزار اُسکا تها اور یہہ راجہ ایسا بڑا راجا تها کہ مارواڑ اور جیپور کے راجے بلکہ تمام راجپوت اُسکو اپنا پیشوا مانتے تهے || اور جب کہ بابر نے ابراهیم شاہ لودهي پر یورش کي تهي تو اسي راجا نے اُس طبعي عداوت کي ضرورت سے جو اُسکو قاطبۃً دلي کے بادشاهوں سے چلي آتي تهي بابر سے رفیقانہ خط کتابت کي تهي اور جبکہ خود بابر دلي کا تخت نشین هوا تو وهي قلبي عداوت باعث هوئي کہ اُسنے بابر کے خلاف پر راجاؤں کو آمادہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ هندو راجاؤں کے علاوہ لودهیوں کے خاندان کا محمود شاهزادہ بهي رفیق اُسکا هوگیا اگرچہ یہہ شاهزادہ کسي ضلع پرگنہ کا مالک تو نتها مگر بادشاهي کا خطاب اُسنے اختیار کیا تها اور دس‌هزار آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ بهي همراہ اپنے رکهتا تها جن لودهي سرداروں کو همایوں نے مارپیٹ کر بهگایا تها وہ لوگ بهي اپني اپني جگهہ قایم هوگئے یا اُنهوں نے اور مقاموں میں راجا سنگا کي امداد و اعانت کے لیئے آدمي بهرتي کیئے

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجپوتانہ جلد ایک صفحہ ۲۷۴
‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۴ صفحہ ۲۹۱
§ بابر کي سرگذشتوں کا مجموعہ صفحہ ۳۱۲
|| کرنل ٹاڈ صاحب جلد ایک صفحہ ۲۹۹

میوات کے راجه حسن خاں کي رفاقت حاصل کرنے کے لیئے فریقین نے بڑي بڑي کوششیں کیں اُس راجه کے نام سے صاف یهه واضح هوتا هی که یهه ایک نو مسلم راجه تها اور ملک اُسکا وه پهاڑي خطه تها جو دلي سے بچیس میل کے اندر اندر دریاے چنبل کي جانب کو پهیلا هوا هی اور اُس خطه میں وه چهوتي ریاست شامل تهي جو اب مچهیري یا الور کے نام سے مشهور و معروف هی *

اس راجه کا بیٹا جو بابر کے پاس بطور اول کے تها بابر نے اس نظر سے اُسکو اسکے پاس بهیجدیا که باپ اُسکا جي جان سے شریک اُسکا هوجاوے مگر بابر کي اس جوانمردي سے وه مطلب حاصل نه هوا جو اُس نے چاها تها اسلیئے که جوں هي حسن خاں کو اپنے بیٹے کیطرف سے طمانیت حاصل هوئي تو ووں هي راجه سنگا سے کهلم کهلا جاکر ملگیا اور راجه سنگا حسن خاں اپنے رفیق کي امداد و اعانت کے لیئے جلد آگے بڑها اور بیانه میں پهونچا جو آگره سے پچاس میل کے فاصله پر واقع هی چنانچه بابر کي اُس فوج کو نقصان پهنچا کر درون قلعه بهگا دیا جو اُس جگهه پڑاو ڈالے پڑي تهي اور اُن لوگوں اور دارالسلطنت والوں کے درمیان میں آنے جانے کي راهیں مسدود کیں بعد اُسکے بابر نے دشمن کي دیکهه بهال کے لیئے کچهه لوگ اپني فوج کے روانه کیئے اور پیچهے سے تمام فوج اپني لیکر جلد روانه هوا اور جب که بابر فتح پور سیکري میں داخل هوا جو آگره سے بیس میل پر واقع هی تو آپ کو هندوؤں کي فوج کے قریب پایا هندوؤں نے اُسکي فوج کے اگلے حصه پر ترت پهرت حمله کیا اگرچه تهوڑي بهت امداد اُس حصه کي قلب کي فوج نے کي مگر اُسنے بڑي شکست فاحش کهائي یهه واقعه اتهارهویں یا اُنیسویں فبروري سنه ۱۵۲۷ ع کو واقع هوا اور جو هل چل که پهلے پهل بابر کي فوج میں پڑي اور دل اُنکے مرگئے اگر اُسي وقت میں راجه دهاوا کرتا تو ظن غالب تها که وه کمال آساني سے کامل فتح پاتا مگر وه راجه

بعد اس کامیابی کے لشکر گاہ کو چلا گیا اور بابر کو جگھہ پکڑنے اور لشکر کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیئے اتنی بڑی فرصت ہاتھہ آئی کہ بعد اسکے راجہ کو حملہ کرنا بہت دشوار ہوا *

اِس لڑائی کی آغاز ہی سے بابر کی فوج کو بڑا تردد لاحق تھا اور بعد اُسکے بھاگنے والونکی خبروں اور اُس مصیبت کے واقع ہونے سے جو اُنکی آنکھوں کے سامنے واقع ہوئی تھیں اُنکے دلوں پر بہت بڑے اثر پیدا ہوئے علاوہ اُسکے ایک یہہ بدبختی پیش آئی کہ اُس نجومی نے جو کابل سے آیا تھا یہہ بات پکار کر کہی کہ مریخ کے دیکھنے سے یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ بادشاہ کی فوج کو ضرور شکست ہوگی اسلیئے کہ فوج آسکی اُسکے سامنے پڑی ہی چنانچہ جو اندیشے کہ اُن اصلی اور وہمی خوفوں کے مارے پیدا ہوئے وہ ایسے عام تھے کہ بڑے بڑے دلاور بیدل ہوگئے اور صلاح اور مشورہ میں ہمتیں اُنکی ہار گئیں اور ہر بات میں متردد رہے اور سپاہیوں کے سامنے استقلال اپنا قائم نرکھہ سکے اور اُنکے چہروں سے بیدلی ٹپکنے لگی چنانچہ بابر کی ہندوستانی فوج چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگی اور کسیقدر غنیم سے جا ملی اگرچہ باقی فوج اُسکی وفا پر قایم رہی مگر بالکل ہمت ہارے اور گھبرائی ہوئی تھی اور اگرچہ بابر نے نجومی کی پیشگوئی سے بظاہر بہت نفرت کی تھی مگر باطن میں اُن خطروں سے غافل نتھا جنمیں وہ مبتلا ہو رہا تھا اسلیئے کہ آپ اسنے بیان کیا ہی کہ میں نے اپنے کوتکوں پر افسوس کیا اور گناہوں سے توبہ کی چنانچہ شراب پینے سے قسم کھائی اور شراب پینے کے باسن سونے چاندی کے فقیروں پر تقسیم کیئے علاوہ اسکے یہہ بھی عہد کیا کہ اگر فتح نصیب ہوئی تو داڑھی نچھوڑونگا اور کسی مسلمان سے محصول استام کا نہ لونگا مگر اسلیئے کہ وہ بڑے بڑے خطروں کا عادی تھا بیتاب اور بیدل نہوا اور اس نظر سے کہ اپنی طبیعت کی خو بو لشکر کے دلوں میں پھیلاوے فوج کے چھوٹے بڑے سرداروں کو جمع کیا اور لوٹ کھسوٹ اور لاچاری کی باتیں سنائیں اور

دین و مذهب کو بهي بیچ میں نه ڈالا بلکه حفظ آبرو کے فقرے سنائے اور
یهه بات صاف صاف کهي که بهائیو جان کے لڑانے سے فخر اور شان هاتهه آتي
هی معلوم هوتا هی که یهه مضمون اُس نے بهت عمده تجویز کیا تها که
تمام افسروں نے ایک آواز سے جواب دیا اور قران کي سخت سوگند کهائي
که هم یا فتح کرینگے یا جان سے جاوینگے غرض که یهه تدبیر اُسکي راس
آئي اور فوج دل شگفته هوئي اور اسلیئے که روز روز اُسکو صوبجات کے شور و
فسادوں کي خبریں لگتي تهیں تو بابر نے یهه قصد مصمم کیا که اب لڑائي
میں توقف کرنا هرگز مناسب نهیں یعني جو کچهه هونا هی وه جهٹ پٹ
هوجاوے چنانچه بابر نے مورچوں کے سامنے فوج کو مرتب کیا اور توپوں کو
برابر لگایا اور جبکه ساري ترتیب پوري هوگئي تو گهوڑا دوڑا کر فوج کے
دائیں سے بائیں کو نکل گیا اور سپاهیوں سے کچهه کچهه خطاب کرکے اُنکے
دل بڑهاے اور سرداروں کو یهه هدایت کي که ایسے ایسے لڑنا چاهیئے
دریافت هوتا هی که هندو لوگ بهي اسبات پر آماده و مستعد تهے که
لڑائي کا فیصله هوجاوے مگر بابر نے اس خواهش سے که حال اس بڑي
لڑائي کا بڑے کر و فر اور نهایت شان و شوکت سے لکها جاوے آپ اُسکو
نهیں لکها بلکه اپنے میر منشي سے لکهوایا جسنے اُسکو بنا بنا کر لکها اور
بهت سے ورق کالے کیئے هاں یهه ضرور هی که اُنکے دیکهنے سے اتني بات
دریافت هوتي هی که سولهویں مارچ سنه ۱۵۲۷ ع مطابق تیرهویں
جمادي الثاني سنه ۹۳۳ هجري میں بابر کو بڑي فتح نصیب هوئي
اور راجه سنگا بڑي دشواري سے جان بچاکر چلا گیا اور حسن خان میواتي
اور بهت سے سردار اُسکے جان سے مارے گئے اب بابر کا یهه حال هی که
جب وه نجومي مبارکبادي کو آیا تو بابر نے اُسکو بهت برا بهلا کهکر کلیجا
اپنا ٹهنڈا کیا اور اُسکو ایسا بدخواه اور بدزبان اور وهمي بتایا که کلام اُسکے
کسي شخص کو گوارا نهوویں مگر جو که وه نجومي قدیمي ملازم تها تو
اسلیئے اُسکو بهت سا انعام دیکر فرمایا که تو میري قلمرو سے نکلجا *

## ملک کے انتظام اور چندیری کے محاصرہ کا بیان

جب کہ یہہ فتح ہوچکي تو میوات کے دبانے کو بابر روانہ ہوا چنانچہ وہ ملک بھي مطیع و محکوم اسکا ہوگیا اور جیسے کہ حال اسکا پہلے تھا اس سے بہتر انتظام اسکا ظہور میں آیا بعد اسکے بابر نے حسب اپنے وعدہ کے جو اس لڑائي سے پہلے کیا تھا اُن لوگوں کا ایک فریق بنایا جن لوگوں نے کابل جانے کي رخصت چاھي تھي اور ھمایوں کو سردار اُنکا بناکر کابل کو روانہ کیا *

بعد اُسکے ملک کے انتظام و انصرام اور اُن صوبوں کے بندوبست بحال کرنے میں جو لڑائي کے دنوں میں کچھہ ٹھیک ٹھاک نرھے تھے پورے چھہ مہینے صرف کیئے غرض کہ برس دن کے اندر اندر گنگاپار کے ملکوں میں صوبہ اودہ کے علاوہ حکومت اسکي دوبارہ قایم ہوگئي اور اب بھي صوبہ اودہ میں افغانوں کا ایک گروہ باقي رھا تھا جنکي سر کوبي کے لیئے تھوڑي سي فوج بھیجي گئي *

اگلے برس یعني سنہ ۱۵۲۸ ع مطابق سنہ ۹۳۴ ھجري کے آغاز میں بابر نے چندیري پر چڑھائي کي جو بندیل کھنڈ اور مالوہ کي سرحدوں پر واقع ھی اور اسپر مدني راے قابض و متصرف تھا جو راجپوتوں کا سردار اور محمودشاہ ثاني والي مالوہ کے عہد دولت میں بڑا صاحب اقتدار تھا اور بعد اسکے خود سلطنت کو دبا بیٹھا تھا اور جب کہ محمودشاہ ثاني نے شاہ گجرات کي امداد و اعانت سے اسکو خارج کیا تھا تو راجہ سنگا کي حفظ و حمایت میں آکر چندیري میں پانوں اسنے جمائي تھي چنانچہ وہ بھي لڑائي میں راجہ سنگا کے ھمراہ تھا مگر صحیح سلامت نکل گیا اور اب اُسنے سخت مقابلہ کیا مگر اس موقع پر بھي دستور قدیم کے موافق جسقدر اُنسے بہادري دلاوري ظاہر ہوئي اسقدر استقلال اور ھنر ظاہر نہ ہوا چنانچہ محاصرے کے دوسرے دن وہ بالکل مایوس ہوگئے اور کام کو ہاتھہ سے دے بیٹھے اور وہ غریب واقعہ خودکشي

کا جو راجپوتوں کي تاریخ میں عام پایا جاتا هی بابر کي نظروں سے گذرا یعنے بابر کي فوج قلعه کي فصیل پر چڑھے هي تھي که محصوروں نے اپني عورتوں کو قتل کیا اور جان کھونے کو برهنه هوگئے چنانچه اُنهوں نے اُن مسلمانوں کو مار کر بھگایا جو اُنکے سامنے پڑے اور روني سے کود کر غنیم کي فوج پر اُسي زور و شور سے برابر حمله کیئے گئے یہاں تک که مغلوب هوکر پامال هوگئے اور وہ دو تین سو راجپوت جو مدني راے کي محل سراے کي حفظ و حراست کے واسطے باقي رهے تھے اُنهوں نے جان اپني یوں کھوئي که آپسمیں اس ہمتشاو تکرار پر مارے گئے که دشمن کے مقابله میں پہلے پہل کون جان اپني راجا پر نثار کرے یہه واقعه بیسویں جنوري سنه ۱۵۲۸ع کو واقع هوا *

## افغانوں کے مفسدہ کا بیان

جب که چندیري کا محاصرہ هو رها تھا تو کہیں بابر کو یہه خبر لگي که ایک پٹھان بابن نامي نے اُس فوج کو شکست فاحش دي جو اودہ پر بھیجي گئي تھي چنانچه بابر آپ اُس جانب کو روانه هوا اور جب که افغانوں نے گنگا کے گھاٹ پر پڑاو اپنا ڈالا تو بابر نے ایسے حال میں گنگا کا پل بنایا که دشمن کي توپوں کي بوچھاریں پڑتي تھیں غرض که اخر کار اُسنے دشمنوں کو گھاگرا پار بھگایا اور انکا پیچھا کیا یہاں تک که دشمنوں نے بنگاله میں جاکر پناہ ڈھونڈھي اور غالب یہه هی که اگر همایوں نے اس سے پہلے صوبه بہار کو فتح نکیا تھا تو بابر نے اسي موقع پر اُسکو فتح کیا هوگا مگر بابر کي سرگذشتوں میں اُسکے حالات کا سلسله اسي جگهه سے منقطع هوتا هی اور کسي مورخ نے اُسکو پورا نہیں کیا *

بعد اُسکے کئي مہینے تک بابر بیمار رها اور اس عرصه میں اُسنے ایسي ایسي دل لگي کے کاموں سے مزے اوٹھائے جو اُسکو بہت کم نصیب هوئے تھے چنانچه اس موقع پر هندوؤں کے اُن قلعوں اور مندروں اور چشموں اور ابشاروں کے بیان سے سرگذشت اُسکي مشتمل و معمور هے جو

اُسکي لطف سے گذرے اور اُسنے آنکي دیکھني سے آنکھوں کو تازہ کیا اور نیز
آسمیں اپنے خاص خاص باغوں کي عجیب عجیب کیفیتیں جسمیں اُسنے
نئي نئي باتیں ایجاد کي تھیں اور بازي گروں اور پہلوانوں اور علاوہ اُنکے
اُن دل لگي کے شغلوں کے حالات مندرج ہیں جو ہندوستان سے مخصوص
ہیں *

ان سیر و تماشوں کے ساتھہ اُن دنوں میں رنتھنبور کا بڑا قلعہ اُسکو
حاصل ہوا جسکو راجہ سنگا کے دوسرے بیٹے نے اُسکے حوالہ کیا اسلیئے
کہ راجہ سنگا مر چکا تھا اور بڑا بیٹا اُسکا جانشین اُسکا ہوا تھا *

## بہار و بنگال کي لڑائیوں کا بیان

جب کہ بابر کو یہہ پرچا لگا کہ وہي اودھي شاہزادہ محمود
نام جو راجہ سنگا کا رفیق و معاون تھا اور اُسکي شکست کے وقت
اُسکے ساتھہ تھا صوبہ بہار پر قابض ہوگیا تو بابر کو بڑا جوش آیا اور
نہایت پیچیدہ ہوا معلوم ہوتا ہی کہ بنگال کا بادشاہ اُس محمود کا
مدد و معاون تھا غرض کہ بہار اور اور پاس پروس کے پٹھانوں کي
جمعیت سے محمود کي جمعیت لاکھہ آدمیوں کے لگ بھگ پہونچي
تھي اور محمود اس جمعیت کو ہمراہ اپنے لیئے ہوئے بنارس کي جانب
بڑھا چلا آتا تھا کہ بابر بھي وہاں جا پہونچا جہاں گنگا جمنا آپسمیں
ملتي ہیں اور اب وہاں الہ‌آباد بستا ہی اور جوں ہي کہ بابر قریب اُس
فوج کے پہونچا وہ فوج جو جلد جلدي اکھٹي ہو گئي تھي اور بابر کے
پہونچنے سے پہلے کچھہ کچھہ نزاغ بھي آپسمیں ہو رہا تھا ٹوٹ پھوٹ
کر ادھر اودھر ہو گئي اور ساري وجہہ یہہ تھي کہ اُس فوج نے پہلے اِس
سے چنارگڑہ کا اِرادہ کیا تھا مگر جب کہ وہاں لاگ ڈانٹ آنکي ہوئي تو
کچھہ کچھہ ادھر اودھر ہوگئي اگرچہ وہ لاگ ڈانٹ ایسي بہت قوي نتھي
مگر جیسي کہ فوج کي طبیعتوں کا حال اُسوقت میں تھا فوج کي پراگندگي
کے لیئے کافي وافي تھا بعد اُسکے محمود کا یہہ حال ہوا کہ جسقدر فوج

کو روک تھام سکا ہمراہ اپنے لیکر لوٹ گیا اور سون ندی پار اپنے ڈیرے ڈالے
اور وہ بہت سے سردار جو اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تھے بابر کے تابع ہوگئے
چنانچہ بابر آگے کو بڑھا چلا گیا اور محمود نے یہہ بات سوچ سمجھہ کر
کہ لڑنے میں کچھہ فائدہ نہیں بھاگنا اختیار کیا *

گنگا کے جنوب میں بہار کا ملک جسقدر واقع تھا وہ بابر کے قبض و
تصرف میں آیا مگر بہار کا شمالی حصہ شاہ بنگال کے قبضہ میں باقی رہا
جسکی بہت سی فوج اُس جگہہ اڑی پڑی تھی معلوم ہوتا ہی کہ شاہ
بنگال کا صرف اسقدر مطلب تھا کہ دلی کی سلطنت کے اُس حصہ یعنی
شمالی بہار کو اپنے قبضہ میں رکھے اور باقی خصموں پر لڑائی بھڑائی نکرے
چنانچہ اُسنے اسی غرض سے بابر کو خط و کتابت میں مصروف رکھنا
چاہا اور ایک ایلچی کا آنا جانا جاری رکھا یہاں تک کہ بابر کو صبر کا
تحمل نرہا اور گنگا پار اوتر کر بنگالیوں سے لڑائی کو آگے بڑھا *

اگرچہ وہ گنگا اوتر گیا مگر گھاگرا کا اوترنا باقی رہا جہاں غنیم اُسکا
ایسی جگہہ پڑا تھا کہ وہاں گنگا گھاگرا سے ملتی ہی مگر بابر کے پاس
کشتیوں کا سامان ایسا اچھا تھا کہ اُسنے بنگالیوں کی کشتیوں کو مار پیٹ کر
بھگا دیا اور اگر یہہ صورت پیش نہ آتی تو وہی کشتیاں بابر کے حق میں
سنگ راہ ہو جاتیں بعد اُسکے بنگالیوں نے بابر کو اوتر نے سے روکا چنانچہ
دونوں طرفوں سے توپیں چلنے لگیں مگر اس باعث سے کہ فوج بابر کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پار اوتر گئی تھی تو اُنکے مقابلہ پر غنیم کی فوج بھی
ٹکڑے ٹکڑے ہوکر لڑی بھڑی یہاں تک کہ بابر کی فوج نے اُنکو
مار کر بھگا دیا بعد اُسکے شاہ بنگال آشتی پر راضی ہوا چنانچہ باہم صلح
ہوگئی اور جب کہ بابر نے آگرہ کا ارادہ کیا تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ وہ
گروہ افغانوں کا جو شاہ بنگال کی فوج سے الگ ہوکر اور بابن اور بایزید
افغانوں کی حفظ و حمایت میں گھاگرا پار اوتر گیا تھا لکھنؤ پر قابض و

منصرف ہوگیا چنانچہ بابر فی‌الفور اُس جانب کو روانہ ہوا اور جب کہ پٹھان لوگ اُس جگہہ سے چلے گئے تو کچھہ فوج اُنکی پیچھے بابر نے روانہ کی یہاں تک کہ اس فوج نے گنگا جمنا دونوں کے وار پار اُنکا پیچھا کیا اور بندیل کھنڈ میں اُنکو منتشر کردیا بعد اُسکے برسات آگئی اور بوجہہ اسکے تعاقب موقوف ہوگیا ٭

## بابر کے بیمار ہونے اور جانشینی کی نسبت سازشوں کا بیان

معلوم ہوتا ہی کہ مرنے سے پندرہ مہینے پہلے بابر کی طبیعت درست نرہتی تھی اور جو کہ اُسکی سرگذشتوں میں حالات اس زمانہ کے مندرج نہیں تو یہہ بلت صاف دریافت ہوتی ہی کہ اُسکی قوت و ہمت میں کاہلی سستی آگئی تھی علاوہ اسکے اور چند باتوں سے بھی یقین ہوتا ہی کہ اُسکی حکومت بھی اس باعث سے کم زور ہوگئی تھی کہ لوگوں کو اُسکی حکومت کے زوال کا خیال بندھ گیا تھا چنانچہ ہمایوں بھی بدخشاں کی حکومت سے بلا اجازت چلا آیا اور جب کہ بابر نے اپنے وزیر نظام‌الدین علی خلیفہ کو ہمایوں کی جگہہ منتخب کیا تو اُسنے بھی کوئی حیلہ پیش کیا اور وہ بھی دربار ہی میں رہا اگرچہ ہمایوں کو بدخشاں سے طلب نکیا تھا مگر ساتھہ اُسکے محبت سے پیش آیا اور بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرے پر ایک بیماری ہمایوں کو عارض ہوئی جو بابر کے مرنیکا قوی سبب ہوئی جب کہ بابر کو یہہ بات دریافت ہوئی کہ حکیم اپنی تدبیروں سے عاجز ہوئے اور خود حکیموں نے بھی یہہ عرض کیا کہ اب دوا درماں سے کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا تو ہمایوں کی جان بچانیکے واسطے بابر کو صرف یہہ امید باقی رہی کہ اُس اعتقاد باطل کے بموجب جو آج کل بھی بلاد مشرق میں جاری ساری ہی یہہ بات چاہی کہ بیٹے کی جان بچے اور باپ کی جان نثار ہووے اور جیسے کہ یہہ اعتقاد اُسکے جی میں بیٹھا تھا ویسے ہی اُسکے دوستوں کو بھی اُسکی تاثیر کا یقین کامل تھا چنانچہ

اُنہوں نے بابر سے یہہ درخواست کي که آپ اپني جان نکھووین اور هزاروں کے عیش و آرام کو برباد نکریں مگر بابر اپنے ارادہ سے باز نه آیا چنانچه وہ همایوں کے سیج کے واري هوا یعني تین بارگرد اُسکے پھرا جو جینے سے دور اور مرنے سے قریب هوگیا تھا بعد اُسکے تھوڑي دیر تک بہت گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگي یہاں تک که اپنے قربان هونیکا ایسا اُسکو پورا یقین هوا که چند بار اُسنے یہه پکارکر کہا که اُسکا دکھه میں نے سہا میں نے سہا اور تاثیر اس اعتقاد کي اُسپر اور اُسکی بیٹی پر اسقدر هوئي که تمام مورخ اسبات پر متفق هیں که همایوں اُسیوقت سے تندرست هونے لگا اور باپ اُسکا جو پہلے سے بیمار تھا اور همایوں کي بیماري کے مارے زیادہ مریض اور لاغر هوگیا تھا اُسیوقت سے تھوڑا تھوڑا گھٹنے لگا جس سے یہه بات بہت جلد واضح هوئي که موت اُسکي قریب آگئي اور جب که اُسکي نوبت یہاں تک پہونچي تو اُسنے اپنے بیٹوں اور وزیروں کو مرتے دم اکھٹا کیا اور اپنے جي کي خواهشیں ظاهر کیں اور آپسمیں اتفاق و محبت کي سخت تاکید کي مگر اُسکے وزیر خلیفه نے پہلے سے یہه تجویز کي تھي که بابر کے پیارے منصوبوں کو پورا نہونے دے † اور اس وزیر کا رعب داب ایسا تھا که اُسکے آگے کسي کي پیش نجاتي تھي مگر اُسکے رعب داب کي وجہه اب تک دریافت نہیں هوئي چنانچه اُسنے اس غرض سے که سلطنت کے تمام اختیارات اُسکے قبض و تصرف میں قایم و دایم رهیں یہه ارادہ کیا که بابر کے بیٹوں کو دخل ندے اور اُنکو الگ تھلگ رکھے اور اپنے داماد خواجه مہدي کو تخت پر بیٹھاوے اور وزیر اُسکے بیٹھانے میں یہه فائدہ سمجھا تھا که خواجه مہدي عمر کا نوجوان اور مزاج کا لاوبالي اور بہت

---

† یہه خلیفه بابر بادشاہ کا بڑا پرانا سردار تھا مگر یہه بات سمجھني دشوار هی که بابر سے قابل بادشاہ کے روبرو اور همایوں سے تجربهکار وارث کے سامنے اسقدر اختیار اُسکو کسطرح نصیب هوا تھا اور ایسي هي یہه بات بھي اچنبھي کي معلوم هوتي هی که اس سے آگے ذکر اُسکا تاریخ فرشته یا اکبرنامه میں نظام‌الدین یا خلیفه کے نام سے پایا نہیں جاتا

کا هلکا اور مست کا مارا هی همیشه مطیع و محکوم اپنا رهیگا مگر خواجه مهدي نے ایسی کوتک کیئے که وزیر اپني امید سے نا امید هوا خواجه مهدي اور علاوه اُسکے تمام لوگ اسبات کو یقیني سمجهی تهي که بابر کے بعد تخت اُسیکو نصیب هوگا مگر جب که وقت اُسکا قریب ایا تو خلیفه نے خواجه مهدي کو یکا یک گرفتار کیا اور آس پاس کے لوگوں کو اُسکے ملنے جلنے سے موقوف رکها اس بڑے انقلاب کا باعث اُس سرگذشت میں مندرج هی جسکو ارس کائن صاحب نے محمد محکم کي سند پر بیان کیا جو سرگذشت مذکوره کے مصنف کا باپ تها خلاصه اُسکا یهه هی که خواجه مهدي سے خلیفه ملنے گیا تها اور محمد محکم همراه اُسکی تها حسب اتفاق اُسوقت خلیفه کي طلب هوئي که بابر کي جان هونٹوں پر تهي جوں هي که خلیفه خواجه مهدي کے مکان سے اوٹها تو خواجه مهدي ساتهه ساتهه اُسکے ازراه تعظیم کے دروازه تک آیا اور دروازه پر کهڑا رها یهاں تک که محمد محکم بغیر ازے بهرے اُس سے نکل نسکا اور جب که خلیفه دور نکل گیا تو خواجه مهدي نے دانت پیس کر یهه بات کهي که بهلا بے او پیر نابالغ خدا چاهے تو تیرے چمڑي جلد نکلواتا هوں خواجه مهدي نے یهه بات کهکر مونهه پهیرا تو محمد محکم کو گهر سے نکلتے دیکهه کر بهت پشیمان هوا اور اوسان اُسکے جاتے رهے مگر اُسنے محمد محکم کے کان پکڑکر خوب اینٹهے اور بیساخته یهه مصرع پڑها † زبان سرخ سرسبز می دهد برباد غرض که محمد محکم نے خلیفه کو یهه داستان سنائي چنانچه نتیجه اُسکا یهه هوا که خلیفه نے خواجه مهدي کي رفاقت چهوڑي اور همایوں کا ساتهه دیا ٭

---

† واضح هو که فارسیوں کي اصطلاح میں زبان سرخ غماز کي زبان کو اور سرسبز صاحب اقبال کے سر کو کهتے هیں اب اس مصرع کے یهه معني هیں که وه زبان جو غماز هوتي هی اُس سر کو برباد دیتي هی جو صاحب اقبال هوتا هی ( مترجم )

## بابر کي وفات اور اُسکي عادات کا بیان

خلیفه اور خواجه مهدي کي سازشوں میں جنسے بابر غالباً واقف نتها بابر نے انتقال کیا یهه بادشاه اگرچه بهت بڑا بادشاه نتها مگر بڑي تعریف کے شایاں و سزاوار جو شخص ایشیا میں کبهي پیدا هواوه یهي تها اور ۲۶ دسمبر سنه ۱۵۳۰ع مطابق سنه ۹۳۷ هجري میں عمر کے پچاس برس اور بادشاهت کے اڑتیس برس پورے کرکر مقام آگره میں جهاں فاني سے گذر گیا اور لاش آسکي بحسب اُسکي تمنا مقام کابل میں ایک ایسي جگهه مدفون هوئي جسکو آسنے غالباً خود † پسند کیا تها *

اگرچه بابر کي عادات آسکے کاموں سے بخوبي واضح هوتي هیں مگر اُسکے خاص ذاتي حالات اور تحریرات کي نسبت تهوڑا بهت لکهنا باقي هی چنانچه جو سرگذشتیں آپ آسنے قلمند کي هیں وه غالباً ایسي عمده هیں که نظیر آنکي پائي نہیں جاتي یعني اپني عمر کي حکایتوں اور رایوں اور طبیعت کے قصوں کو جگهه جگهه ایسا بیان کیا که جو سچے سچے تهے آسکو هرگز نہیں چهپایا اور بناوٹ کو دخل نہیں دیا اور راست گوئي اور خوش مزاجي کے ظاهر کرنے میں تکلف کو کام نفرمایا ‡ *

---

† برنس صاحب نے اپني سیاحت نامه کي جلد ایک صفحه ۱۴۱ میں لکها هی که بابر نے یهه وصیت کي تهي که میري لاش اُس جگهه دفن کیجاوے جو اُسکي ساري قلمرو میں اُسکو مطبوع و مرغوب تهي چنانچه اب بهي ایک پاکیزه ندي اُس قبرستان میں بهتي هی اور خوشبودار پهولوں کو پاني دیتي هی اور کابل کے لوگ ایک بڑے تهوار کو وهاں اکهٹے هوتے هیں بابر کي قبر کے سامنے سنگ مرمر کي ایک مسجد اگرچه چهوٹي سي هی مگر بهت هي عمده بني هوئي هی اور اُسکے مقبره سے پهاڑ کي ایک نهایت دلکش فضا نظر پڑتي هی

‡ واضح هو که صاف بیاني اور راست گوئي کي رو سے بابر کي سرگذشتیں تیمور کي سرگذشتوں کے مخالف هیں اگرچه تیمور کي سرگذشتوں کي زبان سیدهي سادي هی مگر باوصف اسکے بهت بنا بنا کر اسلیئے لکهي گئیں که لوگوں کے دلوں پر اثر اُسکا پڑے چنانچه ایک مقام پر اُسنے یهه بات لکهي که ایک روز اتفاق سے میرے پاؤں تلے ایک چیونٹي پسگئي اُسکے پس جانے سے میرے دل کو ایسا صدمه پهونچا

غرض که بیان اُسکي سرگذشتوں کا صاف و پاکیزہ اور دلاورانه اور رنگین و دلچسپ هی اور اسلیئے که وہ ایک ذهین اور تجربہ کار آدمي کي تصنیف هی تو اُسمیں اُسکے معاصروں اور هموطنوں کے کام کاج اور رنگ ڈهنگ اور چال ڈهال ایسے واضح هیں جیسا که رنگ روپ آئینه میں ظاهر هوتا هی اور یهي باعث هی که تمام ایشیا میں منجمله صحیح تاریخوں کے اصلي تاریخ کا ایک عمدہ نمونه هی اسلیئے که اگرچه معمولي مورخوں نے بڑے بڑے لوگوں کے کاموں اور تکلف کے برتاوں کا حال بڑي شان و شوکت سے بیان کیا مگر اُنکی طور و طریقوں اور خاص خاص عادتوں کا بیان نهیں کیا بلکه علی الخصوص ایسي باتوں کو بالکل چهوڑ گئے جو اُنکي شان و منصب کے شایان و سزاوار نتهیں هاں بابر کي سرگذشتوں میں جن جن لوگوں کا حال بیان کیا گیا اُنکي شکل و صورت اور لباس و پیرایه اور شوق و ذوق اور عادات و شمایل کا بیان ایسي تفصیل و تشریح سے کیا گیا که فی الحال گویا هم اُن لوگوں میں موجود هیں اور اُنکو اپني آنکهوں سے دیکهه † رهی هیں اور جن ملکوں میں بابر کا گذر هوا اُنکي فضاؤں اور آب و هوا اور پیداواروں اور عجیب عجیب صنعتوں اور بڑي بڑي عمارتوں کے حالات سے سرگذشت اُسکي معمور و مشحون هی اور وہ ایسي تفصیل وار اور ٹهیک ٹهیک لکهي

---

که گویا میرے پاؤں کي طاقت جاتي رهي اور حقیقت اُسکي یهه هی که وہ بڑا سفاک بادشاہ تها اور یهه ایک ایسي بات هی که اگر وہ بڑا جتي ستي گرشائیں اگیاني پنڈت بهي هوتا تو کوئي یقین نکرتا که یهه بات اُسنے اپنے جي سے کهي هی

† یهه مفصل حال اُن درباروں اور لشکروں کے لوگوں کا هی جهاں جهاں بابر بستا رستا رها اور جن ملکوں کا حال اُسنے بڑي وضاحت سے لکها وهاں کے باشندوں کي صرف ایسي ایسي اُنهرکي باتیں بیان کیں که اُنکے ملنے سے بیگانه ملکوں کے رهنے والے حیران هوں مگر اُنکي اوقات بسري اور رسم و رسوم کے حالات اُسنے تفصیل وار اسلیئے نهیں لکهی که وہ اُنکے اس قسم کے کل حالات سے بخوبي واقف نهیں هوسکتا تها

هوئے هیں که جتنی جگهه میں وه لکهي گئي زمانه حال کے کسي سیاح نے اُنکو اتني جگهه میں نهیں لکها اور جب که اُن مصیبتوں کا لحاظ کیا جاوے جنمیں اُسنے وه سرگذشت اپني قلمبند کي هی ‡ تو نهایت تعجب هوتا هی *

تصنیف بابر کي بڑي خوبي یهه هی که باوصف اِسکے که اُسکا مصنف ایک دراز مدت تک طرح طرح کے انقلابوں میں مبتلا رها اور زمانه کے بهت سے گرم و سرد اُسنے دیکهے مگر اسکي عادات وشمایل میں کوئي تغیر واقع نهوا چنانچه اُسکي طبیعت میں ویسي هي مهر ومحبت باقي رهي اور مزاج میں ویسے هي نیک اخلاق قایم رهے جیسے که اغاز وابتداء میں موجود تهی جب که کام کاج کا بوجهه اُسنے اُوتهانا شروع کیا تها اور مال و دولت اور جاه و حشمت کے حاصل هونے سے شعور و سلیقه اُسکا خراب نهوا تها اور قدرتي چیزوں اور خیالي باتوں سے مزے اُٹهانے کي استعداد اُسکي طبیعت سے کم نهوئي تهي *

بابر کي سرگذشتوں کے مترجم ارس کائن صاحب نے بیان کیا هی که لوگوں کي شان و شوکت کے جو حالات ایشیا کي تاریخوں میں مندرج هیں وه سرد مهري اور افسرده مزاجي سے سراسر معمور هیں مگر منجمله اُنکے ایک ایسے بادشاه یعني بابر کے حالات کے ملاحظه سے ایک طرحکي تشفي هوتي هی جو عمر گذشته پر تاسف کرتا تها اور اُس نے بیان کیا که میں ایک اپنے ساتهي کي جدائي سے روتا تها جو کهیل کود میں ساتهه اپنے رهتا تها اور اپني رشته دار عورتوں اور خصوص اپني ماں کا ذکر ایسے

‡ جن جن ملکوں میں بابر نے لڑائیاں بهڑائیاں کیں اور حالات اُنکی بیان کیئے تو لفظوں کي قلت اور معنوں کي کثرت اُسوقت دریافت هوسکتي هی که ابن بیتوتا کي کتاب سے مقابله کیا جاوے جو ایک مشهور مورخ اور بڑا سیاح و محقق اور نهایت لایق فایق تها یا جو جغرافیه بابر نے لکها هی اُسکا مقابله بهي ایشیا کے کسي مورخ جغرافیه نگار سے کیا جاوے

شوق ذوق سے کرتا هی که گویا اُنسے الگ نهیں هوا اور اُنکے ساتهه الاؤ پر بیتها تاپ رها هی اور جهاں کهیں اُس نے حال اپنا بیان کیا وهاں اپنے دوستوں کا حال بہت حسن و خوبي اور کمال التفات و عنایت سے بیان فرمایا چنانچه اُنکي کہاوتوں اور بیماریوں اور حادثوں اور مہموں کا حال تفصیل وار تحریر کیا اور کہیں کہیں اُنکے برے برے کوتکوں کي هنسي بهي کي *

جب که اُسنے اپنے معتمد خواجه کلاں کو جو کابل میں اُسکي طرف سے کام کاج اُسکا کرتا تها ایک خط اپني سلطنت کے کار و بار میں لکها تو اُسکے اخیر میں یارانه کے دو چار فقرے اُسکے جي بهلانے کي غرض سے تحریر کیئے اور بعد اُسکے یهه عذر لکها که خدا کے واسطے میري بیوقوفیوں کو معاف کرنا اور اُنکي وجهه سے مجهکو برا نسمجهنا بعد اُسکے خواجه کلاں کو یهه بات بهي لکهي که جیسے میںنے شراب کا پینا چهوڑا تو بهي ویسے هي چهوڑ دے اور اصل کلام اُسکا یهه هی که جب هم سارے پرانے یار ایک جگهه اکتهے تهے تو شراب کا پینا لطف سے خالي نتها اور اب که حیدر قلي اور شیر احمد کے سواے کوئي هم پیاله اور هم نواله تیرے پاس موجود نهیں تو اب شراب کے چهوڑنے میں تیري طبیعت پر جبر نهوگا اور علاوه اُسکے اُسي خط میں یهه بهي لکها تها که مجهکو آپ پر بڑا رشک آتا هی که تم کابل میں رهتے هو اور وهاں کے سیر و تماشوں کے مزے اُٹهاتے هو اور یهه بهي لکها که جب لوگ صرف ایک تربوز † یهاں میرے پاس لائے اور میں نے اُسکو تراشا تو اپني تنهائي پر کمال افسوس کیا که میں کیسا وطن سے دور اور یاروں سے مهجور پڑا هوں اور اُسکو کهانا شروع کیا تو یاروں کي جدائي میں آٹهه آٹهه آنسوؤں رویا اور بهتے آنسوؤں کو تهام نسکا *

† معلوم هوتا هی که یهه پهل اُسوقت تک هندوستان میں پیدا نهوتا تها مگر بعد اُسکے اُسنے رواج پایا *

اگر بابر شراب کا پینا بہت جلد چھوڑتا تو اُسکے حق میں بہت اچھا ہوتا اسلیئے که هر طرح یهه سمجھنا چاهیئے که میخواري کي کثرت سے عمر اُسکي تھوڑي ہوئي چنانچه شوق و ذوق اُسکا اُسکي سرگذشتوں سے دریافت ہوگا که آسنے جیسي لڑائیوں کے حالات اور بادشاہوں کے خط و کتابت کي کیفیات ایک زور و شور اور نہایت شان و شوکت سے لکھیں ویسے هي مے خواري کے جلسوں کے اُمورات ایک آن و بان اور بڑي کر فر سے قلمبند کیئے اگرچه یهه جلسے اُسکي شان و لیاقت کے شایان و سزاوار نتھے مگر اُسکي سرگذشتوں میں وہ ناپسندیدہ باتیں نہیں هیں اسلیئے که اُن جلسوں کي بے تکلفي اور سادگي ایسي بیان کي گئي که بابر کا بادشاہ ہونا اُنکے دیکھنے سے فراموش ہوجاتا هی بلکه ایسا سمجھه میں آتا هی که وہ بھي اُس جلسه میں ایک یار میگسار تھا حاصل یهه هی که اُن باتوں کي بدولت جو میخواري کي کثرت پر مائل کرتي هیں جیسے سایه دار درختوں کا جھومنا اور ایسے ایسے پہاڑوں پر بیٹھنا جنسے بڑي بڑي فضائیں نظر آتي ہوویں اور کشتي کا نرم نرم چلنا اور ترکي فارسي کے اشعار ازبر پڑھنا اور کبھي کبھي گیت بھي گانا اور یاروں سے دھول دھپا ہوجانا اور ہنسي ٹھٹول کي باتیں کہنا غرض که ایسي ایسي باتوں کے باعث سے ایسے آوارہ جلسوں کي برائیاں بري نہیں لگتیں *

بابر کا یهه وتیرہ تھا که ایک جگہه پڑا نرهتا تھا چنانچه یهه بات اُسکي اُس کلام سے صاف واضح ہوتي هی جو مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے خاص اپني زبان سے فرمائے تھی یعنے گیارہ برس کي عمر سے یهه اتفاق نہیں ہوا که دو رمضان ایک جگہه کئي ہوں یہاں تک که جو وقت اُسکا لڑائي بھڑائي اور سیر و سفر میں صرف نہوتا تھا تو اُسوقت کو سیر و شکار اور گھوڑے کي سواري اور دور دراز کے سیر سپاٹوں میں صرف کرتا تھا اور جن دنوں که جي اُسکا اچھا نتھا تو پچھلي سیر اُسکي یهه تھي که دو دن کے اندر اندر کالپي سے آگرہ تک جو ایک سو ساٹھه میل کے

فاصله پر واقع هی گهوڑے سوار آتا تها اور کوئي کام اُسکو نہوتا تها علاوہ اُسکے ایک هي سفر میں دو مرتبه گنگا کے وار پار آیا گیا اور آپ اُسنے بیان کیا که جو دریا راہ میں پڑتا تها وار پار اُسکو پیر کر آتا جاتا تها اور جیسا که جسم اُسکا چابک و چالاک تها ویسي هي عقل اُسکي تیز اور فکر اُسکا رسا تها چنانچه امورات سلطنت کے علاوہ نہروں اور تالابوں اور عمدہ عمدہ کاموں کے بنوانے اور بیگانه ملکوں کے نئے نئے پهل پهلاریوں اور اچهی اچهی پیدا واریوں کے رواج ورونق دینی میں مصروف رهتا تها اور با وصف ان محنت مشقتوں کے اتني فرصت بهي حاصل تهي که فارسي ترکي دونوں زبانوں میں شعربهي کہتا تها یہانتک که اُسنے ترکي زبان میں بهت سي تصنیفیں کیں اوراپنے ملک کے شاعروں میں بڑا نام اُسنے پیدا کیا † *

---

† منجمله حالات مندرجه بابر کے اکثر حالات ارسکائن صاحب کے ترجمه سے لیئے گئے جو بابر کي سرگذشتوں کا ترجمه هی جلکو اپ اُس نے ترکي زبان میں قلمبند کیا اور اس ترجمه سے جو حاشیئے اور تتمے متعلق هیں اُنسے وہ دشواریاں رفع هوجاتي هیں جو هر صفحه میں پیش آتي هیں اور اُس گفتگو کے دیکهنے سے جسکو ارسکائن صاحب نے اس ترجمه کے دیباچه میں لکها هی ایشیا کا حال بابر کے زمانه کا تفصیلوار دریافت هوتا هی اور اُس گفتگو میں اُن ملکوں کا جغرافیه بهي نهایت تفصیل سے مندرج هی جهاں جهاں بابر نے لڑائیاں بهڑائیاں کیں علاوہ اُسکے تاتاري قوموں کے مختلف گروهوں کا حال بهي صاف صاف مندرج هی اور معلوم هوتا هی که ترجمه بهي اصل کتاب کي طرز پر کیا گیا اسلیئے که اُسکے بیان کي طرز بهي عمدہ اور ممتاز هی اور مشرقي لوگوں کا مبالغه اِس ترجمه میں پایا نہیں جاتا اور ایسا سیدها سادها ترجمه بهي نہیں جیسا که اور مترجموں نے ایسي ایسي کتابوں کا کیا هی *

# باب دوسرا

## همایوں کي پہلي سلطنت کا بیان

جسبہ کہ بابر کا انتقال هوا تو اُسنے همایوں کے علاوہ مرزا هندال اور مرزا عسکري اور مرزا کامران تین بیٹے اور وارث چھوڑے †

---

† جب تک کہ هم خلاف اسکے کسي جگہہ کوئي بات لکھیں تو یہہ بات یاد رهے کہ همنے همایوں کي سلطنت کا حال تاریخ فرشتہ اور خود همایوں کي سرگذشتوں اور ابوالفضل کے اکبرنامہ سے لیا هی اور فرشتہ والے نے جو همایوں کي سلطنت کا حال پورا پورا نہیں لکھا تو وجہہ اُسکي یہہ هی کہ فرشتہ والی کا زمانہ همایوں کے زمانہ سے اتنا قریب نتھا کہ وہ چھان بین اُسکي اُن لوگوں سے کرتا جنھوں نے همایوں کا زمانہ اپني آنکھوں سے دیکھا تھا اور نہ اسقدر بعید تھا کہ اُسکے بیچ میں مورخ لوگ آیندہ کو لکھتے اور فرشتہ والا اُن تاریخوں سے استعانت کرتا همایوں کي سرگذ
شخص جوهر نامي نے لکھا هی جو اُسکا ادنی خدمتگار تھا اور کا ے مطابق سنہ
اپنے آقا کے هاتھہ پانوں دھولانیکے لیئے آفتابہ سلپچي اوٹھاتا شرط پر همایوں کي
اُسکے رهتا تھا اگرچہ همایوں کے ملکي تعلقات اور خفیہ تجویزات صرف میں باقي رهے
تک اُسکي رسائي ممکن تھي وهاں تک حال اُسکا بیا اور آگرہ کو روانہ هوگیا *
سادگي اور راستي سے لکھا هی وہ همایوں کا بڑا خیر
کاموں کو ایسي اب و تاب سے بیان کیا کہ کوئي عینا بیان
کے کسي چال چلن کو ایسا بہت کم نہ سمجھا کہ اُسک
سے بات اُسکي بناوے ابوالفضل اکبر بادشاہ کا بڑا وں کا سالا جو اُسکي جان و
اور کمال لایق فایق تھا مگر رنگین نگاري اور تشبیہ شاہ گجراتي والي گجرات کے
اور اب بھي حال یہہ هی کہ اس طرز بیان میںتا اور جبکہ بہادر شاہ نے همایون
لوگ اُسکے کلام کو ایک نمونہ سمجھتے هیں اور هنسب اُسکي درخواست کے اُسکو
و مستحسن هی علاوہ اُسکے وہ ایک ایسا خوشام
اُن لوگوں کي خوبیوں کو جنسے کام اُسکو پڑتا ہاز قایم هوا یہہ بہادر شاہ اُن
برائیوں کو چکني چپڑي باتوں میں بیان کیا ارلي کي شاهنشاهي کے تباہ هونے
کو بناے رکھا مگر تواریخ اور واقعات کا حال کے ٹکڑے گئي جاتي تھیں اور اپنے
کھلم کھلا طرفداري کي پوري پوري تسلیم نکرنے بہت سا ملک اُس نے بڑھایا
همکو درکار نہیں جتني کہ اُس تنفر اور تعصب
ر دیوار کے بادشاهوں نے یہہ اقرار

## کابل کا ہندوستان سے الگ ہو جانا

منجملہ اُنکے مرزا کامران قندھار و کابل کا حاکم تھا مگر مرزا ہندال اور مرزا عسکری ہندوستان میں محض بیکار تھے کوئی کام اُنسے متعلق نتھا اسلیئے کہ بابر نے اپنے جیتی جی ہمایوں سے چھوتے بیتوں کے لیئے کوئی حصہ اپنی سلطنت کا مقرر نہیں کیا تھا تو اُس سے صاف واضح ہوتا ہی کہ اُسکا منشاء یہہ نہ تھا کہ بعد اُسکے مرنیکے سلطنت اُسکی منقسم ہو جاوے مگر کامران کی طبیعت سے یہہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ ہمایوں کے تحت حکومت نرہیگا اور جو کہ اُسکی موروثی رعایا کے بیچا بیچ اُسکے قبض و تصرف میں بڑا قوی اور جنگ جو ملک تھا تو ہمایوں کی نسبت وہ ایسے بڑے فائدہ میں تھا کہ جب تک ہمایوں ایسے صوبوں

† الم، نکرتا جو جدید اور ناراض تھے تو تب تک مقابلہ کے لیئی فوج لیئے گئے جو بابر نتا *

کیا اور اس ترجمہ سے

کورہ بالا ہمایوں نے یہی مناسب سمجھا کہ کامران کی

ہیں جو ہر صفحہ میں یہہ

صاحب نے اس ترجمہ کے دیبا

اور اُس ملک کے علاوہ جو اُسکے قبض و تصرف

دریافت ہوتا ہی اور اُس گفتگو کو بھی اُسکے حوالہ کردیے چنانچہ اُسنے ویسے

مندرج ہی جہاں جہاں بابر نے ا سرکار سنبھل کی حکومت مرزا ہندال اور

مختلف مختلف گروہوں کا حال بھی

ا عسکری کو عنایت فرمائی اور جب کہ وہ

ترجمہ بھی اصل کتاب کی طرز پر کیا

ممتاز ہی اور مشرقی لوگوں کا مبالغہ ا ہوتا ہی جنکی تعریف اُسنے بہت خوشامد اور

سادھا ترجمہ بھی نہیں جیسا کہ اور م شکوک کے رفع کرنے میں بھی بہت سی سمجھہ

پیدا ہوتی ہیں کہ جو بات اُسنے بیان کی وہ

بجاے خود وہ بات اچھی اور عذر کے قابل ہے بیان

ز علاوہ اُسکے خدا پرستوں کے ملفوظات اور عام

ی تحریروں پر انتہا اُسکا عموماً ہوتا ہی پرنس

اُسکی اُن تحریروں سے مدد حاصل کی ہی جنکو

یں لکھا ہی اگرچہ وہ تاریخ اُنکا ترجمہ نہیں

پایا جاتا ہی اور اُسکی مطالب صحیح اور کامل

کامران کو ملک دے چکا تو اُسکے قبضہ میں صرف نیا ملک مفتوحہ باقی رہ گیا اور جن ذریعوں کی بدولت اُسنے وہ نیا ملک حاصل کیا تھا اور آیندہ بقاے قبضہ کے لیئے وہ ہی کافی وافی ہوتے وہ بھی اُسکے ہاتھہ تلے نرھے مگر جو کہ اب بھی اُسکے قبضہ میں بابر کی دلاور فوج موجود تھی اور بابر کی قوتوں کے اثر بھی جابجا موجود تھے تو ملک کی تقسیم کے برے برے اثر اول اول ظاھر نہوئے جب کہ ھمایوں کالنجر واقع بندیلکھنڈ کے محاصرہ میں مصروف تھا تو اُسکو پرچا لگا کہ بابن اور بایزید افغانوں کے سرداروں نے جنکے گروھوں کو پہلے بابر نے پراگندہ کیا تھا جونپور کے إضلاع میں دوبارہ فساد برپا کیا غرض کہ ھمایون نے اُنکے مجموعہ کو متفرق کیا اور بعد اُسکے چنار گڈہ پر چڑھائی کی جو بنارس کے قریب ایک پہاڑي پر واقع ھی اور وہ شیر خاں پٹھان اُسپر قابض تھا جو آیندہ کو ھمایون کا حریف ھوجائیگا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۵۵۲ ع مطابق سنہ ۹۳۹ ھجری میں شیر خاں مذکورالصدر نے اِس شرط پر ھمایون کي اطاعت قبول کي کہ چنار گڈہ اُسیکے قبض و تصرف میں باقي رھے چنانچہ ھمایون نے بھي یہہ شرط اُسکي تسلیم کي اور آگرہ کو روانہ ھوگیا *

## گجرات کي فتح کا بیان

اِس زمانہ سے تھوڑے دنوں پہلے ھمایون کا سالا جو اُسکي جان و حکومت کا خواھاں و جویاں تھا بہادر شاہ گجراتي والي گجرات کے حفظ و امان میں آیا اور اُسکي پناہ میں رھا اور جبکہ بہادر شاہ نے ھمایون کي درخواست کو منظور نکیا یعني بحسب اُسکي درخواست کے اُسکو ندیا تو دونوں بادشاھوں میں رنج کا پہاڑ قایم ھوا یہہ بہادر شاہ اُن سلطنتوں میں بڑا معزز و ممتاز تھا جو دلي کي شاھنشاھي کے تباہ ھونے پر قایم ھوئي تھیں اور دلي کي سلطنت کے ٹکڑے کئي جاتي تھیں اور اپنے زور بازو کے ذریعہ سے اصلي ملک سے زیادہ بہت سا ملک اُس نے بڑھایا تھا یہانتک کہ خاندیس اور احمد نگر اور برار کے بادشاھوں نے یہہ اقرار

اُس سے کہا تھا کہ اگر همارے ملک همارے هي قبضه میں رهینگے اور آپ اُنکے خواهاں نهونگے تو هم لوگ آپکے تابع رهینگے علاوہ اسکے مالوہ کي سلطنت کو بهي فتح کرکے خاص قلمرو میں داخل کیا تها حاصل یہہ کہ بہادر شاہ اور همایوں کي تکرار بڑہ گئي اور نوبت دور تک پهونچي اور علاوالدین ابراهیم خاں لودهي کا چچا جسکے لیئے بابر نے بدخشاں کي حکومت مقرر کي تهي بدخشاں کي حکومت کو چهوڑ کر بہادر شاہ کے پاس آیا اور اُسکا دامن پکڑا اور بہادر شاہ گجراتي علاوالدین کي تواضع و تعظیم اسلیئے بجالایا کہ خاندان اُسکا لودهیوں کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پهونچا تها اور چونکہ خود بہادر شاہ نے ابراهیم کي پناہ ڈهونڈهي تهي اسلیئے اپنے مربیوں کے لیئے اپنا جي جلایا اور همایوں پر غیظ و غضب کهاکر تخت و دولت کے بهروسے ایسي نامعقول تدبیریں تجویز کیں جو تدبیر مملکت اور راہ انصاف کے صریح مخالف تهیں اگرچہ کهلم کهلا همایوں سے لڑنے کي طرح نہ ڈالي مگر علاوالدین کو بہت سا روپیہ دیکر اِس قابل کردیا کہ اُس نے بڑي فوج تهوڑے عرصہ میں اکٹهي کي اور تاتار خاں اپنے بیٹے کو فوج کا سردار بناکر همایوں کے مقابلہ پر بهیجا مگر جیسي کہ یہہ فوج بہت جلد اکٹهي هوگئي تهي ویسے هي پراگندہ هوگئي اور تاتار خاں اُن تهوڑے سے لوگوں سمیت لڑتا بهڑتا رهگیا جو کچهہ باقي رهگئے تهے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ وہ عین لڑائي میں مارا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۵۳۴ ع مطابق سنہ ۹۴۱ هجري میں واقع هوا *

همایوں کا دل اس بڑي کامیابي سے بڑها یا پہلے هي سے عزم اُسکا مصمم تها غرضکہ کوئي باعث هو همایوں آگرہ سے بایں ارادہ روانہ هوا کہ جو نقصان اُسکو بہادر شاہ کي جانب سے پهونچا اُسکے پورے کرنے سے کلیجہ اپنا ٹهنڈا کرے مگر بہادر شاہ اُن روزوں میواڑ کے راجہ سے لڑنے بهڑنے اور چتور گڈہ کے محاصرہ کرنے میں اسقدر جي جان سے مصروف تها کہ

اُسکا دبانا اور اُسپر دهاوا کرنا نہایت سہل و آسان تها اور یہہ بات اُسپر علاوہ تهي کہ اُسکے روک بچاو کے لیئے کوئي اوٹ آڑ بهي نتهي غرضکہ جب بہادر شاہ کو همایون کے ارادے کي خبر پہونچي اور اُسنے همایون کو یہہ کہلا بهیجا کہ ایسے اڑے وقت میں ایک ایسے مسلمان بادشاہ کو ستانا جو ایک کافر راجہ سے لڑتا بهڑتا هووے دین و ملت کے خلاف بلکہ بے ایماني کي دلیل هی تو همایون نے خواہ اس ملامت کے اثر یا اپني طبیعت کے تحمل کي ضرورت سے اپنے پورے پکے ارادے کو چتور گڈہ کي فتح تک ملتوي رکها چنانچہ بعد اُسکے بہادر شاہ نے مندسور کے گرداگرد کهائیاں کهودوائیں اور همایون کے آنیکا منتظر بیٹها اور یہہ طریق اُسنے اُس بڑے توپ خانہ کے بهروسے پر اختیار کیا تها جسکا کپتان ایک ترکي قسطنطنیہکا رهنے والا تها اور تهوڑے سے گولہ انداز اُسکے پرتگال کے قیدي تهے مگر یہہ هنر مندي اسلیئے کام اُسکے نہ آئے کہ جب همایون نے رسد کے چارون رستے بند کیئے تو وہ مقام اُسکے حق میں برے سے برا هوگیا یہانتک کہ جب یہہ بات اُسپر کهل گئي کہ بهوکون کے مارے حریف کي اطاعت کرني پڑیگي تو سنہ ١٥٣٥ ع مطابق سنہ ٩٤١ هجري میں توپوں کو توڑ اور فوج کو چهوڑ کر پانچ چار آدمیوں سمیت ماندو کو بهاگ گیا اور فوج کي حفظ و حراست اور باقي ماندوں کي صحت و سلامت فوج کے هاتهوں چهوڑ کر چلا گیا *

غرض کہ بہادر شاہ کا لشکر پراگندہ هوا اور خود اُسکا پیچها دبایا گیا چنانچہ وہ ماندو سے چنپانیر اور چنپانیر سے کمبوجا غرض کہ جگہہ جگہہ بے ٹهور ٹهکانے پهرتا رها اور اب همایون کا یہہ حال تها کہ آپ اُسکے پیچهے فوج لیئے پهرتا تها یہاں تک کہ جس دن کمبوجا سے بهاگ کر مقام دیو میں بہادر شاہ پہونچا جو گجرات کے اخیر سرے پر واقع هی تو همایون بهي اُسي دن کي شام کو وهاں داخل هوا † مگر جب کہ

† جب کہ همایون کا لشکر مقام کمبوجا میں ڈیرے ڈالے پڑا تها تو همایون نے

همایون اُسکو پکڑ نسکا تو ناچار اُسکا پیچھا چھوڑا اور گجرات پر قبض و تصرف کرنا شروع کیا چنانچه بہت جلد اُسنے قبضه حاصل کیا اور اُس برس کے بہت دن گذر چکے تھے که چنپانیر کا پہاڑي قلعه فتح کیا اور وہ قلعه یوں فتح هوا که ایک طرف سے فوج نے دروازوں پر حمله کیا اور دوسري طرف سے تین سو چنے چنے بہادروں نے جنمیں خود همایون بھي داخل تھا عمود نما پہاڑ کے ٹکڑے میں فولادي میخیں گاڑیں اور ایک ایک کرکے بہادرانه چڑھگئے † *

ماہ اگست سنه ۱۵۳۵ ع مطابق صفر سنه ۹۴۲ هجري کو چنپانیر فتح هوا اور اُسکے فتح پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که همایون کو اُن آفتوں کا بوجھ لگا جو شیر خاں کي کامیابي پر مترتب هوئیں چنانچه همایون نے اپنے بھائي مرزا عسکري کو ممالک مفتوحه پر چھوڑا اور آپ آگرہ کو روانه هوا مگر بعد اُسکے یہه امر پیش آیا که اُسکے گجرات چھوڑنے پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که اُن سرداروں میں جھگڑے بکھیڑے قایم هوئے جنکو گجرات

---

کولیوں کي قوم سے بہت سا نقصان اوٹھایا جو جنگلوں میں بستی هیں اور دور دور چھاپے مارتے هیں یہه لوگ ایسی دبی دبی فوج میں گھس گئی که خاص همایوں کے ڈیرے پر چھاپا مارا اور تمام اسباب اُسکا اور علاوہ اُسکے وہ کتابیں لوٹ کرلے گئی جنمیں توزک تیموري کا مشہور نسخه بھي شامل تھا اور وہ ایک ایسا نسخه تھا که جسکے جانے اور دوبارہ آنے کو اُس زمانه کے مورخوں نے تحریر کے قابل سمجھا اور همایوں نے بھي وہ رنج اوٹھایا که اُسکي پاداش و تدارک میں کمبوجا کے رهنے والوں کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا جو محض بیقصور اور ناکردہ گناہ تھے

† جوں هي که چنپانیر کا قلعه فتح هوا تو یہه بات دریافت هوئي که بہادر شاہ کے دفینوں کا حال ایک سردار کو معلوم هی چنانچه یہه تجویز هوئي که مار پیٹ کے ذریعه سے وہ بھید دریافت کیا جاوے مگر همایوں نے وہ پسند نکي اور یہه بات کهي که شراب اُسکو پلائي جاوے غرض که همایوں نے کسي سردار کو اُسکي تعظیم و ضیافت کے لیئے اشارہ کیا چنانچه وہ تدبیر اُسکي راس آئي یعني جب اُس سردار کا جي خوش هوا تو اُسنے میزباں کو بتانے میں کچھه وسواس نکیا اور یہه بات اُس سے بے تکلف کهي که اگر فلانے حوض کا پاني نکلوایا جاوے تو اُسکے اندر ایک گڑھی میں خزانه مدفون هی حاصل یہه که جب ویسا کیا گیا تو بہت سا چاندي سونا هاتھه آیا

میں چھوڑ آیا تھا چنانچہ وہ جھگڑے اسپر تمام ہوئے کہ مرزا عسکري کو تخت پر بیٹھایا جاوے اور جب کہ یہہ جھگڑے برپا ہوئے تو بہادر شاہ گجراتي نے آنکے اوٹھنے سے ایسے فائدے اوٹھائے کہ همایون کي فوج اُن جھگڑوں کے باعث سے اتني کمزور ہوگئي کہ سنہ ۱۵۳۵ و ۳۶ ع مطابق سنہ ۹۴۲ هجري میں گجرات اُسکے هاتھہ آئي اور کسیکي نکسیر بھي نہ پھوٹي بلکہ اُس فوج نے مالوہ کو بھي خالي † کیا جسپر غنیم نے دھاوا نکیا تھا *

## شیر خاں کي آغاز عمر اور اُسکي ترقیوں کا بیان

همایون آگرہ میں داخل هوا اور تھوڑے دنوں گذرنے پر شیر خاں کي سرکوبي کا ارادہ ‡ کیا یہہ شیر خاں § جس سے بڑے بڑے کارنمایاں هونے والے تھے ابراهیم خاں پٹھان کا پوتا تھا جو اس فخر کادعوے کرتا تھا کہ میں غوري بادشاهوں کے خاندان کا هوں مگر غالب یہہ هی کہ وہ قوم کا غوري تھا اوراُسکي اور اُسکے بیٹے حسن خاں کي شادي غوریوں کے عمدہ خاندانوں

---

† تاریخ فرشتہ کي دوسرے اور چوتھي جلد اور پرایس صاحب کي تاریخ کي چوتھي جلد اور همایوں کي سرگذشت اور برڈ صاحب کي تاریخ گجرات اور کرنیل مائٹیلز صاحب کي تحریر مندرجہ علمي حالات جلد ایک کو دیکھنا چاهیئے

‡ همایوں صفر میں روانہ هوا مگر سال اُسکا تحقیق نہیں چنانچہ شیر شاہ کي تاریخ میں سنہ ۱۵۳۵ع مطابق سنہ ۹۴۲ هجري اور منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ میں سنہ ۹۴۳ هجري مطابق سنہ ۱۵۳۶ع لکھے هیں منجملہ اُن سنوں کے سنہ ۹۴۲ اسلیئے درست نہیں کہ اُسي سنہ میں چنپانیر واقع گجرات کو همایوں نے فتح کیا اور سنہ ۹۴۳ هجري اسلیئے صحیح نہیں کہ گجرات اور مالوہ کے بندوبست کرنے اور دلي کے واپس آنے اور شیر خاں کي لڑائي کے سامان بهم پهونچانے کے لیئے کل ایک برس باقي رهتا هی اور اپنے ملک میں گذرنے اور چنارگڈہ تک پهونچنے کے واسطے جو آگرہ سے ساڑھے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع هی کل ڈیڑ برس کي مدت باقي رهتي هی اسلیئے همارے یہہ راے هی کہ ماہ صفر سنہ ۹۴۴ هجري مطابق سنہ ۱۵۳۷ع کو شیر خاں کے لیئے همایوں روانہ هوا

§ واضح هو کہ تاریخ فرشتہ کي پہلي اور دوسري اور چوتھي جلد اور ارسکائین صاحب کے ترجمہ تزک بابر اور پرایس صاحب کے ترجمہ اکبرنامہ کي چوتھي جلد

میں هوئي تهي اور یهه حسن خاں سینهسرام واقع بهار میں ایک ایسي جاگیر رکهتا تها که اُسکي آمدني سے پانسو سوارونکي تنخواه ادا کرے اُسکي ایک پٹهاني بي بي سے ایک شیر خاں دوسرا نظام خاں دو بیٹے تهے مگر ایک فاحشه کے جال میں ایسا آکر پهنسا تها که اپنے جورو بچوں کي بات نه پوچهتا تها یہانتک که جب شیر خاں اُسکا بیٹا کمانے جوگا هوگیا تو وه جونپور کو چلا گیا اور سپاهیوں کے بیڑے میں نوکر هوگیا بعد اُسکے جب اُسکے باپ کو خبر هوئي تو اُسنے جونپور کے حاکم کو لکها که میرے لڑکے کو میرے پاس آپ روانه کریں تاکه تعلیم اُسکي بخوبي عمل میں آوے مگر شیر خاں نے یهه عذر پیش کیا که سینهسرام کي نسبت خاص جونپور میں تعلیم کے موقع بہت کثرت سے اور نہایت عمده هیں *

معلوم هوتا هی که یهه ترجیح اُسنے اپنے جي سے دي تهي اسلیئے که وه پڑهنے لکهنے میں جي جاں سے مصروف هوا چنانچه علم شعر اور تاریخ سے کماینبغي واقفیت حاصل کي یہانتک که سعدي کے تمام اشعار ازبر پڑهتا تها اور علاوه اُسکے اور اور باتوں کا علم بهي حاصل کیا بعد اُسکے باپ اُسکا اسپر مہربان هوا چنانچه کام ناکام اپنے باپ کي جاگیر کا انصرام و اهتمام یہانتک کرتا رها که سلیمان اُسکا سوتیلا بهائي جوان هوگیا اور جب که وه بهائي جوان هوگیا تو اُس سے بہت آن بن رهنے لگي غرض که جب اُسنے حال اچها نديکها تو نظام اپنے سگے بهائي کو همراه اپنے لیکر باپ سے الگ

---

یے شیر خاں کا حال لیا گیا منجمله اُنکے فرشته والے نے اگرچه تاریخ اُسکي مسلسل لکهي اور اُسکے لکهنے میں کسي قسم کي طرفداري نہیں کي مگر اسلیئے که تاریخوں پر التفات اُسنے نہیں کیا تو وه بہت پریشاں هوگئي چنانچه بابر کي مہموں کو همایوں کي مہموں سے ایسا خلط ملط کیا که اور تاریخوں کے بدوں انکشاف اُنکا متصور نہیں هاں اُسکي کتاب کے اور مقاموں سے جہاں اُسنے ابراهیم اور بابر اور همایوں کي سلطنتوں کا حال بیان کیا تهوڑي بہت اعانت حاصل هوتي هی مگر بابر کي سرگذشتوں سے پوري پوري مدد هاتهه آتي هی باقي ابوالفضل نے شیر شاه کا اکثر حال لکها هی اگرچه مقصود اُسکا اُسکي لکهنی سے شیر شاه کو برا بهلا کهنا هی اور یہي توقع همایوں کے بیٹے اکبر کے وزیر سے هوسکتي تهي

هوا اور سکندر لودهي کي ملازمت اختیار کي جو اُن روزوں بادشاہ † فرمانروا تھا *

غرض که باپ کے مرنے تک دلي میں ملازم رها اور جب باپ اُسکا مرگیا تو سکندر لودهي نے سہسرام اُسکے باپ کي جاگیر اُسکو عنایت فرمائي بعد اُسکے جب سنه ۱۵۲۶ ع میں ابراهیم لودهي نے بابر سے شکست فاحش کهائي تو محمد شاہ لوحاني کي خدمت میں سرگرم رها جو جونپور اور بہار کا بادشاہ بن بیٹها تها اور تهوڑي مدت تک بادشاہ کا مورد عنایت رها بعد اُسکے سلیمان اپنے سوتیلے بهائي کي سازشوں سے موروثي جاگیر سے خارج هوا تو محمد شاہ کے دربار سے متنفر هوکر چلا گیا اور سنه ۱۵۲۷ ع میں سلطان جنید کا شریک حال هوا جو بابر کي طرف سے جونپور کا حاکم چنانچه جنید کي امداد و اعانت سے بہار کے پہاڑوں میں آوارہ لوگ جمعیت بہم پهونچاکر موروثي جاگیر پر قبض و تصرف حاصل کیا اور بابر کا مطیع آپ کو بناکر محمد شاہ لوحاني کے ملک کو لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور اسي زمانه کے قریب یعني سنه ۱۵۲۸ ع میں بابر کي خدمت میں حاضر هوا اور همراہ اُسکے چندیري کو گیا اور آسکي بدولت جائداد موروثي کے قبض و تصرف کو مضبوط و مستحکم کیا اور بابر کي طرف سے صوبه بہار میں ایک فوج کا حاکم رها *

## شیر خاں کا بہار و بنگال پر قابض هونا

اگلے برس سنه ۱۵۲۹ ع میں محمود لودهي نے بہار کو فتح کیا اور شیر خاں اپني ضرورت کے مارے یا هم قومیت کے تقاضے سے لودهیوں کا شریک هوا اور جب که محمود کي فوج تباہ هوئي اور کارخانه اُسکا بهنگ هوگیا تو اپریل سنه الیه میں جن سرداروں نے بابر کي اطاعت قبول کي تهي منجمله اُنکے ایک شیر خاں ‡ بهي تها اور محمد شاہ ان روزوں مرچکا

† سکندر لودهي سنه ۱۵۱۷ ع میں مرگیا

‡ ارسکاین صاحب کا ترجمه بابر کي تزک کا صفحه ۴۰۹

تھا چنانچہ اسکے بیٹے جلال خاں نے بھی بابر کی اطاعت تسلیم کی تھی جو صغیر سن اپنی ماں کی پال پوس اور بنگالہ والی فوج میں موجود تھا اور بابر نے بہت سے اختیارات اُسکو دیئے تھے مگر باوصف اسکے اپنی والدہ لاڈو ملکہ کے قبض و قابو میں تھا اور شیر خاں کا رعب داب اسکی ماں پر اسقدر بیٹھا تھا کہ جب وہ غریب مرگئی تو جلال خاں اُس والا نظر سردار یعنی شیر خاں کا دست نگر رہا یہانتک کہ اب شیر خاں کل بہار کا مالک ہوگیا اور چنار گڈھ پر ایسی طرح قبضہ حاصل کیا جیسے کہ بعد اسکے رہتاسگڈھ پر حاصل † کیا تھا *

ہمایوں کے آغاز سلطنت میں یہہ قوت روز افزوں شیر خاں کو نصیب ہوئی تھی اور جب کہ ہمایوں اپنے بھائی کامران سے کام کاج کا تصفیہ کرچکا اور اپنے صوبوں کے کار بار پر التفات کی فرصت حاصل کی تو سنہ ۱۵۳۲ ع میں چنار گڈھ کا ارادہ کیا اور فتح کی امید پر روانہ ہوا مگر ہمایوں اسبات پر راضی ہوا تھا کہ شیر خاں نے اسکی بادشاہت کو تسلیم کیا اور اپنے بیٹے کو ایک رسالہ سمیت اسکی خدمت میں بھیجا مگر جب کہ ہمایوں بہادر شاہ سے لڑنے کو گیا تھا تو شیر خاں کا بیٹا ہمایوں کی خدمت سے علحدہ ہوگیا تھا بعد اُسکے ہمایوں اُسیوقت سے گجرات کے جھگڑے بکھیڑوں میں ہمگی ہمت مصروف کر رہاتھا اور ادھر شیر خاں نے قابو پاکر یہہ کام کیا کہ تمام بہار پر قابض ہو بیٹھا اور بنگالہ پر دوڑ دھاوے کرکے بہت سا حصہ اُسکا دبا چکا بنگالہ میں شیر خاں کے

---

† رہتاس گڑہ ایک ہندو راجہ کو فریب دیکر شیر خاں نے چھینا تھا چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہی کہ شیر خاں نے اُس راجہ کو کہہ سنکر راضی کیا کہ اُسکے گھر کے لوگوں کو پناہ دے چنانچہ بعد اُسکے پردہدار ڈولیوں میں مسلح سپاہی بیٹھاکر لیگیا جن میں عورتیں سمجھی گئیں اور یہہ کھلا ہوا فریب جس سے جھوٹ بناوٹ صاف ظاہر ہوتی ہی ایسا معقول سمجھا گیا کہ حال کے زمانہ میں فراسیسوں کے سردار بسی صاحب نے ایک حاکم کی دغابازی کے چھپانے کو اُسپر عمل کیا جسنے دولتآباد کے مضبوط قلعہ میں دخل اُسکو دیا تھا

لڑنے بھڑنے کي ساري وجھہ یہہ تھي کہ جلال خاں لوحاني نے بنگالہ کے حکمراں سے بایں غرض اعانت چاھي تھي کہ وہ شیر خاں کے قابو سے کسي طرح باھر نکل جاوے چنانچھ ایکمرتبھ ایسا اتفاق ھوا کہ اُسکي بدولت مراد اُسکي پوري ھونے کو تھي کہ شیر خاں نے نقصان اپنے بہت جلد پورے کیئے اور بنگالہ کے حاکم اور جلال خاں نے جو حملہ شیر خاں پر کیا وہ صاف خالي گیا اور شیر خاں نے گوڑ دارالسلطنت بنگال کا محاصرہ کیا *

جب کہ ھمایون وھاں سے لوٹ کر آیا تو شیر خاں گوڑ کے محاصرے میں سرگرم تھا چنانچھ ھمایوں نے شیر خاں کو سراسیمہ پاکر وقت کو غنیمت سمجھا اور یہہ بات سوچي کہ ایسے آڑے وقت میں دھاوا کرنا قرین مصلحت ھی اور اُسکي قوت کو جمنے بڑھنے دینا بغایت ناصواب ھی *

## ھمایون کي لشکر کشي شیر خاں پر

غرض کہ نظر بامور مذکورہ بالا ھمایون ایک بڑي فوج اپنے ھمراہ لیکر آگرہ سے روانہ ھوا اور بڑے امن چین سے چنار گڈھ تک پہونچا مگر شیر خاں بھي اپنے ان خطروں سے غافل نتھا جنمیں وہ گرفتار ھونیوالا تھا چنانچھ اُس نے انکي روک تھام کے لیئے ایسي معقول تدبیریں سوچیں اور وہ عمدہ رائیں نکالیں کہ اسوقت تک ھندوستان کي تاریخ میں نظیر انکي کہیں پائي نہیں جاتي *

شیر خاں کا بڑا مطلب یہہ تھا کہ بنگال کي فتح کے واسطے اس سے پہلے پہلے وقت اُسکو ھاتھہ آوے کہ نیا غنیم اُسکو کچھہ مضرت پہونچاسکے غرض کہ اُسنے مضبوط فوج اپني چنار گڈھ میں چھوڑي اور ھمایوں کي روک ٹوک اور مقابلہ مقاتلہ کے لیئے طرح طرح کے ساماں اُسنے مہیا کیئے *

یہہ چنارگڈھ ایک پہاڑ کي ٹیکري پر گنگا کے کنارے واقع ھی اور بندھیاچل پہاڑوں کا وہ پہاڑ ایک ٹکڑا ھی جو مرزا پور کے قریب اور گنگا تک پہلے ھوئے اور مرزا پور کے آس پاس سے مغرب کیجانب مائل ھوکر رھتاس گڈھ

اور شیر گهاتی کے پاس پاس کو گذرتے هیں اور بهاگل پور تک گنگا سے الگ تهلگ جاتے هیں اور وهانسے جنوب کو ایسے سیدهے مایل هوگئے که گنگا اُنسے دور دور رهگئی اور یهی باعث هی که بهار و بنگال کے مغربی جنوبی حصے اُنکے آڑ میں واقع هوئے اور گنگا کے جنوبی کنارے کی راه اُنکے باعث سے دو جگهه ایک چنار گڈه کے قریب دوسرے بهاگل پور کے مشرق میں سکرا گلی پر مسدود هوگئی اگرچه یهه پهاڑ اونچے تو نهیں مگر درختوں سے بهر پور هیں *

اسلیئے که همایوں نے گنگا کے کنارے کنارے کوچ کیا اور توپوں اور ذخیروں کو دریا کی راه بهیجا تو ناچار اُسکو چنار گڈه کا محاصره کرنا † پڑا چنانچه اُس نے چنار گڈه کا محاصره کیا اور اُسکے روني کی اُن النگوں کو سرنگ لگاکر اوڑانا چاها جو زمین کیجانب واقع تهیں اور کشتیوں کے توپ خانے خاص قلعه کے رخ پر لگائے جو دریا کیجانب واقع تها مگر باوجود ان سامانوں کے ناکام رها اور فتح کی یهه صورت هوئی که جب محصور لوگ کئی مهینے تک لڑتے لڑتے هار گئے اور امداد و اعانت کی اُمید نرهي تو کام ناکام اُنهوں نے اطاعت قبول کی *

محاصره مذکوره بالا کا اهتمام رومي خاں قسطنطنیه والی کی تدبیر و تجویز کے موافق عمل میں آیا تها اور یهه رومي خاں وه تها جسنے

---

† همایوں کی سرگذشتوں میں مندرج هی که پندرهویں شعبان سنه ٩٤٥ هجري مطابق جنوري سنه ١٥٣٩ع شبرات کے دن فوج اُسکی چنارگڈه پر پهونچي مگر اس حساب کی رو سے بنگاله کی فتح اور باقی تمام کاموں کے واسطے جو همایوں کی شکست فاحش واقع صفر سنه ٩٤٦ هجري مطابق جون سنه ١٥٣٩ع تک واقع هوئی صرف چهه مهینے باقی رهے هیں اسلیئے هماری راے یهه هی که اگرچه سرگذشت مذکوره کے لکهنے والے نے جو تاریخ کی کبهي پروا نهیں کرتا تهوار کا دن یاد رکها اور صحیح صحیح لکها مگر سنه میں بهول چوک اُسکو بلاشبهه هوئی اور یهه محاصره پندرهویں شعبان سنه ٩٤٤ هجري مطابق آٹهویں جنوري سنه ١٥٣٨ع کو واقع هوا اور تمام مورخ متفق هیں که یهه محاصرا کئی مهینے اور بقول بعضوں کے چهه مهینے قایم رها

بہادر شاہ گجراتي کے توپ‌خانہ کو بڑے پایہ پر پہونچایا تھا اور بعد اُسکے همایوں کا ملازم هوا تھا اور اُس زمانہ میں توپ‌خانے کے کام ایسي قدر و منزلت کے سمجھے جاتے تھے کہ جب وہ تین سو گولہ‌انداز اسیر هوکر آئے جو چنارگڈہ میں محصور تھے تو یک قلم دائیں هاتھہ اُنکے اس غرض سے قلم کرائے گئے کہ آیندہ کام کے قابل نرهیں یا اُن نقصانوں کي پاداش کو پہونچیں جو اُنکے هاتھوں سے ادھر والوں کو پہونچے *

جب کہ چنارگڈہ فتح هوچکا تو گنگا کے کنارے کنارے همایوں بڑھا چلا گیا اور هنوز پٹنہ تک نہ پہونچا تھا کہ بنگالہ کا بادشاہ محمود شاہ اُسکو راہ میں ملا جو شیرخاں کے دباؤ سے جگہہ جگہہ بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور اب بھي ایک ایسے زخم کي تکلیف و زحمت میں سخت مبتلا تھا جسکو اُسنے پچھلي شکست میں اوٹھایا تھا *

جب کہ محمود شاہ سیکروا گلي کي گھاٹي کے الگ بھگ پہونچا تو اُسنے اپني فوج کے قوي حصہ کو گھاٹي لینے کي غرض سے بھیجا چنانچہ جب وہ لوگ اُس کے پاس پروس میں پہونچے تو اُنکو یہہ دریافت هوا کہ شیر خاں کا بیٹا جلال خاں اُس پر قابض و متصرف هے غرض کہ جلال خاں نے ایک‌سخت حملہ کے ذریعہ سے بہت سا نقصان اُنکو پہونچایا اور مار کر بھگادیا بعد اُس کے همایوں نے جلال خاں کي مزاحمت کو اُٹھانا چاها چنانچہ وہ بہت سي فوج اپني لیکر آگے کو بڑھا مگر جب گھاٹي پر پہونچا تو اُس نے یہہ دیکھکر نہایت تعجب کیا کہ وہ سنگ راہ از خود درمیان سے اُٹھہ گیا اور اب بنگالہ کي راہ میں کوئي روک ٹوک باقي نہیں رهي *

شیر خاں کي تدبیروں میں یہہ امر داخل نہ تھا کہ اب کے برس همایوں کي بڑي فوج سے مقابلہ کرے بلکہ پہلے هي سے یہہ عزم اُس کا مصمم تھا کہ جنوب و مغرب کے پہاڑي خطہ میں چلا جاوے غرض کہ شیر خاں اپنے گھر بار کو مال و دولت سمیت رهتاس گڈہ میں لیگیا تھا اگرچہ شیر خاں چنار گڈہ کے طول محاصرہ کے باعث سے گور کو فتح

کرسکا اور پچهلي لڑائي میں محمود شاہ کو بڑي شکست دیسکا مگر باوصف اِس کے تهوڑي سي فرصت اسلیے اُسکو درکارتهي که گور کي غنیمت کو رهتاس گڈه میں لیجاوے اور اپني تدبیروں کے موافق کهلے هوئے ملکوں کا انتظام کرے چنانچه اُسنے جلال خاں اپنے بیٹے کو یهه هدایت کي تهي که همایوں کو گهاٹي سے گذرنے ندے اور کوئي کڑا مقابله بهي نکرے اور وقت پاکر باپ کے پاس پهاڑوں میں چلا آوے پس همایوں نے بغیر پیش آنے دشمن کے کسي اور مقابله کے بلا دشواري گور پر قبضه کیا † مگر اُن روزوں برسات کي ایسي دهوم دهام تهي که وہ مقامات جو گنگا کي دهاروں سے قایم هوتا هی پاني کا تخته هوگیا تها اور جو ملک اِس طوفان سے خارج تهے حال اُنکا یهه تها که اُن کے ندي نالی ایسے زور شور پر جاتے تهے که اُن سے گذرنا نهایت دشوار و مشکل تها غرض که برسات کے باعث سے لڑائي کے کام کاج کو بنگاله میں جاري رکهنا اور هندوستان کے بالائي حصه سے پیک و پیغام کا آنا جانا ممکن و متصور نتهابلکه یهه مجبوري کئي مهینے تک قایم رهي اور سپاہ کي طبیعتیں بهي گرمي کي شدت اور آب و هوا کي رطوبت سے پژمردہ افسردہ هوگئیں اور جب که وہ برا موسم آیا جو برسات کے بعد آتا جاتا هی تو بهت سے لوگ مرگئے اور فوج اُسکي بهت تهوڑي رهگئي اور جوں هي که آنے جانیکي راهیں کهلیں تو بهت سے آدمي داؤ بچاکر بهاگنے لگے اور مرزا هندال جسکو همایوں نے بهار کے شمالي حصه پر چهوڑا تها برسات کے تهمنے سے پهلے چلدیا *

## شیرخاں کي ترقي اور همایوں کے تنزل کا بیان

اسي زمانه میں شیر خاں اپنے گوشه سے میدان میں باهر آیا اور بهار و بنارس پر قبض و تصرف کرکے چنار گڈه کو دوبارہ حاصل کیا اور

† غالب یهه هی که جون یا جولائي سنه ۱۵۳۸ کو همایوں نے گور پر قبضه کیا ابوالفضل کا بیان هی که سنه ۹۴۵ هجري میں بنگاله فتح هوا اور یهه برس مئي سنه ۱۵۳۸ع کي تیسویں تاریخ کو شروع هوا مگر یهه معلوم هوتا هی که همایوں بهار سے روانه نهوا تها که برسات آپهونچي اور بهار کے صوبه میں ماہ جون تک برسات نهیں آتي *

جونپور کے محاصرہ میں پانو اپنے جمائي اور گنگا سے اگی مقام قنوج تک جگهه جگهه فوج کے حصے چهوڑے اور جب که لڑائي کا موسم شروع هوا تو همایوں نے آگرہ کي آمد و رفت کي راهوں کو دو بارہ مسدود پاکر کوئي علاج اِس کے سواے نسوچا که نئے مفتوحه ممالک بنگاله کو ٹوٹي پهوٹي فوج کي سپرد کرے اور بعد اُسکے جون توں رسته کو چیر چاڑ کر تهوڑے بهت لوگوں سمیت آگرہ کو چلا جاوے مگر همایوں نے اِس تدبیر ضروري کے عمل درآمد میں تهوڑي دنوں توقف برتا چنانچه جب وہ وهاں سے لوٹا تو سوکها موسم آدها گذر گیا تها اور اپني روانگي سے پهلے فوج کے بڑے حصه کو خانخاناں لودهے کے تحت حکومت کرکے روانه کیا تها جو بابر کے سرداروں میں شامل و داخل تها غرض که جب فوج اُس کي منگیر میں پهونچي تو شیر خاں کي اُس تهوڑي فوج نے اُسپر چهاپا مارا جسکو اُسر، نے چهاپه مارنے کي غرض سے روانه کیا تها چنانچه همایوں کي فوج پریشان هوگئي اور بڑي شکست اُس نے کهائي اور اب شیر خاں کي یهه نوبت پهونچي که جیسے وہ سوچ سمجهه کر کام کرتا تها ویسے هي دلیرانه بیباکانه کرنے لگا اور اِس غرض سے که اُسکي کامیابي کے نتیجوں پر پوري اطمینان اور کامل اعتماد حاصل هووے بادشاهي کا خطاب اختیار کر چکا *

اگرچه یهه تسلیم کیا جاوے که اِس لڑنے وقت سے پهلے پهلے همایوں کو یهه فکر تو بهت سي نه تهي که ایسي خطرناک صورت سے آپ کو ازادي بخشے مگر یهه بهي ضرور هی که اُن شورو فسادوں کي وحشت اثر خبروں سے جو آگرہ میں دم بدم برپا هوتي جاتي تهیں کچهه نه کچهه بیتاب و مضطر تو هوا هوگا بعد اُس کے جب همایوں بکسر میں پهونچا جو پٹنه بنارس کے درمیانمیں واقع هی تو اُسکو یهه پرچا لگا که شیر خاں نے جونپور کا محاصرہ اُٹهایا اور کڑي کڑي منزلیں لپیٹ سپیٹ کر منع و مزاحمت کے لیئے خود بکسر میں آپهونچا اور جسدن که شیر خاں بکسر میں پهونچا تها

اُس دن پینتیس میل طے کرکے آیا تھا اور فوج اُسکي ماندي هوگئي تھي
چنانچہ لوگوں نے همایوں کو یہہ بات سوجھائي کہ حریف کي فوج پر
اِس سے پہلے دھاوا کرنا نہایت مناسب هی کہ وہ ارام پاکر تر و تازہ
هوجاوے مگر یک لخت اِس تدبیر کي عمل درآمد مشکل معلوم هوئي
یہاں تک کہ جب دوسرا دن هوا تو شیر خاں کي فوج کے چاروں طرف
ایسي کھائیاں کھودي پائیں کہ اُسکے لگ بھگ گذرنا یا اُسپر کامیابي کي توقع سے
دھاوا کرنا دونوں ممکن نہ تھے بعد اُسکے همایوں نے کھائیاں کھود وائیں
اور کہیں کہیں سے کشتیاں اکھتي کراکے اِس غرض سے گنگا کا پل بنانا چاها کہ
اُسکے دوسرے کنارے چلا جاوے اسلیئے کہ شیر خاں کے حق
میں تاخیر و توقف کا واقع هونا نہایت مفید اور نافع تھا سو اُس نے
همایوں کو پل کے بنانے سنوارنے میں یہاں تک مصروف رکھا کہ دو مہینے
پورے گذر گئے *

بعد اُسکے شیر شاہ یہہ چال چلا کہ جب وہ پل پورے هونیکے قریب
آیا تو اُسنے اپنے خیموں کو نہ توڑا اور ایک کافي فوج اُنپر اس غرض سے
چھوڑي کہ اُسکا جانا معلوم نہووے اور یہہ چال اُسکي کسي پر نکھلے
چنانچہ فوج همایوں کي پشت پر چھپی چھپی راتوں رات چنی چنی
سپاهیوں سمیت آیا اور صبح هوتے هي فوج همراهي کے تین حصہ کرکے
همایوں کي فوج پر بیطرح ٹوٹ پڑا اور همراهیاں همایوں کو بڑے اچنبے
میں ڈالا غرض کہ همایوں کو اسقدر فرصت هاتھہ آئي کہ وہ جوں توں
گھوڑے پر سوار هوا اور یہہ ارادہ کیا کہ وہ ایکمرتبہ جان توڑ کر لڑے اور اپنے
نصیبوں کو آزماوے مگر رفیق اُسکے مانع آئی چنانچہ ایک سردار نے اُسکے
گھوڑے کي باگ ڈور پکڑکے اور دریا کي طرف کشاں کشاں اُسکو لیگیا
اور اسلیئے کہ وہ پل اب تک پورا نہوا تھا اور دم بھر کے توقف میں جان
جوکھوں نظر آتي تھي تو کام نام کام اُسنے گھوڑے کو دریا میں ڈالا همایوں
دوسرے کنارے تک نہ پہونچا تھا کہ وہ گھوڑا ڈوب کر مرگیا مگر همایوں

کے بچنی کي یہہ صورت ھوئي کہ ایک بہشتي نے اُسکو مشک پر بیٹھایا جسکے ذریعہ سے وہ بہشتي پانی میں پیرتا پھرتا تھا اگر خدا نخواستہ وہ بہشتي وھاں نہوتا تو ھمایوں بھي بہشت نصیب ھوجاتے غرض کہ ھمایوں بھاگتا رھا اور تھوڑي سي بھیڑ بھاڑ سمیت کالپي تک گرتا پڑتا پہونچا اور وھاں سے آگرہ کو گیا اور باقي فوج کا یہہ حال ھوا کہ کچھہ تو غنیم کے ھاتھوں سے ماري گئي اور کچھہ پانی میں ڈوب کر مر گئي اور ھمایوں کي بیگم جسکي حفظ و حراست کے لیئے پچھلي دوڑ دھوپ اُسنی کي تھي اور نصیبوں کي خوبي سے پہلی ھي سے دشمنوں کي نرغہ میں گھر گئي تھي دشمنوں کے ھاتھوں میں پڑي مگر شیر شاہ نے بڑي آدمیت برتي کہ نہایت ادب سے پیش آیا اور تمام کاموں سے فرصت پاکر پہلے پہل یھي کام اُسنے کیا کہ محفوظ مکان میں بیگم صاحب کو بھیجوادیا چھبیسویں جون سنہ ۱۵۳۹ ع مطابق چھٹي صفر سنہ ۹۴۶ ھجري میں یہہ بڑي مصیبت واقع ھوئي † *

اگرچہ ھمایوں افسردہ پژمردہ اور بیتاب و خاطر شکستہ تھا مگر آگرہ میں پہونچنا اُسکا اِسلیئے نہایت ضروري و لابدي تھا کہ جب ھمایوں بنگالہ کے قصی قضایوں میں مصروف تھا تو میرزا ھندال آگرہ میں رفیق و معاون پیدا کرنے لگا تھا اور جوں ھي کہ ھمایوں کي فوج بنگالہ سے

---

† بہت سے مورخوں نے یہہ لکھا ھی کہ شیر شاہ کي دغابازي ھمایوں کي شکست کا باعث ھوئي اور کھتی ھیں کہ جب شیر شاہ نےھمایوں پر حملہ کیا تھا تو باھم چندے توقف کا قول قرار ھوگیا تھا بلکہ پوري آشتي ھي ھوچکي تھي اگرچہ بیان اُنکا قیاس کے قریب ھی مگر میجر پرایس صاحب نے ابوالفضل کے اکبرنامہ سے جو کچھہ نقل کیا اُس سے صاف دریافت ھوتا ھی کہ شیر شاہ کے اصلي حالوں کے بیان کرنے میں بہت انصاف برتا اگرچہ کہیں کہیں اُسکي نسبت الفاظ نا مناسب بھي لکھي ھیں چنانچہ اُسنی لکھا ھی کہ ھمایوں کو خط و کتابت سے بہلاتا پھسلاتا رھا اور ایک مدت تک دم دلاسوں میں مصروف رکھا مگر عداوت سے کبھي ھاتھہ نہیں اوٹھایا اور جس داؤ گھات سے اُسکو کامیابي نصیب ھوئي وہ سپاھیانہ جوڑ توڑ تھی دغا بازي بےایماني کي بات نہ تھي *

بھاگ کر آئی اور میرزا ہندال کے شریک و موافق ہوئی تو اُسنے علانیہ بغاوت قایم کي اور کھلم کھلا فساد برپا کیا علاوہ اِسکے خود ہمایوں کے نایبوں نے میرزا کامراں کي خدمت میں پیک و پیام اِس غرض سے روانہ کیئے تھے کہ وہ اپنے بھائي ہمایوں کے کار و بار کو سنبھالی اور ٹوٹ پھوٹ کي درستي کرے چنانچہ مرزا کامراں کابل سے چل چکا تھا اگرچہ ظاہري پیرایہ یہي تھا کہ وہ بھائي کي خاطر جاتا ھی مگر نیت میں یہہ فساد تھا کہ اگر موقع ہاتھہ آئی تو آپ آسکي سلطنت کو تل کر بیٹھے مگر ہمایوں کے پہونچنی سے یہہ تمام ارادے فسخ ہوگئی اور فساد بھي دبے دبائے رھی بعد اُسکے مرزا کامراں اُن دونوں کے بیچ میں پڑا چنانچہ ہمایوں نے مرزا ہندال کا قصور معاف کیا اور تینوں بھائي باھم شریک و موافق ہوکر عام دشمن یعني شیرشاہ کي روک تھام میں دوڑ دھوپ کرنے لگے *

جب کہ ہمایوں نقصانوں کے پورے کرنے اور ٹوٹ پھوٹ کے سنوارنے میں مصروف ہوا تو شیر شاہ اُن ملکوں پر قناعت کیئی بیٹھا رھا جو ہندوستان خاص میں ہاتھہ آئی تھی مگر بنگالہ پر دوبارہ قبضہ کرنا اور باقي ملکوں کو درستي پر لانا شروع کیا *

## ہمایوں کي دوبارہ فوج کشي اور شکست و فرار کا بیان

لڑائي کے ساز و سامانوں میں دونوں فریقوں کےآٹھہ نو مہینے صرف ہوئے یہاں تک کہ اپریل سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ذي‌قعد سنہ ۹۴۶ ہجري میں ہمایوں آگرہ سے دوبارہ روانہ ہوا اور کامراں آسکا بھائي تین ہزار آدمیوں کي کمک دیکر لاہور کو چلا گیا اور شیر شاہ اُسوقت گنگا کے کنارے کنارے قنوج کے برابر پہونچا تھا غرض کہ دونوں حریف گنگا کے وار پار پڑے رھے اور فریقین میں سےکسي کو یہہ منظور نہوا کہ گنگا پار اوتر کر حریف کي فوج پر دھاوا کرے اسلیئے کہ دونوں حریفوں کو یہہ کھٹکا تھا کہ اگر خدا نخواستہ شکست کي صورت پیش آئي تو جان کا بچانا اور صحیح سلامت نکل جانا نہایت دشوار ہوگا یہاں تک کہ سلطان مرزا جو خاندان تیمور کا

شاهزاده اور اگلے وقتوں میں باغي طاغي بهي هوگیا تها همایوں کي فوج سے رفیقوں سمیت نکل کر چلا یا اور علاوہ اُس کے بہت سے لوگ چلے جانے پر آمادہ هوئے یہاں تک کہ جب همایوں نے لوگوں کے ارادوں پر اطلاع پائي تو اُس نے قصہ مٹانا چاها چنانچہ کشتیوں کا پل بناکر گنگا پار آترا غرض کہ سولہویں مئي سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق دسویں محرم سنہ ۹۴۷ هجري میں ایک بڑي لڑائي ہوئي جسمیں همایوں کي فوج نے شکست کھائي اور بہت سي گنگا میں ڈوب ڈوب کر مرگئي اور خود همایوں کي یہہ صورت هوئي کہ گھوڑا اُس کا زخمي هوا اور بچاؤ کي صورت نرهي مگر نصیبوں سے ایک هاتهي هاتهہ آگیا کہ وہ اُس پر سوار هوگیا اگر یہہ هاتهي هاتهہ اُسکو نہ آتا تو وہ بهي جان سے مارا جاتا یا دشمنوں کے هاتهوں گرفتار هوتا مگر باوصف اِسکے کہ هاتهي بهي هاتهہ آیا اور اُسنے مہاوت کو سخت تاکید فرمائي کہ وہ هاتهي کو پاني میں ڈالے مہاوت نے اُسکا کہنا نہ مانا یہاں تک کہ همایوں نے خود مہاوت کو هاتهي سے گرایا اور اُسکي جگہہ ایک خواجہ سرا کو بٹھلایا غرض کہ اُس خواجہ نے هاتهي کو دریا میں ڈالا اور هانکنا شروع کیا مگر گنگا کا دوسرا کنارہ اسقدر بلند تها کہ هاتهي کا چڑهنا اُسپر ممکن نہ تها حاصل یہہ کہ اب بهي همایوں کي زندگي بڑي جوکھوں میں تهي مگر زیست کي یہہ صورت نکلي کہ اُس کنارے پر فوج کے دو سپاهي کهڑے تهے جو پہلي پہل کنارہ پر پہونچے تهے غرض کہ اُن دونوں سپاهیوں نے اپني اپني پگڑیاں اوتاریں اور بٹ بٹاکر ایک رسي بنائي اور ایک سرا اُسکا هاتهي پر پهینکا چنانچہ همایوں اُسکے ذریعہ سے لٹک لٹکاکر اوپر چلا آیا بعد اُسکے تهوڑي مدت گذرنے پر مرزا هندال اور مرزا عسکري بهي آپہونچے اور رهي سهي فوج بهي آملي حاصل یہہ کہ سب مل جل کر آگرہ کو روانہ هوئے اور گنواروں کي لوٹ کهسوٹ سے بدشواري محفوظ رهے *

بعد اسکے شیر شاہ سے مقابلہ کي امید باقي نرهي بلکہ لڑنے بهڑنے سے قطع نظر اِسقدر فرصت بهي بڑي دشواري سے هاتهہ آئي کہ بادشاهي

خاندان والوں نے دلي آگرہ کے خزانوں سے هلکي هلکي چیزیں بھاري بھاري مول کي نکالیں اور کامران کے پاس لاھور میں چلے گئے چنانچہ پانچویں جولائي سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۹۴۷ ھجري کو لاھور میں داخل ھوئے *

جب کہ همایوں لاھور میں داخل ھوا تو آؤ بھگت اُسکي بخوبي نھوئي اور مبارک مہمان نسمجھا گیا بلکہ کامران کو یہہ اندیشہ ھوا کہ خدا نخواستہ ایسا نہو کہ خود همایوں موروثي مملکت یعني کابل کو دبا بیٹھے یا اسکي بدولت خود شیر شاہ سے بگڑے اور بیٹھے بٹھائي مفت کا جھگڑا کھڑا ھووے غرض کہ کامران نے شیر شاہ سے آشتي کي اور پنجاب کو اُسکے حوالہ کیا اور اپ کابل کو چلاگیا اور همایوں کو جہاں تہاں چھوڑا اور اُسکي بقاء و سلامت کو اُسي پر منحصر رکھا *

جب کہ همایوں کے بھائي بند اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تو اُس نے خیال اپنا ملک سند پر دوڑ آیا جو کامران کي سلطنت کي جنوبي جانب میں واقع ھے اور حسین ارغوني اُسپر قابض و متصرف تھا جس کے خاندان کو بابر نے قندھار سے خارج کیا تھا اور اسلیئے کہ وہ صوبہ بھي دلي کي سلطنت سے کسي زمانہ میں تعلق رکھتا تھا همایوں نے یہہ سوچا تھا کہ شاید کوئي راہ ایسي نکلے کہ وہ صوبہ میري اطاعت قبول کرے مگر همایوں کي ذات میں کوئي بات ایسي نہ تھي کہ اُسکي بدولت وہ بات اُسکو نصیب ھوتي اسلیئے کہ اگرچہ همایوں تھوڑي بہت سمجھہ بوجھہ رکھتا تھا مگر سوچ بچار اُسکي پوري پوري نتھي اور بڑے بڑے شوقوں اور خراب خراب ارادوں سے اگرچہ پاک صاف تھا مگر اصول و قاعدوں کا پابند اور اُنس و محبت سے اشنا نتھا اور اصل و مزاج کي حیثیت سے اولوالعزمي اور بلند نظاري کي نسبت عیش و عشرت اور آرام و راحت پر زیادہ مایل تھا مگر اس جہت سے کہ بابر کي زیر نظر تعلیم و تربیت پائي تھي اور جگہہ جگہہ پر اُسکے همراہ رھا تھا اور جسماني

مشقتوں اور نفسانی محنتوں کا عادی ہو گیا تھا تو اڑے وقتوں اور برے
دنوں میں یک لخت اپنی همت نه هارتا تها اور اپنے بڑے خاندانی ہونے
اور بادشاہ ہونیکی بات کو یک قلم ہاتھہ سے نه دیتا غرض که اوچه کی راہ
سے ہمایوں سندہ میں داخل ہوا اور حسین ارغونی سے ڈیڑہ برس تک
بیفایدہ لڑتا جھگڑتا اور خط و کتابت کرتا رہا *

## جودھ پور کے جانے اور راہ کی مصائب اُٹھانے کا بیان

یہہ عرصہ ڈیڑہ برس کا بکر اور سہوان کے محاصرے میں صرف ہوا
یہاں تک که تمام خزانه اُسکا صرف ہو گیا اور جو امداد اُس کو ملک
سندہ سے پہونچتی تھی وہ بھی موقوف ہوگئی اور جن سپاہیوں کو اُس
نے فراہم کیا تھا وہ بھی چھوڑ کر چلے گئے اور علاوہ اُسکے یہہ مصیبت پیش
آئی که حسین ارغونی بڑھا چلا آتا تھا چنانچہ جب ہمایوں نے کوئی
چارا ندیکھا تو اوچه کی جانب پچھلے پیروں بھاگا اور اخیر چارہ یہہ
سوچا که مارواڑ کے راجا مالدیو کا دامن پکڑے اور اُسکو مہربان اپنا تصور کیا
مگر جب که ہمایوں ایسے بیابان کو طی کرکے جہاں اکثر لوگ اُسکے بھوک
پیاس کے مارے مر گئے تھے جودھپور کے قرب و جوار میں پہونچا تو اُس
کو یہہ دریافت ہوا که جودھپور کا راجه امداد و اعانت کی نسبت اسبات
پر زیادہ مایل ہی که ہمایوں کو پکڑ کر دشمنوں کے حوالہ کرے چنانچہ
ناکام اُس کو اُس چٹیل میدان میں حفظ و حراست کی نظر سے
جانا پڑا جہاں پانی اور سایه کا نام و نشان نه تھا اور ابھی اُسکو لپیٹ
سپیٹ کر آیا تھا اور اب مقصود اُسکا یہہ تھا که امرکوٹ کو چلا جاوے جو
اٹک کے قریب ایک ریگستان میں واقع ہی اور اس سفر میں ایسے
ایسی ویرانوں پر گذرا که کبھی اُسکو اتفاق اُنکا نه پڑا تھا اور ایسی
ایسی کڑی مصیبتیں اُٹھائیں که اب تک ہرگز نه اُٹھائی تھیں علاوہ اُسکے
جب وہ آبادیوں میں تھا اور اب تک ویرانوں پر نه گذرا تھا تو وہاں کے
گنواروں نے پانی کا دینا گوارا نه کیا اسلیئے که وہ پانی کو بڑا قیمتی سمجھتے

تھے غرض کہ اُسکے همراهي بڑي لڑائیوں بھڑائیوں سے پیاس اپني بجھاتے تھے یہاں تک کہ هر پیاس پر دو چار آدمي جان سے مارے جاتے تھے اور یہہ پاس یاد رهے کہ یہہ سخت مصیبت باقي مصیبتوں کي پیش خیمہ تھي علاوہ اُسکے باربرداري کي قلت اور سواریوں کي کمي سے کنبی کي عورتیں بھي اُسپر بھاري تھیں بعد اُسکے جب اُنھوں نے زراعت اور عمارت کے پچھلے نشان پیچھے چھوڑتے اور عدن میدان میں پیاس کے مارے زبانیں اُنکي باھر اور هونٹ اُنکے پڑا رهے تھے اور هار تھکن کے مارے جینے سے تنگ آگئے تھی تو ایک صبح کو یہہ تماشا دیکھا کہ بہت سے سوار اونکے پیچھے چلے آتے هیں یہاں تک کہ جب انکو یہہ دریافت هوا کہ وہ راجہ مالدیو کے ملازم هیں اور مالدیو کا بیٹا اُنکے همراہ هے اور مقصود اُنکا یہہ هي کہ اُن شامت کے ماروں کو اس تقصیر پر گوشمالي دیویں کہ وہ همارے ملک میں بلا اجازت کیوں آئے تو رنگ اُنکے فق هو گئے اور تیور انکے بدل گئے اور برے برے خیال اُنکے سامھنے آنے لگے *

غرض کہ وہ سوار آگے بڑھے اور ان تھکے هاروں پر پھل پڑے چنانچہ منجملہ اُنکے جنھوں نے سواروں کا مقابلہ کیا وہ جان سے گئے یعنے سواروں نے اُن کو قتل کیا اور باقیوں کو مار کر بھگا دیا بعد اُسکے کچھہ سواروں نے آگے بڑھ کر کنؤں پر قبضہ کیا یہاں تک کہ جو اُمید اُن کي تسلي تشفي کي باقي رهي تھي وہ بھي باطل هو گئي *

جب کہ ان بھگوڑے مصیبت ماروں کي سختیاں بدبختیاں غایت کو پہونچیں اور راجپوتوں نے جو اُن کے هلاک و تباهي کے خواهان و جویاں تھے یہہ دیکھا کہ موت اُن کي قریب آ گئي اور اب کوئي آس اُن کو باقي نہیں رهي تو راجہ کا بیٹا سفید جھنڈا لیکر آگے بڑھا اور اُن کو لعنت ملامت کرنے لگا کہ تم لوگ میرے باپ کي قلمرو میں بلا اجازت کیوں آئے اور ایک؟ هندو راجہ کے ملک میں گاوکشي کیسے کي بعد اُسکے اُس نے ترس کھایا اور فی الفور اُن کے لیئے پاني منگوایا اور زیادہ

تکلیف اُن کي گوارا نہ کي اور اُن کے جانے کا مانع مزاحم بھي نہ ہوا مگر میدان کے اصلي خوف ہراس اب بھي باقي رھے اور بہت سي بھاري منزلوں کا طے کرنا اب بھي باقي رہا چنانچہ جب تک پیاس کي سختیاں نہ اُٹھائیں اور اپنے رفیقوں کو پیاسا مرتا نہ دیکھا تب تک ھمایوں کو سات سواروں سمیت امرکوٹ تک پہونچنا نصیب نہ ہوا اور جو لوگ اُس کے پیچھے رہ گئے تھے وہ بھي گرتے پڑتے امرکوٹ تک پہونچے *

## سندھ پر دوبارہ حملہ کرنے اور اکبر کے پیدا ہونے کا بیان

آخر کار اُس کو امرکوٹ میں ایک دوست نصیب ہوا یعني رانا پرشاد امرکوٹ کا راجہ بہت ادب سے پیش آیا اور اُس نے صرف لحاظ و ادب کي مراعات ہي نہ کي بلکہ سندھ کي فتح و تصرف کے واسطے تھوڑي بہت امداد و اعانت بھي کي جہاں ھمایوں جماؤ اپنا چاھتا تھا *

ایسي افسردگي اور پژمردگي کے وقتوں میں چودھویں اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ کو جلال الدین اکبر وہ شاھزادہ پیدا ہوا جسکي قسمت میں یہہ بات لکھي تھي کہ اُس کي بدولت ھندوستان کي سلطنت ایسي رونق کو پہونچیگي کہ جو اُس کو کبھي نصیب نہوئي تھي تفصیل اِس اجمال کي یہہ ھی کہ جس زمانہ میں ھمایوں بادشاہ افغانستان میں رھتا سھتا تھا تو ایک روز اُس کي سوتیلي ماں یعني مرزا ھندال کي حقیقي والدہ نے عورتوں کے کمرہ میں ھمایوں کي ضیافت کي حسب اتفاق ایک عورت پر آنکھہ اُس کي پڑي کہ وہ اُسکا فریفتہ ہوا اور عشق اُسکا اُس کے رگ و ریشہ میں پیٹھہ گیا بعد اُس کے ھمایوں نے چھان بین اُس کي شروع کي چنانچہ اُس کو یہہ بات دریافت ہوئي کہ جام واقع خراسان کے رھنے والے سید کي † صاحبزادي ھی جو کسي زمانہ میں

† پرانس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۷۶۰ و ۸۴۰ اور ھمایوں کي سرگذشتیں صفحہ ۳۱

مرزا ہندال کا استاد تھا اور نام اُس کا حامدہ ہی اور اب تک رشتہ اُس کا نہیں ہوا غرض کہ تاثیر اُس کے عشق و محبت کی ہمایوں کے رگ و ریشہ میں ایسی پیٹھی تھی کہ باوجود اُس کے کہ مرزا ہندال نے بہت سا سمجھایا اور طرح طرح کی باتیں جتائیں مگر ہمایوں نے بھائی کا کہنا نمانا اور اپنی معشوقہ جان نواز سے شادی کی اور جب کہ امر کوٹ کا سفر در پیش ہوا تو یہہ بیگم پورے دنوں کی حاملہ تھی اور یہی باعث تھا کہ اُس کے لیجانے میں بڑی دقت پیش آئی *

ہنوز اکبر پیدا نہ ہوا کہ اُس کی ولادت سے ایکدن پہلے سند کی جانب کوچ ہوچکا تھا اور جب کہ اکبر پیدا ہوا اور بیٹے کی خوشخبری ہمایوں کو پہونچی تو اُسنے اُس پرانے دستور کے موافق کہ ایسے موقع پر لڑکے کا باپ اپنے دوستوں و رفیقوں کو کچھہ تحفہ تحایف دیا کرتا ہی کچھہ تقسیم کرنا چاہا مگر اِس لاچاری سے کہ اُس کے پاس ایک مشکنافہ کے سواے کوئی شے موجود نہ تھی تو اُس نے نافہ کو توڑا اور اِس نیک شگون کی نظر سے مشک اپنے رفیقوں پر تقسیم کیا کہ اُس کے بیٹے کی شہرت بوے مشک کی مانند اطراف و افاق میں پھیلے *

... مہنتا سے راجپوتوں سمیت امر کوٹ کا راجہ اس مہم میں ہمایوں کے ہمراہ تھا اور خود ہمایوں نے بھی ادھر اُدھر سے دوڑ دھوپ کر سو مغلوں کی بھیڑ بھاڑ بہم پہونچائی چنانچہ ہمایوں یہہ بھیڑ بھاڑ اپنے ہمراہ لیکر مقام جون واقع سند کی جانب روانہ ‡ ہوا یہاں تک کہ لڑ لڑاکر اس مقام کو اُس کے قابض کے قبض و تصرف سے نکالا اور آپ اُسپر قبضہ کیا اگرچہ ارغون کی فوج کے دھاوے ہوتے رہے اور نقصان بھی اُٹھائے گئے مگر پاس پروس کے ہندو راجاؤں کی امداد اعانت سے اتنی فوج

---

‡ واضح ہو کہ یہہ جون یا جیون اٹک کی ایک شاخ پر تاتار اور امر کوٹ کے بیچوا بیچ واقع تھا ( ڈاکٹر برنس صاحب نے اپنے سند کے بیان میں جو نقشہ لگایا ہی اُسکو دیکھنا چاہیئے )

اکہتي هوگئي که همایوں کي سرگذشتوں والی نے تعداد اُسکي پندرہ هزار سوار بتائي هی *

اگرچه یہه ساز و سامان بہم پہونچے مگر همایوں کي بدبختي اور بد انتظامي نے اُسکا دامن نچھوڑا چنانچه جب رانا پرشاد اپني وفاداري پوري پوري جتا چکا تو ایک مغل نے کسي ایسي ناشایسته حرکت سے جو راجاؤں کي شان و منصب کے شایاں و سزاوار نه تهي راجه کو ناراض کیا اور جب راجه نے همایوں سے شکایت کي تو همایوں کي جانب سے ایسي بے التفاتي اور کم توجہي پائي گئي که راجه سخت مکدر هوا اور اپنے رفیقوں سمیت اُس کے لشکر سے چلا گیا اور اُسکے سب کے سب هندو دوستوں نے بهي اُسکي رفاقت کي *

جب که وہ لوگ ادهر اُدهر چلے گئے تو حسین ارغوني کے مقابله کے لیئے همایوں تنہا رهگیا جو بلا تحاشا بڑهتا چلا آتا تها مگر همایوں نے اپني فوج کے آس پاس کہائیاں کهد وائیں اور دمدمی بنوائی غرض که جہاں تک بن پڑي بچاؤ کي تدبیریں کیں یہاں تک که حسین ارغوني یہه سوچ سمجهه کر که خدا کے واسطے کہیں یہه پاپ کٹے اسبات پر راضي هوا که اگر همایوں ابهي قندهار کو چلا جاوے تو میں مانع مزاحم نہوں گا بلکه سفر کي اعانت بهي کروں گا چنانچه یہه شرط مقرر هوئي اور نویں جولائي سنه ۱۵۴۳ ع کو همایوں قندهار کي جانب روانه هوگیا *

## همایوں کے قندهار سے ایران کو بهاگنے کا بیان

همایوں کے چهوٹے بهائي بہت دنوں پہلے همایوں کو اپني غیر مُستقل اور مضطرب طبیعتوں کے سبب سے رنج اور تکلیف پہونچا کر الگ تهلگ هوگئے تهے اور جب که همایوں قندهار کو روانه هوا تو اُس زمانه میں مرزا عسکري مرزا کامران کي جانب سے قندهار کا حاکم تها اور غالب یہه هی که همایوں کا یہه ارادہ تها که مرزا عسکري کو بهکاکر طرفدار اپنا بناوے اور اگر قابو پڑے اور وقت هاتهه آوے تو آپ هي قندهار کو دبا بیٹهے

مگر لوگوں کو یہہ فقرہ سنایا تھا کہ اکبر کو قندھار میں چھوڑکر مکہ کو جاؤنگا § *

جب کہ رفتہ رفتہ ہمایوں مقام شال میں پہونچا جو قندھار کے جنوب میں ایک سو تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہی تو ایک سوار اپنا گھوڑا بھگائے ہوئی ہمایوں کے ڈیرہ کے پاس آیا جسکو ہمایوں کے کسي پرانے دوست نے روانہ کیا تھا وہ سوار اپنے گھوڑیسے کود کر لگام پکڑے ہوئے ڈیرہ کے اندر بے ساختہ چلا آیا اور بے تحاشے اُس سے یہہ بات کہي کہ آپ اب کس فکر میں بیٹھے ہیں مرزا عسکري آپ کي گرفتاري کے لیئے آ پہونچے جوں ہي کہ ہمایوں نے یہہ خبر سني تو اِس سبب سے کہ اُسکو ایسي وحشت اثر خبر کي توقع نہایت کم تھي اتني فرصت پائي کہ اپني بیگم کو ساتھہ اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور بیٹے کي جان کو چچا جان کے ترس و ترحم پر چھوڑا ادھر ہمایوں روانہ ہوا اُدھر مرزا عسکري پہونچا اور جب اُس نے ہمایوں کو نپایا تو یہہ بات اُس نے فریب سے کہي کہ میں برادرانہ آیا تھا غرضکہ مرزا عسکري اپنے بھتیجے سے بشفقت پیش آیا اور چودھویں دسمبر سنہ ۱۵۴۳ ع کو ہمایوں کے سب ہمراہیوں کو ساتھہ لیکر قندھار کي جانب روانہ ہوا اور ہمایوں اسي زمانہ میں بیالیس آدمیوں سمیت گرم سیر کو پہونچا اور وہاں سے سیستان کو چلا گیا جو اُن دنوں ایران کي قلمرو میں داخل تھا سیستان کا حاکم تواضع تعظیم سے پیش آیا اور اُس نے ہمایوں کو بمقام ہرات اِس نظر سے روانہ کیا کہ وہاں جاکر والي ایران کے احکام کا منتظر بیٹھے غرض کہ جب

---

§ مقام جون اور سہوان کے درمیان میں تھوڑا بہت توقف ہوا ہوگا مگر باعث اُسکا بیان نہیں کیا گیا اِس لیئے کہ شال اور جون کے درمیان میں جو فاصلہ واقع ہی ساڑھے چار سو میل کا میدان ہی اور ہمایوں کي سرگذشتوں کے دیکھنے سے دریافت ہوتا ہی کہ سہوان سے شال تک کي راہ نو دن میں پوري ہوتي ہی مگر ہمایوں کو جون سے شال تک پہونچنے میں ربیع‌الثاني مطابق ۹ جولائي سے لیکر نصف ماہ رمضان دسویں دسمبر تک پورے پانچ مہینے لگے

همایوں هرات میں پہونچا تو بہت سے دوست اُس کے قندهار سے آئے
اور اُس سے آکر ملے جلے اور اُسکے شریک هوئے *

حدود سند میں داخل هونے سے قندهار تک کے پہونچنے تک تین برس کا عرصہ صرف هوا چنانچہ منجملہ اُس کے اٹھارہ مہینے حاکم سند سے لڑنے بھڑنے اور خط خطوط کے لکھنے پڑھنے میں بسر هوئے اور چھہ مہینے اٹک کے مشرقی جانب کی سیر سفر میں کام آئے اور باقی ایک برس جون میں رهنے اور قندهار کے سفر کرنے میں گذرا اور اِس زمانہ میں جو کام اُس نے جنگی کیئے تو ذاتی دلاوری کے لحاظ سے کوئی کوتاهی ظہور میں نہیں آئی بلکہ اِس حیثیت سے کوتاهی اُس نے کی کہ اُن بڑی بڑی مہموں کو جنکا اُسنے ارادہ کیا اچھی طرح انجام پر نہ پہونچا سکا اور بعد اُس کے جو جو سختیاں اور جیسی جیسی مصیبتیں پیش آئیں اُنکو ایسے صبر و استقلال اور هنسی خوشی سے اُٹھایا کہ جوانمردی اور بلند همتی کے شایاں تھا *

مصیبت کے زمانہ میں اس کے مزاج کا امتحان بھی طرح طرح سے ظہور میں آیا چنانچہ اُس نے رفیقوں کی زبان سے بری بھلی باتیں سنیں اور نرم گرم اُنکی اُٹھائیں اسلیئے کہ رنج و مصیبت کے دنوں میں چھوٹے بڑے کا امتیاز اور اداب و قواعد کا پاس و لحاظ باقی نہیں رهتا یہاں تک کہ چند بار ایسا اتفاق هوا کہ جب اُس نے جان بچانے کے لیئے گھوڑا مانگا تو اُس کے رفیقوں نے صاف انکار کیا اور گھوڑا اُس کو نہ دیا اور جب کہ اُس نے ایک کشتی اٹک پار جانے اور اپنے خویش و تبار کے لیجانے کو بہم پہونچائی تھی تو اُس کے ایک سردار نے بجبر و اکراہ اُس کشتی کو اُس سے چھینا اور جس زمانہ میں کہ برے تباہ حالوں سے امرکوٹ کا بڑا کڑا سفر اُسنے کیا تھا تو ایک افسر نے ایسی بیرحمی اور ناخدا ترسی برتی کہ اپنے گھوڑے کو هارا تھکا دیکھکر همایوں کی بیگم اکبر کی والدہ کو اُس گھوڑے سے اُتارا جسکو اُس نے مستعار اُس کو دیا تھا چنانچہ

همایوں کو گھوڑا اپنا دینا پڑا اور وہ جب تک پیادہ چلتا رہا کہ باربرداری کا ایک اونٹ اُسکو ملا مگر کبھی کبھی برخلاف اُس کے رفیقوں سے بے التفاتی بھی برتی چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب همایوں امرکوٹ میں پہونچا اور راجہ کی حفظ و حراست میں آیا تو اُس نے رفیقوں کا مال اسباب چھینا چھپٹا اور بعضوں کے گھوڑوں کی کاٹھیاں کھلواکر دیکھیں اور جو کچھہ اُن میں پایا نصفا نصفی بانٹ چونٹ کر اپنے کام میں لایا اور جودھپور کے سفر کی ایک ایسی منزل میں جہاں لوگ اُس کے پیاس کے مارے مر گئے تھے تمام مویشیوں اور نیز اپنے گھوڑوں کو پانی کی پکھالوں سے اِسلیئے لادا تھا کہ اُن باقی رہے سہونکو جاکر پانی پلاوے جو پیاس کے مارے چار قدم بھی آگے کو نہ بڑھسکینگے اور جبکہ همایوں تھوڑی دورپیچھہ لوٹ کر گیا تو اُس نے اُس سوداگر کو پیاس کے مارے مرتا دیکھا جسکا پڑا دین اُس کے ذمہ واجب‌الادا تھا مگر همایوں نے ایسی سنگدلی برتی کہ جب تک اُس سوداگر نے چار گواهوں کے سامھنے دین اپنا نہ چھوڑا اور همایوں کا ذمہ پاک نہ کیا‌تب تک اُس نے پانی کی بوند اُسکو ندی باقی یہہ بات دریافت نہیں هوئی کہ بعد اُس کے اُس غریب آدمی کا روپیہ دیا اور نقصان اُس کا پورا کیا یا نہیں *

## تیسرا باب

### شیر شاہ اور خاندان سوٗر کے باقی بادشاهوں کا بیان

اگرچہ سارے مورخوں نے خاندان تیمور کے دوبارہ قبضہ پانے اور اُس دوبارہ قبض و تصرف کے بعد ایک بڑی شہرت حاصل کرنے کے باعث سے شیر شاہ کی نسبت غصب سلطنت کا دھبا قایم کیا مگر اِسلیئے کہ شیر شاہ خاص هندوستان میں پیدا هوا اور اُس نے ایسے بیگانہ خاندان کو هندوستان سے خارج کیا جو کل چودہ برس سے قابض و متصرف تھا تو استحقاق اُس کا اُن بہت سے لوگوں کے استحقاق و دعوی کی نسبت زیادہ راست اور واجبی هی جنهوں نے سلطنت کی بنیاد

اقلیم هندوستان میں ڈالی سنه ۱۵۴۰ع مطابق سنه ۹۴۷ هجري میں
همایوں کے ممالک مقبوضه پر شیر شاه قابض هوا *

معلوم هوتا هی که شیر شاه کي صلاح و مشورت سے کامران نے پنجاب
کو چھوڑا تھا اسلیئے که جونهي کامران پنجاب سے باهر گیا تو سارے پنجاب
پر شیرشاه قابض هو گیا اور جب که شیر شاه اس صوبه کا انتظام کرچکا اور
دریاے جهلم کے کنارے پر ایک مستحکم قلعه تیار کر کے بهار کے قلعه رهتاس گڈه
کے نام پر نام اُس کا رکھه چکا تو آگره کو واپس آیا اور حاکم بنگال کي
بغاوت کو دبانا چاها چنانچه اُس نے اُس باغي کو مغلوب کیا اور صوبه
بنگال کي تقسیم و تفریق ایسي اُس نے کي که بعد اُس کے آینده کے
شور و فسادوں کا اندیشه باقي نه رها بعد اُس کے اگلے برس یعنے سنه
۱۵۴۲ع مطابق سنه۹۴۹ هجري میں صوبه مالوه اور اُس سے دوسرے برس
یعنے سنه۱۵۴۳ع مطابق سنه ۹۵۰ هجري میں رایسین کے قلعه کو فتح کیا
جو سلهدي هندو راجه کے بیٹے کے قبض و تصرف میں داخل تھا اور یهه
راجه بهادر شاه گجراتي کے عهد دولت میں بڑے پایه کو پهونچا تھا
اور بڑا اختیار اسکو حاصل تھا مگر قلعه مذکور کے محصوروں نے چند
شرطوں پر شیر شاه کي اطاعت تسلیم کي اور جب اُنهوں نے قلعه حواله
کیا تو مفتیوں کے فتووں کي روسي وه اطاعت مقبول نه پڑي چنانچه ان
هندوؤں پر حمله کیا گیا جو عهد و پیمان کے بهروسے اسباب پر جمي هوئی
تھی که خلاف قول ظهور میں نه آویگا غرض که وه بهی جان توڑکر لڑے
اور پاش پاش هوکر مارے گئی مگر اس دغابازي کا باعث دریافت نهیں
هوتا اس لیئی که وه نه عبرت کا مقام تھا اور نه کسي نقصان کا انتقام تھا
باقي رهي حرارت اسلامي سو وه بهت دنوں سے ٹھنڈي هوچکي تھي
بهرحال ایسا برا کام هندوستان کے مسلمان بادشاهوں کي تاریخوں میں
تیمور لنگ کے سوا کهیں پایا نهیں جاتا *

اگلے برس یعني سنه ۱۵۴۴ ع مطابق سنه ۹۵۱ هجري میں شیرشاه
اسي هزار آدمي لیکر مارواڑ پر چڑھا اور یهه ملک اُن دنوں مالدیو راجه
کے قبض تصرف میں تھا جو بڑا زبر دست اور قوي راجه تھا اور اُسکي
قوت کي ایک وجهه یهه بهي تهي کہ ملک اُسکا زرخیز نه تھا اور اکثر پرگنوں میں
پاني کي کوتا هي تهي اگرچه راجه کے پاس کل پچاس هزار آدمي غنیم
کي بڑي فوج کے مقابله کو موجود تهي مگر بظاهر ایسا معلوم هوتا هی که
اُسنے پہلے پہل غنیم کو ایسا ڈرایا که ایک مهینے تک غنیم اُسکے ملک
میں پڑا رها اور اُسکي فوج سے الگ تھلگ رها بعد اُسکے جهوٹے خطوں
کے ذریعوں سے جو ایسے معاملوں میں معمول و مروج هوتے هیں اور جو
اس غرض سے روانه کیئی تھے که کهیں نه کهیں پکڑے جاویں راجه کو اُسکے
سرداروں سے بدگمان کیا یهاں تک که راجه پیچھے لوٹنے پر آماده هوگیا
اور منجمله اُن سرداروں کے جو راجه کي بدگماني اور الزام لگانے سے ناراض
هوگئي تھے ایک راجپوت سردار نے راجپوتوں کے زور غیرت اور جوش حمیت
کے مارے بدنامي کے دهبے کو جان جوکهوں میں پڑنے سے مٹانا چاها
چنانچه وه سردار اپنی بارہ هزار رفیقوں سمیت ایسي تندي تیزي سے
لڑائي کے میدان میں شیر شاه کي فوج پر ٹوٹ پڑا که فوج اُسکي ایسے
قوي حمله کي آماده نه تهي غرض که شیرشاه کے لشکر کو ایسا پریشان و
پراگنده کیا که فتح هونیکی قریبؑ آگئي تهي مگر شیر شاه نے راجپوتوں کا
مونهه پهیرا اور بعد اُسکے یهه بات آسنی واشگاف کهی که ایک باجره
کي مٹهي پر هندوستان کي سلطنت کهوئي هوتي اور اس کلام سے مقصود
اُسکا یهه تها که اُس ملک کي گهٹ کي پیداوار اور افلاس و تنگدستي کو
جتاوے بعد اُسکے میواڑ کے راجه کو مطیع اپنا بنایا اور وهاں سے فراغت
پاکر کالینجر کا محاصره کیا مگر اس مقام میں اُس عهد شکني کي پوري
پوري سزا پائي جو مقام رایسین میں اُس سے واقع هوئي تهي یعني میواڑ
کے راجه نے شرایط پیش کرده شیرشاه کو اِس لیئے تسلیم نکیا که وه اُسکو

جهوتا اور فریبی جانتا تها اور جب که شیرشاه اپنے توپخانه کی دیکهه بهال کر رها تها تو قضا کار ایک گوله † دشمن کا اُسکے میگزین میں پڑا اور وه میگزین اوڑگیا یہاں تک که آس کے صدمه سے شیر شاه ایسا جل پهک گیا که دو چار گهڑي کو جیتا رها مگر پہلے هي سے آسکے جینے کي آس نرهي تهي چنانچه شام هوتے هي دم آسکا پورا هوگیا *

یهه شیر شاه ایسے کڑے جي کا تها که باوجود اسکے که نہایت تکلیف و اذیت میں مبتلا تها مگر محاصرے کي هدایت کرتا تها یہانتک که جب کانوں میں آسکی یهه بهنک پڑي که قلعه فتح هوگیا تو بآواز بلند آسنے قادر مطلق کا شکر ادا کیا اور الحمدلله کهکر دم بخود هوگیا اور بعد اُسکی کوئي بول آسکے مونهه سے نهیں نکلا بائیسویں مئي سنه ۱۵۴۵ ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۹۵۲ هجري میں یهه حادثه واقع هوا *

## شیر شاه کي عادتوں اور ملکي انتظاموں کا بیان

معلوم هوتا هی که یهه شیر شاه نہایت دانشمند اور بغایت لایق و فایق اور چست و چالاک بادشاه تها چنانچه بلند فطرتي اور اولوالعزمي کے محاذات اور مقابله میں آسکی چال و چلن کے اصول قاعدے کافي وافي نه تهے مگر رایسین کے قتل ناحق میں کوئي عذر بلند نظري کا بهي نتها هاں رعایا کے حق و منفعت کے لیئے جو جو تدبیریں سوچتا تها سو آنمیں جوانمردي اور مروت شفقت پائي جاتي تهي اور عملدرامد بهي تجویز و تشخیص کے مطابق کرتا تها اور باوجود اسکے که آسنی تهوڑے دنوں فرمانروائي کي اور همیشه لڑائیوں میں مصروف رها نہایت شایستگي اور بغایت هوشیاري سے انتظام اپني بادشاهت کا کیا اور دیواني کے مقدموں میں بهت سي عمده عمده باتوں کو رواج دیا ابوالفضل اپني کتاب میں بغض و عداوت کے مارے یهه لکهتا هی که جو انتظام آسنی کئي اور

† فرشته میں آتشیں حقه لکها هی *

اصول اُسنے نکالی وہ علاؤالدین خلجي کے کینڈے پر کیئی یعني علاؤالدین خلجي نے اُنکو اپني طبیعت سے نکالا اور شیر شاہ نے انکو دو بارہ اوجالا حاصل یہہ کہ شیر شاہ نے ایسے قاعدے باندھی تھے کہ اُسکے خاندان کي تباهي تک جاري ساري رهی اور ابوالفضل نے اُن اصول قاعدوں کو اور بادشاهوں کے قانون قاعدوں سمیت اپنے آقاے نامدار یعني اکبر بادشاہ سے نسبت کیا اکبر کے عهد دولت کے ایک اور † مورخ نے جس نے اکبر کے وقت میں اپني کتاب لکھي بیان کیا هی کہ شیر شاہ نے ملک بنگال سے لیکر مغربي رهتاس گڈہ تک جو دریاے اٹک کے متصل واقع هی چار مهینی کي راہ کي ایک کلان سڑک بڑي بلند طیار کرائي تهي اور کوس کوس کے فاصلہ پر کنوئی اور منزل منزل پر سرائیں بنوائیں تهیں اور هر مسجد میں امام اور موزن مقرر کیئی تهے اور هر کاروان سرا میں کهانا پکا پکایا مهیا رهتا تها او هندو مسلمانوں کے لیئی ملازم رکهہ چهوڑے تهے اور سڑک کے دائیں بائیں سایہ کےواسطے درخت لگائی تهے اور جب کہ اس مورخ نے اُس سڑک کو دیکها تها تو اُسپر باون برس گذرے تهے اور جب تک وہ ویسي هي تهي جیسے اُسنے بیان اُسکا کیا *

یہہ بادشاہ سیسرام میں مدفون هوا اور مقبرہ اُسکا ایک ایسے مصنوعي تالاب کے بیچا بیچ واقع هی جسکا محیط ایک میل کا اور چاروں دیواریں اُسکي پتهر کي هیں اور نہانے دهونے کے لیئی سیڑهیوں کے گهاٹ اُسمیں چاروں طرف بنی هوئے هیں *

## سلیم شاہ کي بادشاهت کا بیان

شیر شاہ کے والي وارثوں میں سے عادل خاں بڑا بیٹا تها اور شیر شاہ اُسکو جانشین اپنا سمجهتا تها مگر یہہ شهزادہ همت کا هاراجي کا بودا تها اور برخلاف اُس کے دوسرا بهائي اُسکا جلال خاں بڑا سرگرم اور آمادہ

† منتخب التواریخ جو سنہ ۱۰۰۴ هجري مطابق سنہ ۹۵ ر ۱۵۹۴ ع میں لکهي گئي هی *

اور نہایت جنگ آزمودہ اور باپ کے سامھنے بڑا نامدار اور نام آور تھا غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا بہت سے سردار اُسکی جانب مائل ہوئے یہاں تک کہ جب چار بڑے بڑے سرداروں نے جان کے بچانے اور بخوبی اوقات بسر کرنے کا عادل خاں سے وعدہ کیا تو عادل خاں بھی جلال خاں کی خاطر ترک سلطنت کا آمادہ ہوا چنانچہ پچیسویں مئی سنہ ۱۵۴۵ع مطابق پندرھویں ربیع‌الاول سنہ ۹۵۲ ہجری میں جلال‌خاں تخت نشین ہوا اور سلیم شاہ کے خطاب سے پکارا گیا اور بیانہ کے قریب ایک کافی جاگیر عادل خاں کے لیئے مقرر کی گئی مگر بعد اُس کے تھوڑی مدت گذرنے پر سلیم شاہ کے بعض بعض کاموں سے عادل خاں کو کھٹکا پیدا ہوا اور معلوم ہوتا ھے کہ عادل‌خاں اُس خوف کی کوئی وجہہ کامل پاس اپنے رکھتا تھا اِسلیئے کہ خواص خاں سردار نے عادل خاں کو اپنی حفظ و حراست میں لیا اور یہہ خواص خاں شیر شاہ کا بڑا سردار اور نیز منجملہ اُن چاروں سرداروں کے تھا جنھوں نے عادل خاں سے جان کی حفاظت اور گذارہ کی صورت کا قول و قرار کیا تھا یہانتک کہ یہہ خواص‌خاں دارالسلطنت کو اس ارادے پر روانہ ہوا کہ سلیم شاہ‌کو تخت حکومت سے اُوتارے باقی سلیم شاہ کا یہہ حال تھا کہ جیسے اِن علانیہ باغیوں سے اندیشہ ناک تھا ویسے ھی اور لوگوں کے خفا ہونے اور بگڑ جانے سے بھی ڈرتا تھا مگر باوصف اسکے پیش آنیوالے مقابلوں اور فوجوں کی مار دھاڑوں کو بخوبی سمجھے بوجھے ہوئے بڑے استقلال و متانت سے بجاے خود بیٹھا تھا چنانچہ اُس نے بدخواھوں کو بڑی بڑی شکستیں دیکر بغاوتوں کو پس پا کیا بعد اُس کے عادل‌خاں بہار کو چلا گیا اور مایوس ھوکر بیٹھہ رہا *

جو امیر اِس بغاوت میں در پردہ شریک تھے اُن کو یہہ یقین تھا کہ بغاوت میں علانیہ شریک نہونے کی وجہہ سے بادشاہ کی بد گمانی سے محفوظ رھینگے چنانچہ منجملہ اُن کے ایک امیر کا قصور ثابت ہوا اور وہ اپنے کیئے کو پہونچا اور باقی امیروں نے نئے سر سے سازشیں شروع کیں

اور بدون اسکے کہ کوئي تخت کا دعویدار کھڑا کریں خاص اپني جان و مال کي حفظ و صیانت کے واسطے ہتیار اٹھائے اور جو قصے قضائے ان باغیوں کي بغاوت سے بادشاہ کو پیش آئے وہ بلاد پنجاب میں پیش آئے تھے یہاں تک کہ باغیوں نے پھر شکستیں کھائیں اور کہہت سے دم دبا کر بھاگے اور گاگروں کي پناہ میں آئے اور گاگروں کے زور و قوت کے سہارے اور نیازي پٹھانوں کي امداد و اعانت کے بھروسے اگلے دو برس یعنے سنہ ۱۵۴۷ع مطابق سنہ ۹۵۴ ہجري تک شور و فساد کرتے رہے اور کہیں نچلے نچیست ہو کر نہ بیٹھے *

بعد اُس کے سلیم شاہ کا باقي زمانہ بڑے امن چین سے گذرا مگر ایک بار اُس کو یہہ خبر پہونچي کہ ہمایوں نے کابل پر قبضہ پایا اور اٹک وار اس غرض سے اُترا کہ سلیم شاہ پر حملہ کرے سلیم شاہ اُن روزوں بیمار تھا اور اُس وقت جوکیں لگائے بیٹھا تھا مگر جونھي اُسنے یہہ خبر سني تو جگہہ سے اُٹھا اور فوج کے کوچ کا حکم سنایا چنانچہ شام سے پہلے پہلے دلي سے چھہ میل پر جا کر ڈیرہ ڈالا اور اس خبر کي حقیقت جس کے سننے سے سلیم شاہ ایسا آمادہ ہوا اور ایسي چالاکي اُس سے ظہور میں آئي صرف اتني بات تھي کہ کسي ضرورت کے باعث سے ہمایوں پنجاب آیا تھا اور جیسے وہ آیا تھا ویسے ہي پچھلے پیروں لوٹ گیا باقي یاروں کي بناوٹ تھي کچھہ اصل و حقیقت نہ تھي*

یہہ بادشاہ نو برس تک بادشاہ رہا اور سنہ ۱۵۵۳ع مطابق سنہ ۹۶۰ ہجري میں بقضاي الہي مرگیا اور جیسے کہ اُس کے باپ نے نئي نئي باتیں ایجاد کي تھیں ویسے ہي اُسنے بھي نئے نئے نقشے نکالے تھے مگر فرق اتنا تھا کہ اصول و قاعدوں کي نسبت تمام سرکاري عمارتوں میں زیادہ تر عمدہ عمدہ باتوں کا رواج اُس نے دیا تھا چنانچہ دلي کے قلعہ کا ایک ٹکڑا جو سلیم گڈھ ‡ کے نام سے نامي گرامي ہی اُسیکا بنایا ہوا ہی

‡ اب اس سلیم گڈھ کا یہہ حال ہے کہ ریلوے کي سڑک اُس کے بیچا بیچ کر نکلي ہی ۱۲ مترجم

اور یہہ نام اُسکا ایسا مقبول و مشہور ہوا کہ جب ہمایوں نے یہہ حکم دیا کہ وہ نور گدّہ کے نام سے پکارا جاوے تو ہمایوں کے دربار میں اور ہمایوں کے سامھنے نور گدّہ کے نام سے پکارا گیا مگر اور ہر موقع اور مقام پر وہي سلیم گدّہ قایم رہا جیسا کہ وہ اب تک مشہور ہی *

## مہدویہ فرقہ کا بیان

سلیم شاہ کے عہد دولت میں بمقام بیانہ شیخ علائي نامي ایک فقیر مہدویہ فرقہ کا باني ہوا جو سید محمد جونپوري کو مہدي موعود سمجھتے تھے بیان اُسکا یہہ ہی کہ شیخ علائي نے وعظ ودرس کہنا شروع کیا چنانچہ بیان کي قوت اور کلام کي فصاحت اور طبیعت کي جودت سے بہت سے لوگوں کو مرید و معتقد اپنا بنا لیا یہاں تک کہ اُسکے مریدوں نے مال ومتاع اکہٹا کر کے عام سرمایہ قایم کیا اور بعض بعض مخلصوں نے گہر بار اپنا چہوڑ چھاڑ کر سارامال اپنا شیخ پر نثار کیا غرضکہ شیخ نے یہاں تک شہرت پائي کہ خواص خان سردار بہي جسکي بغاوت کا بیان اُوپر مذکور ہوا شیخ کے مریدونمیں داخل ہوا اگرچہ پہلے پہلے شیخ کے زہد و تقوی اور دین و مذہب سے کسي قسم کي خرابي ظاہر نہوئي مگر تہوڑے دنوں بعد اُسکے چیلے چانٹے ایسے بیباک اور دلیر ہوگئے کہ اُنہوں نے یہہ واجب سمجہا کہ جس کسیکو خلاف شرع کام کرتے دیکھیں تو پہلے پہل روک ٹوک اُسکي کریں پھر اگر وہ نمانے تو اُسکو جانسے ماریں اور جبکہ اُس فرقہ کي زور و ظلم کي نوبت یہاں تک پہونچي تو وقت کے حاکموں اور شرع کے مفتیوں نے لاگ ڈانٹ اُنکي واجب و لازم سمجہي چنانچہ شیخ کو گرفتار کیا اور علانیہ اظہار اُسکا لیا بعد اُسکے قتل شیخ کا فتوی مرتب ہوا مگر سلیم شاہ نے اُس فتوي پر عمل نکیا بلکہ شیخ کو دیس نکالا دیا یعني قلعہ ندیہ کو روانہ کیا جو نربدا کے کنارہ پر واقع ہی مگر شیخ اس جگہہ آکر بہت کہل کہیلا اور اپنے مسئلوں کو بڑي دھوم دھام اور نہایت ٹیپ ٹاپ سے پہیلایا چنانچہ پہلے وار اُسنے

قلعہ کے حاکم کو سپاهیوں سمیت اپنا مرید گردانا اور جبکہ اُوسکو ایسي قوت حاصل هوئي جو کبھي نصیب نهوئي تهي تو وہ دارالسلطنت میں بلایا گیا اور حامیان شریعت نے قتل اوسکا چاہا چنانچہ سلیم شاہ کي بہت سي منت سماجت کي مگر سلیم شاہ نے توقف برتا اور جبکہ لوگوں کے کہنے سننے سے نہایت زچ پیچ هوا تو کام نا کام اُس نے کوڑوں کا حکم دیا اور یہہ فرمایا کہ بعد اُس کے شیخ کو تھوڑي مہلت دي جاوے کہ وہ سوچ سمجھہ کر توبہ کرے اور اپني غلط فہمي اور کج آهنگي سے باز آوے مگر شیخ کا یہہ حال تھا کہ وہ پہلے هي سے اُس عام مرض میں مبتلا تھا جو اُس زمانہ میں شایع ذایع هو رها تھا اور اس مرض کے مارے ایسا ضعیف نحیف هو گیا تھا کہ تیسرے کوڑے کے لگتے هي روح اُسکي پرواز کر گئي بعد اُس کے وہ جماعت پراگندہ هو گئي اور تمام مرید اوسکے ووڈهو کر چپ چاپ هو بیٹھے *

## محمد شاہ سورعدلي کي سلطنت کا بیان

جب کہ سلیم شاہ اپني موت مر گیا تو اُسکے بیٹے فیروز خاں دوازدہ سالہ کو محمد خاں اُسکے چچا نے بخیال سلطنت قتل کیا اور میدان کو خالي دیکھکر سنہ ۱۵۵۳ع مطابق سنہ ۹۶۰ هجري میں تخت نشین هو بیٹھا اور محمد شاہ عادل کا خطاب اختیار کیا یہہ بادشاہ اس خطاب کي نسبت عدلي شاہ کے خطاب سے زیادہ مشہور هے اور طور طریق اُس کے ایسے عمدہ اور شایستہ نہ تھے کہ اُن کے حسن و خوبي کي بدولت بھتیجے کے خون ناحق کا دھبہ اُس سے دھویا جاتا بلکہ وہ نہایت نابکار اور زناکار اور بغایت کندہ نا تراش اور ستم شعار اور پاجي پرست اور پاجیوں کا یار غم کسار تھا اور جیسا کہ وہ عادتوں کا خراب اور کرتکوں کا برا تھا ویسے هي همتوں کا هارا اور جي کا بودا تھا *

اس بادشاہ میں حکمراني کي قابلیت نہ تھي چنانچہ اُس نے تمام انتظام اپني حکومت کا هیمو بقال کو تفویض کیا تھا جسکي اصل و حقیقت

یهه تهي که وه شخص ایک هندو زاده تها اور کسي زمانه میں چهوتي سي دوکان اپنے گذاره موافق کرتا تها اور جیسا که وه ذات سے کهوتا تها اُس سے زیاده رنگ روپ کا برا اور چهره مهره کا بهوندا تها مگر باوصف ان ظاهري عیبوں کے ایسا هوشیار اور قابل تها که دربار کے بڑے بڑے بهادروں اور چنے چنے امیروں میں بات اپني بنائے گیا یہاں تک که بادشاه کي جهل و حماقت اور ظلم و ستم کے مارے سلطنت کا حال اگرچه خراب اور ابتر تها اور روز بروز تنزل کو پهونچتا جاتا تها مگر صرف اسي شخص نے اپني لیاقت و هوشیاري سے بادشاهت کو تهامے رکها اور بات اُس کي بگڑنے نه دي *

## بادشاه کے زور و ظلم اور ملک کے شور فسادوں کا بیان

جونهي که عادل شاه تخت نشین هوا تو اُس نے جهل و حماقت سے خزانوں کو تلف کیا اور جمع جمائے گهر کو دو چار روز کے عرصه میں اوڑا لٹا کر برابر کیا اور جب که اُسکي گانٹهه گره میں کوڑي پیسا نه رها تو گهر کے امیروں کي جاگیریں اور حکومتیں ضبط کرني لگا اور یار دوستوں کو بخشني لگا چنانچه منجمله اُن کے جن پٹهانوں کي جاگیریں ضبط هوئیں اُنهوں نے بڑي بے صبري اور نهایت بے تابي سے بادشاه کا ظلم اُٹهایا اور دلوں میں رنجیده پیچیده رهے اور اسلیئے که پٹهان لوگ اپني سینه زوري اور آزاد منشي سے کسي کي پوري پوري اطاعت نهیں کرتے اور بات کے بگڑنے کا رنج اور سنوارنے کا خیال اُن کو نهایت هوتا هی تو ایک بار ایسا اتفاق هوا که عادل شاه ایک جنگي سردار یعني محمد شاه فرملي کي جاگیر کو ضبط کر کے سرمست خاں شرواني کو دینے لگا جو بادشاه کي بدولت یکایک بڑے پایه کو پهونچا تها تو محمد شاه فرملي کا بیتا غیظ و غضب کے مارے نیلا پیلا هوا اور بے ساخته یهه بول اُٹها

که کہا میرے باپ کي جاگیر ایک ایسے آدمي کو دي جاتي هی جو سگ فروشي کے ذریعه سے اوقات اپني بسر کرتا تہا *

جوں هي که یهه بڑا بول اُس کے مونهه سے نکلا تو درباري لوگوں نے یهه چاها که اُس گستاخ بے ادب کو دربار بادشاهي سے خارج کریں چنانچه سرمست خان شرواني نے جسکو جاگیر اُس کے باپ کي عنایت هوئي تهي اُسکي گردن پکڑي مگر اُس پهر تیلي گبرو نے کہانڈے کا ایک هاتهه ایسا لگایا که سر اُسکا جوان کے پانوں پر آ پڑا بعد اُس کے تمام لوگ اُس پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور وہ بادشاہ کي طرف کو دوڑا مگر بادشاہ اُس کے اراده پر پے لیگیا اور بے تحاشا تخت سے کودا اور جب که وہ جوان اُس کے قریب آ پهونچا تو جوں توں کرکے محل سرا میں داخل هوا اور اتنے اوسان اُس کے ٹهکانے رهے که محل سرا کا دروازہ اُس نے بند کیا اور جوں هي که ترت پهرت وہ جوان گبرو مارا گیا تو بادشاہ کو کسي طرح کا کهٹکا باقي نرها مگر اِس قصه کو بڑے پهل پهول لگے چنانچه اُسي روز ایک بڑا سردار اُس کے دربار سے چلا گیا اور بعد اُس کے جب ایسے لوگ اُس کے شریک اور معاون هوئے جو بادشاہ کے کوتکوں سے نہایت ناراض تهے تو چنار گڈه کے قریب اُس نے بغاوت کا جهنڈا کهڑا کیا مگر بادشاہ نے باغیوں کا مقابله کیا اور باغیوں پر فتح پائي لیکن اِس کامیابي سے کار و بار اُس کا ٹهیک ٹهاک نہوا اور بات اُسکي اِس لیئے نه سنوري که ابراهیم سور نے دلي آگرہ پر قبضه کیا تها جو بادشاهي خاندان میں سے تها اور خود بادشاہ اُس کي بیدخلي کے لیئے بجان و دل ساعي رها اور بہت سي محنت کیئے گیا مگر کچهه حاصل نہوا اور کوئي بات اُس کے هاتهه نه آئي یہاں تک که اپني سلطنت کے مشرقي ملکوں پر قناعت کر بیٹها بعد اُس کے اِس بغاوت کي کامیابي کا اثر دور دور تک پهیلا چنانچه بلاد پنجاب میں یهه امر واقع هوا که شیر شاہ کا دوسرا بهتیجا سکندر سور آپ بادشاہ بن بیٹها اور ابراهیم سور پر آسنه

چڑھائي کي اور ابراهيم سور کو شکستيں ديکر دلي آگرہ سے خارج کیا اور ابراهيم کا یہہ حال ہوا کہ کام نا کام اُس کو اُس ملک میں بھاگنا سوجھا جو عادل شاہ کے قبض و تصرف میں اب تک موجود تھا اور جب کہ ابراهيم اُس ملک میں داخل ہوا تو عادل شاہ کے وزیر ہیمو بقال نے زور دباؤ دیکر بیانہ کي طرف اُس کو بھگایا مگر ابراهيم کے نصیبوں نے یہہ یاوري کي کہ ہیمو بقال ایک بغاوت کي ضرورت سے بنگالہ کو روانہ ہوا اگر اتفاق سے یہہ ضرورت پیش نہ آتي تو ابراهيم بیانہ میں پکڑا جاتا باقي جس شخص نے ملک بنگال میں بغاوت کي تھي وہ محمد سور بنگالہ کا حاکم تھا اور جب کہ ہیمو بقال عادل شاہ سے دوبارہ آکر ملا تو اُس کو یہہ بات دریافت ہوئي کہ مالوہ میں بغاوت قایم ہوئي اور ہمایوں بھي ہندوستان میں داخل ہوا چنانچہ اُس نے سکندر سور کو شکست دیکر دلي آگرہ پر قبض و تصرف کیا *

باوجود اِس بات کے کہ ہیمو بقال کو یہہ خبر وحشت اثر پہونچي مگر بنگال کے نئے بادشاہ کے مقابلہ میں پورا پورا آمادہ رہا جو بنگالہ سے تھوڑي دور ادھر بڑھا چلا آیا تھا غرض ہیمو کامیاب ہوا اور محمد سور عین لڑائي میں مارا گیا *

اگرچہ بنگالہ کي بغاوت کا نام و نشان اب باقي نرہا مگر اور مقاموں کي بغاوتیں باقي رہیں اور جو نہایت بڑا خطرہ درپیش تھا وہ ہمایوں کے آگرہ میں آجانے اور قابض ہوجانے کا تھا اور جب کہ ہیمو وزیر اُس کا ہمایوں سے لڑنے بھڑنے کي تیاري کررہا تھا تو ناگاہ اُس کو یہہ مژدہ پہونچا کہ ہمایوں مرگیا اور اُسکا بیٹا محمد اکبر جو اُس وقت پنجاب میں موجود تھا جانشین اُس کا ہوا غرض کہ اِس انقلاب کے سننے سے ہیمو کي بہت ہمت بلند ہوئي اور نشہ اُسکا دوبالا ہوا چنانچہ اُس نے محمد عادل شاہ کو جو ایک نام کا بادشاہ تھا چنار گدہ میں چھوڑا اور تیس ہزار آدمیوں سمیت آگرہ کو فتح کرنے اور غنیم کو دبانے

کي غرض سے روانہ هوا اور جن جن موافق ملکوں میں پهونچتا گیا وهاں کے لوگ اُس کے شریک و معاون هوتے گئے چنانچہ آگرہ کو بعد ایک محاصرہ کے فتح کیا اور وہ مغلي فوج جو همایوں کے ساتهہ آئي تهي تردي بیگ کے زیر حکومت هوکر دلي میں اکهٹي هوئي مگر اس لیئے کہ تردي بیگ شکست کهاکر میدان سے بهاگا تها دلي میں ٹهر نسکا اور وهاں سے بهي بے تحاشا بهاگا اب هیمو نے یہہ ارادہ کیا کہ لاهور کي جانب باگ اٹها دي اور همایوں کے لوگوں کو جو پاني سے پتلے هورهے تهے صدمہ پهونچاوے *

جب کہ یہہ واقعہ پیش آیا تو اکبر کے سارے سرداروں کي یہہ مشورت هوئي کہ کابل کو لوٹ کر چلے جاویں مگر اکبر نے جو اوس زمانہ میں تیرہ برس کا تها تمام کاموں کو بیرم خاں کي راے و مرضي پر موقوف رکها اور یہہ بیرم خاں ایک ایسا عمدہ سردار تها کہ اوسیکي عقل و شجاعت اور زور وقوت کي بدولت خاندان تیمور کي امیدیں قایم رهیں غرضکہ بیرم خاں نے تهوڑ جیئے سرداروں کا کهنا نمانا اور ایک ایسي فوج همراہ لیکر جوفوج هیمو کے مقابلہ میں بہت تهوڑي تهي هیمو کے مقابلہ کو آگے بڑها اور انجام اوسکا یہہ هوا کہ بعد ایک بڑي لڑائي کے جو پانچویں نومبر سنہ ۱۵۵۶ ع کو پاني پت کے تیروں واقعہ هوئي اور هیمو اُس میں جان توڑ کر لڑا اور کوئي دقیقہ اُسنے باقي نچهوڑا هیموں والوں نے شکست فاحش کهائي اور خود هیمو گرفتار هوا *

جب کہ هیمو عادل شاہ کے هاتهہ سے گیا تو اُسکے ساتهہ هي عادل شاہ کي وہ اُمیدیں بهي گئیں جو اپني پہلے سلطنت پر دوبارہ قبضہ حاصل کرنے کي نسبت اُسکے جي جان سے لگي هوئي تهیں چنانچہ عادل شاہ بہار و بنگال پر یہاں تک سلطنت کرتا رہا کہ ایک نیا دعویدار بنگالہ میں پیدا هوا اور عادل شاہ اُسکي لڑائي میں مارا گیا *

# چوتھا باب

## هندوستان میں همایوں کي بحالي کا بیان

### بیان اون معاملوں کا جو همایوں کو ایرانمیں پیش آئی

شاہ طہماسپ صفوي کے عہد سلطنت میں جو صفوي خطاب والے
بادشاهوں میں سے دوسرا بادشاہ تہا همایوں ایران میں داخل هوا تحقیق
اس خاندان کي یہہ هی کہ باپ اس بادشاہ کا یعني شاہ اسماعیل صفوي
درویشوں کے گہرانے کا تہا اور اُس گھرانے نے زهد وتقوی اور صلاح و
پارسائي کي بدولت بڑا عتبار اپنا پیدا کیا تہا چنانچہ اب بهي ایراني
لوگ اونکي تعظیم و تکریم اس لئي کرتے تهی کہ وہ مذهب کے شیعہ
تهے اور یہہ خاندان اُس مذهب کا اوجالنے والا تہا اسلیئے کہ شاہ اسماعیل
اس خاندان کے پہلے بادشاہ نے اُس مذهب کے اصول قاعدے مقرر کیئے
اور اصول قاعدوں کي رو سے رواج اُس کو دیا اگرچہ سني شیعوں میں
رومن کیتهلک اور پروتستنت عیسائیوں کي نسبت فرق و تفاوت بہت
تهوڑا هی مگر باوجود اِس کے اُن کے آپسمیں بڑي سخت عداوت اور
نہایت بغض و کراهت واقع هی اور ایرانیوں کي شدت اتفاق کي وجہہ یہہ
هی کہ وہ جیسے هم قوم هیں ریسے هي هم مذهب بهي هیں اور ایران
کي سلطنت کے علاوہ اور کسي سلطنت میں وہ مذهب عموماً پایا نہیں جاتا
اور اِسلیئے کہ شاہ طہماسپ اُن بانیوں کے سلسلہ کا صرف دوسرا بادشاہ
تها جنهوں نے بیخ و بنیاد اُس مذهب کي ڈالي تهي تو وہ اپنے دین کا
پکا اور نہایت متعصب تها اور ایسا ممد و معاون تها کہ اُس مذهب کے
بڑے حواریوں میں گنا جاتا تها چنانچہ وہ مفصلہ ذیل معاملے جو اُسنے
همایوں سے برتے اُنکا باعث یهي تها کہ وہ اپنے دین و مذهب میں نہایت
متعصب تها اور جو رنگ ڈهنگ اُن کے آپسمیں جاري رهے وہ ایسے هي
تهے جیسیکہ ایشیا کے خود مختار بادشاهوں میں جاري هوتے هیں بیان
اُسکا یہہ هی کہ شاہ طہماسپ کي جانب سے همایوں کا استقبال اچهي

طرح عمل میں آیا چنانچه هر صوبه کے حاکم نے تعظیم تکریم اُس کي
کي اور هر بستي کے رهنیوالوں نے استقبال اُس کا کیا اور هر جگهه بادشاهي
محلوں میں اُتارا گیا اور طرح طرح سے مهمانداري کي شرطیں بجالائي
گئیں مگر باوصف اِس تعظیم تکریم کے جو کمال احتیاط اور بڑے حفظ
مراتب سے عمل میں آئي تهي جب کبهي همایوں سے کوئي بات ایسي
صادر هو جاتي تهي که وه شاه کي مرضي کے موافق نهووے یا اُس کے
هونے سے بات اُسکي پهیکي پڑے تو کبهه ادائي بهي برتي جاتي تهي اور
تعظیم تکریم اُس کي صاف اُٹهائي جاتي تهي اگرچه همایوں مهمان مبارک
سمجها گیا اور بڑي آو بهگت اُس کي هوئي مگر خاص دارالسلطنت
میں داخل هونے کي اجازت نه تهي یهاں تک که کئي مهینے کے بعد
اُس کي ملاقات هوئي اور جس زمانه میں ملاقات اُس کي نهوئي تهي
تو اس نے اپنے معتمد سردار بیرم خاں کو شاه کے پاس ایک پیغام دیکر
بهیجا تها چنانچه اُس سردار کي تواضع تعظیم میں ایک ایسي بات
پیش آئي که اُس کے پیش آنے سے همایوں کو بخوبي واضح هوا که میں
شاه کے اختیار و قابو میں هر طرح سے هوں *

شاه اسماعیل صفوي نے اپنے پیرو رفیقوں کي خاطر ایک ٹوپي ایسي
ایجاد کي تهي که ظاهري علامت کي رو سے بهي میرے پیر و باهم متفق
رهیں اور اسي باعث سے ایراني لوگ اُس خطاب سے مشهور هوئے جو
آج کل خطاب اُنکا مروج هی ‡ اور اس فرقه کي اس مخصوصه علامت
سے تمام مسلمانوں کو ایسي نفرت هی جیسے که سترهویں صدي کے
کالوني عیسائیوں کو تسبیح اور صلیب کے نشانوں سے تنفر هی *

---

‡ تمام ایراني اِس ٹوپي کے سرخ هونے کے سبب سے آپ کو قزلباش یعني
لال سروں والی کهتے هیں ایک بار ایسا اتفاق هوا که بابر بادشاه نے جبکه ایرانیوں
کي راے رضا پر کامیابي اُسکي موقوف تهي اُنکي تالیف قلوب کے لیئی رواج اس
خطاب کا چاها مگر باوجود اسکی که کوئي مذهب کي بات اُسمیں مخلوط نهیں تهي
تمام مسلمان ایسی بگڑ گئے که بابر کو اندیشه هوا ( اوسکائن صاحب کا ترجمه بابر
کي سرگذشتوں کا صفحه ۲۴۴ )

ایک بار ایسا اتفاق هوا که بیرم خاں شاہ کے دربار میں حاضر تھا شاہ نے یہہ چاها که یہہ ایلچی بھی وہ توپی پہنے چنانچہ خود شاہ نے اپنی زبان سے ارشاد کیا مگر چونکہ بیرم خاں نے یہہ عذر پیش کیا که فدوی دوسرے بادشاہ کا ملازم هی اور کوئی کام بغیر اُسکی اجازت کے اپنی طرف سے نهیں کرسکتا تو شاہ نے بظاهر یہہ فرمایا که تجھکو اختیار حاصل هی مگر جی میں بہت ناراض هوا اور ناراضی کا علانیہ اثر یہہ ظاهر هوا که اُسنے تھوڑے سے مجرموں کو عین دربار میں بلواکر سب کے سامنے قتل کروایا اور ساری غرض یہہ تھی که اس نافرمان ایلچی کے جی میں رعب داب اُس کا بیٹھے اور ایک طرح کی هیبت پیدا هووے *

شاہ طہماسپ نے همایوں سے برابر هی کی ملاقات کی اور طرح طرح سے وہ معاملے برتے جو اُسکی شان و منصب کے شایاں اور همایوں کی قدر و منزلت کے مناسب تھے یہہ دونوں بادشاہ بیٹھے هی تھے که شاہ نے همایوں سے کھلم کھلا یہہ بات کہی که آپ اس توپی کو ضرور هی پہنیں جسپر هماری اور آپ کی بحث و تکرار اب تک قایم هی چنانچہ همایوں نے جو پہلے سے یہہ بات سمجھے بوجھے بیٹھا تھا که ایک نہ ایک روز اس توپی کے معاملہ میں گفتگو ضرور هوگی هوشیاری دنیاداری برتی اور بطور معمول اُسکو سلام کرکے توپی کا پہننا تسلیم کیا یہاں تک که جب همایوں نے اُس توپی کو سرفراز کیا تو شاہ کے درباریوں نے نہایت خوشی سے شور مچایا اور دونوں بادشاهوں کو آداب تسلیمات بجا لا کر مبارکبادی کے فقرے ادا کیئے علاوہ اُس کے غالب یہہ هی که مذهب کے مقدمہ میں بھی کچھہ گفتگو درمیان آئی تھی مگر همایوں نے پورا پورا نمانا اسلیئے که جب شاہ دوسرے دن همایوں کے محل کے تلے سے کہیں جاتے هوئی گذرا تو همایوں اُس کے سلام کی خاطر دروازہ پر کھڑا هوا مگر شاہ ملتفت نہوا اور بدون لیئے سلام کے ویسی هی گذر گیا اور همایوں سخت ناراض اور منفعل هوا اور اپنا سا مونہہ لیکر

چلاآیا بعد اُس کے ایک روز ایسا اتفاق هوا که همایون کے باورچی خانه
میں اس پیغام کے ساتهه ایندهن بهیجا که یهه بات یاد رهی که اگر تونے
شیعه هونے سے انکار کیا تو ایسي لکڑیوں کا چتا بنایا جاویگا اور تو اُسمیں
جلایا جاویگا مگر همایوں نے بجواب اُس کے استقلال و انکسار سے یهه کہلا
بهیجا که یهه نیازمند درگاه الهي بعزم بیت‌الله آیا تها سو آپ اب اجازت
فرمائیں که منزل مقصود کو پهونچی شاه نے بڑي سنگدلي برتي که صاف
صاف یهه کها که یہاں یهه امر منظور هی که سنیونکا نام و نشان باقي نرهی
همایوں کو دین اس ملک و ولایت کا قبول کرنا پڑیگا جهاں وه آپ سے
آپ آیا هی ورنه انکار و اصرار کا مزا پاویگا *

بعد اس تنبیهه و تهدید کے ایک قاضي همایوں کے پاس آیا جسکو
همایوں کے سمجهانے اور کلام و گفتگو میں دبانے کو بهیجا تها چنانچه
قاضي نے تین کاغذ همایوں کے سامنے پیش کیئے اور علانیه یهه بات کہي
که منجمله ان تین کاغذوں کے جس کاغذ پر چاهو دستخط کرو مگر همایوں
نے تینوں کاغذوں کو رد کیا اور اس قدر برهم هوا که بے اختیار اپنے نوکروں
کو پکار اُٹها اور جب که قاضي نے مزاج اُسکا برهم دیکها تو نرم نرم باتوں
سے اُسکو ٹهنڈا کیا اور ایسي معقول تقریر پیش کي که اُس کے ذریعه سے
اپنے مطلب پر کامیاب هوا یعني دلیلوں اور برهانوں سے یهه بات اُسکی
جي میں بیٹهائي که آپ کو یهه اختیار حاصل هی که اپنے دین اور مذهب
پر جان اپني نثار کریں مگر همراهیوں کي جان کهونیکا اختیار آپ کو
حاصل نهیں بلکه مواخذه کي صورت درپیش هی بقول شخصے

اگر زمانه نسازد تو با زمانه بساز

اب یهي لازم هی اور یهي فائده کي صورت هی که آپ اُس بات کو
قبول فرماویں جسکا انکار آپ کے قبض و قدرت سے خارج هی *

همایوں کي سرگذشتوں کے لکهنی والی نے مضمون اُس کاغذ کا بیان
نهیں کیا جسپر همایوں نے دستخط کیئے تهے مگر گمان غالب یهه هی که

آسکو حال و مضمون آسکا دریافت نہیں ہوا باقی ابوالفضل نے اپنی هوشیاري چالاکي سے دین مذهب کي تکرار و بحث کو یہاں تک قلم انداز کیا کہ اُسکی کلام سے اسقدر بھي پایا نہیں جاتا کہ دونو بادشاهوں میں کوئي دن بدمزگي بھي رهي هاں یہہ بات صاف معلوم هوتي هی کہ اُس کاغذ میں رفض کا قبول کرنا اور بلاد هندوستان میں رواج آسکو دینا اور قندهار کو حواله کرنا مندرج هوگا چنانچہ پچھلي شرط پوري کي گئي مگر جب کہ دوسري شرط کا وقت آیا تو همایوں نے ایفا آسکا ناممکن سمجھا اور ایران کے بگاڑ کي پروا نکي باقي یہہ بات کہ همایوں نے تشیع کو قبول کیا یوں معلوم هوتي هی کہ وہ اردبیل کو بقصد زیارت شیخ صفي کے گیا جو سنیوں کي شان و دیانت سے نہایت بعید هی † *

جب کہ اس کاغذ کا جھگڑا طی هوچکا تو شاہ نے دو مهینی تک همایوں کي بات نہ پوچھي اور بعد اُس کے جب پھر ملتفت هوا تو ایسي بے التفاتي اور بے اعتنائي برتي کہ اُن معاملوں میں بھي جو دین و مذهب سے علاقہ واسطہ نہیں رکھتی ایک طرح کی درشتي پائي جاتي تھي اسي اثناء میں همایوں کے بدخواهوں نے شاہ کے کانوں میں یہہ بات پھونکي کہ جب همایوں سلطنت پر قایم تھا اور بات آسکي بني هوئي تھي تو اُس نے نجوم کے عمل سے سارے بادشاهوں کے طالع دیکھے تھے چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو فرماں رواے کشور ایران کي نسبت بڑا نصیبی والا ٹھہرایا تھا غرضکہ شاہ اس فقرے کو سنکر بھبوکا هوا اور همایوں کو دونا تنگ پکڑا بعد اُسکے جب همایو نے وجہہ بیان کي تو شاہ نے یہہ طعنہ دیا

---

† منتخب‌التواریخ میں بیان کیا گیا هی کہ اُس کاغذ میں شیعوں کے عقاید مندرج تھے مگر همایوں نے اُسکي تسلیم کي یہہ صورت نکالي کہ بآواز بلند اُسکو پڑھا باقي هاں یا نہیں زبان سے کچھہ نکهي اور اسي کتاب میں لکھا هی کہ همایوں نے شیعوں کي طرح نماز کا پڑھنا کچھہ کچھہ اختیار کیا تھا جسکي بابت سني شیعوں میں بڑا اختلاف هی *

که آپ اسي غرور و نخوت کي بدولت اس نوبت کو پہونچے که ملک سے گنواروں نے خارج کیا اور جورو بچے دشمنوں کے قبضه میں رهے *

اگرچه تنہائي اور خلوت میں ایسے ایسے حرف درمیان آجاتے تهے مگر لوگوں کے روبرو وهي تعظیم تکریم اُس کي هوتي تهي جو پہلے سے چلي آتي تهي چنانچه بڑے بڑے شکاروں کے جلسے اور کہانے پینے کے هنگامے همایوں کي خاطر مرتب کیئے جاتے تهے یہانتک که جب همایوں کي رخصت کا وقت قریب آیا تو اُس نے نوازشوں کي مار ماروں اور عنایتوں کي بوچهاروں سے همایوں کو شور بور کیا اور ایک مرتبه هاتهه اپنا اپني چهاتي پر رکهه کر همایوں سے مخاطب هوا که اگر بہولے چوکے آپکي خاطر داري میں کوئي تقصیر هوئي هو تو آپ اُسکو معاف کریں بعد اُسکے همایوں کو اس وعده پر رخصت کیا که باره هزار سوار آپ کے همراه جانے کے لیئے سیستان میں حاضر رهیں گے مگر باوصف اس خاطر داري اور مہمان نوازي کے یهه بات اُن دونوں کے نصیبوں میں لکهي تهي که ایک اور بدمزگي بدون جو شاه کي جانب سے ظهور میں آئي دونوں بادشاه ایک دوسرے سے رخصت نهوویں چنانچه بیان اُس کا یهه هے که همایوں سیدها سرحد کي طرف نگیا بلکه داهیں باهیں ایران کے شہر و دیہات کو دیکهتا بهالتا جاتا تها یہاں تک که شاه اپني قلمرو میں کسي کام کے لیئے سفر میں تها تقدیر سے چلتا پهرتا وهاں آنکلا جهاں همایوں کے ڈیرے پڑے تهے ڈیروں کے دیکهتے هي یهه پکار اوٹها که کیا همایوں اب تک همارے قلمرو سے باهر نہیں گیا اور اُسیوقت ایک ایلچي همایوں کے پاس اس تاکید سے بهیجا که ابهي چالیس میل چلا جاوے اور کوئي حیله بہانه پیش نکرے *

بعد اُسکے جب همایوں سیستان میں داخل هوا تو باره هزار سواروں کي جگهه چوده هزار پائے اور شاه کے بیٹے مرزا مراد کو سردار اُن کا پایا اُس زمانه میں همایوں کے بهائیوں مرزا کامران اور مرزا هندال اور مرزا عسکري کي یهه صورت تهي که کابل پر کامران متصرف تها اور

مرزا هندال نے قندهار پر چهاپه مارا تها اور قابض بهي هوگیا تها مگر کامران نے دوباره قبضه حاصل کیا تها اور مرزا هندال کے کوتکوں سے درگذر کرکے غزني کي حکومت اُسکو عنایت کي تهي اور مرزا عسکري کو قندهار کا حاکم کیا تها اور مرزا سلیمان نے اپنے رشته دار سے بدخشاں کي حکومت چهیني تهي جسکو بابر نے اُس حکومت پر مقرر کیا تها اور بلخ کا جنوبي حصه بدخشاں کي قلمرو میں شامل اور بدخشاں کا شمالي حصه بلخ سمیت اوزبکوں کي حکومت میں داخل تها اور ادهر شیر شاه بهي اب تک جیتا جاگتا تها اور اسي نظر سے همایوں کو هندوستان پر حمله کرنے سے بہت تهوڑي امید تهي *

جب همایوں ایران میں مقیم تها تو صرف سات سو آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ اُسکے همراه تهي اور جب بعد اُس کے ایرانیوں سمیت بوست کے قلعه پر اُس نے دهاوا کیا جو دریاے هیلمند کے کنارے پر واقع هی تو خاص فوج اُسکي معمولي بهیڑ بهاڑ سے کچهه زیاده نه تهي غرض که وه قلعه فتح هوا اور مارچ سنه ۱۵۴۵ ع کو وه فوج بلا رکاوٹ آگے بڑهي اور قندهار کي جانب روانه هوئي *

## قندهار کي فتح کا بیان

جب که ایراني قندهار کے لگ بهگ پهونچے تو اُنهوں نے لڑائي بهڑائي کے شوق ذوق اور اس لوبهه لالچ کے مارے که مرزا عسکري قندهار کا خزانه لیکر بهاگني نپاوے خانه جنگوں کي مانند ایسا بے طور و بے قاعده دهاوا کیا که محصوروں نے ان کو مار کر بهگایا مگر بعد اُس کے باقاعده محاصره عمل میں آیا اور پانچ مهینے تک قایم رها یہاں تک که همایوں نے مرزا کامران کے پاس اس غرض سے بیرم خاں کو روانه کیا که اُسکو عهد و پیمان پر آماده کرے مگر بیرم خاں کي ایلچي گري نے کچهه فائده نه دیا اور دوڑ دهوپ اُس کي کچهه کام نه آئي اور جب که افغانستان کے سرداروں اور باشندوں میں سے کوئي چهوٹا بڑا همایوں کے پاس نه آیا تو ایراني

لوگ افسردہ ہونے لگی اور اولتے پہر جانے کے چرچی کرنے لگے مگر ہمایوں کے نصیب آخر کو جاگے کہ مختلف مختلف درجوں کے لوگ ادھراودھر سے کابل کو چھوڑ کرانے لگی اور محصوروں کی یہہ صورت ہوئی کہ کھانے پینی کی تنگی سے کچھہ کچھہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئی اور باقی رہے سے شہر کی فصیلوں سے لٹک لٹک کر کودے اور محاصروں کے پاس آگئے *

جب کہ یہہ بری صورت پیش آئی تو مرزا عسکری اطاعت پر مجبور ہوا چنانچہ بابر کی ہمشیرہ ہمایوں عکسری کی پھوپی دونوں کے درمیان میں پڑی اور مرزا عسکری کی شفاعت کی اور عفو تقصیر اُس کا چاہا غرض کہ ہمایوں نے عفو تقصیر کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ تک مصیبتوں کے اُٹھانے اور تکلیفوں کے جھیلنے سے ہمایوں کا جی پھتر ہو گیا تھا اور پہلے اس سے حالات اُس کے ایسے تھے کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے سمجھہ بوجھہ کی کوتاہی سمجھی جاتی تھی اور اب عقل اُسکی ایسی ہو گئی تھی کہ اُنکے صادر ہونے سے زیادہ برائی پائی جاتی تھی نمونہ اُسکا یہہ ہی کہ مرزا عسکری کو اسبات پر اُسنے مجبور کیا کہ ننگی تلوار اپنے گلے میں لٹکائے حاضر آوے اور نہایت منت سماجت سے اطاعت ظاہر کرے بعد اُس کے جب یہہ ہوچکا تو ہمایوں نے عسکری کو برابر بیٹھایااور طرح طرح سے عفو تقصیر کے آثار اُس پر ظاہر کیئے اور ایک عام دعوت باہمی اتفاق کی خوشی میں منعقد کی مگر یہہ ساری باتیں بغض و عداوت سے معمور تھیں اس لیئے جبکہ دعوت کی دھوم دھام ہوئی اور کسی نوع کا شک و شبہہ باقی نرہا تو ہمایوں نے عسکری کے سامنے وہ حکم اُس کا پیش کیا جو ہمایوں کی گرفتاری کے لیئے سرداران بلوچ کے نام اُس نے بھیجا تھا اور یہہ جب کا حکم تھا کہ ہمایوں ایران کو بھاگا جاتا تھا بعد اُس کے مرزا عسکری کو قید کیا اور تین برس تک پا بزنجیر اُس کو رکھا اور قندھار کا قلعہ خزانوں سمیت ایرانیوں کو حوالہ کیا

چنانچه بعد اُسکے بہت سے ایراني لوت کر چلے گئے اور تهوڑي فوج اُن کي باقي رہ گئي مگر یہه فوج اُن کي جو مرزا مراد کے زیر حکومت رهي تهي بقول ابوالفضل کے قندهار کے باشندوں پر زور ظلم کرنے لگي اور بیان اُن واقعوں کا جو بعد اُس کے واقع هوئے بڑے طول طویل عذروں سے ابوالفضل نے لکها هی مگر حقیقت یہه هی که وه بیان اُسکا اُس کے خاص ذاتي مکر و فریب اور همایوں کے بڑے بڑے کوتکوں کي رو سے ایسا هی که توزک تیموري میں بهي کوئي مقام ایسے واقعوں کے بیان میں ویسا پایا نہیں جاتا خلاصه اُس کے بیان کا یہه هی که جب مرزا مراد یکایک اپني موت مرگیا تو همایوں جو اب تک بهي شاه طهماسپ کا مہمان تها ایرانیوں کي اجازت سے شهر قندهار میں دوستانه داخل هوا اور قلعه کے محافظ ایرانیوں کو قتل کیا اور باقي رهے سبهوں پر بڑي عنایت کي که اُن کو گهر جانے دیا † *

---

† واقعات مذکوره کو جسطرح ابوالفضل نے بیان کیا نمونه اُسکا لکها جاتا هی اور یہه نمونه پرائس صاحب کے ترجمه سے لیا گیا اگرچه یہه ترجمه لفظي ترجمه نہیں هی مگر اصل کتاب کا مضمون اُس سے بخوبي واضح هوتا هی پہلے پہل ابوالفضل نے قندهار کے رهنے والوں کا اگرچه وه همایوں کي رعیت نه تهے شاکي اور فریادي هونا مبالغه سے لکها هی جن کي شکایتیں سرداران شاه طهماسپ کي نسبت ثابت نہیں بعد اُس کے یہه لکها که یہه فیاض بادشاه یعني همایوں اِس مقدمه میں چندے بہت متردد رها که اگر ظالموں کو زور ظلم کا مزا چکهایا جاوے اور غریب مظلوموں کا انتقام اُن نا خدا ترس ظالموں سے لیا جاوے تو شاه طهماسپ اپنے دوست سے بلا شک بگڑیگي اور بیٹهے بٹهائے رنج بساهنا پڑیگا اور اگر ظالموں کے ظلم ستم سے در گذر کیجاوے اور پاداش و تدارک کي فکر نه کي جاوے تو ظالموں کا ظلم سو چند هوگا اور مظلومونکا نام و نشان باقي نرهے گا غرض که آخر کار اُس کے دل نے یہه فتوے دیا که اگر پچهلا کام نه هوگا یعني ظالموں سے بدلا نه لیا جاوے گا تو خدا کا غضب نازل هوگا اور ناگهاني آفت ٹوٹیگي انتہیٰ مگر جب که همایوں نے لڑائي بهڑائي کے برے نتیجوں کو سوچا اور بڑي بڑي جوکهوں کو سمجها تو اپنے ارادوں کو مرزا مراد کے خود مرجانے تک مارا بعد اُس کے همایوں کو موقع هاتهه آیا اور جو کچهه کرنا تها وه کیا بلکه اُس نے عین وقت تک اپنے مخالف ارادوں سے ایرانیوں کو مطلع نه کیا اور یہي سمجها

غالب یہہ ہی کہ ہمایوں اُن لا طایل عذروں کا محتاج اور منت گذار نہ تھا جنکو ابوالفضل نے بہزار زور و شور اُس کی جانب سے بیان کیا اِس لیئے کہ ہمایوں کے لیئے یہہ ہي عذر کافي وافي تھا کہ اُن عہدوں کا پورا کرنا جو بجبر و اکراہ اُس نے تسلیم کیئے تھے واجب و لازم نہ تھا مگر یہہ بات یاد رہے کہ یہہ تقریر اُس کے مذہب کے بدلنے سے متعلق ہوسکتي ہی باقي قندہار کے حوالہ کرنے سے تعلق نہیں رکھتي اس لیئے کہ ملک قندہار اُس امداد و اعانت کا بدلا تھا جو شاہ طہماسپ کي جانب سے ظہور میں آئي تھي اور جب ہمایوں شاہ کي روک ٹوک سے پورا پورا آزاد ہوگیا اور اُس کے بعد اُس کي تائید و اعانت سے فایدہ اُٹھایا تو اُس نے قول و قرار کو از سر نو نہایت مضبوط و مستحکم کیا تھا غرض کہ ایسي عہد شکني اور خلف وعدگي اور علاوہ اُس کے اُن نا معقول حرکتوں کي حیثیت سے جو عہد شکني کے ساتھہ اُس سے صادر ہوئیں اگر کافر نعمتي کا دھبا نہ لگے تو دغا بازي کے داغ دھبے سے پاک صاف نہیں رہ سکتا *

جب کہ ہمایوں نے قندہار کے قبض و تصرف سے فراغت پائي تو عین سرما کے موسم میں کابل کي جانب روانہ ہوا اور عین راہ میں مرزا هندال اُس کا بھائي اُس سے آکر مل گیا بعد اُس کے اور لوگ بھي بھاگ بھاگ آنے لگے اور اِستمرار آئے کہ جب ہمایوں کابل کے قریب

---

گیا کہ اُس کے پیٹ میں کچھہ فساد نہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ ایسے غافل ہوئے کہ اُن کے دلوں میں شک شبہہ کا کھٹکا نرہا تو ہمایوں نے اس تدبیر سے کام اپنا نکالا کہ پہلے پہل ایراني قلعہ دار سے یہہ اجازت منگوائي کہ مرزا عسکري کو تھوڑے محافظوں سمیت اِس غرض سے قلعہ میں بھیجتا ہوں کہ وہ قندہار کے قلعہ میں تھوڑے دنوں مقید رہے چنانچہ قلعہ دار نے بلا توقف تسلیم کیا حاصل یہہ کہ محافظوں کے ساتھہ اور فوج بھي خفیہ خفیہ گئي اور جب کہ ایک دروازہ کے قبضہ پر جھگڑا قایم ہوا تو آپس میں تلوار چلي اور بہت سے ایراني مارے گئے ( پرائس صاحب کا ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۹ )

پهونچا توکامران اُس کي ٹکر نه اُٹها سکا اور کابل کو چهوڑ کر بکر کو چلا گیا جو اٹک کے کنارے پر واقع هی اور حسین ارغوني والي سند کا دامن پکڑا بعد اُس کے همایوں کابل میں داخل هوا اور اپنے نور چشم اکبر کو جو دو تین برس کا تها دو باره حاصل کیا *

## بدخشاں کي مهم کا بیان

کابل میں کیئے مهینے گذرے تهے که بدخشاں کا ولولا اُٹها چنانچه اُس نے بدخشاں کا اراده کیا جو مرزا سلیمان کے قبض و تصرف میں دوباره آیا تها مگر روانگي سے پهلے اپنے چچیرے بهائي یاد گار مرزا کا قتل کرنا قرین مصلحت سمجها جو ابهي شریک اُس کا هوا تها اور نئي سازشوں کا شک شبهه اُسکي نسبت مترر و مسلم ٹهرا تها مگر اِس قتل میں یهه بات تحریر کے قابل هی که جب حاکم کابل کو همایوں نے یاد گار مرزا کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے صاف انکار کیا تو اور کسي آدمي کو وه حکم دیا اور حاکم کابل کو نا فرماني کي سزا ندي *

همایوں بدخشاں میں کتنے مهینے رها اور وهیں تها که کامران سند سے واپس آیا اور کابل پر چهاپا مارا اور جب همایوں کو یهه پرچا لگا تو عین جاڑوں کے موسم میں بدخشاں سے روانه هوا اور کامران کي فوج کو شکست فاحش دیکر کابل کے اندر محصور کیا محاصرے کے زمانه میں جو قیدي پکڑے گئے همایوں کے حکم سے گردن مارے گئے اور همایوں نے کچهه ترس نه کها یا اور کامران نے بهي اِس بے رحمانه قتل کے بدله میں همایوں کے قیدیوں کو بهت سخت ستایا یهاں تک که اُس نے همایوں سے یهه کهلا بهیجا که اگر توپوں کي مار مار ایسي هي چندے رهیگي تو آپ کے صاحبزاده اکبر کو جو دو باره هاتهه آیا تها توپ سے باندهکر اوڑا دیا جاویگا ‡ غرض که آخر کار اپریل سنه ۱۵۴۷ ع میں کامران

‡ ابوالفضل لکهتا هی که کامران نے کسیکو خبر نه کي اور اکبر کو توپ سے باندهکر اوڑا یا مگر خدا تعالی کي اُس عنایت کي بدولت جو معجزوں میں ظاهر باهر

اِسباب پر مجبور ہوا کہ کابل سے ہاتھہ اُٹھائی چنانچہ رات کے وقت
خفیہ خفیہ غوري میں بھاگ کر گیا جو بلخ کے جنوب میں واقع ہی
بعد اُس کے جب ہمایوں کي تھوڑي سي فوج نے یہاں تک اُس کا
تعاقب کیا کہ اُس کو غوري سے نکالا تو وہ بلخ میں آیا اور اوزبکون
سے اعانت چاهي چنانچہ اُن کي امداد و اعانت سے بدخشاں پر دو بارہ
قبضہ حاصل کیا حاصل یہہ کہ انہیں قصے قضایوں میں گرمي کا موسم
گذر گیا اور کثرت برف کے مارے آیندہ بہار تک ہمایوں کابل میں بیٹھا
رہا اور کہیں کا ارادہ نہ کرسکا مگر جوں هي کہ بہار کا موسم آیا تو
بدخشاں کا ارادہ کیا اور کامران کو شکست دیکر ایسا تنگ کیا کہ وہ
طالقان کو بھاگا اور جب کہ کامران اوزبکوں کي اعانت سے مایوس ہوا تو
اگست سنہ ۱۵۴۸ ع کو کام نا کام اُس نے اطاعت قبول کي مگر ہمایون
نے آدمیت برتي کہ بڑي اهلیت اور نیک نیتي سے پیش آیا چنانچہ
جب کامران اور ہمایوں اور هندال تینوں بھائي گھل مل کر باهم بیٹھے
تو مرزا عسکري کو بھي قید سے رهائي هوئي اور چاروں بھائي ایک دستر
خوان پر کہانے کو بیٹھے اور چاروں نے ایک هي دستر خوان پر نمک
کہایا یعني بعد اُس کے باهم پر خاش نہوگي اور اتفاق هي رهے کا حاصل
یہہ کہ چاروں بھائي چاروں عنصروں کي مانند آپس میں خلط ملط
هوگئے اور چندے متفق رهے *

---

هوتي هی اکبر سلامت رها بعد اُس کے اُسنے تفصیل اُن معجزوں کي لکھي اور اُس نے
واردات مذکورہ کو ہمایوں کي سرگذشتون سے لیا اور ہمایوں کي سرگذشتوں کے
مصنف نے فریقین کي اور بہت سي سنگدلیوں کو قلم بند نہیں کیا مگر اِس مقدمہ
میں یہہ سوچ بچار هی کہ ابوالفضل کے مقولہ کو غیر معتبر ٹھرانے کے لیئے کوئي
وجہہ معقول پائي نہیں جاتي سرگذشتوں کے لکھنے والے نے بیان کیا کہ جب کامران
کابل سے بھاگا تو ہمایوں نے کابل کے باشندوں کو اِس قصور پر لٹوایا کہ اُنھون نے
بیوفائي کي تھي اور دشمن سے کھل مل گئے تھے مگر ابوالفضل نے اس واردات کو
بیان نہیں کیا

## ھمایوں کا بلخ پر حملہ کرنا اور کامران کا باغي ھوکر گرفتار آنا

بعد اُس کے ھمایوں کابل کو واپس آیا اور اگلے برس سنہ ۱۵۴۹ ع میں بلخ کا ارادہ کیا چنانچہ سنہ الیہ میں بلخ کي جانب روانہ ھوا جو اوزبکوں کا مفتوحہ مقبوضہ تھا معلوم ھوتا ھی کہ اب ھمایوں کو اس قدر ھمت و قوت حاصل تھي کہ وہ بڑي بڑي مہموں کا ارادہ کرنے لگا چنانچہ اُس نے قلعہ ایبق کے فتح کرنے پر ماوراء النھر کے دبانے کا مشورہ کیا حاصل یہہ کہ ھمایوں بلخ میں داخل ھوا اور خاص شھر کے محافظوں کو مار پیٹ کر بھگایا جو حملہ کي غرض سے بیرون شھر آئے تھے مگر اسي عرصہ میں ترت پھرت ھمایوں کو یہہ پرچہ لگا کہ کامران پھر باغي ھوگیا اور کابل والوں کو دھمکارھا ھی ھمایوں مضطرب ھوا اور کابل کي جانب باگ اُٹھائي مگر اوزبکوں نے ایسا پیچھا دبایا کہ وہ مراجعت فرارکي صورت ھوگئي چنانچہ فوج اُس‌کي پراگندہ ھوئي اور بڑي مصیبتوں کے بعد ایک قرار گاہ میں پھونچي اور یہہ ایسي مصیبت پیش ائي تھي کہ اچھے اچھے وفاداروں کي وفاداري کو دھبہ لگا یہاں تک کہ ایک ایسي لڑائي میں جو کامران سے بہت ھي جلدي پڑي بعضے بڑے بڑے سردار اوسکو چھوڑ کر چلے گئے اور اُنکے چلے جانے سے ایسي شکست اُسنے کھائي کہ خود جان سے گیا ھوتا یعنے کامران کے ایک سپاھي نے ھمایوں کو زخمي کیا اور جب دوسرا زخم اُسنے لگانا چاھا تو ھمایوں نے انکھیں نکال کر اُس بے باک سفاک کو ڈانٹا اور یہہ پکار کر کہا کہ او نابکار بد شعار تیرا یہہ مقدور کہ تو ھاتھہ اپنا ھمپر اوٹھاے غرضکہ وہ سپاھي ھمایوں کي لاگ ڈانٹ سے ایسا ڈر گیا کہ ھتیار اُسکے ھاتھہ سے گرا اور دوبارہ ھمایوں سے مزاحمت نکرسکا یہہ لڑائي سنہ ۱۵۵۰ ع کے نصفا نصف پر واقعہ ھوئي بعد اُسکے ھمایوں صرف گیارہ ادمیوں سمیت اُس لڑائي کے کھیت سے بھاگا جنمیں ھمایوں کي سر گذشتوں کا

مصنف جوهر بهي داخل تها حاصل يهه كه همايوں نے طرح طرح كي مصيبتيں أٹهائيں اور زخم كي تكليفيں ديكهيں اور گرتا پڑتا بدخشاں كو روانه هوا جهاں مرزا سليمان نے بڑي گرمجوشيوں سے پہلے هي مرتبه بهت سي امداد أسكي كي اور جب كه همايوں كهيت سے بهاگا تو كامران نے كابل پر پهر قبضه كيا اور اكبر بهي دوباره أسكو هاتهه آيا مگر بعد أسكے پچهلي لڑائي ميں همايوں كے نصيبوں نے ياوري كي كه سنه ۱۵۵۱ع ميں كامران اپني جگهه سے بهاگا اور خيبر كے پهاڑوں ميں پٹهانوں كے پاس أس نے ٹهكانا ڈهونڈا اور كابل اور علاوه أس كے اور ايسے ملك جو پهاڑوں سے خالي تهے همايوں كے محكوم و مطيع هوئے *

بعد أس كے همايوں نے خليلوں پر يورش كي جو خيبر كے پهاڑوں ميں كامران كے حامي هوئے تهے چنانچه أن پهاڑيوں نے رات كو دهاوا كيا اور مرزا هندال أس دهاوے ميں مارا گيا اور خود همايوں بسوت كے قلعه ميں بهاگ كر آيا جو كابل اور پشاور كے رسته ميں پڑتا هي مگر پهاڑيوں نے همايوں كا تعاقب نه كيا اور بهاگنے كو بهاگنے ديا بعد أس كے همايوں نے ايسے اڑے وقت ميں قصد أن كا كيا كه كامران كي دعوتوں كي دهوم دهام هو رهي تهي اور مختلف مختلف گروه أسكي ضيافت ميں مصروف تهے غرضكه أس نے پٹهانوں كو شكست فاحش ديكر كامران كو هندوستان كے جانے پر مجبور كيا يهاں تك كه سنه ۱۵۵۲ع ميں وه هندوستان كو آيا اور شير شاه كے جانشين سليم شاه كا دامن پكڑا مگر جب كه سليم شاه نے اعانت كي حامي نه بهري تو لاچار هوكر گاگروں كے بادشاه كا ملتجي هوا گاگروں كے بادشاه نے دغابازي كي كه ماه ستمبر سنه ۱۵۵۳ع مطابق رمضان سنه ۹۶۱ هجري ميں أسكو همايوں كے حواله كيا جسپر كابل كے چهوڑنے سے تين برس كا عرصه گذرا تها اگرچه بار بار كے قصوروں كي حيثيت سے كامران اسي قابل تها كه وه فوراً گردن مارا جاتا مگر وه سلوك همايوں كا جو گاگروں كي سپردگي كے بعد أس نے كامران سے برتا قصوروں كے لحاظ سے پسند كے قابل نهيں هي *

همایوں کاگروں کی سلطنت میں کامران بے سروپا اسیر پنجه بلا کے
لینے کے لیئے آیا چنانچه جب وہ همایوں کے روبرو پیش کیا گیا تو بہت
لجائے شرمائے سمٹے سمٹائے سامنے آیا مگر همایوں نے اُسوقت آدمیت
برتی که اُس شامت ندامت کے مارے کوداهیں جانب اپنی برابر
بٹھایا اور نہایت نوازش سے پیش آیا یہاں تک که تھوڑی سی دیر میں
ایک تربوز اهل جلسه میں تقسیم هوا اُس میں سے جسقدر همایوں کے
حصه میں رها اُس میں سے آدھا بانٹ کر کامران کو دیا بعد اُسکے شام
کو راگ ناچ کا جلسه هوا اور دونوں بھائی هنسی خوشی باهم بیٹھے اور
آپسمیں قہقه اُوڑاتے اور هنسی تہٹول کی باتیں کرتے رهے غرضکه وہ رات
اور دوسرا دن هنسی خوشی میں گذر گیا اور درونی کدورتوں نے ظہور
نه کیا مگر اس عرصه کے درمیان میں همایوں کے بعضے صلاح کاروں نے
همایوں سے یہه امر دریافت کیا که بھائی کے مقدمه میں کیا کرنا منظور
هی تو همایوں نے یہه جواب دیا که پہلے کاگروں کے بادشاہ کو راضی
خوشی کرنا چاهیئے بعد اُس کے جو وقت کے مناسب هوگا وہ
عمل میں آویگا *

تیسرے دن کاگروں کا بادشاہ اودهر راضی هوا اور ادهر یہه صلاح ٹھہری
که کامران کو آنکھوں سے معذور کرنا عین مصلحت هی همایوں کی
سرگذشتوں کے مصنف نے کامران کی اُن سخت تکلیفوں کو جو عین
اُس کے اندھا کرنے کے وقت اُس کو پیش آئیں تفصیل وار اسلیئے لکھا
هی که خاص اُس کو بھی یہه حکم تھا که اوسکے اندھا کرنے کے وقت
آپ اپنی آنکھوں سے حاضر ناظر رهے چنانچه وہ لکھتا هی که پہلے پہل
اس اوکھے کام کو کسی نے اختیار نه کیا اور اسلیئے که یہه حکم اوسنے چلتے
چلتے دیا تھا تو ایک سردار اُس کے پیچھے گیا اور ترکی زبان میں اُسلے
یہه عرض کیا که اس کام کے پورے کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی هی
که کوئی شخص اُس کو قبول نہیں کرتا همایوں نے بہت بُرا بھلا کہه کر
یہه جواب دیا که خود تونے کیوں نه کیا غرضکه وہ سردار واپس آیا اور

کامران کو نہایت رنج و ملال کے ساتھہ وہ حکم سنایا بعد اوسکے کامران کي آنکھوں میں بار بار نشتر ڈبوئے گئے اور وہ ویسے هي لیٹا رہا اور صبر و سکون سے پہئے گیا مگر جب کہ اوسکي زخمي آنکھوں میں نیبو کا نچوڑ ٹپکایا گیا اور نمک بھي چھڑکا گیا تو وہ بے ساختہ چلا اوٹھا اور خداتعالے کي جناب میں بہت گڑگڑاکر کہنے لگا کہ پاک پروردگار اب میں نے اون گناھوں کي سزا پوري پوري پائي جو میںنے دیدہ و دانستہ کیئے تھے باقي اب عاقبت کي بھلائي چاھتا ھوں وھاں تو مجھہ پر رحم کرنا *

جب کہ سرگذشتوں کے مصنف نے یہہ حال زار اُسکا آنکھوں سے دیکھا تو اُسکو ٹھہرنے کي طاقت نرھي اور کلیجہ تھامي ھوئي ڈیرے کو چلاآیا اور بڑا مونہہ بناکر بیٹھا بعد اُس کے ھمایوں نے اُس کو طلب کیا اور بلا اجازت آنے کي وجہہ دریافت کي اور جب اُس نے یہہ بیان کیا کہ کام پورا ھوچکا تھا تو بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ اب ڈیرے جانے کي حاجت نہیں بعد اُسکے ایک چھوٹي سے کام کا اُسکو حکم دیا اور پھر اُس واقعہ کي بات بھي نپوچھي غالب یہہ ھي کہ واقعہ مذکورہ کے واقع ھونے سے انشراح خاطر کي نسبت انقباض اُسکو زیادہ حاصل ھوا ھوگا اور جن صورتوں میں یہہ کام اُس سے صادر ھوا اُن خاص صورتوں کے لحاظ و حیثیت سے یہہ معلوم ھوتا ھی کہ یہہ کام اُسکي طبیعت کي خواھش سے نہیں کیا بلکہ خاص صورتوں کي ضرورت سے وہ اُسکا مرتکب ھوا اور کوئي بات اُسکو اُسکي سوانسوجھي کہ وہ بھائي کو اندھا کرے اور اُس کے کھٹکوں سے ھمیشہ کے لیئی نچینت ھوکر بیٹھے اس لیئی کہ وہ حقیقت میں ستمگار اور ناخدا ترس نتھا بلکہ اگر وہ یورپ کا ایسا بادشاہ ھوتا جسکے اختیار یک قلم محدود و معین ھوتے ھیں تو چارلس ثاني شاہ انگلستان سے زیادہ سفاک و خونریز اور مکار و فریب انگیز نھوتا *

جب کہ کامران کا خوف خطر باقي نرھا تو اُسکو کعبہ جانے کي اجازت دي گئي چنانچہ وہ وھاں پہونچکر خدا کو پیارا ھوا بعد اُسکے

همایوں نے کشمیر کا ارادہ کیا مگر جوں هي کہ اُس کے کانوں میں سلیم شاہ کے بڑھی آنے کي بہنک پڑي تو وہ کابل کو لوٹ گیا اور اگلے برس کو کابل کی سیر تماشی میں صرف کیا اسي عرصہ میں سلیم شاہ مرگیا اور اُسکے جانشین کي بے انتظامي سے ملک اُس کا پانچ حصوں پر منقسم ہوا اور هر حصہ میں نئي سلطنت قایم ہوئي *

## همایوں کا دلي آگرہ پر قابض هونا اور اِس جہان سے انتقال کرنا

منجملہ اُن پانچ بادشاهوں کے جو سلیم شاہ کے مرنے پر قایم ہوئے تھے سکندر شاہ والي پنجاب نے ابراهیم شاہ دلي آگرہ کے غاصب کو شکست فاحش دیکر دلي آگرہ سے خارج کیا تہا اور عادل شاہ اصلي بادشاہ ان دونو حریفوں سے لڑ جھگڑ رہا تھا غرض کہ جب هندوستان کے یہہ نقشے تھے تو همایوں کے حق میں اس سے بهتر موقع کوئي نہتا مگر در یافت هوتاهی کہ پھلي شامتوں کے یاد کر نے سے همایونکی دلمیں بڑے بڑے خیال آتے تھے اور هندوستان کي طرف اوسکا جي نہ اوبھرتا تہا چنانچہ جب تک فال و شگون اوردلیل و حجت سے دل اوسکا بڑھایا نگیا تب تک اُسنے هندوستان کاارادہ نکیا مگر جب کہ اُسنے یہہ بھاري بوجھہ اُٹھایا تو بڑي چابکي چالاکي سےکام اپنا پورا کیا چنانچہ جنوري سنہ ۱۵۵۵ ع کو پندرہ هزار سوار اپنے همراہ لیکر کابل سے روانہ هوا اور پنجاب پردھاوا کیا اور سکندرشاہ کے عامل کو شکست دیکر لاهور پر قابض هوا اور تھوڑے دنوں تک صوبہ مذکور کے بندوبست کے لئیے ٹهرارها *

بعد اُس کے سهرند پر خود سکندر شاہ سے لڑا جو بہت سي فوجیں لیکر آیا تھا اور پوري فتح حاصل کرکے آگرہ پر قبضہ کیا اور سکندر شاہ همالیہ کے پہاڑوں میں بہاگا مگر تھوڑے دنوں گذرنے پر سکندر شاہ نے خروج

کیا اور بیرم خاں کے ساتھہ اُس کے مقابلہ کی غرض سے اکبر شاہزادہ پنجاب میں بھیجا گیا *

اگرچہ ہمایوں اپنی اصلی سلطنت پر بحال ہوا اور اُسکی سلطنت کا تھوڑا حصہ ہاتھہ اُسکو آیا مگر باوصف اِس کے اُسکی عمر نے اتنی وفاداری نکی کہ وہ اُس تھوڑے حصہ کا مزا اُٹھا تا چنانچہ دلی میں دوبارہ آنے پر چھہ مہینے گذرے تھے کہ ایک ایسا امر پیش آیا جسکی ضرورت سے موت اُسکی اپہونچی بیان اُس کا یہہ ہی کہ کتب خانہ کی چھت پر ہمایوں ٹہل رہا تھا اور نیچے اُترا چاہتاتھا اور زینہ سے اوتر تا تھا کہ موذن کی اذان اُس نے سنی اور وہ سنتے ہی ٹہر گیا اور جواب اذان کا پڑھنے لگا اورجب تک موذن فارغ نہوا تب تک زینہ پر بیٹھارہا بعد اُس کے جب لاٹھی کے سہارے اُٹھنے لگا تو اِس باعث سے کہ ایسے مکانوں کے زینہ باہر کی جانب واقع ہوتے ہیں اور علاوہ اُسکے خود درجی بھی تنگ اور چھوٹی بنائے جاتے ہیں اور بیرونی فصیل کے علاوہ جو وہ بھی ایک چھوٹی سی ہوتی ہی کوئی اوٹ آڑ نہیں ہوتی سنگ مرمر کی سیڑھیونپر لاٹھی کے پھسلنے سے پانو اُسکا پھسلا اور فصیل کی جانب سر کے بل نیچے گرا اور گرنے کے ساتھہ اوسان اُس کے کھوئے گئے اور چوٹ کی سختی سے گم سم رہگیا بعد اُس کے ہوش تو آئے مگر چوٹ اُسکی اچھی نہ ہوئی چنانچہ چوتھے دن گذر گیا *

مصرعہ

چار دن کی زندگی پر کیا بھروسہ کیجئے

انتقال کے روز اُسکی عُمر اُنچاس برس کی تھی منجملہ اُس کے چھبیس برس بادشاہ رہا اور اُن چھبیس برسوں میں وہ سولہ برس بھی شامل ہیں جو ہندوستان سے اِدھر اُدھر باہر گذرے *

عمدہ عمدہ باتوں کے رواج و رونق دینے کے لیئے ہمایوں کو تھوڑی فرصت ہاتھہ آئی اور وجہہ اُس کی یہہ ہوئی کہ اُس کی سلطنت کے رنگ ڈھنگ اچھی طرح نہ بیٹھے ... اُس کے اُس کے ذاتی حالوں میں

بهی کوئی بڑی بات اِسبات کے سوا نہیں پائی جاتی کہ وہ اخوند میر ایرانی مشہور مورخ جو بابر کے دربار میں هندوستان کی چڑهائی سے تهوڑے عرصہ بعد آیا تها همایوں کی اُس فوج میں مرگیا جو گجرات پر چڑه کرگئی تهی *

# آتهواں حصہ

## اسباب کے بیان میں کہ اکبر کي تخت نشیني تک هندوستان کا کیا حال تھا

## پہلا باب

واضح هوکہ یہہ بات اُن سلطنتوں سے متعلق هی جو دلي کي شہنشاهي بگڑنے پر هندوستان میں قایم هوئي تهیں اور اس لیئے کہ هم اب اُس زمانہ کے لگ بهگ پهونچے جس میں تمام ملک هندوستان کا ایک حکومت سے متعلق هوا اور اُس کے مختلف باشندوں کے باهمي واسطوں علاقوں میں طرح طرح کي تغیر واقع هوئي تو اب یہہ مناسب معلوم هوتا هی کہ جدے جدے گروهوں کے وہ حالات اب دیکھے جاویں جو عہد مذکور سے پہلے پهلے پائي جاتے تھے اور جہاں تین اُس واقعي حال کي بخوبي کیجاوے جو انقلاب مذکورالصدر کے شروع شروع میں پایا جاتا تها *

محمد تغلق کے عہد دولت میں دلي کي شہنشاهي شمال و مشرق میں کوہ همالہ تک اور شمال و مغرب میں دریاے اٹک تک اور مشرق و مغرب میں سمندر تک محدود و محصور تهي اور کهہ سکتے هیں کہ اُسکي جنوبي حد میں اُس تنگ دراز خطہ کے علاوہ جو جنوب و مغرب میں واقع هی تمام جزیرہ نما دکن داخل تها غرض کہ اگر بمبئي سے رامیشور تک ایک سیدها خطہ کهینچا جاوے تو خطہ مذکورہ کي بري بهلي حد قایم هوسکتي هی مگر مذکورہ بالا حدوں میں ایک بڑا خطہ مطیع نهوا باقي دوسرے خطہ کي نسبت جہاں تین نہیں کي گئي *

وہ خطہ جو جہاں تین سے باقي رها اوڑیسہ کا ملک تها جسمیں بڑے بڑے جنگل واقع تهے اور طول اُس کا گنگا کے دهانہ سے گوداوري دریا

تک پھیلا ہوا تھا جو پانسو میل سے کم طول رکھتا هی اور عرض اُس کا کسي جگھہ میں تین سو میل کا اور کسي جگھہ چار سو میل کا هی اور راجپوتوں کا ملک اب بھي بخوبي مطیع نہوا تھا جو شمال و مغرب میں اوڑیسہ کي نسبت نہایت چوڑا چکلا واقع ہوا تھا *

جب کہ محمد تغلق کي حکومت میں فساد واقع هوئی اور انتظام حکومت کا تمھیر بگڑ گیا تو اُسي زمانہ میں تلنگانہ اور کرناٹا کے راجی خود مختار هوگئے اور تھوڑے دنوں پهلے یہہ صورت واقع هوئي تھي کہ تلنگانہ کا راجہ ورنگول سے نکالا گیا تھا اور جنوب کو جانے پر مجبور کیا گیا تھا اور اب کہ اُس نے میدان خالي پایا اپنے موروثي ملک پر قبضہ کیا اور کارناٹا کا راجہ اُس نئے گھرانے سے منسوب تھا جس نے آپ کو خاندان بلال دیو کي جگھہ قایم کرکے بیجا نگر واقع ساحل دریاے تمبادرہ کو دارالحکومت ٹھرایا تھا غرض کہ ان دونوں راجاؤں نے مسلمانوں کي حدود حکومت کو جنوب میں دریاے کشنا تک اور مشرق میں حیدرآباد کے نصف‌النهار تک پیچھے هٹایا تھا اور دکن کے جنوبي حصوں کو بھي دبا بیٹھے تھے اور ایسي حکومتیں قایم کي تھیں کہ مسلمان همسایوں کي حکومتوں سے برابري کا دعوی رکھتي تھیں منجملہ اُن کے بیجا نگر کي حکومت پهلے هي سے بهت بڑي ریاست تھي اور ورنگول کي حکومت کي نسبت بهت دنوں تک قایم رهي اور روز زوال سے پهلے پهلے ایسے جاہ و جلال کو پهونچي تھي کہ مسلمان باد شاهوں کے دھاووں سے پهلے جو کشور هندوستان پر واقع هوئے کسي خاندان کي حکومت کو وہ بات حاصل نہ هوئي تھي *

سنہ ۱۳۴۴ ع میں تلنگانہ اور کرناٹا پر هندو دوبارہ قابض هوئی اور اِس قبضہ سے پهلے پهلے سنہ ۱۳۴۰ ع کے قریب بنگالہ میں بغاوت هوچکي تھي اوربعد اس کے سنہ ۱۳۴۷ ع میں وہ بڑي بغاوت دکھن میں واقع هوئي جس کے پھیلنے سے دلي کي حکومت نوبدہ وار رهگئي *

سنه ۱۳۵۱ ع میں محمد تغلق مرگیا اور سلطنت کي تباهي نے بڑهنا موقوف کیا مگر چودهویں صدي کے آخر میں تغلقوں کے پچهلے بادشاه محمود کي کم سني کے باعث سے مالوه اور جونپور اور گجرات خود مختار هوگئی چنانچه جونپور کي حکومت میں وه ملک شامل تها جو گنگا کے کنارے کنارے بنگاله سے اوده کے وسط تک پهیلا پڑا هی بعد اُس کے تهوڑے عرصه گذرنے پر سنه ۱۳۹۸ ع میں تیمور لنگ نے چڑهائي کي جس کا نتیجه یهه هوا که رهی سهی صوبه بهي دلي کي حکومت سے نکل گئی اور یهاں تک نوبت اُسکي پهونچي که وه حکومت چند میلوں میں محدود هوگئي *

ممالک مذکوره بالا کے دوباره مقبوضه مفتوحه هونیکا بیان اوپر هوچکا اور اب هم اُنکے ایسے حالات کا بیان کرینگے جو بیچ کے زمانه سے علاقه رکهتے هیں اور نیز اُسوقت کے حالات کا جو اکبر بادشاه کے عهد دولت میں ممالک مذکوره سے متعلق † تهے بیان کرینگے *

منجمله ممالک مذکوره کے دکن کي مملکتیں اسبات کي مستحق هیں که سب سے پهلے حال اُنکا بیان کیاجاوے *

## دکن کي حکومتوں کا بیان

### بهمني سلطنت کا بیان

بهمني سلطنت کا باني حسنؒ کانگوئي کامیاب بغاوت کا سردار تها جو محمد تغلق کے عهد حکومت میں برپا هوئي تهي چنانچه حسن کانگوئي کے مرنے پر تاج تخت اُس کا وارثوں کو نصیب هوا اور سنه ۱۳۴۷ ع سے لغایت سنه ۱۵۱۸ ع یعني ایکسو اکهتر برس تک تیره پشتیں اُسکي برابر حکومت کیئے گئیں *

† چونکه ان مختلف حکومتوں کے حالات مختلفه کا بیان کرنا هندوستان کي تمام تاریخ کے لیئے چنداں ضروري و لابدي نهیں تو اسي نظر سے حالات اُنکے ایک تتمه میں بیان کیئے گئی اور خاص متن میں اُنکے خلاصے اور نتیجے قلم بند هوئے

بیجانگر اور ورنگول کے راجی دلي والوں کے مقابلہ میں بہمني والوں کے شریک ہوئی چنانچہ جب ان تینوں ریاستوں کو عام دشمن سے نجات حاصل ہوئي تو وہ باهمي نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ پژمردہ پڑي تھي رفتہ رفتہ شگفتہ ہوئی یہانتک کہ باهم لڑائیاں قایم ہوئیں اور بہت دنوں تک قایم رهیں مگر مسلمان غالب آئی چنانچہ اُنهوں نے اُس ملک کو فتح کیا جو بیجانگر سے دریاے کشنا اور تمبادرا کے بیچ میں واقع تھا اور ورنگول کي ریاست کو خاک میں ملادیا اور اپني سلطنت کے زوال سے پہلے اوڑیسہ کا تھوڑا سا حصہ حاصل کیا اور مشرق میں مچھلي پاٹم اور مغرب میں مقام کوکنپاتک اپنا قبضہ پھیلایا *

لڑائیوں کے دیر تک قایم رهنی اور کاهی گاهی آپسکي رفاقت سے جو عام دشمن کے مقابلہ کے لیئی ظهور میں آتي تھي مسلمانوں کے وہ مغرور برتاؤ بہت کم ہوگئی جو ہندوؤں سے برتے جاتے تھے چنانچہ ہندو مسلمان آپس میں ایک دوسري کي خدمت کرنے لگی یہانتک کہ جب شاہ مالوہ نے بہمني سلطنت پر حملہ کیا تو بارہ ہزار افغان اور راجپوت اُسکي فوج میں شامل تھے جو چھتي چھتي بہادر اور اچھے اچھے دلاور تھے اور بیجانگر والی دیوراج راجہ نے مسلمانوں کو بھرتي کیا اور اُنکی سرداروں کے لیئے جاگیریں مقرر کیں اور اُنکے دل بڑھانیکو خاص اپني دارالسلطنت میں مسجد بنوائي *

## درباري اور فوجي سني شیعوں کے خلاف کا بیان

بہمني خاندان کي تاریخ اُن نزاعوں سے معمور و مشحون هی جو اُس کے لشکر کے دیسي اور پردیسي لوگوں میں برپا ہوئي تھیں ایشیا کي اکثر سلطنتوں کا یہہ قاعدہ هی کہ پہلي رعایا کے مقابلہ میں بادشاہ اپني فوج کا اعتبار کرتا هی اور بعد اُسکے باقي فوج کي نسبت خانہ زاد فوج پر اعتماد اپنا رکھتا هی اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچتي هی کہ یہہ خانہ‌زاد اُسکي بادشاهت کو دبا بیٹھتي هیں مگر دکن کا یہہ نقشہ نتھا چنانچہ جس فوج کي بدولت خاندان بہمني سلطنت کو پہونچا تھا

وہ پردیسي لوگوں سے مرکب تھي اور معلوم ہوتا ہی کہ کوئي گروہ اُس سلطنت کي فوج کا ایک دوسرے سے زیادہ معتمد نسمجھا جاتا تھا بلکہ رفتہ رفتہ دیسي لوگوں کي تعداد اس قدر بڑھ گئي تھي اور ایسي برابر تلي تھي کہ منجملہ دیسیوں اور پردیسیوں کے کوئي گروہ سلطنت پرحاوي نتھا *

جب کہ دلي کي شہنشاہي سے یہہ حکومت علاحدہ ہوئي تو پردیسي فوج میں مسلمان مغل اکثر بہرتي تھے اور بعد اُسکے فرشتہ والی کے بقول ایراني اور ترکي اور جارجیا اور سرکیشیا کالمک والی اور علاوہ اُن کے تاتاري بھي داخل ہوئی تھے اور بہت سے لوگ اُنمیں سے شیعے تھے اور اختلاف نسل کي نسبت مذہب کے اختلاف سے دیسیوں اور پردیسیوں میں قصے قضائے برپا ہوئے اور ملک حبش سے جو لوگ اُجرت پر مغربي سواحل کے بندرگاہوں میں وارد ہو کر کثرت سے آتے تھے اور غالباً سني المذہب § ہوتے تھے وہ ہمیشہ دیسي فوج کا ساتھہ دیتے تھے *

علاؤالدین ثاني کے عہد دولت میں سنہ ۱۴۳۷ع میں دیسي اور پردیسي فوجوں کي عداوت نہایت کو پہونچي چنانچہ آپس کے خلاف سے لشکر میں پھوٹ پڑي اور انتظام اُس کا بگڑ گیا اور جیسے کہ درباري نزاعوں سے حکومت کا نقصان ہوتا تھا ویسے ہي فوج کے خلاف اور نفاقوں سے لڑائي میں سلطنت کو مضرت پہونچتي تھي اور جب تک کہ وہ قوي بادشاہوں کے تحت حکومت رہي تو اُن کي دیکھہ بھال اور اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندي تھمي رہي مگر جب کہ یہہ خاندان اختتام کے لگ بھگ پہونچا اور محمود بادشاہ ہوا تو وہ کمزوري کے مارے کبھي پردیسي فوج کا کھلونا ہو جاتا تھا جو یوسف عادل خاں ترکي کے زیر حکومت تھي اور کبھي دیسیوں کے داؤ پر چڑھ جاتا تھا جو نظام الملک بحري نو مسلم زادہ کے ہاتھہ تلے رہتے تھے *

---

§ سمندر کي راہوں سے پردیسي فوج میں بھي نئے نئے لوگ اور ملکوں کے اکثر بھرتي ہوتے تھي مگر عربوں کے کم آنے کي وجہہ بیان کرني دشوار ہی

## اُن سلطنتوں کا بیان جو بھمنی والوں کے ملک میں الگ الگ قایم ہوئیں

### بیجاپور کی سلطنت کا بیان

جب کہ دیسی پردیسیوں پر غالب آئے تو یوسف عادل خاں بیجاپور اپنی دارالحکومت کو چلا گیا اور عادل شاہی خاندان کی بنیاد اُس نے ڈالی جو سنہ ۱۴۸۹ع سے سنہ ۱۵۱۲ع تک قایم رہا *

### احمد نگر کی ریاست کا بیان

نظام‌الملک بحری قاسم برید ترکی کے ہاتھوں مارا گیا اور اُسکے بیٹے احمد نے نظام شاہی خاندان کو قایم کیا جس نے احمد نگر کو دارالریاست بنایا *

### گولکنڈہ اور برار کی ریاستوں کا بیان

قاسم برید اب اس مرتبہ کو پہونچا کہ محمود کے دربار کا مالک اور مختار ہوگیا اور نظام‌الملک اور عادل خاں کے علاوہ اور دو سردار یعنی قطب قلی ایرانی ترکمان اور امدادالملک نو مسلم زادہ خود مختار ہوگئے اگرچہ تھوڑے دنوں تک بادشاہی خطاب اختیار نہ کیا مگر بعد اُسکے قطب قلی نے قطب‌شاہی خاندان کو مقام گولکنڈہ قرب حیدرآباد میں قایم کیا اور امدادالملک نے مقام ایلچپور واقع صوبہ برار میں امداد شاہی خاندان کی طرح ڈالی اور قاسم برید کا بیٹا امیر برید چندے ایسے گذارتا رہا کہ بھمنی خاندان کے کئی نام کے بادشاہوں کے تلے کام کیئے گیا آخر کار اُس نے پردہ اُٹھایا اور برید نامی شاہان بدر کا مورث اعلی بن بیٹھا بعد اُس کے بھمنی خاندان کا مذکور پایا نہیں جاتا یعنی وہ خاندان باقی نہ رہا *

اگرچہ سنی شیعوں کے خلاف نزاعوں سے جو مذکورہ بالا سلطنتوں کے بعد بھی بدستور قایم رہے اور اُن سلطنتوں کے باہم لڑنے بھڑنے اور پھر ملنے

جانے اور شمالي بادشاهوں کے لڑنے بھڑنے اور پھر گھلنے ملنے سے ممالک مذکورہ کي تاریخ لکھنے والے کو طرح طرح کے مضمون هاتھه آتے هیں مگر اسلیئے که وہ خاندان تیمور کي بڑي سلطنت میں شامل هوگئیں تو قدر و اقتدار اُن کا باقي نهیں رها *

اُن فتوحات کا مستقل اثر بهت دنوں تک قایم رها جنکو مذکورہ بالا ریاستوں نے هندوؤں پر حاصل کیا چنانچهه بیجانگر کے راجاؤں نے دکن کي سلطنتوں میں بات اپني بنائے رکھي اور مسلمان بادشاهوں کي لڑائي جھگڑوں اور سلوک اتفاقوں میں شریک و معاون هوتے رهے مگر جب که سنه ۱۵۶۵ع مطابق سنه ۹۷۲ هجري میں مسلمان لوگ اُن راجاؤں کي شان و شوکت کو نه دیکھه سکے تو اُنهوں نے اپسمیں اتفاق کیا اور بیجانگر والے راجه رام راج سے لڑنا بھڑنا شروع کیا جو اُس وقت میں راج کرتا تھا غرض که پچیسویں جنوري سنه الیه مطابق بیسویں جمادي‌الثاني سنه الیه کو دریاے کشنا کے کنارے تالي کوٹ کے قریب ایک بڑي لڑائي ہوئي اور یهه لڑائي فوجوں کي ریل پیل اور لڑنے بھڑنے کي دھوم دھام اور نیز اسباب کي منزلت کے لحاظ سے جسپر جھگڑا قایم هوا تھا اُن بڑي لڑائیوں کے مشابهه تھي جو مسلمانوں کے هندوستان پر پهلے پهل کے دھاوؤں میں واقع هوئي تھیں حاصل یهه که پهلے وقتوں کي سفاکي جو مسلمانوں کي اصل و طبیعت میں مستقر و متمکن تھي اِسموقع پر وہ بھي دوبارہ ظاهر باهر هوگئي یعنے جبکه هندوؤں نے شکست فاحش کھائي تو اُن کے ضعیف بهادر راجه کو جو پکڑا جکڑا آیا تھا بڑي بے دردي سے گردن مارا اور نشان فتح کے طور پر اُس کے سر کو بهت عرصه تک بیجاپور میں رهنے دیا یهه لڑائي ایسي بڑي که اُس کی روند سوند سے بیجانگر کي وہ بڑي حکومت جس میں هندوستان کا سارا جنوبي حصه شامل تھا پایمال هوکر نیست و نابود هو گئي مگر فتحمندوں کے ملک و دولت کو اُس کے خاک سیاہ هونے سے کچھه فائدہ حاصل نهوا اسلیئے که آپس

کے رشک و حسد کے مارے اپنی قلمرو کی حدوں کو بہت سا آگے بڑھاسکے
اور بیجا نگر کا ملک اُن چھوٹے چھوٹے اجاؤں کے ھاتھوں میں جا پڑا
جو بیجا نگر کی پرانی سلطنت کے باغی سردار گنے جاتے تھے اور پالیگار
یعنی زمیندار ‡ کے لقب سے پکارے جاتے تھے *

گولکنڈہ کے بادشاہ اپنی فتوحات جداگانہ میں زیادہ کامیاب رھے
چنانچہ اُنھوں نے ورنگول خود مختاری کے خواھاں اور تلنگانہ اور کرناٹا
کے باقی حصوں کو دریاے پنار تک مطیع و محکوم اپنا کیا مگر باوصف
اس جہد و محنت کے فتوحات مذکورہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کے قبض
و تصرف میں اُس قدر ملک داخل نہ ھوا جو محمد تغلق کے اختیار
و قدرت سے خارج ھوا تھا اور اورنگ زیب کے عہد دولت تک اُسیقدر
اُن کے قبضہ میں باقی رھا *

## بیان اُن ریاستوں کا جو ھندوستان خاص اور اُسکے پاس پروس میں اکبر کے آغاز دولت تک قایم تھیں

گجرات اور مالوہ کی حکومت محمود تغلق کے زمانہ میں خود
مختار ھو گئی تھی اور جب کہ تیمور کے دھاوے پر دلی سے سلطنت کا نام
اُٹھہ گیا تو غالب ھی کہ گجرات اور مالوہ کی حکومتوں نے بادشاھی
خطاب اختیار کیا ھوگا اور خاندیس کا صوبہ دکن کی بغاوت بعد جسمیں
وہ شریک نہ ھوا تھا شمالی صوبوں کے دیکھا دیکھی خود مختار ھوگیا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ اور ۴۱۴ اور ولسن
صاحب کی تحریر مندرجہ مجموعہ مکنزی جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ اور ولکس صاحب
کی تاریخ میسور جلد ۱ صفحہ ۱۸ بیجا نگر والی مقتول راجہ کے بھائی نے اپنی
دارالریاست کو مشرق کی جانب منتقل کیا اور چندرا گڑھی میں آخر کو مقیم ھوا جو
مندراس سے شمال مغرب کی جانب سترہ میل کے فاصلہ پر واقع ھی چنانچہ مندراس
میں اُسیکی آل و اولاد نے سنہ ۱۶۴۰ع میں انگریزوں کو وھاں رھنے کی پہلے پہل
اجازت دی ( رینل صاحب کی تاریخ ھندوستان صفحہ ۲۹۱ )

تھا اگرچہ یہہ تینوں صوبے ایک وقت میں باغي ہوئے تھے مگر آپس کي صلاح و مشورہ سے بغاوت کو اختیار نہ کیا تھا اور بعد اُسکے جو حالات اُن کي تاریخ میں خلط ملط ہو گئے تو باہمي اتفاق کي ضرورت سے یہہ اختلاط اُن کے حالات کا واقع نہیں ہوا بلکہ لڑنے جھگڑنے کے باعث سے وہ امر پیش آیا *

## گجرات کي سلطنت کا بیان

گجرات کے بادشاہوں کا ملک اگرچہ پیداوار کي حیثیت سے زرخیز و بارآور تھا مگر چوڑائي چکلائي کي جہت سے بہت تھوڑا تھا چنانچہ جا بجا پہاڑوں اور جنگلوں کے واقع ہونے سے زمینیں محض بے کار اور نا کارہ پڑي تھیں اور وہ ملک لٹیروں سے بھرا ہوا اور دشمنوں سے گھرا ہوا تھا مگر باوصف ان باتوں کے بہمني خاندان کي تباہي کے بعد سارے چھوٹے موٹے بادشاہوں میں سے گجرات کے بادشاہ بہت مشہور معروف ہوئی *

بادشاہان گجرات نے مالوہ کو دو مرتبہ فتح کیا اور آخرکار اُس کو اپني قلمرو میں شامل کیا اور چند مرتبہ میواڑ کے راجپوتوں کو شکستیں دیکر اُنکي دارالریاست چتور گڈہ پر قابض ہوئے اور صوبہ خاندیس پر یک طرح کي فضل و فوقیت قایم کي اور احمدنگر اور برار کے بادشاہوں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور ایک بار ایسا اتفاق بھي ہوا کہ دریاے اٹک تک فوج کشي کي اور کئي بار پورتگال والوں سے سمندر کي لڑائیاں لڑے جنکا بیان پورتگال کي تاریخ میں مندرج ہی *

گجرات کا ملک ہمایوں کے قبض و تصرف میں آ گیا تھا جیسا کہ بالا مذکورا س کا ہوا مگر بعد اُس کے جب پریشانیاں اور خرابیاں پیش آئیں تو گجرات کے بادشاہ اُس ملک پر دوبارہ قابض ہوئے تھے چنانچہ اکبر کي تخت نشیني تک برابر قابض چلے آتے تھے *

## مالوہ اور علاوہ اُسکے اور مسلمان سلطنتوں کا بیان

مالوہ کي سلطنت خاص ہندوستان کي سلطنتوں اور باقي قرب و جوار کي سلطنتوں سے اکثر اوقات لڑتي جھگڑتي رهي مگر تاریخ مالوہ میں تحریر کے قابل یہہ بات مذکور هی که ایک هندو سردار نے بڑي فضیلت و فوقیت حاصل کي اور اپني دلاوري هوشیاري کے ذریعہ سے شاہ مالوہ کو بڑي بڑي مشکلوں سے چھوڑایا مگر آخرکار اختیارات سلطنت کو غصب کیا اور بڑے بڑے عہدوں کو تمام راجپوتوں سے بھر دیا بعد اُس کے پایہ اُس کا تنزل کو پہونچا اور باعث اُس کا یہہ هوا که گجرات کا بادشاہ اپنے مسلمان بھائي بادشاہ کي امداد و اعانت کو آیا اور اُسکے قبضہ سے سلطنت کو نکال لیا *

خاندیس اور بنگال اور جونپور اور سندھ اور ملتان اکبر کي تخت نشیني کے وقت بجاے خود مالک اور مختار تھے مگر اُن کي جدي جدي تاریخیں تحریر مستقل کے شایاں و سزاوار نہیں *

## راجپوتوں کي سلطنتوں کا بیان

واضح هو که جن جن سلطنتوں کا بیان ابتک مذکور هوا وہ محمد تغلق کي شاهنشاهي کے ٹکڑے تھے مگر منجملہ اصلي فرمانروایان هندوستان کے بعض بعض راجے مطیع ومحکوم اُس کے نہوئے تھے چنانچہ ابتک بھي اُنکي سلطنتوں کو تسلیم کیا جاتا هی *

محمود غزنوي کے دھاووں کے زمانہ میں تمام راجپوت هندوستان کي حکومتوں پر قابض و متصرف تھے مگر جوں جوں وہ حکومتیں تباہ خراب هوئیں تو راجپوت بھي عوام لوگوں میں خلط ملط هوتے گئے اور ایسے مکانوں کے سوا کسي جگہہ حاکم نسمجھے گئے جہاں پہاڑوں اور جنگلوں کي بدولت مسلمانوں کے زور و حملوں سے مامون و محفوظ رہ سکے *

گنگا اور جمنا کے کناروں کے رهنے والے اور علاوہ اُن کے مفتوحہ ممالک کے باشندے راجپوت ایسے کچھہ هو گئے جیسے که وہ آج کل پائے

جاتے ہیں اگرچہ مسلمانوں کی فتوحات کے بعد بہي ایک طرح کی اوالعزمي اور سپاهیانه طور و طریق اُن میں باقي تھے مگر اسباب سے که وہ بوجوہ میں پڑگئے اور ڈھور ڈنگروں کا کام کرنے لگے ملک و مملکت کي شراکت کے قابل نرھے *

منجمله بلاد هندوستان کے جہاں کہیں راجپوتوں کي حکومت قایم تھي وہ وسط هندوستان کا بلند حصه اور ریگستان تھا جو وسط هند کے مغرب سے دریاے اٹک تک پہیلا هوا هی مسلمانوں کے هاتوں سے راجپوتوں کي حکومتوں کا مامون و محفوظ رهنا پہاڑوں اور جنگلوں کي مناسبت سے تھا اور میوات اور بندیل کہنڈ اور بگہیل کہنڈ وغیرہ اُس ڈھلواں زمین پر واقع هیں جو جمنا کے قریب قریب پہیلي هوئي هی اگرچه یہه ممالک جمنا کے هموار خطوں کے بہت قریب واقع هوئیں مگر اراضیات اُنکي ناهموار هیں اور دریافت هوا که بادشاهوں کے باج گذار اکثر اسي خطه میں باغي طاغي هوئی اور اسي خطه میں رنتھنبور اور کالنجر اور گوالیار وغیرہ کے قلعے واقع هیں جو هر سلطنت میں کئي کئي مرتبه فتح کئي گئے اور اسي خطه کي بدولت وسط هندوستان کے بلند اور کہلے میدانوں کي حفظ و حراست هوتي هی اور جی‌پور کے شمالي جانب کے متصل سے اس کہلے میدان میں پہونچنا نہایت آسان هی اور یہي باعث هی که همیشه جی‌پور محکوم اور تابع رها اور اجمیر و مالوہ جو اس خطه میں واقع هیں ابتدا سے فتح هوئی اور کمال آساني سے قبضه اُنکا حاصل هوا اور اودےپور والی کي قلمرو یعني میواڑ کا مشرقي خطه ایسا غیر محفوظ تھا که جیسا اجمیر و مالوہ غیر محفوظ تھا مگر اودےپور والے کے لیئے ایک ایسا قلب مکان جو دشمن کي رسائي سے محفوظ هورے اربلي پہاڑوں اور نیز اُن جنگلوں اور پہاڑیوں میں مقرر تھا جو اربلي پہاڑوں سے علاقه رکھتي هیں اور گجرات کي شمالي حد اُن سے قایم هوتي هی اور جودھپور اور بیکا نیر اور جیسلمیر اور باقي اور چھوٹي چھوٹي راجاؤں

کے ملک اُس چٹیل میدان کي بدولت محفوظ تھے جو ممالک مذکورہ کے زرخیز خطوں کو گھیرے ہوئے هی *

واضح هو کہ راجپوتوں کي حکومتوں کا یہہ بیان اوپر مذکور ہوا کہ کہیں تو یہہ صورت تھي کہ ملک اُن کا سرداروں پر بطور جاگیر و جائداد کے اس شرط سے منقسم تھا کہ وہ عین وقت پر راجہ کي اعانت کریں اور کہیں یہہ عمل درآمد تھي کہ بہیا چارہکے طریق سے تمام قوم پر منقسم تھا اور وہ لوگ اُن بان کے پورے اور ناک چوٹي کے گرفتار تھے اور باهمي اتفاق کے باعث سے بات اُن کي بني هوئي اور هوا اُنکي بندهي هوئي تھي یہاں تک کہ اکبر کے عہد دولت تک بھي کوئي بات اُن کي بهکي نہ پڑي تھي *

یہہ بات یاد رهے کہ اب راجپوتوں کي مختلف سلطنتوں کا وہ حال بیان کیا جاتا هی جو اکبر کي تخت نشیني کے وقت تھا *

## میواڑ کي حکومت کا بیان

اودے پور والے کي قوم اور اُسکا گھرانا جو پہلے غیلات کے نام سے نامي گرامي تھا اور بعد اُس کے سیسادیا کہلایا گیا رام چندر جي کي آل و اولاد کہلاتے هیں اور اسلیئے وہ لوگ اپني اصل و بنیاد کو اودہ سے قایم کرتے هیں یعني وہ اودہ سے نکل کر گجرات میں آباد هوئے اور وهاں سے ایدر کو گئے جو گجرات کے شمالي پہاڑوں میں واقع هی اور کرنیل ٹاڈ صاحب کے بقول آخرکار سنہ ۷۰۸ع میں چتور گڈہ میں جاکر آباد هوئے مگر تاریخ میں سنہ ۱۳۰۳ع تک کہیں ذکر اُن کا پایا نہیں جاتا علاؤالدین غوري نے چتور گڈہ کو فتح کیا اور تھوڑے دنوں بعد اُس سے راجہ نے چھینا یعنے راجہ همیر نے دوبارہ چتورگڈہ کو حاصل کیا اور بہت سے جانشین اُس کے ایسے لایق فایق هوئے کہ اُن کي بدولت تمام راجپوتوں میں میواڑ کا راج ایسی زور و قوت کو پہونچا کہ میواڑ کا راجہ سنگا تمام راجپوت راجاؤں کو بابر کے مقابلہ پر فراهم کر سکا *

بعد اُس کے جب راجپوتوں نے بابر کے مقابلہ میں بڑي شکست اُٹھائي تو راجہ سنگا کے خاندان کي قوت ضعیف ہوئي چنانچہ تھوڑي مدت کے بعد اُس کے پوتے بکرماجیت کے لایق و فایق نہونے کے سبب سے یہہ حال اُسکا ہو گیا کہ بہادر شاہ گجراتي بھي چتور گڈھ کو فتح کرسکا اور بہت قریب تھا کہ بہادر شاہ اس فتح نمایاں کي بدولت اُس ملک سے فائدے اُٹھائے کہ فی‌الفور اُس نے همایوں سے شکست کھائي اور وہ فایدہ نہ اُٹھا سکا اور اکبر کي تخت‌نشیني تک میواڑ کے راجے امن چین سے بیٹھے رھے اور راجپوت راجاؤں میں بات اُن کي بني رھي اگرچہ پہلا سا رعب داب اُن کو دوبارہ حاصل نہوا اور شیر شاہ کے عہد حکومت میں دلي کے تخت کے مطیع و محکوم رھے *

## بیکانیر اور مارواڑ کي ریاستوں کا بیان

راٹھوروں کي ریاست واقع مارھواڑ راجپوتوں کي حکومتوں میں دوسرے درجہ کي حکومت تھي اور جودھپور اُس کا دارالحکومت تھا اور سنہ ۱۱۹۴ع میں جب شہاب‌الدین غوري نے قنوج کو خاک سیاہ کیا تو راٹھور اُس پر قابض تھے اور بعد اُس کے کسیقدر گنگا کے کناروں پر بستے رھے اور کبھي کبھي مسلمانوں سے بغاوت کیئی گئے یہاں تک کہ محکوم اُن کے ہو گئے اور بھار بوجھہ اُن کا اُٹھانے لگے مگر تھوڑے سے راٹھوروں نے پچھلے راجہ کے دو پوتوں کے تحت حکومت وطن کي محبت کو چھوڑا اور اپني آزادي کو وطن کے رھنے سہنے اور مطیعانہ رھنے سہنے پر ترجیح دیکر اُس بیابان میں جاکر آباد ہوئے جو وسط ہندوستان کے بلند خطہ اور دریاے اٹک کے درمیان میں واقع ہی اور وھاں کے قدیم باشندے جاٹوں کو مطیع اپنا کیا اور اُن راجپوتوں کي چھوٹي چھوٹي قوموں کو باہر نکالا جو اُن سے پہلے جاکربسي تھیں غرضکہ تھوڑے دنوں کے بعد ایک بڑي ریاست قایم ہو گئي بعد اُس کے سنہ ۱۴۵۹ع میں راٹھوروں کي ایک چھوٹي شاخ نے بیکانیر کي ریاست قایم کي اور ایسے ھي بیابان کا ایک اور

حصہ آباد کیا دریافت ہوتا ہی کہ مسلمانوں سے راٹھوروں کو اُس وقت
سے پہلے نہ ستایا تھا کہ شیر شاہ نے راٹھوروں کے سردار مالدیو راجہ پر دھاوا
کیا تھا اور غالب ہی کہ جب شیر شاہ کا طوفان گذر گیا تو وہ دوبارہ
مالک و مختار ہو گئے مالدیو راجہ اکبر کے عہد دولت کے آغاز تک
زندہ رہا *

## جیسلمیر کی ریاست کا بیان

بیابان مذکورالصدر کے مغربی حصہ میں بھاٹی لوگ بستے تھے اور
جیسلمیر والے راجہ کے حلقہ بگوش اور غاشیہ بردوش تھے بھاٹیوں کا یہہ
دعوی ہی کہ ہم جادو قوم کی شاخیں ہیں اور متھرا ہمارا مخرج ہی
مگر حقیقت یہہ ہی کہ یہہ لوگ اُس بستی کے ٹکڑے ہیں جس کو
کنہیا جی نے گجرات میں آباد کیا تھا چنانچہ جب کنہیا جی مرگئے
تو یہہ لوگ اُس بستی سے نکالے گئے اور اٹک کی جانب کو چلے گئے
وہاں راجپوتوں کی کہانیوں میں اُنکا پتا نہیں چلا یہاں تک کہ نانوت
واقع شمال جیسلمیر میں یکایک ظاہر ہوئے جو اٹک سے پچاس میل
کے اندر اندر واقع ہی نانوت کی بساست سے جسکو کرنیل ٹاڈ صاحب
سنہ ۷۳۱ع میں خیال کرتے ہیں بھاٹیوں کے حالات اندراج تاریخ
کے شایاں ہیں مگر کوئی عمدہ بات اس کے سوا پائی نہیں جاتی کہ سنہ
۱۱۵۶ع میں اُنھوں نے اپنی حکومت کو خاص جیسلمیر میں منتقل کیا
اکبر کا زمانہ بھی گذر گیا مگر مسلمانوں کی آفتوں سے محفوظ رہے *

## جیپور کی ریاست کا بیان

جیپور کے راجے قوم کے کچھواہہ پچھلے زمانہ میں قدر و عزت کی
حیثیت سے جودھپور اور اودے پور والے راجاؤں کی برابر رہی اُنکی عزت
اور امتیاز کا آغاز اکبر کے زمانہ سے ہوا ہی
اور اصل اُن کی یہہ ہی کہ وہ ہمیشہ سے اجمیر کے راجاؤں کے جاگیردار
تھے اور غالب ہی کہ جب مسلمانوں نے اجمیر کو فتح کیا تو جیپور والے

مسلمانوں کے محکوم رہے بعد اُس کے جب پندرھویں صدی میں پاس پڑوس کی ریاستیں بگڑ گئیں تو جیپور والوں نے اپنی قدر و منزلت کو ترقی روز افزوں بخشی ہوگی اکبر بادشا نے والی جیپور کی بیٹی سے شادی کی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ اُسوقت میں بہت معزز اور ممتاز تہا *

## ھاراتی کی ریاست کا بیان

ھارا قوم کے راجی جن سے ھاراتی کی ریاست قایم ہوئی یہہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم لوگ اُس خاندان کی شاخیں ہیں جو مسلمانوں کی حکومت سے پہلے اجمیر کا حاکم تہا سنہ ۱۳۴۲ع میں وہ وہاں آباد ہوئے جو آج اُن کے قبض و تصرف میں ہی اور بوندی اُس وقت اُسکا دارالحکومت تہا مگر کسیقدر اودے پور کی ریاست کے جاگیر دار تہے اگرچہ مسلمانوں کی تاریخوں میں اکبر کے وقتوں سے پہلے کہیں نام و نشان اُنکا پایا نہیں جاتا مگر جبکہ کہ ھاراتی کے راجہ نے رنتھنبور کے قلعہ کو پٹھان بادشاہوں کے عامل سے چھینا تو ذکر اُن کا بھی تاریخ میں درج ہوا *

## چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا بیان

مذکورہ بالا ریاستوں کے علاوہ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں جیسے پار کر کے چوھانوں اور امرکوٹ کے سودوں کی قایم تھیں اور بیابان مذکورالصدر کے عین مغرب میں واقع ہونے سے مسلمانوں کی مار دھاڑ سے مامون و محفوظ تھیں اور سروھی اور جھالر وغیرہ کی ریاستیں جو اربلی پہاڑوں کے زر خیز خطوں میں اور نیز اُس راہ پر واقع تھیں جو اجمیر سے گجرات کو جاتی ہی ھمیشہ معرض آفات اور مورد غارات رہتی تھیں اور زبردستوں کو خراج وباج ادا کرتی تھیں *

وسط ہندوستان کے بلند خطے کے مشرقی ڈھالن پر جو ریاستیں میوات اور گوالیار اور نروار اور پنا اورچہ اور چندیری وغیرہ واقع بندیلکھنڈ موجود تھیں اُنپر بابر اور شیر شاہ نے بار بار حملہ کیئے اور اکبر

کی تخت نشینی کے وقت وہ سب خراج گذار تھیں جنمیں سے اکثر پر قدیم راجپوت خاندان قابض تھے *

اور علاوہ اُن کے کوہ ہمالہ کے دامن میں کشمیر سے لیکر خلیج بنگالہ تک جگہہ جگہہ چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں پائی جاتی تھیں *

ہندوستان کی بہت سی پہاڑی اور جنگلی قومیں مغلوب نہوئیں اگرچہ اُن کو بالکل خود مختار نہیں کہا جاسکتا اُن قوموں کو آپس میں مل جل کر رہنیوالی قوموں میں سے جنکو بعض اوقات غارت گری سے وہ تنگ کرتی تھیں خارج سمجھا جاتا تھا *

## دوسرا باب

### ہندوستان کے حالات

### مسلمانوں کی بادشاہت کا بیان

جو کچھہ کہ عہد مذکورالصدر میں مسلمانوں کی سلطنت کا حال و حقیقت ہندوستان میں تھی منجملہ اُس کے قدر قلیل کی کیفیت دریافت ہوئی اور بہت سی وہ باتیں رہ گئیں جنکی تحقیق و تفحص کے ذریعہ بہم نہ پہونچی *

### بادشاہوں کا بیان

مسلمانوں کی اصول شریعت کی رو سے یہہ امر ضرور ہی کہ ایک عام جماعت کے اجماع و اتفاق سے ایک ایماندار حاکم مقرر کیا جاوے یہاں تک کہ اگر بعد اُس کے قران و حدیث کے خلاف کرے تو معزولی کے قابل ہی مگر اس عمدہ قانون کی عمل درآمد نہ تھی چنانچہ سلطنت کا عہدہ موروثی اور اختیار اُس کا پورا اور مطلقاً ہوتا تھا یعنی کسی قانون وقاعدہ پر منحصور نہ تھا مگر بظاہر سمجھا جاتا تھا کہ شریعت کا پابند اور اصول ملت کا مقید ہی اور کوئی عالم فاضل بلکہ کوئی گروہ ایسا نہ تھا کہ خود بادشاہ کو شریعت کا مقید کرے پنچایتی

انتظام جیسے کہ آج کل دیہات میں معمول و مروج هیں اور بعض بعض
لوگوں کے خاص خاص اختیار اور طرح طرح کے مقابلے جو لوگوں کي
جانب سے پیش آتے تھے معمول و رواج کے موافق بادشاہ کے ارادوں کے
مخل و مزاحم هوتے تھے مگر جب کہ بادشاہ اپنے ارادے کو مضبوط و
مستحکم کرتا تھا تو جو کچھہ رعایا سے هوسکتا تھا روک تھام اُس کا کرتي
تهي یہاں تک کہ آخر کو باغي هوجاتے تھے *

## وزیروں کا بیان

مطلق وزیر یا وزیر اعظم کا کام کاج آسکي حسن لیاقت اور بادشاہ
کي فہم و فراست کي مناسبت سے هوتا تھا اور کبھي کبھي وزیر ایسا
نایب السلطنت هو جاتا تھا کہ کوئي شخص آسکي روک ٹوک نکرسکتا
تھا اور کبھي کبھي اور تمام وزیروں کا افسر سمجھا جاتا تھا بعض وزیروں
کي کچہریاں علحدہ هوتي تھیں مگر اِن محکموں کے کار و بار ٹھیک
ٹھیک معین نہ تھے تمام لوگ آساني سے باد شاهوں تک پہونچتے تھے
اور بادشاہ اپنے روز مرہ کے عام درباروں میں جنمیں کثرت سے لوگ حاضر
آتے تھے عرضیوں کي تحقیقات کرتے تھے اور بہت سے اور کام انجام دیتے
تھے اگرچہ تھوڑي بہت طبیعت کو انتشار اور وقت کا نقصان تو تھا مگر
یہہ بڑا فائدہ تھا کہ جدے جدے طوروں اور مختلف مختلف طریقوں سے
طرح طرح کے حالات اُنکو دریافت هوتے تھے اور آنکے فیصلوں اور حکومت
کے اصولوں کي شہرت جگہہ جگہہ پہیلتي تھي *

## صوبوں کا بیان

تمام صوبوں کے حکام اپنے اپنے معرضوں میں کارپردازي کے اختیارونکو پورا
پورا عمل میں لاتے تھے اگرچہ ادا کرتے بادشاہ اپنے اختیار و مرضي سے حکام صوبجات
کے اکثر ماتحت عاملوں کو مقرر کرتا تھا مگر وہ عامل حکام صوبجات کے
مطیع تابع رہتے تھے اور اکثر زوار صوبوں میں ایسے هندو سردار هوتے تھے جنکي
حکومت موروثي هوتي تهي اور ایسے سرداروں میں سے نہایت مطیع

سردار محصول ادا کرتے تھے اور اپني خاص فوج اور نئي بھرتي کے ذریعہ سے حاکم کو مدد دیتے تھے اگرچہ بعضے ضروري معاملوں میں وہ سردار اُس حاکم کے اختیار و قدرت میں رھتے تھے مگر اُنکے علاقوں کي معمولي نظم و نسق میں حاکم کو مداخلت نہ ھوتي تھي اور جو سردار اُس کے نہایت خود مختار ھوتے تھے تو وہ عام لوگوں کي طرح نام کو اطاعت کرتے تھے مگر امن و امان کے قایم رکھنے میں شریک و معاون رھتے تھے اور ایسے ایسے خود مختار ایسے ایسے قوي ملکوں اور بڑے خطوں میں ھوتے تھے جو صوبوں کے کناروں اور حدوں پر واقع ھوتے تھے † *

## فوج کا بیان

کسیقدر فوج ایسے لوگوں سے بھرتي کي جاتي تھي جن میں سے ھر ایک کو سرکار سے گھوڑے ملتے تھے اور سرکار اُنکو اُجرت دیتي تھي مگر اکثر فوج ایسي ھوتي تھي کہ وہ اپنے گھروں سے ھتیار گھوڑے لاتي تھي اور چھوٹے بڑے گروہ اُن کے سرداروں سمیت آتے تھے غرض کہ ایک ایک ھوکر نہ آتے تھے دلي کے بادشاھوں کا یہہ قاعدہ نہ تھا کہ وہ راجپوتوں کي طرح سرداروں کو جاگیریں عنایت کریں اور ضرورت کے وقت اپنا کام نکالیں مگر کہتے ھیں کہ فیروز شاہ ‡ تغلق نے پہلے پہل جاگیریں مقرر کیں اور علاءالدین غوري نے جاگیروں کے دینے میں سرداروں کي بغاوت کا اندیشہ کیا اسلیئے کبھي کسیکو جاگیر مرحمت نہیں کي *

اکثر حاکموں کے ماتحت اُس خاص فوج کے علاوہ جو خاص صوبہ سے تعلق رکھتي تھي تھوڑي بہت با قاعدہ فوج بھي متعلق کي جاتي

---

† ایسے موروثي سرداروں کو زمیندار کہتے تھے مگر مسلمان بادشاھوں نے غرور و نخوت کي روسے جودھپور اور اُدے پور کے راجاؤں سے خود مختاروں کو زمیندار کہکر پکارا اور تھوڑے دنوں سے استعمال اِس لفظ کا جاگیر داروں میں شایع ذایع ھوا یہاں تک کہ گانؤں اور پرگنہ کے مقدموں کو بھي زمیندار کہنے لگے ( سٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۹ )

‡ تاریخ فیروز شاہ مصنفہ شمس سراجي

تھي اور شور فساد کي صورتوں میں جدا گانہ فوج بھي امداد کے طریقہ پر بھیجي جاتي تھي اور اُس فوج جدا گانہ کا سردار اُس صوبہ کے حاکم کي برابر سمجھا جاتا تھا بشرطیکہ وہ جداگانہ فوج بہت سي ہوتي تھي *

کبھي کبھي ضرورت کے وقت فراهمي فوج کا حکم صوبوں کے حاکموں پر صادر ہوتا تھا چنانچہ وہ حکام اپنے علاقوں کے زمینداروں سے فوج کي مدد لیتے تھے اور خود صوبہ کي فوج سے تھوڑي بہت اعانت دیتے تھے یہانتک کہ اگر حال اُن کا روپیہ پیسہ سے درست ہوتا تھا تو نئي بھرتي بھي کرتے تھے *

ابتداے حکومت میں مسلمانوں کا یہہ حال تھا کہ حکومت قانون پر پر منحصر تھي یعني قانون حکومت کا تابع نہ تھا بلکہ خود حکومت قانون کے تابع تھي اگرچہ داد رساني کا انتظام و اختیار خلیفہ کے اختیار و قدرت سے خارج نہوتا تھا مگر وہ خلیفہ داد رساني کے مقدموں اور فوجي ملکي کے سارے معاملوں میں قران کے قاعدوں اور پیغمبر کي حدیثوں اور اُن کے جانشینوں کے فیصلوں کا پابند رہتا تھا بعد اُس کے تھوڑي مدت گذر جانے پر مفتیوں اور مجتہدوں کے فیصلوں اور فتووں کے فراهم ہونے سے اصول و قاعدوں کا بڑا مجموعہ فراهم ہوگیا جس کے بتانے جتانے کے واسطے ایک مستقل عہدہ کي ضرورت پڑي اور اُسي زمانہ میں مسلمانوں کي فتوحات کي وسعت سے ایک ایسا عام قانون پیدا ہوا جسکا مخرج قران نہ تھا بلکہ ملکوں کي رسومات اور بادشاهوں کي عقل و هوشیاري سے قایم کیا گیا تھا اور اِن دو مخرجوں کے قایم ہونے سے ایک عدالت قاضیوں کي قایم ہوئي جو شریعت کو قانون اپنا جانتے تھے اور سائل کي درخواست پر فیصلہ کرتے تھے اور قواعد مقررہ کے بموجب کام کو انجام دیتے تھے اور دوسري عدالت کار گذاران سلطنت کي مرتب ہوئي جو کسي قانون معین

کي پابند نه تهي اور اختيار ايسا رکهتي تهي که جو مزاج میں آتا تها وہ کرتي تهي *

ديواني کے معاملے مثل نکاح اور تبني اور وراثت کے بلکه تمام وہ مقدمه جو ملکيت حقيت سے علاقه رکهتے هیں قاضي کے سامنے پيش هوتے تهے اور علاوہ اُن کے ايسے ايسے جرموں کي چهان بين میں بهي قاضي کو مداخلت هوتي تهي جن سے سلطنت کو ضرر نه پهونچے اور رعايا کے امن چين میں خلل نه پڑے *

کارپردازان سلطنت کے اختيارات ايسے ضبط اور خوبي سے قايم نه کيئے گئے تهے جيسے که قاضيوں کے ليئے ٹهرائے گئے تهی مگر هم دليري سے کهه سکتے هیں که منجمله مقدمات ديواني کے ايسے مقدموں میں کار گذاران سلطنت کي مداخلت بيجا نه تهي جن میں ملازمان سلطاني مدعي اور مدعي عليه هوتے هونگے اور نيز اُن مقدموں میں جنکے فريقين قاضي کے قابو سے خارج هوتے هونگے علاوہ اُس کے يهه خيال بهي معقول هی که هندوؤں کے معاملوں میں وہ نقصان اُن کي تجويزوں سے پورے هوتے هونگے جو شريعت سے پورے نهيں هوسکتے اور يهه بهي قياس هوسکتا هی که اراضي اور مالگذاري کے اکثر مقدموں میں مال کے افسروں کو ثالث ٹهراتےهونگے اور فوجداري کے معاملے جيسے باغي سازشي قزاق لٹيرے سرکاري مال کها جانے والے باقي تمام سرکاري مجرم کار پردازان سلطنت کي حکومت سے متعلق هوتے تهے مگر حکام اور اُن کے کارپرداز ايسے مقدموں کے مقيد نرهتے تهے بلکه اور کام بهي کرتے تهے چنانچه جو نالشيں اُن کے سامنے پيش هوتي تهيں وہ ساري سنتے تهے اوراکثر مقدموں میں سرسري فيصله کرتے تهے اور جو مقدمے شريعت سے متعلق هوتے تهے وہ قاضيوں کو سپرد کيئے جاتے تهے اور علاوہ اُس کے وہ مقدمه بهي عدالت شريعت میں منتقل هوتے تهے جن میں اپني دل لگي دلچسپي يا اپني بهلائي بهبودي متصور نهوتي تهي اور قاضيوں کي يهه صورت تهي که مختلف

سلطنتوںمیں اختیارات اُنکے مختلف ہوتے تھے چنانچہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ دارالسلطنت کے علاوہ اطراف و اضلاع کی عدالتوں میں بھی بڑے بڑے مشہور لوگ قضا کے عہدہ پر معزز و ممتاز کیئے جاتے تھے اور اِس سے واضح ہوتا ہی کہ ایسے وقتوں میں تعظیم اُنکی نہایت ہوتی تھی چنانچہ بعض قاضیوں کے صوبوں کے حاکموں سے بمقابلہ پیش آنے سے قدر و اقتدار اُن کا ثابت ہوتا ہی اور کسی وقت میں بات اُنکی ایسی ہلکی پڑتی تھی جیسیکہ آج کل کے قاضیوں کی صورت ہی یعنی نکاح پڑھتے ہیں اور دستاویزوں پر مہریں لگاتے ہیں اور اُن کو اپنے رجسترو میں داخل کرتے ہیں غرض کہ ایسی ایسی خفیف کام انجام دیتے ہیں *

## معابد کا بیان

مذہبی عملہ یعنی امام موذن مسجدوں میں سرکاری ملازم نہ تھے اور مذہبی حکومت بھی قایم نہ تھی یعنی ملاؤں کی حکومت نہ تھی بلکہ جب خود بادشاہ یا کوئی اور آدمی رعیت کا نئی مسجد بنواتا تھا تو امام موذن اور باقی ضروریات مسجد کے لیئے کافی سرمایہ چھوڑتا تھا اور عابد زاہدوں اور فقیر فقرا بلکہ اُن کے مزاروں کے واسطے اوقاف و مصارف مقرر کیئے جاتے تھے *

ہر ضلع میں صدر کے نام سے ایک عہدہ دار معین کیا جاتا تھا اور کام اُس کا یہہ ہوتا تھا کہ وہ سارے مصارفوں اور خصوص اُن وقفوں اور مصارفوں کی نگرانی کیا کرتا تھا جو خاص سرکار کی طرف سے ہوتے تھے اور نگرانی کا مطلب یہہ تھا کہ وہ اغراض اُن سے پوری ہوتی ہیں یا نہیں جن کے لیئے وہ مقرر ہوئے ہیں اور تمام صدروں کا سردار ایک شخص ہوتا تھا جس کو صدرالصدور کہتے تھے اور وقفوں کے سرمایوں کا صرف اُن صدروں کے اختیار پر منحصر ہوتا تھا اور جب کوئی صدر مرجاتا تھا تو جانشین اُس کا وہ شخص ہوتا تھا جسکو وقف کرنیوالا مقرر کرتا تھا

مگر عموماً یہہ صورت تھی کہ مرنے والے کی مرضی پر منحصر ہوتا تھا
اور باوصف اِس کے قرب و جوار کے عالم فاضلوں کی راے بھی شریک
و شامل کی جاتی تھی *

## مولویوں کا بیان

اگرچہ کسی قانون و قاعدہ کے بموجب مولویوں کا کوئی گروہ معین
و مرتب تو نہ تھا مگر ایک گروہ اُن کا ایسا تھا کہ امام موذن واعظ
مدرس مفتی مقنن عموماً بلکہ ہمیشہ اُسی گروہ سے مقرر کیئے جاتے
تھے یہہ لوگ امورات معابد کی نسبت قوانین اور الٰہیات میں زیادہ سند
یافتہ ہوتے تھے اور سند ملنے کا یہہ دستور ہوتا تھا کہ ایسے مولوی
ملاؤں کی مجلس منعقد ہوتی تھی تو لوگوں کے نزدیک مسلم اور
علم و لیاقت کے امتحان لینے کے شایاں و سزاوار سمجھی جاتی تھی
غرضکہ وہ لوگ اُس امتحانی کو نئی بات اسطرح عنایت کرتے تھے کہ
عین مجلس میں فضیلت کی پگڑی بندھواتے تھے اگرچہ اُس وقت اُس
شخص سے کسی طور کا قول و قسم نہ لیا جاتا تھا اور نہ وہ کسی بڑے کا
مطیع و محکوم ہوتا تھا مگر راے عام کی موافقت اور ترجیح و تفوق کی
اُمید اُسکو مزاحم ہوتی تھی *

## فقیروں کا بیان

مذہبی خادموں یعنی مولوی مُلّاؤں کے علاوہ عابد زاہدوں کا ایک
اور گروہ تھا جنکو بلاد فارس میں درویش اور خاص هندوستان میں فقیر
کہتے ہیں خاص خاص لوگوں کے زہد و ریاضت اور تقدس و عبادت سے
جو مسلمانوں میں ایک اچھا گروہ تھا فقیروں کا فرقہ دنبل کی مانند پیدا
ہوا جو اصل بدن سے خارج ہوتا ہی پہلے وقتوں میں ایسے شہیدوں کے
سوا جو خدا کی راہ میں مارے گئے کسی جیتے موئے کو ولی نہ کہتے تھے
مگر بعد اُس کے یہاں تک نوبت پہونچی کہ مجاهدوں ریاضتوں اور
محنتوں عبادتوں کی بدولت جیتے جاگتے عابدوں کو بھی ولی کہنے لگے

غرضکہ لوگ اُن فقیروں کے مرید ہوئے اور مریدوں کے فرقے قایم ہوگئے اور باہمی
امتیاز آن کا ایک بولی کے ذریعہ سے جس سے دوست دشمن پہچانا جاتا
تھا اور گرو کے خاص انچھر سے اور کاٹھے کاٹھے لباس کی تفریق و تمیز وغیرہ
سے معین و مقرر تھا حاصل یہہ کہ منجملہ ان گروہوں کے بہت سے کھوئے
کھائے گئے اور باقی رہے سہوں میں سے نئی نئی شاخیں نکلیں چنانچہ
تھوڑے تھوڑے فقیر اپنے اپنے سر گروہوں کی خدمت میں رہتے تھے اور بعضے
اوقاف و مصارف کی بدولت باہم گھل ملکر اوقات اپنی کاٹتے تھے مگر ہندو
فقیروں کی مانند اپنے رہنے سہنے کے لیئے خانقاہیں نہ رکھتے تھے *

یہہ بات درست ہی کہ پہلے وقتوں میں بڑے بڑے اولیاؤں کے مرید
و خادم آنکی کرامتوں اور پیشین گوئیوں کو بڑی دھوم دھام سے بیان کرتے
ہیں اور آنکی دعاؤں اور مناجاتوں کی تاثیروں کو نہایت زور شور سے
کہتے سنتے ہیں مگر یہہ بات بھی مسلم ہی کہ وہ مکار اور دغاباز نہ تھی
ہاں پچھلے وقتوں میں بعض بعض ایسے کم درجہ کے فقیر ہوئے کہ
مقناطیس اور فاسفورس † وغیرہ کی دواؤں کے خواص و آثار اور بازیگروں کے
شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعہ سے ایسی انہونی باتوں کا دعوے کرتے
تھے جو آدمی کی قدرت سے خارج ہیں *

بڑے پایہ کے فقیروں کی تعظیم بادشاہ بھی کرتے تھی اور ان فقیروں کا
یہہ نقشہ تھا کہ افلاس و ناداری اور زہد و پرہیزگاری کو جتاتے تھی اور
حقیقت میں بڑی عیش و عشرت سے گذارتے تھی اور اگر گذارہ میں
تنگی ترشی برتتے تھی تو غریب محتاجوں کو دیتے تھی غرضکہ مالدار
اور فارغ البال ‡ تھی بلکہ کبھی کبھی ایسی بات اُن کی بن پڑتی تھی اور

---

† یہہ انگریزی ایک دوا کا نام ہی جسمیں اعلی جز اوکسیجن گاس ہوتی ہی
اور یہہ دوا ہوا لگنے سے آگ کے شعلہ کی طرح بھڑک اُٹھتی ہی *

‡ بہاوالدین زکریا ملتانی جو چودھویں صدی میں مر گئے اور اولیاء کرام
میں گنے جاتے ہیں اپنے وارثوں کے لیئے بہت سی دولت چھوڑ گئے برگز صاحب کا
ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۳۷۷

رعب داب اُن کا لوگوں پر بیٹھہ جاتا تھا کہ خود بادشاہ اور اراکین دولت بھی رشک و حسد کے مارے کاوش اُن سے رکھتے تھی چنانچہ تاریخمیں بہت سے واقعے ایسے پائے جاتے ھیں کہ بڑے بڑے مقدس لوگ ایسی سازشوں کی جہت سے مارے گئے جو حکومت کے خلاف اُن سے دیدہ و دانستہ واقع ھوئیں یا شک شبہہ کے طریقے پر سمجھی گئیں § ان عابد زاھد لوگوں کو بڑی رونق اور ترقی تیرھویں صدی اور چودھویں صدی کے آغاز میں ھوئی چنانچہ اُس زمانہ کے اور اُس پچھلے زمانے کے بھی ولیوں کا ادب اور اُنکی تعظیم ابتک ھوتی ھی لوگ اُنکے نام کی قسمیں کھاتے اور اُنکی مزاروں کی زیارت کو جاتے ھیں اور جو لوگ اُنکے پیروھیں اگرچہ ابتدا میں اُنکی تعظیم کی جاتی تھی مگر اب مدت سے اُنکا رعب داب نہیں رہا ھی *

## فاسد عقیدوں کا بیان

عہد مذکور کے باطل خیال اور فاسد عقیدے دین و مذھب کے اصول قاعدوں سے اچھوتے اور محض مخالف تھی چنانچہ نجوم اور سحر اور غیب گوئی وغیرہ جو شریعت کی رو سے ممنوع و ناجائز تھی اور مسلمانوں کے نبی نے اُن کے علم و عمل کی رخصت ندی تھی سارے مسلمانوں

---

§ ابن بتوتہ تیرھویں صدی کے مذکورہ بالا فقیروں کی مثالیں بیان کرتا ھی چنانچہ وہ کہتا ھی کہ میرے وقتوں میں ایک بڑا فقیر اس قصور پر مارا گیا کہ اُسنے غصب سلطنت کا ارادہ کیا تھا اور مجھکو ایسے لوگوں کی بھی ملازمت حاصل ھوئی جو بغاوت سے پاک و صاف اور مکر و فریب سے مبرا اور معرا تھے مگر ایک ایسے صاحب ملے کہ کھانے پینے بدون اپنے جینے کا دعوے کرتے تھے اور ایک ایسے صاحب کشف سے ملاقات ھوئی کہ وہ اُس خلیفہ کے عہد خلافت کی باتیں بیان کرتے تھے جو سو برس پہلے مرچکے تھے منجملہ اُنکے پہلے فقیر صاحب نے جو کھانے پینے کی پروا نکرتے تھے میرے دلکی باتیں بتائیں اور غیب کی چیزیں سنائیں اور دوسرے فقیر صاحب کے ساتھہ لومڑیاں تھیں جو کتوں کی مانند اُنکے پیچھے لگی پھرتی تھیں علاوہ اُنکے ایک شیر اُنکے پاس تھا کہ چیتل کے ساتھہ اُسکی جوڑی تھی فقیروں کے گروھوں اور اُن کی تعظیم و ارشاد کے طور و طریقے اور بڑے بڑے بزرگوں کے حال و حکایت دریافت کرنے کے لیئے ھرک لاٹ صاحب کے ترجمہ قانون اسلام کو دیکھنا بھالنا چاھیئے *

میں پھیل گئے تھی بلکہ یہاں تک نوبت پہونچی تھی کہ هندوؤں کے
طور و طریقی اور علاوہ اُن کے وہ تعصبات اُن کے جو هنود کے دین میں سے
اخذ ہو ئے تھی جگہہ جگہہ شایع ذایع ہو گئے تھی چنانچہ جوگیوں کے
کرشموں کو پکے مسلمان مورخوں نے معجزات مندرجہ قران کی مانند
اپنے حسن عقیدت سے بیان کیا ہی جادو کو سچا جانتے تھی اور شگونوں
اور خوابوں کو اچھا برا سمجھتے تھی باوجودیکہ مذهب میں چھان بین
بھی ہونے لگی مگر اس سریع‌الاعتقادی میں کچھہ خلل نہ پڑا اکبر بادشاہ
بھی اسی قسم کی باتوں کا قایل تھا اور جہانگیر اُسکا بیٹا اُس سے بڑھکر
ان لغویات کا معتقد ہوا مگر بعد اُسکے اورنگ زیب نے ان سب باتوں کی
ایسی تحقیر کی اور اُن کو برا سمجھا کہ کسی نے نہ سمجھا تھا شیعوں
کو دکن میں ایسی ترقی حاصل ہوئی کہ خاص هندوستان میں ویسی
کبھی نہوئی تھی اگرچہ هندوستان خاص میں مخالف فرقوں میں عداوت
نہ تھی مگر دین اسلام کی نسبت بڑے بڑے عقیدوں کی زیادہ دھومدھام تھی
هندوؤں سے کسیقدر نفرت تو تھی مگر پوری پوری عداوت اور کھلی کھلی
نفرت بھی نہ تھی هندوؤں سے جزیہ لیا جاتا تھا اور اس امتیاز کے علاوہ
اور چند امتیاز نا پسندیدہ بھی تھے مگر روک ٹوک اِسبات کی نہ تھی
کہ هندو لوگ اپنے دین مذهب کی رسمیں ادا نکریں معلوم ہوتا ہی کہ وہ
هندو زمیندار اپنی فوجوں کے سردار ہونگے جنکو فوجوں کا سردار لکھا ہے
اور وہ لوگ ایسے سردار نہونگے جو بادشاہ کی جانب سے مقرر ہوتے ہیں
مگر اس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ بہت سے هندو ملکی عہدوں
اور حساب کتاب کے کاموں پر معزز و ممتاز تھی || اور ہم پہلے بیان کر چکے
کہ ہیمو بقال اور مدنی رائے کو اپنی اپنی سرکاروں کے تمام اختیارسپرد

---

|| بابر نے اپنی سرگذشت میں بیان کیا کہ جب میں هندوستان میں داخل ہوا
تو محاصل کے تمام عہدہداروں اور سوداگروں اور کاریگروں کو هندو پایا ( ارسکائن
صاحب کا ترجمہ توزک بابر کا صفحہ ۲۳۲ )

کیئے گئے تھے اور مبارک شاہ خلجي کے عہد دولت میں دربار سلطانتي اور انتظام ملک کے طریقے ہندوانہ تھے *

## هندوؤں کے مسلمان کرنے کا بیان

یہہ تحقیق بہت دشوار هی که کس زمانه میں اور کن صورتونمیں بہت سے هندو مسلمان کیئے گئے هندوستان کي آبادي جو آج کل پائي جاتي هی اُس کے ملاحظه سے امر مذکورالصدر کي چھان بین میں بہت تھوڑي اعانت حاصل هوتي هی اِسلیئے که بنگال کے دور دور کے مشرقي ضلعوں میں مسلمانوں کي تعداد هندوؤں کي تعداد سے بہت زیادہ اور دلي آگرہ کے قرب جوار میں هندوؤں کي گنتي مسلمانوں کي گنتي سے بہت زیادہ پائي جاتي هی § *

اگرچه مسلمانوں کي فوجوں کے خوف و هیبت اور نئے نئے مسئلوں کے شوق و رغبت سے پہلے پہلے بہت سے هندو مسلمان هو گئے مگر جبکه بعد اُس کے مباحثے درپیش هوئے اور مسلمانوں کا تعصب ٹھنڈا هوا تو قیاس چاهتا هی که هندوؤں کو قبول اسلام سے تھوڑي بہت رکاوٹ هوئي هوگي *

آج کل یہہ صورت هے که عام هندوستان کي آبادي کي نسبت تمام مسلمان آٹھویں حصه سے زیادہ نہیں مگر جب یہہ خیال کریں که بہت سے مسلمان اپنے اپنے ملکوں سے هندوستان میں آئے اور یہہ نقل مکان ایک مدت سے برابر جاري رها اور یہہ بھي سمجھیں بوجھیں که آٹھہ سو برس تک ایک ایسے گروہ میں آل و اولاد کي ترقي برابر جاري رهي جنکے عمدہ حالات کي بدولت کنبوں کي پال پوس آسان تھي تو نو مسلموں کي

---

§ بلاد بنگاله میں گنگا کي جانب شرقي تمام آبادي کے نصف سے زیادہ زیادہ مسلمان بستي هیں اور باقي ملک بنگاله کے اکثر حصوں میں کل آبادي کي چوتھائي میں رهتے هیں مگر بہار و بنارس کے مغربي حصه مین بیسویں حصه سے زیادہ نہیں لارڈولزلی صاحب کے سوالوں کو ملاحظه کرنا چاهیئے جنکو سنه ۱۸۰۱ع میں پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا تھا مگر بکانن صاحب مغربي بہار کے مسلمانوں کو ساري آبادي کا تیرهواں حصه بتاتے هیں *

تعداد کم ظاہر ہوگي بلکہ اگر یہہ آٹھواں حصہ سارے تو مسلمون کا تصور کیا جاوے تب بھي اور ملکوں کي نسبت جہاں کہیں مسلمان قابض و متصرف ہوئی تو مسلمانوں کي تعداد بہت تھوڑي ہوگي † *

## ملک کے محاصل کا بیان

محاصل کا سررشتہ غالباً ایسا ھي تھا جیسا کہ آج کل موجود ھی اور ہندوؤں کے عہد حکومت میں موجود تھا اسلیئی کہ جن تبدیل تغیروں کا ارادہ شیر شاہ نے کیا تھا اور بعد اسکو اکبر نے اُنکو پورا کیا تو اُن سے محاصل کے دستوروں کا اُوٹنا پوٹنا مقصود نتھا بلکہ تکمیل اُن کي مقصود تھي مگر یہہ امر ضروري ھے کہ فتوحات جدیدہ کي پریشاني اور غیر ملکوں کے نئے نئے حاکموں کي ناواقفیت سے محاصل کے وصول میں تھوڑي بہت زیادتیاں اور کچھہ کچھہ خرابیاں واقع ہوئي ہونگي *

## ملک و رعایا کے خالات کا بیان

معلوم ہوتا ھے کہ امن چین کے دنوں میں کسي قسم کي مصیبت واقع نہوتي تھي بلکہ ساري رعایا چین سے گذار تي تھي چنانچہ فیروزشاہ کا مورخ جسنے سنہ ۱۳۵۱ سے سنہ ۱۳۹۴ تک تاریخ اُسکي لکھي ھی بہت مبالغہ سے بیان کرتا ھے کہ رعایا کا حال ایسا اچھا تھا کہ مکانات اُنکے عمدہ اور اسباب اُنکی پاکیزہ اور مستورات اُنکي سونے چاندي کے زیوروں سے آراستہ پیراستہ تھیں مگر اسلیئی کہ یہہ خوشامدي مورخ فیروز شاہ کي تعریفیں بہت سي لکھتا ھے تو بہت اعتماد اُسپر مناسب نہیں علاوہ اُسکي یہہ مورخ لکھتا ھی کہ ہر کسان کے پاس ایک عمدہ پلنگ اور ایک اچھا باغیچہ تھا اور اسباب سے یہہ واضح ہوتا ھے کہ مورخان حال کے خلاف اس مورخ نے رعایا کي بودباش پر نہایت التفات اپنا صرف کیا *

---

† آٹھویں حصہ کي مناسبت باھوبي ھملٹن صاحب کے بیانات متعلقہ ہندوستان جلد ایک صفحہ ۲۵ سے لي گئي اگرچہ صاحب ممدوح نے کوئي سند یہاں نہیں بیان کي مگر تمام لوگ اُن کے قول کي تائید کرتے ہیں

عہد مذکور الصدر میں ملک و رعایا کي عام حالت بلاشبہہ تازہ و شاداب ہوگي سنہ ۱۴۲۰ع میں جو نیکالوڈي کانٹي صاحب نے ملکوں کو دیکھا بھالا تو گجرات کا حال آنکھوں دیکھا بڑے مبالغہ سے بیان کیا اور گنگا کے کناروں یا میگنا کے ساحلوں کو ایسے شہروں سے آباد پایا جو پہلے پھولي باغوں کے بیچ میں واقع ہوئے تھے اور شہر معرزیہ کے پہنچنے سے پہلے چار مشہور شہروں پر گذرا اور شہر معرزیہ کو سونے چاندي سے بھرپور اور اقسام جواہرات سے لبریز پایا چنانچہ تائید اُسکے قول کي باربوسا اور بارتیما بھي کرتے ہیں جنہوں نے سولہویں صدي کے آغاز میں سیر و سیاحت کو اختیار کیا تھا منجملہ اُنکے باربوسا کمبوجا کا بیان کرتا ہی کہ وہ شہر ایک عمدہ زرخیز ملک میں واقع اور فلانڈرز کي مانند ساري قوموں کے تجاروں اور کاریگروں اور کارخانہ داروں کا ٹھکانا تھا † اور ابن بطوطہ بھي جس نے محمد تغلق شاہ کے خراب عہد میں سنہ ۱۳۳۳ع یا سنہ ۱۳۴۵ع میں سفر کیا بڑے بڑے آباد شہروں اور قصبوں کي تفصیل بیان کرتا ہی باوجودیکہ جن شہروں پر اُسکا گذر ہوا منجملہ اُنکے اکثر شہروں میں فسادوں کے ہنگامے برپا تھے جس عمدہ حالت میں فساد سے پہلے یہہ ملک ہوگا وہ اُسکے بیان سے مترشح ہوتي ہی *

اگرچہ بابر نے ہندوستانکو ناپسند کیا اور بچشم حقارت اُسکو دیکھا جیسیکہ اب بھي یورپ کے رہنے والے پسند اُسکو نہیں کرتے مگر سولہویں صدي کے آغاز میں اُسنے بہت عمدہ ملک اُسکو پایا اور اُسمیں سونے چاندي ‡ کي فراواني اور آبادي اور ہر قسم کے پیشہ کے سوداگروں اور کاریگروں کي بے پایاني دیکھکر کمال متعجب ہوا § *

---

† واضح ہو کہ بارسوسا نے کتاب رموزیو کي جلد ایک اور صفحہ ۲۸۸ اور بارتیما نے اُسي جلد کے صفحہ ۱۲۷ میں گجرات کا حال بھي ایسا ہي بیان کیا جیسا کہ کمبوجا کا حال اُنھوں نے لکھا

‡ ارس کائن صاحب کا ترجمہ تزوک بابري کا صفحہ ۳۲۰ و ۳۳۳

§ ایضا صفحہ ۳۱۵ اور ۳۳۲ ہندوستانکي آبادي شادابي کے مقدمہ میں جو جو بیان لکھے گئے اُنکے خلاف و مقابلہ پر بابر کا یہہ بیان تحریر کے قابل ہی کہ اُسکے وقتوں

تمام هندوستان کا وہ حصہ جو اُس زمانہ میں هندوؤں کے قبضہ میں تھا پیداوار و محاصل کي حیثیت سے اُس حصہ سے کچھہ کم نتھا جسپر مسلمان قابض تھے تیمور لنگ کے پوتے کا ایلچي عبدالرزاق جو سنہ ۱۴۴۲ع میں بصیغہ وساطت هندوستان کو ایا تھا † هندوستان کے جنوبي حصہ کے سیر و تماشے میں مصروف ہوا اور اُسنے بھي هندوستان کے مداحوں سے موافقت کي غرض کہ اور سب لوگ اسبات پر متفق هیں کہ هندوستان کي ولایت سر سبزو شاداب تھي بیجا نگر کے دیکھنے والے بیجانگر کي چوڑائي چکلائي اور حسن و صفائي کو بڑے مبالغہ سے بیان کرتے هیں چنانچہ بیان اُنکا شہر کي زیب و زینت اور شہر والوں کي مال و

میں کالپي اور کڑہ مانک پور کے پاس پڑوس میں جنگلي هاتھیوں کي دھاڑیں جابجا پھرتي تھیں اور مقام گولراس مالوہ کے مشرق میں هاتھیوں کے بڑے ریوڑ سے اکبر کي مٹھہ بھیڑ هوئي ( برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ ) فرشتہ بیان مذکورالصدر سے یہہ سمجھا جاتا هی کہ یہہ شہر اُس زمانہ میں جنگلوں کے بیچ رهاں بستے تھے جہاں هاتھیوں کي ریوڑ چلتے پھرتے تھے مگر بعد اُسکے وہ جنگل کٹ کٹاکر صاف هوگیا هاں میرے یہہ راي هی کہ مسلمان شکار بازوں کي سعي و محنت سے جنگلوں کي صفائي وقوع میں آئي کچھہ ترقي ملک کي بدولت وہ واقع نهیں هوئي ابن بطوطہ اپني کتاب سیر و سیاحت میں جو توزک بابر سے دو سو برس پہلے لکھي گئي یہہ بات لکھتا هی کہ منجملہ اضلاع خاص هندوستان کے کڑا اور مانک پور دو ضلع نهایت آباد اور بغایت شاداب تھے ( لي صاحب کا ترجمہ ابن بطوطہ کي کتاب کا صفحہ ۱۱۹ ) چھوٹے چھوٹے جنگل اور پہاڑوں کي ٹیکریاں هاتھیوں کے رهنے سہنے کے لیئے کافي وافي هونگي اور کہیں کہیں کھیت کیاروں پر کھانے پینے کي غرض سے هاتھي بھي چلتے پھرتے چلے جاتے هونگے باقي یہہ شبہہ کہ هاتھیوں کے رهنے سہنے اور لوگوں کے بسنے رسنے میں مخالفت هی یعني جہاں هاتھي رهتے هیں وهاں بستي نهیں بستي یوں رفع هوسکتا هی کہ راے محل کے پہاڑوں میں جو بنگالہ کے آباد شہروں کے پاس واقع هی گینڈوں کے ریوڑ رهتے هیں اور برار کے چوڑے چکلے جنگل میں نام و نشان اُنکا پایا نهیں جاتا هاں دو چار هاتھي تو پڑے پھرتے هیں اور اُنکي نسبت یہہ تصور هوسکتا هی کہ وہ حقیقت میں پالتو هاتھي تھے مگر مست هوکر جنگل میں بھاگ آئے اور وهیں رهنے سہنے لگے

† مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۱۸ *

دولت اور راجه کي شان و شوکت کے مقدموں میں اُن مورخوں کے بیانوں سے مساوي هے جو دلي قنوج کي تعریفیں کرتے هیں † *

بهت سے مورخوں نے بهت سے شهروں کا بیان کیا چنانچه ابن بتوته شهر مدورا واقع اخیر جزیره نماے گجرات کو دلي کي مانند بتاتا هے اور جب که اُسنے اُس شهر کو دیکها تها تو مسلمانوں کي فتح ہر جزیره نماے مذکور کي بابت بهت تهوڑا عرصه گذرا تها اور یهي مورخ بیان کرتا هے که سارے ملیبار میں دو مهینے کي راه تک کوئي زمین ایسي نه دیکهي جو مزروعه نتهي اور باشندوں کا یهه نقشه تها که هر شخص کے پاس ایک باغیچه اور هر باغیچه کے وسط میں رهنے کا گهر اور خود باغیچه کے چاروں طرف کٹهرا کاٹهه کا سدهارا سنوارا تها ‡ *

غرضکه سمندر کے بندر گاهوں کو مورخوں نے بهت سراها چنانچه هندوستان کے دونو کناروں کے بندر گاهوں کو بڑے بڑے شهر بیان کیئے جنمیں جگهه جگهه کے سوداگر آتے جاتے اور رهتے سهتے تهے چنانچه افریقه اور ایران اور چین اور عرب کے سوداگر جهازوں کے ذریعه سے باهم تجارت کرتے تهے § اور علاوه ان کے خاص ملک والوں کي باهمي تجارت کناروں پر اور ملک کے اندر هوتي هے *

خوشامدي مورخوں نے پچهلے بادشاهوں کے حالات ایسي خوشامد درآمد سے بیان کیئے که آن کے دیکهنے بهالنے سے پهلے بادشاهوں کي

---

† عبدالرزاق نے بیجانگر کا بیان ایسي آب تاب سے کیا که دهوم دهام اُسکي اُس بیان کي تیپ و تاپ سے زیاده هے جو الف لیله میں شاهزاده احمد کے قصه میں پائي جاتي هے اور معلوم هوتا هے که وه قصه اِسي شهر کے بیان سے لیا گیا اور کانتي صاحب نے اُسکي چوڑائي چکلائي ایسي فرمائي که محیط اُسکا ساٹهه میل کا هے مگر بارتیما نے محیط کو سات میل کا اور خود شهر کو شهر ملن کے بهت مشابه بتایا هے *

‡ لی صاحب کا ترجمه ابن بتوته کي کتاب کا صفحه ۱۶۶ *

§ ایران اور عرب اور پاس پڑوس کے ملکوں کے جهازوں کے علاوه ملیوار کے اکثر بندروں میں چین کي بڑي بڑي کشتیاں آتي جاتي تهیں — ابن بتوته کي تاریخ صفحه ۱۶۹ اور ۱۷۲ *

فتوحات اور ترقیات انکوں سے کرگئیں چنانچہ ایک مورخ اپنے ممدوح کی نسبت بیان کرتا ہی کہ اُس نے ڈاک چوکي نکالي اور دوسرا مورخ اپنے ولي نعمت کو شارع عام کے بنانے اور کاروان سرایوں کے چنانے اور رستوں میں دوطرفہ درختوں کے لگانے کا موجد بتاتا ہی اور ابوالفضل نے ہندوستان کي نئي نئي ایجادوں کو اکبر سے منسوب کیا اور ابن بطوطہ کے بیان سے واضح ہوتا ہی کہ محمد تغلق کے عہد و دولت میں گھوڑوں کي ڈاک چوکي ایجاد ہوئي باقي پیادوں کي ڈاک چوکي جب سے مقرر ہوئي کہ دیہات کا انتظام پدھان اور مقدموں کي راے اور تجویز پر سرکاري انتظام کے علاوہ برابر چلا آتا ہی † یہہ مانا کہ راہوں کي راستي درستي کو شیر شاہ نے رونق بخشي مگر ابن بطوطہ نے شیر شاہ کے عہد و دولت سے دو سو برس پہلے ملیبار کے کنارے کے بڑے حصہ میں جو اُس زمانہ میں ہندوؤں کا مقبوضہ تھا تمام شارع عام کو سایہ دار درختوں کے سایہ میں پایا تھا اور معین معین فاصلوں پر مہمان سرائیں آباد اور کنوئیں چلتے ہوئے دیکھے ایک کتبہ کے دیکھنے سے جو حال میں ہاتھہ آیا اور عیسی علیہ السلام کي ولادت سے تین سو برس پہلے کا ہی یہہ امر واضح ہی کہ اُسوقت کے راجہ نے شارع عام کے کناروں پر درختوں کے لگانے اور اور کنوؤں کے کھدوانے کا عام حکم جاري کیا تھا *

## سکوں کا بیان

اگرچہ ابوالفضل نے نہیں لکھا مگر سنا گیا کہ پہلے پہل اکبر ہي نے سونے چاندي کے سکہ کو ہندوستان میں رواج بخشا مگر بلا شبہہ یہہ قول ایسا ہی کہ تمام تاریخوں کے مخالف ہی یہاں تک کہ اگر یہہ ہي مانا جاوے کہ پہلے سے ہندو سونے چاندي کا سکہ نرکھتے تھے تو یہہ امر ضروري ہی کہ سنہ عیسوي کے شروع میں اُنھوں نے اُن یونانیوں سے

† ہرگانؤں کا دستور ہی کہ ایک شخص اُس میں عام قاصد ہوتا ہی اور کارروائي اور کفایت شعاري کي ضرورت سے ضلع کا چودھري اپنے ضروري خطوط اور احکاموں کو عام قاصدوں کے ذریعہ سے گانؤں گانؤں جاري کرتا ہی

لیا ہوگا جو بلخ پر قابض متصرف ہوئی تھے ‡ علاوہ اُسکے غزنی والوں نے بھی ایسی رواج کو ہاتھہ سے ندیا ہوگا جو سامانی خاندان کے عہد سلطنت اور خلیفوں کے ایام خلافت میں برابر جاری رہا اور قطع نظر سب سے بارسٹن صاحب کے سکجات موسومہ شاہان دہلی میں شمس الدین التمش کا سکا پایا جاتا ہی جو سنہ ۱۲۳۵ ع میں مرگیا ‡ *

اگر مختلف سکوں کی قیمت قرار دی جاوے تو ایسا شخص اُسکو قرار دے سکتا ہی جو مختلف سکوں کی پرکھہ رکھتا ہو اور اِس معاملہ کی کھوٹی کھری سمجھتا ہو اور باوصف اِس کے غور و فکر سے بھی تشخیص قیمت کرسکتا § ہووے خلیفوں کے وقتوں میں دینار درم کا

---

† پرنسپ صاحب کے عمدہ نقشوں کے پندرھویں صفحہ اور ایشیاٹک سوسئیٹی کے روز نامچہ کلکتہ تحقیقات مندرجہ صاحب موصوف کو دیکھنا چاہیئے

‡ بارسٹن صاحب کی کتاب حالات ایشیا صفحہ ۵۲۱

§ قیمتوں کی تغیر تبدیل کا حال اِس بیان مفصل سے واضح ہوگا کہ خلیفوں کے عہد خلافت کا دینار پانچ روپیہ سوا پانچ آنہ کے لگ بھگ ہوتا تھا ( بارسٹن صاحب کی کتاب صفحہ ۱۷ ) ابن بتوتہ کے وقتوں میں مشرقی دینار سے مغربی دینار ایسی مناسبت رکھتا تھا جیسی کہ چار ایک سے نسبت رکھتا ہی یعنی مشرقی دینار مغربی دینار کا چوتھائی تھا اور معلوم ہوتا ہی کہ مشرقی دینار تنکا کا عشر یعنی اُس کے دسویں حصہ کی برابر تھا اگر اُس زمانہ کے تنکا کو اکبری روپیہ کے برابر تصور کیا جاوے تو سوادو پنس یعنی اٹھارہ پائی کے ہوتا ہی ( واضح ہو کہ اگلی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہاں سوادو شلنگ کی جگھہ سوادو پنس سہو سے لکھا گیا اور سوادو شلنگ کے اٹھارہ آنہ ہوتے ہیں مترجم ) کابل میں زمانہ حال کا دینار ایسا کم قیمت ہی کہ دو سو دینار ایک عباسی کے برابر ہوتے ہیں جو ایک اٹھنی سے بھی کم قیمت ہوتی ہی فرشتہ والا بیان کرتا ہی کہ علاءالدین کے عہد سلطنت میں ایک تنکا پچاس جیتل کی برابر تھا جو ایک تانبی کا سکھہ پیسہ کی برابر بنایا جاتا تھا اور محمد تغلق کے زمانہ میں وہی تنکا ایسا ذلیل ہوا کہ سولہ پیسہ کی برابر پڑا اور معلوم ہوتا ہی کہ تنکا اُس زمانہ میں زمانہ حال کے روپیہ کی جگھہ برتا جاتا تھا اور جب کہ مقدار اُس کی روپیہ کے مناسب تھی تو شاید قیمت بھی برابرھی ہوگی اکبری روپیہ کھری چاندی کے لحاظ سے ۵ء ۱۷۲

رواج تها اوربعد اُن کے تنخا‡ نے رواج پایا جس کے ٹکڑے جیتل اور داموں
کے نام سے مشہور هوئی بعد اُس کے شیر شاہ نے تنخا کا نام روپیا رکها
اور اکبر نے اُس کو موقوف نکیا اور مول تول اُس کا ایسے تناسب سے
قایم کیا کہ مغلوں کي حکومت تک جوں کا توں قایم رها اور آج کل کے
مروج روپیہ کے وزن و مقدار کي وهي بیخ و بنیاد هی *

## عمارتوں کا بیان

اُن پرانی عمارتوں کے دیکھنے بہالنے سے جنکو مسلمان باد شاهوں نے
یادگار اپنا چهوڑا یہہ بات دریافت کرسکتے هیں کہ اُن لوگوں نے فنون
عمارت میں کس قدر مہارت بہم پهونچائي تهي اور اُنکي سعي و محنت
کي بدولت فن عمارت کي ترقي کس مرتبہ کو پهونچي تهي چنانچہ
قطب صاحب کے پاس اُس نا تمام مسجد کي محرابیں جو آج تک
برابر چلي آئي هیں علاوہ بلندي اور ایسے عمدہ کتبوں سے آراستہ پیراستہ هونے
کے جو طرح طرح کے بیل بوٹوں سے مزین و مرتب هیں اِس وجہہ سے

---

چوکهي چاندي کے جوڑں کے برابر هوتا تها اور چالیس داموں یا پیسوں پر منقسم تها
اور هر دام یا پیسا ۱۹۱ء۵ تانبی کے جوڑں کي برابر تها اور هر دام پچیس جیتلوں
پر منقسم تها جو غالباً ایسے سکے کا نام هی جو ٹکسال میں ڈهالہ نجاتا تها انگلستان
کي ملکہ الزبیتهہ کے زمانہ کا شلنگ کهري چاندي کي روپے ۸ ء ۸۸ جو کے دانوں
کا تها اکبر کے عہد سلطنت کا روپیہ انگریزي سکہ کے حساب سے ایک شلنگ
ساڑے گیارہ پنس کا تها اکبر کا سکا اور اُس کے سکہ کا سانچا سلاطین مغلیہ کي قلمرو
میں پچهلي صدي کے نصف تک یعني بادشاهي کي تباهي سے پہلے زمانہ تک قایم رها اور
کسي قسم کي تبدیل اُس میں واقع نهوئي بعد اُس کے بہت سي ٹکسالیں قایم هوئیں اور
کهوٹی کهرے سکهہ نکلنے لگے ایک سو چهتر جو چوکهي چاندي اُس روپیہ میں موجود
هی جو کمپني کي قلمرو میں آج معمول و مروج هی اور وہ روپیہ بتیس ٹکہ یعني
چونسٹهہ پیسونکو بکتا هی اور هر پیسہ تانبی کے سو جوڑں کي برابر هی

‡ احتمال هی کہ تنخواہ مروجہ کي اصل یهي تنخا هو اور اُسکو واؤ معدولہ سے
لکهتے هونگے بعد اُس کے بلفظ تنخواہ مستعمل هوا اور رفتہ رفتہ شاعروں کے استعمال
میں پهونچا چنانچہ مخلص کاشي اور سلیم قاپي کے شعروں میں پایا جاتا هی واللہ
اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

بهي بیان کے قابل هیں که وه پہلے وقتوں کي نوکدار محرابوں کے نمونه هیں † منجمله اُن کے بیچ کي محراب ازروے کتبه مکتوبه سنه ۵۹۴

† سنه ۱۲۱۰ اور سنه ۱۲۳۶ ع کے درمیان میں شمس الدین التمش نے اُس مینار کو پورا کیا جو قطب صاحب کي لاٹهه سے مشهور و معروف هی اور اُسکے دروازوں کي محرابیں نوکدار هیں نئي پراني دلي کے گنبدوں کے دیکهنے سے هندوستان کے فن عمارت کا حال اگلا پچهلا دریافت هوجاتا هی جسکے ذریعه سے مشرقي فنون عمارت کي تاریخ میں بصیرت حاصل هوسکتي هی

یهه مسجد ابتدا میں ایک مندر تها جسکو راے پتهورا نے سنه ۱۱۴۳ع مطابق سنه ۵۳۸ هجري کے بنایا تها سنه ۵۸۷ هجري مطابق سنه ۱۱۹۱ ع کے جب قطب الدین ایبک سپه سالار نے دلي کو فتح کیا تو اُس مندر کو مسجد کرلیا مگر کچهه عمارت نهیں بنائي صرف شرقي دروازه پر فتح نامه کهود کر لگا دیا جو ابتک موجود هی سنه ۵۹۲ هجري مطابق سنه ۱۱۹۵ ع کے سلطان معزالدین نے مسجد کي عمارت بنانے کا حکم دیا چنانچهه شمالي دروازه پر یهه حکم کنده هی بموجب اُس حکم کے پانچ در کي مسجد بنائي گئي اورسنه ۵۹۴ هجري مطابق سنه ۱۱۹۷ ع کے ختم هوئي چنانچهه بیچ کي محراب کے جنوبي بازو پر یهه تاریخ کنده هی بعد اسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو وسیع کرنا چاها اور سنه ۶۲۷ هجري مطابق سنه ۱۲۲۹ ع کے اس مسجد کے دونوں طرف تین تین در اور بنائے سنه ۷۱۰ هجري مطابق سنه ۱۳۱۰ ع کے سلطان علاؤالدین محمد شاه خلجي نے جانب جنوب بهت عالیشان دروازه اس مسجد کے لیئے بنایا پهر اُسي بادشاه نے اس مسجد کے اور زیاده وسیع کرنیکا حکم دیا چنانچهه دوسرا مینار اور جانب شمال نو در اور بنانے شروع کیئے جو ناتمام رهگئے

لاٹهه کا حال که در اصل اسکا باني کون هی نهایت مشتبهه هی اسمیں کچهه شک نهیں که اگلے زمانوں کے مسلمانوں کي عادت تهي که مسجد کے قریب ایک بلند مینار بناتے تهے جو ماذنه کهلاتا تها اور یهه ایک ایسا قرینه هی جس سے یقین هوسکتا هے که اس لاٹهه کے باني مسلمان هوں مگر یهه بهي مشهور هی که اس لاٹهه کا پهلا درجه راے پتهورا کا بنایا هوا هی اور جوکه اس لاٹهه کا پهلا دروازه شمال رویه هی جیساکه هندوؤں کے مندروں کا هوتاهی اور نیز اس درجه پر زنجیروں میں گهنٹے لٹکتے هوے پتهروں پر کهدے هوئے هیں جسطرح که راے پتهورا کے مندرکي تمام عمارتمیں کهدے هوئےهیں اور نیز اس درجه پر اُسیطرح کا فتحنامه قطب الدین ایبک اور معزالدین سام کے نام کا لگا هوا هی جسطرح که مندر کے شرقي دروازه پر لگا هواهی اِس لیئے شبهه هوتا

هجري مطابق سنه ۱۱۹۷ ع کے سنه مذکور میں پوري هوئي تهي علاوه
اُس کے پچهلے وقتوں میں اکبر سے پہلے بادشاهوں کي عمارتوں میں نوکدار
محرابیں اکثر پائي جاتي هیں چنانچه اُن سے صاف واضع هوتا هی
که معمار اُس زمانه کے کسي طرح کا گنبد نهیں بنا سکتے تهے مسجدوں کي
یهه قطع تهي که چار چار ستونوں پر ایک ایک گنبد چهوٹا سا قایم کرتے تهے
اور ایسے ایسے چهوٹے گنبد بهت سے هوتے تهے غرض که ساري مسجدوں
کي صورت ایک ایسی تنگ رسته کي مانند هوتي تهي جو متواتر
ستونوں کے بیچ میں واقع هووے اور بے تکلف چوڑائي اُس میں پائي
نجاوے *

غالب یهه هی که وه صورت جو ابتداے حال میں مسجدوں کے لیئے
قرار دي گئي تهي مذکوره بالا صورت بهي اُسیکي مانند اُنهیں کاریگروں
نے اختیار کي هوگي جو بڑے بڑے گنبدبهي بناسکتے تهے چنانچه دلي کي
کالي مسجد اُسي پراني طرز پر چهوٹے چهوٹے گنبدوں سے بنائي گئي
باوجودیکه فیروز شاه تغلق کے زمانه یعني سنه ۱۳۸۷ ع میں طیار هوئي
اور غیاث الدین تغلق کے مقبره پر جو سنه ۱۳۲۵ ع میں هوگیا بڑا بلند
اور عمده گنبد قایم هی † *

---

هی که یهه پہلا درجه شاید هندوؤں هي کا بنایا هوا هی مگر دوسرے درجه پر جو
کتبه لگا هوا هی اُس سے صاف ثابت هی که باقي درجے اس لاٹهه کے سنه ۶۲۷ هجري
مطابق سنه ۱۲۲۹ ع کے سلطان شمس‌الدین التمش نے بنائے سنه ۷۷۰ هجري مطابق
سنه ۱۳۶۸ ع کے فیروز شاه نے اور سنه ۹۰۹ هجري مطابق سنه ۱۵۰۳ ع میں فتح خاں
بعهد سلطان سکندر بهلول اور سنه ۱۸۲۹ ع مطابق سنه ۱۲۲۵ هجري کے گورنمنٹ
انگریزي نے اس لاٹهه کي مرمت کي سال حال سنه ۱۸۶۷ ع میں اس لاٹهه پر بجلي
گري اور شق هوگئي اور گورنمنٹ انگریزي نے اُسکي مرمت کر دي ( مترجم )

† گنبدوں کا نقشه یوناني عمارتوں سے مسلمانوں نے بلا شبهه اوڑایا مگر جب
که هندوستان میں رواج اُسکا هوا اور مسجدیں تعمیر هوئیں تو اُنکا بیروني رنگ
روپ والي سوفیه کے یوناني گرجا سے نهایت دلچسپ اور عمده پایا گیا

اگلے وقتوں میں پہلے چپٹے گنبد بنتے تھے مگر جہانگیر اور شاہجہاں کے وقتوں میں کچھہ کچھہ اُوبہرنے لگے تھے یہاں تک نصف کرہ سے زیادہ گول اور اُونچے ہونے لگے اور آسطوانوں پر قرار اُنکو دیا گیا مختلف زمانوں کی محرابیں بھی مختلف ہیں چنانچہ اگلے وقتوں کی محرابیں سیدھی سادھی اور قوم گاتھک کی طرز و انداز پر اور پچھلے وقتوں کی محرابیں نعل و بیضہ سے زیادہ گول و مدور اور بیل بوٹوں سے مزین و منقش پائی جاتی ہیں یہانتک کہ اکبر کے بعد کی عمارتیں پہلی عمارتوں کی نسبت بلند اور شاندار اور خوش نما دیکھی گئیں اور بھدی اور بھونڈی ہونے کے باعث سے پہلی عمارتوں کا اثر بھی دیکھنے والوں کی طبیعتوں پر بہت کچھہ ہوتا ہی † *

اگرچہ ہندوستانی اور طرز گاتھک کی عمارتوں میں نوکدار محرابوں اور کھڑکی دروازوں پر خاص قسم کے بیل بوٹوں کے بنانے اور بعض اور باتوں کے باعث سے ایسی مشابہت قایم ہوتی ہی کہ بادی‌النظر میں اُسکے دیکھنے سے ہر شخص کو حیرت ہوتی ہی مگر ہندوستان کی عمارتوں میں گنبدوں اور افقیہ خطوط کے جگہہ جگہہ ہونے اور اُنکو بڑی شان و عزت کی بات سمجھنے کے باعث سے دونوں طرزوں کی مخالفت واضح ہوتی ہی منجملہ اُنکے خصوص بہت پرانی عمارتیں جو طرز گاتھک سے بہت سی باتوں میں مشابہہ ہوتی ہیں اس خاص طرز سے مخصوص ہیں کہ اُن میں پتھر کے چھجے لگے ہوتے ہیں جو پتھر کے توڑوں کے سہارے قائم کیئے جاتے ہیں اور گاتھک وضع کی عمارتوں میں چھوٹی سی کانس لگی ہوتی ہی *

---

† بشپ ہیبر صاحب نے اپنے روز نامچہ جلد ایک صفحہ ۵۲۵ میں لکھا ہی کہ پٹھان لوگ اپنی عمارتوں کو دیووں کی مانند بڑی بڑی چوڑی چکلی بنیادوں اور آثاروں پر قایم کرتے تھے اور جوہریوں کی مانند نقش و نگاروں کی زیب و زینت پر سب کو تمام کرتے تھے اور باوصف اسکے کہ نقش نگاروں کی آراستگی اور بیل بوٹوں کی پیراستگی سے مکانوں کی مناسبت پر وہ مقام بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں مگر وہ بیل بوٹے اصل عمارت کے بھونڈے بھدے پن کو کھو نہیں سکتے

برجوں اور کنگوروں کي کثرت سے هندوستاني عمارتوں اور گاتهک وضع کي عمارتوں میں زیاده مشابهت اس لیئے نهیں پائي جاتي که هندوستاني عمارتوں میں برجوں کي نوکیں کاهے کاهے نکالتے هیں اور جب کبهي نکالتے هیں تو بهت تهوڑي نکالتے هیں بلکه همیشه برجیاں ایسے گنبد پر ختم هوتي هیں جو بعض اوقات برجوں کے محیط سے باهر نکل جاتا هی *

## پهلے مسلمانوں کے رنگ روپ اور چال ڈهال کا بیان

پرانے وقتوں کے مسلمان نهایت تنومند اور سرخ رنگ اور بغایت قوي اور تندرست هوتے تهے اور موٹے جهوٹے کپڑے کے تنگ کرتے پهنتے تهے اور همیشه چمڑے کے موزے پهنا کرتے تهے اور اورنگ زیب کے عهد دولت کے مسلمان دبلے پتلے اور کالے پیلے تهے اور مهین ململ کے جامه چین دار اور اتنے نیچے پهنتے تهے که اُن کي زردوزي جوتیاں دامنوں تلے چهپ جاتي تهیں مگر یهه تحقیق دشوار هی که پرانی طرزوں میں کب سے تهوڑا تهوڑا تغیر واقع هوا جسکے تغیر سے طور و طریق بهي بدل گئے *

غالب هی که جب مسلمانوں کو غور و غزني سے کچهه واسطه علاقه نرها تو یهه تغیر واقع هوا چنانچه ابن بتوته نے لکها هی که چودهویں صدي کے نصف پر پان کهانے نے رواج پایا اور باورچي خانوں میں کهانوں کو تلاون نصیب هوا غرض که طور طریقوں میں تغیر نے راه پایا اور جب که بابر نے سولهویں صدي میں مسلمانوں کی چال چلن کو ویسا نپایا جنکا وه معتاد اور خوکرده تها تو سخت حیران رها † مگر غالب یهه

---

† بابر کا بیان اس لیئے دلچسپ هے که اُسنے ایسے تعصب سے لکها هی جو کابل یا یورپ سے نئے آنے والوں میں پایا جاتا هے بابر بیان کرتاهی که هندوستان ایسا ملک هے که اُسمیں عیش و عشرت کي وه باتیں نهیں جنکي خوبي سے وه مرغوب هووے وهاں کے رهنے والے خوب صورت نهیں اور ملنے جلنے کے لطف اور اُٹهنے بیٹهنے کي خوبي سے محض ناواقف هیں اور عقل اُنکي سلیم اور فکر اُنکي صائب اور طور اُنکے پسندیده نهیں اور حسن مروت اور درد و رنج کي شراکت سے نا آشنا هیں اُنکي دستکاریوں میں کوئي جدید ایجاد اور نقاشي معماري میں کوئي هنر پایا نهیں جاتا گهوڑے برے اور کهانے کا گوشت برا اور پهل پهلاري سے محروم اور تربوز و انگوروں سے بے نصیب

هی که خاندان تیمور کي تخت نشیني سے بہت زیادہ تغیر ظہور میں آیا اسلیئے که اُزبکوں اور افغانوں کے بغض و عداوت اور ایرانیوں کے ساتھہ مذهبي تعصب کے باعث سے باهر کے لوگونکا انا جانا مسدود هوگیا ‡ *

اکبر نے صاف صاف اسباب کو منجمله تدبیروں مملکت کے قرار دیا تھا که مسلمانوں کي چال ڈھال اُن لوگوں کے چال چلن کے مشابہہ هوني چاهیئے جو هندوستان کے اصل باشندے هیں *

غالب هی که جب سی هندو مسلمانوں کا ملنا جلنا شروع هوا تب سی مسلمان ایسے روکھے سوکھے اور تیکھے پھیکے نرهے تھے جیسی که آپس کے میل جول سے پہلے چلے آتے تھے مگر تھوڑي مدت گذرنے پر تاثیر اس میل جول کي حاکمونپر ظاهر هوئي چنانچه محمود اور اُسکے جانشینوں کے وقتوں کي نسبت غلام باد شاهوں کے وقتوں میں ظلم و ستم کي باتیں زیادہ ظہور میں آئیں اور بعد اُنکے جو ظلم و ستم پچھلي سلطنتوں میں واقع هوئي وہ خاص خاص حاکموں کے باعث سے وقوع میں آئي یا بیگانه ملکوں کي فوجوں کے سبب سے پیدا هوئي باقي خاندان تیمور کے اکثر بادشاهوں کي حکومت کے طور طریق اُن باد شاهاں یورپ کے طرز و اندازوں کے قریب قریب پهونچتي تھي جنکي حکومتیں نرم اور معتدل تھیں *

## مسلمانوں کے علم و زبان کا بیان

مسلمانوں کا خاص علم اُس زمانه میں زیادہ مروج هوا جسکا حال اب لکھا جاویگا یعنے اکبر کے عهد دولت میں اُس علم نے ترقي پائي اور

اور ٹھنڈي هوا پانے سےکوسوں دور اور بازار اُنکے اچھي غذاء وبساط سے خالي اور حمام اور مدرسوں سے بے نشان اور شمع مشعلوں سے ناکام هیں یهانتک که کسي گھر میں شمع دان کا نشان پایا نهیں جاتا بعد اُسکے اُن برے بهونڈے چیزوں کي هنسي کرتا هی جو اِن عمدہ چیزوں کي جگهه برتي جاتي هیں ( ارسکائن صاحب کا ترجمه توزک بابر کا صفحه ۳۳۳ ) *

‡ فرشته مغربي لوگوں سے یهاں تک واسطه علاقه منقطع هوا که او رنگ زیب اُن ایرانیوں کو جو هندوستان کے مسلمانوں کا اصل نمونه هیں اکھڑ گنوار کهتا هے اور ذلیل لقب کے لگائے بدون اُنکے نام نهیں لیتا هے جیسے جنگلي وحشي *

بعد اُس کے تنزل کو پہونچا اگرچہ مسلمانوں نے دقیق دقیق علموں میں هندوؤں اور یورپ والوں سے عمدہ عمدہ باتیں حاصل کیں مگر عہد مذکور کے بعد کوئي فارسي تصنیف ایسي هندوستان میں پائي نہیں جاتي جو نہایت عمدہ اور تحسین و آفرین کے شایان هووے *

مسلمان مورخوں کو شنسکرت کے مورخوں پر تاریخ نگاري میں فوقیت حاصل هی مگر یہہ بات اُن کو عرب والوں کي بدولت حاصل هوئي اگرچہ مسلمان مورخوں کي تاریخوں میں معمولي مضمونوں پر بہت سي لنبي چوڑي تقریریں پائي جاتي هیں اور وہ دلچسپ اور ضروري باتوں اور دقیقہ سنجي اور نکتہ سمجھني اور حکیمانہ راے و تجویزوں سے معرا و مبرا اور کہیں کہیں یاوہ گوئي اور بیہودہ سرائي سے مشحون و معمور هیں مگر واقعات کا سلسلہ ایسا برابر هی کہ کسي مقام سے منقطع نہیں هوتا علاوہ اس کے علم جغرافیہ سے معمور اور اوقات تواریخ کے تعین و تقرر میں آمادہ اور سندوں کے حوالہ دینے میں نہایت مستعد هیں غرض کہ امور مذکورہ بالا کي نظر سے برهمنوں کي بیہودہ کہانیوں پر نہایت فوقیت رکھتي هیں *

یہہ بات اچنبھے کي هی کہ هندوستاني مسلمانوں کي زبان کي اصل و حقیقت جو آج کل هندوستان میں بولي جاتي هی اور لوگوں کو بہت کم معلوم هی *

جب کہ دلي کي سلطنت قایم هوئي اور بیخ و بنیاد اُسکي مستحکم پڑي تو یہہ بات ضروري هی کہ سارے فیروزمندوں نے هندوستاني جورو بچوں کي بول چال اور علاوہ اُن کے هندوستانیوں کے میل جول کي ضرورت سے هندي بولي سیکھي هوگي جسکي اصل شنسکرت تھي اگرچہ اُس هندي زبان کے مصدر شنسکرت کي زبان کے تھے مگر گردان اُسکي وهي تھي جو آج کل معمول و مروج هی اور غالب یہہ هی کہ یہہ زبان ایک مدت تک خالص رهي هوگي اگرچہ کسي مشرقي مورخ نے جہان

بھی اس بات کی اب تک نہیں کی کہ کس کس تبدیل و تغیر سے وہ زبان ایسی ہو گئی جو آج کل بولی جاتی ہی *

زمانہ حال کے ایک مسلمان † مورخ نے بیان کیا ہی کہ تیمور کے دھاوون کے وقتون میں زبان حال کی صورت قایم ہوئی اگرچہ یہہ بات قیاس سے خارج ہی کہ ایسی یورشون کے وقتون میں جو پورے بوس دن بھی قایم نہ رہیں اور قتل و قتال اور سفا کی بے باکی کے سوا کوئی نشان اُنکا پایا بھی نہیں جاتا کسی قوم کی زبان میں تغیر واقع ہووے مگر یہہ تعجب نہیں کہ پندرھویں صدی کے اخیر میں آج کل کی ہندی بولی نے ترقی پائی ہو معلوم ہوتا ہی کہ بارھویں صدی کے اخیر سے پہلے اس بولی کو زیادہ ترقی نہوئی ہوگی اِسلیئے کہ بنیاد اُس کی قنوج کی دیسی بولی تھی پنجاب کی دیسی بولی نہ تھی جس کو مسلمانوں نے پہلے پہل فتح کیا ‡ تھا *

یہہ بولی پچھلے وقتون کی تصنیفون میں برتی گئی پہلے کتابوں اور شعروں میں برتاو آسکا ہوا اِس لئیی کہ کالبروک صاحب نے ایک ایسے ہندو شاعر کا حال لکھا ہی جسنے آغاز سولہویں صدی کے قریب ایک کتاب جیپور میں تصنیف کی اور کہیں کہیں اُسمیں فارسی لفظوں کا استعمال بھی کیا مگر صاحب ممدوح یہہ بھی کہتی ہیں کہ مسلمان شاعر بھی اُس خالص ہندی میں پہلے پہلے شعرئیں کہتی تھے جو ہندوی کہلاتی ہے چنانچہ ہندوستانی مسلمان شاعروں کے شعر اوس تذکرہ میں مندرج ہیں جو سنہ ۱۷۵۲ع میں تالیف ہوا ہاں تذکرہ کے پچھلی شاعروں کے شعروں میں عربی فارسی لفظوں کا استعمال پایا جاتا ہی *

---

† ڈاکٹر گل کرائسٹ صاحب کی ہندوستانی زبان کی تحقیقات میں اس مورخ کا حوالہ درج ہی

‡ کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۲۲۰

زبان حال یعني آردو کے شاعروں میں ولي پہلا شاعر هی جسنی سترهویں صدي کے نصف میں اُردو زبان میں شعریں کہیں بعد آسکی برابر شاعر هوتے چلی ائی چنانچه آج تک وه سلسله چلا آتا هی مگر تصنیفات ان شاعروں کي فارسی شاعروں کے کینڈے پر دیکهیں گئیں اور آنهیں کے چربه پر اشعار اُن کے پائی جاتے هیں اور غالب هی که یهه لیاقت هندوستاني شاعروں کو حاصل هوئي که اُنهوں نے خانگي امورون اور زندگي کي عام حالتوں کي هجو و مذمت لکهنے کو رایج کیا اِس لیئے که عربي فارسي کے شاعر خاص خاص لوگوں کي مذمتیں لکها کرتے تهی جیسی که فردوسي طوسي نے محمود غزنوي کي مذمت لکهي منجمله اُن کے سودا شاعر نے هجو گوئي کو بڑے پایه پر پهونچایا جو آتهارهویں صدي کے اخیر میں بڑي دهوم دهام کا شاعر گذرا اگرچه دکني بنگالي اور علی‌هذالقیاس اور زبانوں میں عربي فارسي لفظ داخل هوئی مگر اُردو کي مانند دوسري زبان قایم نهوئي *

# نواں حصه

## اکبر کي سلطنت کا بیان

## پہلا باب

### سنه ۱۵۵۶ع یعنی اکبر کي تخت نشیني سے سنه ۱۵۸۹ تک کا بیان

### اکبر کي تخت نشیني اور بیرم خاں کي وزارت کا بیان

اکبر تیرہ برس چار مہینے کا تہا که همایون نے انتقال کیا اگرچه یهه شاهزادہ عمر کي حیثیت سے دستور سے زیادہ هوشیار اور قابل تها مگر باوصف اسکے انصرام و اهتمام کے قابل نتها همایون نے اپنے مرنے سے پہلے پنجاب کیطرف اسکو روانه کیا تها اور حقیقت یهه تهي که اکبر نام کا سردار تها اور کل کام اسکا بیرم خاں سے متعلق تها اور حقیقت میں وهي حاکم تها چنانچه یهي تعلق اکبر کي تخت نشیني کے بعد بهي قایم رها یہانتک که بیرم خاں نے خانخانان کے خطاب سے سرفرازي پائي جسکے یهه معني هیں که وہ بادشاہ کا باپ هی اور تمام اختیارات اسکو بے حد و بے پایاں حاصل هوئے غرضکه وهي بادشاہ گنا گیا *

یهه بیرم خاں جسکو یهه مرتبه حاصل هوا قوم کا ترکمان اور اس زمانه میں همایون کا بڑا معزز سردار تها جب که همایون هندوستان سے خارج نهوا تها بعد اسکے جب شیر شاہ کے هاتهوں سے همایون نے شکست فاحش کهائي تو بیرم خاں همایون سے الگ هوگیا اور بڑي بڑي مصیبتیں اوتهاکر گرتا پڑتا گجرات سے گذرا اور همایون کي بیدخلي کے تیسرے برس

میں ھمایوں سے سندھ میں جاکر ملا چنانچہ وہ لوگ اُسکو دیکھکر نہایت خوش ہوئے جو گھر سے نکھرے ہوگئے تھے اور اس سے صاف واضح ہوتا ہی کہ لوگ اُسکو پہلے سے جانتے تھے کہ وہ اڑے وقتوں میں بڑے کام کا آدمي ہی اور اُسکو اسي لیئے نہایت عزیز و معزز رکھتے تھے غرض کہ اُس وقت سے ھمایوں کے معتمدوں میں داخل ہوا اور وہ سردار ایسا مزاج کا مستقل اور طبیعت کا مضبوط تھا کہ اگر اُسکا سا استقلال اُسکے آقاء نامدار کے مزاج میں تھوڑا بہت زیادہ ہوتا تو اُسکے حق میں بہت ہي اچھا ہوتا *

جب کہ ھمایوں کا انتقال ہوا تو بیرم خاں اُس زمانہ میں سکندر سور کے مقابلہ میں مصروف و آمادہ تھا اور سکندر سور کو ایسا دبا رہا تھا کہ شمالي پہاڑوں کے دامن میں بھاگ کر گیا اور اب تک دلي پنجاب کي فرمانروائي کا دعوي کرتا تھا ھنوز بیرم خاں جدید مفتوحہ ملکوں کے کام کاج کا انصرام نکرنے پایا تھا کہ ناگاہ اُسکو یہہ پوچھ لگا کہ مرزا سلیمان والي بدخشاں نے خاص کابل اور دیگر ممالک مقبوضہ ھمایوں پر قبضہ کیا اور جب کہ اُسنے نقصان مذکورہ بالا کا تدارک چاھا اور اُس میں فکر و تامل کیا تو ناگاہ اُسکو یہہ خبر پہونچي کہ سلطان عدلي کي طرف سے ھیمو بقال ایک بھاري فوج اپنے ہمراہ لیکر ان دو کاموں کے ارادہ پر روانہ ہوا ایک یہہ کہ مغلوں کو ھندوستان سے خارج کرے اور دوسرے یہہ کہ سکندر سور باغي کو گوشمالي دیوے مگر یہہ بات یاد ہوگي کہ اس لڑائي کا نتیجہ ہم پہلے بیان کرچکے یعني پٹھانوں کو شکست نصیب ہوئي اور ھیمو بقال اپني دلاوري بہادري سے جي توڑ کر لڑا یہانتک کہ ایک تیر اُسکي آنکھہ میں بیٹھا اور وہ اُسکے صدمہ سے اپنے ھاتھي پر بیہوش ہوکر گرا چنانچہ وہ مقید ہوا اور اکبر کے ڈیرے میں لایا گیا اور بیرم خاں نے یہہ بات چاھي کہ اکبر شاہ اپنے ھاتھوں کو ایسے نامي گرامي کافر کے لہو سے رنگین کرے اور غازي کہلاے مگر جب کہ اُس

بہادر نے حریف مجروح کے قتل کرنے سے صاف انکار کیا تو بیرم خاں نے اُسکے وہم و اندیشے سے خفا هوکر ایک وار میں هیمو کا کام تمام کیا *

بعد اُسکے دلی آگرہ پر اکبر نے قبضہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد آسکو پھر پنجاب جانا پڑا اس لیئے کہ آسکو کہیں یہہ پرچہ لگا کہ سکندر سور نے پہاڑوں سے خروج کیا اور پنجاب کے بہت سے حصہ کو دبا لیا غرض کہ پہاڑي ملکوں کے سوا تمام هموار ملک اکبر کے قبض و تصرف میں بکمال آساني دوبارہ آگئے اور سکندر سور اپني جان بچاکر مانکوٹ کے مضبوط قلعہ میں داخل هوا اور آس قلعہ کو بڑي جانفشاني سے بچایا یہانتک کہ اکبر نے آتھہ مہینے اُسکے محاصرہ میں گزارے مگر وہ قلعہ فتح نہوا بعد اُسکے سکندر سور نے اِس قول و قرار پر قلعہ حوالہ کیا کہ بنگالہ جانیکي مزاحمت نکرے چنانچہ سکندر سور بنگالہ کو چلا گیا جہاں پتہانوں کا ایک خاندان اب بهي قابض و متصرف تها *

واضح هو کہ اسي زمانہ سے خاندان تیمور کي سلطنت کا بحال هونا سمجها جاتا هی اور حقیقت یہہ هی کہ بیرم خاں کي سعي و محنت کي بدولت وہ سلطنت بحال هوئي اور اب بیرم خاں کو اس درجہ کے اختیار اور آس مرتبہ کي جاہ و حشمت حاصل تهي کہ محکوم کے حق میں آس سے زیادہ ممکن و متصور نهیں *

بیرم خاں اپني سپاهیانہ لیاقتوں اور حکومت کے زور و قوت کے باعث سے ایسي ایسي بیروني مشکلوں پر غالب آیا تها کہ آس سے کچهہ کم تهوڑي همت والا سردار آن کے دباؤ سے دب جاتا چنانچہ جو آسکے جي میں آیا وہ کیا اور همیشہ اپنے ارادوں پر جما تهما رها اور حقیقت یہہ تهي کہ یہہ عادات اُس میں ایسي قوي فوج کے دبائے رکهنے کے لیئے ضروري و لابدي تهیں جس میں بڑے بڑے لڑنے والے بے تهور ٹهکانے لوگ بهرتي تهے اور آسکي بے انتظامي اور خود سري کا پاداش و تدارک همایوں کي عقل و شجاعت اور زور و قوت سے خارج تها اور خصوص ایسے

وقتوں میں کہ ایک صغیر سن بادشاہ تخت نشین ہووے تو یہہ احتمال غالب تھا کہ بیرم خاں اگر ایسا مستقل مزاج نہوتا تو وہ فوج اکبر کی حکومت کو زیر و زبر کرتی اور ہرگز جمنے ندیتی *

غرض کہ نظر بوجوہات مذکورہ بالا بیرم خاں کی کڑی حکومت لوگ اُس وقت تک بلا شور و فریاد اُٹھائے چلے گئے کہ سلطنت کی بقاء و سلامت اُسی کی خاص حکومت سے منوط و مربوط سمجھی گئی اور جب کہ یہہ کہٹکا باقی نرہا کہ بدون اُسکے وہ سلطنت بہت جلد افسردہ پژمردہ ہوجاویگی تو اُسکی حکومت کی سختیوں کا اثر دلوں پر ہونے لگا اور لوگوں کے مزاج اُسکی جانب سے بگڑنے لگے اور وجہہ یہہ تھی کہ یہہ بیرم خاں چند ایسی ذاتی برائیاں رکھتا تھا کہ اُنکی بدولت اُسکی حکومت سخت ناگوار ہوئی یعنی مزاج اُس کا تلخ و ترش اور چال ڈھال اُسکی غرور و نخوت سے مشحون و معمور تھی اور اپنی حکومت کا بغایت خواہاں اور دوسریکے اختیار و حکومت سے بڑا جلنے والا اور حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کا بجبر و اکراہ طالب تھا اور ایسے اختیار کو دیکھہ نسکتا تھا جو اُسکی عنایت کے سوا کسی اور کے ذریعہ سے حاصل ہووے غرض کہ اوصاف مذکورہ کے باعث سے بہت لوگ اُس کے دشمن ہوگئے یہاں تک کہ خود بادشاہ بھی برگشتہ خاطر ہوگیا اس لیئے کہ بادشاہ اب جوان ہوتا جاتا تھا اور بیل اُس کی روز روز بڑھتی جاتی تھی اور بیرم خاں کی مستقل حکومت سے بات اُسکی ایسی پھیکی پڑی تھی کہ اُس کے گوارا کرنے کی اُسکو ہرگز تاب نہ تھی *

بیرم خاں کی چند باتوں کے سبب سے جو خود مختاری اور بے انصافی سے سرزد ہوئی تھیں بادشاہ کا عتاب اُسکی نسبت زیادہ ہوا منجملہ اُن کے ایک یہہ بات بھی تھی کہ جب ہیمو بقال سے آغاز سلطنت میں لڑائی ہو چکی اور ملازمان دو لت کو فتح نصیب ہوئی تو بیرم خاں نے تردی بیگ حاکم سابق دلی کو قتل کیا حسب اتفاق اکبر اُسوقت اسلیئے

موجود نتھا کہ وہ باز کے شکار کو گیا تھا غرضکہ بیرم خاں نے بادشاہ کو ناچیز سمجھکر ایسے بڑے معاملہ میں نام کو بھي نہ پوچھا اور تکلف کو بھي دخل ندیا یہہ تردي بیگ بابر بادشاہ کے بڑے مخلصوں میں سے گنا جاتا تھا اور جب کہ همایوں مارا مارا پھرتا تھا تو وہ همراہ اوسکے رها اور ساتھہ اُسکا نچھوڑا مگر دلي کو بے وقت اور بے موقع خالي کرنے سے بلاشبہہ مجرم هوگیا تھا ایکروز ایسا اتفاق هوا کہ اکبر بادشاہ هاتیونکي لڑائي سے جي اپنا بهلارها تھا کہ ایک هاتي میدان سے بها گا اور دوسرا هاتي حریف اُسکا اُسکے پیچھے لپٹا اور تماشائي لوگ اُنکے پیچھے پیچھے چلے جنمیں اچھے برے هر قسم کے آدمي شریک شامل تھے جوں هي وہ بھگوڑا هاتي بیرم خاں کے ڈیروں میں گھسا تو کئي ڈیرے گرپڑے جنسے بیرم خاں کي جان جوکھونکا کھٹکا تھا چنانچہ جو لوگ اوس کے آس پاس موجود تھے اون سب کو حیرانی پریشانی هوئي اور بیرم خاں یہہ بات اُلٹي سمجھہ کر کہ اس سے تذلیل اُسکي مقصود تھي نہایت برهم هوا اور شاید اس شبہہ سے کہ میري جان کا پوشیدہ ارادہ تھا غیظ و غضب کھاکر مهاوت کے قتل کا حکم دیا اور تھوڑے عرصہ تک بادشاہ سے بھي کشادہ پیشاني سے نملا اور غایت تکلف سے چیں بجبیں باتیں کرتا رها علاوہ اِسکے ایک بڑے درجہ کے امیر کو جو خود بیرم خاں کا هم قدر تھا خفیف تهمت لگاکر قتل کرایا اور پیر محمد خاں خاص اوستاد بادشاہ کا حج کے بہانے سے جلا وطن هوکر جان اپني بچا لیگیا غرض کہ بیرم خاں کے وهمي مزاج اور شکي طبیعت سے بادشاہ کے مصاحب سخت حیران اور نہایت پریشان تھے یہاں تک کہ آخرکار اُس کے ظلم و ستم کے باعث سے اُنکو یہہ ترنگ آئي کہ بیرم خاں کے اُس شک و شبہہ کو جو هماري نسبت بغض و عداوت کي بابت رکھتا هی سچا کریں چنانچہ انجام اُس کا یہہ هوا کہ خود اکبر اسبات پر آمادہ هوا کہ آپ کو اُس قید سے آزاد کرے جس میں وہ دن رات اپني اوقات بسر کرتا هی یہاں تک کہ اُسنے اپنے مصاحبوں سے صلاح و

مشورت کرکے ایک امر تجویز کیا غرض که بعد اُسکے ایک موقع پر شکار کهیلنے کو گیا اور اپنی والدہ ماجدہ کی ناسازی طبیعت کا بہانه کرکے دلی کی جانب روانه هوا اور جوں هی که بیرم خاں کے رعب داب کی حدود سے باهر نکلا تو مارچ سنه ۱۵۶۰ ع مطابق ۲۸ جمادی‌الثانی سنه ۹۶۷ هجری کو یہه اشتہار اُس نے جاری کیا که اب حکومت میںنے سنبهالی اور اب کوئی شخص اُن حکموں کی تعمیل نکرے جو میرے حکم و اجازت سے جاری نہوں غرض که اشتہار کے جاری هوتے هی بیرم خاں کی آنکهیں کهلیں اور خواب غفلت سے بیدار هوا اور اب که وقت اُسکے ساتهه سے نکل گیا تو اُس نے بادشاہ کا اعتماد دوبارہ حاصل کرنا چاها اور اُس کے حاصل کرنے میں نہایت کوشش کی چنانچه دو رفیقوں کو بادشاہ کے دربار میں بهیجا مگر اکبر اس چاپلوسی سے راضی نہوا اور اُن ایلچیوں کو دربار میں دخل ندیا بلکه تهوڑے عرصه کے بعد اُنکو گرفتار کیا *

جب که بادشاہ اپنے وزیر سے کهلم کهلا الگ تهلگ هوگیا تو اُس کے الگ هونے سے بہت جلد اثر پیدا هونے لگے چنانچه هر پایه کے لوگ اُس وزیر دولت باخته سے کناره کش هوکر بادشاہ کے دربار میں حاضر هونے پر مادہ هوئے اور سارا باعث یہه تها که بادشاہ کی بهلائیوں بلکه اُس کی برائیوں سے بهی یہه اُمید اُن کو هوئی که وہ برائیاں بهی بیرم خاں کی سخت گیریوں اور ناخدا ترسیوں کی نسبت خفیف و سبک هونگی *

جب که بیرم خاں کے ساتهی بکهر گئے اور ذاتی ذریعوں کے سوا کوئی سہارا بهروسا باقی نرها تو اُس نے دوبارہ قوت حاصل کرنی چاهی اور تحصیل قوت کے لیئے طرح طرح کی تدبیریں سوچیں چنانچه یہه ترنگ اُسکے جی میں آئی که بادشاہ کو گرفتار کرے اور بعد اُس کے یہه سوجهی که مالوہ میں پهونچکر بجائے خود ریاست قایم کرے مگر جو امداد اُسکے هاتهه آئی اُس کے بهروسے پر اُس اراده پر آمادہ نہوا اور غالب یہه هی که وہ اس بات کو گوارا نه کرتا تها که اپنی تلوار اپنے آقا کے

فرزند ار جمند پر اٹھاوے چنانچہ وہ ناگور کو بایں بہانہ روانہ ہوا کہ گجرات میں پہونچکر بعزم بیت‌الله جہاز پر سوار ہوگا *

بیرم خاں ناگور میں پہونچا اور اس اُمید پر پڑا رہا کہ شاید نصیب اُس کے پلٹا کھاویں یہاں تک کہ بادشاہ کا پیغام اُس کے پاس آیا کہ تم اپنے عہدہ وزارت سے معزول کیئے گئے اور اب تمکو ہدایت کیجاتی ہی کہ بلا تاخیر آپ حج کو چلے جاویں جوںھي کہ یہہ حکم صادر ہوا تو اُسنے تمام نشان اور نقارے اور ماہي مراتب وغیرہ حکومت کي علامتوں کو بادشاہ کي خدمتمیں روانہ کیا اور عام آدمیوں کي حیثیت سے گجرات کي جانب روانہ ہوا مگر بادشاہ کي کسي آیندہ حرکت سے غیظ و غضب کہا کر طبیعت کو بدلا اور تہوڑي بہت فوج اکہٹي کر کے بغاوت کا ہنگامہ علانیہ برپا کیا اور پنجاب پر چڑھائي کي مگر وہ بدبخت اُس یورش میں یوں محروم رہا کہ اُس کو یہہ توقع نہ تھي کہ خود بادشاہ اُس کے مقابلہ پر آویگا علاوہ اس کے بادشاہ نے جگہہ جگہہ اُس کي روک ٹوک کے لیئے فوجیں متعین کیں چنانچہ ایک فوج نے اُسکو ایسي شکست فاحش دي کہ وہ پہاڑوں میں بھاگنے پر مجبور ہوا اور انجام کار اُس کو ماہ ستمبر سنہ ۱۵۶۰ع مطابق محرم سنہ ۹۶۸ ہجري میں بادشاہ کے فضل و کرم کا خواہاں ہونا پڑا مگر اس موقع پر اکبر نے کمال آدمیت برتي کہ پہلے وزیر کي خدمتوں کو نہ بھولا یعنے اُس نے یہہ کام کیا کہ بڑے بڑے امیروں کو تہوڑي دور تک اُسکے استقبال کے لیئے بھیجا اور بادشاہي خیمہ میں اُس کي حاضري کا حکم دیا غرضکہ جب بیرم خاں اکبر کے سامنے حاضر ہوا تو بادشاہ کے قدموں پر گرا اور پہلي باتوں کو یاد دلا کر رو پڑا اور سسکیاں بھرنے لگا یہاں تک کہ في‌الفور اُس کو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے اُٹھایا اور دائیں طرف اپنے بٹھایا بعد اُسکے خلعت مرحمت فرماکر یہہ بات فرمائي کہ اب تیري مرضي پر یہہ بات موقوف ہی کہ کسي بڑے صوبہ کي حکومت پسند کرے یا دربار میں بڑے سے بڑے عہدہ پر

متعین رہے یا بعزت تمام حج کو چلا جاوے مگر بیرم خاں نے عقل و ہوشیاري اور فخر و امتیاز اپنا اسي میں سمجھا کہ حج کا جانا قبول کیا چنانچہ معقول وظیفہ اُس کي پرورش کے لیئے مقرر کیا گیا اور بیرم خاں گجرات کو روانہ ہوا مگر جب کہ بیرم خاں جہاز کے ساز و سامان آمادہ کر رہا تھا تو ایک پٹھان نے پیچھے سے آ کر کام اُس کا تمام کیا اور وجہہ اُسکي یہہ تھي کہ همایوں کے عہد دولت میں اُس پٹھان کے باپ کو خود بیرم خاں نے عین میدان میں قتل کیا تھا *

## بادشاہ کي مشکلوں کا بیان

اکبر نے جو بھاري بوجھہ اپنے سر پر اُٹھایا وہ اٹھارہ برس کے گبرو کي تاب و طاقت سے باهر تھا مگر اِس نو جوان گبرو کو دستور و معمول کي نسبت زور و قوت اور تعلیم و تربیت نے بڑے بڑے فایدے بخشے تھے *

همایوں کے برے وقتوں میں پیدا ہوا اور چچا کي قید میں پرورش پائي اور باپ کي لڑائیوں میں دلاوري اُسکي واضح اور بیرم خاں کے عہد تسلط میں جب کہ حال اُس کا نازک تھا ہوشیاري اُس کي ظاہر ہو چکي تھي طور و طریق اُس کے معقول اور شکل و شمایل کا دلپذیر اور زور طاقت کا پورا اور چستي چالاکي کے کاموں میں زبردست اور عالي ہمت تھا یہاں تک کہ جي بہلانے کے مشغلوں میں بھي بڑا زور اُس سے ظاہر ہوتا تھا چنانچہ گھوڑوں اور ہاتھیوں کے سدھانے اور شیروں اور جنگلي جانوروں کے بگاڑ زوري مقابلہ کرنے میں زور آزمائي کرتا تھا اور باوصف ایسي سادہ مزاجي اور شان شوکت کے شوق و ذوق کے جسقدر کہ اُسنے نیکنامي کي بنیادوں کو سپاهیانہ کامیابي پر مبني اور متعلق سمجھا تو حکومت کي شایستگي اور طبیعت کي دریا دلي پر بھي اُس سے کچھہ کم تصور نہیں کیا اور اسي سمجھہ بوجھہ کے موافق عمل درآمد کرتا رہا *

اکبر کي موجودہ حالت کے قیام و استحکام کے لیئی وہ تمام اوصاف درکار تھے جو اُس میں پائی جاتے تھے *

منجملہ اُن خاندانوں کے جن جن کي سلطنت چار دانگ هندوستان میں قایم هوئي تیمور کا خاندان نہایت ضعیف اور کم زور تھا اور اُسکي بنیاد بھي مضبوط و مستحکم نہ تھي چنانچہ غور غزني کے خاندان اپني پراني ملکي سلطنت پر مدار اپنا قایم رکھتی تھے جو هندوستان کي سلطنت مفتوحہ سے متصل تھي اور غلام بادشاهوں کے خاندان جو بلاد هندوستان میں فرمانروائي کرتے تھے بڑي پشت پناہ اُنکي یہہ تھي کہ اُنکے وطن والوں کي آمدورفت اس ملک میں برابر جاري تھي مگر خاندان تیمور کي شکل اس لیئے نئي نرالي تھي کہ باوصف اس کے کہ بابر کابل کے لوگوں سے تھوڑا بہت گھلا ملا تھا مگر مرزا کامران کے عہد دولت میں کابل کا علاقہ واسطہ هندوستان سے ٹوٹ تاٹ گیا تھا اور علاوہ اسکے ایک افغان بادشاہ نے جو خاندان تیمور کا بڑا حریف اور نہایت بدخواہ تھا افغانستان کے بڑے بڑے لڑنے بھڑنے والوں اور نیز هندوستان کے مسلمانوں کو خاندان تیمور کا دشمن بنا رکھا تھا اور اسي سبب سے جو لوگ اس خاندان کے رفیق اور طرفدار تھے وہ ایسے لوگ تھے جو غنیمت کے لوبھہ لالچ پر کہیں کہیں سے اکٹھے هو گئے تھے اور اُن کے اتحاد و اتفاق کا واسطہ رابطہ وہ موهوم فایدہ تھا جو کامیابي کے زمانہ میں تمام لوگوں کو مشترک وار حاصل هوتا تھا *

جب کہ همایوں کشور هندوستان سے بکمال آساني خارج کیا گیا تو خاندان تیمور کي وہ کمزوري بخوبي پوري هو چکي جسکا یہہ امر باعث تھا کہ وہ اپنے قدیمي ملک کي امداد و اعانت اور وهاں کے لوگوں کا سہارا بھروسا نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ همایوں کے بیٹے اکبر کي ابتداے سلطنت میں بھي وهي کمزوري دلوں میں کھٹکتي تھي *

## اکبر کي تدبیروں کا بیان

غالب یہہ ھی کہ وجوھات مذکورہ بالا کے لحاظ اور نیز اپنی طبیعت کي صفائي اور طینت کي پاکي اور نکوئي کي نظر سے اکبر نے یہہ ارادہ کیا کہ ھندوستانیوں کي تمام قوموں کا سردار آپ کو بناوے اور اُس بڑي چھوٹي چکلي ولایت کے رہنے والوں کو بلا امتیاز اُن کے نسل و مذھب کے ایک گروہ قایم کرے چنانچہ اس معقول تدبیر کي تعمیل و تکمیل اُس کے عہد حکومت میں بڑي سعي و محنت اور نہایت میل و رغبت سے برابر ھوتي رہي یعنے لیاقت و حیثیت کے موافق ھر درجہ کا اختیار و پایہ ھندوؤں کو اور ھر فرقے کے چھوٹے بڑے مسلمانوں کو عنایت فرماتا رھا یہاں تک کہ تمام قلمرو میں بڑے بڑے عہدوں پر عمدہ عمدہ خیر خواہ اُس کے جگہہ جگہہ باتفاق باھمي معزز و ممتاز ھوگئی *

یہہ تمام باتیں ایسي تھیں کہ ظہور اُن کا ایک دراز عرصہ کے بعد ھوتا مگر جن باتوں پر سر دست اکبر کو مایل ھونا لازم و واجب تھا وہ نہایت ضروري و لابدي تھیں چنانچہ سب سے پہلے یہہ امر ضروري تھا کہ اپنے سرداروں پر اپني حکومت قایم کرے دوسرے یہہ کہ اُن ملکوں پر دوبارہ قبضہ پاوے جو بادشاھت کے دخل و تصرف سے خارج ھو گئی تھی تیسرے یہہ کہ اُس ملک کے نظم و نسق میں ترتیب اور شایستگي پیدا کرے جو بے شمار انقلابوں کے باعث سے نیست و نابود ھو گئے تھے *

اکبر کي عہد سلطنت کے پہلی دو برسوں میں حکومت اُس کي صرف پنجاب اور اُس ملک میں محدود و منحصر تھي جو دلي آگرہ کے آس پاس واقع تھی مگر جب کہ تیسرا سال شروع ھوا تو بے لڑے بھڑے اجمیر اُس کے قبضہ میں آئي اور چوتھے برس کے شروع میں گوالیار کے قلعہ پر قبضہ کیا اور بہرام کي شکست ھمت اور زوال دولت سے تھوڑي مدت پہلے سنہ ۱۵۰۶ع مطابق سنہ ۹۶۶ ھجري میں پٹھانوں کو خاص لکھنؤ اور نیز اُس ملک سے خارج کر چکا تھا جو گنگا سے لیکر جونپور کي مشرق تک پھیلا پڑا ھی *

مقامات مذکورہ بالا میں خاندان سور کے جو جو رفیق اور معاون باقي تھے شیر شاہ ثاني ولد شاہ عدلي مذکورالصدر کے تحت حکومت چلے آتے تھے اور اکبر کي حکومت پر بہت عرصہ نگذرا تھا کہ شیر شاہ ثاني بہت سي فوج لیکر جونپور کیطرف اِس اُمید پر بڑھا کہ اُس ملک کو دشمن کے قبض و تصرف سے نکال کر دوبارہ حاصل کرے جو هاتھہ سے نکل گیا تھا چنانچہ خان زمان اکبر کے سردار نے اُسکو شکست فاحش دي مگر آقاے نامدار کو کم سن سمجھکر اُسکي قوت اور ذریعوں کو هیچ و پوچ تصور کیا اور منجملہ مال غنیمت کے بادشاہ کو حصہ ندیا اور اسقدر خود پرستي اختیار کي کہ سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق سنہ ۹۶۸ هجري کو خود بادشاہ نے اُس سردار سرکش کي گوشمالي کے لیئے بذات خود چلنا مناسب سمجھا اگرچہ بادشاہ کے پہونچنے پر چال ڈھال اُسکي سیدھي سادھي هوگئي تھي جیسي کہ اُسکے ذمہ فرض و واجب تھي مگر نافرماني کي ایسي بري عادت پڑي تھي کہ وہ صرف اُسي وقت تک معطل رهي اور بعد اُسکے وهي رنگ ڈھنگ اُسکے هوگئے علاوہ اُس کے مالوہ کے حاکم نے بھي خود مختار هونیکا ارادہ کیا اور صوبہ مالوہ کي حقیقت یہہ هے کہ یہہ صوبہ باز بہادر کے قبضہ میں چلا آتا تھا جو پٹھان بادشاهوں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور بیرم خان کے عہد حکومت میں سردار مذکور کو مالوہ سے خارج کرنیکا ارادہ هوا تھا مگر اب بادشاہ نے پہلے کي نسبت بڑے زور و شور اور نہایت کر و فر سے اس مہم کا ساز و سامان کیا چنانچہ آدم خان ملازم دولت نے جو اس مہم پر روانہ کیا گیا تھا باز بہادر کو شکست فاحش دیکر مالوہ سے خارج کیا † مگر وہ بھي

---

† اس موقع پر عجیب آشوب انگیز حادثہ واقع هوا بیان اُسکا یہہ هے کہ ایک هندني باز بہادر کي معشوقہ دلنواز اور محبوبہ محبت طراز تھي اور اُسکے حسن و جمال کا یہہ شہرہ تھا کہ چار دانگ هندوستان میں نظیر اُسکي کم یاب تھي اور جس قدر کہ یہہ معشوقہ هندو نژاد آفت روزگار اور نہایت خوبصورت اور شیرین کار تھي اُسي قدر لایق و فایق بھي تھي یہاں تک کہ هندي زبان کي شاعر اور اُس زبان

خاں زماں کي مانند اسباب پر راضي نہوا کہ منجملہ مال غنیمت کے تہوڑا بہت حصہ بادشاہ کو نذر کرے *

جب کہ اکبر نے یہہ حال اُسکا ملاحظہ فرمایا تو وہ اس بات کا منتظر نہ بیٹھا کہ اس نافرمان سردار کي جانب سے کوئي علانیہ سرکشي ظہور میں آوے بلکہ نہایت سرعت سے اُسکے لشکر میں پہونچا اور اُسکے بُرے ارادوں کو پورا نہونے دیا چنانچہ مئي سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق شعبان سنہ ۹۶۸ ہجري کو آدم خاں نے اس نظر سے کہ ناکام آقاے نامدار کي اطاعت اختیار کي کہ وہ ایسے اچانک مقابلہ کا مقدور مقاومت نرکھتاتھا اور اکبرنے بھي قصور اُسکا معاف کیا مگر تہوڑے عرصہ بعد اُسکو مالوہ کي حکومت سے منتقل کیا اور اوستاد پیر محمد خاں کو وہ حکومت بخشي جو پہلے زمانہ میں بادشاہ کا اوستاد تھا یہہ پیر محمد خاں اس لیئے فن حکومت اور سپہ گري سے نا آشنا تھا کہ اُسنے نوشت خواند کي تعلیم پائي تھي بلکہ کوئي ایسي خوبي اُس میں موجود نتھي کہ اُس کے لحاظ سے یہہ تصور کیا جاوے کہ پہلے زمانہ میں وہ بادشاہ کا اوستاد ھي ھوگا جسکي بدولت وہ مرتبہ اُسکو حاصل ھوا یا یہہ کہ جس بڑے پایہ پر وہ اب پہنچا اُسکے مقتضي یہي تھا کہ اُس سے والا نظاري اور اولالعزمي ظاھر ھووے غرض کہ باز بہادر نے اُسپر دھاوا کیا اگرچہ پہلے پہل اُسنے بڑي

مئیں عمدہ عمدہ شعریں کہتي تھي اور شعر گوئي میں شہرہ آفاق تھي حاصل یہہ کہ جب باز بہادر جان بچاکر بھاگا تو وہ پریزاد آدم خاں کي گرفتاري میں آئي اور جب کہ اُس نے یہہ بات اچھي طرح دریافت کي کہ آدم خاں کي منت سماجت اور نیز اُسکي دھمکیوں سے محفوظ رھنا ممکن نہیں تو اُس نے ملاقات کا ایک وقت مقرر کیا اور نہایت عمدہ پوشاک اُس نے پہني اور لطیف لطیف عطر اُسپر چھڑکے اور ایک اچھي سیج پر دوپٹے کے انچل سے مونھہ اپنا ڈھانپ کر بے تکلف ھوکر پانو اپنے پھیلائے غرض کہ وہ پریزاد ایسي طرح سوئي کہ اُس کو سہیلیوں نے یہہ تصور کیا کہ بي بي آرام فرماتي ھیں یہاں تک کہ جب آدم خاں پہونچا اور اُس خفتہ بخت نے اُس دولت بیدار کو جگانا چاھا تو اُسکو مرا پایا اس لیئے کہ وہ راحت جان زھر کھاکر سوئي تھي اور آبرو کے پیچھے جان اپني کھوچکي تھي — خافي خاں

فتوحات حاصل کیں مگر دو شہروں کي خونریزي سے جنپر وہ قابض و متصرف ہوا تھا اپني فتوحات کو بٹا لگایا حاصل یہہ کہ باز بہادر آخرکار اُسپر غالب آیا اور دریاے نربدہ میں اُسکو ڈبویا بعد اُسکے مالوہ کا صوبہ قدیم مالک کے قبضہ میں چلا گیا مگر سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ هجري میں عبداللہ خاں اوزبک کے هاتھوں سے باز بہادر سخت مغلوب ہوا جسکو اکبر نے اُسکے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا تھا بعد اُس کے تھوڑے عرصہ گذرنے پر باز بہادر نے اکبر کي اطاعت اختیار کي اس لیئے کہ اکبر کي عمدہ ملکي تدبیروں کي جهت سے یہہ علاج اُس کے مغلوب دشمنوں کے لیئے همیشہ باقي رهتا تھا *

باوجود اسبات کے کہ آدم خاں حکم و حکومت سے معزول و معطل ہوگیا تھا مگر مزاج اُسکا سیدھا نہوا تھا اور وہ کھوٹ اُسکا اینک نگیا تھا چنانچہ اُس نے بادشاہ کے وزیر سے خصومت ڈھونڈہ کر ایسے کمرہ میں جو بادشاہ کے کمرہ کے متصل اور ایسے وقت میں کہ وزیر اپني نماز میں مشغول تھا وزیر کے کٹاري ماري اورجوں هي کہ اکبر کے کانوں میں اس قصہ کي بھنک پڑي تو وہ اپنے کمرہ سے دوڑ کر آیا اور پہلے وار اُسنے جنجھلاهٹ سے یہہ چاها کہ اپنے وزیر کا عیوض خاص اپنے هاتھوں سے لیوے مگر جوں توں کرکے آپ کو یہاں تک روکا تھا کہ تلوار اپني میان کي اور بعد اُس کے حکم دیا کہ اُس بلند مکان کي چھت سے قاتل کو نیچے گرایا جاوے جہاں اُس نے وہ کوتک کیا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۵۶۲ ع مطابق سنہ ۹۷۰ هجري میں واقع ہوا مالوہ کي حکومت میں عبداللہ خاں اوزبک سے بھي ایسي سینہ زوري ظاهر هوئي کہ صوبہ مذکور کي فتح پر ایک سال سے کچھہ هي عرصہ زیادہ گذرا تھا کہ بادشاہ اُس سردار کوتہ اندیش کي ناشایستہ حرکتوں سے تنگ ہوکر فوج کشي پر مجبور ہوا اگرچہ اُس سردار نے چند مقابلہ بیفائدہ کیئے مگر انجام اس کا یہہ ہوا کہ گجرات کو بھاگ گیا اور گجرات کے بادشاہ کا دامن پکڑا یہہ واقعہ سنہ

۱۵۶۳ ع مطابق ۹۷۰ اور سنه ۹۷۱ هجري میں واقع هوا اور جب که
اور اوزبکوں نے جو بادشاهي فوج کے سردار تھے عبدالله خاں اوزبک کا یهه
حال اپني آنکھوں سے دیکھا تو وه سخت ناراض هوئے اور اُنکے دلوں میں
یهه شبهه پیدا هوا که یهه نوجوان بادشاه همارے لوگوں سے اس لیئے متنفر
هی که وه بابر کي آل و اولاد هی اور اوزبک لوگ اُس کے دشمن تھے
غرض که اُن لوگوں نے بہت سے سرداروں سمیت اس خیال سے واویلا
مچائي که هماري قوم کے لوگ اب ذلیل و خوار هونے والے هیں یهاں تک
که سنه ۱۵۶۴ ع مطابق سنه ۹۷۲ هجري میں وه لوگ باغي هوگئے اور
خان زمان مذکورالصدر اور آصف خاں امیر ثاني جو فتح گراه واقع حد
بندیلکھنڈ بالائي نربده کي بدولت حال میں معزز و ممتاز هوا تھا باغیوں
کے شریک و شامل اور مدد معاون هوئے اس ریاست کي حاکم ایک
بادشاهزادي تھي جس نے آصف خاں مذکور کا مقابله بیفائده کیا اور
جب که اس شاهزادي نے یهه دیکھا که فوج اُسکي تباه اور وه آپ زخمي
هوئي تو اُس نے اس اندیشه سے که وه دشمن کے پالے نپڑے تلوار سے آپ
کو هلاک کیا بعد اُسکے شهزادي کے خزانے آصف خاں کے هاتھه آئے مگر
آصف خاں نے بہت سا تغلب کیا اور جب که یهه تغلب پکڑا گیا تو اُسنے
بغاوت کو سنبھالا اور خبث باطن کو اوچالا ٭

ان باغیوں کي لڑائي میں کامیابي کي صورتیں مختلف مختلف
رهیں یعني کبھي اُنهوں نے اطاعت اختیار کي اور کبھي کبھي کئي کئي
سرداروں نے بغاوت کو دوباره پسند کیا چنانچه انهیں قصے قضایوں میں
اکبر کے دو برس سے زیاده صرف هوگئے مگر انجام اُس کا ایسے بهادرانه
کام پر هوا جو بادشاه فیروزمند کي خو و خصلت کے شایاں و سزاوار
تھا بیان اُس کا یهه هی که جب بادشاه اکبر اس بغاوت کو بہت کچھه
بس پا کرچکا اور اُسکے بھائي مرزا حاکم نے پنجاب پر دهاوا کیا تو کام ناکام
اُسکو باغیوں کے مقابله سے لوٹنا پڑا اور اس دهاوے کے رفع دفع میں کئي

مہینے صرف ہوئے اور جب کہ وہ پنجاب سے واپس آیا تو اُس نے اُس ملک پر باغیوں کا قبض و تصرف پایا جسکو اُنکے قبض و دخل سے خارج کیا تھا یعنی اودہ اور الہآباد کے صوبوں کا بڑا حصہ باغیوں کے دخل و تصرف میں داخل ہوگیا تھا اگرچہ برسات کی شدت تھی مگر اکبر نے ندی نالوں کی پروانکی اور بلا تاخیر اُنکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور گنگا پار اُنکو مار کر بھگایا اور جب کہ باغیوں نے آپ کو گنگا کی طغیانی کے ذریعہ سے محفوظ سمجھا تو بادشاہ ایک غرقاب ضلع سے سخت کوچ کرکے رات کے وقت اسطرح گنگا پار اوترا کہ وہ دو ہزار آدمی جو فوج سے آگے بڑھے ہوتے تھے گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہوکر پار اوتر گئے اور رات بھر گھاتونمیں چھپی رھے اور پو کے پھٹتے ہی دشمنوں پر پھپل پڑے اگرچہ باغیوں کو یہہ حال معلوم تھا کہ تھوڑے سے سوار اُنکے قریب ہی اُترے ہیں مگر دھاوے کا وہم و خیال بھی نتھا غرض کہ باغی لوگ نچنت بیٹھے تھے اور کوئی فکر اُنکو دامنگیر نتھی اور جب کہ ھل چل کی آغاز ہی میں خان زماں مارا گیا اور آصف خاں پیادہ رھگیا یعنی گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود گرفتار ہوا تو وہ غلبہ جو کثرت کی رو سے بادشاہی فوج پر اُنکو حاصل تھا لغو و بیہودہ ہوگیا یہانتک کہ ہاتھہ پانو اُنکے پھول گئے اور ادھر اودھر تتر بتر ہوگئے یہہ بغاوت سات برس تک قایم رہی *

## کابل کے امورات کا بیان

اُس حملہ کا باعث جو کابل سے پنجاب پر واقع ہوا اور خود بادشاہ کو اُس حملہ کی ضرورت سے مذکورالصدر باغیوں کے مقابلہ سے الگ ہونا پڑا بہت سی پچھلی پرانی باتیں تھیں بیان اُس کا یہہ ہے کہ ابوالمعالی اور شرف الدین نامی اکبر کے دو سردار اوزبکوں کی بغاوت سے پہلے سنہ ۱۵۶۱ع مطابق سنہ ۹۶۹ ہجری میں ناگور کے مقام پر باغی طاغی ہوگئے تھے یہانتک کہ بادشاہی فوج کو شکست فاحش دیکر دلی کی جانب بڑھ چلے آتے تھے مگر آخرکار اُنکو پچھلے پیروں بھاگنا پڑا چنانچہ

وہ سخت مجبور ہوئے اور اٹک پار اُنھوں نے پناہ اپنی ڈھونڈھی اور رھی سہی فوج کو ھمراہ اپنے لیکر کابل میں پہونچے چنانچہ حسب تقاضاے وقت آو بیٹھہ اُنکی وھاں اچھی ھوئی اور بات اُنکی پوچھی گئی*

ھمایوں کے مرتے دم تک ھمایوں کے شیر خوار بیٹے مرزا حاکم کے نام پر کابل کی حکومت جیسے تیسے قایم رھی اور بعد اسکے تھوڑے دن گذرے تھے کہ اُسکے رشتہدار مرزا سلیمان والی بدخشاں نے اُسپر یورش کی جیسا کہ بیان اُسکا مذکور ھوا اگرچہ بعد اُسکے جلد دوبارہ قبضہ کیا گیا مگر حقیقت میں وہ حکومت اکبر کی مطیع و محکوم نتھی کابل کی حکومت اکبر کی ماں کے تحت تصرف میں رھی اور یہہ بیگم اپنے حال نازک کی حفظ و حراست بکمال عقل و ھوشیاری سے کرتی رھی یہانتک کہ جسقدر وہ خاص اپنے وزیروں سے چوکنی رھتی تھی اُسقدر اوپری دشمنوں اور بیگانہ غنیموں سے نڈرتی تھی *

مرزا سلیمان کی مہم سے اکبر کی ماں کو فراغت حاصل ھوئی تھی کہ یہہ باغی سردار اُسکی خدمت میں حاضر ھوئے اور تھوڑی مدت گذرنے پر اسباب کی ترغیب اُسکو دی کہ اپنے کام کاج کا انتظام ابوالمعالی کو تفویض کرے چنانچہ پہلی پہلی اُس مکار بد باطن نے ایسی دانائی برتی اور ایسی چالیں چلا کہ اُن سے یہی ظاھر ھوا کہ وہ بڑے کام کا وزیر ھی مگر اُس پیٹ پاپی کے جی میں یہہ بات بے طرح بیٹھی تھی کہ وہ بیگم کی حکومت کو بطور مستقل قایم نرکھے چنانچہ اُس نمک حرام نے بہت جلد اپنی کمک مدد کے واسطے عین کابل میں ایک فریق کو طرفدار اپنا بنایا اور بیگم کو قتل کرا دیا اور حکومت کی مسند پر مستقل ھو بیٹھا بعد اُس کے مرزا سلیمان سے اعانت طلب کی گئی چنانچہ سنہ ۱۵۶۳ع میں ابوالمعالی اپنی سزا کو پہونچا یعنے شکست کھاکر جان سے مارا گیا اور مرزا سلیمان ایسی چال چلا کہ کابل کا دخل و تصرف صغیرسن کے قبضہ قدرت میں بحسب ظاھر چھوڑا حقیقت میں ایک

اپنے متوسل کي سر پرستي اور رهنمائي پر کام اُس کا موقوف و منحصر رکها جسکي حکومت ایسي سخت اور نا گوار تهي که مرزا حاکم نے اُسکي اطاعت سے سر تابي کي چنانچه مرزا سلیمان سے لڑ بهڑ کر مغلوب هوا اور کابل سے نکالا گیا یهه حال اوس لڑائي کے پچهلے برس میں واقع هوا جو اکبر شاه کو قوم اوزبک کے سرداروں سے پیش آئي تهي اگرچه مرزا حاکم نے ملازمان دولت اکبري سے اُس قدر کمک حاصل کي تهي جو بمقتضاے وقت اُس کو ممکن و متصور تهي مگر اُس نے اپنے بهائي کو باغیوں کي گوشمالي میں مصروف پاکر یهه اراده کیا که جو نقصان اُس نے کابل میں اٹهایا بهائي کي جائداد پر قبض و تصرف کرنے سے اُس کو پورا کرے چنانچه اُس نے لاهور پر قبضه کیا اور پنجاب کا بهت سا حصه دبایا مگر انجام اُس کا یهه هوا که ماه نومبر سنه ۱۵۶۶ع میں هندوستان سے نکالا گیا اور اُسي زمانه میں ایک اچهي تبدیل و تغیر کے باعث سے کابل میں دوباره داخل هوا اور ایک عرصه تک قابضانه امن چین سے بیٹها رها *

واقعات مذکوره بالا کے زمانه اور اوزبکوں کي لڑائي کے وقتوں میں که وه ابتک پورے نه هوئي تهي ایک اور بغاوت هندوستان میں برپا هوئي جس کے نتیجے آخر کار عمده هاتهه آئے تفصیل اُس کي یهه هي که سلطان مرزا خاندان تیمور کا ایک شاهزاده جو بابر کے همراه اقلیم هندوستان میں آیا تها همایوں سے باغي هو چکا تها اگرچه خود سلطان مرزا مغلوب هوکر پشیمان هوا تها اور بادشاه نے قصور اُس کا معاف فرمایا تها مگر اُسکے چار بیٹوں اور تین بهتیجوں نے سلطنت کي خرابي ابتري دیکهه بهالکر مقام سنبهل میں جو اُن کے باپ کي حکومت گاه تهي بغاوت کا جهنڈا کهڑا کیا پهلی پہل تو بلا جد و جهد ایسے مغلوب هوئے که اُن کي جانب کا کهٹکا باقي نرها یهاں تک سنه ۱۵۶۶ع میں گجرات کو بهاگنے پر مجبور هوئے چنانچه وه گجرات میں پهونچے اور آینده

فسادوں کے بیچ ہوئی یہاں تک کہ جب گجرات فتح ہوئی تو قصہ اُنکا پاک ہوا *

## واقعات متفرقہ کا بیان

مذکورالصدر فسادوں کے وقتوں میں چند ایسی وارداتیں پیش آئیں کہ اگرچہ نتیجے اُن کے بڑا پایہ نہ رکھتے تھے مگر اُن کے ذریعہ سے اُس زمانہ کے عیش و عشرت کا حال اچھی طرح دریافت ہوتا ہی *

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ شرف‌الدین کی بغاوت کے زمانہ میں ایک مشہور † درگاہ کی زیارت کو اکبر شاہ سواری پر جاتا تھا حسب اتفاق ایک تیرانداز جس کا حال اُس کے قتل کے بعد دریافت ہوا کہ وہ شرف‌الدین باغی کا رفیق و ہمراہی تھا تماشائیان سواری کے انبوہ میں گھس بیٹھہ کر ایک جانور کو جو اُس کے سر سے اوپر اوڑا جاتا تھا بحسب ظاہر نشانہ اُس نے بنا کر بادشاہ کے شانہ کو نشانا بنایا چنانچہ اُس نے تیر جوڑ کر ایسا زور سے مارا کہ بادشاہ کے شانہ میں کئی انچھہ گھورا بیٹھا غرض کہ لوگوں نے اُس کو گرفتار کیا اور بادشاہ سے بہت منت گزار ہوئے کہ آپ اُسکے قتل کو ملتوی رکھکر سخت سخت تکلیفوں کے ذریعہ سے نام اُس شخص کا دریافت فرماویں جس نے اُس خون‌گرفتہ کو اس ناشایستہ حرکت پر آمادہ کیا مگر بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ ایسی صورتوں میں پوچھنے گچھنے سے مجرم لوگوں کی جگہہ بیقصور ہی پکڑے جاتے ہیں غرض کہ بادشاہ نے چہان بین اُسکی نکی اور اُسکے قتل کو ملتوی نرکھا ‡ *

منجملہ اُن وارداتوں کے ایک واردات یہہ تھی کہ خواجہ معظم جو ماں کیطرف سے اکبر کا واسطہ دار تھا ایسا خشمناک اور بے قابو ہوگیا تھا کہ وہ اپنی بی بی کو نہایت بیدردی اور کمال بیرحمی سے مارا پیٹا

---

† یعنی اجمیر شریف ۱۲ مترجم

‡ خافی خاں اور اکبر نامہ

کرتا تھا یہاں تک کہ رشتہ دار اُس عورت کے بادشاہ سے شاکی ہوئے اور کہنے سننے کے بعد اُنہوں نے یہہ درخواست پیش کی کہ آپ اُس معاملہ میں دست انداز ہوکر اُس وحشی مزاج کو اسبات پر راضی کریں کہ وہ اپنی بی‌بی کو اُسکی ماں کے پاس اُس زمانہ میں چھوڑے جب کہ وہ اپنی جاگیر کو جاوے بعد اُسکے بادشاہ اپنے ہمراہیوں سمیت ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اُس نے یہہ ارادہ کیا کہ خواجہ معظم کے گھر جاکر جو دلی کے متصل واقع تھا خواجہ سے ملاقات کرے مگر وہ ظالم وحشی مزاج اکبر کے ارادہ پر پے لیگیا اور اکبر کے اُترنیکا اُس نے انتظار نکیا کہ فی‌الفور اپنے زنانہ میں پہنچا اور بی‌بی کو قتل کیا یعنی اُس کے کلیجے میں تلوار کو گھنگولا اور لہو بھری تلوار کو کھڑکی کی راہ سے اکبر کے لوگوں میں پھینکا اور جب کہ اکبر اُس مکان میں داخل ہوا تو خواجہ معظم کو مسلح پایا اور مقابلہ پر مستحکم دیکھا یہاں تک کہ خواجہ معظم کے ایک غلام کے ہاتھہ سے جان اُسکی بدشواری محفوظ رہی یعنی وہ غلام اُس حال میں مارا گیا کہ بادشاہ پر وار اپنا لگانا چاہتا تھا غرض کہ بادشاہ اس سینہ زوری اور بیراہی سے نہایت برہم ہوا اور یہہ حکم صادر فرمایا کہ خواجہ معظم کو جمنا میں سر کے بل اُلٹا کرکے ڈبو دیں مگر جب کہ وہ ایسی طرح نہ ڈوبا تو اکبر نے رحم کھاکر ارشاد فرمایا کہ پانی سے نکالکر گوالیار کے قلعہ میں مقید کیا جاوے چنانچہ خواجہ معظم وہاں مقید رہا اور دیوانہ ہوکر مرگیا ‡ *

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ اُس نے ایک سفر میں ہندو فقیروں کے دو گروہوں کو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے رسم و رواج کے موافق تھانیسر کے میلہ میں خاص ایک مقام پر جہاں ہندو ہر برس نہانے جاتے تھے لڑنے مرنے پر مستعد ہیں اور ننگی تلواریں لیئے کھڑے ہیں چنانچہ پہلے پہل بادشاہ نے ہر طرح سے اس بات پر کوشش فرمائی کہ رضا و رغبت سے تصفیہ آنکا

‡ خافی خاں اور اکبر نامہ

ہوجاوے مگر جب کہ کوئي تدبیر اُسکي راس نہ آئي اور یہہ بات بخوبي ثابت ہوئي کہ یہہ لوگ آپس میں راضي نہونگے تو اُس نے روک تھام اُنکي نکي اور اُنکو لڑنے مرنے دیا اور لڑائي کا تماشا دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک فریق اپنے حریف پر غالب آیا بعد اُسکے اکبر نے اُس قتل عام کي روک تھام کےلیئے جو اُس غلبہ کا نتیجہ ہوتا اپني سپاہ محافظ کو حکم دیا کہ فیروز مندوں کي لاگ ڈانٹ کرکے مغلوبوں کے تعاقب سے باز رکھے چنانچہ اس تدبیر سے وہ لڑائي خاتمہ کو پہونچي § *

## بیگانہ ملکوں پر متوجہہ ہونے کا بیان

جس قدر کہ بادشاہ امیروں سے لڑنے بھڑنے کے وقتوں میں شیر شاہ کے جانشینوں سے برسر پیکار اور آمادہ کارزار تھا تاج و تخت کے قایم رکھنے میں بھي اُس سے کچھہ کم اور سرگرم نتھا یہاں تک کہ جب وہ پچیس برس کو پہنچا تو اپنے بد خواہوں کو خواہ اپنے زور و قوت سے غارت غول کرچکا یا اپنے لطف و مروت سے خیر خواہ اپنا بنا چکا اب اُسکو بیگانہ ملکوں پر مائل ہونے کي فرصت ہاتھہ آئي چنانچہ منجملہ اُن ملکوں کے پہلے پہل جس ملک پر وہ مائل ہوا وہ راجپوتوں کا ملک تھا غرض کہ بہارا مل والي جے پور اُس سے متفق رہا یہاں تک کہ آغاز محبت میں اپني بیٹي کا بیاہ اکبر سے کیا اور اتحاد محبت کي بدولت خود راجہ اور اُس کا بیٹا بھگوانداس اکبر کي فوج میں بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز ہوئے *

بیرم خاں کے زوال دولت کے تھوڑے دنوں بعد سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ ہجري میں مارواڑ کي ریاست پر فوج کشي کي اور جبکہ میرٹھا مضبوط قلعہ فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں پر اثر پیدا کیا مگر وہ اُس کا فائدہ نہ اُٹھاسکا اس لیئے کہ اُسکو ایسي ضرورتیں پیش آئیں کہ اُن ضرورتوں کے باعث سے لڑائي کي پیروي نکرسکا مگر اب اُس نے سنہ ۶۸ و

§ خافي خان اور اکبر نامہ

۱۵۶۷ ع مطابق سنہ ۹۷۵ ھجري میں چتور یعني اودے پور کے راجہ پر چڑھائي کي اودے پور کا راجہ اودھے سنگھ اُس زمانہ میں راج کا مالک تھا جو راجہ سنگا بابر کے مخالف کا بیٹا تھا مگر یہہ راجہ ایسا ضعیف اور دون ہمت تھا کہ جب اکبر بادشاہ قریب اُسکے پہونچا تو وہ راجہ چتور کو چھوڑ چھاڑ کر گجرات کي شمالي پہاڑي اور جھاڑي کے ملک میں چلا گیا مگر اُس کے چلے جانے سے چتور گڈھ کي فتح اس لیئے سہل و آسان نہوئي کہ اب بھي اُس میں بہت قوي فوج جیمل سردار کي تحت حکومت موجود تھي جو بڑا شجاع دلاور اور نہایت لائق فائق افسر تھا اگرچہ چتور گڈھ پہلے دو مرتبہ فتح ہوچکا تھا مگر میواڑ کے راجپوت اُسکو اپني سلطنت کا بڑا مقدس مقام سمجھتے تھے غرض کہ اکبر کمال ہوشیاري اور نہایت قاعدے شناسي سے اُس قلعہ کے قریب پہونچا اور جو جو خندقیں اور دمدمے اُس نے بنائے تفصیل اُنکي فرشتہ والے نے بیان کي ہی اور وہ دمدمے اُن دمدموں کے مشابہہ تھے جو آج کل بلاد یورپ میں بنائے جاتے ہیں حاصل یہہ کہ وہ دمدمے ایسے تھے کہ مخروط کي مانند اُنکے زاویہ تنگ تھے اور جھاڑ وغیرہ کے اسطوانہ نما کوٹھیوں پر قایم تھے جنمیں خندقوں کي مٹي بھري گئي تھي مگر اُن دمدموں سے یہہ مقصود نتھا کہ قلعہ کے توڑنے کے لیئے اُنپر توپیں چڑھائي جاریں بلکہ صرف مطلب یہہ تھا کہ اُنکي اوٹ آڑ میں قلعہ کے قریب پہنچکر سرنگیں لگائي جاویں چنانچہ دو جگہہ سرنگیں لگائي گئیں غرضکہ جب دھاوے کے واسطے فوج آراستہ پیراستہ ہوچکي تو اُن سرنگوں میں توڑا لگایا گیا اور قبل اُس کے یہہ بات قرار پائي تھي کہ سرنگوں کے اوڑتے ھي دھاوا کیا جاوے مگر تقدیر سے یہہ امر پیش آیا کہ ایک سرنگ اڑنے پائي تھي کہ ٹوٹي النگ کي جانب سے فوج نے دھاوا کیا اور عین دھاوے میں دوسري سرنگ اوڑي اور فریقین کے سپاہي تلف ہوئے یہاں تک کہ ایسي ہیبت طاري ہوئي کہ حملہ آور بھاگ آئے *

جب کہ وہ تدبیر اکبر کی راس نہ آئی تو محاصرہ کا سامان دوبارہ کرنا پڑا مگر ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ اکبر دمدموں کو دیکھہ بھال رہا تھا تو اُس نے یہہ بات دریافت کی کہ جیمل قلعہ پر موجود اور مشعل کی روشنی میں النگ شکستہ کی مرمت میں جی جان سے مصروف ہی جوں ہی کہ یہہ امر اُسکو ثابت ہوا تو اُس نے ناپ تول کر جیمل اجل گرفتہ کو نشانہ بنایا اور ایک تیر جگر شگاف اُسپر چھوڑا غرض کہ قسمت نے یاوری کی کہ وہ تیر اُسکے سر میں پیٹھا اور جوں ہی کہ اُس سردار نے قالب تہی کیا تو محصوروں نے ہمت ہاری اور اپنی معمولی کمقہمی سے ٹوٹی النگ کو چھوڑ کر قلعہ میں چلے گئے اور راجپوتوں کی مانند ایک بڑی دھوم دھام سے جانیں تلف کیں یعنی عورتوں کو جیمل کے ساتھہ آگ میں جلایا اور آپ اپنے پانوں مسلمانوں کے ہاتھوں سے مرنے کو دوڑے جو فصیلوں پر بلا مزاحمت چڑ گئے تھے چنانچہ راجپوتوں کے بیان کے موافق آٹھہ ہزار † آدمی اور مسلمان مورخوں کے حساب سے بہت زیادہ مارے گئے *

‡ یہہ واقعہ مارچ سنہ ۱۵۶۸ع مطابق شعبان سنہ ۹۷۵ ہجری کو واقع ہوا اگرچہ اودھے سنگھہ کے قبضہ سے چتور گڈہ دارالحکومت اُسکا نکل گیا مگر وہ اپنے جھاڑی جنگلوں میں آزاد اور خود مختار رہا بعد اُسکے نو برس گذرنے پرنا پہا سنہ ۱۵۷۸ع مطابق سنہ ۹۸۶ ہجری § میں راجہ پرتاب سنگھہ اُسکے بیٹے اور جانشین کے قبض و تصرف سے کوملمیر اور گوگندہ کے قلعہ نکالی گئے اور خود راجہ دریاے گنگ کے قرب و جوار

† دو ہزار راجپوت اِس غریب حکمت سے جان اپنی بچا لیگئے کہ اُنھوں نے جورو بچوں کو باندہ جوڑ کر اپنے آگے رکھا اور محاصروں کے بیچ سے جو قلعہ میں گھس گئے تھے ایسی خوبصورتی سے گذرے کہ گویا محاصروں کا گروہ ہی جو قیدیوں کے حفظ و حراست کے واسطے مقرر ہوئے

‡ تاریخ فرشتہ اور منتخب التواریخ کو دیکھنا چاہیئے

§ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۳۲ کو دیکھو

میں تھوڑي مدت تک بھاگتا پھرا مگر یہہ راجہ باپ کے برخلاف ایک چالاک اور عالي همت تھا چنانچہ آخرکار اُس نے استقلال و همت کي بدولت کامیابي حاصل کي یعني اُس نے اکبر کي وفات سے پہلے پہلے اپنے ملک موروثي کے ایسے بڑے حصہ کو اکبر کے قبضہ سے نکالا جو پہاڑوں اور جنگلوں سے پاک صاف تھا اور دوبارہ اُسپر قابض هوا اور اُس نئي دارالحکومت کي بنیاد اُس نے ڈالي جو اودہ پور کے نام سے مشہور هی اور آجتک اولاد اُسکي قابض متصرف هی اور منجملہ راجپوت راجاؤں کے صرف اسي راجہ کے خاندان نے دلي کے بادشاهوں سے بیٹي دینے کا رشتہ نهیں کیا بلکہ تمام راجاؤں سے واسطہ علاقہ قطع کیا اس لیئے کہ وہ راجے غیر ذات سے رشتہ ناتے کرنے کے باعث سے اوچھے هوگئے تھے *

راجے بابروں سے رشتہ ناتے کرنیکو اکبر جي جان سے چاهتا تھا اور بڑي بڑي کوششیں کرتا تھا اور اُس کے جانشینوں نے بھي اس سلسلہ کو جاري رکھا چنانچہ جیپور اور مارهواڑ کے خاندانوں کي دو رانیاں اکبر کے دو محل تھے اور جہانگیر اُسکے بڑے بیٹے کي شادي جیپور کي دوسري راني سے هوئي تھي اور ایسے موقعوں پر ایک قسم کا رعب داب اُس دولهن کو دولہ پر هوتا تھا اور جو اولاد اُسکے پیٹ سے پیدا هوتي تھي وہ تخت نشیني کے استحقاق و اهلیت میں اُس اولاد کي برابر گني جاتي تھي جو مسلمان بي بي کے پیٹ سے هوتي تو [illegible] لیئے کہ یہہ رانیاں قدر و منزلت میں بیگمات کي برابر سمجھي جاتي تھیں تو بجاے اسکے کہ تبدیل مذهب اور تغیر ذات سے نفرت کیجاوے بادشاهونکي داماذي کے رشتہ کا اعزاز و اکرام اُن کے جیوں میں بیٹھا اور اُسکي خواهش کرنے لگے *

دوسرے برس کے اندر اندر رنتھنبور اور کالنجر کے پہاڑي قلعہ فتح کیئے اورمنجملہ اُنکے رنتھنبور کے قلعہ پر خود چڑہ کر گیا اور جب کہ بعد اُسکی سنہ ۱۵۷۰ ع مطابق سنہ ۹۷۸ هجري میں ایک موقع پر جودہ پور کي

سرحد کے پاس پہونچا تو جودھپور کے پرانے راجہ مالدیو نے اپنے دوسرے بیٹے کو استقبال کے واسطے روانہ کیا † مگر اکبر نے اُسکے آنے کو راجہ کی حاضری پوری نسمجھی چنانچہ وہ بہت برہم ہوا اور بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۲ع مطابق سنہ ۹۸۰ هجری میں ایسی برائی اُسنے کی کہ وہ مستحق اُسکا نتھا یعنی بیکانیر والے راے سنگھہ کو جو خاندان جودھ پور کا چھوٹا سا رکن تھا جودھپور کی حکومت حسب ضابطہ عنایت فرمائی اور اُس کے نام پر فرمان اُسکا مرتب کیا مگر راے سنگھہ کو جودھ پور کا قبضہ نصیب نہوا بعد اُسکے جب مالدیو مرگیا تو اُسکی بیٹی نے اطاعت قبول کی اور مورد عنایات ہوا اور بڑی عزت کو پہونچا ‡

## گجرات کی فتح کا بیان

تھوڑے عرصہ کے بعد اکبر اُس بڑی مہم پر مایل ہوا کہ گجرات کو اپنی قلمرو میں داخل کرے بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب بہادر شاہ گجراتی مرگیا تو گجرات کی حکومت پر محمود شاہ ثانی بہادر شاہ کا بھتیجا متصرف ہوا اورجب محمود شاہ بھی مرگیا تو اعتماد خاں غلام اُس کا جو اگلے وقتوں میں ہندو تھا بنام نہاد ایک صغیر سن کے حکومت کا کام کاج کرتا رہا جسکو وہ محمود شاہ ثانی کا بیٹا بتاتا تھا اور مظفر شاہ ثالث کے خطاب سے پکارا جاتا تھا مگر بادشاہی سردار چنگیز خاں نے اعتماد خاں کا مقابلہ کیا اور بہ غصب حکومت کا الزام اُسکے ذمہ لگایا اور یہہ چنگیز خاں وہ سردار تھا جسکی پناہ اُن مرزاؤں نے ڈھونڈی تھی جنکی بغاوت سنہ ۱۵۶۶ ع میں بیان ہوچکی مگر ان مرزاؤں نے ایسے ایسے بیہودہ حق جتائے اور ایسی ایسی برائیاں ماریں کہ آخر چنگیز خاں سے بگڑ گئی اورقصہ کوتاہ ہوگیا یہانتک کہ کسی قدر کامیابی کے پیچھے گجرات سے نکالے گئے بعد اُس کے سنہ ۱۵۶۸ ع میں مالوہ کے دبانے کا جس

---

† فرشتہ کی تاریخ

‡ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۳۴

رادہ کیا کہ چتور گڈھ کی فتح پر تھوڑے دن گذرے تھے چنانچہ اکبر
نے تھوڑی سی فوج اُن کے مقابلہ پر روانہ کی مگر فوج کو کارگزاری
کا موقع ھاتھہ نہ آیا اس لیئے کہ چنگیز خاں کے مارے جانے کی
خبر سنکر اُن پریشانیوں سے فائدے اُٹھانے کے لیئے جو چنگیز خاں
کے بعد گجرات میں واقع ھوئیں مرزا گجرات کو لوٹ گئے وہ خرابیاں
سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۹۸۰ ھجری تک برابر قایم رھیں اور
جب کہ وہ ھنگامہ فرو نہوا تو اعتماد خاں نے اکبر کی منت سماجت
کرکے یہہ بات چاھی کہ گجرات کی حکومت پر ملازمان اکبری تصرف
فرماویں اور فسادوں کی اصلاح کریں چنانچہ اکبر نے ماہ ستمبر سنہ ۱۵۷۲ ع
مطابق جمادی الاول سنہ ۹۸۰ ھجری میں دلی سے کوچ فرمایا اور
نہایت چستی چالاکی سے جالاپن میں پہنچا یہانتک کہجب جالاپن
اور احمد نگر کے بیچ میں مظفر شاہ ثالث سے ملاقات ھوئی جو نام کا
بادشاہ تھا تو مظفر شاہ نے تاج و تخت اپنا بحسب ضابطہ اکبر کو سپرد
کیا بعد اسکے گجرات کے سرکشوں کے دبانے ستا نے اور باغی مرزاؤں کے
کے پکڑنے جکڑنے اور اُنکی فوج کے بھگانے تھکانے اور سورت کو گھیر کر فتح
کرنے میں جسکا بھار بوجھہ آپ اُس نے اوٹھایا تھا تھوڑا سا عرصہ صرف
ھوا اور سورت کے محاصرہ سے پہلے یہہ امر واقع ھوا کہ اکبر کے بھائی بند
مرزا تھوڑی سی فوج اپنے ھمراہ لیکر اپنی فوج کے اُس بڑے حصے سے ملنے
کو جو گجرات کے شمالی جانب میں پڑا تھا روانہ ھوئے مگر اکبر نے بڑی
چالاکی برتی کہ اُنکو مراد کے پہنچنے سے پہلے جا پکڑا اور جب کہ اکبر
ایسی چستی چابکی سے جو بے تامل واقع ھوئی تھی آگے بڑھ کر دشمنوں
کے مقابلہ پر پہونچا جو زبردست اور مسلح اور ھزار آدمیوں کے لگ
بھگ تھے تو سارے لوگ آسکے اُن لوگوں سمیت جو ادھر اودھر منتشر
ھوگئے تھے ایکسو چھپن تھے غرض کہ اکبر نے حملہ کیا مگر دشمنوں نے
مار کر بھگا دیا اور ایسے تنگ کوچوں میں کھڑے ھونے پر مجبور کیا جو

جھاڑیوں کے کوچہ تھے اور جنمیں تین تین سواروں کے سوا چوتھے کا گذارا نتھا حاصل یہہ کہ اس موقع پر دشمنوں نے اکبر کو یہاں تک دبایا کہ ایک بار اپنے رفیقوں سے الگ بھی هوگیا اور قریب تھا کہ مغلوب هوجاے مگر اسکے تھوڑے سے لوگوں میں بڑے بڑے سردار اور چنے چنے دلاور موجود تھے چنانچہ اُن سرداروں کے علاوہ جے پور والا راجہ بھگوان سنگھہ اور اسکا بھتیجا اور لے پالک راجہ مان سنگھہ اکبر کا شریک و معاون تھا بلکہ انہیں راجاؤں کي سعي و همت کي بدولت اکبر محفوظ رها اور کامیابي کو پہنچا مگر مرزا لوگ اپني فوج سے جا ملے اور برس روز بعد اوسکے وہ متفرق هوگئے اور مختلف مختلف کام انکو پیش آئے اور بهانت بهانت کے پھل پائے چنانچہ منجملہ اونکے ایک مرزا گجرات میں مارا گیا اور باقي بڑے بڑے مرزا هندوستان کے شمال میں بھاگ کر گئے یعني ناگور کے پاس پروس میں راجہ راے سنگھہ سے شکست فاحش کھاکر اپني اصلي جاے سنبھل کو چلے گئے اور جب کہ سنبھل سے بھاگے تو پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے یہاں تک کہ اٹک کي جانب بھاگی چلے گئے مگر انجام اُنکا یہہ هوا کہ بادشاهي افسروں کے هاتھوں میں گرفتار هوئے اور جان سے مارے گئے هاں ایک حسین نامي مرزا گجرات سے بھاگ کر خاندیس کے پہاڑوں میں گیا اور ایسا گم هوا کہ موت حیات اسکي معلوم نهوئي غرض کہ اکبر گجرات کو اپني قلمرو میں دوبارہ داخل کرکے چوتھي جون سنہ ۱۵۷۳ع مطابق دوسري صفر سنہ ۹۸۱ هجري میں دلي کو بامراد واپس آیا *

آگرہ میں داخل هونے پر پورا مهینا نگذرا تھا کہ بادشاہ کو کہیں یہہ پرچہ لگا کہ حسین مرزا گجرات میں پھر داخل هوا اور گجرات کے پہلے بادشاہ کا کوئي بڑا سردار اُسکي حمایت پر کھڑا هوگیا اور اس نے بادشاهي فوج کو ایسا کچھہ کردیا کہ حملہ کرنے کي جگھہ جان کا بچانا غنیمت سمجھتے تھے اور حفظ و حراست کي دشواري پیش آرهي تھي اگرچہ برسات کے موسم سے قاعدہ دان فوج کا کوچ کرنا ممکن و متصور نهوا مگر

بادشاہ نے نہایت چستي چالاکي بلکہ اس هوشیاري اور دور اندیشي کے تقاضے سے جو اسکي طبیعت میں رکھي گئي تھي یہہ ارادہ کیا کہ بلا وساطت غیر اپنے بگڑے کاموں کو سنوارے چنانچہ اُس نے دو هزار سوار اس تاکید سے روانہ فرمائے کہ سیدھي راہ اختیار کرکے شتاب درشتاب آپ کو جالاپن میں پہنچائیں اور بعد اس کے ایسے تین سو بہادر سواروں سمیت اونٹوں پر سوار هوکر روانہ هوا جنمیں بہت سے امیر و سردار تھے اور یہاں تک سواریوں سے کام لیا کہ ساڑھے چار سو میل کے سفر کو نو روز کے عرصہ میں پورا کیا اور برعکس اس خراب موسم کے نویں روز اپني فوج کو گجرات میں اکھٹا کرکے تین هزار آدمیوں سے دشمن کا سامنا کیا اگرچہ فوج اسکي باغیوں کے مقابلہ میں بہت کم تھي مگر بادشاہ کے یکایک گجرات میں آجانے سے باغیوں کو حیرت هوئي چنانچہ سارے باغي افسردہ هوگئے علاوہ اس کے باغي ایک ایسے محاصرہ میں مصروف اور ایسي بلا میں مبتلا تھے کہ محصور اُنپر حملہ کرسکتے تھے اور بادشاہ اپني جلدي اور تندي کے باعث سے دوبارہ خطرہ میں پڑا مگر آخر کار اُسکو کامیابي حاصل هوئي چنانچہ حسین مرزا اور بہادر شاہ گجراتي کا سردار اُسکا رفیق دونوں مارے گئے اور گجرات میں امن چین هوگیا اور اکبر آگرہ کو واپس آیا † *

† جب کہ اکبر اس لڑائي سے پہلے هتیاروں سے آراستہ پیراستہ هورها تھا تو اُس نے یہہ دیکھا کہ ایک نوجوان گبرو کسي راجپوت راجہ کا بیٹا ایسا بھاري زرہ بکتر پہنے هوئے هی کہ وہ اُسکے بوجھہ سے دبا جاتا هی اور بوجھہ اُسکا اُٹھا نہیں سکتا اکبر نے سامان اُسکا لیا اور اپنا سامان اُسکو دیا جو بہت هلکا پھلکا تھا اور ایک اور راجہ کو بے زرہ بکتر دیکھکر یہہ فرمایا کہ تو اُس بھاري بوجھہ کي زرہ بکتر کو پہن لے جویوں هیں بیکار هے مگر یہہ راجہ اُس گبرو جوان کے باپ کا حریف تھا چنانچہ وہ جوان گبرو پیچ و تاب کھاکر یہاں تک برهم هوا کہ بادشاہ کے زرہ بکتر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور یہہ بات کہي کہ مجھکو زرہ بکتر کي حاجت نہیں اب میں بدون اُسکے لڑوں گا بادشاہ نے اُس گستاخي پر التفات نکیا بلکہ یہہ کلمہ فرمایا کہ هرگز مجھکو یہہ بات گوارا نہیں کہ میرے سردار مجھہ سے زیادہ جان جوکھوں میں پڑیں اور اب یہہ مناسب هی کہ میں بھي زرہ بکتر کي پروا نکروں — اکبر نامہ

## بنگالہ کي فتح کا بیان

دوسرا کام اکبر نے یہہ کیا کہ بنگالہ کي فتح حاصل کي بیان اُس کا یہہ ھی کہ سنہ ۱۵۶۰ع میں بہار کا کسیقدر حصہ شیر شاہ ثاني کے شکست کہانے پر بادشاہ کے قبضہ میں آ چکا تھا مگر باقي بہار اُس ملک سمیت جو شرقي جانب میں واقع تھا اب تک محکوم اُسکا نہوا تھا اور همایوں کي مراجعت سے پہلے پہلے بنگالہ کا یہہ نقشہ تھا کہ عدلي شاہ کے قبضہ سے نکلکر پٹھانوں کے زیر حکومت ھو گیا تھا اور اکبر کے زمانہ میں داؤد شاہ پٹھان اُسپر قابض تھا جو نہایت ضعیف اور عیاش بادشاہ تھا اور وزیر اُسکا ایسا حاوي ھو گیا تھا کہ اُس کے قایم مقام ھونے پر آمادہ تھا مگر یہہ بادشاہ اُس زمانہ میں ملکي لڑائي میں جي جان سے مصروف تھا اوروجہہ اُس کي یہہ تھي کہ اُس نے وزیر کو قتل کیا تھا جسکي طرف سے اُس کو خطرہ تھا اور ملک والوں نے اُس سے لڑنا ٹہرایا تھا *

اکبر کو ان جھگڑوں سے یہہ فایدہ حاصل ھوا کہ داؤد شاہ سے باجگذاري کا اقرار لیا مگر جب کہ چند روز امن و سلامت سے گذرے تو یہہ اوچھا بادشاہ اپني خود مختاري کا دعوی کر بیٹھا اکبر نے بذات خود چڑھنا مناسب سمجھا چنانچہ عین برسات میں روانہ ھوا اور لڑائي کے سامانوں اور رسد کے ذخیروں اور تھوڑے بہت لوگوں کو گنگا جمنا کے ذریعوں سے منزل مقصود تک پہونچایا یہاں تک کہ سنہ ۱۵۷۵ع مطابق سنہ ۹۸۳ ھجري میں بہار سے گذرا اور کوئي سامنے اُس کے نپڑا اور داؤد شاہ خاص بنگالہ کو چلا گیا بعد اُس کے اکبر نے اپني نائبوں کو بایں نظر چھوڑا کہ فتح کي پیروي کر کے تکمیل کو پہونچاویں اور آپ آگرہ کو چلا آیا *

بنگالہ کا ھاتھہ آنا ایسا آسان نہوا جیسا کہ ھاتھہ آنے سے پہلی سمجھا گیا تھا اسلیئی کہ اگرچہ داؤد شاہ † اوڑیسہ کو چلا گیا مگر بعد اُس کے

† واضح ھو کہ اس مقام اوڑیسہ سے وہ تھوڑا سا ملک مراد ھی جو مسلمانوں کي عہد سلطنت میں صوبہ مذکور میں داخل تھا اور اب وہ وسیع اور کشادہ ھو گیا

بادشاہي فوج کا دوبارہ اُس نے مقابلہ کیا اور بہت بري طرح پیش آیا
یہاں تک کہ انجام اُس نے شکست کھائي اور خلیج بنگالہ کے کناروں
تک بھاگا گیا مگر باوجود اسکے اتني قوت رکھتا تھا کہ اطاعت کي شرطوں
کو دب کر قبول نہ کیا اور اوڑیسہ کو اپنے لیئے قایم رکھا اس لڑائي کے
مشہور سرداروں میں ٹوڈرمل بھي شامل تھا جو سلطنت کے وزیر
متحاصل ہونے سے مشہور ہوا اور جب کہ بنگالہ میں امن چین ہو گیا
تو اور سرداروں سمیت اُسکو بھي بلایا گیا اور ایک والا منصب سردار کو
بنگال پر حاکم چھوڑا گیا چنانچہ یہہ حاکم صوبہ بنگال کي پراني
دارالحکومت یعني لکھنوتي میں متمکن ہوا مگر لوگوں کے بھاگ جانے اور
بستي کے اوجڑ پڑے رہنے سے آب و ہوا اوسکي ایسي خراب ہو گئي تھي
کہ وہ حاکم مرگیا اور جانشین اُسکا حکومت کے کام کاج کو پورا پورا
سنبھالنے نہ پایا تھا کہ داؤد شاہ نے لڑائي شروع کي اور بنگالہ کو پامال
کیا یہاں تک کہ بادشاہي فوج ایک جگہہ اکھٹي ہونے اور صوبہ بہار سے
مدد مانگنے پر مجبور ہوئي حاصل یہہ کہ انجام کار ایک لڑائي ایسي
پڑي کہ داؤد شاہ شکست کھا کر مارا گیا بعد اُس کے روتاس گڈہ واقع
صوبہ بہار جو اب تک فتح نہ ہوا تھا پورے محاصرے کے ذریعہ سے تھوڑي
مدت کے بعد اُس فوج کے ہاتھوں سے فتح ہوا جو اُس کے محاصرے کے
لیئے مقرر ہوئي تھي غرض کہ سنہ ۱۵۷۶ع مطابق سنہ ۹۸۴ ہجري
میں بہار و بنگال اسلام کي حکومت میں دوبارہ داخل ہوئي اور پٹھانوں
کي رھي سہي حکومت ہندوستان سے معدوم ہوئي *

## فوج بنگالہ کي بغاوت کا بیان

اکبر کے زمانہ میں بہار و بنگالہ کي ایسي صورت تھي کہ امن چین کا
ہمیشہ قایم رہنا نہایت دشوار تھا اِس لیئے کہ اب بھي جنوب کا پہاڑي
جنگلي خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے پاس پروس کي
دلدلیں اور جنگل باغي مفسدوں کے ٹھکانے تھے مغلوں نے بنگالہ کو ابتک

مطیع اپنا نکیا تھا چنانچہ وہ پٹھان لوگ اُس میں بھرے ہوئی تھی جنکی تعداد اُن پٹھانوں کی خلوت نشینی سے بہت بڑہ گئی تھی جو تیموریوں کی ملازمت سے اُن دنوں منکر ہوگئے تھے جب کہ تیموریوں نے ہندوستان کے بالائی حصہ کو فتح کیا تھا اکبر کے سرداروں نے بہار و بنگالہ کی پریشانی سے فائدہ اُٹھایا چنانچہ اُنھوں نے پٹھانوں کی جاگیروں پر خاص اپنے لیئے قبضہ کیا اور محاصل کی نسبت یہہ فقرہ سنایا کہ جو کچھہ ملک سے حاصل ہوا تھا وہ لڑائی میں کام آیا مگر جب کہ اکبر محاصلوں کی ترمیم میں مصروف تھا تو بنگال اُس زمانہ میں فتح ہوچکا تھا یہاں تک کہ حاکم بنگالہ کو یہہ حکم ہوا کہ صوبہ کا محاصل باد شاہی خزانہ میں داخل کرے علاوہ اِس کے صوبہ کی جاگیروں کی نسبت سخت تحقیقات اور اُن فوج والوں کی فہرستیں بھی بتاکید تمام طلب ہوئیں جنکے واسطے وہ جاگیریں تھامی گئی تھیں مگر فوج والوں نے تعمیل اُن حکموں کی اس لیئی نکی کہ وہ لوگ اپنے زور و قوت سے واقف تھے اور بنگالہ کو اُنھوں نے فتح کیا تھا † غرض کہ پہلے پہلے بنگالہ میں فوج کے لوگ باغی ہوئے اور بعد اُس کے بہار میں بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا یعنی باقی فوج بھی سرکش ہوگئی اور جب کہ اکبر نے یہہ دیکھا کہ میں اپنی فتوحات کے ثمروں سے محروم رہا اور محرومی کے سوا تیس ہزار آدمی مقابلہ کو آمادہ ہیں تو نہایت پریشان ہوا اور بعد اُس کے کہ بادشاہی جاں نثاروں کو باغیوں کے ساتھہ لڑنے بھڑنے سے بہت سے نقصان پہونچے سنہ ۱۵۷۹ ع مطابق سنہ ۹۸۷ ہجری میں راجہ ٹوڈر مل کو بنگالہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ پہلی وار اِس رعب داب کی بدولت جو اُس کو ہندو زمینداروں پر حاصل تھا کسیقدر کامیاب بھی ہوا مگر جب کہ وزیر دہلی نے روپیہ پیسے کا سخت مطالبہ کیا تو منجملہ ایسے سرداروں کے جو باغیوں سے علاقہ رکھتے تھے بہت سے سردار آپ آپ

† اسٹوارٹ صاحب کی تاریخ بنگال و منتخب التواریخ

کو چلے گئے غرض کہ بغاوت کے قصے قضاے تین برس تک قایم رهے مگر بعد اُس کے ٹوڈر مل کے قایم مقام اعظم خاں نے وہ جھگڑے چکائے معلوم هوتا هی کہ اعظم خاں نے بہت سے باغي سرداروں کو روپیہ پیسے دیکر راضي کیا اور بہت سے مغل پٹھان سرداروں کو اُنھیں جاگیروں پر قابض رکھا جن پر وہ قابض و متصرف تھے ‡ *

مغلوں کي بغاوت کے زمانہ میں داؤد شاہ کے پرانے پرانی رفیق یہاں اپني اپني جگھہ نکمی نہ بیٹھے تھے چنانچہ جب بغاوت پر تھوڑا عرصہ گذرا تو وہ لوگ ایک شخص قتو نامي کے تحت حکومت هوکر اکھٹے هوئے اور تھوڑے دنوں میں اوڑیسہ اور علاوہ اُس کے اُس سارے ملک پر قبضہ کیا جو بردوان کے متصل دریاے دمودر تک واقع هی بعد اُس کے جب بغاوت فرو هوئي تو اعظم خاں بنگالہ سے واپس لوٹا اور راجہ مان سنگھہ اکبر کا بلایا هوا کابل سے آیا اور اس نئي لڑائي کا مہتمم مقرر هوا چنانچہ مان سنگھہ اُس ملک میں پهونچا جو پٹھانوں کے هاتھہ تلے دبا هوا تھا اور برسات کے پورے هونے تک وهاں پڑا رها جهاں اب کلکتہ بستا هي بعد اُس کے اُس کي فوج کے بڑے ٹکڑے نے دشمنوں سے شکست فاحش کھائي اور اُس ٹکڑے کا سردار اُس کا بڑا بیٹا پکڑا گیا اگرچہ مان سنگھہ کي صورت بظاهر اچھي نتھي مگر اُس کے نصیبوں نے یاوري کي کہ سنہ ۱۵۹۰ع میں قتو مرگیا بعد اُس کے عیسی نامي ایک شخص نے جو هوشیار اور برد بار تھا قتو کے بال بچوں کي سرپرستي کي اور مان سنگھہ نے اِس سردار سے یہہ عہد نامہ کیا کہ قتو کي اولاد ایسي طرح اوڑیسہ پر قابض و متصرف رهے کہ بادشاہ کي متوسل سمجھي جاوے دو برس گذرے تھے کہ عیسی بھي مرگیا اور لوگ اُس کے جانشین سے سخت متنفر هوئے اِس لیئے کہ اُس نے جگناتھہ کے مشہور مندر کے چڑھاوے کو ضبط کیا اکبر نے اُس بھول چوک کا موقع دیکھکر راجا مان سنگھہ

‡ اسٹوارٹ صاحب کي تاریخ بنگال ۱۲

کو فوج سمیت اُس جانب کو روانہ کیا چنانچہ مان سنگھہ نے بنگالہ کي سرحد پر پٹھانوں کو شکست دیکر کٹک کي جانب کو بھگایا اور بعد اُس کے کڑي کڑي تدبیریں برتیں اور کہیں کہیں جاگیریں بھي قایم رکھیں غرض کہ عمدہ عمدہ تدبیروں سے پٹھانوں کو شیشہ میں اوتارا *

سنہ ۱۵۹۲ ع میں پچھلا جھگڑا پٹھانوں نے قایم کیا اور اوڑیسہ کو دبانا چاھا مگر وہ ناکام رھے اور مراد اُن کي پورے نہ ھوئي اور اُسي زمانہ سے پٹھانوں کا دعوی باطل ھوگیا اگرچہ بعد اوس کے بھي سنہ ۱۶۰۰ ع میں قتو کے بیٹي عثمان نے سر اُٹھایا *

## مرزا حاکم کي بغاوت کا بیان

اکبر کے سردار بنگالہ کے نظم و نسق میں مصروف تھے کہ اکبر کا التفات اپني سلطنت کے دور دراز حصہ یعني کابل پر مایل ھوا تفصیل اُس کي یہہ ھي کہ اکبر کے بھائي مرزا حاکم نے جو ایک مدت سے امن چین سے کابل پر قابض تھا اپني حکومت کو فراخ کرنا چاھا چنانچہ اُسنے پنجاب پر دوبارہ حملہ کیا اور راجہ مانسنگھہ حاکم پنجاب اُسکي مقاومت نکرسکا اور پچھلے پیروں لاھور میں گھسنے پر مجبور ھوا یہانتک کہ خود اکبر کو بذات خود یورش کرنے اور محاصرے کے اُٹھانے اور صوبہ کو غنیم سے چھوڑانے کي ضرورت پڑي چنانچہ اکبر خود متوجھہ ھوا مگر مرزا حاکم اُسکي ٹکر نہ اُٹھا سکا بعد اُسکے فروري سنہ ۱۵۸۱ ع مطابق محرم سنہ ۹۸۹ ھجري میں اکبر نے یہہ سوچ سمجھکر کہ اب ھمارا حال ایسا نہیں کہ حریف کو بے تدارک چھوڑیں بھگوڑوں کا پیچھا کیا یہانتک کہ اٹک سے پار اوتر آگے بڑہ گیا مگر مرزا حاکم اسکا مقابلہ نکر سکا اور عین میدان سے بھاگا اور پہاڑوں میں جاکر چھپ گیا اور اکبر کا قبضہ کابل پر ھوگیا اور جب کہ مرزا حاکم سے کوئي بات بن نپڑي تو کام ناکام اکبر کي اطاعت قبول کي اور اکبر نے بھي عذر اسکا قبول فرمایا اور اُسکي حکومت

لوسیکو عنایت فرمائی غالب هی که بعد اسکی میرزا حاکم جی جان سے مطیع اسکا رهاجوں هي که باد شاه اس انتظام سے فارغ هوا تو جی پور والے راجه بهگوان داس کو پنجاب کا حاکم مقرر کرکے اگره کو واپس آیا اور سنه الیه میں وه قلعه بنوایا جو اجتک اٹک کے بڑے گهاٹ پر قایم دایم اور اٹک بنارس کے نام سے نامي گرامي هی *

## گجرات کي بغاوت کا بیان

مظفر شاه گجراتي اپني حکومت سے هاتهه اوٹهاکر بادشاهي فوج کے ساتهه اگره میں آیا اور بادشاهي دربار میں تهوڑے دنوں حاضر رها بعد اوس کے اوس جاگیر میں رهنی سهنی لگا جو اوسکے لیئے مقرر هوئي تهي اور ایسا گهل مل گیا که کوئي شک شبهه آسکي نسبت باقي نهیں رها چنانچه سنه ۱۵۷۳ ع سے لغایت سنه ۱۵۸۱ ع تک ویسے هي بادشاهي توسل میں دن گذارے مگر اور صورتوں کي مانند اس صورت میں بهي اپني فیاضي اور دریادلي سے بهت سا نقصان اکبر نے آٹهایا بیان آسکا یهه هی که گجرات میں هنگامه برپا هوا اور شیر خاں فولادي نے جو پهلے هنگاموں میں بهي شریک و معاون تها مظفر شاه کو آسپر اماده کیا که وه اپني موروثي حکومت پر قبضه کرے غرض که سنه ۱۵۸۱ ع مطابق سنه ۹۸۹ هجري میں بڑا هنگامه برپا هوا اور یهاں تک نوبت پهونچي که بادشاهي فوج اپني جگهه سے هل جلکر جالا پن میں لوٹ جانے پر مجبور هوئي اور مظفر شاه احمد آباد اور بروچ بلکه سارے صوبه پر قابض هوا حاصل یه که بیرم خاں کے بیٹے مرزا خاں کو هنگامه کے دبانے کي غرض سے روانه کیا گیا چنانچه آس نے ماه جنوري سنه ۱۵۸۴ ع مطابق محرم سنه ۹۹۲ هجري میں مظفر شاه کو شکست دیکر گجرات کے آس ٹکڑے پر دوباره قبضه حاصل کیا جو هندوستان اور جزیره نماے گجرات کے بیچ میں واقع هے مگر مظفر شاه جزیره نماے گجرات کے خود مختاروں میں چلاگیا اور وهاں سے مرزاخاں کے دهاووں کو پیچهی هٹایا اور مختلف مختلف وقتوں

میں اپنے ملک موروثي کے ارادے سے حمله کیئي گیا مگر چونسی که جد و جهد آسکی ضایع گئي ویسی هي بادشاهي لوگوں کي وه سعي و محنت بهي نا کام رهي جو جزیرة نما میں گهسنی کے لیئي عمل میں ائي تهي غرض که ایک عرصه تک فریقین کي سعي و کوشش پر اسبات کے سوا کوئي فایدا مترتب نهوا که اگرچ کهیت انکے هاتهه رها تو کل وه غالب ائی اور طرفین کو طرح طرح کے نقصان پهونچی *

سنه ۱۵۸۹ع میں اعظم خاں مذکور ایک موقع پر سمندر کے جنوبي کنارے تک پهونچا اور بڑي سخت لڑائي لڑا اگرچه کهیت اس وقت مشتبهه رها مگر آخر کار یهي واضح هوا که مغل هي پس پا هوئی بعد اس کے عهد مذکور سے چار برس اور آغاز بغاوت سے بارة برس بعد سنه ۱۵۹۳ع میں مظفر شاه گجراتي جب اس وقت پکڑا گیا که اوسنے گجرات کے اس حصے پر دهاوا کیا تها جو مغلوں کے قبضه میں تها اور جب که وه شامت کا مارا آگره کو روانه کیا گیا تو غیرت کے مارے عین رسته میں اوسترے سے گلا کاٹ کر مرگیا اور دین و دنیا کا نقصان اٹهایا*

## دوسرا باب

### بیان اُن واقعات کا جو سنه ۱۵۸۶ع سے اکبر کے مرنے تک واقع هوئے

مظفر شاه گجراتي کے جزیرة نما میں بهاگنے کے بعد اکبرنے سنه ۱۵۸۶ع میں دکن کے قصے قضایوں میں دخل دینا شروع کیا مگر جو ارادے اُسنے دکن کے معاملوں کي نسبت پہلی پہل کیئے وه پورے نهوئے چنانچه بیان اُن کا تفصیل وار آویگا اسلیئی که دخل مذکور کے تهوڑے دنوں بعد اکبر کو اپنے ملک کے شمالي حصه کے کام کاج میں مصروف هونا پڑا یعنے سنه ۱۵۸۵ع میں مرزا حاکم اس کا بهائي مرگیا اگرچه مرزا حاکم کے بعد اس کے ممالک مقبوضه پر قبض و تصرف کرنا چنداں دشوار نه تها

مگر جب کہ اُس کو یہہ امر دریافت ہوا کہ مرزا سلیمان اُس کے
رشتہ دار حاکم بدخشاں کو عبداللہ خاں اوزبکوں کے سردار نے بدخشاں
سے خارج کیا تو بخوف اسکے کہ خدانخواستہ عبداللہ خاں آگے کو
بڑھائی چڑھائی نہ کرے یہہ ضرورت پیش آئی کہ کابل کو خود روانہ ہوا
مگر عبداللہ خاں اوزبک نے بدخشاں پر قناعت کی اور آگے
کا ارادہ نہ کیا اور جب کہ اکبر نے بدخشاں کی اپنی موروثی حکومت
کو چھوڑنا نچاہا تو دونوں کے آپس میں بنی رہی اور طرفین کی
امن چین سے گذری اُن شمالی پہاڑوں میں بادشاہ اب مقیم تھا جنکا بہت
سا حصہ اُس کی قلمرو میں شامل تھا اور اسی باعث سے ایسی نئی
روش کی لڑائیوں میں مبتلا ہوا کہ اُس کو ایسی سخت مشکلیں پیش
آئیں کہ ویسی کڑی مشکلیں آج تک کہیں پیش آئی نہ تھیں *

## کشمیر کی فتح کا بیان

منجملہ کڑی لڑائیوں کے پہلی لڑائی کشمیر سے متعلق تھی جو
ایک مشہور حکومت گاہ اور کوہ ہمالہ کے جگر میں بڑے چوڑے چکلے
میدان پر واقع ہی اور اُن پہاڑوں کی بلندی کے نصف سے زیادہ زیادہ
بلندی پر بستی ہی اور آب ہوا اُس کی اس لیئے لطیف و پاکیزہ ہی
کہ بلندی پر واقع ہی اور ہندوستان کی حرارت اور بہت بلند کوہستانوں
کی برودت سے اِس لیئے محفوظ ہی کہ چاروں طرف سے پہاڑوں میں
محصور ہی اور باوصف اِس کے کہ کوہ ہمالہ کی برف دار چوٹیوں کے بیچا
بیچ بستی ہی بیل بوٹوں سے معمور اور پھل پھولوں سے بھرپور ہی اور
ہمیشہ بہار سے سبز و شاداب رہتی ہی چنانچہ اکثر اوقات اُس جگہہ بہار کا
موسم پایا جاتا ہی مختلف ولایتوں کے درخت اُسکی زمین پر پھیلے ہیں
اور سیکڑوں قسموں کے خود رو پھل پھول بڑی کثرت سے پہاڑوں اور ٹیلوں
پر جگہہ جگہہ پائی جاتے ہیں اور اُس کے ہموار خطوں کو اُن بہتی
نالوں کے ذریعہ سے پانی پہونچتا ہی جو پہاڑوں کی گھاٹیوں سے جھڑ جھڑ

کے بہتی ہیں یا اب شاروں کی مانند آنکی چوتیوں سے پرتے ہیں اور یہہ نالی مختلف مقاموں اور خصوص آن دو جھیلوں میں فراہم ہوجاتے ہیں جن کے کناروں کی وضع اور ہیئت مختلف ہی اور مصنوعی باغ آن میں بہتی بہرتے ہیں غرض کہ یہہ ساری باتیں کشمیر کے فخر و عزت کے وسیلہ ہیں جن کی بدولت سارے ملکوں سے سبقت لیگئی *

بری اری خطرناک راہوں میں سے اس بہشتی تکڑے تک رسائی ممکن ہی اور باوصف اسکے دشوار گذار چڑھائی کی راہ اسکی نیچ اونچ کے ہونے سے نہایت ناہموار اور تنگ پیچدار کوچوں پر مشتمل ہی اور کہیں کہیں وہ راہ ایسی ٹیکروں پر گذرتی ہی جن کے نیچے گہرے اور سخت تند بہنے والی دریا بہتے ہیں پہاڑ کا وہ بلند حصہ جہاں سے کشمیر کی اوتار شروع ہوتی ہی ایک موسم میں برف کی کثرت سے نہایت صعب گزار ہوجاتا ہی یہاں تک کہ بعض بعض جگہہ گذرنا بھی ممکن نہیں ہوتا کشمیر کی ریاست کبھی ہندوؤں کے قبضہ میں برابر رہی اور کبھی تاتاریوں کے تصرف میں مسلسل چلی آئی مگر یہہ حال اُس کا چودھویں صدی تک قایم رہا بعد اوسکی ایک دلاور مسلمان اُسپر قابض ہوا اور اکبر کی یورش تک مسلمانوں کا قبضہ قایم تھا † اور اکبر کو کشمیر کی امید اُن نزاعوں کے باعث سے قوی ہوئی جو والی کشمیر کے خاندان میں واقع ہوئی تھیں چنانچہ اُسنے سنہ ۱۵۸۶ ع

---

† کشمیر کی وہ مشہور تاریخ جو راج ترنگی کے نام سے نامی گرامی ہی اسلیئے بیان کے قابل پائی جاتی کہ وہی تاریخ شنسکرت میں علم تاریخ کا نمونہ ہی اِس تاریخ کو چار مورخوں نے لکھا چنانچہ منجملہ اُن کے پہلے مورخ نے سنہ ۱۱۴۸ میں وہ تاریخ لکھی اور اُسنے پہلے مورخوں کے حوالہ ایسے راستی درستی سے لکھے کہ اُسکی راست بیانی اعتماد کے قابل ہی اور تاریخ مذکور کے پہلے حصہ میں تاریخوں کے دستور کے موافق جھوتی جھوتی باتیں لکھی ہیں مگر سنہ ۶۰۰ ع کے قریب تک بحسب تدریج اُس کے واقعات مندرجہ ٹھیک ٹھیک ہوجاتے ہیں اور اُس کے بعد کے حالات واقعی سب درست ہیں ( واسن صاحب کی تاریخ کشمیر مندرجہ حالات ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۱۵ صفحہ ۳ و ۸۵ )

مطابق سنه ۹۹۴ هجري میں اٹک بنارس سے جہاں اُن روزوں وہ موجود
تھا تھوڑي‌سي اپني فوج مرزا سلیمان کے بیٹے مرزا شاہ رخ جسکا باپ بدخشاں
کي حکومت سے خارج هوکر اکبر کے متوسلوں میں داخل هوا تھا اور راجه
بهگوانداس اپنے سالے جے پور والے کے تحت حکومت کرکے اُس غنیمت
کي امید پر روانه فرمائي جو آپس کے خلاف و نزاع سے جوکہوں میں
پڑي تهی منجمله اُن مذکورہ موانعوں کے جنگي روک ٹوک کے باعث سے
کشمیر تک رسائي دشوار تهي برف کي مار مار ہوي تهي جسکے سبب
سے بادشاهي فوج کا گذرنا نہایت دشوار هوا اگرچه وہ فوج اُس راہ سے
داخل هوئي جسکي حفظ حراست سے کشمیر والی غافل تھے مگر یهه
دشواري پیش آئي که کهانے پینے کے ذخیرہ ایسے پہاڑوں میں صرف هوگئے
که وہ سهل گذار اور پار اور نتهی علاوہ اُسکے اور ایسي مشکلیں پیش آئیں
که اُنکي ضرورت سے والي کشمیر اور اُن دو سرداروں میں یهه عهد نامه
لکہا گیا که والي کشمیر اکبر کي فضل و فوقیت کو تسلیم کرے اور آپ کو
چھوٹا سمجھے اور باقي امورات ملکي میں اکبر کي جانب سے کسي قسم
کي دست اندازي نهوگي مگر اکبر اس عهد نامه سے راضي نهوا چنانچه
اُس نے دوسري فوج اُسطرف کو روانه کي جسکو پہلي فوج کي نسبت
زیادہ کامیابي حاصل هوئي اور کشمیر کے قصے قضائی جو بہت هي چهل
پہل رهی تھے اُس کشمیري فوج تک پہونچے جو کشمیر والی کي جانب
سے راہ کي نگہباني پر متعین تھي چنانچه تهوڑي سي فوج اکبر کي فوج
سے مل گئي اور باقي فوج اپني جگهه چهوڑ کر خاص کشمیر کو چلي گئي
غرض که جب روک ٹوک والی اوٹهه گئے تو کشمیر اور فیروز مندوں
کے ترس کہانے اور جان مال بخشنے کي محتاج و ملتجي رهي یہانتک
که والیئے کشمیر نے اطاعت قبول کي اور دربار دلي کے امیرونمیں داخل هوا
اور صوبه بہار میں کافي جاگیر اُسکي ضروریات کے لیئے مقرر کي گئي بعد
اُسکے اکبر نے کشمیر کا سفر کیا اور نئي فتح کا مزا اُٹھانا چاها چنانچه وہ
کشمیر میں گیا اور بعد اُسکے باقي سلطنت میں دو بار اور اس مرتبه کے

علاوہ اُس باغ کی سیر فرمائی مگر اُس کے جانشینوں نے اُس دلپذیر خطے کو گرمی کا ٹھکانا بنایا اور اب بھی کشمیر کو یہہ بات حاصل ھے کہ وہ تمام ایشیا بلکہ ساری دنیا میں عجیب مقام عشرت انتظام ھے *

## شمال مشرق کے افغانوں سے لڑنیکا بیان

بعد اُسکے جو لڑائی کے سامان اکبر نے مہیا کیئے وہ ایسے بلا باعث نتھے جیسے کہ کشمیر کے دھاوے بلا سبب واقع ھوئی تھی مگر اکبر کو اس لڑائی میں بڑے کڑے مقابلے پیش آئی اور بہت تھوڑی کامیابی ھاتھہ آئی شمال مشرق کے افغانوں سے یہہ لڑائی پیش آئی جو پشاور کے آس پاس کے پہاڑی ملکوں میں بستے رستےھیں یہہ میدان ایسا زر خیز اور بڑا چوڑا چکلا ھے کہ ھندوستان کی پیداوار اور بلاد مغرب کی معتدل آب و ھوا پر مشتمل ھے اور اُس کے شمال پر کوہ ھندوکش کا بڑا سلسلہ اور اُسکے مغرب پر کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور اُس کے جنوب پر اُن پہاڑوں کا چھوٹا سلسلہ واقع ھے جو خیبر کے نام سے مشہور و معروف اور کوہ سلیمان سے اٹک تک پھیلا پڑا ھے یہہ ٹکڑا افغانوں کے خاص ملک کا دسواں حصہ ھے اور اس ٹکڑے کے رھنے والے برد رانی کہلاتے ھیں اور باقی پٹھانوں سے بول چال اور چال ڈھال میں نرالی تھے یعنی امتیاز اُنکا اور پٹھانوں سے چند خصوصیات کے ذریعہ سے حاصل ھے *

اس خطے کا شمالی حصہ یوسف زئی پٹھانوں کا مقبوضہ ھی اور شمال مشرقی والی افغانوں میں یوسف زئیوں کی بڑی کثرت ھے چنانچہ وہ باقی قوموں کی پہچان کے لیئے عمدہ نمونہ ھیں یوسف زئیوں کے ملک میں پشاور کا شمالی حصہ بھی داخل ھی اور پہاڑوں کے بالا بالا پھیلتا پھیلتا ھندوکشمیں وھانتک پھونچتا ھی جہاں برف کی جماوٹ رھتی ھی چنانچہ اِس خطے میں کوئی کوئی تھپلا † تیس تیس اور چالیس چالیس میل کا چوڑا چکلا پایا

† تھپلا اُس میدان کو کھتے ھیں جو پہاڑوں کے بیچ میں واقع ھوتا ھی

بهاتاهے اورهر تهپلے سے اوراور تهپلے بهي ادهر اودهر کو نکلتے هيں اور يهه تهپلے
کشمير کے تهپلے سے آب و هوا اور شکل شمايل ميں مقابله کرتے هيں اور ايسی
تنگ راهوں پر پورے هوجاتے هيں جنکے آس پاس اونچے اُونچے تيکرے
کهڑے هيں يا وه راهيں جنگلوں ميں جاکر غايب هوجاتي هيں
ايسا ملک حمله آوروں کے ليئے نهايت صعب گزار اور موانع کي کثرت سے
گلو افشار هوتا هی مگر وهاں کے باشندے بے تکلف چلتے پهرتے هيں
اور تهپلوں کے راهوں سے واقف هوتے هيں يهاں تک که جهاں راه کا
نام نهيں هوتا وهاں کهوج اُسکي نکالتے هيں اس خطے کے قديم باشندے
هندوستاني تهے چنانچه غالب هی که وه قديم پارو پا مائيسس والوں کي
آل و اولاد تهے اکبر کے زمانه سے تهوڑے دنوں پهلے اس خطه کو پٹهانوں نے
فتح کيا اور رياستگاه اُسکو بنايا که وهاں کے باشندوں سے جو لونڈي غلام
اُنکے تهے بوجوت کا کام ليا اور آپ اُنکے مالک رهے بعد اُس کے سو برس
گذرنے پر يوسف زئيوں نے جو قندهار کے متصل رهتے تهے اور جلاوطن کيئے
گئے تهے اُن پٹهانوں کو اُس خطے سے خارج کيا حاصل يهه که وه يوسف
زئي خطے کے دبانے اور بهت سے لونڈي غلام بنانے کے باعث سے علاوه اس
خود مختاري کے جو پهاڑي لوگوں کي اصل طبيعت ميں رکهي گئي
مال و دولت کا نشا بهي رکهتے تهے اوراُنکي جمهوري سلطنت سے بات اُنکي
بهت بن پڑي تهي اگرچه هر قوم کا موروثي سردار الگ الگ تها مگر امن
چين کے دنوں ميں کوئي بات اُسکو اسکے علاوه حاصل نتهي که وه اپنے
لوگوں سے صلاح و مشورت کرے اور اُنکي خواهشيں اور لوگوں پر جتاوے
هر گانوں کے رهنے والے ملکي کار باروں کا اهتمام کرتے تهے چنانچه پنچايت
کي معرفت جهگڑے چکائے جاتے تهے اور کسي نه کسي ضرورت سے گانوں کي
چوپالوں ميں هميشه جمگهٹ جمتے تهے علاوه اُسکے گانوں کے چوپالوں
ميں چار آدمي بيٹهه کر جي بهي بهلاتے تهے اور مسافروں اور مهمانوں
کا اُتارا بهي رهتاتها اراضيات کي بانٹ آپس ميں برابر تهي اور يهه برابري

علاوہ اُس باغ کي سیر فرمائي مگر اُس کے جانشینوں نے اُس دلپذیر خطے کو گرمي کا ٹھکانا بنایا اور اب بھي کشمیر کو یہہ بات حاصل ھے کہ وہ تمام ایشیا بلکہ ساري دنیا میں عجیب مقام عشرت انتظام ھے *

## شمال مشرق کے افغانوں سے لڑنیکا بیان

بعد اُسکے جو لڑائي کے سامان اکبر نے مہیا کیئے وہ ایسے بلا باعث نتھے جیسے کہ کشمیر کے دھاوے بلا سبب واقع ہوئي تھي مگر اکبر کو اس لڑائي میں بڑے کڑے مقابلے پیش آئے اور بہت تھوڑي کامیابي ھاتھہ آئي شمال مشرق کے افغانوں سے یہہ لڑائي پیش آئي جو پشاور کے آس پاس کے پہاڑي ملکوں میں بستے رہتے ھیں یہہ میدان ایسا زرخیز اور بڑا چوڑا چکلا ھے کہ ھندوستان کي پیداوار اور بلاد مغرب کي معتدل آب و ھوا پر مشتمل ھے اور اُس کے شمال پر کوہ ھندوکش کا بڑا سلسلہ اور اُسکے مغرب پر کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور اُس کے جنوب پر اُن پہاڑوں کا چھوٹا سلسلہ واقع ھے جو خیبر کے نام سے مشہور و معروف اور کوہ سلیمان سے اٹک تک پھیلا پڑا ھے یہہ ٹکڑا افغانوں کے خاص ملک کا دسواں حصہ ھے اور اس ٹکڑے کے رھنے والے بردراني کہلاتے ھیں اور باقي پٹھانوں سے بول چال اور چال ڈھال میں نرالي تھے یعني امتیاز اُنکا اور پٹھانوں سے چند خصوصیات کے ذریعہ سے حاصل ھے *

اس خطے کا شمالي حصہ یوسف زئي پٹھانوں کا مقبوضہ ھی اورشمال مشرقي والی افغانوں میں یوسف زئیوں کي بڑي کثرت ھے چنانچہ وہ باقي قوموں کي پہچان کے لیئے عمدہ نمونہ ھیں یوسف زئیوں کے ملک میں پشاور کا شمالي حصہ بھي داخل ھی اور پہاڑوں کے بالا بالا پھیلتا پھیلتا ھندوکش میں وھانتک پہونچتا ھی جہاں برف کي جمارت رہتي ھی چنانچہ اِس خطے میں کوئي کوئي تھلا † تیس تیس اور چالیس چالیس میل کا چوڑا چکلا پایا

† تھلا اُس میدان کو کہتے ھیں جو پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہوتا ھی

پهاتاهے اودهر تهیلے سے اوراور تهولے بهي ادهر اودهر کو نکلتے هیں اور یهه تهیلے
کشمیر کے تهولے سے آب و هوا اور شکل شمایل میں مقابله کرتے هیں اور ایسی
تنگ راهوں پر پورے هوجاتے هیں جنکے آس پاس اونچے اونچے تیکرے
کهڑے هیں یا وه راهیں جنگلوں میں جاکر غایب هوجاتي هیں
ایسا ملک حمله آوروں کے لیئے نهایت صعب گزار اور موانع کي کثرت سے
گلو افشار هوتا هی مگر وهاں کے باشندے بے تکلف چلتے پهرتے هیں
اور تهلوں کے راهوں سے واقف هوتے هیں یهاں تک که جهاں راه کا
نام نهیں هوتا وهاں کهوج اسکي نکالتے هیں اس خطے کے قدیم باشندے
هندوستاني تهے چنانچه غالب هی که وه قدیم پارو پا مائیسس والوں کي
آل و اولاد تهے اکبر کے زمانه سے تهوڑے دنوں پهلے اس خطه کو پٹهانوں نے
فتح کیا اور ریاستگاه اسکو بنایا که وهاں کے باشندوں سے جو لونڈي غلام
اُنکے تهے بوجهت کا کام لیا اور آپ اُنکے مالک رهے بعد اُس کے سو برس
گذرنے پر یوسف زئیوں نے جو قندهار کے متصل رهتے تهے اور جلاوطن کیئے
گئیے تهے اُن پٹهانوں کو اُس خطے سے خارج کیا حاصل یهه که وه یوسف
زئي خطے کے دبانے اور بهت سے لونڈي غلام بنانے کے باعث سے علاوه اس
خود مختاري کے جو پهاڑي لوگوں کي اصل طبیعت میں رکهي گئي
مال و دولت کا نشا بهي رکهتے تهے اور اُنکي جمهوري سلطنت سے بات اُنکي
بهت بن پڑي تهي اگرچه هر قوم کا موروثي سردار الگ الگ تها مگر امن
چین کے دنوں میں کوئي بات اُسکو اسکے علاوه حاصل تهي که وه اپنے
لوگوں سے صلاح و مشورت کرے اور اُنکي خواهشیں اور لوگوں پر جتاوے
هر گانوں کے رهنے والے ملکي کار باروں کا اهتمام کرتے تهے چنانچه پنچایت
کي معرفت جهگڑے چکائے جاتے تهے اور کسي نه کسي ضرورت سے گانوں کي
چوپالوں میں همیشه جمگهٹ جمتے تهے علاوه اُسکے گانوں کے چوپالوں
میں چار آدمي بیٹهه کر جي بهي بهلاتے تهے اور مسافروں اور مهمانوں
کا اُتارا بهي رهتا تها اراضیات کي بانٹ آپس میں برابر تهي اور یهه برابري

یوں قایم رکھي جاتي تھي کہ کبھي کبھي نئي نئي تقسیمیں عمل میں آتي تھیں اگرچہ وہ لوگ هندوستاني غلاموں سے اچھے معاملے برتتے تھے مگر حکومت میں شریک نکرتے تھے اور جیسیکہ غلاموں کي نسبت چال چلن میں معزز و ممتاز تھے ویسے هي رنگ روپ کے کھرے نکھرے ہونے میں بھي فضل و فوقیت رکھتے تھے *

یوسف زئیوں کے علاوہ جو جو قومیں میدانوں اور نیچے کے پہاڑوں میں جنوب کي جانب بستي تھیں اُنکي بساست پر بہت عرصہ گذرا تھا اور وہ هندوستان کے مسلمانوں سے بہت ملتي جلتي تھیں مگر کوہ سلیمان والوں میں سے کسي کسي قوم کے ملک یوسف زئیوں کے ملکوں کي نسبت بہت زیادہ ناهموار اور طور و طریق اُن کے یوسف زئیوں کي نسبت نہایت ناشایستہ اور بیکار تھے بابر نے شمال مشرق والوں کے مطیع بنانے میں بڑي کوشش کي اور تھوڑي قوموں پر کامیابي بھي حاصل هوئي مگر یوسف زئي هرگز مطیع اُسکے نہوئے اگرچہ اُس نے تالیف قلوب کي تدبیریں بھي برتیں اور اُن کے سہل گزار ملکوں پر حملے بھي کیئے مگر کچھہ کام اُس کا نہ نکلا *

وہ قصے قضاے جو اکبر کو حال میں پیش آئے اُس دیني حرارت کي ضرورت سے واقع هوئے جو تھوڑے برسوں پہلے یوسف زئیوں میں قایم هوئے تھے بیان اُسکا یہہ هی کہ ایک شخص بایزید نامي نے پیغمبري کا دعوی کیا تھا اور قران کو اُتھا رکھا تھا اور لوگوں کو یہہ تعلیم کرتا تھا کہ خدا کے سوا کوئي شی موجود نہیں اور هر جگہہ وهي موجود و حاضر هی اور تمام صورتوں میں وهي ماهیئت پھیلي هوئي هی اور خداے تعالی هر طرح کي عبادت کو پسند اور رنج و محنت کي عبادتوں کو قبول نہیں کرتا مگر اپنے رسول کي اطاعت کو نہایت جد و جہد سے چاهتا هی اور بڑي تاکید اُس پر کرتا هی اس لیئے کہ پیغمبر پورا پورا اُس کا مظہر هی اور اپنے مریدوں کو یہہ عام اجازت دي تھي کہ کافروں کا مال و متاع اور اُن کي

جاگیریں تمکو مباح و جایز ہیں اور اُنکے دلوں کو اس وعدہ سے خوش کیا تھا کہ ساری دنیا کی حکومت ایک دن تمکو حاصل ہوگی چنانچہ بہت جلد اُس نے بڑا فرقہ قایم کیا اور نام اُسکا روشنیا رکھا اور سلیمانیوں اور خیبریوں پر حکومت اُسکی قایم ہوئی اور پاس پروس کے لوگوں پر رعب داب اُسکا بیٹھا اور بہت مدت تک بات اُسکی بنی رہی یہانتک کہ اکبر کو اُس کے دبانے کی ضرورت پڑی غرض کہ بایزید اپنی دلاوری دلیری کے سہارے اور خادموں اور مریدوں کے بھروسے میدان میں بادشاہی فوج کا مقابل ہوا مگر انجام اُس کا یہہ ہوا کہ اُسکے مریدوں کا قتل عام ہوا اور آپ بھی شکست سے بڑی پشیمانی اُٹھاکر تھوڑے دنوں کے بعد † مرگیا مگر بعد اُسکے اُس کے بیٹوں نے اُسکی گڑی ہڈیوں کو اوکھاڑ کر تابوت میں رکھا اور تابوت کو کندھوں پر اُٹھاکر اپنے گروہ کے آگے آگے لیئے پھرے اگرچہ سنہ ۱۵۸۵ ع تک اُن کے پہاڑوں سے آگے رعب داب اُن کا باقی نرہا تھا مگر سنہ الیہ کے آخر میں جب کہ اُس کا چھوٹا بیٹا جلالا اپنے لوگوں کا سردار ہوا تو ایسی دھوم دھام سے اُس نے سرداری کی کہ کابل کے معمولی حکام اُس کا مقابلہ نکرسکے حکومت کابل کی یہہ صورت تھی کہ مرزا حاکم کے انتقال کے بعد اُس کی حکومت بلا واسطے اکبر کے تصرف میں آئی تھی اور راجہ مان سنگھہ اکبر کی طرف سے اُسپر حاکم تھا اور اس راجہ کے حسن قابلیت کی تائید اور اُس علاقہ کا استحکام جو بادشاہ سے وہ رکھتا تھا اُس کے ملک موروثی کے فوج کی بدولت ہوتا تھا مگر جلالا کے مقابلہ میں یہہ تدبیریں بھی راس نہ آئیں اور اٹک کی مہم سے اکبر کی ساری غرض یہہ تھی کہ اطراف کابل کی حکومت کو ٹھیک ٹھاک کرے چنانچہ اُس نے اسی نظر سے اُس فوج کے ٹکڑے جو اٹک کے مشرقی کنارے پر پڑی تھی متواتر چلتے کیئے اگرچہ یوسف زئی

---

† ڈاکٹر لیڈن صاحب کا بیان روشنیا فرقہ کی بابت مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد دوم صفحہ ۳۶۳

روشنیا فرقہ سے بہت دنوں پہلے از جھگڑ کر اُس کے مسئلوں کا رد و انکار کرچکے تھے مگر اکبر نے پہلے پہل یوسف زئیوں سے لڑائی شروع کی *

## بادشاہی فوج کی تباہی کا بیان

وہ بادشاہی فوج جو کابل کی اصلاح و درستی کی غرض سے منتخب کی گئی تھی راجہ بیر بل بادشاہ کا مخلص خاص اور زین خاں بادشاہ کا رضائی بھائی بڑے سردار اُس کے تھے اور یہہ مہم ایسی قدر و منزلت کی سمجھی گئی تھی کہ ابوالفضل لکھتا ہے کہ ہمارے اور بیربل کے درمیان میں یہہ گفتگو پیش ہوئی کہ فوج کے دو ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے کا افسر کون آدمی مقرر ہووے چنانچہ میں نے اور بیربل نے قرعہ ڈالے اور جب کہ بیربل کے نام کا قرعہ نکلا تو مجھکو بڑا رنج اس کا ہوا کہ یہہ مرتبہ مجھکو نہ ملا ابوالفضل کا بھائی فیاضی فوج کے ہمراہ گیا † اور اُن ملکوں کو روند سوند کر برابر کیا جو پہاڑی ٹیکروں سے پاک صاف تھے مگر جب کہ بیربل ایک تھیلے میں پہونچا تو اُس نے آپ کو درجہ بدرجہ ایسے اوکھی گھاٹیوں میں پھنسا پایا کہ وہاں سے نکلنے کی صورت نہ تھی چنانچہ کام نا کام اُس نے مہم کو چھوڑا اور میدان کی طرف پیچھے لوٹنے پر مجبور ہوا مگر زین خاں مستقل رہا کہ بہت سے ناہموار اور سہمگین پہاڑوں میں اُس نے راہیں نکالیں اور ایک ایسے مقام میں دمدمہ بنایا کہ پاس پڑوس کے قابو کے واسطے عمدہ موقع تھا ہاں فوج اُسکی روز روز کی ہار تھکن کے مارے ایسی ماندی ہو گئی اور حریفوں کی ترقی روز افزوں اور شوخی و شرارت گوناگوں کے باعث سے ایسی دب گئی کہ زین خاں بھی بیربل سے جاملنے پر مجبور ہوا غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ اگر اور کمک نہ آتی تو دونوں سردار آپسمیں مل جل کر بھی لڑائی کو قایم نہ رکھہ سکتے *

---

† اکبر نامہ ۱۲

جب کہ دونوں سردار آپسمیں مل گئے اور کمک بھی آ گئی تو دوبارہ حملہ کی تدبیر کی گئی مگر بیربل نے زین خاں کی فہمایش کو اس لیئے نمانا کہ وہ باطن میں زین خاں سے صاف نہ تھا چنانچہ زین خاں کی نہایت فہمایش کے خلاف پر یہہ امر تجویز کیا کہ تمام فوج کو ایک تری دھاوا کرنے سے جوکھوں میں ڈالے غرض کہ فوج اس ارادے پر پہاڑوں میں گھس گئی اور بہت جلد ایک مضبوط رھگذر پر پہونچی جس پر بیربل چڑھ گیا تھا مگر جب کے دن بھر کی دوڑ دھوپ اُٹھاکر پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا تو پٹھانوں نے ایسے زور وھمت سے حملہ کیا کہ لوگ اُسکے ڈانوانڈول ہو گئے اور جوں توں کر کے میدان کی طرف دوڑے اور زین خاں پر بھی اُسیوقت جو اُس رھگذر کے دامن میں ٹھہر گیا تھا حملہ کیا گیا مگر اُس نے تمام رات اور کسیقدر دوسرے دن بڑی محنت اُٹھا کر آپ کو بچائے رکھا یہاں تک کہ دونوں سردار ایک جگہہ پر ملے اور بکھری فوج کے اکٹھے کرنے میں مصروف ہوئے بعد اُس کے زین خاں کی رائے اس پر جم گئی کہ دشمن کی اطاعت میں مصلحت ہی مگر بیربل راضی نہ ہوا اور زین خاں اُسکے سمجھانے پر غالب آیا اور جوں ہی کہ بیربل کو یہہ بات ثابت ہوئی کہ اب پٹھانونکا یہہ ارادہ ہی کہ رات کو چھاپا ماریں اور بادشاہی فوج کو پورا پورا تباہ کریں تو اُس نے زین خاں سے مشورت کی بات چیت نہ کی اور فوج کو لیکر بلا تحاشا روانہ ہو گیا اور ایک ایسی گھاٹی سے رستہ نکالنا چاھا جسکے ذریعہ سے میدان میں پہونچنا ممکن و متصور تھا اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بری خبر اس نظر سے اوڑائی گئی تھی کہ بیربل اپنے لوگوں سمیت دغا کے جال میں پھنس جاوے اسلیئے کہ بیربل اُس رستہ کے پہلے سرے سے کچھہ تھوڑی دور آگے بڑھا تھا کہ پتھروں کی مار اور تیروں کی بوچھار اُس پر پڑنے لگی اور پٹھان لوگ اُن پہاڑوں کے کناروں سے تلواریں لیکر بیر بل کے حیرت زدہ سپاھیوں پر پہل پڑے اگرچہ بیربل

نے فوج کي ترتیب و انتظام کي بقاء و سلامتي میں بہت سي جد و جہد
اُٹھائي مگر اُسکي سعي و کوشش پر کوئي فائدہ مترتب نہوا اس گھاٹي
سے بھاگنے میں ایسي افرا تفري پڑي کہ انسان اور جانور آپس میں لت
پت ہو گئے اور انجام اُس کا یہہ ہوا کہ بیربل مشہور سرداروں سمیت
اُس جگہہ مارا گیا اور سیکڑوں آدمي جان سے گئے اور بہت سے
تباہ ہو گئے اگر یہہ شامت کے مارے بالکل نا کام رہے مگر زین خاں بھي
کامیاب نہ ہوا اور میدان میں ٹھہرا رہنا اُس کا کچھہ کام نہ آیا اس لیئے
کہ اگرچہ زین خاں دن بھر ترتیب و قواعد کے ساتھہ اپني فوج کو
تیراندازوں اور گوپیہ بازوں اور توڑے دار بندوق والوں کے بیچ میں بڑھائے
چلا گیا مگر جوں ہي کہ شام ہوئي تو تھوڑے دم لینے پر پٹھانوں کي
چیخیں بلند ہوئي اور چاروں طرف سے پٹھانوں پٹھانوں کا شور آسمان
تک پہونچا غرض کہ فوج اُس کي رات کے اندھیري میں تتر بتر ہو گئي
اور کچھہ لوگ اُس کے جان سے مارے گئے اور خود زین خاں پا پیادہ
بدشواري تمام اٹک تک پہونچا † *

جب کہ یہہ وحشت اثر خبر بادشاہ کے لشکر میں پھیلي تو سارے

---

† اکبرنامہ منتخب التواریخ خافي خاں یقین واثق ہی کہ حال اس واقع کا تفصیل سے ابوالفضل کو دریافت ہوگا مگر اس لیئے کہ یہہ ذکر اُس کو دامنگیر تھي کہ بادشاہي فوج کي بدنامي بہت کم شہرت پاوے اور کوئي بات ایسي نہ لکھي جاوے جس سے بیربل کي کم فہمي اور نا رسائي سمجھي جاوے اور بات اُسکي پھیکي پڑي تو اُس نے اس واقع کو ایسا پریشان و پراگندہ قلم بند کیا کہ ایک قول اُسکا دوسرے قول کے مخالف ہی چنانچہ جو نقصان اور قصور اُس کے بیان میں پایا گیا اُس کو میں نے منتخب التواریخ سے پورا کیا اور نقصان اِس لیئے اُس سے نسبت کرتا ہوں کہ اُس نے بادشاہي فوج کي تباہي اگرچہ بڑي شرح و بسط سے بیان کي مگر اُس کے اخیر میں یہہ لکھہ دیا کہ بادشاہي فوج کے کل پانسو آدمي کام آئے اور خافي خاں نے ایسي یاوہ گوئي کي کہ چالیس پچاس ہزار آدمیوں میں سے کوئي زندہ نہ رہا معلوم ہوتا ہی کہ کوہستان سوات کي کراکروا اور بلندزئي راہوں میں یہہ شکست واقع ہوئي *

لشکر میں شور و غوغا بلند ہوا اور بڑي پریشاني جابجا منتشر ہوئی اور بادشاہ نے اپنے بیٹی مراد کو برهمنوني راجہ ٹوڈرمل کے پٹھانوں کي روک تھام کے واسطے روانہ فرمایا اور جب کہ داوں سے وہ پهلي هیبت اُٹھہ گئي تو شاهزادہ مراد کو بلایا گیا اور ساري فوج کو راجہ ٹوڈر مل اور راجہ مانسنگہ کے زیر حکومت چھوڑا گیا *

بیربل کے مرنیکا رنج اسقدر اکبر کے دل پر بیٹھا کہ وہ کسي شے سے تسلي نپاتا تھا چنانچہ بہت مدت تک بیقرار رہا اور زین خاں کي صورت سے ناراض تھا اور جب کہ ڈھونڈ بھال کے بعد اُسکي لاش کا پتا نہ لگا تو ایک مرتبہ یہہ خبر اوڑي کہ وہ قیدیوں کے سلسلہ میں بقید حیات هی چنانچہ بادشاہ نے اِس خبر کي تفتیش و تفحص میں بڑي سعي و محنت کے ذریعہ سے ایسا شوق اپنا جتایا کہ مدت کے بعد ایک فریبي آدمي بیربل کے نام سے پیدا ہوا اور جب کہ یہہ جعلي بیربل بھي بادشاہ کي حصول ملازمت سے پہلے پہلے مرگیا تو بادشاہ نے دوبارہ ماتم کو تازہ کیا اور اپنے دوست کے رنج و الم میں دوبارہ ماتمي لباس پهنا اور حقیقت یہہ تھي کہ جیسي جودت قابلیت اور حسن لیاقت اُس کا عنایات سلطاني کا محرک و باعث تھا تو مخلصانہ صفات اور همزادانہ عادات اُس کے بھي کچھہ کم نہ تھے اور بیربل ایسا لطیف ظریف آدمي تھا جس کي باتیں اور کہاوتیں اب تک هندوستان میں جاري ساري هیں † *

یوسف زئیوں نے اپنے فائدوں کي پیروي کا ارادہ نہ کیا یعني وہ لوگ آگے کو نہ بڑھے اور راجہ ٹوڈرمل اور راجہ مان سنگہ نے کابل کے مختلف حصوں میں پڑاؤ ڈالی اور مورچے بنائی اور طرح طرح سے اُنکو مضبوط و مستحکم گردانا اور یوسف زئیوں کو اُن کے میدانوں میں کھیت کیار کے کام سے معطل رکھا غرض کہ اِن تدبیروں سے بقول ابوالفضل کے وہ لوگ

---

† منتخب التواریخ

اطاعت غیر مشروط پر مجبور هوئی چنانچه چند روز آپس میں قول وقرار قایم رهے جنکے قایم هونے سے راجه مان سنگهه کو جنوبی مغربی پهاڑوں میں روشنیا فرقه جلالا کے مریدوں سے لڑائی کرنیکا موقع هاتهه آیا *

غرض که سنه ۱۵۸۶ ع مطابق سنه 995 هجری عین گرمی کے موسم میں راجه مان سنگهه نے روشنیا فرقه والوں پر چڑهائی کی اور بهت سی جان جوکهوں اُٹهاکر کسیقدر کامیابی کو پهونچا مگر وه فرقه اپنی بات پر قایم رها اور کسی طرح کا تغیر اُن کے حال و حقیقت میں موثر نه هوا اور آینده سال یعنی سنه ۱۵۸۷ ع تک اکبری سلطنت کی فوقیت و عظمت بحال نه هوئی یهاں تک که اُسی سال میں دو فوجوں کے دهاوے برابر هوئی چنانچه پهلے راجه مان سنگه نے جانب کابل سے حمله کیا اور دوسرا دهاوا اُس فوج کا هوا جسکو بادشاه نے اِس غرض سے روانه کیا تها که وه نمک کے پهاڑوں کے جنوبی جانب سے اٹک پار اوتر کر دشمنوں کی پشت پر دهاوے کریں غرض که اب جلالا کو پوری شکست نصیب هوئی مگر فی‌الفور اُس نے اپنے کام کو سنبهال کر کئی برس تک لڑائی کے کار خانے جاری رکهے علاوه اُسکے لڑائی کے کارخانوں کو گاه بیگاه اُن قصے قضایوں سے امداد اعانت پهونچتی رهی جو بادشاه اور یوسف زئیوں میں واقع هوتے رهے مگر وه قصے قضائے ایسے تهے که کوئی مستقل اثر اُن پر مترتب نه هوا غرض که سنه ۱۵۸۷ ع سے لغایت ۱۶۰۰ ع تک جلالا اور اکبر میں لڑائیاں برابر قایم رهیں اور اِس عرصه میں معلوم هوتا هی که اکبر کے ملازموں نے زرخیز میدانوں اور تپهاوں کو روشنیا والوں کی کهیتی باڑی سے معطل رکها اور اسی نظر سے یعنی سامانوں کی قلت اور ذخیروں کی کمی سے اُن قوی ملکوں کے چهوڑ نے پر جن پر جلالا قابض و متصرف تها اور ایسی کڑی لڑائیوں کے لڑنے پر جن میں پهاڑوں کی اوٹ آڑ کے باعث سے دشمن کو غلبه حاصل نهووے کام ناکام جلالا مجبور هوا یهاں تک که

کئي مرتبہ کافروں کے پہاڑوں میں پناہ اُس نے ڈھونڈھي اور ایک بار
اوزبکوں کے سردار عبداللہ خاں اوزبک کے دربار میں حاضر ہوا اور باوصف
اِس کے ہمیشہ لوٹ مار کرتا رہا اور روز روز چھاپے مار تا رہا یہاں تک
کہ سنہ ۱۶۰۰ع میں ایسي قوت اُس کو حاصل ہوئي کہ اُس نے غزني
پر قبضہ کیا *

یہہ مہم سب سے پچھلي مہم جلالا کي تھي اِس لیئے کہ جلالا بہت
جلد غزني سے خارج کیا گیا اور جب اُس نے دوبارہ قصد اُس کا کیا تو ایک
قوي مخاصمت کے ذریعہ سے ہٹایا گیا اور جبکہ وہ پچھلے پہروں بھاگا تو اُسکا
پیچھا دبایا گیا یہانتک کہ وہ کسي امن چین کي جگہہ پہونچنے نپایا تھا
کہ تقدیر سے پکڑا گیا اور جان سے مارا گیا *

یہہ مذہبي لڑائي جہانگیر اور شاہجہاں کے وقتوں تک قایم رہي
یہاں تک کہ روشنیا والوں کے جوش خروش ہوچکے اور کر فر اُنکي دب
دبا گئي مگر پٹھانوں کي اصلي آزادي جس کا مخرج و منشاء روشنیا
والوں کي کامیابي اور سینہ زوري نتھي بجاے خود قایم رہي چنانچہ
شمال مشرق کي قومیں عالمگیر کے عہد دولت میں ایسي زبردست اور
قوي صولت ہوگئیں کہ وہ بات اُن کو کسي وقت اور کسي حالت میں
حاصل نہوئي تھي اور یوسف زئیوں نے مغل بادشاہوں کے بڑے بڑے
دھاوے اُٹھاے اور علاوہ اس کے ایران و کابل والے بادشاہوں کي کڑي کڑي
مصیبتیں جھیلیں مگر باوصف اس کے اپني ایسي خود مختاري کو قایم
رکھا اور لوگوں کو مضرت † پہنچاتے رہے اور آج تک بلا کم و کاست اُنکي

† جیسے کہ ابوالفضل نے بیان اُن لڑائیوں کا قلم بند کیا وہ اُسکي خوشامد گوئي
اور مختلف بیاني کا عجیب و غریب نمونہ ہی چنانچہ بیربل کي مصیبت یعني پہلے
برس کي لڑائي کے بعد ہي وہ لکھتا ہی کہ اونچے اونچے مقام افغانستان کے باغیوں کے
خس و خاشاک سے پاک و صاف ہوئے یعني بہت سے باغي مارے گئے اور بہت سے ایران
توران کو بھاگ بھاگ کر چلے گئے یہاں تک کہ سوات اور باجور اور تیراہ کے ملک
افاغنہ ملاعنہ سے پاک ہوئے جو میووں کي بے پایاني اور پیداواري کي فراواني سے شاید

قوت قایم ہی وہ لڑائی جو پچھلے دنوں میں جلالا سے قایم رہی کچھہ ایسی بڑی لڑائی نتھی کہ بادشاہی فوج کو پاس پروس کے دبانے میں مصروف ہونے سے معطل رکھے چنانچہ جلالا کے مرنے سے کئی برس پہلے بڑے پایہ کے ملکوں سند اور قندھار پر ملازمان اکبری کا پورا پورا تصرف حاصل ہوگیا تھا۔ *

## سند کی فتح کا بیان

بیان اُس کا یہہ ہی کہ † سند کا صوبہ ارغونیوں کے دخل و تصرف سے نکلکر ادہر اودہر کے دلاور سپاہیوں کے قبض و تصرف میں داخل ہوگیا تھا اور جب کہ خود اُن لوگوں میں قصے قضائے قائم ہوئے تو اکبر نے اس باب میں نہایت کوشش کی کہ شاہان دلی کے پورانے صوبہ کو اپنے قلمرو میں داخل کرے غرض کہ جب وہ لاہور میں قیام پذیر تھا تو سنہ ۱۵۹۱ع مطابق سنہ ۹۹۹ ہجری میں ایک فوج اُس نے مقام لاہور سے بایں غرض روانہ فرمائی کہ شمال کی جانب سے سند میں داخل ہووے اور سہیوان کے قلعہ کا محاصرہ کرے جو سند کے پائین جانب کی کنجی اور صوبہ کی حفظ و حراست کا بڑا مقام تھا مگر والی سندہ نے وہ ارادہ پورا ہونے نہ دیا اس لیئے کہ وہ سردار اپنی فوج کو ایسی جگہہ لایا اور موقع پر اُس نے مورچے جمائے کہ استحکام مکان کی جہت سے اکبر کے لوگ اُس پر دھاوا اور خود مخالف کے قریب موجود ہونے کے سبب سے اُس مقام کا محاصرہ نہ کرسکے مگر اکبر کی دانائی کام آئی کہ

---

نظیر اپنا نہیں رکھتے مگر باوصف اسکے کہ اس بیان سے لڑائی کا تمام ہونا صاف صاف معلوم ہوتا ہی بعد اُس کے بھی مختلف مختلف واقعونکو بیان کیا جو آیندہ کے پندرہ برس میں واقع ہوئے بلکہ اُس نے اکبر کے چاردہ سالہ قیام پنجاب کی وجہہ بھی یہی لکھی ہی کہ ایک زمانہ میں روشنیا فرقہ کے دبانے میں اور دوسرے زمانہ میں شمالی پہاڑ کے باشندوں کے مغلوب کرنے میں مصروف رہا ( شامزر صاحب کا قلمی ترجمہ اکبر نامہ کا )

† اِس کتاب کے تتمہ میں سندہ کا حال ملاحظہ کرنا چاہیئے

وہ دشواري يوں رفع هوئي كه اُس نے ايک اور فوج اِس غرض سے روانه كي كه امر كوٹ كي طرف سے سند ميں داخل هووے غرض كه والي سند كي التفات و توجهہ كو پريشان و پراگنده كر كے اُن فائدوں سے محروم اُسكو ركها جو اُسكو اُس موقع خاص سے حاصل تهے يہاں تک كه تهوڑے عرصه بعد يعني سنه ١٥٩٢ ع مطابق سنه ١٠٠٠ هجري ميں سند كے تسليم كرنے پر مجبور هوا چنانچه اُس نے عمده عمده شرطوں پر اطاعت قبول كي اور اكبر نے بهي اپنے دستور كے موافق اپنے اميروں ميں اُسكو داخل كيا *

اكبر نامه ميں مذكور هى كه سند والے سردار نے پرتگالي سپاهيوں كو اِس لڑائي ميں لڑايا اور دو سو هندوستانيوں كو يوروپ والوں كي وردي سے آراسته كيا چنانچه قاعده داني اور وردي كي حيثيت سے وهي سپاهي يوروپ والوں كے پہلے پہلے هندوستان ميں نمونه تهے اور نيز بيان كيا گيا كه اُسي سردار نے خاص ايک قلعه كي حفظ و حراست كے ليئے عرب والوں كو معين كيا تها اور پہلے پہل اسي موقع پر عرب كے لوگ اقليم هندوستان ميں ملازم هوئے اور بعد اُس كے اُنكي بڑي قدر و منزلت هوئي *

## قندهار كي فتح كا بيان

تفصيل اس اجمال كي يہه هى كه همايوں كے قبض و تسلط كے بعد ايران كے بادشاه نے چند مرتبه قندهار كا اراده كيا مگر اكبر كے آغاز دولت تک مراد اُسكي پوري نه هوئي اور سعي اُسكي ضايع هو گئي اور جبكه قندهار اور هندوستان كي سلطنتيں بانٹ چونٹ كے بعد الگ تهلگ هو گئيں تو شاه ايران كا مطلب پورا هوا يہاں تک كه شاه عباس كے آغاز سلطنت ميں قسم مذكور كي خرابي پهيلي اور اكبر كو ويساهي موقع هاتهه آيا غرضكه ايراني سرداروں ميں پهوٹ پڑي اور ايک سردار اُن ميں سے هندوستان كو بهاگ آيا اور تهوڑے دنوں بعد اكبر كے دربار سے سارے سردار ايراني موافق هو ئے اور انجام اُسكا يہه هوا كه سنه ١٥٩٣ ع مطابق سنه ١٠٠٣ هجري ميں قندهار اور اُسكا سارا پرگنه بيٹهے بٹهائے اكبر كي قلمرو ميں

داخل ہو گیا اور جو کہ شاہ عباس اپنی قلمرو کے دھندوں میں مصروف تھا تو اُسکی طرف سے کوئی قصہ قضایا پیش نہ ہوا بلکہ ازبکوں کی لاگ کاٹنے کی غرض سے اکبر کی امداد و اعانت کا خواہاں ہوا اور خط کتابت کا سلسلہ دوبارہ جاری کیا جو بہت عرصہ سے باہم جاری نہ رہا تھا اور بجاے خود صبر و تحمل کر کے قندھار کے دوبارہ حاصل کرنے کا متوقع بیٹھا مگر اکبر کے مرنے تک وہ توقع پوری نہ ہوئی *

قندھار کے فتح ہونے اور قلمرو میں آ جانے سے اٹک پار کی موروثی سلطنت پر پورا قبضہ حاصل ہوا اور شمال مشرق کے پٹھانوں سے لڑنا جھگڑنا پہاڑوں پر باقی رہا اور اسی زمانہ کے قریب ہندوستان خاص کی فتح بھی پوری ہو چکی تھی چنانچہ سنہ ۱۵۹۲ع میں سندھ پر فتح پائی تھی اور اسی زمانہ کے قریب وہ پچھلی بغاوت پس پا کی گئی جو کشمیر میں برپا ہونیکو آمادہ تھی اور اڑیسہ کے مطیع ہونے سے بنگالہ کی فتح بھی پوری ہو گئی تھی اور شاہ گجراتی کے سنہ ۱۵۹۳ع میں مرجانے سے گجرات کے شور و فساد خاتمہ کو پہونچی تھی غرضکہ سارا ہندوستان خاص آب نربدہ تک اکبر کے قبض و تصرف میں اُس سے زیادہ داخل ہوا کہ پہلی بادشاہوں کے دخل و تسلط میں آیا تھا مگر اودھے پور کا راجہ مطیع اُس کا نہ ہوا تھا باقی سارے راجی بابو رشک و حسد کی باج گذاری سے نکل کر رفیق اُس کے ہو گئے تھے *

## دکن کی مہم کا بیان

بعد اُس کے اکبر کا یہہ ارادہ ہوا کہ اپنی حکومت کو دکن تک پہیلاوے چنانچہ اُسنے سنہ ۱۵۸۶ع میں مرتضی نظام شاہ احمد نگر کے چوتھے بادشاہ کے بھائی برھان شاہ کی امداد و اعانت کی حامی بھری جو اپنے بھائی نظام شاہ کے مختل الحواس ہونے سے انصرام حکومت کا دعوی کرتا تھا مگر جو فوج اکبر نے دعوی مذکورالصدر کی درستی سر سبزی کے لیئے مالوہ سے روانہ کی وہ نا کام رہی اور برھان شاہ اکبر کی

حفظ و حمایت میں کئی برس تک محفوظ رہا اور جب کہ نظام شاہ
اُس کا بھائی سنہ ۱۵۹۴ ع میں بقضاے الہی مرگیا تو برہان شاہ نے اکبر
کی اعانت بدون اُسی برس اپنی موروثی حکومت پر قبضہ کیا مگر ملکی
شور و فسادوں کے باعث سے ساری سلطنت کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر
بٹا چٹا اور والی بیجاپور اپنے ہمسایہ سے لڑتا بھڑتا پایا بعد اُس کے تھوڑے
عرصہ گذرنے پر برہان شاہ بھی مرگیا اور یہہ خرابیاں دو چند ہوگئیں یہانتک
کہ سنہ ۱۵۹۵ ع میں چار گروہ ایسے لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے کہ ہر گروہ
اُنکا جدے جدے دعویدار سلطنت کا مدد و معاون تھا حاصل یہہ کہ
منجملہ اُن گروہوں کے اُس گروہ کے سردار نے جسکو احمد نگر پر قبضہ
حاصل تھا اکبر کی اعانت چاہی چنانچہ شاہزادہ مراد گجرات سے اور
مرزا خانخانان مالوہ سے مدد خواہوں کی مدد رسانی پر فوجوں سمیت
دکن کو روانہ ہوئے چنانچہ احمد نگر سے تھوڑی دور ادھر دونوں فوجیں
آپس میں مل گئیں مگر اِس عرصہ میں یعنی ماہ نومبر سنہ ۱۵۹۵ ع
مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۴ ہجری میں وہ سردار احمد نگر کے چھوڑنے
پر مجبور ہوا تھا جس نے اعانت چاہی تھی اور اُس نے مدد گاروں کو
بلوایا تھا اور اب وہ حکومت چاند بی‌بی کے قبض و تصرف میں تھی
جو ہندوستان کی بڑی حوصلہ والی عورتوں میں سے گنی جاتی تھی اور
اپنے بھتیجے شیر خوار بہادر نظام شاہ کی جانب سے نیابتاً کام کرتی تھی اُسنے
بادشاہی فوجوں کی خبر سنتے ہی اپنے رشتہ دار والی بیجا پور کے منافقہ
اور رعایا کے پرچانے اور دیگر ملکی فریقوں کے سرداروں کے متفق کرنے میں
اس غرض سے بڑی جد و جہد اوٹھائی کہ تھوڑی مدت کے واسطے ایسی
بڑی قوت کی روک تھام میں باہم متفق رہیں جسکی اوالعزمی اور والا
ہمتی کا اندیشہ سب ریاستوں کو برابر ہی چنانچہ یہہ تدبیر اُسکی ایسی
راس آئی کہ فی الفور ایک سردار نہنگ نامی ایبیسینیا یعنی حبش کا
باشندہ فوج اپنی ہمراہ لیکر چاند بی‌بی کی اعانت کو روانہ ہوا اور بادشاہی

فوج کو جو احمد نگر کو گھیرے پڑی تھی چہر چارکر احمد نگر میں بے تکلف پہونچا اور باقی دو فریقوں نے بھی ذاتی خصومت سے ہاتھہ اوٹھایا اور بیجاپور کی فوج میں شریک و شامل ہوئے جو بادشاہی فوج کے مقابلہ پر جاتی تھی غرضکہ ان سامانوں اور طیاریوں کے ہونے سے شاہزادہ مراد کے زور شوروں کو جوش آیا اور احمد نگر کے محاصرے میں بہت سرگرمی اور بڑی تندی تیزی برتی گئی یہاں تک کہ محصوروں کے ان دمدموں کے تلے دو سرنگیں لگائیں جنکے بنانے میں خود چاند بی بی دل و جان سے مصروف تہی اور عام لوگوں کی مانند آپ اُس نے محنت اُٹھائی تہی مگر جب کہ محصوروں کے سرنگ لگانے والے محاصروں کی سرنگوں پر پہونچے تو وہ سرنگیں اس لیئے ضایع گئیں کہ محصوروں کے سرنگ لگانے والوں نے اُنکے مقابلہ میں اپنی سرنگیں لگائیں ہاں تیسری سرنگ اس سے پہلے اوڑائی گئی کہ محصوروں کی سرنگ لگانے والے اُس کی بیکاری کی تدبیر پوری کریں حاصل یہہ کہ اُس سرنگ کے اُوڑنے سے محصوروں کے سرنگ لگانے والےجو سرنگ اپنی دوڑا رہے تہے یک لخت اوڑ گئی اور قلعہ کی النگ اُس کے زور سے بہت بہت گئی اور ایسی ہیبت پہیلی کہ النگ کے محافظ اپنی اپنی جگہوں کے چھوڑنے اور بے تحاشا بہاگنے پڑھنےوالے اور محاصروں کے گہس بیٹھنے کے لیئے رستہ کہولنے پر آمادہ تہے کہ چاند بی‌بی زرہ بکتر پہن کر اور ننگی تلوار اپنے ہاتھہ میں لیکر اور نقاب سے مونہہ ڈھانپ کر آئی اور اُن بھگے نامردوں کو ڈانٹ کر بلایا اور جب تک کہ وہ دلاور بی‌بی قلعہ کی ساری قوت کو محاصروں کے مقابلہ میں صرف نکو چکی تب تک نہایت جد و جہد اور بڑی سعی و محنت سے محاصروں کے پہلے دھاوے کو تہام سکی چنانچہ تیروں کی بوچھاروں اور توڑے دار بندوقوں کی مار ماروں سے مقابلہ کیا گیا اور شگاف دیوار پر توپیں لگائیں گئیں اور آتش بازی کے بان اور بارود کے تہیلے اور ایسی‌ایسی عالم سوز چیزیں قلعہ کی کہائی میں بادشاہی لوگوں پر پہینکی گئیں اور

محصوروں کے شگاف دیوار کے مقابل ہوکر ایسا سخت مقابلہ کیا گیا
کہ بڑی سفاکی بے باکی کے بعد جو شام تک برابر قایم رہی بادشاہی
فوج اپنے پچھلے پانوں لوٹنےاور دوبارہ حملہ کو دوسرے دن موقوف رکھنے پر
مجبور ہوئی مگر قلعہ کے محصور اور شہر کے باشندے چاند بی بی کی
دلاوری دلیری سے جوشان خروشاں ہوئے تھی اور چونکہ چاند بی بی
کی چستی چالاکی اور دانائی ہوشیاری میں رات کے آنے سے کسی
قسم کا فتور و قصور واقع نہ ہوا تھا تو صبح ہوتے ہی بادشاہی فوج نے
شگاف النگ کو ایسا مضبوط و مستحکم اور اسقدر بلند و مرتفع پایا کہ
نئی نقب کے بدون اسپر چڑھنا متصور نہ تھا اِسی عرصہ میں چاروں
متفق فریق افواج شاہی کے پاس آگئے مگر بادشاہی فوجوں نے باوصف
اِس کثرت کے کہ وہ چاروں فریقوں سے اب بھی زیادہ تھیں صرف ایک
لڑائی کے موہوم نتیجے پر تمام جان و مال کو جوکھوں میں ڈالنا پسند
نہ کیا اور چاند بی بی † نے بھی یہہ سمجھا کہ ہماری جمیعت دوچاردن
کی ہی اور مانگی تانگی فوجوں کا بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے غرض کہ
دونوں فریق اشتی پر راضی ہوئی احمد نگر کا بادشاہ اسبات پر راضی ہوا
کہ اُس نے صوبہ برار سے جو نیا مفتوحہ مقبوضہ اُس کا تھا ہاتھہ اپنا
اُٹھایا اور ملازمان اکبری کو سپرد کیا یہہ آشتی ماہ فروری سنہ ۱۵۹۶ ع
مطابق رجب سنہ ۱۰۰۴ ہجری میں واقع ہوئی *

بادشاہی فوج کی واپسی پر بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ احمد نگر
میں نئے جھگڑے برپا ہوئی یعنی محمد خاں چاند بی بی کا وزیر یا

---

† یہہ عورت دکن کی عورتون میں سے ایسی دلیر و دلاور تھی کہ مردوں کی
انکھونمیں قدر واقتدار اوسکا بہت کچھہ تھا یہانتک کہ اوسکی نسبت بہت سی جھوٹی
باتیں بنائی گیئں خافیخان لکھتاھی کہ اوسنے مغلون کے لشکر میں چاندی کی گولیاں
بھر بھر ماریں اور احمد نگر میں یہہ بات مشہور ھی کہ جب چاند بیبی کی گولیاں
ھوچکیں تو اُس نے ساری بندوقوں میں تانبے چاندی سونے کے سکے بھرکر مارے
اور جب تک کہ جواہر کے بھر نے کی نوبت نہ پھونچی تب تک آشتی پر راضی نہوئی

پیشوا ‡ اُس کی حکومت کے خلاف و عداوت پر سازشیں کرنے لگا یہاں تک کہ اُس نے شاہزادہ مراد سے اعانت چاہی اور یہاں شاہزادہ کا یہہ حال تھا کہ حدود برار کی بابت دکن کے بادشاہوں سے لڑ جھگڑ رہا تھا غرض کہ شاہزادہ مراد اور احمد نگر کے بادشاہ آپس میں دو بارہ مخالف ہوئے اور آشتی پر برس بھی نہ گذرا تھا کہ پہلے سے زیادہ میدان کی لڑائیاں قایم ہوئیں *

اکبر کا محکوم خاندیس کا بادشاہ اکبر والوں کی اعانت پر اور گولکنڈہ کا بادشاہ بیجا پور اور احمد نگر والوں کی امداد پر آیا اور دسمبر سنہ ۱۵۹۶ ع یا جنوری سنہ ۱۵۹۷ ع کو دریاے گوداوری پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی اور دودن تک زور شور سے قایم رہی مگر انجام اُس کا محقق نہوا چنانچہ مغلوں کا یہہ دعوی تھا کہ جیت ہماری رہی مگر وہ آگے نہ بڑھے اور جب کہ پوری کامیابی حاصل نہوئی اور شاہزادہ مراد اور مرزا خانخاناں میں ان بن رہی تو بادشاہ نے دونوں کو طلب فرمایا اور شاہزادے کی جگہہ ابوالفضل اپنے دستور اعظم کو بھیجا جو چند روز کی بے عزتی کو اُٹھائے بیٹھا تھا اور اُسکو یہہ بھی اجازت دی گئی کہ ضرورت کے وقت ساری فوج کی سرداری اختیار کرے چنانچہ ابوالفضل اُس جگہہ پہونچا اور وہاں کا حال اُس نے لکھا جس کے دیکھنے سے یہہ دریافت ہوا کہ خود بادشاہ کا ہونا وہاں ضروری ہی غرض کہ بادشاہ نے سنہ ۱۵۹۸ ع کے اخر میں چودہ برس کے بعد جو اٹک کے پاس پورس میں گذرے تھے پنجاب کو چھوڑا اور دکن کو روانہ ہوا اور سنہ ۱۵۹۹ ع کے نصف سے پہلے پہلے نربدہ پر پہونچا مگر اُس کے پہونچنے سے پہلے دولت آباد کا قلعہ اور اُسی کے قریب کے اور بہت سے بھاری قلعہ جبھی

---

‡ بہمنی بادشاہوں کے وقتوں میں پیشوا یعنی سردار کا خطاب مروج رہا اور بعد اُس کے ستارہ والی راجاؤں کے برہمن وزیر اِسی خطاب سے مخاطب رہے اور مرہٹوں کی حکومت پر اسی خطاب سے بہت دنوں تک حکومت کرتے رہے

فتح هوچکی تهی اور جون هي که بادشاهي فوج برهان پور واقع ساحل دریاے
تپتي میں پهونچي تو فوج کا ایک ٹکڑا بسرداري شاهزاده دانیال اور
خانخاناں کے احمد نگر کے محاصره کو روانه کیا گیا اور یهه وه زمانه تها
که چاند بي بي کي حکومت پهلے زمانه کي نسبت نهایت خراب اور
ابتر تهي یعني نهنگ ابیسینیا والا جو پهلے محاصره کے زمانه میں
چاند بي بي کا مدد و معاون تها احمد نگر کو گهیرے هوئی پڑا تها اور
جب که وهاں بادشاهي فوج آئي تو وه چهوڑ کر چلاگیا مگر دروني
نزاعوں کے مارے شهر کے بچاؤ کي کوئي صورت نه تهي اور جب که
چاند بي بي بادشاهي فوج والوں سے خط و کتابت کر رهي تهي اور آشتي
کے پیک پیام آتے جاتے تهے تو اُس کے بدخواهوں نے سپاهیوں کو برهم
کیا چنانچه . سپاهي محل سراے میں گهس گئے اور اُن ناخدا ترسوں
نے کام اُس کا تمام کیا مگر اِس برے کام کا پهل بهي قریب هي پایا یعني
تهوڑے دنوں کے بعد اُس دیوار شکسته کا شگاف گهس جانے کے قابل
هوگیا اور بادشاهي دهاوے کا سیلاب اُس میں آگیا چنانچه بادشاهي
فوج نے سارے لڑنے والی سپاهیوں کو قتل کیا اور کسي کو جان و مال کي
پناه ندي اور صغیر سن بادشاه کو گوالیار کے قلعه میں پهونچایا اگرچه
یهه سب کچهه هوا مگر دارالسلطنت کی فتح هونے سے سارا ملک
اُسکا مطیع نهوا یهانتک که جولائي سنه ۱۶۰۰ ع مطابق صفر سنه ۱۰۰۹
هجري میں ایک اور نام کا بادشاه قرار دیا گیا اور احمد نگر کے بادشاهوں
کا خاندان شاهجهاں کے عهد دولت تک بالکل گمنام نهوا مگر سنه
۱۶۳۷ ع میں نام و نشان اُنکا باقي نرها *

## خاندیس کي فتح کا بیان

احمد نگرکے محاصرے سے تهوڑے دنوں پهلے اکبر بادشاه اور اُس کے
محکوم خاندیس والی بادشاه میں ایسي کسي قسم کي سوء مزاجي
درمیان آئي که اُس کے باعث سے اکبر کا یهه اراده مصمم هوا که خاندیس

کے صوبہ کو همیشہ کے لیئے اپني قلمرو میں داخل کرے چنانچہ اِس لڑائي کے دهندوں میں برس دن کے قریب صرف هوا اور احمد نگرکي فتح پر کئي مهینے گذرے تهے کہ آسیر گڈه کي فتح هونے سے خاندیس کي فتح پوري هوگئي بعد اُس کے بادشاہ نے شاهزادہ دانیال کو برار و خاندیس پر حاکم اور خانخانان کو صلاح کار اُس کا مقرر کیا اور فوج دکن کي حکمراني اور فتح احمد نگر کي پیروي ابوالفضل کو عنایت فرمائي اور سنہ ۱۶۰۱ ع مطابق سنہ ۱۰۰۹ هجري کے آخر میں آگرہ کو واپس آیا *

## مرزا سلیم یعني جهانگیر کي نافرماني کا بیان

پہلے اِس سے کہ بادشاہ آگرہ کو روانہ هووے بیجا پور اور گولکنڈہ کے بادشاهوں کے ایلچي اور نذریں پہونچیں اور شاهزادہ دانیال کي شادي بیجا پور والي کي بیٹي سے کي گئي § باقي اکبر کي روانگی کا یہہ باعث تها کہ جہان گیر اُس کا بڑا بیٹا سرکش هوگیا تها اگرچہ یہہ شاهزادہ تیس برس کي عمر کا استعداد و لیاقت میں کچهہ ناقص نہ تها مگر شراب اور افیون کي || کثرت استعمال سے مزاج اُس کا آتشیں

§ دکن کي لڑائیوں کا حال اکبر نامہ اور تاریخ فرشتہ اور خصوص احمدنگر کي تاریخ مصنفہ فرشتہ سے لیا گیا

|| جهانگیر نے خود بیان کیا کہ عین شباب میں کم سے کم ایسی بیس پیالہ روز پیتا تها کہ هر پیالہ میں آدہ سیر ڈاور سماتي تهي اور یہہ حال تها کہ اگر ایک گهنٹا بهي بدون اُس کے گذرتا تها تو هاتهہ اپنے کانپنے لگتا تها اور قرار سے بیٹهہ نہ سکتا تها بعد اُس کے جب میں تخت نشین هوا تو پانچ پیالونکي نوبت پهونچي اور وہ بهي رات کو پیتا تها مگر یہہ بات دریافت نہیں هوتي کہ کب تک اُس نے یہہ دستور جاري رکها معلوم هوتا هی کہ اُس زمانہ کے مسلمانوں اور سرداروں میں میخوشي کي برائي شایع ذایع تهي اِس لیئے کہ بابر اور همایوں دونوں بڑے پینے والی تهے اور تمام ترکي نژاد بادشاہ بهي پیتے تهے بلکہ ایران کے صفوي خاندان والی جو تقدس خاندان کي بدولت بڑے بزرگ گنے جاتے تهے خفیہ خفیہ صرف کثرت هي سے نہیں پیتے تهے بلکہ چاندي سونے کے پیالوں مرصع اور کهڑوں کے انباروں سے اپنے دربار کو زینت بخشتے تهے

غضبناک اور سمجھہ بوجھہ اُس کي گونہ خراب ہوگئي تھي چنانچہ
وہ ابوالفضل کو اپنا بدخواہ اور جاني دشمن سمجھتا تھا یہاں تک کہ
اُس نے باپ سے اُس کي شکایت بہي کي اور اکبر نے اُس کے کھنے سے
ابوالفضل کو چند روز اُس کي مرتبہ سے گرائي رکھا اور بعد اُس کے دکن
کو روانہ کیا اور یہہ تمام اُن شکایتوں کے نتیجے تھے جو جہانگیر کي شکایتوں
پر مترتب ہوئي تھے اور اُس رشک و حسد کے ثمرے تھے جو اُس کے
جي میں ابوالفضل کي جانب سے بیٹھي تھي اور جب کہ اکبر خود دکن
کو روانہ ہوا تو جہانگیر کو اپني جگہہ چھوڑا اور اجمیر کا نائب سلطنت
بنایا اور اودے پور کي لڑائي کے کار و بار اُس کو تفویض کیئے اور راجہ
مان سنگھہ کو اِس غرض سے پاس اُس کے چھوڑا کہ وہ اپنے لاؤ لشکر اور
صلاح و مشورت سے امداد اُسکي کرتا رہے غرض کہ جہانگیر بہت سا وقت
اپنا ضایع کرکے امر مذکور کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف
ہوا اور بیاوري بخت اس کام کو کسیقدر پورا کرچکا تھا کہ ناگاہ اُسکو یہہ
خبر لگي کہ صوبہ بنگال راجہ مانسنگھہ کي حکومت گاہ میں عثمان بن
قتو کي سرتابي سے بغاوت قایم ہوئي چنانچہ راجہ مانسنگھہ اپني حکومت
کو روانہ ہوا اور جب کہ جہانگیر نے میدان خالي پایا تو آپ کو ہر قسم
کي روک ٹوک سے آزاد پاکر اور خود بادشاهي فوج کو اور طرفوں میں
مصروف دیکھکر یہہ چاها کہ هندوستان خاص کے صوبجات اپنے قبض و
تصرف میں لاوے غرض کہ جہانگیر آگرہ کو روانہ ہوا مگر آگرہ کے حاکم
نے آلے والے بتاکر آگرہ کو حوالہ نکیا اور جہانگیر الہآباد کو چلا گیا اور اودہ
بہار کے ملکوں پر جو الہآباد کے پاس پڑوس میں واقع تھے قبضہ کیا اور
اسي زمانہ میں الہ آباد کے خزانہ کو جو تیس لاکھہ روپیوں سے معمور و
مشحون تھا تحت اپنے کرکے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا یہہ واقعہ نومبر
سنہ ۱۶۰۰ ع مطابق شعبان سنہ ۱۰۰۹ هجري میں واقع ہوا *

اگرچہ بیٹے کے چال چلن سے جي ہي جي میں اکبر سخت ناراض تو ہوا
ہوگا مگر باوصف اسکے بیٹے سے ایسے معاملے نبرتے کہ اُن کے باعث سے بیٹا

کي سرتابي غايت کو پہونچتي چنانچہ اُس نے اُس کے نام ايک معقول خط روانہ کيا اور اُس ميں بڑے کوتکوں کے نتيجے جتائے اور يہہ بهي درج کيا کہ اب بهي کچهہ نہيں گيا اگر پہلے دستور کے موافق باپ کي اطاعت کرے اور فرض خدمت ميں پچهلے پيروں لوٹي تو شفقت پدري کي بدولت مامون و مطمئن رهے جو اب تک بهي کچهہ کم نہيں هوئي بعد اُس کے جب اکبر آگرہ ميں داخل هوا تو جواب اُس عنايت نامہ کا جہاں گير نے نہايت غريب لفظوں سے ارسال خدمت کيا اور اٿاوہ تک اس ارادہ پر علانيہ آيا کہ باپ کي خدمت ميں حاضر هووے مگر باوصف اس کے خواہ اُس نے باپ کي خدمت کا مخالفانہ ارادہ کيا يا اپني سلامتي کو کهٿکے ميں پايا غرض کہ کوئي باعث هو اُس نے فوج کي بهرتي ميں کمي نکي يہاں تک کہ رفتہ رفتہ اتنے لوگ اُس نے اکٿهے کيئے کہ بادشاہ نے يہہ کہلا بهيجا کہ تهوڑے آدميوں سميت آگرہ ميں آوے ورنہ الہ آباد کو سيدها لوٿ جاوے جہانگير نے پچهلي بات اختيار کي يعني الہ آباد کو لوٿ گيا مگر غالب يہہ هے کہ بيگم و بيام کے ذريعہ سے لوٿ جانے کي اجازت حاصل کي هوگي اس ليئے کہ بعد اُس کے بادشاہ نے اوڑيسہ بنگالہ کا صوبہ جہانگير کو عنايت فرمايا اور جہاں گير نے بهي وفاداري جان نثاري کے قول قرار ادا کيئے مگر اس ظاهري امن چين کے زمانہ ميں جو باپ بيٿے کي سوء مزاجي کا زمانہ تها جہانگير کو يہہ موقع هاتهہ آيا کہ وہ خيالي تکليفوں کا انتقام اپنے خيالي دشمن سے ليوے غرضکہ اُسنے موقع کو هاتهہ سے نديا اور باپ کے دل کو سخت صدمہ پہونچايا بيان اُس کا يہہ هے کہ جب ابوالفضل کو دکن سے بلايا تها اور وہ تهوڑے محافظوں سميت گواليار کي طرف بڑها آتا تها تو حسب تقدير اُس جال ميں پهنسا جسکو راجہ نر سنگهہ ديو والي اورچہ واقعہ بنديلکهنڈ نے باشارت جہانگير اُسکے ليئے لگا رکها تها ابوالفضل نے بڑي دليري دلاوري سے حتی الامکان اپنا بچاو کيا مگر بہت سے همراهيوں سميت آخر کو مارا گيا يہانتک کہ سر اُسکا قلم کيا گيا اور بڑي احتياط سے جہانگير

کے پاس بهیجا گیا † یهه واقعه سنه ١٦٠٢ ع مطابق سنه ١٠١١ هجري میں واقع هوا بعد اُسکے جب ابوالفضل کے فوت هونیکي خبر اکبر کو پهونچي تو اُسنے نهایت غم کیا اور بقول اُسکے که * شهنشاه جهان را از وفاتش دیده پر نم شد * سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون ز عالم شد * بهت سے آنسو بهائے اور دو دن تک کهایا نسویا اور جب که اُسکو هوش آئے تو نر سنگهه دیو اور اُسکے جورو بچوں کے پکڑنے جکڑنے اور اُسکے گهر بار کے اوٹنے کهسوٹنے کے لیئے ایک فوج اُس نے روانه کي اور ایسي ایسي سختیوں کي اجازت دي که بهولے چوکے بهي ویسي سختیوں کي رخصت کبهي ندي تهي معلوم هوتا هی که اس زمانه میں بادشاه کو یهه آگاهي نتهي که جهانگیر ابوالفضل کے قتل میں شریک هی اس لیئے که بجاے اس کے که بادشاه اپنے بیٹے جهانگیر سے واسطه علاقه قطع کرے سلیمه سلطانه کو جو بادشاه کي بیگم اور خود جهانگیر کي ایسي ماں تهي که جب اُسکي سگي ماں مرگئي تو اُس نے گود اُسکو لیا تها اس غرض سے روانه فرمایا که بیٹے کي طبیعت کو راستي درستي پر لاکر باپ بیٹوں میں پوري آشتي کرادي *

سلیمه سلطانه کي روانگي کا نتیجه حسب مراد اُس کے حاصل هوا یعني جهاں گیر اکبر کے دربار میں حاضر هوا اور بسر و چشم اُس نے باپ کي اطاعت اختیار کي اور اکبر بهي اتني شفقت سے پیش آیا که بادشاهي زیور پهننے کي اُس کو اجازت فرمائي اور سنه ١٦٠٣ ع مطابق

† جهاں گیر نے اپني توزک میں جو سلطنت کے بعد اُس نے لکهي ابوالفضل کے قتل کرانے کا اقرار کیا مگر عذر اُس کا یهه لکها که اُس نے باپ کو پیغمبر کي پیغمبري اور قران کے کتاب آسماني هونے سے منکر بنا دیا تها اور باپ سے باغي هونے کي بهي یهي وجهه قرار دي اور جب که جهاں گیر اپنے باپ کي جگهه بیٹها تو پهلے پهل اُس نے نر سنگهه دیو قاتل ابوالفضل کو جو اکبر کے سخت ظلموں سے محفوظ رها تها بڑے عهدہ پر معزز کیا اور بڑي مهربانیوں سے همیشه پیش آتی گیا اور اپنا معتمد اُس کو ٹهراتا رها *

سنه ۱۰۱۲ هجریمیں اودے پوروالے کے مقابله پر ایک فوج سمیت اُسکو دوباره روانه کیا مگر جہانگیر نے مختلف حیلوں بہانوں سے کوچ پڑاو کو طول طویل کیا اور ایسے دایمی قصه میں پڑنیکی نسبت ایسی کمی اُس نے کی که اکبر نے طرح طرح کے نقصان اُٹھائے مگر یہه گوارا نکیا که باپ بیٹوں میں پھر سوء مزاجی پانو اپنے پھیلائے چنانچه اُس نے جہان گیر کو الهآباد کی اجازت فرمائی جہاں وه بطور خود مختار بستا رستا تھا اور جب که وه اله آباد میں پہونچا تو ایسی عیاشی نے ڈوبایا که اُسکا ٹھور ٹھکانا نتھا اور اپنے بڑے بیٹے خسرو سے اُسکی بے ادبی بیباکی اور کم فہمی تند مزاجی کے مارے همیشه ناخوش رهتا تھا یہاں تک که جب اُن دونوں میں زیاده ناچاقی هوئی تو راجه مان سنگهه کی بہن خسرو کی ماں نے زهر کھایا اور بیٹھے بیٹھائے پھول سی جان گنوائی اور جہانگیر کو بہت رنج پہنچایا جو پہلے سے درهم برهم هورها تھا اور اب برهم مزاجی کی یہاں تک نوبت پہنچی که اُس کے ملازم اور مصاحب بھی اُس کے پاس جانے سے ڈرتے مرتے تھے اور ایسی ایسی ناخدا ترسیاں اُس سے صادر هوئیں که اُن کے سننے سے سننے والے بھی کانپ اُٹھتے تھے اور ایک مدت سے وقوع میں نه آئی تھیں اور باپ کی اهلیت کے محض مخالف تھیں † *

جب که بیٹے کے اطوار اکبر نے سنے تو وه نہایت پریشان اور بغایت حیران رها اور اُس نے یہه چاها که بلا وساطت غیر اپنی ذاتی ملاقات کی تاثیر و اثر کو آزماوے غرض که بادشاه اله آباد کو روانه هوا اور کوئی دوتین منزل جانے پایا تھا که والده ماجده کی سخت ناسازی اُس کو دریافت

---

† جہان گیر نے کسی موقع پر ایک مجرم کی جیتی کھال نکالنے کا حکم دیا اور جوں هی که بادشاه کو یہه خبر پہونچی تو اُس نے اپنی نفرت کو مخفی نکیا اور کھلم کھلا یہه فرمایا که بڑے اچنبھے کی بات هی که ایسے آدمی کا بیٹا جو مرتے جانور کی کھال کا نکلوانا بھی بلا تکلف گوارا نہیں کرسکتا جیتے آدمی کی کھال نکالنے کا حکم دیوے اور اُسکو گوارا رکھے

هوئي چنانچه سنتے هي آگره کو لوٹا مگر ایسے تنگ وقت میں ماں کي زیارت سے مشرف هوا که جان اُس کي هونٹوں پر تهي اور کام اُس کا هوچکا تها *

جب که جهانگیر نے باپ کا خود تشریف لانا اور بضرورت مذکوره لوٹ جانا سنا تو شاید اُس فرض خدمت کے جوش سے جو اولاد پر واجب و لازم هی یا اُس طبعي محبت کے ابال سے جو باپ بیٹوں کي طبیعتوں میں من جانب الله هوتي هی یا اس لحاظ سے که بلا وساطت جانے سے سارے مطلب بے غل و غش حاصل هونگے آگره کا اراده کیا اور باپ کي خدمت میں پہونچکر شرط خدمت بجا لایا *

باپ بیٹے سے بشفقت پیش آیا مگر تھوڑے دنوں کے واسطے نظر بند اُس کو رکھا اور اس نظر سے که نظر بندي کي ذلت کم هوجاوے یا اس غرض سے که اُسکي مے خواري میں کچھه کمي پڑے ایک حکیم اُسکي خبر گیري کے لیئے مقرر فرمایا تھوڑے دنوں بعد اُسکي وه قید اُٹھائي گئي اور پہلي مہرباني بحال کي گئي مگر معلوم هوتا هی که باوجود اس کے بھي جهانگیر کي درشت خوئي کم نہوئي تهي اس لیئے که ظهور اُس کدورت کا جو اُس کو خسرو سے برابر چلي آتي تهي هاتھیوں کي لڑائي میں بادشاه کے سامنے ایسے برے طور سے هوا که اُس کي بدولت علانیه عتاب سلطاني میں دوباره مبتلا هوا هوتا اور خسرو نے بھي ایسي تندي تیزي سے جھگڑا قایم کیا جیسا که اُس کے باپ نے کیا تها اور اُس نے دادا جان کو باپ کي طرف سے بهرا بهڑکایا اور بهرنے بهڑکانے میں کچھه کمي نکي غالباً معلوم هوتا هی که پہلے اس سے خسرو نے چاها تها که باپ کي جگهه دادا کا جانشین هوجاوے چنانچه جهانگیر نے بهي اپني توزک میں لکھا هی که حضرت والد کو بهي ایک زمانه میں یهه بات منظور تهي † مگر حقیقت یهه هی که اکبر اور جهانگیر دونوں کو

† احب کا ترجمه توزک جهاں گیر کا صفحه ۳۳

مرزا خرم یعني شاہجہان پر نظر عنایت تھي اور وہي اُنکو پیارا تھا اور خسرو کي ناراضي کي یہي ایک وجہہ تھي کہ اکبر اور جہانگیر اُس کے چھوٹے بھائي کو اُسپر ترجیح دیتے تھے *

کئي برس پہلے مرزا مراد اکبر کا دوسرا بیٹا مر چکا تھا کہ اب مرزا دانیال اُس کے تیسرے بیٹے کے انتقال کي خبر آئي جو مے خواري کي کثرت سے تیس برس کي عمر میں گذر گیا مے خواري کي کثرت سے اُس کي صحت کو بڑا داغ لگا تھا اور نقصان صحت کي وجہہ سے اُس نے باپ سے شراب کے چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ باپ کے لوگ اُس کو اتنا گھیرے رہتے تھے کہ وہ اپني ہوس کو پورا نکرسکتا تھا جو اب روک ٹوک کے قابل نرھي تھي اور اب اُس نے یہہ راہ نکالي تھي کہ شکاري بندوق کي نال میں شراب بھر کر پاس اُس کے پہونچائي جاتي تھي غرض کہ کام اُس کا ایسا بے تکلف چلنے لگا کہ اُس کي عمر کا پیالہ لبریز ہوگیا اور اکبر کو بقدر محبت صدمہ پہونچا غالب یہہ ہی کہ گھر کے صدموں یعني بیٹوں کے مرجانے اور باہر کے رنجوں یعني دوستوں کے ہلاک ہونے نے اُسکے ملک صحت کو تاراج کرنا اور اُس کے نخل سلامت کي جڑیں اوکھاڑنا شروع کیا تھا *

## اکبر کے مرنے کا بیان

معلوم ہوتا ہی کہ اکبر تھوڑے دنوں سے بیمار تھا † کہ ستمبر ۱۶۰۵ع کے نصف پر ایسا سخت بیمار ہوگیا کہ بھوک اُسکي بند ہوگئي اور تھوڑي مدت گذرنے پر یہہ بات واضح ہوئي کہ اب شفا کي آس بہت تھوڑي رہي غرض کہ مرنے سے دس دن پہلے چارپائي کا پابند ہوگیا اگرچہ ہوش حواس اُس کے مرتے دم تک قایم رہے مگر کار بار میں شراکت کي قابلیت نتھي اور اُس وقت سے تمام لوگوں کا التفات اُسکي جانشیني پر متوجہہ ہوا اور لڑنے جھگڑنے والوں کے لیئے بادشاہي دربار لڑائي کا

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہان گیر کا صفحہ ۷۰

میدان ہوگیا مگر جہانگیر ایسا وارث تھا کہ سارے لوگ اُس کو تسلیم کرتے تھی
اور بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک یہی بیٹا باقي رہا تھا ہاں کہوٹ اتنا تھا کہ
سرتابي کے باعث سے اُس کي نیک نامي کو دھبہ لگا تھا اور اِس بیعزتي
میں مبتلا تھا کہ فوج سے اور اُن لوگوں سے مہجور پڑا تھا جن پر حکمراني
کا خو کردہ تھا باقي خسرو کي یہہ صورت تھي کہ راجہ مان سنگھہ
اُس کا سگا ماموں اور عزیز خاں اعظم فوج کا اعلی سردار اُس کا سسرا
اِس خیال سے کہ ہمارے جوان رشتہ دار کي تخت نشیني سے ہماري
قوت قوي ہوجاویگي بادشاہي محل کے دبانے کے درپی ہوئی جس
میں آگرہ کا قلعہ بھي شامل ہی اور خسرو کي تخت نشیني کي
تدبیریں درست کیں یہاں تک کہ اب جہاں گیر کو جان کے لالے پڑے
اور حقیقت میں یہہ فکر اُس کي بیجا نتھي چنانچہ اُس نے بیماري کا
بہانہ کیا اور محل کا آنا جانا چھوڑا مگر شاہزادہ خرم با وصف خورد
سالي کے وہاں جما رہا اور باپ کي تاکیدوں اور اپني جان کي
پروانکي اور یہہ علانیہ کہے گیا کہ جب تک دادا جان کے دم میں دم
باقي ہی تب تک اُن سے کہیں الگ نہوں گا اور جب کہ اکبر نے
جہانگیر کو آتا جاتا ندیکھا تو اُس نے نہایت رنج کیا اوربزور فراست باعث
اُس کا معلوم کرگیا اور باربار اُس نے جہاں گیر کو دیکھنا چاہا اور چند
بار اُس نے لوگوں کے سامنے آسي کو جانشین اپنا پکارا اور سب کے سامنے
یہہ خواہش ظاہر کي کہ خسرو کو بنگالہ بخش دیا جاوے غرض کہ
بادشاہ کي اِن باتوں نے اور چند بڑے معزز سرداروں کي کوششوں نے
جو جہانگیر سے اب بھي بدل موافق تھے اُن چھوٹی سرداروں کو ٹھنڈا
کیا جو مخالفوں سے موافقت رکھتے تھے اور عزیز خان کو بھي یہہ سوجھي
کہ اگر میں اپني بات پر جمارہوں گا تو سب لوگ الگ ہوجاوینگے اور
میں تنہا رہ جاؤں گا چنانچہ اُس نے یہہ راہ نکالي کہ چھپی چھپی

جهانگیر سے خط کتابت شروع کی مگر راجه مان سنگهه اِس سبب سے
اُس خطره میں مبتلا نهوا جس میں عزیزخان مبتلا تها که رعب داب اُسکا
اِس پر موقوف تها که خیر خواه اُس کے اُسی کے خیر خواه تهے اور بادشاه
کی خیر خواهی سے کچهه علاقه واسطے نه رکهتے تهے اور جب که اُس نے
آپ کو تنها اکیلا پایا اور جهان گیر نے بهی خوشامد آمیز باتوں اور قول
قراروں کا سلسله اُس سے باندها تو اُس نے بهی جهانگیر کی امداد و
اعانت کا وعده کیا جس کا وارث هونا بخوبی ثابت تها بعد اُس کے
جهانگیر محل میں آیا اور مرنے هار بادشاه نے بهت سا پیار اُسکو کیا
چنانچه جو حال اُسوقت گذرا جهانگیر نے اُسکو بیان کیا بیان اُسکا یهه هی که
حصول ملازمت پر میرے باپ نے یهه فرمایا که تمام سردار اُس کمره
میں بلوائی جاویں جهاں وه تشریف رکهتے تهے اِس لیئے که حضرت
والد نے آپ فرمایا تها که میں اِس بات کو گوارا نهیں رکهتا که کسی
قسم کی ناچاقی تیری اور اُن دولت خواهوں میں واقع هووے جو
اتنی مدت تک میری محنتوں اور سختیوں میں شریک و موافق اور
شان و فخر کے کاموں میں مدد معاون رهے چنانچه جب وه سردار اکهتے
هوئے تو بادشاه نے وقت کے مناسب جو کهنا تها کها اور سب سرداروں
کو نظر بهر کر دیکها اور سب سے علانیه کها که اگر بهولی چوک کوئی تقصیر
آپ صاحبوں کی نسبت مجهه سے هوئی هو تو سب صاحب معاف
کریں اب جهانگیر اپنے باپ کے قدموں پر گرا اور بهت پهوٹ پهوٹ کر رویا
بعد اُس کے بادشاه نے خاص تلوار کے باندهنے پر اشاره کیا که وه اُس
کے سامنے باندہ کر بادشاهی کا نشان حاصل کرے معلوم هوتا هی که بعد
اُسکی بادشاه نے سنبهالا لیا اور جهانگیر سے یهه التجا کی که خاندان کی
عورتوں کی خبر لینا اور میرے پرانے متوسلوں اور دوستوں کو نه بهولنا
بعد اُس کے ایک بڑے ملا جهانگیر کے ملنے والوں کو بلاکر سامنے

بٹھلایا اور اُس کے سامنے کلمہ شہادت کو دوھرا کر اچھے مسلمانوں کا مرنا موا † *

بیان کیا گیا کہ یہہ بادشاہ اچھا تنومند اور قوي اور جوڑ بند کا پورا اور بہت خوب صورت تھا اور اُس کے چہرہ مہرہ سے ھشاشي بشاشي ٹپکتي تھي اور طورطرز اُس کے نہایت پسندیدہ ‡ اور سنجیدہ تھے خدا تعالی نے اُسکو ذاتي قوت اور اصلي چستي عنایت فرمائي تھي جواني میں میخواري کے مزے اوڑائے اور بڑے چین سے گذاري مگر تھوڑے دنوں بعد ایسا متقي بن گیا تھا کہ خاص خاص دنوں میں گوشت بھي نکھاتا تھا چنانچہ مجموعہ اُن خاص دنوں کا برس کي چوتھائي ھوتي تھي تھوڑي نیند سوتا تھا اور بہت تھوڑے سونے سے سیر ھوجاتا تھا اور حکمت کي اُن بحثوں میں کسي کسي رات میں صبح تک مصروف رھتا تھا جن کا شوق ذوق اُس کو بدرجہ غایت تھا اگرچہ ھمیشہ لڑائیوں میں مصروف رھا اور دیواني کے معاملوں کي حکومت میں اور

---

† اکبر آگرہ کے قریب مدفون ھوا بشپ ھیبر صاحب نے اُسکے مقبرہ کا بیان کیا کہ بیچ کي عمارت ایک ایسي قسم کا ٹھوس مینار ھے جو باھر کي طرف سے حجروں اور گنبدوں اور برآمدوں سے محاط اور محصور ھے اور جوں جوں بلندي پر جاتا ھے اسیقدر تھوڑا تھوڑا گھٹتا جاتا ھے یہاں تک کہ خاتمہ اُس کا ایک چوکور سنگ مرمر کي چوکي پر ھوتا ھے جو نہایت عمدہ جالیوں سے محصور ھے اور اِس مینار کے بیچا بیچ ایک چھوٹا چپٹا تعویذ قبر کا ھے جس کو ایسي لطافت نزاکت سے کندہ کیا ھے جس کے ذریعہ سے سنگ مرمر کو زیب زینت اور عربي لفظوں کو حسن و رونق حاصل ھوئي جو قبر کو زینت بخشتي ھیں ( بشپ ھیبر صاحب کا بیان جلد ایک صفحہ ۸۵۷ ) اور جبکہ اِس ضلع کو پہلے پہلے انگریزوں نے فتح کیا تو یہي عمارت گوروں کے کام آئي چنانچہ ایک یا دو برس تک اُس میں رھے ( پرایس صاحب کا ترجمہ تزک جہانگیري کا صفحہ ۴۵ )

‡ اکبر کے حالات مفصلہ ذیل اُن پرتگال والوں کے لکھے ھوئے ھیں جو مقام گویا سے اُسکي ملاقات کو آئے تھے چنانچہ وہ لکھتے ھیں کہ یہہ بادشاہ اُن دنوں پچاس برس کي عمر کا اور رنگ و روپ کا گورا اور فہم فراست کا پورا اور تواضع و تعظیم کا بھوکا تھا ( مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۸۹ )

بادشاهان هند کي نسبت نئي نئي عمده باتيں ايجاد کيں مگر اِس ليئے
که اپنے وقتوں کي تقسيم اچهي طرح پر کي تهي اور کار روائي کي کمال
استعداد آپ ميں رکهتا تها تو تحصيل علوم اور بحث مسائل اور باقي
شغل و مشاغل کے واسطے بڑي فرصت رهتي تهي علاوه اِس کے حيوانات
کي کشتياں اور زور هنر کے کرتبوں کے ديکهنے بهالنے کا بڑا شوق اور نهايت
سليقه رکهتا تها اور شکار بازي سے بغايت شادان و فرحان هوتا تها اور خصوص
اُس وقت ميں که شيروں اور هاتهيوں کا شکار کرتا تها اِس ليئے که اِس
قسم کے شکار ميں دليري اور دلاوري اور زور آزمائي کا موقع هاتهه آتا تها
اور گاه گاه صرف ورزش کي غرض سے سفر کي ماندگي اُٹهاتا تها چنانچه
اجمير سے آگره کو سوار هوکر دو دن برابر سفر کرتا تها جو دوسو بيس
ميل کے فاصله پر واقع هے اور اسي قسم کے اور سفر بهي گهوڑے پر سوار
هوکر کيا کرتا تها علاوه اِس کے دن بهر ميں تيس تيس اور چاليس چاليس
ميل پيدل چلتاتها حاصل يهه که تاريخ اُس کي عجيب عجيب دلاوريوں
اور ايسي شجاعت کي حکايتوں سے معمور و مشحون هے جيسے قصه
کهانيوںميں مذکور هوتي هيں اور معلوم هوتاهے کہ وه بادشاه جسقدر معقول
غرضوں کي ضرورت سے جان جوکهوں اُٹهانے پر مائل تها اُسيقدر اُسکي
طبيعت ميں رنج و مصيبت جهيلنے کا بهي اعشق پايا جاتا تها مگر
باوصف اس کے لڑائي بهڑائي کا فريفته نه تها اِس ليئے که ميدان جنگ
ميں اوترنے اور وهاں ضرورت تک موجود رهنے اور فهم و فراست سے
تائيد و اعانت کرنے ميں هميشه جي جان سے مستعد و آماده تو رهتا تها
مگر جب کہ لڑائي کا انجام اُس کو معلوم هو جاتا تها اور اُس کي
ضرورت باقي نرهتي تهي تو وه ترت پهرت لوٹ کر سلطنت کے کام کاج ميں
مصروف هو جاتا تها اور لڑائي کے کسر کا انصرام اور جبر نقصان کا اهتمام
اپنے نائبوں پر چهوڑ آتا تها اور کابهے کابهے ايسا بهي هو جاتا تها که يهه باقي
کام طول پکڑ جاتے تهے مگر جب که فتوحات اُسکي انجام کو پهونچتي

تھیں تو پوری پوری ہو جاتی تھیں یہہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اُس کے
عہد دولت سے پہلے پہلے ہندوستان کا کوئی حصہ دارالسلطنت کے پاس
پڑوس کے علاوہ بخوبی مطیع و محکوم نہ ہوا تھا اگرچہ اکبر بلند نظری
اور گونہ حرص و طمع سے خالی نہ تھا مگر جن ملکوں پر اُسنے حملہ کیا
اور اُس کے زمانہ سے پہلے دلی کی سلطنت میں وہ داخل تھے اگر وہ
اُنپر حملہ نہ کرتا تو ہمعصر اُس کے تعریف و ثنا کی جگہہ ہجو
مذمت اُس کی کرتے *

# تیسرا باب

## اکبر کی ملکی تدبیروں کے بیان میں

### مذہبی تدبیروں کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے ملکی تدبیروں کے لحاظ سے ایسے بادشاہوں میں بڑا پایہ
رکھتا ہے جنکی بادشاہت بنی آدم کے حق میں بڑی نعمت سمجھی جاتی
ہی ملک و مذہب کے لحاظ سے ظہور اُسکی تدبیروں کا مختلف
مختلف صورتوں میں واقع ہوا اور جب کہ وہ بادشاہ ہوا تو اُس کی
آغاز سلطنت ہی سے یہہ بات واضح ہوتی تھی کہ اُسکی طبیعت میں
ہر دین و ملت کے گوارا رکھنے کی صلاحیت رکھی ہی اور معلوم ہوتا ہی
کہ اس گوارا رکھنے کی یہہ وجہہ نہ تھی کہ وہ اسلام کی حقیقت میں
متردد تھا مگر اِس میٹھی طبیعت سے یہہ بات اُس کو حاصل ہوئی
تھی کہ اور مذہبوں کے مسئلے بھی جی لگا کر سنتا تھا اور نوبت یہانتک
پہونچی تھی کہ کھرے کرارے مسلمان اُس سے بد بر ہو گئے تھے اور ایسی
طبیعت نے پہلے پہلے یہہ کام کیا کہ اُس کے عقیدے کو قران کی نسبت
ضرور متزلزل کیا چنانچہ قران شریف کے ایسی پکی سند ہونے میں کہ
کسی قسم کی بھول چوک اُس میں دخیل و مداخل نہ ہووے متردد
ہوا علاوہ اُسکے وہ ملکی فایدے بھی جو ایسے نئے دین کے اجرا سے حاصل
ہوویں جس کا پھیلاؤ اُسکی ساری رعایا میں بخوبی ہو جاوے اُس کے
خیال میں ضرور گذرے ہونگے اور عہد سلطنت کے پہلے حصہ میں یہہ

حال اُسکا تھا که مقدس درگاهوں کی زیارت اور بزرگ لوگوں کی خدمت میں نہایت شوق ذوق سے حاضر هوتا تھا یہاں تک که سلطنت کے اکسویں برس میں بھی بڑی صدق و دیانت سے کہا کرتا تھا که ما بدولت مکه کو جاوینگے سلطنت کے چوبیسویں برس یعنی سنه ۱۵۸۹ع تک اپنی ایسی بیقید رایوں کو ظاهر نه کیا جو مسلمانوں کے مخالف تھیں *

یہه بات ممکن هی که جن لوگوں سے اکبر ملتا جلتا تھا اُنمیں سے بعض شخصوں کے ایسے آزاد خیال بھی هونگے جو مسلمان فقیروں کے خاص خاص فرقوں میں شایع ذایع هوتے هیں مگر سارے مورخوں نے اکبر کے فساد عقاید کا الزام ابوالفضل اور اُسکے بھائی فیاضی کے ذمه عاید کیا یہه دونوں بھائی شیخ مبارک نامی باشنده ناگور ایک فاضل کے بیٹے تھے جو کسی زمانه میں آگره کے مدرسه میں اصول اور قوانین اورالهیات کا مدرس تھا اگرچه بہت دنوں تک سنی رها مگر بعد اُسکے رافضی هوگیا اور پہلے حکیموں کی کتابیں پڑهنے لگا یہاں تک که خیالات اُسکے آزاد هو گئے اور بقول اُس کے مخالفوں کے بیدین هو گیا اور نوبت یہاں تک پہونچی که لوگوں کی پھٹکار اور لعنت ملامت کرنے والوں کی مار مار سے مدرسه کے چھوڑنے اور جورو بچوں کو آگره سے لیجانے پر مجبور هوا اگرچه یہه دونوں بھائی اُس کے بیٹے اصول اسلام کے بظاهر تابع تھے مگر غالب یہه هی که مسلمانوں سے میل جول اُنکا زیاده نه تھا بلکه جی سے موافق نه تھے منجمله مسلمانوں کے پہلے پہل فیضی نے هندوؤں کے علم انشا اور سارے علوم دقیق کو بڑی سعی و محنت سے حاصل کیا *

مگر یہه بات تحقیق نہیں که بادشاه کی ترغیب و اشاره سے یہه کام اُس نے اختیار کیا تھا یا آپ اپنے شوق سے اِس چھان بین کے پیچھے پڑا تھا هاں یہه بات ضرور هے که برهمنوں کے علم کی تحقیق مسلسل اور باقاعده بادشاه کے ارشاد و امداد سے کی تھی اور شنسکرت کی منظومات † و حکمت

† فیضی نے نالا اور دمیا مانتا کا ترجمه کیا جو مها بھارت میں نہایت عمده اور دلچسپ حکایت هے اور علی‌هذ‌القیاس اُس نے فارسی زبان میں بھی نظم نثر کی کتابیں

کے علاوہ بیبجا گنتا اور لیلاوتي مصنفات بہاسکا راچارجہا کا ترجمہ کیا جو هندوؤں کے حساب اور جبر و مقابلہ میں عمدہ کتابیں گني جاتي هیں *

جن لوگوں نے شنسکرت کے وہ ترجمہ کیئے جنمیں بید اور تاریخ کشمیر اور رامایں اور مہابہارت کے ترجمے بهي داخل هیں وہ بهي فیضي کي امداد و اعانت اور نگراني نگہباني سے کار بند اُن کے هوئے منجملہ اُن کے رامایں اور مہابہارت منظوم هیں اور شنسکرت میں تاریخ کشمیر ایک نمونہ هی یعني اُس کے سوا اور کوئي تاریخ اُس میں پائي نہیں جاتي † *

اکبر نے صرف شنسکرت کے ترجمہ کرانے سے فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ اُسنے ایک عیسائي پادري کو جسکو ابوالفضل نے فرا باتوں کے نام سے لکھا هی اور اُس کو بڑا مورخ اور فاضل بتایا هی بہت سي ترغیبیں دیکر مقام گویا سے بایں غرض بلوایا تھا کہ وہ چند آدمیوں کو یوناني سکھلاوے تاکہ یوناني کتابوں کا ترجمہ فارسي زبان میں کیا جاوے بلکہ خود فیضي کو یہہ ارشاد کیا تھا کہ انجیلوں کا ترجمہ بے کم ‡ و کاست کرے سلطنت

---

تصنیف کیں معلوم هوتا هی نہ ابوالفضل کي نسبت کتابوں کے سیر و مطالعہ میں فیضي بہت زیادہ مصروف رهتا تھا اور ویسا دنیادار اور فریبي بهي نہ تھا

† منتخب التواریخ

‡ معلوم هوتا هی کہ اکبر کے دربار میں علم اور باقي اور کمالوں کا چرچا زیادہ تھا چنانچہ عزیزخاں آعظم بڑا عالم تھا اور عبدالرحیم مرزاخاں ولد بیرم‌خاں یعنے نواب خانخاناں جو اکبر کے جنگي سرداروں میں دوسرا درجہ رکھتا تھا ایسا زبان داں تھا کہ اُسنے توزک بابري کا ترجمہ ترکي سے فارسي زبان میں کیا اور اسي زمانہ کے مشہور لوگوں میں سے تان سین کو بڑا کبیشر بتاتے هیں جسکے گانے کي بہت تعریف کرتے هیں اور کہتے هیں کہ زین خاں سردار جو بڑا جنگي افسر تھا بہت سے باجے بجاتا تھا علاوہ اُس کے اکبر نے ایسے مدرسوں کي ترقي میں بڑي کوشش کي هی جسمیں هندو مسلمانوں کے علم پڑھائے جاتے تھے اور هر شخص کي تعلیم اُس کے حالات اور منشاؤں کے موافق هوتے تھے ١٢ اکبر نامہ

کے بارھویں برس فیضي پیش کیا گیا اور اٹھارویں برس یعني سنه ۱۵۷۴ع میں ابوالفضل اُس کا بھائي دربار میں داخل ھوا یهه دونوں بھائي بادشاہ کے ایسے یار غار بن گئے تھی که بادشاہ کو اُن سے الگ ھو ناگوارا نه تھا اور یہاں* تک دخیل ھو گئے تھے که مذھب کے نئے نئے عقیدوں کے اعتماد اور اپنے پرانے ملک والے عالم فاضلوں کي قدر و پرورش کے علاوہ اُمورات سلطنت میں بھي صلاح اُن سے لي جاتي تھي اور بڑے بڑے کام اُن کو تفویض ھوتے تھے چنانچه پہلے اس سے که شاھان دکن پر یورش کي جاوے فیضي کو ایلچي بنا کر بھیجا تھا فیضي کي عمر نے وفانکي مگر ابوالفضل اُسکا بھائي بہت دنوں تک زندہ رھا اور ساري فوج کي افسري کا بڑا پایه اور وزیر اعظم ھونے کا اعلی درجه حاصل کیا اور اسکے مر جانے سے بادشاہ کو نہایت رنج ھوا جیسے که بالا مذکور ھوا اور فیضي کے مرتے دم جو بادشاہ نے معامله برتا وہ اِس لیئے اعتماد کے قابل ھی که اُس کو ایک اُسکے مخالف یعني عبدالقادر نے لکھا ھی بیان اُس کا یهه ھی که جب آدھي رات اکبر کو فیضي کے جان بلب ھونے کي خبر پہونچي† تو خبر کے سنتے ھي فیضي کي طرف روانه ھوا مگر پہونچنے سے پہلے بے ھوش اُس کو پایا چنانچه اُس نے فیضي کا سر اُٹھایا اور یاروں کي طرح پکار کر کہا که شیخ جي تم کیوں نہیں بولتے ھو تمہارے واسطے حکیم علي گیلاني کو لایا ھوں اور جب که اُس نے جواب کي قوت ندیکھي تو اپني پگڑي کو زمین پر پٹکا اور رونے پیٹنے لگا بعد اُس کے جب ھوش اُس کے ٹھکانے آئے تو اپنے مکان پر نگیا بلکه سیدھا ابوالفضل کے پاس جو مکان انتقال سے کہیں الگ بیٹھا تھا اور گھڑي دو گھڑي پاس اُس کے بیٹھا رھا اور تسلي تشفي دیتا رھا † *

---

† منتخب التواریخ والے عبدالقادر نے بیان کیا که فیضي مرتے دم تک خدا تعالے کي بے ادبي کرتا رھا اور آخر کو کتے کي طرح بھونکا اور صورت اوسکي مسخ ھو گئي اور ھونٹ اُس کے نیلے پڑ گئے گویا که اُس نے اپنے برے کرتوتوں کي سزا دنیا میں پائي جو عاقبت میں اُسکي منتظر تھي اور اسي مورخ نے اپني کتاب میں ایک خط نقل کیا

فیضي اور ابوالفضل کے علاوہ اور تمام مذهبوں کے عالم فاضل بهي اکبر کے دربار میں حاضر رهتے تهے اور یهه بات اُسکو بهت بهاتي تهي که عالم فاضلوں کو جمع کرکے کئي کئي رات برابر بحث و مناظره کا تماشا دیکهے اور کاهے کاهے آپ بهي امداد اُنکي کرتا تها اور جمعه کے روز اُنکے جلسے مقرر تهے اور کبهي کبهي اکیلے دو کیلے مسلمان فقیروں اور هندو پنڈتوں کو بلاتا تها اور اُن کے مختلف فرقوں کے مسئلوں کی نسبت چوڑي چکلي تحقیقیں کرتا تها ‡ *

اِن معین جلسوں کے بحث مباحثوں کے چند نمونه جو قیاسي معلوم هوتے هیں کتاب دابستان میں پائے جاتے هیں جو مذهب ایشیا کے بیان میں تالیف کي گئي چنانچه منجمله اُن کے بهت بڑا نمونه وه مناظره هی جو ایک برهمن اور مسلمان اور یهودي اور عیسائي اور مجوسي

---

جس کو فیضي نے اکبر کي خدمت میں اِس مورخ کي سفارش میں لکها تها اور عذر اس الزام کا که اُس نے اپنے محسن کے مرنے پر برائي اُسکي لکهي یهه پیش کیا که یهه برا کهنا مذهب کے لحاظ سے اور خداوند تعالی کے فرض کي جهت سے میرے ذمه واجب هی خط مذکور کے مضمون سے یهه بات واضح هوتي هی که فیضي بڑا دوست کام اور نهایت آشنا پرور تها اس لیئے که اُس خط میں حامل خط کي خدمات شایسته اور اُس کي بد قسمتي کا حال جسکي شامت سے وه شایسته خدمتیں بادشاه تک نپهنچیں اور کوئي ثمره اُنپر مترتب نهوا بڑي تفصیل و مبالغه سے لکها چنانچه اُس نے لکها که یهه آدمي سینتیس برس سے میرا مخلص خاص اور خیر خواه با اخلاص هی اور بڑي بڑي خوبیوں سے معمور اور عمده عمده کمالوں سے پور پور هی غرض که ایسي ایسي باتیں لکهکر بڑي سفارش پر تحریر کا خاتمه کیا اگرچه اُن دونوں بهائیوں اور اس مورخ کے درمیان میں دین و مذهب کے سبب سے کوئي جهگڑا قایم هوا تها مگر اکبر نے اُس مورخ کو اپني نظروں سے نگرایا تها اس لیئی که وه بیان کرتا هی که جب فیضي مرگیا تو بادشاه نے فیضي کے کتب خانه کي فهرست لکهنے کا مجهکو ارشاد فرمایا چنانچه فهرست اُن کي مرتب کي گئي طبیعات اور الهیات اور اخلاق اور نظم و نثر کي چار هزار ساٹهه کتابیں تهیں جنکو اُس نے بڑي محنت سے صحیح و درست کیا تها

‡ اکبر نامه منتخب التواریخ

اور فیلسوف کے درمیان میں واقع ہوا § ہر مذہب والے نے اپنی اپنی دلیلوں کو پیش کیا مگر دلیلوںکی تردید کی گئی چنانچہ بعض دلیلونکو یوں رد کیا گیا کہ اُس کے بانی بدکار تھے اور بعضوں کو یوں اڑایا کہ اُن کے مسئلے بیہودہ ہیں اور جن معجزوں کووہ بیان کرتے ہیں وہ ثبوت کافی کے محتاج ہیں غرض کہ فیلسوف نے ایسی دین کی تائید کرکے جو عقل و مصلحت کے سواء کسی اور شی پر مبنی تھا گفتگو کو طی کیا *

واقعی اسی قسم کا بیان اکبر نامہ میں پایا جاتا ہی یعنی سارے مذہبوں کے عالم فاضلوں کے روبرو ایک پادری اور چند ملاؤں میں مناظرہ واقع ہوا چنانچہ سلامت تقریر اور سلامت مزاج کی حیثیت سے پادری کو سبقت دی گئی اور بحث کا خاتمہ اِس طرح ہوا کہ ملاؤں کی زبان آوری اور سینہ زوری کو دباکر یہہ راے اپنی بادشاہ نے ظاہر کی کہ خدا تعالی کی عبادت بطور معقول ایسی ہوسکتی ہی کہ عقل کی پیروی کی جاوے اور اندھوں کی مانند الہام و وحی کی † بالکل پیروی نکی جاوے *

---

§ اس مناظرہ کا ترجمہ کرنل کنیڈی صاحب نے بمبئی کی علمی سوسئیٹی کے حالات جلد دو صفحہ ۲۴۷ وغیرہ میں چھاپا ہی

† جلسہ مذکورہ کا حال عیسائی اور مسلمان دونوں مختلف طوروں سے بیان کرتے ہیں اور بڑا تعجب ہی کہ کسی شخص نے اُسکو اپنے مذہب کے موافق بیان نہیں کیا چنانچہ ابوالفضل کہتا ہی کہ جب بحث کرنیوالوں نے اپنی اپنی کتابوں کے سچے اور آسمانی ہونے پر دلیلیں قایم کیں تو عیسائیوں نے یہہ کہا کہ اگر مسلمان لوگ اپنے قران کے حفظ و حراست کے بھروسے جلتی آگ میں چلے جاویں تو ہم بھی توریت انجیل کو لیکر آگ میں گھس پڑینگے مگر مسلمانوں نے بجواب اُنکو برابھلا کہا اور بہت سی ملامت کی اور پادری یہہ کہتے ہیں کہ یہہ درخواست اول مسلمانوں کی طرف سے ہوئی تھی اور اکبر کی خلاف مرضی پادر ہمنے قبول نکیا ( مری صاحب کی تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۹۱ ) غالب یہہ ہی کہ اکبر کو بحث مذکور سے جی کا بہلانا مقصود تھا اور یہہ دریافت نہیں ہوتا کہ عزم اُس کا یہہ تھا کہ عیسائیوں کو مسخرا بناوے اور جب کہ پادریوں کی مراد پوری نہوئی یعنی اکبر عیسائی نہوا تو انکو یہہ شبہہ ہوا کہ بادشاہ کو تائید اُنکی مقصود نہیں بلکہ مقصود اُس کا یہہ ہی

یهاں مذکور الصدر سے اکبر کا مذهب دریافت هوسکتا هی چنانچه معلوم هوتا هی که وه خدا کو عقل کے ذریعه سے جانتا تها اور پیرو پیغمبروں کا قایل نتها اور آدمی کی ضعف خلقت کی ضرورت سے پرستش کے لیئے چند رسمیں بهی اُس نے ٹهرائی تهیں تفصیل اُسکی یهه هی که خدا کی بندگی اُس علم کے بموجب کرنی چاهیئے جو عقل کے وسیله سے اُس کی ذات پاک کی نسبت حاصل هوتا هی اور جس کے ذریعه سے خدا کی وحدت اور عنایت بخوبی ثابت هوتی هی اور نیز بڑے بڑے ارادوں کے مارنے دبانے اور ایسے نیک کاموں کے کرنے کرانے سے جو تمام آدمیوں کے حق میں مفید و نافع هوویں خدا تعالی کی خدمت گذاری اور بهبودی اور عاقبت کی تلاش و جستجو کرنی چاهیئے اور آدمی کی مند پر عقیده طریقه قبول کرنا اس لیئے نامناسب هی که تمام آدمی هماری طرح بهول چوک کے قابل هیں اور اگر یهه ضرورت سمجهی جاوے که آدمیوں کے حق میں ظاهری پرستش کےلئی کوئی علامت مقرر هونی چاهیئے جس کے ذریعه وه اپنے نفسوں کو واحد موجود تک پهونچاویں تو چاند سورج اور تارے اور آگ اس لیئے کافی وافی هیں اکبر کے دین و مذهب میں پوجاریوں اور پادریوں اور ملاؤں کو کسی قسم کی مداخلت نتهی اور عام پرستش کا کوئی طریقه مقرر نه تها اور کهانے پینے کی بهی کچهه قید نتهی مگر کهانے پینے سے پرهیز یعنی روزه اور برت اِس نظر سے قرار دیا گیا تها که اوسکی ذریعه سے طبیعت کو بلندی حاصل هوتی هی اور دستور اُسکا یهه تها که سورج کو بهت سے سلام کیا کرتا تها اور آدهی رات اور نور کے

---

که همارے نیلے پیلے هونے کا تماشا دیکهے اور همارے آنے سے اپنے دربار کی شان و شوکت بڑهارے علاوه اس شوق ذوق کے جو اکبر کو مذهبوں کی چهان بین سے متعلق تها بقول ابوالفضل اور عبدالقادر کے عیسائی مذهب کی تعظیم اُس کے جی میں بیٹهی هوئی تهی چنانچه عبدالقادر کهتا هی که اُس نے اپنے بیٹے مراد کو انجیل پڑهوائی تهی اور اُس کے سبقوں کو بسم الله سے شروع نکرواتا تها بلکه عیسی مسیح کے نام سے پڑهواتا تها

لڑکے کو دعائیں مانگتا تھا اور تھیک دو پہر کو سورج کے سامنے کھڑا ہوکر دھیان گیان اپنا لگاتا تھا اور اس قسم کی خود پسند عبادت اوروں کو بھی بتا تھا باقی ان کاموں کا یہہ منشاء نتھا کہ وہ سورج کو عبادت کے شایاں و سزاوار اور آدھی رات اور تڑکے کی دعا مانگنے کو نیک کام سمجھتا تھا بلکہ مقصود اُسکا یہہ تھا کہ بقول اُس کے کہ* چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کزپس مردن * مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزاند هندو مسلمان اُس کو برا نکہیں اور هر دل عزیز رهے ابوالفضل کہتا هی کہ جب اُس سے یہہ درخواست کی گئی کہ آپ اپنے مونہہ سے بارش کی دعا مانگیں تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ باری تعالی هماری حاجتوں کو همسے زیادہ جانتا هی اور محتاج اسکا نہیں کہ هم یاں اُس کو دلاویں کہ وہ همارے فائدوں کی نظر سے اپنی قوت کو کام میں لاوے مگر همکو یہہ شبہہ هی کہ جن باتوں کو وہ کرتا تھا اور اوروں کو بتاتا تھا اُنہوں نے اُسکے دلپر کچھہ نہ کچھہ اثر نکیا هو معلوم هوتا هی کہ یہہ بادشاہ اصل و حقیقت میں بڑا عابد زاهد تھا اور باوصف اپنے فلسفی هونے کے اور عقل و حکمت کی راہ پر چلنے کے کاهی کاهی ایسے باطل خیالوں کی جانب بھی مائل هوجاتا تھا جنکو اُس دین مذهب کی نسبت جسکو اُسکی عقل نے پسند کیا تھا قرب خدا تعالی اور وصول مقصود کا زیادہ وسیلہ سمجھتا تھا اور ایسی طبیعت کی ضرورت سے اُس نے عیسی علیہ السلام اور اُن کی والدہ حضرت مریم کی تصویروں کو بڑی تعظیم و تکریم اور نہایت خوف و هیبت سے دیکھا جب کہ پادریوں نے اُسکو وہ تصویریں دیکھائیں † *

باوجود اس کے کہ درباری لوگ اسکی خوشامد در آمد کرتے تھے اُسکی مذهب نو ایجادکے اصول و قاعدوں میں کچھہ کچھہ علامتیں پائی جاتی تھیں مگر کہیں صاف صاف یہہ پایا نہیں جاتا کہ اُس کے جی میں اور

† مری صاحب کی تاریخ جلد دو صفحہ ۸۹

لوگوں کي نسبت زیادہ روشنضمیري اور صاف باطني کا خیال بهي ایا هو
اُس کے مذهب کي بنیاد اِس اعتقاد پر قایم تهي که کوئي پیغمبر اٰجتک
نهیں آیا تمام موقعوں پر عقل سے استعانت کرتا تها اور اُسي کي بات کو
مانتا تها اور رعایا کے دین و مذهب میں مداخلت کرنی اور ضرورت کے
وقت اُس میں بڑهانے گهٹانے کو حکومت کا لازمہ سمجهتا تها † اور جبکہ
اُس نے اپني انوکهي باتوں کا پهیلانا چاها تو یهہ هوشیاري برتي که سنہ
۱۵۷۹ ع مطابق رجب سنہ ۹۸۷ هجري میں بڑے بڑے مسلمان مفتیوں
سے اس بات میں فتوی حاصل کیا که تمام معبدوں کي تو سرداري بادشاہ کو
حاصل هی اور اپني راے و مصلحت کے موافق حکومت کرنے اور اصول دین کے
جهگڑوں کے چکانے کا حق اُسي کو پهنچتا ‡ هی اور اُس کے نئے دین
کا یهہ کلمہ تها لااله الاالله والاکبر خلیفة الله یعني خدا تعالی کے سوا
کوئي خدا نهیں اور اکبر بادشاہ اُس کا خلیفہ هی *

اپني رایوں کے پهیلانے میں سمجهانے سے کام لیا اور کسي پر زور و
زبردستي نهیں کي اور وہ رائیں ایسي تهیں که درباري لوگوں اور دو چار
عالموں کے سوا کهیں شایع ذایع نهوئیں مگر فرایض اسلام کي منسوخي میں
کڑي کڑي تدبیریں برتیں یعني جن فرضوں کي تعمیل ابتک شریعت کے
ذریعہ سے هوتي تهي اُن کي منسوخي کے درپے هوا چنانچہ اُس نے نماز
اور روزہ اور زکوة و حج اور وجوب جماعت کو لوگوں کي مرضي پر موقوف
رکها اور ناپاک جانوروں کا کهانا اور شراب کا معتدل پینا اور پانسو سے جوا
کهیلنا جایز کیا اور بارہ برس سے پہلے پہلے ختنہ کرنے کي ممانعت کي اسلیئے
که جب آدمي بارہ برس کا هوجاتا هی تو اُسکو برے بهلے کي پهچان

---

† اکبر اپنے مرید خادموں پر دم پهونکا کرتا تها اور اب لوگ اُس کو یوں
وسوا کرتے هیں که وہ معجزوں کي قوت کا اظهار کرتا تها اور حقیقت یهہ هی که روحاني
تعلیم والے یعني گرو اپنے چیلوں کے ساتهہ اقلیم هندوستان میں یهہ معاملہ عام برتتے
هیں

‡ منتخب التواریخ

هوجاتي هی اب اگر اچها سمجهے تو ختنه کراوے اور اگر برا سمجهے تو نکراوے † *

دین و ملت کے مقدمه میں بعض بعض تدبیروں کو قصد و تاکید سے برتتا تها اور مقصود اُس کا یهه تها که مسلمانوں کا مذهب تنزل پکڑے چنانچه اُس نے هجري سال اور عربي مهینوں کو شمسي سال سے بدلا اور آغاز سال اُس اعتدال ربیعي سے ٹهرایا جو تخت نشیني کے سال سے قریب تها اور مهینوں کي تقسیم ایرانیوں کي تقسیم ماهانه کے موافق قرار دیگئي اور عربي کي تحصیل سے رغبت اُٹهائي گئي اور علي اور محمد وغیره عربي کے ناموں کا برتاؤ چهوڑا گیا اور سلام مسنون یعني السلام علیکم کي جگهه الله اکبر ٹهرایا گیا اور جواب اُس کا جل جلاله ‡ قراردیا گیا اور ڈاڑهي رکهانا جو § قران سے ثابت هی ایسا ناگوار اُس کو تها که ڈاڑهي والی کو اپنے سامنے بدشواري آنے دیتا تها ڈاڑهي رکهانے کي ممانعت اور نیز اِس قاعده کے اجرا سے که ایرانیوں کي طرح بادشاه کے سامنے ماتهے ٹیکیں یا دیوار کي خاک کو چومیں مسلمانوں کو سخت نفرت هوئي اِس لیئے که مسلمانوں کے نزدیک ایسي تعظیم الله سے مخصوص هی *

هندوؤں کے دین و ملت میں مداخلت کرنے کا موقع اِس لیئے بهت تهوڑا هاتهه آیا که اُن کے مذهب کو مسلمانوں کي حکومت سے کچهه اعانت نه پهونچي تهي علاوه اِس کے اس لیئی بهي دست اندازي گوارا نهوئي که هندوؤں کا دین اور دینوں سے لاگ لپیٹ نهیں رکهتا اور کسي کے ضرر کا خواهاں نهیں هوتا مگر اُس نے آگ هائي میں گرنے یعني

---

† کرنیل ٹکنالي صاحب نے امور مذکوره بالا پر یهه زیاده کیا که ایک نکاح سے زیاده نکاح کرنے کي بهي ممانعت کي تهي

‡ اِس اصطلاح جدید کے جاري کرنے سے یهه مقصود اُسکا تها که جلال الدین اکبر اُن لفظوں سے سمجها جاوے

§ صحیح یهه که حدیث سے ثابت هی ١٢ مترجم *

جان جوکھوں کے امتحانوں سے بڑی کڑی ممانعت کی جو هندوؤں کا پرانا دستور چلا آتا تھا اور یہہ حکم بهي جاري کیا کہ بالغ هونے سے پہلے شادي نکرائي جاوے اور قربانے گاهوں میں جانور نہ مارے جاویں اور رانڈوں کے پهیرے دوبارہ کرائے جاویں جو هندوؤں کے دستور کے مخالف تها † اور رانڈ عورتیں زور ظلم سے ستي نہوا کریں اور جب کوئي عورت ستي هونا چاهتي بهي تهي تو بڑي چهان بین اسکي هوتي تهي کہ وہ آپ سے جلنا چاهتي هی یا کسي کے کہنے سنے سے جلنے کو جاتي هی چنانچہ ایکبار اُس کے کانوں میں یہہ بهنک پڑی کہ جودہ پور کا راجہ اپني رانڈ بہو کو موٹي بیٹے کے ساتهہ از راہ زبردستي جلانا چاهتا هی تو وہ گهوڑے پر سوار هوا اور ڈاک چوکي کے ذریعہ سے جودہ پور میں پہونچا اور اُس دکهیا رانڈ کي جان بچائي ‡ *

جو بڑي بڑي تدبیریں اکبر کي خاص هندوؤں سے واسطے علاقہ رکهتي تهیں وہ اُن کے حق میں نہایت مفید تهیں مگر وہ تدبیریں اُس زمانہ سے پہلے پہلے عمل میں آئي تهیں کہ اپنے مذهب میں نئي نئي ایجاد اُس نے نہ کي تهي هندوؤں کو مسلمانوں کي برابر حکومت کے عہدوں پر معزز و ممتاز کرنا جب سے قرار پایا تها کہ اُس نے حکومت کو سنبهالا تها اور سلطنت کے ساتویں سال اُسنے وہ محصول جزیہ کا موقوف کیا جو آدمي پیچهے هندوؤں سے لیا جاتا تها اور یہہ محصول ایسا ناگوار تها کہ اُس کے باعث سے هندو مسلمانوں میں همیشہ عداوت قایم رهتي تهي اور اُسي زمانہ کے قریب اُس نے وہ محصول اُٹهایا جو تیرتھوں کے جانے والوں سے وصول کیا جاتا تها اور عذر اُس کا یہہ بیان کیا کہ یہہ محصول اگرچہ اعتقاد باطل پر لگایا گیا تها مگر خدا کي عبادت کے طریقے مختلف

† کرنیل کنیڈي صاحب کا بیان مندرجہ حالات بمبئي جلد دو صفحہ ۲۶۱

‡ اکبر نامہ

هیں اب اُس کے عابدوں کے رستہ میں خلل ڈالنا اور اُن کے خالق سے اُنکو توڑانا نہایت نامناسب هی † *

علاوہ اُن کے ایک فرمان ایسا اِس سے بھی پہلے سنہ ١٥٦١ ع میں جاری کیا تھا جس سے آدمیت کے معنی مترشح هوتے هیں اگرچہ وہ کسی خاص فرقہ سے متعلق نہ تھا مگر عمل درآمد کی روسے هندوؤں کے حق میں بڑا مفید پڑا یعنی سنہ الیہ میں یہہ حکم اُس نے جاری کیا کہ لڑائی کے قیدی لونڈی غلام نہ بنائی جاویں معلوم هوتا هی کہ اگلے شور و فسادوں میں یہہ برا کام اِس غایت کو پہونچا تھا کہ مقصوروں کے جورو بچوں سے تمام نظر ملک مخالف کے امن چین والوں کے خویش و تبار بھی لونڈی غلام بنائی جاتے تھے مگر اب بڑی سخت ممانعت اُسکی هوئی *

اگرچہ اکبر کی انوکھی باتیں ساری جاری نہوئی تھیں اور اُن میں سے بھی وہ دو چار باتیں جو لعنت ملامت کے قابل تھیں منسوخ هوگئی تھیں یا قلعہ مبارک میں منحصر تھیں مگر باوصف اِس کے چوکھے مسلمان اور بخصوص ملا لوگ اُس سے سخت متنفر تھے اور ملا لوگوں کو اُن تبدیلیوں کے باعث سے زیادہ نفرت و عداوت هوئی تھی جو مذهبی کاموں کی جاگیر و مصارف میں حسب واقع هوئی تھیں کہ سارے قلمرو کے متعامل میں ترمیم و اصلاح عمل میں آئی تھی عبد القادر نے اُن لوگوں کی شکایتوں کو بڑی دھوم دھام سے لکھا هی اور اکبر کو یہہ الزام اُس نے لگایا کہ اکبر نے مسلسل تدبیروں سے مسلمانوں کے مذهب کی بے رونقی چاهی اور ایسے لوگوں پر ظلم اُس نے روا رکھا جو اُس کے مذهب کی نہایت تائید و اعانت اور بغایت حفظ و حراست کرتے تھی اور غالب هے کہ اکبر کو اون لوگوں سے تھوڑا بہت تعصب هوا هوگا جو اُس کے خلاف و مقابلہ پر مستعد و آمادہ رهتے تھے اور بلاشبہہ اُن خاصہ

---

† شامرز صاحب کا قلمی ترجمہ اکبر نامہ کا

لوگوں کي رو و رعايت کرتا تها جو اُسکي باتوں کو بے تکلف مانتے تهے مگر درشت گوئي اور بد سلوکيوں کي حکايتيں جو عبدالقادر نے بيان کيں هيں اُن کے ديکهنے سے يهه واضح هوتا هی که اُن لوگوں کي گستاخانه بول چال اور مفسدانه چال ڈهال کي ضرورت سے واجب و لازم تهيں اور وه بدسلوکياں خاص ملاؤں پر منحصر نتهيں بلکه ايک درباري امير کو سلطاني محفل سے باين قصور اُس نے نکلوايا که اُس گستاخ بے ادب نے بادشاه کي عمل در آمد پر اعتراض کيا اور بے تکلف يهه پوچها که آپ کيا سوچتے هيں که اور ملکوں کے پکے مسلمان بادشاه آپ کي عمل درآمد پر کياکيا اعتراض کرينگے اور دوسرے درباري کو جس نے بادشاه کے صلاح کاروں کو دوزخي کها تها يهه سنايا گيا که ايسي کڑي بات کا جواب اب لات گهونسے سے مناسب هی اکبر کا بڑا منکر عزيز خاں اعظم اُس کا کوکا يعني رضاعي بهائي اور نيز اُس کي فوج کا بهت بڑا سردار تها اور اِسليئے که يهه سردار ايک مدت سے گجرات کا حاکم تها اور وهاں کي حکومت کے باعث سے حضور ميں حاضر نهوتا تها تو اُس کي ماں يعني اکبر کي دايه نے اُس کے بلانے ميں اکبر کو بهت کها سنا تها چنانچه عزيز خاں بلايا گيا مگر اُس نے بهانه کيا دريافت هوا که وه اِس ليئے نهيں آيا که ڈاڑهي کا مونڈوانا اور بادشاه کو سجده کرنا اُسکو منظور نهيں بعد اِسکے اکبر نے اُسکو فهمايش نامه لکها اور تمسخر کي باتيں لکهيں مگر جب که وه سردار اپني بات پر جما رها تو بڑا تاکيدي حکم اِس مضمون سے صادر هوا که جلد آپ کو دارالسلطنت ميں حاضر کرے عزيز خاں نے حکومت سے هاتهه اُٹهايا اور نهايت لعنت ملامت اور بغايت گستاخي وجسارت سے جواب اُسکا لکها که کيا کتاب † آسماني آپ پر نازل هوئي يا رسول خدا

† واضح هو که مسلمان لوگ اچهے اور عمده هونے کي حيثيت سے قران اور توريت و انجيل اور زبور کو کتاب آسماني کهتے هيں اور اُن کتابوں کے ماننے والوں کو اهل کتاب بولتے هيں

کي مانند اعجاز آپ سے ظاهر هوئے که اُنکي تائید و تقویت سے نیا دین
آپ نے جاري کیا اور آگاه کیا که تو عذاب دایم کا رسته چلتا هی اور اختتام
اُس کا اِس دعا پر کیا که خدا اُس کو نجات و هدایت کرکے رسته پر
لاوے غرض که اُس نے حرارت اسلام کو بڑي دهوم دهام سے جتایا اور بلا
اطلاع اکبر کے مکه کو روانه هوا مگر جب که تهوڑے دنوں بعد اُس نے
حال اپنا مکه میں اچها نپایا اور حج کو لگتا ندیکها تو هندوستان کو چلا
آیا اور بادشاه کي اطاعت قبول کي اور جو کچهه کرنا تها وه کیا اور اعتماد
و عنایت سابقه پر پهنچا *

اگرچه اس قسم کے خلافوں نزاعوں میں اکبر هي غالب رها مگر
خلاصه اور روحاني هونے کے باعث یه مشرب اُس کا عوام الناس میں
نه پهیلا بلکه یهه معلوم هوتا هی که چند حکیموں اور لالچي ملاؤں اور
درباري لوگوں کے علاوه عام لوگوں میں منتشر نهوا تها یهاں تک که اکبر
کے مرنے پر بقول اُسکی که مصرع * چراغ کذب را نبود فروغے * چراغ اُسکا گل
هوگیا اور جهانگیر اُوس کے بیٹے نے مسلمانوں کے طور طریقوں کو بے کهی
سے جاري کیا اور شمسي سال اپنے ذاتي فائدوں کے لحاظ سے تهوڑي مدت
تک قایم رکهے گئے مگر باوجود اس کے وه آزادانه تحقیقات جو اکبر کے اصول
قاعدوں سے مریدوں کي طبیعتوں میں دلنشین تهیں اُن اصولوں کے
مرجهانے پر بهي تهوڑي بهت قایم رهیں بلکه اکثر ویسي هي طبیعتیں باقي
رهیں یهاں تک که اگر خارجي سببوں سے روک ٹوک اُنکي نهوتي
تو اُنکي بدولت اصلاح و ترمیم اُن باطل خیالوں اور فاسد عقیدوں کي
بهت کچهه هوتي جو آجکل پائي جاتي هیں *

اکبر کو یهه دعوی نهیں پهونچ سکتا که وه اپنے اُن مسئلوں کا موجد هی
جنکو اُس نے رواج بخشا تها اس لیئے که پنڈت لوگ اول سے خدا کو
ایک هي جانتے تهے اور دیوتوں کے قصے کهانیوں کي تعظیم اعتقاد بدون
کرتے تهے چنانچه هلدو فقیروں کا کبیر پنتهي فرقه جو اکبر کے زمانه سے

سو برس پہلے گذرا اکبر کي رایوں کے قریب قریب پہونچا تھا اور معلوم
هوتا هی که اکبر نے منجمله اپنے مذهبي قاعدوں کے چند ایسی قاعدے
اُن فقیروں سے آخذ کیئے تھے جن کے لیئے کوئي معقول وجهه نه تھوانی
تھي مگر با وصف اِس کے باري تعالی کي ذات و صفات کے سمجھنے
اور ثابت کرنے میں پہلے لوگوں سے سبقت لی گیا تھا اور وه عام آزادي
جو عام خاص لوگوں کو اپنی اپنی رایوں کے ظاهر کرنے میں بلا روک ٹوک
اور بلا لاگ ڈانٹ اپنی مجلسوں میں عنایت کرتا تھا ایسی زبر دست
والا جاه بادشاه کے مزاج میں ایسي خلوت نشین اصلاح و ترمیم کرنیوالے
کي نسبت بڑي عمده بات اور نہایت پسندیده خصلت هی جو لوگوں
کے ظلم و ستم غالباً اُٹھا تا هی † *

## انتظاموں کا بیان

اگرچه محاصل ملک کي بابت اکبر کا انتظام اُن فایدوں کي حیثیت
سے بہت مشہور و معروف هی جو اُس کے ذریعه سے تمام قلمرو کو
حاصل هوئے مگر کوئي بات اُس نے ایجاد نہیں کي بلکه پہلے انتظاموں
کو اصلاح و درستي سے جاري کیا اور حقیقت یهه هی که انتظام اُس کا
شیر شاه کي تدبیروں کا اجراے کامل تھا اِس لیئے که شیر شاه کي حکومت
تھوڑے دنوں قائم رهي اور اُسکي تدبیروں نے ساري قلمرو میں پورا پورا
اجرا نه پایا *

† جبکه هم اکبر کے ارادونکو جو ایسي توحید خالص سے متعلق تھی جسمیں
پیغمبروں کي وحي ومعجزه کو مداخلت نهووے آجکل کي حکومتوں کے ایسے ارادوں سے
مقابله کریں جو اسي قسم کے معاملونمیں پائے جاتے هیں توهمکو اُن مذهبوں کے اعلی
مبیولکو یاد رکھنا چاهیئے جنسی اکبر بخوبي واقف تھا اور ایسی معقول آدمي کي
حیثیت ولیاقت میں جو اپني قوم سے بڑه کرکام کرے اور ایسی ادمي کي سوچ سمجھ
میں جو عوام کي یہانتک پیروي کرے که اونکي بیہوده باتونکو راست درست سمجھے
فرق کرنا ضروري هی

اُس انتظام کا پہلا مطلب یہہ تہا کہ زمین کی پیمایش ٹہیک ٹہیک کی جاوے دوسرا یہہ کہ ہر بیگہہ کی مقدار پیداوار اچہی طرح دریافت ہو جاوے کہ کتنا پیدا ہوتا ہی اور سرکار کو اُس میں سے کس قدر لینا چاہیئے تیسرا یہہ کہ جنس کے بدلہ میں کسقدر روپیہ ٹہرایا جاوے *

پہلے مطلب کے لیئے ایک عام پیمانہ اُن مختلف پیمانوں کی جگہہ اکبر نے قایم کیا جنکو سرکاری افسر برتا کرتے تہے اور احتیاط کے پابند نہ تہے غرض کہ اُس نے آلات پیمایش کو ترقی بخشی اور ساری اراضیات قابل الزراعت کی ناپ تول کے لیئے آدمی مقرر کیئے *

پیمایش کی نسبت جمعبندی کا دوسرا کام مشکل تہا اِس لیئے کہ زرخیزی اور پیداواری کی حیثیت سے تمام زمینیں تین قسموں پر منقسم ہوتی تہیں اور ہر قسم کے بیگہہ کی مختلف پیداوار کی مقدار دریافت کی گئی تہی اور تینوں قسموں کی اوسط مقدار کو ایک بیگہہ کی مقدار قرار دیکر مقدار مذکور کی تہائی کو سرکاری حق ٹہرایا گیا تہا †
معلوم ہوتا ہی کہ ایسی جمعبندی سے غایت درجہ کی جمع قرار دینی مقصود ہوتی تہی اسلیئے کہ جو کاشتکار اُس معین مقدار کو گراں سمجہے تو اُس کو اجازت حاصل تہی کہ وہ زمین کی اصلی پیمایش کراوے اور اصلی پیداوار کو تقسیم کر دے *

مساوی پیداوار کی زمینیں پیداوار کے علاوہ اور باتوں کے لحاظ و حیثیت سے مختلف ہو سکتی ہیں چنانچہ ترتیب مذکورالصدر

---

† مثلاً گیہوں کے ایک بیگہہ کی مقدار پیداوار منوں کی رو سے بطور مفصلہ ذیل قرار دی گئی زمین قسم اول ۱۸ من قسم ثانی ۱۲ من قسم ثالث ۸ من ۳۵ سیر کل ۳۸ من ۳۵ سیر جسکی تہائی ۱۲ من ساڑہے ۳۸ سیر بیگہہ پیچہے اوسط مقدار قائم ہوئی جسکی تہائی ۴ من ساڑہے بارہ سیر بیگہہ پیچہے سرکاری حق مقرر ہوا ایسے ہی روئی کی مقدار پیداوار فی بیگہہ حسب تفصیل تصور کی جاوے زمین قسم اول ۱۰ من قسم ثانی ۷ من ۲۰ سیر قسم ثالث ۵ من کل ۲۲ من ۲۰ سیر تہائی اوسط ان تینوں کا ۷ من ۲۰ سیر ہوا اور اُسکی تہائی دو من ۲۰ سیر سرکاری حق قرار پایا ہی

کي تبدیل و تغیر کے واسطے اقسام مفصله ذیل قرار دي گئیں اول یهه که دو فصلي زمینوں سے هر فصل کے کٹنے پر محصول سرکاري پورا وصول کیا جاتا تها دوسرے یهه که یک فصلي زمینوں کا زرلگان اُس وقت دیا جاتا تها جب کهه بوئي جوتي جاتي تهیں تیسرے یهه که اُن زمینوں کو پیداوار کے دو پانچویں حصے پہلے برس دینے پڑتے تهے جو غرقابي کا ضرر اُٹهاتي تهیں یا تین برس سے افتاده هوتي تهیں اور اُن کو قابل زراعت کرنے میں کچهه صرف کرنا پڑتا تها بعد اُس کے هر برس لگان بڑهایا جاتا تها یہاں تک که پانچویں برس پورا لیا جاتا تها چوتهي قسم یهه که پانچ برس سے زیاده پڑي هوئي زمینوں پر پہلے چار برس بهت مفید شرطیں عنایت هوتي تهیں یعنے محصول بهت کم دینا پڑتا تها *

آئین اکبري میں کهیں یهه مذکور نهیں که ایک کهیت کي زرخیزي دوسرے کهیت کي نسبت کسطرح دریافت کي جاتي تهي مگر غالب یهه هی که دیهات والوں کي صلاح و مشورت سے تمام زمینوں کي تین قسمیں قرار دي گئي هونگي اور یهه کام اُس تقسیم کے ذریعه سے آسان هوا هوگا جو گانوں والوں نے آپس میں ٹهرا رکهي تهي اور بهت دنوں سے برابر چلي آتي تهي گانو والوں کي تقسیم کے بموجب گانوں کي زمینیں کالي لال بهوریلي ریتلي کالي کنکریلي وغیره قسموں پر منقسم هوتي هیں اور علاوه اُن کے گانوں کے قرب اور پاني کي دستیابي اور مثل اُس کے اور باتوں کا بهي لحاظ کیا جاتا هی اور مختلف قسموں کي زمینوں کو ایسي طرح بانٹتے میں که سارے کاشتکاروں کو برابر فائده پهونچے بڑي دشواري پیش آتي هی اور بڑي محنت اُٹهاني جاتي هی *

تیسرے مطلب یعني اِس کام کے لیئے که جنس کے بدلے میں کسقدر روپیه مقرر کیا جاوے هر گانوں اور هر قصبه سے اُن قیمتوں کے نقشے طلب کیئے گئے جو پیمایش سے پہلے گذشته اُنیس برس میں معمول و مروج تهیں چنانچه نرخ مندرجه نقشه جات کا اوسط لیا گیا اور اُسکے بموجب

جنس کی عوض میں نقد روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور کاھے کاھے بازاری قیمتوں کے لحاظ سے زر لگان مقررہ پر نظر ثانی بھی کی جاتی تھی اور یہاں تک نرم گیری تھی کہ اگر کوئی کاشتکار نرخ لگان کے بموجب روپیہ کے دینے کو بھاری سمجھتا تھا تو جنس کے دینے کی اجازت دیی جاتی تھی *

پہلے پہلے یہہ دستور رہا کہ ہر برس نئی جمعبندی کی جاتی تھی مگر جب کہ ہر برس کی جمعبندی میں دقت پیش آئی تو پچھلے دس برسوں کی جمعبندی کے بموجب اگلے دس برسوں کی جمعبندی کی گئی *

میعاد جمعبندی کے دراز کرنے سے انتظام مذکورہ بالا کی یہہ دوسری برائی کم ہوگئی کہ اقسام کاشت کی مختلف جمعبندی سے دھکے کا سا اثر یوں نمایاں ہوتا تھا کہ کاشتکار اچھی پیداوار کی قسم اِس لیئے نہ بوتا تھا کہ گو اب کے سال اُس کو فایدہ ہوتا تھا مگر اگلی برس کی جمعبندی میں زیادہ دینا پڑتا تھا *

سرکاری کاغذوں میں اقسام اراضیات اور پیمایش کا حال احتیاط سے لکھا جاتا تھا اور زمین کی تقسیم کاشتکاروں پر اور محاصل کی کمی بیشی گانو کی کتابوں یعنے نکاسیوں کہتونیوں میں ہر سال درج کی جاتی تھی جو تقسیم و پیمایش کے بموجب ہر گانو میں موجود رہتی تھیں چنانچہ وہ کتابیں اب بھی ہندوستان کے ایسے ایسے حصوں میں معمول و مروج ہیں جو اکبر کے عہد دولت میں فتح نہوئی تھی اور اُن حصوں میں وہ کتابیں صرف اپنے حسن و خوبی کی بدولت رائج ہو گئیں *

اس زمانے میں جب کہ محاصل میں ترقیاں واقع ہوئیں افسروں کے نذرانہ اور بہت سے دقت طلب محصول موقوف ہوئے *

تقسیم مذکورالصدر کے علاوہ کل قلمرو کی مالی تقسیم ایسے حصوں پر کی گئی تھی کہ ہر حصے سے ایک کرور دام یعنی اڈھائی لاکھ

روپیہ وصول ہوتے تھے اور ہر حصہ کا تحصیلدار کروڑي کہلاتا تھا مگر یہہ تقسیم اُسکي قایم نہ رہي اور ہندوؤں کي پراني تقسیم پھر قایم ہو گئي *

انتظامات مذکورہ بالا سے سرکاري مطالبہ میں بہت بڑي تخفیف واقع نہ ہوئي مگر اُس نقصان میں کمي نہ پڑي جو محاصل کي تحصیل میں واقع ہوتا تھا غرض کہ سرکاري منافع دستور کے قریب قریب رہے مگر لوگوں کا بوجھہ کم ہو گیا ابوالفضل کہتا ہی کہ شیر شاہ نے کل پیداوار کي چوتھائي اور اکبر نے اُسکي تہائي وصول کي مگر باوصف اسکے پھر لکھتا ہی کہ اکبر کي جمعبندي شیرشاہ کي جمعبندي سے ہلکي پھلکي تھي *

اکبر کي ہدایتیں افسران محاصل کي نسبت ہم تک پہونچیں اور اُن سے واضح ہوتا ہی کہ اکبر کو خیال اسبات کا بہت کچھہ تھا کہ انتظام کے قاعدے بخوبي انصرام پاتے رہیں اور رعایا کي بھي امن چین سے گذرے نیز اُسکے انصرام کے طور و طریقوں کا حال بھي معلوم ہوتا ہی چنانچہ سرکاري محاصل کے کسي قسم کا ٹھیکا نہ دیا جاتا تھا اور سارے تحصیلداروں کو یہہ تاکید تھي کہ اقرار ناموں اور تحصیل کے کاموں میں کاشتکاروں سے آپ اپنا واسطے علاقہ رکھیں اور خود وہاں آیا جایا کریں اور گانوں کے پٹواریوں اور چودھریوں کے سہارے نہ بیٹھیں † *

غرض کہ ترمیم و اصلاح مذکورہ بالا کي بدولت اکبر کي رعایا کو عیش و راحت کي حیثیت سے ترقیاں تو نصیب ہوئیں مگر ترمیم مذکور میں کوئي بات ایسي نہ تھي کہ اُس کے ذریعہ سے اُن کے حالات کو بھي تھوڑي بہت ترقي حاصل ہوتي رہتي یہاں تک کہ اصلاح مذکور سے گنواروں کو یہہ اُمید قایم نہوئي کہ وہ زراعت کے سوا اور پیشوں میں بھي دست اندازي کریں یا اپنے ہي پیشہ میں سعي و محنت کے ذریعہ سے بڑي بڑي سرفرازي پاویں اور کچھہ شبہہ نہیں کہ مراتب مذکورہ بالا کا

† گلیڈون صاحب کا ترجمہ آئین اکبري جلد ایک صفحہ ٣٠٣ لغایت ٣١٢

حاصل هونا اسلیئے کسي انتظام کے ذریعہ سے ممکن نہ تھا کہ موروثي جایدادوں کي وہ مسلسل تقسیم جو بحکم وراثت چہوٹي چہوٹي حصوں پر بانٹ چونٹ کرتي تهي ترقي کاشت کي مانع مزاحم تهي اور خاندان کاشت کے ایسے لوگ جو کهیت کیار کے علاوہ سوداگري یا اور ایسے کاموں میں پڑ سکتي تهي جن کے باعث سے کاشتکاروں کے کم هونے پر خام پیداواري کي مالیت اور محنت کاشت کي قیمت بڑہ جاتي ہو جوتي کے دهندوں میں پهنسے اور کهیت کیار کے کاموں میں دهنسے رهے *

ترمیم مذکورالصدر کا باني وہ راجہ ٹوڈر مل تها جسکے نام سے وہ ترمیم اب بهي مشہور و معروف هی اِس وزیر باتدبیر کي جنگي خدمتوں کا حال اوپر گذر چکا ابوالفضل کہتا هی کہ ٹوڈر مل لوبهي لالچي نتها اور دوستي کا سچا اور زبان کا پورا تها مگر باوصف اِس کے کینہ پرور اور انتقام دوست بهي تها اور برتوں کے رکهنے اور پوجا پاٹ کے کرنے اور هندوؤں کي ایسي ایسي رسموں کا ایسا سخت پابند تها کہ چند بار اُسکو اکبر نے بهي برا بهلا کہا ‡ *

## سپاہیوں کا بیان

جسقدر کہ همکو اکبر کے مالي محکموں کا انتظام و انصرام اچهي طرح تفصیل سے دریافت هی ویسا اور محکموں کا حال معلوم نہیں مگر اُس کي هدایتوں کے دیکهنے سے جو افسروں کے نام بنام صادر هوتي تهیں عام انتظام اور محکموں کا بهي دریافت هوسکتا هی § *

اکبر کي سلطنت پندرہ || صوبوں پر منقسم تهي اور هر صوبہ میں ایک نایب السلطنت رهتاتها جو سپہ سالار کہلاتا تها اور مالي اور جنگي کاموں

---

‡ شامرز صاحب کا اکبر نامہ کا قلمي ترجمہ

§ گلیڈون صاحب کا ترجمہ آئین اکبري جلد ایک صفحہ ۲۹ لغایت ۳۰۳

|| منجملہ اِن پندرہ صوبوں کے بارہ صوبہ هندوستان خاص اور تین صوبہ دکن میں متعین تهے اور جبکہ بعد اُس کے بیجاپور اور گولکنڈہ کو فتح کیا تو دکن میں

میں پورا اختیار اُسکو حاصل ہوتا تھا مگر استحکام اُس کے کاموں بادشاہ کی منظوری پر موقوف تھا *

پٹواری اور قانون گو اور تحصیلدار وغیرہ سارے مالی کارگذار اور علاوہ اُنکے وہ فوجدار اُس نایب السلطنت کے تحت حکومت ہوتے تھے جو خاص خاص اپنے اپنے ضلع کے بیقاعدہ سپاہیوں اور قاعدہدار فوجوں اور جنگی کارخانوں اور ایسی جاگیروں پر متعین ہوتے تھے جو جنگی کاموں کے واسطے مقرر کیجاتی تھیں علاوہ اُس کے یہہ کام بھی اُن سے تعلق رکھتا تھا کہ اگر کوئی بد انتظامی اُنکے علاقہ میں کھڑی ہوجاوے تو اصلاح اُسکی بطور معقول کریں *

دادخواہوں کی داد رسانی ایسی عدالت کے ذریعہ سے ہوتی تھی جسمیں ایک میر عدل اور ایک قاضی افسر ہوتا تھا قاضی اظہار لیتا تھا اور قانون گو بتا تھا اور میر عدل اُس مقدمہ کو تجویز کرتا تھا اور معلوم ہوتا ہی کہ اُسیکی راے کو فوقیت دیجاتی تھی اور اس خاص امتیاز کا باعث غالباً وہ تغیر و تبدل تھا جو بادشاہ کی مرضی اور ملک کی رسم و رواج کے لحاظ سے مسلمانوں کے ایسے ٹھیک ٹھیک قانونوں میں واقع ہوتا تھا جو قانون قاضی کے بیان سے واضح ہوتے تھے *

بڑے بڑے شہروں کے تھانہ چوکیات کوتوال شہر سے اور قصبوں کے تھانہ چوکیات افسران مال سے متعلق تھیں ہاں گانوں گرانوں کے تھانے چودھری مقدموں سے تعلق رکھتے تھے *

اہلکاروں کے نام کی ہدایتیں انصاف و مروت سے خالی نہوتی تھیں اگرچہ بیہودہ سرائی اور یاوہ گوئی سے بھی پاک صاف نہ تھیں جیسے کہ ایشیا والوں کا دستور ہی *

---

چھہ صوبہ ہوگئے اور اکبر کے عہد دولت کے بعد سپہ سالار کے خطاب کی جگہہ صوبہدار کا خطاب قایم کیا گیا اور محاصل صوبہ کی نگرانی پر دیوان کا عہدہ مقرر ہوا اگرچہ یہہ دیوان صوبہ دار کے تلے ہوتا تھا مگر بادشاہ اُسکو مقرر کرتا تھا

کوتوالوں کي هدايتوں میں وہ جاسوسي اور مزاحمت پائي جاتي
هی جو ظالم بادشاهوں کے پولس میں هوتي هی هدایتوں میں یهه بهي
مندرج هوتا تها که کوئي آدمي غله وغیرہ نه بهرے اور باهر سے بهي اس
لیئے نه لاوے که وہ اپنے جي چاهتا بیچے اور بهت سي معقول هدايتوں
میں یهه بهي درج هی که جو آدمي عام جلاد کے پیالہ سے پاني پیوے
تو هاتهه اُسکا کاٹا جاوے یهه قانون ایسا هی که منو کے † مجموعه کے
قابل هی اور اسلیئے بڑے اچنبهے کي بات هی که داد رساني کے باقي سارے
قاعدے فیاضي اور اهلیت سے مشتدوں و معمور هیں هدايت موسومه
حاکم گجرات مندرجه تاریخ گجرات میں کوڑوں پٹوانے اور گردن مارنے
اور پابزنجیر کرنے کو متعدود و معین کیا اور یهه تاکید لکهي که سنگین
سزاؤں کي عملدر آمد میں احتیاط و کفایت برتا کرے اور خطرناک شور و
فساد کے مقدمات کے علاوہ کسي مقدمه میں جبتک روئداد اُسکي دربار
میں نه پهونچے تب تک سنگین سزاقایم نکرے اور منظوري نامنظوري کا
منتظر رهے اور جسبا که سنگین سزا تجویز هووے تو عضو تراشي عمل میں
نه آوے اور بیدردي سے کام نه لیا جاوے ‡ *

## فوج کے انتظام کا بیان

اگرچه اکبر اور محکموں کي اصلاح و درستي میں سراپا مصروف تها
مگر فوج کے انتظام سے بهي غافل نتها اور جیسے که پہلے پہلے اُس نے فوج
کے مطیع کرنے میں محنت اٹهائي اُس سے کچهه کم محنت اُس نے
جسبا بهي نه اوٹهائي که فوج کے انتظام و اتمام اور اُسکي کفایت شعاري کے
اهتمام اور اُس کے کام کا بنانے میں مصروف رها *

---

† یهه شخص پہلے وقتوں میں ایک عالم هندو تها جسنے هندوؤں کے مذهب
میں تصنیفات کیں چنانچه ذکر اُسکا کتاب کے اول میں درج هوا اور اس تشبیهه سے
یهه مقصود هی که اُسنے خدا کي وحدت کو اپني کتاب کے شروع میں بڑي خوبي سے
لکها مگر سب جگهه راے اُسکي ویسي نرهي ۱۲ مترجم

‡ برڈ صاحب کي تاریخ گجرات صفحه ۳۹۱

یهه پرانا دستور ایک عرصه سے جاري تها که فوج والوں کے لیئے جاگیریں مقرر کي جاتي تهیں اور محاصل ملک سے وظیفے ٹهرائے جاتے تهے چنانچه تحصیل و وصول کا اختیار اُن لوگوں کو حاصل هوتا تها اور کسي قسم کي روک ٹوک اُنکو نهوتي تهي اور موجودات کے وقت ایسي بے ترتیبي اور دغابازي برتي جاتي تهي که فوج والوں کے همراهي اور خدمتگار ادهر اودهر سے مانگے تانگے کے گهوڑے لیکر حاضر هوجاتے تهے اور باوصف اُسکے ساز و سامان سے بهي درست نهوتے تهے *

پهلي خرابي کي اصلاح اس طرح فرمائي که حتی الامکان اپنی خزانه سے زر تنخواه دینا شروع کیا اور فوج کي جاگیروں پر کچهه کچهه بندشیں لگائیں اور دغابازي کا یهه تدارک کیا که هر سپاهي کا حلیه فوج کے کاغذوں میں لکهوایا اور گهوڑوں پر سرکاري داغ دلوائے اور تنخواه سے پہلے حاضري ٹهرائي اور اونٹ اور بیل گاڑي فوج کي باربرداري کو شمار کراکر نرخ معین پر کرایه دینا ٹهرایا *

اگرچه اکبر نے بڑي جد و جهد اُٹهائي تهي مگر باوجود اِس کے بهي فوج اُسکي آراسته پیراسته اور پوري پوري انتظام یافته نتهی اس لیئے که وه فوج ایسے گروهوں پر منقسم نتهي که خود اُنکي اور اُنکے افسرونکي تعداد معین هووے قاعده یهه تها که بادشاه کي ضرورت سمجهنے پر افسر معین کیئے جاتے تهے اور وه منصب دار کہلاتے تهے اور منصب کي بہت سي قسمیں هوتي تهیں چنانچه ده هزاري پنجهزاري کي منصب داري سے دس سپاهیوں کي منصب داري تک مقرر هوتی تهی اور حقیقت یهه تهي که چهوٹي منصب داریونکے سوا بڑي بڑي منصب داریاں نام کي منصب داریاں تهیں اور صرف اُنسے اتني غرض تهي که منصب داروں کي تنخواهیں اور درجے مقرر کیئے جاویں هر منصب دار اپني اپني فوج بهرتي کرتا تها جس قدر کي بهرتي کي اُسکو اجازت هوتي تهي یہاں تک که بعض اوقات اپنے نام کي منصب داري کا دسواں حصه بهرتي کرتا تها اور

موجودات کے بعد اُسکی تنخواہ سرکاری خزانہ سے ملتی تھی حاصل یہہ کہ ان منصب داروں کی فوجوں سے بادشاھی فوج قایم ھوتی تھی اور جب کوئی فوج لڑائی پر بھیجی جاتی تھی تو خود بادشاہ اُسکے ایک حاکم کے تلے چند اور افسروں کو مقرر کرتا تھا جن کے نیچے غالباً کوئی سلسلہ چھوٹی افسروں کا اُس سلسلہ کے سوا نہوتا تھا جو ھر آدمی کے اپنے اپنے حصہ پر حاکم ھونے سے پیدا ھوتا تھا خاص بادشاھزادوں یعنی اولاد بادشاہ کے سوا پنجھزاری منصب سے زیادہ کا منصب کسی آدمی کو عنایت نہوتا تھا اور باقی بادشاھی نسل کے شاھزادے اور راجپوت راجے کل تیس آدمی پنجھزاری منصب والے تھے اور چھوٹے بڑے کل منصب دار پنجھزاری دو صدی تک ساڑھے چار سو منصب داروں سے زیادہ نتھے † *

ھر منصب دار پر واجب تھا کہ وہ آدھے سوار اور آدھے پیادے رکھے اور منجملہ پیادوں کے چوتھائی پیادے توڑے دار بندوقچی ھوویں اور باقی تیر انداز رھیں اور منصب داروں کی فوج کے علاوہ ایک اور بڑا گروہ سواروں کا تھا جو تنہا تنہا کام کرتے تھے اور احدی ‡ کہلاتے تھے اور کسی فوج میں داخل نہوتے تھے اور تنخواہ اُنکی اُنکی لیاقتوں پر منحصر ھوتی تھی غرضکہ عام سواروں کی تنخواہ سے زیادہ ھوتی تھی اٹک پار والے عام سواروں کی تنخواہ پچیس روپیہ اور هندوستانی عام سواروں کی تنخواہ بیس روپیہ اور توڑے دار بندوق والوں کے چھہ روپیہ اور تیراندازوں کے ابتدائی روپیہ ہوتے تھے *

---

† یہہ تعداد آئین اکبری کے مطابق بیان کی گئی مگر یہہ ثابت نہیں ھوتا کہ اُسکی سلطنت کے کونسی زمانہ میں یہہ تعداد اُنکی تھی افسرونکے اِسقدر کم ھونے کا باعث یہہ بیان کیاگیا ہے لڑائی کے فنون میں قواعد سنبھالنے اور ھدایت کرنیکی حاجت نہوتی تھی اور سوار اُسوقت کے حریف نجیب اور آجکل کے معمولی سواروں سے زیادہ ھوشیار اور تربیت یافتہ ھوتے تھے

‡ واضح ھو کہ یہی احدی آج کل کی هندوستانی سرکاروں میں یکوں کے خطاب سے مشہور ہیں مترجم

منصب داروں کي تنخواہیں معقول † تھیں مگر تنخواہ اور حکومت
اُن کي موروثي نہوتي تھي چنانچہ جب کوئي منصب دار مرجاتا تھا
تو پہلے پہلے اُسکے بیٹے کو تھوڑا سا منصب عنایت ہوتا تھا اور بعد اُسکے
اُسکے باپ کے لحاظ و استحقاق سے کچھہ وظیفہ بھي زیادہ کیا جاتا تھا *

اگرچہ ہمارے پاس ایسا کوئي ذریعہ موجود نہیں کہ اُس سے تعداد
فوج کي دریافت کریں مگر پچھلے زمانہ میں یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ اورنگ
زیب کي سلطنت میں توپ خانہ اور غیر قاعدہ داں پیادوں کے علاوہ
دو لاکھہ سوار جرار ‡ تھے تو غالب ہی کہ اکبر کے عہد دولت میں بھي
اسي قدر ہونگے *

ابوالفضل بیان کرتا ہی کہ صوبوں کي بیقاعدہ فوج چوالیس لاکھہ
آدمي تھے مگر غالب یہہ ہی کہ اُس نے اُن سپاہیوں کو بھي شمار کیا
جو بعض بعض صورتوں میں معین کام پر نوکري کرتے تھے جیسے کہ جب
بادشاہي لوگ ادھر اودھر سیر و شکار کو جاتے تھے تو جنگلوں کي پیٹ
پکار کے واسطے ایک دو دن کي غرض سے لوگوں کے رکھنے کي حاجت
ہوتي تھي اور بلا ریب اُنمیں سے بہت سے لوگ ایسے پہاڑي راجاؤں اور
قوموں سے تعلق رکھتے تھے جو بادشاہ کے کسي وقت میں ملازم نہوئے تھے *

## اکبر کي عمارتوں کا بیان

اٹک کے قلعہ مذکورہ بالا کے علاوہ بہت سي جنگي عمارتیں اکبر نے
بنوائیں مگر آگرہ اور الہآباد کے قلعے اور اُن دونوں قلعوں کي رونماں اُسکي
ساري عمارتوں پر فوقیت لیگئیں چنانچہ وہ قلعي مشہوریوں کي مانند
اُونچے اور سنگ تراشیدہ برجوں اور گہري گہري خندقوں اور ہندوستاني

† آئین اکبري میں منصب داروں کي تنخواہوں کي بابت جو روپیہ لکھا ہی وہ
اُنکے ذاتي وظیفوں سے متعلق نہیں ہوسکتا بلکہ برنیر صاحب نے اپني کتاب کي
جلد ایک صفحہ ۲۸۹ میں لکھا ہی کہ دانشمند خاں میرا مربي پنجہزاري کا
منصب دار تھا اور حقیقت میں پانسو سواروں کا افسر تھا اور پانچہزار کروں یعني
ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہواري پاتا تھا

‡ برنیر صاحب کا بیان

طرز کي برجوں اور گنبدوں اور پشتوں پر مشتمل هيں اور هر دروازه أنکا ايسي شان‌دار عمارت هي که بادشاهي محل کے دروازه سے مناسبت رکهتا هي اکبر نے فتحپور سيکري کو مضبوط و مستحکم بنايا اور وهي بستي أسکي خاص رياستگاه تهي اگرچه وه شهر اب چهوڑا گيا مگر حقيقت ميں هندوستان کي پہلي شان و شوکت کا بڑا عمده نمونه † هي *

اکبر کے تمام کارخانوں ميں ترتيب و قواعد انتظام کي مراعات اچهي طرح ملحوظ رهتي تهي چنانچه آئين اکبري ميں جس سے ملکي مالي انتظام کے حالات اس کتاب ميں اکثر ليئے گئے هيں هر محکمه کے عمله اور آئين و قواعد کا حال تکسال خزانه سے ليکر ميوه خانے اور عطر خانے اور گل خانے اور باورچي خانے اور شکاري جانوروں کے کارخانے تک نهايت تفصيل سے مندرج هي غرض که أس کے سارے کارخانوں ميں شان و شوکت اور خوش اسلوبي خوش سليقگي اور عمده انتظاموں کا ايسا نقشه پايا جاتا هي که أس کے ديکهنے سے حيرت هوتي هي اس ليئے که بے شمار چيزوں کے انتظام ميں کسي قسم کا خلل نه آتا تها اور باوصف

---

† بشپ هيبر صاحب نے فتحپور سيکري کا واقع هونا ايسي پهاڑي پر بيان کيا جس سے چاروں طرف کا تماشا دکهلائي ديتا هي اور قرب و جوار کے مکان أسکے هاتهه تلے هيں اور أن سيڑهيوں کي عمده وضع بيان کي هي جنکے ذريعه سے درگاه کے بلند دروازه پر چڑهتے هيں بادشاهي محل کي چوڑائي چکلائي اور أس کے پتهروں کي کهدائي اور سب سے قطع نظر خاص مسجد اور چوکور عمارتوں اور حجروں کا باهم تناسب اور حسن تعمير اچهي خوبي سے لکها جنکے پہلو ميں وه مسجد واقع هي علاوه أسکے صاحب ممدوح نے آگره کي دروني عمارتوں کا بهي حال لکها هي چنانچه منجمله أن عمارتوں کے ايک سفيد سنگ مرمر کي مسجد کا بيان کيا جو نهايت لطافت اور کمال سادگي سے کنده کيگئي اور بادشاهي محل جو اکثر سنگ مرمر سے بنا هوا اور نهايت عمده کمروں پر مشتمل هي اور دالان أسکا ايسے سنگ مرمر کے ستونوں اور محرابوں سے مرتب هي جو دلي کے ستونوں اور محرابوں سے زياده صاف اور ساده هيں اور چهوٹے چهوٹے کمروں کي چناني کهدائي اور بيل بوٹے حسن و لطافت کي حيثيت سے أن بيل بوٹوں کي برابر هيں جو الحمرا ميں پائي جاتے هيں بلکه أنسے بهي زياده عمده هيں اکبر کي بڑي عمارتوں ميں سے همايوں کا مقبره هي جو ايک بڑي شان دار عمارت اور نهايت مضبوط و مستحکم اور ٹهوس اور بڑے أونچے چبوترے پر بنائي گئي هي اور گنبد أسکا جو أسکي چوٹي پر بنايا گيا صاف مرمر کا هي *

اس کثرت و شدت کے ہر جزوي کے انتظام پر پوري توجهہ اُسکي پائي جاتي ہی *

آئين اکبري اور اُسي زمانہ کي تاریخوں سے اکبر کے کارخانوں کي فراواني دریافت ہوتي ہی ‡ مگر نتیجے اور اثار اُن کے اُن یورپ والوں کے بیان سے بخوبي معلوم ہوسکتے ہیں جنہوں نے اُن عالیشان کارخانوں کو اکبر کے عہد دولت یا جہانگیر اُسکے جانشین کے دور سلطنت میں اپني آنکھوں سے دیکھا تھا *

اکبر کے لاؤ لشکر کے سامان ایسے مکانات اور خیمے تھے کہ نہایت آساني سے ایک جگہہ سے دوسري جگہہ منتقل ہوسکیں اور اُن مکانوں کي حقیقت یہہ تھي کہ قنات اور پرتالوں کے پردوں سے بلند بلند دیواریں چاروں طرف قایم کیجاتي تھیں اور اُس کے اندر عام دربازوں اور عام ملاقاتوں کے واسطے بڑے بڑے عالیشان دالان اور دیوان اور کھانے پینے یعني دعوتوں کے کمرے اور چلنے پہرنے کے سائبان اور برآمدے اور خلوت کے الگ الگ کمرے بنائے جاتے تھے اور تمام مکانات اچھے اچھے فروش و آلات اور لوازم زیب و زینت سے آراستہ پیراستہ ہوتے تھے اور عیش و آسایش کي مناسبت ملحوظ و مرعي رہتي تھي *

وہ چار دیواري پندرہ سو تیس گز کي مربع اندر کیجانب سے طرح طرح کے رنگین خیموں اور مختلف مختلف دیواروں پر مشتمل ہوتي تھي مگر باہر کي جانب سے رنگ اول خیموں کا لال ہوتا تھا اور خیموں کي چوٹیوں پر سنہري کلس اور کنگرے ہوتے تھے غرض کہ وہ احاطہ پادشاہي لشکر کے بیچا بیچ ایک طرح کا قلعہ دکھائي دیتا تھا اور اُسکے سبب سے خاص لشکر ایک عمدہ شہر نمایاں ہوتا تھا جو مختلف الالوان خیموں سے آراستہ اور ترتیب یافتہ بازاروں سے مرتب اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پانچ میل کي چوڑائي میں پہیلا اور بلند مقام سے

‡ اکبر کے طویلہ میں بارہ ہزار گھوڑوں اور اُس کے فیلخانہ میں پانچہزار ہاتہیوں سے کچھہ کم نہ رہتے تھے اور علاوہ اُنکے شکاري جانوروں کے بڑے بڑے کارخانہ تھے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱

نہایت شاندار اور خوشنما نظر آتا تھا † *

اکبر کے جاہ و جلال کی دھوم دھام اُس وقت ہوتی تھی کہ اعتدال ربیعی یا سالگرہ کا جشن آراستہ کیا جاتا تھا یہہ جشن کئی کئی دن برابر رہتا تھا اور جتنے دنوں رہتا تھا تو اُن میں ایک عام میلہ یعنی لوگونکی ریل پیل اور سواریوں کی چہل پہل اور بڑی بڑی نمایشوں کی دھوم دھام رہتی تھی اور خود اکبر بادشاہ ایک زردوزی خیمہ میں جلوس فرماتا تھا جو دھوپ کے بچاؤ کی نظر سے شامیانوں کے بیچا بیچ نصب کیا جاتا تھا اور کم سے کم دو ایکڑ زمین ریشمی زر دوزی قالینوں اور زریں جھالروں سے رشک چمن ہوجاتی تھی اور اُن کی زردوزی کی یہہ صورت تھی کہ مخمل پر کلابتون کا کام اور موتیوں اور پوکھراج پنے وغیرہ کا جڑاؤ ہوتا تھا ‡ باقی امیروں کے خیمے بھی ایسے ہی ہوتے تھے جن میں وہ آپس میں ملتے جلتے رہتے تھے اور گاہ گاہ اُن سے بادشاہ بھی ملتا تھا گھوڑے ہاتھیوں اور جواہرات اور خلعتوں کی بخشش امیروںکو ہوتی تھی اور جب بادشاہ تل میں بیٹھتا تھا تو ہموزن اپنے سونا چاندی اورخوشبوئیں اور باقی اجناس مختلفہ بار بار تول کر اُن غریبوں کو تقسیم فرماتا تھا جو وزن کے وقت حاضر ہوتے تھے اور خود بادشاہ اپنے ہاتھوں سے سونے چاندی کے بادام اور اور پھل بھی ادھر اودھر بکھیرتا تھا اگرچہ یہہ پھل قیمت کے تھوڑے ہوتے تھے مگر درباری امیر اُن کو بہت جی جان سے لوٹتے تھے اور ان جلسونکے بڑے دن میں سنگ مرمر کے محلسراے میں تخت سلطنت پر جلوس فرماتا تھا اور وزیر امیر اُس کے گرد اپنا حلقہ باندھتے تھے جنکے سروں پر لنبی لنبی کلغیاں اور سرپیچوں میں ایسے ہیرے جڑے ہوتے تھے کہ وہ تاروں کی مانند آسمان میں چمکتے تھے †

---

† مسٹر ٹامس رو صاحب کا قول منقولہ ہوئیل صاحب بابت دریائی سیاحت اور ٹیری صاحب کا سفر دریا صفحہ ۳۹۸

‡ ہاکنز صاحب کا قول مندرجہ کتاب حاجیاں مصنفہ پرکس صاحب جلد ایک

† سر ٹامس رو صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی اسقدر دولت بے پایاں اور حشمت بیکراں نہیں دیکھی تھی

اور هاتهیوں کي قطاریں بادشاہ کے سامنے اس ساز و سامان سے گذرتي تهیں کہ وار وار سے گروہ اُن کے زر بفت کي جهولیں اور سونے چاندي کے زیوروں سے بن ٹهن کر نکلتے تهے اور هر گروہ کے بڑے هاتهي کے مستک اور چهاتي پر سونے کي تختیاں لگي هوتي تهیں جن میں لعل و زمرد جڑے جاتے تهے بعد اُن کے گهوڑوں کي قطاریں بڑي شان و شوکت سے آتي تهیں اور خراماں نکل جاتي تهیں اور جب کہ گهوڑے پورے هوجاتے تهے تو گینڈے اور شیر اور کهیري شیر اور پلنگ اور چیتے اور شکاري کتے اور باز شکرے ترتیب وار آگے سے گذارے ‡ جاتے تهے بعد اُسکے سواري کے فیل آتے تهے جنکے زر بفت وردیوں کي چمک دمک سے چکاچوند هوجاتي تهي *

باوصف اس جاہ و جلال کے جس شان و شوکت سے اکبر باهر آتا تها اُس سے کچهہ کم سادہ مزاجي بهي نبرتتا تها چنانچہ دو یورپ والوں § نے اپني آنکهوں دیکها حال اُس کا بیان کیا اور وہ بیان ایسے هیں کہ اُن میں سے کچهہ لیکر اکبر کي تاریخ کو پورا کرینگے بیان اُن کا یہہ هی کہ یہہ بادشاہ اور ایشیا والے بادشاهوں کي نسبت نمود و نمایش کا چنداں خواهاں نتها اِس لیئے کہ تخت سے نیچے اوتر کر بیٹهکر یا کهڑے هوکر داد خواهوں کي داد رسائي کرتا تها لکها هی کہ یہہ بادشاہ نهایت خلیق اور صاحب حشمت اور خدا ترس اور سخت و قوي اور بندوق و توپ وغیرہ آلات حرب کي صناعت اور فنون کي صنعت سے بخوبي واقف تها اور کم خوراک اور ایسا بڑا محنت کش تها کہ اُسکي محنت و مشقت سے تعجب هوتا تها اور راتدن میں تین گهنٹے سوتا تها اور عام لوگوں سے بملایمت پیش آنیوالا اور امیرونکي نسبت غریبونکي بڑي آو بهگت کرنیوالا تها اور غریبوں کي شکستہ دلي پر مایل هوتا تها اور اُنکے پیشکشوں کو امیروں کي نسبت بڑي مهرباني سے قبول فرماتا تها اور اپنے لوگ اُس سے محبت کرتے تهے اور اُسکي هیبت سے بیطرح ڈرتے تهے اور دشمنوں

‡ سرتامس رو اور پرتیر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۳۲

§ پرکس صاحب کي کتاب حالات حاجیاں جلد پانچ صفحہ ٥١٦

کی آنکھوں میں بڑا بھاری بوجھ تھا † *

† اکبر کے حالات اس تاریخ میں تاریخ فرشتہ اور اکبر نامہ اور منتخب التواریخ اور خافی خاں اور خلاصۃ التواریخ کی سند پر قلمبند کیئے گئے منجملہ اُن کے ابوالفضل نے سلطنت مذکور کے بیان میں قدیمی لیاقت اپنی ظاہر کی اور معمولی عیبوں سے بہت زیادہ عیب اپنے ظاہر کیئے چنانچہ اس نے ایسے موقعوں کو بیان نہیں کیا جنسے اکبر کی دانائی اور نیک خوبی اور زورآوری کو بٹا لگے اور اگر بیان بھی کیا تو غلط بیان کیا اور ہر بات میں اکبر کی تعریف اور بڑائی لکھی یہانتک کہ پڑھنے والوں کو خود مورخ اور اُسکے ممدوح سے نفرت پیدا ہوجاتی ہی اور ایسی بیہودہ سرائی اور خوش بیانی سے اکبر کی اصلی خوبیاں بھی ظاہر نہیں ہوتیں چنانچہ اور مورخوں کے ذریعہ سے اکبر کے کاموں کے باعث اور اُس کی مشکلات اور اُنکی تدبیروں کا حال جنکے برتنے سے وہ اُن مشکلوں پر غالب ہوا دریافت ہوتے ہیں بلکہ ایسے آدمی کی خوشامد گوئی سے جو اکبر کی خو بو سے بخوبی واقف تھا اور نیز اُس کی کتاب اکبر نامہ کے بادشاہ کی نظر سے گذر جانے سے خود اکبر کی ذات کو خود بینی کا داغ اور خود پسندیکا دھبا لگتا ہی اور یہی ایک عیب اکبر کی خصلت کو لگایا جاتا ہی جو سب طرح سے تعریف و ثنا کے قابل تھی ابوالفضل نے اکبر نامہ میں عہد سلطنت کے ستائیسویں برس یعنی اپنے عہد وفات تک کے حالات قلمبند کیئے بعد اُس کے اگلے تین برسوں کا حال ایک شخص عنایت اللہ یا محمد صالح نے لکھا اگر اکبر نامہ کا وہ قلمی ترجمہ انگریزی کا جسکو لفٹنٹ شامرز صاحب مندراس والے نے تصنیف کیا اور ایشیاٹک سوسئیٹی میں وہ موجود ہی بہم نہ پہونچتا تو اکبرنامہ سے میں مستفید نہوتا اکبر کے عہد سلطنت کے چالیسویں برس منتخب التواریخ پوری ہوئی جسکو عبدالقادر بدایونی نے تالیف کیا اور ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کی تاریخ ہی اور واقعات مندرجہ اُس کے طبقات اکبری سے کل سینتیسویں برس تک لیئے گئے مگر اکبر کے حالات میں اُس نے اپنی طرف سے زیادتیاں کیں اور کسی سے نقل اُنکی بہم نہیں پہونچائی اور اپنے تعصبوں سے اُسکو رنگ دیا یہہ مورخ ایک ایسا بڑا فاضل تھا کہ اُس کو اکبر نے سنسکرت سے ترجمہ کرنے پر نوکر رکھا تھا مگر اس باعث سے کہ وہ اپنے دین و ملت میں متعصب تھا تو اُس نے ابوالفضل اور فیضی سے جھگڑا کیا اور اپنی کتاب کو اُن کی اور خود اکبر کی برائیوں اور اُن کے برا بھلا کہنے سے بھرم پور بھر دیا چنانچہ اُس نے اکبر کی اُن برائیوں کو لکھا جنکی شکایت لوگ اُس وقت میں کرتے تھے اور جنکو ابوالفضل نے دیدہ و دانستہ چھپایا تھا اور اس تاریخ کے دیکھنے سے جو اکبر کے مخالف ہی ہمارے دل میں جو اثر پیدا ہوتا ہی وہ اس اثر سے زیادہ مفید ہی جو اُسکے مداح ابوالفضل کے بیان سے آتا ہی خافی خاں کی تاریخ اور خلاصۃ التواریخ منتخب التواریخ کے پیچھے لکھی گئیں اور طبقات اکبری تالیف نظام الدین بزدی مسلمان بادشاہوں کی تاریخ اکبر کے عہد دولت کے سینتیسویں برس تک لکھی گئی کہتے ہیں کہ وہ بڑی لیاقت کی کتاب ہی اگرچہ اس کتاب کا ایک نسخہ مولف تک پہونچا مگر اِس وجہہ سے کہ اُس کے پڑھنے میں کوئی معاون نصیب نہوا تو اُس سے فائدہ نہ پہونچا ایک اُس قلمی نسخہ سے اعانت حاصل کی ہی جو خافی خاں کی کتاب کا جہانگیر کی آخر سلطنت تک ترجمہ جسکو میجر گارڈن صاحب ملازم گورنمنٹ مندراس نے کیا مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ یہہ عمدہ ترجمہ اُس تاریخ کے آخر تک نہیں پہونچا جس میں زمانہ حال کے حالات اچھی طرح پائے جاتے ہیں اور یہہ تاریخ ایسی ہی کہ اُس زمانہ کے حالات اُس میں کامل اور مسلسل بیان کیئے گئے ہیں جس زمانہ کا حال اُس میں مندرج ہی *

# دسواں حصه

## جهانگیر اور شاهجهاں کي سلطنتوں کا بیان

## پهلا باب

### جهانگیر کي سلطنت کا بیان

جب که اکبر کا انتقال هوا تو مرزا سلیم اُسکے بیٹے نے ماه اکتوبر سنه ۱۶۰۵ع مطابق جمادي‌الثاني سنه ۱۰۱۴ هجري میں سلطنت پر قبضه کیا اور جهانگیر کے خطاب سے پکارا گیا *

جهانگیر نے اپني قلمرو واقع شمال نربده کو ایسے امن چین میں پایا جیسے که ایسي بڑي سلطنت میں توقع هوسکتي تهي مگر عثمان ابن قتو کي بغاوت بلاد بنگاله میں قایم یعني بنگاله کے ایک حصه ملک اوڑیسه میں محدود و منحصر تهي اگرچه اودےپور والے رانا کي غیر ملکي لڑائي بهڑائي میں پوري پوري کامیابي حاصل نهوئي تهي مگر پهر بهي بادشاه هي غالب رها تها اور ملک دکن میں بنگاله کي نسبت بادشاهي کارخانے زیاده خراب تهے یهاں تک که احمد نگر کي نظام شاهي حکومت اپني دارالسلطنت کے سنبهالنے میں مصروف تهي جو اُسکے قبض و قابو سے نکلا چاهتا تها اوریهي غالب معلوم هوتا تها که بجاے اُسکے که بادشاهي لوگ اُسکو نیست و نابود کریں کسیقدر اپنے اضلاع مغصوبه کو دوباره حاصل کریگي *

### جهانگیر کي تدبیروں کا بیان

جهانگیر کي تدبیروں میں پهلے پهل توقع سے زیاده عقل و مروت پائي گئي چنانچه اُس نے اپنے باپ کے افسروں کو استحکام بخشا اور ایسے بعض بعض دقت طلب محصولوں کے لیئے معافي کا فرمان جاري کیا جو اکبر کي ترمیم و اصلاح سے باقي رهگئي تهي اور فرمانوں کے ذریعه سے یهه ممانعت

کي که عامل لوگ سوداگروں کي گٹھریوں کو بدوں اُنکي پوري رضامندي کے نکھولیں اور ملازمان سرکاري اور خصوص سپاهیوں کو یهه هدایت کي گئي که کوئي ملازم سرکاري کسي کے مکان پر سکونت کا قبضه نکرے علاوه اس کے ناک کان کا کاٹنا موقوف کیا اور عمده عمده قانون جاري کیئے اور باوصف اتني میخواري کے میخواري کي سخت ممانعت کي اور افیون خواروں کے لیئے قاعدے بنائے اور یہاں تک قاعدوں کي پابندي اختیار کي که مجرم مخالف قانون کو سخت تدارک دیتا تها *

اسلام کا کلمه سکه میں جاري کیا اور اسلام کے قاعدوں کو اجرا دیا مگر اکبر کے بعض بعض قاعدوں کو جو خاص خاص دنوں میں گوشت سے بچاو کي نسبت قایم تهی قایم رکها اور باپ کي چند باطل عادتوں کو بهي برتا چنانچه آنے والوں سے تعظیم کا سجده زبردستي سے کراتا تها اگرچه اپني تحریروں میں عابدانه طور اُس نے اختیار کیا جیسا که مسلمانوں میں معمول و مروج هی مگر نهایت متانت اور سنجیدگي سے مذهبي عابد هونیکا دعوی نکیا اور کبهي وه عادت بهي حاصل نکي مگر تمام لوگوں کا خیال اُسکي نسبت یهه هی که باطل اعتقادوں میں باپ سے زیاده تها اور زهد و ریاضت کي حیثیت سے باپ کے پایه کو نه پهونچا تها اور جب که اُس کے خاص خاص مسئلوں سے قطع نظر کیجاوے تو یهه صاف واضح هوتا هی که اُسکو مذهب کا چنداں خیال نتها منجمله اُن تدبیروں کے جو پهلے پهل اُس سے ظهور میں آئیں فریادیوں کي رسائي کي تدبیر تهي جسکے نکالنے سے بڑا فخر اُسکو حاصل هوا اور تدبیر اُس کي بن پڑي یعني ایک زنجیر اُس نے دیوار قلعه کے اندروني جانب سے باهر کو لٹکائي جس تک دادي فریادي بلا دشواري پهونچتے تهے اور اُس زنجیر کے اندر والے سرے میں سونیکے گهنٹوں کا گچها عین بادشاهي محل کے اندر لٹکایا گیا تها چنانچه جب کوئي دادخواه اُس زنجیر کو هلاتا تها تو بادشاه کو آگاهي هوتي تهي که کوئي فریادي آیا حاصل یهه که اُس

زنجیر کے ذریعہ سے بادشاہ نے اُن عرض بیگیوں سے آزادی پائی جو دادخواہوں کی رسائی کے مارج ہوتے تھے اور بادشاہ کو اُنکے حالات سے غافل رکھتے تھے *

## خسرو کی بغاوت کا بیان

جہانگیر اور اُس کے بڑے بیٹے خسرو کی ہمیشہ ان بن رہتی تھی یہانتک کہ اُن واقعوںکے واقع ہونے سے جو جہانگیر کی تخت نشینی سے پہلے پہلے وقوع میں آئی کچھہ کمی کوتاہی اُس میں واقع نہوئی اور جب کہ جہانگیر باپ کی گدی پر بیٹھا تو خسرو افسردہ پژمردہ اور ناراض اور خفا رہنے لگا اور یہہ بات کسی طرح غالب نہیں کہ جہانگیر نے کوئی سلوک اُس کے ساتھہ ایسا کیا ہو کہ اُس کے جی کو تھوڑی بہت تشفی حاصل ہوتی تخت نشینی پر چار مہینے گذرگئے مگر کوئی شک شبہہ اُسکے چال چلن سے پیدا نہ ہوا ہاں بعد اُس کے ماہ مارچ سنہ ۱۶۰۶ع مطابق آٹھویں ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۱۴ ہجری میں آدھی رات کو بادشاہ کو یہہ خبر لگی کہ آپ کا صاحبزادہ خسرو چند ہمراہیوں سمیت آگرہ سے دلی کی جانب روانہ ہوا جہانگیر نے سواروں کی فوج اُس کے پیچھے روانہ کی اور جب صبح ہوئی تو جس قدر فوج جمع کرسکا ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوا *

جوں ہی کہ خسرو آگرہ سے روانہ ہوا تو عین راہ میں وہ تین سو سوار اُسکو ملے جو آگرہ کو چلے آتے تھے وہ سوار اپنی شامت سے خسرو کے ساتھی ہوئے اور خسرو لوٹ مار کرتا ہوا اور ہمراہیوں کو دیتا لیتا دلی کی جانب کو آگے بڑھا اور ادھر اودھر سے اس قدر لوگ اُس کے ہمراہ ہوگئے کہ جب وہ پنجاب میں پہونچا تو دس ہزار آدمیوں سے زیادہ بھیر بھاڑ اُسکے ہمراہ تھی حاصل یہہ کہ خاص لاہور پر دغابازی سے قابض ہوا اور لاہور کے قلعہ کی تک و دو میں تھا کہ بادشاہی فوج کے اگلے ٹکڑے یعنی مقدمۃ الجیش کے پہونچنے سے بات اُس کی بگڑ گئی اور اُس کے کاموں

میں خلل پڑ گیا مگر بادشاهي فوج کے سنتے هي فوج اپني شہر سے باهر لایا اور بادشاهي فوج پر حمله کیا اگرچه اُسکو اس قدر فائده حاصل هوا که اُس نے بادشاهي فوج کے ایک ٹکڑے کو لڑائي میں مصروف رکها مگر کامیابي سے مقابله نکرسکا بلکه بڑي شکست کهاکر کابل کیطرف چلتا هوا اور جب که وه جہلم پار جاتا تها تو کشتي اُسکي زمین پر ٹہر گئي چنانچه وه گرفتار هوا اور پابزنجیر اپنے باپ کے سامنے حاضر کیا گیا یهه بغاوت مہینے بهر سے زیاده قایم نرهي ٭

خسرو کے بڑے بڑے صلاح کار اور اُس کے بہت سے عام همراهي بادشاه کے قابو میں آئے اور بادشاه کو سختي درشتي جتانے دکهانے کا موقع هاتهه آیا چنانچه اُس نے سات سو قیدیوں کے لیئے یهه حکم سنایا که لاهور کے دروازه کے سامنے قطار باندهکر پهانسي چڑهائے جاویں غرضکه وه ایسي تکلیفوں سے مارے گئے که خود جہانگیر نے اپني توزک میں اُن کي سخت تکلیفوں کے دیر تک رهنے کا حال مبالغه سے بیان کیا † بعد اُس کے وحشیانه خصلت کو یوں پورا کیا که خسرو کو هاتي پر چڑهایا اور مقتولوں کي قطار کے سامنے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پهروایا اور ایک چوبدار اُس کے چڑانے کهجانے کے واسطے آگے یهه بولتا چلا که صاحبزاده صاحب اپنے خاص ملازموں کا اداب تسلیمات قبول فرمائیئے ‡ بدبخت خسرو تین دن تک سسکیاں بهرتا اور بهوکا پیاسا روتا رها § اور بہت دنوں تک مبتلاے دام افات اورشکار رنج والم رها تخت نشیني کے تهوڑے دنوں بعد اُس کا دوسرا بیٹا پرویز آصف خاں کے زیر هدایت هوکر اودے پوروالے رانا پر بهیجا گیا تها اور جب که خسرو کے بهاگنے پروه

---

† پرایس صاحب کا ترجمه توزک جہانگیري کا صفحه ۸۸

‡ خافي خاں

§ پرایس صاحب کا ترجمه توزک جہانگیري صفحه ۸۹ بیان اس بغاوت کا عموماً توزک جہانگیري اور خافي خاں اور الفنسٹن صاحب کي تاریخ سے لیا گیا

بلوایا گیا تو وہ اُس عرصہ میں راجہ سے آشتی کر چکا تھا چنانچہ وہ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا *

اگلے برس موسم بہار مارچ سنہ ۱۶۰۶ ع مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۵ ہجری میں جہانگیر نے کابل کا سفر اُٹھایا اور شہر میں پہونچتے ہی خسرو پر گونہ مہربان ہوا یعنی زنجیر اُسکی کٹوائی اور قلعہ کے بالائی باغ میں پھرنے چلنے کی اجازت فرمائی بادشاہ اپنی شفقت پدری کی ضرورت سے دم بدم عنایت تو فرماتا مگر خسرو کے نصیبوں سے یہہ سازش اُس پر کھل گئی کہ بادشاہ مارا جاوے اور خسرو کی رہائی ہووے *

جہانگیر آگرہ کو واپس آیا اور سنہ ۱۶۰۷ ع مطابق سنہ ۱۰۱۶ ہجری میں بسرداری مہابت خاں کے ایک فوج اودے پور روانہ کی جس سے دو بارہ لڑائی شروع ہوگئی تھی اور دوسری فوج اپنی خانخاناں کی زیر حکومت کر کے دکن کے بندوبست کے لیئے بھیجی اور اُس فوج کا حاکم پرویز کو مقرر فرمایا مگر وہ صرف نام کا حاکم تھا اِسلیئے کہ کم سنی کے باعث سے حکمرانی کے قابل نہ تھا *

آیندہ تین سالوں یعنی سنہ ۱۶۰۷ ع مطابق سنہ ۱۰۱۶ سے لغایت سنہ ۱۶۱۰ ع مطابق سنہ ۱۰۱۹ ہجری میں یہہ بڑا واقع پیش آیا کہ ایک ذلیل آدمی نے آپ کو خسرو بناکر حاکموں کی غفلت سے پٹنہ پر قبض و تصرف کیا اور اپنے ساتھی اتنے بنا لیئے کہ صوبہ کے حاکم سے میدان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اُس جعلی خسرو کے پٹنہ میں بھگانے اور پکڑنے اور گردن مارنے میں تین مہینہ صرف ہوئے *

سنہ ۱۶۱۰ ع کے آخر میں دکن کے کام ابتر ہوگئے اور بری صورت پیش آئی چنانچہ جب احمد نگر پر نظام شاہی والوں نے قبضہ کیا تو انصرام اُس کی حکومت کا ملک عنبر ابیسینیا والے یعنی ایک حبشی کے ہاتھوں میں پڑا اور اُس وزیر با تدبیر نے نئی دارالحکومت کی طرح

وهاں ڈالي جهاں اورنگ آباد اب بستا هی اور بہت دنوں تک نظام شاهي حکومت کو قایم رکھا جو بظاهر زوال پذیر اور فنا کے لگ بهگ تهي اور اُس نے اپني لیاقت اور هوشیاري کو لڑنے بهڑنے پر منحصر نرکها بلکه شاید ٹوڈر مل کي تقلید و اطاعت سے محاصل کے نئے نئے قانون ایجاد کیئے اور اس انتظام کے باعث سے دکن کے شہروں میں ایسي شہرت حاصل کي جیسے که هندوستان خاص میں ٹوڈر مل کے نام نے شہرت پائي † حاصل یہه که اس وزیر بہادر نے اُن نزاعوں سے فائدے اُٹھائے جو خانخاناں اور بادشاهي فوج کے باقي سرداروں میں واقع هوئی اور اُن فائدوں کي ایسي کامیابي سے پیروي کي که چند بار اُس نے بادشاهي فوج کو شکستیں دیکر احمد آباد پر دوباره قبضه کیا اور خانخاناں کو برهان پور کي جانب لوٹنے پر مجبور کیا اور جب که جهانگیر اس مقابله سے آگاه هوا تو خانخاناں کو طلب فرمایا اور فوج کي سرداري خان جهان لودهي کو عنایت فرمائي *

## نور جهاں کے نکاح کا بیان

عہد سلطنت کے چهٹے برس بادشاه نے نُور جهاں بیگم سے نکاح کیا اور اخیر سلطنت تک خمیازه اُس کا کهینچتا رها *

نور جهاں کا دادا طهران واقع ایران کا باشنده ایران کي سلطنت میں کسي ملکي عهده پر معزز و ممتاز تها اور مرزا غیاث اُس کا بیٹا یہاں تک تنگ دست هوا که اُس نے جورو بچوں سمیت هندوستان کا اراده کیا اور تلاش معیشت کا وسیله سمجها مگر اس اراده میں بهي بد بختي نے اُسکا پیچها نچهوڑا یعني جب که اُس کا قافله قندهار میں پهونچا تو حال اُس کا نہایت سقیم تها اور قندهار میں پهونچتے هي ایسي حالت میں نور جهاں پیدا هوئي که ماں باپ کا یہه حال تها که بچي کے واسطے باربرداري کا سامان نکرسکے بلکه زچا کے لیئے ایسي بات بن نپڑي که وه بچي کو

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹوں کي جلد ایک صفحه ۹۵

بخوبي پال سکے غرض کہ اُنہوں نے اُس بچي کو جو کسي زمانہ میں بادشاہ کي بیگم ہونیوالي تھي ایسي جگھہ راہ پر ڈالا جہاں صبح کو قافلہ گذرنے والا تھا حاصل یہہ کہ جب صبح ہوئي تو قافلہ کے بڑے سوداگر نے اُس بچي کو دیکھکر اُس کے لاوارثي ہونے پر ترس کھایا اور اُسکے چہرہ مہرہ کو دیکھکر حیران رهگیا چنانچہ اُس کو خاک سے اوٹھاکر اپنے بچہ کي مانند اُسکي پال پوس کا ارادہ کیا *

اِس قافلہ میں دودھ پلانے والي کا بہم پہونچنا دشوار تھا اور اسي نظر سے کنچھہ تعجب نہیں کہ جس عورت کو اُس نے دودھ پلانے پر نوکر رکھا تھا وہ اُس کي ماں هي هو بلکہ حقیقت میں وهي تھي اور جوں هي کہ اس سوداگر کو حال اُس کا دریافت هوا تو وہ مہرباني سے پیش آیا اور جب کہ اُس سوداگر کو اُس کے خاندان کي ناداري اور تباهي دریافت هوئي تو نہایت جي جان سے مائل هوا اور سر دست اُنکي ضروري حاجتوں کو اُس نے پورا کیا اور جب یہہ دریافت هوا کہ اس بچي کے باپ بھائي اگرچہ افلاس اور ناداري کي بلا میں مبتلا هیں مگر شریف اور خانداني معلوم هوتے هیں تو اُس نے اُنکو اپنے کار بار میں دخیل کیا اور اُن کے نصیبوں کے بدلنے پلٹنے میں نہایت سعي اپني ظاهر کي چنانچہ اُس نے اُن کو اپنے ذریعہ سے اکبر بادشاہ تک پہونچایا یہہ دونو صاحب پہلے پہل تو چھوٹے چھوٹے عہدوں پر مقرر هوئے مگر بعد اُسکے اپنے حسن لیاقت کي بدولت بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیئے گئے *

اسي عرصہ میں نور جہاں سیاني بیاني هوگئي اور حسن و نزاکت کي بدولت لوگوں کے چاهنے سراهنے کا باعث ہوئي چنانچہ وہ آفت روزگار اپني ماں کے ساتھہ بادشاهي محلوں میں جانے آنے لگي جو بادشاهي محلوں میں آتي جاتي تھي مرزا سلیم یعني جہانگیر اُس کو دیکھکر لوٹ پوٹ هوگیا اور نور جہاں کي ماں جہانگیر کي چھیڑ چھاڑ سے اِس قدر تنگ هوئي کہ لاچار اُس نے اُس شہزادي سے شکایت پیش کي

جس کے ملنے کو وہ آتی جاتی تھی غرض کہ اُس شہزادی نے اکبر تک نوبت پہونچائی اور اکبر نے جہانگیر کو بلا کر بہت سمجھوایا اور نورجہان کی ماں سے کہلا بھیجا کہ کسی بھلے مانس سے نور جہاں کی شادی کرے اور جہانگیر کی نظروں سے اُس کو الگ تھلگ رکھے چنانچہ خود اکبر نے نور جہاں کو شیر افگن خاں سے بیاہا جو ایران کا رہنے والا اور بادشاہ کا نیا ملازم تھا اور اُس کی ضروریات کے واسطے ایک جاگیر کافی بنگالہ میں مقرر فرمائی *

اگرچہ اکبر نے یہہ راہ نکالی مگر جہانگیر کی محبت کم نہوئی اور خیال اُس کا دور نہوا چنانچہ تخت نشینی پر برس دن گذرا تھا کہ اُس نے قطب الدین اپنے رضاعی بھائی کو جو بنگالہ میں نائب السلطنت ہوکر جاتا تھا یہہ کام سپرد کیا کہ وہ اس مطلب کو حاصل کرے جسپر وہ شیفتہ و فریفتہ ہی *

جہانگیر اور قطب الدین دونوں کو یہہ توقع تھی کہ رعب داب کے ڈراؤ اور معقول وعدوں کے لالچ سے نور جہاں کا شوہر دم بھی نہ مارے گا مگر شیر افگن خاں کو اُن دونوں کی نسبت ننگ ناموس کی پابندی زیادہ تھی چنانچہ جب اُس نے اُن کے ارادوں پر شبہہ کیا تو حکومت سے استعفا دیا اور ملازم ہونے کی علامت سے ہتیار باندھنے چھوڑے *

حال اُس معاملہ کا مفصل دریافت نہیں کہ بعد اُس کے کیا واقع ہوا مگر غالب یہہ ہی کہ جو کچھہ ہوا ہوگا وہ ایساہوا ہوگا کہ شیر افگن خانکو پریشانی ہوئی ہوگی اسلیئے کہ جب قطب الدین نائب بنگالہ کے اُس حصہ میں گیا جہاں شیر افگن خاں سکونت پذیر تھا تو اُس نے شیر افگن خاں کو بلوایا اور شیر افگن خاں تلوار اپنی چھپائے ہوئے اُس سے ملنے کو گیا اور جو کہ ایسے جلے بلے تنکیالی آدمی کے ملنے سے یہی توقع ہوسکتی تھی کہ وہ خونریزی تک نوبت پہونچاوے تو شیر افگن خاں نے قطب الدین کے کہنے سننے سے رنج اوٹھایا اور نہایت پیچ تاب کھاکر کام اُس کا تمام کیا اور قطب الدین کے ملازموں نے اُس کو بھی ٹھکانے لگایا *

نائب السلطنت کے مارے جانے سے جس کو خاندان قاتل کے فریب و سازش سے منسوب کیا خاندان قاتل کی نسبت بادشاہ کی جانب سے بڑی بڑی سختیاں ظہور میں آئیں چنانچہ نور جہاں پکڑی گئی اور دلی کو مقید بھیجی گئی بعد اسکے تھوڑی مدت گذرنے پر بادشاہ نے نورجہاں سے نکاح کرنا چاہا اور اُس کی تسکین و تشفی کے لیئے بڑی بڑی خطرتیں برتیں مگر نور جہاں جیسی فریبی مفتنی تھی ویسی هي عالي همت بهي تهي اس لیئے کہ جب اُس نے ایسے آدمي کي درخواست کو منظور نکیا جس کو شوهر کا قاتل سمجھتي تهي تو جي جان هي سے قبول نکیا هوگا چنانچه نورجهاں نے ایسے صبر و سکون اور کمال استقلال و متانت سے انکار کیا کہ جہانگیر اُس سے متنفر هوگیا آخر کار اُس کو اپني ماں کے مصاحبوں میں داخل کیا اور ایسي بے پروائي برتي که گویا ان تلون کبهي تبدل نتها *

حاصل یهه که چندے ایسي هي گذري مگر جب که اس کے عشق نهفته نے دوباره اوبهارا لیا اور اُس کي معشوقه بهي اُس کي لوٹ پیٹ کو دیکهه سنکر پسیج گئي تو بقول اُس کے که رانڈیں تو رهیں جو رنڈوے رهنے دیں بیاه اُن کا بڑي دهوم دهام سے رچایا گیا غرض که نکاح اُنکا هوگیا اور وه بیگم ایسي عزتوں کو پهونچي که پهلے اُس سے کسي بادشاه کي بیگم کو وه پایه نصیب † نه هوا تها اور بادشاه کے مزاج پر ایسي حاوي پڑي که باپ اُس کا وزیر اعظم بنایا گیا اور بڑا بهائي اُس کا بڑے مرتبه کو پهونچا یهاں تک که بادشاه اُس کي صلاح و مشورت کے بدون کوئي کام کاج نه کرتا تها اور جس کام میں وه متوجهه هوتي تهي تو اُسي کي مرضي قانون کي مانند اُس میں سمجهي جاتي تهي اگرچه انجام کار اُسکے نتیجے برے هوئے مگر بهر حال اُس کا غلبه مفید پڑا اُس

---

† سب عزتوں کے علاوه یهه عزت بهي اُس کو حاصل تهي که بادشاه کے نام کے ساتهه اُس کا نام بهي سکه میں ڈهالا جاتا تها

لیئے کہ باپ اُس کا نہایت دانا هوشیار اور بغایت لایق فایق وزیر تھا اور
جهانگیر کے چال چلن میں جو کئی برس بعد ترقی هوئی وہ کسیقدر
نور جهاں کے رعب داب کا انتیجہ اور اُس کی فہم فراست کا ثمرہ تھا
اگرچہ جهاں گیر اب بھی خود پسند و ستمگار اور خود پرست و جفا
شمار تھا مگر جیسا کہ وہ پہلے وقتوں میں جفاکار اور نا خدا ترس تھا
ویسا اب نرہا تھا اور باوصف اِس کے کہ میخواری کی غایت کو پہونچا
مگر رات کے وقت اور خانگی کمروں میں بیٹھہ کر پیتا تھا *

جن کاموں میں اپنی رعایا کے سامنے دن بھر بیٹھا رہتا تھا تو اُنمیں
بادشاهانہ عادتوں یعنی صبر متانت کو قایم رکھتا تھا اور اُسکی کسی
بات چیت میں فرق و تفاوت نہ آتا تھا نور جہاں بیگم جیسی حسین
اور خوبصورت تھی ویسی هی هوشیار اور سمجھہ بوجھہ کی پوری تھی
اور جیسا کہ عورتوں کے کام کاج میں اپنی لیاقت کو صرف کرتی تھی
ویسے هی سلطنت کے انتظاموں میں اُس لیاقت سے کام لیتی تھی
چنانچہ اُس نے بادشاهی دربار کی شان و شوکت کو اپنے سلیقہ شعاری
سے ترقی اور حسن انتظام کی بدولت خرچوں میں تخفیف بخشی اور
کمروں کے آلات و آرایش میں بھی نئی باتیں ایجاد کیں اور عورتوں
کے لباس و پیرایہ میں اُس لباس و پیرایہ کی نسبت جو اُس کے
زمانہ سے پہلے معمول و مروج تھے بڑی بڑی ترقیاں دکھلائیں اور
هندوستان میں یہہ بات تصفیہ طلب هی کہ گلاب کا عطر اُس نے
ایجاد کیا یا اُسکی ماں نے نکالا † اور منجملہ اُن کمالوں کے جنکے
وسیلہ سے اُس نے جهانگیر کو شیفتہ فریفتہ کیا تھا ایک یہہ بھی کمال تھا
کہ فی البدیہہ عمدہ شعر کہتی ‡ تھی *

---

† پچھلے وقتوں میں بڑی بڑی ترقیاں صنعتوں میں واقع هوئی هونگی اس لیئے کہ خافی خاں بیان کرتا هی کہ وہ گلاب کا عطر اورنگ زیب کے آغاز سلطنت میں جو تولہ بھر اسی روپیہ کو بکتا تھا تو وهی عطر اُسی زمانہ میں جب کہ میں نے تاریخ لکھی آٹھہ سات روپیہ تولہ آتا تھا

‡ یہہ شعر اُسکا مشہور هی
نور جهاں اگرچہ بصورت زن است      در صف مرداں زن شیر افگن است

## احمد نگر کی چڑھائی کا بیان

نور جہاں کے نکاح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ سنہ ۱۶۱۲ع مطابق سنہ ۱۰۲۱ هجری میں بنگالہ کا هنگامہ عثمان ابن قتو کے شکست کھاکر مرجانے سے خاتمہ پر پہونچا اور اِس واقع کے واقع هونے سے بادشاہ کو ایسی خوشی حاصل هوئی کہ وہ اُس بڑی کامیابی سے جانچ تول میں بہت زیادہ تھی جو دکن کی لڑائی میں حاصل هوئی تھی بیان اُسکا یہہ هی کہ جہانگیر نے یہہ چاها کہ اُن سارے سرکاری صوبوں سے دکن پر یکلخت چڑھائی کی جاوے جو دکن کے پاس پروس میں واقع هیں تاکہ پہلی سہل انکاری کا بدلا لیا جاوے اور پہلی نقصانوں کو پورا کیا جاوے چنانچہ عبداللہ خاں نایب‌السلطنت گجرات کو یہہ حکم هوا کہوہ اُسوقت ملک عنبر کے ضلع پر دهاوا کرے جب کہ شہزادہ پرویز اور خان جہاں لودهی کی فوجیں راجہ مانسنگھہ کی امداد و اعانت سے خاندیس اور برار سے دهاوا کریں مگر تعمیل اس تدبیر معقول کی بطور معقول واقع نہوئی یعنی عبداللہ خاں نے گجرات سے پیش از وقت مقررہ حملہ کیا اور اس غلطی کے باعث سے ملک عنبر نے فائدوں کے حاصل کرنے میں کمی کوتاهی نہ کی اور دم بھر کی تاخیر نہ برتی ملک عنبر ایسی طرز سے لڑتا بهڑتا تھا جیسیکہ حال کے مرهٹوں کا قاعدہ هی یورپ والوں کے بندرگاهوں کی همسائگی سے اُس کا توپ خانہ جہانگیر کے توپ خانہ سے بہت بہتر تھا اور توپ خانہ اُس کا ایسے نشان کا کام دیتا تھا کہ بکهری بکهرائی فوج اُسکی وهاں اکهٹی هو جاتی تھی مگر هلکے هتیاروں والے سواروں کے ذریعہ سے بڑی چستی چابکی برت کر دشمن پر حملہ کرتا تھا چنانچہ اُس نے بادشاهی فوج کی رسدوں کو روکا اور کوچ پڑاو پر طرح طرح سے تنگ کیا اور چاروں طرف اُن کے گهورتا گرچتا پهرتا تھا اور چهوتے چهوتے حملوں سے اُن کو پریشان و پراگندہ کرتا تھا اور گاہ گاہ اُن کے لشکر کی مختلف جانبوں سے سچی حملہ کرکے مال اسباب اُن کا لوت لیجاتا تھا غرضکہ

بے انتظامی اور پریشانی اُن کی فوج میں قایم رکهتا تها عبدالله خاں اِس قسم کی لڑائی سے تنگ آیا اور پیچهے لڑنے کا بہت جلد ارادہ کیا اور غالب یہہ هی کہ ایسے قوی دشمن کے سامنے سے لوٹنے کے تدبیر پہلے هی سے خیالوں میں گذرے هونگے چنانچہ جسدن سے لوٹنا شروع هوا اُسی دن سے مصیبتوں کو ایسی بڑهوتری هوئی جیسیکہ ضرب کے قاعدے سے عدد بڑهتا هی یہاں تک کہ دشمن نے پچهلے پورے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بگلانہ کے پہاڑوں جنگلوں میں پناہ لینے سے پہلے پہلے کوچ اُن کا بهاگنے کے لگ بهگ هو گیا اور جوں توں کر کے گجرات میں داخل هوئے اِس عرصہ میں اور بادشاهی فوجیں پہونچکر عین میدان میں فراهم هوئی تهیں مگر جب کہ اُنہوں نے ملک عنبر کو اُس کے لوٹنے پر عبدالله خاں مذکور پر فتح پانے سے باغ باغ دیکها تو اُنہوں نے مذکورہ بالا مصیبتوں کی روک تهام کے لیئے برهان پور میں اکٹهے هوئی *

## میواڑ کی لڑائی کا بیان

بادشاهی فوج کو اودے پور کی لڑائی بهرائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل هوئی اور بادشاہ کو وہ کامیابی اِس لیئے زیادہ بہلی لگی اور اُس کے من کو بهائی کہ وہ فتح اُس کے لاڈلے بیٹے میرزا خرم یعنی ‡ شاهجہاں کی سعی و محنت کا ثمرہ تهی اگرچہ مہابت خاں جو پہلے پہل اِس مہم پر بهیجا گیا تها اودے پور پر فتح پا چکا تها مگر پہاڑوں جنگلوں کے باعث سے جو ملک اودے پور کا مضبوط و مستحکم تها اور راجہ اُس میں گهس بیٹهہ کر محفوظ هو بیٹها تها لڑائی کا فیصلہ

‡ اِس شاهزادہ کا نام خرم تها اور باپ کی تخت نشینی کے آغاز میں اِس نام کے سوا کوئی نام اُسکا نہ تها مگر جو کہ اُس نے اپنی سلطنت سے ایک مدت پہلے شاهجہاں کا خطاب اختیار کیا تها تو شاهجہاں کے خطاب سے ذکر اُسکا ابهی سے کرنا پراگندہ فہمی کا باعث نہ هوتا *

نه کر سکا تها اور ایسا هي عبدالله خاں کا حال بهي هوا تها جو مهابت خاں کے بعد اُس جانب کو روانه کیا گیا تها مگر شهزاده خرم چوبیس هزار آدمیوں سمیت گیا تها راجپوتوں پر حمله آور هوا اور ایسي جرأت و قوت سے صبر و استقلال کے جتانے اور آب و هوا کے ضرر اُتها نے میں مضبوط و مستحکم رها که راجه آشتي کا خواستگار هوا چنانچه درخواست اُس کي منظور هوئي اور وه راجه بذات خود شاهجهاں کي خدمت میں حاضر آیا اور ثبوت اطاعت کے لیئے نذریں پیش کیں اور اپنے بیٹے کو اس غرض سے شاهجهاں کے ساتهه کیا که وه دلي کے دربار میں حاضر هووے اور شاهجهاں اِس موقع پر اپنے دادا جاں اکبر کي تدبیر مملکت کو نه بهولا که اطاعت کے وقت اُس نے راجه کو بغل میں لیا اور اپنی برابر بیٹها یا اور طرح طرح سے مدارات اُس کي کي اور بهت تواضع تعظیم سے پیش آیا اور وه ملک اُس کا اُس کو واپس کیا جو اکبر کے عهد دولت سے آج تک فتح کیا تها اور جب که اُس راجه کا بیٹا بادشاه کي خدمت میں پهونچا تو اُس نے بهت سي عنایت فرمائي اور سلطنت کے جنگي سرداروں میں بڑا پایه اُس کو مرحمت فرمایا یهه واقعه سنه ۱۶۱۴ ع مطابق سنه ۱۰۲۳ هجري میں واقع هوا *

اِس برس کي لڑائي میں جو کامیابي ظهور میں آئي وه بالکل شاهجهاں کي سعي و محنت سے علاقه رکهتي تهي اِس لیئے که عزیز خاں اعظم جو اُس کي امداد و اعانت کي غرض سے روانه کیا گیا تها وه شاهجهاں کي نسبت ایسی غرور اور گستاخي سے پیش آیا که بادشاه اُسکو الگ کرنے اور چندے قید رکهنے پر مجبور هوا *

اِس مهم کي بدولت شاهجهاں کي قدر و منزلت نے بڑي ترقي پائي اور نور جهاں کا رعب داب اُسکا ممدو معاون هوا اس لیئے که اسي زمانه میں نور جهاں کي سگي بهتیجي آصف خاں اُس کے بهائي کي

بیٹی شاهجہاں کے نکاح میں آئی تھی اور تمام لوگ اُس کو جہانگیر کا عمده قایم مقام سمجھتے تھے *

راجه مان سنگهه اسی عرصه میں دکن میں مرگیا تھا اور روشنیا فرقه والوں کی بغاوت سے جو سنه ۱۶۱۱ ع میں برپا ہوئی تهی کابل بڑے خطره میں پڑا تھا مگر بایزید کے پوتے احداد کے مرنے سے جو اُس کا جانشین بهی تھا وه بغاوت خاتمه پر پہونچی عبدالله خان نائب السلطنت گجرات پر بادشاه اس لیئے خفا ہوا که اُس نے گجرات کی رعایا پر زور ظلم کیاتها اور بادشاهی اخبار نویس سے بری طرح پیش آیا اوراُسکا پاس و لحاظ اُس نے نکیا چنانچه عبدالله خاں کی نسبت یهه حکم نافذ ہوا که اُس کو گرفتار کرکے دارالسلطنت میں حاضر کریں مگر عبدالله خاں حکم مذکورالصدر کو پہلے سے سوچ سمجهه کر پا پیاده چل چکا تها اور فوج اُس کے پیچهے پیچهے دور دور کے فاصله سے چلی آتی تهی چنانچه وه دربار میں ننگے پانوں اور پا بزنجیر آکر حاضر ہوا اور بادشاه کے قدموں پر گرپڑا یہاں تک که شاهجہاں کی شفاعت سے قصور اُس کا معاف ہوا اور وهی عنایت سابقه جاری رهی *

## انگلستان کے ایلچی کا بیان

شاهجہاں کی واپسی پر تهوڑی مدت گذری تهی که جیمس اول شاه انگلستان کی طرف سے سر ٹامس رو صاحب بصیغه ایلچی‌گری جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا † اور وه حال اُس نے قلمبند کیئے که اُن کے دیکهنے سے هم وه حال دریافت کرسکتے هیں جو جہانگیر کے عهد دولت میں بلاد هندوستان میں پیش تهی چنانچه بیان اُن کا یهه هی که بندر گاهوں اور معمول تجارت کے مقاموں میں بڑے زور ظلم ہوا کرتے تهے

† وه مقام اجمیر میں ۲۳ دسمبر سنه ۱۶۱۵ ع کو پہونچا اور بادشاه کے همرکاب مقام مانڈو اور گجرات تک گیا اور سنه ۱۶۱۸ ع کے آخر میں بادشاه سے رخصت ہوا

اور جس مال و متاع کو حاکم لینا چاهتا تها تو حسب مراد اپنی قیمت لگاکر جهت لیتا تها یہاں تک کہ اس انگلستانی ایلچی کی تعظیم و تکریم اور نہایت مہمان نوازی عمل میں آئی مگر اُس کے اسباب کی تلاشی لی گئی اور کئی چیزیں باشارت حاکم اُس میں سے ‡ اوڑائی گئیں یہہ ایلچی مقام سورت سے برهان پور اور چتور گڈه کی راه سے اجمیر کو گیا تها اور بضرورت اس راه کے اُس کو دکن کے ملک میں جہاں لڑائی بڑے دهوم دهام سے قایم تهی اور نیز والی مواز کی قلمرو میں جہاں ابهی لڑائی پوری هوچکی تهی گذرنا پڑا مگر کسی جگهہ کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئی هاں پهاڑی لوگونسے کچهہ تکلیف اُٹهانی جو اُس وقت میں بهی پریشانی کے زمانہ میں راه رستوں کو خطر ناک کرتے تهے جیسے کہ اب بهی اُن کی لوٹ مار سے راهوں کے ادهر اودهر جان مال کا کهٹکا لگا رهتا هی *

دکن میں شہروں کی تباهی ویرانی اور اراضیات کی بیکاری نامزروعی کے بڑے بڑے نشان موجود تهے اور برهان پور کی یہہ صورت تهی کہ وه شہر پہلے وقتوں میں نہایت عمده تها اور بعد اُس وقت کے بهی بہت عمده چلا آیا مگر اس ایلچی کے وقتوں میں ایسا تها کہ پانچ چار مکان اُس میں پختہ تهے باقی تمام مکان اُسمیں مٹی کے پرانے جهونپڑے تهے * اور شاهزاده پرویز کا دربار جو برهان پور میں هوتا تها کسی طرح کی شان شوکت نرکهتا تها *

وه ایلچی بعضے ایسے شہروں پر گذرا کہ وه شہر ویران پڑے تهے اور وهاں کے باشندے چهوڑ چهوڑ اُس کو چلے گئے تهے اور بعض بعض

‡ یہہ بات بیان کے قابل هی کہ یہہ حاکم ذوالفقار خاں نامی انگریزوں سے عداوت رکهتا تها اور حال میں اُس نے پرتگال والوں سے یہہ اقرار کیا تها کہ اپنے علاقہ کے بندر گاه سے انگریزوں کی کشتیاں خارج کرونگا مگر اس اقرار نامہ کو بادشاه نے مہیا نرکها اور وه حاکم سلطانی اطاعت کے لحاظ و حیثیت سے انگلستانی ایلچی کی تواضع تعظیم میں بظاهر سرگرم رها اُورم صاحب کی تاریخ جلد ۳ صفحہ ۳۶۱ *

شہروں کو اُس نے آباد و شاداب پایا اور دونوں شہروں کے مقابلہ سے حیران و پریشان رہا منجملہ اُن ویران شہرونکے بعض بعض شہر ایسے بھي تھے کہ وہ کسي وقت میں دارالحکومت بھي † تھے اور اُن شہروں کے تنزل سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ باقي ملک بھي ویران وخراب تھا اکبر کے مرنے سے انتظام اُس کے ملک و ممالک کا بہت جلد تنزل پکڑتا جاتا تھا چنانچہ صوبوں کي حکومتوں کا ٹھیکا ہوتا تھا اور حاکم لوگ اکراہ و زبردستي سے روپیہ وصول کرتے تھے اور بڑے بڑے ستم تقاضے تھے اگرچہ یہہ ایلچي معقول پسند اور سنجیدہ نگار ہے مگر دربار جہانگیر کي شان شوکت کو اُس نے بڑي زیادہ گوئي سے بیان کیا چنانچہ اُس نے جہانگیر کے امیروں کي خوش اخلاقي اور بےتکلفي اور اُن جلسوں کے انتظام و تکلف کي خوبي بڑے مبالغہ سے بیان کي جو اُسکي خاطر منعقد ہوئے تھے ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ تعظیم و تکریم اور مدارات و تواضع اُسکي طرح طرح سے عمل میں آئي اور اُن مختصر تحفہ تحائف کے لحاظ سے جو اُسنے بادشاہ اور اُسکے امیروں وزیرونکے پیشکش کیئے اور اُس تھوڑي بھیڑ بھاڑ کي حیثیت سے جو ہمراہ اُس کے تھي یہہ توقع نہ تھي کہ ایسي جگہہ جہاں جاہ و جلال کے زور و شور اور شان و شوکت کي دھوم دھام تھي بات اُس کي پوچھي جاوے اور آو بھگت اُس کي بخوبي کیجاوے غرض کہ یہاں تک قدر اُس کي کي گئي کہ وہ ایسے اداب تسلیمات سے معاف کیا گیا جو تھوڑي بہت ذلت و خفت سے خالي نتھے اور عام درباروں میں عمدہ مقام اُس کو دیا گیا اور بے تکلف آشناؤں کي مانند اُسکو اجازت دي گئي کہ وقت بے وقت اوپرے سوتے اندھیرے اوجالے بادشاہ کي خدمت میں جیسا جي چاہے حاضر ہوا کرے *

---

† مانڈو اور ٹوڈا ایسے شہر تھے جنکا بیان اُس ایلچي نے بڑي تعریف سے لکھا ہے چنانچہ مانڈو مالوہ کا دارالحکومت تھا اور حال اُس کا اب بھي لوگوں کو معلوم ہے مگر ٹوڈا جو صوبۂ اجمیر میں کسي راجپوت راجہ کا دارالحکومت تھا ایسا شہرۂ آفاق نہیں ہوا

خاص خاص وقتوں میں جو بادشاہ کی کیفیت اُس نے ملاحظہ کی وہ اُس شان و شوکت کے مخالف تھی جس کو بادشاہ کے چاروں طرف وہ عام وقتوں میں دیکھتا تھا یعنی بادشاہ اپنے خاص وقتوں میں چھوٹے سے پست جڑاؤ تخت پر جس میں ہیرے لال موتی جڑے ہوتے تھے بیٹھتا تھا اور سونے کی رکابیاں اور گلدان مرصع اور جڑاؤ صراحیاں آگے رکھی جاتی تھیں اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ یار اُس کے ایسے متوالے ہوجاتے تھے کہ دو چار آدمیوں اور ایلچی مذکور کے علاوہ جو کمال احتیاط سے مے خواری کرتے تھے اور دو چار پیالیوں سے زیادہ نہ پیتے تھے اپنے آپے میں نرہتے تھے اور بادشاہ اِس قدر پیتا تھا کہ جب تک وہ نیند کے مارے بے قابو نہو جاتا تھا تب تک جام و صراحی سے ہاتھہ اپنا نہ اوٹھاتا تھا اور جب کہ نیند اُس کو آجاتی تھی تو چراغ گل کیئے جاتے تھے اور لوگ باگ ادھر اودھر چلے جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر بادشاہ اپنے جلیسوں پر زیادہ عنایت کرتا تھا اور جوں جوں شراب کا نشا بڑھتا جاتا تھا اُسی قدر عنایتوں کی ترشح زیادہ ہوتی تھی چنانچہ اُس نے ایک مرتبہ سارے مذہبوں کا بڑی آدمیت سے ذکر کیا اور بعد اُس کے بلا تحاشا رونے لگا اور اُس کے مختلف مختلف شوقوں نے ظہور کیا یہانتک کہ بیٹھے بیٹھے آدھی رات آگئی *

حاصل یہہ کہ یہہ اختلاط کی باتیں اور ساری بے تکلفاں رات کو ہوتی تھیں مگر صبح تک باقی نرہتی تھیں چنانچہ ایک بار ایک درباری نے کھلم کھلا اپنے پرائے لوگوں کے سامنے رات کے جلسہ کا مزا بے تمیزانہ کچھہ بیان کیا تو جہانگیر انجان بن گیا اور علانیہ یہہ فرمایا کہ کن لوگوں نے خلاف قانون عمل کیا غرض کہ جن جن لوگوں کا نام لیا گیا وہ پکڑے آئے اور کوڑوں سے پٹوائے گئے یہاں تک کہ ایک شخص اُن میں سے مرگیا غرض کہ عام موقعوں پر اسقدر قانون کا پابند رہتا تھا کہ ایسے آدمی کو سامنے نہ چھوڑتا تھا جسکے دم سے یا کسی اور علامت

سے شراب پینے کا اشتباہ اُس کی نسبت ہوتا تھا مگر یہہ مکر اُسکا محض بے کار اور بیفایدہ تھا اِس لیئے کہ وہ بھی آج کل کے بڑے آدمیوں کی مانند اخبار نویسوں اور خفیہ نگاروں سے گھرا رہتا تھا چنانچہ جو کام ایسا ویسا چھپ چھپاکر وہ کرتا تھا دوچار گھنٹوں کے بعد اُس کی اطلاع ادھر اُدھر ہوجاتی تھی اور بستی کے سارے چھوٹے بڑے واقف ہوجاتے تھے یہاں تک کہ چھوٹی سے چھوٹی بات اُسکی مخفی نرہتی تھی *

معلوم ہوتا ہی کہ باوصف امر مذکورالصدر اور خلاف آدمیت کی چند اور باتوں کے اس ایلچی نے بادشاہ کو ایسا نہ سمجھا کہ وہ عمدہ خیالات اور اچھی سمجھہ بوجھہ سے خالی ہووے اگرچہ اُس کی سمجھہ بوجھہ کی خوبی اور سوچ بچار کی پختگی کو اُن دو چار بیوقوفیوں کے صادر ہونے سے بٹا لگتا ہی جن کو اب اُس ایلچی نے بیان کیا چنانچہ منجملہ اُن ناشایستہ حرکاتوں کے ایک حرکت یہہ بھی تھی کہ بندرگاہ سورت سے اُس ایلچی کے اسباب کی گاڑیاں آتی تھیں جن میں کھانے پینے کا سامان اور بادشاہ اور اُس کے درباریوں کے تحفہ تحایف اور اُن سوداگروں کے اسباب بھی شامل تھے جنھوں نے بادشاہی چوکی پہرے کی نظر سے اسباب اپنا بھی اُس کے اسباب کے ہمراہ کردیا تھا بادشاہ نے اُن گاڑیوں کو اپنے سامنے کھلوایا اور بچوں کی مانند ایک ایک کرکے دیکھا اور جب کہ وہ ایلچی اِس نظر سے سخت برہم ہوا کہ بادشاہ نے عام دیانت پر بھی توجہہ نہ فرمائی تو اُس کے ٹھنڈے کرنے کے لیئے ایسے پھیکے عذر اُس نے پیش کیئے کہ شان سلطنت کے شایاں و مناسب نہ تھے اگرچہ اِس ایلچی نے بعض بعض درباریوں کا حال اچھا بھلا بیان کیا مگر ہیئت مجموعی کی حیثیت سے کل درباریوں کو ایسا لکھا کہ چال چلن اُن کے ٹھیک ٹھاک نہ تھی اور چال ڈھال اُنکی قانون قاعدوں کے پابند نہ تھی اور بڑے بڑے کام اُن کی طبیعتوں میں

رچ بچ گئے تھے اور یہاں تک غفلت شعاري تھي که جس کام کے لیئے یہه ایلچي آیا تھا وہ دو برس تک جھمیلے میں پڑا رہا اور جب که اُس نے نہایت زچ بچ هوکر آصف خاں کو ایک بھاري موتي بطور رشوت کے بھینٹه دیا تو کام اُس کا بخوبي پورا هوا اور کوئي خرخشه باقي نرها یہه ایلچي اور اُس کے همعصر ایسا بیان کرتے هیں که اسي وقت سے دلیري دلاوري نے تنزل پکڑا اور پٹھان اور راجپوت هي اُسوقت میں بہادر سپاهي گنے جاتے تھے † *

جہانگیر کے عہد و دولت میں دستکاري کے فنوں نے ایسي ترقي پائي تھي که وہ ترقي هندوستان کي مخصوص صنعتوں پر منحصر نتھي بلکه وہ لوگ اور ملکوں کي صنایع کو بھي سانچه میں ڈھالتے تھے چنانچه سرتامس رو صاحب کے تحفوں میں ایک انگریزي گاڑي تھي بعد اُس کے تھوڑے دنوں گذرنے پر بہت سي گاڑیاں ایسي پھیل گئیں جو صنعت کي رو سے برابر اورکام اور مصالح کي نظر سے انگریزي گاڑي کي نسبت زیادہ عمدہ اور معقول تھیں اور اسي ایلچي نے ایک تصویر بھي بادشاہ کي نذر کي تھي جس کي نقلیں تھوڑے دنوں کے بعد اتني بہت هوگئیں که جب بادشاہ نے اُن نقلوں کو اُس ایلچي کے سامنے پیش کیا تو اُس ایلچي کو اصل تصویر کي شناخت میں بڑي دقت پیش آئي ‡ بہت سے یورپ والے بادشاہ کے دربار میں آتے جاتے تھے اور اُن کے دین و مذهب کي رو رعایت کي جاتي تھي بادشاہ کے تصویر خانه میں مسیح علیه‌السلام اور حضرت مریم کي تصویریں سب تصویروں سے

---

† سرتامس رو صاحب اور تري صاحب اور هاکنز صاحب

‡ یہه ایلچي علاوہ اور تحفه تحایف کے تاریخانه تصویروں اور قضا کي تصویروں اور ایسي تصویروں کو نذر کرنامناسب سمجھا جو اندھیري رات میں ایسي معلوم هوویں که گویا وہ شمع کي مانند چمکتي هیں اور اُن کا عمدہ هونا ضروري بتایا هی اس لیئے که هندوستاني لوگ اُن کو ایسا هي خوب سمجھتے هیں جیسا که هم لوگ اُن کو پہچانتے هیں

بالا رهتي تهين اور اُس كے دو بهتيجون نے اُس كي رضا و رغبت سے عيسائي مذهب كو اختيار كيا تها § دربار كي زبان تو فارسي تهي مگر سارے لوگ هندوستاني بولتے تهے اور هاكنز صاحب نے جو صرف تركي زبان سے وهي واقف تها بادشاه اور خانخانان كو تركي زبان كا ماهر پايا *

معلوم هوتا هے كه مستر تامس صاحب ايلچي اور سارے درباريون كو كوئي خيال اِس قدر پيش نظر نرهتا تها جيسا كه شاهزاده خسرو كا خيال اُن كے سامنے حاضر رهتا تها اور اُس كي مصيبتون كے مقابله مين اُس كي برائيون كا تصور بهي نه آتا تها اور اُس كو هر طرح سے لايق فايق سمجها جاتا تها اور يهه حال اُن كا تها كه جب كبهي بادشاه كي عنايت كا كوئي نشان اُن پايا جاتا تها تو اُن مين جان آجاتي تهي اور نهايت خوش هوجاتے تهے اور جب بادشاه اُس كے بدخواهون كا كهنا مانتا تها تو وه لوگ افسرده بلكه مرده هوجاتے تهے يهان تك كه يهه سمجها جاتا تها كه اگرچه بادشاه آصف خان اور نور جهان بيگم كي فند و فطرت اور شاهجهان كے رعب داب سے كهلم كهلا بات اپني جتا نهين سكتا مگر حقيقت مين جي اُس كا بهي شاهزاده خسرو سے لگا هوا هے || علاوه اور سببون كے خسرو كا تخت سے محروم كرنا اس ليئے بهي بهت عام پسند نهوا كه وه شاهجهان كے حق مين مفيد پڑا اور وجهه اُس كي يهه تهي كه اِس ايلچي كے قول كے موافق بعضے آدمي شاهجهان كي

---

§ رر صاحب هاكنز صاحب ٹري صاحب اَريٹ صاحب

|| اِس انگلستاني ايلچي نے ايك وقت خسرو سے ملاقات ايسي وقت مين كي كه خسرو فوج كے همراه تها اور كوئي نظر بندي اُس پر نه تهي گرمي كے موسم مين درخت كے تلے تهرا اور اُس نے ايلچي كو بلايا چهره مهره اُس كا خوب صورت اور جسم اُس كا نازك اور لطيف تها اور ڈاڑهي اُس كي ناف تك پهونچتي تهي مگر اُس كو يهه معلوم نه تها كه دنيا مين كيا هو رها هے اور نه اُس كو انگريزون كي اور نه ايلچي كي آگاهي تهي

خوشامد کرتے تھے اور بعضے کھلم کھلا مخالف تھے غرض کہ کوئی آدمی شاہجہاں سے جیسیں راضی نہ تھا یہاں تک کہ اِس ایلچی نے بھی اُس کو مغرور اور متعصب اور ستمگر بیاں کیا مگر جو کہ شاہجہاں کے چال چلن سے لیاقت و ہوشیاری کے سوا کوئی بات ایسی ویسی واضح نہوتی تھی تو غالب یہہ ھی کہ اُس کے عام پسند نہونے کا باعث یہہ ہوگا کہ وہ غرور و نخوت اور سکوں و متانت کے مارے بے تکلف کسی سے ملتا جلتا نہ ہوگا چنانچہ یہی ایلچی کہتا ھی کہ میںنے اپنی آنکھوں سے ایسا روکھا سوکھا آدمی جس کے چہرہ مہرے سے متانت مترشح ہوتي ہو اور ہسنے مسکرانے کا نشان اُس کے لبوں پر نپایا جاوے اور اُس کی نظروں سے کسي کي تعظیم و تکریم بھی نہ کھلی اور سر سے پاؤں تک غرور کا پتلا سمجھا جاوے شاہجہاں کي مانند اپنے پرانی ملکوں میں آج تک نہیں دیکھا اور باوصف اِس کے کہ یہہ شاہزادہ اُس زمانہ میں پچیس برس سے زیادہ کا نہوگا *

شاہجہاں کو یہہ اندیشہ ہوا ہوگا کہ پرویز اُس کا بڑا بھائي حریف اُس کا ہو سکتا ھی اور حقیقت بھی یہي تھي کہ پرویز اُسکا بڑا بھائي بڑے ہونے کي جہت سے رشک و حسد کے قابل تھا مگر بقول اُسکے کہ بزرگي بعقل است نہ بسال شاہجہاں کي اُن عمدہ لیاقتوں کا کوئي بڑا مقابلہ نہ کر سکتا تھا جو نور جہاں کي رعب داب سے اعانت پاتي رہتي تھیں *

جب کہ اِس شہزادہ بلند اقبال کو ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۱۶ع مطابق ذیقعدہ سنہ 1025 ھجري میں دکن کي مہم تفویض ہوئي اور شاہجہاں کے خطاب سے معزز و ممتاز ہوا تو اُس کے بڑے بھائي پرویز کي رہي سہي امید اچھي طرح منقطع ہو گئي شاہجہاں کو بڑے بڑے اختیارات اِس موقع پر حاصل ہوئے اور خود جہانگیر اِس غرض سے مانڈوں تک ساتھہ اُس کے گیا کہ اگر کوئي ضرورت پیش آئے تو ضرورت کے وقت امداد اُسکي بلا تکلف کرے *

یہہ ایلیچی بادشاہ کے همراہ منزل بہ منزل گیا اور جو حال اُس نے کونچ پڑاؤ کی بابت بیان کیا وہ اُس بیان کے مخالف ہی جسکو حسن انتظام اور قاعدہ دانی کی رو سے پہلے اُس ہی قلمبند اُس نے کیا تھا چنانچہ بیان اُس کا یہہ ہی کہ جب دربار اور لشکر کے آدمی مقام کرتے تھے تو اُن میں قاعدہ کی پابندی بدستور ہوتی تھی مگر باربرداریوں کی قلت سے بڑی پریشانی اور دشواری پیش آتی تھی یہاں تک کہ ایران کا ایلچی اور یہی ایلچی باربرداری کے نہ ہونے سے چند روز اجمیر میں پڑے رہے اور سپاہیوں اور همراهیوں کے ڈیروں کو اس غرض سے جلایا گیا کہ وہ آگے بڑھنہ میں کوتاہی نہ کریں اگرچہ ٹوٹے پھوٹے سامانوں سے چلے جاویں اور کوچ کے وقتوں میں ایسی بے انتظامی پھیلتی تھی کہ بعض بعض وقتوں میں پانی کی کوتاہی ہوتی تھی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں طول طویل اور دشوار و صعب گذار کو چوں کے مارے اونٹ اور گاڑیاں ٹوٹی پھوٹی رستوں میں پڑی رهتی تهیں اور منزل پر پہونچنا اُنکا نہایت دشوار ہوتا † تھا *

دکن کا رنگ ڈھنگ اس شاہزادہ کے حق میں نہایت مفید ہوا اِس لیئے کہ ملک عنبر سے گمنام آدمی کے فروغ پانے سے اُسکے متفق بادشاہوں بلکہ خاص اُسی کے سرداروں میں رشک و حسد کا مضمون شایع ذایع ہوا تھا چنانچہ ان نزاعوں کے باعث سے ملک عنبر نے شاہجہاں کے مقابلہ میں شکست فاحش کھائی اور شکست کے پڑنے سے اُس کے رفیقوں کے دل نہایت شکستہ ہوئے یہاں تک کہ جب شاہجہاں دکن میں داخل ہوا تو اُس نے بیجا پور والے بادشاہ کو متفق بادشاہوں سے علاحدہ کیا اور کوئی دشواری اُس میں پیش نہ آئی اور جبکہ ملک عنبر نے یہہ معاملہ دیکھا کہ رفیق اُسکو چھوڑ گئے اور وہ تنہا رہ گیا تو کام نا کام اُس نے ماہ مارچ سنہ ۱۶۱۷ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۱۰۲۶ هجری

† جہانگیر کی همراهی میں اس ایلچی نے وہ سب مصیبت اُٹھائی جو ایک بری حکومت اور ناموافق آب و هوا سے اُٹھانی پڑتی ہی

میں نظام بہادر شاہ اپنے نام کے بادشاہ سمیت اطاعت کا غاشیہ اپنے دوش سعادت پر رکھا اور احمدنگر اور علاوہ اُسکے اُن ملکونکو تسلیم کیا جنکو بادشاہی ملازموں کے دخل و تصرف سے نکالکر اپنے قبض و دخل میں داخل کیا تھا غرضکہ شاہجہاں اس لڑائی کو اس حسن خوبی سے خاتمہ پر پہونچا کر مانڈو کو روانہ ہوا اور بارہ مہینے کے اندر اندر جب سے کہ دونوں باپ بیٹے یعنی جہانگیر اور شاہجہاں اجمیر سے الگ ہوئے تھے باپ کی قدم بوسی کو حاضر آیا مگر جہانگیر اِس زمانہ میں سیر گجرات کو گیا اور برس روز اُس جگہہ ٹھہرا رہا اور اس صوبہ کی نیابت سلطنت کو اُن حکومتوں پر زاید کیا جو شاہجہاں کو پہلے سے حاصل تھیں یعنی شاہجہاں کو گجرات کی نیابت سلطنت بھی عنایت فرمائی *

ستمبر سنہ ۱۶۱۸ع میں جہانگیر گجرات سے روانہ ہوا اور پچھلے دو برسوں یعنی سنہ ۱۶۱۹ع اور سنہ ۱۶۲۰ع میں کشمیر کے سفر اور کوٹ کانگڑہ کی فتح اور بغاوت پنجاب کی گوشمالی کے سوا کوئی عمدہ واقعہ واقع نہیں ہوا *

## دکن کے دوبارہ فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ وادی کشمیر میں رونق افروز تھا تو سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ ہجری میں اُس کو یہہ پرچا لگا کہ دکن میں لڑائی دوبارہ شروع ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لڑائی ملازمان بادشاہی کی چھیڑ چھاڑ بدون خود ملک عنبر کی طرف سے قایم ہوئی تھی یعنی ملازمان سلطانی کی سہل انکاری اور غفلت شعاری سے یہہ ترنگ اُسکے جی میں آئی تھی اس لیئے کہ اُسکو کشادہ ملکوں کے قبض و تصرف کرنے اور بادشاہی فوج والوں کو برہان پور تک بھگانے میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور فوج بادشاہی کے سرداروں نے بڑے زار نالی سے اعانت کی درخواست اپنے ولی نعمت کی خدمت میں روانہ کی چنانچہ شاہجہاں کو حکم ہوا کہ بڑی فوج لیکر اعانت خواہوں کی اعانت کرے

غرضکہ شاہجہاں سرحد پر پہونچا اور ذخیروں کے بہم پہونچانے کو بہت سے خزانے جمع کیئے مگر کسی شک شبہہ کے پیدا ہونے سے وہ آگے نہ بڑھا اور یہہ مقرر کیا کہ جبتک کہ خسرو اُسکے حوالہ نکیا جاویگا اور وہ ہمراہ اُس کے نہ ہوگا تب تک قدم آگے نہ رکھیگا غرضکہ مراد اُسکی پوری ہوئی اور اُس نے معمولی لیاقت سے کام اختیار کیا شاہجہاں کے مالوہ میں پہونچنے سے پہلے ملک عنبر کی فوج کا ایک ٹکڑا نربدا وار اُتر آیا تھا اور مانڈو کے حوالی شہر کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کر چکا تھا مگر جب کہ شاہجہاں آگے کو بڑھا تو وہ ٹکڑا بھاگا اور شاہجہاں نربدہ پار اُترا اور لڑائی کے کام کاج کو حملہ آوروں کے قاعدوں پر شروع کیا اور ملک عنبر نے بھی اپنے معمولی دستور کو سنبھالا یعنی رسدوں کا روکنا اور متفرق نوکروں کو مارنا شروع کیا اور بادشاہی فوج کے داہنیں باہیں مار دھاڑ کے واسطے لوگ اپنے متعین کیئے اور طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے بادشاہی لوگوں پر چھاپے مارنے کا ارادہ کیا مگر شاہجہاں کو ہمیشہ چوکنا پڑیا اور آخرکار ایسی عام لڑائی پر مجبور ہوا کہ جس سے قصہ پاک صاف ہو جاوے غرض کہ ملک عنبر نے شکست فاحش کھائی اور بہت بڑا نقصان اُٹھایا *

اگرچہ لڑائی کے کہیت میں شاہجہاں کی جیت رہی اور میدان میں اُس کو فوقیت حاصل ہوئی مگر ملک کی تباہی ویرانی سے کامیابی میں بڑا خلل پایا اور اسی نظر سے جب ملک عنبر نے آشتی چاہی اور پہلی ملکوں کے علاوہ اور ملک بھی دینے ٹھہرائے اور کچھہ روپیہ بھی دینے کیئے تو شاہجہاں نے بہت غنیمت سمجھا اور درخواست اُس کی منظور کی *

اس کامیابی پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ بادشاہ کو دمہ کا روگ لگا اور اُسی بیماری کے باعث سے عمر بھر تکلیف اُٹھاتا رہا یہاں تک کہ تھوڑے دنوں ایسے خطرہ میں مبتلا رہا کہ بظاہر تخت کے جلد خالی ہوجانے کا گمان ہوتا تھا *

شاهزادہ پرویز اس حال نزار کو سنکر اپنی حکومت گاہ سے دوڑا آیا مگر جہانگیر نے اُس کو برا بھلا کہہ کر وهیں اولٹا بهیجا اور شاهجہاں کو باپ کی شفا سے پہلے ایسے اڑے وقت میں استدر فرصت نہ ملی کہ وہ بھی پرویز کی مانند افتاں و خیز باپ کے سرھانے پہونچتا مگر ایسے برے وقت میں ماہ ستمبر سنہ ۱۶۲۱ ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ هجری کو شاهزادہ خسرو کے مر جانے سے اُس کے حریف شاهجہاں پر زور و ظلم کا بڑا شک شبہہ هوا جسکے هاتهوں میں وہ متوفی گرفتار تها هاں همکو بے سوچے سمجھے یہہ مناسب نہیں کہ ایسے آدمی کی زندگی کو جو کسی داغ دهبے سے کبھی داغدار نہوئی ایسا گہرا گهاڑا دهبا لگایا جاوے جو عمر بھر چھٹانے سے نہ چھٹے *

اگرچہ خسرو کے مرجانے سے یہہ بات تو حاصل هوئی کہ شاهجہاں کی تخت نشینی میں کسی قسم کا شک شبہہ باقی نہ رہا مگر وہ ایسی مصیبتوں خطروں میں مبتلا هوا جو اُسکی تباهی کے باعث ہوئے تفصیل اِس اجمال کی یہہ هی کہ دکن کی روانگی سے پہلے شاهجہاں کے رعب داب کو نور جہاں کی امداد و اعانت سے بڑی تقویت پہونچتی تهی مگر جب کہ شاهجہاں دکن کو چلنے لگا تو نور جہاں نے اپنی بیٹی کا رشتہ جو شیر افگن خاں کے نطفہ سے پیدا هوئی تهی جہانگیر کے چھوٹے بیٹے شہر یار سے کر دیا + اور یہہ نیا رشتہ نور جہاں کی میل و رغبت کو دور کے رشتہ دار بهتیجے جنوائی یعنی شاهجہاں سے قطع کرنے کے لیئے کافی ہوا علاوہ اُس کے نور جہاں کے قطع رغبت اور تبدیل محبت کا یہہ خیال هی باعث هوا کہ وہ رعب داب اُسکا جو آج کل حاصل هی شاهجہاں سے چالاک شاهزادے پر بنا نہ رهیگا نورجہاں کا باپ معقول باتوں سے لاگ ڈانٹ اُس کی کرتا رهتا تها چنانچہ جبتک وہ زندہ رہا تو نور جہاں حد اعتدال سے خارج نہوئی مگر جب کہ باپ اُسکا گذر گیا تو اُس نے پیٹ سے پانو نکالے اور بادشاہ پر بڑی حکومت کرنے لگی اور

+ خافی خاں

کسی بندش کی پابند نرہی علاوہ اسکے آصف خاں شاہجہاں کا خسر اوس کا بھائی اُسکی مرضی کا آلہ ہوا غرض کہ نور جہاں نے ایسی بے پایاں قوت کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھکر یہہ ارادہ کیا کہ جسطرح بن پڑے شاہجہاں کی تخت نشینی کو خاک میں ملاوے چنانچہ خسرو کی وفات اور جہانگیر کی شدت مرض سے بخوبی واقف ہو کر اُن تدبیروں کے کاٹ تراش میں کوتاہی نہ کی جن کی بدولت شاہجہاں کو یہہ پایہ نصیب ہوتا کہ وہ اُسکے مقابلہ پر غالب آوے *

غرضکہ اس ارادہ کے پورا کرنیکا یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ جب ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کیا تو نورجہاں نے جہانگیر کو یہہ فقرا سوجھایا کہ اس بڑی مہم کے قابل وہ شہزادہ ہی جس نے دکن کو فتح کیا اور وہی اقبالمند اس موروثی ملک کے پہلی قبضہ کو بحال کریگا چنانچہ سنہ ١٦٢١ع مطابق سنہ ١٠٣١ ہجری میں شاہجہاں نے پہلے پہلے تو اس مہم پر جانا قبول کیا اور مانڈو تک پہونچ گیا مگر جب کہ اُس نے یہہ سوچا بچارا کہ مجھکو ایسے ملک سے نکالنا منظور ہی جسپر رعب داب اپنا بیٹھا ہی اور ایسی مہم پر بھیجنا غرض ہی جو نہایت سخت اور بڑی دور دراز واقع ہوئی ہے تو آگے کو نہ بڑھا اور موسم کی خرابی اور فوج کے اچھے نہونے کا عذر اُس نے پیش کیا اور ہندوستان سے باہر جانے پر یہہ شرط اُسنے لگائی کہ میرا استحقاق بنا رہے اور جہانگیر کے کانوں میں یہہ بات پہونچائی گئی کہ ان شرطوں کے ٹھہرانے کا باعث یہہ ہی کہ اُسنے خود مختاری کا ارادہ کیا جہانگیر نے جواب اُسکا یہہ کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کا بڑا حصہ دارالسلطنت کو روانہ کرے کہ وہ تنہا شہریار کی زیر حکومت ہوکر قندھار کو روانہ کیا جاوے اور بڑے بڑے افسروں کے نام اِس مضمون کے پروانہ جاری کیئے کہ شاہجہاں کو چھوڑ کر شہریار کے لشکر میں حاضر ہوویں حاصل یہہ کہ جب وہ حکم شاہجہاں کو پہونچا تو اُس نے باپ کو کڑے کڑے فقرے لکھے اور حصول ملازمت کی اجازت

چاهي مگر جهانگیر اوسکي ملازمت پر راضي نه هوا اور دکن کي واپسي کا
حکم صادر فرمایا اور اس بحث و تکرار کے زمانه میں هندوستان خاص کي
جاگیریں شاهجهاں کے نام سے منتقل کر کے شهر یار کے نام پر معین
فرمائیں اور اس تجویز و تعین میں شاهجهاں سے پوچها کچها نه گیا
بعد اوسکے شاهجهاں کو یهه حکم گیا که منتقله جاگیروں کي برابر دکن
گجرات میں جاگیریں پسند کرے اور جب که یهه معامله دور تک پهونچا
تو نور جهاں بیگم اپنے بهائي آصف خاں شاهجهاں کے خسر کي جنگي
لیاقتوں اور مقدمه مذکوره بالا میں اُسکي گرمجوشي پر بهروسا نکر کے
مهابت خاں کو بلانا چاها جو ترقیات روز افزوں کي بدولت روز بروز بڑهتا
جاتا تها اور اب تک آصف خاں کا جاني دشمن چلا آتا تها مختصر
یهه که آصف خاں کابل سے بلایا گیا اور دربار میں حاضر هونے پر
بڑي بڑي عنایتوں کا مورد هوا اور بڑا اعتماد اُس پر جتایا گیا *

اِسي حیص بیص کے شروع میں جهانگیر کشمیر سے واپس آیا جو
دوباره اُس کے سیر و تماشے کو گیا تها اور اکتوبر سنه ۱۶۲۲ ع مطابق سنه
سنه ۱۰۳۱ هجري میں دربار اپنا خاص لاهور میں اس غرض سے مقرر
کیا که ضرورت کے وقت آپ بهي موجود رهے *

## شاهجهاں کي بغاوت کا بیان

جهانگیر اور شاهجهاں کے درمیان اسي عرصه میں پیک و پیغام
جاري رهے مگر آشتي کي جگهه پیک و پیغام پر یهه اثر مترتب هوا که
بهت سے اس شبهه میں قتل کرائے گئے که وه شاهجهاں سے موافقت و
سازش رکهتے هیں اور جب که شاهجهاں نے یهه یقین کیا که اب اپني
قسمت پر مهر لگ گئي تو مانڈو سے فوج اپني لیکر آگره کو روانه هوا
اور جهانگیر نے بهي اس خبر کے سنتے هي فبروري سنه ۱۶۲۳ ع مطابق
سنه ۱۰۳۲ هجري کو لاهور سے کوچ کیا چنانچه دارالخلافه دلي سے گذر
کر شاهجهاں کے لوگوں سے بیس میل اِدهر جا پهونچا شاهجهاں بلوچپور

واقع جنوب دلي ميں دلي سے چاليس ميل كے فاصله پر پڑا تها بعد
اُس كے ميوات كے پہاڑوں ميں چلا گيا جو بلوچ پور كے متصل واقع تهے
اور اپنے لوگوں كو جا بجا ايسا معين كيا كه اُس بادشاهي فوج كو پہاڑوں
كے آنے سے روكے جس كو بادشاه نے تفريق وار اُس كي تلاش و جستجو
ميں چلتا كيا تها غرض كه ايك ايسي ملكي پہاڑي لڑائي هوئي جس
سے كچهه فيصله نهوا كہتے هيں كه بعد اُس كے خط و كتابت بهي جاري
رهي مگر انجام اُس كا يهه هوا كه شاهجهاں نے پيچهے پهرنے كا اراده كيا
اور مانڈو كي جانب چلتا هوگيا *

يهه بات اب تك نهيں كهلتي كه شاهجهاں نے پيچهے پهرنا كيوں
پسند كيا تها اس ليئے كه اُس پهر نے سے وه تمام بري باتيں پيش آئيں
جو ملكي لڑائيوں ميں پهرنے سے پيش آتي هيں جهانگير اب اجمير كو
گيا اور ايك قوي فوج اپنے بيٹے پرويز اور مهابت خاں كے زير حكومت كركے
بهگوڑے باغيوں كے تعاقب پر متعين كي اور رستم خاں جس كو شاهجهاں
نے چندل كے پہاڑوں كي حفظ و حراست پر چهوڑا تها بادشاهي لوگوں سے
مل جل گيا اور گجرات كے صوبه نے اپنے حاكم كو خارج كيا اور خود
شاهجهاں بادشاهي فوج كے بڑه آنے سے نربدا پار اوترا اور برهان پور كے
جانے پر مجبور هوا مگر مخالفوں نے وهاں بهي چين سے بيٹهنے نديا اِس
ليئے كه مهابت خاں نے خط كتابت كے ذريعه سے شاهجهاں كو دهوكا ديا
اور نربدا پار اوتر گيا اور اب خانخاناں بهي مهابت خاں سے مل گيا جو
اب تك شاهجهاں كے لوگوں ميں داخل تها شاهجهاں نے عين برسات كے
زور شور ميں تلنگانه كي جانب كو پهرنا شروع كيا يهاں تك كه ماسولي پٹم
كي طرف كو باين اراده راهي هوا كه وهاں سے بنگاله كو چلا جاوے
مگر بهت سي فوج اُس كو چهوڑ كر چلي گئي بعد اُس كے سنه ۱۶۲۴ع
مطابق سنه ۱۰۳۳ هجري كے آغاز ميں يهه برا سفر اختيار كيا اور راج
محل تك كوئي مقابله اُس كو پيش نه آيا مگر بنگال كے حاكم سے

راج محل پر لڑائی ہوئي اور اُس نے لڑائي ہاري اور شاہجہاں بنگالہ پر قابض ہوا اور بہار پر بھي قبضہ کرسکا اور اودے پور والے راجہ کے بھائي بھیم سنگھہ کے ساتھہ ایک ٹکڑا فوج کا اس ارادہ پر بھیجا کہ الہ آباد کے قلعہ پر قبضہ کرے *

اسي عرصہ میں پرویز اور مہابت خاں نے شاہجہاں کو دکن سے نکال کر برسات کے مارے برہان پور میں چھاوني ڈالي اور جب اُن کو یہہ خبر پہونچي کہ شاہجہاں نے بنگالہ پر بہت جلد قبضہ کیا تو وہ فوج اپني لیکر الہ‌اباد کي جانب روانہ ہوئے اور شاہجہاں اُن کے مقابلہ کے لیئے گنگا پار اوترا مگر اس لیئے کہ ملک کے لوگ اُس کے باپ کي مخالفت نچاہتے تھے تو اُسکے لشکر کي رسد پہونچانے اور وار پار اُسکے لوگونکے آنے جانے کے لیئے کشتیوں کے بہم پہونچانے سے کنارہ کش ہوئے اور اسي باعث سے لوگ اُسکے دل شکستہ ہوئے اور فاقوں کے مارے مرنے لگے چنانچہ نئي بھرتي کے سپاہي جن کو اُسنے بنگالہ میں بھرتي کیا تھا چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ جب مخالفوں یعني پرویز اور مہابت خاں سے مقابلہ ہوا تو کمال آساني سے شکست کھائي اور فوج اُس کي پراگندہ ہوئي اور پھر دکن میں پناہ ڈھونڈھنے پر مجبور ہوا دکن کا حال ان دنوں اُس کے ارادوں کے حق میں مفید تھا اس لیئے کہ جب شاہجہاں پہلے دکن میں بھاگا گیا تھا تو والي بیجا پور اور ملک عنبر دونوں جہانگیر کے ساتھہ اپنے عہد و پیمان پر جمے ہوئے تھے اور والي گولکنڈہ بھي شاہجہاں کي اعانت پر راضي نتھا جب کہ شاہجہاں تلنگانہ سے گذر کر بھاگا جاتا تھا مگر بعد اُس کے والي بیجا پور اور ملک عنبر کے درمیان میں ایک جھگڑا کھڑا ہوا جہانگیر نے والي بیجاپور کیطرفداري کي اور ملک عنبر نے اُسکي تلافي چاہي چنانچہ وہ بادشاہي صوبہ پر حملہ کرنے اور برہان پور کے آس پاس لوٹنے کھسوٹنے سے انتقام اپنا لیتا تھا اور شاہجہاں کے بلانے اور اُس کو کھلم کھلا شریک اپنے کرنیکا آمادہ تھا غرض کہ

ملک عنبر نے شاهجهاں کو برهان پور کے محاصرہ کیواسطے یہہ لکھا کہ آپ آسکا محاصرہ کریں چنانچہ شاهجهاں نے قبول کیا اور محاصرہ کی تدبیر کی مگر محصوروں نے بڑا بچاو اپنا کیا اور جوں توں بمقابلہ پیش آئے یہانتک کہ مہابت خاں اور پرویز کے نربدہ پر آجانے سے شاهجهاں اُس محاصرے کے اوٹھانے اور اپنی جان کے بچانے پر مجبور ہوا اور اُس کے همراهیوں نے پہلے کے نسبت زیادہ کنارہ کشی کی اور نصیبوں کی شامت اور کسی قدر تن بدن کی سقامت سے یہاں تک مجبور ہوا کہ باپ کو عریضہ لکھا اور قصوروں کی معافی چاهی اور جمیع احکامات کی اطاعت کا اقرار کیا جہانگیر نے جواب اُس کا یہہ لکھا کہ رهتاس گڈہ واقع بہار اور اسیرگڈہ واقع دکن جو اب بھی اُس کے قبض و تصرف میں تھے ملازمان بادشاهی کو حوالہ اور دارا شکوہ اور اورنگ زیب اپنے دونوں بیٹوں کو بطور اُول یعنی نعل ضامنی کے دربار میں روانہ کرے غرض کہ سنہ ۱۶۲۵ ع مطابق سنہ ۱۰۳۴ هجری میں شاهجهاں نے حکم اُس کا قبول کیا باقی جہانگیر نے حسن سلوک کا ارادہ شاهجهاں کے ساتھہ کیا تو ہوگا مگر وہ ایسے واقعہ کے واقع ہونے سے معلوم نہوا جس کے باعث سے بادشاهی کے سارے کاربار ابتر ہوگئے اور سلطنت کا نقشہ بگڑ گیا *

## روشنیا فرقے والوں پر شاهجهاں کی چڑھائی اور مہابت خاں کی کج ادائی کا بیان

جب کہ پہلی مرتبہ بغاوت کے زمانہ میں شاهجهاں دکن کو هار کر چلا گیا تھا تو جہانگیر اجمیر سے دلی کو اس یقین پر واپس آیا تھا کہ اب کوئی بڑا خطرہ میری سلطنت کی نسبت باقی نہیں رہا بعد اُسکے دستور کے موافق وہ کشمیر کو گیا اور پھر دوبارہ اگلے برس بھی کشمیر جنت نظیر کی سیر فرمائی اور جب کہ تیسرے برس روشنیا فرقہ والوں نے سر اوٹھایا تو اُسکو یہہ سوجھی کہ بجائے کشمیر کے کابل کا ارادہ کرے اگرچہ فی الفور اُسکو باغیوں کی سر کوبی کی خبر پہونچی اور احمد ابن احداد

اُن کے سرغنہ کا سر بهي اُسکي خد متمیں پهونچا مگر وہ اپنے ارادہ پر جما رہا *

اگرچہ جہانگیر اپنے ارادہ پر جما رہا مگر اُسکے مقدر میں یہہ نتها کہ وہ اس سفر کو امن چین سے پورا کرے اس لیئے کہ جوں هي شاهجہاں نے باپ کي اطاعت قبول کي اور خدشہ اُس کا مٹ گیا تو نور جہاں بیگم کي غالب طبیعت نے نئے نئے دشمن پیدا کیئے بیان اُس کا یہہ هی کہ غور بیگ کابل کے باشندے کا بیٹا مهابت خاں اکبر کے عہد سلطنت میں پانصدي منصب کو پهونچا تها † اور جب کہ جہانگیر اُس کي گدي پر بیٹها تو اُسکو اُسنے بڑے بڑے مرتبوں پر پهونچایا اور بهت دنوں تک لوگ اُسکو اچها سمجهتے رہے ‡ اور اب یہہ پایہ اُس کا تها کہ تمام سلطنت کے چهوٹے بڑے ملازموں میں اُسي کو معزز و ممتاز اور بڑے پایہ والا جانتے تهے اور نور جہاں کے دیکهہ جلنے کے لیئے ایک یهي بات اُسکي کافي وافي تهي علاوہ اس کے یہہ امر بهي غالب تها کہ پہلے وہ آصف خاں اسکے بهائي کا پرانا دشمن تها اور اسي لیئے اُسکي دوستي کا اعتبار نتها اور اب تهوڑے دنوں سے پرویز کا ساتهي هوگیا تها اور خاص اُسي سے واسطہ علاقہ رکهتاتها غرض کہ نور جہاں کے رشک و حسد کي کوئي وجہہ هووے مهابت خاں کے ذمہ ظلم و تغلب کا الزام اُس زمانہ کي بابت جب کہ وہ بنگالہ پر متصرف تها لگایا گیا اور بغرض جوابدهي بادشاهي دربار میں بلایا گیا مهابت خاں نے پہلے پہلے عذر پیش کیا اور اپني غیر حاضري کا سبب لکها اور پرویز نے تائید اُس کي کي مگر جب کہ اُس نے اپني حاضري پر بہت سا اصرار پایا تو پانچ هزار راجپوتوں سمیت اُس نے ارادہ کیا جنکو اُس نے کسي تدبیر و حکمت سے اپني خدمت کا وابستہ کیا تها *

---

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري کا صفحہ ۳۰

‡ سر ٹامس رو صاحب ایلچي نے سنہ ۱۶۱۶ ع میں اُسکي نسبت یہہ لکها کہ وہ عالي همت پورا جوانمرد اور فیاض آدمي هی اور سب لوگ اُسکو عزیز رکهتے هیں اور بادشاہ بهي اُسکو بہت چاهتا هی مگر وہ شاهزادہ شاهجہاں کي پروا نہیں کرتا

مہابت خاں اب تک دربار میں حاضر نہوا تھا کہ اُس نے اپنی بیٹی کا رشتہ برخوردار نامی کسی امیر آدمی سے بادشاہ کی بلا اجازت کردیا تھا اور قاعدہ یہہ تھا کہ ایسے پایہ کے لوگ اپنے بال بچونکا رشتہ ناتا بادشاہ کی بلا اجازت نکرتے تھے غرض کہ جہانگیر اِس مخالفت سے نہایت برہم ہوا اور برخوردار کو سامنے بلاکر سنڈلی کی اوچھال اوبال سے جواب بھی کاٹی ماھی اوبل اوچھل آتی تھی ننگا کرایا اور جنگلی کانٹوں سے پٹوایا اور اُس کے جہیز و سامان کو جو مہابت نے دیا تھا اُس کے گھر بار اور اور اسبابوں سمیت ضبط کیا *

مہابت خاں بادشاہی فوج میں پہونچا اور اُس کو یہہ خبر دیگئی کہ بادشاہ کی حضوری نصیب نہوگی چنانچہ مہابت خاں نے یہہ سوچ سمجھہ کر کہ میری بربادی پہلے ہی سے ٹھہرائی گئی انتظار اِس کا نکیا کہ وہ اپنی فوج سے بزور و جبر الگ کیا جاوے بلکہ اُس نے یہہ ٹھہرائی کہ ایسی گزند پہونچائی جاوے جس کی شدت سے اُس کی پوری پوری کامیابی کا یقین ہوجاوے *

اِس زمانہ یعنی ماہ مارچ سنہ ۱۶۲۶ ع مطابق جمادی‌الثانی سنہ ۱۰۳۵ ھجری میں دریاے جہلم کے کنارے پر بادشاہی فوج پڑی تھی اور کشتیوں کے ذریعہ سے پار اُتر نے اور کابل جانے کی تیاریاں ہورھی تھیں اور بادشاہ نے اپنے جانے سے پہلے فوج کو دریا پار اِس غرض سے بھیجا تھا کہ جب شور و غوغا کم ہوجاویگا تو امن چین سے پار اُترینگے غرض کہ فوج اُتر گئی تھی اور ذاتی پہرہ اور خاص خاص ملازم باقی رهگئے تب کہ مہابت خاں نے صبح کے کھلنے سے پہلے دُو هزار راجپوتوں کو مسلح کرکے پل پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور دو سو دلاوروں کو لیئے ہوئے آپ اُس طرف کو جلد روانہ ہوا جہاں بادشاہی خیمہ منصوب تھا غرض کہ بادشاہی ملازموں کو اصل و حقیقت کی آگاہی سے پہلے پہلے پراگندہ کیا اور جہانگیر ایسی حالت میں کہ رات کا متوالا تھا اور اب تک ہوش

اُس کو نه آئے تهے مسلح سپاهیوں کي دوڑ دهوپ اور انکے هتیاروں کي کهڑ بڑ سے چونکا اور چوکنا هوکر کهڑا هوا اور تلوار کو سنبهالا اور دائیں بائیں دیکهه کر اصل معامله پر پہی لیگیا اور چلاکر بولا که او مهابت خاں دغاباز یهه کیا بات هی مهابت خاں نے زمین ادب کي چومي اور دست بسته یهه عرض کیا که اپنے مخالفوں کي داد فریاد اور شکوه شکایت کے لیئے اپنے ولي نعمت تک پهونچنا منظور تها یہاں تک که جب کوئي صورت نه پائي تو زبردستي کا طریقه اختیار کیا که بادشاه اپنے غیظ و غضب کو پہلے پہلے تو نروک سکا مگر جب که اُس نے یهه دیکها که باوصف اِس خوشامد درآمد اور زار نالي اور چاپلوسي کے مهابت خاں دبنے لچنے پر مایل نهیں تو کام ناکام اِس قول کے موافق * مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش * وه مزاج کو روک تهام کر اپنے پکڑنے والے یعني مهابت خاں سے بدل جوئي پیش آیا اور بقول اُسکے که * اگر زمانه نسازد تو با زمانه بساز * زمانه سازي کي اور نهایت نرمي اور بڑي سهولیت برتي اب مهابت خاں نے یهه عرض کیا که آپ کي سواري کا وقت آگیا آپ سوار هوجاویں اور اپنے جمال مبارک سے لوگوں کو مشرف فرماویں تاکه بدگمانوں کے شک شبهه رفع هوجاویں اور شور و غوغا بهي فرو هوجاوے جهاں گیر اِس بات پر راضي هوا اور پوشاک بدلنے کے بهانه سے زنانه کمره میں جانے لگا جهاں یهه امید اوس کو تهي که نورجهاں سے صلاح و مشورت کا موقع هاتهه آویگا مگر جب که وه اِس ارادے سے روکا گیا تو ناچار اپني جگهه پر طیار هوا اور گهوڑے پر سوار هوکر راجپوتوںکے نرغه میں آیا اور راجپوت اوسکو آداب بجالائے بعد اُس کے مهابت خاں یهه سوچ سمجهه کر که هاتهي پر بٹهانے سے نظر بندي معقول هوگي اور اُسکي مهاوت پر بهي قابو رهیگا اور نیز اُسکي شان سلطنت کے شایاں هوگا بادشاه کي بهت سي منت سماجت کرکے هاتهي پر بٹهایا اور دو مسلح راجپوت اُس کے دائیں بائیں بٹهلائے

بادشاهي مہاوتوں کے سردار ایک مہاوت نے بادشاہ کو سوار کرتے ہوئے یہہ چاہا کہ بادشاہ کو اپنے هاتهي پر سوار کرے اور اسي ارادے سے راجپوتوں کے حلقہ کو چیر چار کر نکلا مگر مہابت خاں کے اشارہ سے مارا گیا اور منجملہ خاص ملازمان بادشاہي کے ایک ملازم کو بادشاہ کے پاس بیٹھنے کي اجازت حاصل ہوئي جو بالزخم اپنے ولي نعمت تک نہ پہونچ سکا اور جام و صراحي کا کام اُس سے متعلق تھا جو بادشاہ کے جینے کا ضروري سامان تھا *

امور مذکورہ بالا کے واقع ہونے سے مہابت خاں کے مقابلہ کا اثر بادشاہ کے دل پر بخوبي پیدا ہوا چنانچہ اُس نے کوئي حیلہ حوالہ نہ کیا اور مہابت خاں کے خیمہ کي جانب کو بلا تکرار آگے بڑھا *

اگرچہ نور جہاں اِس ناگہاني آفت سے تھوڑي بہت مضطرب تو ہوئي مگر اوسان اُس کے ٹھکانے رہے اور جب کہ بادشاہ تک رسائي ممکن نہ دیکھي تو فی‌الفور اُس نے بھیس اپنا بدلا اور ٹوٹي پھوٹي ڈولہ میں بیٹھہ کر پل کي جانب روانہ ہوئي اور جو کہ پل کے محافظوں کو یہہ حکم تھا کہ جانے والي کي روک ٹوک نکریں اور پاسے آنے والي کو آنے ندیں تو نور جہاں بیکم بلا مخالف دریا پار اُتر گئي اور بادشاهي فوج میں پہونچ کر امن امان سے بیٹھي بعد اُس کے اپنے بھائي آصف خاں اور باقي بڑے بڑے سرداروں کو بلاکر برا بھلا کہا اور یہہ علانیہ پکاري کہ تم کیسے نامرد اور غافل ہو کہ اپني آنکھوں کے سامنے بادشاہ کو گرفتار کرادیا اور سخت سست کہنے پر اکتفا نکي بلکہ اپنے شوهر کو بزور و زبردستي چھوڑانے کے ارادے پر تریت بہوت سامان تیار کیئے مگر جہانگیر نے اس اندیشہ سے کہ گھمسان کے وقت اپنا حال دیکھیئے کیسا ہو ایک قاصد کو خاص مہر اپني دیکر نور جہاں کے پاس بھیجا کہ حملہ کرنا مصلحت کے خلاف هی نور جہاں نے اُسکو مہابت خاں کا فریب تصور کیا اور اپنے کام

کاج کو صرف جب تک ملتوي رکها که دشمن کے لشکر کا مقام اور بادشاہ کے ٹهراؤ کي جگهه اچهي طرح دريافت هو جاوے فدائي خاں نامي ايک جاں نثار امير نے رات کے وقت اس بات کا ارادہ کيا که پار اُوتر کر بادشاہ کو اُٹها لاوے چنانچه وہ همراهيوں سميت اُس دريا ميں پيرا مگر حسب اتفاق اُس کا ارادہ دريافت هو گيا اور بهت سے همراهي اُس کے مارے گئے اور بهت سے ڈوب کر مر گئے اور خود فدائي خاں به هزار دشواري جاں اپني بچا لے گيا *

دوسرے دن صبح هوتے هي ساري بادشاهي فوج مهابت خاں پر روانه هوئي اور نور جهاں بيگم دو ترکش اور ايک کماں آگے رکهے هوئے هاتهي پر سوار هو ئي اور سب سے آگے بڑهي اور وهي اُس فوج کي افسر تهي مگر جو که راجپوتوں نے پل کو جلا پهونک ديا تها تو بادشاهي فوج ايسي پاياب راہ کو اُترنے لگي جو دريا کے پائين حصه ميں واقع تهي اور اُنهوں نے اُسکو دريافت کيا تها يهه تنگ راہ ايسے بهنوروں کے بيچا بيچ آکر پڑي تهي جو بڑے گهرے واقع هوئے تهے حاصل يهه که وہ لوگ ايسي بے ترتيبي سے اترے که بهت سے لوگوں کو پيرنا پڑا اور سارے شور بور هوئے اور باروت اُن کي گيلي سيلي هوگئي اور بهيگے کپڑوں اور زرہ بکتر کے بهاري بوجهه کے مارے دبے بيٹهے جاتے تهے هنوز اُن کو پانو جمانے کي فرصت بهي هاتهه نه آئي تهي که سردست اُن کو لڑنا پڑا نور جهاں اپنے بهائي اور باقي اميروں سميت اپني فوج سے آگے بڑهي هوئي تهي که اُس نے بڑي دشواري سے پانو اپنے کنارے پر جمائے مگر دشمن کے لوگوں کو ضرر پهنچانا ممکن نه پايا اور راجپوت ايسي عمدہ جگهه پر تهے که اُنهوں نے عين اُوترنے کے وقت اوترنے والوں پر بان اور تير اور گولے برسائے اور کنارے والوں کو تلوار کے زور سے اولٹا بهگايا اور پاني ميں ڈالا *

حاصل يهه که بڑي پريشاني واقع هوئي اور گهمسان کا تماشا نظر آيا وہ پاياب رسته گهوڑے هاتهيوں سے اس قدر بهر گيا که دم گهٹنے لگا چنانچه

بعضے آدمي گهوڑے هاتهيوں کے پانو ميں روندے گئے اور بعضے بهنوروں ميں ڈوب کر مر گئے اور پهر راه پر نه آ سکے اور بهت سے لوگوں نے اِس غرض سے غوطے لگائے که يا تو ڈوبيں يا کسي اچهي جگهه جانکليں غرضکه نور جہاں پر بڑا بهاري حمله کيا گيا يعني راجپوتوں نے اُس کے هاتهي کو گهيرا اور اُس کے محافظوں کو قتل کيا اور اُسکے هودے کے چاروں طرف تير اور گولياں کثرت سے برسائيں يہاں تک که شهريار کي شير خوارہ بيٹي نور جہاں کي نواسي جو اُسکي گود ميں بيٹهي تهي تير سے زخمي هوئي اور هاتهي کا مهاوت مارا گيا اور خود هاتهي کي سونڈ بهي زخمي هوئي اور جب وه هاتهي مار دهاڑ سے بهاگا تو گهرے پاني ميں جا پڑا اور دهار اُسکو بہا لے گئي مگر بهت سے غوطے کها کر کنارے پر آيا اور نور جہاں کي سهيلياں اور اصيلين کنارے پر روتي پيٹتي آئيں اور اُس کو اپنے حلقه ميں ليا اور اُس کے هودے کو لهو سے بهرا هوا اور اُسکو نواسي کا تير نکالتے اور پٹي باندهتے پايا فدائي خاں مذکور الصدر عين گهمسان ميں ايسي جگهه جا پهونچا تها که وهاں کسي کے جانے کا گمان بهي نه هوتا تها اور بادشاهي خيمه کے اتنا قريب آ گيا تها که وهاں سے اُسکے تير اور گولي اُس خيمه تک پهونچ سکتي تهي جہاں بادشاه رونق افروز تهے مگر جب که سارا لشکر پيچهے کو بهاگا تو وه بهي پيچهے لوٹنے پر مجبور هوا چنانچه وه زخمي هوکر پيچهے لوٹا اور بهت سے رفيق اُسکے مارے گئے اور آپ اٹک رهتاس کو چلا گيا جہاں کا وه حاکم تها ٭

جب که نور جہاں نے يهه ديکها که زور و زبردستي سے کام نهيں چلتا اور اُس کے شوهر کي رهائي جبراً قہراً متصور نهيں تو شوهر کے ساتهه قيد ميں رهنا چاها اور اُس کي رهائي کو اُس کے نصيب اور اپني فطرت پر موقوف رکها ٭

مهابت خاں درياے جهلم پر يهه کاميابي حاصل کر کے درياے اٹک کي جانب کو چلا جہاں آصف خاں رهتا تها مهابت خاں کي بات

ایسی بن پڑی تھی کہ بہت سی فوج اُسکو ماننے لگی یہانتک کہ آصف خاں اور مثل اُس کے اور افسر جو مہابت خاں کی اطاعت سے بھاگتے تھے لاچار اپنے سپرد کرنے پر مجبور ہوئے مگر مہابت خاں کی قوت کی وسعت اور حفظ و حراست ایسی قوی نہ تھی جیسی کہ بظاہر سمجھی جاتی تھی اِس لیئے کہ اُس کے مخالفوں کے دلوں میں اُسکے مغرورانہ طور و انداز اور متکبرانہ چال چلن مستقر و متمکن تھے اور باقی بادشاہی فوج اُس کی راجپوتوں کی فضل و فوقیت سے ناراض تھی اور سارے صوبے جہانگیر کی وفاداری کا دم بھرتے تھے اور شہر یار اور پرویز اُسکے دونوں بیٹے بھی مطیع و محکوم اُسکے تھے غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا مہابت خاں کو قیدی بادشاہ کی تواضع تعظیم اور خاطر مدارات بڑی چاپلوسی سے کرنی پڑتی تھی اور بجاے زور و قوت اور تہدید و تنبیہہ کے نہایت منت سماجت سے کام اپنا نکالتا تھا جہانگیر نے نور جہاں کے سکھانے پڑھانے سے قید کی صورت سے فائدہ اُٹھایا اور جن حالوں میں مبتلا تھا اُن سے فایدہ حاصل کیا یعنے اُس نے یہہ طرز اختیار کی کہ جو مہابت خاں کہتا تھا اُس کو بلا حجت فوراً مانتا تھا اور اُس کے ارادوں کی تائید کرتا تھا اور یہہ خوشی ظاہر کی کہ جن جھمیلوں میں آصف خاں نے اُس کو پھنسا رکھا تھا اُن سے آزادی پاوے اور ایسا سیدھا سادھا بنکر مہابت خاں سے مخاطب ہوتا تھا کہ بھائی مہابت خاں تم نور جہاں کو ایسا اپنی نسبت پاک طینت اور صاف نیت نہ سمجھنا جیسا کہ میں تمہاری نسبت سینہ صاف ہوں علاوہ اس کے ایسی چھوٹی چھوٹی سازشوں سے اُسکو آگاہی بخشتا تھا جو گاھے گاھے مہابت خاں کی تدبیروں کی بیکاری کے لیئے کی جاتی تھیں غرض کہ اِن جوڑوں سے مہابت خاں اندھا ہو گیا اور بادشاہ کی جانب سے ایسا مطمئن بیٹھا کہ مخالفوں کے مخالفانہ ارادوں پر مایل نہ ہوتا تھا *

اسی زمانہ میں بادشاہی فوج آگے کو کابل کی جانب بڑھی یہانتک کہ جب وہ افغانوں کے متصل پہونچی تو بادشاہی پہرہ کے بڑھانیکی ضرورت پیش آئی

نور جہاں نے یہہ موقع پاکر ایسے لوگوں کو جو اُس کے مطالب و خدمت
سے آگاہ و وابستہ تھے پہرہ کی نوکری کے لیئے ایسی طرح پیش کرایا کہ کسی
قسم کا شک شبہہ پیدا نہ ہووے اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ کو اِسقدر
اجازت حاصل تھی کہ ہاتھی پر بیٹھہ کر تیر و تفنگ سے شکار کھیلنے کو
جایا کرے مگر باوصف اس کے راجپوت اُس کو گھیرے رہتے تھے اور ایک
راجپوت اُس کی پرچھائوں کی مانند اُس کو لگا لپٹا رہتا تھا اور کوئی دم
اپنی آنکھوں سے الگ نہونے دیتا تھا شکار کے ایک موقع پر بادشاہی
احدیوں اور راجپوتوں میں کوئی جھگڑا برپا ہوا مگر اسلیئے کہ بادشاہ کے
محافظوں میں راجپوت اکثر داخل تھے تو احدی مغلوب ہوکر اکثر مارے
گئے اور جب کہ رہے سہے احدیوں نے مہابت خاں سے شکایت کی تو
اُس نے یہہ جواب اُن کو دیا کہ اگر تم لوگ اُن راجپوتوں کو بتا سکتے
ہو جو تم سے بری طرح پیش آئے تو میں اُن کو تدارک دے سکتا ہوں
احدی اس فریب آمیز جواب سے برہم ہوئے اور باہم متفق ہوکر راجپوتوں
پر پل پڑے اور بہت سے راجپوتوں کو ٹھکانے لگایا اور بہت سے بھگوڑوں
کو پہاڑوں میں بھگایا جہاں ہزارا قوم نے غلام اُن کو بنا لیا اور یہہ ایسا
قصہ تھا کہ خود مہابت خاں کو بھی جان کے لالے پڑے تھے چنانچہ وہ
جان بچاکر بادشاہ کے خیمہ میں پناہ گیر ہوا دوسرے دن بڑے بڑے
باغی احدیوں کو سزا دی گئی مگر فوج کا ایک ٹکڑا علانیہ راجپوتوں کا
دشمن ہو گیا جنکی گنتی میں پہلے ہی سے کمی آ گئی تھی اور
قرب و جوار کے پٹھانوں نے بادشاہ کے شریک ہونے پر رغبت ظاہر کی
اور اسلیئے نور جہاں کو اپنی تدبیروں کے راس لانے میں پہلے کی
نسبت تھوڑی مزاحمت پیش آئی تھی اور اُن کے کھل جانے کا چنداں
کھٹکا نہ تھا غرض کہ نور جہاں نے اچھے اچھے آدمیوں کی بھرتی کی
غرض سے مختلف مقاموں میں گماشتوں کو ملازم رکھا منجملہ اُن کے
بعضوں کو یہہ حکم تھا کہ وہ تلاش معاش کے بہانہ سے لشکر میں آویں

اور بعضوں کو یہہ امر تھا کہ وہ اپنے مقاموں میں جمع رہیں اور حکم
کے منتظر بیٹھیں بعد اُس کے خود جہانگیر کو یہہ سوجھائی کہ وہ اپنے
جاگیرداروں کی فوجوں کی موجودات لیوے اور جب کہ بادشاہ
نے نور جہاں کو خاص اُسکی امدادی فوج کی حاضری کے لیئے
فرمایا تو نور جہاں بذات سے اسبات پر خفا ہوئی کہ مجھکو اور سارے
جاگیرداروں کو برابر سمجھا اور پھر یہہ عرض کیا کہ میں احتیاط اِسمیں
کرونگی کہ میری فوج کی حاضری میرے شان و منصب کے مخالف نہو
چنانچہ اُس نے اپنی پرانی فوج کو ایسا اراستہ کیا کہ تعداد اُنکی
تھوڑی ظاہر ہوئی اور گویا تکمیل فوج کے لیئے اوسنے نئی بھرتی شروع
کی اور اِس نئی بھرتی کو جو پہلے سے طیار ہو رہی تھی یہہ
حکم دیا کہ دو دو تین تین کی جوڑی بنکر آوے مہابت خاں
اِس معاملہ کو دیکھکر گھبرایا اور پراگندہ خاطر ہوا مگر وہ اِس قابل نرھا
تھا کہ مخالفوں کو بزور قوت پس پا کرے علاوہ اُس کے جہانگیر نے
یہہ فقرہ سنایا کہ فوج نور جہاں کی حاضری میں تمہارا جانا مناسب
نہیں گزند و صدمہ کا احتمال ہی مہابت خاں جہانگیر کی باتوں میں
آگیا اور ساتھہ اُس کے نگیا اور جہانگیر اکیلا فوج کے ملاحظ کو آگی بڑھا
اور فوج کے بیچا بیچ اب تک نگیا تھا کہ فوج نے اُس کو بیچ میں لیکر
محافظ راجپوتوں کو پاش پاش کیا اور جبکہ اِسی اثنا میں اُسی
فوج کی مدد گار بھی آپہونچی تو بادشاہ پر قابو نچلا اور مہابت خاں
ہاتھہ ملتا رہگیا بعد اُس کے مہابت خاں یہہ سوچ سمجھہ کر کہ زور
اُس کا ہوچکا اور اب قوت اُس کی بحال ہونے والی نہیں فوج اپنی
الگ لیگیا اور عفو تقصیر اور سلامت جان کے مقدمہ میں عرضی پرچے
بھیجنے لگا *

جہانگیر آزاد ہوا اور نورجہاں کو دوبارہ قوت حاصل ہوئی اور
باوصف اِس کے کہ نورجہاں نے یہہ زک اُٹھائی اور شامت کی ماری

خراب خستہ بھی رہی مگر اپنے دلی ارادوں پر جمی رہی چنانچہ جب
اُس نے آصف خاں اپنے بھائی کے چھوٹنے چھوڑانے کی ضرورت سے جو
مہابت خاں کا نظر بند تھا مہابت خاں سے شرطیں ٹھہرائیں تو ایک
دشمن یعنی مہابت خاں کی آزادی میں دوسرے دشمن یعنی شاہجہاں
کی بربادی کو شامل کیا یعنی مہابت خاں سے یہہ کہا کہ بادشاہ اِس
شرط پر تیری گستاخی کو معاف کرتا ہی کہ تو شاہجہاں کا مقابلہ کرے
باقی شاہجہاں کی یہہ صورت تھی کہ اپنی اطاعت اور باپ کی شامت کے
پیچھے ہزار آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ اپنے ساتھہ لیکر دکن سے اجمیر کو آیا تھا اور
اُمید اُس کو یہہ تھی کہ جوں جوں آگے بڑھوں گا اوسیقدر فوج بھی
بڑھیگی مگر اِس لیئے کہ راجہ کشن سنگھہ اُس کا رفیق اجمیر میں مرگیا
تھا تو ترقی کی جگہہ اُس کی فوج کو تنزل نصیب ہوا یعنی فوج اُس کی
آدھی رہ گئی اور ذاتی سلامتی کا ایک یہی ذریعہ باقی رہگیا کہ جنگلوں
کی راہ سے سیدھا سندھ کو بھاگا اور نہایت افسردہ پژمردہ تھا اگر وہ بیمار
نہ ہوتا تو ایران کو سیدھا چلا جاتا مگر اِس وقت سے نصیب اُس
کے چمکنے لگے اِس لیئے کہ اُدھر برہان پور میں پرویز کا مرنا سنا
اور اِدھر مہابت خاں کی یہہ خبر لگی کہ بجائے اِس کے کہ وہ میرا
پیچھا کرے بادشاہی فوج نے اُس کا پیچھا کیا اور مہابت خاں کی
بادشاہ سے پھر بگڑ گئی *

غرض کہ اِن باتوں کے سننے سے شاہجہاں نے اُبھارا لیا اور گجرات
کی راہ سے دکن کو روانہ ہوا جہاں مہابت خاں کی بچی کھچی فوج
شاہجہاں سے مل گئی † جہانگیر اپنے آزاد ہونے پر کابل کو نہ گیا بلکہ

---

† خافی خاں لکھتا ہی کہ چھوٹنے کے بعد مہابت خاں اور جہانگیر میں آشتی
ہوئی چنانچہ مہابت خاں دربار میں حاضر ہوا مگر بعد اُس کے پھر بگڑ گئی اِن
جلد جلد تلون مزاجیوں کا باعث دریافت نہیں ہوتا اور اِس پر یقین کرنا آسان نہیں
کہ اگر مہابت خاں نور جہاں کے پنجہ میں ہوتا اور آصف خاں اُس کا بھائی
مہابت خاں کے پنجہ میں پھنسا نہوتا تو وہ اُسکو صحیح سلامت چھوڑتی

لاهور کو واپس آیا اور سلطنت کے کاموں کے بحال اور سرسبز کرنے میں تهوڑا عرصہ صرف کیا اور جب کہ سارے کام اُس کے ٹهیک ٹهاک هوگئے تو سالانہ معمول کے موافق کشمیر کي سیر کو روانہ هوا *

## جهانگیر کے مرنے کا بیان

کشمیر کے پهونچنے پر تهوڑا عرصہ گذرا تها کہ شہریار اِس قدر بیمار هوا کہ کشمیر جنت نظیر کي ٹهنڈي آب و هوا کو چهوڑ کر لاهور کي گرد و گرمي میں بادشاہ کو آنا پڑا اور اُس کي روانگي پر تهوڑے دن گذرے تهے کہ عین راہ میں پهر دمہ نے زور کیا جو بڑا روگ اُس کي جان کو لگا تها اور دمہ کے زور شور سے بہت جلد یہہ واضح هوا کہ وہ اب دموں پر آگیا چنانچہ لوگوں نے اُس کو لاهور میں لیجانا چاها مگر پہاڑوں کے آثار چڑهاؤ سے بیماري ایسي قوت پکڑ گئي کہ تیسري منزل میں جوں هي وہ خیمہ میں پهونچا تو ساٹهہ برس کي عمر پوري کرکے اٹهائیسویں اکتوبر سنہ ۱۶۲۷ ع مطابق بست و هشتم صفر سنہ ۱۰۳۷ هجري کو جهان فاني سے گزر گیا *

اکبر کے عهد دولت کے بڑے بڑے آدمي جهان گیر کے مرنے سے پہلے پہلے مرچکے تهے چنانچہ عزیز اعظم خاں مہابت خاں کي گستاخي سے پہلے اور ملک عنبر عین گستاخي کے زمانہ میں اور مرزا خاں خانخانان بادشاہ کي رهائي کے تهوڑے دنوں بعد مرگیا تها *

عهد جهانگیر کے واقعوں میں سے ایک فرمان کا حال بیان کرسکتے هیں جس کو تنباکو کي ممانعت میں اُس نے جاري کیا تها جو اُن دنوں ایک انوکهي شی سمجهي جاتي تهي اگر تنباکو کا لفظ جو ایشیا کے اکثر ملکوں میں مستعمل هی اِس بات کے لیئے بجاے خود کافي وافي نهوتا کہ اصل اُس کي امریکا هی اِس لیئے کہ لفظ مذکور امریکا کا لفظ هی تو وہ فرمان اُس کے برتاؤ کے سن و سال کے دریافت کے لیئے جو آج کل تمام ایشیا میں جاري ساري هی، عجیب و غریب هوتا † *

† جهاں کهیں عهد جهانگیر کے حالات میں کوئي سند بیان نهیں کي گئي وهاں کے مطالب خافي خان کي تاریخ یا گلیڈوں صاحب کي تاریخ جهان گیر یا خاص

# دوسرا باب

## شاهجهاں کي سلطنت کا بیان سنه ۱۶۵۷ ع تک

بقول اُس کے که مردوں لگے بھاگ هیں نور جهاں کا رعب داب اُس کے شوهر کے ساتهه گیا اور اُس کي پراني سازشوں کا ثمره دم کے دم میں برباد هوگیا اور جبکه شهریار اُسکا داماد جسکو وه عزیز رکهتي تهي موجود تها تو آصف خاں اُس کے بهائي نے جو همیشه سے شاهجهاں کا ممد و معاون تها شاهجهان کو ایک قاصد کے ذریعه سے دکن سے بلایا اوراسي عرصه میں اِس نظر سے که اُس کي تدبیروں کو بادشاهي سند سے جواز و صحت حاصل هوجاے خسرو کے بیٹے مرزا داور کو قیدخانه سے نکالکر تخت پر بیٹهایا اور اُس کے نام کي منادي کرائي ‡ اور جب که نور جهاں نے شهر یار کي طرفداري کي تو آصف خاں نے چند روز اُس کو نظر بند رکها بعد اس کے کئي سال تک زنده رهي مگر ذکر اُس کا تاریخ میں پایا نهیں جاتا § *

---

تزک جهانگیري سے ایڈی کے خافي‌خاں نے اپني کتاب کو تقریري اور تحریري مختلف بیانوں سے تالیف کیا اور کلیڈوین صاحب کي تاریخ اگرچه بظاهر تحریري تاریخوں سے منتخب کي گئي مگر علانیه اُنهوں نے ماثري جهانگیري اور تزک جهانگیري کا حواله دیا اور تزک جهانگیري کا نسخه اُن کے پاس اُس نسخه سے زیاده کامل تها جس کا ترجمه میجر پرایس صاحب نے کیا تزک جهانگیري میں خاص خاص وقتوں اور خاص خاص لوگوں کي عادات و شمایل کا حال بهت سا پایا جاتا هے اگرچه جهاں گیر نے اپني تزک کو بهت سنجیدگي شایستگي سے نهیں لکها مگر باوصف اِس کے استعداد و لیاقت کي علامتوں سے خالي نهیں اور بهت بڑا حصه اُس کا ایسي کهانیوں پر مشتمل هے جس میں جادوگروں کے کرتب مذکور هیں اگرچه بعض بعض کهانیوں‌میں بڑا مبالغه کیا گیا مگر یهه واضح هے که وه بازیگروں کے شعبده بازیاں هیں مگر جهانگیر نے اُن کو ایسا سمجها که وه آدمي کي قدرت سے خارج هیں باوصف اِس کے اگر انگلستان کے اُس بادشاه کو یاد کریں جو جهانگیر کا همعصر اور بهوت پریت کے عام کا معتقد تها تو جهانگیر کي فهم و فراست اور سمجهه بوجهه کو هلکا نهیں سمجهه سکتے

‡ خافي خاں

§ سنه ۱۶۴۶ ع مطابق سنه ۱۰۵۵ هجري میں نور جهاں مرگئي مگر جب تک وه جیتي رهي تب تک تعظیم تکریم اُس کي باقي رهي اور پچیس‌لاکهه روپیه سالانه

بعد اُسکے آصف خاں لاهور کو متوجهه هوا اور پهلے اِس سے که آصف خاں لاهور میں پهونچے شهریار نے بادشاهي خزانوں پر قبضه کیا اور فوج والوں کو دے دلاکر اپنے چچیرے بهائي یعني دانیال کے دو بیٹوں سمیت آگے بڑه کر آصف خاں کے مقابله کو روانه هوا مگر لڑائي کا خاتمه اِس پر هوا که شهر یار نے شکست کهائي اور لاهور کے قلعه میں گهس گیا اور اُسکے رفیقوں نے اُسکو آصف خاں کے حواله کیا اورشاهجهاں کے حکم سے چچیرے بهائیوں سمیت مارا گیا || *

جب که آصف خاں کا بلاوا شاهجهاں کے پاس پهونچا تو اُس نے توقف نکیا اور مهابت خاں کو ساتهه اپنے لیکر دکن سے روانه هوا چنانچه چهبیسویں جنوري سنه ۱۶۲۸ ع مطابق هفتم جمادي الثاني سنه ۱۰۳۷ هجري کو آگره میں پهونچکر تخت سلطنت پر بیٹها اور حسب ضابطه اپنے نام کي منادي کرائي + آصف خاں اور مهابت خاں کو بڑي بڑي عزتیں اوراپنے رفیقوں اور خیر خواهوں کو عمده عمده بخششیں عنایت فرمائیں اور بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز فرمایا اور تخت پر بیٹهتے هي سجده تعظیم کو اُٹهایا اور قمري سن معمولي خط و کتابت میں قایم کیئے غرض که ایسي ایسي خفیف تبدیلیاں عمل میں لایا جو مسلمانوں کے حق میں مفید تهیں اور جب که حکومت اُس کي

---

ملتا رها اور رنڈاپے کو اُسنے یوں نبهایا که بعد اپنے رنگیلے شوهر کے رنگی کپڑے نه پهنے سفید جوڑا پهنتي رهي اور هر قسم کے جلسوں سے پرهیز اُسکو رها اور خاوند کي یاد میں دن کاٹتی اور اُسي گور میں دفنائي گئي جس کو جهانگیر کے مقبره کے پاس بمقام لاهور میں اُس نے کهودوایا تها ۱۲ خافي خاں

|| خافي خاں

+ داور شکوه جو مرزا بلاقي بهي پکارا جاتا تها اور اُس کو آصف خاں نے بضرورت تخت نشین کیا تها جان بچاکر ایران کو بهاگا جهاں اُسکو سنه ۱۲۳۳ ع میں هولستین کے ایلچیوں نے دیکها تها — الیریس کي کتاب سیاحت ایلچیان صفحه ۱۹۰

مضبوط مستحکم هوگئي تو اُس نے اپنے دنوں کي سختیوں کا تدارک کیا چنانچه بڑي بڑي عمارتوں کے بنانے اور عمده عمده دعوتوں کے کھلانے اور ایسي ایسي مجلسوں کے جمانے میں دل کھول کر مصروف هوا جن میں هزاروں کا صرف پڑتا تھا غرض که دل کے چاؤ اچھي طرح نکالی اور بڑے بڑے شهروں میں قلعه محل بنوائی اور تخت نشیني کي پهلي سالگره پر ایسی ایسی خیمه کشمیر میں طیار کرائی که خافي خاں کے لکھنے کے بموجب اُن کے کھڑے کرنے میں دو مهینے صرف هوئی اور سالگره کے وقت اُس نے نئے نئے اسراف کے طریقے ایجاد کیئے اِس لیئے که اِس معمولي قاعدے کے علاوه که نقد و جنس کي برابر تلمیں بیٹھه کر تلے جواهرات سے کشتیاں بھر کر نثار کرائیں اور اِس اعتقاد کے بموجب که ایسے نثار سے بلائیں رد هوجاتي هیں یهه بھاري دولت اُس پاس کھڑے هونیوالوں پر بکھيري جاتي تهي یا منقسم هوجاتي تھي اوراِس بڑے جشن میں بقول اُس مورخ کے زر نقد اور جواهرات اور بھاري بھاري خلعتوں اور اچھے اچھے هتیاروں اور هاتھي گھوڑوں کي بخششوں کے حساب سے ایک کروڑ ساٹھه لاکھه روپیه صرف پڑتا تھا *

شاهجهاں نے ادھر یهه مزے اوڑائے اور اودھر اوزبکوں کي یورش سے کابل کي حکومت میں بے انتظامي پھیلي یعني اوزبکوں نے اطراف کابل کو لوٹا کھسوٹا اور خود شهر کا محاصرا کیا مگر جب که وه هلکي پھلکي فوج اُن کے متصل پهونچي جس کے پیچھے پیچھے مهابت خاں بھي فوج لیئے چلا آتا تھا تو وه متفرق هوگئے بعد اُسکے نرسنگهه دیو ابوالفضل کے قاتل نے بغاوت برپا کي اور بندیل کھنڈ میں بادشاهي فوج کا بهت عرصه تک مقابله کیا اور آخر کار اطاعت کا غاشیه دوش سعادت پر رکھا † *

مهابت خاں کابل کے اراده پر سهرند تک پهونچا تھا که اوزبکوں کے چلے جانے کي خبر پهونچي چنانچه ذي‌النور اُس کو بادشاه نے طلب کیا اور دکن کي یورش پر جانے کي هدایت فرمائي *

---

† خافي خاں

## خان جہاں لودھي کي بغاوت کا بیان

اگرچہ خان جہاں لودھي ذات کا اوچھا اور قوم سے گھٹکا تھا مگر وہ شیخي بڑائي اور سینہ زوري کي باتیں جو بلاد هندوستان میں اُس کے بھائي برادروں میں پائي جاتي تھیں تمام اُس میں موجود تھیں اور جہانگیر کے عہد سلطنت میں بڑي بڑي جنگي حکومتوں پر معزز و ممتاز رها تھا اور دکن میں پرویز کے زیر حکومت اُس کے مرنے کے وقت ایک بڑي فوج کا حاکم تھا اور جب کہ پرویز کا انتقال هوا اور حکومت اُسکي بلا شرکت هوگئي تو اُس نے خاص اپنے فائدہ بلکہ شاید بادشاهت کي منفعت کي غرض سے ملک عنبر کے بیٹے فتح خاں سے آشتي کرکے جو اُس زمانہ میں احمد نگر کي نظام شاهي حکومت کا کلاں افسر تھا منجملہ اُس ملک کے جسکو شاهجہاں نے فتح کیا تھا رهے سہے کو اُس کے حوالہ کیا غرض کہ شاهجہاں کے پرانے دشمنوں سے گھل مل گیا *

جب کہ شاهجہاں سلطنت کے قبضہ کو جاتا تھا تو خان جہاں اُس کي معیت سے انکار کرکے مالوہ کو چلا گیا تھا اور مانڈو کا محاصرا کیا تھا اور خود مختاري کے ارادہ پر کمر باندھکر بیٹھا تھا اور جبکہ شاهجہاں تخت نشین هوگیا اور بات اُس کي پکي هوگئي تو وہ اطاعت کے رستہ پر آیا چنانچہ پہلے پہل یہي مناسب سمجھا گیا کہ وہ اپني حکومت پر قایم رهے بعد اُس کے بادشاہ نے صرف اس پر قناعت کي کہ مالوہ کي حکومت سے وہ منتقل کیا گیا اور دکن کي حکومت مہابت خاں کو عنایت هوئي *

جب کہ خان جہاں راجہ نرسنگھہ دیو کے مطیع ومحکوم کرنے میں بڑي امداد و اعانت سے پیش آیا تو وہ دربار میں بلایا گیا اور بڑي بڑي عنایتوں کا مورد هوا مگر اُس کي حاضري پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ اُس کے خیر خواهوں نے یہہ بات اُس کو سوجھائي کہ بادشاہ آپ سے جي میں ناراض اور وقت کا منتظر هی اور چاهتا هی کہ تجکو غافل پاکر تیرا

کام تمام کرے غرض کہ یہہ بات اصل میں سچی تھی یا جھوٹی تھی مگر تاثیر اُس کی اُسکی جلی بلی طبیعت پر پوری پوری ہوئی یعنی خان جہاں نے دربار کا جانا چھوڑا اور اپنی فوج کو اُس مکان کے چاروں طرف اکٹھا کیا جہاں وہ رهتا سهتا تها اور اُس ارادہ کے مقابلہ پر مستعد رہا جس کا خوف اندیشہ اُس کو تھا بعد اُس کے بادشاہ اور اُس میں خط کتابت جاری ہوئی چنانچہ وہ لکھا پڑھی ایسی موثر ہوئی کہ بظاہر کوئی قصہ قضایا باقی نرہا اوردل بھی صاف ہوگئے مگر بعد اُس کے کسی نئے باعث سے خان جہاں کو نااعتمادی حاصل ہوئی چنانچہ یہہ سوچ سمجھہ کر کہ ایسے نامعتمد لوگوں کے قبض و قابو میں رہنے کی نسبت جنکی بات کا ٹھکانا بھروسا نہیں یہی بہتر هی کہ ایک مرتبہ پوری جوکھوں اُوٹھائی جاوے اور جو ہونا ہو وہ ایکبارهی ہوجاوے ایک رات اندھیرے ہونے پر فوج کو جمع کیا اور اپنے جورو بچوں کو ہاتھیوں پر سوار کرکے فوج کے بیچ میں لایا اور بارہ بیٹوں اور چنے چنے دو ہزار پٹھانوں سمیت اپنے نقاروں کو بجاتا ہوا گھور گرج کے ساتھہ آگرہ سے روانہ ہوا دو گھنٹے گذرے تھے کہ بادشاهی فوج اُس کے پیچھے گئی اور چنبل کے کناروں پر اُس کو جاپکڑا خان جہاں نے اپنے جورو بچوں کو دریا پار اُوتارا هی تھا کہ اپنی بازگشت کے چھوڑانے کے لیئے بڑی بھاری قوت والی فوج سے اُسکو لڑنا پڑا جو اُسکا پیچھا دبائے چلی آتی تھی چنانچہ راجپوتوں اور پٹھانوں کا گھمسان ہوا اور راجپوتوں نے اپنے قومی دستور کے موافق گھوڑوں سے اوتر کر بھالے مارے اور راجہ پرتھی سنگھہ راٹھور اور خان جہاں آپس میں بھڑ گئے اور دونوں زخم اوٹھا کر الگ ہوئے بعد اُس طویل مقابلہ کے خان جہاں اپنے همراهیوں سمیت پانی میں کودا اور علاوہ اُن پٹھانوں کے جو کھیت میں مارے گئے تھے تھوڑے سے پٹھان اُس پانی میں ڈوبے باقی رهے سهے دریا کو طی کرکے رستہ رستہ ہو لیئے اگرچہ بادشاهی فوج پہلے پہلے اُسکے تعاقب پر آمادہ نہوئی مگر جب کہ تازی امداد اُس کو پہونچی تو اُنھوں نے تعاقب کا ارادہ کیا

مگر خان جہاں اتنا دور نکل گیا تھا کہ بندیل کھنڈ کی راہ سے گونڈوانہ کے جنگلی ملک میں پہونچا اور وہاں سے احمد نگر کے بادشاہ اپنے پرانے رفیق سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا *

اب یہہ معاملہ ایسا بڑا سمجھا گیا کہ شاہجہاں نے بذات خود میدان کا ارادہ کیا اور بہت سی فوج اپنے همراہ لیکر دکن کو روانہ ہوا چنانچہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۲۹ ع مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ ہجری میں برهان پور کو اپنے قیام سے رونق بخشی اور فوج کے بڑے بڑے تین ٹکڑوں کو مخالف کے ملکوں پر روانہ کیا † *

یہہ وہ زمانہ تھا کہ گولکنڈہ اور بیجاپور اور احمد نگر کی تینوں سلطنتوں نے اپنی اپنی پرانی حدوں پر دوبارہ قبضہ کیا تھا اور نصف مشرقی خاندیس اور اُس کے پاس پروس کے حصہ برار اور اُس قلعہ احمد نگر کے علاوہ جو باوصف اسکے کہ خان جہاں نے اُس کو احمد نگر والوں کے حوالہ کیا تھا مگر احمد نگر والوں کا مطیع و محکوم اب تک نہوا تھا بادشاہی ملازموں کے قبض و تصرف میں دکن کا کوئی ملک باقی نرها تھا دکن کی سلطنتوں میں احمد نگر کی بڑی سلطنت تھی جو بادشاہی حدوں سے متصل واقع ہوئی تھی اور مرتضی نظام شاہ ملک عنبر کا بٹھلایا ہوا بادشاہ اُس کے مرنے پر اپنی حکومت کے کار بار کو انجام دینا چاهتا تھا لیکن اگر ملک عنبر کے بیٹے باپ کی لیاقت رکھتے تو وہ بادشاہ اُن کے هاتھوں میں کاٹھہ کی پتلی بنا رهتا مگر اُس کے بیٹے کسی قابل نتھے یہاں تک کہ نظام شاہ نے اُس کے بڑے بیٹے فتح خاں کو حکومت سے خارج کرکے مقید کیا اور آپ استقلال و متانت سے حکومت کرنے لگا مگر اُس نے ایسی بے سلیقگی برتی کہ حکومت اُس کے شور فسادوں کا مرکز بن گئی اور غنیموں کو حملہ کرنے اور اُس ملک سے فائدہ اوٹھانے کا موقع هاتھہ آیا ‡ *

---

† ایک هندوستانی مورخ نے هر ٹکڑے کو پچاس پچاس هزار آدمیوں کا لکھا هے

‡ گرینٹ ڈف صاحب اور خافی خاں

ابراهیم عادل شاہ والي بیجا پور نے ملک عنبر کے زمانہ انتقال کے قریب انتقال کیا تها اور اپني حکومت کو بڑي شادابي اور تازگي پر اپنے بیٹے محمد عادل شاہ کے قبض و تصرف میں چھوڑا تها اور عبد الله قطب شاہ والي گولکنڈہ اپنے همسایوں تلنگانہ والے هندوؤں کے نقصان و مضرت سے اپني حکومت کو چوڑا چکلا کر رها تها حاصل یهہ کہ یهہ دونو بادشاہ مسلمان بادشاهوں کي لڑائیوں بهڑائیوں میں شریک و شامل نهوئے *

جب کہ شاهجهاں برهان پور میں پهونچا تو خان جهاں گونڈوانہ سے نکلکر احمد نگر کي قلمرو میں چلا گیا تها چنانچہ بادشاهي فوج اُس کے پیچهے اُس جگهہ کے ارادے پر جهاں وہ جاکر پڑا تها روانہ هوئي اور گجرات سے اور فوج کي امداد بهي پهونچي خان جهاں اور اُس کے رفیقوں نے چند بار ایسي فوج کا بیفائدہ مقابلہ کیا جو اُن سے بهت بکثرت زیادہ تهي اور چونکہ مقابلوں سے کوئي فائدہ حاصل نهوا تو جنوب کي جانب چلتا هوا اور بهاگنے بهٹکنے کے سهارے سے بادشاهي فوج والوں کے هاتهہ نہ آیا مگر اعظم خان بادشاهي سردار نے جو بڑا چالاک اور نهایت چاق و چست افسر تها کڑے کڑے کوچ کرکے اُس پر چهاپا مارا اور اسباب اُس کا لوٹ لیا اور ایسے پهاڑوں جنگلوں میں بهاگنے چهوٹنے پر مجبور اُسکو کیا جهاں ساري بادشاهي فوج کا گذرنا ممکن نتها بعد اُس کے خان جهان آگے کو بهاگنے لگا اور بعض اوقات اچهے مقاموں کے سنبهالنے سے تعاقب کرنیوالوں کا مقابلہ کرتا تها اور کبهي کبهي طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے پیچهے پڑنے والوں سے دور دور بهاگتا تها غرض کہ گرتا پڑتا بیجا پور میں داخل هوا اور یهہ اُمید اُسکو قوي تهي کہ بیجاپور والے کو کچهہ سنکو یار اپنا بناویگا مگر جب کہ اُسکو یهہ دریافت هوا کہ وہ بادشاہ ایسے جهمیلوں میں پڑنے سے جان چهوڑتا هي تو لاچار اُس نے اضلاع احمد نگر کا دوبارہ ارادہ کیا نظام شاہ ان روزوں اپني هي بلا میں مبتلا تها یعني بادشاهي فوج سے مقابلہ کررها تها اور دو هندو بڑے سردار اُسکے بادشاهي ملازموں سے

موافق هوگئی تهے مگر باوصف اس کے بهي اس پر جما هوا تها که فیصله کي لڑائي لڑکر نصیبوں کو آزماوے چنانچه اُسنے دولت آباد میں فوج اپني اکهٹي کي اور اُس پاس کے پہاڑوں کے رستوں میں مضبوط جگهه دیکهه کر مقیم هوا مگر مضبوطي مکان کے فائدے سے وہ نقصان اُس کا پورا نهوا جو قلت تعداد کي نظر سے بمقابله دشمن کے اوٹهاتا تها غرضکه نظام شاہ نے لڑائي هاري اور قلعوں میں محصور هونے اور بے ترتیب لڑائي لڑنے پر مجبور هوا اور اسي اثنا میں خان جہاں اپنے رفیقوں کي شکست اور اُنکے ملک و مملکت کي تباهي ویراني اور قحط و وباے عام کي مار دهاڑ سے جو اُن تباہ ملکونمیں پهیلي هوئي تهي مغلوب ولاچار هوکر لڑائي کے کهیت سے بهاگا اور خیال کیا گیا تها که پشاور کے قرب و جوار کے پٹهانوں میں اُسنے جانا چاها تها جهاں شمال کي ساري قومیں بادشاهي ملازموں سے لڑجهگڑ رهیں تهیں مگر خان جهاں یهه اراده پورا نکرسکا اس لیئے که جب نربده سے گذرکر گجرات کي سرحد پر گذرا اور تمام مالوه کو طی کرکے بندیل کهنده کو گیا جهاں یهه امید اُسکو لگ رهي تهي که وهاں پهونچکر بغاوت کو تازه کرونگا تو بندیل کهنده کا راجه اُسپر پهیل پڑا اور اُس کي فوج کے پچهلے لوگوں کو جو دریاخاں لودهی اُس کے سردار آزموده کار اور پرانے رفیق کے زیر حکومت تهي تلواروں کے مارے پاش پاش کیا اور وہ شامت کا مارا اس مصیبت میں گرفتار تها که بادشاهي لوگوں نے اُس کو جا پکڑا خان جهاں نے اپنے زخمیوں کو چلتا کیا اور رهے سهے لوگوں سمیت اپني جگهه جما رها جو کل چار سو آدمي باقي رهگئی تهے اگرچه دیر تک سخت مقابله رها مگر کچهه فائدا حاصل نهوا اس لیئے که کچهه ساتهي اُسکے مارے گئے اور کچهه پراگنده هوگئے غرضکه نوبت یهاں تک پهونچي که دو چار جان نثاروں سمیت اپني جگهه چهوڑنے اور جان بچاکر بهاگنے پر مجبور هوا اور کالنجر کے پهاڑي قلعه میں زبردستي سے راہ پانے میں بڑي کوشش برتي مگر اُسکا بیٹا مارا گیا اور

خود وہاں سے بہگایا گیا آخر کار ایک گڑھی میں گھر گیا جہاں وہ ہار تہک کر بیٹھا تہا چنانچہ اپنی معمولی شجاعت سے بمقابلہ پیش آیا اور بہت سے زخم اوٹھاکر ایک راجپوت کے بہالہ سے مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر ایک بہاری تحفہ کیطرح بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۰ ع مطابق سنہ ۱۰۴۰ ہجری میں واقع ہوا *

نظام شاہ کی لڑائی اُسکے اصلی باعث کے رفع دفع ہو جانے یعنی خان جہان کے مارے جانے سے اختتام کو نہ پہونچی اور یہہ وہ زمانہ تہا کہ دکن کے شہر و دیہات ایک بڑے کال کے پڑنے سے تباہ ہو رہی تھے اور یہہ کالا کال سنہ ۱۶۲۹ ع میں بارش نہ ہونے سے شروع ہوا اور جب کہ اگلے برس یعنی سنہ ۱۶۳۰ ع میں بھی بارش نہوئی تو وہ قحط نہایت درجہ کو پہنچا اور ایک ہیبت پہیل گئی اور ہزاروں آدمی گہر چہوڑ چہوڑکر چلے گئی اور شاداب صوبوں میں پہونچنی نہ پائی کہ رستوں میں مرگئی اور ہزاروں آدمی خاص دکن میں بہوکوں کے مارے پیٹ پیٹ کر جان بحق ہوئی غرض کہ ضلع کے ضلع سونے ہوگئی اور بعضے ضلع ایسے تباہ ہوئی کہ چالیس برس کے بعد بہی نہ † سنبہلے اور نیار چارے کے بالکل نہوں نے سے مویشی بہی لوٹ پوٹ کر مرگئی اور اُن لوگوں کی بدبختی ایسی بڑی مری کے پڑنے سے کمال کو پہونچی جو حسب دستو ایسی مصیبتوں کا نتیجہ ہوتی ہی ان مصیبتوں کے دنوں میں بادشاہی سردار اعظم خان نے نظام شاہ سے لڑائی قایم رکھی اور نظام شاہ نے ان بے انتظامیوں کو اپنے وزیر ملک عنبر سے نسبت کرکے عہدہ وزارت سے اُسکو معزول کیا اور اُسکے بڑے بیٹی فتح خان کو قید سے رہائی بخشی اور وزارت کے عہدہ پر بجاے اُسکی معزز و ممتاز کیا جب کہ نظام‌شاہ کی تباہی کے اثار نظر آئی تو محمد عادل شاہ والی بیجا پور پہلے پہل تو اپنے موروثی دشمن والی احمدنگر کی ذلت سے خوش ہوا مگر اُس خطرہ سے

---

† خافی خان

غافل نرها جو اُس کی تباهی سے حقیقت میں پهونچنی والا تها اور اندر اندر بہت هي گهبرایا اس لیئی اُس نے بادشاهي لوگوں سے لڑائي ٹهان کر بڑے اڑے وقت میں نظام شاہ کي کمک پر کمر باندهي مگر مدد رسانی میں اس قدر توقف کیا کہ نظام شاہ اپنی حماقت کے نتیجوں سے محفوظ نرہ سکا اس لیئی کہ فتح خاں نے حال کي عنایت کي نسبت پہلي بے التفاتي اور نقصانوں کا زیادہ تصور کیا اور باپ کے اختیاروں کے حاصل کرنے پر بہت مایل هوا چنانچہ اُس نے ساري قوت اور تمام اختیار کو اپنے ولي نعمت کي تخریب و استیصال میں صرف کیا یعني نظام شاہ کي حماقت اور عوام کي نارضامندي کے باعث سے جلد اسقدر قوت حاصل کي کہ اُسکی بڑے بڑے رفیقوں سمیت اُسکو قتل کرایا اور خود حکومت پر قابض و متصرف هوا اور شاهجہاں کي خدمت میں آشتي کا پیغام اور بہت سا روپیہ روانہ کیا اور نام چارے کو شیر خوارہ بچہ کو بادشاہ بناکر یہہ مشہور کیا کہ یہہ بادشاہ شاهجہاں شاهنشاہ کا مطیع و محکوم هوکر حکومت کریگا *

غرضکہ یہہ درخواست اُسکي منظور هوئي اور بیجاپور پر شاهجہاں کي ساري فوج کا دهاوا هوا مگر جب کہ فتح خاں نے اپنے وعدوں کو پورا نکیا تو بادشاهي فوج نے دوبارہ احمد نگر والوں پر دهاوا کیا اور فتح خاں نے عادل شاہ سے پهر موافقت پیدا کي بعد اُسکے باهم شاهجہاں سے آشتي هوئي اور لوگ امن چین سے بیٹهے غرض کہ اُسکي مختلف تدبیروں اور مکر فریبوں سے ایسے هي رنگ ڈهنگ آپس میں قایم رهی یعني اگر دو دن کو آشتي هوئي تو دو دن کو لڑائي رهي *

## بیجاپور کے محاصرہ کا بیان

منجملہ انقلابات مذکورہ بالا کے ایک انقلاب میں محمد عادل شاہ اپنے دشمنوں سے مغلوب هوکر بیجاپور میں محصور هونے پر مجبور هوا اور آصف خاں کي بڑي فوج نے اُس کا محاصرہ کیا اگ اس اڑے وقت

میں یہہ بادشاہ اپني عقل و هوشیاري سے کام اپنا نہ نکالتا تو حال اُس کا بهي نظام شاہ اُس کے حریف کا سا هوتا شہر کي حفظ و حراست میں بڑي جد و جہد اوٹھائي اور محاصروں کا دم ناک میں کیا اور آصف خاں کو آج کل کے وعدوں اور طرح طرح کي باتوں سے بہلاتا پہسلاتا اور اُس کے کاروبار میں تساهل ڈالتا رہا یعني بعض اوقات بذات خود خط و کتابت کرتا تها اور کہلم کہلا لکہتا تها کہ شاهجہاں کي جلد اطاعت کي جاوے گي اور کوئي جهگڑا باقي نرهیگا اور کبهي کبهي اپنے سرداروں سے سازشوں کا دهوکہ دلاتا تها چنانچہ وہ سردار آصف خاں سے اپنے بگڑنے پر لین دین کے معاملہ کرتے تهے اور گاہ گاہ اپنے سرداروں کي جانب سے اس قسم کي لکہا پڑي کراتا تها کہ جب تم دعاوا کروگے تو هم اپني جگہوں کو چهوڑکر چلے جاوینگے اور قلعہ کے جو جو مقام اپنے قبضہ میں هیں تمہارے لوگوں کو اُن مقاموں میں داخل کرادینگے اور ایسے ایسے فریب دهوکوںسے بعض اوقات آصف خاں کو بہت نقصان پہونچتا تها اسي زمانہ میں آصف خاں کا لشکر قحط و مرض کے مارے پراگندہ و پریشان تها یہانتک کہ آصف خاں مجبور هوا اور مجبور هوکر محاصرہ اوٹهایا اور بیجاپور کے اُن ضلعوں کو لوٹا جو اب تک ویران نہوئے تهے اور اُنکي لوٹ کهسوٹ سے اُن کے بادشاہ کي فند و فطورت کا † بدلا لیا *

اس نا کامي کے زمانہ میں دکن کي حکومت مہابت خاں کو عنایت هوئي اور مارچ سنہ ١٦٣٢ ع مطابق رمضان سنہ ١٠٤١ هجري کو بادشاہ دلي میں واپس آیا ‡ اور لڑائي کے کاروبار مہابت خاں کي معرفت جاري رهے چنانچہ اُسکي سعي و محنت کي بدولت فتح خاں مذکورالصدر دولت آباد کے قلعہ میں محصور هوا اور بیجاپور والی کي امداد و اعانت سے بچاو اپنا کرتا رہا اور نظام شاهي حکومت کا قیام اس لڑائي

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

‡ خافي خاں

کے نتیجے پر ٹھہرا یہانتک که ایک عام لڑائي کے ذریعه سے یهه جهگڑا فیصل هوگیا جسمیں سارے متفق دکن والوں کو اس اراده کے پورا کرنے میں شکست هوئي که دولت آباد کے محاصره کو اوٹهاویں بعد اُسکے فتح خاں نے اطاعت کي اور ملازمان بادشاهي میں داخل هوا اور وه شیرخوارہ بچه اسیر هوکر گوالیار کے قلعه میں § بهیجا گیا جسکو فتح خاں نے بادشاه بناکر تخت پر بٹهلایا تها یهه واقعه فروري سنه ۱۶۳۳ ع مطابق سنه ۱۰۴۲ هجري میں واقع هوا *

## دکن کي دوباره لڑائي کا بیان

جبکه بیجاپور کا بادشاه اکیلا رهگیا تو اُسنے صلح کا پیغام دیا مگر اُسکے پیغام پر معقول توجهه نهوئي بعد اُس کے یهه بادشاه اپنے حفظ وحراست میں مصروف رها اور مهابت خاں کي تمام محنتیں جو اُسکے مغلوب کرنے میں صرف هوئي تهیں ضایع گئیں لڑائي کے بڑے کاموں میں سے پرنڈا کا محاصره تها جهاں سے مهابت خاں مجبور هوکر سنه ۱۶۳۴ ع میں برهان پورکو واپس آیا تها اور چهیڑ چهاڑ سے || باز رها تها پہلے اس سے مهابت خاں مرزا شجاع بادشاه کے دوسرے صغیر سن بیٹے کے براے نام زیر حکومت هوکر دکن کو روانه کیا گیا تها مگر اب وه دربار میں بلایا گیا اور دکن کي حکومت خان دوران اور خان زماں کي دو حکومتوں پر تقسیم کي گئي *

یهه دونوں افسر پہلے افسروں کي نسبت بهت کم کامیاب هوئے اورعادل شاه اُن کے مقابله پر جما رها اور نظام شاهي حکومت جو فتح خاں کي اطاعت سے خاتمه پر پهونچنے والي معلوم هوتي تهي ایک سردار کي بدولت جس کا گهرانا مرهٹوں کي اصل و بنیاد ڈالنے سے مشهور و معزز

---

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| گرینٹ ڈف صاحب نے جو جو تاریخیں اس زمانه کے واقعوں کي بیان کي هیں وه اُن تاریخوں کے مخالف هیں جنکو خافي خاں نے تحریر کیا

هونے والا تھا دوبارہ شگفتہ هوئي یہہ سردار وہ شاہ جي بوسلا تھا جو ملک عنبر کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا اور سحال کي پچھلي لڑائیوں میں شریک و شامل رہا اور دولت آباد کے فتح هونے پر دکن کے مغربي نا هموار ملک میں چلا گیا تھا اور تھوڑي مدت کے بعد اُسنے ایسي قوت پکڑي کہ ایک نئے دعویدار کو احمد نگر کے تخت پر بٹھایا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچائي کہ سلطنت مذکور کے اُن سب پرگنوں پر قابض هوا جو سمندر سے لیکر دارالسلطنت تک واقع تھے †

غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ دکن کا ملک اپنے غنیموں کے هاتھوں میں پڑنے سے ایساهي دور اور محفوظ رہا جیسے کہ پہلے تھا اور شاهجہاں نے ایک بار اور اُس کي فتح کرنے کي غرض سے بذات خود جانا ضرور سمجھا *

نومبر سنہ ۱۶۳۵ع مطابق جمادي‌الاولی سنہ ۱۰۴۵ هجري کے اخیر میں بادشاہ آگرہ سے روانہ هوا ‡ اور دکن میں پہونچکر اُس نے وهي پہلا طریقہ اختیار کیا یعني فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے احمد نگرکي سلطنت پر پہلے پہلے اُن ٹکڑوں کو قبضہ دوبارہ کي نظر سے چلتا کیا اور جب کہ اُنھوں نے شاهجي بوسلا کو کشادہ ملکوں سے مار کر بھگایا اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا تو شاہ جہاں نے ساري فوج کو بیجاپور پر بھیجا اور بہت سے قوي مقاموں کو قبض و تصرف میں لاکر پہلي دفعہ کے موافق محمد عادل شاہ کو محصُور مجبور کیا اور وہ لیاقتیں جنکي بدولت پہلے محاصرہ سے نجات اُس نے پائي تھي اس موقع پر بهي اُسکي ذات سے خارج نہ هوئیں چنانچہ اُسنے بیجاپور کے آس پاس کے شہر و دیہات کو بیس بیس میل تک چاروں طرف سے برباد اور کھانے پینے اور نیار چارے کے سامانوں کو ایک قلم ضایع کیا اور کاروں کو

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

‡ خافي خاں

مٹي سے بھروا دیا اور چشموں تالابوں کو پاني سے خالي کروایا غرضکہ اُسنے اس بات کو ناممکن کیا کہ کوئي فوج اُس کي بستي پر حملہ کرنیکے زمانے میں اپني پرورش کر سکے *

بوجہہ مذکورالصدر بادشاهي فوج نے عادل شاہ کي قلمرو کے شہر و دیہات کو لوٹنا شروع کیا اور اُسکي فوج کے متعدد گروهوں کي دلاوري چالاکي سے اکثر بہت سے نقصان اُٹھائے غرض کہ دونوں فریق اس قسم کي لڑائي سے تنگ آئے اور عادل شاہ نے آشتي چاهي چنانچہ ایسي مفید شرطوں پر صلح واقع هوئي جو اُس کي توقع سے بہت زیادہ تھیں بیس لاکھہ روپیہ سالانہ دینا منظور کیا اور اُس کے بدلہ میں نظام شاهي حکومت کا اتنا حصہ پایا کہ اُس کے پانے سے اُس کي حکومت شمال و مشرق کي جانب دور تک پھیل گئي یہہ صلح سنہ ۱۶۳۶ع مطابق سنہ ۱۰۴۶ هجري میں واقع هوئي *

شاہ جي بوسلا اور تھوڑے دنوں تک مقابلہ کرتا رها مگر جب کوئي چارا نہ دیکھا تو اخرکار اُسنے بھي اطاعت کي اور اُس باطل استحقاق بادشاہ کو حوالہ کیا جسکو اُس نے تخت پر بٹھایا تھا اور شاهجہاں کي مرضي سے بیجاپور والے کے ملازموں میں داخل هوا *

دکن کے اس حملہ سے پہلے گولکنڈہ والے بادشاہ کو شاهجہاں اپنے زور و قوت اور جاہ وہ حشمت سے ڈرا چکا تھا اور اِسبات پر اُسکو مجبور کر چکا تھا کہ جمعہ اور عید کي نمازوں میں شاہ ایران کا نام خطبہ سے خارج کرے اور ایک معین خراج برابر ادا کیا کرے § غرضکہ کل دکن اُسکا مطیع و محکوم هوگیا *

جبکہ یہہ سارے معاملہ طے هو چکے تو شاهجہاں اپني دارالسلطنت کو سنہ ۱۶۳۷ع مطابق سنہ ۱۰۴۶ هجري میں واپس آیا اور احمدنگر کي حکومت همیشہ کے لیئے نیست و نابود هوگئي *

---

§ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

## خاص خاص مقاموں کے شور و فسادوں اور قندھار کے قبضہ اور بلخ کي یورش کا بیان

جب کہ شاهجہاں دکن پر مایل تھا تو چھوٹے چھوٹے جھگڑے اور اور طرفوں میں ھو رھے تھے چنانچہ حاکم بنگال نے سنہ ۱۶۳۱ع میں پرتگال والوں کے قلعہ هوگلي پر جو کلکتہ کے قریب واقع هی محاصرہ کے ذریعہ سے قبضہ کیا تھا اور بندیلوں کي سرکشي اور فساد واقع هوئے تھے اُن کي اول بغاوت میں راجہ نرسنگھہ دیو کا بیٹا مارا گیا تھا اور مشرقي سرحد کي فوج کے ایک لشکر نے سنہ ۱۶۳۴ع اور سنہ ۱۶۳۶ع میں چھوٹي تبت پر قبض و تصرف کیا تھا اور سنہ ۱۶۳۴ع میں ایک اور فوج نے سری نگر کي مہم میں شکست فاحش کھائي تھي اور تیسري فوج نے سنہ ۱۶۳۷ع میں بنگالہ سے جاکر کوچ بہار کي چھوٹي ریاست کو دبانا چاھا اور قبض و تصرف کے بعد آب و ھوا کي ناموافقت سے اُس کے چھوڑنے پر مجبور هوئے *

اس زمانے کے بڑے واقعوں میں سے قندھار کا ھاتھہ آنا تھا جسکو اُسکے حاکم علي مردان خاں نے اپنے بادشاہ والي ایران کے ظلم سے خوف و خطرہ کھاکر ملازمان شاهجہاني کو بے لڑے بھڑے حوالہ کیا تھا اور خود دلي میں شاهجہاں کي پناہ میں بیٹھا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۷ع مطابق سنہ ۱۰۴۷ هجري میں واقع ھوا *

علي مردان خاں کي تعظیم و تکریم بہت سي هوئي اور وہ اس پایہ کو پہونچا کہ مختلف وقتوں میں کشمیر و کابل کا حاکم رہا اور اور مختلف لڑائیوں میں اور طرح طرح کے کاموں میں مصروف کیا گیا اور اُس خوش سلیقگي اور هوشیاري کے باعث سے جو فلاح عام کے کاموں میں اُس کو حاصل تھي تمام دربار میں تعریف اُس کي هوتي تھي چنانچہ منجملہ اُن کاموں کے ایک وہ نہر هی جو اب بھي دلي میں اُس کے نام سے جاري اور وہ اُس کي هوشیاري کا ایک نمونہ هی علاوہ اُس

کے نمایشوں اور تہواروں اور جلسوں کے موقعوں پر جو لطافت اور ذوق اُس کے سلیقہ سے واضح هوتے تھے اُن سے بھی وہ نام آور هوا تھا *

سپاهیانہ استعداد اُس کی بلخ و بدخشاں کی لڑائی میں پہلے پہلے آزمائی گئی یہہ دونوں صوبہ اوزبکوں کے قبض و تصرف میں جب سے برابر چلے آتے تھے کہ مرزا سلیمان کے دخل و تسلط سے خارج هوئے تھے اور اس زمانہ میں نذر محمد خاں اُنپر قابض و متصرف تھا اور اس سردار کی اصلیت یہہ تھی کہ یہہ سردار اُس سارے خطہ کے امام قلی بادشاہ کا چھوٹا بھائی تھا جو اکسیس یاریتدر کاسپین سے لیکر کوہ ایماس تک پھیلا هوا هی *

شاهجہاں کو کئی سال امن چین سے گذرے تھے کہ نذر محمد خاں حاکم بدخشاں کے بیٹے عبدالعزیز خاں کی بغاوت سے جسکو اُسکے چچا نے ترقی بخشی تھی بیٹھے بٹھائے سنہ ۱۶۴۴ع مطابق سنہ ۱۰۵۴ هجری میں یہہ ترغیب هوئی کہ اپنے خاندان کے مردہ حقوں کو دوبارہ زندہ کرے اور سوتے استحقاقوں کو بھاری نیندں سے پھر جگاوے چنانچہ علی مردان خاں سردار اُس کا کوہ هندوکش کے سلسلہ میں گھس گیا اور بدخشاں کو لوٹ کھسوٹ کر برابر کیا مگر اس باعث سے کہ جاڑوں کا موسم بہت آ گیا تھا اور برف کی کثرت سے جنوبی ملکوں کی راهیں منقطع هونے والی تھیں کوئی فائدہ مستقل حاصل نہ کر سکا اور لوٹنے پر مجبور هوا بعد اُس کے اگلے برس میں راجہ جگت † سنگھہ نے اس مہم کا ارادہ کیا جسکی تقویت ایسے چودہ هزار راجپوتوں سے متعلق تھی جنکو اُس نے اپنی حکومت میں بھرتی کیا تھا اور تنخواہ اُنکی بادشاهی سرکار سے ملتی تھی *

جیسے کہ اس غیر معمولی یعنی پہاڑوں کی لڑائی میں راجپوتوں کی دلیری دلاوری نے کمال اپنا دکھایا ایسا کسی جگہہ ظاهر نہیں کیا یعنی اُنھوں نے پہاڑوں کی راهوں کو کڑے کڑے حملوں سے فتح کیا اور برف کے اوپر سے

---

† غالب یہہ هی کہ یہہ راجہ کرتہ کا راجہ تھا

بڑے سخت کوچ کیئے اور اپنے جماؤ بچاؤ کے واسطے اپنی جان کی محنت سے مٹی کے دمدمے بنائے یہاں تک که خود راجه بھی اور آدمیوں کی طرح کدال پھاوڑے سے کام کرتا تھا اور ایسی ولایت کے طوفانوں کو جہاں برف اکثر جمی رهتی هی ایسے صبر و استقلال سے اُٹھایا جیسے که اوزبکوں کے دھاوؤں کی مصیبتوں کو جھیلا اور هرگز نه گھبرائے *

باوجود ان محنتوں اور جانفشانیوں کے یہه مہم ایسی بھاری سمجھی گئی که خود بادشاہ نے کابل کا ارادہ کیا اور شاهزاده مرزا مراد اپنے بیٹے کو بزیر هدایت علی مردانخاں کے بلخ پر روانه فرمایا † *

اِس مہم میں پوری کامیابی حاصل هوئی یعنی نذر محمد خاں کے بیٹے شاهزاده مراد کے پاس آئے اور بعد اُس کے سنه ۱۶۴۵ ع مطابق سنه ۱۰۵۵ هجری میں خود نذر محمد خاں بھی مطیع هوگیا مگر جب که شاهزاده مراد نے بلخ پر قبضه کیا تو نذر محمد خاں بادشاهی ملازموں سے بدگمان هوا اور نیا بگاڑ آپس میں قایم کیا یہاں تک که جب نذر محمد خاں کے قبضه سے حفظ و حراست کے مکان بھی نکل گئے تو کام ناکام ایران کو بھاگا اور جولائی سنه ۱۶۴۶ ع مطابق جمادی الثانی سنه ۱۰۵۶ هجری میں یہه منادی پھرائی گئی که شاهجہاں کی قلمرو میں نذر محمد خاں کی حکومت داخل هوگئی مگر یہه فتح ایک عرصه تک بے کھٹکے نرهی چنانچه عبدالعزیز خاں اُس کے بیٹے نے دریاے اکسیس پار ایک فوج اکٹھی کی اور بہت سے لوٹیروں کو شاهجہاں کے ملک نو مفتوحه میں تباهی ویرانی کی غرض سے روانه کیا شاهجہاں اس زمانه میں دلی کو واپس آگیا تھا اور شاهزاده مراد اپنی مفوضه خدمت سے تنگ هوکر اور علی مردانخاں کے رعب داب سے بغاوت عاجز هوکر باپ کی بلا اجازت دلی کو چلا آیا اور اِسی قصور پر دربار سے نکالا گیا بعد اُس کے صوبه مذکور کا انتظام

† خافی خاں کا یہه بیان هی که دس هزار پیاده اور پچاس هزار سوار اس فوج میں تھے

اورنگ زیب پر ڈالا گیا اور خود بادشاہ اُس کي تائید و اعانت کي غرض سے کابل کو روانہ ہوا چنانچہ پہلے پہل اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ ہجري میں اوزبکوں پر بڑي فتح پائي مگر لڑائي کا فیصلہ نہوا اس لیئے کہ عبدالعزیز خاں آپ اکسیس وار اوتر آیا اور بادشاہي فوج والوں کو ایسا تنگ پکڑا کہ اورنگ زیب اب ہلکي ہلکي کامیابیاں حاصل کرکے بلخ کي شہر پناہ میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوا*

جبکہ اس زمانہ کے قریب ایرانیوں نے نذر محمد خاں کا ہاتھہ پکڑا تو لاچار ہوکر شاہجہاں کا منت گزار اور اُس کے ترس و رحم کا خواستگار ہوا چنانچہ شاہجہاں نے یہہ سوچ سمجھہ کر کہ باوصف اس خونریزي اور زرافشاني کے پورا پورا مطلب حاصل نہوا لڑائي بھڑائي سے کنارہ کشي مناسب سمجھي اور اِس خیال سے کہ کوہستان سے پھرنے اور ملک کے چھوڑنے کي خفت بھي حاصل نہووے تمام اپنے حقوق کو نذر محمد خاں کي طرف منتقل کیا جو اُس کے دربار میں اعانت کا خواہاں تھا اور بموجب اُس کے اورنگ زیب کو ہدایت کي گئي کہ اپنے رہے سہے مقبوضہ مقاموں کو نذر محمد خاں کے حوالہ کرے چنانچہ اورنگ زیب اِس ہدایت کے موافق بلخ سے عبدالعزیز خاں کے حملوں کو سہارتا اُٹھاتا پیچھے پھرا اور جب کہ وہ ہندو کش کي راہوں میں پہونچا تو ہزارا قوم کے پہاڑیوں نے لوٹ کھسوٹ کے لیئے تعاقب کیا اور جاڑوں کي شدت سے بدبختي نہایت کو پہونچي اگرچہ اورنگ زیب اپني ذات سے ہلکے سواروں سمیت کابل میں پہونچا مگر اُس کي فوج کا بڑا ٹکڑا یعني قلب لشکر برف کے پڑنے سے ایسي جگہہ پھنس گیا کہ ایسي لاچاري میں ہزارا کے لوگوں کے متواتر حملوں سے بڑے نقصان اُٹھائے اور بلا اسباب و سواري اپني جان کو بچانے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکل جانے کو غنیمت سمجھا‡ سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ ہجري میں یہہ باز گشت واقع ہوئي*

---

‡ خافي خاں

## قندھار کا قبضہ سے نکلنا

بلخ کے چھوڑنے سے بادشاہ نے امن چین تو حاصل کیا مگر جب کہ ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کیا تو اُس میں خلل واقع ہوا بیان اُس کا یہہ ھی کہ شاہ صفوی کی کم زور اور جفا خیز سلطنت اور اُس کے بیٹے شاہ عباس ثانی کی کم سنی کے باعث سے ایرانیوں نہ بادشاھی فوج والوں کو علی مردان خاں کے مانے جانے اور بھاگ آنے کے فائدوں کا مزا بلا تکلف اُٹھانے دیا تھا مگر جب کہ عباس ثانی بالغ ہوا لگا تو اُس کے وزیروں نے یہہ بات اُسکو سوجھائی کہ اپنے ملک کی پرانی حدونپر قابض و متصرف ہونے سے اپنی سلطنت کے مرتبہ کو بڑھانا چاھیئے چنانچہ اُسنے سنہ ۱۶۴۸ ع مطابق سنہ ۱۰۵۸ ھجری میں بڑی فوج اکھٹی کرکے قندھار پر چڑھائی کی اور جاڑونکے موسم میں قندھار کے محاصرہ کرنیمیں دانشمندی برتی اِس لیئے کہ برف کے پڑنے سے ھندوستان اور کابل کی راہ آنے جانے کی مسدود ہوگئی تھی اور کار بار اُس کے قندھار کی نرم آب و ھوا میں بخوبی جاری رہے چنانچہ انجام اُس کا یہہ ہوا کہ اورنگ زیب او سعداللہ خاں وزیر کو یہہ حکم تو ہوا کہ پنجاب سے بہت جلد روانہ ہوکر قندھار کی امداد و اعانت کو پہونچیں اور اُنہوں نے جی جان سے سعی و محنت کرکے پہاڑوں کے رستہ راہ نکالی مگر قندھار تک پہونچنے میں تاخیر واقع ہوئی جو اڑھائی مہینے کے محاصرے پر فتح ہوچکا تھا اور اِس لیئے کہ فوج اُنکی جاڑوں میں سفر کرنے سے ھار تھکن کے مارے ابتر ہوگئی تھی تو اورنگ زیب اور سعداللہ خاں کابل میں ٹھہرنے اور فوج کے دوبارہ آراستہ کرنے پر مجبور ہوئی اسی عرصہ میں شاہ ایران ایک تری فوج اپنی قندھار میں چھوڑکر ھرات کو چلا گیا † *

ماہ مئی سنہ ۱۶۴۹ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۹ ھجری میں ھندوستان کی فوج قندھار کے سامنے پہونچی اور مورچے لگاکر شہر

† خافی خاں

پر گولي برسانے لگي غرض که جانبین میں لڑائي بڑي سرگرمي سے شروع هوئي اور دو طرفوں سے سرنگیں اوڑائي گئیں محاصروں نے شہر پر حملے کیئے اور محصوروں نے باهر نکل کر چھاپے مارے بعد اُس کے شاه عباس نے محاصره کے اُٹھانے کو ایک فوج اپني روانه کي مگر اُس فوج کے پهونچنے سے محاصره کے کام کاج میں اِسلیئے کسي قسم کا خلل واقع نهوا که اورنگ زیب نے اپني فوج کا ایک ٹکڑا اُس کے مقابله پر چلتا کیا اور آپ اپنے محاصرے پر شہر کے سامنے جمارها اور جو فوج اُس نے ایراني فوج کے مقابله پر بهیجي تهي اگرچه اُن کے رفع دفع کے لیئے کافي وافي هوئي مگر اِس کام کے لیئے کافي نهوئي که وه ایراني فوج والوں کو درختوں کے کاٹنے اور تیار چاریکے کهونے اور محاصرین کے ذخیروں کے لوٹ لیجانے سے روکے ٹوکے اور جبکه قندهار کے حاکم نے سینه زوري اور هنر مندي سے شہر کي حفظ و حراست میں بهي کمي کوتاهي نکي تو اورنگ زیب اُس مدت سے چار مهینے کے بعد جب که اُس نے مورچے لگائی تهے ستمبر سنه ١٦٤٩ مطابق رمضان سنه ١٠٥٩ هجري میں اپنے محاصرے کے اُٹھانے اور کابل کے واپس جانے پر مجبور هوا ‡ بادشاه جو اورنگ زیب کے پیچهے پیچهے کابل تک گیا تها اورنگ زیب کي واپسي پر قندهار سے پهلے روانه هوچکا تها اور لاهور میں پهونچنے تک اورنگ زیب اُسکو نه پکڑسکا *

اگلے برس یعني سنه ١٦٥١ ع مطابق سنه ١٠٦٠ هجري تک نکمے گذرے یعني کشمیر کي معمولي سیر کے سوا کوئي مہم اُنمیں واقع نه هوئي دستور یهه تها که بادشاه اِس عمده گوشه نشیني میں تمام وقت اپنا دعوتوں اور جلسوں اور تري خشکي کي سیر شکاروں اور آب و هوا اور فضاؤں کي مناسب خوشیوں اور باغوں کي سیروں اور ناچ راگ کي مجلسوں میں صرف کیا کرتا تها *

---

‡ خافي خاں

بعد اُس کے سنه ۱۶۵۲ ع مطابق ۱۰۶۱ هجري میں اورنگ زیب اور سعدالله خاں وزیر کو بهت سے اچهے ساز و سامان والي فوج دیکر اور بهت سے ذخیروں اور کاریگروں اور آلات و اوزار سے ٹهیک ٹهاک کرکے جو محاصرے کے کام آویں اورکمي کوتاهي نکریں قندهار پر دوباره § روانه کیا مگر یهه بڑے ٹهاٹ ایسے هي بے کار رهے جیسے که پهلے سامان ضایع گئے تهے اِس لیئے که اورنگ زیب نے طرح طرح کے ذریعوں اور قسم قسم کي تدبیروں سے کام لیا جو سعد الله خاں کي دانائي دلاوري اور راجپوتوں کي بهادري جاں بازي سے پیدا هوسکیں مگر جب که کوئي تدبیر اُس کي راس نه آئي تو لاچار هوکر کابل کو واپس آیا اور دکن کا نایب السلطنت هوکر بهیجا گیا *

شاهجهان ان دو بڑي ناکامیابیوں سے شکسته خاطر نه هوا بلکه اُسنے دوسرے سال اُس سے پهلے ساز و سامانوں سے زیاده ساز و سامان مهیا کیئے اور دارا شکوه اُس کے بڑے بیٹے نے جو بادشاه کا بڑا بیٹا اور سارے بهائیوں میں معزز و ممتاز تها اور خاص دربار میں حاضر رهتا تها مگر اپنے بهائیوں اور خاص اورنگ زیب کي فخر و عزت حاصل کرنے سے بلا باعث جلتا تها اِس موقع پر باپ سے منت سماجت کے ساتهه بهائیوں کے رشک و حسد کے مارے یهه عرض کیا که قندهار کي مهم پر مجهکو آپ رخصت فرماویں اور بخت آزمائي کي اجازت دیں چنانچه اُس کي رضا و رغبت پر ایسي فوج کا سردار کیا گیا جو پهلي فوجوں سے بهت زیاده تهي یهه بهاري فوج ایام سرما سنه ۱۶۵۲ ع میں بمقام لاهور اکهٹي هوکر بهار کے موسم سنه ۱۶۵۳ ع مطابق سنه ۱۰۶۳ هجري میں چلتي هوئي اور شاهجهان اپنے معمول کے موافق کابل تک پهنچهے پهنچه گیا

---

§ یهه بات بیان کے قابل هی که ایسي بڑي فوج محاصر کے ساتهه صرف آٹهه توپیں ایسي تهیں که وه قلعه کي روئي توڑتي تهیں اور بیس توپیں چهوٹي تهیں *

غرض کہ دارا شکوہ نے بھی اورنگ زیب کی مانند اپنے باپ کے حکم
بموجب ایسی مہورت پر مورچے جمائی کہ جسکو نجومیوں نے
مبارک بتایا تھا اور اپنے ساز و سامان کے موافق دھوم دھام سے محاصرہ شروع
کیا اور دس توپوں کا توپ خانہ ایسے دمدمہ پر چڑھایا جس کو نہایت
ٹھوس اور بڑا اونچا اِس لیئے بنایا تھا کہ سارے شہر پر دباؤ اُس کا پہونچے
اور لڑائی کے کاموں کو اپنی ذاتی تندی و تیزی سے شروع کیا جسکو اورنگ
زیب کے رشک و حسد سے ترقی ہوئی تھی چنانچہ اُس نے اپنے سرداروں کو
اکھٹا کیا اور یہہ بات اُنسے علانیہ کہی کہ اب میری عزت تمہارے ہاتھی ہے
اپنا ارادہ یہہ ہی کہ جب تک قندھار اپنے قبض و تصرف میں نہ آوے گا
تب تک ہرگز یہاں سے نہ ٹلینگے بعد اُس کے سرنگوں کو جھٹ پٹ طیار
کیا اور فوج کو محاصرے کے لیئے شہر کے قریب لیجانے کا حکم دیا اور جب
کہ محصوروں نے اپنی توپوں کو اُس کے خیمہ پر لگایا تو وہ اپنی جگہہ
سے جب تک نہ ٹلا کہ اُس کی توپوں نے محصوروں کی توپوں کو
خاموش نکیا اور جب کہ کئی مرتبہ عام حملوں کے ذریعوں سے کامیابی
کے لگ بھگ پہونچا اور باوصف اُس کے کامیابی نصیب نہ ہوئی تو
معلوم ہوتا ہی کہ شکست اور ذلت کی خفت کا اندیشہ اُس کی
طبیعت پر غالب ہوا اور افسروں کی منت سماجت کرنے لگا یہاں تک
کہ صاف اُس نے یہہ کہا کہ تم لوگ ایسا نکرو کہ دومرتبہ کی لڑائی
ہارے ہوئے اورنگ زیب کی برابر ہوجاؤں بعد اُسکے جادوگروں اور شعبدہ
بازوں سے رجوع ہوا جنہوں نے یہہ وعدہ کیا تھا کہ آدمی کی قدرت سے
علاوہ اور ذریعوں کی بدولت قندھار اُس کے قبض و تصرف میں کردینگے
غرض کہ ایسی تدبیروں سے مترشح ہوتا تھا کہ اِس لڑائی کا
انجام اچھا نہ ہوگا چنانچہ ایک مرتبہ سورج کے نکاس سے پہلے آخر کڑا
دھاوا کیا گیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ اس کے لوگ ردنی کی
چوٹی تک پہونچ گئے مگر مراد اس کی پوری نہ ہوئی اور محاصرے کے

اُٹھانے پر مجبور ہوا اور اُس کي فوج کے ایسے چنے چنے بہادر اور اچھے اچھے پایہ کے لوگ کام آئی جو اُس کے لشکر کے ہول ھي تھے بعد اُسکے جب وہ پیچھے پھرا تو ایرانیوں اور افغانوں نے لوٹ کھسوٹ کر نہایت اُس کو تنگ کیا اور کابل کے پہونچنے سے پہلے بڑے بڑے نقصان اُس نے راہ میں اُٹھائی اور کابل سے لاہور کو روانہ ہوا یہہ واقعہ ماہ نومبر سنہ ۱۶۵۳ ع مطابق محرم سنہ ۱۰۶۴ ھجري کو واقع ہوا *

مغلوں کا پچھلا ارادہ قندھار کے قبض و تصرف کي نسبت بطور مذکور اختتام کو پہونچا جسپر وہ فتح بابر کي شروع سے اچھي طرح قابض متصرف نرھی تھی *

بعد اُس کے پادشاہ کو دوبرس ایسے امن چین سے گذرے کہ کوئي جھگڑا بکھیڑا کھڑا نہوا اور اُس عرصہ میں دکن کے ملکوں کي پیمایش کو تمام کیا جسکو جمعبندي کي نظر سے قایم کیا تھا اور بیس برس اُس میں صرف ہوئی تھی † اور جب کہ پیمایش پوري ھوچکي تو یہہ حکم دیا گیا کہ ٹوڈر مل کے قاعدوں کے موافق جمعبندي اور زر لگان کي تحصیل کیجاوے ‡ *

اسي زمانہ میں سعد الله خان وزیر کا انتقال ہوا جو نہایت لایق فایق اور عاقل ھوشیار اور چال چلن کا نیک تھا یہاں تک کہ ویسا وزیر ھندوستان کے وزیروں میں کوئي نہیں ھوا شاہجہاں کے کار باروں میں ذکر اِس وزیر باتدبیر کا بڑي شان و عزت سے بیان ھوا یعني تمام کام اُس کے اسي وزیر کي صلاح و مشورت سے انجام پاتے تھے اور اورنگ زیب نے جو خط اور فرمان اپنے طول طویل سلطنت میں لوگوں کے نام پر لکھے تو اُن میں بھي اسي وزیر کي رایوں اور کاموں کو نمونہ کے طریق پر اِس غرض سے تحریر کیا کہ سارے لوگ اُن کي پیروي کریں خافیخاں

---

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرھٹوں کي جلد ایک صفحہ ۱۲۶

‡ خافي خاں

بیان کرتا هی که میرے زمانه میں بهي سعدالله خاں کي ال و اولاد اپنے بزرگ مربي کے مرنے سے سو برس پیچهے نیک وصفوں اور دانش و بینش کے ساتهه مشهور و معروف تهي اور اسي مورخ نے اُن کے سنجیده چال چلن اور مردانه چال ڈهال کو اُس زمانه کے اور امیروں کے زنانه طرز و انداز اور طفلانه حرکات سے مقابله کیا *

## دکن میں دوباره لڑائي کا هونا

بعد اُسکے ۱۶۵۶ع کے شروع هوتے هر امن چین اختتام کو پهونچا اور ایسي آگ ایکبار کي بهڑکي که وه کبهي پوري پوري فرو نهوئي اور وهاں تک نه بجهي که اُس نے دلي کي شاهنشاهي کو جلا پهونک کر خاک سیاه کر دیا پچهلي صلح کے زمانه سے عبدالله قطب شاه والي گولکنڈه برابر خراج ادا کرتا رها اور بظاهر بهي خواهش اُسکي دریافت هوتي تهي که وه شاهجهاں کي عنایت شاهانه کے قیام و بقا کا خواهاں هے اور حقیقت میں بهي اگر حالات مخصوصه کي صورت اجتماع پیدا نه هوتي تو شاهجهاں اُسکے ستانے دکهانے کے درپے نه هوتا *

قطب شاه کا وزیر اعظم میر جمله نامي ایک ایسا آدمي تها جو وزارت سے پهلے هیروں کي سوداگري کیا کرتا تها اور حسن لیاقت اور مال و دولت کي بدولت دکن کے اطراف و جوانب میں مشهور و معروف تها مگر محمد امین اُس کا بیٹا سینه زور اور خراب خسته اور نهایت بد وضع اور بغایت بد چلن تها چنانچه اُس نے قطب شاه کو اپنے کرتکوں کي خوبي سے ناراض اور باپ کو سارے درباریوں سے لڑائي بهڑائي میں مبتلا کیا میر جمله کسي فوج کا سردار هوکر حکومت گولکنڈه کے مشرقي حصه میں گیا هوا تها اور جب اُس نے یهه دیکها که میں اس قابل نهیں هوں که اپني خواهشوں کو اپنے بادشاه سے منظور کرا سکوں اور نه وه بادشاه اُن کے پورے کرنے پر راضي هے تو اُس نے شاهجهاں کا دامن پکڑنا چاها اور اس لیئے که اورنگ زیب

اور شاهجهاں دونوں اُس کو جانتے تھے تو اُس نے اورنگ زیب کو حال اپنا لکھا اورنگ زیب کو گولکنده کي حکومت میں هاتهہ ڈالنے کا موقع هاتهہ آیا اور اُس کے لکھنے سے اورنگ زیب سے متلني فریبي آدمي کو بڑي گرمجوشي سے ایک مستحکم ترغیب حاصل هوئي چنانچہ اُسنے نهایت گرمي سے میر جمله کي سفارش میں باپ کو لکھا شاهجهاں نے بیٹے کے لکھنے سے ایک تخویف نامه اپنے زور و حکومت کے بهروسے قطب‌شاه کے نام اس مضمون سے لکھا که اپنے وزیر کے شکوه شکایتوں کو رفع دفع کرے مگر اس تحریر پر یهہ ثمره مترتب هوا که قطب شاه اس دخل بیجا سے زیاده برهم هوا اور محمد امین کو قید اور اُس کي جاگیروں کو ضبط کیا قطب شاه اپنا غصه کر چکا اوراب شاهجهاں کا وار آیا چنانچہ اُس نے نهایت پیچ و تاب کهاکر اورنگ زیب کو لکھا که همارے حکموں کي تعمیل تلوار کے زور سے کرائي جاوے' اورنگ زیب اس نتیجے کا منتظر بیٹھا هي تها که یهہ حکم اُس کو پهونچا اور حکم کے پهونچتے هي بڑي سرگرمي اور چالاکي سے تعمیل مذکور کے پورے کرنے میں مصروف هوا یهاں تک که اُس نے اُس کام کو اپني شوخ و شریر طبیعت کے مناسب پورا کیا *

اورنگ زیب نے کوئي بڑي عداوت ظاهر نه کي مگر چني چني فوج اکٹھي کر کے جنوري سنه ۱۶۵۶ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۱۰۶۶ هجري میں اس بهانه سے اُس کو بنگال کي جانب چلتا کیا که میرے بیٹے سلطان محمد کي شادي مرزا شجاع کي بیٹي سے قرار پائي هے اور یهہ فوج اُسکے پهونچانے کو جاتي هے اور راه کي صورت یهہ تهي که اورنگ‌آباد سے بنگاله کو ما سولي پاٹم کے پاس اسطرح چکر کهاکر سڑک جاتي تهي که گونڈوانه کے جنگل راه میں نه پڑیں حاصل یهہ که اورنگ زیب کي راه گولکنده کي دارالسلطنت یعني حیدرآباد سے تهوڑے فاصله پر رہ جاتي تهي قطب شاه اس خبر کے سننے سے اورنگ زیب کي دعوت کے ساز و سامان

مهیا کرنیمیں جي جانسے مصروف تها که اورنگ‌زیب آسپر یکایک ٹوٹ پڑا اور ایسي بیخبري میں یهه کام اُسنے کیا که قطب شاه کو صرف اتني فرصت هاتهه آئي که وه حیدر آباد سے بهاگ کر خاص گولکنڈه کے پهاڑي قلعه میں بهاگا جو شهر سے سات آٹهه کوس کے فاصله پر واقع هي حیدرآباد اب مغلوں یعني اورنگ زیب کے دخل و تصرف میں داخل هوا اور پهلے اِس سے که بکهري هوئي فوج اکهٹي اور انتظام و قاعده کي پابند کیجاوے آدهے شهر کو جلا پهونک کر برابر کیا اور خوب لوٹا کهسوٹا اس زمانه سے پهلے اورنگ زیب نے خاص اپنے صوبه کے اُس مقام میں جو گولکنڈه کے نهایت متصل واقع تها فوج کے فراهم کرنے کا موقع پایا تها اور جب که مالوه سے اور فوج اُس کے پاس آگئي تو گولکنڈه پر نئي امداد پهونچنے کا بڑا ذریعه حاصل هوا اور اسي عرصه میں میر جمله بهي اس اِراده پر آپهنچا که اپنے ولي نعمت کے هتیاروں کو ولي نعمت هي پر اُلٹا چلاوے اور قطب شاه نے اپنے پهاڑي قلعه میں جاتے هي محمد امین کو قید سے رها اور اُس کے باپ کي جاگیروں کو ضبطي سے واگذاشت کیا تها اور حتي‌المقدور اپني اورنگ زیب سے خط و کتابت اس غرض سے جاري کي که کوئي طرح معقول تصفیه هوجاوے اور اس بات کے ساتهه اُس نے بیجا پور سے مدد کے حاصل کرنے میں سعي و محنت کا کوئي دقیقه باقي نچهوڑا مگر بیجا پور والوں نے کسي قسم کي اِمداد و اعانت نکي اور مغل یعني اورنگ زیب والے بهت کڑے اور بهاري هوتے گئے قطب شاه نے بزور و قوت محاصره اُٹهانے پر بهت سے ارادے کیئے مگر جب کچهه بن نپڑي تو لاچار اُس نے اطاعت کي وه سخت شرطیں قبول کیں جو اُس کي اطاعت پر پیش کي گئي تهیں یعني سلطان محمد اورنگ زیب کے بیٹے کے ساتهه اپني بیٹي کي شادي کرنے اور نقد اور ملک اُس کے جهیز میں دینے اور کروڑ روپیه سالانه خراج کے پهلي قسط کي بابت ادا کرنے کا اقرار کیا اور علاوه اِس کے یهه بهي وعده کیا که پچهلي باقیات کا روپیه دو برس کے اندر اندر ادا کرونگا *

شاهجهان ایسے مزاج کا آدمي تها که اگر وه هوتا تو ایسي کڑي کڑي شرطیں نه لگاتا چنانچه اُسنے روپیه کي شرطوں میں سے بهت کچهه روپیه معاف کیا اور باقي شرطوں کي تعمیل کرائي گئي اور اورنگ زیب اورنگ آباد کو ماه مئي سنه ١٦٥٦ ع مطابق سنه ١٠٦٦ هجري میں واپس آگیا بعد اُس کے میر جمله مغلوں کي ملازمت میں رها اور اورنگ زیب کے عمده عمده صلاح کاروں میں گنا گیا اور اُس کے بلند ارادوں کے لیئے عمده ذریعه تصور کیا گیا غرض که بڑے بڑے کام اُس نے دیئے اور اُس کے بڑے کام آتا رها *

گولکنده کي سلطنت سے کامیابي کا ثمره اورنگ زیب اُٹها هي هوچکا تها که اُس کو اُسي قسم کے فائده اُٹهانے کا ایک اور موقع اُس ریاست سے هاتهه آیا جو اُسکے هم سائیگي میں واقع تهي بیان اُس کا یهه هی که جب سے بیجا پور والے عادل شاه سے پچهلي صلح پر عهد و پیمان هوچکے تهے تب سے برابر امن چین کے دن گذرے چلے جاتے تهے اور عادل شاه بهي شاهجهان کے اُنس و محبت کو دم بدم بڑهاتا جاتا تها مگر اِس لیئے که عادل شاه اُس کے بڑے بیٹے دارا شکوه سے زیاده واسطه علاقه رکهتا تها تو اورنگ زیب اپنے بهائي دارا شکوه کي جهت سے عادل شاه سے دلوں میں جلتا تها نومبر سنه ١٦٥٦ ع † مطابق محرم سنه ١٠٦٧ هجري کو عادل شاه مرگیا اور علي اُسکا بیٹا اُنیس برس کي عمر میں جانشین اُس کا هوا اور شاهجهان اورنگ زیب کے سکهانے بهکانے سے اس بات پر مایل هوا که جانشین مذکور کو عادل شاه کا بیٹا تسلیم نه کرے اور اپنے باجگذار کي جانشیني کے مقدمه کے تصفیه میں استحقاق اپنا جتاوے اِس زمانه میں حکومت بیجا پور کي قوت کچهه کم تو نهوئي تهي مگر لڑائي کے سامانوں میں مستعد و آماده نه تهي علاوه اس کے اُس کي فوج کا بڑا ٹکڑا کرناٹک کے چهوٹے چهوٹے راجاؤں کے مقابله میں بهت فاصله پر

---

† گرینٹ ڈف صاحب

مصروف تھا اور یہي باعث هوا که اورنگ زیب کو بیجا پور سے لڑنے اور اُسپر دهاوا کرنے میں کوئي دشواري پیش نه آئي اور نصیبوں سے یهه بڑي بات حاصل هوئي که بیدرکا وه مضبوط و مستحکم قلعه هاتهه آیا جو بیجا پور کي عین سرحد پر واقع هی اور اُسکے هاتهه آنے سے بلا دقت و دشواري دارالحکومت † تک بڑهتا چلا گیا اور اس یکایک حمله کرنے سے وه طریقه جو اپنے بچاو کے لیئے بیجا پور والوں نے بڑي کامیابي سے پہلے دهاووں میں برتا تها یعني محاصروں کے تنگ کرنے کو درختوں کو کٹوایا اور کنوں کو بهروایا اور تالابوں کو خالي کروایا اب کے برتنے نه پاے غرض که جب اُس نئے بادشاه سے کچهه بن نپڑي تو نهایت لاچار هوکر مارچ سنه ۱۶۵۷ ع مطابق سنه ۱۰۶۷ هجري کو بري بري شرطوں سے آشتي کي درخواست گزاري مگر اورنگ زیب نے اُن شرطوں کو بهي قبول نکیا اور اُسکو ایک ضرورت پیش آئي که وه لوٹ کر چلا گیا اگر ایسي ضرورت کے پیش آنے اور ایسے معامله کے واقع هونے سے جس کي لاگ لپیٹ اُس کو بیگا نے ملکوں پر قبض و تصرف کرلے کي نسبت بهت زیاده تهي پیچهے لوٹ کر نجاتا تو بیجاپور کي دارالحکومت کو اُس کے اطراف و جوانب سمیت تهوڑے عرصه میں اپنے قبضه میں کرلیتا *

## تیسرا باب

### سنه ۱۶۵۷ ع سے شاهجهاں کے زوال دولت تک

شاهجهاں بهت بیمار هوا اور اُس کے سخت بیمار هونے سے یهه اندیشه پیش آیا که تخت اُس کا دارا شکوه پر جلد منتقل هوجاویگا چنانچه ظهور اُس کا اس قدر هوا که انصرام اُس کي حکومت کا داراشکوه کو تفویض کیا گیا اور جب که کار بار کي یهه صورت هوئي که اُس کے وقوع سے اورنگ زیب کي وه اُمیدیں ٹوٹ چلیں جو جاه و حشمت کے بڑهانے

---

† گرینٹ ڈف صاحب

اور شان و شوکت کے دکھانے پر ایک مدت سے لگ رہی تھیں بلکہ خود
جان ہی کی سلامتی کے لئے پڑے تو اورنگ زیب کی توجہہ دارالسلطنت
پر مائل ہوئی اور دکن کی مہموں سے بہت دنوں تک برطرف رہی *

شاہجہاں کے چار بیٹوں میں سے کوئی ایسا گھٹکا نہ تھا کہ وہ کمتر
حالت پر قناعت کرتا بلکہ بقول اُس کے جو لندا میں وہ باون گز کا
ہر ایک اعلی مرتبہ کا خواہاں جویاں تھا منجملہ اُن کے داراشکوہ
بیالیس برس کا اور مرزا اشجاع چالیس برس کا اور اورنگ زیب
اڑتیس برس کا اور مرزا مراد ان سب سے چھوٹا تھا مگر باوصف اسکے کہ
عمر میں چھوٹا تھا بڑی بڑی فوجوں کا حاکم رہ چکا تھا † اور حال آنکا یہہ
تھا کہ داراشکوہ کا سینہ بیکینہ اور ہمت اُسکی عالی اور خرچ اُسکا فراواں
اور فکر اُسکی سلیم اور شکوہ و وقار اُس کا بہاری بہرکم تھا مگر مخالف
طبیعت کا متحمل نہ تھا اور دور اندیشی کے عام قاعدوں کو فند و فطرت
اور کم زوری کی باتیں سمجھتا تھا اور اُن کے برتاؤ سے بڑی نفرت کرتا تھا
اور اُس کی ایسی نازک مزاجی کے سبب سے بہت سے لوگ اُس کے
دشمن اور نا عاقبت اندیشی اور بے پروائی سے رفیق اُس کے کم ہو گئے
اور اُن کو اوسکی دوستی کا اعتبار کم ہو گیا تھا اور مرزاشجاع اوسکا چھوٹا
بھائی اگرچہ لیاقت و قابلیت میں محتاج و دست نگر تو نہ تھا مگر
رات دن متوالا رہتا تھا اور نہایت عیاشی سے چین کا بندہ تھا باقی
اورنگ زیب اخلاق و عادات میں داراشکوہ کا خلاف تھا چنانچہ مزاج
اوسکا دھیما اور طبیعت اسکی ٹھنڈی اور حوصلہ اسکا تنگ اور بجاے
خود دور اندیش اور فتنہ پرست اور نہایت فریبی اور مکار اور کینہ پرور
اور تیز فکر اور سنجیدہ اطوار اور نہایت خوش بیان تھا اور یہہ فکر اسکو
ہمیشہ دامنگیر رہتی تہی کہ نئے نئے دوست بناوے اور دشمنوں کو راضی
رکھے اور باوصف اوننی لڑائی کے کاموں میں ہوشیار اور دلاور تھا اگرچہ

† کالیٹرن صاحبکی تاریخ جہانگیر

جوڑ بند اوسکے پہلوانوں کے سے نہ تھی مگر یوں صورت کا اچھا تھا اور جو
کہ دنیا کے کاموں میں اکثر مکر و فریب کی باتیں برتتا تھا اور دین
مذہب کے قاعدوں کو تدبیر مملکت کا الہ بناتا تھا تو اس سے یہہ سمجھا گیا
کہ اپنے دین میں بھی سچا نہ تھا مگر حقیقت میں اُسکے پکے مسلمان ہونے
اور دین میں تعصب برتنے میں کوئی شک شبہہ نہ تھا پکے مسلمانوں
سے تعلیم اُس نے پائی تھی اور اغاز شباب میں عبادت پر متوجہہ تھا
یہاں تک کہ ایک بار اُس نے یہہ بات بھی کہی تھی کہ دنیا چھوڑ کر
فقیری کا جامہ پہنونگا اورعمر بھر اُس نے دین کی پابندی ایسی
ایسی باتوں میں ظاہر کی کہ کوئی کوئی بات اُن میں اُس کی
غرضوں کے مفید نہ تھی اور کوئی کوئی اُس کے مطلبوں کے صریح
مخالف تھی دعاؤں کے مانگنے اور نماز و قران کے پڑھنے اور
خدا کے پوجنے اور بری باتوں سے بچنے میں گرمجوشی دکھاتا
تھا یہاں تک کہ بظاہر یہہ گمان تھا کہ وہ اپنی محنت سے روٹی
کما کر کھاتا ہی علاوہ اُس کے عجز و انکسار کے برتنے اور کسی کے بھڑکانے
سے نہ بھڑکنے اور اڑے وقتوں میں خداهی پر بھروسا کرنے اورز خصوص
اُن عمدہ کوششوں کے پورے کرنے میں نہایت سعی و محنت اُس کی
مشکور ہوئی جو اسلام کے بڑھانے اور کفر کے گھٹانے میں اُسکی پائمردی
سے ظاہر ہوئیں مگر باوصف اِس کے خود کامی کا مضمون اُس میں ایسا
سمایا تھا کہ جب اخلاق و ملت کی کوئی بات اُس کی بلند نظری اور
طمع کشائی کے مانع مزاحم ہوتی تو پھر اُسکی کچھہ پروا نکرتا تھا اور
اپنے مطلب کے لیئے ہرقسم کے جرم و گناہ کا مرتکب ہوتا تھا اگرچہ اور
وقتوں میں طرح طرح کے وسواس اور اخلاق و مذہب کے خیالات اُس
کے جی میں گذرتی تھی *

ملکی کاموں میں مذہب کے قاعدوں سے کام لیا اور باعث یہہ تھا
کہ اُس وقت کا یہی مقتضی تھا اِس لیئے کہ اکبر کی انوکھی باتوں سے

اکثر مسلمانوں کو صدمہ پہونچا تھا جو اِس معمولی نفرت کے علاوہ
کہ لوگوں کے خیالوں اور مذہبوں کو آزادی حاصل ہوئی یہہ بات بھی
سمجھتے تھے کہ ہمارے دین کی تخریب کا ارادہ کیا گیا بعد اُس کے
جہانگیر اُس کی گدی پر بیٹھا اور اُس نے مسلمانوں کی پرانی رسموں
کو ایسے پھوکے پن سے دوبارہ رایج کیا کہ مسلمان لوگ اچھی طرح راضی
ہوئی اور شاہجہان اُس کا بیٹا اگرچہ باپ کی نسبت کچھہ زیادہ
مسلمان تھا مگر دارا شکوہ اُس کا پیارا بیٹا اکبر کے قدم بقدم چلتا تھا
چنانچہ ایک کتاب اُسنی ہندو و مسلمانوںکے مسائلوں میں تصنیف کی
اور دونوں کی تطبیق آپس میں چاہی غرض کہ کوئی بات اِس سے
زیادہ موثر منتخب نہیں ہوسکتی تھی کہ دارا شکوہ اپنے فاسد عقیدوں
کی بدولت مسلمانوں کے نزدیک اچھا ٹھہرے اور اورنگ زیب سے پابند
مذہب کا مقابلہ کرنا دارا شکوہ سے اِس خاص صورت کے سوائے معقول
اور پسندیدہ ممکن نہ تھا کہ وہ اسلام کا پہلوان اور دارا شکوہ اُس کا
مخالف کفر کا معاون سمجھا گیا اور مرزا شجاع کی نسبت اس باعث
سے معزز و ممتاز تھا کہ مرزا شجاع شیعوں سے کھلا ملا رہتا تھا اور سنی
مسلمان اُس سے نفرت کرتے تھے *

مرزا مراد اپنے دل سے سخی اور جی کا بہادر تھا مگر سمجھہ بوجھہ اُس
کی کامل نتھی اور کام اُس کے عام لوگوں کے سے دھندے تھے باقی
دلیری اور خودرائی اور شہوت پرستی اور آرام جوئی کے علاوہ کوئی
کام اُس کو نہ تھا اور اِن کاموں سے بڑہ کر کسی ترقی کا خواہاں
نہ ہوتا تھا † *

---

† اِن شہزادوں کے اخلاق و عادات کا مذکور برنیر صاحب کے بیان سے لیا گیا
اور واقعات مندرجہ خافی خاں اور رقعات اورنگ زیب کے چند مقاموں سے کچھہ کچھہ
تبدیل اُن میں کی گئی اورنگ زیب نے شاہجہاں کا فرمودہ اپنے بیٹوں کی نسبت
قلمبند کیا شاہجہاں نے فرمایا کہ بادشاہت کی شان و شوکت اور فوج کی حکومت
کی لیاقت دارا شکوہ رکھتا ہی مگر وہ ایسے لوگوں سے حسد کرتا ہی جو فخر و عزت

جس بي بي سے يهه چاروں بيٹے تهے ‡ اُسي بي بي سے دو بيٹياں بهي تهيں منجمله اُن كے بادشاه بيگم بڑي بيٹي شاهجهاں كو پياري تهي اور خدا تعالى نے حسن و نزاكت كے ساتهه اُس كو فهم فراست بهي عنايت فرمايا تها اور دارا شكوه كے مقصودوں كي مدد و معاون رهتي تهي اور اِس ليئے كه دوسري بيٹي روشن آرا بيگم ميں بادشاه بيگم كي شكل و شمايل كم تهي تو رعب داب اُس كا كم تها اور بادشاه كا التفات بهي اُس طرف تهوڑا تها مگر فند و فطرت كي سازشوں اور محلسرا كے بهيدوں كي واقفيت سے اپنے پيارے بهائي اورنگ زيب كے بڑے كام آتي تهي *

## داراشكوه كے انصرام سلطنت اور بهائيوں كي بغاوت كا بيان

جس خبر كے پهونچنے پر اورنگ زيب نے دارالسلطنت كا اراده كيا وه روشن آرا بيگم كي بدولت حاصل هوئي تهي بيان اُس كا يهه هى كه شاهجهاں سرسٹهه برس كو پهونچا تها اور پچهلے دنوں ميں كاهلي اور ارام طلبي كے باعث سے سلطنت كے كام كاج پر پوري پوري توجهه نكرتا تها اور اور بيٹوں كي نسبت دارا شكوه كو يهه مرتبه ديا تها كه اُس كو وارث تخت سمجهه كر جن كاموں كو خود نكرتا تها اُن كو اس پر ڈالتا تها غرض كه اسي زمانه ميں بادشاه كے گهٹنے درد كرنے لگے اور پيشاب اُسكا بند هوگيا اور كام كاج كے قابل نرها يهاں تك كه

---

كا دعوى ركهتے هيں اور اسي سبب سے وه بڑوں سے بهلا اور بهلوں سے برا هى اور مرزا شجاع ايك شرابي كبابي اور مراد ايك نفس پرور اور شكم بنده هى اور اورنگ زيب اپنے كاموں اور صلاح و مشورت كي باتوں ميں مراد اور شجاع دونوں پر فايق اور سركاري كاموں كے بوجهه اُٹهانے كے لايق هى مگر شكوك شبهات سے معمور اور سب كي جانب سے بدگمان هى اور كسي آدمي كو اعتماد كے قابل نهيں جانتا ۱۲ رقعه اورنگ زيب موسومه فرزند خود مندرجه دستورالعمل اغائي

‡ گليڈون صاحب كي تاريخ جهانگير

گور کے کنارے پہونچ گیا § دارا شکوہ نے ایسی وقت میں اکتوبر سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق هفتم ذي‌الحجه سنه ۱۰۶۷ هجري کو جگهه جگهه کي خط کتابت موقوف کرائي اور ایسی مسافروں کو کہیں آنے جانے ندیا جن کے ذریعه سے بادشاه کے سخت بیمار هونیکي خبر صوبوں میں پهیلني ممکن تهي مگر بارصف اِس کے بهائیوں کي تاک جهانک اور چالاکیوں سے بہت دنوں تک بیچ نسکا اور بخصوص اورنگ زیب کو اوسکي کل حرکتوں اور دغاوں کي اُس لڑائي کے تمام زمانه میں ذرا ذرا خبر پهونچتي رهي جسکا بیان آگی آویگا *

ایسی اڑے وقت میں پہلے پہل مرزا شجاع نائب‌السلطنت بنگاله نے میدان میں قدم رکھا چنانچه اوسنے ساري فوج اپني اکهٹي کي اور دارالسلطنت کے اراده پر بهار تک چلا آیا بعد اوس کے مرزا مراد نایب‌السلطنت گجرات نے مرزا شجاع کي پیروي کي چنانچه ضلع کے خزانوں پر تصرف کیا اور سورت کو آ گهیرا جہاں کا حاکم محکوم اوسکا نتها اور بہت سے روپیه کے وهاں جمع هونے کا خیال اوسنے کیا *

اورنگ زیب نے زیاده هوشیاري برتي که اُسنی شجاع اور مرادکي مانند بادشاهي کا خطاب اختیار نه کیا اگرچه اپنے صوبه کي شمالي سرحد تک آیا اور اپني فوج کو طیاري کا حکم سنایا مگر جب تک که دارا شکوه کي طرف سے بصیغه بادشاهت میر جمله وغیره سرداران فوج کے نام یهه حکم نه آیا که اورنگ زیب کے تحت حکومت نرهو اور اُس کے نشان سے الگ هو جاؤ تب تک وه علانیه جنگ و پرخاش پر آماده نهوا میر جمله مغلوں کي ملازمت کے بعد آگره میں بلوایا گیا تها اور بڑے بڑے عہدوں پر معزز اور ممتاز هوا تها اور بعد اُس کے دکن کو واپس روانه کیا گیا تها مگر کل خاندان اُس کا آگره میں موجود تها اور اسي لیئے بادشاه کي نافرماني میں اُن نتیجوں کا اندیشه تها جو نافرماني

---

§ خافي خاں

کي صورت میں اُس کے خاندان والوں کو پیش آتي مگر اورنگ زیب
نے ایک بات ایسي اُس کو سوجهائي که اُس کي پریشاني
دور هوگئي *

ایک تدبیر کي رو سے جو آپس کي صلاح و مشورت سے نکالي گئي تهي
اورنگ زیب نے میر جمله کو اپنے دربار میں بلایا میر جمله نے پریشاني
ظاهر کي اور تعمیل حکم میں توقف کیا مگر جب که وه کام ناکام اُسکے
دربار میں حاضر هوا تو اورنگ زیب نے دولت آباد کے قلعه میں
مقید رهنے کا حکم دیا اور میر جمله کے ماتحت سردار اپنے افسر کي
خفیه اجازت سے اورنگ زیب کي خدمت میں حاضر رهے بعد اُسکے
اورنگ زیب نے پرده تو اوٹهایا مگر اپنے معمولي چالیں چلتا رها
چنانچه اُس نے دارا شکوه اور شجاع کو آپس میں لڑنے بهڑنے دیا
تاکه اونکے کم زور هونیسے اپنے تئیں فایده پهونچے اور اپنے جوڑتوڑوں کو
مراد کے رفیق و موافق بنانے میں صرف کیا جس سے یهه امید تهي که
وه اوس کے هاتهوں میں بطور ایک آله کے رهیگا غرض که اوسنے مراد
کو ایک خط اِس مضمون سے لکها که میں تمهارا خیر خواه اور برادر
مخلص هوں اور تخت نشیني تمکو مبارک هو باقي میرا یهه اراده
هی که میں مکه کو جاؤں اور کنج عزلت میں بیٹهه کر خدا کي یاد
کروں اور دنیا کو چهوڑوں اور باوصف اِس کے لامذهب داراشکوه
کے مقابله پر تیرا ساتهي بهي هوں اور ابتک که همارا باپ جیتا
جاگتا هی تو هم کو چاهیئی که اُس کي خدمت میں حاضر
هوں اگر وه همسے بعنایت پیش آوے تو اُس کو اُس رعب داب سے
بچاویں جو داراشکوه نے اُسپر حاصل کیا اور اپنے بهائي داراشکوه
کي غلط فهمي کي معافي چاهیں اور اب اسي عرصه میں همکو یهه مناسب
هی که هم اپني فوجیں اکٹهي کریں اور کافر جسونت راے سے بمقابله پیش
آویں جو همارے لیئے روانه کیا گیا † اگرچه یهه بات قرین قیاس نهیں که مرزا

---

† خافي خاں

مراد اورنگ زیب کي ایسي خلاف توقع باتوں سے دهوکه میں آیا هو مگر اوس نے موتي چال کو اپنے اوستادانه پیرایوں سے چهپایا تها غرض که مراد ایک سیدها سادها آدمي تها چنانچه اُس نے اورنگ زیب کي بناوتوں اور خوشامد آمیز فقروں کو بهت کان دهر کر سنا اور کسي طرح کا شک و شبهه جي میں نه لایا اور اپنے خفیف معامله کي تائید و اعانت سے جس کي توقع اُس کو بهت تهوڑي تهي نهایت شادان و فرحان هوا *

اس سے پہلے دارا شکوه اپنے حریفوں کے مقابله کي تدبیریں تهیک تهاک کرچکا تها چنانچه اُسنے راجه جسونت سنگهه کو مراد اور اورنگ زیب کي دیکهه بهال کے لیئے مالوه میں روانه کیا تها اور یهه اُس کو سمجها دیا تها که حسب تقاضاے وقت جیسا که شایاں و مناسب هووے ساري فوج سے اُن کا مقابله کرے یا فوج کو تکڑے تکڑے کر کے بمقابله پیش آوے بعد اُس کے نومبر سنه ۱۶۵۷ ع مطابق چوتهي ربیع‌الاول سنه ۱۰۶۸ هجري میں دلي سے آگره کي جانب بڑها اور اپنے بیٹے سلیمان شکوه کے ساتهه ایک فوج اپني کرکے بتائید راجه جے سنگهه کے مرزا شجاع کے مقابله پر بهیجا جو بنگاله سے چلا آتا تها اور یهه وه زمانه تها که اس زمانه میں شاهجهاں نے کامل شفا پائي تهي اور اپني سلطنت پر دو باره قبضه کرنے کے قابل هوگیا تها مگر اور شاهزادوں کي بد وضعي اور بد چلني سے داراشکوه پر اعتماد اُس کا زیاده هوتا گیا چنانچه اس نے شاهزاده مرزا شجاع کے نام اس مضمون سے ایک شقه مضبوط لفظوں کا لکها که تو اپني حکومت گاه کو واپس چلا جا مگر مرزا شجاع نے شقه مذکور کو دارا شکوه کا جزو تصور کیا اور اب بهي بادشاه کے شفا پانے کو مشتبه سمجهے گیا اور دارالخلافه کي طرف بڑهتا آیا یہاں تک که مرزا سلیمان شکوه اُس سے بنارس کے قرب و جوار میں مقابل هوا چنانچه شجاع سے لڑائي هوئي مرزا شجاع کي فوج اگرچه منتشر تو نهوئي مگر اوس نے شکست فاحش کهائي چنانچه مرزا شجاع بنگاله جانے پر مجبور هوا *

اسي عرصه میں آخر مارچ سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ۲۵ جمادي الثاني سنه ۱۰۶۸ هجري میں اورنگ زیب نے برهانپور † سے مالوه کو کوچ کیا اور مرزا مراد اپنے بهائي سے ملاقي هوا اور دونوں کي فوجیں باهم هوکر جسونت راے پر روانه هوئیں جو اوجین کے قریب اپني چهاوني ڈالي پڑا تها راجه نے اپني فوج کو دریاے سپرا کے کنارے پر آراسته کیا یهه دریا اگرچه اوس زمانه میں خشک هونے کے قریب تها مگر جس زمین پر بهتا تها اوسکے پهاڑي هونیکے باعث سے وار پار اوترنیکا بڑا مانع مزاحم تهایهه لڑائي اپریل سنه الیه مطابق ماه رجب سنه الیه میں واقع هوئي اور راجپوت بڑي دلیري دلاوري سے لڑے مگر جب که باقي فوج نے تائید اون کي اچهي طرح نکي تو وه لڑائي هار گئےاور تصفیه اِس لڑائي کا مرزا مراد کي بهادري سے هوا غرض که جسونت سنگهه اپني پراگنده فوج کو لیئے هوئی اپنے ملک کو چلا گیا اور باقي فوج بادشاهي تتر بتر هوگئي ‡ بعد اوس کے جب اورنگ زیب نے اپنے سرداروں پر انعام تقسیم کیا تو مراد کي شکرگذاري کے لیئے اون کو بهیجا گویا که وهي شاهزاده اِس فخر و عزت کا سرچشمه اور شان و شوکت کا سرمایه هی اور جب که اورنگ زیب اوس سے پهلے پهل ملا تها تو اوس نے باهم متفق رهنے کا قول و قسم کیا تها چنانچه بعد اس لڑائي کے وه اپني بات پر قایم رها اور صدق و صداقت اور زور و متانت سے وه وعدے اپنے کیئے گیا اگرچه اورنگ زیب اپني حسن و لیاقت کے ذریعه سے لڑائي کے تمام کار بار پر قابض و متصرف تها مگر لڑائي کے سارے زمانه میں جاں نثاري اور نیازمندي جتاتا رها اور چهوٹے بهائي کو بڑا

---

† خافي خاں

‡ برنیر صاحب بادشاهي فوج میں تهوڑے هي عرصه بعد اِس لڑائي کے آئی تهے چنانچه وه صاحب قاسم خاں بادشاهي فوج کے دوسرے سردار کو نمک حرام بتاتے هیں یعني اُسنے مخالفوں سے موافقت کي اور حق نمک ادا نکیا — ایضا خافي خاں

سمجهتا رها اور تمام موقعوں پر تواضع اور مدارات اوسکي کرتا رها
|| بعد اوس کے یهه دونوں بهائي خفیف خفیف کوچ کرتے هوئی آگے کو
بڑهے یہاں‌تک که وه شعبان سنه ۱۰۶۸ مطابق مئي سنه ۱۶۵۸ع کو
دریاے چنبل تک پهونچے جو گوالیار کے قریب اور دهولپور کے نیچے
بهتا هی اور جو جو انتظام اوس دریا کي حفظ و حراست کي غرض
سے داراشکوه نے کیئے تهے وه اورنگ زیب کي عمده تدبیروں سے
بے کار هوگئی یہاں تک که فوج اوس کي بلاتکلف دریا پار اترگئي *

جسونت راے کي لڑائي سے پہلے شاهجهان شدت گرمي کے مارے
آگره سے دلي کو روانه هو گیا تها اور جب که اُسنے یهه بري خبر سني
که جسونت سنگهه نے لڑائي هاري تو بلا رضا و رغبت وه دلي سے آگره
کو واپس آیا اور وهاں آکر یهه دیکها که دارا شکوه نے میر جمله کے بیٹے
محمد امین کو مقید کیا هی مگر جب که شاهجهان نے اس حرکت کو
پسندیده نه سمجها تو خود داراشکوه نے حکم اپنا منسوخ کیا اگرچه
خود بادشاه اس زمانه میں شدت مرض کے مارے ضعیف و نحیف
تها مگر باوصف اس کے خیموں کي استادگي کا حکم اُس نے صادر فرمایا
اور بذات خود لڑائي پرجانے کا اُسنے اراده کیا اور یهه اُمید اُسکو قوي
تهي که میري موجودگي اور حکم و حکومت کے باعث سے باهم تصفیه
هو جاویگا اور ایسي لڑائي واقع نهوگي جسکے هونے سے طرح طرح کي بلائیں
مصیبتیں خود اس پر اور فریقین پر نازل هوویں مگر اُسکے سالے شایسته
خاں نے روک تهام اُسکي کي اور اس اراده سے اُسکو باز رکها اور حقیقت
یهه تهي که اگر شاهجهان اس اراده کو پورا کرتا تو گو فوجوں پر تهوڑا
بهت اثر اوسکا هوتا مگر بیٹوں کے حق میں کارگر نه پڑتا اس لیئی که
شاهزادوں کي یهه نوبت پهونچي تهي که اپنے ارادوں سے پهرنا اور
شاهجهان کي حیات موهوم پر اپني سلامتي کا بهروسا کرنا اب ممکن
نه تها *

---

|| خافي‌خاں و برنیر صاحب

دارا شکوه اس آشتي سے اس لیئے خوش نہ تھا کہ اُسکے ہونے سے
نا محدود اختیار اوسکا بجاے خود باقي نہ رهتا اور بدستور سابق ساري
سلطنت کا انصرام و اهتمام اوسکے باپ کے قبض و تصرف میں چلا جاتا
غرض کہ دارا شکوه نے اسي واقعي خیال سے اور نیز اپني فوج کي کثرت
تعداد کے بهروسے پر سلیمان شکوه اپنے بیٹے کا انتظار بهي نہ کیا جو اُسکي
فوج کا عمده ٹکڑا همراه اپني لیئے هوئے بنارس سے چلا آتا تھا یہانتک کہ
داراشکوه اپنے باپ کي تاکید و فهمایش کے خلاف پر ایک ایسي فوج
اپنے ساتھہ لیکر آگره سے روانہ هوا جو کثرت تعداد اور درستي ساز و سامان
کي حیثیت سے ایسي معلوم هوتي تھي کہ کوئي فوج اُسکي ٹکر نہ
اُٹھا سکیگي مگر حقیقت میں اپنے حاکم کے غرور و نخوت اور سرداروں
کي نمک حرامي اور چنے چنے لڑنے والوں کے موجود نہونے سے بہت
کمزور هوگئي † تھي *

غرض کہ آغاز جون سنہ ١٦٥٨ع مطابق ششم رمضان سنہ ١٠٦٨ع
کو دونوں فوجیں یعنے اورنگ زیب اور داراشکوه کے لاؤ لشکر شاماگڈه
واقع متصل آگره پر پہونچي اور دوسرے روز آپسمیں صف بندي توهوئي
مگر اگلي صبح تک لڑائي بهڑائي نہ هوئي *

دارا شکوه کیطرف سے لڑائي شروع هوئي یعني اوسکي فوج کے ایک
رسالہ نے جو رستم خاں رسالہ دار کے زیر حکومت تھا آپ اپني طرف سے
پہلے پہل چھیڑ اوٹھائي مگر وه رسالہ اُن توپوں کي قطار میں گھس بیٹھہ
نہ سکا جو اورنگ زیب کي فوج کے سامنے مرتب کي گئي تھیں اور
ایسے هي دوسرا دهاوا بهي جو خود دارا شکوه نے کیا تھا نا کام رها اور

---

† خافي خاں بیان کرتا هی کہ داراشکوه کي فوج آگره میں ستر هزار سواروں سے
زیاده تھي اور هاتھي اور توپیں بلا شمار تھیں اگرچہ برنیر صاحب هندوستان کے بیان
کو هجوم و کثرت کے مقدمہ میں عموما اعتبار نہیں کرتے مگر یہاں وه صاحب خیال
کرتے هیں کہ دارا شکوه کے پاس ایک لاکھہ سوار اور بیس هزار پیادے اور اُسي توپیں
هونگي اور اورنگزیب و مراد کي فوجوں کو تیس یا پینتیس هزار سوار بتاتے هیں

بالکل ضایع گیا مگر اُس نے مرۃ بعد اخری اور کرۃ بعد اولی اپنے دھاروں کو جاری رکھا اور عین مرکز لشکر پر جہاں اورنگ زیب اپنی ہمت باندھے کھڑا تھا متواتر حملوں کی بوچھاریں برساتا رہا اور اسی عرصہ میں تین ہزار اوزبکوں نے مرزا مراد پر حملہ کیا اور تیروں کی ایسی بوچھاریں برسائیں کہ مرزا مراد ان کے مقابلہ پر بدشواری ٹھہر سکا اگرچہ اُسکے ہاتھی نے تیروں کی مار ماروں سے بھاگنا چاہا مگر اس نے پانو میں بھاری زنجیر ڈلوائی اور اس زنجیر کے ڈالنے سے اپنے بھاگنے کے اختیار و قدرت کو منقطع کیا بعد اس گھمسان کے جو اوزبکوں سے واقع ہوا ایک اور دھاوا ظہور میں آیا یعنی راجپوتوں کے بہت بڑے گروہ نے مرزا مراد پر اس تندی تیزی سے حملہ کیا کہ کوئی چیز اُسکو روک نہ سکتی تھی منجملہ اونکے راجہ رام سنگھہ اُن کے سردار نے جو زعفرانی جامہ پہنے ہوئے اور مرصع کلغی لگائے ہوئے آتا تھا مرزا مراد کی طرف اپنا گھوڑا دوڑایا اور بھالا تول کر مرزا مراد پر چلایا اور مہاوت کو للکار کر ہاتھی بٹھانے کو کہا مراد نے اوسکا بھالا اپنی ڈھال پر روکا اور ایک تیر آبدار کے ذریعہ سے شربت مرگ اوس کو چکھایا ‡ اور جبکہ راجہ رام سنگھہ اوس کے تیر کی مار سے پچھاڑ کھاکر گرا اور لوٹ پوٹ کر مرگیا تو راجپوتوں کے غیظ و غضب کو جوش آیا اور ایسے جی توڑ کر لڑے کہ مرزا مراد کے ہاتھی کے آس پاس اونکی لاشوں کے پشتے بندھ گئے اگرچہ اورنگ زیب اسوقت میں بھائی کی اعانت کرانے کو آمادہ تھا مگر وہ جہاں کہیں تھا وہیں اوس کو نہایت مصروفی مشغولی کا موقع ہاتھہ آیا یعنی داراشکوہ نے اورنگ زیب کی توپوں کی قطار کو توڑ کر قلب لشکر پر دھاوا کیا اور دھاوے کی تندی اور فوج کی فراوانی سے جو چیز اوسکے سامنے پڑی اسکو ٹھکانے لگایا *

---

‡ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس دھاوے کو بوندی والے راجہ چھتر سال سے نسبت کیا جو شاہجہاں کے عہد و دولت میں مشہور سرداران فوج سے گنا جاتا تھا اور اسی لڑائی میں مارا گیا — خافی خاں برنیر صاحب

اگرچه اس دهاوے کي تندي سے ساري فوج میں هل چل پڑي مگر اورنگ زیب اپني ذات سے مضبوط و مستحکم رها چنانچه جهاں کهیں بڑا خطره معلوم کرتا تها وهیں اپنا هاتهي دوڑاتا تها اور بآواز بلند اپنے لوگوں سے کهتا تها که خدا تمهارا ساتهي هی اور تمهاري بازگشت اوسیکي طرف هی اور کوئي پشت پناه آسکے سوا نهیں اسي کهمسان میں راجه روپ سنگهه اپنے گهوڑے سے کودا اور اورنگ زیب کے هاتهي تک پهونچکر آس کے تنگ کو کاتنے لگا اورنگ زیب اوسکي دلیري دلاوري سے حیراں رها اور آسوں پریشاني کیوقت اپنے لوگوں سے پکار کر کها که اس گبرو کو ضایع نه کرنا مگر اوسکي آواز کے پهونچنے سے پهلے وه پاش پاش هو چکا تها بعد اوسکے جب مرزا مراد نے راجپوتوں کے هتانے بهگانے سے فرصت پائي تو دارا شکوه کے قلب لشکر پر متوجهه هوا اور جب که داراشکوه نے راجپوتوں کے مارے جانے اور بهاگ آنے سے اپني فوج کے دائیں بازو کو دشمن کے حمله کے لیئے کشاده پایا تو اپنے حمله کي قوت کم کرنے پر مجبور هوا جو مخالف کے قلب لشکر پر پهیلي هوئي تهي اگرچه یهه احتمال غالب تها که دارا شکوه اپني فوج کي کثرت و فراواني سے انجام کو کامیاب هوجاتا مگر ایسي حالت میں که وه اپنے هاتهي کو جو ساري فوج کو دکهائي دیتا تها آگے بڑهائے جاتا تها اور اپني للکار سے فوج کي همت بڑهاتا جاتا تها اور هاتهه کے اشاره سے آگے بڑهنے کا اشاره کرتا تها مخالف کي فوج سے ایک بان ایسا آکر لگا که هاتهي آس کا بے قابو هو گیا یهاں تک که کام نا کام اپنے هاتهي سے کود کر گهوڑے پر سوار هوا اور جب که دارا شکوه دور دور کي فوج کو نظر نه پڑا تو اون لوگوں میں پریشاني نے پانو اپنے پهیلائے اور جب که گهوڑے کي اسواري کے بعد ایک ملازم اوس کا جو اوسکے ترکش بانده رها تها فوج مخالف کے تیر گولي سے گرا تو پاس پاس کے لوگوں میں بهي پریشاني پهیلي اور ساري فوج میں هل چل پڑ گئي ایشیا کا دستور یهه هی که سردار کے مارے جانے سے اکثر هار

هوتي هی اور آپس کي ملکي لڑائي میں اوسکے کام آنے سے وہ معاملہ نیست و نابود هوجاتا هی جس پر لڑائي واقع هوتي هی حاصل یہہ کہ جب یہہ پریشاني واقع هوئي تو دارا شکوہ کي کامیابي بیکار سمجھي گئي اور هرشخص کو اپني جان مال کے لالے پڑے یہاں تک کہ باقي اوس فوج کے بهي اوکهڑنے لگے جو لڑائي بهڑائي سے اب تک محفوظ و مامون تهي اور بادشاہ زادے لڑائي کے کهیت سے منهہ پهیر کر قلب لشکر کو چیرچار کر پیچهے کو بهاگے اور سامنے کي فوج اور خود داراشکوہ کو بهاگنے پر مجبور کیا *

جوں هي کہ فتح و نصرت کا تصفیہ هوا تو اورنگ زیب سجدہ میں گرا اور خداتعالی کا شکر اُس لطف و عنایت کي بابت بجا لایا جو ایسے اڑے وقت میں اُسکي جناب کبریا انتساب سے فایض هوئي بعد اُس کے مرزا مراد کو سلام کیا اور حصول سلطنت کي مبارکبادي دي اور جب کہ اُسنے مرزا مراد کے هودے کو تیروں کي بوچهاڑوں سے چهلني پایا اور خود اُسکو بهي کهیں کهیں زخمي دیکها تو فتح و ظفر پر شاباشي ظاهر کر کے اُس کے چهرہ کو لہو سے پونچهنے اور بڑا پیار اور نهایت مہر و محبت ظاهر کرنے † لگا *

جب کہ یہہ معاملہ میدان میں هو رها تها تو بد نصیب داراشکوہ شامت کا مارا آگرہ کي جانب بهاگا جاتا تها چنانچہ شام کے وقت اُسي خرابي تباهي سے دو هزار سواروں سمیت آگرہ میں داخل هوا جسمیں اکثر لوگ اُنکے زخمي تهے اور منجملہ اُس بڑي فوج کے جو همراہ اُسکے گئي تهي باقي لوگ اُسکي خدمتگذاري کو باقي رہ گئے تهے شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسلیئے کہ اُسکي رائے کے خلاف اُسنے یہہ کام کیا تها

---

† مراد کے هودے کو فرخ سیر بادشاہ کے عهد دولت تک بطور عجایب چیزوں کے امانت رکها تها چنانچہ خافي خاں کے زمانہ تک جسکو خود اُس نے بهي دیکها تها وہ هودا موجود تها اور بقول اُسکے تیروں کے هجوم سے خار پشت کي مانند آمودہ اندردہ تها

اگر وہ اُسکی تدبیر پر چلتا تو شاید یہہ ذلت نہ اُٹھاتا بعد اُسکے محل سلطانی سے بھاری مول کی دو چار چیزیں لیکر جورو بچوں سمیت آگرہ سے دلی کو چلتا ہوا آگرہ سے تین منزل پہونچ چکا تھا کہ وہ پانچ ہزار سوار اُس سے جا کر ملے جنکو بادشاہ نے اُس کی کمک کے لیئے بھیجا ‡ تھا *

## اورنگ زیب کا آگرہ میں داخل ہونا

لڑائی پر تین دن گذرے تھے کہ اورنگ زیب آگرہ کو روانہ ہوا چنانچہ اُسنے شہر پناہ کے سامنے ڈیرے لگائے اور جون سنہ ۱۶۵۸ع مطابق

‡ اس لڑائی کے بیان میں بعض بعض حالات برنیر صاحب سے لیکر بیان کیئی گئے مگر خافی خاں کے بیان کو عموماً ترجیح اس لیئےدی گئی کہ خافی خاں تقریری اور تحریری بیانوں کے علاوہ اپنے باپ کا حوالہ بھی دیتا ہی جو خود لڑائی میں موجود تھا اگرچہ برنیر صاحب بھی اسی زمانہ کے قریب تھے اور وہ عمدہ لکھنے والے ہیں مگر تقریری اور تحریری واقفیت اُن کی محدود ہوگی اور هندوستانیوں پر راے لگانے کے ذریعہ اُنکے پاس کچھہ تھوڑے موجود ہونگے علاوہ اُس کے اُن کے بیان میں ایسی‌ایسی حکایتیں مذکور ہیں جو لوگوں کی بناوٹیں معلوم ہوتی ہیں چنانچہ اُنھوں نے داراشکوہ کے ہاتھی سے اُترنے کی وجہہ‌یہہ بیان کی ہی کہ عین قتح کیوقت میں کسی سازشی صلاح کار نے اُسکو اُترنے کی مشورت سوجھائی اور خافی خاں کا یہہ بیان ہی کہ داراشکوہ ایسی گھبراہٹ میں اوترنے پر مجبور ہوا کہ اُس نے جو تیان بھی ہودے میں چھوڑیں اور ننگے پانو اور بلا ہتیاروں گھوڑے پر سوار ہوا علاوہ اسکے برنیر صاحب نے شاہجہاں کی سازش اورنگ زیب کے پکڑنے میں اور بجواب اُسکے اورنگ‌زیب کی سازش شاہجہاں کو گرفتار کرنے میں اور پھر کامیابی اُس کی بیان کی حالانکہ یہہ بات سچی معلوم نہیں ہوتی اور خافی خاں نے کچھہ بیان اُس کا نہیں کیا واضح ہو کہ جو جو حال اس میں اورنگ زیب کے مفید و نافع لکھے گئے ہیں وہ دیکھہ بھال اور چھان بین کے قابل ہیں اسلیئے کہ اگرچہ برنیر صاحب داراشکوہ کی پاک طینتی اور صاف نیتی کا شیفتہ فریفتہ تھا مگر اورنگ زیب اُسکا اقا دارا شکوہ کا دشمن تھا اور خافی خاں بھی دارا شکوہ سے مذہبی عداوت رکھتا تھا اور ان دونوں مورخوں نے یہہ حالات اُس زمانے میں لکھے ہیں کہ اورنگ زیب اچھی طرح کامیاب ہو چکا تھا اور جگہہ جگہہ اُس کی پکی مسلمانی اور بڑی بادشاہی کا شہرہ پھیل گیا تھا

دسویں رمضان سنہ ۱۰۶۸ع ہجری کو شہر پر قابض ہوا بعد اُس کے
تھوڑے دنوں گذرنے پر بادشاہی محلوں پر تصرف کیا اور باپ کی
خدمت میں بڑے عجز و انکسار سے عریضے بھیجتا رہا اور جو کام اُس
سے ظہور میں آئے اُن کا عذر اوسنے پیش کیا کہ بمقتضاے ضرورت یہہ کام
اوس سے واقع ہوئے باقی خدا نخواستہ آپ کی خدمت میں کسی
قسم کی گستاخی بے ادبی نہوگی میں ویساہی خادم اور نیازمند آپکا
ہوں جیسا کہ پہلے سے تھا یہہ غالب ہی کہ اورنگ زیب اپنے جی سے
اِسبات پر راضی تھا کہ باپ کو راضی رکھے اور اوسکے نام سے حکومت
کرتا رہے مگر جب کہ اوسکو یہہ بات دریافت ہوئی کہ باپ کے نزدیک
اعتماد اپنا حاصل کرنا اور دارا شکوہ کی مہر و محبت کو باپ کے جی
سے دھونا ممکن و متصور نہیں تو اوسنے اپنے بیٹے محمد سلطان کو قلعہ
مبارک پر کامل قبض و تصرف کرنے اور آنے جانے والوں کو روکنے ٹوکنے
کی غرض سے روانہ کیا اور باوجود اس کے شاہجہاں کی تعظیم تکریم
از حد ہوتی رہی مگر سلطنت اوسکی اسی زمانہ سے ختم ہوئی اگرچہ
بعد اُسکے سات برس تک زندہ رہا باقی یہہ وجہہ دریافت نہیں ہوتی
کہ ایسا لایق فایق بادشاہ تخت سے اوتارا جاوے اور اوسکے پورانے ملازموں
میں سے کوئی حامی کار اوسکا نہووے اور اصل حقیقت یہہ تھی کہ
عیش و عشرت میں پڑنے سے اوسکی سمجھہ بوجھہ میں فرق و فتور آگیا
تھا اور اسلیئے کہ اوس نے ایک مدت سے فوج کی سرداری سے ہاتھہ
اوٹھایا تھا تو فوج والوں نے اپنے التفاتوں کو اُن شہزادوں پر متوجہہ کیا
تھا جو اونکو میدانوں میں لڑائی پر لیجاتے تھے اور اُنکے ذریعوں سے
انعام و اکرام ان میں تقسیم ہوتے تھے علاوہ ان کے اورنگ زیب کا حسن
لیاقت اور جوہر قابلیت بھی باعث پڑا اس لیئے کہ اورنگ زیب اگرچہ
حکومت کے مقدموں اور باقی معاملوں میں بڑی اچھا خاصا تھا مگر
سازشوں کی روک تھام اور مفسدوں کے انتظام و اہتمام میں اور معاملونکی
نسبت بہت زیادہ کامیاب ہوا ✱

## اورنگ زیب کا مراد کو قید کرنا

جب که اورنگ زیب کا کام نکل چکا اور شاهزاده مراد سے کچهه مطلب باقي نه رها تو آس نے اُسکو آس سلطنت سے بلا دشواري اور بلا سبب علاحده کیا جسکا آسکو بظاهر مالک بنا رکها تها چنانچه آسنے آس سیدهے سادهے بادشاه زاده کو عجز و انکسار کے برتاؤ اور نذر بهینٹ کے چڑهاؤ اور مهر و محبت کے پهلاو سے جبتک دهوکه میں رکها که وه دونوں دارا شکوه کے پیچهے آگره سے روانه هوئے غرضکه ایک روز آسنے مرزا مراد کو شام کے وقت اپنے دستر خوان پر بلایا اور اپنے مذهبي وسواسوں کو اسقدر ڈهیلا چهوڑا که بے تکلف پیالے چلنے لگی یهانتک که مرزا مراد اسقدر پي گیا که بالکل از خود رفته هو گیا اور جب که یهه حال اُس کا هوا تو هتیار اُسکے چهینے گئے او آسکي طرف سے کوئي مقابله پیش نهوا غرضکه پابزنجیر کر کے ایک هاتهي پر سوار کیا گیا اور سلیم گڈه کو بهیجا گیا جو دلي کے لال قلعه کا ایک ٹکڑا گنا جاتا هی اور تین هاتي باقي طرفوں کي طرف آسیقدر محافظوں کے ساتهه اس غرض سے روانه کیئے که لوگوں پر یهه بات نه کهلے که وه کهاں پهونچایا گیا بعد اُس کے گوالیار کے قلعه میں منتقل کیا گیا جو آس زمانه میں بڑے مجرموں کے لیئے بڑا قید خانه قرار دیا گیا تها بعد آس کے اورنگ زیب آگے کو دلي کي جانب بڑهتا چلا جهاں اُسنے بادشاهت اختیار کي اور اپني بادشاهت کي منادي پهروائي ‡ مگر آس نے اپنے نام کا سکه اپني تخت نشیني کے پهلي سالگره تک جاري نه کیا اور نه جب تک تاج اپنے سرپر رکها مگر بعد آسکے اُسنے یکم ذيقعده سنه ١٠٦٨ هجري مطابق بستم اگست سنه ١٦٥٨ع کو تاج و تخت کو عزت بخشي اور یهي باعث هوا که اُسکي سلطنت کي تاریخوں میں گونه پریشاني واقع هوئي *

---

‡ خافي خاں

## شاهجهان کے عهد دولت کي شادابي کا بیان

اگرچه شاهجهان کي سلطنت بطور معقول اختتام کو نه پهونچي مگر گمان غالب یهه هی که هندوستان کي سلطنتوں میں سے وه سلطنت نهایت عمده هوئي اور باوصف اس کے که وه بعض بعض وقتوں میں غیر ملکي لڑائیوں میں گهما رها رها مگر اوسکے خاص ملک کا امن چین بطور خود قایم دایم اور ایشیا کي بهت سي سلطنتوں کي نسبت آسکي سلطنت میں انتظام و اهتمام اچها رها *

باوجود اِسکے که یهه بادشاه آرام و آسایش کا شیفته اور عیش و نشاط کا فریفته تها اور باوصف اس کے کشمیر جنت نظیر کے آنے جانے اور عمده عمده عمارتوں کے چنانے بنانے میں جنکا شوق ذوق اُس کو دامنگیر رهتا تها ملک کے انتظام و اهتمام اور کار بار سلطنت کي اصلاح و انصرام سے غافل رهنے کو گوارا نکرتا تها چنانچه اُس نے اِسي باعث سے اور نیز اپنے لیئے عمده وزیروں کے انتخاب کرنے سے سلطنت کے نظم و نسق اور حکومت کے بست و کشاد میں کسي قسم کے خلل کو دخیل نهونے دیا بلکه اُس نے عمده عمده باتیں ایجاد کیں جیسے که جمعبندي اور زر لگان کے قایم کرنیکي غرض سے دکن کي پیمایش کي خافي خان جو اُن زمانوں کا نهایت عمده مورخ هی بیان کرتا هی که اگرچه اکبر بادشاه از روے فیروز مندي اور قانون تراشي کے شهره آفاق اور مشهور اکناف هوا مگر ملک و محاصل کے نظم و نسق اور سلطنت کے هر محکمه کے انتظام و اهتمام کي حیثیت سے کوئي بادشاه ایسا نهیں گذرا جیسا که یهه شاهجهان تها *

یهه مانا که اور بادشاهوں کي نسبت شاهجهان کي حکومت تهوڑي بهت اچهي خاصي تهي مگر یهه سمجهنا مناسب نهیں که وه حکومت اُن قباحتوں سے پاک صاف تهي جو خود مختار بادشاهوں کي حکومتوں میں همیشه پائي جاتي هیں اِس لیئے که یهه بات خیال میں آتي هی که مال کے حاکم کسیقدر زور و ظلم سے محاصل وصول کرتے هونگے اور

داد رساني کے افسروں میں لین دین کا چرچا اور رشوت ستاني کا اجرا
هوگا چنانچه یورپ والوں کي گواهي اس مقدمه کي نسبت همارے پاس
موجود هی که پرمٹ والے حکام اپنے لیئے مال لوگوں کا چهین جهپٹ سے
لیتے تهے اور صوبونکے حکام اپني خود مختاري سے هر طرح کا زور ظلم عمل
میں لاتے تهے مگر باوصف ان نقصانوں کے لحاظ کے بہت سي باتیں ایسي
باقي رهتي هیں که اُن کے دیکهنے بهالنے سے صاف یهه دریافت هوتا هی
که شاهجهاں کے عهد حکومت میں هندوستان کي حالت شادابي اور
سرسبزي پر قایم تهي † *

دلي سے دارالسلطنت کے بنانے سے یهه دریافت هوتا هی که یهه
بادشاه اپني ذاتي دولت سے سرکاري دولت کے علاوه معمور و مشحون تها
منڈوسلو صاحب بیان کرتے هیں که اگره شاهجهاں کے وقتوں میں اصفهان
سے دوگنا تها چنانچه اُس میں عمده عمده بازار اور اچهي اچهي دوکانیں
اور بہت کثرت سے غسل خانے اور بہت سي کاروان سرائیں موجود
تهیں اور یهه شادابي اور آبادي صرف اُن مقاموں میں محدود نتهي

---

† ٹیورنیر صاحب جس نے هندوستان کے اکثر حصوں کو مکرر سه کرر دیکها بهالا
بیان کرتے هیں که شاهجهاں بادشاه اپني رعایا پر ایسي حکومت کرتا رها جیسے کوئي
باپ اپنے بال بچوں کي نگراني کرتا هی اور یهي صاحب اُسکي ملکي حکومت کي
چابکي چستي اور جان مال کي حفظ و حراست کو بڑے مبالغه سے لکهتے هیں جو
بادشاه کي سعي و محنت کي بدولت رعایا کو حاصل تهي اور ڈلاوالي صاحب جس نے
جهانگیر کي اخیر سلطنت یعني سنه ۱۶۲۳ ع میں جب که شاهجهاں اُس کے بیٹے
کے عهد دولت کي نسبت سلطنت کا کام ابتر تها تاریخ لکهي یهه بیان کرتے هیں که
شاهجهاں کے زمانه میں سارے لوگ اپني اوقات امن چین سے شریفوں کي طرح کاٹتے
تهے اور جان مال کي حراست بهي اُنکو بخوبي حاصل تهي اور وجهه اُسکي یهه هی
که بادشاه اُنکا جهوٹے چهوٹے بهتانوں کے ذریعه سے زور و ظلم نهیں کرتا اور جب که
یهه بادشاه اپني رعایا کو کهاتا پیتا اور خوش باخوش دیکهتا هی تو کسي قسم کا
تاوان اُن سے نهیں لیتا جیسے که اور مسلمان بادشاهوں کا دستور و قاعده هی اس لیئے
که هندوستان کے لوگ ایک بڑے ٹهاٹ سامان سے رهتے هیں اور شان شوکت کے دکهانے
اور جاه و حشمت کے جتانے پر مرتے هیں

جہاں خود بدولت تشریف رکھتے تھے بلکہ بڑے بڑے سیاح اُن شہروں کي شادابي سر سبزي بڑي حیرت سے بیان کرتے ہیں جو دور و دراز صوبوں میں واقع تھے اور ساتھہ اُس کے اُن صوبوں کي آبادي زر خیزي کو بھي ایک مبالغہ سے جتاتے بتاتے ہیں ‡ *

اگرچہ ہندوستان کي موجودہ حالت کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کو اس شاداب حالت کي نسبت شک شبہہ کرنا پہونچتا ہی جس کو ہندوستان کے مورخوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا ہی مگر بقول اُسکے کہ

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ * آثار پدید است صنا دید عجم را

اوجڑے شہروں اور گرے بڑے مقبرونکے کھنڈروں اور اٹے ہوئے تالابوں اور ٹوٹے پھوٹے بندوں اور بڑے بڑے چشموں سے جو اب بھي دکھائي دیتے ہیں اور نیز کاروان سرایوں کے کھنڈروں اورانڈے ہوئے کنوؤں اور شاہي سڑکوں کے دیکھنے سے اُن وقتوں کے سیاحوں کي شہادت پوري ہوتي ہی جس سے یہہ یقین ہوتا ہی کہ جسب کے مورخوں نے جو کچھہ بیان کیا وہ بیوجہہ بیان نہیں کیا *

باوصف اس کے ہندوستان کا بر اعظم ایک حالت پر نتھا چنانچہ بڑے بڑے خطوں میں جنگل کھڑے ہوئے تھے اور پہاڑوں کے سلسلوں میں اکثر وحشي لوگ اور ڈاکو لٹیرے بستے تھے علاوہ اُس کے اُن حصوں میں بھي کبھي بغاوتوں کے خرخشے قایم رہتے تھے جو جنگلوں اور پہاڑوں سے پاک صاف تھے جیسے کہ خود شاہجہاں کے دور حکومت میں بندیل کھنڈ میں بغاوت قایم ہوئي مگر یہہ بغاوت ایک ایسے خطہ میں محدود رہي جو ثاني رول واقع یورپ سے چہوٹا تھا یہاں تک کہ انگلستان اور فرانس سے بڑے بڑے صوبوں کو اُس بغاوت کي خبر بھي نہوئي *

‡ منتومار صاحب نے کشمیر کا حال بیان کیا اور کراف اور بروٹن صاحب نے مري صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیا میں بہار و بنگال و اڑیسہ کے حالات لکھے اور ٹیورنیر صاحب نے شاہجہاں کي سلطنت کے اکثر حصوں کا بحال قلمبند کیا

ساري رعایتوں کے بعد کر سوچا جاوے تو بلا شبهه حال اُس کي رعایا کا اُن لوگوں کے حال سے بد تر هوگا جن پر بلاد یورپ میں آج کل اچھي طرح حکومت نهیں کي جاتي اور کسي قانون قاعدے کي پابندي نهیں هی چنانچه یورپ کے ملکوں میں لونڈي غلام بنانے اور بهت سے بیاه کرنے کا نام و نشان پایا نهیں جاتا اور بڑے لوگوں کي جانب سے زور ظلم اُٹھانیکا کھٹکا اور غله کي گراني کا اندیشه بهت تھوڑا هی اور اسي باعث سے بیماریوں کا زور و شور بھي نهیں هوتا هاں یهه بات ضرور تھي که شاهجهاں کے عهد حکومت میں بلاد یورپ کي نسبت محصول بهت تھوڑا اور پیچیده قانونوں کي عمل درآمد نتھي اور لوگوں کو قانوني جھگڑے بکھیڑوں سے بالکل فراغت حاصل تھي مگر اِس مقابله سے وه مقابله عمده هی جو شاهجهاں کي حکومت کو بادشاه سورس قدیم فرماں رواے روم کي حکومت سے ٹھرایا جاوے چنانچه مقابله کے بعد یهه دریافت هوتا هی که شاهجهاں اور اُس رومي بادشاه کي سلطنتوں میں حسن انتظام اور امن چین کا مضمون بھي برابر تھا اور ایسی هي زور ظلم اور فساد و خلل کي مثالیں مساوي تھیں اگرچه جسماني راحت برابر حاصل تھي مگر ایسي بات اِن دونوں کو نصیب نتھي جسکی ذریعه سے امن و آسایش کو ترقي روز افزوں حاصل هووے اور اُس سے یهه سمجھا جاوے که بادشاه حال کے بعد بھي یهي امن چین باقي رهیگا مگر اِس مقابله میں بھي جلسوں اور حکایتوں روایتوں اور رایوں کي حیثیت سے جو پہلے پہلے وقتوں کا بقیه چلاآتا تھا اُس رومي سلطنت کو شاهجهاں کي سلطنت پر فوقیت حاصل هوگي *

هندوستان کے بادشاهوں میں شاهجهاں نهایت بڑا بادشاه گذرا چنانچه جسقدر که اُس کے باپ دادا کے وقتوں میں جلو ریز اور کارخانوں اور درباري شان شوکت کے سامانوں اور بخششوں اور انعاموں

نے ترقی پائی تھی اُس سے زیادہ عروج اُس کے عہد دولت میں اُن
ساری باتوں کو نصیب ہوا اور اِن کاموں کے خرچ و اخراجات کی کمی
کوتاہی صرف اِس لیئے معلوم ہوسکتی ہی کہ اُن کے ہونے سے شاہجہاں
کے ایسی بیجا محصولوں میں ترقی پائی نہ گئی جو رعایا سے وصول کرتا
تھا اور اوس کے خزانہ میں بھی کسی طرح کی کمی نہ ہوئی منجملہ
اُسکی بڑی فضول خرچیوں اور جاہ و جلال کے سامانوں کے وہ تخت
طاؤسی تھا جس کو اُس نے بڑی آب و تاب سے بنوایا تھا اور جس کا
یہہ نام اوس مور کی وجہہ سے شہرہ آفاق ہوا جس کی تصویر اصلی
رنگوں کے لحاظ سے نیلم اور پکھراج اور عقیق اور زمرد وغیرہ جواہرات
سے بنائی گئی تھی اور اچھے اچھے ہیروں اور چنے چنے جواہروں کے
بیچ میں رکھی گئی تھی اور اُس کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کی
آنکھیں خیرہ ہوجاتی تھیں اور اُن جواہروں کی چمک دمک سے
تیب تاب اوس کی چوگنی ہوئی تھی تیورنیر صاحب جو جوہر فروشی
کرتے تھے بظاہر وثوق و اعتماد ہی سے بیان کرتے ہیں کہ سارے لوگوں
کے نزدیک اوس تخت کی لاگت میں ساڑھے چھہ کروڑ روپیہ صرف
ہوئی تھی اِس بادشاہ نے بڑی بڑی عمارتوں کے چنانے بنانے میں بڑا جاہ
جلال اپنا ظاہر کیا چنانچہ اُس نے پرانی دلی میں نیا شہر آباد کیا
اور ایسی نقشہ پر بنوایا اوس کی خالی کہ زیب زینت میں پرانی
دلی سے سبقت لیگیا منجملہ اوسکے تین چوڑے چکلے بازاروں کے ایک
بازار ایسا تھا کہ چلتی بہتی نہر اور درختوں کی قطاروں سے زیب زینت
یافتہ اور ایسے مکانوں سے آراستہ پیراستہ تھا جن کے نیچے دوکانیں مرتب
تھیں اور وہ تینوں بازار ایسی میدان پر ختم ہوتی تھی جس کے
عین مرکز میں جمنا کے کنارے پر بادشاہی قلعہ واقع ہی اور اوس
قلعہ کے خاص محل میں چوڑے چوڑے صحن اور سنگ مرمر کے
بڑے بڑے دالان اور سنہری گنبد غرض کہ ایسے ایسے مکان واقع ہیں

جنكو لوگوں نے بڑے مبالغه سے بيان كيا اور اِس شهر كي جامع مسجد بهي بڑے شان و شوكت اور حسن عمارت كي رو سے قدرت كا نمونه هى *

شاهجهاں كي عمده عمارتوں ميں سے تاج محل كا مقبره هى جسكو كوئي عمارت نهيں پهونچتي اور وه سفيد سنگ مرمر سے بنايا گيا اور بيل بوٹوں سے مزين كيا گيا يهه مقبره مصالح لوازموں كي عمدگي اور اور نقشه كي پاكيزگي اور اُس عجيب و غريب اثر كي حيثيت سے جوان دونو باتوں سے پيدا هوتا هى ايشيا اور يورپ كي تمام عمارتوں سے سبقت ليگيا † *

---

† يهه مقبره جسكے نام سے مشهور هى وه حقيقت ميں ممتاز محل شاهجهاں كي بي بي تهي جو عوام لوگوں ميں تاج محل كے نام سے معروف هى يهه مقبره سفيد سنگ مرمر كے چبوتره پر قايم هى جو جمنا كے كنارے پر واقع هى اور اُسكے دو بازؤں ميں دو مسجديں هيں ( حقيقت ميں ايك مسجد هى اور ايك اُس كا جواب هى مگر شكل و هيئت ميں دونوں ايك سي هيں ) يهه مقبره چاروں طرف سے وسيع باغوں سے محصور هى منجمله اُس كے باهر كي جانب سفيد سنگ مرمر كي هى اور ايك گنبد بلند اُس كے سر پر قايم هى اور چار مينار اُس كے چاروں طرف سركشيده كهڑے هيں اور اندروني جانب ميں ايك دالان اونچا اور گول اُس كے گنبد كے نيچے اور اُس كے بيچا بيچ اُس بي بي كا مزار واقع هى اور اُس مزار كے گرد كهلا كٹهره هى جسپر سنگ مرمر اور عقيق وغيره كے بيل بوٹے نهايت عمده تراشے هيں اِس مقبره كي ديواريں سفيد سنگ مرمر كي هيں جن پر طرح طرح كے بيل بوٹے بنائے گئے هيں علاوه اُسكے وه خاص خوبي جسكي بدولت يهه عمده عمارت تمام دنيا كي عمارتوں پر سبقت ليگئي يهه هى كه اُسكے بيل بوٹوں كي زنجيره بندي نهايت معقول اور مناسب اور اُن كي رنگتيں بغايت موزوں اور شايسته هيں اور سب سے قطع نظر اس عمده ارايش كي چيزوں يعني بيل بوٹوں كو سنگ مر مر پر لگانے سے عجيب غريب رونق حاصل هوئي كه ديكهنے والے حيران هو جاتے هيں بيل بوٹونكے مصالح زبرجد اور زمرد اور يشب اور عقيق وغيره پتهروں سے ليئے گئے منجمله اُنكے ايك خوني پتهر هى جو سنهري رنگ ركهتا هى اور اب تك حال اُسكا بخوبي دريافت نهيں هوا كتاب تحقيقات ايشيا كي پانچويں جلد صفحه ۴۳۴ ميں وايسي صاحب لكهتے هيں كه مقبره

شاهجهان نے ان کارخانوں اور عمارتوں کے خرچ اخراجات میں ایسی کفایت شعاری سے کام کیا که بلخ اور قندهار کی مهموں اور دو لاکهه معینه مستقل سواروں کی تنخواهوں اور بڑے بڑے بهاری خرچوں کے بعد اپنے خزانه میں چهه کرور اور بقول بعضوں کے چوبیس کرور نقد اور بهت سے جواهرات اور چاندی سونیکه اسباب چهوڑ گیا † *

دریافت هوا که اگرچه شاهجهان کی عادات اسکی جوانی اور ایام شهزادگی میں عام پسند اور دلپذیر نه تهیں مگر جب سے که وه تخت نشین

---

کی نقوره کے ایک ایک برنٹه میں سو سو پتهروں کے ٹکڑے لگے هوئے هیں اور هر ٹکڑا بقدر ضرورت اور مقدار مناسب تراشا گیا هی اور بڑی چمک دمک رکهتا هی اور بشپ هیبر صاحب فرماتے هیں که باوصف اس کے که اس مقبره کے بیل بوٹے اور سارے تکلفات ایسے هیں جیسے سنگار گهر کی ارایشیں هوتی هیں مگر عام اثر اُن تکلفات کا نمود و نمایش کی نسبت دلپذیری اور حیرت افزائی هی اگرچه دقایق صناعی کی رو سے وه پهول اور بیل بوٹے اُن پهول اور بیل بوٹوں کی برابر نهیں جو بمقام پٹرا ڈورا واقع شهر فلارنس کی میزوں اور چهوٹی چهوٹی عمارتوں میں پائے جاتے هیں اس مقبره کے بیل بوٹے مدیسی کے گرجا کے بیل بوٹوں سے جو اُس کے دروازے پر بنی هوئے هیں بایں وجهه سبقت لیگئے که ان بیل بوٹوں کے نقشوں کی تجویز کرنے اور بعد اُس کے اُن کے بنانے سنوارنے اور ساتهه اُس کے عمارت کے لطیف و ساده چنانے بنانے میں بڑی خوش سلیقگی اور نهایت خوش اسلوبی برتی گئی بڑی دلیلوں سے کهتے هیں که اس مقبره میں گلکاری کا کام اٹلی والوں نے بنایا هی اور یهه بات اچنبهی کی هی که اٹلی والوں نے هندوستانیوں سے سلیقه شعاری کی تعلیم پائی هو بلکه غالب یهه هی که هندوستانیوں نے اُنسے سیکها هوگا *

† برنیر صاحب کے بقول چهه کرور اور خافی خاں کے بقول چوبیس کرور روپیه چهوڑے اور غالب یهه هی که خافی خاں نے مبالغه نهیں کیا اس لیئے که اُس نے شاهجهان کے سالانه محاصل کو تیئیس کرور قرار دیا یهه محاصل صرف ایک کرور کی قدر اُس محاصل سے زیاده هی جو اب انگریزوں کو هندوستان کے اُس حصه سے حاصل هوتا هی جو اُن کے قبض و تصرف میں داخل هی ( اب انگریزوں کے قبض و تصرف میں اس قدر هندوستان داخل هی که اڑتالیس کرور تخمیناً اُس سے حاصل هوتا هی ) باقی اور لوگوں نے عموماً شاهجهان کے سالانه محاصل کو بتیس کرور قرار دیا اگرچه برنیر صاحب نے اُن دونوں اندازوں کو غلط ٹهرایا مگر ایران و روم دونوں کے محاصلوں سے زیاده قرار دیا

هوا تو اُسکي چال چلن میں کسي قسم کا داغ دهبا پایا نگیا چنانچه جو سلوک اُس نے اپني رعایا سے کیا وہ مربیانه اور شاهانه تها اور وہ ازادانه برتاؤ جو اپنے رات دن کے حاضر باشوں اور خدمت گذاروں کے ساتهه برتتا تها اُن بهروسوں اور اعتمادوں سے بخوبي واضح هوتے هیں جو بادشاهاں ایشیا کے خلاف اُسکو اپنے بیٹوں کي نسبت حاصل تهی یعني وہ همیشه اپنے صاحبزادوں کو بڑے بڑے کاموں پر متعین کرتا رها اور خلاف و بغاوت کا وسواس اپنے جي میں کبهي نه لایا *

یهه بادشاہ تیس برس تک بادشاہ رها اور سوستهه برس کي عمر میں تخت سے اوتارا گیا اور چوهتروین برس مرگیا *

---*---

# گیارھواں حصہ

## اورنگ زیب یعنی عالمگیر [1] کی سلطنت کا بیان

## پہلا باب

### سنہ ۱۶۵۸ع سے سنہ ۱۶۶۲ تک کے بیان میں

اگرچہ اورنگ زیب کا مقصود اصلی یہہ تھا کہ داراشکوہ کا تعاقب کرے مگر مرزا سلیمان شکوہ اُسکے بیٹے کی دوڑ دھوپ سے بھی غافل نتھا جو باپ کی امداد و اعانت کے لیئے عین اُس لڑائی کے زمانہ میں جسکا انجام اُسکے باپ کے حق میں اچھا نہوا اطراف بنارس سے بیتحاشہ چلا آتا تھا یہہ شاہزادہ پچیس برس کا گبرو تھا اور فوج کی حکمرانی میں راجہ جی سنگھہ اور دلیر خاں دوسرا سردار معین و مددگار اُس کے تھے یہہ راجہ اور راجپوت راجاؤں کی مانند اس لیئے داراشکوہ کا طرفدار تھا کہ داراشکوہ تخت نشینی کا مستحق و دعویدار واقعی تھا اور نیز اُس کے مذہب کے اصول و قاعدہ بھی آزاد و بیقید تھے اگرچہ اُس نے مرزا شجاع کا مقابلہ بلا توقف کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں غالباً اس وجہہ سے متامل رہا کہ بلخ کی لڑائی میں وہ اورنگ زیب کا ساتھی تھا اور اس لڑائی میں اُس کے مقابلہ سے شرماتا تھا علاوہ آسکے اپنی فلاح و فائدہ کے لحاظ سے بھی ایسے شخص کا مقابلہ کرنا مناسب نسمجھا جو تخت سلطنت پر متصرف ہوگیا تھا چنانچہ سلیمان شکوہ کے چھوڑنیکا ارادہ کیا اور دلیر خاں نے بھی اُسکی دیکھا دیکھی یہی اپنے جی میں ٹھانی اور جو نامعقول عذر اُنہوں نے پیش کیئے تو اُنکے باعث سے اُنکی بغاوت نے

---

[1] اورنگزیب نے تخت نشین ہونے کے بعد عالمگیر کا خطاب اختیار کیا چنانچہ اسی خطاب سے ہندوستان کی تاریخوں اور فرمانوں دستاویزوں میں لکھا گیا مگر سارے یوروپوالے اور بعض بعض اُسکے وطن والے اب بھی اُسکو اورنگزیب کے خطاب سے پکارتے ہیں

تنزل کي نسبت ترقي پکڑي غرض که جب سليمان شکوه اپني فوج کي قوت سے مايوس هوا تو اُس نے يهه اراده کيا که پهاڑوں هوکر جاکر اورنگزيب کي آفت سے محفوظ رهے اور جوں توں کرکے بمقام لاهور اپنے باپ کي خدمت ميں پهونچے مگر اورنگزيب نے اُس کي تدبير کو اسطرح ضايع کيا که اُس نے فوج کا ايک ٹکڑا بمقام هردوار اس غرض سے پهونچا که عين رسته ميں روک ٹوک اُسکي کريں اور جوں هي که سليمان شکوه کو يهه بات دريافت هوئي تو وه باپ کي ملازمت سے مايوس هوا اور اُسکي مايوسي سے رهي سهي فوج بهي تتر بتر هوگئي بعد اُس کے سليمان شکوه نے سرينگر کے راجه سے پناه چاهي مگر راجه نے اس شرط پر پناه دينے کا اقرار کيا که وه اپنے اُن پانسو سواروں کو رخصت کرے جو اُس کے ساتهه باقي رهگئے تهے سليمان شکوه نے يهه بات اختيار نکي اور الهآباد کے جانيکا اراده کيا مگر اس اراده ميں کامياب نهوا اور پانسو سواروں ميں سے کل دو سو سوار باقي ره گئے غرض که آخرکار نهايت تنگ هوکر سرينگر کے راجه کي شرط کو قبول کيا اور پانچ چهه همراهيوں سميت اُس کے قلعه ميں داخل هوا اگرچه اُو بهگت اُسکي بهت سي هوئي مگر جلد اُسکو دريافت هوا که وه حقيقت ميں ايک قسم کا نظر بند هوگيا *

اورنگزيب امور مذکور بالا کے اختتام کا منتظر نرها بلکه اُس نے دلي ميں کاربار کا بخوبي انتظام کرکے اٹهائيسويں جولائي سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ساتويں ذيقعده سنه ۱۰۶۸ هجري کو داراشکوه کے تعاقب ميں کام اپنا جاري رکها داراشکوه نے اپنے بهاگنے کے زمانه ميں دلي ميں چند روز ٹهرکر کچهه خزانه اور کچهه فوج اکهٹي کرکے بهت تيزي تندي سے لاهور کو روانه هوا اور جسبا وهاں پهونچا اور بادشاهي خزانه اُسکے هاتهه آيا تو اُس نے بهرتي شروع کي مگر بهرتي ميں هنوز ترقي نهوئي تهي که اورنگزيب کے تعاقب کي خبر پهونچي چنانچه تهوڑي مدت گذرنے پر هلکے هتياروں والا اورنگزيب کي فوج کا ٹکڑا قريب آپهونچا شاهجهان

نے دارا شکوہ کی امداد و اعانت کے لیئے مہابت خاں نائب السلطنت کابل مہابت خاں متوفی کے بیٹے کو لکھا تھا اور غالب یہہ ہی کہ داراشکوہ بھی اُسکی امداد و اعانت کی توقع کر رہا ہوگا جسکے ہونے سے اُس کو دلاوری دلیری حاصل ہوتی اگر دارا شکوہ کابل کی جانب کا ارادہ کرتا تو فوج صوبہ کابل کے علاوہ خود کابل کے ذریعہ سے ضرورت کے وقت افغانوں کی قوموں میں پناہ اُسکو ہاتھہ آتی اور وہاں سے بکمال آسانی اوزبکوں اور ایرانیوں کے ملک و ولایت میں جانیکی راہ اُسکو ملجاتی مگر غالب یہہ ہی کہ اگر یہہ ارادے کیئے بھی گئے تو اورنگزیب کی مستعد تدبیروں سے ضایع ہوگئی اور جب کہ داراشکوہ نے آپ کو اُس بھاری فوج کا طرف مقابل نپایا جس سے اُسکو دھمکایا ڈرایا گیا تھا تو تین چار ہزار سواروں سمیت لاہور سے نکلکر ملتان کو چلتا ہوا *

اورنگزیب ستلج پار اوتر چکا تھا کہ ناگاہ اُسکو وہ خبر لگی چنانچہ اُس نے لاہور کی راہ چھوڑی اور ملتان کی راہ اختیار کی ہنوز اورنگ زیب ملتان میں داخل نہوا تھا کہ اُسکو یہہ پرچا لگا کہ داراشکوہ نے کہیں توقف نکیا بلکہ برابر آگے کو بڑھا چلا جاتا ہی علاوہ اُس کے یہہ بھی خبر لگی کہ مرزا شجاع اُس کا بھائی بنگالہ سے بڑھا چلا آتا ہی غرض کہ اورنگزیب نے آگے جانیکا عزم فسخ کیا اور تیسویں ستمبر سنہ ١٦٥٨ع مطابق بارھویں محرم سنہ ١٠٦٩ ہجری کو واپس پھرا اور اکیسویں نوامبر سنہ الیہ مطابق چوتھی ربیع الاولی سنہ الیہ کو دلی میں داخل ہوا *

اسی عرصہ میں مرزا شجاع پچیس ہزار سوار اور بہت بڑا توپخانہ ہمراہ اپنے لیکر بنارس تک آگیا تھا مگر اورنگ زیب تھوڑے دنو دلی میں ٹہر کر تیسری جنوری سنہ ١٦٥٩ ع مطابق سترویں ربیع الثانی سنہ ١٠٦٩ ہجری کو اُسکی لاگ ڈانٹ کے لیئے روانہ ہوا چنانچہ بمقام کنجوا واقع وسط الہ آباد و اٹاوہ کے دونو کا آمنا سامنا ہوا شجاع کی فوج مقام

وموقع کي رو سے اورنگ زیب کي فوج کي نسبت ایک اچهي جگهه پر بڑي تهي اگرچه دونو فوجیں ایک دوسرے پر حمله کرنیکي غرض سے آراسته پیراسته هوئیں مگر کسي نے حمله کرنیکا اراده نکیا بعد اُسکے تیسرے یا چوتهے دن اورنگ زیب اپنے قاعدے کے موافق صبح هونے سے پہلے فوج کي صفوں کو آراسته پیراسته کررها تها که ناگاه اُس کے پیچهے سے گهور گرج کي آواز اوٹهي اور اورنگ زیب اُسکو سنکر چونکتا هوا اِس گهورگرج کا باعث وه راجه جسونت سنگه تها جو اورنگ زیب کے لشکرمیں کچهه کام کاج اُسکا نکرتا تها چنانچه اُسنے قابو پاکر اُسکے لشکر کے مال و اسباب کو لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور وجهه اُسکي یهه تهي که جب اُس راجه نے دار اشکوه کے مقدمه میں کچهه جان نوائي تو اورنگ زیب سے آکر ملا اور جب که اورنگ زیب اُس سے ویسي اعزاز و اکرام سے پیش نه آیا جیسیکه اُسکو اُمید اور توقع تهي تو اُسنے مرزا شجاع سے خط کتابت جاري کي اور یهه اقرار اُس سے کیا که میں فلاں وقت اورنگ زیب کے اسباب و اثاثه پر ادهر سے لوٹ مار کرونگا اور اُدهر سے آپ اُسکا مقابله کریں اور اُس کے لشکر پر یکتلم پهیل پڑیں اور حقیقت میں یهه بات ایسي کام کي تهي که اگر اتفاق اُن دونوں کا وقت معین پر پورا هوجاتا تو مرزا شجاع کو کامیابي حاصل هوجاتي اِس لیئے که اگرچه مرزا شجاع اُس وقت معین پر حمله آور نهوا تها مگر جسونت سنگهه کي لوٹ کهسوٹ هي سے اورنگ زیب کے لشکر میں بڑي هل چل پڑگئي تهي چنانچه رات کي تاریکي اور سبب مذکور کي جهالت اور اُن شور و فسادوں کے باعث سے جو اِس غیر متوصد حمله سے پیدا هوئي اورنگ زیب کي فوج ایسي پراگنده هوگئي که کچهه لوگ اُس میدان سے بهاگے اور بعض بعض اپنے اسباب و اثاثه کي حفاظت کو دوڑے اور کچهه دشمن سے جاملے غرض که اِس جهمیلے میں اورنگ زیب اپنے گهوڑے سے اُترا اور چهوٹی سے تخت پر بیٹهه کر نهایت هشاشي بشاشي اور کمال اطمینان و تسلي سے

هدایتیں جاري کیں اور فوج کا ایک ٹکڑا اُس فساد کے مٹانے دبانیکو روانه کیا اور اُس پریشاني کے رفع دفع کے لیئے تدبیریں سوچیں جو اُسکے لوگوں میں بے طرح پهیلي تهي اور جب که جسونت سنگهه نے یهه بات دیکهي که مرزا شجاع کي جانب سے امداد اوس کو نه پهونچي اور اورنگ زیب کي ساري فوج اب اوسپر ٹوٹ نے والي هی تو اُس نے اپنے لوگوں کو اوت کهسوٹ سے روک تهام ایسي جگهه جاکر مامون و محفوظ هو بیٹها جو حد رسائي سے بهي باهر تهي اور واقع هونیوالي لڑائي کے انجام و عاقبت کو وهاں سے بحفظ و سلامت دیکهه سکتا تها *

افتاب اسوقت تک نکل چکا تها اور مرزا شجاع آگی کو حمله کي غرض سے چلا آتا تها که توپوں کي لڑائي شروع هوئي اور بعد اُس کے دونو فوجیں گهل ملکر لڑنے لگیں یهاں تک که مرزا شجاع کي فوج نے اورنگ زیب کي فوج کے دائیں بازو کو پیچهے هٹایا اور اُس فوج کے قلب کو جهاں آپ اورنگ زیب موجود تها بهت سخت دبایا چنانچه اورنگ زیب اکثر اوقات اوس سے بڑي جان جوکهوں میں پڑا اور ایک بڑے هاتهي سے اوسکے هاتهي کا مقابله کرایا گیا اور یهاں تک نوبت پهونچي که اگر اورنگ زیب کے خاص ذاتي پهره کا سپاهي مخالف کے هاتهي کے مهاوت کو گولي سے نمارتا تو وه هاتهي اورنگ زیب کے هاتهي کو دباکر زمین پر گرا دیتا مگر باوصف اِس کے اورنگ زیب اپنے مخالف کے قلب لشکر کو دبائی چلاگیا یهاں تک که وه لوگ اوسکے مقابله سے الگ هوکر میدان سے بهاگ گئے اور ایک سو چوده توپیں اور بهت سے هاتهي اورنگ زیب کے هاتهه آئی *

بعد اوس کے اورنگ زیب نے اپنے بیٹی محمد سلطان کو شجاع کے پیچهے روانه کیا اور چند روز بعد اوسکي تائید و اعانت کے واسطے باقاعدے فوج بسرداري میر جمله کے روانه فرمائي جو لڑائي سے ایکدو

وه پہلے بناوت کي قید سے رها هوا تها اور اوس فوج میں دوسرے درجه کا سردار تها غرض که اورنگ زیب اِس انتظام کو پورا کرکے ۱۵ جنوري سنه ۱۶۵۹ ع مطابق یکم جمادي‌الاولی سنه ۱۰۶۹ هجري میں آگره کو واپس آیا *

یهه شهر یعنے آگره جو اورنگ‌زیب کے بلاد مقبوضه‌میں سے زخم و ضرر رساني اوس کي سهل الحصول تهي بڑي جوکهوں اور کمال آفتوں میں مبتلا تها اسلیئے که جب جسونت سنگهه نے یهه دیکها که فیروز مندي مخالفوں کے حصه میں آیا چاهتي هی اور فتح و نصرت نے اودهر کو التفات کیا تو وه اپنے ملک کو لوٹا اور پہلے اس سے که لڑائي کا نتیجه صحیح صحیح دریافت هووے یکا یک آگره میں داخل هوا اور یهه بات اسکے قبضه قدرت میں تهي که شاهجهاں کو قید سے چهوڑا کر تخت سلطنت پر دوباره بٹهلاوے اور غالب یهه هی که خاص و عام کي طبیعتیں بهي اسي پر بهت مایل هونگي اسلیئے که شایسته خاں حاکم آگره کا بالکل مایوس هوگیا تها اور قریب تها که وه آپ کو زهر کهاکر هلاک کرے مگر جب که جسونت آگره سے چلا گیا تو اوسان اُسکے ٹهکانے آئے باقي جسونت کے جانے کي یهه وجهه هوئي که اُس نے یهه سوچ سمجهکر که غایت بد خواهي اور نهایت سرکشي کي صورت میں بڑا نقصان اُٹهانا پڑیگا اور نهایت ضرر پهونچیگا آگره کو چهوڑا اور جودهه پور کے ریگستانوں اور پہاڑوں میں پهنچکر نچنت هوگیا *

بعد اُس کے جب اورنگ زیب آگره میں پهونچا تو دوسري فروري سنه ۱۶۵۹ ع مطابق سنه ۱۷ جمادي‌الاولی سنه ۱۰۶۹ هجري میں دس هزار آدمي جسونت سنگهه کے پیچهے بهیجے اور اسي عرصه میں شاهزاده محمد سلطان کا عریضه بایں مضمون آیا که مرزا شجاع کے حاکم نے الهآباد کا قلعه حواله کیا اور خود شجاع اپني جان بچاکر بنگاله کو چلا گیا *

یہہ کامیابیاں جو اورنگ زیب کو حاصل هوئیں اُن کامیابیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تهیں جو اس عرصہ میں دارا شکوہ کو هاتهہ آئیں بیان اُسکا یہہ هی کہ پچهلي خبروں سے اورنگ زیب کو یہہ حال دریافت هوا کہ دارا شکوہ نے اسباب اپنا مقام بکر واقع ساحل دریاے اٹک میں چهوڑا اور آدمیوں کے نهونے اور اونٹ وغیرہ بار برداریوں کے ضایع هوجانے سے سندھ کے ارادہ کو فسخ کیا اور اُس فوج سے بچنے کے لیئے جس کو اُس نے اُس کے تعاقب میں روانہ کیا تها کوئي ذریعہ وسیلہ اس کے سواے باقي نہیں رها کہ وہ کچهہ کے میدان کو طی کرے اور یہہ بهي دریافت هوا کہ کچهہ میں تهوڑے دنوں توقف کرکے گجرات کو چلا گیا اور وهاں کا حاکم شاہ نواز خاں جس کي ایک بیٹي خود اورنگ زیب سے اور دوسري بیٹي مرزا مراد اُس کے بهائي سے بیاهي تهي اُس سے ملگیا اور وہ صرف اُسیکے ذریعہ سے تمام گجرات کے صوبہ پر سورت اور بروَنچ سمیت قابض و متصرف هوگیا اور دکن کے بادشاهوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاري کیا مگر بڑا خیال اُس کو یہہ هی کہ اپني فوج اور جسونت سنگهہ کي فوج کو ملا جلاکر هندوستان خاص کا ارادہ کرے غرض کہ جب اورنگ زیب نے یہہ حال اُس کا سنا اور اُس کے تنزل کو ترقي سے مبدل پایا تو وہ نہایت متعجب هوا اور جسونت سنگهہ کو جس کي قلمرو گجرات سے اجمیر تک پهیلي هوئي تهي دارا شکوہ کي موافقت سے بڑا پایہ والا سمجها اور اِس لیئے کہ وہ اپنے غیظ و غضب کو اپني غرض و فائدہ کا مانع مزاحم نکرتا تها تو اُس کي اُس بے ادائي کو بهول گیا جو اُس سے ابهي قریب سرزد هوئي تهي اور اپني معمولي فند و فطرت کو اپنے سرکش متوسل کے بهلانے پهسلانے اور اُس کو اپنے طرفدار بنانے میں بخوبي صرف کیا چنانچہ اُس نے خاص اپنے هاتهہ سے ایک نامہ بڑي قدر و عزت کا جسونت سنگهہ کو لکها اور اُس کو وہ خطاب اور منصب عطا فرماے جس کے عطا کرنے سے پہلے انکار اُس نے کیا تها اور جسونت

سنگهه اُس کے انکار سے ناخوش هوا تها علاوه اُسکے یهه مزید اُسپر کیا که راجه جے سنگهه اُسکے بهائي راجپوت سے یهه اعانت چاهي که وه بهي راجه جسونت سنگهه کو اُس کي جانب سے مامون و مطمئن کرے اور بادشاه کي نیک نیتي جتا کر یهه بات اُس کو سمجهاوے که جو کوئي شخص اُس کے مخالف کے بیجان مقدمه میں شریک و شامل هوگا وه جان و مال کا ضرر اور ننگ و ناموس کا نقصان اُٹهاویگا غرض که نامه کے بهیجنے اور خطاب و منصب کے عنایت کرنے نے راجه جسونت سنگهه کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا اور اِس بهاري بخشش کا بڑا بوجهه اُسپر پڑا یہانتک که جب دارا شکوه احمد نگر سے چل چکا اور جودهه پور سے پچاس میل کے فاصله پر رها تو جسونت سنگهه نے اُس کو کہلا بهیجا که میں تن تنها اورنگ زیب کي قوت کا مقابله نهیں کرسکتا اور اُسوقت تک شریک آپکا نهیں هوسکتا که کسي اور بڑے راجه کو سمجها بوجهاکر آپ اُسکو شریک اپنا نه کریں دارا شکوه نے کئي مرتبه یهه چاها که جسونت سنگهه کو پہلے وعدوں پر جماوے مگر جب که وه راه پر نه آیا تو اُسکي رفاقت سے مایوس هوکر پاس کے صوبه اجمیر میں فوج سمیت جانے پر مجبور هوا گجرات میں داخل هونے کے بعد ایک مهینے سے کچهه زیاده عرصه میں اُس نے چالیس هزار آدمي اکهٹے کیئے تهے اور جب وه گجرات سے چلا تها تو اور بهي زیاده اکهٹے هوگئے تهے اور تیس چالیس توپیں بهي اکهٹي هو گئي تهیں حاصل یهه که اجمیر کے پہاڑوں پر ایک مقام بالادست اُسنے تجویز کیا اور پڑاؤ اپنا وهیں ڈالا *

جوں هي که گجرات کے حالات اورنگ زیب نے سنے تو وه آگره سے روانه هوا اور اب جیپور میں آ گیا اور بہت جلد اُس مقام کے مقابله میں پهونچا جہاں دارا شکوه اپني فوج لیئے پڑا تها چنانچه تین دن تک توپوں کي لڑائي جاري رهي اور جبکه اورنگ زیب کي فوج کو مخالف کي توپوں سے صدمه پهونچا تو اُسنے عام حمله کا حکم سنایا اگرچه کئي گهنٹے

تک اس دهاوے کا سخت مقابله کیا گیا مگر شاه نواز خاں حاکم گجرات
کے مارے جانے سے جو فوج مخالف کي ایک ٹکڑے کے پشته کوه پر
چڑهتے هي مارا گیا دارا شکوه اس قدر شکسته خاطر هو گیا که بلا تحاشاه
لڑائي سے بهاگا اور فوج اُسکي جگهه جگهه منتشر هوگئي یهاں تک که
سواروں کا وه گروه جو خاص اُسکي ذات کے حفظ و حراست پر متعین تها
ایک ایک کر کے ادهر اودهر کو چلدیا اور منجمله اُنکے بعضوں نے اُس
خزانه کو لوٹا جو اُسکے مال و اسباب سے بچا کهچا رها تها اور داراشکوه
اپني جان توڑ کر حفظ و حراست اُسکي کرتا تها *

دارا شکوه آٹهه دن رات برابر کوچ کر کے احمدآباد کے قرب و جوار
میں داخل هوا اور کوچ اُسکا موسم کي گرمي اور راه کي گرد و غبار کے
باعث سے نهایت ناگوار تها اور باوصف اس سختي کے جبتک وه لوگ
پهاڑوں میں چلتے رهے بهه مصیبت زاید هوئي که کولیوں کے حمله
اُٹهائے گئے جو دارا شکوه کے خاص جان نثاروں کے ساتهه لگے لپٹے چلے
جاتے تهے اور جو کوئي شخص اُن جان نثاروں میں سے پیچهے ره جاتا
تها اُسکو لوٹ کهسوٹ کر برهنه کر دیتے تهے یا جان سے مار ڈالتے تهے
داراشکوه انهیں مصیبتوں کے عین شباب میں برنیر صاحب سے ملاقي هوا
جو دلي کو جاتا تها اور حقیقت حال سے واقف نه تها داراشکوه کي
بي بي زخمي هوگئي تهي اور کوئي جراح اُسکے ساتهه نه تها تو داراشکوه
نے لوٹنے کي تکلیف دي اور تین دن تک اپنے ساتهه اُسکو رکها اور جبکه
چوتهے دن احمدآباد ایک منزل کے فاصله پر رها اور یهه سمجها گیا
که احمدآباد میں پهونچکر امن کے گنبد میں قرار پکرینگے اور ساري
تکلیفوں کے بعد آسایش حاصل هوگي تو اُس رات کو کاروان سرا
میں فروکش هوکر کولیوں کے حملوں سے محفوظ رها اور جگهه کي تنگي
سے یهه چپقلش هوئي که برنیر صاحب اور داراشکوه کي مستورات میں
صرف ایک قنات کا پرده حائل تها اور جبکه صبح کے وقت اُس کوچ کي

طیاری میں لوگ اُسکے مصروف تھے جسکو وہ پچھلا کوچ اپنا سمجھتے تھے تو
دارا شکوہ کو یہہ خبر پہونچی کہ احمداباد کے دروازے مسدود ہیں اب
آپ کو وہاں جانا نصیب نہوگا بلکہ حقیقت میں جان و مال کے خیر
اسی میں ہی کہ احمدآباد کے پاس پروس سے ادھر اودھر کہیں اور کو
جلد چلے جاویں برنیر صاحب کو حال اس خبر کا داراشکوہ کی عورتوں
کے رونے پیٹنے سے دریافت ہوا بعد اُسکے دارا شکوہ اندر سے لرزاں ترساں نکلا
حاضرین مجلس تعظیم کو کھڑے ہوئے اور چپ چاپ کھڑے رہے
دارا شکوہ یہہ حال دیکھکر کہ ساری دنیا نے مجھکو چھوڑا اور اسبات سے
پریشان ہوکر کہ اب دیکھا چاہیئے کہ میرا اور میرے خاندان والوں کا کیا حال
ہوگا ادنے ادنے سپاہیوں کے سامنے گڑگڑایا برنیر صاحب زار زار رونے لگے
اور اپنے آنسوؤں کو تھام نہ سکے غرضکہ داراشکوہ برے برے خیال اپنے جتا
بتاکر صاحب ممدوح سے رخصت ہوا اور چار پانچ سوار اور دو ہاتھیوں
سمیت افتاں و خیزاں کچھہ کی جانب کو چلا اور کچھہ میں
پہونچنے کے ساتھہ اس سے وہ دو سو بندوقچی اور پچاس سوار آکر ملے
جو اوسکے ایک رفیق کے ہمراہ گجرات سے آئے تھے اور کچھہ کے
حاکم نے جسنے پہلی بارآو بھگت بہت سی کی تھی اب بے اعتنائی
برتی مگر دارا شکوہ نے وہاں توقف نہ کیا اور قندھار کی طرف
کوچوں کو جاری رکھا چنانچہ مقام جون واقع سرحد مشرقی سندھ میں
پہونچا یہاں کا حاکم جو قوم کا پٹھان اور دارا شکوہ کا ممنون احسان تھا
بظاہر تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور باطن میں وہ تدبیر سوچتا رہا
جسکے ذریعہ سے داراشکوہ کو اُس کے مخالفوں کے حوالہ کرے داراشکوہ
کی بی بی جو اُس کی چچیری بہن یعنی پرویز کی بیٹی تھی رستوں
کی تکلیفوں سے جاں بحق ہوئی اور دارا شکوہ نے بلا لحاظ اپنی خستگی
شکستگی کے ناعاقبت اندیشی سے اپنے قلیل محافظوں میں سے تھوڑے
لوگوں کو دو معتمد ملازموں سمیت اُسکے جنازہ کے ساتھہ کرکے لاهور کو

روانہ کیا بعد اُس کے جب ماتم سے فراغت حاصل ہوئی تو اٹک کے سفر کو جاری کیا اور جون کا سردار اُسکی ہمراہی میں ایک منزل تک آپ آیا اور اپنے بھائی اور اپنی فوج کو بظاہر باین غرض چھوڑکر کہ شاہزادے کو سر حد تک پہونچاوین واپس گیا جون ہی کہ وہ سردار آنکھون سے غایب ہوا تو اُس کا بھائی داراشکوہ پر گرا اور ایک لخت اُسکو اور اُس کے بیٹے سپہر شکوہ کو مقید کیا اور اورنگ زیب کے سردارون کو اُسکی گرفتاری سے آگاہی بخشی یہان تک کہ اُس کی گرفتاری جگہہ جگہہ مشہور ہوگئی *

اورنگ زیب کو مخالف کی گرفتاری کا مژدہ ایسے وقت مین پہونچا کہ وہ اپنی پہلی سالگرہ کے جشن و نشاط میں مصروف و مشغول تھا مگر اُس نے اِس خبرکو یہان تک چھپائی رکھا کہ وہ خبر مضبوط و مستحکم ہوگئی بعد اُس کے اُس نے عام جشن کا حکم دیا اور دعوت کی طولانی کا مژدہ سنایا اور اُس جشن عام اور دعوت تمام نے اِسقدر طولانی پکڑی کہ قیدیوں کے پہونچنے تک وہ جشن تھوڑا بہت باقی رہا تھا یہہ جشن چھٹی جون سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق چوبیسوین رمضان ۱۰۶۹ ہجری کو شروع ہوا اور چھبیسوین جولائی سنہ الیہ مطابق پندرہوین ذیقعدہ سنہ الیہ کو وہ قیدی دلی میں داخل ہوئی اورنگ زیب نے داراشکوہ کی نسبت یہہ حکم صادر کیا کہ پابزنجیر کرکے پرونٹے پہ جھول کے ہاتھی پر بٹھایا جاوے اور دلی کی بڑے بڑے گلی کوچون میں جگہہ جگہہ پھرایا جاوے چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور داراشکوہ کی حالت سے لوگون کے سینے بھر آئے غیظ و غضب سے پیچ تاب کھانے لگے اور جوش و خروش کی یہان تک نوبت پہونچی کہ برنیر صاحب بھی وقوع ہنگامہ کے اندیشہ خطرہ سے ہتیار باندہ کر بازار میں آئے مگر لوگون کی ہمدردی صرف آنسوؤن کے بہانے اور شور غل کے مچانے میں ظاہر ہوئی بعد اُس کے دارا شکوہ کو پرانی دلی کے قید خانہ

میں مقید کیا اور جبکہ جون کا سردار اُس کے دوسرے دن دربار میں
جانے لگا اور لوگوں نے اُس کو دیکھا تو اُنکو ضبط کی طاقت نرهی
چنانچہ لوگ اُسکے گرد اکھٹے هوئے اور گالی گلوج سے پیش آئے اور جوں
جوں جمعیت اُن کی بڑهتی گئی تو اُن کے غیظ و غضب کو بهی ترقی
هوتی گئی یہاں تک کہ کیچڑ اور روڑے اور کھپڑے مارنے لگے اور یہاں
تک نوبت پہونچی کہ جانبین سے دس بیس آدمی مارے گئے اور اتنا
غوغا برپا هوا کہ اگر پولس کے سپاهی اُس سردار کی نگھبانی نکرتے تو
وہ پاش پاش کیا جاتا *

اگلے روز اُس مفسدہ کا سردار اورنگ زیب کے حکم سے قتل کیا گیا
بعد اُس کے کئی دن گذرے تھے کہ بادشاہ کے مشیروں اور چند مفتیوں نے
باهم بغاوت کا مشورہ کیا اور دارا شکوہ کی نسبت ارتداد کا جرم قایم
کرکے قتل اُس کا قرار دیا چنانچہ اورنگ زیب نے بظاهر آزردہ افسردہ
هوکر حکم شریعت کا عذر پیش کرکے بقول اُسکے کہ * اگر خون بفتوی
بریزی رواست * فتوی کے اجرا کا حکم جاری کیا اور اُس کام کے پورے
کرنے کو ایسی آدمی کو چنا چھانٹا جو دارا شکوہ کے لہو کا پیا سا تھا
دارا شکوہ اور اُسکا بیٹا مسور کی دال پکا رهے تھے اور زهر کے اندیشہ سے
یهی کھایا کرتے تھے کہ دارا شکوہ نے اپنے قاتلوں کو سامنے سے دیکھا اور
اُن کے دیکھنے سے اپنی قسمت کو پہچانا اور ایک چھوٹی سی چھری
کو اُٹھا لیا اور جب تک وہ دشمنوں کی کثرت سے مغلوب نهوا تبتک
بہادری سے بچاؤ اپنا کرتا رها غرض کہ لاش اُسکی هاتھی پر رکھکر لوگونکو
دیکھائی گئی اور سر اُسکا اورنگ زیب کے سامنے لایا گیا جسنے یهہ حکم
دیا تھا کہ وہ طشت میں رکھا جاوے اور اُسکے سامنے پانی سے دهویا
جاوے اور جبکہ اُسکو یهہ اطمینان حاصل هوئی کہ وہ حقیقت میں داراشکوہ
هی کا سرهی تو مونهہ بناکر رونے لگا اور بہت رنج آمیز کلموں سے یهہ
فرمایا کہ همایوں کے مقبرے میں دفن کیا جاوے بعد اُس کے سپهر شکوہ

اس کے بیٹے کو مقید کرکے گوالیار کے قلعہ میں بھیجا † *

اِن واقعوں کے زمانہ میں مرزا شجاع کے مقابلہ میں شاہزادہ محمد سلطان اور میر جملہ کام کاج اپنا کر رہے تھے اور شجاع کی یہہ صورت تھی کہ جب وہ بنگالہ کو لوٹ کر گیا تو منگیر میں پڑاو اُس نے ڈالے اور گنگا اور پہاڑوں کے درمیان اپنے مکان اقامت کے گردا گرد گہری گہری کھائیاں کھودوا کر اُس کو مضبوط و مستحکم کیا مگر میر جملہ نے پہاڑوں میں گھس پیٹھکر اُس کی فوج کے بائیں بازو کو اوکھاڑا جس کے اوکھڑنے سے شجاع اس بات پر مجبور ہوا کہ پیچھے لوٹ کر راج محل میں توقف کرے جس کو اُس نے اپنی طول حکومت کے زمانہ میں بنگالہ کا دارالحکومت ٹھہرایا تھا اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا جس میں وہاں خشکی کی راہ ایسی ہوجاتی ہی کہ فوج کا کوچ و سفر نہایت دشوار ہوجاتا ہی غرض کہ میر جملہ نے برسات کے آنے سے راج محل کے پاس پڑوس میں کسی قدر فاصلہ پر چھاونی ڈالی اس توقف سے پہلے ایک ایسا واقعہ واقع ہوا جس کی قدر و منزلت دونوں فریقوں کے نزدیک ایک بڑے پایہ کی سمجھی گئی بیان اُسکا یہہ ہی کہ محمد

---

† دارا شکوہ کا تمام حال مندرجہ بالا خافی خاں کی تاریخ سے لیا گیا اور برنیر صاحب کے پاکیزہ بیان کو اُس موقع کے علاوہ جس کو اُس نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا اس وجہہ سے چھوڑا کہ باوصف اِس کے نہ خافی خاں کے بیان سے بیان اُن کا بہت مخالف نہیں مگر صاحب ممدوح نے بہت سے حالات ایسے بیان کیئے جو خود قرین قیاس نہیں اور خافی خاں نے کوئی اشارہ اُنپر نہیں کیا یہہ مانا کہ صاحب ممدوح نے وہ حالات ایسے لوگوں سے سنے جو اُن معاملوں میں شریک و شامل تھے اور واقع ہونے ہی وہ حال اُن کے پاس پہنچے مگر ایسے تازہ حال سقم و صحت سے خالی نہیں ہوتے اس لیئے کہ جب تک مضمونوں پر بحث مباحثہ نہیں ہوتا تو ہر شخص کو کل واقعہ کا جزو جزو دریافت ہوتا ہی اور جو حال اوروں سے وہ سنتا ہی اُسکو اپنی معلومات کے مناسب ڈھال لیتا ہی علاوہ اُس کے ہارے ہوئی لوگ اپنی ہار کے عذر میں ہمیشہ باتیں بناتے رہتے ہیں اور تمام آدمی ایسی خفیہ تاریخوں اور مخفی ارادوں سے خوش ہوتے ہیں کہ اگر آیندہ کو وہ گواہوں سے مضبوط و مستحکم نکیئی جاویں تو بہت جلد فراموش ہوجاتے ہیں

سلطان ایک مدت سے میر جملہ کے حکم و حکومت سہتے اور بوجھہ بہار اُس کا اُٹھاتے تنگ آگیا تھا یہاں تک کہ اب اُسکی حکومت اُٹھانے کي تاب و طاقت اُس میں باقي نرھي تھي غرض کہ جب وہ بہت تنگ آگیا تو باوصف اس کے کہ عالم گیر کا بڑا بیٹا اور اُسکے تاج و تخت کا پورا وارث تھا مرزا شجاع اپنے چچا جان سے خط و کتابت جاري کي اور آخرکار اُس کي فوج میں چلا گیا مرزا شجاع اُس سے بتوقیر و عزت پیش آیا اور اپني بیٹي کے ساتھہ اُسکا نکاح کیا یہہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۶۵۹ع مطابق رمضان سنہ ۱۰۶۹ ہجري میں واقع ہوا بعد اُس کے خواہ اس وجھہ سے کہ اُمید اُس کي بر نہ آئي یا مزاج اُس کا اصل خلقت سے مضبوط و مستقل نتھا وہ اپني نئي بات سے ایسا ناخوش ہوا جیسا کہ وہ اپني پہلي حالت سے راضي نتھا چنانچہ اُن لڑائیوں میں جو برسات کے گذرنے پر باہم واقع ہوئیں مرزا شجاع کے شریک و شامل رہکر اُس سے کنارہ کش ہوا اور ستائیسویں جنوري سنہ ۱۶۶۰ع مطابق چھٹي جمادي‌الثاني سنہ ۱۰۷۰ ہجري کو میر جملہ کے لشکر میں چلا آیا *

اورنگ زیب نے ایک مرتبہ بنگالہ کا ارادہ کیا تھا مگر مذکورالصدر خبر کے پہونچنے سے پہلے فسخ عزیمت کو مقدم سمجھا تھا اور محمد سلطان کے کوتکوں سے کوئي اثر اُسپر ظاہر نہوا چنانچہ اُس نے شاہزادہ کومقید کیا اور کیئے برس تک مقید رکھا *

بعد اُس کے مرزا شجاع کے کار بار آہستہ آہستہ گھٹنے لگے اور بہت سي ناکام لڑائیوں میں ہارنے کے بعد اسپر مجبور ہوا کہ وہ ڈھاکہ کو لوٹ گیا اور جب کہ میر جملہ اپنے زور و قوت سے اُس کو دبائے چلا گیا تو وہ اپني فوج سے چند ہمراہیوں سمیت الگ ہوا اور اراکن کے راجہ کي پناہ میں آیا بعد اُس کے حال اُس کا دریافت نہوا یہہ واقعہ ماہ اپریل یا مئي سنہ الیہ ع مطابق شعبان یا رمضان سنہ الیہ کو وقوع میں آیا *
معلوم ہوتا ہي کہ اراکن کے راجہ نے شجاع کي روک توک کے لیئے

داد و ديانت کے خلاف پر تدبيريں برتيں اور مرزا شجاع نے وهاں کے مسلمانوں سے مل ملاکر راجه کے اوکهاڑنے کي طرح ڈالي مگر بڑي چهان بين کے بعد اِس قدر ثابت هوتا هی که مرزا شجاع اپنے خاندان سميت اراکن ميں مارا گيا اگرچه اُس کي نسبت بهت سي خبريں اوڑائي گئيں مگر واقعي حال اُس کا آينده کو سنا نهيں گيا *

اگرچه اورنگ زيب کو شجاع کے بخت و قسمت کے مستور و مخفي رهنے سے تهوڑے عرصه تک ايک طرح کا تردد دامنگير رها مگر اگلے برس کے پورے هونے سے پهلے پهلے وه تردد اور اُسي قسم کے بهت سے خيال اس کي خاطر سے رفع دفع هوگئے بيان اُسکا يهه هی که اسنے ڈرانے دهمکانے اور بعد اسکے فوجکي چڑهانے سے سري نگر کے راجه کو اسبات پر مجبور کرنا چاها تها که وه سليمان شکوه اُس کے بهتيجے دارا شکوه کے بيٹے کو بادشاهي ملازموں کے حواله کرے مگر جب که راجه نے خواه اپني عزت کے خيال سے يا اوبهه لالچ کي نظر سے يا کسي اور مصلحت کے تصور سے بات اُسکي نماني تو اورنگ زيب نے والي جيپور راجه جے سنگه کي وساطت سے کام نکالنا چاها جو عالمگير کا بڑا کارنده اور هندو راجاؤں کي خط و کتابت کا قوي وسيله تها غرض که وه راجه اس راجه کے سمجهانے بوجهانے سے سليمان شکوه کے حواله کرنے پر راضي هوا چنانچه اُس نے تيسري جنوري سنه ١٦٦١ع مطابق گيارهويں جمادي‌الاولى سنه ١٠٧١ هجري کو بادشاهي ملازموں کے حواله کيا اور وه اُسکو دلي کو ليگئے‡ پهلے اُسکو هاتهي پر بيٹهاکر دلي کے گلي کوچوں ميں تشهير کيا بعد اُس کے بادشاه کے سامنے لائے اگرچه پانوں کي بيڑياں کاٹي گئيں مگر هاتهه اُسکے سنهري زنجيروں سے جکڑے گئے درباريوں کے سينے بهر آئے اور آنکهيں آنکي ڈب ڈبا گئيں يهاں تک که بادشاه نے بهي خدا ترسوں کي صورت بنائي اور جب که سليمان شکوه نے بمنت يهه عرض کيا

---

‡ خافي خاں

که نشا پلاکر هوش حواس کو زائل کرنے کي نسبت جیسے که شهزادوں کے قتل کا دستور و قاعده سمجها گیا تها یهه بات آسان اور میرے جي کا بڑا ارمان هی که میں دفعتاً مارا جاؤں تو بادشاه نے بهت نرم لفظوں سے یهه جواب ارشاد فرمایا که تم جان کي طرف سے مامون و مطمئن رهو بلکه تمهارے ساتهه اچها معامله برتا جاویگا † مگر لوگوں کو یهه یقین نهیں که اورنگ‌زیب نے وه وعده پورا کیا هو اس لیئے که مرزا سلیماں شکوه اور اسکا بهائي سپهر شکوه اور مرزا مراد کا جوان بیٹا گوالیار کے قلعه میں تهوڑي مدت میں مرگئے ‡ اور اورنگ‌زیب کا بیٹا محمد سلطان اسي قلعه میں بهت دنوں تک جیتا جاگتا رها اور بعد اس کے کسیقدر رها بهي کیا گیا *

مرزا مراد کے ظالمانه قتل سے جو مرزا سلیماں شکوه کي گرفتاري سے کئي مهینے پیچهے واقع هوا لوگوں کے شکوک شبهات اورنگ‌زیب کے قول فعل اور خوے و خصلت کي نسبت سچے هوگئے اس بدبخت شاهزاده نے ایک رسي کے ذریعه سے جسکو دیوار قلعه سے نیچے کو لٹکایا تها بهاگنا چاها مگر جب که وه شامت کا مارا ایک هندني بیسوا سے رخصت هونے لگا اور اس عورت کے رونے کي صدا بلند هوئي تو پهره والے اس طرف کو ملتفت هوئے اور شاهزادے کے ارادے پر پے لیگئے اور وه اپني مراد سے نامراد رها بعد اس کے اورنگ‌زیب یهه سوچا بچارا که جب تک یهه بهائي صحیح و سلامت هی تب تک اپني سلامتي کي خیر نهیں مگر جبکه کسي قسم کا الزام اس بیگناه کے ذمه نه لگا سکا تو اسنے ایک ایسی آدمي کو سکها پڑهاکر مدعي کهڑا کیا جسکے باپ کو مرزا مراد نے اپني نیابت سلطنت گجرات کے وقتوں میں قتل کیا تها غرض که اسکي طرف سے دعوی پیش کرایا اور رسم و رواج کے موافق تحقیقات کرکے قصاص کا فتوی دلایا اور بعذر قصاص اسکو عین قیدخانه میں قتل کرایا § *

---

† برنیر صاحب کا بیان جو اس موقع پر موجود تهے

‡ برنیر صاحب

§ خافي خاں برنیر صاحب

اس زمانه سے تهوڑي مدت پہلے بیکانیر کے راجه پر ایک فوج اُس نے روانه کي تهي جو مقام دکن میں عین وقت و موقع پر اُسکو چهوڑکر چلا آیا تها اور اب بهي مطیع و محکوم اُسکا نتها مگر اُس راجه نے ماه نومبر سنه ۱۶۶۱ع مطابق ربیع‌الثاني سنه ۱۰۷۲ هجري اُکو مهم مذکور کے دباو سے اطاعت اختیار کي تهي *

## ملک آشام پر میر جمله کي چڑهائي اور بادشاه کي بیماري کا بیان

جب که میر جمله کي کامیابیوں سے صوبه بنگال میں دوباره امن‌چین قایم هوا تو بادشاه نے اُس قوي دست وزیر کو اور کسي دهندے میں لگانا چاها چنانچه اُس نے ملک آشام کي فتح پر اُسکو متعین فرمایا جو دریاے برهم‌پتر کے کنارے پر واقع اور هرے بهرے پهاڑوں سے محصور هی غرض که میر جمله ڈهاکه سے برهم‌پتر پر پهونچا اور کوچ بہار کي چهوٹي ریاست کو فتح کرکے آشام کے میدان کو روندا سوندا اور گهرگانگ اُسکي دارالحکومت پر قبضه کیا اور بارهویں مارچ سنه ۱۶۶۲ ع مطابق ششم شعبان سنه ۱۰۷۳ هجري کو اپنے کامیابي کا حال ایک عریضه کے ذریعه سے بادشاه کي خدمت میں بڑي خوشي سے ارسال کیا اور بڑے گهمنڈ سے یهه لکها که اب آگے کو حضور کے اقبال و دولت کي بدولت چین تک راسته کشاده کیا جاویگا بعد اُس کے برسات کا موسم آگیا اور پاني کي مار مار سے وه میدان اسقدر پانیکا طوفان هوگیا که سوار آگے نه بڑهسکے اور چرکتے چارا نه لاسکے علاوه اس کے اُس ملک کے باشندے ادهر اودهر سے اکهٹے هوئے اور رسدوں کو لوٹنے اور متفرق سپاهیوں کو جانسے مارنے لگے غرض که طرح طرح کي تکلیفیں پهونچانے لگے بعد اُسکے جب برسات نکل گئي تو لشکر میں بڑي مري پهیلي اگرچه اس عرصه میں تازي مدد بهي آئي مگر میر جمله اُن تدبیروں سے ناکام رها جو اُس نے سوچي سمجهي تهیں اور وه بڑا بول آسکے آگے آیا بلکه بنظر اسکے که اُسکو شکست کا دهبا نه لگے وهاں کے

راجه سے کسیقدر ملک و خراج اُسنے حاصل کیا اور اپنی عمده عمده لیاقتوں اور کارگذاریوں سے کام اسکو دینا پڑا اور جب که یهه مراد اس کی پوری نهوئی تو چهٹی جنوری سنه ۱۶۶۳ع مطابق ششم جمادي‌الثاني سنه ۱۰۷۳ هجري کو فوج اپني آشام سے لوٹائي اور اب تک ڈهاکه میں داخل نهوا تها که سفر کي ماندگي اور علاوه اس کے ایسي ایسي سخت تکلیفوں کي مشقت سے جنکو اُس نے ادنی ادنی سپاهیوں کے ساتهه اپنے بوڑهاپے میں اوٹهایا تها اکتیسویں مارچ سنه الیه ع مطابق دوسري رمضان سنه الیه کو جهان فاني سے گذر گیا † اور بادشاه نے فی‌الفور اس کے بیٹے محمد امین کو اُسي بڑے پایه پر سرفراز فرمایا جو اس کے باپ کو حاصل تها ٭

اگرچه اس قوي ملازم کے مرجانے سے هرطرح کے رشک و حسد اور هر قسم کے خوف و هراس سے بادشاه کو اطمینان حاصل هوئي مگر حال میں اسکو مالک حقیقي کي جانب سے یهه سخت آگاهي دي گئي که اس حیات مستعار اور چندروزه حکومت پر جو آج تجکو حاصل هی بهروسا کرنا نچاهیئے تفصیل اس اجمال کي یهه هی که جلوس کي پانچویں سالگره کے بعد ایسي سخت بیماري اسکو لاحق هوئي که پهلے تو اسکي جان کے لالی پڑے اور نهایت نحیف و ضعیف هوگیا اور پهر ایسي بلا میں مبتلا هوا که زبان اوس کي قابو میں نرهي اور بول اوس کي زبان سے پورے پورے نه نکلے غرض که اس غیر متوقع مصیبت کے واقع هونے سے اوسکي نئي حکومت کي جڑیں هل جل گئیں یعني جابجا یهه هوائیاں اوڑیں که راجه جسونت سنگهه پوري پوري منزلیں طی کرتا هوا شاهجهاں کے چهوڑانے کو اور مهابت خاں حاکم کابل بهي اس غرض سے چلا آتا هی چنانچه شاهجهاں کے حمایتي آپسمیں بمقام دارالسلطنت سازشیں کرنے لگے اور اورنگ‌زیب کے خیر خواه بهي ایسے دو فریق هوگئے

† خافي خاں برنیر صاحب

کہ منجملہ اُن کے ایک گروہ اوس کے دوسرے بیٹے معظم‌شاہ کو جانشین اوس کا بنایا چاہتا تھا اور دوسرا گروہ اوسکے تیسرے بیٹے اکبر شاہ کو اوسکی جگہہ بٹھانے کا خواہاں تھا مگر خاص اورنگ زیب کے صبرو استقلال اور ہمت و متانت کے باعث سے یہہ شور فساد چوں کے توں دبے دبائے رہے اور کسی بات نے ظہور نکیا چنانچہ بیماری کے پانچویں دن باوجود اِس کے کہ موت کے پنجہ سے ابھی پورا پورا چھوٹا نہ تھا اورونکے سہارے بساط مرض پر تکیہ لگا کر بیٹھا اور درباریوں کا مجرا لیا بعد اُس کے کسی اور دن جبکہ وہ غش میں بیہوش پڑا تھا اور گلی کوچوں میں اُس کے مرنے کی ہوائی اوڑ گئی تھی ہوش کے آنے پر دوتین امیروں کو بساط مرض کے حاشیہ پر بٹھالیا اور باوصف اِس کے کہ فالج کے مارے زبان اوسکی کہنے میں نہ تھی اپنی ہمشیرہ روشن آرابیگم کو کہلا بھیجا کہ خاص مہر بادشاہی میرے پاس بھیجدے چنانچہ جب وہ مہر آئی تو اوسکو اپنے قبضہ میں کیا اور ساری غرض یہہ تھی کہ کوئی شخص استعمال اوسکا بلا حکم کرنے نہ پاوے حاصل یہہ کہ بادشاہ کی اِس ہوشیاری سے مفسدوں کی ہمتیں پست ہوگئیں اور وہ لوگ اوسکا خوف ادب کرنے لگے اور شفا کی صورت نظر آنے لگی † *

جوں ہی کہ بادشاہ نے چھٹی ستمبر سنہ ۱۶۶۳ ع کو تھوڑی بہت شفا پائی تو کشمیر کو روانہ ہوا جہاں اور ملکوں کی نسبت قوت کا حاصل ہونا زیادہ تر متوقع تھا *

## دکن کے فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ شمال کی جانب یعنی صوبہ کشمیر میں آرام و راحت کا خواہاں تھا تو جنوب کی جانب یعنی ملک دکن میں ایسے معاملے پیش آرہے تھے جن میں خیالات اس کے بہت جلد دوڑنے والے تھے *

یہہ بات یاد ہوگی کہ مرہٹوں کی قوم ایسے ملک میں بستی ہی

† برنیر صاحب خافی خاں نے اِس بیماری کو خطرناک بیان کیا

جو ایسے پہاڑوں کے سلسلہ میں واقع ہی کہ وہ نربدہ کے سراسر جنوب
اور بندیا چل پہاڑوں کی موازات میں پہیلے ہوئے ہیں اور نیز وہ ملک
ایسے خط کے محاذات میں پڑا ہی جو مقام گویا واقع ساحل دریاے شور سے
بیدر پر گزر کر دریاے وادہ تک چاندا پر گزر جاتا ہی اور اُس ملک کی حد
مشرقی پر دریاے مذکور اور اُسکی حد مغربی پر سمندر واقع ہی اس ملک
کی علامتونسے عمدہ علامت کوہ سیاوری کا سلسلہ ہی جس کو گھاٹ
بولتے ہیں اور وہ دریاے شور سے تیس چالیس میل ادھر مغرب
کی جانب کو پہیلتا چلا گیا ہی اور یہہ سلسلہ سمندر کی سطح سے تین
ہزار فٹ سے لیکر پانچ ہزار فٹ تک بلند ہی مگر اپنی خصوصیات کی
وجہہ اور اُن ضلعوں کے اختلاف کے باعث سے جنمیں یہہ حد فاصل کے
طور پر واقع ہوا ہی شہرہ آفاق ہو گیا باقی مغرب کی جانب میں کہیں
کہیں اس سلسلہ کی بلندی سمندر کی سطح سے قریب واقع ہوئی
اور سمندر کی جانب سے یہہ ایسا قوی مانع ہی کہ اوسکی ممانعت
مزاحمت سے غنیم کا گذار اُس ملک میں نہایت دشوار و مشکل ہے
مگر مشرق کی جانب میں ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار فٹ کی بلندی
پر چوڑا چکلا میدان ہوکر ڈھلتا ڈھلتا ملک مذکورالصدر سے باہر نکل گیا
یہاں تک کہ خلیج بنگالہ تک جا پہونچا ٭

اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان میں ایک خطہ واقع ہی جس کو
کانکن یا کنکان کہتے ہیں اور وہ اکثر جگہہ ناہموار اور ساحل دریاے شور
کی جانب چھوٹے چھوٹے قطع اسمیں واقع ہیں جنمیں چانول پیدا ہوتے
ہیں اور ملک مذکور کا باقی حصہ ٹیکروں اور جنگلوں کے باعث سے
جنمیں بڑے بڑے سیلاب آتے ہیں اور قرب سمندر اور سیلابوں کی جہت
سے وہ زمینیں دلدلی اور گھڑیلی ہو جاتی ہیں اور میں گروو † اور علاوہ
اوسکے اور جھاڑ جھنکاڑ اُن میں پیدا ہوتے ہیں زراعت کے قابل اور

† ایک درخت کا نام ہی جو سمندر کے کناروں پر پیدا ہوتا ہی

پرچرنے کے لایق نہیں ‡ اس حصہ کے ٹیکروں کی چوٹیاں درختوں سے
خالی ہیں مگر چاروں طرف انکے بڑے بڑے درخت گھنے گھنے کھڑے ہیں
اور نیپچی کے جنگلوں سے پھیلتے پھیلتے جا ملتے ہیں جہاں چھوٹے چھوٹے
درختوں کا زور و شور اور بیلوں کی دھوم دھام ہی اور یہہ بڑا جنگل
مشرق کی طرف کو بلند زمین کے اوس خطے پر پھیلتا ہوا گیا ہی جو
قریب اسکے واقع ہی اور اس میں اوکھی اوکھی گھاٹیاں اور گہری گہری
کھوئیں پائی جاتی ہیں جو جنگلی جانوروں کے بسنے رہنے کے قابل
ہیں جنسے یہہ سلسلہ بھرپور ہے پندرہ بیس میل ان ٹیکروں سے گذرکر
وہ تنگ گھاٹیاں کشادہ اور زرخیز ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کھلے
میدان آ جاتے ہیں جو مشرق کی جانب کو پھیلتے چلے جاتے ہیں اور
وہاں کھیتی ہوتی ہی مگر درختوں کا نام و نشان نہیں اور کہیں کہیں
شاذ و نادر ایک چھوٹے سے پہاڑ کا سلسلہ اُن کو کاٹتا ہوا گذرتا ہی گھاٹوں
کے بڑے سلسلہ پر برسات کے موسم میں جنوبی مغربی ہوا کا بڑا زور شور
رہتا ہی مگر گھاٹوں کی مزاحمت سے میدانوں میں پہونچنے تک زور
اُس کا بہت کم ہو جاتا ہی اور گھاٹوں کے اونچے اونچے مقاموں میں
کئی کئی مہینے تک بادلوں کے دل کے دل چھاتے پھرتے رہتے ہیں اور ہوا کی
گرد و فر اور بارش کی دھوم دھام رہتی ہیں اگرچہ اوپر کے خطوں سے پانی
بہکر چلا جاتا ہی مگر کنکان کا یہہ حال ہوتا ہی کہ سارے برس گیلا سیلا
اور بیماریوں کا گھر بنا رہتا ہی اور منجملہ اُن پست شاخوں کے جو اِن
گھاٹوں سے نکل کر مشرق کی جانب کو چلی جاتی ہیں سب سے بڑی وہ
شاخ ہی جو سلسلہ چاندور کے نام سے مشہور و معروف ہی اور یہہ نام
اُس کا اُس قلعہ کی وجہہ سے شہرہ آفاق ہوا جو اُسکی چوٹیوں پر منجملہ
بہت سے قلعوں کے بنایا گیا یہہ سلسلہ دریاے تپتی کے پست طبقہ اور

---

‡ کنکان والوں کی کہانیوں میں مذکور ہی کہ کسی زمانہ میں سمندر گھاٹوں کے دامنوں تک آگیا تھا اور کنکان ایک دیوتا کی کرامت سے معمور رہا تھا

دریاے گوداوري کے بلند طبقہ کے درمیان میں حد فاصل واقع ہوا اور تپتي کا طبقہ خاندیس اور برار کے زرخیز میدانوں سے مرکب ہی جنکي علحدگي گجرات سے بگلانہ کے جنگلي خطہ کے ذریعہ سے ہوتي هے یہہ طبقہ بہت سي باتوں میں بلند طبقہ سے مختلف هي اور جسکو زیادہ تر خصوصیات ملک مرھٹہ کي حیثیت سے مرھٹوں کا ملک کہنا چاهیئے تمام گھات اور اُس کے قرب و جوار کے پہاڑوں کا اختتام اکثر ایسي چوٹیوں پر ہوتا هی جو سپاٹ پتھر کي دھاریں ہیں اور اُسکے بڑے بڑے اونچے اونچے مقام اور قلب پہاڑیوں کے متفرق حصے قدرتي قلعہ معلوم ہوتے ہیں جنکے قبض و تصرف کے لیئے وہاں چڑھنے میں ہموار سطح تک صرف محنت اوٹھاني پڑتي ہی جو پہاڑوں کي چوٹیوں پر عموماً پائي جاتي ہی مختلف زمانوں میں مختلف بادشاهوں نے ان مقاموں سے فائدے اوٹھائے چنانچہ اُنہوں نے سیڑھیاں بنائیں یا پیچدار راهیں نکالیں اور اُن راہوں میں جگہہ جگہہ دروازے لگائے اور دروازوں کے لگانے سے اُن کو مضبوط و مستحکم کیا اور ہموار سطح کے قرب و جوار کے مقاموں پر قبض و قابو رکھنے کي غرض سے برج اور بارے بنائے غرضکہ بطور مذکور اُن بادشاهوں نے گھاٹوں اور اُنکي شاخوں کے پاس پروس کے ملکوں کو ایسے ایسے قلعوں سے مضبوط و مستحکم کیا جو اکثر لوگوں کي آمد رفت سے رسائي کے قابل اور سہل الوصول ہوگئے ورنہ رسائي کے قابل سمجھے نجاتے *

## مرھٹوں کي قوم کا بیان

اگرچہ مرھٹوں کا بیان ایسي طرح کہیں نہیں مذکور ہوا جیسے کسي قوم کي تاریخ لکھي پڑھي جاتي هی مگر اُن لوگوں کي خوے و خصلت ایسي معزز و ممتاز تھي کہ گویا اُن لوگوں میں همیشہ سے جمہوري سلطنت قایم رهي هی اور اگرچہ خاص هندوستان کے کمترین لوگوں سے کنارے اور تلنگانہ والوں اپنے جنوبي همسایوں کي نسبت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں مگر منجملہ ان دونوں قوموں کے کسي کے ساتھہ اُنکو اختلاط اور امتزاج نہیں بلکہ بجاے خود مستقل سمجھے جاتے ہیں *

جسم اُن کے مضبوط اور قد اُن کے کوتاہ اور جوڑ بند اُن کے ٹھیک ٹھاک ہیں اگرچہ نہایت خوبصورت نہیں اور تمام قوم اُن کی جفاکش اور مستقل اور چابک چالاک پائی جاتی ہی اگرچہ راجپوتوں کی شان و متانت اور شیخی بڑائی سے خالی نہیں مگر ویسے کاہل اور دنیا کی باتوں سے غافل نہیں راجپوتوں کا یہہ حال ہی کہ جب تک اُن کی قوم کی بیعزتی نہیں ہوتی تب تک وہ لوگ اُس لڑائی کے نتیجوں سے بے پروائی برتتے ہیں جسمیں وہ شریک و شامل ہوتے ہیں مگر مرہٹوں کا یہہ نقشہ ہی کہ نتیجے کے سوا کوئی بات اُن کے دہیان میں نہیں آتی یہاں تک کہ اگر کام اُن کا بُرے بہانے کیسے ہی ذریعہ سے حاصل ہووے تو وہ اُس کی بھلائی برائی کی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں غرض کہ حصول مقصود میں فن و فریب سے کام لیتے ہیں اور عیش و عشرت کو چھوڑ کر جان جوکہوں پر پڑتے ہیں اور عزت کی بات پر جان کہونا تو درکنار اپنی غرض کسی طرح نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ راجپوتوں اور مرہٹوں کی ظاہری شکل و شمایل پر اُس درونی اختلاف ذاتی کا اثر واضح و لایح ہی چنانچہ ادنی درجہ کے راجپوت کے چال چلن میں کوئی نہ کوئی بات اچھی ہوتی ہی اور اعلی درجہ کے مرہٹوں کے طور و طریقوں میں کچھہ نہ کچھہ ناشایستگی پائی جاتی ہی اور اسقدر فرق و تفاوت ہی کہ اگر یہہ دونوں کسی کے دشمن ہو جاویں تو راجپوت ہمارا دشمن تصور کیا جاویگا اور مرہٹا ناخدا ترس اور ہیبت ناک اس لیئے سمجھا جاویگا کہ مرہٹے دلیری دلاوری سے کبہی نہیں چوکتے جب کہ بدون اس کے کام اُن کا نہیں چلتا بلکہ دلیری دلاوری کی اعانت کے لیئے گویا خود اُن کی جبلہ فند و فطرت اور چستی چابکی سے ہمیشہ کام لیتے ہیں یہہ اوصاف اُن کے سواہی لوگوں سے خصوصاً نسبت کیئے جاتے ہیں جو ایسے بڑے بڑے وصفوں اور اُن سے زیادہ ناکارہ کاموں کے ساتھہ موصوف ہیں اس لیئے کہ کسان مرہٹے تھوڑے سنجیدہ فہمیدہ اور جفا کش اور کفایت شعار

ہوتے ہیں اگرچہ اِن کسانوں میں بھي ذاتي ہوشیاري مکاري اور اصلي چابکي چالاکي کسیقدر پائي جاتي ہی مگر وہ بہت فتنہ انگیز اور بڑے چھوٹے نہیں ہوتے *

مسلمان بادشاہوں کے وقتوں میں سردار اُن کے ایسے خانداني ہوتے تھے جو اپنے باپ‌دادا سے پشتوں کے پرانے عہدوں پر معزز و ممتاز یا قلعہ کي کار گذاریوں پر مامور و سرفراز ہوتے † تھے اور احمد نگر اور بیجا پور کي ریاستوں میں رسالہ داریاں اور جمعداریاں کماتے تھے یہہ سردار اصل و حقیقت میں اپنے لوگوں سمیت قومیت کي حیثیت سے سارے شودر تھے اگرچہ بعضوں نے قدر و منزلت بڑھانے کو راجپوت ہونے کا دعوي کیا *

معلوم ہوتا ہی کہ پہلے مورخ مرہٹوں کي قوم سے واقف نہ تھے اور جن سرداروں کا نام اُنھوں نے بیان کیا اُن کے معمولي لقبوں سے دریافت ہوتا ہی کہ وہ قوم کے مرہٹے تھے مرہٹہ کا لفظ اول سنہ ۱۴۸۵ ع کے حالات میں فرشتہ والے نے لکھا ہی مگر عام معنوں میں استعمال اُس کا نہیں کیا یعني اُس نے کسي شخص معین کو اس نام سے پکارا بیان کیا گیا کہ بیجا پور والے بادشاہوں نے سولہویں صدي میں فارسي زبان کي جگہہ مرہٹي بولي کو محاصل کے دفتروں میں قایم کیا تھا اور اس لیئے کہ وہ بادشاہ بیگانہ لوگوں کي جگہہ دکن کے باشندوں کو اپني فوج میں بھرتي کرتا تھا تو اُس نے بہت سے مرہٹوں کو نوکر رکھا تھا چنانچہ پہلے پہلے ادني عہدوں یعني قلعہ کي چوکي پہرہ پر متعین کیئے گئے اور بعد اُسکے جب یہہ بات دریافت ہوئي کہ اِن لوگوں میں ہلکے پھلکے سواروں میں داخل ہونے کي استعداد و لیاقت پائي جاتي ہی تو بیجا پور اور احمد نگر کے جنگي سواروں میں داخل ہونے لگے اور کچھہ کچھہ لوگ

---

† اُس زمانہ میں پاٹل اور دیس مکھہ اور دیس پانڈے وغیرہ عہدے معزز و ممتاز گنے جاتے تھے

اُن کے گولکنڈہ کے بادشاہ قطب شاہ کے بھی ملازم ہوئے باوصف اِس کے کہ
مسلمان مورخوں نے سولھویں صدی کے آغاز تک بیان اُن کا بہت تھوڑا
کیا مگر ملک عنبر کی عہد حکومت میں معزز و ممتاز ہوئے اور بعد اُس
کے یہہ نوبت پہونچی کہ بیان اُن کا دکن کی تاریخ میں ایک مستقل
حصہ بن گیا ‡ *

## بوسلا خاندان کا بیان

ملک عنبر کے افسروں میں سے ایک افسر مالوجی بوسلا کے نام سے
معروف و مشہور اور خاندان اُسکا زور و قوت کی نسبت فخر و عزت میں
معزز و ممتاز اور بوسلا کے خطاب سے نامی گرامی تھا یہہ افسر چند خود
اسپہ سواروں سمیت ملک عنبر کا ملازم اور جادو راؤ کا متوسل
تھا یہہ جادو راؤ وہ سردار تھا کہ اگر مرہٹوں کے خاندانوں میں سے
کسی خاندان کو راجپوت ہونے کا دعوی پہونچتا تو اسی کے خاندان کو وہ
دعوی سزاوار و شایاں تھا اس لیئے کہ راجپوتوں کے گروہوں میں سے ایک
گروہ کا نام جادو ہی اور جب کہ مسلمانوں سے پہلے پہلے دھاوا کیا تھا
تو دیو گڈہ کا راجہ بھی اسی نام سے نامی گرامی تھا جو ساری دکن میں
سب راجاؤں سے بڑا راجہ تھا اور غالب یہہ ہی کہ مالوجی کا حامی جو
دیو گڈہ کے کسی قریب ضلع کا دیس مکھی تھا راجپوتوں کی نسل سے ہوگا
حاصل یہہ کہ اصل اُس کی کیسی ہی ہو مگر لکھہ جی جادو راؤ کو
ملک عنبر کی حکومت میں دس ہزاری ذات کا منصب حاصل تھا
اور ایسی قدر و منزلت رکہتا تھا کہ جب و ایک مرتبہ شاہجہان سے
پیوستہ ہو گیا تو ملک عنبر کی تقدیر اوندھی ہو گئی اور وہ
لڑائی ہار گیا *

اس ناصواب آمیزش سے بہت دنوں پہلے مالوجی بوسلا ایک تہوار
کی تقریب سے جو جادو راو کے مکان میں رچایا گیا تھا اپنے بیٹے ساہ جی

---

‡ گرینٹ صاحب کی تاریخ مرہٹہ صفحہ ۷۳ لغایت ۹۳

کو ساتهه اپنے لیے هوئے آیا تها اور اُن دنوں عمر اُسکي پانچ برس کي تهي حسب اتفاق ایسے موقع پر جو هسنے بولنے کا مقام و موقع تها جادو راؤ نے ساهجي اوراپني سه سالي بیتي کو دونوں زانوؤں پر بتها کر هنسي سے یهه بات کهي که یهه کیا عمده جوڑا هی اور یهه دونوں بالک بهو بنے بنانے کے قابل هیں جادو راؤ کے کهنے پر مالوجي بول اُتها که سب صاحب گواه رهیں که میرے بیتے کا رشته جادو راؤ کي بیتي سے هو گیا جادو راؤ اُسکے بولنے سے اچنبهے میں رها اور اپنے خاندان کے فخر و عزت کے باعث سے اُس کے بڑے بول سے نهایت ناراض هوا یهاں تک که باهم بد مزگي هوگئي مگر اُس زمانه میں مالوجي کا ستاره عروج پر تها چنانچه اُس نے بهت سا روپیه کمایا اور روز بروز اپنے لوگوں کو بڑهایا یهاں تک که احمد نگر کي ریاست میں پنج هزاري کے منصب رساله داري پر سرفراز هوا اور ایسي بڑي جاگیر اُس نے حاصل کي جس کا بڑا مقام پونا تها اور اب بهي اُس سگائي کا دعوی کرتا رها مگر فی الحال اُسکي جاه و حشمت کي نظر سے وه دعوی بیجا نه سمجها گیا چنانچه آخرکار جادو راؤ اُسپر راضي هوا یعنے اُن کے سنجوگ نے زور کیا اور دستور و قاعده کے موافق دونوں کي شادي هو گئي یهه بیاه ایسا پهلا پهولا که ایک پهل اُس کا وه سیواجي تها جو ماه مئي سنه ۱۶۲۷ع میں پیدا هوا اور مرهتوں کي حکومت کي بنیاد اُسنے ڈالي *

ساهجي بوسلا کا حال اس تاریخ میں پهلے بیان هو چکا که وه سردار احمد نگر کے پچهلے واقعوں یعنے سنه ۱۶۳۶ع کے قصے قضایوں میں بڑا سرگرم اور آماده رها اور بعد اُسکے بیجاپور کي سرکار میں ملازم هوا اور جب که شاهجهاں اور والي بیجاپور نے احمدنگر کے ملک کو باهم منقسم کیا تو وه جاگیر جو ساهجي کے قبض و تصرف میں چلي آتي تهي اور حسب قسمت بیجاپور کے حصه میں آئي تهي جوں کي توں قایم رکهي گئي یهاں تک که بیجاپور والوں کي جانب سے جنوبي ملکوں کو فتح کرتا

رہا اور ملک میسور میں ایسی بڑی جاگیر اُسنے حاصل کی جسمیں
سیرا اور بنگلور بڑے بڑے شہر بھی داخل تھے *

مرہٹوں کے سردار ناخواندہ ہوتے تھے اور کار بار اُنکا وہ برہمن کرتے
تھے جو مسلمانوں کی عہد حکومت میں بھی بہت سے لوگ اُنکے کام کے
عہدوں پر مقرر تھے اور کارگذاروں کا بڑا فرقہ برہمنوں ہی کا تھا غرض
کہ انہیں لوگوں میں سے دادا جی کنڈو نامی ایک برہمن کو اپنی جاگیر
واقع پونہ پر ساہوجی نے معین کیا اور دوسرے بیٹے سیواجی کی
خبر گیری کا بوجھہ بھی اُسکے سر پر رکھا اور بڑے بیٹے کو ساتھہ اپنے
میسور کو لے گیا گیرو مرہٹوں کی تعلیم و تربیت کا یہہ طریقہ
تھی کہ وہ شہسواری اور تیغ بازی اور علاوہ اُس کے اور سپاہیانہ
ریاضتیں سیکھا کرتے ہیں اور چونکہ پونہ ایسی جگہہ واقع ہی کہ وہاں
میدان اور پہاڑی ملک آپس میں ملتے ہیں تو سیوا جی کے بڑے رفیق
ایسے لوگ اتفاق سے ہوئے جو اُس کے باپ کے سواروں میں بھرتی تھے
یا گھاٹوں کے پاس رہتے تھے کہ ڈاکو لٹیرے تھے غرض کہ اُسکے ہمراہی بڑے
جفاکش اور نہایت مضبوط آدمی تھے چنانچہ ایسے لوگونکی ہمراہی سے
بڑے بڑے کاموں کا عشق اُس کی طبیعت میں پیدا ہوا اور وہ عشق اُن
ملکی راگوں یعنی ساکھوں کے سننے سے دو چند ہوگیا جن میں سورما
لوگوں کی کہانیاں گائی جاتی ہیں غرض کہ وہ ابتک لڑکا جب سولہ
برس کو پہنچا تو دادا جی کے قابو سے نکل گیا اور داداجی نے جاگیر
کے انتظام اہتمام میں شریک اُسکو گردانا اگرچہ رنگ ڈھنگ اُس کے
دلکشی دلپذیری کے باعث سے عام پسند اور عام فریب تھے مگر لوگ
ابھی سے اُس کی نسبت یہہ شک شبہہ کرنے لگے تھے کہ وہ بھی اُن
ڈاکوں میں شریک و شامل ہی جو کنکان پر کبھی پڑتے تھے حاصل یہہ
کہ لوٹ مار کے کاموں اور سیر شکار کے سیاحوں کے باعث سے گھاٹوں کی
ساری گھاٹیوں سے بخوبی واقف ہوگیا علاوہ اُس کے اُنکے جنگلی باشندوں

سے پہلے هي سے آشنا تھا گھاٹوں کے سلسلہ کے اُن حصوں میں جو شمال پونہ کي جانب واقع هیں بھیل اور کولي اور اُس کي جنوبي جانب میں راموسي قوم بستي تھي مگر پونہ کے عین مغرب میں مرہٹے رهتے تھے جو اُس اُجاڑ کي سختیاں اُٹھاتے تھے اور جن گھاٹیوں میں وہ رهتے تھے اُن کے نام کي وجھہ سے ماوالي کہلاتے تھے غرض کہ سیواجي نے پہلے پہلے ماوالیوں میں سے منتخب کرکے رفیق اپنے بنائے اور اپني تیز فہمي اور هوشیاري کي بدولت اُن لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں کي مصروفي سے نکالکر بڑے بڑے کاموں کي مشغولي میں ڈالا *

اکثر اوقات اُن پہاڑي قلعوں سے غفلت برتي جاتي تھي جو سرکار بیجاپور سے علاقہ رکھتے تھے یعني سرکار بیجا پور اُنکي خبر گیري نہ کرتي تھي اور اسلیئے کہ وہ قلعے دارالحکومت سے دور اور بجاے خود بیماریوں کے گھر تھے تو گاہ گاہ ایک مسلمان افسر تھوڑے سے کم تنخواہ سپاهیوں سمیت اُن میں چھوڑا جاتا تھا اور کبھي کبھي پاس پڑوس کے دیس مکھوں کے تحت و تصرف میں چھوڑے جاتے تھے جو اُن کے قرب و جوار میں مال کا کام کرتے تھے یا علاوہ اُنکے اور افسران مال کو سپرد کیئے جاتے تھے اور منجملہ اُن قلعوں کے جو دیس مکھوں کے قبض و تصرف میں داخل تھے تورنا کا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم اور پونہ سے جنوب مغرب کو بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا سیواجي نے سنہ ۱۶۴۶ع میں کسي حکمت سے اِس قلعہ پر قبضہ کیا † اور تقریر و حجت اور روپے پیسے کے ذریعہ سے سرکار بیجا پور کو اسبات کا یقین دلایا کہ دیس مکھوں کے قبض و تصرف کي نسبت اُس کے قبض و دخل میں وہ حصار پایدار اچھي طرح رهیگا مگر جب کہ بعد اُس کے پاس کے ایک قلعہ کو کھائي خندق اور برج بارہ یعني لڑائیوں کے سامانوں سے مضبوط و مستحکم کیا تو سرکار بیجاپور اُس پر متوجھہ هوئي اور اُسکے باپ

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۱۲۹

کو اُس کی شکایت لکھی ساھوجی نے عذر اپنا پیش کیا اور سیواجی اپنے بیٹے اور داداجی اپنے کارندہ کو سخت ممانعت لکھی کہ وہ بیجاپور کے علاقہ میں زیادہ دست اندازی نکریں چنانچہ داداجی نے سیواجی کو بہت سمجھایا اور اُس کے باپ کی تاکیدوں کی تعمیل اُس سے چاہی بعد اُس کے داداجی مرگیا اور سیواجی روک ٹوک سے آزاد ہوگیا اور جب کہ کوئی شخص اُس کا مانع مزاحم نرہا تو اُس نے اپنے ارادونکو بڑی دھوم دھام سے ترقی بخشی یہاں تک کہ جاگیر کا محاصل باپ کو بھی ندیا اور منجملہ چاکن اور سوپا دوقلعوں کے جو اُس کی جاگیر میں واقع تھے اور اُس کے باپ کے مطیع افسر اُنپر قابض و متصرف تھے چاکن کو اُس کے حاکم سے مل ملاکر لیا اور سوپا پر چھاپہ مارا اور اُس پر تصرف کیا اور جب کہ اپنے باپ کی جاگیر کا مالک ہوگیا تو بڑی بڑی مہموں کا ارادہ کیا چنانچہ اُس نے اُس مسلمان حاکم کو جو والی بیجاپور کی جانب سے سنگر یاکنڈانہ کے پہاڑی قلعہ واقع متصل پونہ کا حاکم تھا کچھہ دے دلاکر اِسبات پر مایل کیا کہ وہ قلعہ کو اُس کے حوالہ کرے اور جب کہ دو برھمن زادے حقیقی بھائی اُسی کے دوست سنگر سے زیادہ مضبوط قلعہ پرندر کی بابت آپس میں اُلجھکر رہے تھے تو آپس کے بیچ بچاؤ کے لیئے وہ اُن کے بیچ میں پڑا اور ماوالیوں کے ایک گروہ کو اُس میں داخل کیا اورسنہ ۱۶۴۷ ع † میں دغابازی سے آپ اُس پر قابض متصرف ہوگیا *

جب کہ سیواجی کو یہہ کامیابیاں ایسی طرح نصیب ہوئیں کہ کسی کی نسبر بھی نہ پہونچی اور پاس پڑوس کے امن چین میں کسی طرح کا خلل بھی نپڑا تو والی بیجاپور کی جانب سے بھی جو اون روزوں جنوب کی فتح و کشایش میں جی جان سے مصروف اور

---

† گرینٹ ڈف صاحب

دارالسلطنت کي عمده عمده عمارتوں کے بنانے میں نہایت مشغوف تها کسي قسم کي ممانعت و مزاحمت پیش نہوئي ‡ *

مگر اب وه وقت آ پهونچا که سیواجي کے ارادوں کا کسي اوٹ آڑ کے پیچهے پوشیده رهنا اوسکے حق میں مفید نتها چنانچه وه بے تکلف کهل کهیلا اور کهلم کهلا نشان اوسکي بغاوت کا یهه تها که اوسنے بادشاهي خزانه کي کرانچیوں کو خاص کنکان میں لوٹ کهسوٹ کر برابر کیا اور پہلے اِس سے که بیجاپور کا دربار اِس زور زبردستي سے سنبهلکر کچهه تدبیر اوسکي نکالے اِس بوجهه سے مطلع هوا که بڑے بڑے پانچ پہاڑي گهاٹوں کے قلعوں پر سیواجي نے قبضه کیا بعد اوسکے تهوڑي مدت گذرنے پر سیواجي کے برهمن افسر نے کنکان کي شمالي جانب کے مسلمان حاکم پر چهاپا مارا اور اُس کو مقید کیا اور اُس افسر کي دارالریاست کالیان پر قبضه کرکے سارے صوبه کو دبابیٹها اور اُس کے حاکم کواسبات پر مجبور کیا که سارے قلعوں کے حواله کرنیکا حکم جاري کرے سیواجي اِس کامیابي سے باغ باغ هوا اور جب وه قیدي اُس کے پاس آیا تو اُس نے بہت اهلیت برتي اور بڑي عزت سے اُسکو رخصت کیا یهه واقعه سنه ۱۶۴۸ ع میں واقع هوا بعد اُس کے هندوؤں کے

‡ سیواجي کا قبض و تصرف بطور مفصله ذیل اُس خطه پر قایم هوا جو چاکن اور دریاے نرا کے بیچ میں واقع هی اور جبکه هم پہلے سیواجي کي حکومت جمانے کے طوروں کو ایسی شیر حیله باز کے داؤ گهاتوں کي مانند تصور کریں جو اپنے پہاڑ کي گهاٹیوں میں شکار کي تاک جهانک میں لک چهپ کر بیٹهے اور قابو کے وقت اُسکو دباکر نچهوڑے تو وه دقتیں جو اُس کے ابتداے ترقي کے دریافت میں پیش آتي هیں اور وه حیرت جو اُسکے بہت جلد بڑهنے چڑهنے میں دامنگیر هوتي هی بے تکلف رفع هوجاتي هی اِس لیئے که اب اُسکي ترقي اِس نوبت کو پهونچي تهي که لوگوں کو اُسکي اصل و حقیقت کي تحقیق و تفحص پر توجهه هوئي اور زیاده تر مخفي رهنا اُسکا ممکن نه تها اور واضح هوکه یهه بیان اُس دلچسپ اور صاف بیان کا خلاصه هی جسکو گرینٹ ڈف صاحب نے سیواجي کے حالات میں قلم بند کیا

اوقاف و مصارف کو اپني مفتوحه ممالک میں اُس نے بحال کیا جنکو بیجاپور والی بادشاہ نے ضبط کیا تھا علاوہ اُس کے ساري پراني رسموں کو تازگي بخشي اِس لیئے کہ اُس کي طبیعت نے هندوانه تعصبوں سے تربیت پائي تهي اور شاید کہ اُس کي طبیعت جیسے دین و مذهب کي رغبتوں میں پہلے پہلے پوري پکي تهي ویسي هي قومي پاس و لحاظ میں بهي پختہ اور کامل تهي حاصل یہہ کہ ایسي طبیعت پر مجبول هونے سے مسلمانوں اور اُن کي رسم و رواج سے سخت نفرت اور هندوؤں اور اُن کے طور طریقوں سے بڑي رغبت رکھتا تها اور روز روز اُس کو ترقي روز افزوں تهي اور یہہ مزاج اُس کا تدبیر ملکي سے ایسا راس آیا تها کہ اوسنے جتني ستي بهگتوں کي صورت بنائي اور اوتاروں کي کرامتوں اور دیوتوں کي عنایتوں کا دعوی کیا یعني اوتاروں کي کرامتیں رکھتا هوں اور دیوتے مجهہ پر مہربان هیں *

جب کہ بیجاپور کي سرکار آخر کار اوس کے ارادوں پر پے لیگئي تو باوصف اِس کے اِس غلط فہمي میں مبتلا هوئي کہ اپنے باپ ساهجي کے سکهانے بهکانے سے یہہ دهوم اوسنے مچائي هی اور اپني نارضامندي کو یہاں تک چهوڑی رکھا کہ ساهجي کي گرفتاري کا موقع هاتهہ آیا چنانچہ سنه ۱۶۴۹ ع میں ایک دوستانه دعوت کي بدولت جسکو گوربارہ کے کسي خاندانی افسر نے ساهجي کے لیئے منعقد کیا تها اور سیواجي نے انتقام اوس دغابازي کا اوس دغاباز افسر سے خوب دل کهولکر § لیا ساهجي گرفتار هوا اور جب کہ ساهجي نے یہہ عذر اپنا پیش کیا کہ وہ بیٹے کي بے ادائیوں اور گستاخیوں میں شریک و شامل نہیں تو قول اوسکا باطل سمجها گیا اور اوس هنگامه کے فرو کرنیکے لیئے معقول مہلت اوسکو دیگئي اور جب کہ ساهجي کي دوڑ دهوپ سے کام نہ نکلا اور دهوم دهام اوسکے بیٹے کي فرو نہوئي تو وہ ناکردہ گناہ مقید کیا گیا اور یہہ

---

§ گرینٹ ڈف صاحب

حکم اوسکو سنایا گیا که اگر اِس قدر عرصه میں تیرا بیتا مطیع اِس سرکار کا نہوگا تو جیل خانه کا دروازه تیغه کیا جاویگا اور تو اُسمیں بهوکا پیاسا مرجاویگا یهه خبر سیواجي کو پهونچي اور وه نہایت پریشان هوا مگر بڑے سوچ بچار کے بعد آسنے یهه مقرر کیا که ایسے دغابازوں کي اطاعت میں خیرو سلامتي کي توقع نہیں چنانچه آسنے والي بیجاپور کي اطاعت سے سوتابي قایم رکهي اور شاهجهاں کي ملازمت چاهي جسکے ممالک مقبوضه کي تاخت تاراج سے بنظر احتیاط و عاقبت اندیشي کے گریز آسنے کي تهي شاهجهاں نے درخواست آس کي منظور کي اور پانچهزاري کا منصب عنایت فرمایا اور غالب یهه هی که شاهجهاں کي سعي و سفارش سے ساهجي کي رهائي هوئي بعد اس کے که چار برس کي قید آسنے کاتي اِس چاربرس میں لوگوں کا امن چین اسلیئے بحال رها که سیواجي کو باپ کي فکر لگي هوئي تهي اور ملک کي لوت کهسوت میں ساهجي کي ایذا رساني منظور تهي اور بیجاپور والی اِس خیال سے چپ چاپ بیتهے رهے که اُن کو مغلوں کي فوج کي طرف سے یهه کهتکا تها که سیواجي اُن کو نه چڑهالاوے بعد آس کے جب کارناتا میں بے انتظامي نے دست اندازي شروع کي تو سرکار بیجاپور کے قانون قاعدوں کي نظر سے ساهجي کا وهاں جانا ضروري سمجها گیا یعني ساهجي کي جاگیرواقع کرناتا پر مفسدوں نے قبضه کیا تها اور بڑا بیتا اُسکا مارا گیا تها اور پاس پڑوس میں هتیار بندي هوگئي اور بیجاپور کے افسروں کو اخراج کي دهمکیاں سنائي گئیں *

جوں هي که ساهجي قید سے چهوتا اور سرکار بیجا پور کرناتا کي مهم پر مصروف هوئي تو سیواجي نے اپنے جاه و جلال کے بڑهانے کي تدبیروں کو بڑي آب و تاب سے دوباره برتنا چنانچه آسنے آس هندو راجه کو شریک بغاوت کرنا چاها جو گهاتوں سے لیکر دریاے کشنا کے بالائي حصوں تک سارے پهاڑي ملکوں واقع جنوب پونه کا حاکم تها اور

جب که وه راجه شریک اُسکا نهوا تو اُسکو کسي حکمت سے قتل کرایا
اور اُسکے مارے جانے سے جو هیبت دلوں پر بیٹهي اُس سے یهه فایده
اُٹهایا که اُسنے اُس کے ملک پر قبضه کیا بعد اوس زور ظلم کے کئي
پهاڑي قلعوں کو چهینا جیوڑا اور کئي قلعے نئے بنائے اور اپني حکومت
کو اون دنوں تک چوڑا چکلا کرتارها که شاهزاده اورنگ زیب سنه
۱۶۵۵ع میں دکن کو روانه کیا گیا پهلے پهلے سیواجي نے اورنگ زیب کو
ملازم سلطنت سمجهه کر اوسکي ملازمت حاصل کي اور اپنے مقبوضه
ممالک کو بذریعه اُس کے بادشاهي سند سے مستحکم کیا مگر جوں هي
که اوسنے شاهزاده ممدوح کو گولکنده کي لڑائي میں جي جان سے
مصروف پایا اور اوس کي مصروفي کي طولاني بهت دنوں تک تصور
کي تو بقول اوسکے شعر * اب جو باهم رقیب لڑتے هیں * یهه بهي
اپنے نصیب لڑتے هیں * لڑنیوالوں کے نقصانوں سے فایده اوٹهانا چاها
چنانچه اوس نے پهلے تو مغلوں کے ملک پر حمله کیا یعني شهر جنیر
پر چهاپا مارا اور بهت سي غنیمت لوٹ کرلے گیا بعد اوس کے احمد نگر
کا اراده کیا مگر وهاں بڑي کامیابي نصیب نهوئي اور اورنگ زیب کي
فتوحات کے جلد جلد واقع هونے سے اوس کي امیدیں پهولنے پهولنے
نپائیں بلکه جب اورنگ زیب بیجاپور کي مهم میں سرگرم و آماده تها
تو اوس نے بیجا حملوں کا عذر اوس سے چاها اور بهت سي منتوں
سے پیش آیا بعد اوس کے شاهجهاں کي بیماري میں اورنگ زیب بلایا
گیا اور سیواجي نے جاں نثاري اور خدمتگذاري کا اقرار اِس شرط پر
کیا که مغلوں کے ممالک مقبوضه میں جو جو استحقاق اوس کے ثابت
هیں اونپر توجهه فرمائي جاوے چنانچه اورنگ زیب نے قصور اوسکا
اس شرط پر معاف کیا که وه اپنے سواروں کا گروه اوس کي فوج
میں داخل کرے باقي استحقاقوں کي تحقیقات کو آینده پر ملتوي
رکهے مگر سیواجي که اورنگ زیب کي مانند ایک دغاباز حیله ساز اور

چست و چالاک آدمي تها زبان سے قول قرار کرتا رها اور سواروں کے پہنچنے کو بہت صاف اوڑا گیا *

بعد اوس کے بیجا پور پر پہر چهاپے مارنے اور دهاوے کرنے لگا جہاں کا والي مرگیا تها اور صغیر سن بیٹا اوس کا جانشین اوس کا هوا تها یہاں تک که ریاست کے نائبوں نے یهه سوچ سمجهکر که اب اگر اوس کي لوٹ مار سے غفلت برتي جاوے گي تو انجام اسکا اچها نهوگا ایک بڑي فوج اوس کے مقابله کو روانه کي اِس بڑي فوج کا سردار افضل خاں تها جو مسلمان سرداروں کے معمولي غرور و نخوت کے علاوه سیواجي اپني طرف مقابل کو نهایت حقیر و ناچیز سمجهتا تها مگر حریف اوس کا یعني سیواجي اوس کے غرور تکبر سے فائده اوٹهانے کي تدبیر اچهي طرح جانتا تها چنانچه اُس نے بظاهر یهه جتایا که افضل خاں کا رعب داب اُسپر بیٹها اور وه اُس کے مقابله سے بالکل مایوس هی اور بعد اُس کے بڑي زارنالي سے اطاعت کي درخواست افضل خاں کے پاس روانه کي افضل خاں نے ایک معتمد برهمن کو خط خطوط کے لکهنے پڑهنے میں نائب اپنا ٹهرایا مگر سیوا جي نے اُس برهمن کو دے دلا کر یار اپنا بنایا اور اُس کے ذریعه سے افضل خاں کو بکمال آساني یهه جتایا گیا که سیواجي نهایت حیران و پریشان اورقبول اطاعت پر آماده ومجبور هی مگر فکر اُسکو یهه هے که دیکهیئے انجام اُس کا کیا هوتا هی اور اسي اندیشه سے اب تک رکا هوا بیٹها هی خط کتابت کے زمانه میں افضل خاں پیچیده جنگلوں اور ناهموار وادیوں سے گذر کر پرتاب گڈه کے قرب و جوار میں پهونچا جہاں سیوا جي رهتا تها اور سیواجي نے یهه درخواست اپني پیش کي که اگر خانصاحب میرے خوفوں اور اندیشوں پر ترس کهاویں تو بذات خود تشریف لاویں تاکه وه اپني زبان مبارک سے میري اطمینان فرماویں غرض که افضل خاں اپني فوج سے روانه هوا اور تهوڑے سے محافظوں کو ساتهه اپنے لیا یہانتک که سمجهانے بوجهانے سے سب کو رخصت کیا اور ایک همراهي پر قناعت

کي اور باریک ململ کا جامه پہنے ہوئے اور ایک سیدھي تلوار اوٹھائے ہوئے جسکو زیاده تر شان و زیبایش کي غرض سے اوٹھایا تھا نه اس غرض سے که ازبے وقت میں کام دیوي اوسکي خراماں خراماں آگے کو چلا سیواجي آهسته آهسته قلعه سے اوترتا ہوا سامنے سے نظر آیا یہاں تک که وه ڈرتا کانپتا ایک همراهي سمیت آگے کو بڑها اگرچه ظاهر میں کوئي هتیار اس کے پاس موجود نتھا مگر روئي کے دگلے میں جالدار زره اور ایک آبدار تیغه اور انگلیوں میں فولادي کانٹے جسکو ناخن شیر بولتے هیں لگائے ہوئے تها افضل خاں نے اس سوکهي سهمي صورت کو بڑي حقارت سے دیکھا جو دبے دبائے اور جي چورائے اسکي ملازمت کے لیئے چلے آتي تهي اور جب که دونوں بغلگیر ہوئے تو سیوا جي نے فولادي پنجه کو گڑویا هنوز افضل خاں اس بیجها حرکت کے تعجب سے فارغ نہوا تها که اوسنے تیغه سے کام اوسکا تمام کیا اور پہلے اس سے یهه کام کیا تها که اپني فوج کو آن جنگلوں میں چهپایا تها جو افضل خاں کي فوج کو چاروں طرف سے گهیرے ہوئے تهے اور جب که سیوا جي نے قلعه کي بلندي سے اشاره کیا تو فوج اوسکي مسلمانوں پر ٹوٹ پڑي جو حریف کي دغابازي سے غافل اور اپنے سامانوں سے کاهل پڑے تهے چنانچه اونکو ایسي حالت میں بهگایا که وه لوگ اوس فوج کا مقابله نکرسکے جوں هي که ماه اکتوبر سنه ۱۶۵۹ع میں یهه فتح حاصل ہوئي تو سیوا جي نے بهگوڑوں کي جان بخشي کا حکم جاري کیا غرض که بہت سے آدمي جو جنگلوں میں بہت دنوں تک خراب خسته پهرتے تهے پکڑے آئے اور سارے گرفتاروں سے آدمیت برتي گئي اور منجمله اونکے مرهٹے سیوا جي کي ملازمت میں داخل ہوئے اور جب که ایک مرهٹے سردار نے اپني ولي نعمت کي وفاداري نچهوڑي اور نمک حرامي کا دهبا نه اوٹهایا تو اوسکو انعام دیکر رخصت کیا گیا اگرچه سیوا جي نے اپني لوٹ دهوپ کے زمانه میں خفیه خزانوں کے لیئے لوگوں کو تکلیفیں پهونچائیں مگر کوئي کام اوس نے بیفائده نهیں کیا اور بلا سبب کسي کو اذیت نهیں پهونچائي ٭

فتح مذکورالصدر کے ہونے سے سیوا جی کے ارادوں کو چوگنی ترقی حاصل ہوئی چنانچہ اوسنے گھاٹوں کے پاس پروس کے سارے ملکوں کو روندا سوندا اور سارے پہاڑی قلعوں پر قبضہ کیا اور سارے کنکان کی فتح کو خاتمہ پر پہونچایا چاہتا تھا کہ اوسکو یہہ پرچا لگا کہ پہلی فوج کی نسبت ایک بڑی فوج اوس کے مقابلہ کو بیجاپور سے چلی آتی ہی چنانچہ وہ اس ضرورت سے پیچھے کو لوٹا اور کسیقدر فوج کو قلعوں کے حفظ و حراست پر متعین کیا اور باقی فوج کو حریف کی رسدوں پر لگایا اور پنالہ کے قلعہ میں خود محصور ہوکر بیٹھا جو رسائی سے مامون و محفوظ تھا غرض کہ ماہ مئی سنہ ۱۶۶۰ع میں اُس قلعہ کا محاصرہ ہوا اور وہ محاصروں کو بہلاتا پھسلاتا رہا اگر وہ اپنی معمولی چالاکی اور دلاوری سے ایک اندھیری رات میں نکل کر نجاتا تو چار مہینے کے بعد اطاعت پر مجبور ہوتا اس لیئے کہ چار مہینے کے محاصرہ پر وہ قلعہ فتح ہوگیا اور جب کہ سیوا جی ہاتھہ سے نکل گیا تو بیجا پور کے دربار نے اُس کے نکل جانے کو سیدی جوہر باشندہ ایبیسینیا یعنے حبش کی دغابازی سے نسبت کیا سیدی جوہر اس بدگمانی سے نیلا پیلا ہوا اور اُسکے غیظ غضب سے بیجا پور کی نااتفاقیاں جو پہلے سے چلی آتی تھیں چوگنی ہوگئیں *

بعد اُس کے بیجا پور کے بادشاہ نے آپ ارادہ کیا اور اس قدر فوج اپنے ہمراہ لیگیا کہ سیو اجی اُس کا مقابلہ نکر سکا اور جو تدبیر اُس نے اس زمانہ میں برتی کوئی معقول اور پسندیدہ نتھی چنانچہ سال کے اندر اندر وہ اکثر ملک اس کے قبضہ سے نکل گئے جو اُس نے فتح کیئے تھے بعد اُس کے جنوری سنہ ۱۶۶۱ع میں والی بیجا پور کرناٹا کے کاربار پر ملتفت ہوا اور زیادہ وجہہ یہہ ہوئی کہ سیدی جوہرا نے بغاوت کا ہنگامہ وہاں برپا کیا تھا چنانچہ وہ بادشاہ اس ملک میں پورے دو برس مصروف رہا اور سیواجی نے میدان کو خالی پاکر اُن ملکوں کو دوبارہ

حاصل کیا جو اُس کے قبض و قابو سے خارج ہوگئے تھے اور علاوہ اُن کے اور ملکوں کو بھي دبا بیٹھا *

بعد اُس کے ساھنجي بیچ میں پڑا اور فریقین کي آشتي کا وسیلہ ہوا اور اشتي کے بعد سیواجي ایسے ملک پر قابض رہا جو دریاے شور کي جانب سے اتھائي سو میل کا چوڑا چکلا اور کنکان کا وہ حصہ تھا جو گویا اور کالیان کے بیچ میں پڑتا ھی اور گھاٹوں کے اُوپر سے طول اُس کا پونہ کے شمال سے لیکر مقام مرچ واقع دریاے کشنا کے جنوب تک ڈیڑ سو میل کے قریب قریب ھی اور عرض اُس کا مشرق سے مغرب تک زیادہ سے زیادہ سو میل کي مقدار تھا اس چھوٹے سے خطہ میں سپاھیوں کي جفا کشي اور لٹیروں کي خوبي و خصلت کي وجھہ سے سات ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ قایم رکھہ سکا اور یہہ حال اُس کا سنہ ۱۶۶۲ ع تک تھا † *

## دوسرا باب

### سنہ ۱۶۶۲ سے لغایت سنہ ۱۶۸۱ کے واقعات کے بیانمیں

اسي عرصہ کے قریب اورنگ زیب اُس بیماري میں مبتلا ہوا تھا جسکا بیان ابھي مذکور ہوچکا اور اُس کي شدت سے جان اُس کي بڑي جوکھوں میں پڑي تھي بیماري سے پہلے اپنے ماموں شایستہ خاں کو دکن کا نائب السلطنت مقرر کیا تھا اور وہ سردار اورنگ آباد میں رہتا تھا *

یہہ بات اچھي طرح سے کھلتي نہیں کہ اورنگ زیب اور سیواجي میں کس وجھہ سے ناچاقي واقع ہوئي ھاں یہہ امر دریافت ہوا کہ بیجاپور کي آشتي کے بعد آخر سنہ ۱۶۶۲ ع مطابق سنہ ۱۰۷۳ ھجري میں سیواجي کے سوار اورنگ آباد کے قرب و جوار کے قلعوں کو اورنگ زیب کي قلمرو میں لوٹنے کھسوٹنے لگے تھے اور خود سیواجي جنیر کے پاس پورندھر کے قلعوں کو دبا رہا تھا *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

ان دست اندازیوں کی روک تھام کی غرض سے شایستہ خاں اورنگ آباد سے روانہ ہوا اور سیواجی کے لوگوں کو عین میدان میں مار پیٹ کر بھگایا اور چاکن کے قلعہ پر قبضہ کیا اور خاص پونہ میں جاکر ڈیرے لگائے جو سنگر کے پہاڑی قلعہ سے جس میں سیواجی لوٹ کر گیا تھا بارہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور خود شایستہ خاں بمقام پونہ خاص اُس مقام میں ٹھہرا جہاں سیواجی نے پرورش پائی تھی اور بچپن کے دن وہیں گذارے تھے اور اس لیئے کہ سیواجی اُس مکان کے رگ و ریشہ سے بخوبی واقف تھا تو اُس نے شایستہ خاں کی پاداش و تدارک کے لیئے وہ راہ نکالی جس کا بیان آگے آتا ہی شایستہ خاں نے مرہٹوں کی روک ٹوک کے لیئے پہرے بٹھلائے تھے اور یہاں تک فکر اُنکی کی تھی کہ اکیلے دوکیلے کی لاگ ڈانٹ اچھی طرح ہوتی تھی غرض کہ تدبیر مذکورالصدر کے ذریعہ اور نیز فوج کے آس پاس پڑے ہونے کے وسیلہ سے ایسی امن چین میں بیٹھا تھا کہ کسی گزند و آفت کا وسوسہ باقی نرہا تھا مگر سیواجی شایستہ خاں کی تدبیروں سے واقف تھا چنانچہ ایک رات اُس نے یہہ کام کیا کہ شام ہوتے ہی اندھیرے اندھیرے سنگر سے روانہ ہوا اور پیادوں کے چھوٹے چھوٹے گروہوں کو راہ میں اس نطو سے چھوڑتا گیا کہ ضرورت کے وقت اپنے کام آویں پچیس ماوالیوں سمیت آپ پونہ کو چلتا ہوا حسب اتفاق ایک بارات پونہ کو جاتی تھی چنانچہ سیواجی بارات کے مالک سے صلاح و مشورت کرکے بارات کے ساتھہ اندر داخل ہوا اور شایستہ خاں کے پہروں کی قطار سے گذر کر سیدھا محل کو ہولیا اور پہلے اس سے کہ اندر کی جانب سے کسی کو شک شبہہ پیدا ہووے پشت محل کے دروازے سے محل میں گھس گیا شایستہ خاں اُس کے آنے سے سخت حیران ہوا اور گھبراہٹ کے مارے صرف اتنا سنبھل سکا کہ اپنی خوابگاہ سے جان بچاکر بھاگا اور جب کہ وہ ایک کھڑکی سے نیچے کو کودنے لگا تو تلوار کی ضرب سے اُس کے ہاتھہ کی دو اُنگلیاں الگ ہوگئیں اگرچہ وہ جان

بچاکو بھاگا مگر باهه کي پاس میں اُس کا بیٹا اور بہت سے اُس کے ساتھي پاش پاش هوگئے بعد اُس کے سیواجي اُسي تندي تیزي سے لوٹ کر گیا جیسا که وہ آیا تھا اور آنا جانا اُس کا کسي کو دریافت نہوا اور جوں جوں وہ آگے بڑھتا گیا تو لوگ آسکے اس سے ملتے گئے جو راہ میں بیٹھے ہوئے راہ آسکي دیکھتے تھے یہاں تک که وہ سنگر میں ایسے وقت پہونچا که چراغوں اور مشعلوں کے مارے چکا چوند ہو رہي تھي جو فتح کي خوشي میں روشن کي گئي تھیں اور وہ روشني اسقدر تھي که بادشاهي فوج والے بارہ میل کے فاصله سے آسکا تماشا دیکھتے تھے یہه بڑا کام آسکا اُس کے ہموطنوں کے مزاج و طبیعت سے ایسا مناسب تھا که اُس کے کاموں میں سے بہت بڑا سمجھا گیا چنانچه مرهٹے لوگ ابتک اسکو بڑي فخر و عزت سے بیان کرتے ہیں اور اس کام پر ایسے نتیجے مترتب ہوئے که وہ مرهٹوں کے حق میں نہایت عمدہ اور اونکي اُمید و توقع سے بالا تھے اسلیئے که شایسته خاں نے اس بلاے ناگہاني کو راجه جسونت سنگھه کي دغابازي سے نسبت کیا جو تھوڑے دنوں سے شایسته خاں کي کمک کو بھیجا گیا تھا غرضکه شایسته خاں اور راجه جسونت سنگھه دونوں سرداروں کے باهمي تنازع سے دونوں کي فوجیں ایک دوسرے کي کمک رساني پر قایم نرهیں یہاں تک که اورنگ زیب نے شایسته خاں کو بنگاله کي حکومت پر منتقل کیا اور اپنے بیٹے معظم شاہ کو اس غرض سے روانه فرمایا که وہ برهنموني راجه جسونت سنگھه کي فوج پر حکمراني کرے مگر راجه جسونت سنگھه اس شہزادہ کے پہونچنے سے پہلے اور فتح سنگر کے ارادہ سے پیچھے اورنگ‌آباد کو لوٹ کر چلا آیا تھا اور سیوا جي راجه جسونت سنگھه کے انتقام کے لیئے سامان اپنا درست کر رہا تھا پہاڑوں کي لڑائیوں میں خصوص پیادوں کي فوج سے اوس نے کام لیا اور اب اونھیں سواروں سے کام لینے کا ارادہ کیا اسلیئے که یہه مرهٹے بیجاپور کي سرکار میں ہلکے پھلکے سواروں میں داخل ہوکر

نامي گرامي هو چکے تهے چنانچه اوسنے جهاں کا اراده کيا وهاںکے
حالات معلوم کرکے اور اپنے حريفوں کو جهوتي چالوں اور فريبي
کوچوں سے دهوکا ديکر چار هزار سواروں سميت اوس جانب کو روانه هوا
اور سورت سے بے اوٹ آڑ اور بلا محافظ اور تونگر شهر پر چهاپا مارا جو
اوسکي فوج کي رسائي سے خارج سمجها گيا تها غرضکه چهه روز اوسکو
بڑي فرصت سے لوٹا اور باوصف اسکے که انگريزوں اور هالنڌ کے کارخانه
والوں نے جهاں هندوستاني سوداگروں نے بهي پناه اپني ڈهونڌي تهي
اُن لٹيروں کو مار پيٹ کر پس پا کيا مگر وه بهت سا مال و اسباب لوٹکر
ليگئے اور اپنے قلعه راے گڈه واقع کنکان ميں پهونچکر کمال اطمينان سے بيٹهے
يهه واقعه پانچويں جنوري سنه ۱۶۶۴ع مطابق پندرهويں جمادي الثاني
سنه ۱۰۷۴ع هجري کو واقع هوا *

اس مهم پر تهوڑي مدت گذري تهي که ساهجي کي سناوني آئي اور
اوسکے مرنے کا يهه بهانه هوا که اوس بوڑهاپي پر شکار کا شوق غايت سے
غايت اوسکو تها چنانچه شکار کهيلتا هوا گهوڑے سے گرکر مرگيا ساهجي
نے اپني زندگي ميں جاگير واقع ضلع مندراس کا انتظام و انصرام اچهي
طرح سے بحال و قايم کيا تها اور جنوبي فتوحات کو بيجاپور کے بادشاه
کے نام سے تني وسعت بخشي تهي که شهر مندراس کے قرب و جوار تک
فتوحات اوسکي پهونچي تهيں اور تانجور کي رياست بهي اوس ميں
شامل تهي *

ساهجي کے مرنے پر سيوا جي نے بيجاپور والوں سے دوباره لڑائي
شروع کي اور لڑائي کے کاروبار کو کنکان ميں جاري رکها جهاں اوسنے
راے گڈه کو دارالرياست اپنا بنايا تها چنانچه اُسنے جهازوں کا بيڑه مرتب
کيا اور اوسکے ذريعه سے مغلوں کے اکثر جهازوں کو چهينا اور ايک
موقع پر چار هزار آدميوں کو ستاسي کشتيوں پر سوار کرکے صوبه کنارا کے
دور دراز ايک مقام براوترا اور بارسيلور کو جو بيجاپور کي قلمرو کا بڑا مالدار

بندر تها لوت کهسوت کر خاک سیاه کیا علاوه اس کے قرب و جوار کے شهروں کو بهي لوتا کهسوتا جهاں ایسے بڑے لٹیروں کي لوت مار کا وهم و گمان بهي نه تها اور گهاتوں کي اونچائي کے ملکوں کو اس لوت مار کے زمانه میں بهي امن چین سے نچهوڑا چنانچه ماه فروري سنه ۱۶۶۵ع میں بیجاپور کے اضلاع و پرگنات کي تاخت تاراج کو فوج اوسنے روانه کي اور شاه دلي کي قلمرو میں اوسي غرض سے بذات خود روانه هوا/اگرچه اورنگ زیب کا نقصان اوسکي لوت مار سے بهت سا واقع هوا مگر اوس لوت مار سے اسقدر غیظ و غضب اوسکو نه آیا جسقدر که حاجي لوگوں کي کشتیوں کے لوتنے اور سورت سے بندر کے تباه کرنے سے جو حاجیوں کي منزل گاه هونے سے مقدس سمجها جاتا تها وه آپے سے نکل گیا اور غیظ و غضب کے مارے بے تاب هو گیا علاوه اِن مخالف باتوں کے یهه بات اوسنے زیاده کي تهي که ساهجي کے مرتے هي راجائي کا خطاب اختیار کیا تها اور اپنے نام کا سکه چلایا تها جو خود مختاري کي پوري علامت تصور کي جاتي تهي غرض که اون کوتکوں کے پاداش و تدارک کي غرض سے ایک بڑي فوج اوس راجه جے سنگهه کي تحت حکومت کرکے دکن کو روانه کي گئي جو هندوؤں کے دشوار مقدموں میں اورنگ زیب کا ایک چلتا اوزار تها مگر مزاج کے وهمي شکي هونے سے اوس کي حکومت کو یوں منقسم کیا که دلیر خاں کو مساوي شریک اوسکا بنایا اور جب که یهه دونوں سردار اوس طرف کو راهي هوئے تو معظم شاه اور راجه جسونت سنگهه دلي کو واپس آئے اور اس نظر سے که اورنگ زیب کو سیوا جي کے مقابله کرنے کي تهوڑي توقع تهي تو راجه جے سنگهه کو یهه حکم تها که سیوا جي کے دبانے کے بعد اُس فوج کو بیجاپور کي فتح و کشایش میں مصروف کرے *

ماه فروري سنه الیه میں یهه دونوں سردار نربده پار اوترے اور پونه تک بے کهتکے چلے گئے اور وهاں پهونچکر راجه جے سنگهه نے سنگر کا محاصره کیا اور دلیر خاں نے پرندهر کے قلعه کو گهیرا مگر دونوں قلعوں نے

مقابله کیا معلوم هوتا هی که سیوا جي آخر کو پورے مقابله سے مایوس
هوا اور شاید اُس نے اپنے فخر و عزت کو چند روز کے لیئے اس اُمید پر
چهوڑا که اورنگ زیب سے اشتي کرنے میں یهه فائده حاصل هوگا که اُسکي
فوج کے همراه هوکر بیجا پور کي غنیمتوں سے اپنے نقصانوں کي تلافي
هو جاویگي چنانچه اُس نے راجه جے سنگهه سے خط کتابت جاري کي
اور آشتي کا مقدمه پیش کیا اور جبکه راجه جے سنگهه نے جان کي
سلامتي اور علاوه اُس کے بادشاه کي نوازشوں کا یقین اُسکو دلایا تو وه
اپني سواري کي دهوم دهام چهوڑ کر چند همراهیوں سمیت اپني فوج
سے خفیه خفیه راجه جے سنگهه کے پاس آیا راجه نے تعظیم تکریم اُسکي
کي اور اُسنے بهي بڑي عاجزي سے جان نثاري اور وفاداري کا قول قرار کیا
غرض که ایک عهد نامه باهم لکها گیا جسکا یهه مضمون تها که سیوا جي
منجمله بتیس قلعوں مقبوضه کے بیس قلعه اضلاع سمیت بادشاهي
ملازموں کے حواله کرے اور باره قلعے حقوق و مرافق سمیت اپنے قبض و
تصرف میں جاگیر سلطاني کے طور وطریقے پر رکهے اور اُسکا بیٹا سنبهاجي
کو جو ابهي پانچ برس کا تها بادشاه کي طرف سے پانچ هزاري منصب
کا پایه ملے اور یهه بهي وعده ٹهرا که بیجا پور کي قلمرو کے مفتوحه
ملکوں کے محاصل سے في صدي کے حساب سے حق اُسکو ملا کریگا یهه
پچهلي شرط اُن دعووں کي بنیاد تهي جنکو مرهٹوں نے پچهلے وقتوں
میں پیش کیا اور اُن کے بهانه سے بیگانه ملکوں کو جگهه جگهه دبایا
مگر اورنگ زیب نے اس شرط کو قلم انداز کیا اور باقي شرطوں کي
منظوري کي نسبت ایک نامه سیوا جي کے نام پر مفصل لکها اور جبکه
یهه امر طے هو چکا تو سیوا جي اپنے دو هزار سوار اور آٹهه هزار پیادوں
سمیت بادشاهي فوج میں داخل هوا اور ساري فوج آپسمیں مل جلکر
بیجا پور کو روانه هوئي *

اس لڑائي میں مرهٹوں سے بڑي دلیري دلاوري ظاهر هوئي اور
[illegible] نے بچلادوے اوسکے دو عنایت ناموں کے ذریعه سے سیوا جي

کو رضامند فرمایا منجمله اون کے ایک نامه میں اعزاز و اکرام کے کلمے
اور تعریف و ثنا کے فقرے لکھے اور دوسرے نامه کو بڑے بڑے عام وعدوں
سے مزین کیا اور یہه بھي لکھا کہ دلي میں آنا چاهیئے بعد اوسکے دکن کي
اجازت دي جاویگي غرضکه سیواجي نے بادشاه کے وعدوں اور راجه
جے سنگهه کي بڑي نوازشوں سے دهوکا کهایا اور اپني جاگیر کو اپنے بڑے
بڑے متوسلوں کو تفویض کیا اور اپنے بیٹے سنبا جي کو ساتهه اپنے لیا
اور پانسو سوار اور ایک هزار ماوالي یعني مرهٹے منتخب کرکے دلي کو
روانه هوا *

اورنگ زیب کو یہه موقع حاصل تها کہ سیواجي سے اهلیت برتتا اور نهایت
سلوک سے پیش آکر اُس سے فایده اوٹهاتا اور ایک هیبتناک دشمن کو دوست
اپنا بناتا جیسیکه اور راجاؤں کے ساتهه اُسنے اور اوسکے بزرگوں نے کیا تها
مگر جیسي که اُس کي رائیں دین و ملت کے معامله میں تنگ و تاریک
تهیں ویسي هي تدبیر ممالک میں پست و کوتاه تهیں چنانچه وه اپني
طبیعت کو سیوا جي کي یکایک تذلیل و اهانت سے روک تهام تو سکا
مگر اپنے تعصبوں سے بالکل کناره کش نهو سکا یعني وه اُس لطف و عنایت
سے پیش نه آیا که اوسکو همیشه کے لیئے اپني ذات سے وابسته رکهتا اور
جسقدر که وه سیوا جي کے کرتکوں سے ناراض تها اوسیقدر اوسکي ذات سے
بهي متنفر تها اور اوسکے جي میں سب سے زیاده وه برائي بیٹهي تهي
جو سیوا جي سے حاجیوں کي نسبت صادر هوئي تهي اور اوس کے
صادر هونے سے اورنگ زیب کے دین و منزلت کا هتک هوا تها اور زیاده
کهٹکنے کي یہه وجهه تهي که یہه نقصان اوسکو ایک حقیر آدمي کے
هاتهوں سے پهونچا تها چنانچه اُس نے اپني غلط فهمي سے اُس کي
حسن لیاقت اور جوهر قابلیت کو بهت کم سمجهکر اُسکے کرتکوں کا پاداش
اس طرح چاها کہ اُسکي اصل نسل کي خفت و حقارت اُسپر واضح کرے
حاصل یہه که جب سیوا جي دلي کے متصل پهونچا تو ایک کمتر

درجه کا سردار اُسکي پیشوائي کو جے سنگهه کے بیٹے رام سنگهه کے ساتهه بهیجا گیا اور جب که وه خود دربار میں حاضر هوا تو بات اُسکي پوچهي نه گئي یهاں تک که سیوا جي نے کمال ادب سے پیشکشیں پیش کیں اور غالبا یهه چاها که دستور کے موافق تعریف و ثنا کے فقرے ادا کر کے خضوع و خشوع سے تخت کي طرف کو آگے بڑهے مگر جبکه اُس نے یهه دیکها که بادشاه نے کچهه توجهه نه فرمائي اور تیسرے † درجه کے سرداروں میں بلا امتیاز اُسکو کهڑا کیا تو وه اپنے رنج و غیرت کو روک نه سکا چنانچه غصه اور حمیت کے مارے رنگ اُسکا پلٹ گیا اور درباریوں کي صف سے کچهه پیچهے هٹا اور غش کهاکر زمین پر گر پڑا بعد اُس کے جب هوش اُسکے ٹهکانے آئے تو رام سنگهه کو اُس کے باپ کے دهوکه دهي اور وعده خلافي پر برا بهلا کها اور جل بهن کر بادشاه کے ملازموں سے یهه درخواست پیش کي که اب مناسب یهه هي که جیسے میري بات کو خاک میں ملایا ویسے هي مجهکو بهي خاک میں ملاویں یعني جب آبرو گئي تو جان کي کیا پروا رهي اور یهاں تک وه ناراض هوا که بلا حصول معمولي خلعت اور بلا اجازت کے دربار سے چلا گیا مگر اورنگ زیب کو سیوا جي کي ایسي ناشایسته حرکتوں کا تدارک جو سردربار اُس سے صادر هوئیں اور لاگ لپیٹ سے بالکل خالي تهیں سردست منظور نه تها که اُسنے یهه حکم دیا که اُسکي حرکتوں کي نگراني کي جاوے اور اُن وعدوں کي نسبت جو سیوا جي سے راجه جے سنگهه نے کیئے هیں جے سنگهه کي رپورٹ کے هم منتظر هیں *

بعد اُس کے سیوا جي نے اپنے خیالوں کو دشمن کے پنجے سے نکلنے کي تدبیروں میں دوڑایا اور اس میں دشواري یهه تهي که بادشاهي پهرے اُس کے مکان پر بیٹهه گئے تهے آخر کار اوس نے یهه راه نکالي که

---

† یهه درجه پانچهزاري منصب کا تها جو اُس کے بیٹے کے لیئے عهد نامه میں لکها گیا تها *

ساتهیوں کے وطن بهجوانے کی اجازت چاهی اور یهه عذر پیش کیا که دلی کی آب و هوا اولکو بهت ناموافق هے اور چونکه یهه تصور کیا گیاکه همراهیوں کے جانے سے وه قیدی بادشاهی قید میں بلا تردد رهیگا تو درخواست اُسکی بخوشی منظور هوئی بعد اُس کے بیماری کے عذر سے آپ چارپائی پر سوار هوا اور اُن دو چار بیدوں کو جو اُس کے علاج معالجه کے واسطے بادشاه کے حکم سے آتے جاتے تهے دے دلاکر طرفدار اپنا بنا لیا اور اُن کے ذریعه سے باهر کے رفیقوں سے جنکو اُس نے ادهر اودهر لگا رکها تها بات چیت اپنی جاری رکهی علاوه اُس کے یهه دستور اُس نے جاری کیا که مٹهائی اور کهانے پینے کی چیزیں هندو مسلمان فقیروں کو بانٹنی شروع کیں یہاں تک که پهرے والوں کو بڑے بڑے ٹوکروں اور بڑے بڑے جهالوں کے اندر سے آنے جانے دینے کا عادی اور خو کردہ کیا اور آخر کار ایک شام کو باهر کے رفیقوں سے بات چیت کو پکا کر ایک جهال میں آپ بیٹها اور دوسرے جهال میں بیٹے کو بٹهلایا اور پهره والوں کے بیچ سے ایسا بلا اندیشه چوپ کر نکل گیا که کسی نے روک ٹوک اُسکی نکی اور اُس کی جگهه اُس کے بستر پر ایک ملازم لٹایا گیا بعد اُس کے جب اُس کے نکل جانے پر ایک عرصه گذرا تو اُس کے نکلنے کا شبهه هوا مگر اِس عرصه میں سیوا جی ایک ایسے گمنام مکان میں پهونچا جهاں گذر کا شک شبهه بهی نتها اور وهاں اُس کا گهوڑا طیار کهڑا تها چنانچه سیواجی گهوڑے پر سوار هوا اور بیٹے کو اپنے پیچهے بٹهلایا اور متهرا کیطرف کو نهایت عمده رسته سے روانه هوا جهاں رفیق اُس کے بهیس بدلے اور صورت چهپائے انتظار اُس کا دیکهتے تهے غرض که سیواجی متهرا میں پهونچا اور رفیقوں سے ملکر بهیس اپنا بدلا یعنی ڈاڑهی موچهیں منڈوائیں اور سادهوں کی طرح بهبوت اپنے بدن پر ملا اور بہت کم مشتبهه راهوں سے دکن کا رسته لیا اور بیٹے کو متهرا میں ایک مرهٹے برهمن کی حفاظت میں چهوڑا *

غالب هی که سیوا جي اپنے تعاقب کرنیوالوں سے الگ تھلگ رهنے اور آن کے هاتھوں سے بچنے بھاگنے میں بڑي فند و فطرت کو کام میں لایا هوگا اِس لیئے که اُسکے پیچھا دبانیوالے اوسکے راے گڈه میں پهنچنے سے پہلے مدت سے اوسکے پکڑنے جکڑنے کي فکر و تدبیروں میں جي جان سے مصروف تھے حاصل یہه که سیواجي نو مهینے کے عرصه میں ماه دسمبر سنه ۱۶۶۶ع کو راے گڈه میں صحیح و سلامت پهونچا † *

سیواجي کے بھاگنے پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که ماه دسمبر سنه ۱۶۶۶ ع مطابق رجب سنه ۱۰۷۶ هجري کو شاهجهاں نے انتقال کیا یہه بادشاه اگرچه آگره کے قلعه میں بقید حیات اپنے تک نظر بند رها مگر تعظیم تکریم اُسکي ایسي هوتي رهي که بهت سے خدمتگار اور کارگزار اُسکي ملازمت میں برابر رهتے رهے اور قلعه کے اندر کا انتظام اور وهاں کے کام کاج کا انصرام اُسي کي راے پر چھوڑا گیا چنانچه آس نے اپني حکومت کو ایسي مضبوطي سے برتا که دارا شکوه کي آس بیٹي کو قلعه سے باهر جانے ندیا جس کا بیاه اورنگ زیب اپنے بیٹے سے کیا چاهتا تھا اور علی هذالقیاس آن چند بھاري جواهروں کو اپنے تحت تصرف میں رکھا جو بادشاه حال کے نهایت مرغوب و مطلوب تھے اور اِن دونوں مقدموں کي بابت باپ بیٹوں میں حجت و تکرار سے خط کتابت جاري رهي *

اورنگ زیب کي سلطنت کے زمانوں میں سے یہه زمانه بڑي اقبالمندي کا تھا چنانچه آس کي قلمرو کے سارے حصے چین چان سے بسر کرتے تھے اور بخت و دولت کي یہه ترقي تھي که کشمیر کے حاکم نے چھوٹي تبت کو فتح کیا تھا اور بنگاله کے نائب السلطنت نے چتا گنگ کو دبایا

---

† ۲۹ ستمبر سنه ۱۶۶۶ ع کو کروار واقع کنکان کے انگریزي کارخانه والوں نے یہه لکھا هی که اگر سیواجي اورنگ زیب کے قبضه میں سے در حقیقت نکل گیا تو اُسکو اُس کے حال کي جلد ایسي خبر پهونچے گي که جس سے بڑا رنج اُسکو پهونچیگا یعني سیواجي کوئي سخت صدمه پهونچاویگا

تھا جو خلیج بنگالہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا اور بہ نسبت تبت کے
زیادہ کام کا تھا *

قرب و جوار کے بادشاہوں نے وہ نشانیاں اُسکے پاس روانہ کی تھیں
جن سے تعظیم تکریم اُس کی پائی جاتی تھی اور مکہ کے شریفوں اور
عرب کے اکثر رئیسوں نے ایلچی روانہ کیئے تھے اور حبش کے بادشاہ اور
اوزبکوں کے خان نے بھی قاصد بھیجے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے
سب ایلچیوں سے بھاری ایلچی آئے تھے اور بجواب اُس کے بڑی شان و
شوکت سے ادھر سے بھی ایلچی بھیجے گئے تھے مگر ایران والوں کے پیک
و پیام پر ہمیشہ کی دوستی کا نتیجہ مترتب نہوا اِس لیئے کہ دونوں
بادشاہوں میں آداب و اخلاق کی بابت کچھہ سوال ادھر اُدھر سے پیش
ہوئے اور شاہ عباس اتنا ناراض ہوا کہ اُس نے قندھار کے پاس ایک
بھاری فوج اکٹھی کی اور اورنگ زیب نے یہہ ارادہ کیا کہ آپ اُس کے
مقابلہ پر جاوے اسی عرصہ میں شاہ عباس مرگیا اور لڑائی کے ٹھاٹھہ اورے
نہ ہوئے *

اورنگ زیب کی اقبالمندی سے صرف یہہ بات مستثنی تھی کہ اُسکی
فوج کو بیجا پور والوں کے مقابلہ میں بخوبی کامیابی حاصل نہوئی راجہ
جے سنگھہ اُس ملک میں لڑتا بھڑتا رہا اور پہلے پہلے لڑائی کے کام کاج
اورنگ زیب کی مرضی کے موافق ہوتے رہے مگر جبکہ خاص بیجا پور کا
محاصرہ کیا گیا تو بیجا پور والوں نے پرانا طریقہ بچاؤ کا برتا یعنی آس
پاس کے ملکوں کو ویران کیا اور لٹیرے سواروں کو حریف کی رسدوں پر
لگایا علاوہ اُس کے گولکنڈہ کے بادشاہ نے اپنے ہمسایہ والی بیجا پور کو
خفیہ خفیہ کمک پہونچائی اور جب کہ جے سنگھہ نے یہہ بات دریافت
کی کہ اب کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی تو بلا نقصان و دقت اورنگ آباد
کو چلا آیا بعد اِس ناکامیابی کے راجہ جے سنگھہ اُس جگہہ سے منتقل کیا گیا
اور دلی کے رستہ میں مرگیا اور شاہزادہ معظم کو اُس کی جگہہ بھیجا

گیا اور راجه جسونت سنگهه همراه اُس کے مدد و معاون اُسکا کیا گیا اور وه دلیر خاں جسکو جسونت سنگهه اور شاهزاده ممدوح نا پسند کرتے تھے اُسي فوج کا سردار اِس غرض سے مقرر کیا گیا که دونوں کي نگراني کرتا رهے *

جےسنگهه کي ناکامي سیواجي کے حق میں مفید هوئي بیان اُسکا یهه هی که سنه ۱۶۶۷ع مطابق سنه ۱۰۷۷ هجري میں جنگ اور بازگشت کے عین زمانه میں راجه جے سنگهه نے گهاٹوں کے قرب و جوار کے ملکوں سے تمام فوج اپني هٹالي تهي اور بهت سے قلعوں کو خالي چهوڑا تها اور کچهه کچهه قلعونمیں حفظ و حراست کے واسطے تهوڑے سپاهي چهوڑے تهے منجمله اُن کے بهت سے قلعوں پر سیواجي کے افسروں نے پهلے اِس سے قبضه کیا تها که خود سیواجي دکن میں پهونچے اور جب وه خود دکن میں پهونچا تو بهت سے اور خطه پر قابض هوگیا یهه واقعه سنه ۱۶۶۷ع مطابق سنه ۱۰۷۷ هجري میں واقع هوا *

اورنگ زیب کے سرداروں کي تغیر و تبدیل سے سیوا جي کو بهت بڑا فائده حاصل هوا اس لیئے که راجه جسونت سنگهه شاهزاده معظم کي طبیعت پر حاوي اور بادشاه کي نسبت هندوؤں کا زیاده خیر خواه تها علاوه اُس کے لوگوں کو یهه بهي یقین کامل تها که وه لوبهي لالچي هی اور روپئے کي بات تهوڑي بهت مانتا هی غرضکه ان وسیلوں سے سیواجي نے رفیق اُسکو بنایا اور نتیجه یهه مترتب هوا که اُسکي اور شاهزاده معظم کي تائید و اعانت سے ایسي عمده عمده شرطوں پر بادشاه سے آشتي کي که وه اُسکي توقع سے خارج تهیں چنانچه بهت سا ملک اُس کا اُسکو واپس دیا گیا اور صوبه برار میں جاگیر اُسکو عنایت کي گئي اور راجائي کا خطاب اُسکا تسلیم کیا گیا اور سارے قصوروں سے چشم پوشي برتي گئي *

جب که سیواجي کو اپنے قوي دشمن یعني اورنگ‌زیب سے ازادي حاصل هوئي تو گولکنڈه اور بیجاپور کي جانب ملتفت هوا ان دونوں

ریاستوں نے آپ کو بہت کمزور پایا اور اورنگ زیب کے حملوں کے ڈر سے ایسے قوی دشمن سے نیا جھگڑا کھڑا کرنا نہ چاہا اور بچنے کی یہہ بری راہ نکالی کہ سالانہ خراج کا اقرار کیا *

بعد اُس کے سنہ ۱۶۶۸ع و سنہ ۶۹ مطابق سنہ ۱۰۷۸ ھجری یعنی دو برس امن چین سے گذرے اور اس عرصہ کو سیوا جی نے اپنی حکومت کے باترتیب و باقاعدہ بنانے میں صرف کیا مگر جسقدر کہ اُسکی لیاقتوں کی خوبی اُس کے ملکی انتظاموں کے طور طریقوں سے ثابت ہوتی ہی اُس قدر اُسکے جنگی کاموں سے واضح نہیں ہوتی پنڈاروں اور لٹیروں کے سرداروں کیسے قانون قاعدوں کی جگہہ اُسکے آئین و رسموں کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوتا ہی کہ انتظام اُس کا مغلوں کے انتظام سے زیادہ باترتیب و باقاعدہ تھا چنانچہ پیادوں اور سواروں کی تقسیم ایک طرحپر واقع تھی یعنی دس اور پچاس کے افسروں سے لیکر پانچہزار کے افسر تک افسروں کا سلسلہ برابر مسلسل تھا اور اُس سے زیادہ درجہ کا حاکم جرنیل کے سوا جو کسی خاص فوج کی حکومت پر معین کیا جاتا تھا کوئی سردار نہوتا تھا اور یہہ تمام افسر ایسے جاگیردار نہوتے تھے جو ضرورت کے وقت کام آویں بلکہ حکومت سے تعلق رکھتے تھے یعنی سرکاری ملازم ہوتے تھے اور ایسے سپاہیوں کے افسر تھے جنکو خود سرکار اپنے نائبوں کے ذریعہ سے بھرتی کرتی تھی اور سرکاری خزانوں سے تنخواہ اُن کو ملتی تھی فوج اور افسروں کو بڑی بری تنخواہیں دیتا تھا مگر غنیمت کل سرکار میں جاتی تھی ہر محکمہ میں کفایت شعاری سے کام کرتا تھا اور التفات اُسکا کفایت شعاری پر بہت مایل رہتا تھا *

ملکی انتظام بھی اُسکا ایسا ہی باقاعدہ اور قوی تھا چنانچہ سرکاری حاکموں اور دیہات کے چودھریوں سے نرمی برتتا تھا اور اُس انتظام کے دباؤ سے قانون کی تعمیل و رعایت بخوبی ہوتی تھی اور یہی باعث تھا کہ کاشتکاروں پر ظلم نہوتا تھا اور وہ سرکار سے فریب نکرتے تھے ملکی افسر

برهمن تهے اور جنگي کاموں کي حکومت پر بهي اکثر بڑے بڑے پايه کے برهمن معين کيئے جاتے تهے *

اورنگ زيب نے جو ملک اُسکو واپس ديئے تهے اور صوبه برار ميں جو جاگير اُسکے ليئے معين کي تهي تو ساري غرض اُسکي يهه تهي که وه بلا نقصان عظيم اور بلا طول طويل مقابله کے اُسکے قبض و قابو ميں آجاوے چنانچه اپني صبر و متانت سے داؤ اپنا تکتا رها اور لهو کے گهونٹ پيئے گيا اور شاهزاده معظم اور راجه جسونت سنگهه کو بڑي تاکيدوں سے يهه لکها که سيوا جي سے راه رسم کا جاري رکهنا عين صواب اور اُسميں کوئي خلاف کرنا خلاف مصلحت هے مگر وقته پر قابو کو هاتهه سے دينا نهايت نامناسب اور فوراً گرفتار اُسکو کرنا بغايت واجب ولازم هی بلکه يهانتک هدايت کي تهي که ميري حکومت سے بغاوت و نفرت جتانا اور خفيه اور جداگانه مرهٹوں سے ملنا جلنا مقتضاے مصلحت † هی مگر سيواجي نے صفه

† گريلٹ ڈف صاحب کا يهي بيان هی جو مذکور هوا مگر اُن کو اسبات ميں شبهه هی که شهزاده معظم نے باپ کي تدبيروں کي پيروي جي جان سے کي اور بغاوت کے اظهار سے سيوا جي کے دهوکه دينے کا اراده کيا مگر غالب يهه هی که کسيقدر اُسنے باپ کي تاکيدوں کي عملدر آمد کي هوگي جنکے باعث سے وه کهاني قايم هوئي جسکو پهلے پهلے کٹرويامنکي نے بيانکيا يعني شاهزاده نے اپنے باپ کي خواهش سے جهوٹي بغاوت اختيار کي جس سے بادشاه کي دو باتيں مقصود تهيں ايک يهه که يهه واضح هو جاويگا که بادشاه کے خفيه خفيه دشمن کون کون هيں اور دوسرے يهه که اگر شهزاده حقيقت ميں بغاوت پر مايل هروے تو اُسکي حقيقت بهي کهل جاويگي اور آينده کو اعتبار اُسکا ساقط هوگا بقول اُس راوي کے شاهزاده نے علانيه بغاوت برپا کي اور ساري فوج اور راجه جی سنگهه اُس سے سازش کرکے مل گئے مگر دلير خاں اپني بات پر جم رهااور شهزاده اپني بغاوت سے جب تک منحرف نهوا که درياے چنبل تک آگره کي جانب پهونچا مگر اورنگ زيب نے اس جهوٹي بغاوت کي جوکهوں سے صرف يهه علم حاصل کيا که جيسنگهه ميرا مخالف هی چنانچه اُسکو زهر دلواکر آپ کو بچايا ليکن اس روايت پر يهه اعتراض وارد هوتا هی که شهزاده معظم جب تک دکن ميں پهونچا بهي نه تها که راجه جيسنگهه دکن سے منتقل هوکر تاريخ بغاوت سے پهلے آچکا تها اور يهه تناقض صرف اورم صاحب کو سوجها جسکو اِس کهاني کے باقي حصه

۱۶۷۰ع مطابق سنہ ۱۰۸۰ ھجري میں بادشاہ کي تدبیروں کو اُلٹا مارا یعني شاہزادہ معظم اور راجہ جسونت سنگھ کو رشوتیں اور نذریں چڑھا کر موافق اپنا کیا اورنگ‌زیب کے فریب دینے کے لیئے اُنکو اپنا آلہ بنایا مگر اورنگ‌زیب ایسا نادان اور کوتہ اندیش نتھا کہ اپني تدبیروں کي نارسائي کو عین وقت پر نسمجھے چنانچہ جب اُسکو ناکامي کا یقین ہوا تو اُس نے کھلم کھلا اُنکي گرفتاري کا حکم دیا یہہ حکم اُس کا دوبارہ لڑائي کا منشاء تھا پہلے پہل سیوا جي نے یہہ صدمہ پہونچایا کہ سنگر کے قلعہ پر دوبارہ قابض ہوا جو پونہ کے قریب تھا اور سیوا جي کو جیسا اس قلعہ کي عظمت کا خیال تھا ویسا ہي اورنگ زیب کو بھي تھا اور اسي لیئے اورنگ زیب نے اُس قلعہ کي حفظ و حراست کي غرض سے راجپوتوں کا ایک قوي گروہ ایک تجربہ‌کار افسر کے تحت تصرف میں چھوڑا تھا مگر ھولر ماوالیوں نے سیواجي کے بڑے رفیق تانا جي مالوسري کے ساتھہ اُنپر چھاپا مارا چنانچہ تانا جي نے کسي حکمت سے اوس بھاري قلعہ پر رات کے وقت زینہ لگایا جو بظاہر رسائي کے قابل نتھا یہاں تک کہ قلعہ پر چڑھ گیا اور محافظ لوگ اوس سے واقف نہوئے مگر بعد اُس کے لڑا

---

پر کسي قسم کا شک و شبہہ نہیں مگر گرنٹ ڈف صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحہ ۲۲۱ میں اس ساري کہاني کي بیہودگي کو بہت مختصر الفاظ میں ثابت کیا اور صرف ایک بھي موقع نہیں جس میں اورنگ زیب کي نسبت ایسي ایسي تدبیریں اور سازشیں اُسکي منافي طبیعت ہونے سے بیان کي گئیں حالانکہ وہ کبھي ایسي تدبیروں میں مصروف نہیں ہوا ڈف صاحب نے جیسنگھہ کي جگہہ راجہ جسونت سنگھہ کو قایم کیا اور شہزادہ کي بغاوت کو اصلي بغاوت ٹھہرایا اور بیان کیا کہ اورنگ زیب کي ابتداً میداني جنگ میں آنے کے بعد دلیر خاں کي مکر مند لڑائیوں کي بدولت وہ بغاوت پیش آ گئي معلوم ہوتا ہے کہ ڈف صاحب نے بندیلہ کي سرگذشتوں سے یہہ بیان لیا جس کا ترجمہ بعد اُس کے سکات صاحب نے کیا تھا مگر ڈف صاحب نے بعض بعض باتوں کو اپني سند سے زیادہ لکھا اور بندیلہ کے اس بیان کو تمام انداز کیا کہ حقیقت میں سیواجي بھي شاہزادہ کا شریک ہوگیا تھا حالانکہ یہہ محض غلط اور سراپا لغو ہے

مقابلہ پیش آیا اگرچہ وہ محافظوں پر غالب آئے مگر تاناجي کام آیا اور بہت سے آدمي ضایع ہوئے سیوا جي نے اس کام کو ایسا کارنمایاں سمجھا کہ رھے سہي سپاھیوں کو چاندي کے جوشن عنایت کیئے *

بعد اُس کے کئي قلعوں پر کئي دھاوے تو ہوئے مگر کامیابي حاصل نہوئي اور باوصف اس کے بہت سے قلع دبائے اور بہت سے ملکوں پر قبضہ کیا اور پھر سورت کو لوٹا اور خاندیس کو بے چراغ کیا اور پہلے مرتبہ ماہ دسمبر سنہ ۱۶۷۰ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ ھجري میں ممالک مذکورہ سے چوتھہ کا محاصل حاصل کیا اور اس چوتھہ کي حقیقت یہہ هي کہ وہ کل محاصل کي چہارم ہوتي تھي اور جو ملک اُسکو ادا کرتے تھے وہ مرھٹوں کي لوٹ مار سے جب تک محفوظ رہتے تھے کہ برابر ادا کیئے جاتے تھے سیوا جي نے جہازوں کا ایک بیڑہ بھي طیار کیا اور اپنے پرانے دشمنوں یعني جنجیرہ والے حبشیوں پر دھاوے کرنے شروع کیئے جنکي قبض و تصرف میں ایک چھوٹي سي ریاست بیجا پور والوں کي طرف سے بجلدوے اُن کے بحري افسر ہونے کے چلي آتي تھي مگر یہہ کام اُسکا اس لیئے معقول نہ تھا کہ حبشیوں نے اورنگ زیب کا دامن پکڑا اور سیواجي کے قوي دشمن کو قوت بخشي *

سیواجي کي فتوحات کي ترقي کا یہہ باعث تھا کہ شہزادہ معظم کي فوج اُس کے مقابلہ کو کافي نہ تھي اور بادشاہ کو بیٹے پر اعتماد نتھا چنانچہ نئي کمک کے روانہ کرنے سے بادشاہ نے مدت تک انکار کیا اور جبکہ اُسکو یہہ یقین ہوا کہ دکن میں بڑي فوج کي حاجت شدید هي تو سنہ ۱۶۷۱ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ ھجري کو چالیس ہزار آدمي مہابت خاں کي زیر حکومت روانہ کیئے جنکو شہزادہ کي اطاعت و حکومت سے کنچھہ واسطہ علاقہ نہ تھا بادشاہ اس نئے حاکم سے پورا پورا راضي نہ تھا چنانچہ دلي سے روانہ ہونے سے تھوڑے عرصہ پہلے مہابت خاں کي کسي حرکت سے نہایت برہم ہوا اور ایک وزیر کو حکم دیا کہ اُسکو

خفیہ فہمایش کرے حاصل یہہ کہ یہہ فوج دکن میں پہونچی اور
اُس کی شان و شوکت کے مناسب کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا شہزادہ
اورنگ آباد میں معطل پڑا رہا اور مہابت خاں نے چند محاصروں کے
بعد برسات کے قریب آنے سے لڑائی کے کار بار کو مسدود کیا بعد اُسکے
جب دوبارہ لڑائی شروع ہوئی تو سیوا جی نے ایک فوج اُس محاصرے
کے اُٹھانے کو روانہ کی جس میں خود مہابت خاں مصروف تھا
مہابت خاں نے یہہ کام اچھا نہ کیا کہ محاصرے کے بقاء و سلامت
کے واسطے بیس ہزار آدمی فوج مذکور کے مقابلہ پر بھیجے اسلیئے کہ
انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۶۷۲ع مطابق سنہ ۱۰۸۲ ہجری میں وہ
لڑائی اُس نے ہاری اور مرہٹوں نے جیتی † یہہ مقابلہ میدان کی پہلی
لڑائی تھی جسکو مرہٹوں نے فتح کیا اور یہہ پہلی کامیابی تھی جو
دیانت امانت کی رو سے مغلوں کے مقابلہ میں مرہٹوں کو حاصل ہوئی
یعنی فریب و دغا کا اُس میں شائبہ نہ تھا ہارنے والوں پر اس ہار کا
بڑا اثر پڑا چنانچہ اُنہوں نے فوجوں کو اورنگ آباد میں اکٹھا کیا بعد
اُس کے شاہزادہ اور مہابت خاں کو بادشاہ نے بلایا اور خانجہان
نایب السلطنت گجرات کو اُن کی جگہہ بھیجا اور دکن کی لڑائی
بڑی بے پروائی سے کئی برس تک اسلیئے قایم رہی کہ بادشاہ کا
ذاتی التفات اور جانب کو مائل تھا یعنی وہ شمال مشرق پر متوجہہ تھا٭

## شمال مشرق والے پٹھانوں سے لڑائی کا ہونا

شمال کے افغانوں سے لڑائی ہو رہی تھی اور بادشاہ کا التفات اُسپر
مائل تھا اور اُس لڑائی کی قدر و منزلت روز روز بڑھتی جاتی تھی اُن
لوگوں سے امن چین میں رہنا ہمیشہ سے ایک بڑی دشواری سمجھی

† اِس لڑائی کی نسبت کوئی اشتباہ ہی چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ مقابلہ
دلیر خاں کی فوج سے ہوا اور بعضے لکھتے ہیں کہ مہابت خاں کی فوج سے لڑائی پڑی
اور اشتباہ مذکور کا باعث وہی باعث ہی جسکی بدولت شکست نصیب ہوئی یعنی فوج
کی حکومت دو حاکموں پر منقسم ہوئی تھی ٭

جاتي تهي اور اسليئے که کابل اور علاوہ اُسکے اور مغربي ملکوں کي آمدورفت اُن کي اراضیوں میں ضروري و لابدي تهي تو اُن کے دبانے اور خاموش رکهنے کي بہت حاجت پڑي اور جو که اِس راہ کے آس پاس کي قومیں ایسے موقع پر تهیں که اُن پر حملے نہایت آساني سے هو سکتے تهے تو اُن کو دهمکیاں سنانے اور وظیفوں کے دینے دلانے سے کسي قدر بادشاهت هندوستان کا مطیع رکها جاتا تها مگر منجمله اُن کے بڑي بڑي قوموں سے کچهه چهیڑ چهاڑ نه کي اور وہ قومیں اپني اپني حدوں پر چپ چاپ بیٹهي رهیں هاں غالب یهه هی که چهوٹے چهوٹے گروهوں کے هونے اور بڑے بڑے گروهوں میں ملکي انتظام کے ٹهیک ٹهاک نه بیٹهنے سے خاص خاص لوگوں کي جانب سے اکثر اوقات ایسے زور و ظلم هوتے هونگے جسکي برداشت افسران سلطنت کو کرني پڑتي هوگي اور جو که اورنگ زیب اپنے حکم کا دیوانه اور پٹهانوں کي طرز معاشرت سے محض ناواقف و بیگانه تها تو اُس کو یهه شبهه گذرا که میرے افسروں کي اغماض و در گذر سے یهه بد انتظامي واقع هوتي هی غرضکه کوئي باعث هو سارے پٹهان یوسف زئیوں سمیت اورنگ زیب سے بگڑ گئے اور اطراف کابل کا بهي حال اُس زمانه یعني سنه ۱۶۶۷ع میں تها جب که محمد امین خاں میر جمله کا خلف الصدق اور جانشین جسنے باپ کا خطاب و منصب حاصل کیا تها کابل کي حکومت پر گیا تها اور اُس نے بہت دنوں تک ایسي کامیابي حاصل کي تهي جس سے فسادوں کو ترقي نہوئي اگرچه وہ شور و فساد بالکل مسدود نہوئے مگر سنه ۱۶۷۰ع میں پٹهانوں نے یهه فوقیت حاصل کي که محمد امین خاں کو شکست فاحش دیکر اُس کي فوج کو تباہ کیا اور اُس کے جورو بچوں کو پکڑا اور محمد امین خاں نے روپیه دیکر اپني اهل و عیال کو چهوڑایا اور اسي زمانه کے قریب اُنهوں نے ایک بادشاہ اپنا قرار دیا او اُس کے نام سے سکه جاري کیا * †

---

† هندوستان کے مورخوں نے اس بادشاہ کو پٹهان بیان کیا هی مگر ایسے شخص کا

اورنگ زیب نے خود لڑنے کا ارادہ کیا اور حسن ابدال تک پہونچا اور شہزادہ محمد سلطان کو جسنے تھوڑے دنوں پہلے رهائي پائي تهي ایک فوج کا حاکم بنا کر آگے کو روانہ کیا اور آپ اس اندیشہ سے آگے کو نہ بڑھا کہ ایسے قوي ملک میں اُس کي بات کو بٹا نہ لگے جہاں دشمن پر قوي صدمہ پہونچانا متصور نہیں اور اُن کي طرف سے بڑي آفتوں کا پہونچنا سہل و آسان هی سنہ ١٦٧٣ع سے سنہ ١٦٧٥ع تک دو سال اسي بادشاہ نے اسي لڑائي میں صرف کیئے ‡ اور جب کہ بعد اُس کے بادشاہ دلي کو واپس آیا تو اُسکے نوکروں نے لڑائي کو جاري رکھا یہانتک کہ جب هندوستان میں فسادوں کي ترقي هوئي اور اُس لڑائي کي کامیابي موهوم سمجھي گئي تو کابل کے کام کاج کے ادھورے تصفیہ پر قناعت کي گئي اگرچہ یہہ لڑائي اُس زمانہ میں بڑے پایہ کي سمجھي جاتي تھي مگر اُس سے ایسا مستقل اثر ناشي نہوا کہ هندوستان کي تاریخ میں بیان اُس کا مندرج هوتا اگرچہ اس لڑائي کے واقعے مختلف اور دلچسپ تو هیں مگر قسم مذکور کے اُن واقعوں کے دیکھنے سے خیال اُنکا بہ آساني هو سکتا هی جو اکبر کي شروع سلطنت میں بیان کیئے گئے § *

---

ذکرر اُس قوم کے خیالات اور اصل و سرشت اور رسم و رواج کے مخالف هی اگرچہ وہ سند پختہ نہیں جسکے اعتماد پر هم لکھتے هیں مگر اور یوروپ والوں کے ساتھہ اس بات میں هم متفق هیں کہ یہہ بادشاہ از روے مکر و حیلہ کے مقرر کیا گیا تھا اور حقیقت میں وہ ایک مکار آدمي تھا جو مرزا شجاع کے نام سے مشهور هوا تھا پٹھانوں نے بیان کیا تھا کہ مرزا شجاع هماري پناہ میں آیا اور ساري غرض اُن کي یہہ تھي کہ اُس کے استحقاق تخت کے حیلہ سے اورنگ زیب کے ستانے کا ذریعہ هاتھہ آوے

‡ خافي خان

§ یہہ لڑائي اس لیئے دلچسپ قرار پائي گئي کہ اُس کو ایسے آدمي نے بیان کیا جو بڑے اعزاز و امتیاز سے اُس میں شریک و شامل تھا یعني خوشحال خٹک جو سارے خٹکوں کا خان اور بڑي بڑي کتابوں کا مصنف گذرا اور اکثر نظم کي کتابیں اُسي زمانہ کي لکھي هوئي اس غرض سے چھوڑ گیا کہ اُسکے هموطنوں کو اُن کے دیکھنے سے بڑا جوش خروش پیدا هووے اور نظم اُس کي اِسلیئے مشهور و معروف هی کہ اُس کے وزن و بحر سے همت کي بلندي اور طبیعت کا جوش اور وطن کي محبت اور خود مختاري کا ولولہ پیدا هوتا هی اور حقیقت یہہ هی کہ ایسي تصنیف ایشیا والوں کي طبیعت کے خلاف هی *

## هندوستان کے فسادوں اور بادشاہ کي تعدیوں کا بیان

بادشاہ اس نا کام مہم سے واپس آیاهي تھا کہ سنہ ١٦٧٦ ع مطابق سنہ ١٠٨٧ ـ هجري میں ایک عجیب هنگامہ دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا هوا بیان اُسکا یہہ هی کہ هندو بھگتوں کا فرقہ جو ست نارایني کہلاتا هی نار نول کے متصل بستا تھا اور کاشتکاري اور سوداگري سے اوقات اپني کاٹتا تھا اگرچہ اُسکي خوے و خصلت میں کسي قسم کا شور و شر نہ تھا مگر صرف اپني حفظ و حراست کي نظر سے هتیار باندھتا تھا منجملہ اُنکے کسي بھگت کو ایسے لوگوں نے ملکر مارا پیٹا جو تھانہ کے کسي سپاهي سے آشنا تھے اور اُس بھگت سے کسي بات پر اُنکا جھگڑا هو گیا تھا بھگت نے اپنے بھائي بندوں کو اکھٹا کیا اور پولس والوں سے بدلا لیا غرض کہ جانبین سے بہت سي جانیں تلف هوئیں اور فساد نے ایسي ترقي پکڑي کہ کئي هزار ست نرایني اکٹھے هوئے اور جب کہ نارنول کے بڑے حاکم نے اونکا مقابلہ کیا تو انھوں نے اوس فوج کو شکست فاحش دي جو اوسنے اکھٹي کي تھي اور اوس میں جنگي سپاهي اور پولس کے ملازم دونوں شریک و شامل تھے اور شہر نار نول پر قبضہ کیا بعد اوسکے اوس فوج نے بھي شکست کھائي جو دلي سے اونکے مقابلہ کو آئي تھي اور بجاے خود کافي وافي نہ تھي اور یہہ ایسي شکست هوئي کہ اوسکے هونے سے نام اُن کا بہت روشن هو گیا اور جبکہ تیسري فوج نے بھي شکست کھ ئي تو اونکے نام کي بہت بڑي شہرت هوئي اور سب لوگ اونسے تعجب کرنے لگے اور جو کہ وہ لوگ اپنے دین و ملت کے جتني ستي تھے تو اونکي کامیابیوں سے یہہ یقین هوا کہ وہ جادو کي قوت رکھتے هیں یعني تلوار اون کو کاٹتي نہیں اور گولي اُن میں گھستي نہیں اور ایسے طلسمي هتیار رکھتے هیں کہ وہ موت کي بات چیت کرتے هیں اوراس گمان سے کہ آج اُن کا مقابلہ ممکن نہیں وہ ایسے هي حقیقت میں هوگئے یعني کوئي اُن کا سامنا نہ کرسکا اور بہت سے زمیندار آس پاس کے باشندے شریک اُن کے هو گئے اور

کوئی فوج اُن کے مقابلہ پر آمادہ نہو سکی اور جب کہ وہ دلی کے قریب پہونچے تو اورنگ زیب نے یہہ حکم دیا کہ ڈیرے میدان میں نصب کیئی جاویں بعد اُس کے اپنے هاتھہ سے قران کی آیتیں منتخب کیں اور فوج کے نشانوں پر لکھہ کر بندھوائیں تاکہ اُن کے جادو کا اثر نہونے پاوے غرض کہ مقابلہ کی شدت ضرورت اور بعض بعض هندو مسلمانوں کی سعی و همت سے بادشاهی فوج اُنکے مقابلہ پر ٹہری اور دشمنوں کو شکست فاحش دی اور بڑے بڑے نقصان اُنکو دیکر تتر بتر کیا مگر اُنکی پہلی کامیابی کے باعث سے بہت سے هندو هتیار اُٹھانے پر آمادہ هوئے اور اجمیر اور آگرہ کے سارے صوبوں کو ایسی پریشانی میں ڈالا کہ اورنگ زیب نے وهاں کے نظم و نسق کے واسطے بذات خود جانا ضروری سمجھا † *

مذکورہ بالا فسادوں کے باعث سے بادشاہ کا مزاج از حد برهم هوا جو اتک پار کی نا کامی سے پہلے هی تلخ و آشفتہ هو رها تھا چنانچہ اسی وجہہ سے دلی کی موجودگی کے وقتوں میں هندوں پر جزیہ لگایا یعنی اُس کو دوبارہ شگفتہ کیا جو تھوڑے دنوں سے افسردہ پژمردہ هو گیا تھا اور اُسکے مذهبی تعصبوں اور سوء تدبیروں میں سے یہہ پہلی بات تھی جو عمل میں آئی *

تخت نشینی کی دوسری سالگرہ یعنی سنہ ۱۶۵۹ع میں شمسی سنوں کی سخت ممانعت کی اور وجہہ اُس کی یہہ نکالی کہ وہ آتش پرستوں کا ایجاد هیں اور قمری سنوں کو اُن کی جگہہ قایم کیا اور باوجود اِسکے کہ اُس کے اهلکار و ملازم ایسے سنوں پر اعتراض کرتے رهے جو موسموں کے همیشہ موافق نہیں هوتے وہ اپنی بات پر جما رها اور کسیکی بات کو کان دهر کر نہ سنا ‡ *

اسی زمانہ میں ایک ملا محتسب مقرر کیا جسکے ساتھہ ایک گروہ سواروں کا رهتا تھا اور غرض یہہ تھی کہ قمار خانوں اور شراب خانوں کا

† خافی خاں
‡ ایضا

نام و نشان اوسکي قلمرو میں باقي نه چهوڑے اور بتوں کي پرستش کو نمود ونمایش سے نه هونے دیوے § بعد اُسکے اُن محصولوں کو معاف کیا جو قانون شریعت سے جایز نه تهے اور اُن اسبابوں کا محصول بهي چهوڑا جو هندؤں کے بڑے بڑے میلوں میں جاکر بکتے تهے اِس لیئے که اُسکي سمجهه میں یهه بات آئي که وه محصول بهي بت پرستي سے علاقه رکهتے هیں اور وه نا پاک اور حرام هیں مگر ان معافیوں سے محصول مساوي نرهے اِس لیئے که یهه معافیاں ساهوکاروں اور صرافوں اور سوداگروں اور علاوه اُنکے اور شهروں کے باشندوں سے متعلق تهیں اور یهه لوگ نئے قاعدوں کے جاري هونے سے مستثنی کے قریب قریب تهے باقي اراضیات کا محصول بحال خود قایم رها تها اور پرمٹ اور سڑک کا محصول جو سب سے زیاده دقت طلب تها اور بهي زیاده هو گیا تها *

مذکوره بالا تبدیلیوں سے سرکار کا نقصان هوا اور رعیت سبکدوش نهوئي اِس لیئے که چند مقدموں کے علاوه جنکي اطلاع و خبر بادشاه کو پهونچني غالب تهي مال کے افسروں اور سارے جاگیرداروں نے معافیات کو اپنے حساب کتاب سے متعلق رکها جو اُن کو سرکار سے رهتا تها باقي ساري رعایا سے دستور کے موافق محصول لیتے رهے بعد اُس کے کئي برس گذرنے پر هندؤں کے سارے میلے تهیلوں کي ممانعت کي اور اسي زمانے کے قریب ایک فرمان اُس نے ناچ رنگ کي مجلسوں کي ممانعت میں جاري کیا اور قوم ڈهاڑیوں اور گویوں بهانڈوں کي سخت بندي کي یهاں تک که شاهي ملازم گویوں اور بجانے والوں کو موقوف کیا اور نجومیوں کي راه ماري اور ملازم منجموں کو رخصت کیا اور سارے شاعروں کو جواب دیا جنکي آبرو اُنکے قایم تهي اور ان کو وظیفے ملتے تهے اور ملک الشعرائي کا عهده اُٹهایا بلکه مورخوں نے یهه بهي لکها هے که شعر پڑهنے اور کهنے کي بهي ممانعت † کي مگر یهه سختي چندروز کے لیئے هوگئي

§ خافي خان
† خافي خان

اِس لیئی کہ خاص اُس کے رقعوں میں اوروں کی شعریں موجود ہیں
اور کہیں کہیں ایسے شعر مندرج ہیں جو فی البدیہہ تحریر کے وقت اُس
کی زبان سے نکلے علاوہ اُس کے تاریخ نگاری کی ممانعت میں بہت بڑی
تاکید فرمائی چنانچہ اُس نے تاریخ نگار کو موقوف کیا جو قدیم زمانہ
سے بادشاہی تاریخوں کو لکھتا تھا یہانتک کہ تاریخ نویسی کے محکمہ کا
نام و نشان بھی نہ چھوڑا اور اپنی سلطنت کی حال نویسی کو بہت
مضبوطی سے منع کیا چنانچہ اُس کی سلطنت کے گیارھویں برس
سے واقعات کا سلسلہ ایسے خطا و خطوط سے دریافت ہوتا ہی کہ جن کو
خاص خاص لوگوں نے اپنے معاملوں میں لکھا پڑھا تھا اور نیز ایسے حالوں
سے معلوم ہوتا ھے جنکو بعض بعض لوگوں نے خفیہ خفیہ قلمبند کیا تھا
اور اُسی زمانہ کے چند برس بعد مسلمانوں کی نسبت رسمت کا محصول
آدھا رکھا اور ہندوؤں سے کچھہ کم نکیا اور منجملہ اور ترمیموں کے اپنی
تعظیم و تکریم کے قاعدےبھی بدلے اور جھروکہ کا بیٹھنا اِس لیئے موقوف کیا
کہ اُس کے سجدہ کرنے کا موقع کسیکو ہاتھہ نہ آوے اگرچہ منجملہ اُن
تبدیلیوں کے چند تبدیلیاں ہندوؤں سے صاف تعلق رکھتی تھیں مگر سب
تبدیلیوں پر یہی نتیجہ مترتب ہوا کہ ہندو مسلمانوں میں امتیاز و تنفر
پیدا ہوا اور حسد کا باب بے تکلف کھل گیا جس کو پہلے بادشاہوں نے
بڑی عمدہ تدبیروں سے مسدود کرنا ٹھہرایا تھا اور اُس کے مسدود کرنے
کو تدبیر مملکت سمجھا تھا بعد اُس کے جو تدبیریں اُس نے نکالیں وہ
سخت ناگوار اور تعصب شعار تھیں اِس لیئی کہ اگرچہ یہہ فرمان
اُس نے منصفانہ جاری کیا کہ ساری عدالتوں میں سرکار پر نالشیں
سنی جاویں اور بقانون شریعت تحقیقات اُن کی عمل میں آوے مگر
یہہ گشتی حکم بھی سارے حاکموں اور اختیار والوں کے پاس بھیجا
کہ آیندہ سے ہندو بھرتی نہ کیئی جاویں اور اُن تمام عہدوں پر مسلمان
بھرتی کیئی جاویں جو تمہارے تحت حکومت میں ہوویں مگر یہہ

حکم تعمیل کے قابل نہ پایا گیا اور وہ فرمان فردباطل کي طرح معطل پڑارھا اور کوئي فائدہ اِس پر علاوہ اُس کے مترتب نہ ھوا کہ لوگوں میں شور اُٹھا اور بدگماني پیدا ھوئي *

جزیہ کي تحصیل میں وہ کاھلي نبرتي گئي جو فرمان مذکور کي تعمیل میں واقع ھوئي اور یہہ وہ محصول تھا جسکو بادشاھوں نے پہلے پہل کي فتوحات میں اُن تمام کافروں پر لگایا تھا جنھوں نے اسلام کي اطاعت قبول نکي تھي اور یہہ ایک کسوتي تھي جس کے ذریعہ سے کھوتے کھرے یعني مخالف موافق پر کھے جاتے تھے محصول مذکور کے شگفتہ ھونے سے ھندوؤں کي طبیعتوں پر نہایت پژمردگي اور بغایت ناراضي چھائي اور خاص دلي اور اُسکے پاس پروس کے ھندو جوق جوق آئے اور بادشاھي محل کو نالاں گریاں ھوکر گھیرا مگر اُن کے شور و غوغا پر کوئي اثر مترتب نہوا یہاں تک کہ جب اگلے جمعہ کو بادشاہ جامع مسجد کو جانے لگا تو گلي کوچوں کو داد خواھوں سے اتنا بھرا پایا کہ ھجوم و کثرت کے مارے دم گھتنے لگا اور تھوڑي دیر اس امید پر ٹھہرا رھا کہ راستي نرمي سے کھیں راہ اُسکو ھاتھہ آجاوے مگر جبکہ وہ انبوہ اپني جگھہ پر جما رھا تو اُس نے یہہ حکم سنایا کہ زور زبردستي سے سواري آگے بڑھی چنانچہ بہت سے فریادي گھوڑے ھاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور باقي لوگوں کے دلوں میں اس درشتي کي ھیبت پڑي اور بلا حجت و تکرار اُس محصول کو قبول کیا اور آیندہ کو کسي نے دم نہ مارا *

## ھندوؤں کے عام بگاڑ کا بیان

بہت ھي تھوڑے دنوں میں ان برے کوتکوں کو یہہ پھل پھول لگي کہ عام ناراضي قایم ھوئي اس بادشاہ کي شروع سلطنت میں ھندو لوگ اُسکي ملازمت کو ایسے جي جانسے بجا لاتے تھے جیسے مسلمان بھائي خدمت اُسکي کرتے تھے اور یہہ حال اونکا تھا کہ اگر وہ ھندوؤں کے مقابلہ میں پڑتے تھے تو بادشاہ کي وفاداري نچھوڑتے تھے مگر جب کہ اون کو انتظام

جدید کا تجربہ ہوا تو اونکی وابستگی میں خلل پڑا یہاں تک کہ خاص قلمرو کے ہندوؤں میں جگہہ جگہہ ناراضی پہیلی پہلے پہل راجپوتوں نے بگڑنا شروع کیا اور دکن کے ہندو مرہٹوں کے شریک ہوگئے سنہ ۱۶۷۷ع مطابق سنہ ۱۰۸۸ ہجری میں عام بگاڑ واقع ہوا † *

مذہبی عداوتیں ایسی بڑہیں کہ ساری بہبودگا بن گئیں اور باعث اوسکا یہہ پڑا کہ محصول لگانے سے چہہ مہینے گذرنے پر یہہ قصہ واقع ہوا کہ راجہ جسونت سنگہہ کابل میں مرگیا اور ایک رانی اور دو بیٹے صغیرسن

---

† خافی خاں—اُس زمانہ کے لوگوں میں جو جو خیال پہیلے ہوئے تھے حال اُنکا ایک نامہ موسومہ بادشاہ سے جسکو عموماً راجہ جسونت سنگہہ سے نسبت کرتے ہیں بخوبی دریافت ہوتا ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ وہ نامہ جسونت سنگہہ کا نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ وہ نامہ اُس علانیہ دشمن کا معلوم ہوتا ہی جسکے ملک پر دھاوا ہونیوالا تھا علاوہ اس کے راجہ جسونت سنگہہ اُس زمانہ میں افغانوں کے مقابلہ پر متعین تھا جب کہ جزیہ لگایا ہوا اور وہ مرنے تک اٹک پار رہا اور سب سے قطع نظر وہ نامہ اُس وقت کے بعد کا ہی جب کہ سلطنت کا تنزل واضح ہوچکا تہا اور کہتے ہیں کہ اودے پور والے رانا راج سنگہہ کا وہ نامہ تھا کبھی راجہ سرجوا سنگہہ سے نسبت کرتے ہیں اور مرہٹے یہہ دعوی کرتے ہیں کہ سیوا جی نے لکہا تہا ( گرینڈ ڈف صاحب جلد اول صفحہ ۲۱۹ ) مگر غالب یہہ ہی کہ وہ کسی عام ہندو مدبر کی تدبیر تہی جسنے سلطنت کے مقابلہ پر اپنی راے کا اظہار اس طریقہ سے مناسب سمجہا تہا یہہ نامہ حسن لیاقت سے خالی نہیں اس لیئے کہ اُسمیں ہر قسم کے مذہبوں اور قوموں کے گوارا رکھنے کے اصولٔ و قاعدوں پر بحث و مباحثہ کیا ہی بیان کیا کہ جزیہ لگانا اصول مذکورہ کا ناسخ ہی علاوہ اُس کے خاندان تیمور کے پہلے بادشاہوں کی فیاضی اور عالی ہمتی کی تعریف لکہی اور اُنکی سلطنتوں کے زمانہ کا مقابلہ جو نہایت شاداب و تازہ تہیں اورنگزیب کے زمانہ سے کیا اور صاف صاف لکہا کہ اس زمانہ میں سارے فرقے اور تمام مذہب ناراض اور سلطنت کا محاصل خراب اور رعایا داد فریادی ہی اور باوصف اس کے سرکاری خزانہ خالی اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت سے غفلت ہی اور شہر غیر محفوظ اور تباہی زوال پذیر ہیں خط مذکور کا ترجمہ اورم صاحب کے پرچوں کے صفحہ ۲۵۲ میں مندرج ہی اور وسٹن صاحب نے بہی اُس سے زیادہ عمدہ لفظی ترجمہ ٹہیک کیا اور اصل سمیت اُسکو سنہ ۱۸۳۰ع میں چہاپا

چهوڑ گيا بعد اوس كے وہ راني بادشاه كي بلا اجازت اور بلا پروانه راه داري بچوں سميت هندوستان كو روانه هوئي اور جب كه اتك پر روكي گئي تو اوس كے محافظوں نے يهه اراده كيا كه اتك كے پهره والوں كو مار پيٹ كر نكل جاويں مگر كسي ايسي پاياب راه سے اوتر گئے جهاں پهره چوكي كا خرخشه نتها بادشاه كو اس تعدي كا پرچا لگا اور راجه جسونت سنگهه كے جورو بچوں كو قابو ميں ركهنے كا حيله هاتهه آيا چنانچه اوس نے اونكو دلي كے آنے سے روكا اوراوسكے لوگوں كو اپني فوج سے گهيرا *

راجپوتوں نے اپني معمولي دلاوري كے علاوه فند و فطرت سے يہاں كام ليا يعني درگا داس اون كے سردار نے بادشاه سے يهه اجازت حاصل كي كه هم لوگ اپنے جورو بچوں كو كسي قدر محافظوں كي حفاظت ميں كركے اپنے ملك كو روانه كريں چنانچه اوس كي راني اور اوس كے بچوں كو بهيس بدلاكر محافظوں كي حفاظت ميں روانه كيا اور اون كي جگهه اوسي سن و سال كے دو لڑكے اور ايك لونڈي قايم كي اور يهه تدبير اس سبب سے راس آئي كه اونكي عورتيں پرده نشين تهيں اور وهاں مردوں كا دخل و تصرف نتها باوصف ان دور انديشيوں كے بهت عرصه نگذرا تها كه اورنگ زيب كو شبهه پيدا هوا اور راني اور اُسكے بچوں كو قلعه ميں داخل كرنے كا حكم جاري كيا مگر اُن كے نكل جانے كي نسبت وهم اُس كا ايسے رفع هوا كه راجپوتوں نے سينه زوري دكهائي اور راني اور اُسكے بچوں كي سپردگي سے صاف انكار كيا اور كهلم كهلا يهه بات كهي كه هم راني كو نه دينگے بلكه جان اپني دينگے اب بادشاه اس پر آماده هوا كه اُن كو مغلوب كرے چنانچه اُس نے اُن كے مقابله پر تهوڑي سي فوج بهيجي جسكو راجپوتوں نے مار كر بهگا ديا مگر آخر كو جب بهت سے راجپوت كام آئے تو فرضي راني اورجعلي بچوں كو گرفتار كيا اور درگا داس وغيره رهے سہے لوگ اُس كے منتشر هو گئے بعد اُس كے تهوڑي دور پر

جاکر اکہتے هوئے اور اپنے ملک کي راہ سنبهالي راجپوتوں کے مقابلہ کي حاولت سے راني کو نکل جانيکي فرصت هاتهہ آئي چنانچہ وہ صحيح سلامت جودهپور ميں داخل هوئي اور اُسکے بڑے بيٹے اجيت سنگهہ نے مارواڑ پر ايک مدت تک راج کيا اور حکومت کا مزا اُٹهايا اور عالمگير کي زندگي تک اُس کا سخت دشمن بنا رہا اورنگ زيب ايک مدت تک اس شبهہ ميں مبتلا رہا کہ وہ راجہ حقيقت ميں جسونت سنگهہ کا بيٹا هي يا حقيقي بيٹا اُسکا ميري نظربندي ميں هي اور اس نظر سے اورنگ زيب اپني معمولي شوخي سے فرضي بچوں کو راجہ جسونت سنگهہ کي آل و اولاد سمجهتا رہا اور اُن کي توقير و عزت اور خاطرداري کا حکم کيئے گيا اور بعد اُس کے اُن کے استحقاق کے حيلہ بہانہ سے جودهپور پر حملہ کيا *

جب کہ راجپوت راجاؤں نے منجملہ اپنے گروهوں کے ايک راجہ کے گهرانے پر ايسا زور ظلم ديکها اور جزيہ کي ناگواري اُس پر زيادہ هوئي تو سارے راجپوت آپسميں متفق هو گئے مگر راجہ رام سنگهہ جيپور والا جسکے گهرانے کو بادشاهي خاندان سے رشتے ناتوں اور کئي پشتوں سے معزز عهدوں کي بدولت مضبوط واسطہ اور مستحکم علاقہ تها اُنسے مستثنی رہا اور ايسے اڑے وقت ميں بهي بادشاہ کي رفاقت نہ چهوڑي اور راج سنگهہ اودے پور والا جسونت سنگهہ کي اولاد کے مقدمہ ميں جي جان سے شريک هوا اور قبول جزيہ سے حسب ضابطہ صاف انکار کيا اب کہ ملک راجپوتوں کا تمام مغربي حصہ اورنگ زيب کا مخالف هوا تو اوس نے ماہ جنوري سنہ ۱۶۷۹ع مطابق ذي‌الحجہ سنہ ۱۰۸۹ هجري کو فوج اکٹهي کرکے اجمير کي جانب کو کوچ کيا اور اجمير پہونچکر فوج کے مختلف ٹکڑے مواڑ کي لوٹ کهسوٹ پر بهيجے اور بڑے حصہ کے ذريعہ سے مواڑ کے راجہ راج سنگهہ پر ايسا دباؤ ڈالا کہ اوسنے اطاعت کي درخواست کي چنانچہ عمدہ شرطيں اوسکو عنايت هوئيں اور جزيہ کي

عوض میں تھوڑا سا ٹکڑا اوسکے ملک کا قبول کیا اور کوئی کام اوس کام کے سوا اوسکے ذمہ نہ ڈالا کہ وہ جودھ پور والے کی امداد و اعانت نکرے ؛

بعد اوس عہد و شرایط کے بادشاہ دلی کو واپس آیا اور کچھہ کم آٹھہ مہینے دلی سے باہر رہا اور دارالسلطنت میں پہونچنے ہی پایا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ راجہ راج سنگھہ اپنی بات پر قایم نہ رہا غالباً اسنے جودھپور والے کو خفیہ مدد پہونچائی ہوگی غرضکہ تھوڑے دنوں گذرنے پر ماہ جولائی سنہ ۱۶۷۹ع مطابق رجب سنہ ۱۰۹۰ ھجری میں بادشاہ کو اجمیر کی طرف آنا پڑا اور اس موقع پر ساری زور و قوت اور پوری عقل و ذہانت کو راجپوتوں کے پس پا کرنیکی غرض سے کام میں لایا جو اُس کے مقابل پر متفق ہوئے تھے چنانچہ اوسنے شہزادہ معظم کو دکن سے اور شاہزادہ اعظم کو بنگالہ سے طلب کیا اور پچھلے وقتوں میں نایب السلطنت گجرات کو یہہ حکم بھیجا کہ وہ گجرات کیجانب سے راجپوتوں کے ملک پر حملہ کرے مگر بڑا حملہ خاص بادشاہی فوج کے ذریعہ سے کیا گیا جو شاہزادہ اکبر کی تحت حکومت ہوکر تہور خاں کی امداد و رہنمائی سے سیدھی اودے پور پر روانہ کئی گئی تہی جوں ہی کہ راجہ راج سنگھہ فوجوں کی چڑھائی سے خوف کھا کر ارولی پہاڑوں میں بہاگا تو اکبر نے اُس کا پیچھا کیا اور فوج کے ایک ٹکڑے کو اُس کے کشادہ ملک کی تاخت تاراج پر پیچھے چھوڑا اب شاہزادہ معظم اوجین میں داخل ہوا اور اُس کے نام پر یہہ شقہ جاری کیا گیا کہ شاہزادہ اکبر کی فوج کا طور اِختیار کرے اور شاہزادہ اعظم کو یہہ ہدایت ہوئی کہ جودھپور کے علاقہ کو اور نیز اُس کے پاس پروس کے ضلعوں کو خاک سیاہ کرے اور سبکو یہہ حکم تھا کہ اپنی اپنی فوجوں کا ایک ایک ٹکڑا اُن رستوں کے لو ٹنے پر متعین کریں جنکو بھگوڑے راجپوت اپنے پہاڑوں میں لیجا تے ہیں اور باقی فوجوں کو شہر و دیہات کے جلانے اور پہل دار درختوں کے کاٹنے اور جورو بچوں کے لونڈی غلام

بنانے میں مصروف کریں تاکہ لڑائی کی ساری مصیبتوں کو بڑی سختی و مشقت سے دشمن اوٹھاویں یہہ خیالات اورنگ زیب کی خوے و خصلت کے نہایت مناسب تھے اور ان بڑے کڑے حکموں کا صرف یہی باعث نہ تھا کہ اوس کے دل میں درد کی بو باس اور آدمیت کا نام و نشان نہ تھا بلکہ مذہبی تعصبوں اور اوس استحقار کے باعث سے جو اوسکو مقابلہ سے پیدا ہوتا تھا یہہ بات غالب معلوم ہوتی ہے کہ اوس کے ایسے مزاج پر جو لوگوں کی برائی بھلائی کا حساب اپنی نسبت کیا کرتا تھا غیظ و غضب کا دخل اور پاداش و تدارک کا تسلط غالب تھا غرض کہ ان سختیوں کا کوئی باعث ہووے مگر اون پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ ہمیشہ کے لیئے مغلوں کی سلطنت سے راجپوت الگ تھلگ ہو گئے اگرچہ بعد اُس کے اوس کے جانشینوں سے آشتی رہی اور گاہ گاہ اپنی فوجوں کو بادشاہ کی اِمداد پر بھیجتی رہے اور وفاداری کیئے گئے مگر جبرواکراہ اور نہایت بے اعتمادی سے وہ خدمت گذاری ہوتی تھی اور یہہ خدمت گذاری اوس گرمجوشی سے مشابہہ نہ تھی جس کے باعث سے وہ پہلے وقتونمیں سلطنتوں کی شاخیں بن رہے تھے *

راجپوتوں نے اس لڑائی کے سارے زمانہ میں پچیس ہزار سوار میدان میں قایم رکھے جس میں جودہپور کے راٹہور اکثر داخل تھے اور پہاڑوں والی فوج کے پیادوں کی تائید سے اون سواروں کی بدولت بڑا نقصان اپنے دشمنوں کو پہونچایا چنانچہ وہ رسدوں کی باربرداریاں کاٹکر لیجاتے تھے اور بادشاہی فوج کے مختلف ٹکڑوں پر حملہ کرتے تھے اور عمدہ مقاموں کی حفظ و حراست پر لڑتے مرتے تھے اور کبھی کبھی چھاپوں اور شبخونوں کے ذریعہ سے بڑے بڑے فائدے اوٹھاتے تھے مگر درگاداس جو راجپوتوں کے مشورت والوں میں بڑا درجہ رکھتا تھا اپنے ملک کی نجات و آزادی کے لیئے زور و قوت کے بھروسے نرہا بلکہ اوس نے شاہزادہ معظم سے خط و کتابت جاری کرنے اور اوس کو بادشاہ سے توڑنے میں بڑی کوشش برتی

اور یہہ بات اوس کو لکھی کہ اگر تو ہمارا طرفدار ہوجاویگا تو ہم
تیری تخت نشینی کی اعانت کریں گی معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ معظم
بھی کچھہ تھوڑے دنوں ان جھوٹی ترغیبوں کا فریفتہ رہا جو ہوشیار
و بالغ ہو چکا تھا اور تخت سلطنت کی نسبت دوسرے درجہ کی
وراثت رکھتا تھا مگر جب کہ اُس نے راجپوتوں کی بات نہ مانی تو
شاہزادہ اکبر نے خوشی سے قبول کیا جو سب سے چھوٹا بیٹا اور تیئیس برس
کا گبرو تھا اور لڑکپن میں پسندیدہ وارث سمجھا جاتا † تھا شاہزادہ اکبر
نے درگاداس کی تجویزوں کو ایک لخت اختیار کیا اور شاہزادہ معظم نے
بادشاہ کو آگاہی دی مگر باوصف اُس کے اورنگ زیب اکبر سے وابستہ رہا
اور اُسکی صغیر سنی کے باعث سے کوئی اندیشہ نہ کیا اور معظم سے اندیشہ
ناک اور رنجیدہ ہوا اور اُس کی خیر خواہی کو بغض و عداوت پر
محمول کیا بلکہ اِس سے زیادہ برا سمجھا اور اکبر کی بد خواہی سے محفوظ
رہنے کے لیئے کوئی بڑی بھلی تدبیر اُس نے نہ سوچی یہانتک کہ یہہ خبر
پہونچی کہ درگاداس اکبر کی فوج کے متصل پڑا ہے اور اکبر نے بادشاہی کا
خطاب اختیار کیا اور تہور خاں بڑا وزیر اُسکا بنا اور مجاہد خاں دوسرا سردار
ایک بڑے عہدہ پر ممتاز ہوا اور کسی خاص سردار کے نہونے سے تمام فوج
اونہیں حاکموں کے زیر حکومت رہی جنکے زیر حکومت چلی آتی تھی اور
اورنگ زیب کی یہہ صورت تھی کہ ساری فوج کو ادھر اودھر روانہ کیا تھا
اور ایک ہزار آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ بھی اوسکے پاس اجمیر میں باقی نہ رہی
تھی کہ ناگاہ اوسنے یہہ سنا کہ اکبر پورے پورے کوچوں کے ذریعہ سے اوسکے
مقابلہ کو چلا آتا ہے چنانچہ فی الفور اوسنے معظم کو اوسقدر فوج سمیت
طلب کیا جسقدر اوس سے مہیا ہو سکے مگر جو فوج اوسنے اکھٹی کی وہ
زنہار اس قابل نتھی کہ شہزادہ اکبر کا مقابلہ کرے جو ستر ہزار آدمیوں کا
مالک تھا اورنگ زیب پر مایوسی کی حالت طاری ہوئی اور زیادہ

---

† برنیر صاحب کی تاریخ جلد ایک صفحہ ۱۹۳

خرابي کا یهه باعث هوا که اوسنے اون برانے شک شبهوں کو اوچهالا جو شهزاده معظم کي نسبت اوسکے جي میں بیٹهے تهے چنانچه اوسنے یهه حکم دیا که هماري توپیں فوج معظم کے رخ پر لگائي جاویں مگر اِس پریشاني میں اوسان اوسکے خطا نهوئے تهے اور عقل سلیم اوسکي قایم تهي غرضکه اوسنے یهه سوچا که اکبر کي فوج کا بڑا حصه بدخواهوں کے سکهانے پڑهانے سے یکایک بغاوت پر آماده هوا اور کوئي قلبي عداوت درمیان نتهي که اوسکي ضرورت سے باغي طاغي هوتا چنانچه یهه بات سوچ سمجهکر مجاهد خاں کے بهائي کو جو ایک لایق فایق افسر تها تهوڑے سواروں سمیت اس غرض سے بهیجا که حتي الامکان اپنے دشمن کے متصل جاکر بڑهے اور اپنے بهائي سے خط کتابت جاري کرے مجاهد خاں جو جان و دل سے اکبر کا شریک و شامل نهوا تها سب سے پهلے بهائي سے آ ملا اور بعد اوسکے اور سرداروں نے بهي اوسکي طرز اختیار کي اور اکبر کي ساري فوج کا حال اس طرح دریافت هوا که اگلے دن تهور خاں بڑا وزیر اکبر کا فوج کا اگلا لکڑا لیکر اس قصد پر آگے کو بڑها که گویا وه لڑنے جاتا هی اورنگ زیب کي فوج میں شریک هو گیا *

یهه بات ثابت نهیں هوتي که جب تهور خاں بادشاهي فوج میں داخل هوا تو اوسکي نسبت یهه شک شبهه که وه دغا کے اراده پر آیا حقیقي تها یا کسي بهانه سے کیا گیا مگر دغا کا اراده قرین قیاس نهیں خیر حقیقت کچهه هي هو مگر یهه افواه اڑ گئي که وه بادشاه کے مارنے کو آیا هی اور جب که هتیار اوس سے مانگے گئے اور وه مقابله سے پیش آیا تو زور و زبردستي بڑتي گئي اور بادشاهي خیمه کے متصل پاش پاش کیا گیا حاصل یهه که جب تهورخاں اور هر پایه کے بهت سے لوگ اکبر کو چهوڑ کر چلے گئے تو راجپوتوں پر بڑي هیبت چها گئي اور یهه سوچ سمجهکر که اب سارے مسلمانوں سے صرف هم هي هم کو مقابله کرنا پڑیگا اپني سلامتي کي یهه تدبیر سوچي که اپنے اپنے گهر کو چلدیئے اور درگا داس

اکبر کي خدمت میں تین هزار سواروں سمیت اسغرض سے جما رها که اسکي حفظ و حراست میں اُسکي مراجعت پر کوشش کرے اور اب یهه نوبت پهونچي که کوئي مسلمان اکبر کے پاس نرها اور اوسکو راجپوتوں سے غایت توقع یهه هوسکتي تهي که وہ اونکي مصنتوں مصیبتوں میں شریک و شامل رهے اور وہ لوگ اُس سے کنارہ کشي نکریں اِس لیئے اکبر نے مرهٹهونکا دامن پکڑنا چاها چنانچه گجرات کے پهاڑوں میں گهسکر اپنے تعاقب کرنیوالوں سے جان بچائي اور یکم ماہ جون سنه ۱۶۸۱ع کو کنکان کیجانب راهي هوا اور صحیح سلامت پهونچا اور درگا داس اب بهي پانسو سواروں سمیت اوسکي رفاقت میں موجود تها † *

شاهزادہ اکبر کي بغاوت سے پہلے جو لڑائي کا نقشه تها وهي نقشه میواڑ اور جودهپور سے قایم رها اور زور شور اوسکا کچهه کم نه هوا چنانچه بادشاهي فوج والے تاخت تاراج برابر کرتے رهے اور راجپوت اُس تاخت تاراج کا انتقام مالوہ سے لیتے رهے اور آخر کار اپنے ظالم دشمنوں کي خوي و خصلت کو کام نا کام اختیار کر کے مسجدوں کو توڑا اور قرانوں کو جلایا اور اور ملا لوگوں کو طرح طرح سے ستایا اور اس قسم کي لڑائي سے بڑا نقصان اودے پور والے کو پهونچا جسکي زرخیز قلمرو مغلوں کي قلمرو کے نهایت متصل واقع تهي اور مغلوں کي فوج آسمیں متصرف تهي مگر جودهپور کا ملک اِس بهاري نقصان سے محفوظ رها جو دور دراز اوجڑ بنجر پڑا تها اور خود اورنگ زیب کو ایسي لڑائي کے اختتام کي خواهش هوئي جسکے باعث سے اور بڑے کاموں میں دست انداز نهوسکا چنانچه اپني تدبیر و حکمت سے اودے پور کے راجه کو آشتي کي درخواست پر آمادہ کیا اور جب که درخواست آسکي طرف سے گذري تو في الفور اُسپر توجهه فرمائي چنانچه جزیه سے اغماض برتا گیا اور ملک کے

† چٹهیاں مرقومہ مقام پوہٹي جو اورم صاحب کے پرچوں کے صفحه ۲۶۷ میں مندرج هیں

جس ٹکڑے کو جزیہ کے معاوضہ میں لیا تھا اکبر کی اہانت کے جرمانہ میں رکھا گیا باقی کل شرطیں راجہ کے حق میں بہت مفید تھیں جسکی عزت کا لحاظ اس وعدہ سے کیا گیا اور عہد نامہ لکھا گیا کہ جب اجیت سنگھہ جوان ہو جاویگا تو اس کا ملک اس کو † دیا جاویگا حاصل یہہ کہ اورنگ زیب اس عہدنامہ کے ذریعہ سے اپنے لاؤ لشکر کو بلا کسی ذلت و خواری کے دکن کی جانب متوجہ کرسکا جہاں اسکی موجودگی کی ایسی قوی ضرورت تھی کہ وہ آیندہ ٹل نہ سکتی تھی مگر اس عہد و پیمان سے امن چین چنداں بحال نہوا اس لیئے کہ مغرب کے راجپوت اب بھی کھوٹ پھوٹ رکھتے تھے اور تھوڑی مدت گذرنے پر اودے پور کے راجہ سے پھر لڑائی شروع ہوئی یہاں تک کہ سارے راجستان کی ریاستیں باستثنائے جیپور اور مشرقی جانب کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے اورنگ زیب کی آخر سلطنت تک علانیہ بدخواہ رہیں اگرچہ اُن مختلف ریاستوں کی دارالحکومتیں مغلوں کے ہاتھوں میں رہیں اور راجپوت اپنے باہمی نزاعوں کے باعث سے بڑی بڑی فتوحات کے قابل نہ ہوا سکے مگر باوصف اس کے اپنے ملکوں میں بادشاہی فوج والوں کو نہایت تنگ کیا اور گجرات مالوہ وغیرہ صوبوں کو بہت سا لوٹا کھسوٹا ‡ *

---

† اورم صاحب کے پورے صفحہ ۱۰۶ ٹاڈصاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۵۱

‡ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۶۹ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس عہد نامہ کے بعد کا جو حال لکھا ہی تصحیح اُسکی عہد مذکور کے مسلمانوں کے اخبارات سے ہوتی ہی جنکا ہونا اپنے تحفہ میں ٹاڈ صاحب نے بیان کیا ہی بلاشبہہ بیان اُنکا راجپوتوں کی تحقیقاتوں سے بالکل مشابہہ نہیں چنانچہ اُنہوں نے صاف ایک واقعہ کو دوسرے واقعہ سے مناسب بیان کیا اور ہمیشہ ایسی تاریخوں کا حوالہ دیا جو اُن واقعات کی تاریخوں سے مطابق ہیں جنکو اور مورخوں نے بیان کیا *

# تیسوا باب

## سنه ۱۶۸۱ سے سنه ۱۶۹۸ع تک کے بیان میں

اورنگ زیب اُن ذریعوں کو جو اُسکے تحت و تصرف میں موجود تھے دکن کے تصفیه پر جہاں بڑي بڑي تبدیلیاں اُس زمانه میں واقع ہوئي تھیں جب که اورنگ زیب اور طرف مصروف و آماده تھا لگائے گیا اور راجپوتوں کي لڑائي بھڑائي اُس کي مانع مزاحم نهوئي بیان اُس کا یہه ھی که جب سنه ۱۶۷۲ع میں فوج اُس کي افغانوں کے مقابله پر روانه کي گئي تو دکن کے سپه سالار خان جہان نے آپ کو ایسا کمزور پایا که مرهٹوں سے بڑي سرگرمي سے لڑ نه سکا بلکه حال اُسکا ایسا تھا که اگر مرهٹوں کا سردار اُس کے صوبه پر دھاوا کرتا تو وہ اُس کو بچا بھي نه سکتا اسي اثنا میں بیجاپور کا بادشاه مر گیا اور اُن فسادوں کي بدولت جو بعد اُس کے واقع ہوئے سیواجي کے جي میں بڑي اُمنگیں آئیں اور وہ اُمنگیں اُن اُمنگوں کي نسبت زیاده تھیں جو مغلوں کے ممالک پر اُسکے جي میں آتي تھیں اس موقع پر بیجاپور کي مملکت کے حصوں میں سے جس حصه پر سیوا جي ملتفت ہوا وہ سمندر کي جانب کا حصه گھاٹوں والا اور اُس کے پاس کے گھاٹوں کا پہاڑي ضلع تھا چنانچه سنه ۱۶۷۳ع اور سنه ۱۶۷۴ع دو برسوں کے اندر اندر بہت سي لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اُسنے کنکان کے سارے جنوبي حصه پر قبضه کیا مگر وہ مقام اُسکے دخل و تصرف سے مستثنی رھے جو حبشیوں اور انگریزوں اور پرتگالیوں کے قبض و تصرف میں تھے اور گھاٹوں کے اُس بالائي حصه پر قابض ہوا جو دریاے کشنا کے بالائي حصه سے زیاده مشرق کي جانب کو پھیلا ہوا ھی اگرچه سیواجي کو ایک عرصه سے بادشاهي کے حقوق مرافق حاصل تھے مگر اب اُسنے اُن بڑے بڑے کاموں کے لحاظ سے جو اُس کے ھاتھه سے نکلنے والے تھے یہي مناسب سمجھا که اُن کا برتاؤ اپنے پہلے زمانه کي نسبت بڑي شان و شوکت سے کرنا چاھیئے چنانچه

اُس نے دوبارہ رایے گڈھ میں مغلوں کی تخت نشینی کے تکلفات برتے اور راج گدی پر بیٹھا اور بادشاہوں کی مانند تل میں بیٹھ کر سونے چاندی کا تلادان کیا اور اپنے متوسلوں پر اچھی اچھی چیزیں تقسیم کیں اور بڑے بڑے افسروں کے خطاب فارسی سے شاسکرت میں بدلے اور جب کہ اُس نے مسلمان بادشاہوں کی شان و شوکت اختیار کی تو اپنے مذہب کی باتوں پر بہت ملتفت ہوا اور کھانے پینے اور علاوہ اُس کے تمام چیزوں میں جو ہندو دھرم اور حفظ نسب سے علاقہ رکھتی تھیں بڑی احتیاط برتی † *

جبکہ سیواجی کو اپنی فتوحات میں بڑا عرصہ لگا تو اسکے باعث سے اُسکی راج گدی کے تھوڑے دنوں بعد اُسکے ملک مقبوضہ پر مغلوں کو دھاوا کرنے کا حوصلہ بڑھا مگر اس داؤ گھات کا افسوس اُن کو کرنا پڑا یعنی سیوا جی خود بڑا نہ ہوا اور اپنی فوج کے کئی ٹکڑے بادشاہی قلمرو میں روانہ کیئے چنانچہ اُن ٹکڑوں نے دو قلعہ فتح کیئے اور بادشاہی قلمروکو خاندیس اور برار کے وسط تک لوٹا کھسوٹا بلکہ گجرات میں بروچ تک گھس بیٹھے گئے اور اسی مقام سے اول مرتبہ نربدہ پار اُترے یہہ دھاوے سنہ ١٦٧٥ میں واقع ہوئے اور جو کہ سیواجی کو یہہ اُمید تھی کہ اب مغل دوبارہ چھیڑ چھاڑ اُس سے نہ کریں گے تو اُس کو ایک ارادے کے پورے کرنے کی فرصت ہاتھہ آئی جو ایک مدت سے اُس کے دل میں کھٹک رہا تھا اور وہ ارادہ یہہ تھا کہ اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کرے اور اپنے باپ کی فتوحات کو جنوب ہندوستان میں وسعت بخشے رہ

---

† اکزنڈن صاحب جو بمبئی کے یوروپ والے کار خانہ داروں کی طرف سے سیواجی کے پاس ایلچی بنکر گئے تھے سیوا جی کے راج تلک ہونے اور راج گدی پر بیٹھنے کیوقت موجود تھے اور اُنھوں نے اُس کے راج تلک کو اُس سے زیادہ شان شوکت والا بتایا ہے جو ابتداے زمانہ کے مرہٹوں سے متوقع ہوسکتا تھا چھٹی جون سنہ ١٦٧٤ کو راج تلک اُس کا ہوا تھا

جاگیر ابتک اُس کے چھوٹے بھائی ونکاجي کے قبض و تصرف میں تھی جو والي بیجا پور کي نام کی اطاعت سے قابض چلاآتا تھا یعني بجاے خود مستقل تھا اور صرف نام کو مطیع تھا اب سیوا جي کو یهه اِختیار حاصل هوا کہ جاگیر مذکور کا وراثتاً دعوی کرے یا بطور دشمن اُس کو فتح کرے اور اِلتفات اُس کا خصوص اُس جاگیر پر اِس وجهه سے مایل هوا کہ ایک برهمن رگهناتهه نراین نامي جو ساهجي کي طرف سے انتظام اُس جاگیر کا کرتا تها اور بعد اُس کے ونکاجي کا وزیر رها کسي بات پر ونکاجي سے لڑ جهگڑ کے سیوا جي سے آکر ملا اور یهه شخص اپني معلومات اور وهاں کے تعلقات کے باعث سے سیواجي کے بڑے مطلب کا تها مگر چونکہ سیواجي ایسي دور و دراز مهم پر بدون اِس کے بے خوف و خطر روانہ نهوسکتا تها کہ کسي خیرخواه کو اپنے پیچهے چهوڑ جاوے یعني جو ملک اُس کے پیچهے رهے وہ کسي بدخواه کا نہ هووے تو اُس نے اُس بغض و عداوت سے جو گولکنڈه کے بادشاه کو بیجا پور کي ریاست سے تهي اور اُن خوفوں سے جو گولکنڈه کي ریاست کو مغلوں کي جانب سے سوجهتے تهے آپ کو یهه فایده پهونچایا کہ گولکنڈه والی سے مغلوں اور بیجاپور والوں کے مقابلہ میں رفاقت پیدا کي جو خود اُس کے اور گولکنڈه والوں کے عام دشمن تهے اور جبکہ بات اُس کي پکي هوگئي تو سنہ ۱۶۷۶ ع کے اخیر میں تیس هزار سوار اور چالیس هزار پیادے ساتهه اپنے لیکر گولکنڈه کي جانب کو روانہ هوا اور گولکنڈه میں تهوڑے دنوں تک اِس غرض سے توقف کیا کہ اپني رفاقت کا صاف صاف تصفیہ کرے چنانچہ باهم یهه قرار پایا کہ اگر سیواجي اپنے باپ کي فتوحات سے آگے بڑهے تو اُس میں بادشاه کو حصہ دے اور بادشاه اُس کے بدلے میں کسیقدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے باقي فوج اپني بیجاپور اور مغلوں کي روک ٹوک کو پاس اپنے قایم رکهے غرض کہ بطور مذکور اُس نے اپنا پیچها مضبوط و مستحکم کیا اور ماه مارچ سنہ ۱۶۷۷ کو مقام کرنول سے کشنا پار اُترا اور کداپا سے

گذر کر ماہ مئی سنہ الیہ کو مندراس کے پاس ہوتا ہوا جنجی کے
سامنے موجود ہوا جو اُس کی قلمرو سے چھہ سو میل کے فاصلہ پر واقع تھا
اور حقیقت اُس کی یہہ ہے کہ یہہ پہاڑی قلعہ بیجا پور کی قلمرو میں
نہایت مضبوط و مستحکم تھا مگر اِس زمانہ سے پہلے اُس قلعہ کے
حاکم نے سیوا جی سے کچھہ عہد و پیمان کیا تھا جس کی رو رعایت سے
بالمقابلہ سیوا جی کے اُس کو حوالہ کیا اب کہ سیوا جی کی فوج کا وہ
پہاڑی حصہ آیا جس کو پیچھے چھوڑ کر آیا تھا تو اُس نے اُس قلعہ پر
قبضہ کرکے ویلور کا محاصرہ کیا اور اُس پر بھی فتح پائی سیواجی نے
ونکاجی سے ملاقات کی اور اُس کو بہت کچھہ سمجھایا کہ باپ کے ترکہ
سے حصہ دینا چاہیئے مگر جبکہ اُس نے اُس کا کہنا نہ مانا تو آسکے
ارنی کے قلعہ اور علاوہ اُس کے اور مختلف قلعوں کو فتح کیا اور زور
زبردستی سے باپ کی تمام جاگیر واقع میسور پر متصرف ہوا سیواجی اُدھر
مصروف تھا کہ اُس کو یہہ خبر لگی کہ مغلوں اور بیجاپور والوں نے
گولکنڈہ پر دھاوا کیا غرض کہ خبر کے لگتے ہی اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی
کو ممالک مقبوضہ پر چھوڑا جو اُس سے پہلے یہاں آکر ملا تھا اور آپ
شمال کی جانب متوجہہ ہوا جوں ہی کہ سیواجی دور نکل گیا تو
ونکاجی نے میدان خالی پاکر دوبارہ قبضہ کا ارادہ کیا چنانچہ اختتام
اُس قصہ کا ایسے ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف رہے اور
نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو سے
حاصل ہوئے سیواجی کے دخل و تصرف میں رہیں مگر سیواجی کے پہونچنے
سے پہلے والی گولکنڈہ مغلوں سے تصفیہ کرچکا تھا چنانچہ سیواجی بلاری
اور ادونی ضلعوں کو فتح کرتا ہوا راے گڈہ کو روانہ ہوا اور اٹھارہ مہینے
اِدھر اُدھر رہکر سنہ ١٦٧٨ ع کے وسط کے قریب راے گڈہ میں
پہونچا *

مغلوں کي تدبير مملکت ميں کسي تبديل و تغير کے واقع هونے سے گولکنده کي رياست پر دهاوا کيا گيا بيان اُس کا يهه هے که جب خاں جهاں دکن کي نيابت سے منتقل هوا تو دلير خاں اُس کي جگهه قايم کيا گيا جو عالم گيرکے سرداروں ميں سے شايد نهايت عمده سردار و لايق فايق افسر تها اگرچه فوج اُس سردار کي بجاے خود اب بهي تهوڑي تهي مگر اوس کي فوج کا بڑا حصه ويسے هي سورما پٹهانوں سے مرکب تها جيسيکه وه خود آپ تها اور اس کي فوج کا نقصان اوس کي ذاتي دليري دلاوري سے پورا هوا تها بيجاپور کا بادشاه اب بهي خورد سال تها اور اوس کے وزيروں محافظوں ميں بڑے بڑے انقلاب واقع هوئی تهی منجمله اون کے ايک وزير سے دليرخاں نے موافقت بهم پهونچائي اور اوس کي اعانت سے گولکنده پر دهاوا کيا مگر تهوڑے دن گذرے تهی که يهه وزير جو دلير خاں کا لڑائي ميں ساتهي تها موت اپني مرگيا اور دلير خاں نے مسعود نامي حبشي کے استحقاق وزارت کي تائيد و اعانت پر کمر باندهي اور اس وجهه سے بيجا پور کے صلاح و مشوروں ميں بڑا غلبه بهم پهونچايا مگر اورنگ زيب اُن فائدوں سے راضي نه هوا اورشاهزاده معظم کو نيابت سلطنت عنايت فرماکر دکن کو بايں غرض روانه فرمايا که بيجا پور والوں سے ملک و مال کا مطالبه زياده کرے اور اُس مطالبه کي تعميل هو دلير خاں بحيثيت سپه سالاري کے آماده هووے چنانچه اس حکم کي تعميل ميں بيجاپور والوں سے دوباره لڑائي شروع هوئي اور خود بيجاپور کا محاصرا کيا گيا اور جب که بيجاپور والی مايوس هوئی تو اُس کے وزير نائب السلطنت نے سيواجي سے امداد چاهي جس نے آپ کو فوج محاصره کے مقابله ميں قوي نه پاکر مغلوں کے ممالک مقبوضه پر دهاوا کيا اور معمولي سختي سے زياده سختي برتي يعني بهت سالوٹا کهسوٹا يهانتک که ايک بار اِن شور فسادوں سے لوٹتا هوا بلکه تعاقب کے مارے بهاگا آتا تها که وه هلاک هي هوا هوتا مگر تهوڑے عرصه بعد ايسے زور

و قوت سے پھر نمایاں ہوا کہ ویسا کبھی نمایاں نہوا تھا چنانچہ
مغلوں کے بہت سے قلعے خالی کرالیئے مگر دلیر خاں اب بھی
بیجا پور کے محاصرے پر قایم تھا اور جبکہ بیجا پور والے نہایت تنگ
ہوئے تو وہاں کے نایب السلطنت نے سیوا جی کی بہت منت سماجت کی
اور بقول اُسکے کہ — بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم * پس ازانکہ
من نمانم بچہ کار خواہی آمد — یہہ کہلا بھیجا کہ ہماری امداد اس سے
پہلے چاہیئے کہ بعد اوسکے وہ کام نہ آوے سیواجی اونکی درخواست پر
روانہ ہو چکا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ سنبھاجی بیٹا اوس کا
مغلوں سے پیوستہ ہو گیا یہہ کبرو جوان جسمیں باپ کی لیاقتوں میں سے
دلاوری کے سوا ے کوئی لیاقت پائی نہیں جاتی تھی یہاں تک عیاش
ہو گیا تھا کہ اوس نے ایک برہمنی سے برے کام کا ارادہ کیا تھا جو کسی
برہمن کی جورو تھی اور سیوا جی نے بپاداش اُسکے اوسکو قلعہ میں
مقید رکھا تھا اب وہ قید خانہ سے نکل بھاگا اور دلیر خاں سے پیوستہ ہوگیا
جو بکمال سرور اُس سے بانہیں کھول کر ملا اور اُسکو اپنی پناہ میں اس
غرض سے لیا کہ وہ مرہٹوں کو توڑ جوڑ کر باپ کا مد مقابل ہوگا اور ترازو کے
پلوں کی طرح پورا پورا مقابلہ کریگا غرض کہ اس خبر سے سیوا جی کو
پریشانی حاصل ہوئی مگر یہہ پریشانی چند روزہ تھی اِس لیئے کہ
اورنگ زیب نے دلیر خاں کی تجویز کو نا پسند کیا اور یہہ حکم صادر
فرمایا کہ سنبھاجی کو قید کر کے ہمارے خاص لشکر میں روانہ کرے مگر
دلیر خاں نے اپنے نام و ننگ اور اپنی ذمہ داری کو بٹہ نہ لگایا کہ اُسکی
گرفتاری سے اغماض برتا اور اُس کو باپ کے پاس جانے دیا اسی عرصہ
میں بیجا پور والوں کی طرف سے محاصرہ کا مقابلہ ایسا طول طویل
ہو گیا جو توقع سے خارج تھا اور جونہی کہ سیوا جی نے پریشانی سے
نجات پائی تو اُس نے بیجا پور کے بچانے میں ہمت لگائی اور بڑی
کوششیں برتیں چنانچہ دلیر خاں رسدوں کی بندی سے محاصرہ کے

اُٹھانے پر مجبور ہوا اور بیجا پور کي سرکار سے رفاقت کے بدلے میں وہ ضلع سیواجي نے پایا جو تمبدرہ اور کشنا کے درمیان میں واقع هی اور والي بیجا پور کو جو حق؛ حقوق اُس کے باپ ساهجي کي جاگیر پر حاصل تھے وہ سیواجي کو دیئے گئے حقوق مذکورہ کے حاصل ہونے سے سیواجي کو ونکاجي اپنے بھائي کي نسبت قبض و تصرف کا منصب زیادہ حاصل ہوا اور پہلي کامیابي کي حیثیت سے یہي اختیار اُس کو حاصل تھا ونکاجي نے انقلاب مذکورہ بالا سے رشک و حسد کے مارے جوگ سادھنے کا ارادہ کیا مگر سیوا جي کے تمام عزم ایک بیماري کے لاحق ہونے سے فسخ ہو گئے جسکے صدمہ سے پانچویں اپریل سنہ ۱۶۸۰ع کو ترپین برس کي عمر کو پہونچکر مر گیا *

اگرچہ یہہ سیوا جي ایک بڑے سردار کا بیٹا تھا مگر اُسنے ابتداے شعور سے ایسي بسر کرني شروع کي تھي جیسیکہ لٹیرے پنڈاروںکا دلاور متفني افسر بسر کرتا هی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بڑا هنر مند سپہ سالار اور ایک لایق فایق منتظم بن بیٹھا اور ایسي بڑي بات اپني یادگار چھوڑ گیا کہ آج تک وہ بات کسي اُس کے هموطن نے حاصل نہ کي بلکہ اُس کے لگ بھگ بھي نہ پہونچا یہہ مانا کہ اُس پاس کے ملکوں کي خرابي تباهي کے باعث سے ایسے خالي میدان اُس کو هاتھہ آئے تھے جنکے ذریعہ سے اوس سے کمتر لیاقت کا سردار بھي فائدے اُٹھا سکتا مگر جسطرح کہ اُسنے اورنگ زیب کي غلط فہمیوں اور کوتہ اندیشیوں سے اپنے دین و ملت کا جوش دلاکر اپني قوم مرهٹوں میں قوم کي حمیت پیدا کرائي اور آپ کو فائدہ پہونچایا اُسي طرح فائدے اوٹھانے کے لیئے اوسي سردار کي سي عقل و دانائي درکار تھي اور اُنھیں خیالوں کے باعث سے جو اوسکي بدولت مرهٹوں کے دلوں میں پیدا ہوئے تھے اوسکي حکومت اوس زمانہ کے بعد بھي قایم رهي جب کہ وہ ناتوانوں کے هاتھوں میں آ گئي اور باوجود اکثر خانگي نزاعوں اور دروني خرابیوں کے جبتک قایم رهي کہ

اُسنے هندوستان کے بڑے حصہ پر رعب داب اپنا قایم کیا اگرچہ ایسی لوٹ
مار کی لڑائی سے جیسیکہ سیواجی نے جاری رکھی تھی بہت سی تباهی
لوگوں پر حقیقت میں پڑی مگر خاص اوسکے دشمن گواهی دیتے هیں
کہ وہ اس قسم کی لڑائی کی خرابی برائیوں کے کم و کوتاہ کرنے میں عمدہ
عمدہ قانون قاعدوں کے ذریعہ سے جنکی تعمیل ایک سختی درشتی سے
کرائی جاتی تھی جی جان سے همیشہ مایل و راغب رہا اور پچھلے وقتوں
میں بیہودہ خیالوں اور فاسد عقیدوں کی ضرورت سے ریاضت اوسکی
بہت سخت اور شاق هو گئی تھی مگر معلوم هوتا هی کہ اوسکی شاق
سختت اور اعتقاد فاسد کے باعث سے لیاقت و استعداد اوسکی تیرہ و تاریک
اور مزاج اوسکا ترش و ناکارہ نہ هوا تھا *

## سنباجی کی حکومت کا بیان

جب کہ سنبا جی دلیر خاں سے الگ هوکر آیا تو پنالہ کے قلعہ
میں دوبارہ مقید کیا گیا اور باپ کے مرنے تک مقید رہا غرضکہ سنباجی
کی گرفتاری اور نیز اون بیقراری کے چند کلموں کے باعث سے جو سیواجی
کی زبان پر سنباجی کے آیندہ چال چلن کی نسبت بے ساختہ آئے تھے
لوگوں کو یہہ حیلہ هاتھہ آیا کہ سیواجی نے اپنے دہ سالہ دوسرے بیٹے
راجہ رام کو جانشین اپنا ٹھہرایا چنانچہ راجا رام کی ماں کے ساز و باز
سے سارے لوگوں نے اس بات کو یقینی سمجھا اور برهمن وزیروں نے
سنبا جی کے زور و ظلم سے هراساں اور راجا رام کی راجائی پر مدت کی
صغر سنی سے شادماں هوکر اوسی بات کو سچا تصور کیا اور سنباجی کی
درشتی قید کے حکم جاری کیئے اور سیوا جی کے مرنے کو وهاں تک
چھپانے کا ارادہ کیا کہ راجا رام اپنے باپ کی گدی پر بیٹھے *

سنبا جی نے عین قید کی حالت میں کسی حکمت سے باپ کے
مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظوں سے اپنی تخت نشینی کا حال
بیان کیا چنانچہ اُنہوں نے فی الفور اُس کی حکومت کو تسلیم کیا مگر

وہ ایسا خایف تھا کہ پہلے اُس کو قلعہ سے باھر نکلنے کي جراُت نہوئي مگر لوگوں کي رائیں اُس کے استحقاق کي بابت معقول تھیں چنانچہ برھمن وزیر آپس میں لڑے جھگڑے اور جو فوج اُس قلعہ کے محاصرے کو آئي جس میں سنبا جي مقید تھا طرفدار اُس کي بنائي گئي حاصل یہہ کہ ماہ جون سنہ ۱۶۸۰ کو سنبا جي راے گڈہ میں داخل ھوا اور اُس کي راجائي بلا حجت تسلیم کي گئي اب تک اُس نے چال چلن میں یہہ ھوشیاري برتي کہ اُس کے برتاؤ سے وہ تعصب بہت رفع دفع ھوگئے تھے جو لوگوں کو اُس کي نسبت حاصل تھے مگر جبکہ وہ باپ کي گدي پر اچھي طرح بیٹھہ چکا تو زور ظلم اور بیرحمیاں ناخدا ترسیاں اُس سے صادر ھوئیں اور لوگوں کا گمان نیک اُس کي طرف سے زایل ھوگیا چنانچہ اُسنے سیواجي کي رانڈ یعني راجارام کي ماں کو ایسي بڑي اذیت سے قتل کرایا کہ سسک سسک کر جان اُس کي نکلي اور اُس کے بیٹے راجارام کو مقید کیا اور اُن برھمن وزیروں کو جو اُس کي مخالفت پر سرگرم و آمادہ تھے جیلخانہ دکھایا اور باقي دشمنوں کو جو برھمنوں کا تقدس نرکھتے تھے گردن مارا اور غیر ملکي کار باروں میں بھي جو تدبیر اُس نے برتي وہ نفساني خواھشوں اور حیواني عادتوں سے مغلوب تھي چنانچہ پہلے پہل یہہ برتاؤ اُسنے برتا کہ جنجیرہ کے حبشیوں سے لڑنا بھڑنا شروع کیا اور اُن پر دھاوے کرنے لگا جنکي سیواجي سے ھمیشہ ان بن رھتي تھي اور سیواجي نے اُن کے مطیع و محکوم کرنیکے لیئے بڑي بڑي محنتیں کبھي اُٹھائي تھیں اور اس لیئے کہ یہہ لوگ سنباجي کي دارالریاست کے قریب رھتے سھتے تھے تو اُن سے لڑنے بھڑنے میں ایک اصلي غرض اور ذاتي شوق تھا اور اُسنے اپنے خیالوں کو ایک دراز عرصہ تک اُنھیں لوگوں کے مطیع و تابع کرنیمیں ایسا محدود رکھا کہ گویا اُن کے سوا کوئي قوم اُس کے مخالف نہیں یہاں تک کہ جب شاھزادہ اکبر ماہ جون سنہ ۱۶۸۱ ع کو اُس کي فوج میں داخل ھوا

تو اُسي لڑائي میں مصروف رہا اور کسي مهم کا ارادہ نکیا ہاں تعظیم و تکریم اُسکي بہت سي کي اور اُس کو هندوستان کا بادشاہ تسلیم کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں اُس کے استحقاق باطل کي کوئي تائید ایسي نہ کي جس سے اُس کے استحقاق و دعوے کوفائدہ پہونچے اکبر کے آنے سے راجارام کے خفیہ خیر خواہوں نے اسبات کو ممکن تصور کیا کہ شاید وہ راجارام کو باپ کي گدي کا جایز بناوے اور اُسي کو منظور کرے مگر یہہ بات اُن کي جلد کھل گئي اور وہ بڑے بڑے سردار جو اس سازش میں شریک و شامل تھے ہاتیوں کے پاؤں میں ڈالے گئے منجملہ اُن کے سیواجي کا وہ برہمن وزیر بھي تھا جسنے سیواجي کي بڑي بڑي خدمتیں کي تھیں اور جیساکہ وہ خدمات شایستہ کي جہت سے سنگین سزاؤں سے محفوظ تھا ویسا هي برهمن هونیکي وجہہ سےمامون و مصئون تھا مگر خلاف اُس کے عمل میں آیا *

اِن قتلوں کے باعث سے تمام لوگ سنباجي کي حکومت سے ناراض هوئي اور یہہ ناراضي اور ایسي صورتوں کے باعث سے بڑي ترقي پکڑ گئي چنانچہ اُسنے باپ کے وزیروں سے غفلت برتي یا ظلم اُن پر کیا اور ریاست کے سارے کام ایک برہمن کلوشا نامي کو تفویض کیئے جو هندوستان خاص سے آیا تھا اور اُسنے سنباجي کے التفات و توجہہ کو اُسکي برائیوں کے ترقي دینے اور دلیر کرنے اور اپنے ظاهري کمالوں اور دلپذیر طوروں کے جتانے سے حاصل کیا تھا *

کلوشا کي صلاح و مشورہ پرنہایت شوق ذوق سے سنہ ١٦٨٢ کو جنجیرہ کے مقابلہ میں لڑائي کے کام کاج کي پیروي کي چنانچہ اُسنے اس غرض سے کہ وہ جزیرہ هندوستان کے براعظم سے شامل هوجاوے سمندر کے اُس ٹکڑے کو مٹي سے بھر وانا چاها جو درمیان میں حایل تھا اور بعد اُس کے کشتیوں کے ذریعہ سے دھاوا کیا مگر یہہ جد و جہد اُسکي ضایع گئي اور جبکہ وہ محاصرے کے اُٹھانے پر مجبور هوا تو زنج

و ملال اُسکا اسوجهه سے اور بهي زيادہ هوا که حبشيوں نے جزيرہ سے
نکلکر اُس کے گانؤں گرانؤں کو لوٹنا شروع کيا اور بعد اُس کے تهوڑے
دنوں گذرنے پر وہ بڑا نقصان اُنهوں نے پهونچايا جسکا صدمه خاص
اُس کے دل کو پهونچا يعني اُس کے جهازوں کے بيڑہ نے مبين
سمندر ميں شکست اُن سے کهائي سنباجي ان نقصانوں کے پهونچنے
سے بهبوکا هوا اور اُن يورپ والوں کے ذمه جو سمندر کے کنارے
پر بستي تهے يهه تهمت لگائي که اُنهوں نے حبشيوں کي اعانت
کرکے يهه نقصان اُن کے هاتهوں سے پهونچوائي غرض که پرتگال والوں
سے بذاتہ خود لڑائي شروع کي جن سے سيواجي بهي لڑتا بهڑتا
رهتا تها اور علیهذاالقياس انگريزوں سے بهي عداوت پيدا کي جن سے
اب تک برابر دوستي چلي آتي تهي ان خفيف قصے قضايوں ميں
مغلوں کے دهاووں سے خلل پڑا جن سے اورنگ زيب کي آمد آمد کے آثار
نماياں هوئی اور جب که سنباجي حبشيوں کے مقابله ميں مصروف
تها تو اُس زمانه ميں بهي اُس کے سردار دکن ميں معطل نه بيٹهے تهے
مگر فوج کے انتظام و قاعدوں ميں سستي واقع هوئي تهي چنانچه وہ
بدانتظامي اور خرابيوں سميت دم بدم زيادہ بڑهتي گئي جو راجه کي
ناکارہ عادتوں سے پيدا هوئي تهي اس ليئے که وہ تمام وقت اپنا عياشي
اور کاهلي ميں صرف کرتا تها يهاں تک که جس مال فراواں و دولت
بے پاياں کو سيواجي نے چهوڑا تها وہ بهت جلد اُسنے ضايع کيا اگرچه
کلوشا اُسکے وزير نے محصول کے بڑهانے سے لوگونکو بهت بدگمان اور زيادہ
ناراض کيا مگر خرچ حکومت کے ليئے وہ محاصل کافي نهوتا تها اور
جبکه فوج کي تنخواهيں باقيات ميں پڑنے لگيں تو فوج اُن غنيمتوں سے
کام اپنا چلانے لگي جو مهموں سے حاصل هوتي تهيں اور انتظام اُسکا ايسا
بگڑ گيا که سيواجي کے عهد حکومت ميں جيسي وہ فوج باقاعدے تهي
ويسے هي اب حريص اور خونخوار اور غارتگر هوگئي اور يهي حال اُسکا
اب تک برابر چلا آتا هے *

عالمگیر اس زمانہ میں اودئے پور والی سے عہد نامہ کر چکا تھا بعد اُس کے اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا جودھپور کے قصبات و دیہات کی تباهی پر چھوڑا اور سنہ ١٦٨٣ کو ساری فوج اپنی قلمرو کی همراہ لیکر دکن کو روانہ ہو *

اگر اورنگ زیب سنواجی کے دبانے کی غرض سے بیجاپور اور گولکنڈہ کے بادشاهوں کی رفاقت پیدا کرتا اور دکن کے امن چین کے قایم رکھنے کی نظر سے وہ عمدہ ذریعہ عمل میں لاتا تو یہہ تدبیر اُس کی نہایت معقول هوتی اور بغایت راس آتی مگر شاید اُسنے یہہ سمجھا بوجھا کہ مرهٹوں کی نسبت وہ دونوں بادشاہ اُسکی زیادہ بد خواہ اور مخالف هیں اور وہ جی جان سے شریک اُسکے ہونگے اور جب تک یہہ دونو ریاستیں قایم رهینگی تب تک سنبا جی کی پناہ کا ٹھکانا قایم رهیگا اور یہہ بات بهی قرین قیاس هی کہ اورنگ زیب کا مقدم مطلب یہہ تھا کہ پہلے یہہ دونو ریاستیں فتح هوجاویں اور جبکہ یہہ بڑے بڑے کام انجام کو پہونچینگے تو سنباجی کا محکوم هونا لازمی نتیجہ اُن کا هوگا چنانچہ اُن بادشاهوں کے باهم جنگ و جدال اور مرهٹوں سے اُنکی ناچاقی بدمزگی دیکھہ دیکھہ کر خوشیکے مارے پھولا نسماتا تھا اور اُن کے خانگی نزاعوں کے بھڑکانے میں زور و همت لگاتا تھا اور ایسی آنتی سمجھی تهی کہ جس قدر شور و فساد اور خرابی پریشانی دکن میں زیادہ هوگی اُسی قدر مجھکو فایدہ هوگا *

سنہ ١٦٨٣ع میں پہلے پہلے برهانپورکی جانب روانہ هوا اور اورنگ آباد کی مانند جہاں بعد اُس کے قیام پذیر هوا تھا ایک مدت تک وهاں مقیم رها اور اس عرصہ میں ملکی مالی بندوبست کیئے گیا اور اپنے دیوانہ پن سے جزیہ کے وصول کرنے میں بڑی تاکید اور کمال اصرار اُس نے برتا جس کے وصول سے اُس کے سیدھے سادھے افسر بھی نظر بمصلحت خاموش بیٹھے تھے هنوز اُس نے برهانپور سے کوچ نکیا تھا

که شاهزاده اعظم کو بہت سي فوج دےکر اُن پہاڑي قلعوں کي فتح و کشایش پر روانه کیا جو ایسی مقاموں میں واقع تھے جہاں کوہ چاندور کا سلسله گہاٹوں سے ملتا ھے اور شاهزاده معظم کو فوج مذکور سے بہت زیاده فوج دیگر سنه ۱۶۸۴ ع میں اِس غرض سے روانه فرمایا که کنکان پر دھاوا کرکے ممالک سنباجي کے جنوب اور بیجا پور کي سرحد میں گھس بیٹھه جاوے اور جیسا که اِس بات کا سمجھنا دشوار و مشکل ھے که افواج مذکوره کو ایسي طرح مصروف کرنے سے کیا مقصود اُس کا تھا ویسا ھي یہه معلوم کرنا بھي سہل و آسان نہیں که اُن طریقوں کے برتاؤ میں جو اُس نے پسند کیئے تھے لڑائي کے اصول و قاعدے کیا تھے سالیر کے مضبوط و مستحکم قلعه کو اُس کے حاکم نے شاهزاده اعظم کو اُن سازشوں کے واقع ہونے سے حواله کیا جو پہلے سے هوگئي تھیں اور غالب یہه ھے که ایسي خفیف سازش کے دھوکه سے ایک فوج اپني بادشاه نے شاهزاده ممدوح کي زیر حکومت کو کے ایسے مقام کي جانب روانه کي تھي جو اُس کي باقي فوج سے ملا هوا نه تھا مگر سواروں † کي بڑي فوج کا پہونچنا کنکان کے پہاڑوں اور ایسے جھاڑ جھنکاڑوں میں جہاں سڑکوں اور گھاس چارے اور میدان کا نام و نشان بھي نتھا ایسي کم فہمي کي دلیل هی جسکے عذر اور سبب کا بیان کسي طرح متصور نہیں هوتا شاهزاده معظم کنکان کے سارے طول میں بے کھٹکے گذرگیا اور کوئي مانع مزاحم اُس کا نہوا مگر گویا کے متصل پہونچنے تک گھوڑے اور بیل اور اونٹ اُس کے ضایع هوگئے اور لوگ اُس کے کھانے پینے کي کمي کوتاهي کے صدمه اُٹھانے لگے اور یہه تکلیف اس سبب سے بہت زیاده هوئي که سنباجي نے گہاٹوں کے رستے بند کیئے تھے اور جو سامان اُن کي مدد رساني کو سمندر کي راہ سے آتے تھے اُسکے جنگي جہازوں نے اُن کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا تھا اور جب که شاهزاده معظم گہاٹوں سے ایدھر کے ملک میں اپني رهي

† اورم صاحب لکھتے هیں که وہ سوار چالیس هزار تھے

سبهي فوج سميت جو گهوڑوں کے نہونے سے پیادہ پا چلتي تهي داخل هوا تو اُسنے آپ کو بڑا نصیبي والا تصور کیا مگرایسي آب و هوا کي برائي اور غیرمعمولي غذا کا نقصان اُس کے پیچهے لگا رها اور مقام والوه میں جو مرچ کے متصل دریاے کشنا کے کنارے پر واقع هي اور برسات کے نکل جانے کي غرض سے وهاں اُسنے چهاوني ڈالي تهي وبائي بخار اُسکي فوج میں پهیلا اور بهت سے لوگ اُسکے مرگئے اور جب کہ برسات کا موسم گذر گیا تو معظم کو یہہ هدایت کي گئي کہ جنوب مغرب کي جانب سے بیجاپور کے ملک میں ایسی داخل هووے کہ شاهزاده اعظم کي فوج سے اُملے جو پہاڑي قلعونکي ناکامي کے بعد بیجاپور کے دهاوے کي غرض سے بڑي بهاري فوج سمیت اوس جانب کو روانہ کیا گیا تها اور اوسي زمانہ میں یعني سنہ ١٦٨٥ ع میں خود بادشاه احمدنگر کي جانب روانہ هوا اور کسیقدر فوج اورنگ آباد میں خان جهان کے زیر حکم اس غرض سے باقي چهوڑي کہ ضرورت کے وقت موجود رهے بادشاهي فوجونکے روانہ هونے سے سنباجي کو اوس حملہ کے انتقام کا موقع هاتهہ آیا جو اوسکے ممالک مقبوضہ پر مغلوں کي دوڑ دهوپ اور سعي اور کوشش سے واقع هوا تها چنانچہ اوسنے کنڈان کے شمال میں بادشاهي فوجوں کے دائیں بازو پر تهوڑي تهوڑي فوج اپني اکهٹي کي اور اوس فوج سے بڑي تیزي تندي سے پیچهے پہنچکر کوچ کرکے برهانپور سے بڑے شهر کو لوٹنا کهسوٹنا اور پهر کنڈان کو لوٹ کر چلي گئي اور جو ملک اوسکے رستہ میں پڑے اور وہ اون پر گذري تو اون کو جلا پهونک کر خاک سیاه کیا اور ایسي چالاکي اور پوشیدگي سے آنا جانا هوا کہ جب خان جهان نے ایسي راه پرکوچ کیا جهاں اونکے روکنے ٹوکنے اور پکڑنے جکڑنے کي توقع تهي تو آپ کو اون کي راه بازگشت سے بهت دور اور الگ تهلگ پایا *

اسي زمانہ میں شاهزاده‌اعظم نے شولاپور کو فتح کیا تها اور بیجاپور

کو اگی بڑھا جاتا تھا مگر جو فوج اُس کے مقابلہ کو بیجاپور والوں نے روانہ کی تھی وہ ایسی بھاری تھی کہ وہ اُس کا مقابلہ نہ کرسکا اور دریاے بیمہ سے پیچھی لوٹنے پر مجبور ہوا اور شاہزادہ معظم ایسا کمزور ہوگیا تھا کہ کسی جانب کو کوچ نہ کرسکتا تھا اور تازي کمک کا منتظر بیٹھا تھا چنانچہ جب امداد اُس کو پہونچي تو اُس کي حفظ و حراست میں ٹوتي پھوٹي فوج سمیت احمدنگر میں داخل ہوا *

مذکورہ بالا ناکامیوں کے بعد اورنگ زیب آپ بذات خود شولاپور کو روانہ ہوا اور شاہزادہ اعظم کو پہلي فوج کے علاوہ اور فوج دیگر آگی کو روانہ کیا اگرچہ شولا پور اور شاہزادہ ممدوح کي فوج میں تھوڑاسا فاصلہ حایل تھا مگر باوصف اِس قرب مسافت کے بیجاپور کي فوج نے اُن کي رسد کو بند کیا یہاں تک کہ اگر غازي الدین † غلہ کي ایک باربرداري کو اپني تدبیر و حکمت سے شاہزادہ کي فوج تک نہ پہونچاتا تو فوج اُس کي بھوکوں کے مارے لوٹ پیٹ کر مرجاتي *

غرض کہ کہ شاہزادہ ممدوح کي کار گذاري کا اثر دشمن کے ناہور بہت تھوڑا ہوا یہاں تک کہ سنہ ۱۶۸۶ ع میں خود بادشاہ ہي بیجاپور کے محاصرہ پر متوجہہ ہوا *

جب کہ بیجاپور کي لڑائي کي نوبت یہانتک پہونچي تو مرہٹوں نے بادشاہي لوگوں کو جنوب کي جانب سراپا مایل پاکر اُن کي پشت کے ملکوں میں دست اندازي شروع کي چنانچہ بروچ کے شہر کو خوب سا لوٹا اور گجرات اور اُس کے قریب کے ضلع کو تباہ کرتے ہوئی اپنے مقاموں کو واپس چلے آئی مگر یہہ بات اچھي طرح واضح نہیں ہوتي کہ سنبا جي نے یہہ مہم اپنے عزم و ارادہ سے کي تھي یا دکن کے بادشاہوں نے اُس کو برانگیختہ کیا تھا اس لیئی کہ اُس زمانہ میں اُس میں اور گولکنڈہ کے بادشاہوں میں رفاقت قایم تھي اور یہہ عہد آپس میں ٹھہرا تھا

† یہہ غازي الدین حیدرآباد کے نواب حال کا مورث اعلی تھا ۱۲

که جب کوئي غنیم آکر ستاوے تو ایک دوسرے کي اعانت کرے اور جب
که یهه رفاقت اورنگ زیب پر کهل گئي تو اُس نے سندیا هي سے بےپروائي
برتي اور اِسي امر کو عداوت کي وجهه ٹهراکر گولکنده کے اِراده پر فوج اپني
روانه کي مگر جو فوج اُس نے اس مهم پر بهیجي تهي وه اُس کے لیئی
کافي وافي نه تهي اِس لیئی که بڑي بڑي فوجوں کے حاکموں سے بغاوت کا
شک شبهه اُس کو رهتا تها تهوڑے عرصه گذرنے پر پهلي فوج کي تائید
و اعانت کي نظر سے بهت سي فوج کو شاهزاده معظم کي تحت حکومت
کرکے اُسکے پیچهے روانه کیا جو پهلي پیچهلي دونوں مذکوره بالا فوجوں کا
حاکم هوا تها مگر گولکنده کي سلطنت کا حال ایسا خراب و ابتر تها جیسا که
بیجاپور کي ریاست کا تها اِس لیئی که ابوالحسن تانا شاه گولکنده کا
حاکم عیاش اور کاهل تو ضرور تها مگر لوگوں میں معزز اور ممتاز بهي تها اور
اُس کي حکومت کا انتظام اور ملک و معاملہ کا اهتمام ایک برهمن
مدنا پنته نامي کي سعي و همت سے بخوبي هوتا تها جسپر اعتماد
و بهروسا کرنے سے اُس نے بڑي دانائي برتي تهي مگر اس برهمن کي
مداوالمهامي مسلمانوں اور منجمله اُن کے مخصوص ابراهیم خاں کو
سخت ناگوار تهي جو ساري فوج کا سپه سالار تها اِس لیئی که اگر کوئي
اور انتظام واقع هوتا تو وزارت اُسي کو هوتي غرض که اُس ناگواري پر یهه
نتیجه مترتب هوا که جب شاهزاده معظم پاس آگیا تو ابراهیم خاں ایک
بڑا حصه فوج کا همراه اپنے لیکر شاهزاده ممدوح کي خدمت میں پهونچا
اور اِسي قسم کے شور و فساد میں جو خاص حیدرآباد میں برپا هوا تها
مدناپنته مارا گیا اور تانا شاه اپنے پهاڑي قلعه میں پناه گزیر هوا اور حیدرآباد
اُس کا دارالسلطنت تین دن تک لٹتارها اور غنیم کے تصرف میں آیا
شاهزاده نے فوج کي لوٹ مار کي روک تهام میں جو خلاف قاعدے واقع
هوئي تهي نهایت کوشش برتي اور بادشاه اُس سے نهایت ناراض هوا
اور ناراضي کي یهه وجهه نه تهي که معظم نے آدمیت یا مصلحت برتي

بلکہ اُس کو یہہ شبہہ گذرا کہ معظم نے اپني بلند نظریوں کي غرض سے بہت سي غنیمت کو تغلب کرکے وہ خزانہ اپنے تحت و تصرف میں رکھا جو سرکار میں جمع ہوتا جیسا کہ خود اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر باپ کے زمانہ میں کیا تھا غرض کہ گولکنڈہ کے بادشاہ کو اتنا دبایا کہ اُس نے بھاري رقم کے ادا کرنے پر آشتي کي بعد اُس کے بیجاپور کا ارادہ ہوا اور فوج اُس جانب کو روانہ کي گئي *

معلوم ہوتا ہی کہ بیجاپور کي فوج اِس زمانہ میں باقي نرہي تھي اِس لیئی کہ بیجاپور کي روني کا محیط چھہ میل کا تھا اور عالمگیر اُس کو چاروں طرف سے محصور کر سکا اور محاصرہ کے علاوہ فوج کے ایک حصہ کو باقاعدے حملہ اور شگاف کرنے میں لگاسکا یہہ پورا محاصرہ ایسي خوبي سے قایم رہا کہ جب شگاف گھس پیٹھہ کے قابل ہوگیا تو شہر کے رہنے والی کھانے پینی کي کمي کوتاہي سے بڑي دقت میں پڑے اور محصور سپاہي اگرچہ گنتي میں تھوڑے تھی مگر پٹھن ولي کي ضرورت سے یہہ مناسب سمجھا گیا کہ اُن کو مفید شرطیں عنایت کیجاویں اورنگ زیب ایک ھاکے پھاکے تخت پر بیٹھہ کر شگاف کي راہ سے شہر میں داخل ہوا اور صغیرسن بادشاہ کو گرفتار کیا اور بیجا پورسي دارالحکومت کو تباہ کرکے چھوڑا چنانچہ آجتک وہ شہر اُسي حالت میں مبتلا ھے یہہ واقع پندرھویں اکتوبر سنہ ١٦٨٦ ع میں واقع ہوا † *

† بیجاپور کي شہرپناہ سنگین اور تراشیدہ پتھروں سے بني ہوئي اور نہایت بلند ہی اورآجتک ثابت ھے اور جو سرکاري عمارتیں اُسکے اندر واقع ہیں اُنکے مینار اور گنبد شہرپناہ سےاسقدر اوبھرے ہوئے ہیں اور دور سے دکھائي دیتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو یہہ معلوم ہوتا ھے کہ وہ شہر آباد اور سرسبز ہی مگر جبکہ اندر جاکر دیکھتے ہیں تو بستي کو سنسان اور مکانوں کو کھنڈر پاتے ہیں گہري خندق اور دوھرے دوھرے پشتوں سے جو شہرپناہ کي حفظ و حراست کي نظر سے بنائے گئے اور قلعہ کے عمدہ مکانوں کے کھنڈروں اور ٹوٹي دیواروں کے ڈھیروں سے دربار بیجاپور کي پہلي شان و شوکت ثابت ہوتي ہی اُسکي عالیشان عمارتوں میں سے جامع مسجد بڑي عالیشان عمارت ہی اور ابراھیم عادلشاہ کا مقبرہ جو پہلے مذکور ہوچکا اپني خوش قطعي اور پاکیزگي تعمیر سے

جوں ہی کہ بیجاپور کی فتح سے فراغت حاصل ہوئی تو اورنگ زیب نے گولکنڈہ کے بادشاہ سے آشتی کے توڑنے اور اُسکے پورا پورا تباہ کرنے کا ارادہ کیا اور جن تدبیروں کے ذریعہ سے یہہ کام اُس نے حاصل کیا وہ ایسی ہی خفیف و ذلیل و ناکارہ تھیں جیسا کہ یہہ کام اُسکا شرافت کے خلاف اور دیانت کے منافی تھا تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ اُس نے اپنی فوج اُس کے ملک کی قلمرو میں اس حیلہ سے پہونچائی کہ حج کے ارادہ پر جاتا ہوں اور اس حیلہ سے بہت سا روپیہ نقد اور بھاری رقمیں نذر و پیشکش کی رو سے حاصل کیں اور اُسکی ہمدردی اور اُس کے مہر و محبت کے حاصل کرنے پر بڑی خواہش ظاہر کی مگر اسی عرصہ میں گولکنڈہ کے وزیروں سے ساز باز اپنا کر رہا تھا اور اُسکی فوج کو خراب و عیاش بنا رہا تھا یہانتک کہ جسب کام اُسکا پختہ ہوگیا تو اُس نے ایک اشتہار اس مضمون سے جاری کیا کہ گولکنڈہ کا بادشاہ کافروں کا حامی ہی بعد اس کے بہت جلد اُس کے قلعہ کا محاصرا کیا معلوم ہوتا ہی کہ ابوالحسن نے اسوقت سے اپنے زنانہ پن کو اوٹھا رکھا تھا اس لیئے کہ اگرچہ فوج اُسکی اُسکو چھوڑکر بھاگ گئی تھی مگر دلاوری دلاور کی بدولت سات مہینے تک گولکنڈہ کو غنیموں کے ہاتھوں سے بچائے رکھا یہاں تک کہ اسی کے لوگوں نے ساتھہ اُس کے دغا کی اور اُسکو دشمن کے حوالہ کیا بعد اُس کے جو آفت اُسپر نازل ہوئی اُسکو ایسی صبر و متانت سے اُسنے اوٹھایا جسکی

---

اطراف و اکناف میں مشہور و معروف ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ اس ساری فضا میں محمد عادلشاہ کا مقبرہ ایسی عجیب عمارت ہی جسکا گنبد ایسا بلند اور چوڑا چکلا ہی کہ جدھر سے دیکھیو وہی نظر پڑتا ہی اگرچہ اُس مقبرہ میں تکلف و آرایش کی کوئی بات پائی نہیں جاتی مگر اُسکے قد و قامت کی مہیب اور بڑی طولانی اور نہایت بڑی سادگی سے ایسی شکوہ حالت پڑتی ہی کہ اُس ویرانی اور شکستہ حالی سے بغایت مناسبت رکھتی ہی جو اُسکے چاروں طرف چھائی ہوئی دکھائی دیتی ہی ( گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۳۲۰ ) کھنڈروں کے دیکھنے سے یہہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ ایسی چھوٹی سی ریاست ایسی بڑی دارالحکومت کو کسطرح قایم رکھہ سکتی ہوگی

بدولت اُسکي رعایا اور اُسکي آل و اولاد کو یاد اُسکي آجتک عزیز و مکرم هی یهه واقعه ستمبر سنه ۱۶۸۷ع میں واقع هوا *

معاصرے کے زمانه میں شاهزاده معظم اور ابوالحسن تانا شاه کے درمیان میں شاهزاده کي کوتاه بیني اور ناعاقبت اندیشي سے کچهه خط کتابت جاري رهي اورنگـزیب اُس خط کتابت سے آگاه هوا اور وه خفته شک شبهے جو معظم کي نسبت قایم تهے بیدار هوگئے اور اس خط و کتابت کا مطلب یهه تها که وه اپنے باپ اور تانا شاه کے بیچ میں پڑکر آشتي کرادے مگر اورنگـزیب کو اپنے وهم و گمان کے استحکام کے لیئے جو ایک مدت سے معظم کي نسبت برابر چلے آتے تهے ایک بهانه هاتهه آیا اور فی‌الفور اُسکو نظربند کیا جو سات برس تک نرم گرم قید میں مقید رها معلوم هوتا هی که شاهزاده ممدوح سے کبهي کوئي ایسي حرکت صادر نهوئي هوگي جس سے عالمگیر اُسکي طرفسے مشتبهه اور اندیشه‌ناک هووے اس لیئے که سب لوگوں نے اُس کو عقیل و هوشیار اور حلیم سلیم بیان کیا هی چنانچه برنیر صاحب لکهتے هیں که کوئي غلام بهي زیاده اُس سے مطیع و محکوم نهیں هوسکتا اور جیسا که بحسب ظاهر بلند نظري اور اولوالعزمي سے وه خالي معلوم هوتا تها ویسا کوئي معلوم نهیں هوتا مگر صاحب موصوف نے یهه کنایه لکها هی که جو که خود عالمگیرکا چال چلن بهي اپني جواني میں ایسا هي تها تو شاید یهي خیال اورنگـزیب کو اُس کي نسبت گذرا هوگا † *

عالمگیر نے اپنے ارادوں کو بلندي کي غایت پر پهونچایا مگر ایسی بیج اُسنے بوئے تهے که اُسکی بڑےکڑوے پهل خاص اُسکو اور بعد اوس کے اوسکي آل و اولاد کو پهونچنی والی تهے اس لیئے که وه ساري حکومتیں جو دکن میں قایم تهیں اور اونکي بدولت کسیقدر امن چین اوس جگهه قایم تها یکقلم اب نیست و نابود هوگئیں اور خاص و عام کي معیشت

† برنیر صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحه ۱۲۰

جوں ہي كہ بیجاپور كي فتح سے فراغت حاصل ہوئي تو اورنگ‌زيب نے گولكنڈہ كے بادشاہ سے آشتي كے توڑنے اور اُسكے پورا پورا تباہ كرنے كا ارادہ كيا اور جن تدبيروں كے ذريعہ سے يہہ كام اُس نے حاصل كيا وہ ايسي ہي خفيف و ذليل و ناكارہ تہيں جيسا كہ يہہ كام اُسكا شرافت كے خلاف اور ديانت كے منافي تہا تفصيل اُسكي يہہ ہی كہ اُس نے اپني فوج اُس كے ملك كي قلمرو ميں اس حيلہ سے پہونچائي كہ حج كے ارادہ پر جاتا ہوں اور اسي حيلہ سے بہت سا روپيہ نقد اور بھاري بھاري رقميں نذر و پيشكش كي رو سے حاصل كيں اور اُسكي ہمدردي اور اُس كے مہر و محبت كے حاصل كرنے پر بڑي خواہش ظاہر كي مگر اسي عرصہ ميں گولكنڈہ كے وزيروں سے ساز باز اپنا كر رہا تہا اور اُسكي فوج كو خراب و عياش بنا رہا تہا يہانتك كہ جب كام اُسكا پختہ ہوگيا تو اُس نے ايك اشتہار اس مضمون سے جاري كيا كہ گولكنڈہ كا بادشاہ كافروں كا حامي ہی بعد اس كے بہت جلد اُس كے قلعہ كا محاصرہ كيا معلوم ہوتا ہی كہ ابوالحسن نے اسوقت سے اپنے زنانہ پن كو اوٹہا ركہا تہا اس ليئے كہ اگرچہ فوج اُسكي اُسكو چہوڑكر بہاگ گئي تہي مگر دلاوري دلاور كي بدولت سات مہينے تك گولكنڈہ كو غنيموں كے ہاتھوں سے بچائے ركہا يہاں تك كہ اسي كے لوگوں نے ساتھہ اُس كے دغا كي اور اُسكو دشمن كے حوالہ كيا بعد اُس كے جو آفت اُسپر نازل ہوئي اُسكو ايسي صبر و متانت سے اُسنے اوٹہايا جسكي

---

اطراف و اكناف ميں مشہور و معروف ہی مگر حقيقت يہہ ہی كہ اس ساري فضا ميں محمد عادلشاہ كا مقبرہ ايسي عجيب عمارت ہی جسكا گنبد ايسا بلند اور چوڑا چكلا ہی كہ جدھر سے ديكھو وہي نظر پڑتا ہی اگرچہ اُس مقبرہ ميں تكلف و آرايش كي كوئي بات پائي نہيں جاتي مگر اُسكے قد و قامت كي مہيب اور بڑي طولاني اور نہايت بڑي سادگي سے ايسي شكيں حالت پوستي ہی كہ اُس ويراني اور شكستہ حالي سے بغايت مناسبت ركہتي ہی جو اُسكے چاروں طرف چہائي ہوئي دكہائي ديتي ہی ( گرينڈڈف صاحب جلد ديكہ صفحہ ۳۲۰ ) كہنڈروں كے ديكہنے سے يہہ خيال پيدا ہوتا ہی كہ ايسي چہوٹي سي رياست ايسي بڑي دارالحكومت كو كسطرح قايم ركہہ سكتي ہوگي

بدولت اُسکي رعایا اور اُسکي آل و اولاد کو یاد اُسکي اُجتک عزیز و مکرم هی یهه واقعه ستمبر سنه ۱۶۸۷ع میں واقع هوا ٭

معاصرت کے زمانه میں شاهزاده معظم اور ابوالحسن تانا شاه کے درمیان میں شاهزاده کي کوتاه بیني اور ناعاقبت اندیشي سے کچهه خط کتابت جاري رهي اورنگزیب اُس خط کتابت سے آگاه هوا اور وه خفته شکوک شبهے جو معظم کي نسبت قایم تهے بیدار هوگئے اور اس خط و کتابت کا مطلب یهه تها که وه اپنے باپ اور تانا شاه کے بیچ میں پڑکر آشتي کرادے مگر اورنگزیب کو اپنے وهم و گمان کے استحکام کے لیئے جو ایک مدت سے معظم کي نسبت برابر چلے آتے تهے ایک بهانه هاتهه آیا اور في الفور اُسکو نظربند کیا جو سات برس تک نرم گرم قید میں مقید رها معلوم هوتا هی که شاهزاده ممدوح سے کبهي کوئي ایسي حرکت صادر نهوئي هوگي جس سے عالمگیر اُسکي طرفسے مشتبهه اور اندیشهناک هوتے اس لیئے که سب لوگوں نے اُس کو عقیل و هوشیار اور حلیم سلیم بیان کیا هی چنانچه برنیر صاحب لکهتے هیں که کوئي غلام بهي زیاده اُس سے مطیع و محکوم نهیں هوسکتا اور جیسا که بحسب ظاهر بلند نظري اور اولوالعزمي سے وه خالي معلوم هوتا تها ویسا کوئي معلوم نهیں هوتا مگر صاحب موصوف نے یهه کنایه لکها هی که جو که خود عالمگیر کا چال چلن بهي اپني جواني میں ایسا هي تها تو شاید یهي خیال اورنگزیب کو اُس کي نسبت گذرا هوگا † ٭

عالمگیر نے اپنے ارادوں کو بلندي کي غایت پر پهونچایا مگر ایسی بیج اُسنے بوئے تهے که اُسکي بڑے کڑوے پهل خاص اُسکو اور بعد اوس کے اوسکي آل و اولاد کو پهونچنے والے تهے اس لیئے که وه ساري حکومتیں جو دکن میں قایم تهیں اور اونکي بدولت کسیقدر امن چین اوس جگهه قایم تها بنظم اب نیست و نابود هوگئیں اور خاص و عام کي معیشت

---

† برنیر صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحه ۱۲۰

کا تھچور جو مذکورہ بالا سلطنتوں سے علاقہ رکھتا تھا سارا بگڑ گیا اور پراگندہ اوازم دکن کے فساد فزاعوں کے اپنے اصول و عناصر ہوگئے اگرچہ پٹھانوں اور غیر ملکی سپاهیوں نے جو دکن کی تباہ شدہ ریاستوں کے نوکر چاکر تھے اورنگ‌زیب کی ملازمت اختیار کی ہوگی مگر ان دونوں ریاستوں کی فوجوں کے باقی لوگ سنباجی کے شریک و شامل ہوئے اور بجاے خود لوٹنے کھسوٹنے پر مجبور ہوئے اور دور دور کے زمینداروں نے خود مختاری کا مقام و موقع تکا اور ساری لڑائیوں اور قزاقیوں میں جو اونسی ظہور میں آئیں ہمیشہ مرہٹوں کی رفاقت اعانت پر آمادہ رہے چنانچہ دکن کی بے انتظامیوں کا حقیقی مربی سمجھتے تھے اور مغلوں کی وہ زمیندار رعایا اپنے مالکوں یعنی مغلوں سے ناراض تھی جو زیر طناب اونکی بستی تھی اور بوجوہ مذکور اور مذهبی مقابلہ کے خیال و تصور سے جو نیا پیدا ہوگیا تھا اونکی دشمنوں کی امداد و اعانت پر امادہ رہتی تھی غرض کہ برخلاف اوس چندروزہ اقبال اور دو چار دن کے عروج کے جسکا ظہور گولکنڈہ کی فتح ہونے پر نمایاں ہوا تھا اورنگ‌زیب اسی واردات یعنی فتح گولکنڈہ سے اون مسلسل آفتوں مصیبتوں کی تاریخ مسلسل قایم کرسکتا تھا جو گور تک ساتھہ اوس کے رهیں *

اورنگ‌زیب نے حال کی اقبالمندی سے فائدے اوٹھانے میں کچھہ کمی کرتاهی نکی چنانچہ سنہ ۱۶۸۸ع میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اون ریاستوں کی نئی جنوبی فتوحات پر قبض و تصرف کیا اور ساهجی کی جاگیر واقع میسور کو بهی دبایا اور ونکا جی کے علاقہ کو تانجور تک محدود رکها اور اون مرہٹوں کو قلعوں میں محصور ہونے پر مجبور کیا جو سیواجی کی جانب سے اوسکی حال کی فتوحات پر قابض متصرف تهے مگر ان سارے ملکوں میں اس سے زیادہ قبض و تصرف حاصل نهوا جیسا کہ سپاهی لوگوں کو حاصل ہوتا هی یعنی ملکی انتظام اوسکا وهاں قایم نهوا چنانچہ ضلعوں کے محاصل کا ٹهیکا دیس مکهوں اور

زمینداروں هي کو دیا جاتا تها اور اُن جنگي سرداروں کو جو ضلعوں پر حکومت کرتے تهے محاصل کي تحصیل و جمع میں سے پچیس روپیه فیصدي خرچه بابت ملتی تهے اور وه سردار اپني فوج ماتحت کي تنخواه اوس سے وصول کرکے باقي کو راوانه سرکار کرتے تهے اور اکثر اوقات اس انتظام کي جگهه یهه بهي عمل میں آتا تها که معین ضلعوں پر کسي میعاد معین تک سرداروں کي تنخواه اور وظیفوں کے ادا کرنے کے لیئے جاگیریں مقرر کي جاتي تهیں *

ان بڑے واقعوں میں سنبا جي اپنے کام کاج میں سست اور کاهل رها جسکا باعث مرهٹوں کے مورخوں نے یهه بیان کیا که کلوشا وزیر نے سحر و نیرنگ کے زور سے اوسکو غلام اپنا بنایا تها مگر اصلي باعث اوسکا وه بدن کي کاهلي اور عقل کا فساد تها جو مدت کي میخواري اور عیاشي سے ناشي هوا تها *

شہزاده اکبر نے سنبا جي کے طور طریقوں سے نفرت کهائي اور ایسے سست رفیق سے امید کو توڑکر اوسکي درباداري کو چهوڑا اور سیدها ایران کو روانه هوا جہاں وه سنه ۱۷۰۶ع تک زنده رها سنبا جي کے خاص خاص سرداروں نے باوصف اپنے آقا کي کاهلي سستي اور ناکرده‌کاري کے بادشاهي لوگوں کے مقابله پر جد و جهد اوٹهائي اور اپني وفاداري پوري پوري پر جمی رهے مگر باوجود اونکي سعي و کوشش کے مرهٹوں کے کشاده ملکوں پر بادشاهي ملازم تهوڑا تهوڑا قبض و دخل اپنا کرتے جاتے تهی اور خود بادشاه اون کے قلعوں پر پوري چڑهائي کي طیاري میں مصروف تها که اسي اثنا میں ناگاه اوس کے ایک افسر کي چابکي چالاکي سے بڑا حریف اوس کا گرفتار هوا یعني سنبا جي تهوڑے همراهیوں سمیت ایک عمده باغ واقع سنگامیسور واقع کلکان کي سیروگل گشت میں مصروف و مشغوف تها که اوس کے غیر محفوظ هونے کي بهنک تقربا خان

کے کانوں میں پڑی † جو بادشاہ کی جانب سے کولا پور کا حاکم تھا اگرچہ کولاپور سنگامیسور سے پچاس ساٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع هی مگر گھاٹوں کے سلسلہ کے باعث سے سنگامیسور سے الگ هی اور اسلیئی که تقرب‌خاں صرف ایک ضلع کا حاکم تھا تو اوسکی همسائگی سے سنبا جی اور علی هذالقیاس اوس کے پاس پڑوس والوں کو بہت سا اندیشه نتھا حاصل یہہ که یہہ سردار از بسکه چالاک و چست دلیر و دلاور تھا تھوڑی سی فوج اپنے همراہ لیکر روانه هوا اور ایسی چال چلا که سنگامیسور میں داخل هونے سے پہلے کوئی شک شبہه اوس کے چلنے نکلنے کی نسبت پیدا نه هوا سنبا جی اب تک محفوظ رہ سکتا تھا اسلیئی که محصور هونے سے پہلے پہلے اُسکے ملازموں سے بادشاهی ملازموں کے آنے سے آگاهی اُسکو دی تھی مگر سنبا جی نشوں میں چور چور تھا یہانتک که کوئی بات اُن کی نسنی اور ایسی آگاهی کی عوض میں پاداش و تدارک سے دھمکایا جسکو طعن تشنیع سے خالی سمجھا غرض که تقرب خاں بات کی بات میں وهاں جا پہونچا اور سنبا جی بہت سے همراهیوں سمیت اُس جگہہ سے بھاگا اور کلوشا وزیر اپنے ولی نعمت کے بچانے میں زخمی هوا یہانتک که دونوں گرفتار هوئے اور بڑی دھوم دھام سے بادشاهی لشکر میں پہونچائے گئے ‡ *

پہلے اُن کو اونٹوں پر سوار کیا اور بڑے گاجے باجے سے بادشاهی لشکر میں پھرآیا تماشائیوں کے هجوم سے چاروں طرف اُن کی معمور تھیں جو

---

† گرینٹ ڈف صاحب ایک رقعه مندرجه رقایم کرایم کے دیکھنے سے جو هندوستانی دفتر واقع لندن کے نسخوں کے سلسله میں اکتالیسواں نسخه هی یہه دریافت هوتا هی که سنبا جی کی گرفتاری خود پادشاہ کی تدبیر سے حاصل هوئی اور تعمیل اُسکی اُسکے احکام کی بڑی پابندی سے عمل میں آئی اُسکے خط کے دیکھنے سے تقرب خاں کا یہہ حال دریافت هوتا هی که وہ اُس‌وقت میں پنالہ کے قلعه کا محاصرہ کررها تھا

‡ یہہ بات غلط مشہور هی که کلوشا نے اپنے والی نعمت کو دغا سے پکڑوا دیا

اپنے بڑے قوي دشمن کے دیکھنے کو اکھٹے ہوگئے تھے بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لائے گئے اور قید خانہ میں مقید کیئے گئے غالباً بادشاہ کا یہہ ارادہ تھا کہ اپنے قیدي کو ایک مدت تک اس غرض سے صحیح و سلامت رکھے کہ اُسکے ذریعہ سے اُسکے قلعوں پر تصرف حاصل کرے مگر سنبھاجي نے ذلت و رسوائي کو گوارا نکیا اور جینے سے ہاتھہ اوٹھایا چنانچہ جب اسلام کا پیغام اُس کے پاس آیا تو بقول اُس کے کہ "ہرکہ دست از جاں بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید" جواب اُس کا ایسے کڑے لفظوں میں دیا جو بادشاہ کے طعن و تشنیع اور خدا و رسول کي گستاخي پر مشتمل تھے غرض کہ فی الفور اُس کے قتل کا حکم صادر ہوا اور غالب یہہ ہی کہ قتل کا منشا خدا و رسول کي گستاخي تھي اس لیئے کہ اُس کے قتل میں ایسي بڑي سختي برتي گئي کہ اورنگ زیب کے معمولي طریقوں کے خلاف تھي چنانچہ گرم سیخچوں سے اُسکي آنکھیں پھوڑي گئیں اور زبان اُسکي گدي سے نکالي گئي اور اگست سنہ ۱۶۸۹ع میں کلوشا سمیت گردن مارا گیا ٭

اگرچہ سنبھاجي کي ذات سے سارے مرہٹے متنفر تھے مگر اُس کي بري قسمت پر غیظ و غضب کے مارے آگ کے پتلے بن گئے اور قومي جوش خروش اور مذہبي زور و شور اس درجہ کو پہونچا کہ کاھے ماھے ایسا نہ پہونچا تھا ٭

اگرچہ مرہٹے مغلوں سے جلتے تھے اور بڑي سخت عداوت مابین اُن کے مستحکم تھي مگر مقابلہ کي توقع اور کامیابي کي امید بہت تھوڑي رکھتے تھے اس لیئے کہ بادشاہ کي بڑي بھاري فوج اور نیز اُسکي ذاتي شہرت بلکہ اُس جاہ و حشمت سے جسنے مسرور و مشتہور اُسکو کیا تھا اور قلع نظر سب سے سلاطین مغلیہ کے نام سے مرہٹوں کے دلوں میں ایسي ہیبت بیٹھي تھي جو بادشاہ کے نائبوں کي پہلي لڑائیوں میں کبھي پہلے لاحق نہوئي تھي علاوہ اُس کے مرہٹوں کي کمزوري اس سے

اور یہی ظاہر ہوتی تھی کہ بادشاہ نے پونہ میں توقف کرکے رایگدھ کے
محاصرے کو فوج اپنی روانہ کی تھی جہاں مرہٹوں کے بڑے بڑے افسر
سنبھاجی کی وفات کے بعد اکٹھے ہوئے تھے اور اُس کے شیر خوار بیٹے
ساہو کو راجہ تسلیم کیا تھا اور اُس کے بھائی راجارام اُس شیرخوار کے
چچا جان کو نایب ریاست ٹھہرایا تھا *

## راجا رام کی نیابت کا بیان

بعد اسکے مرہٹوں نے رایگدھ میں سپاہی محافظ مقرر کیئے اور
کھانے پینے کے ذخیرے بھی اور کار و خدمت کے واسطے نایب ریاست کے
ہمراہ چلے گئے رایگدھ کا محاصرہ کئی مہینے تک قایم رہا یہانتک کہ ایک
ماوالی سردار نے کسی ذاتی عداوت کے مارے جو عام مایوسی سے مخلوط
و مختلط تھی رایگدھ کی چڑھائی کا رستہ بادشاہی ملازموں کو بتایا اور
اپنے بھائی بندوں سے دغابازی کی † اور سنہ ۱۶۹۰ ع میں شیرخوارہ
راجہ پکڑا گیا مرہٹوں نے یہہ چاہا کہ بجائے اس کے کہ سیواجی کا
پچھلا قایم مقام یعنی راجارام آفت و مصیبت یعنی جان جوکھوں میں
گرفتار ہووے جنجی کے دور دراز قلعہ واقع کرناٹک میں چلا جاوے اور

† کوئی وجہہ وسیلہ اِس کی دریافت نہیں ہوتی کہ کبھی تو یہہ قلعے بارہ بارہ
ایک ہی وقت میں برابر فتح ہوجاویں اور کبھی بہت مدد آراستہ فوجوں سے مدت
تک لڑاویں مگر منجملہ اُن کے اکثر قلعوں میں محافظ کے سپاہی معین نہیں کیئے
جاتے تھے اور ذخیرے بھی نہیں بھرے جاتے تھے اُن قلعوں کے سپاہیوں کو ایسی
اراضیوں کے محاصل سے تنخواہ ملتی تھی جو عین قلعہ کے نیچے واقع ہوتی ہیں
اور اِسی جہت سے قلعہ کے سپاہی محاصروں کے متوسل ہوجاتے تھے قلعوں کے
متعین سپاہیوں کے بڑے بڑے گروہ اکثر اِسی سبب سے بخاطر مغلوب ہوجاتے تھے
کہ قلعہ کے استحکام و مضبوطی پر بھروسا کرکے غافل رہتے تھے اور دوسرا سبب یہہ
ہے کہ جب اُن مقاموں پر دشمن غالب آجاتا تھا جن پر غالب آنا ممکن نہ سمجھتے تھے
تو وہ دفعتاً مایوس ہوجاتے تھے اگر ایسے قلعہ اچھی حالت میں رکھے جاتے ہیں
اور سپاہی اور ذخیرے بطور مناسب چھوڑے جاتے ہیں تو اُن کے فتح کرنے کے واسطے
اہل یورپ کی جنگی تدبیریں اور دلاوریاں درکار ہوتی ہیں *

دکن کے قلعوں کو اچھی حفظ و حراست میں رکھا جاوے اور فوج اُسکی علاقہ کے دیہات میں جگہہ جگہہ پھیل کر چلی جاوے اور وقت کی منتظر بیٹھی چنانچہ راجارام اور اُس کے تھوڑے ہمراہیوں نے بھیس اپنا بدلا اور اُن مخالف صوبوں میں گذرے جو راے گڈھ اور جنجی کے درمیان میں واقع تھے جوں ہی کہ وہ جنجی میں داخل ہوا تو اپنے پہونچنے کی منادی پھیری اور اپنے بھتیجے کی گرفتاری کی وجہہ سے راجائی کا خطاب اِختیار کیا اور نصیبوں کی یاوری سے پرہلاد نامی ایک برہمن صلاح کار اور خیرخواہ اُس کو ہاتھہ آیا اور اُس میں یہہ لیاقتیں کافی وافی تھیں کہ اور سرداروں وزیروں پر فضل و فوقیت حاصل کرے اور یہہ سمجھہ بوجھہ اُس کی پوری تھی کہ اگر ممکن و متصور بھی ہو تو اِس سے زیادہ سعی و کوشش مناسب نہیں کہ سارے مرہٹوں کے مصروف رکھنے کے لیئے کوئی عام منشا تجویز کرنا چاہیئے جس میں سب اِتفاق سے مصروف ہوویں *

اگر سیواجی سا لایق فایق آدمی جس کی سعی و ہمت اور خوبے خصلت کی بوباس اطراف و اکناف میں جگہہ جگہہ پھیلی تھی پیدا ہوتا تو مرہٹوں کی قوم قایم نہوتی مگر اب کہ سارے مرہٹوں میں ایک طبیعت کا جوش برابر پیدا ہوا یعنی سب کی طبیعتیں متفق ہوگئیں تو لوگوں کے اخلاق و عادات اور لڑائی کے طور و طریقوں کی روسے یہہ ضروری ہوا نہ خاص خاص لوگوں کی سعی و محنت کے ذریعہ سے اُس نئی طبیعت سے کام لیا جاوے اور یہہ تدبیر اُن کے حال کے حسابوں نہایت مناسب تھی کہ سردست اپنے غالب دشمن کے سامنے کان نہ ہلاویں اور گھوڑا ساز و سامان سے کوئی چیز ایسی پاس اپنے نرکھیں کہ دشمن کو ترغیب اُسکی پیدا ہووے اور جب کہ حملہ آوروں کی مانند کام کا موقع پیش آوے تو بیکم و کاست اپنی زور و قوت سے حملہ کریں اور پھر فرصت پھرت لوٹا کریں چنانچہ منجملہ اُن کے جن سرداروں کو زمینوں پر

قبض و تصرف حاصل تها في الفور أنهوں نے بحسب ظاهر مغلوں كي ايسي اطاعت قبول كي كه أس گرمجوشي اور وفاداري اور قول و قرار سے زياده كسي قوم نے أن كي اطاعت اختيار نكي هوگي مگر أن زميداروں نے باغيوں سے ملنا جلنا قايم ركها اور اپنے عالي كميروں كو باغيوں كا شريك و شامل هونے ديا بلكه خفيه خفيه اپنے رشته داروں كے زيرحكومت گروهوں كو قايم كركے اِس غرض سے روانه كيا كه لوٹ مار كي مهموں ميں باغي مرهٹوں كے مدد و معاون رهيں اور جيسے كه وه علانيه دشمني كي صورت ميں نقصان پهونچاتي أس سے زياده اتفاق اور جاسوسي كے ذريعه سے پهونچايا اور جب كه سواقوں نے كوئي قوي حكومت اور معين خزانه نه پايا تو هر شخص نے اپنے اپنے فايده كي تدبيريں نكاليں هميشه سے مرهٹوں كو لوٹنا كهسوٹنا يهانتك مرغوب تها كه سيواجي كے عهد كي ابتدائي لڑائيوں سے أس زمانه تك جب كه مرهٹوں كے راج رياست كي ترقي غايت عروج كو پهونچي تهي لوٹ مار كي خواهش مرهٹوں كي طبيعت پر غالب رهي اور ايسي لپٹي جو لفظ أن كي زبان ميں فتح كے ليئے موضوع ومستعمل هے أس كے معني دشمن كا لوٹنا هيں اگرچه عام مقصود كي تحصيل ميں بهت جلد الٹي هو جاتے هيں مگر اِس صورت ميں بهي تمام لوگ اِس وجهه سے مستعد و آماده هوتے هيں كه هر شخص اپني جداگانه غنيمت كا خواهاں هوتا هے غرض كه جب أن كي طبيعت مذكوره بالا متحرك هوئي تو أس كو ايسي راه پر لگانے ميں جسكے ذريعه سے عمده عمده قواعد يافته فوجوں كي دليري دلاوري سے زياده قوي اور خطرناك هوجاوں حكومت كي جانب سے تهوڑي سي مداخلت دركار تهي ؀

## جنجي كے محاصره كا بيان

جب كه بظاهر يهه دريافت هوا كه بلاد دكن سے مرهٹوں كي حكومت معدوم هوگئي تو اسد خاں كے بيٹے ذوالفقار خاں كو جسنے راے گڈه

کي فتح سے آپ کو معزز و ممتاز کيا تھا اِس غرض سے روانہ کيا کہ جنجي کو فتح کرکے مرہٹوں کي حکومت کو اخير صدمہ پہونچاوے چنانچہ ذوالفقار خاں دکن میں پہونچا اور پہونچنے کے ساتھہ اُسکو يہہ دريافت ہوا کہ اگرچہ بجاے خود فوج اپني بہت ہے مگر جنجي کا فتح کرنا تو درکنار اُسکے محاصرے کے لیئے بھي کافي وافي نہيں غرضکہ ذوالفقار خاں نے تازي مدد کي درخواست کي اور کسي قدر فوج کو تانجور ‡ اور علاوہ اِسکے اور جنوبي ملکوں کے محاصل جمع کرنے میں مصروف کيا بادشاہ نے کام بخش اپنے بیٹے کو ایک فوج کے ہمراہ کرکے وکنکرہ کي فتح کي غرض سے جو بیجاپور کے قریب واقع ہے روانہ کيا تھا اگرچہ وہ مضبوط قلعہ دکن کے پنڈاروں میں سے کسي قوم کے ایک سردار کے قبض و تصرف میں تھا مگر اِس قدر مضبوط و مستحکم تھا کہ کام بخش کي سعي و محنت سے کوئي فائدہ مترتب نہوا اور ساري کوششیں اُسکي بیکار گئیں علاوہ اِسکے فوج کي مانگ اِس جہت سے بھي زیادہ ہوئي کہ مرہٹے میدان میں دوبارہ نکلے اور لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہوئے بیان اُسکا یہہ ہے کہ جب راجا رام جنجي میں سکونت پذیر ہوا تو اُسنے سنتا جي گورپارہ اور دانا جي جادو دو چالاک سرداروں کو سیر و شکار کے طریقہ پر کسي خفیف مہم کي غرض سے خاص اپنے ملک میں بھیجا تھا یہہ سردار اپني منزل مقصود کو اب تک نہ پہونچے تھے کہ بیجاپور کي معزول فوج کے چند گروہ آپ لوٹتے کھسوٹتے پھرتے تھے اور جب کہ یہہ دونوں سردار وہاں پہونچے تو گانوں گانوں سے مرہٹے سوار نکلے اور اُنکے نشانوں کے تلے بیشمار اکھٹے ہوگئے علاوہ اِس کے رام چندر پنتہہ نے بھي جو تھوڑے سے رہے سہے ملاقہ کے انتظام و انتظام کے لیئے ستارہ میں چھوڑا گیا تھا تھوڑي فوج اپنے ضلعوں میں اکھٹي کي تھي اور اورنگ زیب کي طبیعت کو بھڑکا چمکا کر سنہ ١٦٩٢ع میں ایک نئي فوج اپنے کاموں کي پوري یکایک قایم کي تھي اور یہہ طرز

‡ مرہٹے لوگ اس تانجور کو چنداور پکارتے ہیں

اُس نے برتی کہ منجملہ سپاہیوں کے جسکو رعب داب کا آدمی پایا یہہ
حق اُس کو عنایت کیا کہ مرہٹوں کی حکومت کے خارج مقاموں سے
چوتھہ اکھٹی کیا کرے اور مرہٹوں کے باقی حق دعووں کو جتاتا رہے اور
جو ملک اُس خراج کے ادا سے انکار کرے اُس کو لوٹے کھسوٹے اور یہہ
بھی مقرر کیا کہ جو خراج اِس طریقہ پر وصول ہووے وہ فوج کی
تنخواہوں میں صرف ہوا کرے اور جو غنیمت ہاتھہ آوے وہ حاصل
کرنے والوں کو ملے اور ہر سردار کو اُس کے ذاتی فائدہ کی نظر سے یہہ
اجازت دی گئی کہ خوراک اور گھاس دانہ کے نام سے نیا تاوان اپنے لیئے
لیا کرے غرضکہ اِس ترغیب سے جو حقیقت میں ایک قسم کا بلاوا تھا
تمام مرہٹے سوار اپنے اپنے گوشوں سے نکلے اور لوٹ مار پر پھیل پڑے اور
بے طرح ہاتھہ پہونچانے لگے اُسی زمانہ میں پہلے پہل تمام اُن مرہٹوں کے سننے
میں آئے جو ایسے خود مختار فریقوں کے سردار تھے جنکی تعداد و کثرت
مختلف تھی اور اب نہ بادشاہی رعایا کی مال و دولت سے اُنہوں نے
تونگری اپنی چاہی تو مختلف صورتوں میں کام اپنا نکالا چنانچہ بعض
اوقات الگ الگ ہوکر کام کرتے تھے اور گاہ گاہ صلاح و مشورہ اور معین
تدبیروں سے یورشوں کے لیئے کہیں کہیں اکھٹے ہوتے تھے اور زور دباؤکے
وقت کسی خاص جانب کو سب چل دیتے تھے اگرچہ سنتا جی اور
دانا جی کی فوجیں اُن کے قبض و قابو میں تھیں مگر اُن کی کارروائی کا
وتیرہ بہت کچھہ ویساہی تھا یعنی لوٹتے مارتے رہتے تھے غرضکہ مور ملخ کی
مانند اطراف و اکناف میں مرہٹے پھیل گئے اور اُن کی بدولت سارا دکن
لوٹ مار اور جلا پھونکنا اور تباہی بربادی سے بھرپور ہو گیا ॥

## مرہٹوں اور مغلوں کی فوجوں کے طرز و انداز کا مقابلہ

اسی زمانہ میں مرہٹوں اور مغلوں کی فوجیں دستور و قاعدہ کی
حیثیت سے باہم مقابل ہوئیں اور جبھی یہہ بات جلد دریافت ہوئی کہ
کسکے دستور و قاعدوں میں خوبی پائی جاتی ہی مدت کے امن چاین

اور حکومت کي نرمي اور معقول طوروں کے برتاؤ سے جنکو اکبر بادشاہ نے قایم کیا تھا اور نیز هندو مسلمانوں کے میل جول سے مغلوں کي خوي و خصلت نرم هوگئي تهي اور جهانگیر کي غفلت شعاري اور کم مصروفي اور شاهجهان کے ملکي امن چین سے فوج کے انتظام و قاعدوں اور جنگي عادتوں کو خاص خاص نقصان پہونچا تھا اور جس زمانہ کي اب تاریخ لکهي جاتي هی اُس میں فوج کے قاعدوں اور سپاهیانہ خصلتوں کو اتنا ضرر پہونچا تها کہ وہ محسوس هونے لگا تها چنانچہ امیر لوگ ایسي کاهلي اور بد وضعي میں مبتلا هوگئے تھے کہ وہ اُن کي نسبت اسي زمانہ سے برابر مشہور و معروف هی اور جن امیروں کي عقل درست اور طبیعت ٹهکانے رهي تهي وہ بهي سرگرم خدمت کے لایق نهے تو لڑائي کے میدان میں ایسي نرم کرتیاں پہنکر آتے تهے جو روئي کے پہلوں اور پشم و ریشم کے ٹکڑوں سے بهري هوتي تهیں اور تلوار اُنکو کاٽتي تهي کرتیوں پر زرہ یا چار آئینہ لگاکر ایسے عمدہ گهوڑوں پر سوار هوتے تهے جنکي لگامیں بهاري بهاري اور زین پوش اُن کے لٹکتے رهتے تهے اور چاروں کناروں پر مختلف رنگوں کي جهالر اور تبت کي سوراگایوں کي دموں کے پهندنے لگے هوتے تهے اور گهوڑوں کي گردنیاں اور تمام ساز اُن کے طلائي نقرئي زنجیروں زیوروں سے آراستہ پیراستہ هوتے تهے اور هر سوار اپنے مقدور و طاقت کے موافق اپنے افسر کي نقل کرتا تها اور ایسے سواروں سے ایک رسالہ قایم هوتا تها جو کسي سواري کي جلو میں چلنے کے قابل و زیبا تها اور گهوڑي لڑائي میں حملہ کے لیئے بهي نامناسب نتها مگر دور دراز کي دوڑ دهوپ کي استعداد و لیاقت نہ رکهتا تها باقي یہہ بات تو کہاں کہ مہینوں کے سفر کي ماندگي برابر اُٹهاتے چلا جاوے مذکورالصدر سواروں کے بہت کار آمد نہونے کے علاوہ یہہ بات بڑي خرابي کي تهي کہ فوج کے دستور قاعدوں کي بالکل پابندي نہ تهي چنانچہ عالمگیر کي تاک جهانک اور اُسکي بہت سي چهان بین کے خلاف پر

نہایت بری بری باتیں اوس کے لشکر میں داخل تھیں یہاں تک کہ
بہت سے افسروں کے پاس آدھی جمعیت بھی فوج کی رہتی تھی اور
بہت سے سردار اپنے ماتحت سپاہیوں کی جگہ اپنے خدمتگاروں اور غلاموںکو
بھرتی کرتے تھے اور ایسے پاجی رفیقوں کے ساتھ اوٹھنے بیٹھنے سے شریفوں
کی عادتیں بگڑ گئی تھیں اور سپاہیانہ خوبی و خصلت کی خفت و
ذلت سے دلیری دلاوری افسردہ پژمردہ ہوگئی تھی اور انعام و نوازش کے
باعث سے جسقدر برتاؤ ایسے سرداروں کو ضروری و لابدی تھا جو آپ
اپنے عہدوں سے بخوبی واقف ہوتے تھے بادشاہی فوج کی تباہی کمال کو
پہونچی اور حال اوسکا ایسا خراب ہوا کہ نہ وہ دوسرے کی
نگہبانی نگرانی کے قابل رہی اور نہ اپنے بدن کی ہوشیاری کرسکی اور
کاہلی سستی کے مارے عین نازک وقت پر ایسی صورت میں بھی کام سے
معطل رہتی تھی کہ جسقدر عرصہ اسلحہ ہتھیاروں کے لگانے اور زرہ بکتر کے
پہننے میں صرف ہوتا تھا اُس کے بعد بھی کام کا موقع باقی رہتا تھا
اور پھر بھی ادھر اودھر دوڑتی رہتی تھی [1] بادشاہی لشکر کے جلو میں
امن و امان کے وقتوں کی سی بڑی شان و شوکت پائی جاتی تھی اور ہر
امیر اُس شان و شوکت کی نقل و تقلید پر مرتا تھا بلکہ ادنی ادنے سپاہی
بھی اپنے اپنے ڈیروں میں آرام و آسایش دیکھتے تھے کوچ کے سلسلہ میں
ایک بڑا قافلہ چلتا تھا جو ہاتھیوں اور اونٹوں اور گاڑی چھکڑوں اور
بیلوں اور پھر بنگاہ اور ہر درجہ کی عورتوں اور سوداگروں اور باورچیوں
اور خدمتگاروں اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان بہم پہونچانے
والونسے مرکب ہوتا تھا جنکی گنتی لشکر والوں کی نسبت دس گنی ہوتی

---

[1] فرانسیسی لوگ بڑی تنخواہ کی تعریفیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ نوکری
ایک مشغلہ تھا کوئی آدمی لڑتا بھڑتا نہ تھا اور بہت جوکھ سے آشنا نہ تھے اور جب
کوئی قصور ان قصوروں میں سے ثابت ہوتا تھا تو ایکدن کی تنخواہ وضع کیجاتی تھی
جونجاں صاحب کا مجموعہ جلد چار [illegible] کا قول اور نیز بندیلوں کے حالات
مندرجہ تاریخ دکن مصنفہ سکاٹ صاحب جلد دو ۱۲

تهي اور يهه بهاري گروه جهان كهين گذرتا تها وه مقام خاك سياه هوجاتا تها اور سپاهيون كے زور و ظلم سے ساري رعايا كو سخت سخت تكليفين پهونچتي تهين † هم بيان كرچكے هين كه مرهتے كوتاه قامت اور نهايت چالاك اور بغايت جفاكش هوتے هين اور روكهے سوكهے كهانے كي عادت ركهتے هين معمولي خوراك اُنكي يهه تهي كه جوار كي ٹكيا پياز كے ساتهه كهاتے تهے اور اكثر پوشاك اُن كي يهه تهي كه ايك پگڑي اور ايك چست جانگيا اور ايك بنڈا كرتا پهنتے تهے اور جب ننگے هوتے تهے تو ايك هلكا كرتا گهٹنون تك ركهتے تهے اور هتهيار اُن كے يهه تهے كه توڑه دار بندوق اور تلوار ڈهال باندهتے تهے اور تيره چوده فٹ كا بهالا اكثر ركهتے تهے اور يهه هتهيار اُنكا قومي هے اور استعمال اُنكا بڑي هنرمندي سے كرتے تهے گهوڑے اُن كے ٹهگنے اور چهوٹے هوتے تهے اور اٹهون گانٹهه پورے اور بڑے چالاك اور جفاكش هوتے تهے آگے كو ذقنديں لگاتے تهے اور سوار كے اشاره سے عين تيز روي مين ٹهر جاتے تهے يا گهوم كر مڑ جاتے تهے زين كي جگهه گدا اور زين پوش كي جگهه كمل كي تهه هوتي تهي قيام كي صورت مين سردارون كے سوا گنتي كے لوگون كے پاس خيمے هوتے تهے اور مهم كے دنون مين سپاهي زمين پر سوتے تهے اور بهالي كو زمين مين پاس اپنے گاڑتے تهے اور لگام كو اس لئيے بازو سے باندهتے تهي كه جب دشمن كے پهونچنے كا شور و غوغا اوٹهي تو ليك جهپك كر گهوڑون پر چڑه بيٹهين *

مغلون كے بهاري حمله پر ايسے گروه كے پانون اُكهڑ جاتے تهے اور يك لخت ايك ايك كركے تتر بتر هوجاتے تهے اور قريب كے پهاڑون يا اِدهر اُدهر كے گڈهون مين گهس بيٹهتے تهي اور جبكه مخالف لوگ اپني صفون

---

† جميلي كريري نے مارچ سنه ۱۶۹۵ ع مين عالمگير كي چهاوني كو مقام گلگلا مين ديكها چنانچه وه بيان كرتا هے كه وه ايسا بڑا انبوه تها جسكو دس لاكهه سے زياده بيان كرتے هين بادشاه اور بادشاهزادون كے خيمے تين ميل كے محيط سے زياده مين منصوب تهے اور نرغ اور خيمے ايك گهري كهائي سے محفوظ و مستحكم كيئے گئے تهے

کو چھوڑکر اُن کے پیچھے جاتے تھے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے تھے یا کسی ٹیکرے کی اوٹ آڑ میں یا کسی ایسے مقام میں جہاں چھوٹے چھوٹے گروھوں سے انپر حملہ کرنا جان جوکھوں سے خالی نہوتا تھا چھپ کر اکھٹے ھوتے تھے اور جب کہ تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ھوکر اپنے ھارے تھکے گھوڑوں کو لیکر واپس لوٹتے تھے تو بات کی بات میں مرھٹے لوگ ادھر اُدھر سے ٹوٹ کر اُن پر گرتے تھے اور اگر اُنکی صفوں میں کوئی رخنہ پاتے تھے یا پراگندگی دیکھتے تھے تو بے ساختہ حملہ کرتے تھے مگر عموما کام اُنکا یہہ تھا کہ غنیم کی پشت و بازو پر متفرق ھوکر جھومتے پھرتے تھے گاہ گاہ ایک ایک دو تعاقب کرنے والوں میں کرتے تھے اور ساری غرض یہہ تھی کہ دشمن کے غول میں توڑے دار بندوقیں ماریں یا متفرق سپاھیوں کو بھالے کی نوک چوک سے ھلاک کریں مگر رسدوں کے لوٹنے اور بار برداریوں کے کاٹنے میں فوقیت اُن کو حاصل تھی اور اُسیکا شوق و ذوق بھی اونکو تھا *

مرھٹونکو متصلات کی عنایت سے بادشاھی رسدونکی خبر لگتی تھی اور بادشاھی فوج والوں کو مرھٹوں کے کہیں کہیں موجود ھونے کی آگاھی بھی نہوتی تھی یہاں تک کہ مرھٹے لوگ اُن کے کوچ کی راہ پر یکایک حملہ کرتے تھے اور خیموں کے لوٹنے اور بیلوں کو جن میں کوچ و مقام کے لیئے غلہ ھوتے تھے اور حفاظت و حراست اُن کی مخوبی ھوتی تھی آنکھوں کے سامنے بات کی بات میں لیجاتے تھے اور خزانہ لیجانے والوں کی حفاظت پر اپنے گروھوں کو بایدگی وابستہ کرتے تھے اور جب اونکے ھاتھوں میں خزانہ ھوتا تھا تو مقابلہ اونکا دشوار پڑجاتا تھا یعنی لڑنے مرنے پر جمے رھتے تھے اور ھرگز بھاگتے نتھے اور اسلیئے کہ مغلوں کے گروہ عموما منزل بمنزل جاتے تھے تو اونکی خط کتابت کے اجرا اور ھاتی کی رسدکو مرھٹے بند کرتے تھے اور جب کہ ایک دو دن میں مغل لاچار ھوجاتے تھے اور لاچار ھوکر اطاعت قبول کرتے تھے تو سوارونکے

گھوڑے اور بھاری بھاری چیزیں چھین لے تھے اور سرداروں کو تاوان کی عوض میں روکتے تھے ٭

اسلیئے کہ دکن میں عالمگیر کے پاس نئی بھرتی کے سپاہی اور روپیہ پیسہ خاص ہندوستان سے آتا تھا تو سنبا جی اور داناجی نے بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان میں آپ کو ڈالا اور بہت سی بار برداریوں کو قطع کیا اور بادشاہی فوج کے نئی ٹکڑوں کو شکستیں دیں یہاں تک کہ سنہ ۱۶۹۳ میں ایسی بڑائی حاصل کی کہ مغل لوگ اون کو حقیر و ذلیل سمجھنے کی جگہہ قوی اور ہیبت ناک سمجھنے لگے ایسی خوف و ہراس کی حالت میں بادشاہ کی جانب سے ایسی تدبیر کے برتاؤ کی ضرورت پائی گئی جس کے ذریعہ سے اگر لڑائی خاتمہ کو نہ پہونچی تو اسقدر تو ہو کہ اوس کی نیک نامی اور شہرہ آفاقی اور اوس کی فوج کی ہمت و نہمت بحال و قایم رہی چنانچہ اوسنے جنجی کے محاصرے کے کام کاج کی سخت پیروی کا ارادہ کیا اور سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاہزادہ کام بخش کو وکنکرہ سے واپس بلایا اور تازی فوج کو ہمراہ اوس کے کرکے جنجی کے محاصرے پر روانہ کیا مگر اپنے معمولی دستور کے موافق اسد خاں والد ذوالفقار خاں کو شاہزادہ کے ساتھ اِس غرض سے بہیجا کہ وہ کام روائی میں شریک اوسکا رہے اور تمام جنگی کار و باروں کو اون امیروں کی اصلی ہدایت اور نگرانی سے متعلق فرمایا اس انتظام سے کام بخش اور اسد خاں دونوں ناراض ہوئی منجملہ اُن کے شاہزادہ اس تھوڑے سے اختیار سے ناراض ہوا جو حقیقت میں اُسکو بخشا گیا تہا اور اسد خاں اور ذوالفقار خاں دونوں باپ بیٹوں نے یہہ پسند نکیا کہ فتح کی ساری عزت اور فوج کی پوری حکومت سے محروم رہیں † ٭

ذوالفقار خاں بادشاہ سے اسقدر برہم ہوا کہ مرہٹوں کے برہمنوں کی

---

† گرینٹ ڈف صاحب خافی خاں اوربندیلونکے حالات مندرجہ تاریخ سکاٹ صاحب

درخواستوں پر اپنے التفات کو مایل کیا جو ہمیشہ سے ایسی قسموں کے فساد و نزاع سے فایدہ اُٹھانے کے لیئے آمادہ بیٹھے رہتے تھے چنانچہ ذوالفقار خاں نے تساہل برتا بلکہ دشمنوں کو خبریں پہونچاکر اس قابل کردیا کہ محاصرہ تین برس تک قایم رہا اور محصور اُس کا مقابلہ کرتے رہے *

بعد اوس کے سنتاجی گورپارہ نے اپنے راجہ کی امداد و اعانت کے لیئے دلیرانہ ارادہ کیا چنانچہ سنہ ۱۶۹۷ میں باقی مرہٹوں کے گروہوں کو عالمگیر کے مصروف رکھنے کی غرض سے چھوڑ کر داناجی جادو کو پاس اپنے بلایا یہہ دونو سردار بیس ہزار سوار جرار پنے ہمراہ لیکر جنجی کو روانہ ہوئے اور درمیانی ملکوں سے بڑی تیزی تندی سے گذر کر محاصروں پر ایسی شتابی چالاکی سے اپڑے کہ محاصر لوگ اپنی باہمی تائید و کمک رسانی کے لیئے اپنے جداگانہ گروہوں کو ترتیب ندیسکے مرہٹوں کے اگلے لشکر نے مغلوں کے ایک گروہ پر چھاپا مارا چنانچہ اُنکے دیروں کو لوٹا اور اُنکے سردار کو گرفتار کیا بعد اُسکے خود سنتاجی نے اُس بڑے گروہ کو شکست فاحش دی جو بہت جلدی سے اُسکے مقابلہ پر روانہ کیا گیا تھا یعنی سب سے آگے بڑھے ہوئے لڑاکوں کو مار کر اندر کیجانب بھگایا اور چوکیوں کو ہلاک کیا اور لشکر کی تمام رسدوں کو اور کھانے پینے کی چیزوں کو لوٹا اور خبروں کا آنا جانا قطع کیا اور بادشاہ کے مرنے کی خبریں اوڑائیں جنکو ایسے اوسے وقت میں بآسانی یقینی سمجھا گیا اور اُن افواہوں کی بدولت سنتاجی نے مرزا کام بخش سے یہہ بات چیت لگائی کہ ہم تیری تخت نشینی کی امداد و اعانت دینگے معلوم ہوتا ہی کہ مرزا کام بخش کو اسد خاں اور ذوالفقار خاں کی جانب سے بڑی بڑی باتوں کا اندیشہ ہوگا کہ اُس نے مرہٹوں کی باتوں کو کان دھر کر سنا اور جب کہ دشمنوں کا آنا جانا شروع ہوا تو ذوالفقار خاں اور اسد خاں کچھہ سوچ بچار کر پراگندہ ہوئے یہاں تک کہ جب ایک رات اپنی

خاص فوج کو مرزا کام بخش نے مسلم هونے کا حکم سنایا تو اُن دونوں سرداروں نے واجبي ناراجبي يہي سمجھا بوجھا که شہزاده مرهٹوں میں جانا چاهتا هی یہاں تک جوں توں کر کے اُس کو نظر بند کیا † فوج میں فساد و غرغا برپا هوا اور یہاں تک نوبت پہونچي که ساري فوج اِسبات پر مجبور هوئي که اپني توپوں کو توڑ پھوڑ برابر کیا اور توپ خانے کو چھوڑ کر چل دیئے اور جہاں جاکر اکھٹے هوئے وهاں مورچه بندي کي اور گرد گرد اپنے خندقیں کھودیں اور محاصروں سے محصور بن گئے آخرکار اُن میں اور مرهٹوں میں یهه عهد و پیمان هوا که بیس میل کے قریب مقام و ندي ریش میں اوتر جانے کي مغلوں کو رخصت دي جاوے که وه وهاں پہونچکر بادشاهي حکم کے منتظر بیٹھیں *

جب که کام بخش اور اسد خاں پہلے پہل دکن کي جانب کو بڑھے جاتے تھے تو عالمگیر بھي جنوب کي جانب کو روانه هوچکا تھا اور مقام گلگلا واقع ساحل دریاے کشنا میں چھاؤني اُسنے ڈالي تھي اور دوسرے برس وه چھاؤني برهما پوري میں منتقل کي گئي جو بندر پور واقع ساحل دریاے بیما کے متصل واقع هی اور بادشاه اُس جگهه کئي برس تک مقیم رها اب وه بیجاپور کي جانب روانه هوا اور اسي زمانه میں اپنے سرداروں کے کام ناپسند کیئے اور یهه حکم جاري فرمایا که کام بخش دربار میں حاضر هووے چنانچه جب وه باپ کي ملازمت سے مشرف هوا تو باپ نے مہرباني فرمائي اور بڑي شفقت سے پیش آیا ‡ اسي عرصه میں اسد خاں کو بھي طلب فرمایا مگر ایسے نقض و خلاف میں جو تدبیر سابق کا مخالف تھا اور اُس کي وجهه بخوبي دریافت نہیں هوتي فوج کا کاروبار ذوالفقار خاں پر موقوف رکھا جسکا اب حال یهه تھا

---

† ذوالفقار خاں اور اسد خاں کي رپورٹ مرسله خدمت عالمگیر جسکا حواله خود اورنگ زیب نے رقایم کرایم کے سینتالیسویں رقعه میں دیا هی اور گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں اور بندیله کي تاریخ

‡ رقایم کرایم کا اٹھائیسواں اور چھالیسواں رقعه

که باوصف اس کے که وہ افسروں میں نہایت لایق فایق تھا مگر اب خیر خواہي کي اُمید اُس سے مختص ہیجا تھي غرض که جب مرهٹوں سے دوبارہ لڑائي شروع هوئي تو بہت بڑي صورت پیش آئي یعني ذوالفقار خاں خراج کا روپیه تانجور میں لوگوں سے جمع کرتا رہا اور سنتاجي نے بادشاهي فوج کے بڑے قوي حصه کو جو ایک بڑے نامآور سردار کے زیر حکومت تھا چیتلدروگ واقع میسور میں بھاري شکستیں دیں اور ملک کے مختلف حصوں میں مختلف کامیابیوں سے تھے نقصانات طے هوئے مگر عام نتیجه اُن کا مغلوں کے حق میں مفید ہوا هوگا اسلیئے که سنه ١٦٩٧ع میں جنجي کے دوبارہ محاصرے کے قابل هو گئے *

میدان کي لڑائیوں میں ذوالفقار خاں نے همت لگائي اور گرمجوش افسر کا کام دیا مگر جبکه جنجي کا محاصرہ دوبارہ کیا گیا تو مرهٹوں سے پھر سازش چلانا شروع کیا اور اُس مقام کي فتح کے طول پکڑ جانے کو حقیقت میں مقصود ٹھہرایا † *

اگرچه ذوالفقار خاں اپني کارگذاري کرتے گیا مگر اورنگ زیب سے تاز نه والے بادشاہ کے عهد حکومت میں برابر بڑاؤ ایسے طریقه کا بہت دشوار اور بغایت مشکل تھا چنانچه ذوالفقار خاں نے اگلے برس بخوبي بھي سوچا سمجھا که جنجي کو فتح کرنا چاهیئے اور اسي کوتاهي کي صورتیں بڑي

---

† ذوالفقار خاں کي وہ سازشیں جو اُس نے مرهٹوں سے کي تھیں اس قلمي نسخه سے واضح هوتي هیں جسکا گرینٹڈف صاحب نے حواله دیا هے اور غالباً اسي قسم کي سند پر جو میسور میں حاصل هوئي کرنیل ولکس صاحب نے اُن سازشوں کاهونا بیان کیا اور حال اُن کا مغلوں کے مورخوں کو دریافت نهوا مگر بندیلہ کي تاریخ میں ذوالفقار خاں کو یه الزام لگایا گیا هے که اُسنے دیده و دانسته لڑائي کو طول دیا تھا اور مقصود اُس کا یه تھا که فوج کي بڑي حکومت اور وہ بڑا پایه جو آج اُسکو حاصل هے بادشاہ کے مرنے تک اُس کو حاصل رهے اور بادشاہ کے جلد مرنے کي اُمید اِس لیئے قوي تھي که عمر کو پہونچ چکا تھا *

بیعزتی سے بلاوے پر جانا پڑے کا غرضکہ راجارام سے یہہ آخر دوستی برتی
کہ اُسکو بھاگنے کا رستہ بتایا اور پھر محاصرہ کے کام کاج کو زور و قوت اور
سعی و ہمت سے جاری کرکے تھوڑی مدت یعنی سنہ ۱۶۹۸ میں قلعہ پر
قبض و تصرف کیا *

## چوتھا باب

### سنہ ۱۶۹۸ سے وفات عالمگیر تک

ذوالفقار خاں کو دوبارہ محاصرہ کرنیکی قوت کا حاصل ہونا جو
مامول و متوقع نرہا تہا غالباً اوسکا باعث وہ قصے قضائی تھے جو
اب مرہٹوں میں کہلم کہلا قایم ہوئے تھے اسلیئے کہ سنتاجی اور
دانا جی جادو میں نا چاقی واقع ہوئی تہی اور راجارام نے
جو سنتاجی کی شہرت و عزت سے جی ہی جی میں جلتا تہا
جادوجی کی اعانت کی تہی اور چونکہ سنتاجی اِس وجہہ سے مقبول انام
اور پسندیدہ خاص و عام نہ تہا کہ اُس نے انتظام و قواعد کی پابندی کو
فوج پر واجب و لازم کیا تہا تو اُس کی فوج میں ایک مخالف فریق
قایم ہوا غرض کہ سنتاجی بہاگا اور جبکہ آخر کو پکڑا گیا تو جان سے
مارا گیا راجارام نے اِس واقع سے پہلے پہلے اپنی ریاست کو ستارہ میں
منتقل کیا تہا اور اب ساری حکومت پر قبض و دخل اپنا کرنا شروع کیا اور
لڑائی کے میدان میں ایسی بہاری فوج اپنے ساتھہ لیکر گیا کہ مرہٹوں کی
ویسی بیشمار فوج آج تک اکٹھی نہیں ہوئی اور دریاے گوداوری کی
شمالی جانب میں اُن مقاموں سے چوتھہ اور علاوہ اوس کے اور محاصل
وصول کیا جنہوں نے غاشیہ اطاعت کا اُٹھایا اور باقی مقاموں کو جالنا واقع برار
تک جلا پہونک کر خاک میں ملایا مگر بادشاہی فوج کے انتظام و اہتمام
میں تبدیل و تغیر کے واقع ہونے سے مقام مذکورالصدر سے آگے نبڑھسکا
اور عالمگیر ابتک اکثر برہما پوری میں مقیم رہا اور اوسی جگہہ کو
فوج کا اعلی مقام اُسنے ٹھہرا دیا اور گاہ گاہ اپنے بیٹے اعظم شاہ کو کسیقدر

فوج سمیت کسی قلعہ کی فتح یا کسی حملہ کی دفع کے واسطے روانہ کیا کرتا تھا اور عموماً ممالک مقبوضہ کی حفظ و حراست کا بھروسا فوج کے ایسے ٹکڑوں پر رکھتا تھا جو مختلف مقاموں میں منقسم ہوکر رہتی تھی مگر حال میں ساری فوج کے مصروف کرنے کا یہہ طریق اسنے برتا کہ آپ ایک حصہ کو دشمن کے قلعوں پر لیگیا اور دوسرے حصہ کو ذوالفقار خاں کے تحت حکومت چھوڑا جسکو ایک بڑی کوردام کا حاکم مقرر کیا تھا اور مطلب یہہ تھا کہ جہاں کہیں مرہٹوں کی فوجیں کھلے میدانوں میں چلتی پھرتی پائی جاویں تو وہ اُنکا تعاقب کرے غرض کہ اس تدبیر سے تمام فوج کو ہمیشہ مصروف رکھا اگر یہہ قاعدہ پہلے سے برتا جاتا تو اُس سے کامیابی ممکن تھی مگر اب فسادوں کی دھوم دھام ایسی طغیانی پر پہونچی تھی کہ صرف جنگی انتظاموں کے ذریعہ سے روک تھام اُنکی ممکن نتھی اگرچہ ذوالفقار خاں نے راجارام کے بھگانے سے لڑائی بھڑائی کے ڈھنگ شروع کئی جیسا کہ ابھی مذکور ہوچکا اور بعد اُسکے مرہٹوں کو بار بار شکستیں دیں اور مسلمانوں کی دلیری دلاوری کو شگفتگی بخشی مگر آخر کار اپنا حال اُسکو اُس سے بدتر دریافت ہوا جیسے کہ آغاز جنگ میں حال اُسکا تھا اسلیئے کہ جو شکست اُنکے دشمنوں مرہٹوں پر پڑتی تھی وہ ایسے صدمہ کی مانند ہوتی تھی جیسے کہ مارے پانی کو صدمہ پہونچتا ہی یعنی وہ صدمہ کا مقابلہ بھی نہیں کرتا اور اسپر صدمہ کا اثر بھی باقی نہیں رہتا حاصل یہہ کہ مرہٹوں کی فوجیں جب کہیں منتشر ہوجاتی تھیں تو اُسیدن یا اگلے دن ادھر اودھر سے جمع ہو جاتی تھیں اور بادشاہی فوج کی یہہ صورت تھی کہ شکست کی صورت میں نقصان اور رسوائی حاصل ہوتی تھی اور خفیف کامیابیوں سے وہ ابتری جو اُنکے ذریعوں یعنی فوج اور خزانہ میں واقع اور وہ پریشانی جو اُنکے ملک و محاصل کو حاصل تھی موقوف و مرتفع نہوئی بلکہ روز بروز اُنکی مشکلیں بڑھتی گئیں اور قوت کم ہوتی گئی *

اورنگ زیب کے بذات خود مشغول ہونے سے اُس کے خاص کاموں پر زیادہ مستحکم فایدوں کی توقع کسیقدر ہوئی چنانچہ وہ اپنی چھاونی سے روانہ ہوا اور اُس کی روانگی پر سردار اُس کے تاسف کرتے رہی اِس لیئے کہ اُنہوں نے اُس کے آرام و آسایش کے لیئی عمدہ عمدہ مکان بنائی تہی اور ایک شہر کی طرح ڈالی تہی حاصل یہہ کہ بادشاہ والا ہمت چند اور قلعوں کی فتح وکشایش کے بعد ستارہ کے سامنی جمکر بیٹہا جہاں راجارام کی ریاست قایم تہی اور ایسے وقت اور ایسی حکمت سے بہت جلد اُس کو فتح کیا کہ محصور اُنکے مقابلہ پر باسامان آمادہ نہ تہی مگر باوجود اِس کے محصوروں نے بڑا مقابلہ کیا یہاں تک کہ کئی مہینی بعد اپریل سنہ ۱۷۰۰ع میں وہ قلعہ فتح ہوگیا *

## سیوا جی ثانی کا راج

قلعہ کی فتح سے پہلے راجارام مرچکا تہا اور اُس کا بیٹا سیواجی اپنی ماتارابائی کی نیابت کے سہارے راج گدی پر بیٹہا تہا راجارام کے مرنے سے لڑائی میں خلل نہ آیا تہا اور اورنگ زیب اپنی چالوں چلی گیا یہانتک کہ اگلے چار پانچ برس میں سارے بڑے بڑے قلعوں کو اپنے تصرف میں لایا بہت سے محاصرے لنبی چوڑے اور خونوں کے پیاسے واقع ہوئے † اور دونوں طرفوں سے طرح طرح کی تدبیریں اور بہانت بہانت کی فطرتیں برتی گئیں مگر وہ تدبیریں ایسی متواتر مرة بعد اُخرے واقع ہوئیں کہ تفصیل اُنکی بنہایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی ہاں انجام اُنکا یہہ ہوا کہ وہ قلعہ مذکورہ بالا فتح ہوگئی *

---

† منجملہ اُن محاصروں کےایک محاصرہ کا حال اورنگ زیب نے شاہزادہ اعظم کو لکہا کہ جو جو مصیبتیں کیلنا کے محاصرے میں پیش آئیں اور جیسی جیسی انوکہی سختیاں اور اچنبہی آفتیں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں حال اُنکا تمکو دریافت ہوا ہوگا مگر خدا کا احسان ہی کہ اس جانفشان گروہ کی مصیبتیں انجام کو پہونچیں اور سعی اُنکی مشکور ہوئی بعد اُسکے عمدہ نتیجوں کی دعا خدا سے مانگی اور پچہلی اذیتوں کو خدا کے عدل و انصاف سے نسبت کیا جو اُسکی غفلت اور شرارت نفس پر مترتب ہوا تہا ـــ دستورالعمل کا اڑتیسواں رقعہ

## اورنگزیب کے استقلال وهمت کا بیان

جبکه ایسي جفاکشي کي مهمون میں تامل کیا جاتا هی تو اُس استقلال و همت پر تحسین و آفرین کهنی سے باز رهنا ممکن نهیں جنکي بدولت بادشاه والاجاه نے ایسي مصیبتوں کو جهیلا جو اُسکے بوڑهاپی پر چاروں طرف سے جهوم جهوم کر آئي تهیں یعني جبکه اورنگزیب اول اول اس نئي لڑائي کي غرض سے نربدا پار اوترا تو وه پینسٹهه برس کا تها اور جبکه برهانپوري کي چهاوني سے روانه هوا تو روانگي سے پهلے اکاسي برس کو پهونچا تها ॥

کوچوں اور محاصروں کا تعَب اُس عمر کے بهت کم مناسب تها اور باوصف ایسي نمود و نمایش اور آرام و آسایش کے سامانوں کے جو اُسکے لشکر کي جلو میں موجود تهے ایسي بڑي بڑي سختیوں کو ایسا بے تکلف اوتهایا که اُنکے اوتهانے سے گبرو جوانوں کے دهیچر بهي ٹل جاتے وه برهانپوري میں مقیم هي تها که ایک اندهیري رات میں دریاے بیما کا طوفان آیا اور اوسکي چهاوني دریا برد هوگئي یهه موسم برسات کا تها جسمیں گرم سیر ولایتوں بارش کي مار مار سے شور بور رهتي هیں چهاوني کا بهت سا حصه ڈوب گیا اور رهے سهے پر پاني گذر گیا لوگوں کے شور و فریاد اور خرابي پریشاني سے مصیبتوں کو ترقي هوئي باره هزار آدمي مرگئے اور مویشي بیشمار ضایع هوئے یہانتک که بادشاه کو بهي جان کے لالے پڑے تهے اسلیئے که جس ٹیکرے پر وه بیٹها تها وهاں پاني چڑها آتا تها مگر بقول اُسکے درباریوں کے اوسکي دعا سے وه پاني فرو هوا علاوه اوسکے مهم مذکور کي مصیبتوں پر یهه مصیبت زیاده هوئي که قلعه پرلي کے محاصره پر جسکا محاصره ستاره کے بعد کیا گیا تها پهاڑ کیجانب سے ایک سیلاب آیا اور اس میں کچهه شک شبهه نهیں که اُس گرم ولایت کي تند هواؤں سے بهت سي برسات کے موسموں میں جو وهاں پوري هوئي تهیں بهت سي تکلیفیں اوٹهائیں هونگي اور جبکه برسات گذر جانے پر کوچ اور

دوڑ دھوپ کرتا ہوگا تو ایسي دشوار گزار ندیوں اور غرق آب وادیوں
اور دلدلي زمینوں اور تنگ باریک راهوں پر گذرنے سے بڑي دشواریاں
پیش آتي ہونگي اور ایسے مقاموں میں ٹھرنا پڑتا ہوگا جہاں کھانے پینے کي
دقت ہوتي ہوگي یہہ اسباب اُسکے مویشیوں کے حقمیں گاہ گاہ ایسے قاتل
ہوتے تھے کہ کام ناکام اُسکي فوج لنگڑي ہوجاتي تھي گرمي کي شدت سے
کوچوں اور خیموں یعني کوچ و مقام میں نہایت تکلیف ہوتي تهي اور
پاني کي کوتاهي سے گرمي کي شدت اور تشنگي کي سختي بہت بڑھ
جاتي تهي کهانے پینے کي قلت اور دکھہ بیماري کي کثرت کے علاوہ جو اکثر
اوقات اُسکے لشکر میں واقع ہوتي تهي قحط و وبا نے کئي بار ہاتھہ اپنے
پهیلائے اور سارے رنج اُن بربادیوں اور غارتگریوں کے اخباروں سے بہت زیادہ
ہوئے جو اُنکے ایسے ملکوں میں حریفوں کے ہاتھوں سے واقع ہوئي تهیں جو
قحط و وبا کي دست‌اندازي سے محفوظ و مامون تهے مگر باوصف ان
افسردگیوں کے اورنگ‌زیب کي قوت و ہمت گهٹتي نہ ہوئي تهي چنانچہ
وہ خود تن تنہا اپنے حکم حکومت کي ہر شاخ کي کارگذاري جزوي جزوي
کاموں کے لحاظ و حیثیت سے کرتا رہا اور لشکر کشیوں کے نقشے سوچتا
تها اور لشکر کشیوں کے زمانہ میں ہدایتیں جاري کرتا تها اور سردار اُسکے
قلعوں کے نقشے بابیں مقصود اُسکي خدمت میں ارسال کرتے تهے کہ
حملوں کے مقاموں کو مقرر کرے اور اُسکے رقعوں میں پٹھانوں کے ہموار
ملکوں میں سڑکوں کے جاري کرانے اور ملتان آگرہ کے فسادوں کو دبانے
بلکہ قندهار کو دوبارہ حاصل کرنے کي تدبیریں مندرج پائي جاتي هیں
اور اسي عرصہ میں ذرجکا کوئي ٹکڑا یا باربرداري کي کوئي رسد نتهي
جسکا کوچ مقام دکن میں ایسی حکموں کے بدون پایا جاوے جنمیں سے
تهوڑے بہت حکموں کو اورنگ زیب نے خاص اپنے ہاتھوں سے جاري
نکیا ہو *

ضلع کي مالگذاري کے ادنی افسر کا تقرر یا کسي دفتر میں کسي

مدبر کا انتخاب اپني توجه فرماني کے نامناسب نسمجهتا تها اور سارے کارگزاروں کي کارگزاري کي نگراني جاسوسوں اور آنے جانے والوں کے ذریعه سے کرتا تها اور ایسي خبروں کي اصل و بنیاد پر همیشه نهمایش اور هدایتوں کے وسیله سے آگاه و خبردار اُنکو رکهتا تها مگر تفصیل جزویات پر ایسے شوق ذوق سے ملتفت هونا جیسیه هوشیاري اور بیدار مغزي کي دلیل هی ویسي هي کام کاج کي اصلي ترقي اور اجراے کار کے ذاتي عروج کے لیئے چنداں مفید نهیں مگر جو که اورنگ‌زیب کي ذات و طبیعت میں التفات جزویات کے ساتهه بڑي چابکي چالاکي سلطنت کے عمده عمده کاموں میں بهي پائي جاتي تهي تو اوس سے طبیعت کي آمادگي اور نهایت گرمجوشي ایسي معلوم هوتي هی جو هر زمانه میں بڑي عجیب وغریب سمجهي جاتي هی *

یهه مشقتیں اور مصیبتیں اوسکي بے اداني کي سزائیں تهیں جو اوسنے اپنے باپ سے کي تهیں اور معلوم هوتا هی که کسي آن اور کسي لحظه میں باپ کي بدقسمتي کا خیال اوسکي آنکهوں سے الگ نهوتا هوگا اور بقول اوسکے که * تو بجاے پدرچه کردي خیر * که همان چشم داري از پسرت * رات دن یهه سوچتا هوگا که خدا نخواسته میرا حال بهي ویساهي هووے چنانچه اوسکي روک تهام کے لیئے اوسنے سارا اختیار اور پوري قوت اور هر قسم کي آقائي اور خداوندي اپنے هاتهوں میں رکهي اور اپنے سرداروں کو ایک مقام سے دوسرے میں مقام بدلنے سے اسبابت سے بچائے رکها که اوسکے علاوه کسي سے مستقل علاقه پیدا نکریں علاوه اوسکے بیٹوں کي چال ڈهال کي دیکهه بهال سے غافل نتها اور اونکي انتظام و اهتمام میں همیشه مصروف و آماده رهتا تها اور خفیه نویسوں اور جاسوسوں سے اونکو مستصور اور فوج کي حکمراني میں مشترک رکهتا تها اور آس پاس اونکے کمتر عهدوں پر معتمد لوگوں کو متعین کرتا اور اونکے سارے کاموں پر کهلم کهلا قبض و قابو رکهتا تها اور اسي زمانه میں شفقت آمیز رقعوں اور

محبت انگیز تحفوں کے ذریعہ سے اُنکو آپ سے وابستہ رکھنے اور اُنکی
گرانی خاطر کی تلافی کرنے سے کسی حالت میں چوکتا نتھا اور حسن
غرض مطلب کے باعث سے وہ اپنے تمام افسروں سے اچھے معاملی
برتتا تھا اور بحسب ظاہر طرح طرح کی نوازشیں فرماتا تھا وہ بھی
اسی قسم کے کہنکے تھی اگرچہ اون اهلیتوں کا باعث کسیقدر اُسکی ذاتی خوے
و خصلت بھی تھی غرضکہ یہاں تک تالیف قلوب اُسمیں سما رہی
تھی کہ اپنے افسروں کے رشتہداروں کے مرنے پر تاسف کرتا تھا اور مجلس
ماتم میں شریک و شامل ہوتا اور بیماری کی حالت میں اُنکی بیماریوں
کا حال دریافت کرتا رہتا اور بہت خوشامد سے اعزاز و اکرام اُنکو بخشتا
اور اپنی مہر و محبت سے اپنی بخششوں کو مقبول و پسندیدہ کراتا
اور بہت کم اتفاق ایسا ہوتا کہ زجر و ملامت کے کلموں پر لطف و عنایت
کے فقرے زیادہ نکرتا اور ایسے قصوروں پر بڑی نرمی برتتاتھا جو اُسکے اختیار
وحکومت یا دین و ملت کی صلاح و سلامت میں رخنہ انداز نہوتے اور
جیسا کہ اس چشم پوشی کا یہہ باعث تھا کہ مزاج اُسکا سہل و سلیم تھا
ویسا هی یہہبھی سبب تھا کہ دشمن بنانے کی لاگ لپیٹ اُسکو نتھی مگر
معلوم هوتا هی کہ باوصف اِن سب باتوں کے اُس نے لوگوں و
اپنا خیر خواہ بنانے میں کامیابی حاصل نہیں کی اور اپنے بیٹوں
کی جانب سے جسقدر کہ خوف و هراس اُس کو رہتا تھا اُسقدر
محبت اُن سے نرکھتا تھا سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاهزادہ معظم کو سات
برس کی قید سے رہائی بخشی مگر همیشہ اُس سے متنفر رها اور پیار
کی آنکھوں سے ندیکھا اور اُس کا دور رہنا چاها چنانچہ کابل کی دوردراز
حکومت پر روانہ کیا اور اپنے مرنے تک هندوستان میں آنے ندیا اور اُس
کی خواهشوں کو رد کرتا رها اور ایسی مہم میں اُس کو پھانسا کہ وہ
اپنی حکومت کے دوردراز حصے پر چلا جاوے اور اُس کی جاہ و حشمت
کے ذریعے وهاں صرف هوجاویں ذوالفقار خاں نے جو مرزا کام بخش

نظر بند کیا تھا پہلے پہلے اُس کی نظربندی کو پسند تو کیا مگر جب
کہ بعد اُس کے دامن اُس کا داغ دھبے سے پاک صاف پایا تو جی
اوس کا صاف ہوگیا اور ایک موقع پر اپنے لائق بیٹے اعظم شاہ سے وہ چال
اوس نے چلی کہ اوس سے دفعتا وہ تدبیر واضح ہوتی ہی جو اپنے بیٹوں
کے معاملہ میں وہ برتا کرتا تھا اور یہہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ وہ فتن و
فطرت پر دیوانہ تھا اور حیلہ سازی اور مکاری سے طبعی محبت رکھتا تھا
تفصیل اوس کی یہہ ہی کہ ایک بار اوسکے دل میں یہہ شبہہ گذرا کہ
یہہ شاہزادہ اپنی خود مختاری کی فکر اور تدبیر میں پڑا ہی چنانچہ
اوسکو دربار میں طلب فرمایا اور جب کہ شاہزادہ نے عذر اپنا پیش
کیا اور خوف و ہراس اپنا جتایا تو اوس نے یہہ جواب دیا کہ ہم تھوڑی
جمعیت کے ساتھہ انشاءاللہ شکار میں تم سے ملینگے شاہزادہ اس تصفیہ
پر روانہ ہوا اور بادشاہ نے حصول ملازمت کے موقع کو خفیہ فوج سے
محصور کرایا اور جب کہ شاہزادہ بہت قریب آتا گیا تو بادشاہ نے طرح
طرح کے حیلہ بہانہ اس غرض سے پیش کیئے کہ کام ناکام اوسکو اپنے تھوڑے
تھوڑے ہمراہیوں کو کم کرنا پڑا یہاں تک کہ جب عین مقام پر شاہزادہ
پہونچا تو کل تین آدمی ساتھہ اوسکے رہگئے اور جو کہ بادشاہ کے اشارہ
کنایہ سے کسی اور آدمی سے اونکے گھوڑوں کو نہ تھاما تو وہ دونو ہمراہی
بھی اپنے گھوڑوں کے تھامنے پر رہگئے حصول ملازمت سے پہلے شاہزادہ
اور اوسکے باقی ماندہ ہمراہی کے ہتیار لیئے گئے اور جب کہ ہتیار اونکے
لیئے گئے تو اونہوں نے آپ کو گیا ہوا سمجھا اور ایک مدت کی گرفتاری کا
یقین کیا مگر جب کہ شاہزادہ باپ کے سامنے حاضر ہوا تو باپ اوس
سے بغلگیر ہوکر محبت سے ملا اور اپنی بھری ہوئی بندوق کو جو شکار کی
خاطر بھری گئی تھی شاہزادہ کو دیا کہ وہ اوسکو تھامے رہے بعد اوسکے
خلوت کے خیمہ میں گیا اور ایک عجیب خاندانی تیغ اوسکو دکھلائی
اور اس غرض سے تلوار کو ننگا کیا کہ وہ اوسکے جوہروں کو اچھی طرح

دیکھ بھالے بعد اوسکے بادشاہ نے اپنا سینہ کھولا اور گرمیکا بہانہ کیا اور یہہ جتانا مقصود تھا کہ کسی زرہ بکتر کی اوٹ آڑ نہیں غرضکہ بہانت بہانت سے امتحان اوسکا لیا اور تمام اعتماد اپنا جتاکر شاہزادہ کو تحفہ تحایف سے مالا مال کیا اور آخر کو یہہ فرمایا کہ اب تمہارا چلا جانا عین مصلحت ہی تمہارے تہرنے سے تمہارے لوگ باگ گھبرا جاوینگے اور حقیقت میں یہہ فرمایش بہت مناسب تھی اس لیئے کہ جب اعظم شاہ واپس آیا تو اوسنے ساری فوج کو منتشر ہونیکے قریب پایا اور اپنی عورتونکو اپنی موہوم قسمت پر روتے پیٹتے دیکھا باقی یہہ بات دریافت نہیں ہوتی کہ وہ باپ کے بکمال آسانی رخصت کرنے سے شکر گذار ہوا یا نہیں مگر مورخوں نے بیان کیا کہ بعد اوسکے یہہ حال اوسکا تھا کہ جب کبھی باپ کا عنایت نامہ پہونچ تا تھا تو رنگ اوسکا پیلا ہوجاتا تھا اور جب تک کہ اوسکے مضمون سے پوری آگاہی نہوتی تھی تب تک اوسان اوسکے ٹھکانے نہ آتے تھے † *

## سلطنت کی غایت بے انتظامی کا بیان

اورنگ زیب کی ساری فہم و فطرت اور تمام محنت و مشقت اون بے انتظامیوں کی روک تہام کے لیئے کافی وافی نہ تھی جو روز روز بڑھتی چڑھتی جاتی تہیں اور چاروں طرف سے اوسکو بے طرح دباتی جاتی تہیں راجپوت اب بھی اوس سے لڑنے بھڑنے میں علانیہ مصروف تھے اور آگرہ کے پاس پروس کے جاٹوں نے ایک عرصہ دراز سے اون کے طریقوں کی پیروی کی تھی چنانچہ اونکے مقابلہ پر ایک فوج کو ایک بادشاہی نسل کے شاہزادے کی زیر حکومت کرکے روانہ کرنا مناسب سمجھا گیا جیسے کہ پچھلے وقتوں میں ملتان کے ‡ باغیوں کے مقابلہ میں ضرورت

---

† خافی خاں

‡ غالباً یہہ باغی وہ سکھہ تھے جو گرو گوبند کے زیر حکومت ہوکر لڑتے لڑتے تھے

بڑي تهي ذوالفقار خاں کي فوج گهٹنے لگي اور جو کام اوسنے پہلے وقتوں میں کیئے تهے اونکا غیر موثر ہونا اب زیادہ ظاہر ہوا اور مرہٹوں کي یہہ صورت تهي کہ جوں جوں بادشاهي فوجیں گهٹتي گئیں اوسیقدر وہ بڑهتي گئے چنانچہ دکن کے اوجاڑنے بعد مالوہ پر پہلے اور گجرات پر بڑي یورش کرچکے تهے چنانچہ جگہہ جگہہ نشان اونکي یورشوں کے لئے کہسٹے شہروں اور جلائي ہوئے دیہاتوں اور روندے ہوئے کهیتوں سے پائے جاتے تهے اور بادشاهي بڑي فوج اگرچہ اب بهي قلعوں کو فتح کیئے جاتي تهي مگر پچهلي کامیابي شکست کي رسوائي سے کچهہ کم نہ تهي یعني وکنکرہ کي فتح جو ایک گانوں مضبوط و مستحکم تها اور قزاقوں کا سردار اوس گانوں کا مالک تها اوس کے محاصرے میں کئي مہینے صرف ہوئے اور خود بادشاہ کے تشریف لانے کي ضرورت پڑي مگر اِس زمانہ میں یہہ ساري فتوحات اُن نقصانوں کي برابر تل گئي تهیں جو اُن کے مقابلہ میں واقع ہوئي تهے چنانچہ مرہٹوں کو اب یہہ لیاقت حاصل ہوئي کہ اپنے قلعوں پر دوبارہ قبض و تصرف کرنے لگے اور یہہ نوبت پہونچي کہ جن قلعوں کي فتح و کشایش میں بادشاهي فوج والوں کي جان و مال کي محنتیں صرف ہوئي تهیں اب وہ ایک ایک کرکے بادشاهي تصرف سے نکلکر مرہٹوں کے دخل و تصرف میں داخل ہونے لگے اور جسقدر کہ فوج اکبر سلطاني سے سپاهیوں کي مانگ تانگ زیادہ ہوئي اُسي قدر قوت اُس کي گهٹتي گئي اور رفتہ رفتہ وہ فوج ایسي شکستہ خاطر ہوگئي کہ ویسي کبهي نہوئي تهي اور سختیوں کے مارے سارے مویشي مرگئے اور ملک کے اُجڑ جانے سے پهر مویشي بہم نہوسکے اور کهانے پینے کي کوتاهي اسي وجہہ سے زیادہ ظاہر ہوئي از دور دراز مکانوں سے منگانے کا ذریعہ خزانوں کے خالي ہونے سے منقطع ہوگیا *

[illegible] شاه [illegible] واصف اسکر کہ ایک مدت پہلے سے [illegible]

اُس کا بڑے انقلابوں اور پریشانیوں میں پڑا تھا بہت سا روپیہ بھیجا گیا تھا اور جب کہ محصاصل کا حال اچھا نرها تو بادشاہ سے بھي اهتمام و انتظام کے خیال کو † چھوڑا اور جب کہ بقیہ تنخواهوں کي بابت درخواستیں گذرتي تھیں تو نہایت برهم هوتا تھا اور بہت جھنجلاکر یہہ جواب اُندا دیتا تھا کہ اب فوجکي ضرورت نہیں اور جو خدمت گذاري سے خوش نہووے وہ نوکري چھوڑ کر § چلاجاوے بلکہ اُس نے سواروں کے چند گروهوں کو اِس غرض سے برخاست کیا کہ محصاصل کو فراخي حاصل هوجاوے مگر حقیقت یہہ تھي کہ ایسے اڑے وقت میں ایسي فوج کو تنخواہ کا برابر دینا ضروري تھا اور جب کہ مدت تک تنخواهیں نملیں اور سپاهي بھوکوں مرنے لگے تو فوج اُس کي علانیہ پھر گئي جس کو چند روزہ تدبیروں سے روکا تھاما گیا تھا || *

جوں جوں کہ مرهٹے لوگ اورنگ زیب کي فوج اکبر کے قریب آتي گئي اُسي قدر مشکلات اس کي زیادہ هوتي گئیں یہاں تک کہ کبھي کبھي دامن لشکر تک لوٹ تے مارتے آتے تھے اور رسدوں کو کاٹتے تھے اور مویشیوں کو سامنے سے اوٹھالیجاتے تھے اور چرکٹوں کو مار ڈالتے تھے اور پہرہ چوکي والوں سے نوک چوک کرجاتے تھے اور ایسا تنگ پکڑا تھا کہ جب تک قوي محافظوں کا گروہ همراہ نہوتا تب تک اکیلا دوکیلا

---

† اورنگ زیب کے رقعات اور خافي خاں کي تاریخ

§ ایک عرصہ تک تنخواہ کا یہہ حال رها کہ هر مهینے قاعدے کے موافق ملتي رهي جمیلي کریري نے سنہ ١٦٩٥ ع میں بیان کیا کہ فوج کا دوماهہ تقسیم هوتا تھا اور تبدیل اِس قاعدے کي فوج کو گوارا نہ تھي — خافي خاں

|| اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر ذوالفقار خاں کو یہہ لکھا کہ اِن دوزخي پیادوں کے شور و غوغا سے میرے کان بہرے هوگئے جو کووٗں کي مانند اپنے گھونسلوں کے اُجاڑنے والي پر کاں کاں کرکے گرتے هیں اور دوسرے رقعہ میں اُسي کو یہہ لکھا کہ بخشي کے پاس روپیہ کي کوتاهي هی اور یہہ تاکید کي کہ پوشیدہ خزانوں کي جستجو کرني چاهیئے جو مدفون خزانے کسي کے هاتھ آویں اُن سے چھینے جاویں غرضکہ اُس کے اکثر رقعوں میں روپیہ پیسے کي کمي کا مذکور هی

چهاوني سے باهر نکل سکتا تها اور اگر کوئي معمولي لشکر فوج کا اُن کي
دوڑ دهوپ کے لیئے روانه کیا جاتا تها تو وه لوگ اُس لشکر کو مار پیٹ کر
بهگاتے تهے یا بالکل تباه کردیتے تهے اور اگر زیاده جد و جهد اُن کي
مدافعت کي غرض سے اُٹهائي جاتي تهي تو ادهر اُدهر هوجاتے تهے اور
اُس وقت تک دوباره ظهور نه کرتے تهے که کسي دور دراز بستي کو
تاخت تاراج نه کرلیتے تهے اور اپنے تعاقب کرنے والوں کو غلط راهوں میں
دوڑ دهوپ کرنے اور ادهر اُدهر دوڑنے اور تهکنے کي فرصت نه دیتے
تهے † غرض که وه لوگ اب ایسے هوگئے تهے که بادشاه کا مونهه چڑانے لگے
اور برا بهلا کهنے لگے اور وه مرهٹے جو بادشاهي ملازموں میں داخل
تهے مخالف مرهٹوں سے مل جاتے تهے اور اُن کے کهانے پینے میں
شریک و شامل هوتے تهے اور ایسے ایسے جلسوں میں مسلمانوں کي
نمود و نمایش اور اُن کي جان نثاري کے طور و طریقوں کي نقلیں کرتے
تهے اور هنسي ٹهٹول کي روسے اپنے ولي نعمت اورنگ زیب کي درازي عمر
کي دعائیں مانگتے تهے اب بادشاه کا حال ایسا پتلا هوگیا تها که
کام بخش کے سمجهانے بوجهانے سے آشتي کا خواهاں هوا یهاں تک که
اگر مرهٹوں کي بیهوده درخواستوں اور نالائق حرکتوں سے آشتي کي
لکها پڑهي منقطع نهوتي تو گمان غالب تها که وه ساهو کو قید سے رهائي
بخشتا اور دکن کے محاصل سے فیصدي سالانه ایسي طرح عنایت کرتا
جس سے اُس کي بات کو بٹا نلگتا عالمگیر کا پچهلا جنگي کام یهه تها که
وه احمد نگر کو لوٹا اور لوٹنے کا حال اُس کے هارے تهکے مویشیوں اور
ٹوٹي پهوٹي فوجوں سے سمجها جاسکتا هے چنانچه لشکر کي بهت بهاري
افسردگي و پژمردگي اور بے انتظامي سے پیچهے کو لوٹتي تهي اور
بندوقچیوں کے متواتر گولي چلانے سے کان اُن کے بهرے هوگئے تهے اور بهالے
والونکے دهاووں اور للکاروں سے بهت گهبرا گئے تهے اور هر وقت اُن کو یهي

† سکات صاحب کي تاریخ دکن کي جلد دو میں بندیلوں کے حالات کا
بیان

کھٹکا رہتا تھا کہ اب مرہٹونکي جانب سے ایک عام دھاوا ہوگا اور ہماري تباھي بربادي کمال کو پہونچے گي اور حقیقت یہہ ھی کہ بادشاھي فوج کے ایک حصے کا حال ایساھي تباہ و پریشان ھوا اور مسلمان مورخوں نے خدا کا شکر اس پر ادا کیا کہ خود بادشاہ ایسی دشمنوں کے ھاتھوں سے محفوظ و مامون رھا جن سے وہ کسي زمانہ میں نہایت متنفر تھا اور بچشم حقارت اُن کو دیکھتا تھا ‡ *

مذکورالصدر واقعہ سے بیس برس پہلے اورنگ زیب احمدنگر سے بڑي شان و شوکت اور جاہ و حشمت کے ساتھہ اپني فتوحات پر روانہ ھوا تھا اور اب احمدنگر میں جاہ و جلال زوال یافتہ کا بقیہ لیکر داخل ھوا اور اُس کي دنیا کي کارگذاري کا خاتمہ احمدنگر میں ھونا تھا جس کو احمدنگروالے دیکھنے والے تھے *

تھوڑے دنوں سےمزاج اُسکا قوي و صحیح نرھا تھا اور صحت اُسکي گھٹتي جاتي تھي چنانچہ بدشواري ایک بیماري پر غالب ایا جسنے اُس کو بہت دھمکایا تھا اگرچہ عام دربار کرتا رھا اور کام کاج پر التفات اپنا جمائے گیا مگر آخرکار اُس کي طبیعت سوچ بچار اور بیماري کے بھاري بوجھہ تلے بیٹھنے لگي یہاں تک کہ جب وہ احمدنگر میں پہونچا تو اپني زبان سے یہہ فرمایا کہ یہہ ھمارے سفروں کي پچھلي منزل ھی اُسکے پچھلے خطوں کے دیکھنے سے دریافت ھوتا ھی کہ جسماني تکلیفات اُسکو کیا کیا تھیں اور جو خیال اُس نے پکائے تھے وہ کیسے پورے نھوئے اور عاقبت کا کیا کچھہ خوف اُس کو تھا ھمیشہ کي نسبت باپ کي یاد اُس کو زیادہ رھنے لگي مگر کسي جاگہہ اُس شرکت پر پشیماني اپني ظاھر نہ کي جو باپ کي گستاخي اور اُس کي قسمت کي تبدیل میں اُس کي جانب سے پیش آئي تھي اُس کے تمام فعلوں سے یہہ صاف صاف واضح تھا کہ اُس کو اِس بات کا بڑا کھٹکا تھا کہ میرے ساتھہ بھي

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ایک

ایسي هي بدسلوکي برتي جاوے میرا کیا میرے آگے آوے یعني میرے بیٹے مجھکو ستاویں اور میري کمائي کو دکھا دکھاکر کھاویں*

جب که ایسے نازک وقت میں شاهزاده معظم نے دور اندیشي اور مصلحت سگالي کے لحاظ و حیثیت سے چند انتظاموں کا مقدمه باپ کے سامنے پیش کیا تو اُسنے یهه سمجھا که میرے جیتے جي حکومت کے دبانے کا ارادہ رکھتا هی اور اسیطرح جب که شاهزاده اعظم کا یهه عریضه پیش کیا گیا که گجرات کي آب و هوا مجھکو ناموافق هی اگر احمدنگر کي اجازت حاصل هووے تو براے چندے حاضر هوں تو اُسوقت بے ساخته یهه فرمایا که یهه وهي چال هی جو میں نے اپنے باپ کي بیماري کے زمانه میں چلي تهي اور بعد اُس کے یهه کہا که کوئي هوا ایسي بري نهیں جیسي که اولوالعزمي کے بغیر بري هی بعد اُس کے اعظم کي منت سماجت سے لاچار هوکر اُسکو حصول ملازمت کي اُسوقت اجازت فرمائي که جب که شاهزاده اعظم اپني نئي حکومت پر بمقام مالوه جاتا تها اور اخیر حکم اُسکا یهه تها که اُس نے اعظم کو مالوه کے سفر پر مجبور کیا اور دربار کي حاضري کے لیئے کوئي عذر اُس کا چلنے ندیا اور اس سے تهوڑي مدت پہلے کام بخش کو بیجاپور کي حکومت پر روانه کیا تها مگر کام بخش کو صرف اعظم کي رضا جوئي کي غرض سے بهیجا تها اور اسکي طرف سے کسي قسم کا اندیشه نه تها *

مذکوره بالا تدبیروں کي تکمیل پر بہت عرصه نگذرا تها که اورنگ‌زیب اِس بات سے مطلع هوا که وقت اسکا بہت قریب آپهونچا ایسے نازک وقت میں شاهزاده اعظم کو ایک عنایت نامه لکھا بلکه اوروں سے لکھوایا اُس نامه میں دنیا کي نصیحتوں اور اپني رخصت کے فقروں کو ادهورا ادهورا درج کیا تها جنسے خوف و پشیماني کے ایسے خیالوں کا دهیان آتا تها که جو اُسوقت اُسکو پراگنده کررهے تهے اور اختتام اُسکا ایسي مایوسي پر کیا تها که مضمون اس مصرعه کا * هرچه باد اباد

ما کشتي در آب اندر ختم * صاف مترشح هوتا تها اور اس نامه کے اخیر میں خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ تین بار اُس میں درج کیا تها بعد اُس کے سب سے چهوٹے بیٹے مرزا کام بخش کو جو تهوڑے دنوں سے بہت پیارا هو گیا تها ایک ایسا نامه لکها جو اُسکي صغیر سني کے باعث سے مرزا اعظم کے نامه کي نسبت زیاده نصیحت آمود تها اور اُس نامه کے دیکهنے سے واضح هوتا هی که جو عادات اُس کو عزیز اور دلپذیر تهیں وه مرتے دم اُسمیں باقي رهیں اِسلیئے که اس نامه میں اوسنے لکهوایا که اپنے درباریوں سے بري طرح پیش آنا مناسب نهیں اگرچه وه فریبي اور متفني بهي هوویں اِسلیئے که فند و فطرت اور خلق و لیفت سے کام نکالنا چاهیئے علاوه اسکے اور اور نصیحتیں بهي مندرج کرائیں اور اس نامه میں بهي جگهه جگهه یهه خیال اپنا ظاهر کیا که میں جدهر دیکهتا هوں ادهر خدا کے سوا کوئي چیز نظر نهیں آتي اور یهه دریافت نهیں که کن کن عذابوں میں پکڑا جاؤنگا اب چلنے کے سامان هیں اور موت کي تکلیفیں غالب آتي جاتي هیں اور جو کچهه برا بهلا میں نے کیا وه تمهارے لیئے کیا † اور غالب هی که اُسي زمانه میں اُسنے وه وصیت لکهي هوگي جو انتقال کے بعد اُس کے تکیه کے نیچے سے پائي گئي مضمون اس وصیت نامه کا یهه تها که معظم کو بادشاه مانا جاوے اور سلطنت کي تقسیم آپسمیں ایسي کي جاوے که معظم شمالي مشرقي صوبوں پر قبضه کرے اور دلي کو دارالسلطنت بناوے اور اعظم آگره کے جنوب اور جنوبي مغرب کے ملکوں پر ساري دکن سمیت قابض هووے اور آگره کو دارالحکومت ٹهراوے مگر گولکنده اور بیجاپور کي

---

† واضح هو که اورنگ زیب کے نامون کا ترجمه سکاٹ صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه آٹهویں سے لیا گیا جسمیں اُسکي سرگذشتوں کا ترجمه مندرج هی اگرچه تهوڑا بهت اُس فارسي نسخه سے مختلف هوگا جو هندوستاني دفتر واقع لندن میں موجود هی اور اختلاف بهي چند خفیف باتوں میں هوگا *

دو رياستيں اُس کے قبض و تصرف سے مستثنى رهيں اور کام بخش اُنکا مالک اور متصرف رهے † *

اکيسويں فروري سنه ۱۷۰۷ ع کو عمر کے نواسي سال اور سلطنت کے پچاسويں برس ميں جهان فاني سے رخصت هوا ‡ *

ايک هندوستاني مورخ اس بادشاه کي دليري دلاوري اور عقل و هوشياري سے نهايت متاثر هوکر اُسکي سلطنت کي ناکاميابي کے اسباب و وجوه کي چهان بين ميں حيراني ظاهر کرتا هے مگر اصل يهه هے که اورنگزيب اپنے دل سے اچها تها اور کچهه شبهه نهيں که اگر اُسکي رائيں ازاد اور عام پسند هوتيں تو وه بڑا بادشاه هوتا اور اُسکي رعايا اُسکي تنگ و تيره رائيوں سے جو مذهب کے مقدموں ميں برتا کرتا تها سخت متنفر اور نهايت مخالف نهوتي اور اُسکے مزاج کے شکي وهمي هونے سے اُسکے سرداروں کي قوت و همت شکسته نهوتي اور نه اُنکي سرگرمي اور گرمجوشي ٹهنڈي پڑتي § *

---

† وصيت نامه مذکوره بالا کے علاوه ايک اور وصيت نامه بهي چهوڑ گيا تها جو بظاهر ايسے وقت ميں لکها گيا جب که وه موت کي علامتوں سے چنداں بيقرار و مضطرب نه تها اُس ميں متفرقاتي کي چند عام باتيں اور اپني تهجيز تکفين کي هدايتيں مندرج تهيں لکها تها که ميرا تجهيز تکفين اُن ساڑهے چار روپيوں سے کرنا جو ٹوپيوں کي قيمت ميں سے باقي رکهے هيں اور وه آٹهه سو پانچ روپے جو قران نويسي کي اُجرت سے حاصل هوئے تهے فقيروں غربا کو دے دينا — ايشيا کے حالات کا رجسٹر سنه ۱۸۰۱ ع کي بابت کا *

‡ يهه سنه شمسي سنوں کے حساب سے بيان کيئے گئے يهه بادشاه پندرهويں ذي قعده سنه ۱۰۲۷ هجري مطابق اخير اکتوبر سنه ۱۶۱۸ ع ميں پيدا هوا خافي خان اور الفنسٹن صاحب کي تاريخ جهانگير صفحه ۲۵

§ خاندان تيمور بلکه سکندر لودهي کے وقتوں سے دلي کے بادشاهوں ميں کوئي بادشاه ايسا انصاف دوست اور مرتاض اور عابد اور شجاع اور هوشيار اور مستقل مزاج اور ثابت قدم نهيں هوا جيسا که اورنگزيب تها مگر قانون شريعت کے ارشادوں چو حد سے زياده لحاظ کرکے مجرموں کي سزادهي سے درگذر کرتا تها اور جو که انتظام

اس پچھلے موقع پر مذہب کے مقدمہ میں اُسکي تیرہ رایوں کے
بیان میں جنکے خصوص باعث سے اُسکي سلطنت برباد ہوئي اسباب پر
غور و تامل کرنا بہت ضروري ہی کہ کیسے تھوڑے صاف و صریح ظلم و
ستم سے وہ برا نتیجہ یعني سلطنت کي بربادي پیدا ہوا معلوم ہوتا ہی
کہ ہندو لوگ اُسکے زور و ظلم اور سنگدلي بیرحمي سے اس قدر ناراض
و ناخوش نہوئے جس قدر کہ اُسکي ایسي مسلسل تدبیروں سے ناخوش
ہوئے جنکے ذریعہ سے اُنکي دلشکني اور تذلیل و اہانت وقوع میں آئي
چنانچہ اُس نے ہندوؤں کو ہر قسم کے عہدوں سے محروم کیا تھا اور
محصول جزیہ کے لگانے سے ذلت و رسوائي کا دھبا لگایا تھا اور اُنکے میلوں
اور تہواروں کي سخت بندي کي تھي اور کہیں کہیں اُنکے مندروں کو
بیعزت کراکر مسمار کرایا تھا غرض کہ طرح طرح سے بدسلوکي برتي تھي
اور دربار کي رسم و رواجوں میں جو طور و طریقے ہندوؤں کے عقیدوں اور
طریقوں کے ممد و معاون پائے جاتے تھے اُنکي موقوفي کے لئے بہي وجہہ
کافي ٹہرائي جاتي تھي مگر باوصف اسکے یہہ بات کہیں پائي نہیں
جاتي کہ کسي ہندو کو اُسکے مذہب کي وجہہ سے جانسے مارا ہو یا
پکڑا جکڑا ہو یا لوٹا کھسوٹا ہو بلکہ یہہ بھي معلوم نہیں ہوتا کہ اباء
واجداد کي رسوم عبادت کے علانیہ برتاو پر کسي آدمي سے علانیہ تکرار
و حجت کي ہو لیکن دین و مذہب کے معاملوں میں بغض و عداوت کا
ایسا برا نتیجہ ہوتا ہی کہ بڑے زور و ظلموں سے ایسي طبعي نفرت
اور قلبي عداوت کم پیدا ہوتي ہی جیسي کہ عالمگیر کے تعصبوں اور اپنے

---

سزا کے بدون کوئي مملکت قایم نہیں رہ سکتي اور نیز اُن نزاعوں کے باعث سے جو
رقابت اور رشک و حسد اُسکے امیروں میں پیدا ہوئے کوئي تدبیر اور عزم اُسکا پورا
پورا ٹھیک ٹھاک نہوا اور اُنکي ترمیم و اتمام میں تساہل واقع ہوا تو وہ کبھي منزل
مقصود کو نہ پہونچا یہہ بادشاہ نوہ برس تک زندہ رہا اور پانچوں حواس اُسکے
صحیح سلامت رہے ہاں قوت سامعہ کسیقدر خلل پذیر ہوگئي تھي مگر باوجود اسکے اسقدر
نہ بگڑي تھي کہ اور لوگ اُسپر یہہ لیجاویں — خافي خاں

مذهب كي حمايتوں سے ظهور میں آئي عالمگیر كے كئي سو رقعي ابتک باقي هیں جنكے ملاحظه سے اُسكي خو بو كا حال اچهي طرح دریافت هوسكتا هی علاوه اُن بڑي صفتوں كے جو اوسكے خاص فعلوں كي عملدرامد سے دریافت هوتي هیں تعصب و خود رائي كے ساتهه بیهوده اعتقاد والا اور باطل مذهب كا تها اگرچه وه اپنے دل سے هندوؤں كو ذلیل اور شیعوں كو حقیر سمجهتا تها یعني اچها نجانتا تها مگر مسجدوں كي تعمیر اور اوقاف كے وقف میں روپیه صرف كرتا تها اور ملاؤں اور اماموں كے رعب داب كو مانتا تها اور فقیروں اور درویشوں كے مصنوعي تقدس سے نفرت كرتا تها *

اُسكي حكومت بدگماني كا متواتر ایک سلسله تها چنانچه هر شخص كي خوے و خصلت كي خفیه تحقیقات كیجاتي تهي اور ایک كام میں ایسے كئي آدمیوں كو اس غرض سے شریک و شامل كیا جاتا تها كه عملدرآمد كي صورت میں ایک دوسرے كا نگران رهے مگر باوصف اس هوشیاري چالاكي كے كسي بادشاه نے ایسي دهوكے نكهائے جیسے كه اُس نے كهائے اور نه كسي بادشاه كي ایسي بڑي خدمتگذاري هوئي جیسے كه اُسكي هوئي اور اُسكي سرد مهري صاف اس سے واضح هوتي هی كه وه اپنے پرانے كهلے ملے دوستوں كي جدائیاں سنتا تها اور نام كو اوداس بهي نهوتا تها چنانچه ایسي بڑي عمر میں ایسي وارداتیں بهت سي واقع هوئیں اور اُن كے وقوع سے خدا ترسي یا حكمت كا خیال اُسكے جیمیں گذرا مگر یهه حكم جاري كرتا رها كه متوفي كے منقوله غیر منقوله پر قبضه كیا جاوے اور بڑي احتیاط اُسمیں برتي جاوے كه دستاندازي نهووے اور جو قرض اوسكا لوگوں كے ذمه پر واجب الادا هووے یا كهیں اوسكي امانت ركهي هووے وه وصول كیا جاوے *

اوسكی رقعوں میں اكثر اوقات اوستادوں كي شعریں یا قران كي آیتیں پائي جاتي هیں اور كبهي كبهي یاروں كے رنگ ڈهنگ پر خط خطوط

لکھے جاتے تھے اور نوع ظرافت سے خالي نہوتے تھے اور خصوص وہ رقعے جو اپنے بیٹوں کے نام پرلکھے جاتے تھے چنانچہ ایک رقعہ کے خاتمہ کو جو اسي برس کي عمر کے بعد اوسنے لکھا تھا تشبیہوں اور استعارہ کے شعروں سے مزین فرمایا اور اون شعروں کے مصرعہ تین تین نامون سے مرکب هیں اور هر شعر میں کسي کسي بڑے آدمي کي کارگزاري کا ظرافت خیز بیان هی جو اوسکی دربار میں حاضر هوتے تھے † *

جمیلي کیریري جسنے اورنگزیب کو اوسکی اٹھتروین برس میں دیکھا تھا بیان کرتا هی که وہ پست قامت اور لاغر اندام اور کبرسني کے باعث سے خمیدہ قامت اور ناک اوسکي لنبي اور ڈاڑھي اوسکي گول جسکي سفیدي اوسکي شفاف رنگت پر نمایاں تهي صاف و سفید ململ کي پوشاک پہنے هوئی عصاے پیریکی سہارے امیروں کے جورمٹ میں کھڑا هوا تھا اور اُسکي پگڑیمیں بڑا بڑا زمرد کا ٹکڑا جڑا تھا دادخواهوں کي عرضیاں لیتا جاتا تھا اور بلا عینک پڑہکر خاص اپنے هاتھه سے دستخط کرتا جاتا تھا اور اوسکی هشاش بشاش چهرہ سے صاف مترشح تھا که وہ اپني مصروفیت سے نہایت شاداں و فرحاں هی ‡ *

هندوستان کے بادشاهوں میں عالمگیر ایسا بادشاہ تھا که مسلمانوں کے گھر گھر میں تعریف اوسکی هوتي هی اور بہت تھوڑے لوگ ایسی

---

† اورنگزیب کے رقعوں کے تین مجموعہ موجود هیں اول کلمات طیبات جسکو اُسکے میر منشي عنایت الله خاں نے مشتہر کیا دوسرے رقایم کرایم جسکو دوسرے میر منشي نے شہرت بخشي تیسرے دستورالعمل آگاهي جو اُسکے مرنے سے اڑتیس برس کے بعد اکٹھا کیا گیا پہلے دو مجموعہ صرف مسودہ تھے جنکو آپ اپنے هاتھه سے میر منشیوں کے واسطے تحریر فرماتے تھے اور تیسرے مجموعہ کے نامے بھي اسي قسم کي علامتیں رکھتے تھے چنانچہ ترتیب اور تاریخ کا اُسمیں نام نشان نہیں اور اختصار کے باعث سے اور نیز اُن مضمونوں کي ناآشنائي سے جنپر اشارے کنایہ کیئے گئے تاریک و تیرہ هیں

‡ جمیلي کریري کا سفرنامہ مندرجہ کتاب چرچل صاحب جلد ۴

هیں جو اکبر بادشاہ کي خوبي و خصلت کي حسن و خوبي سے بالکل
اندھے بن گئی مگر اور ایسے آدمي اونسی بھي بہت کم هیں جنکي سوچ
سمجھہ کي رائیں اورنگ‌زیب کي ترجیح پر اکبر کي نسبت مایل
ہوونگي *

## مختلف معاملوں کا بیان

واضح هو کہ بعض بعض ایسی متفرق واقعے هیں جنکا فروگذاشت
کرنا مذکورالصدر سلطنت کے بیان میں مناسب نہیں معلوم هوتا جاٹوں
کي بغاوت کا بیان اوپر مذکور هوچکا اور اصل و حقیقت اونکي یہہ هی
کہ وہ شدر قوم کے هندو هیں جو آگرہ کے پاس ایک خطے میں بستی
رہتی هیں اور دارالریاست اونکا بھرت پور هی اگرچہ ملک اونکا کشادہ
اور آگرہ اور متھرا کے پاس واقع تھا مگر اورنگ‌زیب کے عہد دولت میں
شور و فساد برپا کرتے رهے اور بعد اوسکي اگلي سلطنتوں میں ایسي منزلت
کو پہونچی کہ ایک وقت آگرہ پر قابض و متصرف هوگئی اور هندوستان
کے میدانوں میں بھي اوک اون اوگوں میں سے پچھلي تھی جو انگریزوں
کي حکومت کے مانع و زاحم هوئی تھی *

اورنگ زیب کے عہد حکومت کے ازتیسویں برس یعني سنہ ۱۶۹۳ع
میں ایک جہاز هوائي سورت کے بندر سے حاجیوں کے واسطی چکایا گیا
تھا جسمیں اسي توپیں اور چار سو بندوقیں تہاق سامان سے آراستہ
پیراستہ † تھیں حسب اتفاق انگریزوں کے چھوٹی جہاز نے اوس جہاز پر
حملہ کیا بادشاهي جہاز میں ایک توپ پھٹ گئي اور انگریز اپنے هتیار
باندہ کر اوس جہاز میں گھس گئی اگرچہ عیسائي تلوار کے دھني تھی

---

† اگرچہ یہہ توپیں هلکي هونگي مگر تعداد اونکي مبالغہ سے بیان نہیں هوئي
ہوالینڈ کمپني کے بعضے بعضے جہازوں پر جو چودہ سو ٹن یعني سولہ هزار آٹھہ
سو من بوجھہ اوٹھاتے هیں ستر ستر توپیں چڑھائي جاتي تھیں—میکفرسن صاحب
کے رسالہ تجارت هند صفحہ ۱۴۳ کو دیکھو

مگر بد انتظامي کے باعث سے اوس جہاز پر قابض ہوگئی وقوع واقعہ پر اورنگ‌زیب نے یہہ حکم صادر کیا کہ جو جو انگریزي کوٹھي والی ہماري بندرگاہوں میں تجارت کا کاروبار کرتے ہوں پکڑے جکڑے جاویں اور حبشیوں کو یہہ ہدایت کي گئي کہ بمبئي کو انگریزوں سے خالي کراویں *

انگریزوں نے یہہ انتقام اُس کا لیا کہ بادشاہي ملازموں کو پکڑا اور خافي خاں کے بقول اُن حبشیوں نے بھي انگریزوں سے واسطہ علاقہ توڑا اس لیئے کہ اُنکے آپسمیں میں میل جول کي رسم جاري تھي یہانتک کہ گجرات کے نایب سلطنت نے خود خافي خاں کو بصیغہ ایلچي‌گري بمبئي کو روانہ کیا خافي خاں لکھتا ھی کہ بڑي قدر و منزلت سے میري آؤ بھگت ہوئي اور جنگي قوت کي بہت سي بھڑک دکھلائي گئي خافي خاں نے پرانے پرانے انگریزوں سے سوال و جواب کیا جو بھاري قیمت کے لباس پہنے ہوئے تھے اگرچہ گاہ گاہ اُس سے بہت کھل کھلاکر ہنسے جو ایسے موقع پر شایاں و مناسب نتھا مگر معلوم ہوتا ھی کہ اُنکي تیز فہمي اور عقل و ہوشیاري کا خیال اُسکي طبیعت پر اچھا بندھا انگریزوں نے شکایت کے جواب میں ظاہر ھی کہ یہہ راست بیان کیا کہ بادشاھي جہاز کو قزاقوں نے لوٹا اور اُنکي جوابدھي ہمارے ذمہ نہیں اور جبکہ یہہ سوال کیا گیا کہ تمنے ہمارے بادشاہ کي قلمرو میں اپنے بادشاہ کے نام کا سکا کسلیئے جاري کیا تو جواب اسکا یہہ دیا کہ ہم تجارت پیشوں کو ایسے ایسے مقاموں میں سودا سلف کرنا پڑتا ھی جہاں تمہارے بادشاہ کا سکا جاري نہیں *

حال اوس تصفیہ کا جو اس موقع پر واقع ہوا بیان نہیں کیا گیا مگر اور مورخوں کے ذریعہ سے یہہ دریافت ہوتا ھی کہ انگریزوں نے کسیقدر روپیہ دینے کا اقرار کیا یعني باہم آشتي ہوگئي *

یہہ بات اچنبھی کی ھی کہ ایسی خفیف معاملہ کو خافي خاں نے بیان کیا جسمیں وہ خود مصروف ہوا تھا اور اون لڑائیوں کے بیان

کو قلم انداز کیا جو سمندر کے دونوں کناروں پر انگریزوں اور عالمگیر کی
فوجوں میں واقع ہوئی تھیں اور کمپنی کی تاریخ میں اونکو بڑی قدر و
منزلت کا سمجھا گیا خافی خان نے ان بے هنر مخالفوں کی آینده
قدر و مرتبہ کو بچشم عبرت ملاحظہ نکیا کہ وہ کیسے هنرمند ہو
جاوینگے *

# بارھواں حصہ

## اورنگ زیب کے جانشینوں کا بیان

## پہلا باب

### محمد شاہ کي تخت نشيني تک

### بہادر شاہ کا بیان

جونہي کہ شاہزادہ اعظم نے باپ کي مرنے کي سنسني سني تو باپ کے لشکر میں واپس آیا اور ایک ہفتہ کے بعد اپنے باپ کي وصیت پر خاک ڈالکر اپني بادشاہي کي منادي پھروائي *

شاہزادہ معظم نے بھائي کي نسبت عمدہ وجوہات کے پہلے سے شہر کابل میں تاج سلطنت کو سرفرازي بخشي اور بہادر شاہ کا خطاب اختیار کیا غرض کہ بقول اسکے کہ دو بادشاہ درا قلیمي نگنجند دونو مدعي بادشاہوں نے ہتھیاروں کے ذریعہ سے اپنے دعووں کے قیام و استحکام کي طیاریاں کیں اور باوصف اس کے کہ سلطنت کا حال بغایت پتلا تھا بڑي بڑي فوجیں اکٹھي کرکے جنوب آگرہ کے متصل باہم مقابل ہوگئے حاصل یہہ کہ ایسي بڑي لڑائي پڑي کہ اعظم شاہ اور اس کے دو جوان بیٹے مارے گئے اور چھوٹا بیٹا شیر خوار اس کا گرفتار آیا یہہ مقتول شاہزادہ ایسا مغرور و متکبر تھا کہ اس کے غرور و نخوت سے اکثر سردار اس کے ناراض تھے چنانچہ منجملہ ان کے اسد خاں اور اس کا بیٹا ذوالفقار خاں اس کي فوج سے علاحدہ ہوگئے تھے اور لڑائي کا تماشا دیکھتے تھے اور جب کہ ماہ جون سنہ ۱۷۰۷ع مطابق ربیع الاول سنہ 1119 ہجري میں لڑائي کا خاتمہ ہوچکا تو ان دونوں باپ بیٹوں نے اطاعت کا پیغام بھیجا چنانچہ بہادر شاہ لطف و عنایت سے پیش آیا اور بڑے مرتبہ پر ان کو پہونچایا اور علي ہذالقیاس اعظم شاہ کے اور رفیقوں سے

بھي یہي معاملے برتے مگر خاص منعم خاں کے صدق و وفا پر معتمد رہا جو کابل میں بڑا سردار اُس کا تھا یہاں تک کہ وھي وزیر اس کا ہوا اور یہہ منعم خاں بھي بڑا لایق فایق اور نہایت نیک نیت اور پاک طینت وزیر تھا اور جو کہ بادشاہ میں سرعت غضب کے علاوہ کوئي عیب و عار نہ تھا تو اُس کي تخت نشیني کو رعایا کے بڑے حصے نے بہت مبارک سمجھا جو اورنگ زیب کے تعصبوں اور سخت ضرر رسانیوں سے کسي قدر نجات و تشفي کي متوقع تھي اور یہہ بھاري نقصان اُس پر اُس کي سینہ زور لڑائیوں کي وجہہ سے عائد ہوئے تھے *

اگرچہ شاہزادہ کام بخش اپني اصل و طبیعت سے خود بین و خود پرست اور درشت طبیعت اور نہایت بد مزاج تھا اور باوصف اس کے اُس نے اعظم شاہ کي بادشاھي کو تسلیم کیا تھا اور اُسکي جاگیر اُس پر مضبوط و مستحکم کي گئي تھي مگر بہادر شاہ کي بادشاہت سے منکر تھا بہادر شاہ نے عنایتوں کي مار مار اور نوازشوں کي بوچھار سے بہت کچھہ چاہا کہ وہ اُس کا حامي ہو جاوے مگر کچھہ فائدہ حاصل نہوا یہاں تک کہ اُس پر فوج کشي ہوئي اور ایک لڑائي میں جو حیدرآباد کے متصل واقع ہوئي تھي شکست فاحش کھائي اور اُسي روز اپنے کاري زخموں کي تکلیف و اذیت کے مارے مر گیا یہہ واقعہ ماہ فروري سنہ ۱۷۰۸ع مطابق ذي قعدہ سنہ ۱۱۱۹ ہجري میں واقع ہوا *

## دکن کے کاربارون اور راجپوتوں کا بیان

دکن میں موجود ہونے کے باعث سے بہادر شاہ نے یہہ سوچا بچارا کہ مرہٹوں سے کیا معاملہ برتنا چاہیئے اور اون سے کس طرح پیش آنا مناسب ہی اور یہہ وقت وہ تھا کہ اُس میں صلح کا کرنا اُس وقت کي نسبت زیادہ سہل و آسان تھا جب کہ عالمگیر کے مرنے پر سلطنت کا تمھیجر بگڑ رہا تھا وفات اورنگ زیب کے زمانہ میں ساھو مرہٹوں کا حقدار راجہ مغلوں کي قید میں مقید تھا اور مرہٹوں کي حکومت کا کاربار اُسکے

چهوٹا راجا رام کي بيوہ تارا بائي کے اهتمام انتظام سے بخوبي جاري تها
اور وہ بي بي اپنے شیر خوارہ بیٹے کے نام سے حکومت کرتي تهي اگرچه
مرهٹے لوگ ایک کام کے سردار کے بهم پهونچانے کي ضرورت سے رائے گڈه
کي فتح کے پیچهے راجا رام کي تخت نشيني پر مایل هوئے مگر اُس کے
بهتیجے ساهو کے موروثي استحقاق کو بهولے نه تهے چنانچه جب وہ
ضرورت باقي نرهي تو ساهو کے باپ دادے کي گدي کو اُس سے خالي
دیکهنا گوارا نه کیا اعظم شاہ نے ان دعوي داروں کے قصے قضایوں سے فائدہ
اُٹهانا چاها اور جبکه وہ معظم شاہ کے مقابله کو جاتا تها تو ساهو کو آسنہ
رها کیا جو اب جوان هو گیا تها اور یهه اقرار کیا که اگر تو اپنے حق پر
قابض هو گیا تو بہت مناسب شرطوں سے آشتي کي جاویگي یهه تدبیر
اُس نے ذوالفقار خاں کي صلاح و مشورت سے برتي تهي چنانچه تدبیر
اُس کي راس آئي اور مرهٹے سردار مختلف گروهوں میں منقسم هوگئے
اور بجائے اُس کے که وہ اپنے دشمنوں یعنے مغلوں کو مغلوب کریں جو
بهت زیادہ مقابله کے قابل نرهے تهے خود آپسمیں لڑنے بهڑنے لگے اور ایسے
وقت میں که مغلوں کي سلطنت نهایت کمزور اور ناتوان هوگئي تهي
کسي قسم کا نقصان اُن کو نه پهونچایا اور جب که بعد اُسکے بهادرشاہ
مرهٹوں پر ملتفت هوا تو ساهو کا غلبه ملکي نزاعوں میں غالباً معلوم
هوتا تها اور ذوالفقار خاں نے جو آج کل بادشاهي عنایتوں کا منظور
نظر تها یهه چاها که اورنگ زیب کي پیش کردہ مراعاتوں اور عنایتوں کے
بموجب مرهٹوں سے آشتي کي جاوے مگر منعم خاں نے شرطوں کو
منظور کر کے تارا بائي سے آشتي چاهي اور شرایط مقررہ کا عنایت کرنا
اُسي کے لیئے تجویز کیا چنانچه انجام اُس کا یهه هوا که آشتي کے
مقدمه میں جو خط کتابت هوئي تهي وہ بالکل ضایع گئي اور وہ سعي
مشکور نه هوئي جب که بهادر شاہ دکن سے روانه هوا تو دکن کي نیابت
ذوالفقار خاں کو عنایت فرمائي مگر جو که وہ سردار اپني حسن لیاقت

کے باعث سے بقول اُس کے کہ * ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی * دربار میں حاضر رہنے سے محفوظ و مامون نہ رہ سکا تو بادشاہ نے اوس کو طلب فرمایا چنانچہ ذوالفقار خاں داؤد خاں پنی کو جسنے عالمگیر کی لڑائیوں میں آپ کو مشہور و ممتاز کیا تھا اپنی جگہہ چھوڑ کر روانہ ہوا اور داؤد خاں نیابت کا کام اس کی جگہہ کرتا رہا *

داؤد خاں نے ذوالفقار خاں اپنے اعلی افسر کی تدبیروں کا اتباع کیا اور ساہو راجہ سے ذاتی عہد نامہ فرمایا چنانچہ اُس نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک میں دکن کا نایب رہونگا تب تک دکن کے محاصل سے اس شرط پر چوتھہ دیا کرونگا کہ ملک کا محاصل میرے لوگ اٹھایا کرینگے اور تمھارا دخل و تصرف نہ ہوگا *

یہہ انتظام ایسا معقول ہوا کہ اُسکی بدولت بہادر شاہ کی سلطنت کے آخر تک تمام دکن میں امن امان قایم رہا اور بادشاہ کے خیالوں کو یہہ فرصت ہاتھہ آئی کہ اب وہ اور جانب کو متوجہہ ہووین جہاں اُسکی سعی و کوشش کی ضرورت دکن کی نسبت کچھہ کم نہ تھی چنانچہ جب وہ کام بخش کے مقابلہ کو جاتا تھا تو اُسنے راجپوتوں سے تصفیہ کرنا چاہا تھا اور جودھپور کے راجہ سے عہد نامہ کیا تھا جسکے ذریعہ سے وہ ملک اُسکو واپس دیا جو اُس سے چھینا چھینا گیا تھا اور وہاں کی مذہبی رسموں کو ویساہی جاری کیا جیسی کہ اکبر کے عہد دولت میں جاری ساری تھیں اور راجہ کو اس پابندی سے آزادی بخشی کہ دکن کی لڑائیوں میں فوج کی مدد دیا کرے بلکہ حقیقت میں خود مختاری اُس کو بخشی اور نام کی اطاعت باقی رہی بعد اُس کے مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھہ سے اُنہیں شرطوں پر عہد نامہ کیا مگر امدادی فوج کی اطاعت کو قایم رکھا اور جیپور کے راجہ جے سنگھہ پر بڑی کڑی کڑی شرطیں لگائیں اور وجہہ اُس کی یہہ تھی کہ اُس راجہ نے اگرچہ

† کرنیل ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ٣٩٥

خود مختاري کا دعوی نه کیا تها مگر حال کي ملکي لڑائي میں اُسکے مخالف یعني اعظم شاه سے موافق هو گیا تها چنانچه اُسکي دارالریاست میں سپاهیوں کا ایک بڑا گروه اپنا چهوڑا اور اُس امدادي فوج کي حکمراني اُس سے متعلق تو کي جو بادشاهي فوج کے همراه گئي تهي مگر معلوم هوتا هي که اُس کي خاص ریاست میں تمام اختیار اُسکا ضبط کیا تها اور جب که یورش کے زمانه میں بادشاهي فوج نربدا پر پهونچي تو اجیت سنگهه بهي کسي وجهه سے ناراض هو گیا تها یهاں تک که یهه دونو راجه اپني اپني فوجیں لیکر الگ هو گئے اور بهادر شاه کے مقابله پر متفق هوئے اور جوں هي که دکن کا قصه کام بخش کے مرنے پر طے هوچکا تو بهادر شاه نے ان راجاؤں کے اتفاق توڑنے پر التفات اپنا مصروف کیا مگر راجپوتوں کي مملکت میں اب تک نه پهونچا تها که ناگاه اُس کو یهه پرچا لگا که سکهوں نے سهرند پر قبضه کیا اور پنجاب کا ایسا حال سنا که اُسکو راجپوتوں کے مقدمه میں مجوزه تدبیر کي تعمیل و تکمیل کي فرصت نه ملي † *

حالات مذکوره بالا کے لحاظ سے بادشاه نے راجپوتوں سے آشتي چاهي مگر راجپوتوں کي فریبي چالوں کا کهٹکا مانع مزاحم هوا چنانچه خود نکیا بلکه اپنے بیٹے عظیم‌الشان کو دونوں راجاؤں سے ملاقات کے لیئے ایک مقام معین پر جانے کو روانه کیا جو بادشاهي فوج کے رسته پر واقع تها اور وه راجه اپني فوجوں سمیت وهاں موجود هوئے غرض که ساري درخواستیں اون کي منظور کي گئیں اور غالباً اون کو بهي ایسي معقول صورتوں میں چهوڑا گیا جیسیکه اودے پور والے کو چهوڑا تها یهه آشتي سنه ۱۷۱۹ع مطابق سنه ۱۱۲۱ هجري میں واقع هوئي *

---

† سکاٹ صاحب کا ترجمه سرگذشت ارادت خاں صفحه ۵۸ اور ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحه ۷۷

## سکھوں کے فسادوں کا بیان

سکھوں کي قوم جن پر بادشاه نے بضرورت فوج کشي کي تهي وه اصل و حقیقت میں ایک مذهبي فرقه تها اور اس زمانه میں قوم انکي بنتي جاتي تهي اور همارے وقتوں میں هندوستان کي ریاستوں میں سے بڑے جاه و جلال اور شان و جمال کو پهونچي *

بنیاد اس فرقه کي گرو نانک نے ڈالي تهي جو پندرهویں صدي کے آخر میں بڑي تیب تاب سے نمایاں هوا اور سائیں کبیر کا چیلا تها اگرچه هندواني توحید کا قایل تها جس میں پیغمبروں کا واسطه مانا نهیں گیا مگر خاص اسکا مسئله یه تها که سارے مذهبوں کو گوارا رکهنا اور کسي سے مذهبي پرخاش نکرنا عین صواب هے اور یه بهي قول اس کا تها که خداتعالی کو پوجنا تو فرض و لازم هے مگر طریقوں کي حفظ و مراعات چنداں ضروري نهیں اور هندو مسلمانوں کي پرستش خدا کے نزدیک مساوي هے † اس مذهب کے خلاصه سے جو صلح کل کا مضمون هے یه پوري توقع تهي که اهل و اتباع اس کے تمام انسانوں سے امن و امان میں رهینگے مگر منجمله مسلمانوں کے ایسے لوگوں کو یه فیاضي جوانمردي اور مرنجي و مرنجاں کا مضمون نهایت ناپسند هوا جو بغایت متعصب اور کمال متعسف تهے چنانچه جب یه فرقه ایک صدي سے زیاده چپ چپاتے ترقي پکڑتا گیا تو مسلمانوں کو رشک و حسد پیدا هوا یهاں تک که اس فرقه کا گرو اکبر بادشاه کے سال انتقال کے اندر اندر سنه ۱۶۰۶ میں مارا گیا ‡ اور جوں هي که یه ستم واقع هوا تو وه فرقه ایسے بےنفس لوگوں سے جو کسي کے ضرر کو گوارا نرکهیں اور امن و امان کو پسند کریں ایسی نڈر لڑنا بنگئے جو دین کي بات پر جان کهوسکے

---

† پروفسر راسن صاحب کا بیان مندرجه تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۳۳

‡ سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجه تحقیقات ایشیا جلد گیارهویں صفحه ۲۱۲

کو فخر اپنا سمجھیں چنانچه اُنھوں نے گرو هرگوبند کے وقتوں میں
جو اُن کے مقتول گروکا بیٹا تھا ھتیار باندھکر انتقام کے لیئے پر کمر باندھی
گرو هرگوبند نے ظالموں کی نفرت حقارت اور اپنی ایسی طبیعت کے
زور شور سے جو انتقام لینے پر بہت مائل تھی اُنکو مستعد و آماده کیا
غرض که جب وه علانیه مغلوں کی سلطنت کے دشمن هوگئے تو لاهور کے
گرد و نواح سے سکھوں کو خارج کیا گیا جہاں آج تک اُن کا بڑا ٹھکانا
تھا یہاں تک که شمالی پہاڑوں میں پناه جوئی پر مجبور هوئے † اگرچه
وه لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رهے مگر مسلمانوں سے مخالفت کیئے
گئے اور اپنی جنگی عادتوں کو جب تک جاری رکھا که سنه ۱۶۷۵ ع
میں گرو هرگوبند کا پوتا جو نانک سے سلسله میں دسواں گرو هوتا تھا
اُس کی گدی پر بیٹھا اسی گرونے پہلے پہل یہه تجویز کی که سکھوں
کی مذهبی جماعت کو سپاهیانه جمہوری سلطنت بناوے چنانچه
اُس نے اپنے ارادے کو ایک یونانی مقنن کے طور طریقوں پر پورا کیا
گروگوبند نے اپنے لوگوں کی تعداد بڑھانے کی غرض سے ذات و قوم کا
امتیاز اُٹھایا چنانچه مسلمانوں اور برهمنوں اور چنڈالوں کو جو جو
لوگ اُس کے مرید و معتقد هوئے برابر تسلیم کیا اور اُن کے اتحاد و اتفاق
کے لیئے ایک طرح کا پیرایه اور خاص خاص طور و طریقے مقرر کیئے جنکے
ذریعه سے تمام اتباع اُس کے جہان کے لوگوں سے ممتاز هوئی یہه قاعده
ٹھرایا که هر مرید اُسکا اپنے روز ولادت سے یا روز ارادت سے سوگندی سپاهی
بنارهی اور کسی نه کسی طرح همیشه پاس اپنے لوها رکھے اور نیلے کپڑے
پہنے اور داڑهی اور سرکے بالوں کو بڑھنے دے اور بدن کے کسی بال کو
الگ نکرے *

هندوؤں کے دیوتوں کی تعظیم اور برهمنوں کا ادب قایم رکھا اور
گاؤکشی کی سخت ممانعت کی اور کہانے پینے کی تفریق و ممانعت

† سرجان مالکم صاحب کی تاریخ کا صفحه ۲۱۴

کو موقوف کیا اور پرستش کے معمولی طریقے چھوڑے اور سلام کا نیا ڈھنگ نکالا اور شادی غمی کے جلسوں میں نئی نئی رسموں کو رواج دیا † غرض کہ یہہ تبدیل ایسی موثر پڑی کہ باوصف اس کے بہت سی خصوصیتیں متروک ہوگئیں اب بھی اُن کی چال ڈھال میں ایسی بو باس پائی جاتی ہں جیسے کہ ہندوستان کی اور اصلی قوموں سے متمیز ہوتی ہں چنانچہ دراز قامت اور دبلے چھریرے اور باوصف شمالی قوم ہونے کے گندم گوں اور چابک سوار اور توڑہ دار بندوق کے دھنی ہوتے ہیں اور سب لوگ اُن کے اب بھی سپاہی تو ہیں مگر دینی حرارت باقی نہیں اگرچہ طور طریق اُن کے معقول نہیں مگر اکثر خوش مزاج اور صحبت کے قابل اور ہرقسم کے لطف و لذت پر مایل ہیں *

گرو گوبند کے وقتوں میں رنگ ڈھنگ اُن کے مختلف تھے چنانچہ وہ لوگ اُس وقت میں دین و مذہب کی حرارت اور دین کے مخالفوں سے نفرت حقارت رکھتے تھے اور اپنے معاملہ کی ترقی کامیابی کی غرض سے ہرکام میں بڑھنے اور ہر طرح کی مصیبت اُٹھانے پر آمادہ رہتے تھے مگر اُن تدبیروں کی تکمیل و تعمیل کے لیئے تعداد اُن کی کافی وافی نہ تھی جو مسلمانوں کی پاداش و تدارک کی غرض سے سوچی بچاری تھیں چنانچہ جب مدت کے قصے قضایوں کے بعد گرو گوبند کا یہہ حال ہوا کہ اُس کے قلعے چھین چھنا گئے اور ماں اور جورو بچے اُس کے گردن مارے گئے اور کچھ اتباع اُس کے کام آئے اور تھوڑے سے زخمی ہوگئے اور بعضے ہمت ہار کر بیٹھ رہے تو عقل اُسکی بوڑی تڑھی اور بات اُس کی بگڑ گئی اور اب وہ ایسا بودا ہوگیا تھا کہ اُس کو مغلوں کی قلمرو میں بلا تکلف داخل ہونے کی اجازت

† سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد گیارھویں صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۸۴ و ۲۸۸

دیگئی اور مقام نادیر واقع دکن میں ایک ذاتی دشمن کے هاتهه سے مارا گیا † *

اگرچه بعض وقتوں میں یهه بات بجاے خود ممکن هی که کسی سر سبز مذهب کی بیخ و بنیاد اوکهاڑی جاوے مگر وقوع اُس کا ایک بڑی مدت کے مستقل زور و ظلم سے متصور هوتا هی اور یهه بات مغلوں کی سعی و کوشش سے اِس لیئے ممکن نه تهی که اُن کی خاص قلمرو میں شور و فساد کے هنگامے برپا رهتے تهے اور حکومت نهایت کم زور هوگئی تهی *

مغلوں کے زور و ظلم سے سکهوں کی دینی حرارت دوگنی مشتعل هوئی اور اُن کے دلوں میں انتقام کا اراده گهرا بیٹها اور بڑے غیظ و غضب سے نمایاں هوا چنانچه وه لوگ ایک نئی سردار بندو نامی کے تحت حکومت هوکر جس نے جنم سے ساده سنتوں میں پرورش پائی تهی اور مزاج کا سفاک اور نهایت دلیر و دلاور تها اپنے اپنے گهروں گوشوں سے نکلے اور پنجاب کے مشرق کو پایمال کیا اور جهاں جهاں اُن کا قدم گذرا وهاں ایسی ایسی بے رحمیاں برتیں جو کانوں سنیں نه آنکهوں دیکهیں مسجدوں کو مسمار کیا اور ملاؤں کو گردن مارا اور اُن کے غیظ و غضب کو اصول مذهب کی مراعات اور عورت بچوں کا ترس اور بڑے بوڑهوں کا ادب نه روک سکا غرض که بڑی سنگدلی بیرحمی سے شهروں کو برباد کیا اور شهر والوں کو هلاک کیا یهاں تک تازه مردوں کو اُن کی قبروں سے نکال کر گوشت اُن کا چیل کووں کو کهلایا *

بڑا مقام اِن زور ظالموں کا وه سهرند تها جس کے حاکم کو ایک قایم لڑائی میں سکهوں نے شکست فاحش دیکر اُس پر قبضه کیا ایسی ایسی

---

† سرجان مالکم صاحب کا بیان اور فارسٹر صاحب کا سیاحت نامه صفحه ۲۶۳ اس مورخ نے بیان کیا که گرو گوبند مغلوں کی ملازمت میں تهوڑی سی فوج کا حاکم هوگیا تها اور اسپات کو خانی خان نے استحکام دیا

تباہیاں تمام اُن ملکوں میں واقع ہوئیں جو ستلج اور جمنا کے مشرق
میں واقع ہیں جن میں سے سکھہ لوگ گذر کر سہارنپور تک پہونچے تھے
چنانچہ جب خاص خاص مقاموں کے حاکموں نے لاگ ڈانٹ اُنکی
کی تو اودھیانہ اور پہاڑوں کے درمیان اُس ملک میں چلے گئے جو
ستلج کے بالائی حصہ کے کنارے پر واقع ہیں معلوم ہوتا ہی کہ یہہ
ملک اُس زمانہ میں اُن کا بڑا ٹھکانہ تھا اور وہ ملک اُن کی حالت
کے لیئے اس لیئے مناسب تھا کہ جب کشادہ ملکوں کے چھوڑنے پر مجبور
ہوتے تھے تو کمال آسانی سے وہاں چلے جاتے تھے اِس موقع پر بہت دنوں
تک پہاڑوں میں چھپے رہے چنانچہ آیندہ برسوں میں تاخت تاراج
کو بڑی فراخی بخشی اور ملکونکو ایسی بڑی وسعت سے لوٹا کہ ایک
جانب کو لاہور کے قرب و جوار تک اور دوسری جانب کو خاص دلی
تک مضافات سیاہ کیا † *

غارتگریوں مذکورہ بالا کے وقوع سے بہادر شاہ کو بذات خود مقابلہ کرنے
کی ضرورت پڑی چنانچہ اُس نے بہت جلد اُنکو اُن کی حدوں کے
اندر بھگایا اور پہاڑوں سے پناہ جوئی پر مجبور کیا مگر باوجود اِس کے
مطیع و منقاد اُس کے بخوبی نہوئی گو اُن کے لیئے بڑی بڑی کوششیں
برتی گئیں اور جب کہ بندو مجبور ہوکر کسی قلعہ میں پناہ گزیر ہوا تو
بادشاہ نے صرف قحط کی امداد و اعانت سے فتح کی توقع کی چنانچہ
پورا محاصرا کیا گیا اور ایک مدت اُس میں صرف ہوئی اگرچہ
سکھوں نے بھوک پیاس کی سختیاں اُٹھائیں اور بہت سے بھوکے پیاسے
مرگئے مگر اُس قلعہ کی حفاظت کیئے گئے اور جب کہ مقابلہ سے مایوس
ہوئے تو سخت مایوس ہوکر قلعہ سے نکلے اور جان توڑکر ٹوٹ پڑے

---

† سکھوں کا سہارنپور تک پہونچنا سرجان مالکم صاحب اور فارسٹر اور
خافیخاں تینوں کی تاریخوں سے لیا گیا اور باقی آیندہ حالات اُن کے صرف خافیخاں
کے بیان سے لیئے گئے

چنانچہ اِس دلیرانہ مہم میں بہت سے سکھہ کام آئے اور مسلمانوں نے بلا اَیندہ مقابلہ کے قلعہ پر قبضہ کیا منجملہ اُن کے ایک آدمی کو جو سردار اُن کا معلوم ہوا اور اُسنے اپنی اِمتیاز و شہرت میں ہر قسم کی جد وجہد اُٹھائی تھی گرفتار کرکے بڑی دھوم دھام سے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جبکہ وہ بادشاہ کے لشکر میں داخل ہوا تو چہان بین کے بعد اُس کی یہہ حقیقت دریافت ہوئی کہ وہ ایک چیلا ہی جسنے اپنے گرو کی حفظ حراست کی نظر سے جان اپنی گلوانی منظور کی اور عین دھاوے کے وقت اپنی جان بچاکر بندو بھاگ گیا اگرچہ بادشاہ کو اُس چیلے کی جانثاری اور وفاداری سے نہایت حیرت ہوئی مگر یہہ جوانمردی نکی کہ جان اُسکی بخشدے بلکہ اُس اسیر پنجہ بلا کو لوہے کے پنجرے میں بند کرکے دلی کو روانہ کیا *

بعد اُسکی بادشاہ اُن کی تاک جھانک اور اُن کی غارتگری کی روک تھام کی غرض سے لاھور میں واپس آیا مگر یہہ مطلب پورا پورا حاصل نہوا تھا کہ بہادر شاہ اپنی عمر کے اِکتھرویں برس قمری اور سلطنت کے پانچویں برس ماہ فروری سنہ ۱۷۱۲ ع مطابق محرم سنہ ۱۱۲۴ ہجری میں جہان فانی سے گذر گیا تو سکھوں نے پھر غلبہ پکڑا *

بہادر شاہ کی وفات پر یہہ معمولی نتیجہ مترتب ہوا کہ اُسکی بیٹوں میں تخت نشینی کی بابت وہی قضائی قایم ہوئی چنانچہ بڑے بیٹی کی نالیاقتی سے جو بعد اُسکی جہاندار شاہ کے نام سے پکارا گیا دوسرے بیٹی عظیم الشان کو بڑی فوقیت حاصل ہوئی اور جبکہ ساری فوج اور اکثر امیروں نے اُسکی اعانت کی تو یہی معلوم ہوا کہ اُسکو اپنے حریفوں پر وہ سبق و فوقیت حاصل ہے جسکا مقابلہ متصور نہوگا *

اُسکے تینوں بھائیوں نے اپنے فائدوں کی نظر سے باہم اتفاق کیا چنانچہ وہ غالب آئی اور عظیم الشان ناکام رہا اگرچہ ذوالفقار خاں کے سمجھانے بوجھانے اور اُسکی جھوٹے جھوٹے وعدوں کے باعث سے جسکو

لگانے بجھانے کا اور سازش کرنیکا شوق ذوق اب تک چلاجاتا تھا جیسے کہ پہلے وقتوں میں پیش نظر رہتاتھا اُن کے آپس میں چندے باہم اتفاق رہا اور وہ بھی تھوڑے دنوں کے واسطے تھا اِس لیئے کہ عظیم الشان کی شکست اور وفات تک باقی رہا مگر تھوڑے دنوں بعد آپس میں دو بھائی مخالف ہوئے اور جب ایک بھائی نے دوسرے بھائی پر فتح پائی تو تیسرے بھائی نے فیروز مند بھائی پر روز فتح سے اگلی صبح کو حملہ کیا مگر میدان میں مارا گیا اور جب کوئی وارث نرہا تو بقول اُس کے کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جاے ایشاں گیرند جہاندار شاہ بلا تکرار و حجت تخت نشین ہوا یہہ واقع مئی یا جون سنہ ۱۷۱۲ ع مطابق جمادی الاول سنہ ۱۱۲۴ ہجری کو وقوع میں آیا *

## جہاندار کی سلطنت کا بیان

جب کہ جہاندارشاہ تخت پر بیٹھا تو ذوالفقار خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا اور وجہہ اُس کی یہہ تھی کہ اُس مکار ولایق سردار نے شہزادہ کے زمانہ میں جہاندار شاہ کی اعانت کی تھی اور اِس اعانت کی وجہہ یہہ تھی کہ اُس شاہزادہ کی خراب عادتوں اور برے لونڈوں سے یہہ سمجھا تھا کہ ایسے قوی وزیر کے ہاتھوں میں بطور ایک چلتی پھرتی کل کے رہنے کے لیئے نہایت مناسب ہے چنانچہ مراد اُس کی پوری ہوئی اور آغاز کار سے اوسنے حکومت میں دخل و تصرف کرنا شروع کیا اور خود بادشاہ سے بغرور نخوت پیش آیا اگر جہاندار شاہ ایسا ہوتا کہ اپنی جہالتوں حماقتوں سے اپنی قدر و منزلت کو خاک مذلت میں نہ ملاتا اور اپنی پیاری معشوقہ کے رشتہ داروں کی مراعات و مروت نکرتا اور اپنے امیروں کو نہ بگاڑتا تو ذوالفقارخاں کو یہہ جرات نہوتی کہ وہ بے ادائی سے پیش آتا یہہ بادشاہ ایک بیسوا پر مرتا تھا اور اوسکی خاطر سے اوسکے رشتہ داروں کو جو ذلیل حقیر اور رزیل و فرومایہ تھے بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کیا تھا اور خاندانی

شریفوں اور پرانے امیروں کو محروم رکھا تھا علاوہ اوس کے اون کم ظرفوں نے ایسي اوباشي چاٹي تھي که امیروں سے کبھ ادائي کرتے تھے اور طعن وتشنیع سے پیش آتے تھے اور بادشاہ کي جانب سے روک ٹوک اون کي نہوتي تھي اگرچه ان ناشایسته حرکتوں سے امیر اوس کے متنفر ہوئي اور اوس کي اعانت سے طرح دیکئي مگر ذوالفقار خاں کے ظلم و غرور کو بھي اوٹہا نسکے جو اب ہر پایه کے لوگوں سے برتا جاتا تها اگر سب لوگوں کا التفات ایک بیروني خطرہ پر مائل نہوتا تو یهي غالب تها که وہ امیر اپني نارضامندي اور دلگرفتگي کي ضرورت سے بغاوت پر علانیه آمادہ ہو جاتے *

جہاندار شاہ نے پہلے پہل یہه برا کوتک کیا که بادشاهي نسل کے شاہزادوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرایا اور منجمله اون شاہزادوں کے جو اوسکے زور ظلم سے محفوظ و مامون رہے فرخ سیر عظیم الشان کا بیٹا تها جو بہادرشاہ کے مرتے دم بنگاله میں موجود تها یہه شاہزادہ بہادرشاہ کے انتقال اور اپنے باپ کي تباهي کے بعد سید حسین علي خاں سے ملتجي ہوا اور اوسکي وفاداري اور رفاقت و شفقت کا دامن پکڑا جو صوبه بہار کا حاکم اور اوسکے باپ کا بڑا رفیق تها چنانچه حسین‌علیخاں نے اوس کے مقدمه میں تائید اور اوسکی فروغ و ترقي کي تدبیر کي اور اپنے بهائي عبدالله خاں حاکم الهآباد کو بهي سمجها بوجها کر فرخ سیر کا حامي بنایا حاصل یہه که فرخ سیر نے ان امیروں کي امداد و اعانت سے ایک فوج الهآباد میں فراهم کي اور جو فوج اوسکے دبانے کو جہاندارشاہ نے روانه کي تهي اوسکو مار پیٹ کر پچھلے پیروں بهگا دیا اور رفته رفته آگرہ کے قرب و جوار تک پهونچا جہاں جہاندار شاہ اور ذوالفقار خاں کے ستر ہزار آدمیوں سے مقابله پیش آیا یکم جنوري سنه ۱۷۱۳ع مطابق ۱۵ ذي‌الحجه سنه ۱۱۲۴ هجري کو ایسي کڑي لڑائي پڑي که دونوں فریق اچهي طرح سے توڑ کر لڑے اور حسین علیخاں فرخ سیر کا حامي عین

میدان میں مردہ سمجھہ کر چھوڑا گیا مگر انجام اسکا یہہ ہوا کہ باغیوں کو کامیابی نصیب ہوئی اور بادشاہ بھیس بدلکر دلي کو بھاگا اور ذوالفقار خاں باقي فوج اپني لیکر دلي کو چلتا ہوا اور جبکہ بادشاہ دلي میں پہونچا تو اسد خاں والد ذوالفقار خاں کے گھر میں بے تکلف چلا گیا اسد خاں پرانے پاپي نے اُسکو نظر بند کیا اور جب ذوالفقار خاں آیا تو اُسکو سکھا پڑھا کر اسبات پر راضي کیا گو وہ پہلے پہل اُسپر راضي نہوا تھا کہ اپني اولوالعزمي کي کل یعني جہاندار شاہ سے کنارہ کش ہوکر اُسکو نئی بادشاہ کے حوالہ کرے اور پرانے بادشاہ کے خون کے وسیلہ سے نئی بادشاہ سے آشتي حاصل کرے *

جبکہ فرخ سیر دلي کے قریب آپہونچا تو دونوں باپ بیٹے حصول ملازمت کے واسطے حاضر آئے اور اپنے آقاے بدبخت کو بطور نذر و تحفہ کے پیش کیا حاصل یہہ کہ فرخ سیر نے اسد خاں کي جان بخشي کي اور ذوالفقار خاں اُسکے بیٹے کو تمام عمر کي دغابازي اور خود کامي کے پاداش و تدارک میں جو اُسنے ماکر اس قابل نرکھا کہ بادشاہي ڈیروں سے صحیح سلامت گھر کو چلا جاوے اور اُسنے آقاے بدبخت کو بھي اُسي دن یعني چہارم فروري سنہ ۱۷۱۳ع مطابق ۱۷ محرم سنہ ۱۱۲۵ ھجري کو قتل کرایا اور بعد اُسکے اور بہت سے لوگوں کو بھي گردن مارا *

## فرخ سیر کي سلطنت کا بیان

جیسا کہ قیاس کا مقتضي ہی کہ فرخ سیر کي تخت نشیني سے اُس کے حامیوں اور معاونوں کو بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوئے ہونگے ویساهي ظہور میں آیا چنانچہ حسین علیخاں کا بڑا بھائي عبداللہ خاں وزیر اُسکا مقرر ہوا اور حسین علیخاں نے امیرالامرائي کے عہدہ پر سرفرازي پائي جو ساري سلطنت میں دوسرے درجہ کا عہدہ تھا یہہ دونوں بھائي اُن سیدوں کے بڑے معزز خاندان میں سے تھے جو بارھہ میں بستے تھے اور اپني اصل و سرشت کے باعث سے یہي دونوں بھائي سیدوں کے نام سے هندوستان میں مشہور و معروف ہوئے *

ان دونوں سیدوں کو اپنی سعی و خدمت کے معاوضہ اور آس امداد و اعانت کے بدلہ اور بادشاہ کی دوں همتی اور بڑی نیازمندی اور تضرع و زاری سے جسکو اُسلے استعانت کے وقتوں میں برتا تھا یہہ قوی توقع اور بہت بڑی امید تھی کہ فرخ سیر کی تخت نشینی پر تمام حکومت کا اختیار اپنے ہاتھوں میں ہوگا اور بادشاہ اپنی نمود و نمایش اور درستی و آرایش میں مصروف رهیگا اور مال و دولت کی دهش اور قدر و منزلت کی بخشش میں اسقدر اختیار اُسکو دیا جاویگا کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو راضی کرسکے مگر اس انتظام سے نہ فرخ سیر راضی ہوا اور نہ دوست اُسکے خوش ہوئے ڈھاکہ واقع بنگالہ کا قاضی بادشاہ کا بڑا معتمد تھا جسکو بادشاہ نے میر جملہ کا خطاب عنایت فرمایا تھا اگرچہ یہہ قاضی بڑی لیاقت کا آدمی نتھا مگر اپنے تنگ حوصلوں اور چھوٹے ارادوں کا مستقل تھا اور یہہ بات اُسکی فرخ سیر کی ایسی کم ظرف طبیعت پر حاوی ہونے کے شایاں و مناسب تھی جو بڑے بڑے منصوبے تو درکنار چھوٹے چھوٹے ارادوں میں بھی مضبوط و مستقل نتھی بشرطیکہ کوئی امداد اوسکی نکرے بادشاہ کو اوس حکومت پر رشک و حسد کا کھانا کوئی بڑا کام نتھا جسکے انصرام و اهتمام کی لیاقت خود اوس میں موجود نتھی اور سیدوں کی متکبرانہ چال ڈھال سے اونکی ضد و مخالفت کی راہ چلنے کے لیئے معقول وجہہ ہاتھہ آئی *

پوشیدہ مجلسوں میں پہلے پہلی یہہ تدبیر اوس نے سوچی کہ اونکی زور اوت کو بانٹ چونٹ کر گھٹانا چاهیئے چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لیئے حسین علیخاں کو مارواڑ والے اجیت سنگہہ کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جبھی یہہ پیغام اوسکے پاس پوشیدہ بھیجا کہ کوئی بات اس سے زیادہ مابدولت کو مقبول و مرضی نہیں کہ تم حسین علیخاں کا سخت مقابلہ کرو مگر اس لیئے کہ حسین علیخاں نے یہہ سمجھہ لیا تھا کہ بہت دنوں تک لڑائی میں مصروف رهنا اور دربار سے غایب ہونا بڑے اندیشہ

کی بات ہی تو اوسنے شرایط پیش کردہ راجہ پر کچھہ حجت نکی اور لڑائی کو طول ندیا اور جبکہ راجہ نے مراد اپنی پوری دیکھی تو بادشاہ کی منفعت کے لیئے نقصان اپنا گوارا نکیا اور بیگانی آنچ میں نہ پڑا غرض کہ راجہ سے ایسی شرطوںپر آشتی پیدا کی کہ بظاہر بادشاہ کے حق میں عزت و حرمت کے مفید تھیں یعنی راجہ نے اقرار کیا کہ تیرے ہمراہ اپنے بیٹے کو دلی کے دربار میں روانہ کرونگا اور بادشاہ کو ڈولا دونگا *

چونکہ حسین علیخاں دلی کو واپس آیا تو درباری لوگوں کی باہمی بےاعتمادی زیادہ ہوئی اور جیسا کہ بادشاہ استقلال ہمت اور کمال عقل سے معرا تھا ویسا ہی ایمان و غیرت سے بھی مبرا تھا اور اسلیئے وہ ایسا بہت باپی تھا کہ اوسکی طرفسے محفوظ و مطمئن رہنا بغایت دشوار تھا *

غالب یہہ ہی کہ بخفیہ وجوہات اور عمدہ علامات سے سیدوں نے یہہ قیاس کیا تھا کہ ہمارے مخالفوں نے ہماری جان و مال کا ارادہ کیا چنانچہ اُنہوں نے اپنے محلوں کے اس پاس اپنی فوجوں کو جمایا اور دربار کا جانا چھوڑا بعد اسکے جب بادشاہ کی نوبت آئی تو وہ پریشان و مضطر ہوا اور مخالف فریقوں کے تہیۂ سامانوں سے خود دارالسلطنت کو پریشانی حاصل ہوئی اور کوئی علاج اسکے سواے باقی نرہا کہ ابھی جھگڑا قایم کیا جاوے یا نامرد اب مرگوں کی اطاعت کریں غرض کہ بادشاہ کو سمجھا بوجھا کر یہہ اجازت حاصل کی کہ قلعہ مبارک جس میں خاص بادشاہی محل بھی واقع تھا سیدوں کے پہرہ میں رہے علاوہ اسکے خود سید بھی شرایط آشتی کے تصفیہ کے لیئے حاضر آئے چنانچہ یہہ قرار پایا کہ میر جملہ بہار کا حاکم مقرر کیا جاوے اور دربار میں رہنے نپاوے اور عبداللہ خاں سے وزارت متعلق رہے اور حسین علیخاں دکن کی حکومت قبول کرے اور فی‌الفور اپنی فوج اوٹھاکر اُس دور دراز صوبہ کو چلا جاوے *

جب كه بظاهر اتفاق هوگيا اور امن امان قايم رها تو بادشاه كا بياه راجه اجيت سنگهه كي بيٹي كے ساتهه ايسي دهوم دهام سے رچايا گيا كه ويسي كرو فر ابتك كسي بياه ميں نهوئي تهي اور راجه اجيت سنگهه نے اپني خود مختار رياست ميں بيٹهے بيٹهے عين دارالسلطنت ميں بات اپني بني هوئي ديكهي جهاں سے عالمگير كے ظلم و تعدي سے عهد طفوليت ميں جان اپني بچاكر بهاگا تها *

بعد اُسكے ماه دسمبر سنه ۱۷۱۵ ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۲۷ هجري ميں حسين عليخاں دكن كو روانه هوا مگر يهه بات اپنے جي ميں خوب سمجهه چكا تها كه اپني غير حاضري مير جمله كي حاضري كا ذريعه هوگي چنانچه رخصت كے وقت بادشاه سے اُس نے يهه گذارش كي كه اگر خدا نخواسته ميرے بهائي كي حكومت ميں كسي قسم كا رخنه پڑيگا تو خبر كے پهونچنے سے تين هفتوں كے اندر اندر فوج سميت آپ كي خدمتگذاري كو حاضر هونگا *

حسين عليخاں كي مصروفي كے واسطے لڑائي كے معمولي اتفاقوں پر بادشاه نے كفايت نه كي بلكه داؤد خاں پني سے ملتجي هوا جو اپنے تهور و شجاعت سے چار دانگ هندوستان ميں مشهور و معروف تها اور دكن كي كهانيوں اور كهاوتوں ميں اب تك ياد بود اُس كي باقي هے حال اُس كا يهه تها كه فرخ سير كي تخت نشيني كے بعد گجرات كے صوبه پر منتقل كيا گيا تها اور اُس صوبه پر خانديس كا صوبه بڑهايا گيا تها داؤد خاں كي گرمجوشي حسين عليخاں كے مقابله ميں اسليئے بهروسے كے قابل تهي كه وه ذوالفقار خاں كا خواجه تاش اور پرانا رفيق تها اور حسين عليخاں ذوالفقار خاں كي بربادي كا ذريعه هوا تها غرض كه خفيه خفيه داؤد خاں كو يهه هدايت كي گئي كه خانديس كے صوبه ميں في الفور چلا جاوے اور جسقدر فوج اكٹهي كرسكے همراه اپنے ليجاوے اور علاوه اس كے مرهٹوں اور دكن كے رئيسوں كو حسين عليخاں كے مخالف

بلانے میں رعب داب اپنا برتے اور حسین علیخاں کے ساتھہ مل جاکر کوشش کرنے کے حیلہ سے اُس کی بربادی کو پورا کرے اور جب موقع پاوے تو سب کاموں سے اُس کی تباهی کو مقدم سمجھے مگر احکام مذکورہ بالا کے بجا لانے میں داؤد خاں نے وہ طریقہ برتا جو اُسکی مشہور خصلت کے مطابق و موافق تها چنانچہ بعلانیت اُسنے حسین علیخاں سے بگاڑی اور علانیہ دشمن سمجھہ کر اُس کے مقابلہ کو چلا اور بہت جلد اُس مقابلہ کو میدان کی زور آزمائی پر پہونچایا غرض کہ ایسی تندی تیزی سے حملہ کیا کہ حسین علیخاں کی فوج ادهر اودهر هونے لگی اور پراگندگی پهیل گئی اور داؤد خاں نے اپنے بهائی بندوں میں سے تین سو تیر والے سورما جوانوں کو انتخاب کیا اور خود حسین علیخاں کی جانب کو سیدها دوڑا حسب اتفاق ایسے گهمسان کے وقت میں جو تصفیہ کی گهڑی تهی داؤد خاں کے سر میں گولی لگی چنانچہ گولی کے لگتے هی وہ زمین پر گرا اور اُس کے گرتے هی لڑائی کا پاسا پلٹ گیا اور جوں هی کہ اُس کی ان بی نے جو ایک رانی تهی اور خاندیس سے همراہ اُس کے آئی تهی خاوند کی سناؤنی سنی تو فی الفور اُس نے پیش قبض اپنے پیٹ میں مارا اور اپنی جان کو هلاک کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۱۶ع مطابق سنہ ۱۱۲۹ هجری میں واقع هوا *

بعد اُس کے مرهٹوں کے مقابلہ پر حسین علیخاں روانہ هوا اور بادشاہ کے ذمہ جسکی بدولت یہہ مقابلہ اُس کو پیش آیا کوئی الزام نہ لگایا † اور اُسی زمانہ میں اُن نزاعوں کے باعث سے جو بہت دنوں سے مسلمانوں میں چلے آتے تهے ساهوں کو زور قوت کے جمانے اور جمعیت کے بڑهانے کا موقع هاتهہ آیا چنانچہ بندر کنبج و گوشہ سے نکلا اور بادشاهی فوج کو شکست فاحش دیکر پہلے کی نسبت هموار ملکوں کو بڑے

---

† بیان مذکورہ بالا سیرالمتاخرین اور سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن سے لیا گیا جنهوں نے خافی خاں سے نقل کیا

غیظ و غضب سے لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا یہاں تک کہ ایک فوج
اُس کے مقابلہ پر عبدالصمد خاں کے زیر حکومت بھیجی گئی چنانچہ
اُس نے کئی لڑائیوں میں سکھوں کا مونھہ توڑا اور بندو بڑے بڑے
سرداروں سمیت اُس کے ھاتھوں میں گرفتار ہوا منجملہ اُن کے بہت سے
قیدی مقام جنگ پر قتل کیئے گئے اور چنے چنے سات سو چالیس آدمی
بندو سمیت دلی کو بھیجے گئے بعد اوس کے دلی کے گلی کوچوں میں
اونٹوں پر سوار کر کے پھرائے گئے اور حقارت کی غرض اور جھبرے کتوں کے
مشابہہ ہونے کی نظر سے کالی بھیڑوں کے چمڑے ایسی طرح پہنائے گئے کہ
اُن کے بال اوپرکی جانب کو رہے اور لوگوں کی زبانوں سے کھوٹی کھری
سنوائی گئی جن کے سننے کے وہ بلاشبہہ شایان و سزاوار تھے مگر جو مکافات
اُن کے لیئے تجویز ہوئے وہ اون کے جرموں کی مقدار سے بہت زیادہ تھے
اگرچہ وہ جرم بھی بجاے خود بہت بڑے تھے چنانچہ سات دن تک
تھوڑے تھوڑے کر کے گردن مارے گئے مگر وہ نہایت مستقل رہے اور جبکہ
جاں بخشی کے عوض میں تبدیل مذہب کی درخواست ہوئی تو
بڑی حقارت سے پیش آئے اور اپنے دین پر نثار ہوئے *

بندو کو زیادہ ظلم و عذاب کے واسطے باقی رکھا چنانچہ زربفت
کی پوشاک اُس کو پہناکر اور لال پگڑی بندھواکر لوھے کے پنجرے میں
بند کیا اور تماشائیوں کو اُس کا تماشا دکھلایا اور ایک جلاد اُسکے پیچھے
ننگی تلوار اوٹھاکر کھڑا ہوا اور چاروں طرف اُس کے چیلوں کے سروں کو
بھالوں کی نوکوں پر قایم کیا اور وہ بلی جو ساتھہ اُس کے آئی تھی
بھالے کی انی پر اسغرض سے لٹکائی گئی کہ یہہ بات اوسپر واضح ہوجاوے
کہ اوس کی ساری چیزیں نیست نابود کی گئیں بعد اوسکے اوس کے
ھاتھہ میں ایک تیغہ دیا گیا کہ وہ اپنے شیرخوارہ بچے کو قتل کرے مگر جبکہ
اوس نے انکار کیا تو اوسکے بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُسکا کلیجا نکالکر
اوس کے مونھہ پر مارا اور وہ خود گرم گرم سینخوں سے پاش پاش کیا گیا

مگر استقلال اوسکا یہہ تھا کہ اُف سے بھی آشنا نہ ہوا اور اِس بات پر واہ واہ
اور فخر کرتا ہوا مرگیا کہ خداے تعالی نے اِسی زمانہ کے زور ظلم کی
اصلاح و درستی کے لیئے مجھکو پیدا کیا تھا باقی سکھوں کو جو دور دراز
ملکوں میں اب بھی پھیلے ہوئے تھے جنگلی جانوروں کی طرح
چن چن کر مارا اور یہہ بات اونکو مدت کے بعد نصیب ہوئی کہ پھر
زور و قوت سے ظہور کیا اور پھر ملک کی غارتی تباہی میں لڑے *

واضح ہو کہ بہت وقت کے زمانہ میں بھی وہ لوگ بہت کثرت سے
نہ تھے اور تھوڑے سے خطے سے آگے خوف ہراس اُن کا شایع ذایع تھا
† مگر وہ سخت دشمن جنسے ملک دکن میں مغلوں کو واسطہ
پڑا تھا سکھوں سے بہت مختلف تھے جو عہد نامے کہ داؤد خاں نے
دکن سے منتقل ہونے سے پہلے سنہ ۱۷۱۳ع میں مرہٹوں سے کیئے تھے وہ
بعد اُس کے قایم نرہے اور جانشین اُس کا چین قلیچ خاں جس نے
‡ نظام الملک اور آصف جاہ کے خطابوں سے بڑی شہرت حاصل کی وہ
نہایت لایق فایق اور داؤد خاں کی نسبت زیادہ متقی ہوشیار اور
چابک و چالاک تھا اور جو کہ سارے مرہٹوں میں آج کل ہمیشہ کی
نسبت قضیے بڑے زور شور سے افروختہ تھے تو چین قلیچ خاں نے
اُن میں سے ناتوان فریق پر نوازش کرنے سے بہزار حکمت و تدبیر اُن کے
اندرونی نزاعوں کو بھڑکایا بلکہ اُن کے بہت سے سرداروں کو مغلوں کی
امداد و اعانت پر راغب کیا *

اگرچہ ان تدبیروں سے مرہٹوں کی قوت عروج و ترقی سے باز رہی
مگر دکن کا امن امان اُسکے باز رہنے سے بحال نہوا چین قلیچ خاں کے

---

† جیساکہ سنہ ۱۸۳۶ع میں اقبال اُنکا بلندی کو پہونچا ویسا کبھی نہیں
پہونچا اور اُنکی قلمرو پنجاب اور اُسکے آس پاس کے ملکوں میں متعدد ہی تعداد
اُنکی پانچ لاکھہ آدمیوں کے قریب پہونچی اور قیاس کیا گیا کہ وہ تیس لاکھہ آدمی اُنکے
محکوم ہیں جو اُن کی حکومت سے ہرگز راضی نہیں برنس صاحب کا سیاحت نامہ
جلد دو صفحہ ۲۵۶

منتقل ہو جانے سے جسکي جگہہ پر حسین علیخاں بھیجا گیا وہ تھوڑا
فائدہ خاتمہ پر پہونچا جو اُسکي تدبیروں سے حاصل ہوا تھا مرہٹوں کے
گروہوں نے بادشاہي قلمرو کو پہلي طرح سے لوٹنا کھسوٹنا شروع کیا اور اُنکے
دیہاتوں پر خاص خاص مرہٹوں نے قبض و تصرف کرکے قلعوں کي
شکل و صورت اُن کو بخشي جن میں سے باہر نکلکر اُس پاس کے
ضلعوں کو لوٹا کرتے تھے § حسین علیخاں کے پہونچنے پر بڑا مفسد وہ
سردار تھا جو دباري خاندان سے منسوب تھا اس سردار نے خاندیس کے
صوبہ میں مسلسل دیہاتوں پر قبضہ کیا تھا جن کو لڑائي کي غرض سے
نہایت مضبوط و مستحکم بنایا تھا اور فسادوں کے مچانے اور قافلوں کے
لوٹنے سے ہندوستان خاص اور دکن کي بڑي سڑک کو جو سورت کو
جاتي تھي معطل و مسدود کیا تھا *

داؤد خاں کي شکست کے تھوڑے دنوں بعد ایک بہت بڑي فوج
اُن کوتکوں کے تدارک کے واسطے بھیجي گئي جو روز روز ترقي پکڑتے جاتے
تھے اور مرہٹوں نے اُس کا مقابلہ اپني معمولي فند و فطرت سے کیا
چنانچہ جوں جوں مغل بڑھتے گئے وہ اپنے دیہاتوں کو خالي کرتے گئے
اور جوں جوں وہ اُن دیہاتوں سے آگے چلتے گئے ادھر اُدھر سے آکر سونے
دیہاتوں کو بساتے رساتے گئے اور دباري خاندان کے سردار نے یہہ کام کیا
کہ مکر و حیلہ کي روسے اُس وقت تک بھاگا کہ لڑنے کے لیئے ایک مقام
اچھا تجویز کیا اور اتنا توقف کیا کہ مخالفوں نے اُس کو جالیا اور یہاں
لوگ اُس کے چھوٹے چھوٹے گروہوں پر منقسم ہوکر اونچے ٹھکروں اور
پہاڑوں کي کھوؤں میں چھپ چھپا گئے جو اس مقام کے آس پاس
میں واقع تھے بادشاہي فوج نے مخالف کے بھاگنے کو جیت اپني سمجھکر
دماغ اپنا فلک پر پہونچایا اور بھگوڑوں کے پیچھے پڑ کر اپني صفوں کو

§ گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۴۳۱ اور برگز صاحب کا ترجمہ
سیرالمتاخرین کا جلد ایک صفحہ ۱۲۱

توڑا مگر مرہٹوں نے یہہ ہوشیاری برتی کہ اُنکو پہاڑیوں اور کھوڑوں میں یہاں تک پہنچنے دیا کہ بعد اُس کے فراہم ہونیکی توقع باقی نرہے اور جب کہ کام اُن کا پورا ہوا تو وہ لوگ اُن پر بے طرح ٹوٹ پڑے چنانچہ فوج کے سپہ سالار کو اُس کی فوج کے بڑے حصہ سمیت ایک حملہ میں پاش پاش کیا اور ہتھیار اور کپڑے اور گھوڑے چھینکہ بدون ایک آدمی کو بھی جیتا نچھوڑا † غرض کہ اس فوج کشی کے حالات آیندہ بھی ویسے ہی شومی نامبارکی سے واقع ہوئی جیسے کہ آغاز میں پیش آئی اور مرہٹوں نے اپنے مخالفوں کی نالایقی اور نا کردہ کاری کے علاوہ خاص فرخ سیر کی سازشوں سے بھی دلیری دلاوری حاصل کی چنانچہ جب حسین علی خاں نے یہہ دیکھا کہ اب دلی میں بہت دنوں نچلانا اپنا ٹل نہیں سکتا تو راجا ساہو سے اسبات پر عہد نامہ کیا کہ سیواجی کے مقبوضہ ملکوں اور اُس کے بعد کے مفتوحہ ممالک کی نسبت تیرا دعوی تسلیم کیا جاویگا اور منجملہ اُن کے جو جو قلعے ہمارے تحت میں آئی ہیں وہ بجنسہ واپس دیئے جاوینگے اور ساری دکن کے محاصل سے تحصیل چوتھہ کی اجازت حاصل ہوگی اور چوتھہ کے بعد جو محاصل باقی رہے گا سردیس مکہی کے نام سے اُس میں سے دسکی بھی دیجاویگی اور یہہ وہ ملکی تھی جو اُس ضلع کے تھوڑے حصے سمیت جو اب سارا حوالہ کیا گیا پچھلی اُتنی کی خط و کتابت میں خود اورنگ زیب سے طلب کی گئی تھی شرایط مذکورہ بالا کے بدلہ میں ساہو راجا نے دس لاکھہ روپیہ نقد اور پندرہ ہزار سواروں کے دینے کا اور ملک میں امن و امان کے قایم رکھنے اور ہرطرف کی لوٹ مار کے نقصان کی جوابدہی کا اقرار کیا یہہ عہد نامہ سنہ ۱۷۱۷ ع میں لکھا گیا ‡ *

اگرچہ ساہو اسی زمانہ میں مرہٹوں کی ملکی لڑائی میں غالب تھا مگر اُس ملک کا بہت سا حصہ جو اب عہد نامہ کی روسے خاص

† سیرالمتاُخرین جلد ایک صفحہ ۱۳۲

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۴۳۶

اُسي کا تسلیم کیا گیا اُس کے قبض و قابو سے باہر تھا یہاں تک کہ اگر اِس صورت میں ساھو اپنے لوگوں کي لوٹ مار کو روک تھام سکتا تو مخالف مرھٹوں کي لاگ ڈانٹ اُس سے ھر گز متصور نہ تھي مگر حسین علیخاں کا مقصود اتني بات سے حاصل ھوا کہ اپنے لاؤ لشکر کو دکن سے لیجا سکا اور دس ھزار مرھٹوں کو ھمراہ اپنے لیکر دلي کو روانہ ھوا §

بادشاہ نے اپني بے عزتي سمجهي اور عهد نامہ کے قبول سے انکار کیا اور اُس پر یہہ نتیجہ مترتب ھوا کہ جو نزاع اُس کے اور سیدوں کے درمیان میں ایک مدت سے لازم الوقوع تھا بہت جلد پیش آیا حسین علیخاں کا بڑا بھائي عبدالله خاں لایق فایق آدمي تو تھا مگر عیاش اور کاھل بھي تھا اور یہي باعث تھا کہ اُس کي وزارت کا کام اُسکے نایب رتن چند نام ایک ھندو کي سعي و اهتمام پر موقوف تھا جس کي سخت تدبیروں اور خود مختاري کے طوروں کي بدولت انتظام اوسکا عام پسند نہ تھا غرض کہ نایب کي بدکرداري اور منیب کي غفلت شعاري سے بادشاہ کو یہہ جرأت حاصل ھوئي کہ وہ اپني پوري خود مختاري کي تدبیریں سوچنے لگا اور اوس کے اِس ارادہ کي جا بجا ھوائیاں اوڑیں کہ وہ اپنے وزیر کو پھانسا چاھتا ھی اور یہہ خبریں فوج کے چند ایسے ایسے بڑے گروھوں کي کارگذاري سے مستحکم ھوئیں جو بادشاہ کي خدمت سے وزیر کي بدولت الگ ھوگئے تھے علاوہ اِس کے میر جملہ کے دلي میں دفعۃً موجود ھونے سے زیادہ استحکام اون کو حاصل ھوا جو صوبہ بہار سے خفیہ خفیہ کوچ کرکے دلي میں آپہونچا تھا اور عذر اپنے آنیکا یہہ کیا تھا کہ فوج کي بغاوت سے دلي کو بھاگنے پر مجبور ھوا بادشاہ نے اچھي طرح بات اوس کي نسني اور کمال افسرد گي سے آؤ بھگت اوسکي کي اور اوس نے بظاھر دامن وزیر کا پکڑا اور یہہ عرض کیا کہ بادشاھي ملازمت سے طبیعت تھنڈي ھوگئي مگر ایسي بغاوت کي باتوں سے

§ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۱۴۳

وزیر کو تسلی نہوتی اور ایک طرح کا کھٹکا لگا رہا چنانچہ اوسنی اپنے رفیقوں اور بھائی بندوں کو اکٹھا کر کے بری سے بری صورت کا سامان آمادہ کیا جو سامنی آنے والی تھی اگرچہ وہ ارادہ جسکی بدولت بادشاہ متہم ہوا اوسکی حقیقت میں تھانا بہانا تھا مگر اوس کے پورے کرنیکی تاب و جسارت نرکھتا تھا چنانچہ وزیر کے ٹھاٹ سامان دیکھکر سہم گیا اور ٹھنڈا کرنے کی فکریں سوچیں اور بڑی خواهش سے یہہ ظاهر کیا کہ انتظام حال میں تبدیل تغیر منظور نہیں اور میر جملہ کو ملتان اسکے اصلی وطن کی جانب روانہ کیا مگر یہہ آشتی ظاهر ہی ظاهر کی تھی یہاں تک کہ وزیر اِس بات کو خوب سمجھا تھا کہ وہ بیمش بابی باپ سے خالی نہیں اگرچہ تھوڑے دنوں کے لیئے اوبال اُسکے دب دبا گئے تھے مگر بادشاہ نے دوبارہ سازشیں شروع کیں اور اُن سازشوں کو ویسی بے سلیقگی سے اختیار کیا اور ویسی ہی نامردی سے چھوڑا جیسیکہ پہلے چھوڑا تھا بعد اُس کے یہہ تدبیر اُس نے نکالی کہ ایسے بڑے سرداروں کو باهم متفق کیا جاوے جو وزیر کی صورت و سیرت سے ناراض ہیں چنانچہ منجملہ اُنکے جیپور والا جے سنگھہ بھی تھا اس سردار کو جاٹوں کے مقابلہ پر پہلے بھیجا تھا اور اُس نے مدت کی لڑائی کے بعد اُنکو بری حالت پر پہونچایا تھا کہ اسی اثنا میں جاٹوں کے ایلچی کے ذریعہ سے وزیر نے خط کتابت جاری کی اور ایسے طریقہ سے آشتی کو قایم کیا جس سے جے سنگھہ کی بات کو بٹا لگے چہں قلیچ خاں جو دکن کی نیابت سے مرادآباد کی چھوٹی حکومت پر بھیجا گیا تھا اپنی مضرت کے انتقام پر آمادہ تھا چنانچہ اُس کو بھی دلی میں بلایا اور بہار کا حاکم سربلند خاں شریک اُسکا ہوا علاوہ اُس کے بادشاہ کا خسر اجیت سنگھہ بھی بلایا گیا مگر وہ شریک اُس کا نہوا اِس لیئے کہ انصرام اُس مہم کا بودے لوگوں سے متعلق تھا چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد اوس کے فریق غالب کا علانیہ مددگار معاون ہوگیا مگر بقول اوسکے کہ مدعی سست گواہ

چست باقي سازش کرنے والے بہت سرگرم و آمادہ تھے یہاں تک کہ اب یہہ تجویز ٹھہري کہ ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر جسمیں وہ فوج جو بادشاہ کي خیرخواہي پر مرتب اور عبداللہ خاں کے محافظ پہروں سے بڑھتي ہووے اکھٹي کي جاوے اور اوس کے ہاتھوں سے عبداللہ خاں کا قصہ پاک کیا جاوے مگر اِس زمانہ میں بادشاہ کا نیا رفیق ایک کشمیري اوچھے خاندان اور برے طوروں کا کشمیري تھا جس کو رکن الدولہ کا خطاب عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ اس کے سمجھانے بوجھانے سے جو بادشاہ کي بزدلي سے راس آیا مجوزہ سازش کو ملتوي کیا اور وزیر اعظم کے عہدہ کا اقرار اوس سے کرکے خاص اوس ضلع کو جسپر چین قلیچ خاں حاکم تھا خفیہ جاگیر کے طریقہ پر عنایت فرمایا یہانتک کہ بادشاہ کے رفیق جو اوسکے اتفاق و سازش میں شریک و شامل تھے کشمیري کي ترجیح و تفضیل سے سخت ناراض ہوئے اور یہہ یقین کیا کہ بادشاہ کي دوں ہمتي اور بے استقلالي اُن تدبیروں کے حق میں نہایت مضر ہوگي جن میں وہ شریک و شامل ہوگا چنانچہ بلا تاخیر اونہوں نے وزیر سے آشتي کي مگر راجہ جے سنگھہ ان باتوں سے مستثنی رہا عبداللہ خاں نے پہلي صورتوں سے خوف کھاکر اپنے بھائي کو دکن سے بلایا چنانچہ حسین علي خاں اوس کا بھائي جس نے حزم و احتیاط کي ضرورت سے بادشاہي اُمرائوں کو حکومت سے خارج کرکے بھاري فوج کو جان نثار اپنا بنا رکھا تھا بڑے پورے کوچ کرنے کے ارادہ پر پندرھویں † محرم سنہ ۱۱۳۱ مطابق دسمبر سنہ ۱۷۱۸ع کو روانہ ہوا راجہ جے سنگھہ نے بادشاہ کو اِس بات پر بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا عرصہ باقي رہ گیا اگر کوئي

---

† حسین علي خاں کے خاندیس سے چلنے کي یہہ تاریخ مذکور ہی جو خافي خاں نے بیان کي اور گرینٹ ڈف صاحب نے اس تاریخ کو مستحکم کیا مگر سیرالمتاخرین کے ترجمہ برگز صاحب جلد ایک صفحہ ۱۶۴ میں سنہ ۱۷۱۹ع مطابق سنہ ۱۱۳۲ ہجري لکھی ہیں اور اس کتاب کے بہت سے پچھلے سالوں کي تاریخیں بھي اور مورخوں کے بیان سے مخالف ہیں *

معقول تدبیرین اوسے تو فورت پورت عمل مین لاوے اور هرگز کاهلي نه برتے مگر وه بادشاه ایسا بودا تها که راجه کي ترغیب و تحریص سے ایسي شجاعت پربهي آماده نهوا جو بقول اُسکے که مرتا کیا نهین کرتا مایوسي کے وقت اوبل کر زور شور اپنا دکهاتي هی غرض که حسین علي خان دلي مین داخل هوا اور پهلے پهل یهه درخواست اُس نے گذراني که راجه جے سنگهه اپني قلمرو کو روانه کیا جاوے بادشاه اپنے دشمنون کے ترس کهانے پر موقوف و منحصر رها اور بڑي ذلت سے اطاعت پر مایل هوا اگرچه حسین علي خان شهر کے باهر فوج لیئے پڑا رها مگر عبدالله خان کے پهرون کو شهر مین آنے جانے کي اجازت حاصل هوئي اور اب یهه نوبت پهونچي که شهر کے کرایه دار یعني بادشاه غفلت شعار کي کهوٹي قسمت کا تصفیه دونون بهائیون کي صلاح و مرضي پر موقوف رها مگر باوصف اس کے بعض بعض امیر بادشاه کے خیر خواه اپنے ملازمون اور رفیقون کو همراه اپنے لیکر بادشاه کي امداد و اعانت کي غرض سے آئے اور اسي عرصه مین شهر کے لوگون نے اُن مرهٹون کے قتل کا اراده کیا جو حسین علي خان کے ساتهه آئے تهے چنانچه سارے بستي والے لاٹهي بونگے اور ڈهال تلوار سے موجود هوئے اور اس هنگامه کي پریشاني سے حسین علي خان شهر مین داخل هوا اور تهوڑے سے مقابله کے بعد شهر پر قبضه کیا بعد اُس کے بادشاه کو زنده چهوڑنا اپني سلامتي کے لحاظ سے مناسب نه سمجها اور اُس بدبخت بادشاه کو جو حقیقت مین بادشاه کا سایه تها محل سرا سے پکڑ کر لائے جہان جان اپني بچانے بیٹها تها اور ماه فروري سنه ۱۷۱۹ع مطابق ربیع‌الثاني سنه ۱۱۳۱ هجري مین خفیه خفیه اُسکو گردن مارا *

عالمگیر کي مذهبي تدبیرین اسي سلطنت مین کسقدر پهلي پهولین یعني عنایت الله خان عالمگیر کے میر منشي اور اس بادشاه کے دفتر محاصل کے افسر اعلی نے محصول جزیه کا وصول کرنا ایسي سختي سے چاها جیسا که اُس کے پهلے ولینعمت یعني اورنگ زیب کے عهد دولت

میں وصول کیا جاتا تھا مگر لوگوں کے شور و فساد اور نزاع و پرخاش کے باعث سے بہت جلد اُس تندي تیزي سے باز رہا یہاں تک کہ اگلی بادشاہت میں بحسب ضابطہ یک قلم موقوف کیا گیا *

عین دارالسلطنت میں سني شیعي اور احمدآباد میں ہندو مسلمان آپسمیں لڑنے جھگڑنے لگے ہندو مسلمانوں کا فساد اُن کے فساد سے بہت زیادہ برپا ہوا یہاں تک کہ بہت لوگ آپس میں مارے گئے اور اچنبھا یہہ ہی کہ احمدآباد کے مسلمان حاکم یعنے داؤد خاں پني نے ہندوؤں کا ساتھہ دیا *

جب کہ فرخ سیر سے تخت خالي رہا تو سیدوں نے بادشاہي کي نسل ایک کبر و جوان کو رفیع‌الدرجات کے خطاب سے ماہ فروري سنہ ۱۷۱۹ مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۱۳۱ میں تخت نشین کیا مگر یہہ جوان سل کي بیماري سے تین مہینے کے بعد مرگیا اور بعد اُس کے ایک اور جوان کو جو وہ بھي بادشاہي نسل کا تھا رفیع‌الدولہ کے خطاب سے مئي سنہ الیہ مطابق رجب سنہ الیہ کو تخت پر بٹھلایا مگر اُس کي عمر نے بھي وفا نکي چنانچہ وہ بھي تین مہینے سے کم عرصہ میں جہان فاني سے گذرا *

ان شہزادوں نے محلوں میں پرورش پائي تھي اور اُنکو تخت نشیني کا سان و گمان بھي نہ تھا اور بچوں کي خو بو کے علاوہ عورتوں کي بو باس اُنکي طبیعتوں میں بیٹھہ گئي تھي اگرچہ اُنکے مرنے سے سیدوں کو تھوڑا بہت تردد لاحق ہوا مگر بعد اُسکے ایک نہایت قوي آدمي کو جانشین اُنکا کیا یہہ جوان آدمي روشن اختر تھا جس کا حال اپني پہلي حالت میں عام لوگوں کي حالت سے بہتر نہ تھا یعنے وجود اُس کا کسي کمال کے زیور سے آراستہ پیراستہ نہ تھا مگر اُسکي ما نہایت لایق فایق عورت تھي اور غالب یہہ ہی کہ وہي نیکبخت اپنے بیٹے کي خوے و خصلت کے درست کرنے میں بھي مددگار اُسیطرح سے ہوئي جیسیکہ آیندہ کام کاج اُس کا اُسي کے دخل و تصرف سے جاري رہا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ ع مطابق ذي قعدہ سنہ

۱۱۳۱ هجري میں یہہ شہزادہ محمد شاہ کے خطاب سے تخت پر بیٹھا * †

# دوسرا باب

## نادر شاہ کے واپس جانے تک کے بیان میں

### محمد شاہ کي سلطنت کا بیان

باوجود اِس کے کہ فرخ سیر کي خو بو اچھي نہ تھي اور بادشاہونکا قتل ایشیا میں اچنبھہ کي بات نہیں مگر اُس کے مارے جانے سے ایک عام ہیبت پیدا ہوئي اور اُس کے جانشینوں کے بیوقت مرنے سے شک شبہہ پیدا ہوا نام کے بادشاہوں کي اکثر تبدیل و تغیر سے اُس محرکہ قوت پر لوگوں کي توجہہ مائل ہوئي جسکا چھپانا اُن نام کے بادشاہونکے پردہ سے منظور تھا *

سیدوں کي حکومت لوگوں کے دلوں میں متزلزل ہوگئي تھي اور اُنکي باهمي نا چاقیوں اور بڑے بڑے رفیقوں کي ناراضمندي سے بڑي مضرت کو پہونچي تھي اور ملکي انتظاموں کي خرابي سے ضعف حکومت کي علامتیں ظاہر باہر ہونے لگي تھیں *

الہاباد کے ہندو حاکم نے بغاوت برپا کي اور حسین علي خاں اُسکے مقابلہ پر خود گیا مگر اُس نے الہاباد کو صرف اِس شرط پر حوالہ کیا کہ اُس کے عوض میں اودہ کا صوبہ عنایت کیا جاوے اور بوندي کي خراج گذار ریاست میں چند فسادوں کے واقع ہونے سے بڑي فوج کي ضرورت پڑي اور کوسر واقع جنوب پنجاب کے رئیس پٹھان نے بغاوت کا ہنگامہ برپا کیا اور بادشاهي فوج کو شکست فاحش دي اور بڑي جد و جہد

† محمد شاہ کي تخت نشیني پر یہہ بات تجویز کي گئي کہ دو پہلے بادشاہوں کے نام جن کے بعد وہ تخت نشین ہوا بادشاہوں کي فہرست سے خارج کیئے جاویں اور اُس کي سلطنت فرخ سیر کي وفات سے سمجھي جاوے — سیر المتاخرین جلد ایک صفحہ ۱۹۷ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۴۵۰

تے مغلوب هوا علاوہ اُس کے کشمیر میں بهي هندو مسلمان آپسمیں لڑے جهگڑے اور وہ کوششیں جو امن امان کے سلامت رهنے میں حکومت کي جانب سے عمل میں آئیں محض بیکار گئیں اور کوئي ثمرہ اُن پر مترتب نہوا یہاں تک کہ فریقین کے بہت سے آدمي مارے گئے اور بہت سا مال اسباب ضایع هوا *

اسي زمانہ میں چین قلیچ خاں کے کرتکوں سے بڑا شور و غوغا برپا هوا یہہ سردار جس کو هم ابهي سے آصف جاہ کے خطاب سے پکارینگے جو بعد اُس کے اسي خطاب سے پکارا گیا اور سارے یورپ والے دکهني نظام شاهي کے نام سے اُس کي آل و اولاد سے بخوبي واقف هیں معزز ترکي نژاد اور بڑا خانداني اور اُس غازي‌الدین خاں کا فرزند ارجمند تها جو اورنگ زیب کے سرداروں میں گنتي کا سردار تها اور خود اُس لے بهي اُسکے عہد دولت میں آپ کو معزز و ممتاز کیا تها چین قلیچ خاں نے اسي زمانہ میں جب کہ عزیز ذلیل اور امیر فقیر هوتے جاتے تهے جهاندار شاہ کي معشوقہ اور اُس کے رشتہ داروں کا مقابلہ کیا اور اُن کے مقابلہ سے قدر و اقتدار اپنا قایم رکها اور همسري اپني جتائي † اور جیسیکہ بہہ بالا بیان هوچکا کہ یہہ سردار اپني آیندہ شایستہ خدمتوں کے وسیلہ سے دکن کي نیابت پر سرفراز هوا تها فرخ سیر کے فریق موافق سے اِس لیئے کنارہ کش هوا تها کہ وہ اپنے وزیراعظم هونے سے سخت مایوس تها اور باوجود اس کے جب نئے رفیق اُس کے یعنے سلطنت

---

† آصف جاہ کي سواري اور ایک ایسي عورت کي سواري جو جهاندار شاہ کي معشوقہ سے نہایت ربط و ضبط رکهتي تهي اور جهاندار شاہ اپني معشوقہ کي خاطر سے اُس کي خاطر داري بهي کرتا تها بسبب اتفاق ایک تنگ گلي میں مقابل هوگئیں عورت کے همراهیوں نے آصف جاہ کا پایہ نہ پہچانا اور بیگانگي حمایت پر بري طرح سے اُس کي سواري کو روکا آصف جاہ نے اپنے همراهیوں کو حکم دیا کہ زور کا مقابلہ زور سے کرنا چاهیئے غرض کہ آصف جاہ کے سپاهیوں نے بادشاہ کے دوست کي سواري کو مار کر یہاں تک بهگایا کہ وہ عورت هاتهي کو چهوڑ کر قلعہ مبارک میں پاپیادہ بهاگي اور پیچهے پهر کر نہ دیکها *

كي طرف مقابل كامياب هوئے تو دكن كي نيابت سلطنت سے محروم رها
اور صرف مالوه كي حكومت پر متعين كيا گيا *

مالوه كے شور فسادوں كي ضرورت سے فوج كے بڑهانے كا حيله اُس كو
هاتهه آيا اور سيدوں كے حق ميں ايسا بهيهت ناك هوگيا كه اُنهوں نے
اوس كے مقتل كرنيكا ايك بوڈها سا اراده كيا چنانچه اوسكو كهلا بهيجا
كه مالوه كي حكومت كے سوا اور چار حكومتوں ميں سے جس حكومت
كو چاهے پسند كرے آصف جاه نے يهه سوچ سمجهكر كه اب حيله سازيكا
وقت باقي نهيں رها اور خود دارالسلطنت ميں مستقل دخل بٹهانا
نهايت دشوار هے اپنے زور و قوت كي بنيادوں كو مضبوط و مستحكم كرنا
چاها اور دكن كي فتح و كشايش پر التفات اپنا مايل كيا جهاں مسلمان
اور مرهٹوں دونوں طرفوں ميں بهوت سے پرانے علاقے ركهتا تها *

غرض كه آصف جاه باغي هوا اور ماه اپريل سنه ۱۷۲۰ع مطابق
جمادي الثاني سنه ۱۱۳۲ هجري كو نربده كي جانب كو چلا اور جوڑتوڑ
اور لين دين كے وسيله سے اسير گڈه پر قبضه كيا اور اس صوبه
كے بهوت سے سرداروں كو رفيق اپنا بنايا آصف جاه كي گوشمالي
كے لئے ايك فوج خاص هندوستاني سے سيد دلاور خاں بارهه كے
زير حكومت روانه كي گئي اور علاوه اُس كي آصف جاه كے انتظار ميں
بمقام اورنگ آباد ايك فوج بيٹهي تهي جو عالم علي خاں غاصبان سلطنت
كے بهتيجے كے زير حكومت تهي آصف جاه نے دلاور خاں كي تند مزاجي
اور درشت خوئي سے فائده اُٹهانا چاها چنانچه اُس نے پہلے اس سے كه
عالم علي خاں رفيق اُس كا تائيد اُس كو پهونچاوے لڑائي ميں اُس كو
گهسيٹا اور ماه جون سنه ۱۷۲۰ع كو برهان پور كے پاس ايك لڑائي ڈالي
جسميں خود دلاور خاں مارا گيا اور فوج اُس كي تباه هوئي بعد اُسكے
عالم علي خاں پر پهلا اور اُس كي فوج كے چند سرداروں كو ملايا مگر
فوج اُس كي باوصف اس كے كه ان سرداروں كے چلے جانے سے تهوڑي

بہت کم زور ہوگئی تھي نہایت زبردست اور قوي تھي غرض کہ بالا پور صوبہ برار میں لڑائي ہوي اور فریقین کي جانب سے بڑے بڑے گروہ مرهٹوں کے بھي لڑنے مرنے میں مصروف ہوئے چنانچہ ماہ جولائي سنہ الیہ کو اختتام اُس لڑائي کا عالم علي خاں کي شکست و وفات پر ہوا *

واقعات مذکورہ کے وقوع سے سیدوں کے ہاتھہ پانو پھول گئے اور رنگ اُن کے فق ہوگئے اگرچہ بادشاہ اور اکثر امیر اُن واقعوں کے وقوع کے دنوں میں فرحاں و شاداں تھے مگر سوچ بچار کے لوگ اور سمجھہ بوجھہ کے آدمي بادشاہت کي بربادي پر پے لیگئے اور پوشیں گوئیوں نے اُن کے دلوں پر عبور کیا اور بہت برے وہم و خیال ایک اعتقاد باطل کي وجہہ سے اس طرح دو چند ہو گئے کہ حسب اتفاق ایک کڑا بھونچال اِسي وقت میں واقع ہوا اور سلطنت کي ہل چل اُس سے سمجھي گئي اور ایسي دل گھٹانے والي صورتوں میں عبدالله خاں اور حسین علیخاں دونوں بھائیوں سے نامردي اور بے همتي کي ایسي علامتیں ظاهر هوئیں جو بڑي بڑي آفتوں کے وقوع سے پہلے پیدا هوتي هیں *

محمد شاہ نے اپني ماں کے سکھانے پڑھانے سے سیدوں کا مقابلہ نہ کیا تھا اور نہایت حزم اور احتیاط اُس معاملہ میں برتتا تھا اور بڑے صبر اور تحمل سے ایسي صورتوں کا منتظر تھا جو اُس کے استحقاق حکومت کي ممدو معاون اور دعوي سلطنت کے موافق و مناسب هوویں اور نہایت خفیہ خفیہ طوروں سے ایسي باتوں کے سوچ بچار کرتا تھا جن کے ذریعہ سے بہت جلد اُس کو آزادي حاصل هووے اور اس بڑے خوفناک ارادہ میں صلاح کار اُس کا وہ محمد امین خاں تھا جس نے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اُس کو زبان کاکچا اور خاص اپنے معاملہ میں پیٹ کا هلکا پایا تھا اگرچہ سیدوں کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے کمال متنفر تھا مگر کام نا کام اُن سے زمانہ سازي کي رو سے

موافقت پیدا کی تھی محمد شاہ سے ترکی زبان میں بات چیت کرتا تھا اور اوس کے ذریعہ سے جس کو هندوستانی سید نہ جانتے تھے بادشاہ کے ارادوں اور تجویزوں کو دریافت کرتا تھا اگرچہ سیدوں کے رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے مگر بات چیت ان کی چلی جاتی تھی اور جب کہ اون کے آپسمیں کنائے اشارے هونے لگے تو آسکی بدولت خفیہ خط کتابت کا رستہ کھلا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک گروہ قایم هوگیا جس میں سعادت خاں کو دوسرا درجہ حاصل تھا اور سعادت خاں کی اصل و حقیقت یہہ هی کہ وہ خراسان کا ایک سوداگر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا هو گیا تھا کہ ایک فوج کی حکومت اوس کو سپرد هوئی تھی اور یہی سعادت خاں اودہ کے بادشاهان حال کا مورث اعلی هی اگرچہ یہہ سازش هزار پردوں میں کی گئی مگر سیدوں کے دلوں پر ایسے بُرے خیال گذرنے لگے چنانچہ یہہ بھی تصور کیا کہ آصف جاہ کی لڑائی کے زمانہ میں جو بلاشبہہ هونے والی هی بادشاہ کو قبض و قابو میں رکھنا کمال دشواری سے خالی نہوگا اور آخرکار یہہ بات قرار پائی کہ حسین علی خاں بادشاہ اور بعض مشتبہہ امیروں سمیت دکن کو روانہ هووے اور عبداللہ خاں دلی میں موجود رہے اور بادشاہی مختار و مخازن کی نگرانی رکھے *

دونوں بھائی بہت سی سوچ بچار کے بعد آگرہ سے روانہ هوئے چنانچہ حسین علی خاں نے دکن کو اور عبداللہ خاں نے دلی کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنیوالوں نے دونوں کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد کے پورے هونیکا موقع هاتھ آیا چنانچہ حسین علی خاں کا قتل تجویز هوا اور میر حیدر ترکی کو جو قوم کالمک کا ترکی اور اپنے ملک میں کسیقدر معزز و ممتاز اور بڑے بڑے کاموں کا دعوی تھا اوس کے قتل پر متعین کیا غرض کہ یہہ وحشی ترکی اپنی قربانی کا منتظر بیٹھا تھا کہ حسین علی خاں پالکی میں سوار آ گیا اِس ترکی نے ایک عرضی

پیش کرکے حسین علي خاں کو اپني جانب مائل کیا حسین علیخاں نے اپنے همراهیوں کو اشاره کیا که اُس کے قریب آنے کي مزاحمت نکریں جوں هي که حسین علي خاں اوس عرضي کو پڑهنے لگا تو اوس نے کٹار اپنا نکال کر اوس کے پیٹ میں گهنگول دیا اور یهه هاتهه اوس کا ایسا پڑا که حسین علي خاں پالکي کي دوسري کهڑکي سے لٹک گیا اور میر حیدر کو اوس کے همراهیوں نے پاش پاش کیا یهه واقعه ماه اکتوبر سنه الیه مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۳۲ هجري کو وقوع میں آیا *

اِس قوي وزیر کے مرنے سے ساري فوج میں هل چل پڑي اور اوسکے رشته داروں اور رفیقوں میں جو مانند اوس کي تمام سادات عظام تهے اور سازش کرنیوالوں اور اون کے شریکوں میں بڑا جهگڑا قایم هوا مگر سازش کرنیوالوں سے بهت لوگ ایسے آملے تهے جو بادشاه کي سلامتي کے خواهاں تهے بعد اوس کے بڑي دشواري سے محمد شاه کو اسپر آماده کیا که وه اپنے خیر خواهوں کي سرداري اختیار کرکے کهلم کهلا جنگ آرائي کرے چنانچه خصوص اوس کے ظاهر هونے سے اوس جهگڑے کا تصفیه ایسے هوا که سیدوں کا گروه میدان سے بهگایا گیا اور بهت سے سیدوں نے فوج کے اوس حصے سمیت جو کسي فریق کا مدد و معاون نهوا تها بادشاه کي اطاعت اختیار کي *

عبدالله خاں اب تک دلي میں پهونچا نتها که بهائي کي سناوني پهونچي اور جیسیکه یهه بري خبر رنج آمیز تهي ویسے هي اُسکے نتیجے بهي هول انگیز تهے اگرچه عبدالله خاں کو اب اپنے بادشاه سے مقابله درپیش تها مگر کوئي استحقاق اور کسي طرح کا عام پسند حیله نه رکهتا تها اور اپنے خطرناک حال پر اُن فسادوں کے باعث سے پے لے گیا جو گردنواح کے ملکوں میں تربت بهرت واقع هو رهے تهے مگر جس قدر اُس کا اندیشه بڑهتا گیا اُسي قدر عقل و همت اُس کي بڑهتي گئي چنانچه اُس نے منجمله اُن بادشاه زادوں کے جو دلي میں مقید تهے ایک شاهزاده کو

بادشاہ بنایا اور اُس کے نام کی منادی کرائی اور اُس کی طرف سے لوگوں کو مراتب عنایت کیئے اور فوج اور افسران فوج کی خدمتوں کو اپنے لیئے حاصل کیا اور ایسے ایسے ذریعوں سے اپنی قوت کے بہم پہنچانے میں اپنے زور و قوت سے مصروف ہوا *

اگرچہ بہت تھوڑے مرتبہ والے شریک اسکے ہوئے مگر بڑی تنخواہ کی ترغیب و تحریص سے بہت سی فوج اُس نے اکھٹی کی گو قاعدہ دان اور شایستہ نہ تھی بعد اُس کے اپنے بھائی کے مرنے سے زیادہ دو ہفتوں کے گذرنے پر فوج اپنی لیکر آگرہ کی جانب روانہ ہوا جاٹوں کا راجہ چورامن راہ میں آکر اُس سے ملا اور شریک اُس کا ہوا اور بہت سے لوٹے ہوئے سید بھی اُس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد اُس کو چھوڑ کر بھاگے تھے اور محمد شاہ کو آن چار ہزار سواروں کے پہونچنے سے تازی مدد پہونچی جنکو جے سنگھہ راجہ نے اُس کی امداد و اعانت کے لیئے شتابی میں روانہ کیا تھا اور روھیلہ پٹھانوں کے بعض بعض سردار بھی شریک اُس کے ہوئے غرض که دونوں فوجوں کا مقابلہ دلی آگرہ کے درمیان میں واقع ہوا عبداللہ خاں نے ماہ نومبر سنہ ۱۷۲۰ مطابق محرم سنہ ۱۱۳۳ ہجری میں شکست کھائی اور بادشاہی لوگوں کے هاتھوں پکڑا گیا اور غالب یہہ ہی که آل رسول ہونے کے باعث سے جان اُس کی بخشی گئی بعد اُس کے بادشاہ دلی کو روانہ ہوا اور ماہ نومبر یا دسمبر سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے دلی کو رونق بخشی اور انعام اکرام اور مراتب مناصب کے بخشنے سے اپنی آزادی کی دھوم دھام مچائی محمد امین خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا مگر محمد امین خاں نے وزارت کا کام اب تک نہ کیا تھا که وہ بیمار ہوگیا اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۲۱ مطابق ربیع الاول سنہ ۱۱۳۳ کو بقضاے الہی ناکام مرگیا *

اکثر صورتوں میں وزیر اعظم کے یکایک مرجانے سے زہر دینے کا شبہہ کیا گیا ہی مگر اس صورت میں اُس کی تشریح و توضیح کا طریق اُس

شوق سے زیادہ تر مناسب ہی جو لوگوں کو عجیب غریب باتوں کا ہوتا
ہی بیان اُس کا یہہ ہی کہ کئی برس پہلے ایک آدمی بڑا فریبی
متنفی دلی میں آیا تھا اور ایک نئی مذہبی کتاب اپنی ایجادی
زبان کی تمام شہر میں مشتہر کی تھی اور وہ زبان اُس زبان سے اُس نے
لی تھی جو ایران کی پرانی بولی تھی غرض کہ ایک گروہ اُس نے قایم
کیا جس میں اوستاد کوبنوکس اور شاگرد کو فرابود کہتے تھے محمد شاہ
کے عہد دولت میں اس فرقہ نے ایسی قوت پکڑی تھی کہ محمد امین
خاں نے اُس کی گرفتاری کے لیئے کچھہ سپاہی روانہ کیئے تھے وہ شخص
اب تک گرفتار ہونے نپایا تھا کہ محمد امین خاں سخت بیمار ہوا اور اُسکے
خاندان والوں نے بہت گھبراہٹ سے اُس مقدس آدمی کی بڑی منت
سماجت کی اور اُسکے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنا چاہا اُسنے اپنی کرامت
کا علانیہ اقرار کیا مگر یہہ صاف کہا کہ میرے تیر کا خاصہ ہی کہ وہ چھوٹنے
کے بعد لوٹایا نہیں جاتا غرض کہ محمد امین خاں مرگیا اور اُس
بھلے آدمی کو بلا اذیت چھوڑا یہاں تک کہ کئی برس زندہ رہا *

بعد اس کے چند روز کے لیئے اور وزیر مقرر کیا گیا اور آخر کار آصف
جاہ کے لیئے قلمدان وزارت کا امانت رکھا گیا *

اِس زمانہ میں زوال سلطنت کی کوئی نہ کوئی علامت ظاہر
ہوتی جاتی تھی چنانچہ گجرات کی حکومت راجہ اجیت سنگھہ کو
بجلدوے اُس رفاقت کے عنایت ہوئی تھی جو کسی وقت میں سیدوں
کے ساتھہ اُس نے کی تھی اور خود محمد شاہ نے اجمیر کی حکومت
کا وعدہ اِس شرط پر کیا تھا کہ جب بادشاہ اور سیدوں میں لڑائی کا
ہنگامہ برپا ہووے تو کسی طرف کی طرفداری نکرے اور اگر کسی کی
اعانت پر کمر باندھی تو بادشاہ کی اعانت کرے غرضکہ یہہ دونوں
حکومتیں راجہ کے مدت حیات تک بحسب ضابطہ سرکاری عنایت
ہوئی تھیں مگر بادشاہ کو بات کا پاس نہوا اور اجیت سنگھہ کو گجرات

سے خارج کیا اگرچہ راجپوت اُس کے نایب نے زور و قوت کے ذریعہ سے قبض و تصرف کا قایم رکھنا چاہا مگر گجرات کے مسلمانوں نے اُسکو مارکر نکالا اور وہ بمقام جودھپور اپنے آقاے نامدار کی خدمت میں چلا آیا بعد اُس کے اجیت سنگھہ نے راجپوتوں کی فوج اپنے همراہ لیکر اجمیر پر قبضہ کیا اور نارنول کو بلا تکلف لوٹ کر قابض و متصرف ہوا اور رنیوں سمیت ریواڑي تک چلا آیا جو خاص دارالسلطنت سے پچاس میل پر واقع هی اور اُس کی روک تھام اور لاگ ڈانٹ میں اُن سپہ سالاروں کے باهمي نزاعوں سے جو اُس کے مقابلہ پر بهیجے گئے تھے اور نیز اُنکي نا رضامندي سے جو کام کے نکرنے میں ظاهر ہوئي تھي سارے عزم و ارادے بے فائدہ گئے اور جب کہ آخر کار امیرالامرا یعني سپہ سالار اعظم شہر کي محافظت کو شہر سے باهر نکلا تو اُس نے رضا و رغبت سے اُن شرطوں کو قبول کیا جو خود راجہ اجیت سنگھہ نے پیش کي تھیں یعني اگر اجمیر کا قبض و تصرف مستحکم کیا جاویگا تو گجرات کا نقصان منظور و مقبول هی †

تھوڑي مدت بعد آصف جاہ دلي میں آیا اور جنوري ۱۷۲۲ ع مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۱۳۴ هجري کو وزارت کے عہدہ پر امتیاز اُسنے پایا اگرچہ تھوڑے دنوں پہلے اُس کو اپنے تقرر سے آگاهي ہوگئي تھي مگر اُس نے بہہ مناسب سمجھا تھا کہ دارالسلطنت میں حکومت کرنے کي نسبت دکن کي خود مختاري اهم و اعظم هی علاوہ اُس کے خود مرهٹوں سے بہت سے معاملوں کا جھگڑا قایم تھا جنکي حکومت بقاعدہ جمني جاتي تھي اور دکن کے معاملوں کے کامل تصفیہ کے بدون آنا اُسکا متصور نتھا آصف جاہ نے دربار کي حالت کو بہت سقیم پایا اور بادشاہ کو عیش و نشاط کا مبتلا دیکھا علاج کار اُس کے اُسي طریقہ کے جوان جوان آدمي تھے اور اُسکي معشوقہ ایسي حاوي ہوگئي تھي کہ بادشاہ

† ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان اور سیرالمتاخرین

کي ذاتي مهر اُسيکي کے قبضہ میں رهتي تهي اور اپني مرضي کے موافق استعمال اُسکا کرتي تهي چنانچہ آصف جاہ آکر پچهتایا جس نے عالمگیر کي آنکهیں دیکهي تهیں اور باوصف اِسکے کہ جوڑ توڑ اور مکر و حیلہ کا دهني تها انتظام سلطنت کے لیئے بهي نہایت لایق فایق تها اور اُسکو منظور بهي یهي تها مگر زور و قوت سے حکومت کے دبانیکي جرأت و همت نرکهتا تها اور بادشاہ کے اعتماد حاصل کرنیکے لیئے کوئي چال اُس نے اِسلیئے نچلي تهي کہ بقول اُس کے کہ * روح را صحبت نا جنس عذابیست الیم * خود بادشاہ هي اُس کے شایستہ چال چلن سے تنگ آگیا تها اور اِس لیئے کہ وہ کار و بار سلطنت پر بادشاہ کي توجہ چاهتا تها نہایت لاچار هوگیا تها اور بادشاہ کي یہہ صورت تهي کہ اِس کے سواے کوئي بات اُس کو بهاتي نہ تهي کہ اُس کي صحبت کے آوارہ هم نوالہ و هم پیالہ آصف جاہ کے قدیمي لباس اور اُس کے درباري آداب قاعدوں کي نقلیں کرکے ٹهٹہے لگائیں اور بادشاہ اونکو دیکها کرے *

بادشاہ اور اوس کے رفیقوں نے کیئي مهینے کي کشاکشي کے بعد ایسا تصور کیا کہ همني آصف‌جاہ سے مخالف صلاح کار سے چهوٹنیکي راہ نکالي اگرچہ حیدر قلي حاکم گجرات اوس انقلاب کے بڑے معزز شریکوں میں داخل تها جس انقلاب کي بدولت بادشاہ کي سلطنت قایم هوئي تهي مگر اب مستقل مزاج اور بهاري بهرکم هونے کے باعث سے اخراج آصف‌جاہ سے سخت ناراض تها اور اون کي تدبیر مذکورہ کے نہایت مخالف تها غرض کہ بادشاہ کے رفیقوں نے یہہ سوچا سمجها کہ آصف جاہ اور میر حیدر قلي دونو کو لڑا بهڑا کر دربار کا زیادہ محتاج و متوسل بناویں چنانچہ حیدرقلي کو لکها گیا کہ وہ اپني حکومت کو آصف جاہ کے حوالہ کرے حیدر قلي مضمون حکم سے مطلع هوکر اونکے قیاس کے بموجب اپني دارالحکومت کو چلا گیا اور هتیاروں کے زور قوت سے قبضہ کے قیام و استحکام پر آمادہ هوا مگر بادشاہ کے صلاح کاروں کي

تدبیر اس لیئے یکایک مایوسی پر تمام هوئی که آصف جاہ اون کے متعلق مخالفت نے اپنی سوجهه بوجهه کو اوکهاڑ پچهاڑ میں ایسے معقول طریقے سے برتا که حیدر قلی اوسکے حریف کی ساری فوج اوسکو چهوڑکر چلی آئی اور آصف جاہ کے لشکر میں داخل هوئی آصف جاہ اپنی بڑی حکومت پر گجرات کے زر خیز صوبه کو اضافه کرکے صحیح سلامت دلی میں داخل هوا ⁕

آصف جاہ کی واپسی کے بعد اس معامله کے سواے کوئی بڑا واقعه واقع نہوا که آگرہ کے نائب حاکم کو جاٹوں نے قتل کیا اور جاٹوں کا پرانا دشمن راجه جے سنگهه انتقام و انتظام کی غرض سے آگرہ کا حاکم مقرر کیا گیا † اس لڑائی میں جاٹوں کا پرانا راجه چورا من مرگیا اور راجه جےسنگهه نے اوس کے جانشین بیٹے کے مقابله پر اوس کے بهتیجے کے استحقاق دعوی کی تائید کرکے جاٹوں میں پهوٹ ڈالی اور آخرکار اوسنے چورا من کے بهتیجے کو بایں شرط اوسکی گدی پر بٹهلایا که وہ بادشاہ کو خراج ادا کیا کرے ⁕

آصف جاہ کی واپسی پر بڑی بادشاہ اور اوسکے باهمی نفرت میں کسی قسم کی کوتاهی نهوئی اور غالب یهه هی که بادشاہ کا کلیجا اوسوقت ٹهنڈا هوا هوگا که آصف جاہ نے اپنی بقا و سلامت کے حفظ و حراست کی غرض سے کسی حیله بهانه کی اوٹ آڑ میں دلی سے نکلکر خدمت وزارت سے استعفا گذرانا اور ماہ اکتوبر سنه ۱۷۲۳ مطابق محرم سنه ۱۱۳۶ میں سیدها دکن کو چلا گیا مگر یهه تدبیر اوسکی خود مختاری کا اظهار و ادعا تها یہاں تک که خود بادشاہ نے بڑی بڑی تصور فرمایا اسلیئے که وہ استعفا الطاف و عنایت سے قبول تو کیا اور ایسے ایسے بڑے بڑے خطاب اوسکو

---

† خافی خان اور سکات صاحب کی تاریخ دکن جلد در صفحه ۱۸۷ برگز اور گرینٹ ڈف صاحب بهی سنگهه کی جگهه اجیت سنگهه کو بیان کرتے هیں اور سیرالمتاخرین کے پرانے ترجمه میں اجیت سنگهه کو قرار دیا مگر غالب یهه هی که سب کی سند ایک هی هی

عنایت کیئے جو کسي محکوم و ملازم کو نصیب ہوسکتے تھے مگر باوصف اِسکے بوجہہ مذکور اوسکو اپني سرگرم مخالفت سے بري نکیا چنانچہ مبارزخاں حاکم حیدرآباد کو یہہ لکھا گیا کہ آصف جاہ کو دکن کے قبض و تصرف سے خارج کرے اور آپ اوسکي جگہہ قابض و متصرف ہووے غرض کہ مبارزخاں کار مفوضہ کے اہتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف ہوا اور بادشاہ کے نام اور اپنے رعب داب اور نیز اپنے حریف آصف جاہ کے خاص خاص مخالفوں کے ذریعہ سے فوج کي فراہمي میں کامیابي حاصل کي اور آصف جاہ نے جو بحسب اپنے دستور کے زور قوت سے زیادہ فند و فطرت سے کام اپنا نکالتا تھا کیئي مہینے تک مبارز خاں کو خط و کتابت پر لگائے رکھا اور مبارز خاں کے رفیقونکو توڑنا پھوڑنا شروع کیا اور جب کہ اِس قسم کي دشمني سے تھوڑي سي کامیابي حاصل کي تو آخرکو لڑنے مرنے پر آمادہ ہوا یہاں تک کہ مبارز خاں پر فتح پائي اور مبارزخاں مارا گیا اور اِس لیئے کہ بادشاہ نے علانیہ حکم اِس مہم کا ندیا تھا اگرچہ در پردہ وہي باعث تھا تو آصف جاہ نے بادشاہ کے مکر و فریب پر سبقت لیجانا چاہا اور ماہ اکتوبر سنہ ۱۷۲۴ مطابق محرم سنہ ۱۱۳۷ کو مبارزخاں کا سر مبارکبادي سرکوبي کے طریقے پربڑي دھوم دھام سے بادشاہ کے دربار میں روانہ کیا بعد اُسکے آصف جاہ نے حیدرآباد کو دارالریاست قرار دیا اور مقرر وقتوں میں تحفہ تحایف اور نذریں بھیجتیں بادشاہ کو بھیجتا رہا مگر آیندہ سے ساري باتوں میں خود مختاري کیئے گیا *

اگرچہ آصفجاہ اپنے پہلے بادشاہ محمد شاہ کے قبض و قابو سے دور دراز پڑا تھا مگر اپنے ہمسایہ مرہٹوں سے محفوظ و مامون نہ تھا اور اب حال اُنکا یہہ تھا کہ اُن کي قوت بڑے قابل سرداروں کے ہاتوں میں پہونچکر نہایت مجتمع ہوگئي تھي اور آصف جاہ کي تاب مقاومت سے بہت زیادہ بڑھگئي تھي آصف جاہ اپني فریبي تدبیروں کي حسن

هایسنگی سے ایک مدت تک مصروف اسبات میں رہا کہ مرهٹوں کی قوت کو اپنی طرف سے لوٹا کر دلی والی مخالفوں کی جانب کو متوجهه کرے *

## مرهٹوں کی حکومت کے استقلال کا بیان

اس لیئے کہ مرهٹوں کی حکومت میں بہت عرصہ کے گذرنے پر تهوڑا تهوڑا تغیر واقع هوا تها یہاں اُس کا آغاز تغیر سے لازم سمجها گیا چنانچه تفصیل اُسکی یہہ هی کہ اگرچه مغلوں نے ساهو کو راجه قرار دیا تها مگر آصف جاہ کی تدبیروں کے وقتوں میں یعنی سنه ١٧١٣ سے سنه ١٧١٩ تک جب کہ اُس نے پہلے پہل دکن پر حکومت کی تهی یہی مصلحت سمجهی گئی کہ ساهو کے مخالف سنباجی ثانی کی تائید و اعانت کی جاوے جو ضعیف و کمزور تها غرض کہ اعانت مذکور کے سبب اور علاوہ اُس کے اور سببوں کے زور و قوت سے ساهو کا گروہ دب دیا گیا اور دوبارہ تفضل و فوقیت کے حاصل کرنیکا اُس کو یارا نرها مگر بالاجی بسوا ناتهه اُس کے وزیر کی حسن لیاقت سے بات اُس کی بن گئی اور وهی پہلی بات اُسکو حاصل هوئی *

یہہ بالاجی برهمن پیشواؤں کے خاندان کا بانی هوا اور اصل اُس کی یہہ هی کہ وہ کنکان کے کسی گانو کا موروثی پٹواری تها اور بعد اُس کے جادو خاندان کے کسی سردار کا ملازم هوا اور وهاں سے راجه ساهو کی ملازمت میں پہونچا اور بڑی بڑی خدمت گذاریوں کی بدولت معزز و ممتاز هوا چنانچه سب سے بڑا کام اُس نے یہہ کیا کہ انگریا دریائی ڈاکو بڑے زبر دست سردار کو سنباجی ثانی کی طرف سے توڑکر عین کنکان میں ساهو کا طرف دار بنایا اور آخر کار اُس کی لیاقت و هوشیاری کی بدولت پیشوائی کا عہدہ اُسکو عنایت هوا جو اُس زمانہ میں مرهٹوں کی حکومت کا دوسرا درجه گنا جاتا تها اور پرتهی ندهی یعنی نایب السلطنت پہلا منصب تها *

اسي بالاجي كي بدولت يهه كام بهي هوا تها كه سنه ١٧١٧ ميں كسيقدر ملك اور نقد روپيه دلي كے دربار سے حسين علي خاں كي معرفت مرهٹوں كے ليئے مقرر هوا اور مرهٹوں كي وه فوج جو حسين علي خاں كے ساتهه دلي كو آئي تهي اُس كا مشترك حاكم بهي يهي تها اور اُسي زمانه ميں ساهو راجه نے اُس خطاب و خود مختاري كو جو اُس كے بزرگوں نے حاصل كي تهي هاتهه سے نديكر اسپر قناعت كي تهي كه بادشاهي دربار سے رسم و راه اپني جاري ركهے اور آپ كو مطيع و محكوم اُس دربار كا ٹهراوے اور بظاهر اطاعت كي علامت يهه تهي كه حسين علي خاں كے همراه اُس كي فوج گئي تهي بعد اُسكے حسين علي خاں كے زوال دولت پر بهي كسي قسم كا تغير اُس تعلق ميں پايا نه گيا جو دلي كے دربار سے مرهٹوں كو حاصل تها اور يهي باعث تها كه فرخ سير كي وفات پر بهي بالاجي دلي ميں ٹهرا رها اور سنه ١٧٢٠ ميں پهلے عهد نامه كو محمد شاه كي مهر و حكم سے مضبوط و مستحكم كيا اور جب كه دلي كے دربار سے ساهو راجه كي حكومت مسلم و مقرر هوئي اور علاوه اُس كے اور فائدے بهي اُسكو پهونچے تو وه اپنے مخالف سنباجي ثاني پر غالب هوا اور بالاجي نے اپنے مرنے سے پهلے جو اكتوبر سنه ١٧٢٠ ميں پيش آيا اسبات سے نهايت خوشي اپني جتائي كه اقاے نامدار اُس كا ملكي اور غير ملكي دشمنوں كے دباؤ دهاووں سے مامون و محفوظ هوگيا *

عهد نامه مذكور كے ذريعه سے جو ملك اور روپيه مرهٹوں كو حاصل هوا اُس كے حاصل هونے سے وه طور اُن كے جو اِس زمانه سے پهلے ڈاكو لٹيروں كي طور و طريقه تهے جايز و قانوني اور شايسته بايسته بنگئے اور بالاجي اس طريقه كو جس كے ذريعه سے مرهٹے محاصل كي تحصيل كيا كرتے تهے كسيقدر انتظام سے رواج و رونق دے سكا اگرچه باديالنظر ميں يهه بات عجيب و غريب معلوم هوتي هي كه بجاے ذاتي قبض و تصرف

کے جو بجاے خود مستقل و مستحکم ہوتا ہی مالکان اراضیات سے چوتھہ
اور سردیس مکھی کے حقوق و مرافق کسواسطے ٹھہرائے اور نیز اُن حقوق
کو ایک ضلع اور ایک قسم میں داخل کرنے اور ایسے مقاموں کے ساتھہ اُنکو
لگانے سے جہاں مرہٹوں کو تحصیل محاصل کا حق حاصل تھا مضبوط
و مستحکم کرون لگیا مگر بالاجی نے بہت سوچ بچار کر یہہ سمجھاتھا
کہ ایک جگہہ اور ایک قسم میں شامل کرنے سے حکومت کا استحقاق
محدود و معین ہوجاویگا بالاجی مغلوں اور مرہٹوں کی قوتوں کی
مناسبت سے یہہ سمجھتا تھا کہ سارے متنازع فیہ مقاموں میں جہاں جہاں
مغلوں سے قصہ قضایا پیش آویگا راجہ ہی غالب رہیگا اور وہ اسبات کا
بڑا خواہاں تھا کہ ایک چھوٹے سے خطے میں مرہٹوں کے حقوق محدود
و معین ہوجانیکی نسبت کسی بڑے خطے میں دست اندازی اور کانٹ
تراش کا حیلہ بہانہ ہاتھہ آوے غرض کہ بالاجی نے تدبیر مذکور کی
تائید و ترقی میں اُس مستقل محاصل کی چوتھہ کا دعوی کیا جس
محاصل کو ٹوڈر مل اور ملک عنبر نے قایم کیا تھا اور بالاجی
کے زمانہ میں وہ بہت تھوڑا حاصل ہوتا تھا اگرچہ اُسنے تکمیل اُس
کی پوری پوری تو نکی مگر اُس کے ذریعہ سے مرہٹوں کا دعوے غیر
محدود رہا اور ایسی پراگندہ قاعدوں کے قایم رکھنے سے مغلوں سے معاملہ
کرنے میں صرف فائدہ ہی نہ اُٹھایا بلکہ چوتھہ اور سردیس مکھی
کو مختلف مختلف لوگوں میں راجہ کی طرف سے مقرر کیا بلکہ
اُس کی نئی نئی تقسیمیں اِس غرض سے کرکے کہ بہت سے لوگوں
پر منقسم ہوسکے ہرضلع کے محاصل کو بہت سے مرہٹے سرداروں پر
منقسم کیا جس پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ بسبب عام ذخیرہ کے
لینے خراج و محاصل کے بڑھانے میں تمام سردار آمادہ تھے تو کسی سردار
کے پاس ایسی وسیع اور مسلسل جاگیر موجود نہ تھی کہ اُسکے بھروسہ
پر حکومت سے الگ تھلگ ہوکر خود مختاری اختیار کرے محاصل

کي ایسي بانٹ چونٹ سے سردار مرهٹوں کے معاملوں میں جو پریشاني
اور پیچیدگي داخل هوئي ایک اور نتیجه اُس پر مترتب هوا جو بالاجي
کي طبیعت میں اُسي قدر مرکوز و متمکن تها یعني مسلسل تقسیموں
کے باعث سے سارے سردار مرهٹے اپنے گماشته برهمنوں کے محتاج هوگئے
اسلیئے که مرهٹے سردار ناخوانده تهے اور حساب کتاب اُن کي جاگیروں کا
برهمن گماشتوں سے متعلق تها اور اُس کي بدولت پیشوا کي ذات کے
لوگوں یعني برهمنوں کي قوت کے بڑهنے سے پیشوا کي قوت کو بڑي
تقویت حاصل هوئي اگرچه تقسیم در تقسیم کا انتظام اکثر مقاموں میں
تها مگر عموماً نه تها اِس لیئے که بهت سے سرداروں کے قبض و تصرف
میں پہلے هي سے جاگیریں چلي آتي تهیں اور آینده کو بهي چهوٹي
بڑي جاگیریں خاص خاص لوگوں کو عنایت هوتي رهیں علاوه اُس کے
هر سردار کو اپني فوج کے مقام اعلی کے لیئے ایک دوکانو کي ضرورت
پڑتي تهي اور تمام سردار اسبات کے خواهاں تهے که حکومت کے سرکاري
دعوے اور استحقاق و مطالبے اُن دیهاتوں پر همکو حاصل هو ویں جهاں
هم قدیم سے بستے رستے چلے آتے هیں *

بالاجي کا بیٹا باجي راو اُس کي گدي پر بیٹها جو برهمنوں کے
سارے خاندانوں اور مرهٹوں کي ساري قوم سے باستثناے سیواجي کے
لیاقت و قابلیت میں زیاده تها مگر وُه تمام اختیار اُسکو حاصل نهوئے جو
اُسکے باپ کو حاصل تهے اس لیئے که اُسکا بڑا مخالف پرتهي ندي ابتک
موجود تها اور اُن دونوں کي رائیں باهم مخالف تهیں اور مطالب و اغراض
اُنکے بهي ویسے هي باهم مختلف تهے چنانچه پرتهي ندیکو مرهٹونکي ترقي کا
بڑا کهٹکا تها اور وه بڑے زور و قوت سے چاهتا تها که ساهو کے ملک موجوده
کا قیام و استحکام اور ملکي نزاعوں کا انفصال و تصفیه اور جنوب دکن
کے ملکوں پر قبض و دخل اس سے پہلے حاصل هووے که هندوستان خاص
کے فتوحات کا اراده کیا جاوے مگر باجیراو کي راے اسکي راے و تجویز

کي نسبت زيادہ دانشمندي اور شجاعت جسارت سے معمور تهي چنانچہ
اُس نے يہہ سوچ سمجهکر کہ لٹيرے سواروں کے گروہ جو ملک دشمن
ميں بکار آمد ہوتے ہيں خاص اپني قلمرو ميں دخل و قابو سے خارج
ہونگے اور فوج کے مستقل کرنے اور جنگي حکومت کے جمانے سے خاص
اپنے ملک کي حکومت کا انتظام اچها معقول و موثر ہوسکتا هے شمالي
صوبوں يعني بادشاہي ملکوں پر دهاوا کرنے کي مشورت بتائي اور بڑے زور
شور سے بادشاہت کي ذاتي ناتواني جتائي چنانچہ اُس نے يہہ بات کہي
کہ جيسے بيخ و بنياد اُس سلطنت کي گل سڑ کر بودي پهوس ہوگئي
ويسے اور تمام اُس کے کمزور نہيں ہونگے اور مقتضاے مصلحت يہہ هے
کہ سوکهے کهوکهلے درخت کي تنہ پر صدمہ پهونچايا جاوے باقي شاخيں
خود گر پڑينگي حاصل٘ يہہ کہ اُس نے ايسے شوق ذوق اور سرگرمي اور
خوش بياني سے وہ مشورت سمجهائي کہ راجا کے شکوک و شبہات پر غالب
آگئي اور جب باجي راؤ نے اس مقدمہ ميں بہتسا کہا سنا کہ نربدہ سے
آگے بڑهنے اور نشان گاڑنے کي اجازت عنايت ہووے تو راجا نے بڑي
گرمجوشي سے چلاکر يہہ فرمايا کہ تم اپنے نشان کو کوہ ہمالہ پر گاڑوگے † *

مذکورةالصدر مباحثوں کے نتيجوں سے راجا کے درباري مشورے
صلاحوں ميں باجي راؤ کو غلبہ حاصل ہوا اور اس وجہہ سے روز روز اُسکو
تسلط حاصل ہوتا گيا کہ راجا اُسکي امداد و اعانت کا محتاج تها اگرچہ
ساہو بجاے خود قابليت کا محتاج تها مگر اس ليئے کہ بادشاہي محلوں
ميں تربيت پائي تهي تو جسم کا سست اور طبيعت کا سرگرم اور بہت
چست چالاک تها اور باجي راؤ لشکر ميں پيدا ہونے اور وہيں رہنے سہنے
اور مدبروں اور اہلکاروں ميں تربيت پانے سے مرہٹوں کي خوے خصلت
کے علاوہ بڑي فہم و فراست والا اور تجربہکار اور ہوشيار و چالاک تها اور اپنے

† گرينٹ ڈف صاحب اور تاريخ مرہٹوں کا وہ قلمي نسخہ جسکو مصنف
مذکور نے نقل کيا جلد ايک صفحہ ۳۸۲ و ۳۸۶

بهائي بند برهمنوں کي مانند روکها سوکها اور ٹهنڈا بودا نتها بلکه مزاج اُسکا هشاش بشاش اور داریق اُسکا معقول و پسندیده تها سفر کي ماندگي اور محنت کے کاموں سے الگ تهلگ نرهتا تها اور هرگز افسرده پژمرده نهوتا تها بلکه ایسا سخت آدمي تها که کوچ و سفر کي حالت میں گهوڑے پر بیٹها بیٹها اناج کي بالوں کو مل ملاکر دانا چباتا تها اور جوں توں کرکے پیٹ اپنا بهرلیتا تها *

شمالي صوبوں پر عزم اُسکا چنداں مصمم نتها که بادشاهي دربار هي سے تائید اُسکي وقوع میں آئي چنانچه بیان اُسکا یهه هی که مبارز خاں کي لڑائي سے تهوڑي مدت پہلے آصف جاه کو مالوه گجرات کي حکومت سے منتقل کیا تها اور راجه گردهر سنگهه کو مالوه کي حکومت پر بهیجا تها گردهر سنگهه نے اُسپر قبضه کیا اور کسي قسم کي دشواري پیش نه آئي اگرچه فوج اُس صوبه کي دکن کي لڑائي پر بهیجي گئي تهي مگر یهه راجا باجیراؤ کے حملوں سے محفوظ نره سکا اور آصف جاه کے چچا حامد خاں نے بادشاهي ملازموں کا مقابله گجرات میں کیا اور مرهٹوں کو کمک پر بلایا اور بجلدوے اُس کمک کے چوتهه اور سردیس مکهي اپنے ممالک مقبوضه سے مرهٹوں کے لیئے مقرر کي اور گجرات کے جایز حاکم سربلند خاں نے حامد خاں کے نکالنے میں کامیابي حاصل تو کي مگر مدت کے جهگڑے بکهیڑے کے بعد چوتهه وغیره محصولوں کے استحکام پر مجبور هوا جنکو حامد خاں نے اپني ضرورت سے مقرر کیا تها یهه واقعه سنه ۱۷۲۹ مطابق سنه ۱۱۳۸ هجري میں پیش آیا *

اگرچه یهه حکومتیں آصف جاه کے قبضه سے نکل گئیں مگر اب اُسکي حکومت خاص دکن میں ایسي دهوم دهام سے جمگئي که اس نے خیال اس اراده پر کمر باندهي که اپنے خوفناک همسایوں کي حکومت کو مغلوب کرے چنانچه اُس نے اُن کے باهمي نزاعوں سے آپ کو فائده پهونچایا یعني اُس نے پہلے پہل پرتهي ندي سے راه و رسم اپني جاري کي اور

قریب تها که ایک ایسا عهدنامه حاصل کرے جسکي رو سے چوتهه اور سردیس مکهي اُسکي دارالریاست کے گرد نواح کے ملکوں میں باقي نرهے اور اُسکے عوض میں کسیقدر ملک اور کسوقدر روپیه نقد ٹهرایا جاوے مگر باجي راؤ اُس انتظام کي رو رعایت سے جسکے ذریعه سے مرهٹوں کے استحقاق و دعوے محدود و معین نروئه تهے اور اوز اپنے پرانے حریف پرتهي ندهي کے بیچ میں پڑنے سے عهد مذکور کي تکمیل و تعمیل میں خلل انداز هوا اور آصف جاه کو اس خط کتابت سے یهي فائده حاصل هوا که مرهٹوں کے وزیروں میں رشک و حسد کا مضمون مشتمل هوا *

اسي قسم کا دوسرا اراده آصف جاه کا بهت بڑے پایه کا تها بیان اُسکا یهه هي که مرهٹوں کي ریاست کا دوسرا دعویدار یعني سنبا جي ثاني ساهو کے اقبال و دولت کے مقابله میں بهت پهیکا پڑا تها اور اُس نے کنولاپور کو اپني دارالریاست ٹهرایا تها اور اُسکے خاندان کے ملک کا جنوبي حصه اُس کے قبض و تصرف میں تها مگر باقي سارے ملک کا دعویدار تها آصف جاه نے اُس دعویدار کي حمایت پر کمر باندهي اور بلا تصنع یهه شیوه ظاهر کیا که چوتهه وغیره حقوق کا روپیه جو میرے ملک سے مرهٹوں کا حق مقرر هی وه سنبا جي کا حق هی یا ساهو راجا کو پهونچتا هی اور فریقین سے کهلا بهیجا که هر دعویدار اپنے استحقاق و دعوی کو بوجوه و دلائل ثابت کرے ساهو سنکر نیلا پیلا هوا اور غیظ و غضب کے مارے آپے سے نکل گیا اور باجي راؤ اُس کے غصه نکالنے کا ایسا ذریعه تها جو لڑنے مرنے پر مستعد و آماده رهتا تها حاصل یهه که سنه ۱۷۲۷ مطابق سنه ۱۱۴۰ هجري کو برسات کے اختتام پر باجي راو نے آصف جاه کے ملک پر حمله کیا اور پہلے پهل برهان پور کو دبایا مگر جب که آصف جاه اُس شهر کي اعانت کو روانه هوا جس کا شریک اب سنبا جي مذکور بهي هوگیا تها تو باجي راو نے اپنے کوچ کي سمت کو بدل کر بڑي تیزي تندي سے گجرات پر یورش کي جهاں اب تک چوتهه اُنکي مستحکم

نہوئی تھي چنانچہ اُس صوبہ کو جلا پھونک کر باشندوں کے قتل سے
لہو کے ندي نالی بہائے اور بڑي چابکي چالاکي سے دکن کو واپس آیا
اور نوج آصف جاہ نے گرد نواح کے شہر و دیہات کو اوجاڑنا شروع کیا
اور مرہٹوں کي معمولي تدبیروں سے اُسکي رسدوں کو مسدود کیا یہاں
تک کہ آصف جاہ سنبا جي سے تعلق اوٹھانے اور مرہٹوں کي حکومت
کو پہلی فائدوں کے علاوہ اور فائدے پہونچانے پر مجبور ہوا بعد اُس کے
باجي راو نربدہ پار اُترا اور مالوہ کو لوٹنے لگا اور سر بلند خاں کو گجرات
کي چوتھہ کے استحکام پر مجبور کیا جسکو حامد خاں پہلے حاکم نے
مقرر کیا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۲۹ع مطابق سنہ ۱۱۴۱ هجري اور ۴۲
میں واقع ہوا *

جب کہ باجي راو آصف جاہ کے قصہ جھگڑے میں مصروف تھا تو
پرتھي ندي نے سنبا جي ثاني کو یکا یک گھیر کر شکست فاحش دي
اور آخرکار اُسکو اس دستاویز کے صحیح کرلے اور اُسپر دستخط و مہر
لگانی پر مجبور کیا جسمیں یہہ مندرج تھا کہ ساهو راجا تمام مرہٹوں کا
سردار مسلم اور ساري ریاست کا مستحق ہی مگر حوالي کلولا پور کا
علاقہ جسکي مغربي حد سمندر سے محدود هی مذکورالصدر عہدنامہ کي
رو سے سنبا جي کے قبض و تصرف میں باقي اور راجائي کا خطاب بھي
اُسیقدر شان و شوکت سے جیسے کہ ساهو کو حاصل تھي مسلم و مقرر
رها یہہ واقعہ سنہ ۱۷۳۰ع مطابق سنہ ۱۱۴۲ هجري میں پیش آیا
اگرچہ پرتھي ندي نے اس کار نمایاں سے نام تو پایا مگر باجي راو کي
کارگزاري کو نہ پہونچ سکا بعد اوسکے آصف جاہ اسپر آمادہ ہوا کہ مرہٹوں
کي حکومت کے توڑنے کا کوئي اور ذریعہ پیدا کرے غرضکہ یہہ بات اوس
نے دباري خاندان کے ایک سردار کے ذریعہ سے حاصل کي جو مرہٹوں
کي فوج کا موروثي سیناپتي یعني سپہ سالار اعظم تھا اور اوسي کي بدولت
مرہٹوں کي قوت گجرات میں قایم ہوئي تھي اور جب کہ اس سردار نے

اپني متعلقوں اور مشتقوں کے ثمروں کو باجي راو کے قبض و تصرف میں دیکھا تو وہ نہایت برهم هوا اور رشک و حسد اوسکي اوس فضل و فوقیت کے دیکھنے سے بہت زیادہ هوگئي جو باجي راو کو حاصل تهي یعني وہ راجا کي جانب سے بلا روک ٹوک اوسکي حکومت کا کام کاج کرتا تها حاصل یہہ کہ ان باتوں کے دیکھنے اور آصف جاہ کي کمک پر بهروسا کرنے سے دہاري نے پینتیس هزار آدمي اکهٹے کیئے اور دکن کو اس غرض سے روانہ هوا کہ باجي راو کے جال جنجال سے راجا کو چهڑوا دے *

اگرچہ باجي راو کي فوج استدر کثرت سے نتهي مگر جو کچھ کہ تهي وہ پہلے پہلے مالي کي پرتوں اور چنے چنے سورما سپاهیوں سے مرتب تهي باجي راو نے متفق گروهوں یعني سندیا جي اور آصف جاہ کے مقابلہ میں بہت شتابي برتي اور شتابي کے فائدوں کو بخوبي سمجها چنانچہ اوس نے آصف جاہ کو حسب قاعدہ لڑائي ظاهر کرنیکي فرصت ندي اور نربدہ پار اوترکر گجرات میں داخل هوا اور بڑودہ کے متصل دہاري سے مقابلہ کیا انجام اوس کا یہہ هوا کہ اپریل سنہ ۱۷۳۱ع مطابق شوال سنہ ۱۱۴۳ هجري میں اوس کے سورما سپاهي دہاري کے ناآزمودہ کاروں پر سبقت لیگئے اور کہیت اوس کے هاتهہ رها مگر فتح کے هوجانے پر نرمي هوشیاري سے کام اُس نے لیا کہ دشمنوں کو بہت تنگ نہ پکڑا بلکہ دہاري کے مارے جانے پر اُس کے بیٹے کو اُسکي جگہہ پر راجہ کي جانب سے معزز کیا اور وہ حقوق و موافق مرهٹوں کے جو گجرات میں معین تهے باین شرط اُس کو عطا فرمائی کہ نصف آمدني باجي راو کي معرفت سرکار میں داخل کیا کرے اور اس لیئے کہ وہ لڑکا شیرخوارہ تها تو اُسکي ماں کو اُس کا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اُسکي طرف سے پیلاجي جے کنوار کو سونپا جو اس کے باپ کا رفیق اور اُس خاندان کا مورث اعلی تها جو اب تک گجرات میں راجائي کرتا هي *

اس زمانہ سے تھوڑے عرصہ پہلے بڑے بڑے مرہٹوں کے خاندانوں کی اصلیت بھی قایم ہوئی چنانچہ جب باجی راو نے مالوہ کو دھاروں پر رکھا تو فوج کے مختلف ٹکروں کے سرداروں یعنی اوداجی پوار اور ملہار راو ہولکر اور رانا جی سیندیا کو حاکم مقرر کیا منجملہ اُن کے اوداجی پوار اس تعلق سے پہلی جو باجی راو سے اُسکو حاصل ہوا تھا ایک چھوٹا سا سردار تھا جسنے ملک دھار کے قریب ایک تھوڑے سے خطہ پر جو گجرات اور مالوہ کی حدوں پر واقع ہی دخل اپنا حاصل کیا تھا مگر ایسی بات اُسکو کبھی حاصل نہوئی تھی جیسی کہ اُس کے دونوں شریکوں یعنی ہولکر اور سیندیا اور اُن کی آل و اولاد کو حاصل ہوئی اور ہولکر کی حقیقت یہہ ہی کہ وہ دریاے نیرہ واقع جنوب پونہ پر بھیڑ بکریاں چراتا تھا اور سیندیا گوستارہ کے پاس ایک معزز خاندان کا آدمی تھا مگر نہایت تنگدست اور روٹی کپڑے سے محتاج اور باجی راو کے ادنی خدمت گاروں میں منسلک تھا یہہ تینوں سردار اور علاوہ اُن کے اور سردار آپ اپنی طرف سے ایسی مہم آوری نکرتے تھے کہ اپنے تابعون کے سردار ہوکر میدانوں میں لڑیں بھڑیں اور ہار جیت کی آزمایشیں کریں بلکہ باجی راو کے محکوم افسر تھے جنکو اوسکی فوج کے ٹکروں پر حکومت حاصل تھی اور اوسکی طرف سے کام اوسکا کرتے تھے *

اگرچہ باجی راو کو یہہ بات اب حاصل تھی کہ وہ آصف جاہ کو اوس کے فند و فطرت کا مزا چکھاوے مگر دونوں صاحب باہم راضی رضا ہونے کے فائدوں کو سمجھتے ایکے چنانچہ باجی راو نے یہہ تصور کیا کہ دور و دراز کی مہموں میں باہر جانا آصف جاہ سے فتنہ انگیز ہمسایہ اور قوی دشمن کی عداوت سے اپنی بڑائی کو جو خاص اپنی قلمرو میں حاصل ہے بڑی جوکھوں میں ڈالنا ہی اور آصف جاہ نے اور اندیشوں کے علاوہ بہت سوچ سمجھہ کر یہہ سمجھا کہ میں نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ایسا نہو کہ انتقام اوس کا اسطور پر لیا جاوے کہ میری نیابت کو باجی راو کے قام

منتقل کریں جسکے قبض و تصرف میں یہہ منصب بیکار تہوگا غرض کہ دونوں فریق اپنی اپنی راہ کو ہو لیئے اور باجی راو کی واپسی پر تہوڑی مدت گذری تہی کہ آصف جاہ اور باجی راو دونوں غاصبوں نے باہم خفیہ قول و قرار کیا کہ باجی راو کی حکومت کا آصف جاہ ممد و معاون رہے اور باجی راو مالوہ پر چڑہائی کرے اور اپنی فتوحات کو بادشاہ کے باقی ملکوں پر پہونچاوے *

اسی زمانہ میں باجی راو کو یہہ لوٹ لگ رہی تہی کہ نربدہ سے آگے کے ملکوں میں اپنے مطلبوں کو وسعت بخشی اور اوسکی گجرات سے چلی جانے پر تہوڑا عرصہ گذرا تہا کہ دلی کے دربار نے چوتہہ کے استعدام کو منظور نکیا اور سربلند خاں کو گجرات کی حکومت سے منتقل کرکے جودہہ پور کے راجہ ابہی سنگہہ کو وہ حکومت عنایت فرمائی تہی *

اگرچہ ایک خود مختار راجہ کو کسی صوبہ میں حاکم مقرر کرنا تمام وقتوں میں مصلحت کے خلاف اور اعتراض کے قابل ہی اور خصوص ابہی سنگہہ سے آوارہ خو راجہ سے جسنے اپنے باپ اجیت سنگہہ کو قتل کرکے † راجائی پر قبضہ کیا تہا وفاداری جاں نثاری کی بہت سی توقع کرنا خلاف تہا مگر بات اوسمیں یہہ تہی کہ ابہی سنگہہ کو ایسے قوی ذریعے حاصل تہے کہ مغلوں کی حکومت کو حاصل نتہی اور وہ اپنے ذریعوں کی بدولت ہی اسباب کے قابل سمجہا گیا تہا کہ سربلند خاں کو گجرات کی حکومت سے خارج کرے اور نیز اوس صوبہ کو مرہٹوں کی لوٹ مار سے بچاوے *

منجملہ مقاصد مذکورہ بالا کے پہلا مقصود یعنی سربلند خاں کا اخراج ایک سال کی فوج کشی سے سنہ ۱۷۳۰ع میں حاصل ہوا جو ابہی سنگہہ کی جانب سے ظہور میں آئی تہی مگر دوسرا مطلب یعنی مرہٹوں

---

† ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۹۱

کي روک تهام اور اُن کے مقابلہ کي تکميل ايسي سہل و آسان نہ تهي چنانچہ پيلا جي جے کنوار اگرچہ بڑودہ سے خارج کياگيا تها مگر اب بهي ايسا کچهہ باقي رہا تها کہ ابهيسنگهہ نے جو قانون قاعدہ کا پابند نتها اُس کے قتل کے سوا کوئي ذريعہ نہ پايا چنانچہ سنہ ۱۷۳۲ ع ميں پيلاجي جےکنوار کو دغا سے قتل کرايا مرہٹوں کا غيظ و غضب پيلا جي کے قتل سے بہت زيادہ ہوا اور زور اُن کا کم نہ ہوا يہاں تک کہ پيلا جي کا بيٹا بهائي ايسي کر و فريب نماياں ہوئي کہ ويسي کہيں نہ ہوئي تهي غرضکہ گجرات کو خاک سياہ کرکے آس پاس کي پہاڑي قوموں يعني بهيلوں اور کوليوں کو سرکش بنايا اور سارے صوبہ ميں بغاوت کا ہنگامہ برپا کيا ابهيسنگهہ ادهر مصروف و آمادہ تها کہ جے کنوار والوں نے ملک جودہ پور اُس کي موروثي رياست پر دهاوا کيا اور اور جودہ پور خاص کے قريب و جوار تک گهستي پہنچتي چلے گئي ابهيسنگهہ اِس حملہ کے دباؤ اور مرہٹوں کے کهٹکے سے جو مالوہ ميں پڑے تهے اپني رياست کے جانے پر مجبور ہوا اور جس نائب کو گجرات ميں چهوڑ گيا تها وہ مرہٹوں کا مقابلہ بہت تهوڑا کرسکا *

مالوہ کے صوبہ ميں بهي مرہٹوں کے کام کاج ادهورے نہ تهے چنانچہ راجہ گردهر سنگہ اُس صوبہ کا حاکم جو بادشاہ کے حکم اور اجازت سے مقرر ہوا تها اُس لڑائي ميں مارا گيا جو سنہ ۱۷۲۹ ع ميں باجے راؤ کے سرداروں سے واقع ہوئي تهي بعد اُس کے ديارام اُس کا جانشين اور سگا بهتيجا اب تک مرہٹوں کے مقابلہ ميں بڑي بڑي بہادرياں دکها رہا تها يہاں تک کہ سنہ ۱۷۳۲ ع ميں باجي راؤ کے بهائي چمنا جي سے شکست فاحش کهاکر لڑائي ميں مارا گيا *

سنہ ۱۷۳۲ کو باجے راؤ آپ بذات خود مالوہ ميں جب داخل ہوا کہ اُس صوبہ کي حکومت محمد خاں بنگش کے قبض و تصرف ميں تهي جو الہ‌آباد کا حاکم تها مگر محمد خاں اُس زمانہ ميں

بندیل کھنڈ کے ایک راجہ سے لڑجھگڑ رہا تھا جسکی ریاست مالوہ الهآباد کے درمیان میں واقع تھی اور وہ راجہ یہاں تک تنگ آگیا تھا کہ مرهٹوں کی اعانت کا خواهاں هوا تھا باجی راؤ نے درخوست اُس کی منظور کی اور محمد خاں پر ٹوٹ پڑا غرض کہ تھوڑے دنوں بعد محمد خاں ایک قلعہ کی پناہ میں بیٹھا اور کمزوری کے باعث سے دلی کا دربار اُسکو مدد نہ دیسکا اگر محمد خاں کے بھائی بند اُس کے چھوڑانے میں جد و جہد نہ اُٹھاتے تو وہ موقع دیکھکر کام ناکام اُن کی اطاعت کرتا مگر اُس کی بی‌بی نے روھیلکھنڈ کے باشندوں اپنے هموطنوں کے پاس اپنا برقع روانہ کیا جو پٹھانوں میں ننگ و ناموس کی حفظ و حراست کے رقت ایک بڑے استغاثہ کی علامت گنی جاتی تھی اور اُس کے بیٹی نے اُن پٹھانوں کی سرداری اختیار کی جو اُس استغاثہ پر فراهم هوئے تھے غرض کہ اُن ذریعوں کی بدولت محمد خاں کا نستارا هوا اور بڑی حفاظت سے الهآباد کو پہونچایا گیا مگر اُس کے بچنی سے صوبہ کو کچھ فائدہ حاصل نہ هوا چنانچہ بندیل کھنڈ کے راجہ نے جھانسی کے علاقہ کو جو جمنا کے کنارہ پر واقع هے مرهٹوں کے حوالہ کیا اور جب وہ مرنے لگا تو مرهٹوں کے لیئے ایسے حق بندیل کھنڈ میں چھوڑ گیا جنکی بدولت وہ سارے صوبہ پر قابض هوگئے *

محمد خاں کی ناکامی سے مالوہ اُس کے قبضہ سے نکل گیا اور جیپور والے جیسنگھ کو وہ صوبہ عنایت هوا یہہ راجہ علم و هنر کے شوق ذوق کی بدولت اپنی قوم کے لوگوں میں سے نہایت مشہور و معروف هوا مگر استقلال اور قطع نزاع میں ویسا ممیز و ممتاز نہ تھا اگرچہ مرهٹوں کے ساتھہ اُس کو موروثی تعلق تھا مگر وہ ایسا قوی نہ تھا کہ اُس کے باعث سے مالوہ کی حکومت کو دغا و فریب سے اُن کے حوالہ کرتا چنانچہ جب اُسنی مقابلہ میں کچھہ فائدا نہ دیکھا اور کامیابی سے مایوس هوا تو اُس تعلق کی وجہہ سے بہ کمال آسانی آشتی واقع هوئی اور نتیجہ

اُس کا یهه هوا که اگلے برس میں وه صوبه پیشوا کے حواله کیا اور ظاهر یهه هے که بادشاه کے اشاره سے یهه کام اُس نے کیا هوگا جسکے حکم و اجازت سے وه صوبه پر قابض و متصرف تها یهه واقع سنه ۱۷۳۴ع میں واقع هوا *

اگرچه بادشاهي دربار نے کچهه دے دلا کر یهه تصور کیا که باجی راؤ همیشه کے لیئی چپ چاپ بیٹها رهیگا اور چهوڑ چهاڑ اپني جانب سے نکریگا مگر یهه خیال اون کا اِس لیئی باطل تها که وه لوگ اُس کے اور اُس کي قوم کے حالات سے بهت تهوڑے واقف تهے چنانچه تهوڑے دنوں تک باجی راؤ دکن کي اندروني حالتوں پر متوجهه رها مگر بادشاه کو اِسبات پر دبائے گیا که مالوه اور گجرات کي چوتهه اور سردیس مکهي سے باضابطه فرمان کے ذریعه سے حسب ضابطه عنایت هووے اور جن سرداروں کو پیچهے چهوڑ آیا تها اُن کو یهه هدایت کي که آگره تک دهاوے کریں آخرکار مغلوں نے بڑے بڑے ٹهاٹ اون کے مقابله کے لیئی درست کیئی اور بڑي بڑي بهاري فوجیں جنکے سردار افسرده پژمرده تهے اون کے مقابله پر لیگئے اور اس کے سوائے کوئي فائده حاصل نکیا که حریف کي فوجوں کي سعي و محنت کے مقابله میں بادشاهي فوجوں کو ذلت حاصل هوئي *

تهوڑي مدت کے گذرنے پر باجی راؤ نے عهد نامه کي بابت خط کتابت شروع کي اور خط کتابت کے طول پکڑنے سے جس قدر بادشاهي دربار کي کمزوري واضح هوتي گئي اوسیقدر باجی راؤ اپنے مطالبوں کو بڑهاتا چڑهاتا گیا یهانتک که ایسي بڑي جاگیر کے تقرر پر اصرار کیا جسمیں مالوه اور جنوب چنبل کے ملک داخل تهے اور اوسي جاگیر میں متهرا اور الهآباد اور بنارس سے مقدس شهروں کو شامل کیا اگرچه بادشاه کے ارادے علانیه مقابله کي بابت تو بیکار ثابت هوئی مگر وه ایسا ذلیل بهي نه تها که ایسي باتوں کو قبول کرتا بلکه اوس نے

نقصان مذکور سے تهوڑے نقصان کو گوارا کرکے مرهٹوں کو ٹهنڈا کرنا چاها
اور مرهٹوں نے بقول اوس کے که یکے را بکیر و دیگرے را دعوی کن بڑے
مقصد سے هاتهه اوٹهالی بدون بادشاه کي عنایت کو قبول کیا منجمله
اون کے یهه حق بهي عنایت هوا تها که وه راجپوتوں سے خراج وصول
کریں اور آصف جاه کي قلمرو سے جو حق اون کو ملتا تهی اوسکو مرضي
کے موافق بڑهاویں اور یهه حق اِس لیئی دیاگیا تها که آصف جاه اور
راجپوتوں سے مرهٹوں لڑتے رهیں اور وه بهي نچنت هوکر نبیٹهیں مگر یهه
مقصود اون سے کچهه بهی حاصل هوا یعني اون میں اور مرهٹوں میں
نوک جهونک چلی گئي اِس لیئی که آصف جاه اب یهه سمجهنے لگا که
میں اپني تدبیروں کو بغایت پهونچایا اور جیساکه بادشاه کي عداوت سے
اندیشه تها ویسا هي اوسکي ناتواني سے خوف درپیش هے یعني جب بادشاه
نهوگا تو بلاشبهه میري خبر لینیگا کي اسي عرصه میں دلي کے دربار نے
آصف جاه سے رفاقت کي التجا پیش کي اسلیئی که وه دربار اب اوس کو
اپني مفسده رعیت نهیں سمجهتا تها بلکه ایسا رفیق اوس کو جانتا تها که
جسکي ذریعه سے وه بلا اون کے سر سے ٹلني ممکن تهي جو اون کے سروں پر
کهیل رهي تهي ٭

غرض که آصف جاه نے بادشاه کي اِمداد و اعانت کا اراده مستقل کیا
اور جب که وه ان سرحد بکهیڑوں میں مبتلا تها تو باجی راؤ دارالسلطنت
کي جانب کو بڑها آتا تها اور جب که وه آگره سے چالیس میل کے
فاصله پر پهونچا تو هلاي فوج اوس کي جو هولکر کے تحت حکومت
تهي جمنا پار کے ملکوں کو لوٹ کهسوٹ رهي تهي مگر اوده کے حاکم
سعادت خاں نے ایسي شجاعت سے جو اوس کے همعصروں میں
موجود نتهي اپنے صوبه سے باهر غرض نکلکر که پاس پروس کے ملکونکو
مرهٹوں کي ماردهاڑ سے بچاوے مرهٹوں پر حمله کرکے اور اون کي فوج
کو مار کر قلب کي جانب پیچهے کو هٹایا یهانتک که اس لاکه قانت

اور مارپیٹ سے جسکو لوگوں نے بڑی فتح بیان کیا جگہہ جگہہ یہہ
هوائیاں اوڑائیں که سارے مرهٹے دکن کو بهاگ گئی مگر باجی راؤ ایسي
افواهوں کے اوڑنے سے اسبات پر نہایت آمادہ هوا که بدنامي کا دهبا
مٹاوے اور بادشاہ کو یہہ دریافت هووے جیسے که اُس نے اپني زبان سے
کہا تھا که میں اب بھي خاص هندوستان میں موجود هوں چنانچه قمرالدین
خاں وزیر کے تحت حکومت ایک فوج اُس کے مقابلہ پر بهیجي گئي
اور جس زمانه میں که یہہ فوج متهرا کے متصل پہنچیں و حرکت
پڑي تهي باجی راو ایک لخت جمنا سے الگ هوا اور بادشاهي فوج کے
دائیں بازو سے چودہ میل کے فاصلہ پر بچکر گذرا اور بڑے بڑے کوچ
کرکے دلي کے دروازوں کے سامنی موجود هوگیا یہہ واقعہ سنه ۱۷۳۷ ع
مطابق سنه ۱۱۴۹ هجري میں پیش آیا *

باجی راو کے موجود هونے سے جو هیبت دلوں پر پیدا هوئی تهي
وہ بآساني متصور هوسکتي هی مگر چونکه مقصود اُس کا یہہ تها که
بادشاہ کو ڈراوے اور یہہ مقصود اُس کا نتها که وہ نہایت برهم کرے
اِس لیئی زیادہ چهیڑ چهاڑ سے باز رها اور اگرچه حوالي شہر کے مکانوں
کے بچانے میں بہت سي کوشش کي مگر اپنے همراهیوں کي دست
اندازي کو پورا پورا نروک سکا اور اُس بات کو بہانه ٹهراکر شہر سے
تهوڑے فاصلہ پر چلا گیا اور جب که وہ شہر سے دور چلا گیا تو دلي والونکو
حمله کرنے کي جسارت حاصل هوئي چنانچه بہت سا نقصان اُٹها کر شہر
میں! واپس آئی مگر جو که اب قمرالدین خاں سعادت خاں سے مل چکا
تها اور دارالسلطنت کيْ اِمداد و اعانت کے لیئی چلا آتا تها تو اِسلیئی
باجی راو نے پیچهے لوٹنا مناسب سمجها جو ایک ایسي بات تهي
که مرهٹوں کے قوانین جنگ کے بموجب بیعزتي نه گني جاتي تهي
اور عزم اُس کا یہہ تها که جمنا کے نیچی سے پار اُترے اور جمنا گنگا کے
درمیاني ملکوں کو لوٹی کهسوٹی مگر برسات کے قریب آنے اور آصفجاہ

کے دلی کی جانب بڑھنے جانے سے یہہ ارادہ کیا کہ ترنت پورات دکن کو واپس چلا جاوے جہاں اور کاموں کے باعث سے اُس کے موجود ہونے کی بڑی ضرورت تھی اگرچہ باجی راو دکن کو لوٹ گیا مگر آصف‌جاہ اپنے کوچ و رحلت پر قایم رہا اور پورے اختیارات اُس کو اِس بات کے لیئے عنایت ہوئے کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت سے ممکن ہووین وہ تمام اکٹھے کرے اور اُس کے بڑے بیٹے غازی الدین خان کو مالوہ گجرات کی حکومت عنایت ہوئی یہہ امور مذکورہ بالا سنہ ۱۷۳۷ ع مطابق سنہ ۱۱۵۰ هجری میں واقع ہوئے مگر بادشاهت کی ترت ایسی بودی ہوگئی تھی کہ آصف جاہ اُسکے ذریعوں سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس هزار آدمیوں تک بڑھاسکا *

آصف جاہ کی توپوں کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خان حاکم اودہ کے برادرزادہ صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اُس کی تائید کے لیئے موجود و آمادہ تھی غرض کہ آصف‌جاہ اُس تمام فوج کو لیکر سرونج کی جانب کو بڑھا اور باجی راو ایسی فوج سمیت نربدہ پار اُترا جو بقول اُس کے اسی هزار تخمیناً تھی اور غالب یہہ ہی کہ آصف‌جاہ کی همراهی فوج سے زیادہ تھی † اِس کمی بیشی کے لحاظ سے بادشاهی جرنیل کو لڑائی سے باز رہنا اِس لیئے مناسب نہ تھا کہ قایم لڑائیوں میں مرہٹے ایسے مرد نہ تھے کہ دھاک اُن کی مانی جاوے اور سارے دشمنوں کی نسبت خصوص اُن کے مقابلہ میں یہہ بات حاصل کرنی ایسی بہت بڑی بات نہ تھی کہ لشکرکشی کے آغاز میں دولتی اپنی اوپر جتائی جاوے مگر آصف جاہ نے غالباً اپنے توپ خانہ کے بھروسے اور نیز اُس حزم و احتیاط کے سہارے جو اُسکی اصل و طبیعت اور پیرانہ تجربہ کاری کا مقتضی تھا دکھاوے کا عمدہ

† آجکل مرہٹوں کا یہہ دستور ہے کہ لاکھہ فوج بولتے ہیں اور دس هزار یا پندرہ هزار اُس سے مراد اُن کی ہوتی ہے اور اِس مقدار سے زیادہ بہت کم مراد اُس سے رکھتے ہیں اور ہماری اصطلاح میں لاکھہ سوار اُس سے مراد ہوتے ہیں

مقام و موقع بهوپال کے قلعه کے متصل تجویز کیا مگر مقام کي عمدگي سے باجي راو سے قوي دشمن کے مقابله میں کچهه فائده حاصل نهوا اسلیئی که مرهتوں نے اُسکے گرد نواح کے ملکوں کو ویران اور اُسکي رسدوں کو چاروں طرف سے مسدود کیا اور اُسکي فوج کے هر ایسے تکرے پر پهدل پڑے جس نے اپني صفوں سے باهر نکلنے کا اراده کیا تها اور اُسکي ذاتي فوج اور کمکي فوج کے درمیاني آمد و شد کي راه کو برابر بند کیا یهه واقعه جنوري سنه ۱۷۳۸ میں واقع هوا *

امور مذکوره بالا کے نتیجوں سے آصفجاه کا یهه حال هوا که ایک مهینے یا چهه هفتوں کے آخر پر شمال کي جانب کو لوٹا اور غالب هے که نیار چارے کي کمي کرتا هي سے بهت سے مویشي اُسکی ضایع هوگئی تهے اگرچه بهت سا اسباب اپنا بهوپال میں چهوڑ آیا تها مگر باوصف اسکے بهي بهاري توپونکا سلسله ساتهه اُسکے موجود تها چنانچه اسي باعث سے کوچ و مقام اُس کے آهسته آهسته هوتے تهے اور مرهتوں کي دوڑ دهوپ اُس کے حق میں زیاده خرابي کا باعث هوئي‌تهي اگرچه توپخانه کي وجهه سے عام حمله نکرسکے مگر اُنهیں حقوں کي مار مار سے بهت برا حال اُنکا کیا اور سوار اُن کے پیچهے لگے لوٹتے چلے آئے یہاں تک که تین تین چار چار میل کے دوچار کوچ مقاموں کے بعد آصف خاں اپني قسمت کي اطاعت یعني باجي راؤ کي شرایط اطاعت پر مجبور هوا چنانچه عهدنامه کے ذریعه سے اُس سارے ملک کے حواله کرنیکا اقرار کیا جو نربده سے چنبل تک واقع اور اُس میں مالوه بهي شامل هی اور نهایت قول و قسم سے یهه زبان اُنکو دي که اس عهد نامه کو بادشاهي مهر و دستخط سے مزین کرادونگا اور علاوه اِس کے پچاس لاکهه روپیه نقد بادشاهي خزانه سے دلاؤں گا یهه واقع فروري سنه ۱۷۳۸ مطابق رمضان سنه ۱۱۵۰ هجري میں پیش آیا *

بعد اُس کے آصف جاه کي روک ٹوک نهوئي چنانچه وه دلي کو راهي هوا اور باجي راؤ نے ممالک مذکوره پر قبضه کیا مگر عهدنامه

کے استحکام موعود سے پہلے اِس معاملہ کی ترقی ایک ایسی آفت کے وقوع سے جس کے مارے تمام انسان اور ساری باتوں سے ایک مدت تک مدہوش و غافل رہتے ہیں آگے نہ بڑھی اور جوں کی توں ویسی ہی باقی رہی *

## نادرشاہ کے دھاویکا بیان

ہندوستان کی بادشاہت اُن بری حالتوں کو دوبارہ پہونچی تھی جنکے وقوع سے تیمور اور بابر نے ہندوستان کا ارادہ کیا تھا علاوہ اِسکے کشور ایران میں بھی ایسی مسلسل واقعے پیش آئی جنکے باعث سے ظہور اس حملہ کا اُس ولایت سے ضروری لابدی تھا *

## بیان اُن واقعوں کا جو اِس حملہ سے ایران میں پہلے واقع ہوئے

جب کہ صفوی خاندانی سلطنت پر دو سو برس کا عرصہ گذرگیا جو ایشیا کی بادشاہی نسلوں کی بقا و قیام کا معمولی زمانہ ہی تو وہ خاندان ایسے ضعف و زوال کو پہونچا کہ اُس کے باعث سے قندھار کے درانی پٹھانوں نے خاندان مذکورکو تخت سے خارج کیا *

پٹھانوں کی قوم کے اُس گروہ کا حال جو شمال مشرق میں رہتے سہتے ہیں پہلے بیان ہوچکا مگر غربی قومیں جو ایران کے انقلاب و تنزل میں شریک و شامل ہوئیں اُن قوموں سے بہت سی باتوں میں مخالف ہیں *

غربی والوں کا ملک وہ بلند † خطہ ہی جسکی تائید و تقویت کوہ سلیمان کے سلسلہ سے مشرق کی جانب پر ہوئی اور یہی پہاڑ اُس خطے اور اُن میدانوں کے درمیانمیں جو اٹک پر واقع ہوئے حد فاصل پڑتا ہی اور شمال کی جانب میں اِس قسم کی پشت و پناہ اُس سلسلہ

---

† سمندر کی سطح سے کابل کا شہر چھہ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہی — برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱

سے قايم هوتي هى جس كو پهلے وقتوں ميں كوہ قاف كهتے تهے اور درياے اكسيس اور سمندر كاسپين كے نيچي سطح سے وہ سلسلہ اونچا نظر آتا † هى اس بلند خطہ كا وہ حصہ جو مغرب هرات ميں واقع هى ايرانيوں كي حكومت سے متعلق هى اور اسي شهر كا مشرقي حصہ افغانوں كے قبض و تصرف ميں داخل هى *

اِس خطہ ميں بڑے بڑے زرخيز ميدان اور منجملہ اُن كے بهت بڑے بڑے ميدانوں ميں غزني اور كابل اور قندهار اور هرات سے شهر بستے هيں ‡ اور اِس خطہ كے بڑے حصے ميں ايسے گهرے غار واقع هيں جو بوجوت كے قابل نهيں اور چروائى لوگ اُن ميں بستے هيں جو خيموں ميں بسر كرتے هيں اِن قوموں ميں آسيطيرح كي طرز حكومت اور خوے و خصلت قايم هى جيسيكہ كہ شمال مشرق كے افغانوں ميں پائي جاتي هى مگر فرق اتنا هى كہ يهہ ويسے مفسد اور هنگامہ طلب نهيں اگرچہ چروائى والى خطوں ميں اكثر نرے پٹهان هي بستے هيں مگر ميدانوں كي آبادي كا بڑا حصہ شهروں كي آبادي سميت قوم تاجك سے آبادهى جو فارسي بولي بولتے هيں اور وہ وهي لوگ هيں جو ماوراءالنهر اور ايران كے ميدانوں ميں رهتے سهتے هيں *

هندوستاني اور ايراني بادشاهوں نے اگرچہ اُن ميدانوں كو فتح كيا مگر پٹهانوں كي قوميں خود مختار باقي رهيں اگرچہ وہ قوميں جو ان دو بڑي سلطنتوں كے ملكوں كے پاس پڑوس ميں آباد تهيں بلاشك اون كے زور و قوت سے كچهہ نكچهہ اثر پذير هوئي § هونگى

† جواب مضمون بيلي فريزر صاحب مندرجہ حالات شاهي جغرافيہ كي سوسئيٹي

‡ هرات اُس ٹيكرے كے پار واقع هى جهاں جنوب كے بهنے والى پاني اُن پانيوں سے الگ هوتے هيں جو درياے اكسيس كے شمال پر بهتے هيں مگر هرات اُس بلندي پر واقع هى جس پر كل خطہ واقع هوا اور اسي ليئے اُس كو اِس خطے كا ايك ٹكرا سمجهنا چاهيئے

§ سترهويں صدي كے آغاز كے قريب ابداليوں نے ايرانيوں سے اداے خراج كا اقرار اِس شرط پر كيا تها كہ اُزبكوں كي مار دهاڑ سے محفوظ ركهے جاويں

يعني اوس سے بهي اچهي هونگي مگر مغربي قوموں ميں سے خلجيوں كي بهت بڑي قوم تهي جو قندهار كے گرد نواح ميں بستي تهي اور دوسري قوم ابداليوں كي تهي جنكو دراني بولتے هيں اور غور كے پهاڑ اصلي ٹهكانا اونكا تها اور جس زمانه كا حال اب بيان هوتا هے وه اوس زمانه ميں هرات كے پاس پڑوس ميں آباد تهي يهه دونو قوميں آپسميں مخالف تهيں اور اكثر اوقات اون ميں لڑائي بهڑائي رهتي تهي صفوي خاندان كے پچهلے بادشاه شاه حسين كے زمانه ميں خلجيوں نے ايرانيوں كو ايسا ناراض كيا تها كه اُسكے باعث سے ايرانيوں نے بڑے غيظ و غضب سے اونپربڑي يورش كي تهي چنانچه گرگين خان جارجيا كا بادشاهزاده جو عيسائي مذهب كو چهوڑ كر مسلمان هوگيا تها بيس هزار آدميوں سے زياده فوج اپنے همراه ليكر قندهار كو روانه هوا تها [] اوريهه فوج استدر تهي كه مخالف تاب اوسكي نه لاسكے مگر ايرانيوں كا بار اطاعت ايسا بهاري پڑا كه تهوڑے عرصه كے گذرنے پر خلجيوں نے ايسي جوكهوں اوٹهانے كا اراده كيا جو اِس بهاري بوجهه كے اوٹهانے ميں ضروري تهي چنانچه ميرويس اس مهم ميں سردار اونكا هوا جو خانداني سردار اور نهايت لايق فايق اور ايران كي سلطنت كے ضعف و ناتواني سے بخوبي واقف و آگاه تها اس سردار نامدار نے دلاوري اور هوشياري سے ايسا كام ليا كه قندهار پر چهاپه ماركر قبض و تصرف كيا اور ايرانيوں كو گرد نواح سے نكالا اور ممالك مفتوحه كو اپني قوم كے اصلي ملكوں سے ملا كر بجاے خود مستقل سلطنت قايم كي يهه كار نمايان سنه ١٧٠٨ ميں واقع هوا بعد اوس كے ايرانيوں نے قندهار پر متعدد حملے كيے اور ايك حمله ميں ابداليوں نے امداد اونكي كي مگر بعد اوسكے سنه ١٧١٦ ميں ابداليوں نے خلجيوں سے ملاپ كركے ايرانيوں كا مقابله كيا اور هرات كو دبايا اور خراسان كے بڑے حصه واقعه قلمرو ايران كو پايمال كيا مگر تهوڑے دنوں بعد اُنكي باهمي عداوت

---

[] مالكم صاحب كي تاريخ ايران جلد ايك صفحه ٦٠١

برپا هوئي اور ايرانيوں نے اُن کے خلاف و نفاق سے فائده اٹھايا يہانتک کہ سنه ۱۷۲۰ تک دونو فريقوں سے مقابله کرتے رهے مگر غلجيوں کے سردار نے يہه بڑا اراده کيا که خود ايران ميں جاکر لڑيں اور اُس حکومت کي بيخ و بنياد کو صدمه پہونچاويں جو هم لوگوں پر زور ظلم کرتي تهي *

## ايران کي فتح کا بيان

جبکه که سنه ۱۷۱۵ ميں ميرويس مرگيا تو بهائي اسکا جانشين اوسکا هوا مگر اُس کي جانشيني پر بہت تهوڑا عرصه گذرا تها که ميرويس کے بيٹے محمود نے زور زبردستي سے باپ کي گدي چهيني اور ايران کے حمله کي تدبير اُس نے جمائي مگر ظہور تدبير سے پيشتر ايرانيوں کو ابداليوں کے هاتهوں سے بڑي بهاري شکست نصيب هوئي تهي اور اب ابدالي مشهد کو زور دباؤ اپنا دکها رهے تهے اور اوزبکوں کے بحراکسپس سے پار اوترنے اور يورش کرنے سے بڑي امداد اُنکو حاصل هوئي تهي *

اُس عرصه ميں لزجي لوگ بهي کوه قاف سے نکلے اور ايران کے شمال مغربي حصه پر دهاوا کيا اور حقيقت يہه تهي که ايرانکي سلطنت خاص اپنے برے چال چلنوں سے غير ملکي حملوں کي نسبت بہت زياده کمزور و ناتوان هوگئي تهي *

حاصل يہه که پچيس هزار آدميوں سميت محمود قندهار سے روانه هوا چنانچه کرمانکو ليپٹ سپيٹ کر يزد کيجانب بڑها اور وهاں سے سيدها اصفہان کو چلا † *

دارالسلطنت کے متصل خاص کلنا باد ميں ايرانيوں نے بڑي بهاري فوج سے مقابله اُس کا کيا جو بڑے ٹهاٹ سامان سے آراسته پيراسته تهي

† جبکه ابداليوں کے مقابله ميں چند روز کے ليئے محمود ايرانيوں سے متفق رها تو اُس زمانه ميں کرمان پر قابض تها — جونز صاحب کي تاريخ نادر شاه کے ديباچه کا چوتها فقره

چنانچہ چوبیس توپیں بھی اُس میں موجود تھیں † مگر ایرانیوں
کی ہمتیں بودی اور صلاح و مشورے اُنکے منقسم اور مختلف تھے اور
یہی باعث ہوا کہ افغانوں کو بڑی فتح نصیب ہوئی بعد اُسکے تھوڑی
مدت گذرنے پر خاص صفہان پر یورش کی یہہ شہر اُس زمانہ میں
بڑی شان و شوکت اور نہایت کثرت کو پہونچا تھا ‡ مگر وہ کثرت اِس
موقع پر ایرانیوں کو بہت مضر ہوئی اِس لیئے کہ جب پٹھانوں نے دیکھا
کہ شہر پناہ کی حفظ و حراست ہمارے حملوں کی مانع مزاحم ہی تو
اُنہوں نے رسدوں کو روکا اور حقیقت یہہ ہی کہ ایسے بڑے شہر کا پورا
محاصرہ بیس ہزار آدمیوں سے جو سوار ہی رہے تھے متصور نہ تھا مگر
مقدموں نے فوج کے نقصان و قلت کو ہوشیاری چالاکی سے ایسا خوب
پورا کیا کہ شہر کے رہنے والے تھوڑے ہی دنوں میں کال کی آفتیں اٹھانے
لگے یعنی بھوکوں مرنے لگے چنانچہ بہت سے مورخوں نے محصوروں کے
رنج و مصائب کی مقدار ایسی بڑی بیان کی جو ایسے مقاموں کے
مصائب سے جدائی سمجھنی چاہئے اور ویسی مصیبتیں بہت کم واقع

† ایرانی سپاہی صورتوں کے تیار و تازہ اور تمام سامان اُن کے کوچ مقام کے
خیموں سے لیکر راست درست اور اُنکی پوشاکیں عمدہ عمدہ تھیں اور گھوڑے اُن کے
تیار اور موسم زیوروں تک سامان اُنکے بہت ٹیپ ٹھاپ اور چمکتے دمکتے تھے
بخلاف اُنکے بیچارہ پٹھانوں کے پاس ایک ڈیرہ بھی نتھا اور گھوڑے اُنکے سفر
کے مارے دبلے پتلے اور سوار اُنکے بوڑھے گوڑے ہوئے اور سورج کی چمک کے
علاوہ کوئی چمک دمک اُن میں موجود نہ تھی اور بڑے زور شور سے یہہ بات اُنکے
لشکر میں کہہ سکتے تھی نہ نیزوں تلواروں کے سوا کوئی چمکیلی چیز اُنکے لشکر
میں پائی جاتی تھی ۔ مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۶۲۳

‡ فریزر صاحب نے باتباع شاردین صاحب کے جلد دو صفحہ ۱۶۳ میں
بیان کیا کہ اصفہان میں چھہ لاکھہ آدمی بستے تھے مگر جب سیاحوں نے ہندوستان کے
بڑے بڑے شہروں کا اس شہر سے مقابلہ کیا تو اُن کے قول کے بموجب اسقدر
اُس کی آبادی یقین کے قابل نہیں ہاں دو لاکھہ آدمیوں کی آبادی تسلیم کے
قابل ہی

هوتي هيں † يهه لڑائي جو فريقين کے لحاظ سے برابر کي ٹکر نتهي چهه مهينے سے کچهه کم قايم رهي اور اسقدر عرصه اسباب کي دليل هی که ايرانيوں کي قوت ضعيف هوگئي تهي اور تکاليف اٹهانے کي طاقت اُن ميں باقي نه تهي اور جب که ايرانيوں کے وه حملے جو شهر سے نکلکر کرتے تهے اور وه کوششيں جو صوبوں کي فوج ازروے زور زبردستي کے رسد کي بار برداريوں کے معامله ميں کرتي تهيں محض بيکار گئيں تو کام ناکام اُنهوں نے اطاعت کا بار اپنے سروں پر رکها چنانچه بادشاه اپنے بڑے درباريوں کو همراه اپنے ليکر اور لباس ماتمي پهنکر شهر سے باهر نکلا اور آپ کو محمود کے حواله کيا اور اکتوبر سنه ۱۷۲۲ کو محمود فيروز مندی کے سر پر تاج اپنے هاتهوں سے رکها *

پهلے پهل محمود نے ايسي بڑي خدا ترسي سے حکومت کي که اسکي توقع نه تهي مگر جب که قزوين کے قلعه ميں اُس کے محافظ سپاهيوں کو شهر والوں نے دهوکه سے قتل کيا تو اُسکو اپني جان کے لالے پڑے اور بهت سے ايراني سرداروں کو گردن مارا اور پاداش و تدارک کے دهمکاو سے تمام مسلم باشندگان اصفهان کو شهر کے چهوڑنے پر مجبور کيا اگرچه غلجيوں کے زور ظلم کو بهت مبالغه سے بيان کيا ‡ مگر ايسے چرواهے قوم کي سنگدلي اور ناخدا ترسي بکمال آساني متصور هوسکتي

---

† علي حزين شاعر جو محاصرے کے زمانه ميں اصفهان ميں موجود تها اِن سارے بيانوں کو غلط بتاتا هی اور خود کهتاهی که منجمله محصوروں کے کوئي آدمي بهوک پياس کے مارے نه مرا تها بلفور صاحب کا ترجمه سرگذشت حزين صفحه ۱۱۲

‡ منجمله اُن مختلف حالوں کے جو ابهي بيان هوئے ايک مثال اُس زور ظلم کي دريافت هوسکتي هی چنانچه هينرے صاحب جو مبالغه کے عادي نهيں اگرچه کاهے گاهے عام پسند افواهوں اور اُن سے زياده بري سندوں کو اپني تاريخ ميں لکهتے هيں يهه بيان کرتے هيں که محمود نے وهاں کے اميروں کا بال بچوں سميت نام و نشان تک نچهوڑا يهاں تک که ايک ايک کو پکڑ کر شکاري جانوروں کي طرح قربان کيا بعد اُس کے يهه حکم ديا که ملکي جنگي محکموں کے آدمي جو پهلي سلطنت

هی جو یکایک اپنے ظالموں پر نہایت غالب هوگئی تهی اور اپنی تعداد و شمار کی قلت و ضعف کے لحاظ سے جو خوف و هیبت کے ذریعه کے سوا کسی ذریعه سے محفوظ قایم نہیں رہ سکتی رحم و ترس سے بالکل گونگے هوگئے تهے ؛

یہه بادشاہ دو برس بعد حکومت کرنے پایا تها که اُس فکر و اندیشه کے سارے جس میں وہ مبتلا تها اور اُن مذهبی ریاضتوں اور کفاروں کے ثمروں سے جنکو اپنے اعتقاد کے موافق لازم پکڑا تها سمجهه بوجهه اُسکی بالکل بگڑ گئی تهی یہاں تک که رفته رفته دیوانه هوکر مرگیا جو اپنی موت مرا یا اوروں کے هاتهوں سے مارا گیا بعد اُس کے اپریل سنه ۱۷۲۴ع کو اُس کا بهتیجا اشرف خان جانشین اُسکا هوا ؛

یہه نیا بادشاہ بڑا قوی و لایق تها مگر ایران کی فتح کو پورا کرنے نپایا تها که روس و روم اُس کے درپے هوئے اور ایران کی سلطنت کے دبانے پر دونوں نے اتفاق کیا اور یہه عہد اُن کے آپس میں هوگیا تها که مغربی صوبے روم کے تصرف میں رهیں گے اور شمالی صوبے دریاے

سے تعلق رکهتے تهے کو نکال سے نکالے جاویں پر مقرر هوریں یک قلم قتل کیئے جاویں چنانچه اُس قتل کو پہلے بادشاہ کی ذات خاص کے پہرہ والوں سے شروع کیا جو تین هزار آدمی تهے علاوہ اُنکے نادر نامه کا مصنف جس کے بیان کو سرکاری بیان سمجهنا چاهیئے اور اُس کو یہه غرض نه تهی که محمود کی سنگدلیوں کو چهپاوے بیان کرتا هی که اُس نے سارے ایرانیوں کے قتل کا ارادہ کیا تها اور جس دن که پٹهان قزوین سے اصفہان کو پہونچے اُسی روز اُس نے ایک سو چودہ آدمی قتل کرائے اور چهوٹے بچے اور کهوٹے کهرے کی تمیز نکی اور وهی مورخ لکهتا هی که تهوڑے دنوں بعد اُس کرتاہ اندیش نے بادشاهی نسل کا استیصال چاها چنانچه اُنتالیس شاهزادے قتل کرائے مگر هزاروں کے قتل عام کے خیال سے یہه بیان اُس کا مطابق نہیں هوتا اور یہه کہه سکتے هیں که اِس سارے زمانه میں شاہ حسین پہلے بادشاہ کو زندہ چهوڑا تها اور تمام نظر اِس سے که محمود ساتهه اُس کے اچهی سنگدلی سے پیش آوے محمود سے یہه شکایت اُس نے پیش کی که مجهکو چهوٹے سے مکان میں محصور کیا اور پانچ غلام اور پانچ لونڈیاں خدمت کے واسطے مقرر کیں — مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحه ۶۲۴

وکسیز تک روس کے پاس اوینکے اشرف خاں پہلے پہل روم والوں پر
جھکا اور کئی لڑائیوں میں آنکو شکست فاحش دیکر اپنی سلطنت کو
بزور شمشیر اُن سے تسلیم کرایا مگر باوصف اِس کے اُس ملک سے اونکو
خارج نکر سکا جن کو اونهوں نے فتح کیا تھا اگرچه بڑا پیٹر روسیوں کا
بادشاہ اس لڑائی میں بذات خود موجود تھا مگر اشرف کو اوس ملک
کی تائید و تقویت کے باعث سے جس میں روسیوں کو آنا پڑا تھا اونسے
بہت کم اندیشه تھا هاں مقام رشت تک جو سمندر کاسپین کے جنوب
میں واقع هی روسی آپهونچے تھے بعد اوسکے اونکی ترقی میں رخنه پڑا
اور پیٹر کے مرجانے سے لڑائی بهڑائی سے باز رهے *

## نادر شاہ کی عروج ترقی کا بیان

اشرف کا بڑا مهیب دشمن قریب اوسکے ملک کے پیدا هوچکا تھا
تفصیل اس اجمال کی یهه هی که شاہ حسین کا بیٹا مرزا طهماسپ
اصفهان سے بهاگ کر قوم کیچرکی پناہ میں بیٹھا تھا جو بحر کاسپین کے
کنارہ پر بستی تھی اور وہ اون لوگوں میں صرف نام کا بادشاہ تھا اوسکی
قسمت کے بدلنے کی پهلی علامت یهه تھی که نادر قلی جو بڑا سورما
سپاهی گذرا اور بلاد ایران میں جواب اوس کا ابتک پیدا نهیں هوا جان و
مال سے شریک اوسکا هوگیا *

نادرقلی نے پهلے پہل قزاقوں کی طرح ادهر اودهر سے فوج اکھٹی
کی تھی مگر آپ اپنے ملک کے چهوڑانیکے ارادے پر نمایاں هوا چنانچه
اوس نے اپنے طور و طریق اور کامیابیوں کے نمونوں سے ایرانیوں کی
موئی مذهبی حرارت اور سوتی دلیری دلاوری کو جتایا اور قوم کی
شان و عزت کو شگفته کیا یهاں تک که تهوڑی تهوڑی اوس بری حالت
سے جس میں وہ ڈوبی پڑی تھی ایسی سپاهیانه عمدہ حالت کو
پهونچی جو کسی زمانه میں پهلے نصیب اونکو نهوئی تھی *

پهلے وار اُس نے یهه مهم سر کی که مشهد پر قبضه کیا اور ابدالیوں
اور محمد خاں سیستان والے سے خراسان کو چهینا جو مشهد سمیت

آس پر قابض و متصرف هو گئے تهے بعد آس کے اشرف خاں کے اهتمت حکومت والے غلجیوں سے شمالی حد پر جان توڑ کر لڑا بهڑا اور کئی لڑائیوں میں کشور ایران کی جنوبی حدوں تک بهگایا اور آنکی فوجونکو خوب سا جهنجوڑا یہاں تک کہ وہ پراگندہ هو گئے اور مقبوضہ ملک کا قبضہ چهوڑ بیٹهے جس پر سات برس تک قابض و متصرف رهے تهے بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی رهے سہے گهر کی واپسی پر جنگلوں میں بهوکے پیاسے مرگئے اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۲۹ع میں ایک بلوچ سردار نے کرمان اور قندهار کے درمیان اشرف خاں کو قتل کیا بعد آس کے نادر قلی نے رومیوں پر دعوا کیا جن کے قبض و تصرف میں اشرفخاں کے عہد نامہ کے ذریعہ سے کسیقدر ایران کا ملک اب تک باقی رها تها جب کہ آس نے تبریز کو رومیوں کے دخل و تسلط سے نکالا تو اوس کو ابدالیوں کی بغاوت کا بڑها لگا اور خراسان کی واپسی پر مجبور هوا *

جب کہ پہلی وار آس نے آس قوم پر کامیابی حاصل کی تهی تو اپنی کامیابی کے بعد ایسی معقول تدبیریں برتی تهیں جن کے ذریعہ سے اونکو اپنی جانب مائل کیا تها غرض کہ اون ذریعوں اور غلجیوں اور ابدالیوں کی باهمی عداوت سے یک قوی فریق کو حامی کار اپنا بنایا تها اور اوس فریق کے سردار کو هرات کی حکومت تفویض کی تهی مگر اب ایک فریق نے جو منجملہ ابدالیوں کے نادرشاہ کا مخالف تها ایسا غلبہ حاصل کیا تها کہ خراسان کو روندا اور مشہد کو چاروں طرف سے گهیرا جو اوس زمانہ میں نادرشاہ کے بهائی ابراهیم کا مقبوضہ تها جس کو اون لوگوں نے شکست فاحش دیکر مغلوب و مجبور کیا تها بلکہ ان ابدالیوں نے غلجیوں سے رفاقت پیدا کی تهی مگر وہ رفاقت بہت تهوڑے دنوں باقی رهی چنانچہ بعد اوس کے ایسی ناچاقی هوئی کہ پہلے کی نسبت زیادہ مخالفت پهیلی حاصل یہہ کہ یہہ لڑائی جو نادرشاہ کو ابدالیوں سے

پیش آئي پہلے کي نسبت بہت زیادہ دشوار تھي یہانتک کہ ہرات کے محاصرے میں دس مہینے صرف ہولیئے مگر اب ابدالي پورے پورے مطیع و محکوم اوس کے ہوگئے بعد اوس کے پھر تالیف قلوب کي تدبیریں دوبارہ برتیں اور اسلیئے کہ وہ تھوڑے دنوں بعد اوس کے سنّي ہو گیا تھا تو ابدالي لوگ اوس کے جان نثار ہو گئے *

ان لڑائیوں میں بہت مدت کے گذرنے سے ایران کے کام کاج اچھي حالت پر نہ رہے اور اس لیئے کہ حکومت کا انصرام اسبات پر ٹھہرا تھا کہ فوج کو لڑائیوں کے کام کاج میں مصروف کرے تو شاہ طہماسپ اپنے سپہ سالار نادر قلي کے ہاتھوں میں جیسا کہ قیاس بھي چاہتا ہی ایک کھلونے کي طرح چلتا پھرتا تھا مگر جب کہ دارالسلطنت پر قبض و دخل اُس کا دوبارہ حاصل ہوا اور ساري قلمرو میں اُس کي سلطنت تسلیم کي گئي تو بات اُسکي بن پڑي اور دستور یہہ تھا کہ نادر قلي کے نہونے کے زمانہ میں بادشاہي کے کاربار اُس کے قبض و قدرت میں ہوتے تھے *

نادر قلي حکومت کے انتقال سے جي میں برہم ہوا اور جب وہ خراسان کے کاموں کا تصفیہ کرچکا تو اصفہان کو باگ اُٹھائي اور وہاں پہونچکر اُس تنفر سے فائدہ اُٹھایا جو لوگوں کے دلوں میں شاہ طہماسپ کي جانب سے بایں وجہہ پیدا ہوا تھا کہ اُس نے رومیوں سے ایک بڑا عہد نامہ کیا تھا چنانچہ اُس نے اُس کو تخت سے اوتارا اور اُسکے شیرخوار بیٹے کو نام کا بادشاہ بنایا اگرچہ یہہ انتظام اُس کي سلطنت کا آغاز سمجھا جاتا ہی مگر جب تک اُس نے ایران کي بادشاہت کو کھلم کھلا اختیار نہ کیا کہ بہت سي فتوحات اُس کو روم و روس پر حاصل نہوئیں اور وہ سارے ملک اُس کے قبض و تصرف میں داخل نہوئے جو ایران کے دخل و تسلط سے نکلکر روم و روس کے تحت حکومت داخل ہوئے تھے بعد اُس کے دونوں سلطنتوں سے آشتي کي اور اپني

بادشاهت سے بهاري فوج کو لیکر مغان کے میدان میں گیا اور ملکي جنگي افسروں اور ضلع کے حاکموں اور قلمرو کے بڑے بڑے معززوں کو جو لاکهه آدمیوں کے قریب قریب بیان کیئے گئے طلب فرمایا چنانچه اُن لوگوں نے باهم متفق هوکر ایک آواز سے تاج و تخت اُس کے سامنے پیش کیا مگر پہلے اُسنے حیله بہانه سے ایسے بهاري بوجهه کے اُٹهانے میں تامل کیا اور بعد اصرار و التماس کے اِس شرط پر وه بهاري بوجهه اوٹهایا که بلاد ایران میں تشیع کا نام نشان باقي نرهے اور تسنن کي روشني جگهه جگهه پهیلے یهه † واقعه سنه ۱۷۳۶ع میں واقع هوا *

تبدیل مذهب سے نادر شاه کو یهه توقع غالب تهي که صفوي خاندان کا حسب و اخلاص ایرانیوں کے دلوں سے دهویا جاویگا جسکو استحقاق اِس سلطنت کا اس وجهه سے زیاده قوي تها که وه شیعوں کا پیشوا اور حامي تها مگر ایراني لوگ اپنے مذهب میں درحقیقت ویسے هي پکے رهے جیسیکه وه پہلے سے پکے چلے آتے تهے غرض که نادر شاه کي تدبیر مذکورالصدر نے یهه نتیجه بخشا که اوس کي رعایا کے دلوں میں مهر و اخلاص اوس کا باقي نرها اور ایسي بري طرح بگاڑ پڑي که شاه و رعیت پر اوس کے پہلی بهول کا اثر برابر پڑا *

اگرچه نادر شاه اس وقت میں اوسکے برے نتیجوں سے بخوبي واقف نه تها مگر اوس کي سمجهه میں یهي بات آئي که جو تخت اپني مسلسل فتوحات کي بدولت قایم هوا وه اونهیں کے ذریعه سے بحال و برقرار ره سکتا هی چنانچه اُس نے اپنے رهنے والوں کے فخر و عزت کو ایسے شاداب و تازه کرنا چاها که اُن غلطیوں سے جنهوں نے پہلے وقتوں میں ایرانیوں پر غلبه پایا تها انتقام لیوے اور قندهار کو ایران کي قلمرو میں دوباره داخل کرے *

---

† نادر نامه اور جونز صاحب کي کتاب جلد پانچ صفحه ۲۳۷ هینوے صاحب نے بیان کیا که نادر شاه نے یهه شرط کي تهي که سنیوں کا مذهب ایران میں گوارا کیا جاوے اور بعد اُس کے تشیع کا نام نشان باقي چهوڑا جاوے *

اِس مہم کي غرض سے بڑے بڑے ٹھاٹ اُس نے سنواري اور ايسي بهاري فوج سميت اوس مہم پر روانہ هوا جس کو بعض مورخوں نے اَسي لاکهہ آدمي بيان کيئے † ابداليوں نے اسي موقع پر دلي امداد اوس کو دي اور خلجي دل شکستہ هوکر ادهر اودهر چلے جانے پر آمادہ هوئے مگر باوصف اس کے لڑائي بهڑائي کي ذاتي همت نہ هاري تهي اور ايسے کمزور نهوئے تهے کہ لڑائي کے بدون اطاعت قبول کرتے غرض کہ برسوں کے سخت محاصرے کے بعد قندهار کے دهاوے پر جرات کرسکا اور باوجود اوس کے وهي کبهي بار اس سے پہلے کہ مارچ سنہ ۱۷۳۸ع کو قندهار فتح هوچکا تها خلجيوں نے اونکو مار پيٹ کر بهگايا اور محاصرے کے دنوں ميں قندهار کے گرد نواح کے بہت سے حصہ کا انتظام اوس نے کيا اور اوسي زمانہ ميں اوس کے بيٹے رضا قلي مرزا نے جو مقام مشهد مقدس سے ازبکوں پر چڑہ کر گيا تها ايک صوبہ بلخ هي کو فتح نہ کيا بلکہ دريائے اکسيس پر شاہ بخارا کو شکست فاحش دي جو بذات خود لڑائي ميں موجود تها *

نادر شاہ اعتدال مزاج اور تدبير مملکت کے لحاظ و حيثيت سے مقام و موقع ديکهکر اپنے مخالفوں يعني خلجيوں سے بطور اپني رعايا کے پيش آيا چنانچہ اوس نے تباهي ايران کے انتقام ميں جو خلجيوں کے هاتهوں سے ظہور ميں آئي تهي کوئي سخت معاملہ نبرتا اور منجملہ اون کے بہت سے لوگوں کو اپنے لوگوں ميں بهرتي کيا هاں اس قدر برائي تو کي کہ کسي قدر خلجيوں کو اون کي اراضيات مقبوضہ سے بيدخل کيا جو قندهار کے گردنواح ميں واقع تهيں اور وہ اراضيات ابداليوں اور خاص

---

† مالکم صاحب کي تاريخ ايران جلد دو صفحہ ٦٨ اور هينوے صاحب نے اپني کتاب کي جلد دو صفحہ ۲۵۵ ميں بيان کيا کہ اسي هزار آدميوں کے پيچهے پيچهے تيس هزار آدمي لگے چلے آتے تهے مگر مترجم انگريزي کے لحاظ سے اسقدر جمعيت قياس سے خارج هے اس ليئے کہ وهاں ايسي بڑي بڑي فوجيں جيسے هندوستان ميں عموماً جمع کي جاتي هيں وہ کم فراهم هوتي تهيں

ایسے ابدالیوں کو عنایت فرمائیں جو نیشاپور کے متصل خراسان کے مغرب میں بسے رہتے تھے † *

## نادر شاہ اور حکومت هندوستان کے نزاعوں کا بیان

جب کہ نادر شاہ نے خلجیوں کا ملک فتح کیا تو سلاطین تیموریہ کی حدوں تک دخیل و قابض هوگیا اور ان کی سلطنت کی غایت کمزوری اور نہایت ناتوانی اوسکی نظر سے مستور و مخفی نرهی اور جیسی کہ هندوستان کی سلطنت پر چڑهائی کرنے کی میل و رغبت بابی نظر دامنگیر اوس کو هوئی کہ هندوستان کی زرخیزی اور تونگری سے ایران کے تمام شدہ ذریعوں کا نقصان پورا کرے تو یہہ وجہہ بھی اوس سے کچھہ کم باعث نہوئی تھی کہ هندوستان کی مہم کے ذریعہ سے ان لڑکا فوجوںکو جو آج اوس کی تحت حکومت میں عمر اپنی کاٹتی هیں لڑائی بھڑائی میں مصروف رکھے اور ان کے زور و قوت اور همت و شجاعت کو جسکو آپسکی لڑائی جھگڑوں میں صرف کرتے هیں ایسے بڑے کاموں میں لگاوے جو ان کو مقبول و پسندیدہ تھے *

---

† جونز صاحب کا ترجمہ نادر نامہ کا جلد پانچ صفحہ ۲۷۵ خلجیوں کی فتح و ظفر کا بیان جو اس تاریخ میں مذکور هوا تمام کے قریب قریب هینوے صاحب کی تاریخ اور نادر نامہ اور نادر شاہ کے خصوصی حالات مندرجہ نادر نامہ سے لیا گیا اگرچہ هینوے صاحب آپ ایک سمجھدار بوجھ کا آدمی اور مناسب پسند تھا مگر جو حالات اُس نے لکھے وہ بعض اوقات اُن حالات کے ترجمہ کی سند پر مبنی تھے جنکو نادرکو رسنسکی پادری نے لکھا تھا اور اگرچہ یہہ ترجمہ عمدہ عمدہ خبروں پر مشتمل هی مگر اُس میں بہت سی ایسی اٹرف خیالیاں اور رنگین بیانیاں اصلی حالات کے علاوہ بھی پائی جاتی هیں جن پر بہت سا بھروسا نہیں هوسکتا یہہ ترجمہ گزر کے ترجمہ سے بڑی مشابہت رکھتا هی جس کا بیان شاهجہان کی سلطنت کے بیان میں هوچکا اور رسنسکی کی خاص کتاب بعد اُس کے مرنے کے رومنی میں مطبوع هوئی مگر میری نظر سے کہیں نہیں گذری نادر نامہ فارسی تاریخ تصنیف مرزا مهدی کی هی جسکی نسبت سر جان مالکم صاحب نے بیان کیا کہ وہ مورخ نادر شاہ کا معتمد میرمنشی تھا اگرچہ وہ نادر شاہ کا وزیر اور مداح تو تھا مگر ابوالفضل کی نسبت نہایت راستی کو اور راستی پسند تھا اور نیز طرز بیان اُس کا جیسیکہ جونز صاحب کے فرانسیسی ترجمہ سے واضح هوتا هی ابوالفضل کی طرز تحریر سے بہت زیادہ صاف اور مختصر هی *

جب که نادر شاہ قندهار کے محاصرہ میں مصروف تھا تو اُس نے دلي کے دربار سے گرفتاري یا اخراج اُن چند افغانوں کا چاها تها جو غزني کے پاس پروس کے ملکوں میں بهاگ کر گئے تهے اور اصل حقیقت یهه تهي که هندوستان کي سلطنت اِس قابل نرهي تهي که وه درخواست مذکوره کو قبول کرتي علاوه اِسکے یهه بهي دریافت هوتا هی که اس سلطنت نے نادرشاه کي نادر شاهي کے قبول و تسلیم میں گونه تامل کیا تها غرضکه نظر بوجوه مذکوره درخواست کے جواب میں بهت عرصه گذر گیا اور جب که جواب اُس کا نه پهونچا تو نادر شاه نے تساهل و غفلت کي بڑي شکایت کي اور بهت برا بهلا کهکر کچهه توقف نه کیا چنانچه سیلاب کي مانند آگے کو غزني و کابل پر بڑها بعد اُس کے سنه ۱۷۳۸ع مطابق صفر سنه ۱۱۵۱ هجري میں ایک ایلچي یہاں سے دلي کو روانه کیا جس کو پهاڑي پٹهانوں نے ٹهکانے لگایا یہاں تک که نادر شاه نے هندوستان کي چڑهائي کو ناواجب نه سمجها اور اُس کے لیئے بهانه معقول پایا چنانچه تهوڑي دقت کے اُٹهانے پر کابل پر قابض هوا اور کبهنے پهونچنے تک اُس کے قرب و جوار میں انتظام کي ضرورت سے ٹهرا رها اور جاڑوں کے آنے تک اپنے کوچ و رحلت کو شرقي جانب سے ملتوي رکها بعد اُس کے ماه اکتوبر سنه ۱۷۳۸ع مطابق شعبان سنه ۱۱۵۱ هجري میں کوچ و مقام کو جاري کیا مگر دلي کا دربار اب مرهٹوں کے خوف و هراس اور اپنے خانگي فسادوں میں ایسا مبتلا تها که نادر شاه کي میل و حرکت پر بهت سي توجهه نه کرسکا اور جب که نادر شاه ایران کي قدیم قلمرو میں لڑتا جهگڑتا رها تو دلي کے دربار والے کمال بے پروائي سے اُس کو دیکهتے رهے یہاں تک که جب اُس نے دلي کے خاص ملک مقبوضه پر حمله کرکے کابل پر قبضه کیا تو اُن کو جب بهي یهي توقع تهي که پشاور و کابل کے درمیاني پهاڑي لوگ اُس کے اوترنے کے مانع مزاحم هونگے مگر تقدیر سے یهه معامله پیش آیا تها که انتظام و درستي

کے وقتوں میں جو روپیہ پہاڑی قوموں کو اس نظر سے ادا کیا جاتا تھا
کہ دلی کی سلطنت کا رعب داب اُس کی بدولت اُن قوموں میں
قایم رهے تهوڑے عرصہ سے نہ پہونچا تھا اور اسی وجہہ سے اگر اُن پہاڑیوں کو
قوت بهی حاصل تهی تو وہ لوگ اوسکے بیچ میں پڑنے کے خواهان نہوئے
اِسلیئے کہ جسقدر دلی کا دربار پہلے بے پروا و غافل تھا ویسے هی اِس
وحشت اثر خبر کے سننے سے پریشان و هراسان هوا کہ نادر شاہ پہاڑوں سے
آگے کو بڑھا اور اُس تھوڑی سی هندوستانی فوج کو جو همارے ایک
حاکم کی حکومت تلے اوس کے مقابلہ پر آئی تهی شکست فاحش دیکر
اٹک تک پہونچا اور وهاں کشتیوں کا پل باندھ کر پنجاب میں داخل هوا
اور آگے کو بلا تحاشا چلا آتا هی یہہ خبر نومبر سنہ ۱۷۳۸ع مطابق
رمضان 1151 هجری میں مشہور هوئی *

نادرشاہ کو اُس خفیف مقابلہ کے سواے جو لاهور کے حاکم سے ظہور
میں آیا تھا جمنا تک کوئی بڑی چهوٹی روک ٹوک بهی پیش نہ آئی یعنی
دلی سے سو میل کے اندر اندر بلا تکلف بڑھا چلا آیا اور کسی نے چوں
بهی نکی اور جب وہ وهاں پہونچا تو هندوستانی فوج کے قرب و جوار
میں آپ کو پایا *

محمد شاہ نے بڑی جد و جہد اُٹھاکر تهوڑی بہت فوج اکٹھی کی
تهی اور آصف جاہ بهی بادشاہ سے آملا تھا چنانچہ دونو کرنال کی
جانب روانہ هوئے جہاں بڑا لاؤ لشکر اُترا پڑا تھا اور جب کہ نادر شاہ
آچکا تھا تو سعادت خاں اودھ کا نائب سلطنت بهی اُسی زمانہ کے
قریب اپنے بادشاہ کی فوج کے قرب و جوار میں آپہونچا تھا مگر ایرانیوں
نے یہہ چاها کہ سعادت خاں کو بادشاہ کے لشکر سے ملنے ندیں چنانچہ
باهم مقابلہ هوا اور یہہ خفیف مقابلہ بڑی لڑائی کی صورت پکڑ گیا
مگر هندوستانی سپاهی ایرانی آزمودہ کاروں کی ٹکر نہ اوٹھا سکے
اورحقیقت یہہ تهی کہ وہ سپاهی اِس میدان میں اتفاق و

مشورت بدون اضطراب کي حالت میں لڑنے کو لائی گئی تھی چنانچہ آصف جاہ اصلي یا جعلي غلط فہمي سے لڑائي میں شریک و شامل نہوا † *

غرض کہ اِس خرابي پر یہہ نتیجہ مترتب ہوا کہ ہندوستاني فوج تباہ ہوئي خان دوران خان سپہ سالار مارا گیا اور سعادت خان پکڑا گیا اور محمد شاہ کو اس کے سوا کوئي چارہ باقي نرہا کہ اُس نے آصفجاہ کو اطاعت کا پیام دیکر بہیجا چنانچہ پندرہویں ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ ھجري مطابق تیرہویں فروري سنہ ۱۷۳۹ ع کو چند ھمراہیوں سمیت آپ ایرانیوں کے لشکر میں گیا نادر شاہ نے بڑي آؤ بہگت اُسکي کي اور اُسي روز اُس کو اُسکے لشکر میں واپس جانے کي اجازت فرمائي مگر اِس تعظیم تکریم کي نظر سے بخوبي فائدے اُٹھانے سے باز نرہا چنانچہ اُسنے محمد شاہ کو اپني فوج میں شامل ہونے پر مجبور کیا اور دونو بادشاہ دلي کو روانہ ہوئے بعد اُس کے جو دونو بادشاہوں میں خط کتابت جاري رہي بیان اوس کا بہت سے لوگوں نے طرح طرح سے بیان کیا اور آصف جاہ اور سعادت خان کي باہمي مخالفت کي بدولت اوس خط و کتابت میں تھوڑے بہت خلل تو پیش آئے مگر کوئي برا نتیجہ مترتب نہوا اس لیئے کہ نادر شاہ کو اپني قوت پر پورا قبض و تصرف حاصل تہا اور اِس بات کے بتانے کو کہ اوس قوت کو کس طریقہ سے برتے سوتے کسي سکہانے پڑھانیوالے کا محتاج نتہا *

ماہ مارچ سنہ الیہ کو نادرشاہ اور محمد شاہ کي دونوں فوجیں دلي میں داخل ہوئیں اور دونوں بادشاہوں نے بادشاہي محلوں میں نزول فرمایا

---

† نادر شاہ کي سرگذشت صفحہ ۱۵۴ میں جس روز نامچہ کا ترجمہ فریزر صاحب نے لکہا ہے اُس کے بموجب نادر شاہ کي ساري فوج اور ھمراہیوں سمیت جو ساري مسلح تہي ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار آدمي تہے مگر اُس کي فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اُس کي فوج میں داخل تہا ساڑہے چوسٹہہ ہزار سپاہي اور چار ہزار پہیر بنگاہ اُس کي بیان کي ۱۲ ایضا صفحہ ۲۲۰ و ۱۲۱

نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر میں منقسم کرکے یہہ حکم صادر فرمایا که فوج کے قانونوں کی سخت پابندی عمل میں آوے اور باشندوں کی حفظ و حراست کے لیئے پہرے بٹھائے جاویں *

باوصف اِس کے که نادر شاہ نے یہہ دور اندیشیاں اور هوشیاریاں برتیں مگر هندوستانی اوس سے راضی نہوئے چنانچہ ان بیگانوں کی خونخواری کو بڑی هیبت سے دیکھتے تھے اور اونکے دلی میں گھس پیٹھنے سے نفرت کرتے تھے † *

دوسرے دن یہہ هوائی اوڑائی گئی که نادر شاہ نے وفات پائی اور جوں هی که دلی کے گلی کوچوں میں یہہ خبر پھیلی تو هندوستانیوں کی نفرت بلا مزاحمت ظاهر هوئی اور ایرانیوں کا قتل هونا شروع هوا اور جس طرح سے که ایرانی سپاهی جگهہ بجگهہ پھیلے هوئے تھے اوسکی وجهہ سے بہت سے لوگ اونکے هندوستانیوں کے غیظ و غضب کے قربانی هوئے هندوستانی امیروں نے ایرانیوں کے بچانے میں کوشش کی بلکه بعض بعض امیروں نے ایرانیوں کو قاتلوں کے حواله کیا جو اُنکی محلسرایونکی حفظ و حراست پر متعین کیئے گئے تھے ‡ اگرچه نادرشاہ نے پہلے پہل تو فساد کا دبانا چاها اور اسباب کے دریافت هونے سے گونه رنجیده هوا که وہ فساد رات بهر برپا رها اور تنزل کی جگهہ اُسکو ترقی حاصل هوئی باوصف اِس کے صبح کو گھوڑے پر سوار هوکر اِس نظر سے باهر نکلا که اُس کو چھپا جاگتا دیکھکر پھر امن و امان قایم هوجاوے اور جوں هی که وہ باهر نکلا تو پہلے پہل اُس نے گلی کوچوں میں اپنے هموطن

---

† فریزر صاحب کا بیان

‡ علی حزین نے بیان کیا که سات سو ایرانی مارے گئے اور یہہ بموجب بیان مندرجهٔ صفحه ۲۶۱ اصلی کتاب حزین کے جسکو بالفور صاحب نے مرتب کرکے چھاپا تھا اور اُس کے ترجمه کے ۲۹۹ صفحه میں سات هزار لکھے هیں مگر یہہ چھاپه کی صاف غلطی هے اور سکاٹ صاحب کی جلد دو صفحه ۲۰۷ میں ایک هزار آدمی بیان کیئے گئے

بهائیوں کي لاشوں کو پڑا هوا دیکها مگر اِس پر بهي جوش اُس کو نه آیا یہاں تک که ادهر اُدهر سے پتهر پهینکنے لگے اور چاروں طرف سے تیر و بان اُس پر برسنے شروع هوگئے اور یهه نوبت پهونچي که ایک سردار اُس کا جو اُس کے پہلو میں جاتا تها اُس گولي کا نشانه هوا جو خاص اُس پر چهوٹ کر آئي تهي غرض که جب نادر شاه نے یهه دست درازیاں دیکهیں تو وه نولا پیلا هوا اور عام قتل کا حکم سنایا †

چنانچه صبح سے بہت دن چڑهے تک وه حکم قایم رها اور اُس کي بدولت وه صورتیں پیش آئیں جو لوٹ مار اور لوبهه لالچ اور پاداش و تدارک کي نظر سے پیدا هوسکتي هیں یعني شہر کو چند مقاموں سے ایسا جلایا پهونکا که وه آتش بازي کا تماشا اور خونریزي ویراني کا نمونه بن گیا ٭

جب که نادرشاه قتل عام سے سیر هوچکا تو محمد شاه یا اُس کے وزیر کي شفاعت سے غیظ اُس کا ٹهنڈا هوا اور قتل کي بندي کا حکم سنایا گیا اور انتظام اوس کا ایسا معقول تها که جوں هي قتل کي بندي کا حکم صادر هوا توں هي فوج نے تسلیم کیا ‡ اور کسي نے دم نمارا اور

† فریزر صاحب کا بیان

‡ انسداد قتل کے مقدمه میں لوگوں کے بیان مختلف هیں چنانچه بعضے کہتے هیں که نادر شاه قتل کے سارے وقت روشن‌الدوله کي چهوٹي مسجد میں جو دریبه بازار میں واقع هے غمگینوں کي صورت بنائے چپ چاپ بیٹها رها اور محمدشاه اور اُس کے امیر اُس کے روبرو آنے کي جسارت پاکر اُس کے سامنے آئے اور سرجهکائے هوئے کهڑے رهے یہاں تک که نادرشاه نے بولنے کي اجازت دي محمدشاه نے پہلے آنسو بہائے اور بعد اُسکے بہت پهوٹ پهوٹ کر رویا اور نہایت گڑگڑاکر یهه کہا که میري رعیت کي جان بخشي کرني چاهیئے اگر اِس غیر قرین قیاس واقعه کي سند کسي صاحب کي سند سے بہتر هوتي تو نہایت بہتر هوتا مگر قتل عام کي شرح و بیان میں وه بیان اچها هے جس کو حزین نے قلمبند کیا اس لیئے که اُس نے اُس واقعه کو اپني آنکهوں سے دیکها تها اور اُس کے بیان کو سیرالمتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا دوسرا بیان اِس عام قتل کا اُس هندوستاني منشي کے روز نامچه میں بخوبي مندرج هے جو سربلند خاں مذکور کا میر منشي تها اور اُس روز نامچه کو فریزر

تاوان کے هاتهه جوان کے یہاں رهگئے مگر دلي والوں کي تکلیفات اسپر موقوف نهوئیں اس لیئے که نادر شاه کا بڑا مطلب هندوستان کي چڑهائي سے یهه تها که اُس کے مال و دولت سے اپ کو مالا مال کرے اور عجب ہے که اُس نے فتح پائي تهي تب هي سے روپیه کے اخذ و جبر کے رنگ‌ڈهنگ اوس نے ڈالیتهے جس کا وه خواهاں تها چنانچه پهلے پهل مشیر اوس کا سعادت خاں هوا مگر دلي کے پهونچنے پر تهوڑي مدت گذري تهي که سعادت خاں مرگیا بعد اوس کے سر بلند خاں هندوستاني اور طهماسپ خاں ایراني روپیه کے اخذ و جبر پر متعین هوئے چنانچه کار و بار اون کا جو بجاے خود سخت ناگوار تها نادر شاه کي سختي اور بے قراري سے اور بهي زیاده هوا اول اونهوں نے بادشاهي خزانوں اور جواهروں پر قبضه کیا جن میں تخت طاؤس بهي داخل تها بعد اوس کے کئي بڑے امیروں کا تمام اسباب ضبط کیا اور باقیوں کو اس پر مجبور کیا که اپنے مال کا بهت سا حصه باقي مانده مال کے تاوان میں ادا کریں بعد اوس کے چهوٹے چهوٹے ملازموں اور عام باشندوں پر متوجهه هوئے اور شهر کے دروازوں پر اس غرض سے پهره بٹهلوائیں که کوئي آدمي شهر سے باهر نکلنے نپاوے غرض که هر آدمي اپنے

---

صاحب نے اپني تاریخ نادر شاه میں درج کیا بعد اُس کے جو معاملے گذرے جس میں سے تهوڑے سے معاملوں میں خود یهه مورخ روز نامچه والا بهي شریک و شامل تها اُس روز نامچه میں بهت تفصیل سے مندرج نهیں هیں کا بیان یهه هے که دو پهر تک قتل جاري رها اور مقتول شمار و حساب سے خارج تهے فریزر صاحب نے ایک لاکهه بیس هزار آدمي سے ایکر ڈیڑه لاکهه تک لکهے مگر نادر نامه کے مصنف نے غالباً راست راست کي قریب قریب لکها بلکه کم بیان کیا چنانچه وه لکهتا هے که تل دن پهر وه حکم جاري رها اور تیس هزار آدمي تخمیناً مارے گئے اور سکات صاحب کي جلد ۲ صفحه ۲۰۷ میں آٹهه هزار آدمي قرار دیئے مگر صاحب موصوف نے کوئي سند نهیں لکهي جس پر اُس کي بنیاد قایم هو یهه بات قیاس سے باهر هے که اتنے گهنٹوں تک بیس هزار آدمي کے هاتهوں سے جو خاص اِس کام پر متعین کیئے گئے تهے ایسا کشت و خون واقع هووے جس کا مقابله طرف ثاني نکرسکے اور باوصف اِسکے آٹهه هزار آدمي مارے جاویں

مال کے ظاهر کرنے اور بحسب اُس کے تاوان کے دینے پر مجبور هوا اور هر قسم کا ظلم اور هر طرح کي سنگدلي روپیه کي تحصیل میں برتي گئي یعني معزز لوگوں کو روپیه کے اقرار کے لیئے مارا پیٹا گیا اور بہت سے لوگ اُس بدسلوکي کے مارے مرگئے جو ساتھ اُن کے برتي گئي اور بہت سے بے گناهوں نے آبرو کے پیچھے جان اپني کھوئي بستي سوني هوگئي اور امن چین کا نام نرها اور هر گھر میں رونے پیٹنے کي آواز بلند تھي پہلے عام قتل کا هنگامه برپا نه تها اور اب خاص خاص لوگوں کي جانیں تلف هوتي تھیں † *

صوبوں کے حاکموں سے بھي امداد اور تاوان لیا گیا اور یہاں تک تحصیل کي نوبت پہونچي که نادر شاه کو اُن مخرجوں کے خالي هونے کا پورا پورا یقین هوا جن سے دولت کا حصول ممکن تھا بعد اُس کے اُس نے واپسي کي تیاري کي اور محمد شاه سے ایک عہد نامه لکھایا جس کي رو سے مغرب اٹک کا تمام ملک اُسکے قبض و تصرف میں داخل هوا اور تیموریوں کي ایک شاهزادي اپنے بیٹے رضاقلي کو بیاهي اور محمد شاه کو دوباره تخت پر بٹھایا اور اپنے هاتھوں سے بادشاهي کے سارے زیور اُس کو پہنائی اور هندوستاني امیروں کو بہت تاکید فرمائي که بلا حجت و تکرار اُس کي اطاعت کو فرض و لازم سمجھنا ورنه بہت بڑے انتقام کے منتظر رهنا اور آپ کو بڑے عتابوں کا مورد سمجھنا غرض که نادر شاه اٹھاون دن دلي میں رها اور چلتے هوئے اسقدر خزانه ساتھ اپنے لیگیا که تفصیل اوسکي آٹھ نو کرور روپیه اور کئي کرور روپیه کي سونے چاندي کي اینٹوں اور بھاري بھاري اسبابوں اور هر قسم کے لباسوں پر مشتمل تھي علاوه اون کے ایسے ایسے گراں بہا جواهر لیگیا جن کي قیمت کا تخمینه نہیں هوسکتا باقي گھوڑوں اور هاتھیوں اور اونٹوں کي شمار قطار نہیں اور منجمله آدمیوں

---

† فریزر صاحب کا بیان جلد دو صفحه ۲۱۰

کے کئی سو ایسے ہنرمند کاریگروں اور معماروں کو اپنے ساتھ لیتا گیا † *

## تیسرا باب

### محمد شاہ کی وفات تک کا بیان

نادر شاہ کے جانے کے بعد [illegible] اس شہر کے باشندوں کو تھوڑے عرصہ تک [illegible] رہا چنانچہ انکے خوف و دہشت کے بھولنے اور مال و دولت کے جانے سے [illegible] اور شہر کی یہ صورت تھی کہ سارا سونا پڑا تھا اور جگہہ جگہہ [illegible] اور گلی کوچوں میں

† [illegible] نے قرار دیا آٹھ نو کروڑ کے درمیان میں تھی اور نادر نامہ [illegible] اور [illegible] صاحب نے بیس کروڑ قرار دیا اور [illegible] مگر صحیح مبلغ اسکے تیس کروڑ [illegible] پادشاہی خزانوں میں اس لئے بڑا ٹوٹا پڑا ہوگا [illegible] صاحب نے پندرہ کروڑ تخمینہ سمجھا تھی نادر نامہ میں [illegible] اور [illegible] صاحب کی تاریخ میں صرف ایک [illegible] نادر شاہ کے بلانے کے نسبت مشہور و معروف [illegible] صاحب نے [illegible] ہندوستان کی تاریخ میں قائم رکھا [illegible] آصف جاہ اور سعادت خاں نے نادرشاہ کو بلایا تھا اور [illegible] و مشورہ سے شکست ہوئی اور نادرشاہ نے [illegible] کا بہہ انعام دیا کہ دونوں کے مونھہ پر تھوکا اور [illegible] دونوں سرداروں نے [illegible] سے خودکشی کا ارادہ [illegible] اور ایک کی راست گوئی اور [illegible] کی [illegible] مگر آصف جاہ ایسا [illegible] ہاتھہ پاؤں پھیلاکر لیٹ [illegible] کہ سعادت خاں [illegible] اُس نے [illegible] میں زہر ملاکر [illegible] اور آصف جاہ [illegible] اُٹھہ بیٹھا اگرچہ عام شور و [illegible] مگر [illegible] ٹھیک ٹھیک اُنکی حقیقت کی [illegible] تو وہ [illegible] بیہودہ ہوجاتے ہیں *

ایسی گلی سڑی لاشوں کی بدبو ماتی تہی جو ابتک گور و کفن سے محروم اور ذخائر دروک سے بے نصیب تہیں بعد اسکے بہت مدت گذرنے پر دلی کا دربار ایسی طرح بیدار ہوا کہ گویا بہاری نیندوں سے کسی نے اسکو ابھی جگایا ہی اور سلطنت کا ڈھچر بہی ویسا ہی بگڑا ہوا تہا جیسا که خود دارالسلطنت کا نقشہ خرابی کو پہونچا تہا یعنی فوج تباہ تہی اور خزانے خالی تہے اور محاصل کا نام و نشان نتہا اور باوصف اسی خرابی کے اب بہی مرہٹوں کی دہمکیاں جنوب کی جانب سے قایم تہیں اور بجوجہ یہ کہ مرہٹوں کی دست اندازی سے ابتک محفوظ و مامون تہے وہ نادر شاہ کی فوج سے تباہ ویران ہوگئے تہے اور باوجود ان لاعلاج مرضوں کے دربار کے باہمی قصے قضیئے بہی ابتک قایم تہے اور جس فریق کو دربار میں غلبہ حاصل تہا وہ چند بڑے بڑے خاندانوں سے مرکب تہا جو ترکی نسل ہونیکے باعث سے طورانی امیر کہلاتے تہے اور وزیر قمرالدین اور نواب آصف جاہ ان خاندانوں کے سردار تہے اور باہمی اتفاق کے علاوہ رشتہ داروں سے بہی انکے واسطے علاقوں کو مضبوط و مستحکم کیا تہا اور وہ لوگ اوس فریق کے بدخواہ و مخالف تہے جو انکی جگہہ قایم ہونا اور انکی شان شوکت کو مٹانا چاہتے تہے اور ان لوگوں میں خود بادشاہ بہی شریک و شامل سمجہا جاتا تہا گر چند صورتوں کے باعث سے مسلمانوں کی سلطنت کو مرہٹوں کی مار دہاڑ سے تہوڑی سی بہی فرصت حاصل نہوتی تو بہت جلد ایسی منقسم حکومت شکار اون کا ہو جاتی اور جب کہ نادر شاہ کی تاب و طاقت کو خود بادشاہی دربار والوں نے بہت بیلاور سمجہا تہا تو باجی راو اوس سے غالباً بالکل ناواقف تہا اور معلوم ہوتا ہی کہ باجی راو اوس ہیبتناک دشمن یعنی نادر شاہ کے ایسے میدان کو طی کرنے سے نہایت حیران و پریشان ہوا ہوگا جنکے بلا مقابلہ طی کرنے کی امید اوسکو لگ رہی تہی چنانچہ نادر شاہ کی آمد آمد کے دیکہنے سے پہلے پہل یہہ خیال اوسکو آیا کہ

اوس نے اپنے جاه و جلال بڑھانے کی تدبیروں کو بند کیا اور هندوستان کی حفظ وحراست کی غرض سے ایک عام متفق گروه کا قایم کرنا چاها چنانچه خود اوسنے لکها که همارے خانگی تمے قضائی اب خفیف اور لاشئ محض هیں اور هندوستان کا صرف ایک دشمن هی جسکی لاگ دانٹ کے واسطے هندو مسلمان اور کل دکن کی ساری قوت کا فراهم هونا ضروری ولابدی هی † اور جبکه باجیراو کو نادرشاه کے خوف و هراس سے امن وامان حاصل هوا توپهر اوسنے اپنے پرانے ارادوں کوارجالا اورپادشاهی دربار سے ارائی بهڑائی کرنے کا پهر پروانه پیش کیا که اصفجاه کے ساخته پرداخته عهدنامه کو بادشاه نے اپنے مہر و دستخطوں سے مضبوط و مستحکم نکیا اور ظاهری کامیابی کی یه صورت سوچی که اپنے ارادے کو خاص دلی میں جاری ہونا کرے مگر اوسنے لڑائی کے لئے دکن کواسلئے پسند کیا که برار کے بوسلا خاندان اور گجرات کے جهنکرار و دوماں کے افعال و حرکات کی نگرانی کرتا رهے جو اس حوالے پرانے سے باجی راو کی قوت کو توڑنا ڈبونا چاهتے تهے که هم باجی راو کے جال جنجال سے مرهٹوں کے راجه ساهوکی ازادی چاهتے هیں چنانچه بوسلا خاندان والوں سے اسطرح نجات اوس نے پائی که ارکاو کرناٹک کی دور دراز مهم میں مصروف کیا بعد اوسکے آصف جاه کی دوسرے بیٹے ناصر جنگ پر دهاوا کیا جو باپ کی حکومت پر قایم هوا تها اور دس هزار آدمی لئے هوئے برهانپور میں پڑا تها پہلے تو باجی راو نے شہر کا محاصره کیا اور گمان غالب یه هی که اس چال سے اسکو ویسی کامیابی کی توقع هوگی جیسی که آصف جاه کے مقابله میں حاصل هوئی تهی مگر اس جوان نائب السلطنت یعنی ناصرجنگ سے ایسی همت و قوت ظاهر هوئی جو اس زمانه کے مغلوں سے متوقع نتهی اور جبکه اور امداد اسکو پهونچی تو اسنے مرهٹوں پر حمله کیا اور انکی فوج کو توڑ پهوڑ کر نکل گیا اور احمد نگر تک بڑه گیا اور پونه کے

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحه ٥٣٧

ارادہ پر باگ اوٹھائي یہاں تک کہ باجي راو نے آشتي کو قرين مصلحت سمجھا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۰ع مطالق سنہ ۱۱۵۳ ھجري میں واقع ہوا معلوم هوتا هي کہ باجي راو ایسي ایسي پریشانیوں اور خرابیوں کي وجہہ سے جنکو آپ آسنے اپنے سرپر لیا تها نہایت افسردہ پژمردہ ہوگیا تها † اور جبکہ وہ خاص هندوستان میں کسي مطالب کے لیئے واپس آیا تو اُسکے مرجانے سے جو بمقام نربدہ ماہ اپریل سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ میں واقع هوا اُسکي ساري تدبیریں مسدود هو گئیں باجي راو نے تین بیٹے چھوڑے منجملہ اُنکے ایک بالاجي راو جو پیشوائي کے عہدہ پر معزز و ممتاز هوا دوسرا رگھناتھہ جسکو راگھوبا بھي کہتے تھے اور کسي زمانہ میں انگریزوں سے بہت سا میل جول رکھتا تها اور پچھلے پیشوا کا باپ تها تیسرا شمشیر بہادر جو کسي مسلمان عورت کے پیٹ سے بطور ناجائز پیدا هوا تها اور اپني ماں کے مذهب کي تعلیم اُس نے پائي تهي اور باوصف اس کے باپ اُس کا بندیل کھنڈ کي ساري جاگیروں اور وهاں کے ملکوں کا استحقاق اُسکو دے گیا تها *

باجي راؤ اپنے انتظام کے پچھلے وقتوں میں کنکان کي لڑائیوں میں مصروف و آمادہ رها اور اُن لڑائیوں کا کام کاج اُس کے بهائي چمناجي کي بدولت چلتا رها اور اوس کے دشمنوں کے ایسے قلعوں اور جزیروں میں پناہ گیر هونے سے جو ایک جانب میں سمندر کي حفاظت سے محفوظ اور دوسري جانب میں پہاڑوں اور جنگلوں کي حراست سے مامون و محروس تھے اُن کے دبانے لیجانے میں بڑي بڑي کوششیں صرف هوئیں مگر باوجود اسکے پوري پوري کامیابي حاصل نہ هوئي *

---

† باجي راو نے اپنے گرو کو یہہ لکھا تها کہ میں مشکلات اور قرضوں اور مایوسیوں میں مبتلا هوگیا اور میرا حال ایسا هي جیسے کوئي زهر کهانے پر آمادہ هووے راجہ کي مجلس میں میرے بدخواہ حاضر رهتے هیں اگر ایسے وقت میں ستارہ کو جاونگا تو وہ میري چهاتي پر پانو پٹے رهینگے اور مجھکو مل دل کر برابر کرینگے اگر میري موت آجاوے تو بڑي شکر گذاري کا مقام هی سب گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۵۵۹

یہہ دشمن جنجیرہ کے حبشی اور الہٰ کا انگریا قاکو اور پرتگال
والی تھے چنانچہ منجملہ اُن کے انگریا منٰو کی اطاعت کے بعد
مرہٹوں کی سرکار کا ہوا ہے دام متوسل رہا اور اپنے ذہنوں کو بہت بیباکی
سے کام میں لایا یہانتک کہ بحری قزاقوں کے ذریعہ سے جنوبی سمندر کی
چوتھہ ٹہرایا تہا سارے سمندروں میں دہاک اپنی ڈالی انگریزوں نے
بڑی بڑی بحری فوجوں سے چند بار اُس پر حملے کئے اور ایک موقع پر
سنہ ۱۷۱۹ع میں پرتگال والوں کی تائید و تقویت سے یورشیں کیں مگر
وہ ساری یورشیں ناکامی سے خالی رہیں پرتگال والوں نے اپنی سنہ
۱۷۲۲ع میں اُس جابر کے مقابلہ کی غرض سے بہت سی فوج اپنی
روانہ کی مگر وہ بہی ناکام رہی بلکہ باہم اور قزاقوں ہی سے [illegible]
کے جہگڑے میں پڑا اور حکومت کے ایک دعویدار کی جانب سے سنہ
۱۷۳۳ع میں ایسی لڑائی اُس کو ملا آئی کہ ہر گہاٹوں کے اندر اوس
خاندان والوں کے قبضہ و تصرف میں داخل تہی مگر باوجود اسکے
دونوں بہائیوں میں جہگڑا قائم رہا اور لڑائی بہڑائی جاری رہی اگرچہ
بار بار انگریزوں کی بیڑہ سے حملے داروں میں تہوڑی بہت مدد
حاصل کی تہی مگر موقع تم لکہ کام ایسا ہو رہا کہ کیا † ٭

اُن لڑائیوں میں جو مرہٹوں کو حبشیوں کے ساتھہ واقع ہوئی تہیں
بہت تہوڑی کامیابی نصیب ہوئی وہ لوگ مسلمان اُس دریا میں
ایسے قوی و دلاور تہے جیسا کہ انگریا تہا اور الہٰ اُس کے میدانوں میں
بہی مرہٹوں کی قلمرو کو اوتنے بہروسے کی تباہ اور خاک سیاہ کیا کرتے تہے
یہانتک کہ مرہٹوں کے چند قلعوں پر قابض و متصرف ہو بیٹھے تہے
بالاجی بشوا کی سعی و محنت پر قائم رہے آخر یہہ ثمرہ مترتب
ہوا کہ سنہ ۱۷۳۶ع میں اُن کو زور و زبردستی سے ہاتھہ اُٹھانے پر
جوں توں کرکے راضی کیا ٭

---

† گرینٹ ڈف صاحب

پرتگال والوں سے جو لڑائی پیش آئی وہ نزاع اُس کا منشاء هوا جو انگریا کے خاندانی بھائیوں میں برپا هوا تها یعنی آپس قضیہ سے یہہ قصا کهڑا هوگیا کہ سنہ ۱۷۳۷ ع میں پرتگال والوں سے لڑائی بهڑائی شروع هوئی اور سنہ ۱۷۳۹ ع کو یوں خاتمہ پر پہونچی کہ سالسٹ اور باسین او کنکان کے گرد و نواح کے دوچار شہروں کو جو پرتگیزوں کے دخل و تسلط میں تھے مرہٹوں نے چھینا اور اُن پر قبضہ کیا باقی جو دشواریاں کہ اُن کو اس بڑی فتح میں پیش آئیں مقدار اُن کی اوس نقصان سے دریافت هوسکتی هی جو باسین کے محاصرہ میں اون پر عاید هوا چنانچہ خود اونهوں نے تسلیم کیا کہ پانچ هزار آدمی اوس محاصرہ کی بدولت مقتول و مجروح هوئے *

باجی راو کو اون طوفانوں کے هجوم و کثرت سے جو اوس کے مرنے کے وقت ادهر اودهر سے اٹهی هوئی تهی یہہ توقع غالب تهی کہ وہ طوفان اوس کے جانشین کو مغلوب کریںگی مگر جانشین اوس کا بالاجی اگرچہ اور اور باتوں میں نظیر اوس کا نہ تها مگر طراری او هوشیاری میں اوسی کے برابر تها اور جس هنرمندی کے ذریعہ سے اوس نے بعض بعض اچهی صورتوں سے فائدہ اوٹهایا اوسی کی بدولت اون مشکلوں سے بهی نجات اوس کو حاصل هوئی جنمیں وہ چاروں طرف سے پهنس دهنس گیا تها *

اُوس ناکامی کے علاوہ جو باجی راؤ کو ناصر جنگ کے مقابلہ میں نصیب هوئی اور اور خطروں کے پیش آنے کا باعث وہ خرابی پریشانی بڑی جو ملک و معاملات کے مقدمہ میں پیش آئی اور ملکی دشمنوں کے زور و دهوم سے پیدا هوئی تهی منجملہ ملکی دشمنوں کے بوڑهی ندی اور راگهوجی بهونسلا اور دامہاجی جهنکوار اُس کے بڑے بڑے دشمن تهی اور منجملہ اون کے بوڑهی ندی اوس گهرانے کا بڑا پرانا دشمن تها اگرچہ یہہ دشمن بہت دبایا لچایا گیا تها مگر رعب و داب اوسکا بنا هوا تها

پرسوجي بهونسلاؤں کے خاندان کا باني جو بعد اوس کے برار کے
راجه هوئي ستارا کے پاس پروس کا ایک عام سوار تها اگرچه نام اوسکا
سیواجي کے خاندان کے مشابه تها مگر نام کے سوائے کوئي دلیل
اسپر قائم نه تهي که وه شخص اوسي خاندان کا هي مگر باوصف اسکے
معزز و ممتاز هوا اور اسي لیئي که وه شخص اون لوگوں میں شریک
و شامل تها جو راجه ساهو کے دلي سے آنے پر سب سے پہلے اوس کے
مدد و معاون هوئي تهے تو راجه نے اوس کو بڑي سرفرازي بخشي تهي
اور صوبه برار اور اوس کے آگے کے جنگلي ملکوں میں دامان مشرق تک
سرکاري حقوق و مراتق کي تحصیل کا حق تفویض کیا تها اور راگهوجي
پرسوجي کا همشیره زاده اور ساهو کا همراکب اور عزیز رفیق تها اور جب
که پرسوجي مرگیا تو لوگوں نے اوس کے بڑے بیٹے پر راگهوجي کو
ترجیح دیکر پرسوجي کا قائم مقام کیا راگهوجي نے شمال نربده کے
اوس ضلع میں جو باجي راؤ نے خاص علاقه رکها تها حقوق و مراتق
کے فراهم کرنے میں باجي راو کو درهم برهم کیا تها اور باجي راو کو یهه بهي
اندیشه تها که وه ساهو کو سمجها بوجها کر اسبات پر آماده کرے که وه
اس کو معزول کرڈالے اور اسی طریقه سے پرمال خاندان کو همیشه کے
لیئے قائم رکهے اور یهي اندیشه اسکي بغض و حسد کا باعث تها
علاوه اسکے جیندول کا خاندان بهي جو گجرات کے دباري سردار کا
بڑا معتمد اور حال اسکا قائم مقام تها باجيراو کا بڑا مخالف تها
اور اسکي قائم مقامي کي بڑي وجه یه تهي که وه سردار آرام و آسایش
میں مبتلا هونے کے باعث سے حکومت کے قابل نه رها تها *

باجيراو کي پیچهلي دشواري یعني اسکي دشمنوں کا منصور و غالب
هونا کي بنائي قرضوں سے وقوع میں آیا تها جو بڑي بڑي مهموں کي
بدولت اسپر ادائی پڑے تهے اور قرضوں کا باعث یهه هوا تها که جنگهه
چند روز ملک کي تباهي ویراني اور لڑائي کے طرزوں کي تبدیل و تغیر سے

اُن بهاري مهموں کا خرچ اُن کي آمدني سے پہلے دستور کے موافق
نه چل سکا تها *

بڑا قرض خواه اُوس کا وه بڑا مهاتکیر تها جو بڑي دولت رکهتا تها
اور مال و دولت کي بدولت سبکي آنکهوں میں معزز و ممتاز تها اور
جب که تقاضا اُس کا ادا نه هوا تو باجي راؤ سے اُس کا بگاڑ هوگیا
راگهو جي نے اُس کي حمایت و اعانت کو اس وعده پر حاصل کیا که
اگر باجي راؤ کے عهده پر میرا تعین هوجاوے تو بلا شبهه تیرے دعوے کي
تائید کروں کا بلکه تیرا روپیه دلاؤں گا *

جیسا که پہلے بیان هوچکا که راگهوجي کرناٹک کي مهم پر روانه
کیا گیا تها اور ترچناپلي کے محاصره میں مصروف تها که باجي‌راؤ کے
انتقال کي خبر پهونچي اگرچه خبر کے سنتے هي بالاجي کي قایم مقامي
کے خلاف و مقابله پر ستاره میں پهونچا مگر اپني فوج کا بہت سا حصه
اُس کو چهوڑنا پڑا علاوه اُس کے برتهي ندي کي رایوں سے اُسکي رائیں
ایسي هي مخالف تهیں جیسي که باجي راؤ کي رایوں سے الگ تهلگ
جاتي تهیں غرضکه اِختلاف مذکور کے باعث سے برتهي ندي سے اِس
معامله میں موافقت نه هوئي اور داماجي جیکنوار لڑنے بهڑنے پر مستعد
و آماده نه تها اور ناصر جنگ آصف جاه کا بیٹا جو تهوڑے عرصه بعد
اپنے باپ سے باغي هوگیاتها ایسا مصروف و مشغول تها که مرهٹوں کے
باهمي نزاعوں سے کسیطرح کا فائده نه اُٹهاسکا مگر بالاجي پہلے هي سے
ساهو کي دارالریاست کے قرب و جوار میں موجود تها اور اُس کے باپ
کي فوج کا ایک حصهٔ جو اُس کے چچا چمناجي کے زیر حکومت تها
اُس کي تائید و اعانت پر جي جان سے آماده تها اور باقي فوج کي
یهه صورت تهي که ضرورت کے وقت آسکتي تهي اور خود راجه بهي
اُس کے متوسلوں سے مجبور تها اور سب سے قطع نظر وه برهمنوں کا
سرتاج بهي تها اور جو که اُس نے بدخواهوں کے سارے کام کاج اوس کي

ذات کے بھائیوں یعنی برہمنوں سے متعلق تھے اور چونکہ سردار اُن کا اُن کے قبض و قابو میں تھا تو بالاجی کو ہر قصے قضائے میں بڑا فائدہ حاصل ہوتا تھا غرض کہ نظر باسباب مذکورہ بالا سارے مخالفوں کے خلاف پر ماہ اگست سنہ ۱۷۴۰ کو بالاجی پیشوا مقرر ہوا اور باپ کی گدی پر بیٹھا اور راگھوجی بھونسلہ کو اپنا سا منہہ لیکر چلا گیا اور باجیراؤ کا قرضخواہ اپنی ناکامی اور دشمنوں کی کامیابی دیکھہ بھالکر راگھوجی کے ساتھہ اپنی جان لیکر بھاگا مگر بالاجی نے باپ کے قرض اوتارنے میں غفلت نہ برتی بلکہ اوس کام کے پورے کرنے میں باپ سے زیادہ ساعی رہا *

چونکہ اپنے ملکی انتظاموں میں پہلے سے زیادہ مصروف ہوچکا تو بالاجی نے اون معاملوں میں سوچ بچار سے کام لیا جو خاص ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے اور راگھوجی بھونسلا اون میں دستاندازی کرچکا تھا چنانچہ اوس نے اون تمام حقوں اور سارے خراجوں کو اپنے نام پر راجہ سے مقرر کرایا جو نربدہ کے شمال میں باستثناے صوبہ گجرات کے اکٹھے کئے جاتے تھے اور اس عنایت کے استحکام کی غرض سے اُس جانب کو کوچ کیا جہاں راگھوجی کی دستاندازی کو کمال آسانی سے روک سکتا تھا غرض کہ جسے بالاجی نربدہ پار اُترا تو کالپی اور منڈلہ پر قبضہ کیا اور الہ آباد کی جانب کو بڑھکر آنا چاہتا ہی تھا کہ داماجی گایکواڑ کی گجرات سے نکلنے اور مالوہ پر حملہ کرنے کی خبر سنکر پیچھے پھرنا پڑا مگر جب کہ داماجی کے قریب آپہونچا تو وہ اپنے ملک کو لوٹ کر چلا گیا اور گمان غالب یہہ ہے کہ داماجی کو اس دوڑ دھوپ سے صرف یہہ مطلب تھا کہ راگھوجی کو فائدہ پہونچاوے یعنی بالاجی اس حملہ کی دفع دفع کی ضرورت سے راگھوجی کا پیچھا چھوڑے بالاجی نے مالوہ میں موجود ہونے سے یہہ فائدہ اُٹھانا چاہا کہ دلی کے دربار کو مالوہ والی جاگیر کے استحکام کے لئے دباوے جسکو اُس کے باپ نے بزور و زبردستی

آصف جاه سے حاصل کیا تها اور ایرانیوں کی آفت و مصیبت کے سبب سے استحکام اُس کا ناتمام رها تها اور تکمیل اس منصوبه کی اُس کاٹ تراش سے اور بهی زیاده مستقر و متمکن هوئی جو راگهوجی کی طرف سے مغلوں کی قلمرو میں واقع هورهی تهی اور اُس کی روک تهام کی اُس کو خواهش تهی ٭

جب که راگهوجی کرناٹک سے واپس آیا تو اُس نے ایک فوج اپنی باسکرپنڈت کے زیر حکومت کرکے بنگاله کو روانه کی چنانچه اس فوج نے بنگاله کو تاخت تاراج کیا اور جب بنگاله کے نایب سلطنت کی فوج اِدهر اُدهر منقسم هوجاتی تهی تو یهه فوج اُن پر چڑهائی کرتی تهی اور جب بنگاله والی فوج اکٹهی هوکر مقابله کو پیش آتی تهی تو مرهٹوں کی فوج جنوبی مغربی پهاڑوں میں چلی جاتی تهی اُس زمانه میں بنگاله کا نایب السلطنت وه الهوردی خاں تها جو مهابت جنگ کے خطاب سے مشرف تها اور اُس نے باسکرپنڈت کا مقابله بڑے زور شور سے کیا مگر جب که راگهوجی آپ آگے بڑها تو الهوردی خاں پریشان هوا اور بادشاه سے یهه درخواست کی که اگر حضور کو صوبه کی حفظ و حراست منظور هووے تو فی الفور امداد عنایت فرماویں چنانچه بادشاه نے اپنی کمزوری دیکهه بهال کر صفدر جنگ کو جو اوده کی نیابت سلطنت میں اپنے باپ کا جانشین هوا تها الهوردی خاں کی اِمداد و اعانت کا حکم دیا اور بڑی عمده تدبیر اُس نے یهه سوچی که بالاجی راؤ کو اپنی مدد کے لیئے بلایا اور مالوه کی بخشش کو مستحکم کرکے امداد اُسکی خریدی †

† گرینٹ ڈف صاحب بیان کرتے هیں که راگهوجی سنه ۱۷۴۳ ع میں بنگاله سے خارج کیا گیا اور بعد اُس کے خروج کے دلی کے دربار سے صوبه مالوه کی بخشش بالاجی کے نام پر بموجب ضابطه پخته هوئی مگر سنه الیه کے پورے هونے تک بهی قبض و دخل اُس کا نه هوا هوگا مگر صاحب ممدوح نے خلاصه دستاویز جاگیر مذکوره بالا میں جسکو اُنهوں نے اپنی کتاب کی جلد دو صفحه ۱۵ میں درج کیا محمد شاه کی سلطنت کا چوبیسواں برس اور جمادی الاول کا مهینا تاریخ اُس کی لکهی هے

بالاجي راؤ کو اس پیغام سے زیادہ کوئي بات مرغوب و پسندیدہ نتھي چنانچہ بالاجي راؤ الہآباد اور بہار کي راہ سے روانہ ہوا اور بنگالہ کے دارالحکومت مرشد آباد میں ایسے وقت پر پہونچا کہ راگھوجي کے مقدموں سے جو جنوب مغرب کے پاس پاس سے بڑھتا چلاآتا تھا مرشدآباد کو بچاسکا اور الہ وردي خاں نے بہ مقام مرشد آباد اُسکو وہ روپیہ حوالہ کیا جو دلي کے دربار سے بنگالہ کي باقیات متحاصل سے اُس کو دینا ٹھہرایا تھا اور جبکہ بالاجي راؤ کا مطلب اس طرح پورا ہوگیا تو اُس نے بڑي گرمجوشي اور نہایت چستي چالاکي سے جسکي اُجرت اُسنے دل کھولکر پائي تھي راگھوجي پر چڑھائي کي اگرچہ راگھوجي اُس کے مقابلہ سے جان بچاکر بھاگا مگر بالاجي راؤ نے اُس کو جا دبایا اور ابتک بنگالہ سے پورا پورا بھاگنے نپایا تھا کہ اُس کي فوج کو شکست تاراج کیا اور تمام اسباب اُس کا لوٹا یہہ واقعہ سنہ ١٧٤٣ع مطابق سنہ ١١٥٦ هجري میں واقع ہوا بعد اُس کے بالاجي مالوہ کو آیا اور چند روز اُس جگہہ ٹھہر کر ستارہ کو چلا گیا *

بالاجي کے موجود ہونے کي ضرورت بمقام ستارہ ایسي قوي پیش آئي کہ ویسي کبھي واقع نہ ہوئي تھي اسلیئے کہ جب راگھوجي بنگالہ سے شکست کھاکر واپس آیا اور ستارہ کو بالاجي کے قدموں سے خالي پایا تو اُس نے اُس کي غیر حاضري سے فائدہ اُٹھانا چاہا اور ستارہ کا ارادہ کیا چنانچہ کرتے کرتے کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا اور ادھر سے داما جي گیکوار بھي گجرات سے دوڑ دھوپ کرکے ستارہ تک ایک بھگت پہونچ گیا تھا اور پرتي ندھي کا کارندہ جس کا آقا نامدار اپني بیماري کے مارے کام کاج سے معذور تھا نہایت سرگرمي

---

اور یہہ تاریخ ماہ مئي سنہ ١٧٤٢ع سے مطابق ہوتي ہے بالاجي نے بعوض اس جاگیر کے یہہ اقرار کیا تھا کہ چار ہزار سواروں کي امداد اپنے خرچ سے ملازمان بادشاہي کو دیا کرونگا اور یہہ امداد اُن آٹھ ہزار سواروں کي مدد کے علاوہ ہوگي جو خرچہ بادشاہ کے ذمہ پر ہونگے

اور آمادگي سے داماجي کي مدد رساني کا نہايت سامان کر رہا تھا گمان غالب هی کہ بالاجي راو نے ان متفق دشمنوں کے زور و قوت کو بہت بڑا سمجھا هوگا کہ اوس نے اون کے اتفاق توڑنے کے لیئے اون حقوق و مرافق کو ضايع کرنا مناسب سمجھا جو نربدہ پار اوس کو حاصل تھی اور جن کے قصیے قضایوں میں اوس کو بخوبي کامیابي حاصل هوئي تھي یہاں تک کہ راگھوجي کو الهاباد اور اودہ میں تحصیل محاصل کا حق تو نہ دیا مگر بہار و بنگال میں سارے حقوق اوس پر چھوڑے اگرچہ اس تصفیہ کے ذریعہ سے جو سنہ ۱۷۴۴ع مطابق ۱۱۵۷ هجري میں واقع هوا وہ لوگ کمزور پڑ گئے اور اکیلے رہ گئے جو مذکورالصدر اتفاق میں شریک و معاون هوئے تھے مگر بالاجي کي تدبیروں کے یہہ بات بہت موافق سمجھي گئي کہ کسي قدر اونکو بھي ٹھنڈا کرے غرض کہ جس طوفان کا بڑا کھٹکا تھا وہ کمال آساني سے فرو هوگیا اور وہ حق جو راگھوجي کو حوالہ کیا گیا معقول تدبیر کا مقتضي تھا اِس لیئے کہ راگھوجي اس وقت سے مشرق کي طرف کو اپني توجہہ سے همہ تن متوجہہ هو گیا اور راجہ کي جانشیني کا خیال اُس کے جي سے یکقلم نکل گیا اور بنگال و بہار میں ایسا کافي کام اُس کو ملا کہ اُس کے مشغلہ سے اُسنے فرصت نہ پائی *

راگھوجي نے باسکر پنڈت کو صوبہ بنگال پر دوبارہ روانہ کیا چنانچہ لڑائي کے کھیت میں اُس کو کامیابي نصیب هوئي مگر الهوردي خان نے ملاقات کے بہانہ سے اُس کو پھانسا اور دغابازي سے قتل کیا اور اُس کے قتل هونے کے ساتھہ اُسکي فوج کو مار پیٹ کر تباہ و پراگندہ کیا غرض کہ اِس چالاکي کے ذریعہ سے تھوڑے عرصہ کے لیئے بلاد بنگال کو مرهٹوں کي زور و زبردستي سے نجات حاصل هوئي یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۵ع مطابق سنہ ۱۱۵۸ هجري میں واقع هوا الهوردي خان کو اپني لڑائي بھڑائي کے معاملوں میں پٹھانوں کے ایک بڑے گروہ پر بڑا بھروسا تھا جن کا مشہور

سردار مصطفی خاں تها اور ابْ الهوردي خاں سے بگاڑ اُن کا هو گیا تها حاصل یهه که ایک بڑي سرکشي واقع هوئي اور راگهوجي نے اُس سے فائده اُٹهایا اگرچه آخر کو یهه بغاوت پس پا هوئي اورلڑنے جهگڑنے والے فریقوں یعنے راگهوجي اور الهوردیخاں دونوں پر بهت سي آفتیں نازل هوئیں مگر راگهوجي انجام کار اسقدر کامیاب هوا که سنه ۱۷۵۱ع میں الهوردي خاں کے مرنے سے تهوڑے عرصه پہلے کٹک واقع جنوب اوڑیسه کو اپنے حواله کرایا اور علاوه اُس کے یهه اقرار اُس نے کرایا که بنگاله کي چوتهه خراج کے نام سے باره لاکهه روپیه نقد ادا کئے جاوینگے *

سارے عهد مذکورالصدر میں مغلوں کي جانب سے کسي قسم کا جهگڑا بکهیڑا مرهٹوں کو بلاد دکن میں پیش نه آیا اور آصف جاه اپنے دوسرے بیٹے ناصر جنگ کے باغي طاغي هونے سے سنه ۱۷۴۱ع میں دلي سے دکن کو واپس آیا اور جب که وه بغاوت فرو هوئي تو آصف جاه حکومت ارکوٹ کے فسادوں میں جو محکوم اور مقبوض اُس کا تها ایسا مبتلا هوا که اپنے مرنے تک جو ماه جون سنه ۱۷۴۸ع مطابق جمادی‌الثانی سنه ۱۱۶۱ هجري عمر کے ستتروین برس میں واقع هوا اُنهیں قضیے فضیوں میں مبتلا رها *

جب که آصف جاه مرگیا تو اُس کے بیٹوں میں جهگڑا قایم هوا مگر تفصیل اُس جهگڑے کي وهاں بیان هوگي جهاں انگریز اور فراسیسوں کے حال لکهے جاوینگے اس لئے که وه جهگڑا هندوستان کے اور حصوں کے واقعات سے متعلق تها اور انگریز اور فراسیس اُس کے باعث هوئے تهے *

آصف جاه کے انتقال پر برسدن گذرا تها که ماه دسمبر سنه ۱۷۴۹ع میں مرهٹوں کا راجه ساهو بهي مرگیا اور بعد اُس کے وهبڑا نازک معامله پیش آیا جس کے لئے پیشوا ایک عرصه سے آماده تها اوراُس کي بدولت خود اُس کي اور اُسکي اولاد میں جاه و حشمت کا تصفیه هونے والا تها *

ساهو کے آل اولاد نہ تھي اور هندوؤں کے رسم و رواج کے موافق یهہ امر اُسپر واجب تھا کہ کسي کو گود لیکر اپنا متبنی بناوے اور وهي رسم و رواج اِس بات کا مانع هوا کہ اس بڑے کام کے لیئے اپنے رشتہ دار کے سوا کسي اور کو پسند کرے اور سب سے زیادہ قریب رشتہ دار اُس کا کنولاپور کا راجہ تھا اُس راجہ کا دعوی بجاے خود ایسا مضبوط و مستحکم تھا کہ انقطاع اُس کا نہایت دشوار تھا اور علاوہ اُس کے تائید اُس کي ساوتري بائي کي بدولت زیادہ هوئي جو خاص اُس سے بڑي موافق اور ساهو کي راني اور بالاجي پیشوا کي بغایت مخالف تھي *

اگرچہ ساري قلمرو کي حکومت پر بالاجي قابض متصرف تھا مگر راجہ کي ذاتي حرکات و سکنات پر اُسکي بي بي ساوتري باٹي کو بھي ویساهي قبض و قابو حاصل تھا جیسا کہ بالاجي پیشوا کو سلطنت کے کاموں پر نصیب تھا اِسلیئے کہ راجہ اپني عمر کے پچھلے برسوں میں ایسا بیهودہ اور ازخود رفتہ هوگیا تھا کہ اُسمیں مناسب نامناسب کي سوچ بوجھہ نرهي تھي بلکہ وہ اوروں کے کہنے سننے کا کھلونا تھا اور اسي نظر سے بالاجي پیشوا کو یهہ کھٹکا لگا رهتا تھا کہ مبادا راني راجہ کو سمجھا بوجھاکر کنولاپوروالے راجہ کے متبنی کرنے پر آمادہ کرے اور اِس لیئے کہ اِس راجہ کے سوا حکومت کا دعویدار اور کوئي نہ تھا تو بالاجي راني کي ترغیب و تحریص سے پہلے کسي کا اِستحقاق اُس حکومت کي نسبت قایم نہ کرسکتا تھا اور اب تک استدر دلیر و دلاور نهوا تھا کہ وہ خود حکومت پر قبضہ کرے مگر بڑے سوچ بچار کے بعد اس پریشاني میں وہ بات اُس کو سوجھي جو اُس کي متنفي قوم کے شایاں و مناسب تھي یعنے راجہ رام کي بیوہ راني تارا بائي سے راہ نکالي جو ایک مدت سے اپنے بیٹے سیواجي ثاني کے لیئے حکومت کي دعوي دار اور ساهو راجہ کے مخالف تھي اور اب تک بڑي بڑهیا هونے پر جیتي جاگتي تھي اگرچہ پیشوا کے ساتھہ اُس کو وهي پہلي عداوت چلي آتي تھي مگر پہلے

رعب داب کے لالچ سے پیشوا کے ارادوں پر مائل ہوئی حاصل یہہ کہ اُن دونوں نے اپنی تدبیروں کے پورا کرنے کی غرض سے راجہ ساھو کو خفیہ خفیہ یہہ خبر پہونچائی کہ تارا بائی نے سیواجی ثانی کے اوس بیٹے کو چھپا رکھا ہی جو باپ کے پیچھے پیدا ہوا تھا اور وہ نونہال اب تک سرسبز و شاداب ہی ساھو نے بالاجی کو یہہ سمجھکر آگاہی بخشی کہ اس بات کو صرف میں نے دریافت کیا باقی بالاجی محض ناواقف ہی چنانچہ یہہ امر قرار پایا کہ تارا بائی سے حقیقت دریافت کرنی چاہیئے اگرچہ یہہ بات آسانی سے قیاس میں آتی ہی کہ تارابائی نے فی الفور اقرار کیا ہوگا کہ وہ سیواجی کا بیٹا ہی مگر سارے قصہ کو فرق مخالف نے لغو و بیہودہ سمجھا اور ساوتری بائی نے پہلے کی نسبت اور بھی نگرانی کی کہ راجہ کو اوس دھوکہ کے کھانے سے باز رکھے جو اس نئے قصہ سے پیدا ہوا اور راجہ کے کسیکو بیٹا بنانے سے اسلیئے نڈر بیٹھی تھی کہ تھوڑی بہت شہرت کے بدون ایسا بڑا کام ہو نہیں سکتا مگر یہہ رانی ایک ایسی چلتی چال سے مغلوب ہو گئی جسکی اوسکو توقع نہ تھی اور اسی بات سے اُسکی روک تھام سے بے پروا تھی بیان اوسکا یہہ ہی کہ اوسکے مخالفوں نے بڑے استقلال و متانت سے یہہ بات اوڑائی کہ راجہ نے ایک دستاویز پر دستخط اپنی ثبت کیئے جسکے ذریعہ سے اپنی حکومت کے سارے اختیاروں کو بالاجی پر اس شرط سے منتقل کیا کہ راجائی کے خطاب و منصب کو سیواجی کے خاندان میں تارا بائی کے پوتہ کی بدولت قائم رکھنے ہیں کہ یہہ دستاویز ایسے وقت میں مرتب ہوئی تھی کہ بالاجی اور راجہ کے سوا کوئی آدمی وہاں موجود تھا مگر یہہ بات کہ وہ دستاویز اصلی ہونے کی صورت میں فریب و دغا سے حاصل کی گئی اور وہ سب لکھی گئی اور پیش ہونے کے وقت اوسکی تصدیق بڑی تھوڑی بہت ہوئی یا ہوئی تاریک و تیرہ یعنی مخفی و مستور ہی اور یہہ تاریکی اُس کارروائی کے باعث سے جو بالاجی اور تارابائی

کیطرف سے اون حالات میں ظاہر ہوئي جو بیان مذکور کے ثمروں سے واضح ہوگئي بہت زیادہ بڑہ گئي † *

جوں ہي که ساہو کا دم نکلا تو بالاجي نے فوج موجودہ کے علاوہ اور فوج ستارہ میں بلوائي اور مخالفوں کے سردار کو پکڑا جکڑا اور تارابائي کے پوتے کو رام راجہ کے خطاب سے راج گدي پر بٹھایا اور تمام شہر کے گلي کوچوں میں اوسکي راجائي کي منادي کرائي اور تارابائي کے رعب داب کے عروج و ترقي کے لیئے اِس غرض سے تدبیریں نکالیں که اُسکے رعب داب سے کام اپنا نکالے یہہ واقعہ سنه ۱۷۵۰ ع کو واقع ہوا بعد اُسکے بڑے بڑے سردارونکو دربارمیں اس لیئے بلایا که اونکي قبول و تسلیم سے انتظام جدید استحکام کو پہونچے چنانچه سب سردار حاضر آئے مگر داماجي جیکنوار حاضر نہوا اور راگہو جي بوسلا بحیثیت رفاقت حاضر ایا اور حیله بہانه سے ادہر اُدہر کي چند تحقیقاتیں کرکے نئي راجہ کي راجائي کو تسلیم اوسنے کیا چنانچه جو جو حقوق اُسکو پہلے عنایت ہوئے تھے وہ اب بخوبي مستحکم ہوئے اور بورتھي ندي کي جائداد مضبوطه سے کسیقدر جائداد اُسکو اور بہي عنایت ہوئي علاوہ اِسکے بہت سے سردارونکو ایسے ایسے فائدے بخشے جنکي بخشش سے یہہ امر متصور تہا که وہ ہمیشه نئي حکومت کے مطیع و تابع رہینگے اور سیندھیا اور ہولکر کو باستثناء اُس تہوڑے حصه کے جو اور سرداروں کے لیئے مقرر ہوا تہا مالوہ کا سارا محاصل عنایت ہوا ‡ *

---

† اُن حالات کے سوا جنکو گرینٹ ڈف صاحب نے بیان کیا کوئي حال ایسا جو مذکورالصدر انقلابات سے تعلق رکہتا ہووے ہمارے پاس موجود نہیں مگر نسل رام راجہ کي اصلیت اور ساہو راجہ کے انتقال حکومت پر برضا و رغبت راضي ہونے کي نسبت جو نتیجے گرینٹ ڈف صاحب نے نکالے اُن سے ہم نے کسیقدر مختلف مختلف ثمرے قایم کیئے

‡ منجمله ڈیڑہ کروڑ محاصل مالوہ کے پچہتر لاکہہ ہولکر کے واسطے اور پینسٹھہ لاکہہ سیندھیا کے لیئے اور دس لاکہہ اور سرداروں کي خاطر مقرر کیئے — گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحه ۴۰

بالاجي پيشوا کي حکومت بدون اسکے قايم نہوئي کہ لوگونکي جانب سے ہنگامونکي ارادے ظہور ميں نہ آوين چنانچہ وہ حکومت اس چند روزہ نزاع کے باعث سے بڑي جھگڑوں ميں پڑي جو بالاجي اور اسکي چچيرے بھائي سداشيو بھاؤ کے درميان ميں برپا ہوا مگر انجام اس کا يہہ ہوا کہ وہ حکومت ايسي کمال و خوبي سے مقرر ہوئي کہ بالاجي کو بيگانی سلطنتوں کے کار و بار ميں مصروف ہونے کي فرصت ہاتھہ آئي چنانچہ اس نے آصف جاہ کے دوسرے بيٹے صلابت جنگ کے مقابلہ ميں غازي الدين خان اوس کے بڑے بيٹے کي امداد و حمايت کو اختيار کيا اور جب کہ آصف جاہ کے مرنے پر تخت کے دعويدار بڑہ کر مرگئي تو وہ ترکہ صلابت جنگ کے قبضہ ميں آيا بالاجي نے روانگي سے پہلے پونہ کو دارالرياست قرار ديا اور رام راجا کو ستارہ ميں آزاد چھوڑا مگر تارا بائي کے قبضہ و قابو ميں رکھا بعد اوس کے نظام الملک آصف جاہ کے ملک پر حملہ کيا ليکن کہ فوج اوس کي صلابت جنگ کے قرب و جوار ميں پہونچي تھي کہ اوس کو ايسي خبر لگي کہ اوسکے اضطراب سے اس مہم سے ہاتھہ اٹھائے اور تيزي سے کوچ کرتے اور جلدي پونا لوٹنے پر مجبور ہوا تفصيل اسکي يہہ ہي کہ بالاجي فوج کو لےکر باہر نکلا تھا کہ تارا بائي نے جس کي اولوالعزمي اور درشت خوئي بڑہاپے کے باعث سے گھٹي نہ پڑي تھي داماجي گيکوار کو خفيہ خفيہ يہہ پيغام بھيجا کہ فوج لےکر ستارہ ميں داخل ہووے اور اوسي اثناء ميں رام راجہ کو يہہ سمجھائي کہ وہ پوري پوري راجائي کو برتاو ميں لاوے اور جبکہ اسنے رام راجا کو موافق نپايا تو داما جي کے قريب پہونچنے پر اوسکو گرفتار کيا ٭

تارا بائي کو ايتک يہہ بات حاصل تہي کہ وہ اپني قيدي کے نام سے کام ليتي مگر اسنے يہہ کام کيا کہ اسکے جھوٹا فريبي ٹہرا کر اسکي دغابازي کي منادي کرائي اور کسي اور ظاہري حکومت کے سواي اپنے نام سے حکومت کا کام جاري کيا ٭

باوصف اسکے کہ بالاجی بہت شتابی سے واپس آیا تھا اوسکے افسروں نے داماجی جیکواڑ کا کئی مرتبہ مقابلہ کیا تھا اور جبکہ بالاجی ستارہ میں داخل ہوا تو کتنی لوٹ پھیر کے بعد اوسکے ملازمونکو کامیابی نصیب ہوئی مگر بالا جی نے تلوار کی نسبت اور ہتیاروں پر زیادہ بھروسا کیا چنانچہ اوس نے داماجی سے ملاقات کی اور دغا بازی سے اوس کو گرفتار کیا اور اوسکی فوج پر پہیل پڑا جو بطور مذکور اپنے سردار سے محروم ہوگئی تھی یہاں تک کہ اوس کو توڑ پھوڑ کر منتشر کیا اگرچہ تارا بائی جنگی قوت سے محروم ہوگئی تھی اور رام راجہ کے استحقاق کے سوائے کوئی استحقاق اپنا جما نسکتی تھی مگر اب بھی کسیقدر رعب داب ایسا رکھتی تھی جسکی وجہہ دریافت نہیں ہوسکتی اور اُس رعب داب کی وجھہ سے بالاجی اوس کے پورے پورے دبانے اور کچلنے سے پرھیز کرتا رہا تارا بائی کو صلابت جنگ کی یورش سے سردست ایک طرح کی اعانت حاصل ہوئی تھی جو مرہٹوں کی حکومت پر اپنی نوبت میں چڑہ کر آیا تھا اور اپنے بزرگوں کی نسبت اورنگ زیب کے عہد دولت کے بعد بہت زیادہ ہیبت ناک ہوگیا تھا اس لیئے کہ فراسیسوں کے پانسو سپاہی خاص یورپ والی اور پانچ ہزار ہندوستانی سپاہی یورپ والوں کے تعلیم دادہ اوس کے ہمراہ تھے جو بسی صاحب فراسیسی کے زیر حکومت رہتے تھے اور یہہ وہ سردار ہی جو اپنی قوم کے مشہور افسروں میں سے ہندوستان میں آیا تھا اگرچہ بالا جی نے اس حملہ کا مقابلہ اون ساری تدبیروں سے کیا جو لڑائی بھڑائی میں مرہٹوں کا دستور و قاعدہ ہی مگر بہت جلد اوس کو دریافت ہوا کہ وہ تدبیریں ایسے قوی مخالف کے مقابلہ میں موثر نہیں ہوسکتیں جس نے اوس کے حملوں کو پس پا کیا اور اوس کے لوگوں کو شکستیں دیں یہہ واقعہ سنہ ۱۷۵۱ میں پیش آیا غرض کہ تھوڑے عرصہ میں صلابت جنگ نے اپنے فضل و فوقیت کا اثر بالاجی کے جی میں ایسا جمایا کہ فوج اوسکی

مرهٹوں کے ملک میں وهاں تک گوس پیٹهه گئی که بهس میل کے فاصله پر پونه رهگیا غالب هی که بالاجی کو اپنی چهوٹی دارالریاست یعنی پونه کی جهت سے کسی قسم کی گهبراهٹ پیش نهوئی هوگی مگر اسباب کے دریافت هونے سے هاتهه پانو اوس کے پهول گئے که نارابائی اور صلابت جنگ اور کولا پور کے راجه کے باهم خط و کتابت کا سلسله جاری هوا چنانچه اوس نے صلابت جنگ سے آشتی چاهی اور صلح کے پیک و پیام آپس میں آنے جانے لگے که فوج کے خلاف آس کے مخالف میدان سے چلے گئے اور وه نیچنت هوگیا اگرچه بسی صاحب لڑائی کے میدان میں مخالفوں پر سبقت لیجاتی تهی مگر صلابت جنگ کے ملکی انتظاموں پر مدار اپنا رکهتی تهی جس کی وه خدمتگاری کرتی تهی صلابت جنگ اور اوس کے وزیروں کی بد انتظامی سے اوس کے ملک کا محاصل خراب و ابتر هوگیا تها اور فوج کی تنخواهیں کسیقدر مسدود تهیں اور اب اوس کی ناراضیوں کے باعث سے اوس کے قبض و قابو سے باهر نکل گئی تهی اس زمانه میں راگهوجی بهونسلا جو ابهی کٹک اور بنگاله کے خراج و محاصل کا مالک هوا تها اور یهاں آس کا ابهی گذر کیا سنه ۱۷۵۲ میں برار کے اُس حصه پر جو نظام الملک آصف جاه کی قلمرو میں داخل تها اور گاویل گڈه اور نارناله کے قلعوں پر قبض و تصرف کیا اور اپنا دشمنوں سے دوبالا غرض که اس لیئے صلابت جنگ نے بالاجی کو لڑائی سے وقفه دیا اور اپنی قلمرو میں پچهلے پیروں لوٹ گیا اور جب وه وهاں پهونچا تو آسکو بڑی بڑی برائیاں اور کڑی کڑی دشواریاں پیش آئیں جن میں مرهٹے دوباره شریک هوئے *

اس وجهه سے که کشور هندوستان چند حکومتوں پر منقسم هوئی اور ان کی الگ الگ تاریخوں کے بیان کی ضرورت پڑی تاریخوں کے سلسله کے قیام و استحکام کے لیئے دشواریاں پیش آئیں اور مرهٹوں کے معاملوں میں بہت سے ایسے برسوں کے حال بیان کیئے گئے جو دلی کے

معاملوں کي تاریخوں سے آگے نکل گئي مگر دلي کے معاملے ایک دراز عرصه تک بڑے پایه کو نه پہونچے جب که سنه ۱۷۴۱ ع میں آصفجاه دلي سے دکن کو روانه هوا تو بعد اُس کے اُسکا بیٹا غازي‌الدین خاں اُس کي جگهه دربار میں مقرر هوا اور قمرالدین خاں وزیر سے جو ملکي علاقه واسطه اُس کو حاصل تھا اُس کو اسطرح سے استحکام حاصل هوا که قمرالدین خاں کي بیٹي سے اُسکي شادي هوئي اور جب که یهه دونوں باهم متفق هوگئے تو بہت سي ایسي سازشیں دب دبا کر رهگئیں جو ایسي بے بائیوں سفاکیوں پر مشتمل تهیں جو فریقین سے واقع هوئیں اور پہلے زمانه کي تاریخ کي بڑي سے بڑي دغابازیوں اور خونریزیوں سے زیاده تهیں *

اسي زمانه میں اُن روهیلوں کي سرکشي بڑا بهاري واقعه تها جو اوده سے پہاڑوں تک گنگا کے مشرقي ملک پر قابض متصرف تھے اور افغانستان سے آکر هندوستان میں بسی تھے اور پچھلے وقتوں میں هندوستان کے قصبے قصایوں میں بہت معزز و ممتاز هوگئے تھے اور سردار اُن کا وه علي محمد خاں نو مسلم تها جس کو ایک افغان افسر نے مسلمان کرکے اپنا بیٹا بنایا تها اور اِن روهیلوں کا بڑا حصه یوسف زئي اور شمال مشرق کے اور پٹھانوں سے مرکب تها اُن کي ریاست پر تھوڑا عرصه گذرا تها که وه پہلے هي سے بڑے مرتبه کو پہونچ گئے تھے اور ایک ایسي مہم اُن کے چند روزه تدارک کے لیئے درکار هوئي جس کي سرداري خود بادشاه نے اختیار کي یهه مہم سنه ۱۷۴۵ ع مطابق سنه ۱۱۵۶ هجري میں واقع هوئي *

## بیان اُس نئي چڑهائي کا جو ایران کي جانب سے هندوستان پر دوباره واقع هوئي

اسي قوم کا بڑا مہیب اور متفق گروه اُن کے وطن میں قایم هوتا جاتا تها اور هندوستان کے سهمگین دشمن یعني نادر شاه کے مرجانے سے اور پٹھان اقالیم هندوستان کے یورش پر آماده تھے *

اگرچہ نادر شاہ اُس قسم کے سارے جوہروں سے جو بادشاہت کو لے
پہونچتا تھا جو بلاد مشرقیہ میں تخت کے حاصل کرنے کے لیئے ضروری
ہوتے ہیں اور چند بار اوسوقت اوس نے وحشیانہ سنگدلی بھی برتی کہ
بعض بعض مفسد شہروں کو شور و فساد کا بدلا دیا مگر بارہ لف اسکے
دل کی نرمی تک تمام ایشیا اور خصوص ایران کے اکثر بادشاہوں سے
سفاکی میں بہت کم بڑھا ہوا تھا دلی کے قتل و قتال اور لوٹ مار
کے عادی ہونے اور اوس نشہ کے چڑھنے سے جو اوس کو ہر جگہہ حاصل
ہوا دریافت ہوتا ہی کہ اوس کی خوب خصلت میں تبدیل و تغیر نے
دخل پایا تھا جس کی بدولت ایک سخت مزاج اور انصاف
پسند آقا سے ایسا سنگدل ستمگار حاکم بن گیا تھا کہ جو اوسکے جی میں
آتی تھی وہ بے تامل کر بیٹھتا تھا یہ وصف اوس کے یک لخت
اوس کی صحت سے ظاہر نہ ہونے لگے جیسے کہ اوس کی ذات میں
موجود تھے چنانچہ جب وہ ہندوستان سے واپس آیا تو پہلے برس
خوارزم و بخارا کی فتح و کشایش میں وہ قوت صرف ہوئی اور وہاں کے
بادشاہوں کو ہندوستان کے بادشاہ کی مانند دباکر چھوڑ دیا اور اُسی
زمانہ میں لزگی کی لڑاکی قوم کو دبانا چاہا اور روم پر تین یورشیں
کیں مگر چونکہ رومیوں کی لڑائی ایک عہدنامہ کے ذریعہ سے خاتمہ کو
پہونچی اور نادر شاہ کی زور آزمائی کے لیئے کوئی جگہہ باقی نرہی
جیسے کہ اُسکی طبیعت کا مقتضی تھا تو اُسکی طبیعت نے اپنی قوت
کو اپنی طرف مایل کیا اور اپ آپ کو کھانے لگا اور تاریک شک شبہات
اور غیر معدوم خطروں کا ٹھکانا بن گیا اور اُسکے اضطراب کا خاص باعث وہ
مذہبی تعصب تھا جو اُسکے ہموطنوں میں پھیلا ہوا تھا غرض کہ وہ اس
اندیشہ سے کھٹکتا تھا کہ ایرانی شیعہ مذہب لہو کے پیاسے ہیں اگرچہ
اُسنے تسنن کے پھیلانے اور اُسکے قوی کرنے میں ایسی کوشش کی تھی
کہ شیعوں کے امام و مسجد اور قاضی موذن کو امام جعفر کی خاص

حفاظت میں رکھا تھا جو علي بن ابي‌طالب کي اولاد اور ایران کا بڑا
مشہور ولي تھا اور ساري غرض یهہ تھي که اس ولي کے ذریعہ سے تسخن
مرغوب هو جاوے مگر وہ سمجھتا تھا که لوگ اُسکی بڑے غالي شیعی
هیں چنانچہ شیعوں کي طبیعتوں کو اُنکے اماموں ملاؤں نے جنکي جاگیریں
اور وظیفے نادر شاہ کي تخت نشیني سے ضبط هوگئی تھی اُسکي طرف
سے برهم درهم کر رکھا تھا یہانتک که وہ هر ایراني کو اپنا دشمن سمجھتا
تھا اور بخصوص اپنے بڑے بیٹے رضا قلي سے اسلیئے نهایت رنجیدہ تھا که
وہ یهہ خوب سمجھا تھا که یهہ ناخلف باغیوں کے لیئے آلہ بنگیا چنانچہ
ایکبار ایسا اتفاق هوا که نادر شاہ ایک فوج کشي کے زمانہ میں کسي
جنگل میں گولي کے زخم سے جسکو کسي نے خفیہ لگائي تھي زخمي
هوگیا تھا اگرچہ اس خیال کي کوئي وجهہ نتھي که یهہ کام اُسکے کسي
دشمن کا هی مگر باوصف اُسکے اُسکو یهہ یقین هوا که وہ رضا قلي کا
فرستادہ تھا غرض که یهہ خیال اُسکے جي میں ایسا بیٹھا که اُسنے اپنے
نورچشم کي آنکھیں نکلوائیں بعد اُسکے سخت پشیماں هوا اور بجاے
اُسکے که اُس پشیماني کے هونے سے دل اُسکا نرم اور رقیق هوتا غیظ و
غضب اُسکا دونا هوگیا اور ترس خواهوں سے بطنز و تشنیع یهہ کہتا تھا
که جب میرا خاص بیٹا اپني جان کے خطرہ میں مبتلا تھا تب تم لوگ
اُسکے بیچ میں نہ پڑے اور اب رحم کے خواهاں هوتے هو غرض که رنگ
ڈھنگ اُسکے ایسے هوگئے تھے که وہ اپنے هم جنسوں کا کھلم کھلا دشمن
هوگیا تھا اور زور ظلم اُسکا اُن ظلموں کي برابر هوا تھا جو مال کے اخذ
و جبر میں برتے جاتے تھے اور ساري رعایا کو قتل نفس و اخذ مال کي
دھمکیاں سناتا تھا اور اُنکو ذلیل و حقیر سمجھتا تھا اور بلا تکلف جتاتا تھا
ان ظلموں کي بدولت فساد و بغاوتیں برپا هوئیں جنکے باعث سے نئے
نئے ظلم اُسکے هاتھہ سے لوگوں کو پہونچے یہانتک که شہر کے شہر اوجاڑے
اور کشتوں کے سروں سے اُن اوجڑي بستیوں کي یادگاري کي غرض سے

برج بنارے بنائے اور هزاروں كي آنكهيں نكلوائيں اور بڑي بڑي تكليفيں
پهونچائيں اور يهانتك نوبت پهونچگئي كه كوئي شخص اس كا بهروسا
نكرتا تها كه وه ايسي بري صورت سے ايك دم بهي محفوظ و مامون رهيگا
جس ميں سخت تكليف اوسكو اوٹهاني پڑيگي بعد اوسكي زندگي كے پچهلے
برسوں ميں جسماني بيماري يعني ماليخوليا كے مارے غيظ اوسكا زياده
هوگيا يهانتك كه رعايا ايسي سازشوں كے كرنے پر مجبور هوئي جنكے ذريعه
سے ايسے خوني مختار ظالم سے نجات اونكو حاصل هووے جنكا وجود
اوسكے وجود كے ساته قايم رهنا نهايت دشوار تها نادرشاه اپنے هموطنوں
سے كهٹكتا تها چنانچه اوسنے اوزبكوں كے ايك گروه كو ملازم ركها اور بلا
كسيطرح كي ريا كاري كے خاص اپني ذات كو پٹهانوں كي حفاظت ميں
سونپا اور حال آسكا يه تها كه وه اپنے پرانے سپاهيوں كے آزرده كرنے اور آنكے
پہلے دشمنوں يعني اوزبكوں اور پٹهانوں كي ترجيح دينے سے راضي هوتا
تها اور اب وه اسبات پر آماده هوا كه اپنے نئے رفيقوں كو اپني قوم سے
لڑاوے جنسے هميشه وه كهٹكتا رهتا تها چنانچه مرنے سے ايكدن پہلے جبكه
كه موت اسكے سرپر كهيل رهي تهي وه عين لشكر ميں اوچهل كر گهوڑے
پر سوار هوا اور اپني هي فوج سے بهاگ كر قلعه ميں محصور هونيكو باگ
اوٹهايا چاهتا تها مگر جبكه اوسان آسكے ٹهكانے آئے اور ضبط آسكا فرو هوا
تو اس مجنونانه حركت كے بعد آسكے پٹهان سرداروں كو طلب كيا اور
اپني جان كي حفظ و حراست كي غرض سے آنكي وفاداري سے استغاثه كيا
اور يهه صاف آنسے كها كه تم ميري جان كے بچانے ميں نمك حلالي
سے نچوكنا اور اس هدايت پر كنكو كر پورا كيا كه تمهرے ايراني پهره والوں
كو منتشر كرو اور ميرے بڑے بڑے اميروں كو پكڑو جكڑو مگر يهه حكم آسنے
ايسا خفيه نسنايا تها كه آن لوگوں كے كانوں تك نه پهونچتا جنكي
بربادي سے وه حكم متعلق تها اور اسليئے كه آنكي بربادي كے پورے هونے
ميں رات هي درميان تهي تو آنهوں نے اپني بربادي سے پہلے اپنے دشمن

کے قتل کی فرصت پائی چنانچہ بہت سے سازش کرنیوالے جنمیں مہر پہرہ کا کپتان اور خود اُسکی قوم افشار کا سردار بھی شریک و شامل تھا پچھلی رات اُسکے خیمہ میں داخل ہوئے اور جب کہ نادر شاہ اپنی بہاری دھڑوکا سے اکارا جس سے وہ ہمیشہ کانپا کرتے تھے تو وہ بیساختہ بچھونے کو لوٹا مگر جلد اُنہوں نے آپ کو سنبھالا چنانچہ منجملہ اُنکے ایک آدمی نے اُسکو تلوار کے زخم سے زمین پر گرایا اگرچہ نادر شاہ نے جوں توں اوٹھنا چاہا اور جانکے لالچ سے منت سماجت کا ارادہ کیا مگر سازش کرنے والوں نے فرصت کو غنیمت سمجھا اور واروں کو چوکنا کیا اور ہرگز نہ پسیجے یہانتک کہ کام اُسکا تمام ہوا جو اپنے ملک کے فخر و عزت کا باعث اور خوف و ہیبت لعنت ملامت کا موجب تھا یہہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۷۴۷ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۰ هجری میں واقع ہوا † *

جب کہ اگلی صبح ہوئی تو پٹھانوں نے احمد خاں ابدالی کے حکم سے جسکے شریک اوزبک بھی ہوگئے تھے ایرانیوں پر اس امید سے حملہ کیا کہ نادر شاہ کی جان بچانے کا اب بھی وقت باقی ہی مگر پٹھانوں کی قلت تعداد کے لحاظ و حیثیت سے اسباب کو آن کی خوش نصیبی سمجھنی چاہیئے کہ وہ اپنے ملک کو چلتے ہوگئے جسکی سرحد کے قریب نادرشاہ مارا گیا تھا ‡

---

† پیر بازین کے نامجات کی چوتھی جلد — یہہ عیسائی طبیب نادر شاہ کی حیات کے پچھلے برسوں میں ہمراہ اُسکے رہا تھا اور اُس زمانہ کا حال اچھی طرح سے بیان کرتا چنانچہ ہی سرجان مالکم صاحب کی تاریخ ایران اور نادرنامہ جسکا ترجمہ سر جونز صاحب نے کیا اور ہینوے صاحب کی تاریخ اُسکی تاریخ کی سندیں ہیں مگر ہینوے صاحب نے رضا قلی کے حالات کو مختلف بیان کیا اور بازین کے بیان کو نادر نامہ سے استحکام پہونچتا ہی چنانچہ نادر نامہ والے نے بھی نادر شاہ کے ظلم اور سنگدلی کو بہت رنگینی سے قلمبند کیا — لیور صاحب کی جلد چوتھی باب ۱۹ صفحہ ۳۹۸ جونز صاحب کی کتاب کی جلد پانچویں

‡ اس نا مساوی لڑائی کا بیان جو پٹھانوں اور ایرانیوں میں واقع ہوئی اور اس دلیری دلاوری اور نیک انتظامی اور خوش اسلوبی کا حال جسکے ذریعہ سے وہ

یہہ احمد خان اُس زمان خان کا بیٹا تھا جو ابدالیوں کا موروثي
سردار اور خراسان کي اول فتح کرنیکي غرض سے ابدالیونکا سردار بنکر گیا
تھا اور سدوزئي خاندان اُسکا تھا جسکو اُسکي قوم کے لوگ ایک طرحکا
معظم مکرم سمجھتے تھے تیئیس برس کي عمر میں نادر شاہ کي خاص
التفات و توجہ سے معزز و ممتاز ہوا تھا † *

## احمد خان دراني کي تخت نشیني کا بیان

وجوہ مذکورہ بالا کي نظر سے احمد خان کو اپنے ہاتھي بندوں پر
حکومت حاصل تھي جسکے قیام و استحکام میں اُسنے شتابي برتي
چنانچہ پاس پڑوس کي قوموں اور ملکوں پر رعب داب اپنا بٹھاکر
سال مذکورالصدر کے ختم ہونے سے پہلے ماہ اکتوبر سنہ ١٧٤٧ع میں

---

* چار ہزار [illegible] اپنے ملک کو [illegible] سلامت [illegible] نے دلچسپ طور سے لکھا
ہے جو خود بھي لڑائي کے تماشائیوں میں شامل تھا *

† سدوزئیوں کے جسم [illegible] مقدس جانتے تھے کہ اور لوگ اُنکو
ستاتے نہ تھے اور اُنکے پاس [illegible] اور چھوٹے بڑے افسر کسي
ابدالي کو سدوزئي کے [illegible] یہہ مشہور ہے کہ یہہ احمد خان نادر شاہ
کا چوبدار تھا [illegible] اُسکا [illegible] یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اٹک کے مغرب میں
[illegible] کا خطاب [illegible] ہوتا ہے جو سونے کي چوبیں
ہاتھوں میں رکھتے تھے اور یہاں ہندوستان میں عام چوبداروں کو کہتے ہیں مگر
باوصف اُسکے یہہ بات بہت معلوم ہوتي ہے کہ ایسا بڑا عہدہ ایک غیر قوم کے سردار
کو دیا جاوے احمد خان کي [illegible] معلوم ہے کہ وہ [illegible] کا اُن دنوں
[illegible] جبکہ نادر شاہ نے قندھار کو فتح کیا تھا نادر شاہ نے اُسکو سرفرازي بخشي
اور [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کي غرض سے روانہ کیا ــ
نادر نامہ [illegible] صفحہ ٢٢١ [illegible] نادر شاہ کا اس تدبیر
سے غالباً یہہ مطلب تھا کہ [illegible] قندھار کے ملک کا انتظام ہوجاوے تب تک
احمد خان کو اُسکي قوم سے [illegible] کہ اُس زمانہ کے ایک مورخ کے
بیان سے جو ابدالیوں کے ہمراہ تھا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ نادر شاہ اُسکي نگہباني
کرتا رہتا تھا مگر تمام افسر خفیہ خفیہ تعظیم اُس سے پیش آتے تھے ــ سرگذشت
عبدالکریم صفحہ ١٧٦ *

خاص قندهار میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور کسي فاسد عقیده کي ضرورت سے اپني قوم کا نام بدلکر ابدالي کي جگهه دراني رکها جو ابتک اسي نام سے نامي گرامي چلے آتے هیں † اور اپنے دربار کے رنگ ڈهنگوں کو دربار شاهي کے طور طریقوں پر ڈالا اور اسي بادشاه کے تمام استحقاق اختیار کیئے مگر برتاو انکا ایسے اعتدال و خوبي سے کیا جو اسکي حالتوں کا مقتضي تها چنانچه مطلق اختیار اسکو کهلي ملکوں اور شهراور نیز بلخ اور سند اور کشمیر اور دیگر مفتوحه صوبوں پر حاصل تها اور اسنے پٹهان قوموں کو انکے ملک کے ذاتي انتظام پر چهوڑا تها اور فوج یا روپیه کي امداد حاصل کرنے اور امن و امان کے قایم رکهنے کي قوت کو صرف اپني ذات سے متعلق رکهتا تها اور بلوچستان اور سیستان اور علاوه انکے چند اور مقام انکے ویسي سرداروں کے زیر حکومت چهوڑے تهے چنانچه انهوں نے احمد شاه کي اطاعت اختیار کي تهي اور جنگي خدمتوں کو بجالانا تسلیم کیا تها ایران کے نزاعوں کے باعث سے احمد شاه کي سلطنت میں اوس جانب سے کوئي خلل واقع نهوا اور اسي وجهه سے خراسان کے بهت سے حصه پر قبض و تصرف کرسکا مگر اوسنے اوس جانب میں زیاده بڑهنا دشوار سمجها اور مقام مشهد میں نادر شاه کے بیٹے شاهرخ کي حفظ و حراست پر قناعت کي اور جو اضلاع اوسکے مطیع و تابع تهے وه مشهد کے شرقي جانب سے محدود رهے غرض که اسنے وقت و کشایش کے حاصل کرنے اورمال و دولت کے فراهم لانے اور فوج کے مصروف رکهنے پر همت باندهي اور هندوستان کي سلطنت کا اراده کیا اور جو کار و بار اسنے پهلے پهل وهاں کیئے وه وقت کے لحاظ سے اکثر اون ملکوں کے قصے قضایوں سے پهلے واقع هوئے تهے جنکا ابهي بیان هوچکا *

---

† کسي غلط فهمي کے باعث سے جسکا باعث دریافت نهیں هوتا هندوستاني لوگ انکو خاجي پکارتے هیں اور بلاد شمالي میں خراساني کهتے هیں مگر صحیح یهه هے که خطاب انکا دراني هے

تخت نشینی کا کام ابتک بالکل پورا نہوا تھا کہ اُسنے مشرق کی طرف کو باگ اوٹھائی اور سارے ملکوں کو تحت حکومت کیا اور جبکہ اُسنے پنجاب کی بری حالت دیکھی تو اُسکو آگے بڑھنے کا حوصلہ ہوا پنجاب کا نائب السلطنت جو باغی ہو رہا تھا اور کسی قسم کی امداد اُسکو دلی کے دربار سے حاصل نتھی احمد شاہ کا طرف مقابل ہوا مگر تھوڑا سا مقابلہ کرسکا اور احمد شاہ لاہور اور علاوہ اوسکے اور شہر و دیہات پر قابض و متصرف ہوکر جو اُسکی راہ میں واقع ہوئے ستلج تک پہونچا اور جب وہ وہاں پہونچا تو اُسنے پایاب راہوں کو مغلوں کے قبضہ میں پایا جو اُسکے مقابلہ کو شاہزادہ احمد ولیعہد اور وزیر قمرالدین خاں کے تحت حکومت ہوکر آئے تھے اگرچہ احمدشاہ درانی کے پاس بارہ ہزار آدمیوں سے زیادہ نتھے مگر اوسنے دریافت کیا کہ عمدہ کامیابی کی توقع اُس فوج کی بہادری ہی پر موقوف و منحصر ہے چنانچہ وہ اوس دریا سے ایسے مقام پر اوترا جہاں پایاب کا نام ونشان تھا اور ہندوستانی فوج کو اپنے پیچھے چھوڑا اور سرہند پر قبضہ کیا جہاں ہندوستانیوں کا ذخیرہ اور تمام اسباب اندوختہ تھا اس کامیابی کے علاوہ اوسکے قبضہ و تصرف میں چند توپیں بھی آئیں اور وہ اس سے توپ کا نام و نشان اوسکی فوج میں تھا دشمن اوسکی چڑھائی سے ڈر گئے اور جبکہ وہ اونکے قریب آگیا تو اونہوں نے مقابلہ کیا اور لشکر کے آس پاس کھائیاں کھودیں اور یہہ بھی مصلحت تھی کہ اوسمیں سواروں کے قابل گروہوں سے کچھہ کام نکال سکتا تھا اگرچہ توپ کا ایک گولہ سے وزیر قمرالدین خاں ایسی حالت میں کام آیا کہ وہ نماز میں مصروف تھا مگر فوج اوسکی دس دن تک درانیوں کو مار او ہٹاتی رہی چنانچہ پچیسویں دن درانیوں نے ایک ایسا عام اور سخت حملہ خندقوں پر کیا کہ ایک فریق اونکا بادشاہی فوج کے بیچا بیچ گھس گیا مگر شکست کھاکر پیچھے کو لوٹا اور اوسیدن کی رات اپنے اپنے گھوڑوں کے بہانے پر مجبور ہوئے یہہ واقعہ ماہ مارچ سنہ ۱۷۴۸ع مطابق [illegible] ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں واقع ہوا ॥

بعد اوسکے شاهزادہ احمد نے فی الفور ایک نایب السلطنت کو پنجاب کے لیئے روانہ کیا مگر جبکہ یہہ شاهزادہ باپ کی بیماری کے مارے دلی کو راهی هوا تو احمد شاہ درانی اٹک کے پہونچنے سے پہلے پنجاب پر دوبارہ پهیلا اور اوسکو جب تک نچهوڑا که اوس نئے نائب السلطنت نے مستقل خراج دینے کا اقرار نکیا *

سرهند کی لڑائی کے بعد ایک مهینے کے اندر اندر محمد شاہ اپریل سنه ۱۷۴۸ ع مطابق ۲۶ ربیع الثانی سنه ۱۱۶۱ هجری کو مرگیا اور شهزادہ احمد جانشین اوسکا هوا جسکا خطاب احمد شاہ درانی اپنے حریف کا خطاب تها *

# چوتها باب

## مغلوں کی شاهنشاهی کے معدوم هونے تک

## احمد شاہ کی سلطنت کا بیان

احمد شاہ درانی کے پنجاب میں واپس آنے اور اوسکی مشهور فوتحا کی دهوم دهام کے هونے سے احمد شاہ هندوستانی برابر ترساں و لرزاں رهتا تها چنانچه کام ناکام اسبات پر مجبور هوا که ایسے دوست آشنائی کی خاطر کسی قدر خود مختاری سے دست بردار هووے جو بیگانه فیروز مندوں کی لوٹ مار سے اُس کو حفظ و حراست میں رکهه سکیں نظر بریں وزارت کا عهده آصفجاہ کو سپرد کرنا چاها مگر جب که آصف جاہ نے صاف انکار کیا جس کے بعد اُس نے وفات هی پائی تو بادشاہ نے نامرجنگ آصفجاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُسکی سعی و همت سے فراهم هوسکتی تهی مگر تهوڑے عرصه میں یهه بات اُسکو دریافت هوئی که احمد شاہ درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصه میں مصروف و مشغول هے چنانچه اس خبر کے سننے سے اُسکو اوس مدد کی ضرورت باقی نرهی جسمیں کا وہ جی جان سے خواهاں تها اور انتظام اپنی قلمرو کا

مرضی کے موافق پورا کیا چنانچہ سعادت خاں کے بیٹے صفدر جنگ کو وزیر اپنا بنایا اور اسلیئے کہ اوسی سردار کے پاس اودہ کی نیابت اب بھی باقی تھی تو بادشاہی ملازموں نے روہیلوں کے دبانے لیجانے میں بڑے بڑی ہمت کو صرف کیا جو اودہ کے شمالی حصہ میں بڑی صورت پکڑ گئی تھی ۔

علی محمد خاں روہیلہ کے مرجانے سے صفدر جنگ کو اس مہم میں عمدہ موقع حاصل ہوئی چنانچہ اوسنے قائم خاں بنگش جاگیردار فرخ آباد کو اوسکے ہمسایوں کے مقابلہ پر قائم کیا اور ماہ دسمبر سنہ ۱۷۴۸ع مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو ایکے مرنے کی بابت باہم قول و قرار ہوئی اگرچہ قائم خاں ایکبار پہلے تو کامیاب ہوا مگر لڑائی میں مارا گیا اور جب کہ صفدر جنگ اپنے پہلے مطلب یعنی روہیلوں کی شکست سے مایوس ہوا تو اُس نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یوں پورا کیا کہ اپنے رفیق قائم خاں مقتول کی بیوہ کے قبض و تصرف سے بہت سا ملک اُس کا دبالیا مگر اس دوں ہمتی سے کچھہ فائدہ اس کو حاصل نہ ہوا اسلیئے کہ قائم خاں کے بھائی صفدر جنگ کے نائب سے باغی ہوگئے اور روہیلوں کو اپنی مدد کے لیئے بلایا یہاں تک کہ خود وزیر بڑی بھاری فوج لیکر اُن کے مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا اگرچہ فوج اوس کی کثرت کی جہت سے بہت کچھہ تھی مگر انتظام کی وجہ سے بے قاعدہ تھی چنانچہ اُس فوج نے اپنے ہی قلمرو کے باشندوں کو لوٹا کھسوٹا جو محمد صلعم کی آل اور فاطمہ کے لال تھے اور بہت سے پٹھانوں کو قتل کیا جو اُن سے بمقابلہ پیش آئے بہت بات اچنبھے کی نہیں کہ ایسی بے قاعدہ فوج کو تھوڑی سی فوج نے شکست دیکر گرفتار کیا ہو بلکہ ایسا ہی واقع ہوا چنانچہ خود وزیر زخمی ہوا اور فوج نے شکست کھائی اور روہیلے وزیر کی قلمرو میں گھس بیٹھے گئی اگرچہ لکھنؤ اور الہ آباد سے مزاحمت کر دیگئی گئی مگر دوآبات میں گھس گئی اور وزیر و بادشاہ دونوں کا مونہہ چڑایا

وهي يهه واقعه سنه ۱۷۵۰ ع مطابق سنه ۱۱۶۳ هجري ميں واقع هوا *

جبكه صفدر جنگ نے اپني پريشانيوں كي عروج وترقي ديكهكر اپني قوت و همت كو روهيلوں كے مقابله ميں ضعف و ناتوان پايا تو اُس نے مرهٹوں كے بلانے كي طرح ڈالي جسميں سلطنت كي ذلت و شكست صاف پيچيده تهي چنانچه اُس نے ملهار راؤ هولكر اور جي اپا سندهيا سے اعانت كي درخواست كي جنكو بالاجي پيشوا نے ابهي مالوه كو واپس بهيجا تها اور بڑي امداد معين كے وعده سے اُنكو اسپر مايل كيا كه وه اپني فوج كا بڑا حصه ليكر قصد اِس جانب كا كريں اور شريك اُس كے هوويں غرض كه يهه تدبير اُس كي راس آئي اور اِسي قسم كي تدبير سے جاٹوں كے راجه سورج مل كي خدمتوں كو دوباره حاصل كيا جو پہلي لڑائي ميں شريك حال اُس كا هوا تها حاصل يهه كه ان مددگاروں كي امداد و اعانت سے سنه ۱۷۵۱ ع مطابق سنه ۱۱۶۴ هجري كو ايك قايم لڑائي ميں اس نے روهيلوں كو شكست ديكر اُن كے خاص ملك پر يورش كي اور كوه همالہ كي پست شاخوں ميں اُن كو بهگايا جو اُن كے ملك كي شمال مشرقي كي حديں تهيں بعد اوس كے مرهٹوں كے استحقاق كي نسبت يهه بات كهي كه وه ممالك مفتوحه سے وصول كريں چنانچه مرهٹوں نے هاتهه پهيلاني شروع كي اور تاخت تاراج سے اوس ملك كو ايسا خاك سياه كيا كه برسوں تك نه سنبهلا *

ان دست اندازيوں كي سرگرمي سے روهيلوں كي معيشت ايسي تنگ هوگئي كه بهوكوں كے مارے صفدر جنگ كي اطاعت كو قبول كيا اور اپنے سرداروں كے پيش پالكي كے اپني چند ديهات پر بس كركے بيٹهے † *

دلي كے دربار كو جو تهوڑا سا فايده اس كاميابي سے حاصل هوا وه

---

† حافظ رحمت خاں كي سرگذشت ميں روهيلوں كي لڑائي كا حال اچهي طرح بيان كيا گيا نه اُس سے روهيلوں كي كاميابي واضح هوتي هے ۱۲

اوس نقصان کے هونے سے زائد نه سمجھا گیا جو حاکم اجمیر کے شکست
کھانے سے عاید هوا جسنے ریاست جودھ پور کے دو دعویداروں کے نصفا
نصف میں قسمت اندازي کي تو يه بابت مفوضه میں گهاٹا رها *

جس زمانه میں که مغلوں کی سلطنت روز بروز ایسی طرح ضعیف
و ناتوان هوتی جاتی تھی تو دفعتاً یه خبر لگی که احمد شاه
درانی نے پنجاب پر دوباره حمله کیا اور بعد اوس کے یه درجه اٹھا که
پنجاب پر پورا قابض هوگیا اور [illegible] ایلچی اس غرض سے اوس نے روانه کیا
که شاه هندوستان سے اوس صوبه کو بحسب ضابطه حاصل کرے حاصل یه
که احمد شاه کی درخواست اوسی جوانوں کے خوف سے فی الفور منظور
هوئی جسکو نادرشاه کے عالموں سے اوڑایا تھا اور ایک تکمه پاس اوس کی
[illegible] اور جبکه صفدرجنگ [illegible] کو لیکر دلی میں داخل
هوا تو [illegible] اس انتظام یعنی پنجاب کے تفویض کو کامل پایا اور
اس میں [illegible] شبه نهیں که اگر وه خود دلی میں موجود هوتا
تو [illegible] اور اگر وه یه سمجھا که [illegible] اوسکی
[illegible] حاصل هوگا تو اوس کی تبدیل کے بعد بھی اوس
[illegible] پنجاب کی تفویض کو اپنی شکایت کا بہانه
[illegible] بادشاه کی [illegible] کا باعث بنایا تھا اور حقیقت
میں [illegible] منجمله اوسکے بڑی وجه
یه [illegible] اور دربار میں حاضر نه تھا
[illegible] ایک خواجه سرا کو
حاصل هوا تھا جسپر بادشاه اور اوس کی ما دونوں نهایت مهربان تھے اور
[illegible] یه سوچا سمجھا که میرے موجود
هوتے پر بھی [illegible] تو اوس نے وه بری طرز اختیار کی جو
دلی کے لوگوں میں [illegible] یعنی اوس نے جاوید کو
دعوت میں بلایا اور عین دعوت میں اوسی کو قتل کرایا اس زور و زبردستی

سے بادشاہ اسقدر برهم هوا جسقدر که قیاس میں آسکتا هے اور بہت جلد انتقام کے درپے هوگیا اور انتقام کا ذریعہ حاصل کیا غازي الدین آصفجاہ کا بڑا بیٹا اپني چھوٹے بھائیوں کے جھگڑے بکھیڑوں کے شروع میں دلي میں چندے سکونت پذیر هوا تھا مگر بعد اُس کے کسي قدر سے بالاجي پیشوا سے علاقہ پیدا کرکے هولکر اور سیندھیا سرداروں کے ساتھہ دکن کو روانہ هوا تھا اور اورنگ آباد میں پہونچکر مرگیا تھا اور اُس کا بیٹا جوان گبرو جس کو دلي میں چھوڑ گیا تھا صفدر جنگ وزیر کي لطف و عنایت سے غازي‌الدین خاں کے خطاب اور امیرالامرائي کے منصب پر سرفراز هوا اور یہہ وهي جوان تھا جو اپنے محسن صفدرجنگ کے مقابلہ پر بادشاہ کے ایماء و اشارہ سے اُن کاموں کا کارپرداز رها جو اُس کے مربي کے خلاف پر تجویز کیئے گئے تھے یہہ گبرو جوان ایسے مغل درباریوں کا نمونہ تھا جو عیش و عشرت سے بڑے آشنا اور لطف و لذت سے پورے واقف نہ تھے چنانچہ عزم اُس کا بلند اور نگاہ اُسکي والا اور بڑے بڑے ارادوں کے اخفا میں ایسا متقني و مکار تھا جیساکہ اُن کو قبض و قابو میں رکھنے کے لیئے قابل نہ تھا اور اِسي وجہہ سے اپنے کاموں کے نکالنے میں قتل و دغا کو ظاهري ذریعہ سمجھتا تھا اور جیساکہ وہ اپنے چال چلن میں قانون و قاعدوں کا پابند نہ تھا ویساهي اُن کے نتیجوںکي پروا نکرتا تھا *

اُسکي تدبیروں پر وہ ملکي لڑائي مترتب هوئي جس کا تصفیہ معمول کے موافق میدان میں نہوا بلکہ یہہ بات اُن سے پیدا هوئي کہ دلي کے بازاروں میں لاٹھي پونگے اور چھري کٹاري اور دھول جوتي کي لڑائیاں چھہ مہینے تک روز مرہ قایم هوئیں اور فریقین کے قصیے قضائے اختلاف مذهب کے غیظ و غضب سے چوگنے هوگئے اس لیئے کہ صفدر جنگ اپنے مذهب کا شیعہ اور غازي الدین اُس کا مخالف سني تھا چنانچہ سني شیعوں کي لڑنے والوں کا لقمہ اور مابہ الامتیاز

اون کا ایک اوراق توی یعنی سنی دم چار یار اور شیعے دم پنجتن
کہتے تھے اور جب کہ صفدر جنگ نے آخرکار آپ کو کمزور ہوتا پایا
اور اون مرہٹوں کو جو اوس حکم نواب کے قریب پہونچا دیکھہ کر جنکو
غازی الدین نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا پریشان ہوا تو یہاں طور
لڑائی کرنے پر مجبور ہوا کہ [illegible] اوس کے قبضہ میں رہیں
[illegible] کہ غازی الدین اپنے دشمن سے فارغ ہوا اور اپنے رفیق مرہٹوں کو
مصروف کیا چاہا چنانچہ بعد اوس کے وزیر صفدر جنگ کے
ایک شریک سے انتظام لیا اور سوری مال پر [illegible] ہوگیا جس کے مضبوط
و مستحکم قلعوں اور [illegible] ہوتا [illegible] کے معرکوں میں
بہت سا مصروف رہا مگر بادشاہ غازی الدین خاں کے غرور و نخوت
سے آخر ناراض ہوگیا کہ صفدر جنگ کی خوبے و خدمات سے
ویسا ناراض نہ تھا اور جس قدر کہ اپنی سعی و محنت سے بادشاہ
اکثر گوشہ شکار کے بہانہ سے آپس کو ایک روانہ ہوا مگر حقیقت
میں مقصد اوس کا یہہ تھا کہ وہ اون مرہٹوں سے فائدہ اوٹھائے جن میں
غازی الدین خاں مرہٹوں کی حمایت لڑائی کے کار و باروں میں جن کو
بادشاہ نے خوب سوچ سمجھہ کر [illegible] ایسی تھوڑی سمجھہ اوس
سے ظاہر ہوئی کہ ایسی تدبیر اوس نے صفدر جنگ کے شریک بنانے
کی [illegible] اور اسی وقت سے غازی الدین کو بڑی چوٹ لگی
اسی سبب میں [illegible] کہ وہ بادشاہ اپنی تدبیروں کو اوسی پر
لوٹاوے یعنی بادشاہ کی تدبیریں ایسی [illegible] تھیں کہ اون کے
توڑنے کے واسطے [illegible] سوچ بچار کی ضرورت نہ تھی چنانچہ اوسنے
اوس [illegible] کو [illegible] جس میں وہ [illegible] جان سے مصروف تھا
اور اپنے رفیق مرہٹوں کو بادشاہ کے مقابلہ پر روانہ کیا مگر جب کہ
اوس کو یہہ پوچھہ [illegible] کہ بادشاہ لڑائی میں ہارا گیا تو خود لشکر
میں چلا آیا اور اوس کو گرفتار پنجہ بلا کر تخت سے اوتار کر اوس کی اولد

اوس کي ماں کي آنکهيں نکلوائيں يهه حادثه ماه جولائي سنه ۱۷۵۴ مطابق شعبان سنه ۱۱۶۷ ميں گذرا بعد اوس کے بادشاهي نسل کے ايک اور شاهزادے کو تخت نشين کيا اور عالمگير ثاني کے خطاب سے اوس کي بادشاهت کي منادي کرائي † *

## عالمگير ثاني کي سلطنت کا بيان

بعد اِس انقلاب کے صفدر جنگ مرگيا اور غازي الدين نے وزارت کا عهده اختيار کيا اور صفدر جنگ کے بيٹے شجاع الدوله کو اوس کے باپ کي جاگير پر جوں کا توں قابض و متصرف چهوڑا جس سے وه اوس کو خارج نکرسکا يهه قصه ستمبر سنه ۱۷۵۴ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۶۷ هجري کو پيش آيا اور اب امن و امان کا عرصه اُس سے زياده گذرا جس کي توقع وزير کي چلبلي طبيعت اور اچهلي بلند نظري سے زياده متصور تهي مگر وزير کا ملکي انتظام اب بهي ايسي خود مختاري سے تها جيسا که پهلے سے برابر چلا آتا تها آخر کار اُس نے اپنے برے کرتوں سے بهت سي فوج کو بغاوت پر آماده کيا اور ايسا آنکهوں سے گرا که باغيوں نے اُس کو پکڑا اور دلي کے گلي کوچوں ميں ننگے سر اور ننگے پانو اُس کو کهينچتے پهرے اگرچه باغي قتل کي دهمکياں سناتے تهے مگر وه بهي اون کو برا بهلا کهکر جتاے جاتا تها که تم گستاخي کا مزا پاؤ گے اور اُس کي سزا ميں جان اپني گنواؤگے غرض که سرکاري ملازموں کي بدولت اوس کشاکش سے نجات اوس نے پائي اور نجات پاتے هي باغيوں کے قتل قمع کا حکم جاري کيا اور اون کے مال و اسباب کو لٹواکر نام و نشان اونکا نچهوڑا *

جبکه شور و آشوب کے زور شور اور فساد و فتنه کے جوش و خروش تهے تو بادشاه نے غازي الدين کي جان بچانے کے بهانه سے باغي فوج کو اِس شرط پر بقيه‌ت کا روپيه دينا ٹهرايا تها که وه اپنے قيدي کو همارے

† سيرالمتاخرين اور گرينٹ ڈف صاحب کي تاريخ سے يهه بيان ليا گيا

حوالہ کریں مگر غازي الدین کو اس تدبیر سے بادشاہ کي نسبت شبہہ پیدا ہوا اور اپنے نام کے بادشاہ کي سازشوں کي روک تھام کے لیئے جنکا ظہور اوس کي ذات سے ممکن سمجھتا تھا بہت سي تدبیریں برتیں *

غازي الدین وزیر اس وقت لاہور پر جاتا تھا کہ فساد مذکور کے ہونے سے اوس کے کاروبار میں خلل پڑا مگر باوصف اس کے اوس نے کوچ کو جاري رکھا اور وہ میر منو جو شاہ دھلي کي جانب سے پنجاب کا حاکم تھا اور جب کہ احمد شاہ دراني نے دلي کے دربار سے صوبہ پنجاب کو حاصل کیا تھا تو اوسنے اوسکو اوسي عہدہ پر قایم رکھا تھا بقضاے الہي مرچکا تھا اور احمد شاہ نے اوسکے شیر خوار بیٹے کو اوس کي جاي کي سرفرازي دي اوسکي جاے جانشین اوس کا کیا تھا غازي الدین نے یہہ صورت دیکھہ بوالتزار ایسے لوبہہ لالچ کے اوبہار سے جس کي لاگ قاعدت اوس کے قبض و قدرت سے خارج تھي میر مرحوم کي بیوہ سے دوستانہ وزیرانہ خط و کتابت جاري کي اور اس کي دانستدا بیٹي سے نکاح اپنا چاہا چنانچہ رشتہ منعقد ہوا اور وزیر اپنے بدلہ بچانے کے بہانہ سے لاہور کي جانب کو روانہ ہوا اور جبکہ بطور مذکور اس نے ہر ایک قسم کا شک شبہہ مٹا دیا تو سنہ ۱۷۵۹ مطابق سنہ ۱۱۷۰ میں یکایک شہر کو جا دبایا اور وہانکي حاکمہ یعني اس رانڈ بیوہ کو پلنگ پر سوتے گرفتار کیا غرضکہ جب اس دکھیا رانڈ کو لشکر میں لائے تو وہ دکھیا کلیجي غازي الدین اپني ادھوري جوانئي کو دیکھنے لگي اور اس نے یہہ پیشن گوئي کي کہ احمدشاہ دراني انتقام اس حرکت ناشایستہ کا لیویگا اور اس کے انتقام کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوستان بربادي کو پہونچیگا اور اس کے باشندے مارے جاوینگے چنانچہ یہہ پیشن گوئي بہت جلد اس کے بعد واقع ہوئي اسلیئے کہ احمد شاہ دراني نے اس زور ظلم کے سنتے ہي جو اسکے متوسل پر واقع ہوا انتقام دشمن پر کمر باندھي اور بہت شتابي چالاکي بہت کے قندھار

سے کوچ کرکے پنجاب سے گذر گیا اور کوئي مرد اُس کے سامنے نپڑا یہاں
تک کہ دلي سے بیس میل کے اندر داخل ہوا مگر غازي الدین نے
یہہ حکمت برتي کہ اُس رانڈ کو ٹھنڈا کرکے اُس کي وساطت حاصل
کي اور اُس کے ذریعہ سے احمد شاہ کي فوج میں یکایک جا پہونچا اور
جو جو قصور اُس کي ذات سے متعلق تھے وہ احمد شاہ سے معاف کرائے
مگر احمد شاہ نے اپنے نقصان کا معاوضہ چاہا اور مطالبہ کو پورا کرنیکي
غرض سے دلي کي جانب کو آگے بڑھا چنانچہ جب وہ بہت لگ بھگ
پہونچا تو نادرشاہ کا کارنامہ یاد آیا اور وہي ہیبت شگفتہ ہوئي اور
وجہہ اُس کي یہہ تھي کہ اگرچہ احمدشاہ اپنے مزاج و طبیعت سے
نادر شاہ کي مانند سفاک بیباک تو نہ تھا مگر اپني فوج پر قبض و
قابو پورا پورا نرکھتا تھا چنانچہ دلي قتل و غارت کا ٹھکانا اور زور ظلم کي
نمایش گاہ بنگئي اور یہہ مصیبت خاص دلي پر منحصر نہ تھي بلکہ
احمد شاہ نے فوج کا ایک ٹکڑا غازي الدین کي ہمراھي میں شجاع الدولہ
پر اِس نظر سے روانہ کیا کہ اُس سے خراج کو وصول کرے اور خود
جاٹوں پر چڑہ کر گیا چنانچہ اُس نے بلب گڈہ کے قلعہ کو ایک بڑے
مقابلہ کے بعد جو محصوروں کي جانب سے وقوع میں آیا فتح کیا
اور محصوروں کو گردن مارا مگر ایک بات اُس کي فوج کے ٹکڑے نے
ایسي کي کہ اُسکي خصلت بلکہ اُس کي قوم کي خوے و خصلت
کو اوس نے دھبا لگایا یعني متھرا سے مقدس شہر کو جو ھندوؤں کے عقاید
کے موافق مقدس شہروں میں گنا جاتا ھی ایسي وقت میں ستایا کہ
ایک مذہبي تہوار اوس میں بڑي دھوم دھام سے رچایا گیا تھا چنانچہ
ساري بستي کو یکایک جا دبایا اور بیچارے معتقدوں کو ایسي بیباکي سے
قتل کیا جس کي توقع ایک ایسي ادھوري وحشي قوم سے ہوسکتي تھي
جو نادر شاہ کي خو بو رکھتي تھي اور اوسکو ھندو بت پرستوں اور
اون کي بت پرستي سے ویسي ھي نفرت تھي جیسي کہ نادر شاہ کو

اون سے حاصل نہوئي اسي عرصہ میں خود احمد شاہ آگرہ کو متوجہ
هوا اور جاٹوں کے ایک قلعہ او خاص اوس شہر کا محاصرہ کیا مگر
اس وقت ایسي گرمي پڑنے لگي کہ گرمي کي شدت سے درّاني مرنے
لگے جو گرمي کے متحمل نہ تھے چنانچہ احمد شاہ اوس روپیہ کے
حاصل هونے سے جس کو اوس نے حاصل کیا تھا ماہ جون سنہ ۱۷۵۷ع
مطابق شوال سنہ ۱۱۷۱ هجري کو اپني قلمرو کے جانے پر مجبور هوا
اور روانگي سے پہلے خاندان تیمور کي ایک شاهزادي سے نکاح اپنا کیا اور
دوسري شاهزادي اپنے بیٹے سے بیاهي جو بعد اوس کے تیمور شاہ کے
خطاب سے پکارا گیا اور جب کہ بادشاہ نے احمد شاہ سے منت
سماجت کرکے یہ بات کہي کہ غازي الدین وزیر کے رحم و کرم پر
مجھکو چھوڑنا مروت کے خلاف اور مهمان نوازي کے مناسب نہیں
تو اوس نے نجیب خاں روهیلہ کو جو مخاطب نجیب الدولہ
مشہور و معروف اور بڑي طاقت اور عمدہ لیاقت کا سردار تھا
دلي کا امیر الامرا مقرر کیا اور یہ بات اپنے جي میں ٹھاني
کہ میرے اس رتبہ دلي کے عطوفت و عنایت سے جو دوري کي
صورت میں بھي قائم رهیگي یہ سردار اوس وزیر کے مقابلہ میں برابر
کي چوٹ هوگا ۱ *

جونہي کہ احمد شاہ اقلیم هندوستان سے باهر گیا تو غازي الدین نے
دوبارہ سر اوٹھایا اور جب کہ احمد شاہ اپني قلمرو کو روانہ هوا تھا
تو غازي الدین فرخ آباد میں موجود تھا غازي الدین نے امیر الامرائي کا
منصب حاکم فرخ آباد احمد خاں بنگش کو عنایت کیا اور
نجیب الدولہ کو معطل کیا [illegible] چونکہ تنہا غازي الدین اتني قوت نرکھتا

---

۱ بیان مذکورہ بالا خاتمہ سیرالمتاخرین سے لیا گیا اور واقع هونے یہ بیان
اکثر مقاموں میں پٹھانوں کے بیان سے مطابق هی مگر پٹھان اسقدر بیان کرتے هیں
کہ احمد شاہ خود دلي میں رہا اور آگرہ متھرا کي مہموں کو جہان خاں نے انجام کو
پہونچایا

تھا کہ وہ دوسرے انقلاب کو پیدا کرے تو اوس نے اپنی کمک کے لیئے مرہٹوں کو طلب کیا جو اب پہلے زمانہ کی نسبت نہایت قوی ہوگئی تھی *

اگرچہ بالاجی پیشوا نے سنہ ۱۷۵۲ کے شروع میں صلابت جنگ سے آشتی کی تھی جیساکہ بالا مذکور ہوا مگر بڑے غازی‌الدین اِس غازی الدین کے باپ سے جو صلابت جنگ کا بھائی اور حریف مخالف تھا بات چیت کرنے میں وہ آشتی مانع مزاحم نہوئی تھی چنانچہ جب بڑا غازی الدین دلی سے دکن کو جاتا تھا تو بالاجی تمام فوج اپنی لیکر اورنگ آباد میں آیا اور اوس کا ساتھی ہوا اور دونوں فوجوں کے ملنے سے یہہ کثرت ہوئی کہ بسی صاحب فراسیسی کی امداد بھی صلابت جنگ کی حفظ و حراست کے لیئے کافی وافی نہوتی اگر غازی‌الدین کے یکایک مرجانے سے وہ خطرہ رفع دفع نہوتا بعد اوس کے بالاجی پیشوا جنوب کے امورات اور فراسیسوں اور انگریزوں کے اون جھگڑوں بکھیڑوں میں مبتلا ہوگیا جنکا حال اون قوموں کی تاریخوں میں تفصیل وار لکھا جاویگا اور چونکہ بات اوس کی بن بڑی اور خاص گھر میں حکومت جمنئی او داماجی جیکواڑ کے چہوڑ نے پر چہاتی تہوکی اور گجرات کے نظم و نسق میں امداد اوس سے چاہی اور اوس کی رہائے پر ایسی ایسی کڑی شرطیں ٹہرائیں کہ منجملہ اونکے ایسی ایسی خراجوں کا دینا اور ایسے ایسے استحقاقوں کا قایم رکھنا بھی تھا جنکی بدولت انجام کو بہت سے قصے قضاے برپا ہوئے مگر پہلے پہل بہت سے بلکہ سارے کام اوسی کامیابی سے جاری رہے چنانچہ داماجی پیشوا کے بھائی راگھوباجی کے ہمراہ سنہ ۱۷۵۵ میں گجرات کو روانہ ہوا اور ساری گجرات کو محکوم و مطیع اپنا بنایا بعد اوس کے راگھوباجی نے راجپوتوں کی ریاستوں سے محصول وصول کیا اور مالوہ پر گذرتا ہوا بامراد اپنے گہر کو واپس آیا بعد اوس کے سنہ ۱۷۵۶ع میں

راگھوباجي مالوہ کو دوبارہ روانہ ہوا اور غازي الدين وزير نے اوس سے اعانت طلب کي چنانچہ اوس نے راگھو باجي کے سہارے پر دلي پر چڑھائي کي اور شہر پر تصرف کيا اور قلعہ مبارک کو چاروں طرف سے گھيرا جس ميں ايک مہينہ سے زيادہ عرصہ صرف ہوا اور مقابلہ جاري رہا *

باوصف اس مقابلہ کے يہہ امر ظاہر تھا کہ نجيب الدولہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ آيندہ نہوسکيگا چنانچہ بادشاہ نے پہلے سے پہلے دور انديشي کرکے اپنے بيٹے کو جو بعد اوسکے شاہ عالم کے خطاب سے نامي گرامي ہوا کسي قلب مقاميں بھيجا مگر نجيب الدولہ کے بچاؤکي دشواري باقي رہي سو غلاموں کو رشوت دينے سے وہ کام بھي پورا ہوا بعد اوس کے بادشاہ نے قلعہ کے دروازے کھولے اور غازي الدين کو وزير اپنا تسليم کيا اور نجيب الدولہ خاص اپنے ملک ميں چلا گيا جو دلي کے شمال ميں سہارنپور کے متصل واقع ہي اور روہيلکھنڈ اور اوس ميں گنگا حايل ہي ‡ *

دلي کے فتح ہونے پر بھي راگھو باجي شہر کے متصل جب تک پڑا رہا کہ ايک بڑي اور آسان مہم اوس کو سر کرني پڑي بيان اوس کا يہہ ہي کہ جب سنہ ١٧٥٧ ع ميں احمد شاہ اقليم ہندوستان سے چلا گيا تھا تو جہان خان سرداري کي رہنمائي پر تيمورشاہ اپنے بيٹے کو پنجاب پر چھوڑا گيا تھا مگر آدينہ بيگ اوسکا مخالف تھا جو نہايت مکار و متفني اور مير منو کے عہد حکومت ميں مير منو کا نائب تھا اور اوسکي سازشوں کي بدولت بہت سے انقلاب و تغير تبدل پنجاب ميں واقع ہوئے تھے اور احمد شاہ کي دشواري پورہ کوہي کو چلا گيا تھا اور اب ميدان خالي

---

‡ واضح ہو کہ يہاں شايد گنگا سے رام گنگا مراد ہي ورنہ نجيب آباد اور روہيلکھنڈ کے درميان گنگا حايل نہيں ہاں سہارنپور اور نجيب آباد کے درميان ميں گنگا حايل ہي ١٢ مترجم

پاکر بڑے بڑے ارادوں کے پورا کرنیکی ارادہ پر واپس آیا تھا چنانچہ پہلے پہل اوسنے رعب داب اپنا سکھوں پر جتاکر شریک اپنا گردانا جنہوں نے پچھلی بدانتظامیوں میں اپنی قوت کو بحال و قایم کیا تھا مگر جب کہ اونکی همت و قوت کو اپنے مطلب کے لیئے کافی وافی نپایا تو راگھوبا جي سے راہ پیدا کي اور اوس آساني سے اوسکو واقف کیا جسکي بدولت ایسا معقول انعام اپنے هموطن بھائیوں کے لیئے بکمال آساني وہ وصول کرسکتا تھا غرض کہ راگھوبا جي ماہ مئي سنہ ١٧٥٨ع مطابق شعبان سنہ ١١٧١ هجري کو روانہ هوا اور لاهور اور ساري پنجاب پر قبضہ کیا اور درانیوں کا یہہ حال هوا کہ اوسکے آگے سے پیچھے کو هٹتے لوٹتے چلے گئے اور لڑائي بھڑائي بدون اٹک پار اوتر گئے بعد اوسکے مرهٹوں نے پنجاب کي حکومت آدینہ بیگ کو بخشي اور جب نہ وہ جلد مرگیا تو ایک مرهٹا جانشین اوسکا مقرر هوا تبدیل مذکور سے پہلے حکومت پنجاب کو غیر مستقل حفاظت پر چھوڑ کر راگھوبا جي دکن کو روانہ هو چکا تھا اور علاوہ اسکے هندوستان کے اور حصوں میں بھي مرهٹوں کے کار و بار کو بڑي تر و تازگي پر چھوڑا تھا اور مرهٹوں کي ایک فوج سیندھیا کي حکومت میں خاص دلي سے نجیب الدولہ کے تعاقب میں اسکے خاص ملک کي جانب کو روانہ هوئي تھي جہاں وہ بیچارہ بھاگ کر گیا تھا اور جبکہ نجیب الدولہ نے اونکے مقابلہ کي قوت نپائي تو اپنے ملک کو قتل و غارت کے حوالہ کرکے سکرتال پر چلا گیا جو گنگا کي ایک پایاب راہ پر پناہ گیریکے قابل تھي چنانچہ تمام برسات اس مقام میں بڑي دشوري سے مقیم رہا مگر اس زمانہ یعني جون لغایت ستمبر سنہ ١٧٥٩ع مطابق سنہ ١١٧٢ هجري میں ایک متفق گروہ کو دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار کیا جسمیں قرب و جوار کے راجے بوجہ عام خطرہ کي نظر سے شریک و شامل تھے *

صوبہ پنجاب پر پہلے سے مرهٹے قابض و متصرف تھے اور غازي الدین کے سکھلانے بہکانے سے اودھ کا ارادہ کر رہے تھے اور بلا تکلف یہہ بڑا بول

اپنے صوبہ سے نکالنے آئے کہ ہمارا ارادہ یہہ ہی کہ سارے خاص هندوستان پر قبضہ کریں اور جسبب کہ یہہ خدشہ پیدا ہوا تو شجاع الدولہ اپني پرانی عداوتوں کے بھولنے اور نجیب الدولہ اور دوسرے مخالفوں یعنی روہیلوں کے ملانے پر مائل ہوا جو مرہٹوں کا حافظ رحمت خاں بڑا مخالف اُسکا شامل تہا جو دوسرے ہی کہ داتا جی سیندھیا کو اتفاق مذکور کا پرچا لگا تو اُسنے گوبند راو بندیلہ ‡ کو روہیلکھنڈ کے دوآبوں کے ایک اپنے لشکر سے الگ کرکے روانہ کیا چنانچہ داتا جی کے حکم کی تعمیل معقول طور پر کی گئی کہ ایک مہینے سے کچھہ زیادہ عرصہ میں تیرہ سو گانو اُس ملک کے جلا پہونکے گئے اور روہیلے دریاؤں میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوئے مگر شجاع الدولہ اُنکے کام آیا کہ اُنکو اُس بھاری مصیبت سے چہوڑایا چنانچہ شجاع الدولہ اُنکی اعانت کے لئے لکھنؤ سے روانہ ہوا اور یکایک مرہٹوں کو دبایا اور بہت سا نقصان پہونچاکر گنگا پار اُنکو بھگایا یہہ واقعہ ماہ دسمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ هجری میں واقع ہوا داتا جی سیندھیا کی فوج اُس ٹکڑے کے ٹوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی تہی کہ وہ صلح کے خواہاں ہوئے مگر اس وجہہ سے زیادہ قوی وجہہ یہہ تہی کہ احمد شاہ درانی کابل سے روانہ ہوکر بہت قریب آپہونچا تہا غرض کہ مرہٹوں نے شجاع الدولہ اور اُسکے رفیقوں سے آشتی کی شرطیں پیش کیں اور بحسب اُن شرطوں کے آشتی باہم ہوئی مگر مدت تک قایم نہیں رہی ║ *

## احمد شاہ درانی کے پچھلے حملہ کا بیان

جبکہ سنہ ۱۷۵۸ع میں احمد شاہ کے بیٹے تیمور شاہ کو پنجاب کی حکومت سے خارج کیا تہا تو وہ اپنی قلمرو کے شمال مغربی حصہ

‡ یہہ بندیلہ اصل میں ایک برہمن مرہٹہ تہا جس نے بندیل کھنڈ میں متعین رہنے سے بندیلہ کا لقب حاصل کیا تہا اور ساگر کالپی کی ریاستوں کا مورث اعلی تہا جو اب نیست و نابود ہوگئیں

║ سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب

میں مصروف و مشغول تھا اور جب کہ پنجاب کو دوبارہ قبضہ میں
لانے کی غرض سے روانہ ہوا تھا تو بلوچوں کے حاکم ناصر خاں کی
بغاوت اُسکے کوچ مقام کی مانع مزاحم ہوئی جنسے پوری خودمختاری
کا ارادہ کیا تھا یعنی بلوچوں کے نظام و نسق کے حسب دلخواہ اپنے پورے
کرنے میں بڑا اُسکو توقف پڑا بعد اُسکے شکار پور کی جنوبی سڑک کی راہ
سے اٹک کو روانہ ہوا اور پشاور تک اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا
ہوا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق محرم سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں اٹک
پار اوتر کر پنجاب میں داخل ہوا مگر مرہٹوں کی جانب سے کوئی
مقابلہ وقوع میں نہ آیا اور احمدشاہ شمالی پہاڑوں کو طے کیئے گیا اور
قریب اونکے رہ سہکر چڑھے دریاؤں اور اوجڑے ملکوں پر گذرنے سے محفوظ
رہا یہاں تک کہ پہاڑوں پر زوں سہارنپور کی برابر جمنا سے پار اوتر گیا
احمد شاہ کے بڑھاؤ چڑھاؤ کے زمانہ میں غازی‌الدین وزیر اُس علاقہ واسطہ
کی جہت سے جو عالمگیر ثانی کو احمد شاہ اور نجیب‌الدولہ سے منوط و
مربوط تھا نہایت پریشان و مضطرب ہوا اور یہہ خیال کیا کہ بادشاہ
احمد شاہ سے سازش کریگا اور احمد شاہ اُسکی رو رعایت سے میری
بے ادائیوں کا انتقام لیگا غرض کہ غازی‌الدین نے یہی سوچ سمجھکر بادشاہ
کو قتل کرایا اور ایک اور بادشاہی نسل کے شاہزادہ کو اُسکی گدی پر
بٹھایا مگر اس نئے بادشاہ کی بادشاہی مسلم نہوئی اور شاہ عالم جو
علانیہ تاج تخت کا وارث تھا بنگالہ میں پانو جمایا چاہتا تھا اور اسی
باعث سے دارالسلطنت میں حاضر نتھا غرض کہ متفق سرداروں نے باہم
اتفاق کیا اور کسی بڑے افسر کے بدون ماہ نوامبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق
ربیع‌الثانی سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو لڑائی کے کاروبار جاری کیئے † *

اگرچہ مرہٹوں کے رفیق جاٹوں نے تائید اُنکی اس زمانہ میں
نکی تھی مگر باوجود اسکے تیس ہزار سوار جرار اُنکی لڑائی کے میدان

---

† سیر المتاخرین اور احمد شاہ کے اُن حالات مشروحہ سے لیا گیا جنکو پٹھانوں
نے بیان کیا

میں موجود و حاضر تھے یہہ سوار ایسے دو گروہوں میں منقسم تھے کہ ایک
گروہ کو دوسرے گروہ سے کسیقدر فاصلہ تھا اور اسلیئے کہ ملکی لوگ اُنکی
دستاندازیوں سے سخت ناراض تھے اور اُنکو برا سمجھتے تھے تو احمد
شاہ کے کوچ مقام سے اُنکو واقف کیا یہاں تک کہ احمدشاہ اُس گروہ پر
ٹوٹا جو داماجی سیندھیا کے زیر حکومت تھا اور ایسے وقت اُسپر چھاپا
مارا کہ دتاجی اور اُسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان میں مارے
گئے اور اُس فوج کا دوسرا ٹکڑا جو ہولکر کے تحت حکومت تھا اور اب
بھی کسیقدر فاصلہ پر پڑا تھا جمنا کی جانب جنوبی ملک میں بھاگنے
لگا مگر یہہ ٹکڑا اسلیئے سیدھی راہ سے منحرف ہوا تھا کہ مخالف کی
رسدوں کو اپنے کھسوٹے مگر مراد اُسکی پوری نہوئی کہ تھوڑے سے درانیوں
نے آکے کوچ کرکے اُسکو جالیا اور تباہی کے لگ بھگ پہونچایا †
مذکورالصدر تباہی سے پہلے راگھوبا جنوبی دکن میں پہونچا تھا اور فتوحات
کی شان و عظمت سے مرہٹوں کا دربار اسلیئے راضی نہوا تھا کہ اُس
فتوحات کر بدلے اول یہاں لگے تھے بہاری بڑی غنیمت کی جگہہ جیسا
کہ حسب معمول اُنکو ہمیشہ ہاتھہ آتی تھی دس لاکھہ روپیہ دینے پڑے
تھے جو راگھوباجی کے ذمہ پر واجب تھے جب کہ وہ گھر کو واپس آیا تھا
علاوہ اسکے یہہ بڑی فوج کشی اُس فوج کشی کے مقابلہ پر زیادہ ناکارہ معلوم
ہوئی جسمیں بالاجی پیشوا کا چچیرا بھائی سداشیو راؤ جو بھاو کے لقب
سے چار دانگ ہندوستان میں نامی گرامی ہی معروف و آمادہ تھا یہہ
سردار اپنی قلمرو میں ملکی وزیر کی مانند اور پلٹن میں سپہ سالار کے
موافق تھا اور ابھی اُس نے احمدنگر پر قبضہ حاصل کیا تھا اور ایسے
عہد نامہ کو حاصل کرنے والا تھا جو بعد اُس کے اودہ گر میں حاصل ہوا
جسکے ذریعہ سے بہت سا ملک اور روپیہ صلابت جنگ سے وصول
کو پہونچا اور دکن کے صوبہ میں بادشاہ دہلی کی حکومت پر ایسا

† سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ

بوجهه اُس نے ڈالا تها که وه کبهي سنبهالنے کے قابل نهوئي غرضکه دونون فوج کشیون کے مقابله سے راگهوباجي کو رنج و حسد پیدا هوا اور جب که بهاؤ نے فضول خرچ اُس کو بتایا اور کهوتي کهري سنائي تو اُسنے یهه جواب دیا که هندوستان خاص کي دوسري مهم کو آپ اختیار کریں تاکه آپ کو وه فرق و تفاوت واضح هو جاوے جو هندوستان خاص اور دکن کي مهمون میں واقع هوتا هی چنانچه بهاؤ نے قبول کیا اور دونون کے کام آپسمیں ادل بدل هوگئے *

اِس زمانه میں مرهٹوں کي قوت غایت عروج اور اُن کي قلمرو کي وسعت یہاں تک پهونچي تهي که شمال میں سرحد اُس کي کوه همالہ اور دریاے اٹک اور جنوب میں جزیرہ نماے دکن کے عین سرے تک یعنے سمندر تک پهیلي تهي اور حدود مذکوره میں جو ملک اُن کي حکومت سے خارج تهے وه باجگذار اون کے تهے یهه ساري قوت بالاجي کے قبض و قدرت میں تهي اور اوسي کے هاتهه† نے اوس کو اوٹها رکها تها تارا باٹي سے ایک ایسا تصفیه هو گیا تها که اوس کي بدولت راجه کا جسم و جان اوسکے نام کے وزیر کے هاتهوں میں تها جو حقیقت میں مختار و مالک تها اور هر قسم کے حقوق اوس کي ذات میں فراهم کیئے گئے تهے ا مرهٹوں کي قوت کي ترقي بڑاون کي حکومت نے کار خانه ترقي کو پهونچے تهے یہاں تک، که فوج اون کي لٹیروں کي جماعت نرهي تهي بلکه اوس میں عمده عمده تنخواه اور چنے چنے سواراون کي حکومت کے ملازم تهے اور دس هزار پیادے عمده قاعده دان تهے اگرچه پیادوں کي فوج اوس فوج کي بڑي بڑي نقل نه تهي جو اور ریاستوں میں یورپ والوں کے تحت حکومت هوتي تهي مگر باوصف اوس کے ایسے پیادوں کي فوج سے نهایت عمده تهي جو پهلے وقتوں میں هندوستان میں پائي جاتي تهي *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

علاوہ اوسکے اونکے توپ خانوں کا سلسلہ اوس بادشاہی توپ خانہ سے بہت زیادہ شایستہ وابستہ تھا جس سے مرہٹے ایک مدت تک ترسان و لرزاں رہتے تھے بلکہ مرہٹوں سے وہ اوزار اختیار کیے گئے جو ان کے حریفوں یعنی مغلوں کی بڑائی کی علامت تھی چنانچہ بڑی بڑی بھاری پوشاکیں پہننے لگے اور چوڑے چوڑے قیمہ اور عمدہ عمدہ گھوڑے عموماً رکھنے لگے اور ان کے دربار و درباریوں کے رنگ ڈھنگ اونکے حریفوں یعنی مغلوں کے دربار و درباریوں کے طور و طریقوں پر قائم ہوگئے اور جاوریز اور کاروبادشاہی جاوریز سے مشابہ ہو گیا *

اگرچہ شان و شوکت کی نسبت آپ اوس کے وزیروں اور خود پیشوا میں اسلیئے بدنما معلوم نہ ہوتی کہ وہ کنکن کے برہمن اور خوبصورت نسل کے لوگ تھے اور اپنی چال ڈھال کی شایستگی سنجیدگی کے باعث سے بڑے مرتبہ کے لوگ معہودہ اوٹھانے کے لئے ایسے شایان و سزاوار تھے کہ بد نمائی نا زیبائی اون پر مترشح نہوتی تھی مگر یہہ شان و شوکت بقول اوس کے کہ غلام باشی بصورت غلام مباش چھوٹے چھوٹے قد والوں مرہٹوں پر نہایت نازیبا معلوم ہوتی جنکے گٹھیلے جوڑ بندوں اور جفاکش صورتوں اور عوام کے طور و طریقوں سے ایسے موقع پر بیساختہ ہنسی آتی تھی جیسے کہ وہ آپ کو طرح طرح سے بناتے سنوارتے تھے *

مرہٹوں کی قوم کو جاہ و حشمت کی محبت اور شان و شوکت کی روحی جو بڑے حاصل تھی ناؤ کی قدر و وقار کے بڑھانے کی غرض سے خاص اسموقع پر صرف کی گئی اور سمجھا اور ہوا کی تباہی سفاکر آمادگی پر آمادگی زیادہ ہوتی اون کا ارادہ یہہ تھا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی فتح و کشایش میں پیچھلی چوٹ ایسی لگاویں کہ قصہ ہی پاک ہوجاوے *

جبکہ پہاؤ اسکاور سے سرفرازی کو پہونچا تو قیاس کے بموجب پانو اوس کے زمین پر نہ ٹکتے تھے اور اپنے خاندان کی بڑائی پر بہت ہی

† سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب

اتراتا تها اور حال کی کامیابی سے پهولا نه سماتا تها اور اُسکے تیوروں سے یهه ٹپکتا تها که حسن تدبیر یا عمده سپه گری کی حیثیت سے اپنی لیاقتوں پر بڑا بهروسا رکهتا هی بالاجی کا جوان بیٹا اور علاقهء وارث اُسکا بسواس راو اور بڑے بڑے برهمن اور چنے چنے مرهٹے سردار اُس کے همراه هوئے اور بہت سے راجپوتوں کے گروه اُس کی امداد و اعانت کی نظر سے راه میں اُس سے ملتے گئے جوں جوں وه آگے کو بڑهتا گیا چنانچه کہتے هیں که جاٹوں کے راجه سورجمل نے هی تیس هزار جاٹ اُسکی امداد کو بهیجے تهے ‌‌॥

اِس کهیم رسے پرانے راجه یعنی سورجمل نے جو ایک دراز عرصه سے مرهٹوں کی رفاقت میں لڑنے بهڑنے کا خو کرده هو گیا تها بهاؤ کو اس موقع پر یهه مشورت دی که آپ اپنے پیادوں توپوں اور بهاری بهاری اسبابوں کو همارے ملک میں چهوڑیں که وه مضبوط قلعوں میں محفوظ و مامون رهینگے اور سواروں کو همراه لیکر آگے کو باگ اٹهاویں اور مرهٹوں کے طریقوں کی مانند اپنے دشمنوں کو تنگ پکڑیں اور لڑائی کو یہاں تک کهینچیں که درانی لوگ جو کئی مهینے سے هندوستان میں آئے هوئے هیں آب و هوا کی ناموافقت سے مجبور هوکر اپنے پہاڑوں میں لوٹ کر چلے جاویں اگرچه اور مرهٹوں نے تائید اس معقول مشوره کی کی مگر بهاؤ نے بدبختی اُسکو رد کیا اسلیئے که وه ایسی فتح کو جو ایسے وسیلوں سے حاصل هووے اپنے بڑے پایه کے حسابوں کمتر سمجهتا تها اور اپنے قاعده دان پیادوں کی فوج اور توپوں کو بڑی بهاری منزلت دیتا تها اور اپنے کام کی سمجهه بوجهه میں جو وقت کے مناسب نه تهی ایسا موقع نه تها جس میں سورجمل کو خفیف و شرمنده کیا بلکه بهاؤ نے جواب اُسکے یهه کہا که تو ایک چهوٹا سا زمیندار هی بڑے بڑے ملکوں کی تدبیروں انتظاموں کی لیاقت نهیں رکهتا غرض که یهه بڑا بول اُس نے بولا اور اپنے برهمنانه شیخی اور متکبرانه بڑائی سے جسکے ذریعه سے مرهٹے سرداروں کو

حکومت کرتا تھا اور اُس آزادی اور بے تکلفی کے مٹنے جانے کو
اٹھانے سے جس کے بوجھ کے سردار اُس کے عادی تھے سخت ناراض
اُن کو کیا حاصل ہوا کہ وہ بڑی دھوم دھام سے دلی کیجانب کو بڑھا
جس پر تھوڑے سے درانی قبضہ بعد اور شریک اُنکے قابض و متصرف تھے
غازی الدین وزیر جاٹوں کی قلمرو میں پناہ گزین ہو گیا تھا اور محیط
شہرپناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے قریب کے کسی برج کی حفظ
حراست میں غفلت ہو گئی تھی کہ مرہٹوں کا ایک گروہ اُسپر چڑھ گیا
اگرچہ مسلمانوں نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو سنبھالے رکھا مگر توپوں کی
مار سے اطاعت کو قبول کیا مگر بھاؤ نے جیسے جوانمردی کے
خلاف اِس قسم میں معاملہ ہوتا رہتے ہیں عقل سلیم کے خلاف بھی
کام کیا اِس لئے کہ اُس نے محلوں اور قبروں اور مسجدوں کو اُن کی
زینت آرایشوں سے جو کہ پٹھانوں اور جاٹوں نے چھوڑا تھا ننگا کیا اور
لوٹ کھسوٹ کو اِسی صورت کا بنایا یہاں تک کہ دربار عام کا گردنا
اُتروایا جو نری چاندی کا تھا اور سترہ لاکھ کا اندازہ کیا اِس سال میں
بھیجا گیا علاوہ اوس کے تخت پر [illegible] کی مانند
بھاری قیمت کا نہ تھا اور بادشاہی [illegible] بیٹھا بلکہ یہہ تجویز
اوس نے کی تھی کہ بسواس راؤ کو ہندوستان کا بادشاہ بناوے اور
اوسکی بادشاہی کی منادی کراوے مگر لوگوں کے سمجھانے سے اوسکو
جب تک ملتوی رکھا کہ درانیوں کو اٹک پار اوتارے اون تمام
ناشایستہ حرکتوں کے دیکھنے سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گھبرایا جو اپنے
پاس پڑوس والوں کی نسبت ایسی دست اندازیوں سے زیادہ ناراض
تھا چنانچہ اُس نے خفیہ خفیہ شجاع الدولہ سے مشورت کی اور علانیہ
بھاؤ سے اپنی رفاقت توڑی ہوکر اپنے ملک کو چلا گیا بھاؤ نے اِس بغاوت
کو ہیچ پوچ سمجھکر پروا بھی نکی اِس زمانہ میں احمد شاہ درانی
برسات کے پورے ہونے تک انوپ شہر میں پڑا رہا جو اودھ کی سرحد

پر واقع هی اور ایک بڑے عهد و پیماں کے بڑے معامله کي ضرورت سے
مخاص اوده میں گیا تها اسلیئے که یهه یقین اُس کو کامل تها که
نجیب الدوله اور سارے روهیله مدد و معاون اُس کے هونگے مگر
شجاع الدوله کي طرف سے متردد تها اگرچه شجاع الدوله سنّي مسلمانوں
سے کهلم کهلا بگاڑ نسکا مگر اپنے مطالب و اغراض کي ضرورت سے دونوں
فریقوں سے الگ تهلگ رهنا مناسب تصور کیا اور احمد شاه کي شراکت
سے وه موروثي عداوت مانع تهي جو احمد شاه اور اُس کے باپ
صفدر جنگ میں علانیه واقع هوئي تهي اور احمد شاه اس غرض سے اودهه
شهر تک بڑه کر گیا تها که شجاع الدوله کو اپنے رعب داب سے دباوے
چنانچه اُس کے بڑهنے اور نجیب الدوله کے سمجهانے نے جس کو
شجاع الدوله نے بصیغه وساطت بهیجا تها شجاع الدوله راه پر آیا اور
احمد شاه سے موافق هوگیا یهه واقعه ماه جولائي سنه ١٧٦٠ع مطابق
ذي الحجه سنه ١١٧٣ هجري میں واقع هوا *

باوصف اِس کے که احمد شاه سے موافقت هوگئي مگر شجاع الدوله
نے اِس غرض سے خط و کتابت کا سلسله مرهٹوں سے قایم رکها که اگر
مصلحت کا مقتضی هوگا تو آشتي کرجاوے گي اور علاوه اس کے یهه
بڑا اُس کي وه مقصود ذریعه بهي تها که مرهٹوں اور احمد شاه کے
درمیان بهي آشتي کے پیغام و پیام آتے جاتے تهے † شجاع الدوله
احمد شاه سے موافق هوا اور باوصف اِس کے که احمد شاه افراط بارش
کے مارے چلنے پهرنے سے معذور رها مگر بڑے بڑے تنگ آگیا یهاں تک
که برسات اب تک گذر نچکي تهي که اُس نے چهاوني توڑي اور
دلي کو راهي هوا اور جب اُس نے یهه سنا که بهاؤ چهني چهني
فوج لیکر کنج پوره واقع ساحل جمن کي جانب روانه هوا جو دلي

† کاشي راے اِس بیان کا لکهنے والا خط کتابت مذکوره بالاکے کارندوں میں سے
ایک کارنده تها

سے ساٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع ہی اور وہاں کسیقدر درانی کسی نامی
سردار کے زیر حکومت قلعہ بند تھے تو احمد شاہ نے بڑی شتابی سے
کوچ کرکے کوچ کیئے اور جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے پر پہونچا
تو اُس کو بڑی طغیانی پر پایا اور پایاب کی تلاش و جستجو میں کنارے
کنارے چلا گیا یہاں تک کہ کنج پورہ کی مضافات پر جا پہونچا
اور وہاں اُس بڑی خبر کے سننے سے نہایت آزردہ ہوا کہ مرہٹوں
نے کنج پورہ پر قبضہ کیا اور قلعہ بند درانیوں کو تہہ تیغ کیا غرض کہ
احمد شاہ اس بات سے جو کہ اُس کے سامنے واقع ہوئی ایسا
بپھرا کہ ۲۵ اکتوبر سنہ ١٧٦٠ کو جمنا پار اسی راہ سے اُترا جو کہیں
سے پایاب اور کہیں سے تیرنے کے قابل تھی اگرچہ بہت سے ساتھی اِس
دلیرانہ کام میں جان سے گئے مگر دشمنوں پر ایسا رعب اُس کا پڑا کہ
وہ اُس کی رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہاں تک کہ جوں
توں کرکے پانی پت کو چلے گئے اور وہاں پہونچکر لشکر کے آس پاس
اُس کی حفاظت و حراست کے لیئے دمدمے اور مورچے بنائے اور لڑائی کے
ٹھکانے درست کیئے اور ایک چوڑی گہری خندق سے اُس کو گھیرا اور اپنے
بھاری توپخانہ کی حفاظت و حمایت میں رکھا ۔ بھاؤ کی فوج میں پچپن ہزار
سوار جرار اور قاعدہ داں تنخواہ دار کم سے کم پندرہ ہزار لٹیرے سوار
اور پندرہ ہزار پیادے تھے جن میں سے نو ہزار قاعدہ داں پیادوں کا
حاکم وہ ابراہیم خاں گاردی تھا جو فرانسیسوں کی ملازمت کو چھوڑ کر
چلا آیا تھا اور اسی سردار کے قبضہ و اختیار میں منجملہ دوسو توپوں کے
بہت سی توپیں ایسی تھیں جنکے ذریعہ سے شہروں اور قلعوں کی فصیلیں
توڑی جاتی تھیں اور بہت سے اونٹوں کے شترے تھے جو مرہٹوں کا
بڑا پیارا ہتھیار تھی غرض کہ وہ فوج اُس کے بہت سے ہمراہیوں سمیت
تین لاکھہ کے قریب تھی † *

---

† گرینٹ ڈف صاحب نے قاشی راج کے بیان سے اتفاق کرکے تنخواہ دار
سواروں اور پیادوں کی تعداد ستر ہزار قایم کی جس کا بیان ابھی گذر چکا اور

احمد شاہ کي فوج میں چالیس ہزار ایراني اور پٹھان اور تیرہ ہزار ہندوستاني سوار اور تخمیناً اڑتیس ہزار ہندوستاني پیادے تھے جن میں سے روھیلے پٹھانوں کا ٹکڑا بڑے کام کا تھا مگر پیادوں کي فوج کا بڑا حصہ عام ہندوستانیوں سے مرکب تھا † اور منجملہ لڑائي کے ٹھاٹ سامانوں کے تیس توپوں کے قریب قریب تھیں جو مختلف المقدار گولوں سے بھري جاتي تھیں جن میں سے اکثر ہندوستاني رفیقوں کي تھیں علاوہ اُن کے چند توپیں فصیل شکن بھي تھیں اور اِس لیئے کہ احمد شاہ کي فوج تعداد کثرت میں قلیل تھي دشمن کي فوج پر حملہ نکرسکتي تھي چنانچہ اُس نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے چاروں طرف خندق کھدوائي اور جب کہ عام لڑائي کا واقع ہونا ایسي طرح ملتوي رہا تو بھاؤ کي امیدوں کي صورت معقول طرح سے نہ بندھي چنانچہ اُس نے گوبند راے بندیلہ کو یہہ حکم دیا کہ جمنا کے نیچے کي دھار پر جو فوج اُس سے فراہم ہوسکے فراہم کرے غرض کہ وہ سردار اب

---

لٹیرے سواروں اور اُن کے ساتھي سواروں کي تعداد دو لاکھہ کے قریب بتاتي مگر کاشي راے ساري جمعیت کو پانچ لاکھہ بتا تا ھی — کتاب تحقیقات ایشیا جلد تین صفحہ ۱۲۳

† درانیوں کے بیان سے اُس فوج کي تعداد جو اٹک سے پار اُتر آئي تھي تریسٹھہ ہزار قایم ہوتي ھی مگر نادرشاہ اور پچھلے وقتوں میں زماں شاہ کي فوج سے مقابلہ کرنے اور ایشیا والوں کي تشخیصات افواج کي غلطي تعداد سے یہہ قیاس میں آتا ھی کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کي گئي علاوہ اِس کے بہت سي تخفیف اُن قلعہ بند گروھوں کے نہونے سے ادہاں ایراني فوج میں واقع ہوئي ہوگي جنکو پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چھوڑ کر آیا تھا اور کسیقدر کئي لڑائیوں میں مارے جانے اور گرمي برسات میں مرنے سے بھي فوج میں کمي پڑي ہوگي غرض کہ میري راے یہہ ھی کہ کل چالیس ہزار پٹھان قرار دیئے جاویں جو اُس جگہہ شریک و شامل تھے اور اُن ہندوستانیوں کي تعداد جو احمد شاہ کے مدد و معاون تھے کاشي راے نے بیان کي چنانچہ وہ کہتا ھی کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار تھے اور اُسیکا بیان ھی کہ دراني خاص اپني چالیس توپیں رکھتے تھے مگر درانیوں کے بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ھی

دس بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیوں کے پیچھے سے پہونچا مگر
احمد شاہ کی فوج سے دور دور اسلیئے رہا کہ اُنھوں سے محفوظ و مامون
رہے ہاں مرہٹوں کی مانند ایسی طرح ملک میں پھیلا کہ تمام رسدوں
کو روکنا شروع کیا اور گمان غالب یہ ہے کہ میواڑ سے اپنے ہلکے پھلکے
سواروں کو ایسے ہی مصروف کیا ہوگا اسلیئے کہ بہت عرصہ گذرنے
نپایا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر ضروریات کی کمی کوتاہی سے نہایت
فاقہ کشی اٹھانے لگا اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی کے خوگر
نہ تھے جیسے مرہٹوں کی طرز دیرینہ سے واقف ہوتے تھے مگر اُنہوں
نے اس نقصان کو اپنی فوج کے ٹکڑوں کے دلیرانہ جارحانہ کوچ و مقام
سے پورا کیا چنانچہ اسی موقع پر درانی سواروں کے ایک گروہ نے جو
احمد شاہ کے وزیراعظم کے بھتیجے عطائی خاں کے زیر حکومت تھا
ساٹھ میل سے زیادہ کا کوچ کیا اور سورج کے نکلنے پر گوبند رائے کی
فوج کو یکایک جا دبایا اور مار پیٹ کر اُس کو غارت غول کیا
یہاں تک کہ خود گوبند رائے مارا گیا اور جب کہ درانیوں کو کالے
ملک پر قبضہ حاصل ہوا تو بھاؤ اپنی دشواری پریشانی کو بہت جلد
معلوم کرنے لگا چنانچہ وہ مضبوط لشکر کے بیچ میں ایسے گروہ
سے محصور ہوا جس پر خود حکمرانی کرتا تھا ۔

فصل جاڑے کی فرصت میں مرہٹے لوگ ایسے چست چالاک ہوتے
ہیں کہ دن نکلنے کے ساتھ لانبی لانبی قطاروں میں چھوٹے چھوٹے گھوڑوں
اور ٹٹوؤں پر سوار ہوکر لشکر کی ہر طرف سے نکلتے ہیں اور رات سے
پہلے پہلے مویشیوں کے لئے چارا اور آگ جلانے کی خاطر ٹوٹے ہوئے
مکانوں کی لکڑیاں اور کھانا پکانے کے واسطے کھیتوں سے غلے جوان
کھیت والے اُن کو چھوڑکر رکھتے ہیں لادکر باندھ کر لاتے ہیں یعنی ایسے
لدے ہوئے واپس آتے ہیں اور اُنکی فوج کے مختلف ٹکڑے کئی کئی دنکے
فاصلہ پر جاکر اسی قسم کی بڑی بڑی رسدیں اکٹھی کرتے ہیں اور

علاوہ اُن کے رسدونکی بار برداریاں جن میں ایک ایک سلسلہ میں ہزاروں بیل ہوتے ہیں دور دراز ملکوں سے بنجارے لوگ لاتے ہیں جو لشکروں میں غلہ کا بیوپار کرتے ہیں اور آنکی خوے و خصلت میں سارے سوداگروں کی نسبت سپاہیوں کی خو بو زیادہ ہوتی ہی غرض کہ اب یہہ سارے ذریعے منقطع ہوگئے اور جب کہ مرہٹوں نے باقی پت کو کہا پہلو صاف کیا جو آن کے لشکر میں واقع ہوا تھا تو غلہ کی نہوونت سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ۔

جب کہ حال ایسی نوبت کو پہونچا تو منجملہ دونوں فریقوں کے کوئی فریق اُس نازک وقت کے ظہور و وقوع میں سعی و کوشش کرنے سے قاصر نتھا جس میں پورا فیصلہ ہو جاوے چنانچہ دونوں فوجوں کی کچھہ کچھہ چھیڑ چھاڑ آپسمیں جاری تھی مرہٹوں نے درانیوں پر تین بھاری دھاوے کیئے اور رسد کی بار برداریاں اسبات پر ہمیشہ آمادہ تھیں کہ مرہٹوں کے لشکر میں داخل ہوویں چنانچہ منجملہ اونکے ایک باربرداری جو دلی سے خزانہ بھر کر لائی تھی پٹھانوں کے ہاتوں میں پڑی مگر باقی باربرداریوں کو سورجمل اور راجپوت سرداروں نے خفیہ خفیہ مرہٹوں کے لشکر میں روانہ کیا اور جس دشواریوں کو بہاؤ اپنے صبر و متانت سے اوٹھائے جاتا تھا اونکی وسعت اور ترقی روز افزوں کا حال اوسکے دشمنوں پر مخفی و مستور نتھا ہاں اِن دشواریوں میں احمد شاہ کے ہندوستانی رفیق ایسے مضطر ہوگئے کہ احمدشاہ کو منتوں کے مارے تنگ کیا اور ایک تصفیہ کی لڑائی کے ذریعہ سے تکلیفوں کا اختتام اور آفتوں کا انقطاع چاہا مگر احمد شاہ کا یہہ جواب تھا کہ یہہ لڑائی کا مقدمہ ہی تم لوگ اوسکی اونچ نیچ سے واقف نہیں ہو باقی معاملوں میں تم لوگوں کو اختیار حاصل ہی مگر اس معاملہ کو میری مرضی پر چھوڑو کھائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ اوسنے قایم کیا تھا جس میں سورج کے نکلنے پر اشراق کی نماز پڑھتا تھا

اور شام کو کهانا کهاتا تها اور دن بهر گهوڑے پر سوار هوکر فوج کے پہروں کو مختلف مختلف مقاموں میں دیکهتا بهالتا اور دشمن کو چهیڑتا چهاڑتا رهتا تها اور گاه گاه ایسا اتفاق بهي هوتا تها کہ پچاس ساٹهه میل سے کم سوار هوکر نہ پهرتا تها اور رات کو یہه کام اُسکا تها کہ پانچ هزار سواروں کا پہرا دشمن کي جانب کو جہاں تک قریب اُسکا ممکن هوتا تها قایم کرتا تها اور سارے لشکرگاه کے گشت اور فوج کرتے تهے هندوستاني سرداروں کو آرام کي اجازت دیتا تها اور یہہ نصیحت کیا کرتا تها کہ آپ صاحب کمال اطمینان سے سویا کریں کہ کوئي آفت تمکو نهپهونچیگي اور حقیقت یہہ تهي کہ اُسکي حکموں کي تعمیل حکم تقدیر کے موافق هوتي تهي یعني ٹل نهیں سکتي تهي † *

اسي زمانه میں خوراکي پریشاني کے هجوم و کثرت سے بهاو اسقدر تنگ هوگیا تها کہ اُسنے چند بار کاشي راے مذکورالصدر کي معرفت شجاع‌الدوله سے یہہ چاها کہ اُسمے اور درانیوں کے بیچ میں پڑکر آشتي کرادے اور جب کہ درخواست آشتي احمدشاه کو سنائي گئي تو اُسنے یہہ جواب دیا کہ میں صرف مدد و معاون هوں راے دینا میرا کام نهیں هاں لڑائي پر قابو رکهتا هوں اُس میں دوسرے کا دخل نهیں هندوستاني سرداروں کو اختیار حاصل هے کہ وہ دشمن سے اپني مرضي کے موافق خط کتابت جاري کریں چنانچہ بهت سے هندوستاني سردار آشتي پر مائل هوئے اور شجاع‌الدوله نے بهي صلح کي کو نہایت پسند کیا مگر نجیب‌الدوله نے هرگز نمانا اور آشتي کي درخواستوں کا همیشه مقابله کیئے گیا اور اُس پرهیزي کو باقي لوگوں کے دلوں پر جمانے میں کامیاب هوا جو احمدشاه کي ایسي صورت میں چلے جانے پر پیش آنے والي تهي کہ مرهٹوں کي قوت کمال کو پهونچتي *

اب یہہ سوچنا دشوار هے کہ مرهٹوں کے بڑے بهاري گروہ کي اُسوقت میں کیا حالت هوگي جبکہ وہ حصار کي سخت عفونت میں مرهٹوں

† کاشي راے

کي مانند ایک کهاٹ میں محصور تهے اور موٹے اور مرنے والے جانوروں
اور بهوکے پیاسے بهر بنگاه کے بیچ میں پڑے تهے اور اُن خرابیوں کي تکمیل
کے خوف سے مونہ جاتے تهے جنکو وہ ابهي اوٹها رهے تهے اور جب که نهایت
تنگ آگئیے تو چرنٹوں کے ایک گروہ کو بهت سے همراهیوں سمیت امداد
لانیکي غرض سے روانه کیا مگر اس بیچارے گروہ کو دشمنوں نے دیکهه
پایا چنانچه بهت سے لوگ اُسکے مارے گئے بعد اُسکے سردار اور سپاهي
اکهٹے هوئے اور بهاو کے ڈیرے کے گرد کهڑے هوکر یهه عرض کیا که اب کهانے
پینے کو باقي نهیں رها جو کچهه ذخیرے تهے وہ پورے هوگئے بهوکوں مرنے
سے لڑائي کي جوکهوں اوٹهاني آسان هی بهاو نے اتفاق کیا اور سب نے پان
کهاکر مرنے تک لڑنے کي قسم کهائي بعد اُسکے ساري فوج کو حکم سنایا
گیا که کل سورج نکلنے سے پہلے پہلے دهاوا هوگا *

بهاو نے عین تنت پر شجاع الدوله کے کارنده کاشي راے کو خاص اپنے
هاتهه سے یهه لکهکر بهیجا که اب کناروں تک پیاله لبریز هوگیا اور ایک
بوند کي گنجایش باقي نهیں رهي اگر کچهه بن پڑے تو اب کرنا
مناسب هی ورنه صاف جواب ادسب هی بعد اسکے لکهنے پڑهنے کا وقت
هوچکا کاشي راے اُس رقعه کے مضمون کو پہنچاني رات اپنے آقا شجاع
الدوله کو سنا هي رها تها کہ کاشي راے کے جاسوس یهه خبر لائے که
مرهٹے مسلح هو رهے هیں شجاع الدوله فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے میں
گیا اور چوکي پهرے والوں سے کها که بادشاه کو جگانا چاهیئے احمد شاه
اواز سنکر اندر سے هتیار لگائے باهر نکلا جو پہلے هي سے طیار بیٹها تها
چنانچه اُس گهوڑے پرٌ سوار هوکر جو همیشه اُسکے دروازه پر طیار کهڑا
رهتا تها فوج مخالف کیجانب کو چلا اور اپني فوج کو آگے بڑهنے کا
حکم سنایا *

جو بات اُسنے پہلے پہل کي وہ یهه تهي که کاشي راے کو بلایا اور اُس
خبر کے مخبر کي نسبت سوال و جواب سے پیش آیا اور یهه تفتیش اُسنے

اسوقت کمی تھی کہ وہ آگے بڑھا جاتا تھا یہاں تک کہ لشکر سے ایک
میل کے قریب آس سے آگئی درانی ملے جو غنیمت لادے لاتے تھے اور
انہوں نے یہہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے مرہٹے بھاگ گئے احمدشاہ
نے یہہ خبر سنکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب آیا کیا ہی
مگر گھنٹہ کے درمیان ہی مرہٹوں نے توپوں کی مار مار سے اپنے انکی
خبر احمدشاہ کے کانوں میں پہونچائی احمدشاہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا ہوا
فارسی حقہ بھاری [illegible] پیتا تھا کہ توپوں کی آواز سے چونکا ہوکر حقہ
[illegible] کو پھینکا اور بڑے اطمینان و متانت سے شجاع الدولہ سے یہہ فرمایا کہ
ہمارے ملازم کی خبر تو سچا پاتا ہوں بعد اسکے فوج کو جلد آگے بڑھنے
کا حکم سنایا اور [illegible] [illegible] اور کچھہ کچھہ چیزیں سوجھنے لگیں
تو مرہٹوں کی قطاروں کو آہستہ آہستہ حسب قاعدے اپنی بڑھتی دیکھا
کہ ابوشاہ آگے آگے چلا آتا ہی احمدشاہ نے انکے مقابلہ پر فوج کو آراستہ
کیا اور اب اس [illegible] میں جا بیٹھا جو اب فوج کے پیچھے رکھا تھا *

مسلمانوں نے توپوں سے بہت کچھہ کام لیا اور جب کہ مرہٹوں
کی فوجیں بہت قریب آگئیں دو اسنے اونکی مسلمانوں پر گذرنے لگے ابراہیم
خان گاردی نے لڑائی کو شروع کیا جسنے بہاو کے پاس آکر یہہ عرض کیا
تھا کہ آپ اکثر اسبات پر ناراض ہوتے تھے کہ میں اپنے سپاہیوں کی برابر
تنخواہ دلانے میں ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آپ ملاحظہ فرماویں کہ وہ تنخواہ
آپ سے بیفائدہ نہیں لیتے بعد اسکے اسنے ایک نشان سنبھالا اور اپنے
سپاہیوں کو گولیاں مارنے سے روکا اور سنگینوں سے لڑنیکا حکم دیا چنانچہ
وہ روہیلوں پر [illegible] [illegible] [illegible] سے آگئے دلیری دلاوری نے
[illegible] [illegible] [illegible] کہ قتل عام کے بعد انکی صف
ٹوٹ گئی اور انکے شکست کھانے سے وزیر اعظم کا دایاں بازو کھل گیا
جو درانی فوج کے قلب پر حکمرانی کرتا تھا اور بہاو اور بسواس راے نے
اسپر زیادہ [illegible] فوج سے حملہ کیا تھا اس حملہ میں وزیر کا

بهائیزاده عطائی خاں اُسکی برابر مارا گیا اور درانیوں کے پانوں اوکھڑنے لگے مگر وزیر اپنے گھوڑے سے اوترا اور چند همراهی درانیوں سمیت اپنی جگهه پر قایم رها اور مرنیکا اراده کیا وزیر کے پیچھے شجاع‌الدوله کهڑا تها مگر دهول کے اوڑنے سے کچهه محسوس نهیں هوتا تها که کیا معامله واقع هو رها هی اور جب که شجاع‌الدوله نے وزیر اعظم کے آدمیوں کی بولی اور اُنکے گهوڑوں کے هنهنانیکو یکا یک تهوڑے هوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لیئے اُنکی کو بهیجا چنانچه کاشی راے نے وزیر اعظم کو زره بکتر پهنے پاپیاده اور نهایت غضبناک پایا که وه اپنے لوگوں کو اُنکے بهاگ جانے پر برا بهلا کهه رها هی اور اُنکو صفوں پر لانے میں مصروف هی جوں هی که آنکهه اُسکی کاشی راے پر پڑی تو اوسنے اوس سے یهه بات کهی که تو شجاع‌الدوله کی خدمت میں پهونچکر بهت جلد اسبات کو اداکر که اگر شجاع‌الدوله هماری تائید اسوقت نکریگا تو میں جان سے جاؤنگا مگر شجاع‌الدوله لڑائی میں شریک اُس کا نهوا اور اپنی جگهه پر جما رها *

یهه معامله احمد شاه پر مخفی نه تها چنانچه وه فالتو فوج جو اُس نے منگائی تهی وزیراعظم کی بربادی تباهی کی روک تهام کے لیئے عین وقت پر پهونچی اور اب لڑائی جمکر هونے لگی مگر باوصف اُس کے اب بهی مرهٹوں کا پله بهاری رها یهانتک که احمد شاه نے اپنے بهگوڑوں کو گهیر گهار کر اکٹها کیا اور منجمله اُن کے جنهوں نے لڑنے سے انکار کیا اُن کے قتل کا حکم سنایا بعد اُس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑهنے کا حکم دیا اور جتائی یهه هدایت کی که فوج کا ایک ٹکڑا همارے بائیں بازو والا گهوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یهه تدبیر اُس کی بهت راس آئی اس لیئی که اگرچه عین قلب لشکر میں بڑے زور شور سے لڑائی هورهی تهی جهاں بهاؤ اور بسواس راے گهوڑوں پر سوار کهڑے تهے اور فریقین کے سپاهی نیزوں اور تیروں

اور تلواروں بلکہ بڑے بڑے بھاری گھانڈوں سے لڑتے بھڑتے اور مارتے مرتے
تھے مگر یک لخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم کے زور سے
سارے مرہٹے بھاگے اور لڑائی کے کھیت کو کشتوں کے پشتوں سے معمور
چھوڑ گئے فیروزمندوں نے بڑے جوش خروش سے بھگوڑوں کا پیچھا کیا
اور کسیکو پناہ نہ دی اور اسی باعث ایسا بڑا بھاری قتل ہوا کہ حد قیاس
سے خارج ہے چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک
تعاقب کیا گیا اور جو مرہٹے دشمنوں کی مار سے بچ رہے تھے وہ
گنواروں کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو عورتوں کے ہاتھ پڑے وہ نہایت
بیرحمی سے قتل ہوئی یہانتک کہ خود احمد شاہ ان بیرحمیوں میں
شریک ہونے سے اس لئے مستثنی تھا کہ اس نے روک تمام ان کی
نکی بلکہ نجیب الدولہ کی غرض سے جنکوجی سندھیا کی بڑی ڈھونڈ
بھال کرائی جسکو ایک درانی سردار نے چھپا رکھا تھا اور گرفتاری کے
اندیشہ سے اسکو مروا دیا ابراہیم خان گردی شجاع الدولہ کی دار و گیر
میں مقید تھا جسکے حوالہ کرنے پر اسی کو نجیب الدولہ نے مجبور کیا
اور لعنت ملامت کر لڑائی اپنے سامنے بلایا بعد اوس کے وزیر اعظم کی
سپردگی میں رہا گیا جہاں زخموں کی تکلیف سے ایک ہفتہ کے اندر
اندر مرگیا † سداسیو راو کی لاش پائی گئی اور ایک بے سرکے دھڑ پر
بھاؤ کی لاش کا یقین کیا گیا مگر مدت میں حال اوس کا ایسا
مشتبہ رہا کہ بہت برسوں کے بعد ایک مکار آدمی نے اوس کا بھیس
بنا کر تھوڑے دنوں تک اوس کے عوض ہونے کا دعوی حاصل کیا مقتولوں
کی کل تعداد دو لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے بڑے بڑے مرہٹے سردار
اون سرداروں کے سوا کم کوئی نا زخمی ہوئے جو تھوڑی سی فوج کی

† لکھا ہے کہ ابراہیم خان سے نہایت بیرحمی برتی گئی
اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ اس کے زخموں پر زہر کے پھاہے چڑھائے گئے مگر وہ
وقت ایسا نہ تھا کہ اگر انتقام اپنا منظور ہوتا تو ایسی بڑی طرح سے کیوں لیتی

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحہ ١٥٦

حکومت پر دلي ميں چهوڑے گئے تهے مگر هولکر بچ رها جو بهت جلد اور بيوقت اپنے چلے آنے سے ملزم نه پايا گيا اور مهاجي سيندهيا جو بعد اوسکے ايک بڑي رياست کا باني هوا عمر بهر کے ليئے لنگڑا هوگيا اور نانا فرناوس جس نے پيشوا کي حکومت کو ايک مدت تک پايه سے گرنے نديا هزار دشواري سے جان بچا ليگيا † *

ايسي بهاري شکست اب تک کبهي واقع نه هوئي تهي اور ايسي کڑي مصيبت اب تک نپڑي تهي جس کے پڑنے سے بڑي افسردگي پژمردگي پهيلي اور سارے مرهٹوں پر غمگيني مايوسي چهاگئي بهت سے لوگوں کو رشته داروں کا ماتم کرنا پڑا اور ساري قوم کو فوج کي بربادي کا ايسا صدمه پهونچا اور اُس صدمه کو ايسا سمجها که اُس کے مارے قوم کي بزرگي پهر نه سنبهليگي اور پيشوا کا يهه حال هوا که وه اس صدمه سے کبهي نه سنبهلا اور اپني سرحد سے پونه کو آهسته آهسته چلاگيا اور اُس مندر ميں بيٹهه کر مرگيا جسکو اُس نے بستي کے پاس بنايا تها § اور ٹوٹي پهوٹي فوج اُس کي نربده سے آگے هندوستان کے تمام اپنے بلاد مفتوحه کو چهوڑتي چلي گئي || اور جب که بالاجي مرگيا تو باهمي جهگڑے کهڑے هوئے اور پيشوا کي حکومت نے دوباره ويسي قوت کبهي حاصل نکي بعد اُس کے وه بهت سے ملک اُن کے قبضه ميں دوباره حاصل هوئے جسکو مرهٹوں نے پهلے فتح کيا تها

---

† گرينٹ ڈف صاحب اور سرالمتاخرين اور کاشي راے کے بيان متعلقه جنگ پاني پت سے بهاؤ کي لشکر کشي کا حال ليا گيا — کتاب تحقيقات ايشيا کي جلد ۳ صفحه ۹۱ وغيره هندوستان ميں تاريخ نويسي کي بابت کاشي راے کا بيان شايد نهايت عمده نمونه هے اور يهه بهي واضح هو که اِس بيان ميں پٹهانوں کے اُس بيان سے بهي کچهه تهوڑي بهت آگاهي حاصل هوئي جس کو احمد شاه کے معاملوں ميں اُنهوں نے قلمبند کيا تها

§ گرينٹ ڈف صاحب

|| سرجان مالکم صاحب کي تاريخ مالوه جلد ايک صفحه ۱۲۰

اور وہ اُن کے قبضہ و تصرف سے خارج ہوگئی تھی مگر خاص خاص خود مختار سرداروں نے یورپ والے افسروں اور قاعدہ داں سپاہیوں کی امداد و اعانت سے اُن پر قبضہ حاصل کیا اور جب کہ مرہٹوں کا عام خطرہ رفع دفع ہوا تو مسلمان سرداروں کا اتفاق بھی ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہوگیا اور احمدشاہ اپنی فتح سے فائدہ اُٹھائے بدون اپنی قلمرو کو چلا گیا اور ہندوستان کے معاملوں میں پہلے جوکچھ بھی پھر کبھی شریک نہ ہوا ۔

جو لوگ ان پچھلے معاملوں میں شریک و شامل تھے وہ اب متفرق ہوگئے اور یہہ وہ زمانہ ہے کہ مغلوں کی شہنشاہی کی تاریخ اس مقام پر بند ہو جاتی ہے اور تمام ملک آنا جدی جدی ریاستوں پر تقسیم ہوجاتا ہے اور خود دارالسلطنت اُجڑ جاتی ہے اور اُس سلطنت کے نام کا دعویدار † اب جلاوطن اور بیگانہ متوسل ہے اور نئی فیروزمندوں ‡ کی نسل نے ہندوستان میں ہاتھہ ڈالا ہے اور یہہ امر ممکن و متصور ہے کہ وہ مدت تک اس اقلیم کی سلطنت کے ٹکڑوں کو پہلے وقتوں کی نسبت معمول ارادوں اور عمدہ منصوبوں سے دوبارہ متفق کرے ۔

---

† یعنی شاہ عالم بادشاہ ۱۲ مترجم

‡ یعنی انگریز ۱۲ مترجم

# منجملہ بارہ حصوں مذکورالصدر کے آٹھہ حصوں کا تتمہ



## اُن سلطنتوں کا بیان جو دلی کی شاهنشاهی کے بعد قایم هوئیں

## دکن کے بہمنی بادشاهوں کا بیان †

### اصلی بادشاهوں کی فهرست

۱ علاءالدین حسن کانگوے ‡ سنہ ۱۳۴۷ ع مطابق سنہ ۷۴۸ هجری

۲ محمد شاہ اول بن علاءالدین سنہ ۱۳۵۸ ع مطابق سنہ ۷۵۹ هجری

۳ مجاهدشاہ سنہ ۱۳۷۵ ع مطابق سنہ ۷۷۶ هجری

۴ داؤد شاہ بن سلطان علاءالدین سنہ ۱۳۷۸ ع مطابق سنہ ۷۸۰ هجری

۵ محمود شاہ اول بن علاءالدین مذکور سنہ ۱۳۷۸ع مطابق ۷۸۰ هجری

۶ غیاث الدین بن سلطان محمود سنہ ۱۳۹۷ع مطابق سنہ ۷۹۹ هجری

۷ شمس الدین بن محمود شاہ سنہ ۱۳۹۷ع مطابق سنہ ۷۹۹ هجری

۸ فیروز شاہ بن داؤد شاہ سنہ ۱۳۹۷ع مطابق سنہ ۸۰۰ هجری

۹ احمد شاہاول سنہ ۱۴۲۲ع مطابق سنہ ۸۲۵ هجری

۱۰ علاءالدین بن احمد شاہ سنہ ۱۴۳۵ع مطابق سنہ ۸۳۸ هجری

۱۱ همایوں شاہ ظالم بن علاءالدین سنہ ۱۴۵۷ع مطابق سنہ ۸۶۲ هجری

۱۲ نظام شاہ بن همایوں شاہ سنہ ۱۴۶۱ع مطابق سنہ ۸۶۵ هجری

---

† چونکہ چھوٹی چھوٹی مسلمان بادشاهی خاندانوں کے حالات کی کوئی سند بیان نہ کیجاوے، تو یہہ تصور کرنا چاهیئے کہ وہ تاریخ فرشتہ سے لیئے گئے جسمیں هر بادشاہ کی تاریخ الگ الگ مذکور هے — جلد ۲ و ۳ کرنیل برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا

‡ علاءالدین اس حسن کا لقب تها مگر همنے اُس کا اصلی نام اس غرض سے درج کتاب کیا نہ وہ اُس نام کے اور بادشاهوں سے ممتاز هو وے

۱۳ محمد شاہ ثانی بن همایوں شاہ سنہ ۱۴۶۳ ع مطابق سنہ ۸۶۷ هجری

۱۴ محمود شاہ ثانی سنہ ۱۴۸۲ع مطابق ۸۸۷ هجری

## نام کے بادشاہوں کی فهرست

۱۵ احمد شاہ ثانی بن محمود شاہ سنہ ۱۵۱۸ ع مطابق سنہ ۹۲۴ هجری

۱۶ علاءالدین ثانی بن احمد شاہ سنہ ۱۵۲۰ع مطابق سنہ ۹۲۷ هجری

۱۷ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ سنہ ۱۵۲۲ ع مطابق سنہ ۹۲۹ هجری

۱۸ کلیم اللہ بن محمود شاہ سنہ ۱۵۲۶ع مطابق سنہ ۹۳۳ هجری

حسن گانگوے [illegible] باپ کا [illegible] افغان اور کسی زمانہ میں دلی کا باشندہ تھا [illegible] تھی که اس نے تھوڑی زمین اپنے [illegible] گانگو [illegible] محمد تغلق کا معزز ملازم تھا [illegible] بڑا دفینہ پایا اور دین و دیانت کی [illegible] اس سے اسقدر راضی ہوا کہ [illegible] تو [illegible] حسن کانگوے کے حق میں [illegible] پہونچا اور اس کی حسن لیاقت کی [illegible] سردار اس کو بنایا [illegible] اپنے نام پر کانگوے کو زیادہ کیا اور [illegible] کا خطاب اس پر زیادہ [illegible] خاندان اس کا نامی گرامی ہوا اور [illegible] قرار دیا ||

[illegible] حکومت باغیوں کے حق میں [illegible] محمد تغلق شاہ کی [illegible] کو ان سے ترقی [illegible] امداد و اعانت کے لیئے اس کے [illegible] روانہ کیا تھا مگر ان دونوں راجاؤں کی [illegible] ان کے قبض و تصرف میں [illegible] تھے تھالے کھڑے ہوئے [illegible] اور دونوں راجاؤں کی سلطنتوں میں لڑائی [illegible] رهی ||

[illegible] دونوں راجاؤں کی لڑائیاں باهم اور [illegible] بیجا نگر والوں کے ساتھ ایسے زور شور سے جاری رهیں که کوئی دن کے لیئے بھی توقف واقع نہوا [illegible] که بیجا نگر کا خاندان خاتمہ کو پہونچا اگرچہ یہہ

لڑائیاں مدت تک جاری رہیں مگر ہندو مسلمانوں کی سرحدوں میں کوئی بڑی تبدیل اُن سے واقع نہوئی چنانچہ اوڑیسہ اور تلنگانہ کے راجے سنہ ۱۴۶۱ ع مطابق سنہ ۸۶۵ ہجری میں بیدر کے دروازوں تک چلے آئے جو اُس زمانہ میں بہمنی خاندان کا دارالحکومت تھا مگر مسلمان آخر کار اونپر غالب آئے یہاں تک کہ دریاے کشنا اور تمبادرہ کے درمیان کے بہت سے ملکوں پر قابض و متصرف ہوئے اور سنہ ۱۴۲۱ میں احمد شاہ بہمنی نے ورنگل پر پورا پورا قبضہ کیا اور تلنگانہ کے راجہ کو اُس کی پرانی دارالحکومت کے دروزے پر دبایا *

محمد شاہ بن ہمایوں شاہ کے عہد سلطنت سنہ ۱۴۷۲ع مطابق سنہ ۸۷۶ ہجری میں جو بہمنی بادشاہوں کا پچھلا بادشاہ اور بادشاہی اختیاروں کو پورا پورا برتتا تھا اوڑیسہ والے راجہ کے رشتہ دار انبر راے نے محمد شاہ مذکورالصدر سے اوڑیسہ کے استحقاق حکومت کے مقدمہ میں اعانت چاہی اور اعانت کی عوض اور فتحیابی کی صورت میں راجمہندری اور کوندا پلی کے پرگنوں کو جو دریاے کشنا اور گوداوری کے دہانوں پر واقع تھے دینا ٹھہرایا محمد شاہ نے درخواست اُس کی قبول کی اور اُس چھوٹے دعوی دار کی امداد و اعانت کی غرض سے تھوڑی سی فوج اپنی بھیجی چنانچہ انبر راے کو قبضہ دلایا گیا اور اضلاع موعودہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور جب کہ بعد اُس کے سنہ ۱۴۷۷ع مطابق سنہ ۸۸۲ ہجری میں انبر راے نے اضلاع مذکورہ پر قبضہ کرنا چاہا تو محمد شاہ آپ اُس کے ملک پر چڑہ کر گیا غرض کہ اُسکو مطیع اپنا بنایا اور راجمہندری کونداپلی کے نظم و نسق سے فراغت پاکر مغرب کیجانب سمندر کے کنارے کنارے کوچ کیا اور ماسوای پاٹن کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں داخل کیا اور مشہور بندر کانچی یا کنچی درم تک جو مندراس کے متصل واقع ہی مارتا چلا گیا اور مشہور مندر کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا *

ہندوستان کے بحر مقابل پر بھی یہہ بادشاہ ایسا کامیاب ہوا کہ اُسکے وزیر نے کنکان پر قبضہ کیا جو گہاٹوں اور سمندر کے خط مغربی کے درمیان میں تبتی سے لیکر گویا تک واقع ہی بہمنی بادشاہوں نے چالیس برس سے زیادہ زیادہ مذکورالصدر فتح میں صرف کیئے اور اس ناہموار اور جنگلی قلمرو میں بہت سے نقصان اوٹھائے مگر باوصف اس کے پورا پورا مغلوب نکرسکے *

بہمنی بادشاہ اکثر وقتوں میں خاندیس اور مالوہ والے بادشاہوں سے برار کی سرحدوں پر لڑتے جھگڑتے رہے چنانچہ ایک موقع پر سنہ ۱۴۶۱ اور سنہ ۶۲ع میں مالوہ کا بادشاہ بیدر تک گھستا چلا آیا جو اُس زمانہ میں بہمنی بادشاہوں کا دارالسلطنت تھا مگر تقدیر نے یاوری کی کہ گجرات والوں کی کمک پہونچ گئی اگر وہ کمک نہ پہونچتی تو بیدر فتح ہو جاتا *

# بیجاپور کے شاہی خاندان کا بیان جسکو یوسف ترکی غلام نے قایم کیا

## فہرست



یوسف عادل شاہ اپنے تئیں عثمانی خاندان سے اپنی نسل کو نسبت کرتا تھا اور ایک معقول تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الحقیقت ایسا ہی تھا چنانچہ ہندوستان کے مورخ بیان کرتے ہیں کہ وہ سلطان مراد شاہ روم کا بیٹا اور محمد ثانی کا بھائی تھا جسنے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا مگر محمد کی تخت نشینی کے وقتوں میں شیرخوارہ تھا اور اپنی ماں کی تدبیر و مقاصد سے اپنے بھائیوں کے ساتھ قتل ہونے سے محفوظ و مامون رہا تھا اور اوسکو چپکے سے ایران کو پہونچایا گیا تھا اور جبکہ وہ سولہ برس کو پہونچا تو ایران سے [illegible] ہوا کہ اوسکو رومی خاندان کا سمجھنے لگے اور کچھ شبہہ [illegible] وہ ایران سے بھاگا اور بہمنی خاندان کے دربار میں پہنچا گیا اور غلاموں کی طرح بیچا گیا اور دلاور غلاموں کے طور و طریقوں سے [illegible] رفتہ رفتہ عالی نشین ہوگیا *

یا شاہ ہونے [illegible] قایم کرنے کے معاملہ پر سرگرم رہا جو بہمنی حکومت کو دبا بیٹھا تھا اور [illegible] اور [illegible] کے ملکوں کے چھیننے میں مصروف ہوا جو اسکی [illegible] سلطنت کے آبادی و استحکام کے شرایط تھے اور [illegible] کے واسطے سے [illegible] وہ کامیاب رہا اور جو جو فتوحات اسکے [illegible] اسکو [illegible] قاسم سے منسوب اُن کو کیا جو احمدنگر اور [illegible] اور اُس کے [illegible] اپنے ملک کی نسبت [illegible] کیا گیا *

اُس کی قلمرو [illegible] دریاے بیمہ اور کشنا کو [illegible] اور [illegible] سمندر کو [illegible] اور شاید دریاے [illegible] شمالی [illegible] *

بعد اُس کے [illegible] سرگرمی سے [illegible] میں ہوا اور بعد گرمجوشی اُسکی [illegible] میں ایران [illegible] اور [illegible] کے خاص خاص معتقدوں کے ملنے جلنے

یہہ بیٹھوی تھی غرض کہ اُس نے اُس مذہب کو اپنی سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنے اُسی مذہب کی تائید و حمایت کرتا تھا اور ایسی ناشایستہ حرکت سے جسکی مثال اقلیم ہندوستان میں پائی نہیں جاتی اپنی ساری رعایا میں ناراضی پھیلائی اور سارے مسلمان بادشاہوں کو اپنے خلاف و مقابلہ پر متفق کیا مگر بڑی دلیری دلاوری سے متفق بادشاہوں کے مقابلہ میں جما رہا اور اُن کے اتفاق کے توڑنے میں بڑی کوشش اور دانشمندی ظاہر کی مگر جب تک کہ اُن اوپری باتوں سے کنارہ کش نہوا جن کو اُس نے دین و مذہب میں ایجاد کیا تھا تو یہہ بات اُسکو حاصل نہوئی کہ وہ سارے مخالفوں کو آپ سے راضی کر سکے ٭

یوسف عادل شاہ کے مرنے پر اسماعیل اُسکا بیٹا جانشین اُسکا ہوا مگر صغر سنی کے باعث سے سلطنت کا کام کاج اُس کے وزیر کمال خاں دکنی کے قبضہ قدرت میں رہا جس نے غصب ریاست کی طرح ڈالی تھی اور اسی نظر سے سنی مسلمانوں کی سرداری اختیار کی تھی اور ایرانیوں کو شکستہ خاطر کرکے موقوف کیا تھا مگر نصیبوں سے تدبیر اُس کی راس نہ آئی اور وہ نو جوان بادشاہ غالی شیعہ بن گیا اور فوج کو غیر ملکی یعنے ایرانی لوگوں سے قایم کیا اور ہندوستانیوں میں سے سوایے راجپوت اور پٹھانوں کے ملازم نہ رکھا † جو اُس کے ملک میں نہ بستے تھے اور بیگانہ ملک والوں کی رنگ ڈھنگ اختیار کیئے اور فارسی ترکی زبانوں کو ہمیشہ برتاؤ میں میں لایا اور دکنی زبان پر ترجیح اُنکو دی ‡ ٭

ابراہیم عادل شاہ تیسرا بادشاہ چھہ مہینے سلطنت کرکے مرگیا تو ابراہیم اُسکا بیٹا اُسکی گدی پر بیٹھا اور نہایت متعصب سنی ہوا چنانچہ اُس نے تمام ایرانیوں کو موقوف کیا مگر جبکہ بعد اُسکے اُسکا بیٹا علی عادلشاہ اُسکی جگہہ جانشین ہوا تو اُسنے دادا کے مذہب کو اوجالا اور غالی شیعوں کا طور و طرز اختیار کیا اور ایرانیوں کو دوبارہ ملازم رکھا اور ابراہیم عادلشاہ ثانی اُسکے بیٹے کی صغر سنی میں سنی شیعوں میں فتنہ برپا ہوا جسمیں سنی غالب آئے ٭

مذکورالصدر انقلاب کی نسبت بڑی تبدیلی یہہ ہوئی کہ مرہٹوں کو سرفرازی حاصل ہوئی جنکی اصل و حقیقت یہہ تھی کہ احمدنگر اور بیجاپور والے بادشاہوں کے

---

† اگرچہ ہندوستانی لوگ افغان کے معنوں میں پٹھان کے لفظ کو استعمال کرتے ہیں مگر عموماً افغانوں کی اولاد میں بولا جاتا ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوو ہ

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد دو صفحہ ۱۷۲ اِس صفحہ کے دیکھنے سے دریافت ہوتا ہے کہ دکنی بولی جو ہندی زبان کی ایک شاخ ہے سولھویں صدی کے شروع میں دکن کے مسلمانوں کی معمولی زبان تھی

[illegible]

فرمائی تھی † ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

† [illegible]

پھر اُسکو اپنے فتح کیا بعد اُسکے اسماعیل شاہ اُسکے بیٹے کے قبضہ سے پھر خارج ہوا †
مگر جبکہ بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۰ع میں بیجاپور اور احمد نگر والے بادشاہوں نے
مقام گویا اور چول میں پرتگال والوں پر یکدم حملہ کیا اور دونو پسپا کیئے گئے تو
صاف اُس سے واضح ہی کہ وہ اپنے مخالفوں کے خوف و ہیبت سے اور سپہگیریٔ خوبے
و خصائص سے ناواقف نہونگے ‡ *

بیجاپور احمدنگر کے بادشاہوں کا اتفاق اور تالی کوٹہ کی بڑی لڑائی اکبر شاہنشاہ
کی تخت نشینی کے پیچھے واقع ہوئی اور جبکہ اکبر نے دکن کے کاموں میں دستاندازی
شروع کی تو ابراہیم شاہ ثانی بالغ ہوچکا تھا اور احمد نگر کے ملکی قصے قضایوں
میں سنہ ۱۵۹۵ع مطابق سنہ ۱۰۰۴ ہجری میں بڑی گرمجوشی سے مصروف و
آمادہ تھا *

## نظام شاہی خاندان کا بیان جس کی بنیاد احمد نو مسلم نے ڈالی

۱ احمد شاہ سنہ ۱۴۹۰ع مطابق سنہ ۸۹۶ ہجری
۲ برہان شاہ بن احمد شاہ سنہ ۱۵۰۸ع مطابق سنہ ۹۱۴
۳ حسین شاہ بن برہان شاہ سنہ ۱۵۵۳ع مطابق ۹۶۱
۴ مرتضی نظام شاہ سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲
۵ میران حسین شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۶
۶ اسماعیل شاہ بن برہان شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۷
۷ برہان شاہ ثانی سنہ ۱۵۹۰ع مطابق سنہ ۹۹۹
۸ ابراہیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۳
۹ احمد شاہ ثانی بن شاہ طاہر سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۴
۱۰ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۵ مطابق سنہ ۱۰۰۴

نظام شاہی خاندان کا بانی احمد کا باپ بیجاپور کا ایک برہمن تھا جو گرفتار
ہوکر غلاموں کی مانند ایک بہمنی بادشاہ کے ہاتوں بکا تھا اور مسلمان بھی ہوگیا تھا
یہانتک کہ اُس سلطنت میں اول درجہ کو پہونچا اور اُسکے صاحبزادہ بلند اقبال نے

† یہہ دوسرا مرتبہ تھا کہ سنہ ۱۵۱۰ ع میں البکرکیر پرتگال والے نے مقام
گویا کو چھینا تھا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۴ اور گرینٹ ڈف
صاحب کی تاریخ جلد ایک صفحہ ۷۷

چوتھی سلطنت کی [illegible] کے بہت سے [illegible] اور اُس کے بادشاہ بیجاپور [illegible] جیسا کہ بالا مذکور ہوا اولاً اُس کی اپنی معقول پسند تھی کہ وہ اپنی اہل [illegible] سے شرماتی کیونکہ کہ تھی چنانچہ [illegible] واقع ہوئے تھے کہ [illegible] و [illegible] کے لئے جہاں پڑھنے آیا و ابتدا اُس کے مورثی [illegible] تھے اور کہ بادشاہوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اور اپنی مورثی [illegible] سے [illegible] دوسرے بادشاہ کی قلمرو میں [illegible] اور اُس [illegible] کی [illegible] اُس کو اُس کی [illegible] [illegible] اُس [illegible] بیجاپور کے [illegible] کی [illegible] آٹھویں [illegible] سے [illegible] [illegible] ملازم تھے چنانچہ جو [illegible] اور [illegible] میں [illegible] شاہی بادشاہوں کے اور [illegible] اُن لوگوں کے اثر سے [illegible] چنانچہ دوسرے بادشاہ کی [illegible] اور [illegible] مذہبی کے [illegible] سنہ ١٥٧٢ ء مطابق سنہ ٩٨٠ ہجری میں اُس پر [illegible] بادشاہ کی نسبت بہت زیادہ [illegible] اُس [illegible] قائم رہا ۔

[illegible] بادشاہ [illegible] مذہب کا تبدل واقع ہوا اور [illegible] کے [illegible] اور سنی غالب آئے چنانچہ سنہ ١٥٨٤ ء مطابق سنہ ٩٩٢ ہجری میں [illegible] کو رواج پایا ۔

بعد اُس کے چوتھے بادشاہ اسماعیل کے عہد حکومت میں خاص اہل سنت جماعت میں ایک جھگڑا برپا ہوا کہ وزیر اعظم نے مہدویہ فرقہ کی حمایت پر کمر باندھی جس سے سارے مسلمانوں کو بغایت نفرت تھی اور شاید اسی جھگڑے کی بدولت [illegible] سنہ ١٥٨٨ ء مطابق سنہ ٩٩٧ ہجری میں اصلی [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کے وقوع سے سلطنت کا کارخانہ ابتر ہوگیا [illegible] مگر [illegible] مذہبی جھگڑوں پر بہت [illegible] ۔

[illegible] اور بادشاہوں کے [illegible] میں جہاں جہاں [illegible] ہوتی وہاں اُس کا [illegible] علاوہ اُن کے خاندیس اور برار والوں سے [illegible] ان میں خاندیس [illegible] سنہ ١٥٩٩ [illegible] اُس کی تباہی سے اپنی [illegible]

بڑھایا مگر اِس کامیابی سے پہلے یہہ ذلت نظام شاہی خاندان کے بادشاہ کو نصیب ہوچکی تھی کہ بہادر شاہ گجراتی نے اُس کو اُسی کی دارالریاست میں محصور اور اپنی تفوق و فوقیت کے تسلیم اور نہایت نیازمندانہ اطاعت پر مجبور کیا تھا † اور نیز اِس سے بڑی خفت اُس کے جانشین کی بھی منتصد بیٹھی تھی جس کو رام راجا بیجانگر والے نے جو اُسی زمانہ میں بیجاپور کی ریاست سے موافق ہوگیا تھا سنہ ۱۵۳۰ مطابق سنہ ۹۳۷ ہجری میں بمقام احمدنگر گھیر گھار کر ایسی ملاقات کرنے میں دبایا لپایا تھا جس میں اُس کے کمتر ہونیکی شرطیں قرار دی گئی تھیں *

اسی شیخی اور غرور کی بدولت جو رام راجا نے خاص اِس موقع پر اور علاوہ اُس کے اور موقعوں پر ظاہر کیا سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲ ہجری میں سارے مسلمان اُس کے مخالف ہوگئے جس کا نتیجہ بیان ہوچکا ایک موقع کے لحاظ و حیثیت سے گو وہ موقع احمد نگر کے حق میں مفید و نافع نہ تھا احمد نگر کی زور و قوت اور جاہ و حشمت کا تصور آتا ہے اِس لیئے کہ بیان کیا گیا کہ ایک بار احمدنگر کے بادشاہ نے عادل شاہ پر فوج کشی کی تھی جس میں چھہ سو توپیں مخالفوں کے ہاتھہ آئیں اگرچہ بہت سی اُن میں سے چھوٹی چھوٹی ہونگی مگر ایک بڑی توپ ایسی تھی کہ دنیا میں از روے قد و قامت کے جواب اُس کا پایا نہیں جاتا تھا اور اب بھی بیجاپور میں موجود ہی ‡ *

فرشتہ والے نے بیان کیا کہ اِس خاندان کے عہد دولت میں بخلاف معمول ایشیا والوں کے نہایت خفیف نزاعوں پر کشتیاں ہوتی تھیں اور منجملہ فریقین کے جو شخص اُس سے اِنکار کرتا تھا وہ نہایت ذلیل و بے عزت سمجھا جاتا تھا اور جب کشتی میں کچھہ مکر و فریب نہوتا تھا تو فریقین میں سے ایک کے مرجانے سے دوسرے پر کسی قسم کا الزام جرم عاید نہوتا تھا فرشتہ والے نے بھی اِسی قسم کی کشتی اپنی آنکھوں سے دیکھی چنانچہ وہ بیان کرتا ہی کہ ہر طرف تین تین آدمی لڑتے تھے اور منجملہ اُن کے پانچ آدمی درباری ذی عزت اور سفید ڈاڑھی والے تھے

† اِس موقع پر بہادر شاہ نے اپنی بڑائی کو اس طرح جتایا کہ اُس نے نظام شاہی بادشاہ سے اپنی خاص گجراتی زبان میں گفتگو کی مگر نظام شاہی بادشاہ نے جواب اس کا فارسی میں دیا جسکو دونوں سمجھتے تھے ۱۲

‡ اِس توپ کی مہری کا قطر ۴ فٹ ۸ انچھہ ہی اور اُس مہری کی اندرونی جانب کا قطر دو فٹ چار انچھہ ہی یعنے اِس قطر کا گولہ اُس میں بھرا جاتا ہی اور طول اس کا صرف ۱۵ فٹ ہے اور وزن اُس کا ایک ہزار ایکسو بیس من ہی

تین آدمی تو میں مقام پر مارے گئے اور باقی زخموں کی اذیت سے مرگئے اِس لیئے که وہ کمتیاں تلواروں سے هوتی تهیں † *

احمدنگر کی سلطنت اپنی نہایت اقبالمندی کے زمانه میں اُن صوبوں پر مشتمل تهی جس کو اب اورنگ‌آباد کہتے هیں اور صوبه برار کا تمام مغربی حصه اُس میں داخل تها اور منجمله اِسی سلطنت کے کنکان اور سمندر کے کنارہ کا ایک حصه ان خطوں کے درمیان میں واقع تها جو گجرات اور بیجاپور کی ریاستوں سے تعلق رکهتے تهے *

## قطب شاہ کے خاندان گولکنڈہ کا بیان جس کا بانی قطب قلی ترکمان تها

١ سلطان قلی شاہ سنه ١٥١٢ مطابق سنه ٩١٨

٢ جمشید قطب شاہ سنه ١٥٤٣ مطابق سنه ٩٥٠

٣ سبحان قلی شاہ سنه ١٥٥٠ مطابق سنه ٩٥٧

٤ ابراهیم شاہ سنه ١٥٥٠ مطابق سنه ٩٥٧

٥ محمد قلی شاہ سنه ١٥٨٠ مطابق سنه ٩٨٨

قطب شاہ بانی خاندان گولکنڈہ همدان واقع ایران کا باشندہ تها اور دعویٰ اُس کا یهه تها که میں اپنی قوم کے سرداروں کی آل اولاد هوں اور اس میں کچهه شک شبهه نہیں که وہ سپاهیانه روزگار کی تلاش اور جستجو میں آزادانه حیثیت و صورت سے هندوستان میں آیا اور ایک بهمنی بادشاہ کے پهرہ والوں میں داخل هوا اور بهت سی موقعوں پر صرف اپنی سعی و کوشش سے آپ کو معزز و ممتاز کیا اور جب که بهمنی ریاست کا خاتمه هوگیا تو وہ تلنگانه کا حاکم تها مگر یهه بات ثابت نہیں هوتی که کس سن و سال میں بادشاهی کا خطاب اُس نے اختیار کیا اغلب یهه هے که سنه ١٥١٢ ع مطابق سنه ٩١٨ هجری سے حقیقت میں بادشاہ هوا *

اگرچه پہلے پہل اُس نے اپنی مذهب کا اظهار نه کیا مگر جب که وہ تخت پر بیٹها تو اُس نے تمام لوگ شیعه کا اقرار کیا اور اپنی قلمرو میں شروع اُسکو پهیلا اور ترقی مقابله پیش نه آیا بهت دنوں سلطنت کرکے وہ ملک اپنی وارثوں کے لیئے چهوڑ گیا جو کچهه کہ ورثاءی سے کشنه کے آگے تک اور سمندر سے ایسے خط تک پهیلا هوا تها جو حیدر آباد کے مغرب میں مشرقی خط طول ارضی کے اٹهترهویں درجه کے قریب قریب کهینچا جاوے اس خط کے شمال مغربی اضلاع بهمنی سلطنت

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ٣ صفحه ٢٠٨

کے نکڑے اور جنوب مغربی اضلاع بیجانگر کی ریاست کے حصے تھے مگر اُس کے ملک مفتوحہ کا بڑا حصہ خاندان ورنگل اور تلنگانہ کے اور راجاؤں کی ریاستوں کے بقیات سے حاصل ہوا تھا قطب قلی شاہ نے بمقام کونڈاپلی ایک بڑی فتح اُن سارے راجاؤں پر حاصل کی تھی جو باہم متفق ہوئے تھے اور اوڑیسہ کا راجہ بھی شریک اُن کا تھا اور بعد اُس کے اگرچہ بیجانگر کے راجہ نے اپنے دین و مذہب کی تائید و اعانت میں بڑی جد و جہد اُٹھائی مگر ورنگل کی حکومت پھر بحال نہوئی اور مسلمانوں کی قوت کو حدود مذکورہ میں کسی قسم کا ضعف عارض نہوا *

سلطان قلی کے ساز و سامان جنگ میں جو ہندوؤں کے مقابلہ پر اُس کی سعی و کوشش سے درست کیئے جاتے تھے گاہ گاہ اپنے قرب و جوار کے مسلمان بھائی بادشاہوں کے حملوں دعاوں سے اور خصوص اسماعیل عادلشاہ کی یورش سے خلل آتا تھا مگر باقی بادشاہوں کی نسبت یہہ بادشاہ دکن کے بادشاہوں کی لڑائیوں میں بہت کم شریک ہوا *

جب کہ سلطان قلی نوے برس کو پہونچا تو اُس کے بیٹے جمشید قلی نے اُسکو قتل کیا اور اُس کی جگہہ تخت پر بیٹھا اور سات برس سلطنت کرکے مرگیا بعد اُس کے ایک صغیر سن بادشاہ ہوا اور کل چند مہینے بادشاہ رہا مگر چوتھا بادشاہ ابراہیم شاہ تیس برس تک فرمانروائی کرتا رہا اور جو بڑے بڑے واقعات اِس خاندان میں واقع ہوئے اِسی بادشاہ کے عہد حکومت میں اکثر وقوع میں آئے *

ابراہیم شاہ کا وزیر ایک ہندو جگدیو نامی تھا اور اکثر اُس کی پیادوں کی فوج اور سارے قلعہ بند سپاہیوں کا بڑا حصہ ہندو تلنگوں سے مرکب تھا یہہ جگدیو اپنے آقاے نامدار سے ناراض ہوکر برار کو چلا گیا اور وہاں جاکر ایک بڑی فوج کا حاکم ہوگیا بعد اُس کے بیجا نگر والے رام راجہ کی ملازمت میں داخل ہوا جبکہ اُس راجہ کے رعب و داب کی بدولت علی عادلشاہ اور علی برید شاہ اور خود راجہ باہم متفق ہوئے تو جگدیو اِن شریکوں کے سہارے بھروسہ پر ابراہیم شاہ کی قلمرو کے ایک بڑے حصہ کو دبا سکا اور خود اُس کو اُس کی دارلریاست میں محصور کرسکا مگر باہم آشتی ہوگئی اور امن و آمان کی صورت قایم رہی بعد اُس کے ابراہیم شاہ اُس عام اتفاق میں شریک و شامل ہوا جو رام راجا بیجا نگر والے کے خلاف و مقابلہ پر منعقد ہوا تھا *

قطب شاہی خاندان کے بادشاہ اور مسلمان بادشاہوں کے جنگ و جدال اور سازش و اتفاق میں شریک و شامل ہوئے اور عموماً اُن کو احمد نگر کے بادشاہونکے سلسلہ میں گنتے ہیں مگر اُن خلافوں اور سازشوں سے قطب شاہی خاندان والوں

کے جلد و جلال میں کسي قسم کا تغير واقع هوا اور اُنکے مال و دولت کي ترقي هندوؤں
کے جلال و دولت کي بدولت هوئي بعد اُس کے جب اوڑیسه میں شور و فساد برپا
هوئے اور بنگاله کي جانب سے اُس پر حمله کیا گیا تو ابراهیم شاه نے یهه فائده اُٹهایا
که اوڑیسه پر [illegible] حمله کیا که راجمهندري اوربندر اُس ملک پر قبض و تصرف
[illegible] اور بهمني سلطنت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور دارالسلطنت
[illegible] دارالسلطنت بنایا تها *

[illegible]

## عماد شاهي خاندان برار کا بیان جسکا باني فتح الله عماد الملک هوا جو ایک نو مسلم کي اولاد تها

١ [illegible] سنه ٨٩٠ هجري *
٢ [illegible] سنه ٩١٠ هجري
٣ [illegible] سنه ٩٣١ هجري
٤ [illegible] ١٥٦٦ع مطابق سنه ٩٦٨ هجري
٥ تفال شاه

[illegible]

[illegible] کا اعتبار حاصل تها مگر
معلوم هوتا هے [illegible] مطابق اعتبار کیا ‡ *

---

‡ اِس بات کو فرشته والے نے [illegible] مختلف طوروں سے لکها هے
[illegible] ١٥٥٦ [illegible] ٢٥١ [illegible]

برهان عماد اپني صغر سني کے زمانہ میں غالباً سنه ۱۵٦۰ ع میں تخت نشین هوا مگر تغال خان اُس کے وزیر نے اُس کي حکومت کو غصب کیا چنانچہ سنه ۱۵۷۲ع مطابق سنه ۹۸۰ هجري میں وہ ریاست احمد نگر کي سلطنت میں شامل هوگئي *

## بريد شاهي بيدر والي خاندان كا بيان جسكو قاسم بريد نے بنا كيا

۱ قاسم برید سنه ۱۴۹۸ ع مطابق سنه ۹۰۴ هجري
۲ امیر برید سنه ۱۵۰۴ ع مطابق سنه ۹۱۰ هجري
۳ علي برید سنه ۱۵۴۹ ع مطابق سنه ۹۴۵ هجري
۴ ابراهیم برید سنه ۱۵٦۲ ع مطابق سنه ۹۹۰ هجري
۵ قاسم ثاني سنه ۱۵٦۹ ع مطابق سنه ۹۹۷ هجري
٦ مرزا علي سنه ۱۵۷۲ ع مطابق سنه ۱۰۰۰ هجري

برید بادشاهوں نے بہمني خاندان والے بادشاهوں کے وزیر وقایم مقام هونے سے اگرچہ پہلے پہلے قدر و منزلت حاصل کي تھي مگر قاسم برید کي زندگي سے آگے وہ دھوکہ نچل سکا چنانچہ اُس نے اور اُس کے جانشین امیر برید نے بادشاهي کا خطاب اِختیار کیا اور ملک اُس کا تھوڑا تھا اور باوصف اُس کے حدود اُس کي بیمارر و طرح واقع هوئي تھیں اور تھوڑي متعین نہ تھیں اور اُن کے نیست و نابود هونے کا زمانہ بھي محقق و ثابت نہیں *

جس زمانہ میں کہ فرشتہ والے نے اپني تاریخ کا حصہ سنه ۱٦۰۹ ع مطابق سنه ۱۰۱۸ هجري کي بابت پورا کیا تھا اُسي زمانہ میں امیر برید ثاني اپني قلمرو میں حکومت کرتا تھا *

## گجرات کے بادشاهوں کا بیان

۱ مظفر شاہ سنه ۱۳۹٦ ع مطابق سنه ۷۹۹ هجري
۲ احمد شاہ سنه ۱۴۱۲ ع مطابق سنه ۸۱۵ هجري
۳ محمد شاہ پہنه ۱۴۴۳ ع مطابق سنه ۸۴۷ هجري
۴ قطب شاہ سنه ۱۴۵۱ ع مطابق سنه ۸۵۵ هجري
۵ داؤد شاہ بادشاہ یک هفتہ
٦ محمود شاہ بیکرہ سنه ۱۴۵۹ ع مطابق سنه ۸٦۳ هجري
۷ مظفر شاہ ثاني سنه ۱۵۱۱ ع مطابق سنه ۹۱۷ هجري
۸ سکندر شاہ سنه ۱۵۲٦ ع مطابق سنه ۹۳۲ هجري

۹ محمود شاہ ثانی سنہ ۱۵۲۶ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ھجری

۱۰ بہادر شاہ سنہ ۱۵۲۶ ع مطابق سنہ الیہ

۱۱ میران محمد شاہ فاروقی سنہ ۱۵۳۶ ع مطابق سنہ ۹۴۳ ھجری

۱۲ محمود شاہ ثالث سنہ ۱۵۵۳ ع مطابق سنہ ۹۶۱ ھجری

۱۳ احمد شاہ ثانی سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ ھجری

۱۴ مظفر شاہ ثالث سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ ھجری

گجرات کے شمال مشرق اور خود مشرق پر وا پہاڑی خطہ واقع هی جو ارولي پہاڑوں کو بندیا چل کے سلسلہ سے ملاتا هی اور اُسکے جنوب پر سمندر واقع هی جو اُسکے ایک حصہ کو گہیرے پڑا هی اور وہ حصہ ایسا جزیرہ نما بنگیا هی کہ صوبہ گجرات کے باقی حصہ کی چوڑائی چکلائی میں برابر هی اور اُسکے مغرب پر وہ بیابان واقع هی جسمیں رن کچھ کا مشہور ریگستان بھی شامل هی اور اس حد کا اوپلا ہرا حصہ شمال و مغرب میں وہاں واقع هی جہاں ایک میدان کے ذریعہ سے جو پہاڑوں اور بیابانوں کے بیچ میں پڑتا هی گجرات کا صوبہ مارواڑ سے شامل هو جاتا هی شمالی پہاڑ اُسکے نہایت ناہموار اور صعب گذار هیں اور وہ شاخیں اُسکی جو مغرب کی جانب کو پہیلتی گئی هیں کہیں کہیں جنگلوں سے معمور هیں فرشکہ وہ هرے بهرے هیں بلکہ بہت سی ایسی گہوٹیں اُنکے درختوں کے بیڑوں سے بهرپور هیں جنکی جڑیں بڑے بڑے دریاؤں سے ملتی هیں یہہ ملک جوں جوں پہاڑوں سے الگ هوتا جاتا هی اُسیقدر بے ارتفاع هوکر کہلتا جاتا هی اور اس ملک کا پائین حصہ جو سمندر کے قریب گہرائی میں جاتا هی اور ساٹھہ میل کی چوڑائی چکلائی رکھتا هی نہایت زرخیز اور بارآور هی گجرات کا جزیرہ نما کاٹهی کُچھ گجرات کے باقی حصہ سے ممتاز کیا جاتا هی اور پہلے زمانہ میں اُسکو سورٹھہ یا سوراشٹرا کہتے تھے اور اب کاٹھیاواڑ اُسکو پکارتے هیں اس جزیرہ نما کا برا حصہ نیچے اونچے پہاڑوں سے مرکب هی جو اکثر جنگلے اور بنجر هیں مگر سمندر پر اور میدان ایسے هیں کہ وہ گجرات کی درونی جانب کو دور تک پھیلتے چلے گئے اور نہایت زرخیز اور کشادہ هیں جنوب کے قریب ایک اور پہاڑی قطع واقع هی جو بابریا کے نام سے مشہور و معروف هی اور اب وہاں جنگل کے جنگلی لوگ هیں *

جب کہ گجرات کا صوبہ دلی کی قلمرو سے الگ هوا تو نیا بادشاہ اُس کا تھوڑاسا ملک اوپلے میدان میں رکھتا تھا اور اُس کے شمال مغرب میں جہالور اور سروہی کے خود مختار راجہ ایسے تھے جن سے وہ کبھی کبھی خراج بھی لیتا تھا اور ایدر کا راجہ پہاڑوں کے مغربی حصہ پر قابض و متصرف تھا اور اداے خراج پر اکثر اور کبھی کبھی معین وقتوں میں مجبور کیا جاتا اور لڑائی بھڑائی بدون ایک پیسہ ندیتا تھا مگر گجرات کے بادشاہ کو وہ یوں همیشہ ضرر پہونچاتا تھا کہ اُسکے مخالفوں

سے موافق هوجاتا تها اور جو لوگ اُسکي قلمرو سے بهاگ کر آتے تهے وه پناه اُنکو دیتا تها اور باقي پهاڑي اور جنگلي اضلاع اوس کے بهیلوں اور کولیوں کے قبض قابو میں تهے جن میں بعض بعض راجپوت راجاؤں نے جو مارواڑ والوں سے اکثر ناتا رشته رکهتے تهے چهوٹي چهوٹي ریاستیں قایم کي تهیں † *

اِس جزیره نما میں نو یا دس هندو قومیں بستي رهتي تهیں جن میں سے بهت سي قومیں مختلف مختلف زمانوں میں کئي سو برس پهلے کچهه اور سنده سے اُٹهکر وهاں آئي تهیں اور غالب یهه هی که وه قومیں گجرات کے بادشاه کو خراج تو دیتي تهیں مگر مطیع و محکوم اُس کي نه تهیں *

مغلوں کے دخل و تسلط کے زمانه میں یهه جنوبي ریاستیں موجود تهیں اور چند سال کے اندر اندر خود مختاري کے قریب ایسي هوگئي تهیں جیسي که شاهان گجرات کے زمانه میں تهیں غرض که گجرات کے بادشاهوں کا اصلي ملک مقبوضه صرف وه میدان تها جو پهاڑوں اور سمندر کے در میان میں واقع هی بلکه منجمله اُس کے شرقي حصه ایک خرد مختار راجه کے قبض و تصرف میں تها جو چاپانیر کے پهاڑي قلعه کا حاکم تها علاوه اُسکے گجرات کا خطه سمندر کے کنارے کنارے جنوب مشرق تک اسقدر پهیلا پڑا تها که سورتهه کا شهر اور اُس کے آگے کچهه کا ملک اُسمیں داخل تها *

غرض که گجرات کے بادشاهوں نے اِن تهوڑے ذریعوں کي بدولت ایسا بڑا نام پیدا کیا جیسا که بهمني خاندان والے بادشاهوں کے سوا دکن کے چهوٹے بادشاهونمیں سے کسي بادشاه نے نام اپنا روشن کیا *

## مظفر شاه گجراتي کا بیان

سلطان فیروز تغلق کے عهد سلطنت میں نظام مفرح فرحت الملک گجرات کا حاکم مقرر هوا تها مگر جبکه اُسنے گجرات کے مسلمانوں کو ناراض کیا اور دلي کے دربار کو هندوؤں کے ساتهه اچهے معاملے برتنے اور اُنکے دین و مذهب کي رسموں کو رواج و رونق دینے سے شک شبهه میں ڈالا تو محمد شاه تغلق نے اُسکو معزول کیا اور مظفر خاں کو بهیجے اُس کے معزز فرمایا فرحت الملک نے دس باره هزار هندوؤں سے مظفرخاں کا مقابله کیا مگر سنه ٧٩١ هجري مطابق سنه ١٣٩١ ع میں شکست فاحش کهائي اور مظفرخاں گجرات پر قابض هوا ‡ یهه مظفرخاں ذات کا راجپوت تها اور باپ اُسکا دلي کے دربار میں چهوٹے درجه سے بڑے درجه کو پهونچا تها اور خود مظفر خاں نے مسلمان امیرزادوں کي طرح تعلیم و تربیت پائي تهي اور معلوم هوتا هی که هندوؤں سے دشمني برتنے میں بڑا مقصود اُس کا یهه تها که اُس کي اصل و حقیقت

† منجمله اُنکے نونگر پور اور بهانس واڑه وغیره آجتک قایم هیں

‡ برگ صاحب کي تاریخ گجرات صفحه ١٨١

پوشیده رهے مگر یهه بات اچهي طرح ثابت نهيں هوتي که کب اُس نے بادشاهي کا خطاب اختيار کيا هاں اُس وقت سے اُس کي سلطنت حقيقت ميں شروع هوئي جبکه گجرات کي حکومت پر متعين کيا گيا اور لڑائيوں ميں کامياب هوا چنانچه اُس نے ايدر پر قبضه کيا اور اُس کے راجه کو مطيع اپنا بنايا بعد اُس کے جزيرہ نماے گجرات پر ايک بڑي لڑائي لڑکر داير رادم ساحل درياے شور پر تصرف کيا اور خانديس کے بادشاه سے ضلع سلطان پور کي بابت لڑنے بهڑنے کي طرح ڈالي اگرچه بعد اُس کے معامله مذکوره کي بابت لڑائياں جاري رهيں مگر اُس کي عمر تک کوئي فيصله پورا نهوا ۞

ازانجا اُس نے ميواڑ کے منڈلگڑھ کا محاصره کيا اور زور و زبردستي روپيه کي امداد اُس سے حاصل کي بعد اُس کے وهاں سے اجمير شريف کي زيارت کو گيا اور جب وه وهاں سے لوٹا تو جهالاوڑ کے شهر اور اُس کے مندروں کو لوٹ کهسوٹ کر تباه کيا ۞

هوشنگ شاه مالوه والے بادشاه سے بهت بڑي لڑائي لڑا اور اُس لڑائي کي ساري وجهه يهه تهي که هوشنگ شاه پر يهه شبهه کيا گيا تها که اُس نے باپ کو زهر ديکر مارا يهه مظفر شاه اور متوفي بادشاه آپس ميں بڑے گاڑهے يار تهے مظفر شاه نے انتقام اُس کا چاها اور اِسي بهانے سے مالوه پر دهاوا کيا چنانچه اُس کي اُميدوں سے زياده کاميابي حاصل هوئي يعني هوشنگ کو شکست فاش ديکر گرفتار کيا اور اُسکي ساري قلمرو پر قابض هوا مگر سنه ۱۴۰۷ ع مطابق سنه ۸۱۰ هجري ميں بهت جلد اُس کو يهه بات ثابت هوئي که ممالک مفتوحه پر تصرف اُس کا ممکن و متصور نهيں اور باشندوں کا يهه اراده هے که اُس کي جگهه دوسرا بادشاه مقرر کريں غرضکه اُس نے يهه بات مناسب سمجهي که جو نتيجه اُس قيدي سے حصول هوسکے حصول کرے اور اُس کي حکومت اُس کو واپس دے مظفر شاه کے عهد حکومت سنه ۱۴۰۸ع مطابق سنه ۸۱۱ هجري ميں محمود تغلق دلي سے بهاگ کر گجرات ميں آيا مگر مظفر شاه نے اُسکي آؤ بهگت اچهي طرح نکي چنانچه وه مالوه جانے پر مجبور هوا ۞

هوشنگ شاه نے اپني دوباره قبضه کو مظفر شاه کي عنايت نه سمجها اس ليئے که جب مظفر شاه مرگيا تو وه اُس کے دشمنوں کا شريک و شامل هوگيا جو اُس کے پوتے احمد شاه کي تخت نشيني کا مخالف تها اور سنه ۱۴۱۱ ع مطابق سنه ۸۱۴ هجري ميں اُن لڑائيوں کو شروع کيا جو مالوه گجرات ميں بهت دنوں تک جاري رهيں احمد شاه نے مالوه پر تين مرتبه يورش کي اور ايک بار سارنگ پور واقع مشرق مالوه تک مارتا چلا گيا جهاں اُس کو بڑي فتح حاصل هوئي اور مالوه کے بادشاه نے

برخلاف اُس کے احمد شاہ کے ہندو مسلمان مخالفوں سے موافقت پیدا کی اور سنہ ۱۴۲۲ ع مطابق سنہ ۸۲۵ ہجری میں اضلاع گجرات کے سرکش راجاؤں سے متفق ہوگیا اور دو مرتبہ گجرات کی دارالسلطنت تک پہونچا مگر کوئی کام اُس نے پورا اور کوئی بڑا فائدہ حاصل نکیا *

احمد شاہ نے ایدر اور جہالور اور جزیرہ‌نماے گجرات پر معمولی مہمیں کیں اور خاندیس سے دو لڑائیاں لڑا چنانچہ ایک موقع پر ناگور واقع شمال مارواڑ تک پہونچا جہاں اُس کا چچا سید خضر حاکم دلی سے باغی ہوکر بیٹھا تھا مگر سنہ ۱۴۱۶ع مطابق سنہ ۸۱۹ ہجری میں سید خضر کے آگے بڑھنے سے پچھلے پاؤں لوٹنے پر مجبور ہوا اور مقام جہالور تک تعاقب اُس کا کیا گیا † *

احمد شاہ کو ایک اور دشمن سے بالمقابلہ لڑنا پڑا کہ دکن کے بہمنی پادشاہ نے کنکان کے دبانے کے ارادہ سے بمبئی اور سالسٹ کے جزیروں پر سنہ ۱۴۲۹ ع مطابق سنہ ۸۳۳ ہجری میں قبض و تصرف کیا ‡ *

یہہ بات دریافت نہیں ہوتی کہ مقامات مذکورہ بالا بادشاہ گجرات کے قبض و تصرف میں کسطرح آئے تھے ہاں یہہ بات سمجھہ میں آسکتی ہی کہ وہ ملک اُسکے متفرق ملکوں میں سے تھے اسلیئے کہ گجرات کے بادشاہوں نے اُن کے دربار حاصل کرنیکی غرض سے براہ سمندر مہمیں کیں غرض کہ بہمنی بادشاہ اُن جزیروںسے نکالا گیا مگر بادشاہ کا مخالف بنارہا اور کئی مرتبہ خاندیس کے بادشاہ کا اُن لڑائیوں میں شریک و شامل ہوا جو احمدشاہ کے مقابلہ پر واقع ہوئی تھیں احمدشاہ ایسا منتظم تھا کہ باوصف اِن شور فسادوں کے اُس نے گجرات کے اندرونی انتظاموں کو ٹھیک ٹھاک رکھا تھا اور مختلف مقاموں میں اِسغرض سے قلعے بنوائے تھے کہ باغی لوگوں کے شر و آفت سے محفوظ رہے اور ایدر کے راجہ کی لاگ پر احمد نگر کا شہر بسایا جسکی فصیلیں ٹہوس اور چوڑی چکلی اجتک موجود ہیں علاوہ اسکے احمد آباد کو آباد کیا جو اُس زمانہ میں بڑا دارالسلطنت تھا اور اب بھی آبادیکی فرط و کثرت اور عمارت کی شان و شوکت سے ہندوستان کے بڑے شہروں میں گنا جاتا ہے § *

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۵۰۹ و جلد چار صفحہ ۱۸ اور برڈ صاحب کی تاریخ گجرات صفحہ ۱۸۹

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد دو صفحہ ۴۱۳ اس کتاب کی جلد چار صفحہ ۲۷ میں واقعات مذکورہ کا سلسلہ مختلف طرح پر مندرج ہے

§ کہتے ہیں کہ احمد شاہ نے یہہ طریقہ جاری کیا تھا کہ ہر سپاہی کو سالانہ تنخواہ کے نصف کی بابت اراضی عنایت کی تھی اور اس سے پہلے نقد تنخواہ منقسم ہوتی تھی گجرات کے مورخ نے اس تدبیر کو معقول بتایا مگر یہہ طریقہ سپاہی کے قواعد تعلیم اور قوانین آسایش کے لیئے مضر تھا ــ برڈ صاحب کی تاریخ

یہ احمد شاہ ایک پختہ مسلمان تھا اور سوا اسلام کے نہایت کرمتعصّب چنانچہ اُسنے مندروںکو توڑ کر اُنکی جگہ مسجدیں بنائیں اور مشہور ہی کہ اُسنے اپنی رعایا میں اپنے دین و مذہب کے پھیلانے میں بڑی کوشش کرتی *

مالوہ کے بادشاہ اور ایدر کے راجہ سے محمد شاہ اور قطب شاہ گجرات کے پچھلے بادشاہوں کے وقتوں میں لڑائیاں جاری رہیں قطب شاہ نے کمبھ میواڑ کے راجہ سے بہت بڑی لڑائی شروع کی جس کا دارالحکومت چتور گڑھ تھا اور احمدشاہ نے موکل راجہ کے عہد حکومت میں جو کمبھ سے پہلے راجائی کرتا تھا میواڑ پر حملہ کیا تھا مگر حال کی لڑائی اُس امداد و اعانت کی بدولت بڑی کڑی واقع ہوئی جو قطب شاہ کی جانب سے اُس کے رشتہدار ناگور والے کو ملی اُس میواڑ والے راجہ کے مقابلہ پر ظہور میں آئی تھی جو اُس بہادر قوم کا راجہ تھا جس کو اُس کے پوتہ راجہ سانگا نے بابر کے مقابلہ پر برپا کیا تھا گجرات کے بادشاہ کو اُن لڑائی بھڑائیوں میں برابر فائدہ حاصل ہوتا رہا چنانچہ سنہ ۱۴۵۷ ع مطابق سنہ ۸۶۱ ہجری میں یہ جو کوہستان اُس نے حاصل کیں کہ جونہ گڑھ کا محاصرہ کیا اور کوہ آبو کو جو بابت تقدس بہت مشہور و معروف ہی اپنے قبض و تصرف میں لایا اور سروہی کے راجہ کو مغلوب کیا جو کمبھ کا دوست و ہمراہی تھا *

جبکہ قطب شاہ نے وفات پائی تو سنہ ۱۴۵۹ ع مطابق سنہ ۸۶۳ ہجری میں اُس کے چچا داؤد خاں نے تخت کو سنبھالا مگر نالائقی کی وجہ سے تخت سے اُتارا گیا اور بڑا مشہور فرمانروا محمود جو قطب شاہ متوفی کا بھائی تھا جو بیگڑہ کے خطاب سے پکارا جاتا تھا سنہ ۱۴۵۹ میں چودہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اور باون برس تک بادشاہ رہا اور گجرات کے بڑے بادشاہوں میں گنا گیا † *

---

† یہ محمود کے مسلمان مورخ اسے بادشاہ کو بڑا مہذب اور بڑے رعب داب کا بیان کرتے ہیں چنانچہ بارتھیما اپنی کتاب کی جلد ایک صفحہ ۱۲۷ میں اور باربوسا [illegible] اُس کی شوکت و شجاعت سے [illegible] جاتے ہیں منجملہ اُن کے باربوسا نے اپنی [illegible] کی جلد ایک صفحہ ۲۶۲ میں اُس کی صورت کو [illegible] لکھا ہی اور یہ [illegible] ہیں کہ اُس کے کھانے کا بڑا [illegible] کرتا تھا اور اُس کے سارے جسم میں وہ بڑی غذا ایسی [illegible] کہ اگر کوئی مکھی اُس کے بدن پر بیٹھ جاتی تھی تو تڑپ تڑپ کر [illegible] تھی اور بڑے بڑے لڑکوں کو یوں ہلاک کرتا تھا کہ [illegible] اُس پر تھوکتا تھا بٹلر صاحب نے کیمبے کے بادشاہ کا حال اپنی نظم میں لکھا ہے وہ یہی بادشاہ تھا جو بقول اُس کے سانپ اور بچھو اور اژدھا اور جنگلی مینڈک ہضم کیا کرتا تھا

اپنے امیروں کے شور فسادوں کے دبانے مٹانے سے بہت جلد اپنے زور وقوت کو جتایا اور آغاز عہد سلطنت میں بہمنی خاندان کے ایک بادشاہ کی امداد و اعانت کے لیئے جو پہلے وقتوں میں اُسکے گھرانے کا بد خواہ و مخالف تھا سنہ ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۸۶۶ میں جب چڑھائی کی کہ مالوہ کے بادشاہ نے اُس بادشاہ کو محصور کرکے نہایت مجبور و مقہور کیا تھا *

چونکہ اُسکی قلمرو پر کچھہ والوں کیجانب سے دست درازیاں ہونے لگیں اور بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں تو وہ ریگستان رن کچھہ سے گذرا اور خود کچھہ کو پامال کیا اور انکے تک لشکر کو لیگیا اور اُسکے کنارے پر بلوچوں کو مغلوب کیا علیحدہ اُسکی بڑی بڑی یورشوں کے گرنار یعنی جوناگڈہ اور چاپانیر کی یورشیں گنی جاتی ہیں جزیرہ نماے گجرات کی جنوبی جانب میں گرنار ایک ایسی پہاڑ پر واقع ہے جو استحکام وتقدس کی جہت سے بہت مشہور ومعروف ہے اُن دونوں یورشوںمیں بہت سے برس صرف ہوئے † اور راجپوتوں کی معمولی دلاوری اور مسلمانوں کے غیر معمولی تعصب وہاں ظاهر ہوئے گرنار کا راجہ قبول اسلام پر مجبور ہوا اور چاپانیر کا راجہ اپنے تعصب مذهب کی جہت سے مارا گیا علاوہ اُسکے خاص قلمرو کے هنگاموں کو فرو کیا اور ایدر کی ریاست سے محصول لیا اور سنہ ۱۵۰۷ع مطابق سنہ ۹۱۳ هجری میں خاندیس کی یورش پر اسیرگڈہ تک بڑہ گیا اور سنہ ۱۴۹۹ مطابق سنہ ۹۰۵ میں ایک پہلے موقع پر یہہ کام اُس نے کیا کہ احمد نگر کے بادشاہ کا محاصرہ دولت آباد کے حوالی سے اوٹھایا مگر بحری مہموں کی تعداد کی بدولت پہلے مسلمان بادشاہوں سے سبقت لیگیا چنانچہ اُس نے سنہ ۱۴۸۲ مطابق سنہ ۸۳۷ میں جگت اور بیٹ کے جزیروں کو فتح کیا جو دریائی قزاقوں کے ایسے ٹھکانے تھے جیسے کہ آج کل پائے جاتے ہیں اور خلیج کمبوجا سے وہ بھاری جہاز روانہ کیئے جو توپوں سے آراستہ تھے اور اُنہوں نے بلسار کے قزاقوں کو بحری لڑائی میں شکست فاحش دیکر پراگندہ کیا اور جس زمانہ میں کہ بہمنی خاندان والونکا ایک باقی سردار بمبئی پر قابض متصرف تھا بحری فوج اپنی اُسپر روانہ کی مگر اِس موقع پر سنہ ۱۴۹۴ مطابق سنہ ۹۰۰ میں بیڑہ اُسکا طوفان کے صدموں سے تباہ ہوا اور شاہ دکن کی امداد واعانت سے بمبئی اُسکو دوبارہ حاصل ہوئی *

بعد اُس کے بحری مہموں میں اپنے ممتاز کرنیکا بڑا موقع اُسکو هاتھہ آیا چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہے کہ مصر کے مملوک بادشاہ نے بحر احمر میں بارہ جہاز اِس

---

† سنہ ۱۴۶۸ع مطابق سنہ ۸۷۳ هجری سے لغایت سنہ ۱۴۷۰ مطابق سنہ ۸۷۵ هجری تک گرنار پر هر برس دھاوا ہوتا رہا اور سنہ ۱۴۸۳ع مطابق سنہ ۸۸۸ تک چاپانیر فتح نہوا

غرض سے آراستہ پیراستہ کیئے تھے کہ ہندوستان میں جاکر پرتگال والونپر حملہ کریں
غرض کہ بیڑہ مصری اُسکا بھی جان سے شریک ہوا اور خود مقام داماں تک اور بعد
اُسکے جہاز میں سوار ہوکر بمبئی کو گیا اور آخر کار مقام دابل سے ایک بڑا بیڑہ جہازونکا
ایاز سلطانی ایک افسر کی زیر حکومت کرکے جو جاپانیز کی لڑائی میں معزز
و ممتاز ہوا تھا روانہ کیا اگرچہ گجراتی جہاز مصر کے جہازوں سے بہت ہی کم چال
تھے مگر کثرت کی روسے زیادہ تھے غرضکہ یہ دونوں بیڑے پرتگال والونکے جہازوں پر
بندرگاہ چول میں جو بمبئی کیجانب جنوب واقع ہی حملہ کرنیکے لیئے جاتے رہے تھے
اور بعد اُسکے جو کچھ واقع ہوا وہ پرتگال والونکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہی
مگر صرف اِسقدر بیان کرنا کافی ہے کہ پہلی لڑائی میں مسلمانونکو کامیابی
حاصل ہوئی اور پرتگال والے مغلوب ہوے ایاز سلطانی کی حسن لیاقت اور کمال
شجاعت کو بہت سراہا مگر بعد اُسکے سنہ ۱۵۰۹ع مطابق سنہ ۹۱۳ھجری میں
اِس متفق بیڑہ کو ایک بڑی لڑائی میں جو دیو کے متصل واقع ہوئی تھی شکست
فاحش نصیب ہوئی † اور مصریونکے جہاز زیروزبر ہوگئے مملوک بادشاہ اپنے
جہازوں کو ہندوستان کے سمندروں میں بھیجتے رہے اور جب کہ ترکوں نے مصر کو
فتح کیا تو اُنہوں نے بھی تقلید اُنہیں کی اور ساری مرضی یہ تھی کہ بحر احمر اور خلیج
ایران کی جہاز رانی کا رستہ کھلا جاوے اور اِسی غرض سے اُنہوں نے ہندوستان کے
بادشاہوں کو اُن لڑائیوں میں مدد پہونچائی جو پرتگال والوں سے واقع ہوئی تھیں
اور یہ منظور خاطر نہ تھا کہ ہندوستان میں کوئی ملک و مقامات حاصل کریں *

محمود شاہ بیگڑہ کی آخر سلطنت میں تعظیم و تکریم ایک بڑے ایلچی کے آنے سے واضح
ہوئی جسکو [illegible] ایران شاہ اسمعیل نے ۱۵۱۱ع مطابق سنہ ۹۱۷ ھجری میں روانہ
کیا تھا اور اسی قسم کی تعظیم اکثر ہندوستانی بادشاہوں کے ایلچی اُس کی جانب سے
وقوع میں آئی اور غالباً مقصود اُس کا یہ تھا کہ اُن بادشاہوں کے التفات کو تشیع کی
ترویج پر مائل کرے جسکے لیئے وہ نہایت ساعی اور کوشش تھا *

محمود شاہ کی عہد سلطنت کے آخر دس برس اُمرا کی رقابتوں سے لڑنے بھڑنے میں گذرے
جس سے محمود شاہ کو [illegible] کی پیروی کا دعویٰ تھا بعد اُس کے ایک اور ایسی
بڑی مہم پیش آئی جسمیں اُسکا مال و اعتبار [illegible] قوم کی عزت حاصل ہوئی یعنی

† [illegible] مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی مگر اِس شکست کو
[illegible] اور لڑائی کا [illegible] تھوڑا بیان کرتے ہیں بعد اُسکے تین چار برس
گذرے تھے کہ ایاز سلطانی اور البوقرق نائب السلطنت پرتگال آپس میں ملاقی ہوئے اور
جو خط [illegible] ایاز سلطانی کی [illegible] کی وہ دناب فیریا کی جلد ۱
صفحہ ۱۹۳ میں مذکور ہی [illegible] کہ جس نے اُس سے زیادہ درباری آدمی
[illegible] نہیں ایسا [illegible] مہذب آدمی جو [illegible] دیکھا [illegible] آنکھ سے
[illegible]

جب کہ مدنی رائے سردار نے جسکو والی مالوہ محمود شاہ نے انصرام اپنے کاروبار کا تفویض کیا تھا محمود شاہ کو حکومت سے خارج کیا تو وہ گجرات کو بھاگا گیا اور مظفر شاہ کا دامن پکڑا مظفر شاہ نے اُس کی دستگیری کی کہ وہ خود مالوہ پر چڑھا اور دارالسلطنت پر قبضہ کیا اور راجہ سنگا کو جو ہندوؤں کی کمک پر آیا تھا پیچھلے پیروں لوٹنے پر مجبور کیا غرضکہ محمود شاہ کو اُسکی حکومت پر بحال کرکے کسی قسم کا معاوضہ اُس سے نہ لیا اور صحیح سلامت گجرات کو واپس آیا مگر بعد اُسکے تھوڑی مدت گذرنے پر سنہ ۱۵۱۹ع مطابق سنہ ۹۲۴ ہجری میں راجہ سنگا بڑے زور شور سے لوٹ کر آیا اور محمود شاہ کو پکڑا جکڑا مگر بڑی فیاضی سے چھوڑا اور معزز شرطوں پر آشتی کی اب راجہ سنگا مظفر شاہ ثانی سے بدون انتقام لے سکا کہ ایدر کے راجہ کی مدد کو گیا اور گجرات کو احمدآباد تک لوٹا *

بعد اُسکے مظفر شاہ نے اگلے سال ایک فوج ایاز سلطانی کے زیر حکومت کرکے راجہ سنگا پر روانہ کی اور بخوبی انتقام اُس سے لیا چنانچہ ایاز سلطانی نے اُسکو مندسور میں محصور کیا اور جب کہ مالوہ کا بادشاہ فوج گجرات کی اعانت کو پہونچا تو ایاز سلطانی راجہ سنگا کو آشتی کی شرطیں عنایت کرچکا تھا اگرچہ مالوہ کے بادشاہ نے اپنی امداد و اعانت سے فائدہ اُٹھانے پر ایاز سلطانی کو بہت کچھہ آمادہ کیا مگر ایاز اپنی بات پر جما رہا اور اُس بادشاہ کی لعنت ملامت کے خلاف پر فوج اپنی لیکر چلا گیا *

مظفر شاہ ثانی سنہ ۱۵۲۶ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ہجری میں چودہ برس کی حکومت کرکے مر گیا *

جب کہ سکندر شاہ اور محمود شاہ ثانی مظفر شاہ ثانی کے دو بیٹے اور جانشین اُس کے بہت جلد نیست و نابود ہوگئے تو بہادر شاہ گجراتی اس کے تیسرے بیٹے کو تخت سلطنت کا ہاتھہ آیا اگرچہ یہہ تیسرا بیٹا تھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہمیشہ باپ کا وارث غالب سمجھا جاتا تھا مگر کسی بات پر باپ سے خفا ہوکر دلی کو آیا تھا جہاں سلطان ابراہیم کی خدمت میں بابر کے دھاوے تک متوسل رہا اور جب تک وہ دلی میں سکونت پذیر رہا تب تک باپ کے تخت سے محروم رہا مگر جب کہ ایک بھائی اُس کا دغا سے مارا اور دوسرا بھائی تخت سے اُتارا گیا تو وہ تخت نشین ہوا اور باوجود اسکے بھی ایک بھائی سے مقابلہ باقی رہا تھا جسکی اعانت پر راجہ سنگا اور چند اور ہندو راجاؤں نے کمر باندھی تھی اور جب کہ یہہ دعوی دار بھی لڑائی میں کام آیا تو بھی دعویدار باقی رہ گیا *

اول تدبیر اُس کی یہہ تھی کہ ایدر اور پاس پاس کے راجاؤں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور بعد اُس کے خاندیس کے بادشاہ اُس کے بھتیجے نے اپنے اور بادشاہ

برار کے لیئے اُس سے کمک چاہی جو برہان نظام شاہ احمد نگر والے کے مقابلہ پر
باہم متفق ہوگئے تھے *

اِس لڑائی کا سارا کاربار اُس کے حوالہ کیا گیا اور سارے بادشاہوں نے
اُس کے فضل و فوقیت کو بمنصب شاہانہ تسلیم کیا غرض نہ کاربار اُس کے
ایسے ٹھیک ٹھاک ہوئے کہ بہادر والا بزرگشاہ اگرچہ نظام شاہ کا ممد و معاون ہوا
مگر باوصف اسکے نظام شاہ اپنی ذاتی اطاعت سے بہادر شاہ کی طرف دوستی کے
سلسلہ اور نیز اُن باتوں کے تسلیم کرنے پر جنکی بابت خاندیس اور برار کا جھگڑا قایم
تھا بمنصب مذکورہ بالا مجبور ہوا *

بہادرشاہ کی اگلی مہم ایک اور بڑے معقول فتوحی کی منتج ہوئی بیان
اُسکا یہہ ہی کہ جب والی مالوہ محمود شاہ نے جسکو مظفر شاہ ثانی نے بحال
کیا تھا احسان مذکور کے باوجود سے اپنے مربی زادہ کے خلاف پر سازش کرنے میں
کوتاہی کی اور اسیدر [illegible] شروع سے راجا سنگا اپنے محسن کی
وفات کو اُسکے جانشینوں والاترین سلطنت پر حملہ کرنیکے لیئے غنیمت سمجھا تو
رانا رتنسنگھہ جو بہادر شاہ کا پہلے سے رفیق و ہمراہی تھا اور بہادر شاہ دونو اپنے
مشترک نقصانوں کے پورا کرنیکے لیئے باہم متفق ہوئے اورشمہ ماہ فروری سنہ ۱۵۳۱ ع
مطابق شعبان سنہ ۹۳۷ ہجری میں بمقام ماندو اپنی دارالسلطنت میں محمود شاہ
گرفتار ہوا اور گجرات کو روانہ کیا گیا بعد اُسکے جانسے مارا گیا اور قلمرو اُسکی
بہادر شاہ کی حدود میں داخل ہوگئی *

اگرچہ یہہ [illegible] ہوا مگر ایسے عمدہ اقبال و دولت سے فائدہ اُٹھانے کی
[illegible] اِن سرداروں کے جو
صوبہ مالوہ میں ہنگامہ انقلاب کے باعث بڑے رہ سلہدی راجپوت ایک بڑا باعث
تھا جو محمود شاہ کے عہد اقبال میں راے سین واقع بھلسا کی حکومت پر معزز
و ممتاز ہوا تھا اور علاوہ اُسکے مالوہ کے مشرقی سمت اور مقاموں پر بھی حکومت
کرتا تھا اور عہد اُسکے اُسی کی حکومت پر قابض و متصرف ہوا تھا *

معلوم ہوتا ہی کہ بہادر شاہ کی یہہ منشا اپنے دہ سلہدی سے قوی سردار کے
قایم رہنے تک اور مخصوص اُسوقت تک نہ وہ مالوہ کے راجہ کی حفظ و
حمایت میں رہکر مقرر اسکی بڑی بھاری فوجکی سلہدی کو اُسموقع پر مقید کیا
کہ وہ بہادر شاہ کے لشکر میں اُسکے ملنے کو آیا تھا چنانچہ اِس دغا بازی سے
جو [illegible] حاصل ہوئی اُس سے فائدہ اُٹھاکر شہر اُجین پر قبض و تصرف کیا
واقعہ مذکور کے وقوع سے سلہدی کا بیٹا پورنمل راے جو قلعہ کو بچکا اور رائسین کا
بڑا قلعہ جو سلہدی کے قبض و تصرف میں تھا اُسکے بڑائی کے زیر حکومت رہا
اور وہ بہادر شاہ کا مقابلہ کیئے گیا اور اُسکی اطاعت پر راضی ہوا *

غرضکہ بہادر شاہ کو جو مقابلہ اسطرح پیش آیا اُسکے پس پا کرنے اور اُسپر غالب آنے میں بہت سا عرصہ صرف ہوا اگر راجہ رتن سنگھ جیتا جاگتا رہتا اور بکرماجیت اُسکا بیٹا جانشین اُسکا نہوتا جسکے عہد حکومت میں چتورگڈہ کی قوت نہایت کمزور ہوگئی تھی تو اُسمقابلہ کے پس پا کرنے میں ہرگز کامیاب نہوتا ✱

جبکہ بہادر شاہ اس مہم میں مصروف و آمادہ تھا تو پرتگال والوں کی بڑی بھاری فوج نے مقام دایو پر دھاوا کیا تھا مگر حصار دایو کے محافظوں نے وہ بڑا کام کیا کہ ماہ فروری سنہ ۱۵۳۱ ع میں وہ حملہ پس پا کیا گیا ✱

پرتگال والوں کے مقابلہ میں ضروری تدبیروں کو برت برتا کر چتور گڈہ پر دوبارہ دھاوا کیا اور اب میواڑ کے راجاؤں کی قوت ایسی کمزور ہوگئی تھی کہ بہادر شاہ نے لڑائی کا کام کاج اُسکی دارالسلطنت یعنی چتور گڈہ کے محاصرہ سے شروع کیا اور سنہ ۱۵۳۲ ع مطابق سنہ ۹۰۸ ہجری میں تین مہینے گذرنے پر چتور گڈہ کے راجہ کو بہت سے خراج دینے کے بعد امن و امان کے خرید کرنے پر مجبور کیا † اور اسی زمانہ کے قریب اوس نے ہمایوں سے لڑائی باندھی جسکا انجام اوپر مذکور ہوگیا اور مقام دایو میں پرتگال والوں سے خط کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ساری عنایتوں کے علاوہ کارخانہ بنانے کی بھی اُنکو اجازت فرمائی اور پرتگال والوں نے اس عنایت کے معاوضہ میں پانسو یورپ والے سپاہی اس غرض سے نذر اوسکی کیئے کہ وہ اپنی سلطنت کے دوبارہ قبض و تصرف حاصلکرنے میں کام اونسے لیوے اور جبکہ مغلوں کے لوٹ جانے کے بعد اوسنے گجرات پر قبضہ کیا تو مقام دایو پر دوبارہ متوجہ ہوا جہاں پرتگال والے اپنے نئے کارخانہ کی فصیل بنارہے تھے اور اُسنے یہہ تصور کیا کہ وہ ایک مستحکم قلعہ بناتے ہیں اور جبکہ اُسنے دونو دیو کوا پرتگال کے نائب السلطنت کو وہاں موجود پایا جو جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر نئے کارخانہ کی حفظ و حمایت کو آیا تھا تو بہادر شاہ اور اُس نائب السلطنت میں امور مذکور کی بابت تکرار قایم ہوئی اور امر متنازع فیہ کی تشریح طرفین سے عمل میں آئی اگرچہ یہہ باتیں بظاہر دوستانہ ہوئیں مگر مسلمان اور پرتگالی دونو مورخوں نے اس یقین کو واجبی قرار دیا کہ دونو فریقوں کے دلوں میں دغا بازیکا

---

† جوخراج اسموقع پر چتور گڈہ کے راجہ نے ادا کیا تھا اُسمیں وہ جڑاؤ پٹکا بھی داخل تھا جسکو چتور گڈہ کے راجہ نے گجرات کے پہلے بادشاہ سے چھینا چھپٹا تھا بعد اُسکے بہادر شاہ کے خاندان والوں کے ساتھہ مدینہ میں پہونچا اور آخر کو شاہ روم کے جواہر خانہ میں داخل ہوا ــــ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۱ برڈ صاحب کی تاریخ گجرات کے صفحہ ۲۱۶ کے حاشیہ کو پہلے معاصرہ کی بابت دیکھنا چاہیئے

مضمون ولندیزی کیا اور ہمراہی اپنے اپنے ارادہ کا مرتکب نکلتا تھا چنانچہ جب
نونو ہی کہتا کو بہادر شاہ نے ملنے کو بلایا تو اوسنے بیماریکا عذر پیش کیا
اور بہادر شاہ اُسکی عیادت کی غرض سے تھوڑے سے چند ہمراہیوں سمیت اُسکے جہاز پر گیا
مگر اُن سرگروہوں اور افسروں دونوں سے برخلاف اظہار ہوا جو خائف السلطنت اور
اُسکے ہمراہیوں میں جاری ہو رہی تھی بادشاہ بہادر شاہ اُن لوگوں سے بہت جلد
رخصت ہوکر اپنی کشتی میں جانا چاہتا تھا کہ اسی موقعہ میں ہنگامہ برپا ہوا
جسکو پرتگال والوں نے اتفاقی بیان کیا اور مسلمان مورخوں نے دیدہ و دانستہ
اُسکو ٹھہرایا غرضکہ لڑائی میں بہت سے آدمی مارے گئے اور بہادر شاہ دریا میں گرا مگر
ایک جوان کی حرکت سے [illegible] ہو گیا اور آنکھوں کی ضرب سے مارا گیا ٭

چونکہ ہم کو فرنگی اسپیشل کو برابر مانتے ہیں وہ کافروں کے ساتھ ایمانداری کا برتاؤ
اچھا نہیں کر سمجھتا دونوں فریقوں کے حسن ظن کو تھوڑا سا بھی استحقاق
اس بات کا حاصل نہیں کہ اُس کے الزاموں کو سراہا جاوے مگر چونکہ بہادرشاہ
اُن کے جہاز پر محض سواری آیا تھا تو عداوت کا موقع اس کے حق میں اولم کہا
نہ آیا ہوگا اور اگر یہ سچ ہے کہ پرتگال والوں کا مقصود اُس کی گرفتاری ہوگی
تک اُس کا مقصود نہیں تھا اس لئے کہ اگر یہ اُسکا مقصود ہوتا تو اُس کو اپنے جہاز
سے اُترنے دیتے [illegible] دفعتاً ایسا ہنگامہ دونوں کے حرب و ہراس کی بدولت
پیدا ہوا اُس کے [illegible] ہوا [illegible] اس میں سے کسی مخفی دغابازی کا الزام
لیا جاوے [illegible] ہے [illegible] پرتگال والوں پر یہ الزام
قائم [illegible] سنہ ١٥٣٧ ع مطابق سنہ ٩٤٣ ہجری میں واقع
ہوا بہادر شاہ کا [illegible] اُس کا برادر زادہ محمود لطیف خان کا بیٹا تھا
جس نے [illegible] اُس سے کی تھی مگر وہ شاہزادہ اپنے
ماموں زاد بھائی میراں شاہ سلطان والی خاندیس کے ہاتھوں میں گرفتار تھا اور اُسکے
اُس کی گرفتاری سے [illegible] کا دعوا [illegible] تھا مگر میراں شاہ
چھ ہفتہ کے [illegible] مرگیا بعد اُس کے اُس کا بھائی جانشین اُس کا ہوا اور
اُس کو [illegible] رہا [illegible] اُس کے ہاتھوں میں
گرفتار تھا مگر اُس نے [illegible] اُٹھایا اور محمود اسی [illegible] سے آزاد ہوکر اپنے حق پر
قابض و متصرف ہوا اور سنہ ١٥٣٨ ع مطابق سنہ ٩٤٤ ہجری میں محمود ثالث کا
سلطنت [illegible] اور اُس کے عہد سلطنت میں
اُس کے سرداروں کی سازشوں کے سوا کوئی بات ایسی ظہور میں نہ آئی جو شرح

† فرشتہ کے بیان پر جو معتدل و عادل رائے لگائی گئی وہ کرنل بریگز کے
ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد چہار صفحہ ١٣٢ کے حاشیہ میں دیکھنی چاہئیے

وہاں کے لایق ہوئے مگر اتفاقاً اُسکا ایسي صورت پر واقع ہوا جو معمولي صورتوںسے
نہایت بعید هي چنانچه بیان اُس کا یهه هی که اُس کے ملا پیش امام نے اُس کو
فریب سے مارا جس کو اُس نے کسي زمانه میں گردن تک دیوار میں چنوا کر بھوکوں
مارا تھا اور جب که یه ملا بھوکوں کے مارے مرنے کے نزدیک پہونچا تو اُس کو
اُسوقت آزادي نصیب ہوئي که محمود اُس دیوار کے پاس ہوکر نکلا اور اُس نے
اُسکي تعظیم کے لیئے گردن جھکائي اور وہ اوس سے راضي ہوا بعد اوس کے اوس
ملا نے بڑے بڑے امیروں کو بلوایا اور جو جو آتا گیا اوس کو خفیه خفیه
مارتا گیا یہاں تک که سنه ١٥٥٣ ع مطابق سنه ٩٦١ هجري میں تخت پر بیٹھا
مگر جوں هي که کوئي کھلا ظهور اُس نے کیا تو حسب توقع رهے سهي افسروں کے
هاتھوں مارا گیا *

محمود ثالث نے سورتھه کا قلعه بنایا تھا جو آجتک قایم هے اور شکار کے لیئے
ایک رقبه گھیرا تھا جو چوده میل کے محیط پر ایک چاردیواري سے محصور تھا
یهه عمارت ایسي قدر میں نهایت عجیب و غریب تھي جهاں هرن وغیره شکار کي
قسمیں بڑي فراواني سے هوتي هیں *

محمود ثالث کے فرضي بیٹی کو ایک فریق نے احمد شاه ثاني کے خطاب سے
تخت سلطنت پر بٹھلایا یهه لڑکا جواني چڑهنے کو جیتا جاگتا رها اور غالباً اُس نے
خودمختاري برتني اس لیئے که سنه ١٥٦١ ع مطابق سنه ٩٦٩ هجري میں آٹھه
برس کي سلطنت کے بعد مارا گیا *

بعد اُس کے ایک نام کا بادشاه مظفر شاه ثالث کے خطاب سے قرار دیاگیا اور
سلطنت کا یهه حال هوا که بڑي بڑي سازش کرنیوالوں پر منقسم هوگئي مگر یهه بهي
چین سے نه بیٹھے که اُن میں جھگڑے قایم هوئے اور سارا ملک ادهر اُدهر کے
چھوٹے فسادیوں سے معمور هوگیا یهانتک که سنه ١٥٧٢ ع مطابق سنه ٩٨٠ هجري
میں اکبر شاهنشاه نے اُس کو فتح کر کے بهت ٹھیک ٹھاک بنایا *

## مالوه کي ریاست کا بیان جس کو دلاور غوري نے بنا کیا

١ دلاور شاه غوري سنه ١٤٠١ ع مطابق سنه ٨٠٢ هجري
٢ هوشنگ شاه غوري سنه ١٤٠٥ ع مطابق سنه ٨٠٨ هجري
٣ محمد شاه غوري سنه ١٤٣٢ ع مطابق سنه ٨٣٥ هجري
٤ محمود شاه خلجي سنه ١٤٣٥ ع مطابق سنه ٨٣٩ هجري
٥ غیاث الدین خلجي سنه ١٤٨٢ ع مطابق سنه ٨٨٧ هجري
٦ ناصرالدین خلجي سنه ١٥٠٠ ع مطابق سنه ٩٠٦ هجري
٧ محمود ثاني خلجي سنه ١٥١٢ ع مطابق سنه ٩١٦ هجري

پہلے بیان ہوچکا کہ فیروز تغلق کی آخر سلطنت میں مالوہ کا صوبہ خودمختار ہوگیا تھا چنانچہ اُس صوبہ میں پہلے پہل دلاور غوری نے بادشاہت کو اختیار کیا جس کے باپ دادے غور کے رہنے والے تھے اور یہہ دلاور خان کی جانب سے شاہان غور کا رشتہدار آپ کو بتاتا تھا ٭

اُس کے جانشین نے دارالسلطنت مانڈو کی بنیاد ڈالی جو اپنے موقع کی حسن و خوبی کے باعث سے نہایت مشہور شہر ہے یعنی ایک ایسے بار اور بلند خطہ پر واقع ہے جس کا محیط سینتیس میل کا قرار دیا گیا پہاڑ کی دراڑوں سے محدود محصور اور عمارتوں کی عالی شان سے مشہور و معروف ہے † ٭

یہہ بادشاہ گجرات کے بادشاہوں سے لڑتا بھڑتا رہا چنانچہ حال اُن لڑائیوں کا مذکورہ گجرات کے بیان میں مذکور ہوچکا بعد اُس کے سارے جانشین اُس کے گجرات کے بادشاہوں سے صریحاً اُلجھتے رہے مگر جونپور کے بادشاہ سے دریائے جمن پر اور خاندیس کے بادشاہ سے [illegible] اور دکن کی بابت لڑائیاں ہوتی گئے چنانچہ سنہ ۱۴۰۲ع مطابق سنہ ۸۱۰ ہجری سے آغاز سنہ ۱۴۳۲ ع مطابق سنہ ۸۳۵ ہجری تک [illegible] قائم رہے [illegible] بہمنی خاندان والے شاہان دکن سے لڑائیاں ہوتی رہیں اور [illegible] سنہ ۱۴۶۱ میں برار کی دارالسلطنت بیدر کا محاصرہ کیا اور سنہ ۱۴۴۰ ع مطابق سنہ ۸۴۴ ہجری میں محمود اول مالوہ کے بادشاہ نے دہلی کو چاروں طرف سے گھیرا اور بہلول لودھی سے شکست کھاکر [illegible] پہلے مذکور ہوچکا اور اسی بادشاہ نے [illegible] اگرچہ ان لڑائیوں میں سنہ ۱۴۴۳ ع مطابق سنہ ۸۴۶ ہجری سے آغاز سنہ ۱۴۵۸ ع مطابق سنہ ۸۶۳ ہجری تک [illegible] ہوا اور [illegible] راجاؤں نے پوشش [illegible] کی لڑائیاں واقع ہوئیں مگر اُن کے باعث سے شاہان مالوہ کی وسعت سلطنت میں کوئی بڑا تغیر و تبدل واقع نہوا ٭

محمود ثانی کی سلطنت کا زمانہ پہلے بادشاہوں کی سلطنتوں کی نسبت واقعات کے [illegible] اور [illegible] کے شاہان و مناسب ہوا [illegible] ایک ملکی لڑائی میں سنہ ۱۵۱۲ ع مطابق سنہ ۹۱۸ ہجری کو مصروف ہوا اور مدنی راے راجپوت کی امداد و اعانت سے کامیابی اُس کو حاصل ہوئی یہہ سردار آغاز لڑائی میں اپنی قوم کا بڑا بھاری گروہ اپنے ہمراہ لیکر شریک و شامل ہوا تھا یہہ لڑائی بڑے زور

† سرجان مالکم کی تاریخ وسط ہند جلد اول صفحہ ۱۹ و ۲۰

و شور سے مدت تک جاری رہی اور ایک مدت گذرنے پر پھر اس وجہ سے شروع ہوئی کہ تخت کے چھوٹے دعویدار کو دلی کے بادشاہ سے کمک حاصل ہوئی تھی مگر مدنی رائے کی شجاعت و لیاقت پھر غالب آئی *

مدنی رائے کو مدت کی خدمت گذاری سے یہہ مرتبہ حاصل ہوا کہ اُس کو اپنے ولی نعمت پر ترقیت حاصل ہوئی اور حکومت کا انصرام اُس کے قابو میں آیا مگر ایک ہندو کو ایسی عظمت کے حاصل ہونے سے مسلمانوں میں ناراضی پھیلی چنانچہ کئی صوبوں کے حاکم باغی طاغی ہو گئے اور مدنی رائے نے بتدریج اُن کو پسپا کیا *

اِن لڑائیوں سے یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ مدنی رائے بہت قوی ہوگیا اور مسلمانوں کو بادشاہ کی خدمت سے الگ کیا اور دربار اور فوج کو راجپوتوں سے بھردیا چنانچہ محمود کو تردد لاحق ہوا مگر اپنی حکومت کے دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب نہوا اور اُس نے معلوم کیا کہ وہ اپنی ہی دارالسّلطنت میں مقید ہوا اور سنہ ۱۵۱۷ ع مطابق سنہ ۹۲۳ ہجری میں موقع پاکر گجرات کو بھاگ گیا گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ نے امداد اُس کی کی اور لڑائی برس دن تک قایم رکھی یہانتک کہ مانڈو راجپوتوں کے سخت مقابلہ کے بعد فتح ہوا اور سنہ ۱۵۱۹ ع مطابق سنہ ۹۲۴ ہجری میں گجرات کے بادشاہ محمود کو بحال کرکے اپنی سلطنت کو واپس گیا اور جبکہ مدنی رائے چندیری کو چلاگیا جہاں کا وہ موروثی سردار تھا تو محمود اُس کے پیچھے روانہ ہوا اور وہاں یہہ دیکھا کہ چتورگڈھ والے راجہ سنگا کی اعانت سے مدنی رائے کو تقویت پہونچی ہے یعنی وہ راجہ تمام فوج اپنی لیکر چندیری کی حفظ و حمایت کو آیا تھا *

غرض کہ ایک لڑائی واقع ہوئی جس میں محمود ثانی نے شکست فاحش کھائی اگرچہ محمود اور باتوں میں کمزور تھا مگر اپنی شجاعت میں معزز و ممتاز تھا چنانچہ وہ اُس وقت تک لڑائی کے قایم رکھنے میں جد وجہد کرتا رہا کہ خود زخموں سے چور چور ہوگیا اور گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود پکڑا گیا مگر راجہ سنگا نے بڑی آدمیت برتی کہ وہ مہربانی سے پیش آیا اور تھوڑے دنوں کے بعد اُس کو آزاد کیا چنانچہ پھر وہ حکومت کرنے لگا *

محمود کی دنی طبیعت استعداد اِس کی نرکھتی تھی کہ وہ اپنے مخالف کی بلند حوصلگی اور جوانمردی کی تقلید کرتا بلکہ برخلاف اس کے راجہ سنگا کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے رتن سنگھ پر اس غرض سے حملہ کیا کہ اُس کی نئی حکومت کی دشواریوں سے کچھہ فائدہ حاصل کرے رتن سنگھ نے مظفر شاہ کے جانشین بہادر شاہ سے سنہ ۱۵۲۵ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ہجری میں اعانت چاہی مگر جو کہ

بہادر شاہ یہی محمود شاہ کی کفران نعمت کا شاکی تھا تو اُس نے رتن سنگھہ کی حمایت پر کمر باندھی فرشتہ محمود شاہ اِن دونوں کا مقابلہ نکرسکا اور بہادر شاہ نے اُسکی دارالسلطنت پر قبضہ کرکے خود اُس کو گرفتار کیا بعد اُسکے سنہ ١٥٣١ ع مطابق سنہ ٩٣٧ ہجری میں مالوہ کی ریاست گجرات کی سلطنت میں ہمیشہ کے لئے شامل کی گئی ⁂

## خاندیس کی سلطنت کا بیان جس کا بانی ملک راجہ عربی نژاد تھا

١ ملک راجہ مخاطب بناصر خان سنہ ١٣٩٩ ع مطابق سنہ ٨٠١ ہجری
٢ میران عادل خان سنہ ١٤٣٧ مطابق سنہ ٨٤١
٣ میران مبارکشاہ سنہ ١٤٤١ مطابق سنہ ٨٤٤
٤ عادلخان اول سنہ ١٤٥٧ مطابق سنہ ٨٦١
٥ داؤد خان سنہ ١٥٠٣ مطابق سنہ ٩٠٩
٦ عادل خان ثانی سنہ ١٥١٠ مطابق سنہ ٩١٦
٧ میران محمد شاہ سنہ ١٥٢٠ مطابق سنہ ٩٢٦
٨ میران مبارکشاہ ثانی سنہ ١٥٣٥ مطابق سنہ ٩٤٢
٩ میران محمد خان سنہ ١٥٦٦ ع مطابق سنہ ٩٧٤
١٠ راجہ علی خان سنہ ١٥٧٦ ع مطابق سنہ ٩٨٤
١١ بہادر شاہ سنہ ١٥٩٦ ع مطابق سنہ ١٠٠٥ ہجری

سلطنت خاندیس ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو دریائے تپتی کی وادی پر مشتمل تھی اور اُس وادی کا بالائی حصہ برار کی قلمرو میں داخل تھا سلطنت مذکورہ کے جنوب میں وہ پہاڑیاں واقع تھیں جو دکن کے بالائی حصہ کی پشت پناہ واقع ہوئیں اور اُس کے شمال میں ست پورہ پہاڑیوں کا سلسلہ تھا اور اُس میں اور گجرات کی ریاست میں ایک جنگل ہی حد فاصل تھا وہ ملک ایسا زرخیز اور شاداب تھا جس میں بہت سی ندیاں جاری تھیں اور آسیر اُس کی انتہائی حد پر ایک مستحکم قلعہ تھا اُسکے حاکموں کی دولت کی شہرت اُس کے پاس پڑوس والی ریاستوں کی تاریخوں میں لکھی گئی ⁂

خاندیس کا پہلا بادشاہ جس نے بڑا پہلا اُس کی سلطنت سے علاقہ تمام کیا کا وقتی ملک راجہ تھا اور بادشاہ گجرات کی خاندان سے اُس کی شادی ہوئی اور بادشاہ گجرات ہی نے اُس کے بیٹے کو بادشاہی کا خطاب عنایت کیا تھا چنانچہ وہ بادشاہ اور اُس کے جانشین گجرات کے بادشاہ کے مقابلہ میں ایک طرح کی نیازمندی کا اقرار کرتے تھے ⁂

خانديس والے بادشاهوں كي ذاتي تاريخ ميں كوئي بات إس كے سوا بيان كے قابل نهيں كه دغابازي كے ذريعه سے اسيرگده كا بهاري قلعه ايک هندو سردار كے قبض و قابو سے نكالا اور أس كے پاس برهانپور كو آباد كيا اور دارالسلطنت اپنا قرار ديا يهه شهر اب بهي بڑا عمده شهر هى اور بادشاهي مكانوں كے كهنڈروں سے جو آس پاس أس كے اب تک ٹوٹے پهوٹے پڑے هيں يهه معلوم هوتا هى كه وه پهلے وقتوں ميں اور بهي بڑا هوگا بلكه يهه معلوم هوتا هى كه سارا خانديس اپنے بادشاهوں كے وقتوں ميں نهايت شاداب وتازه رها وه پتهر كے پشتے جنكے ذريعه سے نديوں كو آب پاشي كے قابل ديا كيا ايسي بڑي جهد و محنت اور سود وفائدے كے كام هيں جيسے كه هندوستان ميں اور جگهه موجود هونگے اور إس سے بحث نهيں كه أن پشتوں كو هندوؤں نے بنايا يا خانديس كے بادشاهوں نے تعمير كيا مگر خانديس والے بادشاهوں كے وقتوں ميں كام أن پشتوں سے بلا شبهه ليا جاتا تها گو وه آج كل جهاڑي جنگلوں ميں دب ديا گئے *

اكبر نے سنه ١٥٩٩ ع مطابق سنه ١٠٠٨ هجري ميں خانديس كي رياست كو دلي كي سلطنت ميں دوباره داخل كيا *

## بنگاله كي رياست كا بيان

✝ ١ فخرالدين سنه ١٣٣٨ ع مطابق سنه ٧٣٩ هجري
٢ علاءالدين سنه ١٣٤٠ ع مطابق سنه ٧٤١
٣ حاجي الشمس بخطاب شمس الدين سنه ١٣٤٢ع مطابق سنه ٧٤٣
٤ سكندر شاه سنه ١٣٥٧ ع مطابق سنه ٧٥٩
٥ غياث الدين سنه ١٣٦٧ ع مطابق سنه ٧٦٩
٦ سلطان السلاطين سنه ١٣٧٤ ع مطابق سنه ٧٧٥
٧ شمس الدين ثاني سنه ١٣٨٣ ع مطابق سنه ٧٨٥
٨ راجه كنس سنه ١٣٨٦ ع مطابق سنه ٧٨٨
٩ جيتمل عرف جلال الدين سنه ١٣٩٣ ع مطابق سنه ٧٩٥
١٠ احمد شاه سنه ١٤٢٨ ع مطابق سنه ٨١٢
١١ ناصر الدين سنه ١٤٢٦ ع مطابق سنه ٨٣٠
١٢ ناصر شاه سنه ١٤٢٦ ع مطابق سنه ٨٣٠
١٣ باربك سنه ١٤٢٨ ع مطابق سنه ٨٣٦

---

✝ إس خاندان كے آغاز عهد دولت كي تاريخيں متفق نهيں چنانچه ابن بتوته سنه ١٣٤٢ ع ميں دلي سے روانه هوا اور ايک دو برس بعد أس نے فخرالدين كو بنگاله ميں زنده پايا

۱۳ باربک شاہ سنہ ۱۴۳۵ ع مطابق سنہ ۸۳۹

۱۵ فتح شاہ سنہ ۱۴۶۱ ع مطابق سنہ ۸۶۶

۱۶ شاہزادہ سنہ ۱۴۸۱ ع مطابق سنہ ۸۸۶

۱۷ فیروز شاہ سنہ ۱۴۸۱ ع مطابق سنہ ۸۸۹

۱۸ محمود شاہ سنہ ۱۴۹۱ ع مطابق سنہ ۸۹۶

۱۹ مظفر شاہ سنہ ۱۴۹۴ ع مطابق سنہ ۹۰۰

۲۰ علاؤالدین ثانی سنہ ۱۴۹۷ ع مطابق سنہ ۹۰۳

۲۱ نصرت شاہ سنہ ۱۵۲۱ ع مطابق سنہ ۹۲۷

۲۲ محمود شاہ ثانی سنہ ۱۵۳۳ ع مطابق سنہ ۹۴۰

۲۳ شیر شاہ سنہ ۱۵۳۷ ع مطابق سنہ ۹۴۵

۲۴ سلیم شاہ سنہ ۱۵۴۵ ع مطابق سنہ ۹۵۲

۲۵ عدلی شاہ سنہ ۱۵۴۹ ع مطابق سنہ ۹۵۵

۲۶ بہادر شاہ سنہ ۱۵۵۳ ع مطابق سنہ ۹۶۱

۲۷ جلال الدین شاہ سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹

۲۸ سلیمان کرانی سنہ ۱۵۶۳ ع مطابق سنہ ۹۷۱

۲۹ بایزید شاہ سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۹۸۱

۳۰ داؤد شاہ سنہ ۱۵۷۳ ع مطابق سنہ ۹۸۱

[illegible] سلطنت [illegible] تغلق سے [illegible] برس [illegible] سے [illegible] اس سلطنت کے خاصیوں [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] شیر شاہ نے بنگالہ پر فتح کیا تھا [illegible] سلطنت [illegible] شاہ کا ایک باغی سردار [illegible]

## [illegible] کی سلطنت کا بیان

۱ [illegible] سنہ ۱۳۴۲ [illegible] سنہ ۷۴۳

۲ [illegible] سنہ ۱۳۵۹ [illegible] سنہ ۷۶۰

[illegible] سلطنت [illegible] سلطان [illegible] اور [illegible] احکام [illegible] بنگالہ کی بادشاہ [illegible] سلطنت کو اپنی محکوم [illegible] سلطان [illegible]

۳ ابراهیم شاہ سنه ۱۴۰۱ ع مطابق سنه ۸۰۴

۴ محمود شاہ سنه ۱۴۴۰ ع مطابق سنه ۸۴۴

۵ محمد شاہ سنه ۱۴۵۷ ع مطابق سنه ۸۶۲

۶ حسین شاہ سنه ۱۴۵۷ ع مطابق سنه ۸۶۲

معلوم هوتا هی که خواجه جهان جو محمد تغلق کا وزیر تها اُسکي صغر سني کے زمانه میں جب اُس کي حکومت پر حاوي نهوسکا تو وہ جونپور اپني حکومت گاہ کو چلا گیا اور خود مختار بن بیٹها اُس کے خاندان کے چار آدمي جا نشین اُسکے هوئے اور مالوہ اور دلي کے بادشاهوں سے لڑتے رهے چنانچه دوبار اُنهوں نے دلي کا محاصرہ کیا مگر سنه ۱۴۷۶ ع میں بهلول لودهي نے اُن کي حکومت کو خاک میں ملایا اور اُن کي قلمرو کو اپني قلمرو میں دوبارہ شامل کیا *

جبکه بابر بادشاہ نے دلي پر فتح پائي تهي تو اُس پر تهوڑے دن گذرے تهے که جونپور کي ریاست پر قبضه کیا اور بعد اُس کے شیر شاہ بهي اُس پر قابض هوا اور جبکه شیر شاہ کے خاندان کا نام نشان باقي نرها تو وہ مختلف لوگوں کے قبض و تصرف میں اُس وقت تک برابر رهي که اکبر شاہ نے اپني سلطنت کے آغاز میں اُسکو فتح کیا *

جونپور کي ریاست قنوج سے لیکر جو اس کے شمال و مغرب میں واقع هی گنگا کے کنارہ کنارہ وهاں تک پهیلي هوئي تهي جو بنگاله اور بهار کے جنوبي حصه کے درمیان میں جنوب مشرق کي جانب قایم تهي *

## سندہ کي سلطنت کا بیان

جبکه سنه ۷۵۰ ع میں عرب سندہ سے خارج کیئے گئے تو بعد اُسکے سندہ کي قلمرو بکر سے سمندر تک سمیرا راجپوتوں کے قبض و تصرف میں بارهویں صدي تک برابر چلي آئي بعد اُسکے وہ خاندان معدوم هوا اور بڑي بڑي تبدیلیوں کے بعد ایک اور قوم کے هاتهوں میں پڑي جو راجپوتوں میں ساما کهلاتي تهي *

یهه بات تحقیق نهیں که سمیرا راجپوتوں نے اس زمانه میں مسلمانوں کو خراج دیا مگر غالب یهه هی که بارهویں صدي کے آغاز شهاب‌الدین غوري کے عهد سلطنت میں یا اُسکے کسي قریب جانشین کے دور و حکومت میں ادا کیا هوگا *

معلوم هوتا هی که ساما قوم والے پهلے پهل سرکش رهے اسلیئے که سنه ۱۳۶۱ع کے قریب جیسا که بالا مذکور هوا سلطان فیروز تغلق نے اسي خطاب کے ایک راجه پر حمله کیا بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرنے پر قوم مذکور کے راجپوتوں کو مسلمان کیا گیا اور سندہ اُنکے قبض و تصرف میں جبتک برابر رها که ارغونیوں نے اُنکو خارج کیا جنکا دخل و تسلط شاهنشاہ اکبر کي تخت نشیني تک برابر تها *

## ملتان کی ریاست کا بیان

واضح هو که ملتان اُس بے انتظامی کے زمانہ میں باغی هوا جو تیمورلنگ کی [چڑهائی] کے بعد اطراف و جوانب میں واقع هوئی تهی یهہ ریاست لنگاہ پٹهانوں کے [قبضہ] و تصرف میں آئی اور سو برس تک برابر رهی ●

سولهویں صدی کے آغاز میں سندھ والے ارغونوں نے لنگاہ پٹهانوں سے ملتان کی حکومت [چهین] لی اور بعد اُسکے همایوں کے بهائی میرزا کامران نے ارغونوں کو وهاں کی ریاست سے نکالا اور جب سے وہ ریاست تیموریوں کے دخل و تسلط میں داخل هوئی ●

## باقی ریاستوں کا بیان

وہ باقی صوبے جو اسی زمانہ میں دهلی کی سلطنت سے [علحدہ] [illegible] رهتے تهے اُنکی نسبت یهہ بیان کرنا ضروری و کافی هی که [illegible] عروج کے پیچهے وہ سارے صوبے جو مستقل هوئے اگرچہ [illegible] صوبے بهلول لودهی اور بابر اور همایوں اور شیرشاہ کے وقت دوبارہ سلطنت [illegible] مگر اکبر کے جلوس تک وہ صوبے [illegible] مستقل [illegible] رها پٹهانوں کی حکومت کی [illegible] ریاستوں کے حالات میں [illegible] ●

قصہ تمام شد



# اطلاع

## بخدمت ممبران سائنٹفک سوسائٹی

ایشیاٹک سوسائٹی میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی کتاب چھاپی جاتی ہے تو [illegible] اسکا جاری ہونا [illegible] معلوم کرایا جاتا ہے یہ قاعدہ نہایت عمدہ ہے اور اس سوسائٹی نے بھی اسی دستور کا رواج کیا ہے ۔

یہ کتاب تاریخ ہندوستان بہت بڑی کتاب ہے چنانچہ بموجب اسی قاعدہ کے یہ ٹکڑا اسکا ممبروں کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے اور آئندہ اسیطرح پہونچتا رہیگا ۔

ممبروں کو جو یہ کتاب بلا قیمت دی جاتی ہے اور اگر اور کوئی شخص اس کتاب کو خرید کرنا چاہے تو کل کتاب کی قیمت سات روپیہ ہے اور ایک روپیہ محصول ڈاک کل آٹھ روپیہ ہوئے پس جس صاحب کو اس کتاب کا خریدنا ہو آٹھ روپیہ زر قیمت مع محصول ڈاک [illegible] سیکرٹری [illegible] اس کتاب کے [illegible] بھیجے جاوینگے اور آئندہ جو [illegible] ہوتے جاوینگے وہ باقاعدہ پہونچتے رہینگے ۔

[illegible]

سکرٹری سائنٹفک سوسائٹی

مقام [illegible] علیگڈھ